

عمدة الطالب

مناقب آل ابی طالب ^{ترجمہ}

جلد اول

مؤلف شیخ محدث امام حافظ محمد بن علی شہر آشوب متوفی ۵۸۸ھ

ترجمہ و حواشی ملک العلماء مولانا ملک محمد شریف صاحبہ لکھنؤ

حسب فرمائش

نشریہ تہذیبیہ ایکسپریس محلہ شیعہ لاہور

مطبع انصاف پریس ریویو روڈ۔ لاہور

بدیہ عقیدت

شہید اعظم حسین اسلام جو ان جنت کے سردار آقا سے نامدار امام حسین علیہ السلام شہید
کریم کی خدمت میں۔

میرے عزیز نواز آقا آپ نے یقیناً میری دعا کو قبول فرمایا۔ میرا یہ حقیر عہدہ قبول
فرمایا جس میں آپ کے اور آپ کے آباؤ اجداد کے حالات کو اردو زبان میں منتقل کیا
جسے روحی ملک اللہ باری انت وائی لا اسئلک علیہ من اجر الا تقبلہ منی
قبول حسن۔

العبد المذنب
محمد شریف عفی عنہ

نذرانہ عقیدت

نقیب آل ابی طالب مذہب شیعہ کی مشہور و معروف مستند کتاب ہے۔ ملک العلماء مولانا ملک محمد شریف
صاحب قبلہ نے اس کا ترجمہ کر دیا اور اس پتھر نے اسے شائع کرنے کی ذمہ داری اٹھالی۔ امید ہے کہ یہ کتاب
جو کہ فضائل محمد و آل محمد کا خزانہ ہے اسلامی حلقوں میں بہت مقبول ہوگی اور انہیں اسے ہاتھوں ہاتھ پڑھنے
کے تاکہ اس کی دوسری جلد بھی شائع کی جاسکے۔

یہ چاروں موصوفین عظیم السلام کو نظر عنایت ہے کہ میں اس ضخیم کتاب کی طباعت کی ذمہ داریوں سے
بیکدش مبرا ہوں دراصل اس کتاب کی اشاعت کا مقصد ہی آل ابی طالب کی خدمت میں نذرانہ عقیدت
پیش کرنا ہے خدا کرے کہ اس حقیر کا یہ تحفہ ان معصومین کی بارگاہ میں قبول ہو اور اس کا صلہ روز آخرت
میں آئے۔

(الحاج) ملک صادق علی عرفانی

نوٹ: اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ کوئی صاحب ہونے کا قصد نہ کریں۔

پینٹر شہید ہندی ہاٹ پٹنہ

بف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين، محمد وآله
الطيبين الطاهرين المعصومين

لما بعد اس بادی دور میں حالات اسلام کے کارناموں کو زیادہ سے زیادہ شائع کرنے کی ضرورت ہے۔
میں اس سلسلے میں اپنی مفرد و بھرپور کوشش کر رہا ہوں۔ اور زندگی کے آخری لمحات تک انشاء اللہ تعالیٰ یہی کوشش رہے گی۔ میری نگاہ میں عالم حافظ محدث امام محقق کامل محمد بن علی شہر آشوب علیہ الرحمہ متوفی ۵۸۸ھ کی کتاب ایک بہترین و قیمتی
مندی۔ چونکہ اصل کتاب عربی زبان میں تھی، اس لئے اردو دان طلبہ قارئین نہیں اٹھا سکتا تھا۔ میں نے اس کی اردو
زبان میں با محاورہ ترجمہ کیا ہے۔

نوشہ علیہ الرحمہ نے ہر ایک واقعہ کو تحریر کرنے کے بعد اس موضوع سے متعلق اشعار کو بھی نقل کیا ہے
میں نے ترجمہ کے وقت اشعار کا مطلب تحریر کرنا چھوڑ دیا ہے۔ چونکہ جہاں میں انہی ہیں، وہ اشعار میر
موجود ہیں جس کا شمار کے سوا کوئی فائدہ نہیں تھا، ان جیدہ چیدہ اشعار کو مع ترجمہ نقل کروا رہا ہے۔

اگر آپ اصل کتاب کو ملاحظہ فرمائیں، تو آپ پر یہ بات واضح ہوگی کہ بعض مقامات پر عبارت کے جملے موجود
نہیں ہیں جس سے مطلب واضح نہیں ہوتا، میری دانست میں ایک علامہ تک اس لا جواب موقی کا قافی صورت
میں پردہ انخفا میں رہنے کی وجہ سے بعض مقامات اصل عبارت سے الفاظ محو ہو گئے ہیں، جس شکل میں کتاب
درستیا ہوئی ہے، اسی صورت میں شائع کر دی گئی ہے۔ اس وقت تک محشر عبارت کا کوئی علاج نہیں
معلوم ہوا۔ مطالعہ کے وقت ایسی عبارتوں کا مطالعہ بری طرح کھٹکٹا ہے۔ اگرچہ چودہ پندرہ سو صفحات کی کتاب
میں ایسی عبارتوں کی تعداد بیس بچیں سے زیادہ نہیں ہوگی، مگر بعض بے نظیر مطالب کا فوت ہو جانا بکلام نہیں
تو اور کیا ہے، اس کا مداوا امام وقت کے سوا کسی کے پاس نہیں۔

میرے سامنے اس وقت مناقب آل ابی طالب کا وہ نسخہ ہے جو مجمع جندیہ سے ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء
میں نجف اشرف سے شائع ہوا ہے اور بعض افاضل و نال خالی کا مقامات پر حاشیہ بھی تحریر ہے، لیکن ایسی عبارتوں
کی کچھ فصلائے مراق بھی نہیں سلجھا سکے اور اس کے سمجھانے کی بات بھی نہیں تھی، احادیث رسولی یا ائمہ
معصومین میں اصنافے کا کسی کو حق حاصل نہیں شیعہ دنیا کی کمال دیانت کی یہ زبردست دلیل ہے۔

امیر احمد نے: **حول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک آئمہ معصومین علیہم السلام کے حالات کو تحریر کیا ہے اور قائم آل
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو تحریر نہیں کیا۔ اس کتاب میں یہ کمی تھی۔ میں نے قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات
کو خود تالیف کر کے کتاب میں شامل کر دیا ہے تاکہ اس بات کی کمی نہ رہے۔ اور کتاب چار وہ معصومین علیہم
السلام کے حالات میں مکمل اور جامع ہو۔

کتاب کیا ہے؟ آپ کو اس کے ترجمہ کے مطالعہ سے اس بات کا علم ہو جائے گا۔ کہ یہ فضائل آل محمد میں
ایک بحسہ ذخیرہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حالات کو نہایت
شرح و تفسیر سے بیان کیا گیا ہے۔ اردو دان حضرات کو اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سی نئی باتیں معلوم ہوں
گی۔ جو ان کے ایمان کی زیادتی کا باعث ہوں گی۔

یہ جواب کتاب ہر دور میں اہل علم کا مرجع رہی ہے۔ اس کتاب کی تالیف و اشاعت کے بعد تالیف ہونے
والی شاید ہی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں اس شالی کتاب کا حوالہ موجود نہ ہو۔
میں نے اس جواب کتاب کے اردو ترجمہ کا نام **عمدة الطالب** ترجمہ شاقب آل ابی طالب رکھا اس
کو دو حصوں میں تقسیم کیا پہلے حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب
علیہ السلام کے حالات ہیں۔ اور دوسرے حصے میں جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا سے لے کر جناب قائم آل محمد
عجل اللہ لرجہ تک بارہ معصومین علیہم السلام کے حالات موجود ہیں۔
مؤلف کتاب کا تعلق علامہ عباس قمیؒ کے انفاذ میں ملاحظہ فرمائیں۔

حالات مؤلف

رفیید الدین ابو جعفر محمد بن علی بن شہر آشوب السمرودی المازندرانی
فخر الشیعة و مروج الشریعة محی اثار المناقب و الفضائل و البحر المتلاطم
الوختار الذی لا یساجل

هو البحر لا یل دون ما حلیہ البحر

هو البدر لا یل دون طلعتہ البدر

هو النجم لا یل دونہ النجم رتبہ

هو الدار لا یل دون منطقتہ الدار

هو العالم المشہور فی الدھر و الدی

بہ بین ارباب الدھی اقتصر الدھر

هو الکامل الاوصاف فی النعم و التقی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	اسلام کا کتب	۹	۲۷	فصل (۲۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متفرق معجزات	۱۶۰
۲	باب اول	۱۶	۲۸	فصل (۲۸) معجزات جو آنحضرت کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے	۱۶۳
۳	فصل (۱) آنحضرت کی نبوت کی بشارتیں	۲۳	۲۹	فصل (۲۹) وہ خصوصیات جن سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو نوازا	۱۶۶
۴	حضرت سلمان کا ایمان لانا	۲۸	۳۰	فصل (۳۰) آداب و مزاج	۱۸۰
۵	سیف فی یزین کی جنگ	۳۱	۳۱	فصل (۳۱) اسما، القاب	۱۸۵
۶	حضرت عبدالمطلب کی قربانی	۳۳	۳۲	فصل (۳۲) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب اور سید	۱۹۰
۷	فصل (۳) خواتین اور نث نیاں	۳۴	۳۳	اقربا اور خدام	۱۹۳
۸	فصل (۴) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت	۴۲	۳۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھبران	۱۹۹
۹	فصل (۴) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت	۴۸	۳۵	جن حضرات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں آگے بڑھایا	۱۹۹
۱۰	فصل (۵) جناب خدیجہ سے حضرت رسول خدا کا عقد	۶۱	۳۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال	۲۰۰
۱۱	فصل (۶) رسول خدا کی بیعت	۶۳	۳۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام رساں	۲۰۰
۱۲	فصل (۷) نزول وحی کی کیفیت	۶۵	۳۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہادت	۲۰۱
۱۳	فصل (۸) دعوت ذوالعشرہ	۶۸	۳۹	رکھنے والے حضرات	۲۰۱
۱۴	فصل (۹) کفار کی ایذا رسانی	۷۰	۴۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال اور غلام	۲۰۵
۱۵	حضرت ابوطالب کی نصرت	۸۱	۴۱	آپ کی لونڈیاں	۲۰۵
۱۶	فصل (۱۰) ابوطالب کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا اذیتیں اٹھائیں	۹۳	۴۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات اور تاریخ	۲۰۵
۱۷	فصل (۱۱) مشرکین اور شیطان کی چال سے حفاظت	۹۴	۴۳	فصل (۲۸) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج	۲۱۰
۱۸	فصل (۱۲) استجاب دعا	۱۰۱	۴۴	فصل (۲۹) ہجرت	۲۱۰
۱۹	فصل (۱۳) خواب اور بتوں کی طرف سے غیبی آوازیں	۱۰۸	۴۵	فصل (۳۰) غزوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۱۰
۲۰	فصل (۱۴) جہاد کا برکت	۱۱۳	۴۶	والد وسلم	۲۲۴
۲۱	فصل (۱۵) حیوانات کا کلام کرنا	۱۱۹	۴۷	جنگ احد	۲۳۰
۲۲	فصل (۱۶) کھانے پینے کا ریاہ ہونا	۱۲۸	۴۸	جنگ خندق	۲۳۲
۲۳	فصل (۱۷) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قولی معجزات	۱۳۳	۴۹	جنگ بدر	۲۳۲
۲۴	فصل (۱۸) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعلی معجزات	۱۴۳	۵۰	جنگ چاہ معونہ	۲۳۵
۲۵	فصل (۱۹) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی معجزات	۱۵۱	۵۱	غزوہ بنو نضیر	۲۳۶
۲۶	فصل (۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اچھا	۱۵۸	۵۲	غزوہ بنو بکبان	۲۳۶
۲۷	فصل (۲۱) وہ باتیں جو حیوانات و جمادات سے ظاہر ہوئیں	۱۶۴	۵۳	غزوہ بنو قریظہ	۲۴۰
			۵۴	غزوہ بنو معہ طلق	۲۴۴
			۵۵	سریر زبیر بن جراحہ وغیرہ	۲۴۴

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۶۴	کونا	۲۴۷	غزوہ بنو	۵۴	غزوہ بنو
۴۶۴	فصل ۱۰ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا زہر	۲۴۸	عمرہ حدیث	۵۵	عمرہ حدیث
۴۶۴	اور قضاوت	۲۴۹	فتح خیبر	۵۶	فتح خیبر
۴۶۴	فصل ۱۱ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی	۲۵۰	فدک	۵۷	فدک
۴۶۴	سختی اور زہر خدا میں خرچ کرنا	۲۵۱	جنگ موتہ	۵۸	جنگ موتہ
۴۶۴	فصل ۱۲ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا عدل	۲۵۲	فتح کربلا	۵۹	فتح کربلا
۴۶۴	اور انصاف	۲۵۳	جنگ اوطاس	۶۰	جنگ اوطاس
۴۶۴	فصل ۱۳ - حضرت علی علیہ السلام کا خطبہ	۲۵۴	فصل ۱۴ - طائفہ کے بیان میں	۶۱	فصل ۱۴ - طائفہ کے بیان میں
۴۶۴	فصل ۱۴ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بروہاری	۲۵۵	فصل ۱۵ - نکاح اور اشارات کے بیان میں	۶۲	فصل ۱۵ - نکاح اور اشارات کے بیان میں
۴۶۴	اور مہربانی	۲۵۶	فصل ۱۶ - وفات رسول کے بیان میں	۶۳	فصل ۱۶ - وفات رسول کے بیان میں
۴۶۴	فصل ۱۵ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی محبت	۲۵۷	باب دوم	۶۴	باب دوم
۴۶۴	اور عبادت	۲۵۸	امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی امامت	۶۵	امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی امامت
۴۶۴	فصل ۱۶ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا	۲۵۹	فصل ۱ - فرقہ سمیعہ کا رد	۶۶	فصل ۱ - فرقہ سمیعہ کا رد
۴۶۴	یقینی اور مہر	۲۶۰	خارجیوں کا رد	۶۷	خارجیوں کا رد
۴۶۴	فصل ۱۷ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے	۲۶۱	سوالات و جوابات	۶۸	سوالات و جوابات
۴۶۴	احمال و عداوت	۲۶۲	باب سوم	۶۹	باب سوم
۴۶۴	فصل ۱۸ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی نیابت	۲۶۳	دور زدہ امام علیہ السلام کی امامت کا ثبوت	۷۰	دور زدہ امام علیہ السلام کی امامت کا ثبوت
۴۶۴	اور ولایت	۲۶۴	فصل ۱ - خصایص میں	۷۱	فصل ۱ - خصایص میں
۴۶۴	فصل ۱۹ - حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ترم اور	۲۶۵	فصل ۲ - ان آیات کے بارے میں جو آخر مہدی میں	۷۲	فصل ۲ - ان آیات کے بارے میں جو آخر مہدی میں
۴۶۴	تبرک و باریت	۲۶۶	کے بارے میں نازل ہوئی	۷۳	کے بارے میں نازل ہوئی
۴۶۴	باب پنجم	۲۶۷	فصل ۳ - ان فقرات کے بارے میں جو چارے	۷۴	فصل ۳ - ان فقرات کے بارے میں جو چارے
۴۶۴	حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ان مناقب کے بارے	۲۶۸	میشواؤں کے بارے میں نازل ہوئی	۷۵	میشواؤں کے بارے میں نازل ہوئی
۴۶۴	میں جن میں آپ تمام اصحاب سے منفرد ہیں	۲۶۹	فصل ۴ - ان احادیث کے بارے میں جن کو اہل سنت	۷۶	فصل ۴ - ان احادیث کے بارے میں جن کو اہل سنت
۴۶۴	فصل ۱ - حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی میزان	۲۷۰	نے بیان کیا ہے	۷۷	نے بیان کیا ہے
۴۶۴	کتاب اور حساب و غیرہ میں برتری	۲۷۱	فصل ۵ - ان احادیث کے بارے میں جو امامیہ حضرات	۷۸	فصل ۵ - ان احادیث کے بارے میں جو امامیہ حضرات
۴۶۴	فصل ۲ - حضرت علی علیہ السلام کا چارہ محبت اور	۲۷۲	سے روایت ہوئی	۷۹	سے روایت ہوئی
۴۶۴	دراخت کی تقسیم کرنے کے بارے میں	۲۷۳	حدیث لوح	۸۰	حدیث لوح
۴۶۴	فصل ۳ - حضرت علی علیہ السلام کی ساقی کوثر میں اور	۲۷۴	فصل ۶ - سنکتے اور اشارات	۸۱	فصل ۶ - سنکتے اور اشارات
۴۶۴	مشرکے دوزخوں کی سفارش کریں گے	۲۷۵	فصل ۷ - ان الفاظ کے بارے میں جو امامیہ معصومین	۸۲	فصل ۷ - ان الفاظ کے بارے میں جو امامیہ معصومین
۴۶۴	فصل ۴ - حضرت علی علیہ السلام کی قربت	۲۷۶	علیہ السلام کی مدت میں بیان کئے جاتے ہیں	۸۳	علیہ السلام کی مدت میں بیان کئے جاتے ہیں
۴۶۴	فصل ۵ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت	۲۷۷	باب چہارم	۸۴	باب چہارم
۴۶۴	کی کیفیت	۲۷۸	درجات امیر المومنین	۸۵	درجات امیر المومنین
۴۶۴	فصل ۶ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی حجت	۲۷۹	فصل ۱ - مقدمات کا بیان	۸۶	فصل ۱ - مقدمات کا بیان
۴۶۴	اور زہر	۲۸۰	حضرت امیر کا سب سے پہلے نماز پڑھنا	۸۷	حضرت امیر کا سب سے پہلے نماز پڑھنا
۴۶۴	فصل ۷ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی	۲۸۱	فصل ۲ - امیر المومنین علیہ السلام کا سب سے	۸۸	فصل ۲ - امیر المومنین علیہ السلام کا سب سے
۴۶۴	آخرت	۲۸۲	پہلے بیعت کرنا	۸۹	پہلے بیعت کرنا
۴۶۴	فصل ۸ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام	۲۸۳	فصل ۳ - حضرت علی علیہ السلام کی سخاوت اور زہر	۹۰	فصل ۳ - حضرت علی علیہ السلام کی سخاوت اور زہر
۴۶۴	کا چارہ	۲۸۴	خدا میں جان و مال کا خرچ کرنا	۹۱	خدا میں جان و مال کا خرچ کرنا
۴۶۴	فصل ۹ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی	۲۸۵	حضرت علی علیہ السلام کی پھر شادی کی بیعت	۹۲	حضرت علی علیہ السلام کی پھر شادی کی بیعت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ

الحمد لله الذي خلقني فهو يهذبني والذي هو يطعني ويسقيني
واذا مرضت فهو يشفيني والذي يهيئني ثم يجيئني والذي اطعم ان
ينفري لي خطيئتي يوم الدين وحملني الله على سيدنا نبينا محمد خاتم
النبيين، وعلى اخيه ووصيه وبعث ابنه امير المؤمنين وعلى
اهل بيته الطيبين الطاهرين

محمد بن علی بن شہر آشوب ازندان کا بیان ہے کہ جب میں نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ
و دشمنوں اور خاندانوں کو کفر کرتے ہوئے دیکھا، اور اس بارے میں شیعہ اور سنی کی رائے مختلف تھی، اور اکثر
لوگ دلائل پرست سے روگردان، ان کے ذہن سے بھاگنے والے، ان کے علوم میں طعنہ زنی کرنے
والے اور ان سے محبت کرنے میں کراہت کرنے والے لوگوں کو دیکھا، تو میں غفلت کی غیب سے چونکا، حالات کے
واضح ہونے کا مجھ پر خاص فیض ہوا۔ اقوال کے اختلاف میں غور کیا، اہل سنت و اہل حق میں
ما یقین خاندان، واقفین، ضعیف، مجروحین، خوارج اور شائکین سے مختلف احادیث اور مضطرب اخبار
روایت کرتے تھے۔ مصافحۃ الاخبار الارواۃ تھا۔ احادیث کی تباہی کا باعث احادیث کے راوی
ہونے، ان سب لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نور کو ختم کرنے کا پس میں گھٹ جوڑ کر لیا۔ کیا آپ کو علم نہیں
ہے کہ ان کے پاکیزہ ترین آدمی نے حدیث خاتم واقعہ غدیر، حدیث طیر اور آیت تطہیر کو نظر انداز کر
دیا۔ ان کے منصف ترین آدمی نے حدیث (اصحاب کعبہ)، اجابت تحف اور ارتقاء کو چھپا دیا اور ان
کے بہترین فروغ دہندگان نے حدیث انا مدینۃ العلم اور حدیث لوح کے بارے میں طعن و تشنیع کی ہے، اور ان مشہور
ترین انسان نے حدیث وصیت کو بیان کرنے میں توقف کیا (آیت) یوفون بالذکر اور حدیث
نعم للطیبة کے بارے میں تاویل کی۔ میں نے اپنے دل میں کہا، ان ہذا شئی عجیب یہ تو
جبران کن معاملہ ہے۔

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۰۴	فصل ۱۱ - سادات کے مشاہد مقدسہ کے بارے میں۔	۵۷۸	۱۲۶	تضایات امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام	۵۸۳
۱۰۵	فصل ۱۲ - اہل بیت علیہم السلام کے منظمہ کے بیان میں۔	۵۸۵	۱۲۷	فصل ۱۱ - نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں فیصلے۔	۵۸۵
۱۰۸	فصل ۱۳ - اہل بیت علیہم السلام کے مصائب کے بیان میں۔	۵۹۲	۱۲۸	فصل ۱۲ - حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے۔	۵۹۲
۱۰۹	امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی یاد خانی اور مخلوق کے نزدیک۔		۱۲۹	فصل ۱۳ - حضرت عمر کی خلافت کے زمانے میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے۔	
۱۱۰	فصل ۱۴ - ان تحائف کے بیان میں جو حضرت علی علیہ السلام کو منجانب اللہ عزوجل عطا ہوئے۔		۱۳۰	فصل ۱۴ - حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے۔	
۱۱۱	فصل ۱۵ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے زینتوں کا عہد کرنا۔		۱۳۱	فصل ۱۵ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے وہ فیصلے جو بیعت عامہ کے بعد کئے گئے۔	
۱۱۲	فصل ۱۶ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے دنیا اور دنیا کے ساتھ تعلقات۔		۱۳۲	فصل ۱۶ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ابن کوانہ کے مندرجہ ذیل سوالات۔	
۱۱۳	فصل ۱۷ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ایس او ایس کے تعلق۔		۱۳۳	فصل ۱۷ - ایک سائل نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے مندرجہ ذیل سوالات کئے۔	
۱۱۴	فصل ۱۸ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا آسمانی کتابوں میں ذکر۔				
۱۱۵	فصل ۱۹ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ مقام۔				
۱۱۶	فصل ۲۰ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا عیب کی باتوں سے آگاہ کرنا۔				
۱۱۷	فصل ۲۱ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا عیب کی باتوں سے آگاہ کرنا۔				
۱۱۸	فصل ۲۲ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت۔				
۱۱۹	فصل ۲۳ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت۔				
۱۲۰	فصل ۲۴ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ذاتی معجزات۔				
۱۲۱	فصل ۲۵ - سیارات کا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا۔				
۱۲۲	فصل ۲۶ - سیارات کا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا۔				
۱۲۳	فصل ۲۷ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے دعاؤں کی قبولیت۔				
۱۲۴	فصل ۲۸ - حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بیعت اور بیعت کے ساتھ۔				
۱۲۵	فصل ۲۹ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۲۶	فصل ۳۰ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۲۷	فصل ۳۱ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۲۸	فصل ۳۲ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۲۹	فصل ۳۳ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۳۰	فصل ۳۴ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۳۱	فصل ۳۵ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۳۲	فصل ۳۶ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۳۳	فصل ۳۷ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۳۴	فصل ۳۸ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۳۵	فصل ۳۹ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۳۶	فصل ۴۰ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۳۷	فصل ۴۱ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۳۸	فصل ۴۲ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۳۹	فصل ۴۳ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۴۰	فصل ۴۴ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۴۱	فصل ۴۵ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۴۲	فصل ۴۶ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۴۳	فصل ۴۷ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۴۴	فصل ۴۸ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۴۵	فصل ۴۹ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۴۶	فصل ۵۰ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۴۷	فصل ۵۱ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۴۸	فصل ۵۲ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۴۹	فصل ۵۳ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				
۱۵۰	فصل ۵۴ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہر مومنین				

افہذا الحدیث افتر مدھنون اس حدیث پر تم مدھنست کرتے ہو۔ فاذابعد الحق
 الا الضلال حق کے بعد اور چیز تو گرا ہی سہی۔ فانی تصرفون اس کو چھوڑ سنے والو کہاں جھانکتے ہو۔
 میں نے ایک جماعت کو ملاحظہ کیا جو مشفق علیہ آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ اور حدیث وابتداء حق
 بہانہ لڑھاروں میں موسیٰ اورانی تارک فیکم الثقلین کی جی تاویل کرتی تھی۔ وحقید وابتداء
 واستغفرتھما انفسہم فطہر اوصلوا ظلم اور زیادہ کے باعث انہوں نے ان باتوں کا انکار کیا۔ واما
 منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءہم الہدای ویستغفروا ربہم ہر کوئی کو کیا چیز دینی ہے
 ہمیشہ کہنے کے بعد ایمان لائیں یا اور اپنے رب سے مغفرت طلب کریں۔ ایک گروہ نے حق کے مقابل
 باطل کو گھمڑ لیا اور ہر سچی بات کے مقابل میں (مجھوٹی بات) بنائی مثلاً اس حدیث الحسن والحسین
 میں شباب اہل الجنة حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار ہیں۔ اور یہ حدیث وکلن احباب
 الناس الی رسول اللہ من الرجال علی ومن النساء فاطمہ رسول اللہ کے نزدیک مردوں میں حضرت
 علی اور عورتوں میں جناب فاطمہ زیادہ محبوب تھیں۔ ان دونوں احادیث کے مقابل میں وضعی حدیثیں
 تیار کریں (وہجاول الدین کفہ وابدالباطل میں مغوا بہ الحق وقد ضلوا ضلالا کثیرا
 وضلوا عن سوا السبیل

اور ایک ٹوسے تھے اسی حدیث میں بھی بستی کر لی حدیث میں کنت مولای فذلک مولای کو بیان کرتے
 ہیں لیکن اس کے بعد (رسول اللہ) کی دعا کا ذکر نہیں کرتے۔ حدیث انتا منی بہانہ لڑھاروں میں
 وہ بیحد کا ذکر کرتے ہیں لیکن لایبی بعدی بیان نہیں کرتے۔ الحسن والحسین میں شباب
 اہل الجنة کی روایت کرتے ہیں لیکن ابوہما خیر منہما کا ذکر نہیں کرتے۔ بعض نے حضرت علی
 علیہ السلام سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت نے جناب عمر سے فرمایا کیا تجھے اس بات کا علم نہیں
 ہے کہ پاگل کی سزا اس وقت تک معاف ہے جب تک اس کو ہوش نہ آجائے۔ اور لڑکے سے اس وقت
 تک جب تک وہ سن بلوغ کو نہ پہنچ جائے۔ اور بوٹے ہوئے شخص سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے اور اس
 راوی نے حدیث کے شروع حصہ کو چھوڑ دیا جو اس طے ہے کہ جناب عمر نے ایک پاگل عورت کو سزا دی

اس حدیث کے مقابل میں یہ حدیث تیار کی۔ ان ابابکر و عمر کا ناسید کہ ولی اہل الجنة حضرت ابو بکر و حضرت
 عورت کے بڑھوں کے سردار ہیں۔ لفظ مولانا امت و سیاست حصہ اول ابتدائی صفحات کیا بڑھوں کا جنت میں گذر ہو گا؟

کا ارادہ کیا۔ جو زمانہ کے فعل سے مرکب ہوئی تھی۔ اور اس نے خبر کے ایک حصہ کو ترک کر دیا جو حضرت عمر کا
 اپنا قول ہے کہ میں مجنونہ عورت پر سزا جاری کرنے سے ہلک ہو جاتا ہوں۔ بعد ما بعد
 غنائم الشہد علیہ الدین بعد موتہ جس نے سننے کے بعد تبدیل کر دی اس کا گناہ تبدیل کرنے
 والوں پر ہے۔ ایک جماعت نے منافیہ اہل بیت کو ان کے اختیار کی طرف منسوب کر دیا۔ جیسے حدیث
 سے باب اسب۔ صالح المؤمنین حضرت کا تہم سوش پر لکھا ہونا اور حضرت علی سے جبریل کا سلام کرنا۔

الذین یستحبون البیوت علی الاخصیة ویجدون عن سبیل اللہ اولئک فی ضلال
 بعید وہ لوگ جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ وہ کھلی ہوئی گمراہی
 میں ہیں۔

ایک جماعت احادیث منائب کے روایت کو ناقابل اعتبار قرار دیتی ہے۔ اور ان احادیث منا-
 کے الفاظ میں تصدیق کرتی ہے۔ اور ان کے معانی میں جرح و قدح سے کام لیتی ہے۔ یہ خوارج اہل بیت
 کے دشمنوں کے فضائل جو اس نشان سے بیان کرتے ہیں جن کو نہ عقل تسلیم اور نہ نقل قبول کر سکتی ہے

اذا ماردی الراودن الغب الخیلة لا صحاب مولانا نبی محمد
 یقولون ضد افی الصحیحین مثبت بخط الزہا۔ ابن الجوزی یث ضد
 وہ ہماروینا فی علی فضیلہ یقولون ہذا احادیث ملحد

جب راوی ہمارے آقا صبر نہی کے اصحاب کی مزار فضیلت بیان کرتے ہیں۔ تو یہ لوگ یہ کہتے
 ہیں کہ یہ پیش بخاری اور مسلم ہیں دونوں اماموں کے خط سے ثابت اور درست ہے۔ تاہم جب کبھی ہمز
 علی علیہ السلام کی فضیلت کی کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثور کافروں کی ہے۔

عنہما الذین یصدفون فی ایاتنا سو والحداب صا کا نوا بعد فون

جو لوگ بخاری آیات سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ انہیں عنقریب بڑے عذاب کا یا لہ دیا جائے گا۔

ایک جماعت اکثر فضائل مثلاً حدیث حباب کے حدیث ثعبان احمد جان کے مضر علی اور روان
 کا ذکر کرتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ یہ پرانا جھوٹا اور پتلا علم ہے۔

۱۔ میں حدیث میں مذکور بالا تہم امام بخاری نے کی ہے ۲۔ احمد علیہ السلام امام بخاری واقعہ اور واحدی نے کہا ہے ۳۔ احمد
 علیہ السلام کے والدین ہیں ابو عمرو جاحظ کا تہم ہیں ۴۔ احمد علیہ السلام کہ ابو داؤد سجستانی نے حدیث کیلئے ۵۔ احمد
 علیہ السلام کی طرف امام احمد بن حنبل نے اشارہ کیا ہے ۶۔ احمد

اذا ذکرُوا فی مجلس علیؑ وسبطیدہ وفاطمہ الزکیٰۃ

یقول الحاضرون ذروا فہذا

مقیم من حدیث ابن فضال

جب حضرت علیؑ جناب سبطینؑ اور جناب فاطمہؑ کا درہ لوگ مجلس میں ذکر کرتے ہیں تو حاضرین کہتے ہیں اس بات کو چھوڑ دو یہ رافضیوں کی روایات باتیں ہیں وہ منہ اٹھ کر صحیح تابع ہوا لا ہذا ہدی من اللہ۔

کچھ لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ تمام اُمت آل محمد میں اور تمام اصحاب عتہ میں داخل ہیں اور رسول اللہ کی تمام عورتیں اہل بیت میں شامل ہیں، وللا رسول کو رسول اللہ کی فریستہ اور آل ہاشم سے انکار کر دیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اُمت محمدی لہذا بن خدیجہ قولاً غیر الذی قیل۔ بعد آل محمد کے ہر سے میں ہے کہ ان محمد کے ہر سے میں ظالم لوگوں نے اس بات کو جو ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی تھی تعبیریں کر دیاں ظالموں کی ایک جماعت نے یہاں تک کہ کہہ دینے لگے کہ کان ابو بکر اشجع من علیؑ جناب ابو بکر حضرت علیؑ سے زیادہ ہار رہے تھے اور مرثیہ کا محمد بن مسلمہ نے قتل لیا تھا۔ واثمد یہ مدبریں قتل ہوا ہے علیؑ اور سورہ براتہ کے اوکرنے کے ذات جناب ابو بکر حضرت علیؑ کے ہار رہے، اور بسا اوقات یہ بات فرمادیتے ہیں کہ اس سورہ کو انس بن مالک نے لوگوں پر پڑھا تھا، اور حضرت محمدؐ کو جناب فاطمہؑ نے اسلام اللہ علیہا نے رسول اللہ کے زمانہ حیات میں یہ قسط کی صورت میں جہا تھا علیؑ اور بنی ہاشم نے فرمایا کہ بنی ہاشم بن مخیرہ مجھے اس بار سے پس فریت دیتے ہیں کہ وہ اپنی بڑائی علیؑ ابی ابی طالب کے عاقب میں مانا چاہتے ہیں۔ ان کو اس بات کی اہانتہ نہیں اگر علیؑ ابن ابی طالب اس بات کو چاہتے ہیں کہ وہ میری بیٹی کو حقوق دے دیں اور ان کی بیٹی سے شہد کریں کہ بنی ہاشم کے صدقہ کا مال حضرت علیؑ اور عباسؑ سے قبضہ میں تھا، حضرت علیؑ نے

اس سے ابن شیبہؒ کی روایت ہے کہ اس بات کو علم مغیرہؒ قابل ہے ۱۲ سالہ انکار کرنے والوں میں مجاہد بن یوسفؒ اور یحییٰ بن یزیدؒ سے عرق کا ٹوکہ لیا تھا ۱۲ سالہ قاتلوں میں مکہ کا کہ وہ اللہ پر عمرو بن عبدود کا عیب ہے جس کو حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے قتل کیا تھا ۱۲ سالہ حاکم احراق باب فاطمہؑ کے وقت جناب سیدہ کو فریستہ دینے کی وجہ سے حضرت محمدؐ آپؐ کے منکر متقدس سے ساقط ہوئے۔ وخطہ جو علیؑ وعلیہ ۱۲ فرشتہ ایف مترجم قدیر روایت ہے سے بھرنے کے کوفہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسم بیست و آت نو موہاں رکھ سکتے تھے تو حضرت علیؑ کے متعلق ایسی بات کہے جاسکتے تھے کہ وہ دوسری شادی کرنا حضرت علیؑ کے لئے جائز تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث جھوٹی اور دھنسی ہے اور نوامید کی حدیث سنانہ کبھی سے حضرت علیؑ کی شان کو سبک کرنے کی خاطر وضع کی ہے وہ نہ ہی حضرت علیؑ سے اس کی رسل سے نکاح کا ارادہ فرمایا تھا۔ اہل بیت ہی حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی تھی۔ اس حاکم سے حدیث کو اہم بخاری اور ابن شیبہؒ سے روایت کی ہے ۱۲ محمد شریف عثمانی عنہ

حضرت عباس کو بے دخل کر کے خود قبضہ کر لیا (موقف) جو باطل پر مبنی تھا اس کا قدم پھسل جاتا ہے
 وَاِنْ لَّهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالُهُمْ فَصَلُّوْهُمْ عَنِ الْمَسْبِيْلِ وَهَذَا كَانُوا صَنِيعًا مِنْ بَنِي اَبِيكَ
 نے حضرت سے دشمنی رکھنے پر کمر باندھ لی۔ جیسے کہ نظام نے اپنی کتاب النقیہ اور والتکف میں امیر علیہ
 السلام کے احکام کے بارے میں عیب جوئی کی ہے اور جاحظ کا قول بھی سیح و باق ہے کہ حضرت
 آن کا ایمان نہ تھا کوئی نفرت نہیں رکھتا کیوں کہ آپ اس صہبت میں ایمان لائے جبکہ آپ لڑکے
 تھے۔ لڑکے کا ایمان نہ تھا کوئی معنی نہیں رکھتا اور حضرت کی شہادت کی بھی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ
 رسول اللہ نے ان کو آگاہ کیا تھا کہ آپ ابن محکم کے دشمنوں قتل کئے جائیں گے۔ اور ایک گروہ نے آپ
 پر میرا اہرام مگایا کہ حضرت کی جگہ غلطی پر مبنی تھیں اور آپ نے بدن بوجھت سنانوں کو قتل کیا ہشتم کا
 بیان ہے کہ حضرت علی کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے آپ انہیں میں منہمک ہتھ تھے امام حسن
 علیہ السلام نے بغیر توقف کئے ابن محکم کو قتل کر دیا یعنی کا قول ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے میں
 شہداء سے دشمنی وقت کے خلاف شروع کیا وہ امام حسین علیہ السلام ہیں

ثَوْبِلَ لِقَائِهِ تَلَوْبَهُمْ مِنْ ذِكْرِ امَّةٍ اُولَمَاتٍ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ

میری جان کی قسم یہ ایک بہت بڑا بھاری امر اور اسلام میں ایک وسیع رخنہ ہے بلکہ جس
 طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ هَذَا هُوَ الضَّلَالُ الْهَبِيْنُ یعنی یہ تو ایک واضح گمراہی ہے
 ایک بات عرنے کہ

اِذَا مَا ذَكَرْنَا مِنْ عَلِيٍّ فَضِيْلَةٍ رَمَيْنَا بِنِزَابٍ وَبُغْضٍ اَبِيْ يَكُوْر

اگر یہ لوگ حضرت علی کی فضیلت بیان کرتے ہیں تو ہمیں کافر اور حضرت ابو بکر سے بغض رکھنے
 والا کہا جاتا ہے۔

وَاِنْ قُلْتَ عِدَّتْ مِنْ عَلِيٍّ نَضَاءُ زِدَا عَلِيٍّ وَقَالَ اَتَدَّ سَبَبُكَ مَعْلُوْبٍ

اگر میں کہتا ہوں کہ میں علی سے ہے تو وہ لوگ گھڑ کر نیچے بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں تم نے معاذیر
 پر سب کیا۔

باقی رہ گئے علماء شیعہ ان کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے معاملات میں سرگرمی میں اور پریشاں ہیں
 اور انہیں اپنی جان کا خوف ہے اور وہ ایک کونے میں گوشہ نشین ہیں بلکہ ان کی حالت تو ان انبیاء

[illegible]

رہنمائی کی سب سے بڑی سند بنیاداً علیہ نقویؒ ہیں اللہ ورضوان خیر ام من اسس
 بنیاداً علیہ علیہ نقویؒ ہیں۔ انہاں کی نارجہہم کیا چیزیں بنیاداً اس کے عارف
 کی اور پڑھنے کی کہ اللہ کی طرف سے اور رضا مندی کے بہت سے یا چیزیں بنیاداً اس کے عارف کی
 اور پڑھنے کے لئے نہ کر کے دانی کے لئے اس کو پڑھنے کے لئے اس کو پڑھنے کے لئے اس کو پڑھنے کے لئے
 حق کی باتوں پر عمل، خدا اور خدا کے کتب سے ساتھ ساتھ عارف کی لئے۔ کیونکہ اگر وہ عارف کتب خیر
 کے لئے کتب، بہت حد تک نقل اس کے عارف کی لئے۔ تو حدیث میں بہت کم فراموش کی۔ اگر آپ فراموش
 اس بات کے، حدیث میں کتب میں کو اس کے روایت میں بہت اور بہت چیزوں نقل اور روایت میں
 کے لئے اس کا منقذ ہو گیا تو ایسا فرق ملے گا کہ نہ کتب میں کو پڑھنے میں اس چیز کی روایت میں اس کے حوالے
 کے نزدیک چھوٹی ہو جائے اور اس کا اعتقاد اس کے لئے جس سے اس کے خاص محبت قرار دے اور اس
 بات کو کیوں کر قرار دے سکتا ہے جو اس کے علم کے مخالف ہو۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس سے
 روایت میں نمایاں ہے کہ ہمارے ہمارے ہیں بہت حد تک ہیں۔ فضا انہی ہم اللہ الذی
 دعویٰ کر رہی ان کو اس کو اللہ تعالیٰ نے کیا کیا ہے جس نے ہر چیز کو باری تعالیٰ کی حق بات ان کی
 زبان سے کہاں دی، اگر وہ شیطان اپنے غور قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ فضا باری اللہ تعالیٰ
 یتیم نور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام کر کے ہی دم لے گا۔ میں نے اس کو تمام میں فریقین کی یاد
 کو جمع کرنے کا تمام کیا ہے ساتھ ہی میں کہتا ہوں۔ میں نہیں ابھرتا حدیث اور حدیث میں۔ وہ یہ ہے
 کا کام یہ کام ایک عظیم المرتبت ہے جس کو صرف اس وقت اس شخص کی پرورش میں ہوں جس نے
 بھرے ہوئے موتوں کو پایا۔ اور ان کو اس پر ویا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ سخت سہا انسان تندرست رہتا ہے
 جاتا ہے صبح و شام آدمی جاگ رہا ہے۔ ایسا بھی دیکھیں یا سچ ہے۔ نہ ناپنا منزل مقصود تک
 پہنچ جاتا ہے۔ جتنا عقل مند ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ سماع، قرأت، مناولہ مکاتبت اور اجازہ کے
 باعث جب مجھے اہل علم اور دیانت کی ایک جماعت نے اجازت دے دی تو میں کہتا ہوں کہ
 مجھے حدیث بیان کی مجھے خبر دی اور مجھے آگاہ کیا انہوں نے

راہنما کی ہے، مومن میں نبی اللہ علیہ السلام کی تقویٰ ہے اللہ اور جنہوں خیرام میں اس میں
 نبی اللہ علیہ السلام کا حرف ہے۔ زانہا رب فی نار جہنم کیا جو شخص نبی اللہ علیہ السلام کے درستی
 کی اور تقویٰ کے لئے اللہ کی طرف سے اور رضا مندی کے بغیر ہے یا جو شخص نبی اللہ علیہ السلام کی
 اور کلام کے لئے نہ ن کرے، وہی کہیں سے کہیں اس کو یحییٰ ایک روز بخشنے والا ہے جس سے وہ بھلا ہو
 حق کی تلاش میں، خدا اور مصلحت کے لئے، یہاں تک کہ تلاش کی بات کہیوں کہ اگر وہ اللہ کے لئے نبی اللہ علیہ السلام
 کے لئے ہو، تب حدیث کی نقل کرنے میں متعلق ہو جائیں، تو حدیث میں ہر کام قرار پائے گی۔ اور ایک فرقہ
 اس بات کے خلاف تھا کہ انسانی کلام اس کے روایت یہ سب اور اس چیز کو نقل اور روایت یہ اس
 کے لئے کہ مختلف ہو گیا تو ایسا فرقہ تھا کہ ٹھیک تھا تو پھر انسان اس چیز کی روایت کیوں کر کرے جو اس
 کے نزدیک صحیح ہو، اور اس کا اعتقاد اس کے لئے جس سے اس کے ختم حجت قرار دے اور اس
 بات کو کہیں کہ تحریر کر لیتا ہے جو اس کے علم کے مطابق ہے، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسے ہی
 روایت میں نہیں کہے ہاں ہو، وہیں بہت حد تک ہیں۔ فقل انطوہم اللہ الذی
 انطیٰ ہل نشی ان لوہی کو اللہ تعالیٰ نے کو یا کیا ہے جس سے ہر چیز کو کو یا کیا ہے حق بات ان کی
 زبان سے نکال دی، اگرچہ شیطان اپنے غرضوں کے لئے کہنے کی کوشش کرتا ہے، فقل یا علی اللہ ان
 یتکم نورہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام کرے کسی رسم کے گا۔ میں نے اس کتاب میں فریقین کی ایجاد
 کو جمع کرنے کا التزام کیا ہے ساتھ ہی میں کہتا ہوں میں نہیں کہیں اب وہاں حدیث اور حدیث ہے، وہاں حدیث
 کا کام یہ کام ایک عظیم المرتبت ہے جس کو صرف اس وقت اس شخص کی پوزیشن میں ہوں جس سے
 بھر رہے ہوئے ہوں کو یا کیا اور ان کو اور میں پروردگار۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ مختلف یہاں انسان اللہ کے
 جاتا ہے صحیح و سالم آدمی خاک ہو جاتا ہے۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ نابینا منزل مقصود تک
 پہنچ جاتا ہے۔ جتنا عقل مند ہو کر کھا جاتا ہے۔ سماع، قرأت، مناوہ مکاتبت اور اجازہ کے
 باعث جب مجھے اہل علم اور دیانت کی ایک جماعت نے اجازت دے دی تو تب میں کہتا ہوں کہ
 مجھے حدیث بیان کی مجھے خبر دی اور مجھے آگاہ کیا (انہوں شخص نے)

اسناد کتب عامہ

اسناد بخاری ابو عبد اللہ محمد بن فضل ساعد فریری۔ ابو عثمان سعید بن اللہ عیار معلوکی اور بخاری
یہ تمام حضرات ابو یوسف کشمیری سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابو عبد اللہ محمد فریری وہ محمد بن اسماعیل بن
میغیرہ بخاری سے وہ ابو الوقت عبد اول بن عیسے بخاری داؤدی سے وہ بخاری سے وہ فریری سے وہ
بخاری سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مسلم فراری ابو عیسیٰ عبدالغفار قاضی نیشاپوری سے وہ ابو احمد محمد بن عمرو یہ جلودی سے
وہ ابواسحاق ابراہیم بن محمد ققیہ سے وہ ابو احمد حسین بن مسلم بن حجاج نیشاپوری سے
اسناد ترمذی ابو سعید محمد بن احمد سفار الصغمانی سے وہ ابوالقاسم شیعاعی سے وہ ابو سعید بن
کلیب شامی سے وہ ابو عیسیٰ محمد بن عیسے بن سورق الترمذی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد دارقطنی ابو بکر محمد بن علی بن محمد بن یاسر بن ابی سعید بن ابی ہریرہ سے وہ
ابو الحسن بن علی بن مہدی دارقطنی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد معرفۃ اصول الحدیث عبد اللطیف بن ابی سعید بن ابی الصغمانی ابو علی مدائنی سے وہ
عالم سے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری ابن یزید سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد موطا قصبی اور معینی سے وہ یحییٰ بن یحییٰ سے محمد بن حسن کے تابع سے وہ مالک بن
انس سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مسند ابی حنیفہ ابوالقاسم بن صفوان موطا احمد بن طوق سے وہ نصر بن مرجم سے

بخاری نے کتب بخاری کو سترہ سال کی مدت میں تالیف کیا آپ کا بیان ہے کہ میں نے سات ہزار روایت کو منتخب کیا اور میں
نے اس کتاب کو اپنے اور اللہ کے درمیان جو شاندار دیا ہے امام بخاری کا انتقال ۲۵۶ھ ہجری میں ہوا ہے ۱۲۰ سالہ عمر
کا ایک شہر ہے کشمیر کا قصبہ کی پیش دریم کی پروردگار کی فتح کے ساتھ بڑھا گیا ہے یہ مرد کی بستیوں میں سے ایک ہے ۱۲
۲۵۶ھ ابو عیسیٰ بن حماد قصبی نیشاپوری کا انتقال ۲۵۶ھ ہجری میں ہوا۔ ۲۵۶ھ ابو عیسیٰ بن حماد قصبی نیشاپوری کا انتقال ۲۵۶ھ ہجری
میں ہوا ۱۲۰ سالہ مالک بن انس کا انتقال ۱۲۰ھ ہجری میں ہوا۔ ۱۲۰ھ مالک بن انس کا انتقال ۱۲۰ھ ہجری میں ہوا۔ ۱۲۰ھ مالک بن انس کا
انتقال ۱۲۰ھ ہجری میں ہوا۔ ۱۲۰ھ مالک بن انس کا انتقال ۱۲۰ھ ہجری میں ہوا۔ ۱۲۰ھ مالک بن انس کا انتقال ۱۲۰ھ ہجری میں ہوا۔
آپ چلے آئے ہیں سے ایک ہیں ۴۰ سال کی زندگی سرینے کے بعد آپ کے بیچ مالک ۲۵۶ھ ہجری میں وفات پائی اہم قلع میں دفن ہوئے ۱۲
۲۵۶ھ ابو حنیفہ قاضی بن ثابت چلے آئے ہیں سے ایک ہیں اصل میں شب فارس کے رہنے والے تھے۔ ۲۵۶ھ ہجری میں وفات پائی ۱۲

وہ ابوالقاسم شہاب الدین بغدادی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مسند شافعی | جیانی ابوالقاسم صوفی سے محمد بن علی ساوی سے وہ ابوالعباس اصم سے وہ بیہ سے وہ محمد بن ادیس شافعی سے لے

اسناد مسند احمد اور فضائل | ابوسعید بن عبد اللہ وجہی حسن بن علی مذہب سے وہ ابو بکر بن مالک قسطنطینی سے وہ عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل سے آپ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مسند ابی یعلیٰ | ابوالقاسم شحامی ابو سعید کجرووی سے وہ ابو عمر حیدری وہ ابو یعلیٰ محمد بن مشی موصی سے روایت کرتے ہیں لے

اسناد تاریخ خطیب | عبد الرحمن بن بریق قزاز بغدادی خطیب ابو بکر ثابت بغدادی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد تاریخ نسوی | ابو عبد اللہ مالکی محمد بن حسین بن فضل قرطبان سے وہ درستی نوری سے وہ یعقوب بن صفوان نسوی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد تاریخ طبری | قسطنطینی ابو عبد الرحمن سلمی سے وہ عمرو بن محمد سے اس کے اسناد کے ساتھ وہ محمد بن جریر بن برید طبری سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اسناد تاریخ ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر

بغدادی کے ہیں۔

اسناد تاریخ علی بن مجاہد | قسطنطینی سلمی سے وہ ابو الحسن علی بن محمد دلوویہ قندری سے وہ مامون بن احمد سے وہ عبد الرحمن بن محمد و ہاج سے وہ ابن جریج سے وہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد تاریخ ابو علی حسن بہیقی سلمیٰ | ابو علی مسلمیہ ابو منصور محمد بن حفصہ عطاری طوسی سے آپ خطیب ابی زکریا تبریزی سے روایت کرتے ہیں۔

ابو محمد بن ادیس بن عباس بن عثمان بن شافع طبری جو آئیں سے ایک ہیں۔ اور محمد الذہبی ہیں جو حنفی کی وفات کے روز پیدا ہوئے سنہ ۲۷۰ میں ۵۵ سال کی عمر میں انتقال کیا ۳۱۷ سنہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی مروزی نے بغداد چار ائمہ میں سے ایک ہیں ۴۷۱ سال کی عمر میں سنہ ۳۲۷ میں انتقال کیا اور بغداد میں دفن ہوئے ۱۲۷ سنہ وہ بیت اصل کتاب میں موجود ہے بظاہر فقط ولوبتہ ہی ہے ابن حجر نے اپنی تقریب میں تحریر کیا ہے کہ وہ بیت زیادہ بن ایوب طوسی کا لقب ہے۔ آپ اس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابو عمرو بن ثور اور جعفر بن شافع ہیں انتقال ۱۲۷ سنہ

سے روایت کرتے ہیں۔

استاد مناقب بن شاہین | شہنشاہ بن ابی زید بن کبابی شہنشاہ بن جانی آپ فاضل اجل ترقی نویسی سے
آپ مصنف سے روایت کرتے ہیں۔

استاد مناقب ابن مروویہ | ابو سبب ابو الحسن اپنے والد ابو الفضل بن بن زید سے آپ ابو بکر مروویہ
صغمانی سے روایت کرتے ہیں۔

استاد اہل الحاکم | احمدی بن حرب حسنی جرجانی حاکم فیشا پوری سے روایت کرتے ہیں۔

استاد مجتہد | بن عقدہ ابو العباس | احمد بن محمد اور مجتہد ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی یحییٰ روایت
ابو الحسن عطار ہمدانی اپنے استاد کیسے ساتھ دونوں سے روایت کرتے ہیں۔

استاد الوسیط اور کتابہ | اسباب والنزاع | ابو الفضل محمد بن علی بن احمد واحدی
سے روایت کرتے ہیں۔

استاد معروفہ النبی | عبد الباقی بغدادی اپنے والد ابو سعید سے پتہ یحییٰ بن مندو سے آپ اپنے
والد سے روایت کرتے ہیں۔

استاد دلائل النبوة و الحسب مع | حسین بن عبد اللہ مروزی ابو زمر عاصم سے آپ ابو العباس بخاری سے
آپ ابو بکر احمد بن حسین جہتی سے روایت کرتے ہیں۔

استاد احادیث صل بن احمد جرجانی احمد بن محمد بن جرجانی | محمد بن یحییٰ حرانی سے آپ ابو بکر
آپ ابن عیسے سے آپ ابن عقیل سے روایت کرتے ہیں۔ سوان و دولہ سے روایت کرتے ہیں۔
استاد المناذری | کرمانی ابو الحسن سے وہ ابو الحسن قدوسی سے آپ حسین بن محمد بن ذوالعینی سے آپ احمد
بن اسحاق و احمدی سے روایت کرتے ہیں۔

استاد البیان و التبيين | القزوينی | کرمانی ابو الحسن اغا لہی سے آپ احمد بن محمد سے آپ ابو عبد اللہ
بن محمد خازن سے آپ علی بن موسیٰ قمی سے آپ عمرو بن بکر جرجانی سے روایت کرتے ہیں۔

۱۲۱۱ ہجری میں سنہ ۱۲۱۱ ہجری میں بکری نسخہ میں تراویح و تہجد ۱۲۱۱ ہجری میں بکری نسخہ میں تراویح و تہجد
وہ نوگہ وہ نسخہ ہے جو حافظہ کے ہیں۔ حافظہ کے انتقال کے بعد میں بکری نسخہ میں تراویح و تہجد
شہور میں آپ مناقب امیر شہید العربیہ سے ۱۲۱۱ ہجری

اسناد غریب القرآن قسطنطینی اپنے سے وہ ابو بکر محمد بن عزیز عزیزی سجستانی سے روایت کرتے ہیں
 اسناد شرف العروس قاضی عزیزی ابو عبد اللہ و امغالی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد عیون المجال قسطنطینی ابو عبد اللہ طاہر بن محمد بن احمد فہلوی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد اعداء اور عیون الاخبار غریب الحدیث اور غریب القرآن اکروانی اپنے سے وہ آپ کے
 واد سے وہ محمد بن یعقوب سے وہ ابو بکر مانی سے وہ عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ سے روایت کرتے ہیں
اسناد غریب الیٰ قسطنطینی سلمیٰ سے وہ ابو محمد و علی سے وہ ابو عبد القاسم بن سلام سے روایت

کرتے ہیں۔ کتاب کمال میر و مولفہ ابو العباس بر وکاسی اسناد دینی ہی ہے۔

اسناد زمزمۃ القدوس قسطنطینی اوثر شہ آشوب میر سے واد و نول ابو اسحاق ثعلبی سے روایت کرتے ہیں

اسناد اعداء حمزہ بن حمزہ علوی کوئی ابن لوگوں سے روایت کرتے ہیں جو قاضی ابو الحسن دودی

سے کہتے ہیں

اسناد الابانہ اور کتاب اللوامع مہدی بن ابی حرب ثنی ابو سعید احمد بن عبد الملک خرکشی

سے روایت کرتے ہیں

اسناد زمزمۃ الابصار شہر آشوب قاضی ابو الحسن رویانی سے وہ ابو الحسن علی بن مہدی ماسطیدی

سے روایت کرتے ہیں

اسناد المحاضرات باب المفردات مشہم شاشی قاضی عزیزی سے آپ ابو بکر بن علی خزاعی سے اب

ابو القاسم انجب الصفہانی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد الابانہ فردی ابو عبد اللہ جوہری سے وہ قسطنطینی سے وہ عبد اللہ بن احمد بن جمل وہ اپنے

باب سے آپ ابو القاسم حسن بن محمد سے وہ ابی یعقوب یوسف بن منصور سیار سے روایت

کرتے ہیں

اسناد الترمذی و الترمذی ابو العباس احمد الصفہانی ابو القاسم الصفہانی سے روایت کرتے ہیں

۱۔ ابو احمد حسن محمد بن یزید بن محمد بن احمد فہلوی سے روایت کرتے ہیں

۲۔ ایک نسخہ میں حسینی تھریک کا یہ ہے ۱۲۸

۳۔ ایک نسخہ میں فردی ہے ۱۲۸

اسناد کتاب ابو الحسن مدائنی | تصانیفی ابو بکر محمد بن عمرو بن حمدان سے آپ ابراہیم بن محمد بن سعید بخاری
سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد الدارمی و معتقد السند | ابو حماد محمد بن محمد زید بن حمدان منہجی سے آپ علی بن عبد العزیز
آئینہ سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن عبد الرحمن بن عبد الوہاب | دینار بن عبد الوہاب کے ذریعہ مجھے حدیث بیان کی
اور مجھے کہاشیں نے آگاہ کیا کہ زید المسافر کے ذریعہ مجھے ابو العلاء عطاء بن محمدانی نے آگاہ کیا۔ کتاب
الاربعین کے ذریعہ مجھے کاظمی موفقی بن احمد بن حنبلہ خوارزمی نے آگاہ کیا۔ کتاب الفوائد کی روایت
مجھے قاضی ابو اسحاق شافعی نے کی۔ شخص نص العلوہ مجھے ابو عبد اللہ محمد بن احمد نطنزی نے عیادت کی
کتاب منزل من القرآن فی علی کی روایت کرنے کی اجازت مجھے ابو بکر محمد بن حنین شیبازی نے عطا فرمائی۔
بہت سی باتوں کا میں نے اسے اسناد ابو العزیز کہ شعیبی اور ابو الحسن عاصمی شکار زمری اور یحییٰ بن سعد و
قرطی اور ان جیسے لوگوں سے لیا ہے۔

اسانید نقاسیہ

نقاشیہ اور مدائنی کے اسانید ان میں سے اسباب و انوار میں ذکر کیا ہے۔ ورنہ نقاسیہ
ہیں۔ نقاسیہ البصری۔ واپوری قہشیری۔ زحشری جہانی طائی۔ سدی وادی مداحی۔ اور وادی کافوری
وامی قتلہ قرطی۔ مجاہد خروشی عطار بن رباح۔ خط خراسانی۔ وکیع۔ ابن جریج۔ عکرمہ نقاشی۔ ابو اسحاق
حنبلک۔ ابن عیینہ۔ ابو صالح۔ مقاتل۔ قطان۔ کان۔ یعقوب بن سفیان۔ اہم۔ زجاج۔ فراد۔ ابو عیوب
بلالعباس۔ نجاشی۔ دیمالی۔ عوفی۔ زہدی۔ شامی۔ ابن نووک۔ اور ابن عیینہ۔

اسانید کتاب السیاح

سماں سے آگاہی کے کتاب السیاح ابو یوسف خروشی سے عروہ بن زینب بن علی۔ امی۔

باب اول

ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں

فصل

آنحضرتؐ کی نبوت کی بشارتیں

موسےؑ کی بشارتیں سفر اول ہیں۔ ابراہیمؑ کی بشارتیں سفر ثانی، اور سفرِ نبدہ میں بیان کی گئی ہیں اور سفر ۳ میں حضرت داؤدؑ کی بشارتیں ذکر کی گئی ہیں۔ عیسیٰؑ، یسوقؑ، حزقیلؑ دانیالؑ اور شعیاءؑ کی بشارتیں بھی موجود ہیں۔ کتاب زبور میں ہے کہ حضرت داؤدؑ نے فرمایا: اللہ صابغہ مقیم السنۃ بعد الفترۃ لیسوا لہ والے فترت کے بعد منت کے قائم کرنے والا بھیج۔ حضرت عیسیٰؑ نے انجیل میں فرمایا: ان البرذ اھب والمبارق یط جاع من اھب ذہب اور بارقہ آپ کے بعد تشریف لائیں گے۔ دھو بخفف الاھوار و یفسر حکم کل شیء و یشہدی مکاشدات لہ انا جئتمک بالامثال دھو بیاتیکم بالانواریل وہ گناہوں کو کم دیں گے اور ہر چیز کے کلمات کی تفسیر بیان کریں۔ پیری گواہی اس طرح دیں گے جس طرح ہیں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ کعبہ بنی لوی کے پاس لوگ ہر جمعہ کے روز جمع ہوتے تھے، اور لوگ جمعہ کے روز عروبہ کہتے تھے اور کعبہ نے اس روز کا نام جمعہ رکھا، اور اس روز کعبہ خلیفہ دیا کہتے تھے جس میں بنی اسرائیل کی خبر دیا کرتے اور آپ کا آخری خلیفہ جو عام الفیل سے ۵۴۰ برس پہلے آپ نے دیا تھا، اس میں آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں اس زمانہ میں صاف صاف کہن، صاف صاف بھارت، صاف صاف اور صاف پانوں والا یعنی زندہ ہوتا تو ضرور آپ کی صحبت میں (اونٹ کی طرح ایک جگہ قائم ہو جاتا۔ اور اونٹ کے پیچھے ایک طرح دھڑک کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاتا پھر آپ کے پیچھے شہر بڑھا۔

یا استنی شاهد فہوری دعوئہ حتی العشر برة یغنی الحق خذ زانا

کاٹش کہ میں آپ کی دعوت تبلیغ کا مشاہدہ کرتا جبکہ اس کے معرہ عین حق کو چھوڑ چکے ہوں گے
 حور بن اسحاق سے روایت ہے کہ زید بن عمر بن نفیل نے زید بن حنیف کی تلاش میں کئی سفر کیے شام
 میں آپ سے ایک بار آپ نے کہا کہ تم دین کی تلاش میں ہو، لیکن میں تجھے ایک ایسے نبی کی بشارت دیتا
 ہوں جو وقت حنیفہ حضرت ابراہیم کو لائے گا۔ اور یہ آپ کے ظہور کا زمانہ ہے۔ وہاں سے وہ جندہ کی علمی
 نکل کر جب آپ نے زمین حکم پر پہنچے تو انھوں نے آپ کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زید بن عمرو ایک اہل سنت کی صورت ہیں۔ یکے بعد دیگرے ہوں گے۔ یہ زید کا مرثیہ
 وزفر بن نوفل نے کہا جس کا آخری شعر یہ ہے۔

وخذند رملہ الانسان رحمة ربه
 وکان تحت الارض سند زبانا

کبھی انسان اپنے رب کی رحمت کو اس صورت میں نہیں حاصل کرتا ہے۔ اگرچہ وہ زمین سے نیچے
 ساتھیوں وادی میں کیوں نہ رہتا ہو۔

تبع اول بن پانچ بادشاہوں میں تھا۔ جن کے زیر حکومت مامور دنیا تھی۔ اس نے تمام دنیا پر حکمرانی
 اور وہ ہر شہر سے دس غلام ہند آدمیوں کو منتخب کر لیتا تھا۔ جب وہ مکر بنچا تو اس کے ساتھ چار ہند
 علماء موجود تھے۔

کہ والوں نے اس کی کوئی عزت و تکریم نہ کی۔ وہ ان پر غضب ناک ہو گیا۔ اس نے اس ہند میں
 اپنے وزیر سے کہا جس کا نام عمیرا دیا تھا۔ وزیر نے عرض کیا کہ یہ لوگ جاہل ہیں۔ انھیں اس عمر میں
 پرکھنا ہے۔ بادشاہ نے اپنے دل میں مصمم کر لیا کہ وہ خانہ کعبہ کو گروے کا۔ اور وہاں کے۔ ہند والوں
 کو قتل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو صدام کی بیماری میں مبتلا کر دیا۔ اس کی دونوں آنکھوں کی
 ناک اور منہ سے بدبو واپار پانی بہنے لگا۔ اس نے علاج سے عاجز آ گیا۔ اور کچھ گدے باندھ کر

سے دعوت اور اللہ کی طرف اشارہ دیا۔ اور عشیرت کے اراکین کے بعد اپنے

رشتہ داروں کو اپنی نبوت کی دعوت دی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا آپ کے دعوت کو کسی نے قبول نہیں کیا تھا۔
 یہ پیامت میں آپ کو ایب امت کی حقیقت کا علم ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے

صدام کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جو جانوروں کے سب سے زیادہ ہوتی
 ہے۔ ۱۲

ہے۔ اعباء وہاں سے چلے گئے۔ ایک روز ایک عالم بادشاہ کے وزیر کی خدمت میں حاضر ہو کر
 بادشاہ کو پیر وزیر سے کہا کہ اگر بادشاہ اپنی نیت کو درست کرے تو میں اس کا علاج کر دوں گا۔ وزیر نے
 اس سے اس کی اجازت طلب کی۔ عالم غلیہ میں بادشاہ سے کہا، کیا تم نے اس گھر کے متعلق کسی بات
 سنی ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے یہ سنا ہے کہ یہ عالم نے کہا اس ارادہ سے تو یہ کر رہا ہے
 میری دنیا اور آخرت کی سبھی چیزیں۔ بادشاہ نے کہا میں نے جس بات کا ارادہ کیا تھا اس سے تو یہ
 سب سے پہلے۔ وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا

ثم قال يا الله ديا براھیم الخلیل وخلق علی لکعبۃ اربعۃ اثواب وهو

اول من کسی الکعبۃ

وہ اللہ تعالیٰ اور حضرت ابراہیم پر ایمان لے آیا۔ اور کعبہ پر چار کپڑوں کا غلاف چڑھایا یہ وہ پہلا شخص
 ہے جس نے اس سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا پھر وہ مدینہ کی طرف چلا گیا۔ یہ وہ زمین ہے
 جس پر پانی کا ایک چشمہ تھا۔ وہ مدینہ میں چار ہزار عام لوگوں کے ساتھ آیا تھا۔ وہ چار ہزار عمارتیں
 اس کے ساتھ لے گیا۔ مدینہ میں قیام کریں۔ اس عرض کے تحت وہ بادشاہ کے دروازہ پر حاضر ہو کر
 اس پر دروازہ ہوئے۔ کہ ہم لوگ سچے دروازے سے اپنے شہروں سے گئے ہوئے ہیں اور بادشاہ کے ساتھ
 رہتے رہتے ہیں آخر ہم اس مقام پر وارد ہوئے ہیں۔ اب ہم لوگ اس جگہ پر رہنا چاہتے ہیں۔ فقل
 لہم ما حکمت فی ذلک، اس میں کیا مصیحت ہے، قالوا اے خلیفہ ان لوگوں نے شرف
 من الیست بائس من محمد صاحب القرآن و النبی و المنیر و لدہ حکمۃ
 و نبی و شہداء و اولاد۔ یہ عرض کیا اسے بادشاہ اس گھر خانہ کعبہ کو شرف اس ذات سے حاصل ہوگا۔
 جس کا نام محمد ہے جو صاحب قرآن ہے۔ اور نبی ہے۔ اور منیر ہے۔ اور لدہ حکمۃ ہے۔ ان کی جاسے
 پیدائش کمزورگی اور جوہریت اس جگہ مدینہ میں ہوگی۔ ہم رنگ اس امید پر یہاں رہنا چاہتے ہیں۔ ہم
 آپ کے نام کو پاس کیا۔ ہماری اولاد آپ کے خانہ کو داخل کیسے جب بادشاہ نے اس بات کو سنا
 تو ایک گھر کی بنیاد رکھی اور لوگوں کے ساتھ ایک سال تک اس امید میں رہا کہ آپ حضرت محمد کو پا
 س کریں۔ بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ ان چار ہزار عمارتوں کے لئے ایک ایک چار ہزار گھر تیار کیے جائیں اور ہر

سب النبوة میں ابن ابی الویث سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا
 یہ قبیلہ اس اور خروج سے کہا کہ تم لوگ اس وقت تک یہاں قیام کرو جب تک کہ اس
 ظہور ہو جائے مگر میں نے آپ کے زمانہ کو پایا تو میں خود آپ کی خدمت کر دوں گا اور آپ کا
 دل عجب

تب کتابا الی النبی علیہ السلام بنی کثیر ایمانہ و سلامہ واند من امتہ
 تحت شفاہتہ اس نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص تھا جس میں اپنے ایمان اور
 نے کا ذکر کیا اور اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ آنحضرتؐ اس کی قیادت کے روز ثناءات کو
 نو ان یہ تھا الی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین و رسول رب العالمین من تبع
 یہ خط تبع اول کی طرف سے محمد بن عبد اللہ خاتم الانبیاء اور رب العالمین کے رسول کی طرف
 یہ تحریر اس عالم کے سپرد کی جس نے اس کو بھرت کی تھی پھر وہ اس سے چلا گیا اور نہایت
 غلغلہ میں جا کر مر گیا اس کی موت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے ایک ہزار سال قبل وقت ہونی چاہی
 بعد ہوئے تو اکثر اہل مدینہ آپ پر ایمان سے آئے انہوں نے اس تحریر کو بولسلی کے ذریعے
 کی خدمت میں پیش کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ابو یوسف کو پایا رسول اللہ نے اس کو پہچان لیا
 نے اس سے فرمایا انت ابولیسلی؟ تم ابولیسلی ہو؟ قال نعم اس نے کہا ہاں قال
 تبع الدول؟ فرمایا تبع اول کا خط کہاں ہے؟ فتخیر الرجل وہ آدمی حیران ہو کے رہ گیا
 (ص) ہات ام کتاب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خط لہذا اس نے خط کو نکال کے رسول کی خدمت
 میں کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خط کو علی ابن ابی طالب کے حوالے کیا حضرت علیؑ نے اس خط کو آنحضرتؐ
 دست میں پڑھا جب آنحضرتؐ نے تبع کی بات کو سنا تو میں با فرمایا
 مرحبا بالذی الصالح ثلاث مرات

میرے ایک بھائی کے لئے خوش آمدید ہو آنحضرتؐ نے ابولیسلی کو واپس مدینہ کی طرف
 نے حکم دیا

میں نے جمع تہابت کے یہ عقب میں کے پاؤں شاہوں کو دیا جاتا تھا یہ عقب ان کو اس وقت تک نہیں دیا جاتا تھا
 جب ہزار ہزار موت کا علاقہ ان کے قبضہ میں نہیں جاتا تھا ۱۲ منہ

کتاب الکمال الدین میں ابن بابویہ سے اور روضۃ الواعظین میں
 کمال الدین کا بیان لانا یہ کہ وہاں سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس کچھ لوگ موجود
 تھے اور ان میں سے ایک شخص نے حضرت عائشہ سے شروع شروع میں اسلام لانے کے متعلق دریافت کیا
 تو اس نے کہا کہ میں شہرہ میں ایک کسان کا بیٹا ہوں میں اپنے والد کا بدست پیارا بیٹا تھا۔ یہی ایک
 روز اپنے والد کے ہمراہ جا رہا تھا کہ اس نے اپنے ایک کربے کے گرد دیکھا اس میں ایک شخص
 تھا۔ اللہ جانے کہ وہ کون سا ہے۔ روح اللہ دان مجھے اس عجیب اللہ
 کے بتائی گئی دیکھا کہ اللہ کے واکوئی نہیں اور حضرت عیسیٰ روح اللہ میں اور حضرت
 یحییٰ سے عجیب ہیں اس کو دیکھا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی محبت میرے دل کو شست اور وہاں
 ایک جڑی میں لوث کر بیٹھا تھا تو میں نے جہت میں ایک شخص پر معلق دیکھی اور اس کے پاس
 نے اپنی والدہ سے دریافت کیا تو یہاں اس شخص کو تم پر مقرر تھا۔ تمہارے والد نے نہیں بتایا کہ وہ
 ہے۔ اس نے چھپائی تو میں نے اس کو دیکھا۔ میں نے اس کو دیکھا۔ اس نے اس کو دیکھا۔ اس نے اس کو دیکھا۔
 بعد ازاں عہد من اللہ الی ادم ان مذاق من سلبہ نبیاً یضال بہ عہد
 کا یہ اختلاف ویسے ہی عن عبادۃ الانسان یا روزہ اسماں بیت و می عیسیٰ
 و تلامذہ المجدوبین یہ عن اللہ تعالیٰ ہاؤم کے لئے کہ وہ اس کی مطلب سے ایک
 سے کہ جس کا نام محمد ہوگا۔ جو ہمارے نام کا نام دے گا۔ وہ ہوں گی پر جہاں سے منع کرے گا۔
 وزیر (سلمان کا پہلا نام) بیٹے کے وہی کے پاس جاؤ اور ایمان سے آؤ اور میرے ساتھ کوڑے
 پر چڑھ کر کاٹ دینا میرے ماں باپ سے مجھے پکڑ لیا۔ اللہ مجھے ایک ویران کنوئیں میں ڈال
 دے وہاں سے کہا۔ اگر تم اپنے ارادے سے باز آ جاؤ تو بھیجے۔ ورنہ تجھے مار ڈالیں گے۔ انھوں
 نے کھانے پینے کی شے شروع کر دی۔ یہ عجیب مجھے اس حالت میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا
 کہ وہاں سے میرے بیٹے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس عجیب حالت سے نجات
 دے گا۔ میں نے ایک مہینہ گزرے لئے کوئی دیکھا اس نے کہ اسے وزیر اٹھوا اس نے
 پکڑ لیا اور مجھے کنوئیں سے بہر نکال دیا۔ اور ایک گرجے میں لے آیا۔ اس نے کہا کہ اس
 الا اللہ وان عیسیٰ روح اللہ ان عیسیٰ روح اللہ ان عیسیٰ روح اللہ ان عیسیٰ روح اللہ

[illegible]

حضرت سلمانؓ کا ایمان لانا کتاب الکمال الدین میں ابن بابویہ سے اور روضۃ الواعظین میں
 یہ حدیث ہے۔ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس کچھ لوگ موجود
 تھے جنہیں ابیر المؤمنین علیہ السلام نے حضرت سلمانؓ سے شروع شروع میں اسلام لانے کے متعلق دریافت کیا
 سلمانؓ نے عرض کیا کہ میں شہر میں ایک کسان کا بیٹا ہوں میں اپنے والد کا ساتھ دیتا تھا۔ یہی ایک
 عید کے روز پہلے والد کے ہمراہ جایا تھا۔ میں نے اپنا ایک ایک گرجے لگا کر دیکھا۔ اس پر ایک شخص
 کہہ رہا تھا۔ ان لا اله الا الله، وانا عیسیٰ روح الله دان محمد بن حبیب الله
 میں نے اس بات کی کوئی دیتا ہوں کہ اللہ کے ہوا کوئی نہیں اور حضرت عیسیٰ روح الله میں اور حضرت
 محمد الله صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ان کا سنا تھا کہ حضرت محمدؐ کی محبت میرے دل کو شست اور دل میں
 مزیت ہے کہ جب میں لوٹ کر اپنے گھر آیا تو میں نے جدت میں ایک نوحہ معلق دیکھی اور اس کے پاس
 میں نے پانی والی دھوئی دیکھی۔ کیا فرمایا اس تحریر کو کہ نہ پر حضورؐ سے رافہ نہیں تھا کہ یہ
 گئے جب رات چھ گھنٹہ کو میں نے اس تحریر کو لیکر دیکھا جس پر تحریر تھا۔ بسم اللہ الرحمن
 الرحیم الحمد لله من الله الى ادم ان هذا الق من ... رافہ رافہ ایضاً لا طعن
 یا صریحاً کہ اختلاف ویسے ہی عن عبادنا الا انان یا رافہ (سلمان) ایت رافہ عیسیٰ
 قادیان و رافہ المجوسیت یہ عیسیٰ عیسیٰ الله تعالیٰ کا آدم کے لئے کردہ اس کی مطلب یہ ہے کہ
 یہ عیسیٰ کا جس کا نام محمدؐ ہو گا۔ یہ عیسیٰ عیسیٰ کا حکم دے گا۔ درتوں کی رہا سے منع کرے گا۔
 اسے رافہ (سلمان) کا پہلا نام ہے عیسیٰ کے وہی کے پاس جہاں اور ایمان سے آؤ اور عیسیٰ عیسیٰ کو ترک
 کر دو یہ پڑھ کر کاٹھیا تھا میرے ہاں باپ نے مجھے پکڑ لیا۔ اللہ مجھے ایک بیان کنوین میں ڈال
 دیا۔ اور وہاں سے کہا۔ اگر تم اپنے اس سے سے باز آ جاؤ تو بھیجے گا۔ نہ تجھے بار ڈالے گا۔ انھوں
 نے مجھ پر کھانے پینے کی شئی شروع کر دی۔ جب مجھے اس حالت میں آتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا۔
 تو میں نے خود کو دیکھا کہ عیسیٰ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس محبت سے نجات
 دے۔ ناگاہ میں نے ایک عید پر سے لے کر آئی دیکھا۔ اس نے کہ اسے رافہ اٹھوا اس نے
 ہاتھ پیر لیا اور مجھے کنوین سے بہر نکال دیا۔ اور ایک گرجے میں لے گیا۔ اس نے ہاتھ ہاتھ ان
 لا اله الا الله وانا عیسیٰ روح الله دان محمد بن حبیب الله رافہ رافہ کے کہ

الحمد لله
 الطیب
 لہما
 میں اس سے
 گی۔ میٹھا
 تھی پڑ
 زبان

یہ

میں نصف شرف سے شائع ہوا ہے۔ اور اس کے سچا ہے۔ روایت کی یہ ہے کہ
 کی سچی نقل سے بڑی بھی نہیں لکھا گئی۔ اور اس کے سچا ہے۔ روایت کی یہ ہے کہ

یہ تو یہ ہیں قیام کر میں دو سال اس کے پاس رہا اور اس کی خدمت میں بجا لایا کہ میں اتنا حال
 ہوں تم اٹھا کیہ کہے واجب کے پاس چلے جاؤ۔ اور اس کو پیر اسلام کہو اور اس کو یہ خوشی دے
 جو خوشی دے دی جب میں اس شخص کے دفن کرنے سے فارغ ہوا تو میں اس راہب کے
 چاہا آیا اور کہا اشہد ان لا اله الا الله وان عیسی روح الله وان محمد ا
 نبی الله اس نے کہا اسے روز میرے پاس رہیں دو سال تک اس کے پاس رہا اور اس
 رشتہ کی۔ اس نے کہا اب میرا انتقال ہوتا ہے والا جسے میں نے عرض کیا اب میں کہاں جاؤں
 کہ کہا بخیر کی ولادت کا زمانہ قریب گیا ہے۔ یہ تم اس سے کہو تو میرا سلام عرض کرنا اور یہ بھی

خدمت میں پیش کر دینا۔

جب میں اس شخص کے دفن کرنے سے فارغ ہوا تو لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا جب انہوں
 نے کہا ارادہ کیا تو ایک بکری کو پکڑیں اور قریب سے اسے قتل کیا اس کے ایک سے کہے
 دوسرے سے کہہ کر چھوڑیں جس شخص کو نہ کھایا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا میں اگر چاہوں
 تو گرجے کے پوجاری کو قتل نہیں کھاتے۔ انہوں نے مجھے اتنا مارا کہ قریب تھا کہ مجھے قتل
 دے۔ اس میں سے ایک آدمی نے کہا۔ اس کے مارنے سے رگ جاؤ یعنی کہ تمہاری شہادت آج ہے
 اس کو بھی نہیں پتے کہ۔ یہ وہ شہادت ہے تو انہوں نے کہا۔ اس کو یہ نہیں پتے کہ
 (پھر) انہوں نے مجھے اتنا مارا قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیں میں نے ان میں سے ایک کی غلامی
 کر لی اس نے مجھے ایک سو روپی کے ہفت تیس سو روپے میں فروخت کر دیا۔ اس نے میرے
 کتہ در یافت کیے ہیں۔ اسے کہا میرا حرم حضرت یہ ہے کہ میں حضرت محمد اور اس کے دو بیٹے
 کو دوست رکھتا ہوں یہودی ہے کہا میں تجھ سے اور محمد سے دشمنی رکھتا ہوں۔ ایک روز
 اس نے مجھے اپنے گھر کے دروازے سے باہر نکالا۔ وہاں کافی مقدار میں بہت کا ڈھیر ہو رہا تھا۔
 اس نے کہا خدائی قسم اگر تم نے میرا کتہ تمام بہت سے ڈھیر کو نہ اٹھایا تو میں تجھے قتل کر
 دوں گا۔ اس نے کہا میں رشتہ بہت سے ڈھیر کو اٹھاتا ہوں۔ مجھے تمہارا ان سے پتہ کر دیا میں
 نے اللہ تعالیٰ سے اس کے چھٹکائے کی دعا کی۔ فوجت اٹھ کر آئی تو اس نے اس سے کہا
 یہ تو اللہ تعالیٰ سے ہے کہ جو بہت کو اٹھا رہے تھے قدامت میں ہو۔ اس نے ان کو قتل کر

ہودی صبح کو اٹھا۔ اور اس نے بیت کو دیکھا تو مجھے کہا: تم جاؤ اگر ہو۔ فقد خفت منک
 سے خائف ہوں۔ اس نے مجھے ایک عورت کے ہاں فروخت کر ڈالا جس کا نام سیلیہ تھا
 لے لے کہا اس باغ کی جو کھداری کر دیں اس باغ میں ہو جو دھکا کہ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ سات
 جو ہیں۔ فضلہ غالد جن پر بادل سایہ کئے ہوئے ہے۔ فساد خلواکان رسول
 امیر المومنین وابو ذر والمقداد وعقیل وحسنہ وزید نادر منہم
 من رطب جب وہ باغ میں داخل ہوئے تو ایک ان پر سے حضرت رسول اللہؐ دوسرے
 بن علیؑ تیسرے ابو ذرؓ چوتھے مقدادؓ پانچویں عقیلؓ چھٹے حمزہؓ اور ساتویں زیدؓ ہیں
 کا ایک تھاں ان کی خدمت میں پیش کیا میں نے کہا یہ صدقہ ہے نبی صلعم نے فرمایا۔ تم لوگ
 کرو۔ آنحضرتؐ نے خود اور امیر المومنینؑ نے اس سے کچھ نہ کھایا میں نے ایک دوسرے تھاں خد
 کیا۔ اور عرض کیا یہ ہدیہ ہے رسول اللہؐ نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا اور فرمایا بسم اللہ
 نے اپنے دل میں خیال کیا نبی صلعم کی زمین عداوت ہونی چاہی۔ دو تونٹا ہر گھٹیں صدقہ
 دونا اور ایک سایہ کرنا میں حضرت کے پیچھے (تیسری علامت کی خاطر ہو یا۔ رسول اللہ
 علیہ والہ وسلم عروج ہوئے اور فرمایا اسے روزہ امیر نبوت کی تلاش ہے دکشف عن کتفید
 بائنا نحر النبوة معجون بین کتفید علیہ شمرات اپنے اپنے دونوں شانے کھول
 ناگاہ میں نے مہر نبوت کو دیکھا جو حضرت کے دونوں شانوں پر گندھی ہوئی تھی جس پر بال موجود
 میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور ان کو جو منے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس عورت کے پاس چلے جاؤ
 سے کہو کہ محمد بن عبد اللہ دریافت کیتے ہیں کہ اس غلام کو ہمارے پاس فروخت کر دو گی جب
 عورت کو واقع سے آگاہ کیا۔ تو اس نے کہا۔ آپ سے بھا کر کہو کہ میں اس غلام کو پیادہ سو کھجور
 ق فروخت کروں گی۔ سو کھجوریں نہ دو ہوں۔ اور دوسو سوخ گجرات کی کل کی ہوں۔ میں نے آنحضرتؐ
 سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا کس قدر اس نے آسان سوال کیا ہے؟ اسے چلی جائیو ان
 کو جمع کر دو۔ آپ نے گھٹیوں کو سے کر بویا۔ پھر فرمایا ان کو پانی دے دو آپ نے پانی
 حضرت علیؑ نے آخری گھٹی کو بویا تو کھجوریں کل آئیں۔ اور ایک دوسرے سے مل گئیں آنحضرتؐ
 اب اس بجا اس سے کہہ دو۔ اپنی چیز لے لو۔ اور ہماری چیز ہمارے ہمارے چلے کر دو۔

ت فقلت والله لا ابيعك الا باربعائة نخلة كلها اصفر انهمط جبرائيل
على النخل فصار كله اصفر فنظرت وقلت نخلة من هذه احب الى من
بد ومنك فقلت لها والله ان يوماً من محمد احب الى منك ومن
شيئت فيه فاعتقني رسول الله وسماني سلمان

حسب وہ باہر بکلی تو کہنے لگی۔ خدا کی قسم میں تو صرف چار سو روز
کے عرصہ میں درخت کروں گی۔ جبرائیل نازل ہوئے اس نے اپنے پر کو ان کھجوروں پر پھیر
سب کی سب زرد ہو گئیں۔ اس نے کہا ان کھجوروں میں سے ایک بھی مجھے ٹھیکہ اور تم سے زیادہ
میں نے اس سے کہا خدا کی قسم محمد کی خدمت میں میرے لئے ایک دن رہنا تم سے اور
میں سے زیادہ محبوب ہے۔ رسول اللہ نے مجھے آزاد کر دیا اور میرا نام سلمان رکھا۔

ابن بالویہ نے کتاب اقام النعمیہ میں اور قطعی نے
نزهة القلوب میں ابن عباس سے روایت کی ہے

ذی یزن کی پیش گوئی

ذی یزن ملک حبشہ پر کامیاب ہوا۔ اور اس نے اپنے باپ اور بیٹی قوم کا ملک جس
وریہ واقعہ نبی صلعم کی پیش گوئی سے دو سال بعد کا ہے۔ اور عرب کے دن اور شرافت اس کے
ملک بادی کے لئے آتے تھے۔ ان میں حضرت عبدالملک بھی تھے آپ نے کہا اسے بادشاہ اللہ
آپ کو بن مقام طاکیا ہے۔ تجھے ایک ایسے درخت سے پیدا کیا ہے جس کی اصل پاکیزہ
علیہا جس کی جڑ قائم جس کی شاخ لہا ماتی ہوتی ہے۔ (آپ کو عزت و ذلی کا ان اور
نام میں رکھا ہے بادشاہ ہم عرم خدا کے رہنے والے اور اس کے عزیز ہیں ہم پیر سے
فرش کی خاطر آئے ہیں کہ آپ نے ہم سے اس تکلیف کو دور کر دیا ہے جس میں ہم لوگ
تہمت و تہذیب کا وفد ہیں تکلیف دینے کا نہیں پسند لے کر۔ اس سے بڑے ملے تم
آپ نے فرمایا میں عبدالملک بن ہاشم ہوں۔ اس نے کہا تم ہماری بیٹی کے نزدیک ہو۔
کہا ان بادشاہ نے آپ کو قریب کر لیا اور آپ کی جگہ کو اپنے قریب کر کے آپ اور قوم کی
کسب ہو کر کہا۔ مبارک باد اور خوش آمدید ہو تمہیں اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی نعمت
اس سے۔ بادشاہ نے تمہاری بات کو سن لیا ہے تمہاری دعا سن لیا ہے تمہارا دعا قبول

پہنچے۔ تم شہر کے ہاک، ہو حریث تک تہ قیام کر گئے۔ تمہاری عزت کی بنا سے گی۔ حریث تشریف
 سے جاؤ گے۔ تمہیں عطیہ دیا جائے گا، پھر ان لوگوں کو وہ سمان خانہ میں سے لے گیا۔ انہوں نے اس
 ایک ماہ قیام کیا۔ ایک رات حضرت عبدالملک بن مغیلہ میں بلایا۔ امداد آپ سے لے کر اپنے عزم
 کا ایک رات تیرے سپرد کرنا ہوں۔ وہ تیرے پاس اس وقت تک پہنچا۔ جسے سنی کہ اللہ تعالیٰ
 اس بات کو غائب کر دے اور اللہ تعالیٰ اپنے کام کو انجام دیتا ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ اسے یاد دلاؤ
 آپ ایسے انسان کا راز امداد نہیں کی کہیں غلام ہو سکتی ہے۔ تمام کائنات کے بادشاہ سپرد و سپر
 آپ پر فرمان ہوں۔ وہ کون سا راز ہے، بادشاہ نے کہا کہ کی سرزمین پر ایک راز پیدا ہو گا۔ جس کے
 دونوں شانوں پر ہوگی۔ وہ دنیا کا نام ہوگا۔ اس کی وجہ سے قیامت تک تمہاری عزت ہوگی۔
 عبدالملک نے کہا کہ اسے بادشاہ میں آج رات ایک ایسی اچھالی کے ساتھ بسر کروں گا کہ ایسی رات
 میں نے کبھی بسر نہ کی ہوگی۔ اگر بادشاہ کا رعب اور جلال مانع نہ ہوتا۔ تو میں اپنے لئے اس کی رضا
 طلب کرتا۔ جس سے میری خوشی میں اضافہ ہوتا۔ بادشاہ نے کہا یہ زمانہ اس لئے کے پیدا ہونے
 کا ہے۔ یہاں پیدا ہو چکا ہے۔ اس کا نام محمد ہوگا۔ اس کے ماں باپ مرہا میں گئے۔ اس کا دادا اور
 اس کا چچا اس کی کفالت کریں گے۔ وہ پوشیدہ طور پر پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو کھلم کھلا
 کرے گا۔ اور ہم سے آپ کے مددگار بنائے گا۔ الی آخر کلام۔
 عبدالملک نے کہا کہ اسے بادشاہ آپ کا ملک ہمیشہ قائم رہے۔ اور آپ کا زہر بند ہو بادشاہ
 کچھ وقت دشت اور فرامیں جس سے مجھے اطمینان ہو یہ دفع سے کہا اس میں جھوٹ نہیں ہے
 تم اس کے دو راہوں (یہ سن کر) عبدالملک سجدہ میں گر پڑے۔
 حضرت عبدالملک اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اس کے گھر و قریب ہم میں سے کوئی شخص میرے ساتھ
 بادشاہ کی بہت بڑی بخشش کا متن بد نہیں کر سکتا کیوں کہ مال کی زیادتی ختم ہو جاتی ہے لیکن میں
 اس چیز کا قیام کرتا ہوں۔ جو باقی رہنے لگی۔ نہ صرف میرے لئے باقی رہے گی۔ بلکہ میرے بعد میری
 اولاد کے لئے اس کا ذکر یا عشاء شدہ اور شرف ہوگا۔ حسب حضرت عبدالملک سے۔ وہ بادشاہ کا گھبراہٹ
 وہ کہا پڑا ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہم قہور سے ہر دم کے بعد معلوم ہو سکے۔ سنبھلوں بنا

ابن ابی کثیرؒ نے یہ اشعار کہے ہیں :-

خاتم الرسل الذی سبقت

لذرائع النطق والصادقون لیسما

صل الوصف فی حلم وفی کرم

للالہ ومفتاح النجاة ونسب

بجملہ ذخیرت فی الذاریں معتبرا

به بشارة قص وابن ذی یزید

یکون من امرة والظاہر لیسکن

والظاہر الاصل من دام ومن دارن

بوع الحیات وغیرت النارض الثمن

یسد ومرتضی الہادی الخ الحسن

حضرت عبدالمطلب کو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام

کی قریبانی سے متعلق معلوم ہوا تو آپ اس نتیجے پر

پہنچے کہ فرزند کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قرب کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ آپ نے

اس چیز کی منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس فرزند عطا کئے تو آپ ان میں سے ایک کو کعبہ

میں خاطر اللہ تعالیٰ کے شکر یہ میں ذبح کریں گے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس فرزند عطا کئے

تو آپ نے اپنے فرزندوں سے کہا اسے میرے بیٹے اتم منت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انھوں

نے عرض کیا جیسا بناب حکم ہو۔ ہم تو آپ کے سامنے موجود ہیں۔ آپ نے کہا میں سے ہر ایک

تو می اپنے پائسے کی طرف چلے اور اس پر اپنا نام تحریر کر دے انھوں نے حکم بجالایا اور ہائے لے کر

حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان پائسوں کو لے کر فرمایا :-

اذکان مولای وکنت عبدا

ولا احب ان اعیش عبدا

میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے۔ اب میں اس عبد کو پورا کروں گا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے

میرا مولا ہے۔ اور میں اس کا بندہ ہوں۔

پائسوں کو زمین پر ڈال کر خانہ کعبہ کے پردوں کو پڑ کر آواز دی۔

اللهم رب البيت الحرام والركن والمقام ورب المشاعر العظام والملاشک

حضرت عبدالمطلب کی قربانی

پہنچے کہ فرزند کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قرب کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ آپ نے

اس چیز کی منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس فرزند عطا کئے تو آپ ان میں سے ایک کو کعبہ

میں خاطر اللہ تعالیٰ کے شکر یہ میں ذبح کریں گے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس فرزند عطا کئے

تو آپ نے اپنے فرزندوں سے کہا اسے میرے بیٹے اتم منت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انھوں

نے عرض کیا جیسا بناب حکم ہو۔ ہم تو آپ کے سامنے موجود ہیں۔ آپ نے کہا میں سے ہر ایک

تو می اپنے پائسے کی طرف چلے اور اس پر اپنا نام تحریر کر دے انھوں نے حکم بجالایا اور ہائے لے کر

حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان پائسوں کو لے کر فرمایا :-

عاهدتہ والان اوفی عہدا

نذرت نذرا لا احب رد

میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے۔ اب میں اس عبد کو پورا کروں گا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے

میرا مولا ہے۔ اور میں اس کا بندہ ہوں۔

پائسوں کو زمین پر ڈال کر خانہ کعبہ کے پردوں کو پڑ کر آواز دی۔

اللهم رب البيت الحرام والركن والمقام ورب المشاعر العظام والملاشک

ساجے۔

عبداللہ کے ایک ہاںوں نے کہا ہے

یا عجبا من فعل عید المطلب و ذبح ابننا کثمال الذہب

عبدالطلب کے اس فعل پر حیرانی اور تعجب ہے کہ سونے کی شکل والے فرزند کو ذبح کر دیتے ہیں

ابو طالب کی مدد حضرت عبداللہ کے ہاںوں نے کی جو شو و مخزوم ہیں۔ سے تھے۔ ان لوگوں نے

سعد کی ایک کاہنہ عورت کے پاس چنے کو کہا۔ آپ آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ یہ اشعار پڑھتے ہوئے

نہ ہونے لگے۔

تفادرنی امر قضفت بہ ذرعاً ولم استطع مما تحمطنی دفعا

و ما سنتی مما تنفی ربہ منعاً

و عاهدتہ عشر اذ اما تکملوا

ما کلہم عشر فلما همدت ان

بصدونی من امر ربی و انسانی

جب یہ لوگ کاہنہ کے پاس گئے تو عبدالمطلب نے یہ شعر پڑھا ہے

یا رب انی فاعل لمساقود ان شئت المہت الصواب والرشد

کاہنہ نے کہا تمہارے ہاں ایک آدمی کی کتنی دیت ہے! انہوں نے کہا دس اونٹ۔ اس نے

اس بڑے اور اونٹوں پر پانسہ ڈالے اگر پانسہ اونٹوں پر نکل آئے تو اونٹوں کو بخش کر دیں۔

و اگر نکلے تو دس اونٹ ادا کر کے پانسہ ڈالتے جائیے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس بات

کو راضی ہو جائے۔ چند نچ انہوں نے دس اونٹوں اور حضرت عبد اللہ پر پانسہ ڈالا پانسہ حضرت عبد اللہ

کے نام نکلا۔ حتیٰ کہ جب سوا اونٹوں پر پانسہ ڈالا گیا۔ تو پانسہ اونٹوں کے نام نکلا۔ یہ دیکھ کر حضرت

عبدالطلب نے بحیرہ کی آواز بلند فرمائی۔ اور آپ کے ساتھ قویش نے جی جیہ کی آواز بلند کی۔ اس

وقت کو دیکھ کر جناب عبدالمطلب غش کھا کر پیسے۔ آپ کی دین و مخزوم دوڑ پڑے اور آپ کو اپنے

زرعین پوچھ لیا۔ جب حضرت عبدالمطلب کو قویش آئی تو انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے فرما

فدا و قدر کا حکم جاری ہو گیا۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ کے نام اور کائنات آگیا حضرت عبدالمطلب نے اپنے غلطی سنبھال کر سکتے ہیں۔ اور دست طور پر بھی پڑ سکتے ہیں۔ آپ نے یمن بار پلٹے ڈالے تو تینوں پلٹے، ٹوٹوں کے نام لگے، آپ نے یہ شعر پڑھا

دعوت میں مخلصان و جیسو یارب انفس بنی نحر

میں نے پر غلو میں سو پر بند اور رستہ اللہ کی بارگاہ میں آواز دی کہ میرے بیٹے کو ذبح نہ فرما۔ آپ نے تمام اونٹوں کو ذبح کر دیا۔ اکوڑی کی دیت میں سوا ذبح نہ کیا۔ دینہ و حراقہ جاری ہو گیا۔ عفتون حمیر کی سنے عبد الرحمن بن عوف سے کہا کہ میں تجھے ایک ایسی

پسری کی بشارت

خوشخبری سننا سنا ہوں جو تیری تجارت سے بہتر ہے میں تجھے عجیب و غریب خبر دیتا ہوں۔ اور پیچیدہ بشارت سے تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ ماہ اول ربیع الاول آج ہے و قمر اللہ تعالیٰ یک سوئی کو پیدا کرنے والا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور محبوب شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر کتاب کو اناں کیا ہے۔ اور اس کتاب کی تلاوت کرنے کا ثواب مقرر فرمایا ہے۔ وہی لوگوں کی پرستش سے منع کرے گا۔ اور اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ یہاں پھر نے کو کم کرو۔ اور جلدی پس بجاؤ۔ اور وہ بھان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اشعار تحریر کیے۔

اشهد بانہ رب موسیٰ انت ارسنت بالبطاح

میں موسیٰ کے رب اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ آپ نے ہمیں مبعوث ہوں گے۔

فکن شفیعہ اہل میلہ یساعو یوایا اہل الفلاح

اللہ سے میری سفارش کرو۔ یہو کا ماست کو فلاح کی طرف بلاتا ہے۔

جس کا عبد الرحمن بن عوف رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا۔

یہ جویت ہے کہ اس نے ہو یا بھیجے دے گئے تجھے دے کر روانہ کیا ہے، وہ تجھے دے دوا یعنی

عفتون کا پیغام دے گا (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تین سو سال قبل اوس بن عاتکہ بن عبدہ اوس کا بشارت دینا

کہ رسول اللہ آئیں گے کہ یہی کا حکم دیا تھا اور یہ اشعار کہے

ابعد الطبعوت من الی غالب بمكة فیما بین زمزم والحدیبی

میں زمزم اور حجر کے درمیان جب ایک شخص اکل غالب سے رسالت پر فائز ہو

فان قلت فاشروا نصرہ لا یسلوکم نبی غامس الی سعادتہ فی نفس

سے بنو غامر اپنے شہروں میں اس کی نصرت کرنا سعادت آپ کی نصرت سے حاصل ہوگی۔

اس کے بارے میں نبی کریم نے فرمایا۔ *رحمہ اللہ* اوسا مات فی حقیقۃ اللہ اس

سے۔ وہ حقیقت پر قائم رہ کر انتقال فرمایا اور جاہلیت کے زمانے میں ہماری نصرت کے لئے

واجباً قرار دیا۔ حضرت عبدالطلب اور جناب ابو طالب رضی اللہ عنہما کا علوم رسول اللہ کے

میں اور آپ کی ہر کھینے کے متعلق اس قدر رافع ہوئے ہیں جس کا شمار نہیں ہو سکتا حضرت

سب نے رسول اللہ کی سیرت کے بارے میں اپنے قصیدہ پرچہ میں کافی اشعار بیان کئے ہیں۔

فصل ۲

خوابیں اور نشانیاں

خرکوشی نے کتاب شرف النبی میں لکھا ہے کہ حضرت ابو طالب

بن عبدالمطلب کا خواب سے روایت ہے کہ جناب عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا

کہ درخت ان کی پیچھے پر اٹھا ہوا ہے جس کی چوٹی آسمان تک ہے اور جس کی شاخیں مشرق

پر ہیں یہی معنی ہیں۔ اور جس کے نور کی روشنی ساری دنیا کی روشنی سے ستارے زیادہ ہے عرب

میں یہ کہہ کر ہے ہیں اور یہ درخت ہر درخت کی اور نور کے لحاظ سے بڑھتا جا رہا ہے قریش

کا گردہ اسے کاٹنا چاہتا ہے جب یہ لوگ اس درخت کے قریب ہوئے تو ان کو ایک نور ان سے

پیدا ہوا جو ان سے خوبصورت اور ان سے زیادہ پاکیزہ لباس والا تھا ان لوگوں کی گردن کو توڑ دیا۔

ان کی آنکھیں نکال دیں۔ آپ نے اس واقعہ سے قریش کو آگاہ کیا اس نے کہا اگر آپ خواب

نہ کرنے کے معاملہ میں پیچھے ہیں تو امروزیہ سے طلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو مشرق مغرب

دشاہ ہوگا اور لوگوں میں نبوت کا دعوے کرے گا۔

اس بن عبدالمطلب کا خواب | عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ میں نے

میں عبد اللہ کو دیکھا کہ اس کے تھنے سے ایک سفید پرندہ نکل کر آجواڑتا ہوا مشرق اور
 میں جا پہنچا اور واپس آکر خانہ کعبہ پر بیٹھ گیا اور غمناک پیش کے آدمیوں نے اس کو سجدہ کیا
 کہ ابھی لوگ سوج رہے تھے کہ وہ پرندہ نور جن کریمین اور آسمان کے درمیان پھیل گیا
 وہ نور اتنا بڑھا کہ مشرق اور مغرب میں پھیل گیا آپ کا بیان ہے کہ میں نے اس بارے میں
 نزوم کی کاہنہ سے دریافت کیا اس نے کہا کہ عبد اللہ کی صلب سے ایک نر پائیدا ہو گا جس
 کا وقت ساکنان مشرق اور مغرب کریں گے۔

ماوردی نے بیان کیا کہ عبد المطلب نے ایک
 خواب کا ایک اور خواب | خواب دیکھا کہ آپ کی پشت سے ایک سفید کج

جس کے چار کونے تھے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں جا پہنچا ایک سراسر آسمان سے جاتا
 سراسر زمین کے اندر داخل ہو گیا آپ اس دو ایں میں حیران ہی تھے کہ وہ نور ایک سبز درخت
 تل میں مشعل ہو گیا جس کی شاخیں ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی تھیں جن پر بہت زیادہ
 دار میں بہتے موجود تھے وہ شاخیں لمبائی اور چوڑائی میں نہیں پر پھیل گئیں اور ان سے ایک
 بلند ہوا جس نے مشرق اور مغرب کو گھیر لیا ایسا معلوم ہوا تھا کہ میں اس درخت کے نیچے بیٹھا
 آدموں پر سے سامنے دو خوبصورت شخص بیٹھے ہوئے تھے اور وہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم
 تھے جو اس درخت کے سایہ میں تھے آپ نے یہ واقعہ ایک کاہن سے بیان کیا اس نے اس کی
 بی بی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کے متعلق بتائی۔

عمر محمد بن اسحاق سے روایت ہے تو کسری نے نعمان بن منذر کی
 سامی کاہن کی پیشین گوئی طرف خیر تو یہ کیا کہ وہ آپ کے پاس کسی عالم کو روانہ کرے
 جس نے عبدالمسیح بن تشریف غسانی کو آپ کے پاس بھیج دیا کہ مریہ نے اس سے اپنا خواب بیان کیا
 اس نے کہا اس خواب کا علم میرے ناموں کو حاصل ہے بہوشام کے مشرق میں رہتا ہے اور اس
 نام سیلج رہے کسری نے اس کو اس کی خدمت میں روانہ کر دیا جب وہ پہنچا تو اس نے اس کو
 اس حالت میں پایا کہ وہ قریب امگ رہے اور اس کے وار دو ہونے پر اس نے آنکھیں میٹھوا دیں
 کہ یہ امیر ہے تو اس کو اس کے پاس لے گیا کہ اس کے پاس اس وقت آتا ہے جو عالم نزع

فرما رہے (اے عبدالمسیح) تجھے نبو ساسان کے ایک بادشاہ نے خواب کی تعبیر دریافت کرنے کیلئے بلوایا ہے۔ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کے محل میں زلزلہ آگیا ہے اور آتش کدہ (فاروس) بج رہا ہے۔ اے عبدالمسیح (فرانک کی) تلوارت زیادہ ہوگئی عصا واسے صاحب (آنحضرت) ظاہر کے یہ اس وقت ہوگا جب وادی سداوہ خشک ہو جائے گی اور جھیل سداوہ جاری ہو جائے گی اور آتش کدہ فاروس بجھ جائے گا یہ شام سطح کا شام نہیں ہوگا۔ (اس وقت رسول اللہ ظاہر گئے)

نہری ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ **پاس فرشتہ** | کہ اللہ تعالیٰ نے کسرے کے پاس ایک فرشتہ دوپہر وقت روانہ کیا۔ فرشتہ کسرے کے پاس آیا اور کہا: اے کسریٰ! اسلام قبول کرو ورنہ سلطنت ڈنڈے کو توڑ دو۔ اس نے کہا رک جاؤ رک جاؤ۔ فرشتہ چلا گیا اور کسرے نے اپنے چوکیدار کو بلایا اور کہا کہ اس آدمی کو کس نے میرے پاس روانہ کیا؟ انہوں نے کہا ہم لوگوں نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا۔ دوسرے سال اسی وقت پھر فرشتے نے آکر وہی بات کہی یہو پہلے کہہ گیا تھا۔ دوسرے سال آیا اور کہا اسلام قبول کرو ورنہ سلطنت کے عصا تو توڑ ڈالو؟ کسرے نے کہا: وہ ٹھہرو۔ فرشتے نے ڈنڈے (سلطنت) کو توڑ ڈالا پھر چلا گیا بتھوڑے عرصہ میں کسرے نے بیٹے نے کسرے پر حملہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ابا کرام میں لوگ برابر ایک نور کو تلاش کرتے آتے جب کہ بن صباح نے خانہ کعبہ کے گرانے کا ارادہ کیا۔ تو جناب عبدالمطلب نے ابراہیم کے پاس جا کر

آج کل کسرے کے محل کا صف دروازہ شکستہ صورت میں موجود ہے۔ اور محل کی انھیں کا بھی تھوڑا سا ٹکڑا موجود ہے۔ صوفیہ دروازہ کو دیکھ کر محل کی وسعت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے محل کے دروازے سے بڑھ کا درخت ان سے گزر سکتا ہے۔ دروازہ چھوٹی بختہ اینٹ سے تیار کیا گیا ہے اور کڑی کو بالکل کام میں نہیں رہا گیا۔ دروازے کے دروازے پر ایک موٹی زنجیر لگی ہوئی تھی آج کل اس محل کے مقام کو طاق کسری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس دروازے کے دروازے پر ایک موٹی زنجیر لگی ہوئی تھی آج کل اس محل کے مقام کو طاق کسری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

کہ آپ میرے اونٹ واپس کر دیجئے۔ اور یہ نے کہا تم مجھے اپنے عہد اونٹ واپس مانگتے ہو۔
اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑتے ہو، رہنا نہ کعبہ کی میں اس کو گرا بسہ آیا ہوں۔
اب عبد اللہ نے کہا: "اگر رب الایل میں اونٹوں، مالک ہوں۔" وہ ان للبیست رہا
نہ کعبہ کا اپنا مالک ہے وہ تجھ کو اس کے کرنے سے باز رکھے گا۔ جناب عبد المطلب نے وہ
کر قریش کو اس بات سے آگاہ کر دیا اور کعبہ کی کوٹری پر کہ یہ شعار ٹرے سے

یارب لا ارجو ہست سوا کا یارب ف منع منہم سوا کا
ان عد البیت من عہد کا امانہ ہم ان یحسبوا قسرا کا
جناب عبد المطلب کا نور کعبہ کے اوپر چارہ کر ہوا اور اپنی قوم سے فرمایا: خدا کی قسم جب یہ نور
کی پیشانی سے خوف گن ہوتا ہے تو میں فتح یاب ہوتا ہوں۔ اب یہ نور میری پیشانی سے جلو
ن ہوا ہے۔ باقی جناب عبد المطلب کی خدمت میں سجدہ پر پڑ ہوا۔ آپ نے فرمایا اسے محمود یا باقی
کے ایسا سر بلایا۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ تمہیں یہاں کیوں لائے گئے ہیں۔ باقی
سے سر ہلا کر کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تجھے اس لئے لائے ہیں کہ تم اپنے رب کے نعر کو گرا دو۔
تم یہ کام کرنے والے ہو باقی نے اپنا سر ہلا کر کہا نہیں۔

ایک عورت جس کا نام زہرہ بنت زرقہ تھا، اس نے بہت سی کتابوں کو پڑھا تھا۔ ایک دن
اب عبد اللہ بن عبد المطلب اس کے پاس سے گذرے۔ تو اس نے کہا کیا تم وہی شخص ہو جس پر
میں نے سوا اونٹ قربان کئے تھے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا میں تجھے سوا اونٹ پیش کرتی
میں آپ ایک وفد مجھ سے ہم بستی فرما لیجئے آپ یہ سن کر چلے گئے آپ کے والد نے آپ
شادی جناب آمنہ سے کر دی۔ ایک دن اور رات گزارنے کے بعد عبد اللہ کی طرف سے جناب
نہ کو رسول اللہ کا جنم ہو گیا ایک وفد پھر جناب عبد اللہ کا اس عورت کے پاس سے گزیر ہوا۔
اس نے اس میں پہنے والی بات میں غلط نہ فرمائی۔ آپ نے بطور آزمائش فرمایا کیا تم میں اس بات
کوائش ہے جو مجھ سے بنتی تھی؟ اس نے کہا نہیں۔ بات اس وقت کے لئے ختم رہا آج ایسا
میں ہو سکتا۔ اس عورت نے کہا بہت پاس سے جانے کے بعد آپ نے کہا کیا تھا؟ فرمایا میرے باپ

نے آپ کے چہرے مبارک پر نور نبوت کو ملنے کا حکم کیا تھا۔ اور میری خواہش تھی کہ مجھ میں منتقل
 ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور نہ تھی۔ اس نور نبوت کو وہاں قرار دیا جہاں اس کی مرضی تھی۔
 ہے کہ حضرت عبداللہ کی پیشانی پر ایک نور چمکتا تھا جب نہرت محمد کے حمل کا زمانہ قریب
 ہی شخص میں اس ریاست کی طاقت نہ تھی کہ آپ کو دیکھ سکے۔ آپ جس وقت اور پھر کے
 سے آکر رہے۔ تھے وہ آپ کو بد کرتا۔ اور سلام کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب عبداللہ سے
 اللہ جل جلالہ کا نور یوم عرفہ بوقت غروب کے دن جناب آمنہ کی طرف منتقل کیا۔
 پھاڑے۔ اسے جانور نہرت ابو طالب سے بھاگتا کرتے تھے۔ طائفہ کی راہ میں آپ کی خدمت
 تک پہنچا۔ پھر حاضر ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں دم مارنے اور آپ کے سامنے پیشانی رکھنے لگا۔
 اب ابو طالب نے دیکھا کہ اسے شیر، بچہ، تیرہ بچہ پیدا کر رہے۔ اس کی قسم۔ تم مجھے اپنی داستان
 کی شیریں عرش کیا آپ اللہ کے شیر کے باپ ہیں۔ جو اللہ کے نبی کے نادر اور اس کے رسول
 پرورہ ہیں۔ ابو طالب میں رسول اللہ کی محبت اور پیار ہو گئی۔ اور آپ کے ایمان میں بھی اضافہ
 ہوا۔ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تہذیب امتیاز علی من نور واحد
 صلی اللہ علیہ وسلم فی خلق اللہ آدم بالفی جہم میں اور علی ایک نور سے
 پاکے کیے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اور ہم عرش کی دہائی
 جناب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عباس نے براشما

پہنچے ہیں۔

من تہذیبہا لیت فی الضلال
 تہذیبہا لیت فی الضلال
 تہذیبہا لیت فی الضلال
 تہذیبہا لیت فی الضلال
 تہذیبہا لیت فی الضلال

تہذیبہا لیت فی الضلال
 تہذیبہا لیت فی الضلال
 تہذیبہا لیت فی الضلال
 تہذیبہا لیت فی الضلال
 تہذیبہا لیت فی الضلال

کنگلی کو آسمان کی طرف بلند کر لیا۔ وراپیت سمحابة بیضاء تنزل من السماء حتی
 ۱۰ میں نے ایک سفید بادل کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا جس نے رسول اللہ ﷺ
 لیا فسمعت ندا طوفوا بحمد شرق الارض وغربها والبحار میں نے ایک
 کے کو کہتے ہوئے سنا مشرق، مغرب اور سمندروں کے رہنے والوں کا طواف کرو متعرفوہ
 ۲۰ و نعتند و حور تہ تاکرم محمد کو اس کے نام نہ صدیعت اور شکل کے ساتھ پہچان لو پھر
 ۳۰ پ سے لگ ہو گیا۔ فاذا انابہ فی ثواب ابیض من اللہین و تحتہ حریرۃ خضر
 ۴۰ آنحضرت کو ایسے سفید کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھا جو کھن سے زیادہ نرم تھا۔ اور آپ کے
 ۵۰ ریشم پچھا ہوا تھا۔ قد قبض علی ثلاثۃ مفاہیج من المثلث الاطراف آپ کے ہاتھ
 ۶۰ کنجیاں تھیں۔ جو سفید موتیوں سے بنی ہوئی تھیں۔ وقاسی یقول قبض محمد
 ۷۰ مفاہیج النصرۃ والریح والنبوۃ ایک کہنے والے نے کہا۔ محمد کے ہاتھ میں مدد ہوا اور
 ۸۰ کنجیاں ہیں۔ ثم اقبلت سمحابة اخرى فغیبتہ عن وجہی طول من المسرة
 ۹۰ پھر ایک اور بادل آیا جو پہلے بادل سے لمبا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو میرے پیچھے
 ۱۰۰ بل کر دیا۔ اور ایک کہنے والے نے کہا طوفوا بحمد شرق وغرب و اعرضوہ
 ۱۱۰ حانی الجن والاذن والطیر والسباع مشرق اور مغرب والے محمد کا طواف کریں
 ۱۲۰ محمد کو جن و انس طیر اور سباع پر پیش کرو۔ واعطوا صفاء ادم ورقۃ نوح وخضۃ
 ۱۳۰ ییم ولسان اسماعیل وکمال یوسف ویشی یعقوب وصوت داود وزہد
 ۱۴۰ کریم عیسیٰ محمد کو صفاء آدم۔ زہد نوح۔ خلعت ابراہیم۔ زبان اسماعیل، کمال یوسف
 ۱۵۰ یعقوب آواز داؤد۔ زہد یحییٰ اور کریم عیسیٰ دے دو۔ پھر وہ بادل پہلا گیا۔ فاذا
 ۱۶۰ دبیلا حورۃ بیضاء قد طویت حباً شدیداً وقد قبض علیا
 ۱۷۰ دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ کے ہاتھ میں ایک سفید ریشم کا پکڑا تھا۔ جو سخت لپٹا ہوا تھا۔
 ۱۸۰ کہنے والے نے کہا۔ قد قبض محمد علی الدنیا کلھا فمہربتی شی الاحل
 ۱۹۰ خذہ تمام دنیا محمد کے قبضہ میں ہے۔ اور ہر چیز کی گرد آپ کے قبضہ میں ہے۔ ثم ان
 ۲۰۰ نفق کار۔ بالشہم۔ نطلم۔ وحوصہم فی سداہم ابرق نفق ونافحۃ

لک، و فی بین الثانی صفت من زمرۃ خضر الیہا اربع جوانب من کل جانب
 لورۃ یضاد قائل یقول ہذا ۶ الدنیا باقین علیہا یا مصیب اللہ
 حق علی وسطہا بہترین آدمی نور و ابروئے یوسفیہا میں معتق تھے جو سورۃ کی طرح
 رہے تھے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لٹا تھا جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی اور دوسرے
 ہاتھ میں سبز زمرۃ تھا ان تھیں جس کے چار کونے تھے اور ہر کونے پر سفید موتی پرست
 تھے اور ایک کہنے واسطے کہا اے اللہ کے دوست تمام زمین پر قابض ہو جا
 تل یقول انہیں الکعبۃ ایسا کعبہ واسطے کہا کہ پر قابض ہو جائیے۔ و غیر
 اللہ اللہ ضرورۃ بیدار ہر بیتہ خدائے حق صفا خاتمہ آثار البصا میں
 افسر بن یحییٰ شخص کے ہاتھ میں سفید پٹا اور شہم تھا اس سے اس کو گھولنا تو اس میں سے
 اٹھوٹکی نکلی جس سے لوگوں کی آنکھیں حیران رہ گئیں اس کو تعالٰیٰ سے پانی سے سات مرتبہ
 دیا نہ نہت جس میں اللہ اس سے کعبہ و فلس فی فیہ اس سے حضرت کے شانوں
 برنگائی اور آپ کے منہ میں لہجہ و ہن و دل ایسا ہونے والا کہ اس کی بات کو میں نہ سمجھ
 نہ صرف اتنا بھی کہ اللہ کی اماں اور فقیر ہیں فسف حضرت فلیست ایماناً و علماً و یقیناً
 قدراً و جماعۃ انت ذیہ البشر علی اسمن انتعلک ویل من تخلف عنک
 نے ہر سے دل کو بیان۔ علم یقین عقل اور سچا رہی سے بھر دیا ہے تم بہترین بشر ہو
 انھیں کے لئے نشان ہے جو تیری پیروی کرے اور اس کے لئے بڑا کشت ہے جو کچھ
 دوسرے کو پہنچے گا ایک گھنڈہ تک اپنے پیروں میں ڈھانپ لیا اور یہ کام ہونے والا
 ان فرشتہ تھا پھر وہ چلا گیا اور مژدہ آپ کی طرف دیکھتا تھا اور کہتا تھا۔ اے نبی دنیا
 و آخرت میں ہر وقت کی شہادت ہو رہی ہے ایک نور کو رسول اللہ کے ہر قدم سے بلند ہوتے
 تھا جو آسمان تک جا پہنچا اور میں نے شام کے علائقہ کو دیکھا جو ایک آگ کے شعلے کی طرح
 سوجھ تھے۔

عبد اللہ صبر فرماتے ہیں کہ جب آدمی راستہ گزر گئی تو اس فائدہ کعبہ میں چلا گیا مقام امیر
 بندہ کیا کعبہ سے آواز آئی۔ اللہ تم سے جو محمد مصطفیٰ کا رب ہے۔ اب محمد اللہ تعالیٰ سے

لی تجا مستند اور کافروں کی گندگی سے پاک کیا پھر کعبہ میں رکھے ہوئے تین سترگوں ہو کر
 ناکہ دینے کعبہ کی طرف پرندوں کو جمع ہوتے ہوئے دیکھا۔ ناکہ کے سپریشن
 اور سفید بادل آمنہ کے چہرے کے سامنے آیا۔ میں آمنہ کے چہرے میں داخل ہوا۔ کہا کہ
 اور بارہویں یا جاگتا ہوں جناب آمنہ نے ہا بکہ آپ جاکہ رہتے ہیں میں نے کہا تیری بیانی
 سہی ہے، کہا میں نے اس کو (محمد کی صورت میں جانا ہے) اور یہ پرندہ سے اس بار سے
 سے جھگڑا کرتے ہیں کہ میں اس (عمرہ) کو ان کے سوا کسی پرندوں ناکہ وہ ان کو
 پسند نہ کر سکیں ہیں سے جائیں۔ اور یہ بادل بھی اس بات کا مظهر ہے کہ ناکہ کے پیش میں
 لا سکتے تھے ہی میں آپ کو دیکھ لوں۔ جناب آمنہ نے کہا تین دن تک آپ کے اور اس
 بیان پر دو حالت رہتے گاہیں نے اپنی تہوار کو نکال دیا۔ اور کہا تم ضرور مجھے دکھاؤ ورنہ
 کے ضرور قتل کروں گا۔ جناب آمنہ نے کہا یہ آپ کی مرضی ہے جب میں گھر کے اندر
 ہونا چاہتا تو اندر کے باغ سے میری طرف آپ آتی لپکا۔ مجھے کہا وہ آپ کے چہرے پر اور
 ہے کوئی شخص اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ جب تک فرشتہ آپ کی زیارت نہ کرے نہ فرار نہ
 میں یہ سن کر کاٹھپ اٹھا اور باہر نکلی آیا۔

ارجح اسحاق جناب آمنہ سے رزق کھاتا ہے۔ کہ میں نے دشمنی میں ایک بار کو سنا۔
 کہ نہ تم نے تمام لوگوں کے سردار کو جانا ہے اور کہو میں اس کو کیلئے اللہ تعالیٰ کی
 میں ہر حسد کرنے والے کی دیر سے دیتی ہوں اور اس کا نام محمد رکھو۔ جناب عبد المطلب
 اللہ کے پاس آئے۔ اور آپ کو اپنی گردیں سے لیا پھر یہ انصار کہے۔

الحمد لله الذي اعطاني
 هذا الغلام الطيب الاردان
 قد ساد في المهد على انفسهم
 حنى ارضا ميسلغ الفششان
 من حسان ذى طرف العيشان

آپ نے رسول اللہ کے بارے میں بہت سے شعر بیان کیے

میں زلزلہ آگیا۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے، چھیل سا وہ خشک ہو گئی آتش کدہ فارس بجھ
اور ایک ہزار سال پہلے سے نہیں بجھا تھا، ہر بادشاہ کا تخت اونڈھا ہو گیا اور اس روز تمام
ہر بادشاہ گونگار رہا۔ علم کائنات ختم ہو گیا۔ جاو و گردن کا جادو مٹ گیا۔ اور عرب کی ہر
ہند اپنے شوہر سے پس پردہ رہی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ کی ولادت کی رات موبدانے
سیس دیں دیکھا کہ مضبوط جسم کے اونٹ عربی گھوڑوں کو رسی سے کھینچے ہوئے لے جا رہے ہیں۔
انہوں نے دیکھا۔ اے ویدہ کو عبور کرایا۔ طاق کسرت و میان سے دو ٹکڑے ہو گیا ویدہ
اس پر چھ گیا۔ اسی رات حجاز کی طرف ایک نور پھیلید جو بلند ہوتے ہوئے مشرق تک
پہنچ گیا۔

علی بن ابیہم سے روایت ہے کہ مکہ میں ایک یہودی رہا کرتا تھا جس کا نام یوسف تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات اس نے ستاروں کو ٹوٹتے دیکھا۔ اس نے کہا ہم نے اپنی
پہلو پر سنا ہے کہ جب آخر الانبیاء کی ولادت ہوگی تو شیطین کو رحم کیا جائے گا۔ جب اس
صبح کی۔ تو اس لڑکے کی تلاش میں نکلا۔ اس سلسلے میں اسے حضرت عبدالملک کے گھر کی طرف
سہمائی گئی وہاں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں اور شانوں کو دیکھا جن پر بال گے
نے تھے یہ دیکھ کر غش کھا کر گر پڑا اور کہا ذہبت امنوۃ عن بنی اسرائیل اولاد
سرائیل سے نبوت نکل گئی اس بات سے قریش نے تعجب کیا اور مننے لگے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ شیاطین پہلے سات آسمانوں پر جایا کرتے
تھے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہونے لگے انہیں تین آسمانوں سے روکا گیا۔ اور چار آسمانوں
پر جایا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تو تمام آسمانوں سے
ایک دسے گئے اور شیطانوں کو ستاروں سے رحم کیا جانے لگا۔ قریش نے کہا یہی وقت ہے
میں آپ کو فرادہ دے۔ ہم لوگوں نے اہل بیت سے آپ کا تذکرہ سنا ہے۔

کعب نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول کی ولادت کے ایام میں کوئی ایسا پہاڑ نہیں
 جس نے اپنے رہنے والے کو رسول اللہ کی بشارت نہ دی ہو۔ اور تمام پہاڑ کوہ ابوبیس
 جھٹ گئے۔ چالیس دن تک دنیا کے تمام درختوں نے اپنی ٹہنیوں اور اپنے پھلوں کے
 ساتھ اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کی۔ زمین اور آسمان کے درمیان نور کے مختلف اقسام کے چالیس
 سو دن قائم کئے گئے۔ جنت میں خوش کوثر میں ہجیان پیدا ہو گیا۔ کیوں کہ سات سو ہزار موتیوں اور
 سات کے مملکت کا اس پر بچھا دیا گیا تھا۔ اور جنت مسکرانے لگی ہمیشہ مسکراتی رہے گی۔
 صادق آل محمد علیہم السلام سے روایت ہے کہ شیطان نے شیطانوں کو آواز دی اور وہ
 علی خدمت میں جمع ہو گئے۔ تو اس نے کہا حضرت عیسیٰؑ کے اٹھانے سے اے اس
 تک ایسا اندھیرا ہو گیا ہے کہ اس کے پیچھے اس امر کی تلاش میں پھیل گئے واپس آکر کہا
 کہ کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ ابلیس نے کہا میں اس امر کی ضرورت تحقیق کروں گا اس نے کائنات
 رنگایا۔ جب حرم افغانہ کعبہ میں پہنچا تو اس نے حرم کو درختوں سے پر پایا۔ جب ابلیس
 میں داخل ہوا تو اس کو درخت سے دیکھ کر پتا آگئے۔ جبریل نے کہا کیوں کہے ہو، کہا ایک بات
 سے دریافت کرتا ہوں آج رات کیا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ جبریل نے کہا محمدؐ پیدا ہوئے
 ۔ ابلیس نے کہا کیا میں محمدؐ کو ہلکا سکوں گا۔ جبریل نے کہا نہیں۔ کہا آپ کی امت کو؟
 کہا ہاں۔ کہا میں اس بات پر مطمئن ہوں۔

وہاب سے روایت ہے کہ ابلیس کی مذمت کی گئی۔ اور اس کو زنجیر میں جکڑ کر چالیس
 سال قلعہ میں بند کیا گیا۔ اسے چالیس مذہبانی میں ڈلوایا گیا۔ تمام کے تمام بت سرنگوں ہو کر
 ان پر کہ پڑے لوگوں نے کعبہ سے ایک آواز کو سنا۔ اسے ترش اتھا۔ اسے ڈیسے ڈیسے آ
 تے ہیں جن کے ساتھ ہمیشہ کی عزت اور مع اکبر ہوگی اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔
 امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ بتوں کے
 اندر موجود تھے وہ تمام سرنگوں ہو کر منہ کے بل گر پڑے۔ رات کے وقت یہ آواز
 گئی۔

تھا (یعنی آپ کی والدہ کا دودھ کم تھا) حضرت ابوطالب نے اپنے پستان سے رسول اللہ کو دیا
 مائی نے ابوطالب کے پستان میں دودھ آمار دیا رسول اللہ کو روز تک آپ کا دودھ پیئے
 حضرت ابوطالب کو حلیہ دیا کہ یہ کے طور پر مل گئی۔ آپ نے رسول اللہ کو اس کے حوالے کر
 جلیلہ بنت ابی وہب عبد اللہ بن حریث بن عقیلہ سے تعقیق رکھتی تھیں۔ اور حریث بن عبد العزیز
 بنی تھیں کا بیان ہے کہ عرب میں غلط پڑا۔ ان حالات نے ہمیں محسوس کیا اور میں مکہ میں داخل
 ہوا اور نبی سعد کی عورتوں نے مجھ سے پہلے مکہ میں داخل ہو کر امیر لوگوں کے بچوں کو دودھ پلانے کے
 لیے لیا میں نے بھی بچے کی تلاش کی۔ مجھے بتایا گیا کہ حضرت عبد المطلب کے پاس ایک ساجہ
 ہے جس کو دودھ پلانے والی کی ضرورت ہے میں عبد المطلب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے
 لایا اسے حلیمہ میرا فرزند یہ ہے۔ اس کا اسم مبارک محمد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں آنکھوں سے
 دیکھا جن سے نور بلند ہوتا تھا۔ آپ نے ایک گھنٹہ تک میرے دائیں پستان سے
 دودھ پیا اور بائیں پستان کو بالکل چھوڑ دیا۔ اپنے ساتھی دودھ پینے والے کے ساتھ عدالت سے
 تمام لیا۔ میرا بچہ اس وقت تک دودھ نہیں پیتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ نہیں پی لیتے
 تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دراز گوش پر سوار کر لیا۔ وہ میرے کمرے کے باعث
 فرور پڑ گیا تھا۔ اب اس نے تمام دراز گوشوں سے اگے بڑھنا شروع کیا۔ وہ جلدی جلدی تو
 اور خوشی سے تمام سے آگے آگے جا رہا تھا میں خانہ کعبہ میں حاضر ہوئی۔ کعبہ کو تین مرتبہ سجد
 کئے سید المرسلین خاتم النبیین خیر الاولین اور خیر الآخرین کی وجہ سے میں نے ہماری سے شفا پائی
 اور ٹھیک ٹھاک ہو گئی لوگ میرے قریب اور شفا یاب ہو جانے کی وجہ سے تعجب کرتے تھے۔ اور
 میری چھاتی سے دودھ اُتر آیا جب ہم غار پر وارد ہوئے تو وہاں سے ایک آدمی باہر نکلا جس
 کا نور دامن آسمان تک چمکتا تھا۔ اس نے محمد کو سلام کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محمد کی
 نگہبانی کے لئے مقرر کیا ہے۔ ہمارے سامنے ہر نول کا ایک ٹولہ نمودار ہوا۔ انھوں نے کہا۔ اے

میں معلوم ہے کہ تم کس شخص کی پرورش کر رہی ہو، یہ تو اچھا ہے اللہ تعالیٰ ہرگز
 جس بیمار کی چوٹی پر یا کسی وادی کے ہم کنارے۔ وہاں کے ساکنان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام
 خیریت کی بدست، ہمارے مال و دوست میں برکت کے آثار نمودار ہوئے گئے۔ ہمارے
 رکابی مغز میں مونسے گئے۔ نور و دست میں زیادتی واقع ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیڑوں میں جھڑکا
 اور کبھی آپ کی شریک و غائب ہوئی آپ کو وہیں میں رفع حاجت کی کیا۔ رفع امور و دست پڑتی
 آپ یا میرا اور عتقون حالت میں پیدا ہوئے ہیں آپ کے بستر مبارک پر ایک نوجوان
 لیٹا کرتی تھی۔ آپ کے کپڑوں کو دست یا ترانہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سال اور
 روز و ریش کی ایک دن آپ نے مجھے فرمایا کہ میرے بجائی روزانہ کیاں جاتے ہیں؟ میں
 کہا جیسے چرانے جاتے ہیں۔ فرمایا آج میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا۔ آپ ان کے ساتھ تشریف
 لے گئے۔ آپ کو فرشتوں نے اٹھایا اور پہاڑ کی چوٹی پر سے گئے۔ آپ کو غسل دیا۔ آپ کی تہذیب
 و عہد کی میرے دھڑکے میرے پاس اثر کیے گئے کہ محمد کی جلد خبر لو وہ ہم سے چھپیں گے گئے
 میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ سے ایک نور مند و کرآسمان
 آپ پیچھا ہوا ہے میں نے آپ کو بوسہ دیا، و دریافت کیا کہ آپ کو کیا واقعہ پیش آیا؟ فرمایا کہ غم
 و اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حلیمہ کو پورا واقعہ سنایا۔ آپ
 نے سیم اظہر سے مشک کی بھینی بھینی خوشبو ہی تھی۔ لوگوں نے کہا آپ کو مشیا طین سے پر دیا
 فرمایا۔ نے فرمایا مجھے کسی چیز نے گزند نہیں پہنچایا۔ اور نہ ہی مجھ پر کسی چیز کا اثر ہے۔ ایک کاہن
 آپ کو دیکھ کر حیدر اٹھ کر یہ وہ شخص ہیں جو بادشاہوں پر غالب آئیں گے۔ اور عرش کی کایا بیٹ
 میں گئے جناب حلیمہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ تو بیٹھے گئے۔ نواد کی عمر میں لوگوں
 کے ساتھ بیٹھے گئے۔ دس ماہ کی عمر میں مجھ سے اپنے بھائی کے ساتھ بھیڑیں چرانے کی اجازت طلب
 پندرہ ماہ کے سن میں لوگوں کے ساتھ تیر اندازی کرتے تھے۔ تیس ماہ کی مدت میں لوگوں کے
 ساتھ کشتی کرتے تھے۔ پھر میں نے ایک سو نو سو کے بعد آپ کو آپ کے دادا کے سپرد کر دیا۔
 ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لوگوں کے پاس جابا کرتے آپ
 و مرساتہ رہتے بیکر و گداور اچھے کرتے تھے۔ اور لوگوں کی آنکھیں صبح کو کھول کر آلودہ

لو آپ کی آنکھیں صاف تھری ہوتی تھیں۔

کعبہ کی طرف سے ایک شیخ نے آواز دی۔ اسے عبدالمطلب! عجلہ کا لڑکا گم ہو گیا ہے جس کا نام ہے یہ یمنی کہ حضرت عبدالمطلب غصہ ناک ہو گئے۔ آپ جب ناراض ہوتے تو لوگ آپ کے لئے تھے۔ آپ نے ندا دی اسے اولاد و شتم! اسے اولاد و غالب! اسواریوں پر سوار ہو جانا تھا۔ تم گئے ہیں آپ نے قسم اٹھائی میں اس وقت تک سواری سے پیچھے نہیں اتروں گا جب تک کہ کو تلاش نہ کروں۔ ورنہ ایک نزار بدو اور ایک قزاق کو قتل کروں گا۔ اس دوران میں آپ کا جہ فوائت فرار ہے تھے اور یہ اشعار زبان پر جاری تھے۔

یارب عا درستی محمد ا ردائی و اتشد عندی یثدا

یارب ان محمدان یوجد تصبیح قریش کا صحر مبددا

کعبہ کی طرف سے آپ نے آواز کو سنا اللہ تعالیٰ محمد کو ضائع نہیں کرے گا۔ آپ نے

وہ کہاں ہیں! کہاں وادی میں غلاں درخت کے نیچے موجود ہیں۔

اپنی مسود سے روایت ہے کہ ہم لوگ وادی میں وارد ہوئے آپ تازہ رطب تناول فرما

تھے تھے آنحضرتؐ کے گرد و اوچان موجود تھے جب ہم آپ کے قریب گئے تو وہ دونوں

رجوان جاتے رہے۔ وہ ہیرا میں اور بکاسیل علیہما السلام تھے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت

کیا کہ آپ انہوں ہیں؟ اور کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا میں عبدالمطلب کا خزانہ ہوں جناب

عبدالمطلب نے آپ کو اپنی گردن پر اٹھالیا اور سے کہ خانہ کعبہ کا طواف کیا اس واقعہ سے

کو یہیں بنایا امنہ کے پاس جمع ہو گئیں تھیں۔ آپ رسول اللہ کو گھر لے آئے۔

ایک دفعہ عبدالمطلب نے رسول اللہ صغیر کو اڑھٹوں کے چرائے کے لئے روانہ کیا جب

آپ کے آنے میں دیر ہوئی تو عبدالمطلب نے آپ کو ہر راہ اور نہجائی میں تلاش کیا اور کہا کہ

لو کہہ کر کہا اسے۔ یہاں ان کو اپنی حفاظت میں رکھنا۔ اس اثنا میں رسول اللہ صغیر اپنے گروا پس

شریف لانے جب آپ کو دیکھا تو آپ کو پکارا آپ کو پکارے وہ بچے اور کہا میرے ماں باپ

پسے پر قریب ہوں اس کے بعد میں آپ کو کسی نہیں چھوؤں گا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں

مجھے دھوکا دے کر قتل نہ کیا جائے۔

سے روایت ہے کہ جناب عبدالملک کی خاطر کعبہ کے سایہ میں فرشتہ بھیجا جاتا تھا اس پر
 شریف فرما ہوتے تھے آپ کے رب و بدیدہ کی وجہ سے احد کوئی اس پر نہیں بیٹھا
 ہے فرزند آپ کے گرد بیٹھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریف لائے اور اس فرشتہ پر شریف
 تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آپ کو پکڑ چھپے بٹانا چاہتے تھے۔ تو عبدالملک نے ان
 سے فرزند کو چھوڑ دو خدا کی قسم ان کی بہت بڑی شان ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک
 نے گا۔ کہ یہ تم سب کے سردار ہوں گے میں اس کی ایسی عزت و حفظہ کر رہا ہوں کہ یہ
 پر سیادت کریں گے پھر آپ کو اٹھالیتے پاس بٹھاتے آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ
 اور آپ کو بوسے دیتے۔ اور آپ کے پاس میں حضرت ابو طالب سے نیک سلوک
 و صحبت فرماتے تھے۔

معنی معتد بہ اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابو طالب نے من تجارت
 و وجود تھے ایک یہودی نے آپ سے کہا آپ ہم پر کس بات کا فخر کر رہے ہیں آپ
 نے مجھے مکہ میں لوگوں سے سوال کرتے پھر رہے ہیں۔ یہ سن کر ابو طالب ناراض ہو گئے تجارت کو
 روک دیا پس مکہ میں آ گئے۔ دیکھا کہ رطل کے کھیل رہے ہیں۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود ہیں
 سے لڑکے تم کون ہو اور تمہارا باپ کون ہے؟ فرمایا میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ میں یتیم ہوں
 آپ نے نہ مانا ہے۔ حضرت ابو طالب نے آپ کو گلے لگایا اور بوسے دیتے مصری
 بنایا سر پر تیل لگایا کچھ دینا آپ کی چادر میں باندھ دینے۔ اور آپ کے سامنے کھجوریں
 لائیں کہ اسے لہو کو آجائے ان کھجوروں کو کھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار کھجوریں لے کر ام کہش
 سے پاس آئے اور آپ کو تمام واقعہ بیان کیا ام کہش نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے تمہارا
 چچا ابو طالب ہوں گے فرمایا میں اور کچھ نہیں جانتا مگر میں نے ایک بزدلی دے دی ہے
 لکھا ہے۔ ابو طالب کا وہاں سے گزر ہوا۔ ام کہش نے کہا اسے محمد کیا ہی شخص میں فرمایا

عطاء بن عبد العزیز، نحر یہ مراد ہے جن کی کیفیت ابن براجم سے جو کتاب المہذب اور معتد وغیرہ

یہی ہیں کہاں۔ یہ آپ کے باپ ابو طالب ہیں۔ رسول اللہ صلعم دوڑ کر ابو طالب سے پڑ گئے
فرمایا اے اباجان ذات الہی کا شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کو دکھا دیا۔ آپ نے مجھے ان شہروں
میں مجھے کیوں پھوڑ دیا ہے حضرت ابو طالب نے آپ کو اٹھایا ہے

اور اسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جناب عبد المطلب کی کفالت میں تھے۔ عبد المطلب
کی عمر ۷۰ سال ہو گئی تھی۔ رسول اللہ کی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔ جناب عبد المطلب نے اپنے
فرزندوں کو جمع کر کے فرمایا محمد یتیم ہیں ان کی پرورش کرو۔ ان کی حفاظت کرو۔ انہیں کسی قسم کی
کوئی گزند نہ پہنچے

ابوہرب۔۔۔ میں محمد کا ہر طرح کا خیال رکھوں گا۔

عبد المطلب۔۔۔ تم ان سے اپنی برائی کو روکے رکھنا۔

عباس۔۔۔ میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں۔

عبد المطلب۔۔۔ تم غصہ نہ ہو شاید تم آپ کو اذیت دینے میں دیر نہ کرو۔

ابو طالب۔۔۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔

عبد المطلب۔۔۔ ہاں تم اس بات کے اہل ہو۔۔۔ اے محمد! تم ابو طالب کی

اطاعت کرنا

رسول اللہ۔۔۔ اے باپ! اس بات کا غم نہ کرو۔ میرا رب مجھے ضائع نہیں کرے گا
ابو طالب نے رسول اللہ صلعم کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ اپنی جان و مال سے ہر طرح آپ
کی حفاظت کی۔ یہودیوں کی شہادت اور آپ کے بنو اعمام کے شر سے آپ کو بچاتے رہے اور
ان حرب کی شہادت سے آپ کی خاص طور حفاظت کرتے رہے۔ جو آپ سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ

لے غالباً یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب رسول اللہ جناب حنیملہ کی پرورش میں تھے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ حضرت ابو طالب
رسول اللہ کو بچہ بچانے یا ممکن ہے کہ صرف تمہید کا نام کی خاطر ابا حنیملہ کو لایا جسے تجاہل غلو نہ کہتے ہیں یا یہی عین ممکن ہے
کہ بنو امیہ کی خانہ بدوشی جس کا مقصد و جید اہل محمد کی تفتیش تھا۔ امیر المومنین کے والد کے مرنے کو گھٹانے
کے لئے یہ خانہ ساز واقعہ ڈھلایا۔ یہاں حضرت ابو طالب کے ایمان پر حملہ کیا۔ وہاں پر شوشہ پھوڑ دیا جو موقف کتاب نے
روایت عامہ سمجھ کر درج کر لیا ہو ۱۲۔ محمد شریف غنی عنہ خرم

جایا جاتا تھا۔ اس پر
اس پر نہیں مٹتا
س فرشتہ پر تشریف
عبد المطلب نے ان
ہر ماہوں کی ایک
ظہر کر رہا ہوں کہ یہ
ت مبارک پر ہاتھ
سے نیک سلوک

و طالب بعض تجارت
دے رہے ہیں۔ آپ
ہو گئے تجارت کو
ان میں موجود ہیں
ول نہیں یتیم ہوں
سے دیئے مصری
کے سامنے کھجوریں
س لے کر ام کہشہ
م ہوتا ہے تمہارے
نگی دے شیخ کو
مخلص ہیں، فرمایا ہاں

اور معتد وغیرہ کے
س ہے کیا ہے ۱۲

منصب کی وجہ سے آپ سے مندرجہ ذیل تھے عبد المطلب نے یہ شعر پڑھا ۔
 عیسیٰ یا عیسیٰ مناف بعدی
 سو خطا بعد ایسے نبرد

یا سہ

یہ تین کتبیہ بطالب
 عبد مناف و ذر ثعلب
 یا بن الذی قد شاب غیرائب
 عبد المطلب نے حکم کیا یا آپ سے ایک راہب سے حضرت کی وقعت سنی تھی اور
 کہے ۔

وصنی بلازم و واجب
 انی سمعت العجب العجائب
 کل خبر عام و حکایت
 بان بحمد اللہ قول الراہب
 میری روایت کتاب شریف المصطفیٰ میں تحریر کی ہے کہ میں نے حضرت عبد المطلب کی ذات
 فریبہ آیا تو آپ نے اپنے فرزند ابوطالب کو بویہ اور کہا اسے فرزند آپ کو علم ہے کہ
 زیادہ محکم کے ساتھ محبت ہے اور میں آپ کے معاملہ میں کسی قدر متنبہ کرتا ہوں ۔
 ان کی اچھی طرح حفاظت کرنا ابوطالب نے عرض کیا ۔

واللہ قسم آپ فرزند کریں یہ میرے اور میرے بھائی کے فرزند ہیں ۔
 عبد المطلب کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابوطالب طعام اور لباس کے بارے میں سوال
 پئے اور آپ نے تمام اہل دیار کے اوپر ترجیح دینے تھے ۔ ان عباس کا بیان ہے کہ
 میں نے اپنے بھائی عباس سے کہا اسے عباس میں تجھے عذر کے بارے میں آگاہ کرنا ہوتا ہے
 میں نے ساتھ رکھتا ہوں ۔ دن بھر راستہ میں اسے ایک کھانا پینے سے جدا نہیں کرتا مجھے
 بارے میں کہ شوق پر ہر روز نہیں ہے نہ ہوا یہ ہے کہ میں آپ کے ساتھ آپ کے سفر
 اور یہ ہے میں آپ کے ساتھ رہتا ہوں کہ آپ کا ہاتھ پر سے اٹھا لیجئے اور میرے
 دینے تو میں آپ کے چہرے اور اس سے ناگواری کے علاوہ شام میں کرتا ہوں ۔ آپ فرما
 چاہا اپنے چہرے کو چھریجئے تاکہ میں کپڑے اتار لوں اور اپنے سر پر سو جاؤں ۔
 میں نے کہا کہ میں نے اپنے چہرے کو چھریجئے تاکہ میں کپڑے اتار لوں اور اپنے سر پر سو جاؤں ۔

چھپا کر وہ میرے جسم کو دیکھتا۔ مجھے آپ کی بات سے تعجب ہوا۔ میں نے آپ سے کہہ دیا
 کہ آپ بستر پر لیٹ جائیں گے جس میں بستر پر لیٹا تو آپ کے لیے اور میرے لیے درمیان ایک
 دیوار تھی۔ اس کی قسم جس بھی میں آپ کو اپنے بستر پر لانا تھا تو آپ کو اس میں نہیں کر سکتا
 تھا۔ آپ کے پاس ہوا کا نہ تھا۔ پھر میں اس کپڑے کو سونگھا کرتا تھا تو اس سے مشک کی خوشبو
 جیسے صبح کو اٹھتا تھا تو آپ کو وجود نہیں پاتا تھا۔ آپ کا ہر ہر عضو اللہ ہی بنا رہا۔ عام
 انسان آپ کو اپنے بستر سے مفقود پاتا تھا۔ جب میں لٹتا تو آپ کو ملتا تھا۔ لڑنا تو آپ بستر ہی
 وار ہو کر لڑا کرتے۔ آپ نے چھپا کر میری موجودیوں، آپ اپنی یکہ پر ہمیشہ جاری رہے۔

میں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھا کہ وہ ہم پر کس وقت بھی پانی نہیں فرماتے۔ کبھی یہ بھی ہوتا
 تھا کہ آپ نے میری خدمت میں صبح کا کھانا پیش کرتے تو آپ فرماتے تھے کہ میرا
 کھانا اس کی ضرورت نہیں ہے۔ فرماتا تھا کہ صبح یا شام میں وقت ہے ہی اپنی اولاد کو
 دینے کا ارادہ فرماتے تو یہ تو کھانے کا کم ٹوک اس وقت تک کہ امتداد کرو۔ ہمیشہ آپ میرا فرزند نہ آئے
 تھے۔ صبح شریف لاتے ان کے ساتھ کھانا لانا فرماتے۔ درگاہ دارالہدیہ کا دارالینک رہتا تھا
 ماضی معتد اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو طالب کا بیان ہے کہ جب یہ زمانہ کچھ حصہ ختم
 ہوا تو عام طور پر میں آپ سے ایسا کلام سماعت کرتا تھا جس کو سن کر میں حیران ہو جاتا تھا۔
 انھوں نے پینے کے وقت آپ سے یہ کلام سننے سننے کے بعد اللہ کا فضل پھر آپ
 کا دل فرماتا شروع کرتے۔ یہ سب سنا کر غور ہو جاتے تو فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کشمیراً
 سے راستہ سے حیران ہوتا تھا۔ کبھی میں اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا جب آپ
 بے ہوش تھے تو میں آپ کے سر مبارک سے ایک نور روشن ہوتا دیکھا جو آسمان تک پہنچا
 تھا۔ میں آپ کے جھوٹ ساور ہوتے ہوئے اور نہ کوئی آپ سے جاہلیت والی رسم دیکھی۔
 ہی آپ کو بے عمل بناتے ہوئے دیکھا اور نہ ہی چوں کے ساتھ کھیلے ہوئے دیکھا اور آپ کو

اللہ کی ایک مشفق انسان کی دوستی سے دلائل نہیں تھے۔ اور کفر کی موت پر مرا تھا، خدا پر

طرف لغت نہیں ہوتے تھے۔ آپ کو تنہائی اور انہماکی بہت زیادہ پسند تھی۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر جب سات سال کی تھی تو یہودیوں نے کہا کہ ہم نے اپنی کتب میں ملاحظہ
 کیا ہے کہ محمد کا رب محمد کو حرام مشتبہ چیزوں سے بچائے گا۔ انھوں نے حضرت کا اس بارے میں تجربہ
 لیا۔ انھوں نے ایک مرغی حبشہ کا کچے پکاائی۔ اسی آپ کی خدمت میں لائے۔ قریش نے مرغی کو کھا
 لیا اور آپ نے اپنا دست مبارک روک لیا۔ قریش نے کہا یہ کیوں؟ فرمایا یہ حرام ہے میرے لئے۔ رب
 نے مجھے محفوظ رکھا ہے انہوں نے کہا یہ حلال ہے۔ ہم آپ کو اقمہ نقد کر کے کھلائیں گے تو کیا اگر تم میں
 طاقت ہے تو ایسا کرو قلم دیتے وقت ان کے ہاتھ آپ کے دین اقدس سے بڑا دوسرا دوسرا جاتے تھے۔
 پھر انہوں نے اپنے ہمسائے کی مرغی کو پکڑا جو موجود نہیں تھا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ جب وہ واپس آجائے
 گا تو قیمت اسے دے دی جائے گی۔ انہوں نے اس مرغی کو پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ
 نے ابھی قلم اٹھا ہی تھا کہ وہ آپ کے ہاتھ سے گر گیا فرمایا یہ مرغی مشتبہ تھی میرے رب نے مجھے
 اس سے محفوظ رکھا ہے۔ انھوں نے کہا ہم آپ کو اس سے ضرور کھلائیں گے۔ جب وہ لوگ مرغی کے
 گوشت میں سے کچھ حصہ اٹھا کر آپ کو کھلانہ چاہتے تھے تو ان کے ہاتھ نہیں اٹھتے تھے تب انہوں
 نے کہا اس شخص کی شان بلند ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار نبوت کیا تو ابو جہل اور بنو مخزوم کے تمام لڑکے آپ کے دشمن
 ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارا اندوہ وار ہوں۔ بنو ہاشم احمد بنو عبد المطلب کے لڑکوں نے
 رسول اللہ کے بارے میں متفق ہو کر کہا آپ ہمارے سردار ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا کہنا ہے کہ میرے گھر کے معین ہیں درخت
 تھا جو سوکھ گیا تھا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے اپنا دست مبارک درخت
 کو رگایا۔ وہ اسی وقت اور اسی لمحہ میں سرسبز ہو گیا۔ اور کھجوریں لے آیا میں ہر روز ایک زبیل نم
 برتن میں رسول اللہ کے لئے خرما جمع کرتی تھی آپ چاشت کے وقت گھر میں تشریف لاتے اور

اے کیا ایسے واقعات دیکھنے والا انسان ایمان کی دولت سے محروم رہ سکتا ہے؟ حضرت کاروگوں کے ساتھ

نے اسے اماں مجھے دیوانہ عسکر غنایت فرمائیے آپ اس زمیں نماز تہن کو باہرے جاگو بنو ہاشم کے
 میں کعبہ پر تقسیم فرمادیتے۔ ایک دن آپ تشریف لائے اور فرمایا اسے اماں مجھے دیوانہ عسکر
 کا نام غنایت فرمائیے میں نے کہا کہ اسے بیٹے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج کعبہ پر نے کوئی
 نہیں دیا۔ جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ آپ کے چہرے کے نور کی قسم میں نے آپ کو کعبہ
 پر دیکھا۔ اور آپ نے چند کلمات پڑھے کعبہ پر آپ کے سامنے جمع گئی۔ کعبہ پر کا سر
 کے پاس موجود تھا جس قدر آپ نے چاہا کعبہ پر میں لیں۔ پھر کعبہ پر پہلی حالت کی طرف پلٹ گئی۔
 روز میں نے اپنے دل میں کہا اللہ صمد العباد ارضی ولداً کما یلہا یكون اخاً ل محمد
 تلك الیلة واقفی ابو طالب فتملت بعلی بن ابی طالب فرز فتمت فہما
 بقرب صفاً ولا یسجد لوشن کل ذلک ببرکۃ محمد اسے آسمان کے رب مجھے
 ایسا فرزند عطا فرمائیے جو محمد کا بھائی بن سکے۔ اسی رات بہت سا تھا ابو طالب نے بہت
 میرے محل قرار پایا۔ علی ابن ابی طالب پیدا ہوئے۔ وہ نہ کبھی بت کے قریب ہوئے اللہ
 بھی کسی بت کو سجدہ کیا۔ یہ تمام باتیں محمد بن کی برکت کی وجہ سے تھیں۔
 آیت لایلاف قریش کے بارے میں مفسرین عبد اللہ ابن عباس سے روایت کرتے
 کہ قریش کے دو قافلے ہر سال تجارت کی غرض سے یمن اور شام جایا کرتے۔ جناب ابو طالب
 قریش کے قافلے کے ساتھ جانے کا شام کی طرف عزم کیا۔ اس وقت رسول اللہ کی عمر آٹھ سال
 تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو طالب کی اوتھنی کی جہاد پکڑ کر فرمایا۔ اسے چاہا مجھے کس شخص
 کے ہمراہ سپرد چھوڑے جائے۔ میری ماں نے نہ باب، ابو طالب نے جب جانے کا ارادہ
 لیا تو آپ کی خدمت میں کہا گیا کہ آپ ان کو ساتھ لے جا کر کلیف میں مبتلا یوں گے مگر می کا

جناب فاطمہ بنت اسد کو رسول اللہ اپنی ماں کہا کرتے تھے۔ جب فاطمہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ آپ کے جنازے
 لے کر بیاباں چلے اور قدم آہستہ آہستہ رکھتے تھے۔ آپ کا جنازہ پر رسول اللہ نے ستر تکبیریں کہیں آپ کی قبر میں بیٹے اور
 فیض آپ کو پہنچی تو زمین پر می۔ رسول اللہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے فاطمہ بنت اسد کے جنازے کے ساتھ جو
 کیا ہے اس کے ساتھ نہم رکھا۔ رسول اللہ نے فرمایا ہر قدم آہستہ آہستہ اس لئے (اگلے صفحہ پر)

گناہ ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ جناب ابوطالب نے جو بابر شاہ فرمایا۔ خدا کی قسم میں ضرور آپ
 کو سجدہ جانوں گا۔ اور آپ کو بھی انکسہ نہیں رکھوں گا۔ میری کی روایت ہے۔ سید کا کافی تعداد میں تھے
 درخت کی قسم میں انکسہ ہر شخص ہر شخص سے۔ وہ تمام اونٹوں سے آگے آگے تھے۔ راستے میں کثرت سے
 آل مناء تھا۔ ایک سقید پر سے جو پرنس کی مانند تھا آپ پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ اور ہم پر مختلف
 قسم کے چیل رہے تھے۔ جب ہم ٹورک شہر رسید تھے تو پچ پچ گئے۔ تو ناگاہ ہم لوگ کیا کیفیتیں
 دیکھیں گے۔ اس میں تیزی کے ساتھ ہماری طرف دڑتا ہوا چلا آ رہا ہے جس طرح تیز رفت
 ر۔ جب وہ گرجا سے آگے آیا تو رک گیا۔ اس میں سے ایک پادری نکلا۔ یہ آپ اس نے
 دل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے نور کی طرح دیکھا تو کہ اگر اس قافلہ میں کوئی شخص نہ آپ نہ صرف
 وہ آپ ہیں ہم ایک بڑے درخت سے نیچے تر پڑے جس کی سب نہیں بہت کم تھیں۔ پرنس اس
 کو کوئی چیل لگا ہوا تھا۔ آنحضرت کی بدست وہ درخت خوشی کے مارے جھوٹے لگا۔ اور اس نے
 منشت خوں کو آواز دے پڑاں دیا اور اس میں دو قسم کے چیل پیدا ہو گئے۔ دو چیل گرمی کے موسم کے
 بعد۔ اور ایک چیل سردی کے موسم کا تھا۔ یہ وہی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کھانا لایا۔ جو حضرت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتا تھا۔ پھر اسے کہا اس لڑکے کا ولی کون ہے؟ جناب ابوطالب کا بیان ہے کہ
 میں نے کہا میں ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ کا اس سے کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس کا چچا
 ہوں۔ اس نے کہا اس کے تو کوئی چچا ہیں۔ آپ ان میں سے کون ہیں؟ میں نے کہا میں اس کے

بھائی کے ہوں۔ رکھن تھا کہ جنار سے کے ساتھ فرشتوں کا جو م تھا میں نے شہر کجیر میں اس سے کہیں کہ اس کو جنازہ یہ فرشتوں
 صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں شہر کجیر میں یہ آپ سے قبر کی مٹی کا ذکر کیا تو آپ بھر گئیں۔ میں نے اس کو
 قبر میں یہ مٹی کہا۔ میں شہر کجیر میں آپ کو اس سے پہنچائی کہ آپ سے شہر میں لوگوں کے ہر جہرے کے ذکر
 آپ کہیں مٹی ہاشی کہ مجھے ایسا کہیں تھا جس سے میں ہر جہرے ہوتی ہو شہر رہتی۔ یہ خطہ ہوش یقین جہرے
 مطبوعہ بیروت بیدریہ نجف اشرف سال طبع ۱۳۵۵ ہجری بمطابق ۱۹۵۶ مسموعی مولفہ علامہ سید عبداللہ شہر

[illegible]

آپ مجھے نین چیزوں کے متعلق آگاہ فرمائیے۔

رسول اللہ ﷺ میں ان دونوں کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہوں۔

پھر اس نے اللہ کی قسم سے کہہ کر آنحضرتؐ کے حال بے بند اور مصیبت کے متعلق

ریافت کیا۔ پھر اس نے ہر نبوت کو دیکھا۔ اللہ آپ کے پاؤں کو چومنے لگا پھر جناب ابو طالب سے

کہا یہ آپ کے رشتے میں کیسے لگتے ہیں؟ فرمایا میرے فرزند ہیں؛ کہا یہ آپ کے فرزند نہیں ہو سکتے یہ

تو ناممکن ہے۔ کہ آپ کے باپ زندہ ہوں فرمایا میرے بھائی کے فرزند ہے جو مرد کا ہے اس

مذہب پر شیعہ تھے۔ کہا اب آپ نے سچ فرمایا۔ کہا اس کو لے کر اپنے وطن طہٹ بھائیے۔ اور اس کے

سے میں یہودیوں سے ڈرتے رہیے۔ خدا کی قسم اگر انہیں وہ بات معلوم ہو جائے جس کو میں

تھا ہوں۔ تو وہ ضرور آپ کو قتل کر دیں گے۔ اور آپ کے بھائی کے فرزند کی بہت بلند شان ہوگی

ایا۔ اگر واقعہ یہی ہے جو تم نے بیان کیا ہے۔ تو یہ اللہ کے مضبوط قلعہ کی حفاظت میں محفوظ رہیں۔

بکر بن عبد اللہ اشجعی سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ راسب نے عبد مناف بن کنانہ اور نوفل

مواویہ سے ملک شام میں دریافت کیا کہ کیا تمہارے ساتھ تم دونوں کے علاوہ کوئی شخص اور بھی آیا

ہے، انہوں نے کہا کہ ہاں بنو ہاشم کا ایک نوجوان آیا ہے جس کا اسم گرامی محمد ہے۔ اس نے کہا

یہ مراد اسی سے ہے انہوں نے کہا وہ یتیم ابو طالب اور اچیر خدیجہ ہے۔ اخذ یحمرک

شہ نقال ہو ہو۔ اس نے اپنے سر کو ہلانا شروع کیا اور کہا وہ وہی ہیں مجھے آپ کے

سے پہلے یہ لوگ ابھی باتیں کر رہے تھے کہ اس اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے۔ تو وہ

نے لگا۔ وہ ہیں۔ اس نے آنحضرتؐ کو تنہائی میں لے جا کر راز و نیاز کی باتیں کیں۔ اور حضرتؐ

دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اس نے اپنی آستین سے کوئی چیز نکالی۔ اور رسول اللہ

ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے لگا لیکن رسول اللہ نے قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔ جب وہ

و کہنے لگا۔ ہذا نبی آخر الزمان یہ آخر الزمان نبی ہیں آپ عنقریب ظاہر ہوں

پھر کہا ہل و لا لہم ابی طالب علیہ السلام؛ کیا آپ کے چچا ابو طالب کا فرزند علی پیدا

ہوئے۔ فقلنا لا ہم نے کہا نہیں۔ فقال ہذا ہستہ وہ اس سال پیدا ہوں گے

و اول من یؤمن بہ وہ پہلے شخص ہوں گے۔ جو آپ پر ایمان لانے کا اظہار کریں گے ہم

کتاب کی علامت وہی ہونے کی حیثیت سے معلوم کی ہے۔ جس طرح محمد کی صفت نبوت کی
سے پہچانی ہے۔

یہی بن سیابہ سے روایت ہے کہ خالد بن اسید بن ابی عاص اور طلحہ بن ابی سفیان بن امیہ
بیان کیا کہ یہ دونوں آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں موجود تھے جب ہم لوگ
م کے قریب پہنچے تو خدا کی قسم ہم نے شام کے تمام محلات کو جنبش کرتے ہوئے دیکھا اور وہاں
سے ایک نمودار ہوا جو سورج کے نور سے بہت بڑا تھا جو ہم شام کے بازار کے درمیان میں
پہنچے تو لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے ہم بازار میں چل نہیں سکتے تھے۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ
ہے تھے۔ نظور نامی ایک عالم آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر آپ کو دیکھنے لگا۔ اور
اب ابو طالب سے دریافت کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ کہا محمد بن عبد اللہ۔ یہ سن کر اس
نے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر کہا میں آپ کی پشت کوٹ کر کرنا چاہتا ہوں۔ جب پشت مبارک
ظاہر کیا اور نبوت کو دیکھا تو اس پر گریہ اور اس کو بوسے دینے لگا اور روتا رہا اور حضرت ابو طالب
خدمت میں عرض کیا کہ اس کو جلدی وطن واپس لے جاؤ یہاں اس کے دشمن بہت زیادہ ہیں۔
وہ آنحضرت کی خدمت میں ایک قمیص لایا جس کو آپ نے قبول نہ کیا۔ اور جناب ابو طالب نے
اس کو اس غرض کے لئے لے لیا تاکہ اس کو دکھ نہ ہو۔

فصل ۵

حضرت ابو طالب کا جناب خدیجہ سے رسول اللہ کا عقد کرنا

ایک دفعہ عید کے موقع پر قریش کی عورتیں خانہ کعبہ میں جمع تھیں۔ چنانکہ ایک یہودی نے آکر
کہا کہ عنقریب تم میں ایک نبی ظاہر ہوگا۔ تم میں سے کون ایسی عورت ہے جو اس کی بیوی بنے؟ یہ
بات جناب خدیجہ کے دل میں گھر گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب خدیجہ کے اجیر بن کر آپ کے غلام
میسو کے ساتھ شام میں تجارت کرنے گئے تھے۔ جب دونوں واپس ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک صفت
کے نیچے تشریف فرما تھے۔ آپ کو ایک راہب نے دیکھا جس کا نام منظور تھا اس نے آگے بڑھ کر آپ
کے ہاتھوں کو رباؤں کو بوسہ دیا۔ اور کہا اللہ ھل ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول

[illegible]

وہ ستر سو کوڑی ہزار درہم عطا کئے۔ خدیجہ کے چچا سے خدیجہ کی عزت سے رضامندی
 (رضامندی) پا کر جناب ابوطالب نے پیغام نکاح دیا۔

اس کی اپنی نایابی میں تحریر کرتے ہیں: خدیجہ کا نکاح اس کے باپ خویلد بن اسد نے پڑھا۔ ابوطالب
 نے خطبے کے ذریعہ انجام دیئے۔ اس واقعہ کو شرف المصطفیٰ میں ترکوشی، بیچ والا ہمارا اور اپنی
 نیکی میں عودہ بخشنی، ان اہل نے کہنا سب اہل باہر میں، جو مہنی سے میر میں حسن سے۔ عزت و شرف
 درستی سے اسے اس بات کو نقل کیا ہے۔ ابوطالب نے یہ غنیمت پڑھا تمام تو یقیناً اس کے لئے
 ستر سو میں ایراجیم میں کی اور دس گروانا معا کی غاصر نسوں اور ہزار کے خیر سے ہمیں بنایا۔ اپنے
 اور اپنے حرم کا ہمیں باسپان بنایا اور ہماری قیام گاہ کو اپنے پوشیدہ گھر اور اپنے خاتمہ امن کو قرار
 دیں لوگوں کا حکم قرار دیا۔ میرزا عتیقا محمد بن عبداللہ شخص سے جس کا تشریف میں کوئی شخص منہ
 نہ آیا اور کسی شخص سے آپ کی برابری کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ وہ مل میں کہ ہیں لیکن ان تو ایک
 والی چیز ہے۔ اور چلتی پھرتی چھاؤں کا نام ہے۔ اس کا اللہ کے نزدیک بڑا ثبوت ہے۔ اس کی خدیجہ
 کرنے کی مری ہے۔ وہ خدیجہ بھی اس کے بارے میں عزت رکھتی ہے اور جو کچھ تم طلب کرو گے
 دیا جائے گا۔ میرے مال سے عاجل اور اہل و دونوں صورتوں میں بخورید سے کہا۔ ہم نے خدیجہ
 کا عقد کر دیا ہے اور ہم اس بات پر راضی ہیں۔

موقوفہ پر محمد بن غنیم نے منہ جہ ذیل اشعار پڑھے۔

لک العیبر فیہما کان منک اسمع	بنا حدیثک یا خدیجہ تدبیرت
ومن ذلک فی الناس من انعم	وجنتہ خیرا بریتہ کلہا
موسیٰ بن عمران فیما تسرب	شربہ امران عیسیٰ بن مریم
رسول من ایضا ہا دمہدی	رت بہ کتاب قدر عا بانہ

فصل ۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت

ساتھ رسول بنا کر بھیجا۔ هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق اللہ تعالیٰ و ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ ما کان محمد ابداً احد من الرجال و لیکن رسول اللہ رحمتہ النبیین محمد مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

آپ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اس کی چند صورتیں تھیں (۱) دیانے صادقہ (۲) اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو آپ کے پاس بھیجا۔ یہ نبوت کے اظہار سے قبل تین سال پہلے کی بات ہے۔ آپ آواز کو سنتے تھے لیکن اس شخص کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ جبرائیل ایک بات کے بعد دوسری بات سے آپ کو آگاہ کرتے تھے۔ اور اس وقت پر قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔ آپ اس دوران میں بشری حیثیت میں تھے۔ اور لوگوں کی طرف رسول بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ (۳) جناب خدیجہ کا وہ قبر بنو نفل سے واقعہ بیان کرنا اور ورقہ کا کہنا کہ یہ علامات نبوت ہیں سے ہے (۴) آپ کو نعمت کے اظہار کا موقعہ دیا گیا۔ اور آپ کو ڈرانے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ واما بنعمۃ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرو۔ یعنی جو کچھ تمہارے پاس نبوت میں سے آیا ہے (۵) جب آپ پر قرآن نازل ہوا جو امر اور نہی پر مشتمل تھا لیکن ان چیزوں کے اظہار کا حکم نہیں تھا۔ جب آیت یا ایہا المدثر نازل ہوئی۔ تو علیٰ خدیجہ پھر زید پھر جعفر اسلام لائے جب آیت فاصدع بما توصل نازل ہوئی۔ تو انذار عام کا حکم ملا۔ انذار نبوت کے تین سال بعد کا واقعہ ہے جب آیت و انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو آپ نے حکم کھلا تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ (۶) مکہ کے قیام کے دوران نماز اور طہارت کے سوا اور کوئی حکم شرعی نازل نہیں ہوا تھا۔ یہ چیزیں آنحضرت پر فرض تھیں۔ اور آپ کی اہل بیت کے لئے سنت تھیں۔ نبوت کے نویں سال معراج کے بعد پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ پھر تحویل کیسے حکم ہوا۔ ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان کا واقعہ ہے۔ زکوٰۃ فطرہ نماز عید نماز ظہر کی چلتے نماز جمعہ کا حکم ہوا۔ پھر اہل کی زکوٰۃ۔ حج۔ عمرہ۔ حلال حرام مباح مستحب، مکروہ سے آگاہ کیا گیا۔ پھر حیا کا حکم ملا۔ اور ولایت امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔

فصل ۴ نزول وحی کی کیفیت

حضرت بن ہشام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ پر وحی کس طرح
ازل ہوتی ہے؟ فرمایا کہ یہی پہلے جبرئیل ہی آواز آتی ہے۔ اور جو کچھ مجھے بتایا جاتا تھا میں یاد کرتا تھا
فرشتہ انسان کی صورت میں نمودار ہوتا تھا اور میرے ساتھ گفتگو کرتا تھا۔ اور میں اسے اذکر کرتا
روایت کیا ہے کہ جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے چہرے پر اتنی روشنی تھی کہ
بوں کی جھینٹا بڑھتی جاتی تھی۔ جب رخت ہمدی کے وقت آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ
شیانی مبارک پر پسینہ آجاتا تھا۔ چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔ سر جھک جاتا تھا۔ آپ کے اصواب کے سر جھک
تے تھے۔ جب قرآن نازل ہوتا تھا تو زبان اور ہونٹوں سے پڑھتے تھے۔ اور آپ کو اس بات سے
تکلیف ہوتی تھی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لا تحسر لے بعد لسانہ آپ پر جب وحی نازل ہوتی تھی
کو سخت تکلیف ہوتی تھی اور سر میں درد پڑ جاتا تھا۔ اور آپ بوجہ محسوس کرتے تھے۔ اس بارے میں
قرآن کا فرمان ہے اذ سنہ فی عینہ قولاً ثقیلاً مشہور یہی ہے کہ آپ پر ساتھ ہزار بار
ازل نازل ہوئے۔

علی بن ابراہیم بن ہشام نے اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳۳ سال کی تھی تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ آنے والے نے آکر کہا اے اللہ کے رسول! آ
ایک عرصہ تک ایسا ہوتا رہا۔ ایک دن آپ پیار کے در بیان جناب ہو غلام کی بکریاں چرائیں
نے ایک شخص کو دیکھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! رسول اللہ نے اس سے کہا تم کون
اس نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے میرے پاس بھیجا ہے۔ تاکہ تم کو اپنا رسول بنائے۔
اللہ نے اس بات سے جناب خدیجہ کو آگاہ کیا۔ اس نے کہا اے محمد! مجھے ایسا معلوم ہوتا
جبرائیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں آسانی پائی ہیں۔ آپ کو ہونو
اور بخور کے متعلق آگاہ کیا۔ جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہو گئی تو آپ کو حدود و نماز کے متعلق

دو رکعتیں نماز پڑھ لیا کرتے تھے :

ابو میسرہ اور ابو بربہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ بارگاہ شریف لاتے تو یہ آ
 سنے۔ اسے محمدؐ آپ جناب خدیجہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری عقل میں کچھ نقص
 معلوم ہوتا ہے۔ اور جب میں تنہائی میں ہوتا ہوں تو ایک اور آواز سنتا ہوں : اے
 محمد بن کعب اور عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے وحی درویش
 کا وقت کی شکل میں نازل ہوئی پھر آپ کو گوشہ نشینی پسند آئی۔ پھر آپ غار حرا میں گوشہ نشین ہوئے پھر
 آپ سے یہ آواز سنی۔ آپ جناب خدیجہؓ کے پاس آئے اور کہا مجھے کھل اور عبادتِ خدا کی قسم
 میرے خواں گم ہو رہے ہیں۔ خدیجہؓ سے عرض کیا خدا کی قسم ایسا برز نہیں ہوتا۔ آپؐ ابو اللہ تعالیٰ بھی رسول
 ہیں کہ اسے گا۔ آپ صدمہ ہی کیسے ہیں۔ اور مشقت برداشت کرتے ہیں۔ غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ وہ
 دلوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور حق کی خاطر مصائب جھیلے ہیں۔ جناب خدیجہؓ و رقبہ بن نوفل کے پاس آئیں
 کہ ان کے حالات سن کر کہہ خدا کی قسم یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰؑ اور ہر تے علیہ السلام پر نازل ہوتا
 ہے۔ میں نے تین رات خواب میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہ میں ایک بنی جہو ہے جس کا نام ہے
 اس کے مبعوث ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے لوگوں میں محمدؐ سے زیادہ افضل کسی شخص
 میں دیکھا۔ رسول اللہ غار حرا کی طرٹ شریف لائے۔ آپؐ نے وہاں یاقوتِ سرخ کی ایک رسی دیکھی
 پھر مٹی بیزجہ اور دوسری رسی مٹی لونیوں کی دیمی جب آپؐ نے یہ چیزیں ملاحظہ فرمائیں تو غم میں
 گئے۔ رقبہ سے کہا اے خدیجہ جب آپؐ پر یہ کیفیت طاری ہو جائے تو تم اپنے سر سے دوپٹہ لے
 کر کوئی چلا جائے تو فرشتہ ہے۔ اگر باقی رہ جائے تو شیطان ہے۔ خدیجہؓ نے دوپٹہ اتار دیا۔
 والد چلا گیا۔ آپؐ نے پھر دوپٹہ کر لیا۔ فرشتہ پھر آگیا۔ رقبہ نے خدیجہؓ سے کہنے والے کی ہفت دیانت
 خدیجہؓ نے بیان کیا کہ اسے دلا کھڑا ہوا تو اس نے آنحضرتؐ کے سر کو بوسہ دیا۔ رقبہ سے کہا یہی
 وہی اکبر ہے جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوتا تھا۔ اسے محمدؐ آپؐ کو بشارت ہو آپ وہ
 رحمن کی بشارت جناب موسیٰؑ اور جناب عیسیٰؑ نے دی تھی آپؐ نبی اور رسول ہیں۔ عنقریب آپؐ کو
 حکم ملے گا۔ رقبہ نے جناب خدیجہؓ کی طرٹ مزیجہ ہو کر یہ اشعار پڑھے :
 فان یلحقنا خدیجہ ناعلمی

حدیث ابی ابراہیم

من الله وحی یشرح الصدر منزل
و یشفی به الفارغ الشقی اطلصل
واخری باغلال الجحیم تفلل

و جبرائیل تاتیه و میکال لعهما
بقود من نازیہ عنراً لیدیہ
فریقان منهم فرقة فی جناہ
ورقة کے قصیدے کا ایک شعر یہ ہے

جبرائیل اند مبعوث الی البشر

یا ان احمد یاتیم فیہ خسرہ

ایک قصیدہ کے یہ اشعار ہیں

الی کل من ضمت علیہ الاب طلع

ان ابن عبد الله احمد مرسل

کما ارسل العبدان نوح وصالح

رفیق بہ ان صوفی بحث صادقاً

بہاء و منشور من الذکر واضح

و موسی و ابرہیم حتی یری لہ

رومی ہے کہ ایک روز جبرائیل نے دیکھوڑے پر نازل ہوئے رسول اللہ حضرت علیؓ اور جناب جعفر کے
کام فرماتے تھے۔ جبرائیل آنحضرت کے سر کی جانب اور میکائیل آپ کے پاؤں کی طرف پیٹھ گئے انہوں
کا کو آپ کی علامت تقدیر کی وجہ سے پیدا نہ کیا جب آپ بیدار ہوئے تو جبرائیل نے اللہ تعالیٰ
میں نیچا یا جب جبرائیل اٹھ کر کھڑے ہوئے لگے۔ تو رسول اللہ نے جبرائیل کے کپڑے کے دامن
فرمایا تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کیا جبرائیل۔ پھر حضرت اٹھ کر اپنی قوم کی طرف جانے لگے آپ
حضرت اوپر پتھر کے پاس سے گزرتے تھے۔ وہ آپ پر سلام کرتا اور آپ کو مبارکبادی دیتا تھا۔ اس
جب بھی جبرائیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے آپ کی اجازت کے بغیر ہنر نہیں ہوتے
بکسار نہ جبرائیل آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ مکہ کے اوپر واسطہ
بجانب تشریف لے رہے تھے جبرائیل نے حضرت کے عقب کی طرف واوی کی جانب ایک پتھر کی
پکھا وہاں پانی کا چشمہ جاری ہو گیا جبرائیل نے وضو کیا۔ رسول اللہ نے بھی وضو کیا۔ اور نماز
اور حضرت علیؓ علیہ السلام نے رسول اللہ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اسی روز رسول اللہ جناب
کے پاس آئے اور آپ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ خدیجہؓ نے وضو کر کے اسی روز نماز عصر ادا کی
روایت ہے کہ جبرائیل نے ایک ریشم کا ٹکڑا نکالا جس پر ایک تحریر لکھی ہوئی تھی۔ رسول اللہ سے
س کو پڑھ۔ آپ نے کہا کہ میں کبوں کر پڑھوں میں توڑا ہوا نہیں ہوں تین منہ پہر گفتگو ہوئی

پہنچے وقتہ جبرائیل نے کہا اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھو۔
 مالمہ بعلم اس کے بعد جبرائیل
 اہل میکائیل تازل ہوئے۔ ان دونوں کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اور بھی تھے جبرائیل ایک رسی لائے آئے
 کے ہر قدس پر ایک تاج رکھا اور لوا الحمد آپ کے ہاتھ میں دیا۔ عرض کیا اس کرسی پر بیٹھ کر اللہ کی حمد و
 ثناء و۔ جب رسول اللہ کرسی سے اترے تو سیدھے جناب خدیجہ کے پاس گئے۔ ہر چیز آپ کو سچہ کرتی
 تھی اور فصیح زبان میں کہتی تھی۔ اسلام علیک کربا نبی اللہ گھر میں داخل ہوئے تمام گھر بفقہ نور
 بن گیا۔ خدیجہ نے عرض کیا یہ نور کیا ہے؟ فرمایا یہ نور نبوت ہے۔ کہو لا الہ الا اللہ محمد
 رسول اللہ۔ خدیجہ نے عرض کیا میں کافی عرصہ سے اس چیز کو دیکھ رہی ہوں پھر آپ اسلام لائیں
 فرمایا اسے خدیجہ میں سر دی محسوس کرتا ہوں۔ آپ کو چادر اوڑھا دی آپ سو گئے۔ نیا آئی یا ایہا
 المدثر الایہ آپ اٹھے اور غنمی کو کان میں ڈال کر فرمایا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر موجودات
 میں سے جس چیز نے بھی اس آواز کو سنا آپ کے ساتھ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے لگی۔

فصل ، دعوت ذوالعرشۃ

آیت و انذر عشیرتک الاقربین تازا ہوئی۔ تو رسول اللہ نے ایک دن کوہ صفا پر چڑھ
 کر خطبے کی آواز بلند کی۔ آپ کی خدمت میں قریش جمع ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا کیا واقعہ پیش
 آگیا؟ فرمایا اگر میں تمہیں اس بات سے آگاہ کروں کہ دشمن تم پر صبح کو یا شام کو حملہ کرنے والے ہیں
 و کیا تم میری بات کی تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سخت
 عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ تم نے ہمیں اس بات
 کے لئے کیوں بلایا۔ اس بارے میں سورہ نبی میں ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو
 جائیں تازل ہوا۔

تقادہ طابیان ہے کہ رسول اللہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! اللہ وہ ذات ہے جس کے
 واکوئی معبود نہیں ہیں خاص طور پر تمہاری طرف حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور لوگوں کی
 وف عام طور پر۔ احسان کا در احسان۔ زائل کا در زائل۔ ملک کا در ملک۔ ہر شے اپنے

کی ہیں پہلا شخص ہوں۔ جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرا رہا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس
 سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت کھجڑ ہٹ ظاہر کی۔

جناب خدیجہؓ نے کہا۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ سورہ الفتحیٰ کا نزول ہوا۔ آپ نے جبرائیلؑ
 کو ہمارے پاس روزانہ آتے سے کوئی چیز منع کرتی ہے، یہ سورہ جہاں نزل آیا۔ ہر
 لفظ نسبتاً نازل ہوا۔

جنات کو دعوت

ابن جبر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نصف رات کے وقت ایک کھجور کے نیچے کھڑے
 نماز اور قرآنی آپ کے پاس جنات کا ایک گروہ گذرا۔ انہوں نے آپ کو صبح کی نماز پڑھتے ہوئے پایا
 آپ قرآن مجید کی تلاوت بھی فرما رہے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ کی تلاوت کو کان بگا کر سنا اور کہا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کو دے گا۔ خدا دیکھتا ہے۔ آپ کی خدمت میں آیا کہ جنات کا ایک
 وفد حاضر ہوا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت اذ احصنا الیبت نفساً من الجن
 نے رات ایک وادی میں بسر کی۔ جو دینہ سے ایک میں کے فاصلہ پر واقع ہے۔ فرمایا کہ مجھے
 بلائے کہ آج رات میں جنات پر قرآن کی تلاوت کروں تم میں سے کوئی میرا ساتھ دیتا ہے ابن مسعود
 کے آپ کا ساتھ دینا آپ کا بیان ہے کہ جب ہم مکہ سے حجون میں داخل ہوئے یہ پہاڑ ہے جو مکہ پر
 آیا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خواہ ایک خط کھینچ دیا۔ اور فرمایا تم اس میں بیٹھ جاؤ۔ تم اس سے
 اس وقت تک نہ کھڑا جب تک کہ میں واپس نہ آؤں۔ آپ چل پڑے۔ آپ نے قرآن پڑھنا شروع
 دیا۔ کثیر مقدار میں آپ کو سیاہ سا پتھر دے کر کچھ سا نسیب دے رہے اور آپ نے یہ بیان فرمایا کہ میں نے
 اس وقت آپ کی آواز نہ سنی تھی۔ پھر یہ سب چل پڑے۔ بادل کی طرح یہ آپ سے الگ ہونا شروع
 ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت فارغ ہوئے مجھے فرمایا کیا تم نے کسی چیز کو دیکھا ہے؟ میں نے
 سب کے علاوہ کچھ بیان نہیں کیا۔ فرمایا یہ نصیبین کے جنات تھیں۔

کبھی سنہ کہا کہ میں جنات کی رات رسول اللہ کے ساتھ نہیں تھا۔ اور میں اس بات کو پسند کرتا تھا
 میں آپ کے ساتھ ہوتا۔ یہ واقعہ صحیح ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ نصیبین کے علاقہ کے سات جن تھے رسول اللہ نے ان کو اپنی

بنا کر ان کی قوم کی طرف روانہ کیا تھا۔

زید بن جحش نے کہا کہ وہ جن تعداد میں سات تھے۔ ان میں زید بن جحش بھی تھا جس کے علاوہ ایک اور صاحب نے کہا ہے کہ ان جنات کے نام یہ ہیں۔ مسار، ہمار، لار و اور جمیع۔

محمد بن منکدر جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے سورہ الرحمن کو لوگوں پر پڑھا۔ لوگ خاموش رہے ایک لفظ نہ اڑے۔ رسول اللہ نے فرمایا: تم سب تو جنات نے بھی اچھا جواب دیا تھا۔

میں نے ان پر فبائی الاء ربکم انکذ بان پڑھا۔ تو انہوں نے جواب میں کہا لا شی من الالک ربنا نکذ ب اسمک سے رب ہم آپ کی کسی نعمت کو نہیں سمجھتے۔
علی بن ابراہیم سے روایت ہے کہ جناب نبی معظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ پر ایمان لائے۔ آنحضرتؐ نے ان کو شریعہ اسلام کی تعلیم دی سورہ قل اوحی نازل ہوا۔ جناب نبی معظم کی خدمت میں ہر وقت اور ہر جگہ پر حاضر ہوتے تھے۔

فصل ۹

کفار کی ابتذال سانی

زمانہ فالت میں تحسیر رہے کہ ابو لیب نے رسول اللہ معظم کی دعوت پر اعتراض کیا تو اسے حضرت ابو ثائب نے ڈانٹ کر کہا کہ اسے کاش تھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہے؟ ایسی اعرانی نے کہا کہ اگر ابو لیب ابو لیب کے پاس اور آپ کی جانب سے بھائی نہیں تھے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ مرتب تہیاس اور ہمار کہیں۔ ہم جمع کے وقت لوگ جمع ہوں گے اور اس شخص کا معاملہ لوگوں میں منہ بید کیا ہے۔ لوگ تم لوگوں سے اس شخص سے ہنس رہے ہیں۔ دریافت کریں گے اس وقت تم کیا جواب دے گے۔ ابو جہل نے کہا میں کہوں گا یہ یہ ابو لیب سے کہا میں تو یہ کہوں گا کہ یہ شاعر ہیں۔ عقبہ بن ابی معیط نے کہا میں کہوں گا کہ یہ اور ولید سے کہا میں کہوں گا یہ شاعر ہیں۔ جو مراد و عورت بھائی اور آپ میں جدائی ڈالتے تھے سورہ قلم نازل کیا۔ وہاں ہونے والے شاعر قرآن شاعر کا کام نہیں تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی "اوست فرما رہے تھے: تو ابوسفیان، ولید بن عتبہ اور شعبہؓ نے نصر بن حارث
 دریافت کیا کہ محمدؐ کیا کہہ رہے ہیں، کہا گذشتہ فصول کا ذکر فرما رہے ہیں۔ جو میں تمہیں بیان کرتا تھا۔
 بارہویں یہ آیت نازل ہوئی فمنہم من استمع ایات و جعلنا علی قلوبہم سدا کنتہ

کھلی سے روایت ہے کہ انصون حارث اور عبد اللہ بن امیہ نے کہ "اے محمدؐ! ہم آپ پر اس وقت
 ایمان نہیں گئے۔ جب تک آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمارے پاس کتاب نہ لائیں اور اس پر
 شریعت کو اسی نہویں کہ یہ کتاب اللہ کی جانب سے ہے۔ اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس وقت یہ
 آیت نازل ہوئی۔ لو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس قریش اور یہود مکہ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ
 مرزین انبیاء کی زمین نہیں ہے۔ انبیاء کے مبعوث ہونے کی زمین شام ہے۔ اور آپ شام چلے
 گئے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وان کا دوا لیستقر ذنب من الامر حق

اہل مکہ نے کہا (اے محمدؐ) آپ نے اپنی قوم کے طریقہ کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ کو غربت نے اس
 پر مجبور کیا ہے۔ ہم آپ کی خاطر اس قدر مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ کا شمار تو نگر دہا میں ہونے
 لگے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ قل اشیر اللہ اتخذ ولیدا محمدؐ ان سے کہہ دو کہ کیا
 اللہ کے سوا کسی اور کو چارہ ساز قرار دوں بشر کہیں سے جب یہ بات کہی جاتی تھی کہ تمہارے
 بپا نے محمدؐ پر کیا چیز نازل کی ہے۔ تو وہ لوگ جواب میں کہتے گذشتہ لوگوں کے قہقے اس موقع
 اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ واذ قیل لہم ما اذا انزل الیکم قالوا اساطیر
 اولین

ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش کہا کرتے تھے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل نہیں سوا
 اس کی تعلیم آپ کو بلعام دیا کرتے ہیں۔ بلعام کہیں رہتا تھا۔ قوم کا دومی اور مندرجہ تھا جس کا پیشہ
 سازی تھا (زین) ضحاک کا بیان ہے۔ اس سے ان کی مراد حضرت سمون فارسی کی ذات تھی۔ مباحثہ
 بیان ہے کہ اس سے مراد عبد النبیؐ حضرت عیسیٰؑ کا نام بعیش تھا۔ اس بارہویں یہ آیت نازل ہوئی
 فقد نعلم انہم یقولون انہما یعدہ بشر اذ و قال الذین کفروا ان هذا الا انک
 ستراء کافر لوگ کہتے ہیں کہ یہ وہ بتان ہے جس کو (معاذ اللہ) محمدؐ نے تراشا ہے اور یہ بات اپنے

ان سٹری کا غلام بیار۔ عامر کا غلام حمیرا۔ جو دونوں اہل کتاب سے تعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی تکذیب کی اور فرمایا۔ فقد جاء اظہاراً و زوراً وہ لوگ ظہم اور جھوٹ سے پیش آئے۔۔۔۔۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ بنو عبد الدار کے دو آدمی آئے۔ ایک نے اپنی جانب کھڑے ہو کر سیٹی بجانا شروع کر دی اور دوسرے سے بانیں «رب کھڑے ہو کر اپنے بائیں ہاتھوں سے مالیاں بجانا شروع کر دیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کی نماز میں خلل ڈال سکیں۔ یہ دونوں جنگ بدر میں قتل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ (ذوقوا العذاب) عذاب امرہ چاکو۔

قال الذین کفروا کے تحت روایت کیا گیا ہے کہ تائیس نے اپنے ماننے والوں سے اس وقت کہا جبکہ وہ قرآن مجید کے مقابلہ سے عاجز آ گئے کہ اس قرآن کو مت سنو اور اس میں شور و غل مچاؤ ان لا تسمعوا لهذا القرآن الغوا فیہ یعنی قرآن کے ساتھ لغو یا بطل رسیدیوں اور بلند آواز سے شر پھڑک کر والہکم تغلبون تاکہ تم بے ہودہ بات کے ذریعے غالب آ جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قلن یشق الذین حکموا ہم کافرین کو عذاب کا مزاح ضرور لکھا جائے گا۔

کلمی کا بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ اہل مکہ نے آپ کی خدمت میں آ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کے سوا اور کوئی رسول نہیں ملا۔ ہم نے مذاحدہ کیا ہے کہ آپ کی تصدیق کوئی شخص بھی نہیں کرتا۔ اور ہم نے آپ کے متعلق یہود اور نصاریٰ سے دریافت کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس یہ کلمہ کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ ہمارے پاس ایسے شخص کو لایا ہے جو اس بات کی گواہی دے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ قل ای شئی کبر شہادہ انی قریش نے کہا بڑے قریب کی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی طرف رسول بھیجنے کے لئے ہم ابو طالب کے سوا اور کوئی شخص نہیں ملا۔ یہ آیت نازل ہوئی انزلت آیات الکتاب حکیمہ اکان للناس عجبا ان

ولید بن مفرہ نے کہا خدا کی قسم اگر نبوت حق ہوتی تو میں اس کا ترے مقابلہ میں زیادہ مستحق

ما کیوں کہ میں تم سے عمر کے لحاظ سے بڑا ہوں۔ اور میرے پاس تمیر کے مقابلہ میں بہت زیادہ مال ہے۔ ایک گروہ نے کہا۔ کہ مکہ کے دو بڑے شخص ابو جہل اور عبد مناف کو اللہ تعالیٰ نے کیوں رسول بنا کر میں بھیجا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ **وَقَالُوا لَوْلَا نَزَّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ**

ابو جہل نے کہا۔ بنو عبد مناف نے شرف کا ہمارے ساتھ مقابہ کیا حتیٰ کہ کہنے لگے کہ ہم میں تو پیدا ہوا ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہے خدا کی قسم! ہم اس پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے! اب کبھی بھی اس پر وحی نہیں کریں گے۔ ہاں ایک صورت ممکن ہے کہ جس طرح اس پر وحی نازل ہوتی ہے اس طرح ہم پر وحی نازل ہو یہ آیت نازل ہوئی **وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَوْلَا نُوْتِيٰ** انہیں اس وقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں بھی وہ چیز نہ ملے جو اس کو عطا کی گئی ہے **حَرِشَ بْنَ نُوْفَلٍ** بن عبد مناف نے کہا آپ کا کہنا تو حق ہے لیکن ہم اس کی پیروی اس لئے نہیں کرتے کہ عرب ہم کو یہاں سے نکال دیں گے۔ اور اس بات کے برداشت کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی **وَقَالُوا إِنَّا نَتَّبِعُ الْهُدٰى فَمَا نَعْنٰى مِنْ أَرْضِنَا** اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب یوں دیا۔ **أَوَلَمْ نَكُنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا** کیا ہم نے ان کے لئے امن جگہ پیدا کرنا ممکن نہیں؟

زجاج نے کتاب السعانی میں شعبی نے کتاب الکشف میں زبیری نے الفائق میں، واحدی نے کتاب اسباب نزول القرآن میں اور ثمالی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ اور الفاہ ثمالی کے یہ ہیں کہ عثمان نے بن سلام سے کہا کہ ایٹم لذین اتینا ہم الكتاب بعرفونہ مکہ بعرفون ابناھم جن لوکوں کو ہم نے کتاب دی وہ محمد کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں۔ یہ آیت محمد کے حق میں نازل ہوئی ہے یہ واقعہ کس طرح ہے؟ اللہ کا نبی اس صفت کے ساتھ پہچانا جاتا ہے جو صفت پ کی اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے۔ ہم آنحضرت کو تم لوگوں میں اس طرح پہچان لیتے ہیں جس طرح اپنے بیٹے کو اور لوگوں کے درمیان ہوتے ہوئے پہچان لیتے ہیں۔ خدا کی قسم میں محمد کو اپنے بیٹے کی نسبت زیادہ پہچانتا ہوں میں آپ کو اس نشانی کے ساتھ جانتا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب میں بیان کیا ہے اس اپنے بیٹے کے متعلق یہ نہیں جانتا۔ اس کے پیدا کرنے میں اس نے اپنے پیارے بیٹے میں

مردود طلب کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی مقرر کیا تو آپ کو
 انکار کر دیا۔ بشر بن معرور اور معاذ بن جبل نے انہیں کہا: اللہ سے ڈرو اور اسوام لاؤ محمد کے ذریعے
 سے ہم فتح مندی کی آرزو کرتے تھے۔ اور ہم اس زمانے میں اہل شرک ہیں۔ اسے تھے۔ اور تم اس بات کا تذکرہ
 بیاڑتے کہ آنحضرت مبعوث ہوں گے۔ سلام بن مسادم، بنو زہیر کے بھائی نے کہا: ہمارے پاس آپ کوئی
 یہی چیز نہیں ہے جس سے تم آپ کو پہچان سکیں۔ یہ وہ نہیں ہیں جس کا ذکر تم سے کیا کرتے تھے یہ
 آیت نازل ہوئی۔ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِلَى قَوْمِهِمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ
 يَهُودَ كَوْفَارًا سَبَّحُوا بِكَلِمَاتٍ خَالِقَاتٍ تَتَقَلَّبْنَ فِي أَبْصَارِهِمْ كَذِبًا يُكَفِّرُ عَنْهُمْ سُدًّا وَأَنزَلَ اللَّهُ الْبُورَانِ
 فی آخر الزمان الذی یحمد نعتہ فی لنور اقا اسے معبود اہلادی اور اس نبی کے ذریعہ کر ہو
 آخری زمانے میں مبعوث ہوں گے جس کی صفت ہم تورات میں پڑھتے ہیں جب رسول اللہ صلعم
 کے مبعوث ہوئے کا وقت قریب ہوا تو کہنے لگے کہ وہ زمانہ آگیا ہے جس میں آپ خروج فرمائیں
 گے۔ اور جو کچھ ہم نے کہا تھا اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ جب آپ ان کے پاس تشریف لائے تو
 انہوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ کے ساتھ کفر کیا۔ اللہ کی صفت کافروں پر واقع ہے۔ صادق آل
 محمد سے مروی ہے کہ یہودیوں کے علماء آپ کو پہچانتے تھے۔ تورات میں نبی صلعم کے فضل کو
 معاذ میں بدل دیا۔ جب عامۃ الناس یہودیوں نے کہا کہ تم کہا کرتے تھے کہ محمد آخری زمانے میں
 مبعوث ہوں گے۔ تو انہیں علمائے نے کہا حاشا وکلا یہ صفات تورات میں نہیں ہیں۔

عبداللہ بن سلام اسلام سے آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہودیوں سے میرے پاس ہے
 دریافت فرمائیے تو وہ کہیں گے کہ وہ ہم سے زیادہ عالم ہیں۔ جب وہ یہ بات کہیں گے تو میں
 کہوں گا کہ تورات آپ کی نبوت پر ولایت کرتی ہے اور آپ کے صفات اس میں واضح طور پر
 مذکور ہیں۔ جب آنحضرت نے ان سے عبداللہ بن مسادم کے بل سے میں دریافت کیا تو انہوں نے
 کہا ایسا ہی ہے۔ اس وقت عبداللہ بن مسادم نے اپنے ایک کان لائے گا اظہار کیا تو انہوں نے آپ
 کی تعظیم کر دی۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْكَانِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ذِكْرًا لِلَّذِينَ
 نشہد شاہد

فروش سے کہنے لگا کہ مجھ تو نہیں عا د اور محمود قوموں کے قبضے سناتے ہیں رہیں تمہیں اس قدر بار
تم کہے تھے سناؤں گا۔ فروش اس شخص کے قصوں کی طرف راغب ہو گئے اور قرآن کو سننا چھوڑ
دیہ آیت نازل ہوئی۔ ومن الف من یشری بکلمہ

تقریباً بیسے بیان کیا کہ بعض مسلمانوں نے اہل کتاب کی تہذیب سے کچھ چیزوں کو لکھ لیا۔ نوید
ماہی مولیٰ : ولہم یکفہم انما اوزمت بکتاب یہی تعلیم نے فرمایا یہں مولد سے پاس پاکیزہ رہن
ضرورت : لکھ لیا ہوں۔

سورہ مدی ہے کہ ولید بن مغیرہ سے کہا گیا کہ جو کچھ محمد پڑھتا ہے۔ جواد رہے کہ انت
یاشیر ہے وہ ان نوروں کو سہ کرے بنی عبدالمطہر و السلام کے پاس آیا۔ اور آنحضرت سے کہا۔
ماتے پڑھیے آنحضرت نے پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اس نے کہا تم یہ نہ کہ
آنحضرت کو پکارتے ہو جس کا نام رقی ہے فرمایا ایسا نہیں ہے میں تو اللہ تعالیٰ کو پہلے تبارک
نہیوں وہ یہ کہ میں پھر آپ نے سورہ تم السجدہ کو پڑھا۔ یہ آپ اس مقام پر پہنچے۔ فان
تواقن۔ من ذلک صاعقة مثل صاعقة۔ و خود اس جبر کا شپ دکھا اور
نے دیکھا کہ یہ سے ہو گئے۔ وہ اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔ اس سے کہا گیا کہ تم دین محمد کی طرف سے ہوں
ہو کہ نہیں لیکن پاکست سے کلام نہ کہ جس سے یہ سے رو گئے کھڑے ہو گئے ہیں کہا کہ وہ
وہ سے ہو گئے ہیں۔ یہ دیوانہ کو پکڑ لیا۔ یہ یہ آیت ازل جوفی۔ ذریعہ من خالق و منبہا
نہیہ۔ یہ مدی ہے کہ ولید بن مغیرہ نے نبی معلوم سے یہ آیت سن لی ان لہذا مر یا حدی
حسان تو کہنے لگا کہ اس قسم اس کلام میں شیری اور چکے۔ اس کے بعد یہ کہ جمعہ منجیدہ اور
کہ کہ یہ نہ ہو ابا فل ہے۔ یہ یہ ان کے کلام نہیں ہے۔

وہاں مذکور کفر والوں نے اس پر علیہ السلام ان جملہ واحد تاکہ انہیں بتا دے کہ یہ سب کفر ہے اور یہاں اس پر عباس اور عطاء اللہ نے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں نے اسے کفر سے روکا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر شہادہ پر ہر کلمہ شہادہ کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔ اور یہاں بھی ہے کہ وہ ان کو لکھتا ہے اور پڑھتا ہے۔ اور ان کی فہم میں اس میں مانع ہوتا ہے۔ اور اس میں امور سے متعلق سوال کو پڑھتا ہے۔

کا تو سب بھی مہربان ہوئے گذشتہ واقعات کی حکایت بھی ہے۔ لکھنا رسول اللہ ان لوگوں کو "عجزات" دکھانے اور غریب کی خبروں سے متعلق آگاہ فرماتے رہتے تھے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ لا تعجل بالقرآن قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو۔ اس کے معانی یہ ہیں کہ جب تک مقررہ اوقات پر اس کی تفسیر نازل نہ ہو جیسے قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو۔

نور بن حارثہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ کیا آنحضرت معلّم تھے اس کو خاموش کر دیا۔ اور فرمایا بن چیزوں کی تم پوچھا کرتے ہو۔ وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔ رسول اللہ وہاں سے تشریف لے گئے ابن زبیر نے کہا۔ خدائی قسم اگر میں اس مجلس میں ہوتا۔ تو ضرور آپ سے مناظرہ کرتا۔ محمد سے دیرانت ہر وہ چیز جس کی پوچھا جاتی ہے اپنے پوچھا کرنے والوں کے ساتھ جہنم کا ایندھن ہوگی۔ ہم لوگ رشتہ داروں کی پوچھا کرتے ہیں۔ یہودی حضرت کمزیر اور نصاریٰ جناب عیسیٰ کی کیا یہ سب جہنم میں لے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے آگاہ کر دیا گیا آپ نے فرمایا اس نے حقیقت کو سمجھ ہی نہیں میں نے مانتا ہوں کہ ہے۔ لفظ ما غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے اور لفظ من ذوی حلال کے لئے مستعمل ہوتا ہے فرشتے، غریب، اور بیٹے ذوی العقول ہیں) یہ آیت نازل ہوئی۔

الذین سبقت لہم الخ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں نے دریافت کیا کہ آپ ہمیشہ سے نبی نہیں ہیں؟ فرمایا۔ ہاں انہوں نے کہا آپ نے گہوارہ میں اس طرح کلام کیوں نہیں کیا جس طرح عیسیٰ نے کلام کیا تھا؟ فرمایا عیسیٰ بقیہ باب کے پیدا ہوئے تھے۔ اگر وہ گہوارہ میں گفتگو نہ کرتے تو بنی اسرائیل کے دامن عصمت سے وجہ قسمت نہیں مٹ سکتا تھا۔ میرے ہاں اور باب دونوں تھے۔ مجھے جہد میں لے لے

من ضرورت نہ تھی۔

قریش آپ کی خدمت میں جمع ہوئے اور کہا۔ اے محمد! آپ ہمیں کس چیز کی طرف بلاتے ہیں؟ فرمایا اس بات کی گواہی کی طرف کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں کہ تمام معبودوں کی

کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو تلاوت وحی کی سماعت سے پہلے کر دیتے تھے۔

آپ قرآن کی تعلیم عالم اوداج میں حاصل کر کے دنیا میں تشریف لائے تھے ۱۲ مترجم

طریقت بتاتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم تین سو ساٹھ معبودوں کو پوجتے ہیں اور آپ ایک معبود
دست کرتے ہیں۔ اس حالت میں آپ کا اور ہمارا کیسے گزارہ ہو سکتا ہے۔

یہ آیت و عجیوان جائزہ مندر غدا سب تک نازل ہوئی۔

ابوسفیان عکرمہ اور ابوہریرہ اسلمی عبداللہ بن ابی اور عبداللہ بن ابی مریم کے پاس آکر
گئے۔ اے محمد! اگر آپ ہمارے معبودوں کا ذکر کرنا چھوڑ دیں۔ اور یہ اعلان کر دیں کہ وہ
بجایوں کی سفارش کریں گے۔ تو ہم تیرے معبود کا ذکر ترک کر دیں گے۔

نبی صلعم کو اس بات سے سخت صدمہ ہوا آپ نے حکم دیا کہ تم پینہ سے نکل جاؤ۔ اور یہ آیت
نازل ہوئی۔ **وَأَقْلَعُ الْكَافِرِينَ** یعنی مکہ کے رہنے والے کافروں کی اطاعت نہ کرو۔ اور پینہ کے
واسے منافقین کی۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ پر شہر مکین نے کثرت ازواج کی طعنہ دینی کی۔ اور کہا۔
آپ نبی ہو گئے ہو تے تو منصب نبوت آپ کو عورتوں سے شادی کرنے سے روک دیتا تو یہ آیت
نازل ہوئی۔ **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ**

ابن عباس اور اہم سے مروی ہے کہ نبی صلعم مقام ابراہیم کی جگہ نماز ادا فرما رہے تھے تو وہاں
بوجہل کا گزرا ہوا اور کہا اے محمد! میں نے آپ کو اس بات سے منع نہیں کیا تھا اور آپ
ڈکا اور ڈرایا۔ رسول کو اس پر غصہ آیا اور اسے دھمکایا۔ اس نے کہا تم کس کی وجہ سے مجھے دھمکاتے
ہیں اس عداوت میں تم لوگ نے کئے سب سے بڑا ہوں۔ یہ آیت نازل ہوئی **إِذْ قَالَ**
عَبْدُ اللَّهِ اذ صلی الی قولہ فلیبدع الزبانیہ

ابن عباس کا بیان ہے کہ اگر وہ ندا دیتا تو اس کو مسمیٰ بندہ نہایت عذاب میں گرفتار کر لیتے۔
قرطی سے مروی ہے کہ قریش نے کہا اے محمد! آپ نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں۔ اور
ہمارے عقل مندوں کو بیوقوف بنایا۔ اور ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال دی۔ اگر تمہیں مال کی ضرورت
نہو تجھے مال دیتے ہیں مگر شرف کی ضرورت ہے۔ تو مجھے اپنا سردار بناتے ہیں۔ اگر کسی بیانیہ میں
ملاؤ تو تمہارا علاج کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ مجھے ان باتوں میں سے کوئی بھی لاحق
نہو کہ اگر تمہارا فرمایا تو تمہارا ہونا سوار بنا کر بھجوا دے۔ اور ایک کتاب کو مجھ میں نازل کیا

مروی ہے کہ قریش یہودی اور نصاریٰ کے پر اس کے وجہ سے لعنت کرتے تھے۔ کہ انہوں نے انبیاء کو
 جھوٹا تھا مگر ان کے پاس کوئی نبی آگیا۔ تو وہ ضرور اس کی مدد کریں گے۔ بحسب اللہ تعالیٰ کے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا۔ تو انہوں نے آپؐ کی تکذیب کی۔ یہ لوگ اپنی انیکوں سے رسول اللہ کی طرف
 اشارہ کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کی پوزیشن بیان کی ہے۔ **وَإِذَا رَأَوْا** الذین
 کفروا **وَأَن يَتَخَفَ ذَٰلِكَ أَهْلَهُ وَآيَاتِهِ** دوسرے سے کہا کرتے **هَٰذَا الَّذِی یُذِکِّرُ الْهَٰتِکُمْ**
أَخْفَرْتُ لَہٗ فَرِیًّا تھا کہ یہ بت پتھر کے بنے ہوئے ہیں نہ یہ نفع دیتے ہیں۔ اور نہ نقصان دہم
 بذکر الرحمن کا ضرور۔

ابن بن خلف نے ایک بوسیدہ مری کرپٹے پتھر میں کربوا میں اڑا کر کہا۔ اسے محمدؐ کی آیت کا
 خیال ہے کہ تمہارا رب اس کو زندہ کرے گا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ و ضرب لنا مثلاً رخ
 جب کوئی وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے آتا تھا تو وہ ابوہب کے
 پاس جاتا اور ان سے ہوتا تھا۔ ہمارے ابن عم کا کیا حال ہے؟ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں طعنہ زنی کرتا تھا۔
 اور ہوتا تھا کہ ہم لوگ برابر اس کے جنون کا علاج کر رہے ہیں وہ لوگ واپس آجائے اور رسول اللہ
 کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔

طارق محاسبی کا بیان ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سوق ذی الجواز میں اس صورت میں دیکھا کہ آپؐ نے
 سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا اور کہتے تھے۔ **اے لوگو! لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ** کہو تاکہ تم نجات پا جاؤ۔ ابوہب
 آپؐ کے پیچھے گئے ہوئے تھے۔ اور آپؐ کو پتھر مار رہے تھے۔ جن سے آنحضرتؐ کے ٹخنے زخمی ہو گئے۔
 ابوہب کہتا تھا۔ اے لوگو! اس کی بات نہ مافو یہ جھوٹا ہے۔

کتاب الشہداء میں ابوہب انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوق ذی الجواز
 میں کھڑے ہوئے تو گوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہمارے تھے۔ عباس کھڑے ہوئے آپؐ کا کلام سنی رہے
 تھے۔ عباس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں تم بہت بڑے ہو گئے ہو۔ عباس ابوہب کے پاس چلا گیا اور
 بات سے ابوہب کو آگاہ کیا۔ و ذین واپس آکر آواز سے کہنے لگے۔ ہمارے بھائی کا بیٹا بہت بڑا
 جہاد ہے۔ انہیں کو کہیں نہیں تمہارے دین سے برگشتہ نہ کر دے۔ رسول اللہ ابوہب کے
 کمرے آئے۔ ان کے پاس ابوہب کے پاس آکر بیٹھے۔ ان کے پاس آکر بیٹھے۔ ان کے پاس آکر بیٹھے۔

کہ تمہارے ہاتھ قلم موجائیں تمہارا کیا ارادہ ہے۔ خدا کی قسم آپ صادق القول ہیں جناب ابو طالب نے یہ اشعار پڑھے۔

انت الامین امین اللہ لا کذب
والصادق القول لا بہو ولا لعب
علیت تنزل من ذی العزۃ الکتاب
ہفتہ الرسول، رسول اللہ تعالیٰ
آپ امین بلکہ اللہ کے امین ہیں۔ صادق القول ہیں۔ آپ رسول ہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں ہم جانتے ہیں کہ آپ پر اللہ کی جانب سے کتاب نازل ہوئی ہے۔

ابو جہل نے ایک روز رسول اللہ سے کہا: اے محمد! تیرا راستہ یہ ہے اور ہمارا راستہ وہ۔ تم اپنے دین اور مذہب پر عمل کرو ہم اپنے دین اور مذہب پر عمل کریں گے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ وقالوا فی قلوبنا کنتہ ان یفکوہوا

ان عباس سے روایت ہے کہ ایک جماعت کی یہ حالت تھی اگر ان کا جسم درست ہو جاتا تھا۔ یا ان کی عورت بڑھاپید کرتی تھی۔ یا ان کے جانور زیادہ ہو جاتے۔ تو وہ لوگ اسلام سے خوش ہوتے مگر کوئی شخص مرد میں مبتلا ہوتا یا راستہ کوئی تکلیف دہ پیش ہوتی۔ تو کہتا کہ مجھے تو اس دین اختیار کرنے کے بعد برائی ہی برائی سے بچھڑ رہا ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ ومن الناس من یبعد اللہ علیہ حریف

ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے روکا۔ اور کہا اگر میں نے محمد کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو ان کی گردن پھل کر رکھ دوں گا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ فاصبر بحکم ربک و لا قطع آشما وکفورا

آیت وان کا دو ایستفتونک بالذی اوحینا کے بارے میں ابن عباس سے مروی ہے کہ بنو نضیر کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ تم آپ کی بیعت تین شرطوں کے تحت کرنے کے لئے تیار ہیں ہم اپنے معبودوں کی پوجا سے باز نہیں آئیں گے۔ اور نہ ہی انہیں اپنے ہتھوں سے توڑیں گے اور ایک سال رسالت کی پوجا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وفد کو بیعت نہ کرو۔ جس میں رکوع اور سجود کیا نہ لایا جائے۔ بتوں کو تمہیں اپنے ہاتھوں سے توڑنا

فرمایا کہ ہم اپنے پیروں سے کتاب فیضانِ سرگیش و سبب ہم میں سے فیضانِ حاصل
 کے لئے توجہ و توجہ نہیں توڑ دیں گے اور سلام لائیں گے۔ آنحضرت معلوم نے انہیں بتوں کو توڑنے
 کا حق بلدی کیے کا حکم دیا تب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کعبہ کا طواف فرمایا ہے۔ عقبہ بن ابی معیط آیا اور آنحضرت کو گالیوں میں
 پھینکا۔ حضرت کا گروہ میں ڈال کر مسجد سے باہر کی جانب کھینچا۔ اس سبب آنحضرت معلوم نے ہاتھ کو پکڑ لیا۔
 ایک سال تک یہی عمل کر رہا تھا۔ یہاں پر تشبیہ لکھنا چاہیے۔ ایو جمل نے آپ کو گالیاں دیں۔ اور پھر آنحضرت
 پھر سے زخمی کیا۔ حضرت قرظون علیہ السلام نے شعاع بیان کئے۔

لقد نجى الله رسوله من القذرات من - لهم و محزون

قیدِ سہم اور محزون سے بڑے وقت کو گروہ لکھتے تھے۔ سبب تو تھا یہ کہ۔

هذا ليس ما سألني به - هذا احد بيتي اتانا غير ملزوم

سبب بھی نبی تشبیہ لائے تو کہنے لگے۔ یہ راستہ درست نہیں ہے۔

قد انهم بحق غير ذي عوج - رسول من كتاب الله معلوم

ہاں آپ سیدِ عالم ہیں۔ مگر ان کے پاس آئے۔ جو تقدیر کی معلوم کتاب سے نازل ہوا ہے۔

فامنا بنبی لا اب لك - ذی خاتمہ عرش الرحمن مختوم

ہمارا آپ تمہارے لئے تمہاری پر ایمان لاؤ۔ جو عرشِ خاتمہ پر ایمان کو رحمن نے ڈالا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت

صحیح طبری اور یاقوتی تاریخ کے لئے یہاں سے شروع ہوا۔ رسول نازل ہوئی تو آنحضرت

معلوم کے لوگوں کو سلام کی دعوت دی۔ اللہ سے آپ کے حکم و نفع۔ دن صحت و دن نازل

ہوئی تو انھار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شہادت کا فرقہ کر لیا۔ بنی سبب انہوں نے آپ کے بیان اور رد و۔

پندہ۔

عیسائیوں اور اہلِ کفر کے لئے یہاں سے شروع ہوا۔ اس کے بعد یہاں سے آپ کے لئے

یہاں سے شروع ہوا۔ اس کے بعد یہاں سے شروع ہوا۔ اس کے بعد یہاں سے شروع ہوا۔

اسلاف کو گمراہ سے تعمیر کیا۔ ہاں کو ہمارے حوالے کیجئے۔ آپ ہمارے اور ان کے درمیان عامل نہ ہو بیٹے
 ہونا ارب سے ان کو نرم گرم باتیں کہے ٹال دیا۔ رسول اللہ اپنے مشن میں شغول رہے۔ دین خدا کا اظہار
 کرتے رہے۔ اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتے رہے۔ جس آدمی اسلام لائے۔

دوسری مرتبہ کفار کا ایک ہڑاتم غیر الزامی کے پاس آکر کہنے لگا کہ اس میں کلام نہیں کہ کہیں کہ
 شرافت اور منزلت حاصل ہے ہمارا درخواست ہے کہ آپ اپنے جتنے کو منع کریں۔ اگر وہ نہیں رکتا
 تو ان کی قسم ہمارا پیغام ہمارا حال مستحکم کر دیتے ہوتے۔ پھر نبی جو چکا ہے کہ یہ ہمارے اسلام کو کامیاب
 کرنے کے لئے تھا۔ ہذا کو بہتے دعوت کہیں۔ اور ہمارے دین میں پھرنے لگائیں۔ جناب ابوشامہ
 نے ان کلام سے کہا کہ لوگ پھر بھی شکرت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں انہیں ایک کلمہ کہہ دوں گا چاہے
 اس میں کسی وجہ سے عرب یا ان کا طبع ہو جائے گا۔ ابوہریرہؓ اسے ان کی خدمت میں جہیز پیش کیا۔ اسے
 بوطالب سے عرض کیا کہ اسے بھائی کے مال پر کون سا کلمہ ہے۔ فرمایا۔ لا ایل الا اللہ وہ لوگ
 پھر نہ پھرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم کئی مہینوں کو پھوڑ کر ایک مہینہ کو رہیں
 یہاں تک کہ یہ نہ پھرتے۔

پھر منافق سے کہا کہ پوشیدہ طور پر جناب ابوشامہؓ سے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ
 کو تاؤ ہے نہ لیتے ہیں کہ اٹھنے کی محی میں طاقت نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ آپ
 ابوشامہؓ آجیٹ کی۔ ذکر ایک سو نو تہ مجھ کو آپ سے کہہ دیجئے کہ میں نے کہا کہ تاؤ ہے۔
 تو یہاں سے چلا کر میرے واسطے دانتوں پر چھوڑ دیا۔ تاؤ میں رہو یا ہمارے اور ان کے کہتا ہے
 کہ یہاں سے چلا کر میری طرف آکر کہہ دیجئے کہ میں نے کہا کہ تاؤ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ میں نے کہا کہ تاؤ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ تاؤ ہے۔
 کہ میں نے کہا کہ تاؤ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ تاؤ ہے۔
 کہ میں نے کہا کہ تاؤ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ تاؤ ہے۔
 کہ میں نے کہا کہ تاؤ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ تاؤ ہے۔

خدا کی قسم یہ لوگ آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے یہ سب سب میں ملٹی میں انوں نے یہ جواز
 فاصدع یا مراد ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ

اپنے نام کو کھول کر بیان فرمائیے تاکہ آپ پر کوئی دگہ ٹوٹ نہ پڑے۔ یہ سب سب میں ملٹی میں انوں نے یہ جواز
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 تم نے مجھے دعوت دی اور کہا کہ میرا نام مور ہے۔ تم نے مجھ کو کہہ دیا کہ اس سے پہلے کہ تم ایسا کہتے تھے
 عیلت ما عیلت غفادہ

و عرفنت دینا فادع عرفنت دینا فادع
 من خیر ادیان وادعہ العجب وادعہ
 تم نے ایک ایسا دین پیش کر دیا جس کو تمام ادیان سے بہتر دین ہے
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 طہری اور دین کی اپنی اسناد کے ساتھ مدعی ہے اور ان کے بارے میں یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ میں اقامت ہو
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 آپ ہیں ابو طاہر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بلا سب سے پائل کیا۔ اور
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 آپ ہیں ابو طاہر سے کہہ کیا انصاف چاہتے ہو، کہا ہم اس سے تک جانتے ہیں۔ وہ ہم سے کہہ جاتے ہیں
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 نہ ہمارے متعلق کوئی بات کریں۔ اور نہ ہم ان کے متعلق کوئی بات کریں گے۔ وہ انہیں سے جھگڑا کریں۔

ہم اس سے جھگڑا کریں، اس کی دعوت نے دلوں میں دھڑکی۔ اور بغض پیدا کروا دیا۔ ابو طاہر نے
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 اسے جھگڑا کر لیا۔ (یہ کیا کہہ رہے ہیں) فرمایا: یہ چاہا اگر یہ سے ہو موم میر سے بار سے میں اللہ تعالیٰ
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 کا دل میں اور میری نصیحت کو مان لیں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں لوگوں کو دین حنیف سے
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 بیم کی باتوں میں شوق اس کو ہوا کرے کہ اس سے اللہ تعالیٰ مدد فرمائی ہوگا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ میں داخل ہوگا
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 جو شخص میری نافرمانی کرے گا میں اس سے جہاد کروں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے درمیان میں نہ کرے
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 لے گا۔ وہ بہترین فریضہ کرنے والا ہے۔ کہا ان سے کہہ دیں۔ وہ جہاد سے خائفوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ بار
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 میں۔ اور ان کو برے الفاظ سے یاد نہ کریں یہ آیت نازل ہوئی قل غیبا اللہ ناسر و فی العبد
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 یہ کہہ گا اگر مجھ پر ہے میں تو میں اس بات سے ڈکا دیکر کہ ہم میں سے کوئی شخص ایمان نہ لے گا اور
 عیلت ما عیلت غفادہ
 دانشمندان و ذہن وادعہ العجب وادعہ
 اس سے کون اپنے کفر پر قائم رہے گا اگر ہم نے آپ کو سچا پایا تو آپ پر ایمان لائیں گے۔ اور یہ آیت

کے کہ جو عجا کر اس کی نماز کو خراب کر دے۔ ابن زبیری اس کام کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے گھر میں اور
ٹھکانہ پر بل والے پر ڈال دیار۔

جب یہ وعظ آپ کو اس باعث کا حکم ہوا تو آپ نے فرار کھینچ لی۔ جب آپ کو اس حالت میں دیکھا
تو سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ کہنا تھا کہ تم اگر ان میں سے کوئی بھی کھڑا رہتا تو میں اس کو تلوار
پر مار دیتا۔ پھر کہا کہ یہ سب جھوٹا ہے۔ یہ سب سے بڑا ہجو کہ جس شخص نے یہ کیا ہے وہ بے ایمان ہے۔
یہ وہی ہے جس نے گور اور خوں کو اٹھا کر بدلتا ہے۔ بال و پا۔ اور دنیا سے متواترہ سے یہ بات ثابت
کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیا کہ وہ آپ کی پشت سے چلی کوڑا کر پھینک دیں۔ ہماری میں ہے کہ جناب
نے اس جھلی کو اٹھا کر پھینک دیا۔ پھر آپ فائزہ نے انہیں سخت بکشت کیا۔ تو وہ ہنسنے
لگے۔ رسول اللہ نے مشرکین سے نجات پائی تو فرمایا: اے میرے اللہ! ان لوگوں
کو بنام شام۔ عقبہ بن ربیعہ۔ ثیبہ بن ربیعہ۔ عقبہ بن ابی معیط اور ایبہ بن خلف پر عذاب نازل فرما۔
یہ اس قاتل کی جس کے سوا کوئی چیز عبادت کے لئے لائق نہیں ہے۔ کہ میں نے دیکھا۔ ان لوگوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دعا کی تھی۔ وہ ایسے کے سوا باقی سب کے سب ہمارے قتل کے لئے گئے۔
انہیں کھینچ کر چاؤ تیار کیا۔ میں ڈالا گیا۔ صرف یہ۔ باقی رہ گیا جسے پتھر مار کر قتل کیا گیا۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کنوئیں پر کھڑے ہوئے اور کہا تم اپنے
بدترین قیدیہ تھے۔ تم نے میری تکذیب کی اور لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے نکال دیا اور
میں نے مجھے پناہ دی۔ اور تم نے مجھ سے جنگ کی۔ اور لوگوں نے میری مدد کی۔ پھر فرمایا کیا تم نے
چیز کو صحیح طور پر پایا۔ ان کا مدد میرے سب سے تم سے کیا ہے۔ اور میرے سب سے جو وعدہ مجھ
پر کیا تھا۔ میں نے درست پایا ہے۔ پھر فرمایا یہ لوگ میری بات کو سن رہے ہیں

ابن زبیری اور صحابہ میں ہے کہ جب قریش نے آنحضرت کے ساتھ اپنی قوم کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا بیت دیکھی۔ تو ابوہریرہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگ قریش کا ایک نرہ صورت سننے اور پرستار
وہیں عمار بن ربیعہ آپ کے پاس داسے ہیں۔ یہ آپ کے واسطے رتے ہیں۔ اس کی پرورش کیجئے۔

نکال کر اسے پاس لے آؤ۔ وہ بھی سنا۔ لیجئے۔ اور ہمارے سوا کونسا بھیجا کر دیتے جس نے ہماری
عزت پر تفرقہ ڈالا ہے۔ اور ہمارے قتل شدہ کو بے وقوف کہا ہے۔ ہم اسے قتل کر دیں گے۔ ابوہریرہ

کما تھا کہ قسم تم نے میرے ساتھ بے صدا نہیں کیا تم مجھے اپنا فرزند دیتے ہو۔ کہیں اس کی پروا نہیں
 ہے۔ اور میرا فرزند ہے۔ کہ اس کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم یہ کام مجھے نہیں ہوگا۔ کیا تم نے علم نہیں کیا
 ہے کہ اس شخص کی پوجہ و پرستش جتنا ہے۔ تو وہ کسی دوسرے شخص کی عزت و شرف سے مرعوب نہیں رہتا۔ اس کی پوجہ و پرستش
 میں جو بڑے بڑے اہل علم و فضل نے شرکت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ چھینا چاہا اور کھانا کھانے لگے۔ انہیں ہار دیا اور انہیں
 سے میں افسوس کرتا ہوں۔

حیدر شاہ رسول رسول اللہ بی بیض تلالا مثل ہر روز
 میں نے رسول اور خدا کے رسول کی حمایت کی۔ جو بھائیوں کی مانند دشمن چمکے۔ اسے میں
 اذیت دیتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 میں اللہ کے رسول سے شکر کہیں کو دور رکھوں گا۔ اور میرا دل چھپا کی طرح آپ کی طرف سے ہوا گا۔
 میری کتاب

یقیناً سادہ نصرت من جاء بالهدی وغالب لنا غلاب کل مغالب
 جتنے میں کہ جو شخص ہدایت لے کر آیا ہے۔ اس کی نصرت چھوڑ دیں۔ جیسے میں تو ہر غالب پر غالب آئے
 ہوں۔

رسولنا احمداً واکفینا لنا بینا ولا تعجل بقول المعاتب
 اے ہمارے رسول کے لئے حمد و ثناء اور ہمارے لئے ایک ایسا رکاز ہے۔ جسے ہم نے اپنے لئے کی بات پر توجہ
 کی ہے۔

فقلت لہم اللہ ربی وناصری علی کل باغ من لوی بن غائب
 میں نے کہا اللہ میرا رب ہے۔ ہر لوی بن غالب کے برابر یعنی میری مدد کرے گا۔
 متقاتل میں تحریر ہے کہ جب قریش نے دیکھا کہ آنحضرت کا کام روز بروز بڑھتا چلا گیا ہے۔ تو انہوں
 نے کہ ہم لوگ محمد ہیں۔ پھر اور غور کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھتے۔ یہ بات تو سنا کر ہیں یا سمجھتے ہیں
 اس نے آپ میں اس بات کا من بدہ کیا کہ جب ابو طالب نے مزاج میں تو قریش کے تمام قبیلے جمع ہو
 کر کوثر کر دیں۔ اور یہ بات ابو طالب کو معلوم ہوئی تو آپ نے بنو ہاشم کو جمع کر کے ہر وصیت
 سے انہیں جدا کر دیا۔ اور انہیں ہر ایک کو اپنی جگہ پر بٹھایا۔ اور انہیں ہر ایک کو اپنی جگہ پر بٹھایا۔

یہاں سے اسلاف اور ہمارے ملا بیان کو نہ رہے ہیں۔ محمد نبی صادق اور ایمان مطلق ہیں۔ آپ
بہت بلند سہمے اور آپ کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت ارفع ہے۔ محمد کی دعوت کو قبول
پس کی نصرت پر اتفاق کرو۔ اور آپ کے دشمن کو مار بھگاؤ اور تمہارے لئے یہ شرف ہمیشہ
ہے گا۔

نہاں اور پورا اپنے نبی محمد کو رسول اللہ کے بارے میں پیروی کرنے کی وصیت فرمائی ایک
نہاں نے کہا اے نبی سے تمہارے پاس لوٹ رہے تھے۔ اس نے پانی بہن کے گھر میں
نہاں کو بلایا اور اس کی بہن رو بہی تھی۔ اس نے کہا کیوں رو رہی ہو؟ کہا اسے ابو عامرہ حمایت
نہاں نے کہا آپ کے پیچھے محمد کو ابو حکم بن مہنام سے وہ عیبت اٹھانی پڑی کہ پناہ بخدا! آنحضرت
میں بوجھ رہے تھے۔ اس نے آپ کو گایف دی اور گایاں دیں۔ آپ نے اسے اسٹرایا نہیں بردا
نہاں نے حمزہ غفر کے عالم میں پلٹ گئے۔ اس کے سر کو بڑی طین پتھر سے زخمی کر دیا اس کے
روں نے حمزہ کو مارنا چاہا تو ابو جہل نے کہا ابو عامرہ کو چھوڑ دو وہ اسی وجہ سے کہیں سلطان
ہیں۔

اب حمزہ رسول اللہ کی خدمت میں نہاں سے نہاں رہا۔ یہ تیرے ساتھ ہو سدا کہ کیا ہے
نہاں بلایا ہے اس بات نے نبی معظم کو خوش کر دیا۔ اس نے کہا تمہیں تو انہیں لوگوں میں
نہاں غفر ہیں ہوا۔

حمزہ کو حضرت حمزہ ایمان لائے۔ زلیخا کو اس نے نہیں دیا کہ رسول اللہ حضرت حمزہ کے اسلام
کے باوجود ہو گئے ہیں اور حضرت حمزہ آپ کی غایت آپس گئے۔ اس نے کہا کہ حمزہ
کے لئے ہمارے ہیں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس نے کہا کہ یہ غایب ماہ حمزہ کے اسلام
نہاں نے حضرت بنو طاسک سے خوش ہو کر یہ شہادہ ہے۔

وہ من اتی بالذین عن محمد بن
بہا ق وحق الزکین حسن کا نسا
نہاں اور چھائی کے ساتھ محمد اپنے رب سے درخشاں ہو گئے۔ اس نے کہا کہ اس نے حمزہ کو کافر

آپ نے یہ اثنار کئے تھے

لیر تعلیم انا وحید نا محمد ا

کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ ہم نے محمد کو ایسا بنی پایا جیسا کہ حضرت موسیٰ تھے اور آپ
و گزشتہ کتب میں مسطور ہے۔

ابیس ابوناہاشم شمل شریہ واوصی بنیہ بالاطعات وبالضرب

کیا ہمارے باپ ہاشم نہیں تھے جنہوں نے اپنی سیادت کو قائم رکھا اپنے بیٹوں کو نیزہ زنی
وار چلائے کی وصیت کی تھی۔

وان الذی علقتم من کتابکم یكون لکم یوما کرا عیۃ السقب

اسے قریش اور معاہدہ جس کو تم نے کعبہ میں لٹکا رکھا ہے ایک دن نیزہ نیزہ ہو کر رہے گا۔

ایقوا انیقوا قیل ان یحضر اشری ویصبع من م یحکن ذنباً لذی ذنب

خاک میں مل جانے سے پہلے نہ ہوش سے کام لو۔ گناہ نہ کرنے والا بھی گنہگاروں میں شمار ہونے

جب رسول اللہ شعب ابوطالب میں محصور ہو گئے۔ تو ابوہریرہ بن وائل نصر بن حارثہ

کلمہ اور عقیقہ بن معیط ان ماسکتوں پر جا کر بیٹھ جاتے جو شعب ابوطالب کی طرف جاتے تھے

جو شخص شعب ابوطالب کی طرف کھانے پینے کی چیز لے جا کر جاتا تو اس کو مارنے پھینٹنے اور

س کو لٹیتے تھے۔

شعب میں محصور کی کے یام میں جناب خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیت سامان خرچ کیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر سو جاتے اور دیگر لوگ بھی آرام میں ہوتے۔ تو ابو طالب حاضر

تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر اپنے بستر پر سلاتے اور حضرت علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سلاتے

تھے اور رسول اللہ کی مخالفت پر اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو نفر کرتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے

من کیا اسے پدر بزرگوار! میں کسی نہ کسی راست نقل کر دیا جاؤں گا۔

ابو طالب نے یہ اثنار کئے تھے

اصبرن یا بنی فاصبر جی کل حی معیرہ لشعوب

یہاں صبر سے کام لو۔ ہر سب سے زیادہ مناسب ہے۔ ہر قبیلہ کو شعب میں نہا دینی پڑتی تھی
علی علیہ السلام نے جواب میں یہ اشعار کہے۔

انما صبرنی بالصبر نصر احمد ووالله ما قلت الذی قلت جازعاً
اے بابا! آپ احمد کی نصرت کے بارے میں صبر کی یقین کرتے ہیں خدا کی قسم! میں نے جوابات
کی خدمت میں عرض کی ہے وہ کسی ڈر اور خوف کی وجہ سے نہیں کہی۔

ولکنی احببت ان ترتضونستی وتعلم انی لمرآل ملک طالعاً
میں نے اس بات کو پسند کیا کہ آپ مجھ پر راضی رہیں اور آپ کو یقین دہنا چاہیے کہ میں ہمیشہ
کافر و نیکو وار رہوں گا۔

وسبحی لوجه الله فی نصر احمد نبی الهدی المحمود طفلاً ویافعاً
میں محمد (صلعم) کی نصرت پھین اور جوانی میں اللہ کی رضا جوئی کی خاطر کروں گا۔ جو پسندیدہ روایت
کی ہیں۔

موسم عمرہ ماہ رجب اور موسم حج ماہ ذوالحجہ میں یہ محصور لوگ امن اور امان میں ہوتے تھے ان
لوگوں میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے رسول اللہ (صلعم) ہر موسم میں قبائل عرب کا دورہ کرتے تھے
ان سے کہتے کہ تم نے میرے لئے روکاؤں پیدا کر دی ہے حتیٰ کہ میں تمہیں قرآن کی حقیقت سے آگاہ
کرتا جس کا ثواب اللہ کے نزدیک جنت ہے ابوہریرہ حضرت کے پیچھے لگا رہتا تھا۔ اور
نابیرا بیٹھا جھوٹا اور جاوہر گرتے۔

قریش نے ابو طالب کو کہا بھئی! کہ محمد کو ہمارے جوالے کر دیجئے۔ ہم اس کو قتل کر دیں گے اور تجھے
رواں سیم کر لیں گے۔

ابو طالب نے انحضرت کی مدد میں اپنا پر منہ ز قبیضہ بدجیبہ کہا۔ اس قبیضہ کو سن کر قریش مانوس
ہوا۔ العاص بن زید کے وقت گہروں اور کھجوریں اونٹ پر لاد کر شعب کے دروازے پر لاتے
صبح تک وہیں رہتے رسول اللہ (صلعم) نے ابو العاص کے اس فعل کی تعریف کی ہے یہ لوگ شعب میں
ابن سیرین کی روایت کے مطابق تین سال محصور رہے۔

کتاب شرف المصطفیٰ (تجوید) کا حصہ دوم کاغذ کو تیشہ ز خانہ کو میں لکھ کر اتار

خدا نے دیکھ کر حکم دیا وہ اسے چارٹ کر رکھا گئی۔ بہر اہل نے نازل ہو کر اس واقعہ سے نبی صلعم کو
 آگاہ کیا۔ رسول اللہ نے اس بات کو ابو طالب کو گوش گزار کیا۔ ابو طالب نے خانہ کعبہ میں قریش
 کے پاس تشبیہ لائے انہوں نے آپ کی تعظیم و تکریم کی۔ انہوں نے کہا آپ ہم سے صلہ رحمی کرنا چاہتے
 ہیں اور محمد کو ہمارے حوالے کرنا چاہتے ہیں آپ نے کہا کہ ہند کی قسم میں تمہارے پاس اس لئے نہیں
 یا بلکہ مجھے میرے بھتیجے نے آگاہ کیا ہے اور جھوٹ بھی نہیں کہا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمہارے
 بھتیجے کے متعلق آگاہ کیا ہے کہ اسے وراثت سے چاٹ لیا۔ جہاں اپنے معاہدے کو دیکھو لگو بات درست
 ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ آپ پر جو ظلم کرتے ہو، اور آپ سے جو قطع رحم کیا ہوا ہے اس سے باز آ
 جاؤ۔ اگر محمد کی بات قبول کی جائے تو میں اس کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ انہوں نے معاہدہ کو اتارا اور اس
 میں ہر ایک نے لکھیں تو اس میں باسمک اللہم اور اسم محمد کے سوا کوئی چیز باقی نہ تھی۔ ابو طالب نے
 اللہ سے ڈرو کہ تمہاری ہمت بار سے میں اپنے ناپاکہ اور اول سے باز آ جاؤ۔ یہ سن کر وہ غاموش ہو
 گئے۔ اور اپنی اپنی جگہ چلے گئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا ادع الی سبیل ربک لے
 اللہ ان کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ رسول اللہ نے کہا (اے معبود) میں ان کو کیسے دعوت دوں۔
 انہوں نے ترک دعوت پر معاہدہ نہیں کر رکھا، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا بحمد اللہ
 یا شاد و شبت اللہ میں چیز کو چاہتا ہے۔ مثلاً بیتا ہے۔ اور میں چیز کو چاہتا ہوں تو تم دیکھتے
 جاؤ کہ جب دیکھتے ہیں چارٹ لیا تو رسول اللہ شعبہ سے باہر نکلے، اور تبلیغ کا کام شروع
 دیا اور اس بار سے میں ابو طالب نے یہ افسانہ کہتے

بحمد اللہ کفر ہم وعقوہم وما نقموا من ناطق الحق معرب
 اللہ تعالیٰ نے معاہدہ سے من سے کفر اور نافرمانی کو مٹا کے رکھ دیا۔ وہ لوگ حق بیان کرنے والے
 سے کوئی بدلہ نہ لے سکے۔

دائیں ابن عبد اللہ فیما صدقا علی سخط من قومنا غیر معتب

خدا اللہ کے بٹے محمد کا بول بالا ہو گیا یا وجودیکہ میری قوم ناراض رہی اور آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

فصل

ابوطالب کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا افتخار اٹھائے

ولقد مکنناکم کے تحت امام زہری سے روایت ہے وفات ابوطالب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نامہ اور مددگار نہ ملا۔ اور کفار نے آپ کے سر مقدس پر منی کو پھینکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وفات ابوطالب کے بعد سے پہلے قریش نے میرا کچھ بھی نہیں بگاڑا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد ان شرکیں آپ پر پتھر برساتے تھے جب آیت نبت یس (ابوہب) ابوطالب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں، نازل ہوئی تو ام جہیل معاویہ کی چھوٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ وہ غیظ و غضب سے بھری ہوئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے پاس ام ہیں آ رہی ہے۔ میں خوف لاحق ہے کہ کہیں آپ کو دیکھ نہ سکے۔ فرمایا مجھے سرگز نہ دیکھ سکے گی۔ مسجد کے پاس ٹھہر گئی۔ اور کہا کبھی معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی نے میری خدمت بیان کی ہے لوگوں نے کہا کہ اس گھر کی قسم اس نے آپ کی خدمت بیان نہیں کی یہ کہتی ہوئی واپس چلی گئی کہ قریش کو معلوم ہے کہ میں ان کے سردار کی لڑکی ہوں۔

فان تو لو اغفل حسبی اللہ اگر تم چھوڑ جاؤ گے۔ تو میرا اللہ میرا مددگار ہے۔ کے تحت امام زہری سے روایت ہے کہ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام میں گھر گئے حتیٰ کہ آپ نے طائف کا قصد اس تبت سے کیا کہ وہاں کے سردار عبداللہ بن مسعود اور حبیب بن عمرو بن نبیر نفقی آپ کی مدد کریں گے انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا اور ان کے اہل آپ کے پیچھے پڑ گئے اور آپ پر پتھر برسانے لگے۔ اور آپ کے پاؤں کو زخمی کر دیا۔ حضرت نے وہاں سے نجات حاصل کر کے ایک پہاڑ کے دامن میں پناہ لی۔ کہا اے مسعود! میں اپنی کمزوری۔ بیٹے ہی اور مددگاروں کی کمی اور اسس توہین کی جو لوگوں نے میری کی ہے تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔ اسے تمام دم کرنے والوں سے زیادہ دم کرنے والے۔

ربیعہ کے دونوں فرزندوں۔ عقبہ اور شیبہ نے آپ کی خدمت میں اپنے عداوت کے ورید کا حال بھیجا اور عداوت زوال پزیر کرنے کے لئے مدد فرمائی۔

آنحضرتؐ نے کہا یہاں کے رہنے والے تو یہ مکر نہیں کرتے۔ آنحضرتؐ صلعم نے پوچھا۔
 کے رہنے والے ہو یا عرض کیا میں شہر غنوا کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا یہ میرے گار مرادے یونس بن
 مر کے رہنے والے ہو یا اس نے کہا آپ اسے کیسے پہچانتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا میں
 دل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یونس کے متعلق آگاہ کیا ہے۔ بعد اس رسول اللہ کی
 میں گر پڑا اور دونوں قدموں کو چومنے لگا۔ جن سے خون بہہ رہا تھا۔ غلبہ نے اپنے بھائی
 سے اپنے غلام کو خواب کر دیا جب عداس آنحضرتؐ سے چلا گیا۔ تو اس سے آنحضرتؐ
 سے میں دریافت کیا گیا۔ اس نے کہا خدا کی قسم وہ پہچنے ہی ہیں انہوں نے کہا اس آدمی
 میں دھوکا دیا ہے کہیں نصرت سے برگشتہ نہ کر دے۔ اگر نبی ہوتے تو کار نبوت انہیں
 کے شغل سے باز رکھتا۔ سے تمام قسم کے معجزات اور اپنے اقربا کی موت کو روکنا ممکن ہوتا؟
 اور خیر کجہ کا انتقال ہو گیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ ارْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

نجم سے پہلے رسولوں کو بھیجا تھا۔

امام حسن عسکریؑ سیدہ السام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابو جہل نے مدینہ میں رسول اللہ کی
 میں خطا تحریر کیا کہ وہ خیالات جو تمہارے سر میں جاگزیں تھے۔ انہوں نے تیرے لئے مکہ کی
 لک کر دیا جس کی وجہ سے تمہیں مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی وہ خیالات لگاتار
 لوگوں کو نزت دہاتے رکھیں گے۔ آنحضرتؐ نے جواب میں ابو جہل کو تحریر کیا بسے ابو جہل
 دھمکاتے ہو۔ حالانکہ میرے رب نے میرے ساتھ نصرت کا وعدہ فرمایا اور وعدہ کیا ہے اللہ
 کی خبر بالکل سچی ہوتی ہے اور اللہ کے قول کو قبول کرنا حق کے زیادہ نزدیک ہوتا ہے
 چوڑے والا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا یا اللہ تعالیٰ کی امداد کے بعد اس پر ناراض ہونے
 کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسے ابو جہل با تم وہ بات کہ رہے ہو جو شیطان نے تمہارے
 دل والی ہے۔ اور میں وہ بات کہ رہا ہوں جس سے مجھے رضوان نے آگاہ کیا ہے میرا
 انبیاء ۱۹ دن کے بعد میدان جنگ میں ہوگا۔ تم اس جنگ میں میرے کمزور ترین ساتھی
 تھو قتل کرو گے جاؤ گے عنقریب تم عقبہ شیبہ وید اور فداں فلاں راہ نے
 کر آئید کہ تمہارا گناہ مکر کے کمزور ہوئے جاؤ گے۔ تم میں سے شہر آدمی قتل کئے

جائیں گے۔ اور ستر آدمی قید کر لئے جائیں گے۔ پھر آپ نے بلند آواز سے کہا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں ان میں سے ہر ایک کی جہتے قتل دکھا دوں۔ آؤ میرے ساتھ بدر کی طرف چلو وہاں ایک بہت بڑا امتحان ہوگا۔ حضرت کی دعوت کو حضرت علی کے سوا اور کسی نے قسب و دل نہ کیا عرض کیا بسم اللہ تشریف سے پہلے۔ آنحضرت نے یہ دوسرے فرمایا یہ تم صرف ایک قدم آگے بڑھاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے طی الارض کر دے گا۔ لوگوں نے ایک قدم بڑھایا اور ان کا دوسرا قدم بدر کے کنوئیں کے پاس تھا۔ فرمایا یہاں عیسٰی قتل ہوگا۔ اور اس جگہ ولید مارا جائے گا۔ آپ نے ستر آدمیوں کا نام لیا۔ اور فلاں فلاں آدمی قید کر لئے جائیں گے۔ آپ نے ستر آدمیوں کو لکھا جب تک خدیجہ کوئی کا نام لیا تو فرمایا یہاں ابو جہل قتل ہوگا پھر فرمایا یہ بات چکی ہے اور اٹھارہ روز کے بعد منہرہ واقع ہوگی۔

فصل

مشرکین اور شیطان کی چال سے حفاظت

جاہل بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلیم ایک درخت کے نیچے شہ ریف فرما ہوئے۔ اور اپنی تلوار کو درخت کے ساتھ لٹکا دیا پھر آپ سو گئے ایک اعرابی نے آپ کی تلوار کو اٹھا لیا آنحضرت کے سر پر کھڑا ہو گیا جھوٹے نیند سے بیدار ہوئے تو کہا کہ اے اباسبتنا تو تمہیں کون پچاسے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ وہ کانپ گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ رسول اللہ صلیم نے تلوار کو اٹھا لیا اور فرمایا اب تمہیں مجھ سے کون پچاسے گا؟ کوئی بھی نہیں لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے کبھی نہیں لڑوں گا۔ اور نہ ہی آپ کے خلاف کسی دشمن کی امداد کروں گا آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ پس لو! تو لوگوں نے اس سے حال دریافت کرنے کہا میں نے ایک لمبے قامت واسے سفید آدمی کو دیکھا اس نے میرے سینے پر ہلکا جھکا میں سمجھ گیا کہ یہ فرشتہ ہے ایک روایت ہے کہ وہ اسلام لایا اور لوگوں کو اسلام پھیلانے میں مدد دیا۔

آپ کی گردن پر سوار ہو جائے پھر وہ لٹے پاؤں پلٹ گیا لوگوں نے پوچھا یہ کیوں کہا
اور محمد کے درمیان ایک خندق حائل تھی جس میں آگ بھڑک رہی تھی اور میں نے پردوں
فرشتوں کو دیکھا بنی صلعم نے کہا اگر یہ میرے نزدیک ہوا تو فرشتے اس کے ٹاڑے ٹوڑ
گے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اذرایت الذی ینہی

ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش حبر اسود کے پاس جمع ہوئے اور لات معزی
تک کی قسم کھا کر معاہدہ کیا کہ اگر ہم محمد کو دیکھیں گے۔ تو ایک دم مل کر آپ کو قتل کر دیں
جناب فاطمہ روتی ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں داخل ہوئیں اور ان کے ارادہ
کا کیا فرمایا بیٹی وضو کا پانی لاؤ۔ آپ نے وضو کیا اور خانہ کعبہ کی طرف تشریف لے گئے
انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے۔ وہ آ رہے ہیں ان کے سر جھک گئے اور ان کی ٹھوڑیاں
چمکے ہیں دھنس گئیں۔ ان میں کاکولی آدمی ہیں آپ تک پہنچ سکا۔ رسول اللہ نے مٹی کی
بھر کر ان کی طرف پھینکی فرمایا۔ شاہت الرجولہ جس پر مٹی پڑی۔ وہ بدر کی جنگ میں
س ہوا۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے
ہے تھے تو آپ کا پیچھا سراقہ بن جہشم نے گھوڑے پر سوار ہو کر کیا رسول اللہ نے جب اس کو
دیکھا تو اسے بددعا کی اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے جتنی کہ وہ لوگوں
سے اوجھل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر وہ زیاد کرنے لگا۔ بنی صلعم نے دعا فرمائی۔ پھر وہ زمین کی سطح
طاہر ہو گیا یہ واقعہ زمین و فہم ہوا بنی صلعم فرماتے۔ اسے زمین اس کو پکڑے جب وہ زیاد کرتا
فرماتے۔ اسے زمین اس کو چھوڑ دے چوتھی بار اس نے اقرار کیا کہ وہ آپ کا تعاقب نہیں
کا۔ اس بار سے میں نصر بن منقر کا شر ہے۔

من قال الارض خذی فاخذت عدوہ لما راہ قد طفا
زمین سے کس شخص نے کہا تھا کہ (سراقہ کو) پکڑ لے۔ اس نے آنحضرت کے دشمن کو پکڑ
لیا اس نے سرکشی کی تھی۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے

وفی سرائۃ آیات مبینۃ ۱ اذا ساخت الحجر فی حل بلا وحل
سراقہ کو روشن معجزات کا سامنا کرنا پڑا۔ جبکہ اس کے گھوڑے کو زمین نے دھنس دیا جو
یکچڑ دار نہیں تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنگسار زمین پر چلیے جا رہے تھے ابو جہل نے آپ کو ایک پتھر مارا۔
جو سات دن اور سات رات فضا میں معلق رہا۔ انہوں نے کہا، اس کو کس نے معلق رکھا، فرمایا۔
اس کو اس دوست نے معلق رکھا ہے جس نے آسمان کو خیر سنوں کے لئے رکھا ہے
حکیمہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ میں جہاد فرما رہے تھے، تو شیبہ بن عثمان بن
ابی طلحہ نے حضرت کے دائیں جانب آپ پر وار کرنا چاہا۔ تو اس نے وہاں عباس کو پایا پھر وہ
بائیں طرف آیا، تو وہاں اس نے ابوسفیان بن حارث کو پایا پھر وہ حضرت کے عقب کی طرف
آیا، اس نے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے دیکھے ایسے پاؤں واپس پٹ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا، اسے شیبہ، اسے شیبہ، میرے قریب ہو جا، پھر فرمایا اسے مہر و
ان سے شیطان کو دور رکھو وہ احم سے آیا۔

ابن عباس نے آیت سیرس اصواعق کے تحت کہا کہ عامر بن طفیل نے اربد بن
قیس سے کہا، کہ تم نے کئی دفعہ آنحضرت کے قتل کا ارادہ کیا لیکن باز رہا (اگلی کیا وجہ ہے)
اربد نے کہا میں نے آپ سے قتل کا ارادہ دو دفعہ کیا، ایک دفعہ تو لوہے کی دیوار حال ہو گئی
کلی کی روایت میں ہے کہ جب اس نے اپنی تلوار ایک بالشت بائزرکالی تو پھر اسے اور
زیادہ نکالتے کی طاقت نہ ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے پالنے والے ان دونوں کو ہلک کر
دیتا، ایک اور روایت میں ہے کہ تلوار اربد کے ساتھ پیوست ہو گئی تھی۔

ابن عباس انس اور عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ مکہ کے رہنے والے انشی آدمی
مہم کے وقت سال صلح حدیبیہ کو ہجرت سے بچے اترے تا کہ ان کو قتل کر دیں۔ آنحضرت ایک
درخت کے نیچے تشریف فرما تھے، حضرت علیؓ آپ کے سامنے موجود تھے، اور صلح نامہ لکھ
رہے تھے، قیس آدمی آنحضرت کے قتل کے ارادے سے آگے بڑھے، آپ نے انہیں بددعا

اتل ہوئی وهو الذی کف ایديهم عنکم

فنا صدع بسا تو صر کے شان نزول کے تحت ابن جریر، ابن عباس اور محمد بن ثور سے حدیث
 ہے کہ منہ جہ نول اشخاص آنحضرت معلّم کا منہ اڑاتے تھے۔ ولید بن مغیرہ۔ مخزومی اسود بن حمر
 قوشندہ ہری۔ ابو نعہ اسود بن مطلب عامر بن وائل بھی حرث بن عقیقہ بھی عقیقہ بن ابی سیسط قہیلہ
 عامر قہری۔ اسود بن حرث ابو جیمہ سعید بن عامر۔ نفیر بن حرث عبدہ کی حکم بن عامر بن ہبہ
 بن بن ہبہ طہمہ بن عدی۔ حرث بن عامر بن نول۔ ابو الجہتری عامر بن ہبہ بن اسد ابو جہل اور ابو
 تمام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طرح موت کے گھاٹ اتار دیا انہوں نے آنحضرت سے کہا تھا کہ
 تم ہمارا ظہر تک انتظار کرتے ہو۔ اگر تم اپنے مشن سے باز آگئے۔ تو درمست ورنہ تمہیں قتل کر ڈالیں
 گے۔ آنحضرت معلّم نے اپنے گھر کے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ جب اس کی وہی وقت نازل ہوئے
 کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ نے معلّم کے بعد کہتا ہے کہ جس کا پیچھے حکم دیا گیا ہے اسے بیان کر دیں
 اس سے ساتھ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بھری اطاعت کر کے کا حکم دیا ہے جب آنحضرت
 معلّم خانہ کعبہ میں تشریف لائے تو اسود بن مطلب نے آپ کے پیچھے آکر ایک پہر پہن
 دیا۔ آنحضرت معلّم نے کہا اسے پلٹے والے سے اندھا کر دے اور اس کو بیٹے کی موت کے
 برس میں مبتلا کر اللہ نے اس کو اندھا کر دیا اور اس کے بیٹے کو موت دی۔ ایک روایت میں
 ہے کہ آنحضرت معلّم نے اس کی طرف اشارہ کیا وہ اندھا ہو گیا اور وہ اپنا سر دیوار پر تاقھا حتیٰ کہ
 اللہ سے التماس ہو گیا۔ پھر آپ کے پاس سے اسود بن عبد بنعوشہ گزرتے۔ آنحضرت معلّم نے
 اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اسشتا کی بیماری میں مبتلا ہوا۔ اس کا پیٹ پھول گیا ہی
 ست میں موت کی بھینٹ پڑ گیا۔ جب ولید گزرا۔ اس کے پھوڑے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ
 ہو گیا۔ اس کی پٹری میں کاٹا چھو گیا جس سے اس کی پٹری خراب ہو گئی۔ وہ پکارا کہ اسی حالت

عاص گھر سے باہر چلا گیا۔ اور اسے بادِ مہم لک گئی جب واپس گھر میں آیا تو گھر والوں نے نہ پہچانا۔ اور گھر سے باہر نکال دیا۔ وہ اسی غم میں مر گیا ایک روایت میں ہے کہ گھر والے اسے

پاؤں میں کاٹا چھو گیا۔ اور کہتا تھا کہ مجھے سانپ نے کاٹ کھایا۔ ان الفاظ کو دہراتے دہراتے مر گیا۔ جب حادثہ گزرا تو حضرت نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں پرپ بھرگی ایک روایت میں ہے کہ کراہ کے پہاڑ کی طرف گیا۔ ایک پتھر کا ٹکڑا اس کے سر پر پڑا جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک سفر کے موقع پر اس کے بیٹے نے اس کا استقبال کیا۔ جبرائیلؑ نے اس کا سر درخت سے پکڑ دیا۔ اور وہ کہتا تھا۔ اسے فرزند میری امداد کو پہنچو! لیکن اس کا ہاتھ کاٹنا کہ میں تو کسی چیز کو نہیں دیکھتا۔ وہ اسی حالت میں مر گیا۔ اسود بن حارث نے پھلی کھنی اسے پیاس کا غلبہ ہوا۔ رگتا رہا پانی پیتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور مر گیا۔ قہر بن عامر طائف کی طرف جانے کے ارادہ سے نکلا وہ ایسا گم ہوا کہ کہیں نہ ملے۔

عقبہ استسفا کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھوں میں کانٹا لگا۔ اس کی آنکھ کا ڈھیلا نکل کر اس کے رخسار پر بہنے لگا۔ ابولہب نے ابوسفیان سے بدر کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا ہم نے لوگوں سے لڑائی کی۔ وہ ہمارے شہرے کھلتے ہمیں قتل کرتے اور ہمیں زمین نہالتے تھے جس طرح ان کی مرضی ہوتی تھی۔ خدا کی قسم ہم نے بیدادچیوں کو دیکھا۔ جو اہل گھوڑوں پر سوار زمین اور آسمان کے درمیان چلے آ رہے تھے۔ جن کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ابورافع نے ام الفضل بنت عباس سے کہا یہ فرشتے تھے۔ یہ سن کر ابولہب نے ابورافع کو مارا۔ ام الفضل نے ابولہب کے سر پر ایک خیمہ کی نموداری اس کا سر برقی طرح چمکاتا تھا۔ وہ ہر دستہ سات ساتی زندہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے طاعونی پھوڑے میں مبتلا کر دیا جس کی وجہ سے اس کے بیٹوں نے اسے چھ دن دفن نہ کیا۔ تشریف طاعون کی قسم کے پھوڑے سے ڈرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اسے مکہ کی اوپر کی دیوار میں دفن کر دیا۔ اس پر پتھر برساتے تھے۔ حتیٰ کہ اس کی قبر پتھروں میں چھپ گئی۔

ابو جہل کا واقعہ یہ ہے کہ اس نے قسم کھائی کہ اگر میں نے محمدؐ کو نہ مار پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو اس کا کھنکھ کرے۔ کھوڑوں گا۔ ایک دفعہ وہ آیا بعد آنحضرتؐ نماز پڑھا۔ منہ تھمے۔ اس کے ساتھ ایک پتھر تھا جس کے ورہے آنحضرتؐ کا سر کھینچا جاتا تھا۔ جب اس نے پتھر بند کیا تو اس کا لہنگہ گردن کے ساتھ بند رہا۔ ابو جہل اس کے ہاتھ میں چپک کر رہ گیا جب واپس ہوا تو اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر گاہ کی طرف

بنو مخزوم کے ایک آدمی نے کہا کہ میں آنحضرت کو اس پتھر سے قتل کر دوں گا۔ وہ ایک پتھر سے کہ
 ریت کو مارنے کی خاطر آیا اور آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اللہ نے اس کی آنکھوں
 سے دال لے لیا۔ آواز کو سنا تھا لیکن آواز دالے کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اپنے سب قبیلوں کے بڑوں
 پر پناہ لیکن ان کو دیکھ نہ سکا۔ انہوں نے آواز دہی کہ تم نے کیا کیا کہا آنحضرت کو دیکھا نہیں بلکہ آواز
 سنا تھا آپ کے اور میرے درمیان سا انداز جانور حال ہو گیا۔ جو اپنی دم ہلاتا تھا۔ اگر میں حضرت
 کو دیکھ سکتا تو وہ ضرور مجھے کہا ہوتا۔ آیت وحید من بین اشیاء یہ جس سدا کے
 مع نزول کے تحت بن عباس سے روایت ہے کہ قریش نے بل کر کہا اگر محمد داخل ہوں تو ان
 سے مل کر حملہ کرو ورنہ آپ کو ہم سے تشدد نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ اور پیچھے ایک
 رخ حال کر دی۔ وہ حضرت کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی تاہم ان کے سر
 پر ڈالتے تھے۔ آنحضرت جب اپنے گھر گئے تو انہوں نے اپنے سروں پر مٹی کو دیکھا تو ہار دی۔ وہ
 دوپٹے جو ان اپنی کیشہ لے گیا ہے۔

جنگ حزاب کے موقع پر یوسفیان نے سات ہزار فیرانداروں کو حکم دیا کہ وہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تیر پھینک دیں۔ آنحضرت کے اصحاب کعبہ بہت سے تیر پھینچا دیں
 اس بات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایت کی۔ آپ نے اپنی آستینیں سے تیروں کی زینت اٹھا کر
 سخت اندھن بھٹی تیر مارنے لگے۔ اس کی طرف لوٹ پڑے اور اسے زخمی کر دیا۔ یہ سب کچھ اللہ کی قدرت
 اس کے رسول کی طرف سے واقع ہوا۔

ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہودیوں کے قلعہ میں روٹی اور سالن خریدنے کی خاطر تشریف
 لے گئے۔ ایک یہودی نے کہا میں آپ کا مقصد پورا کرتا ہوں وہ آنحضرت کو اپنے مکان پر لے گیا اور
 نئی یہودی سے کہا کہ مکان کی چھت پر چڑھ جاؤ جب شخص داخل ہو تو اس پر یہ پتھر پھینک دینا۔
 اس عورت نے آپ پر پتھر پھینک دیا۔ یہ اسرائیلیں نے نازل ہوا۔ اپنے پر کے ذریعہ پتھر کو مٹا دیا۔
 اس نے دیوار کو بھاڑ دیا۔ وہ بجلی کی طرح کودتا تھا۔ وہ اس ملعون کے گلے میں پڑ گیا۔ اس کی گردن میں
 بجلی کی طرح پڑ گیا۔ اس طرح گرا جس طرح مرگی والا گرتا ہے جب ہوش آیا تو روٹنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اسے مٹا دیا۔ یہ وہ تھا۔ یہ کام کرنے کے لئے کہ جس نے سر اٹھوٹا کر لیا، غرض کیا اسے مجھ سے

و اسباب کی ضرورت نہیں تھی۔ میں تو صرف آپ قتل کرنا چاہتا تھا۔ آپ رسول کریم ہیں سید العرب
جم ہیں آپ مجھے معاف فرمائیے آنحضرت کو رحم آگیا۔ اس گردن سے پتھر نکال دیا۔
جابر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش کے ایک آدمی نے کہا میں محمد کو ضرور قتل کر دوں گا۔
کہ گھوڑا لے کر کودا۔ اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

معمین یریز ایک بہادر آدمی تھا۔ اور بنو کنانہ کا سردار تھا۔ لوگوں نے آنحضرت کے بارے میں اس
کے فریاد کی۔ اس نے کہا میں محمد سے پڑھ لوں گا۔ میرے پاس مذبح کے دس نزار آدمی ہیں۔ بنو ہاشم
کے قبیلے کو مجھ سے رخصت کی طاقت نہیں ہے۔ اگر انھوں نے مجھ سے ویرت کا سوال کیا تو میں
میں دس آدمیوں کے قتل کی ویرت دے دوں گا۔ اور میرے پاس مال ہی کافی ہے۔ وہ آنحضرت صلی
طرت تلوار سے کر بڑھا جس کا طول دس بالشت اور عرض ایک بالشت تھا۔ آنحضرت صلیہ حجر آسمو کے
س مسجد میں تھے۔ جب وہ آنحضرت کے قریب ہوا تو پاؤں پھسلا۔ اور گر گیا پتھر سے چوٹ آنے کی
جس سے اس کا چہرہ ہولناک ہو گیا۔ وہ تیزی سے دوڑ کر مکہ میں پہنچا۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس
کے چہرے سے خون کو دھویا۔ انہوں نے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کہا خدا کی قسم وہ شخص قریب خور وہ
ہے جس کو تم نے قریب دیا۔ انہوں نے کہا واقعہ تو بتاؤ؟ کہائیں نے آج جیسی مصیبت کبھی نہیں
میں انہوں نے کہا وہ کیا تکلیف تھی۔ کہا جب میں محمد کے قریب ہوا۔ تو وہ بہادر آدمیوں کو دیکھ
واگ کے شعلے جبری طرف پھینک رہے تھے۔

آنحضرت صلیہ عقیس کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ کدہ بن اسد نے آنحضرت کی طرف ایک
پتھر پھینکا۔ پتھر گر کر خود کدہ کے سینے میں لگا۔ وہ چیخا ہوا واپس دوڑا۔ لوگوں نے دریافت کیا تھے
یا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو گیا تم میرے پیچھے ایک ساتھ لگا ہوا نہیں
دیکھتے؟ انہوں نے کہا ہم تو کوئی چیز نہیں دیکھتے وہ لگا تاہ تیزی سے دوڑا جتنی کہ طائف پہنچ گیا
واقعہ بیان کیا کہ ایک وفد رسول اللہ صلیہ قضاے حاجت کے لئے مکہ سے دوڑ کر
گئے تھے کہ آپ بحون کی کھائی کے پچلے حصے میں تشریف لے گئے فخر بن حریث نے اس
نیت سے تہن تب کیا کہ آپ پر حملہ کر دے جب حضرت کے قریب پہنچا۔ تو پھر واپس لوٹ آیا
ابو جہل نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ کہا میں محمد پر حملہ کرنا چاہتا تھا جب اس کے قریب پہنچا تو میں

دوں کو دیکھا کہ وہ منہ کھولے ہوئے وانت نکالے ہوئے میرے سر کاٹنا چاہتے ہیں۔ ابوہل نے یہ بھی مجھ کا جاؤ دہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول صلعم خانہ کعبہ میں زور سے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ قریش کے بعض آدمیوں نے آپ کو انویسٹ دینے کی خاطر کپڑا چاہا تو ان پر ہاتھ گردن کے ساتھ پٹ گئے۔ اور اندر سے سو گئے بالکل نہیں دیکھ سکتے تھے۔ نبی صلعم نے فرمائی۔ تو وہ اس مصیبت سے جھوٹ گئے۔ لیس والفقہان الحکیم الی قومہ فہم یبصرون تمنا نازل ہوئی۔

رسول اللہ صلعم مسجد کی حالت میں تھے۔ ابوہل نے پتھر اٹھا کر آپ کو مارنا چاہا اس کا پتھر زمین میں اتر کر رہ گیا نبی صلعم کی خدمت میں فریاد کی۔ اور حلف اٹھایا کہ اگر وہ اسی بنا سے تپ پٹ گئے تو آپ کو پھر کبھی تکلیف نہیں دیں گے۔ جب درست ہو گیا تو کہہ کر باہر چلا وہاں اور رات بھر تپتا رہا ابی ہل نازل ہوا۔

ابوہل اس تلاش میں تھا کہ آپ کو نقصان پہنچا دے۔ ایک دن اس نے آپ کو مسجد میں پایا اس نے ایک بہت بڑے پتھر بوند کیا تو وہ آپ پر گر دیا۔ وہ پتھر اس کے ہاتھ میں چپک کے رہ گیا۔ جس لوگوں کے لئے مقام ہرمت بنا ہوا تھا۔ اس نے آنحضرت سے اس مصیبت سے ہنسنے کا رستہ کی رنہا رستہ کی آنحضرت نے دعا کی وہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔

فصل

استجاب دعا

بنو خنجلہ کی طرف آنحضرت تشریف لے گئے آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آنحضرت کے خلاف پانچ ہزار سوار نکل پڑے اور آپ کا تعاقب کیا۔ جب وہ آنحضرت سے مل گئے تو آپ نے دعا کی۔ ایک ایسی جادو جلی جس سے ان تمام آدمیوں کو واسل جہنم کر دیا۔

آنحضرت قسیم بن مسیع بھائی سے جہاد کرنے کی خاطر تشریف لے گئے مسلمانوں کے

استہ میں ایک بہت بڑا مہار حاصل تھا جس سے سوار یوں اور گھوڑوں کو بکلیف نہ آتی تھی۔
جب مسلمان پھیل گئے تو انہوں نے رسول اللہ سے اس بات کی شکایت کی جو بکلیف اور مشقت
انہوں نے اٹھائی تھی۔ آنحضرت نے دعا کی: پہاڑ و جھنڈ گراؤ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

احد کی جنگ میں آنحضرت نے ابن قہیدہ کو غلول مادی ہوا اس کے ٹخنے پر جا کر ملی اور اس
کے بازو سے تلوار گر گئی۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا اس کو نکال دو۔ میں ابن قہیدہ ہوں
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ذلیل اور رسوا کر دیا۔ ابن قہیدہ بنید کی حالت میں تھا اس کے پاس
دوسرا آگیا اور اس نے اپنے سینے کو اس کی چھاتی پر مارا اس نے اپنے چلانا شروع کیا۔ دلت
اور رسوا کی جتنی کہ اس نے اپنے دونوں سینے اس کے سینے سے نکال لئے۔

جنگ احزاب میں کفار کی تعداد دس ہزار تھی اور مومنین بھی ان کی مدد سے ان کے ساتھ
تھے پانی کی سخت قلت تھی آنحضرت نے اپنے ہاتھوں کو بند کر کے دعا کی اے اجماعی حساب اپنے
لے کتاب کو نازل کر اور ان گروہوں کو شکرت دے جو تمہارا اندھی چل جس سے کفار کیے اٹھ
لئے اللہ کے حکم سے گروہ شکرت کی گئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ایسے شکر سے مدد کی جن کو وہ
میں دیکھ سکتے تھے۔

بدر کی لڑائی کے دن آنحضرت صدم سے ایک مٹی کی مٹھی لی۔ ایک روایت ہے کہ سنگ بدر
مٹی لی۔ اس کو کفار کی طرف پھینکا مگر یہ نہ سے الگ ہوا دشمنین کے چہروں پر گئے جس شخص پر
سنگ ریزہ پڑا وہ یا قتل ہوا یا قہیدہ کی ہوا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وماریت
اریت وکن اللہ لہم

اے محمد! جو سنگ ریزے تو نے پھینکے وہ تو نے نہیں پھینکے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکے
تو صبر بن منتصر نے کہا ہے

ومن رمی کف حصاة فی الوحی فہزم القوم العدیاء رمی
جنگ بدر میں اس نے سنگوں کی مٹھی پھینکی تھی جس سے قوم اعدا شکست کھا گئی تھی۔
خطیب منج نے کہا ہے

ومن نشر الحصى فی یوم بدر فصاح بہم فوراً ہاراً

جنگ بد میں کسی نے کٹر پیٹکے تھے جس کی وجہ سے قوم پیچھے اٹھی اور دم دبا کر بھاگ گئی۔

ومن نصرته اعداء اعدائهم صلائکۃ اسماء و مسوینا

رسول اللہ کی اعداؤ آسانی فرشتوں نے پرا باندہ کر کی۔

ابن ہدی مامیٹری سے اپنی مجالس میں تحریر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسرے کی طرف یہ خط تحریر فرمایا۔

”محمد رسول اللہ کی طرف سے یہ خط کسرے بن ہرمز کی طرف روانہ ہے۔ انا بعد اسلام

سے آؤ اور صحیح سالم رہو گے۔ ورنہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے

تیار ہو جاؤ۔ والسلام علی من اتبع الهدی“

جب کسرے کے پاس خط پہنچا تو اس نے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور حقارت آمیز لہجے میں

ہاں یہ کون شخص ہے جو مجھے اپنے دین کی طرف دعوت دیتا ہے اور میرے نام سے پہلے اپنا نام

تحریر کیا ہے؟ اس نے آنحضرت کے پاس بھیج دی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ نے اس کے ملک کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جس طرح اس نے میرے

خط کو ٹکڑے کیا ہے اس نے ہمارے پاس بھیجی ہے۔ عنقریب تم اس کے ملک کے

مالک ہو گے۔“

جیسا آپ نے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

ماوردی کی کتاب اعلام النبوة میں تحریر ہے کہ کسرے نے اسی وقت اپنے عامل بن کو خط تحریر

کیا جس کا نام باذان اور کنیت مہران تھی۔ کہ اس شخص کو پھر میرے پاس روانہ کر دے جو اس بات کا

مکمل ہے کہ میں نبی ہوں جس نے اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کیا ہے اور مجھے میرے دین کے

خلاف کسی اور مذہب کی دعوت دی ہے۔“

اس نے فیروز ویلی کو ایک جماعت کے ساتھ آنحضرت کی طرف روانہ کیا۔ اور اس نے حضرت

کی طرف خط لکھا جس میں کسرے کے خط کا حوالہ تھا۔ وہ یہ بھی کہ کسرے نے حکم دیا ہے کہ میں

پہلے ان کے پاس سے جاؤں ایک کواچ کی رات کی صبح ہے۔ دوسرے روز فیروز حاضر ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے گاہ کیا ہے کہ کسرے کل رات قتل کر دیا ہے۔

اللہ نے اس کے بٹے شیر وید کو رات کے سات بجے اس پر مسلط کر دیا جسے خدا انتظار کرتا کہ کسرے

اس بات کی خبر آجائے۔

یہ خبر سن کر فیروز ڈر گیا اور باذان کی طرف واپس آیا۔ اسے حالات سے آگاہ کیا۔ باذان نے سب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو تم نے اپنی حالت کو کیسا پایا، کہا اس آدمی کی ہیبت کبھی آج تک مجھ پر کسی اور آدمی کی ہیبت طاری نہیں ہوئی کمرے کے قتل کی خبر ہی رات اور وقت سے متعلق موصول ہو گئی۔ یہ دونوں آدمی اسلام لائے۔

بابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عربیوں نے آنحضرت صلیم کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ آنحضرت نے دعا کی اسے پالنے والے! ان لوگوں پر راستہ پوشیدہ کر دے۔ چنانچہ ان کے جانے کا راستہ بند ہو گیا۔ آنحضرت صلیم نے اپنے آدمیوں کو ان کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے جا کر ان کو پکڑ لیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب سورہ والنجم کو سنے نازل ہوا۔ تو عقبہ بن ابی لہب سے کہا کہ میں نے والنجم اذہم سے والنجم اذہم کی ساقط کیا۔ تو نبی کریم صلیم نے فرمایا۔ اسے پالنے والے! اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو اس پر مسلط کر دے۔ امام کے سفر کی طرف قریش کے ساقط روانہ ہوا۔

جب یہ لوگ ایک راہ پر گئے کہ جہے میں اتیہ سے۔ تو راہب نے انہیں شیر کے پھاڑ ڈالنے کا حق ڈرایا۔ ابو لہب نے کہا اسے قریش! آج میری مدد کرنا۔ مجھے بھڑکی بددعا کا ڈر ہے۔ انہوں نے عقبہ کو اپنے درمیان میں سلا یا۔ شیر گرجتا ہوا آیا اور کہا کہ یہ عقبہ بن ابی لہب کے بچے پوشیدہ اس غرض کے لئے نکلا کہ وہ خود کو قتل کر دے۔ شیر نے عقبہ کو پھاڑ ڈالا لیکن ثو ثرت نہ کھایا۔

حکام بن عاص نے رسول اللہ صلیم کی چال کا مذاق اڑایا۔ آنحضرت صلیم نے بددعا کی کہ تو اب پناہ چنا۔ وہ بوسا ہی ہو گیا۔ اسے عیشہ ہوا۔ اسی حالت میں مر گیا۔

رسول اللہ صلیم نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ تو اس کے باپ نے محض نکاح نہ کرنے سے کہلا بھیجا کہ وہ مہر و عس ہے۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ وہ ایسی ہی ہوتا ہے چنانچہ وہ عس میں مبتلا ہوئی اس عورت کا نام ام شیبہ برصا ہے۔

آنحضرت صلعم نے زمیرین ابی سلمیٰ کو دیکھا جو صوماں کا ہو چکا تھا۔ فرمایا اسے پالنے والے! اس کی شیطانیت سے پناہ دینا وہ گھر پہنچنے سے پہلے دیکھا۔

آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو نماز پڑھنے کی حالت میں ڈاڑھی کے بال توڑتے ہوئے دیکھا۔ اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ پھر اسے ایک اور شخص نے ایسا کرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ عز و جل تیرے بالوں کو کشادہ کرے۔ چنانچہ اس کی ساری بالوں سے خالی ہو گئی۔

مسلمہ کو ع اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو بائیں بازو سے کھاتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ واجب ہے ہاتھ سے کھایا کرو۔ اس نے عرض کیا۔ اس سے کت نہیں رکھتا آپ نے فرمایا۔ اب طاقت نہیں رکھے گا۔ اس کے بعد واجبے ہاتھ سے کبھی نہ کھایا۔

تاریخ دقادی میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے بنو حارثہ بن عمر کو ایک خط میں اسلام کی دعوت مانہوں نے رسول اللہ صلعم کے خط کو سے کر دھوا ڈالا۔ اور اسے ڈول کے پینڈے میں رکھ دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ان کو کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلوں کو ختم کر دیا ہے۔ ان سب طاقت طاری ہو گئی۔

آنحضرت صلعم قریش کے دربار کی وجہ سے اپنے اونٹ پر سو رہے کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ ان میں آپ کا اونٹ پیلو کے درخت کے درمیان سے گذرا۔ تو بدک آیا۔ ابو شروان آپ کی خدمت آیا۔ اور کہا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا میں محمد ہوں۔ اس نے کہا۔ خدا کی قسم، تجھ کو چسے جاؤ۔ اب تمہارے بھی ٹھیک نہ ہو گا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے معبود! اس کی بدعتی اور زندگی کو مٹا کر۔ عبدالملک کا بیان ہے کہ میں نے اسے ایک شیخ بکیر کی حالت میں دیکھا۔ وہ دست کی منارتا تھا۔ دست اس نہیں آتی تھی۔ اور لوگ کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلعم کی بادشاہ کا بیٹا ہے۔

غیر سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ میں میری کچھ دولتیں جو ایک مسلمان عورت پر ہوتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اپنے شوہر کو دے دو۔ وہ نے کہا کہ حاضر ہو گئی۔ آنحضرت صلعم نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو اپنے شوہر سے بغض

باقی دو دنوں میرے قریب ہو جائے۔ وہ دونوں قریب ہو گئے آپ نے عورت کی پیشانی کو مرد
پیشانی پر رکھ کر فرمایا، اے معبودانِ دونوں میں محبت ڈال دے۔ اور آپس میں ایک دوسرے
کے ساتھ محبت کریں۔ ایک دفعہ وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ نے دریافت فرمایا۔ اب
میں شوہر کا کیا حال ہے؟ اس عورت نے عرض کیا کہ میں اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے
حق کا رم کیا دنیا میں میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی شخص نہیں ہے۔

تاریخ خدیجہ کے پاس ایک اندھی خیرہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری آنکھوں کو درست ہو
نا چاہئے چنانچہ اس کی دونوں آنکھیں درست ہو گئیں۔ بڑب بڑیٹھنے عرض کیا یہ وہ تو بہار ک
کے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے فرمایا ہے۔ دھارسلناک الراحۃ اے محمد! تم نے تم
دست بنا کر بھیجا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصرِ روم کے حق میں دعا فرمائی۔ اللہ! اس کے ملک کو قائم رکھے۔ ایسا ہی ہوا
میرے کے حق میں بد دعا کی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سلمان سے روایت ہے کہ جناب ابوطالب بیمار ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی عبادت کی البرکات
بہا کہ (اسے مہر اپنے سے سوال کرو کہ وہ مجھے تندہستی عطا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اے
وہ میرے چچا کو شفا عطا کر۔ چنانچہ جناب ابوطالب تسفایاب ہو گئے۔

جعفر بن زطور رومی کا بیان ہے کہ میں جنگِ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ کے ہاتھ
فورا گر گیا۔ میں اپنے گھوڑے سے اتر آیا اور اس کو اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا
طرف دیکھ کر فرمایا اے جعفر! اللہ تعالیٰ تیری عمر دراز کرے۔ اس دعا کی طفیل جعفر بن زطور
زندہ رہا۔

بالغہ شاعر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بے دانت نہ کرے
میں کا دانت اچھا تھا۔ تو اس کی جگہ اس سے زیادہ خوبصورت دانت پیدا ہو جاتا تھا۔ اور وہ ایک سو
سال زندہ رہا۔ اس واقعہ کو علامہ سید مرتضیٰ علیہ الرحمۃ نے کتاب الغریب میں تحریر کیا ہے۔

محمود سے روایت ہے کہ عمر بن حنن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بیڑیاں تو آپ نے اس کے حق میں
اسے پانچ دے دیں۔ اس کو ہونی بیعت سے ہال ہال رہا۔ اس کی عمر اسی سال کی ہو گئی تھی۔ لیکن اس
اپنے جسم پر ایک بال بھی سفید نہیں دیکھو تھا۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر عبداللہ بن جعفر کے پاس سے ہوا۔ وہ بچوں کے لئے مٹی کے
نے بتا رہے تھے آپ نے دریافت کیا کہ ان کو کیوں بنا رہے ہو عرض کیا میں ان کو بیچ دوں گا
اس کی قیمت کو کیا کرے گا۔ فرمایا کھجوریں خریدوں گا۔ اور ان کو کھاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
بیچو اس کی بات کی تجارت میں برکت عطا فرما۔ اس کے بعد جعفر جو بھی چیز خریدتے تھے۔ اس میں نفع
تھا۔ حتیٰ کہ جعفر کا معدنہ سرب الملہ ہو گیا۔ لوگ حضرت عبداللہ بن جعفر کو جو اودھنی کہتے تھے۔ جب
ت عبداللہ کی طرف مینہ رانوں کو بخشش ملتی تھی تو ایک دوسرے کو قہر دیتے تھے۔

رسول اللہ نے عبداللہ بن عباس کے قریب دناؤ کی اسے اللہ! اس کو دین کا بٹما آپ بکر
م نور حیران مہ ثابت ہوئے۔

امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پسند کیا کہ وہ فرمایا میں نے
کیا یا رسول اللہ میں نے جو ان ہوں مجھے قیام کرنے کا تہ نہ نہیں گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جاء اللہ عز وجل تہیں راہ راست بھی دکھلائے گا۔ اور تیری زبان کو تابست رکھے گا۔ حضرت علی
فرمایا اس کے بعد مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں بھی شک و شبہ نہ رہا۔
جنگ خندق کے موقع پر لوگ خندق کا سو درجے تھے۔ اور حضرت سلمان کے سوا سب لوگ اٹھارہ
پڑھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے پلٹے اسے اس کی زبان کو بھی کھوپا کر۔ اور یہ
وہ بیت ہی کیوں نہ ہوں سلمان نے کہا۔

ماں لسا د فاقول شعراً
اساں دی قسود و نصیر
عسید المختار و حصار الخندق
مع کل موراء تحاکی اسبدا
حتی ان فی فجنار فہرا
مسلمانوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ سلمان منا سلمان ہم میں سے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
سلمان منا اہل البیت سلمان ہم اہل بیت رسول ہیں۔ یہی۔ امیر المومنین علی علیہ السلام
نے کہا۔

المتران امہ ابی رسولہ
وقد انزل الکفار دار مذلہ
بلا، عزیز ذی اقتدار و ذی قہر
فلا قواہ وانا من اسرار و قہر

فأشبه رسول الله قد عذرتكم
 فناء بقرتان من الله منزل
 فآمن أقوام يذاك فآيقنوا
 وانكم أقوام فراغت قلوبهم
 وسنم فيهم يوم يد رسول
 وكان أمين الله ارسل بالعدس
 صينة آياته لذوى العقول
 ناموا بحمد الله بحتمعى الشمل
 فزادهم ذوا عرش نبلا على خيل
 وقوما كذاة فعلهم احسن الفعل

فصل

خواب اور بتوں کی طرف سے غیبی آوازیں

ابن بن عصفور ثانی کی روایت میں ہے کہ جب غیبرہ نے بت کے آئے اونٹ کو کیا تو
 بت سے آواز آئی کہ

یعت نبی من عر قد عجتانی حیر
 بنوعہ میں نبی مبعوث ہو گیا پھر کی پوچھا چھوڑ دو
 پھر اس نے دوسرے روز ایک اونٹ کو بت کی پھینٹ پڑھایا تو اس نے آواز آئی
 هذا نبی مرسل جاء بخیر منزل
 یہ نبی مرسل ہیں آسمان سے نازل شدہ بتی لے کر آئے ہیں۔
 اب اسی سے روایت ہے کہ ایک رات تشریش نے کوہ ابی قیس سے کسی کہنے والے کی یہ
 آواز سنی

إذا سلم سعدان بصبح بكة محمد لا يخشى خلافت الخلفاء
 جب دو سعد اسلام لائیں گے تو کہ میں محمد کسی مخالفت سے نہیں ڈریں گے۔
 جب لوگوں نے صبح کی تو ابوسفیان نے کہا کہ وہ دو سعد کون مراد ہیں۔ کہا گیا کہ سعد بکر
 عدیمہ مراد ہیں پھر دوسری رات یہ آواز سنی گئی

ایا سعد سعد الاوس کن انت ناصراً ویاسعد سعد الفخرا جین العطارف
 اے سعد اوس اے سعد خزرج محمد کے ناصر اور مددگار بن جاؤ۔

اجیسا الی داع اہدی و تینا علی اللہ فی انصر دوس خیر زخارف
ہادی برحق کی دعوت کو قبول کرو۔ اور حیات اللہ دوس کی اور اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھو
جو لوگوں نے صبح کی توبہ یوسفیان سے کہا اس سے مراد سعد بن معاذ اور سعد بن عبیدہ ہیں۔
تیسرے دوس کا بیان ہے کہ مجھے شام کے سفر میں ایک دوس میں رات گزارنے کا اتفاق ہوا
جب میں رات کو لیٹ گیا تو ایک آواز دینے والے سے آواز دی۔

اللہ عزوجل سے پناہ مانگ۔ جن اللہ عزوجل کے کسی دشمن کو پناہ نہیں دیتا۔ اللہ کے رسول
پر عمل ہیں مبعوث ہو گئے۔ ہم نے جنوں میں رہتے تھے چھ نماز پڑھتی تھیں شیطان کا کھچا
اس پر شہاب ثاقب۔ یہ سنے مجھے صلعم کے پاس جاؤ جو وہ اب الی ہیں کے رسول ہیں۔

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ سواد بن قارب نے کہا کہ میں ہرات کے پہاڑوں میں
کے ایک پہاڑ پر سو گیا۔ ایک آنے والے نے اکر ٹھوکر لگائی۔ اور کہا اکتھ اسے سواد بن قارب
ی بن غالب سے تمہارے پاس رسول آگیا ہے جب میں اکتھ کر بیٹھتا ہوں تو وہ یہ اشد کہتا
اپٹ گیا ہے

تھوی الی مکة تبغی الہدی لاصالحوها مثل انحاسہ
کہ جاؤ وہاں ہدایت حاصل کرو۔ وہاں کے لوگ شس لوگوں کی طرح نہیں۔
میں پھر سو گیا تو اس نے دوبارہ ٹھوکر لگائی۔ اور پہلے کی طرح کہتے ہوئے واپس چلا گیا۔
تھوی الی مکة تبغی الہدی ماصادتوها مثل کذابہا
کہ میں جاؤ۔ ہدایت حاصل کرو۔ وہاں کا سچا آدمی جھوٹے کی مانند نہیں ہے۔

تھوی الی مکة تبغی الہدی مامونوها مثل کفارہا
کہ میں جاؤ۔ ہدایت حاصل کرو۔ وہاں کے مومن کفار کی طرح نہیں ہیں۔
میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور میں نے آپ کی
خدمت میں یہ اشعار عرض کئے۔

اتانی جن قبل هذه واقدة وهم يكفينا فدا ما بکا ذبا
اگر سے ملے جو میرے پاس آئے جو بات اس نے مان کی وہ جھوٹے نہیں ہیں۔

ثلاث لیل ال فوہ کل یسلہ اثاث رسول من لوی بن غالب
یقین رہیں وہ برابر کہنت رہا کہ لوی بن غالب کی طرف سے تمہارے پاس رسول آگیا۔
فاشہد ان الله کارب خبیرہ وانک مامون حسن کل غاب
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں ہے۔ تم ہر غاب سے مامون ہو۔
بنو غدرہ کا بت تھا جس کا نام تھہرت۔ حرب آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوئے
کے پیٹ سے یہ آواز سنائی گئی۔

یابنی مہند بن حزام + ظہر الحق و زدی حدم + و دافع شرک الاسلام
سے بنو مہند بن حزام۔ حق ظاہر ہو گیا۔ اور حزام شک ہو گیا۔ اور اسلام نے شرک کو دفع کیا۔
کچھ ایام کے بعد طرہ رقیہ کے۔ اسے طارق! است طارق!! پسگوئی مبعوث ہو گئے ناظر
کے راکے۔ مکہ میں ایک آواز دینے والے نے زدی محمد کے دوہاروں کے لئے
تو سے اور آپ کو چھوڑ دینے والوں کے لئے دست اور رسوائی ہے میری جانب سے
تک کے لئے آخری پیغام ہے۔ پھر وہ دست منہ کے بل کر پڑا اور گڑے گڑے ہو گیا۔
نید بن بعبہ کا بیان ہے کہ میں بنی اکریم صدر کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ سے
کہا کیا آپ کے فریاد یہ ہیں مومن کا ہدم تھا جس نے میں اس کو ہانکے کی دعوت دی تھی جبکہ وہ اس
م نے خروج فرمایا تو اسی رات مکہ میں ایک جز کی آواز سنائی دی۔

حزى الله رب الناس خیر جزاء سوا اقی فی ضیعتی م مہسر
لوگوں کے پالنے والے اللہ کے اچھا بار دیا کہ اہم معبد کے خیمہ میں ایک رسوا تشریف آتے
اس جن کی آواز کا جواب حسان نے اپنے ان اثن میں دیا ہے۔

لقد خاب قولہ ان عنہم بیہم وقد سر عن سری البید ویفتدی
وہ قوم گھسے میں ہے جن سے ان کے بنی جہا ہوتے۔ وہ شخص خوش قسمت ہے جو آپ کی خدمت
عامہ مولا اور آپ کی افتد اکی۔

نبی یری ما لیری الناس حوالہ دیستلو کتاب اللہ فی کل مشہد
اللہ کا ایسا نبی ہے جو اپنے گرد ایسی چیزوں کو دیکھتا ہے جس کو اور رک نہیں دیکھ سکتے۔

یہ کہ کتاب خدا کی مدت کرنا ہے۔ یہ کہ لڑائی کے روز کا کہ پہاڑوں سے ایک پتھر
خونگنی سے

نوع من حیث و محض ۱ نقد ذات خیر نے اخیاء و خیر ۲
رواہ اس شخص کے لئے ملاکت ہے جو محمد کا دشمن ہو گیا۔ وہ دنیا میں فوت اور۔ دانی کا مزہ

باس بن مرداس نے ایک نبت کے پاس آیا جس کا نام غیر تھا۔ اس کے ایک چاروی اور اس پر ہاتھ
اس کو بوسہ دیا تاکہ ایک آواز آتی ہے

للقاتل من سلیب کھڑے ۱ هلك الضمير وفار امر معتد
یہ کہ تم قاتلوں سے کو وہ غیر ملاک ہو گیا۔ اور خانہ کعبہ والے کا میاں ہو گئے۔

مات الضمیر وکان یحب من مسرة قبل الكتاب فی الشیخ محمد ۱
یہ کہ ہلاک ہو گیا۔ شہدائی پر کتاب نازل ہونے سے پہلے جس کی پوجا مرہ کا قیام بنا رہا تھا۔

باس بن مرداس نے قبیلے کے تین سو سو اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پورا خدمت
انہیں دیکھ کر مسرور ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اسے عباس بن مرداس تم نے اس درمیانوں کے
نے آپ کے سامنے تمام قصہ بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے سچ کہا اور آپ اس
سے مسرور ہوئے۔

عائشہ نے جب حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا تم کا بن ہو؟ تو اس نے کہا: اللہ کے رسولؐ سے فریاد ہر
صدایت کی۔ اور حق کے ذریعہ باطل کو دفع کیا۔ اور مذہبِ حنیف کو قرآن کے ذریعہ سیدھا کیا۔

روین جہلہ کلی سے مروی ہے کہ ہم نے ایک بیت کی خاطر جس کا نام عمرہ تھا۔ جانا اور فتح کیا۔ اور اس
سے آواز سنی جو اپنے باری سے کہہ رہا تھا۔ اسے ختم امام اسے مصداق ارجاء اس راہ
آگیا۔ وذهبت لاصدم بیت مٹ گئے۔ وحققت الدما خون محفوظ ہوئے ووعت
م صلہ جس جباری ہو گئی۔ ہم لوگ اس بات سے ڈر گئے۔ ہم نے پھر بیت کی خاطر دوسری
کی۔ تو ہم نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا جس کا نام بکر تھا۔ سے بکر بن ہسل
نسبی امیر بنی مرسل آگئے۔ ان کی تصدیق کھانا کھلانے والے کریں گے۔ کھجور دیں

کے مالک مدینے والے اور آخرت صلاہ کی تدبیر بخدا مکہ والے کریں گے اور اہل فلاح اور
 و ماہر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں گے اور اسلام لائیں گے۔ عمرو بن جبلة نے کہا ہے

جئت رسول الله ادعوا بآبائى فاجت بعد احب من اوصدا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہدایت لے کر آئے تو میں نے اس کو قبول کیا۔ اللہ کی حمد کے بعد میں
 توحید والا ہو گیا ہوں، پہلے بت کے اندر تہ شیدان بودا ہے

قتل الله رعد كعب بن قيس ما اخذ عقول الا حبالا
 اللہ نے کعب بن قیس کے گروہ کو قتل کر دیا۔ انھوں نے کس قدر لوگوں کی عقلوں اور
 راستوں کو گمراہ کیا۔

جاء نابه عبيد بن جابر دين ابا عن الحمة الكرام
 ہمارے پاس ایسے شخص کو لایا ہے جو ہمارے باپ دادا کے دین کی عیب جوئی کرتا ہے
 حالانکہ وہ لوگ نیکوں کے بدو گار تھے۔

ہیں کے اندر سے یہ آواز سن کر تمام کفار ہیں کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔ اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص بیان کی۔ اور کہا کہ کل آنا۔ اور ہم ہیں سے اور گفتگو نہیں گئے۔ اس بات سے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسوائی ہوئی آپ کی خدمت میں ایک مرد مومن حاضر ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ! میں نے
 مسعر شیطان کو قتل کر دیا ہے جو بتوں کے اندر گفتگو کرتا ہے (یا رسول اللہ! اب انھیں کہو کہ مشرکین
 کو بلو۔ دیکھیں۔ اب میں انھیں کس طرف جوب دیتا ہے جب مشرکین اکٹھے ہوئے اور نبی اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بت منہ کے بل گر پڑے انھوں نے بتوں کو کھڑا کر دیا۔

انھوں نے کہا اے محمد! کچھ بیان کیجئے۔ مومن جن لات کے اندر سے آواز دینے لگا
 انا الذی سمعنی المطهر انا الذی قتلته والفقور مسعرا

میں وہ ہوں جس کا نام مطہر ہے۔ میں وہ ہوں جس نے بدکار مسعر کو قتل کیا ہے۔

اذ طفی لہما طفی واستکبرا وانکی الحق وراہ المتکر

یہ اس وقت ہوا جب اس نے کشتی اڑا کر یمن کی طرف چھوڑ دیا اور باطل کی طرف چھوڑ دیا

ثم نبينا المطهر ! قد انزل الله عليه اسورا

من بعد موسى فاتبه سائر الاثر

نے ہمارے پکیزہ نبی کو کایاں دیں تقیہ جس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حضرت موسیٰ کے بعد آپ پر نازل کیا۔ ہم تو سنت کی پیروی کریں گے۔ یہ منکر کفار کہنے لگے کہ محمد نے تولدات دھوکا دیا ہے۔ اس طرح ہمیں دھوکا دیتے ہیں۔

نظری میں جمیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت دیکھتے ہوئے تھے یہ ایک ماہ پہلے کی بات ہے۔ اور ہم نے ان کو نہ کھرایا نہ انعام نہ دیا نہ بتایا۔ ایک آواز دینے والے نے آواز دی عجیب بات ہو سنی۔ وحی نہ پڑا نہ ختم ہوا۔ شیطان کو سے جائیں گے۔ ایک نبی ہم میں مبعوث ہوا جو شرب کی طرف ہجرت کرے گا۔

ابن اسحاق سے اور زہری عبد اللہ بن عبد عثمان کے نام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نے کہا کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں بنو لی پوجا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ہم کے ذریعہ سے مایم کیا۔ خدا کی قسم جو قرآن سے مستحق جاہلیت کے بتوں میں جاہلیت کے بتوں میں تھے۔ اور یہ سب سب سے بہت فی خاطر قرآنی اور ہم اس سے کہ وہ ہم سے اس کا اثر استفسار کرے گا۔ نہ کہ میں نے بت کے اندر سے لے کر آواز میں نے بھی نہیں سنی تھی۔ یہ واقعہ اسلام کے ظہور سے ایک سال ایک ماہ ہے۔ آواز یہ تھی۔ اسے آل دین ایک عمدہ انداز پر جو کیا ہے۔ وہ مشہد فصیح زبان رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کہ وہ کوئی چیز عبادت سے لائق نہیں۔ اس سے حدیث شریفی اور سعد بن عمرو منقول ہے۔

فصل ۱۴

حماد و اس کا بولنا

من من شئ لا یصلح بحمدہ ولا یصلح لفقہون لا یصلحون لہم

یہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی حمد کو سمجھ نہیں سکتے۔

ایہ المؤمنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ کے عثمانی
 صبر میں درختوں کے تلے جا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جس پتہ اور درخت کے پاس سے گذر ہوتا تھا
 وہ ہنسا تھا، اسلام علیک یا رسول اللہ! اسے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ دانا اسمع
 میں اس بات کو سناتا تھا۔

عقبر اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہمارا رکھنا ہوا تھا۔ اور اس ہمارے سے تسبیح کی آواز آکر ہی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نادان فرما رہے تھے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کثر عام حاضر ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا
 آپ نے نو سنگریزوں سے طلب کئے اور وہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرنے لگے۔ ان کی حدیث میں ہے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سنگریزوں کو زمین پر رکھ دیا۔ انہوں نے تسبیح نہ کی اور خاموش ہو گئے۔ پھر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہاتھ مبارک پر اٹھالیا۔ وہ پھر تسبیح کرنے لگے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب نبوت کا بادشاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔
 رکھا کہ ہم کس طرح جانیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے ایک پتھر کو سٹھی میں بیا۔ اور فرمایا یہ
 اس بات کی گواہی دے گا۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح شروع کر دی
 اس بات کی گواہی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مکہ کے ہر اس پتھر کو جانتا ہوں جس سے پاس سے میں گزرا۔ اور
 اس نے مجھ پر سلام کیا۔

ابو ہریرہ۔ جابر۔ زید بن اسلم۔ ابن عباس۔ ابی بن نعیم اور امام بن العابدین علیہ السلام سے
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پریشہ ہوئے ہیں ایک سوکھی کھجور کے سہارے سے
 بیٹھ دیا کرتے تھے۔ جب بیٹوں کی شربت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منہ نہایا کیا۔ تو وہ کھجور کاٹا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پرکھا۔ اور اس طرح آواز دی جس سے عورت اور غنیمت آواز دیتی ہے۔ اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہاتھ آپ نے اس کو تمام بیا۔ وہ اپنے لی طرف کھینچا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سینے سے لگایا اور فرمایا اگر میں اس کو سینے

لگاتا۔ تو وہ قیامت تک کراہتا رہتا۔

ایک روایت ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بلایا۔ وہ زمین پر چلتا ہوا آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے نبی! یہ کون ہے؟" فرمایا: "یہ وہ ہے جس نے آپ کو گھبراہٹ میں دیکھا تھا۔" اور کہا: "اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ وہ گھوڑے کی مانند واپس چل گیا۔"

کتاب سنن امام احمد بن حنبل میں ابی بن کعب سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ گھوڑے کی مانند واپس چل گیا۔" اور تیسرا پھل نیکو کار لوگ کھائیں گے۔ اگر تو چاہے گا تو تجھے

میں لایا۔ ابھی کچھ کی صورت تیرا تازہ بنا دوں گا۔ اس نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ جب مسجد کو تعمیر کی خاطر گرایا گیا تو ابی بن کعب نے حنا نہ بھجور کو اکھاڑا اور اپنے گھر میں بوسیدہ کر دیا۔ وہ بھجور آپ کے گھر میں رہی، اور وہیں خشک ہو گئی اور پھر تروتازہ ہو گئی۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہود ایک عورت کے پاس جمع ہوئے جس کے بعد تھا اس سے کہا کہ تم اس بکری کے گوشت میں نہ ہرلا دو۔ اس عورت نے گوشت کو پکایا اور ہرلا دیا۔ جب روئے ہوا تو اس کے گھر میں جمع ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکر کھنے لگے۔ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ ہمسائے کا حق کس قدر واجب ہے اور میں چاہتی ہوں کہ روئے ہوا

برے گھر میں تشریف لائے ہیں۔ آپ بھی بعد اصحاب کے میرے گھر کو زینت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ، ابو جحافہؓ، ابو ایوبؓ، سہیل بن حنیفؓ اور ایک حدیث کی رو سے مقدادؓ، عمارؓ، صہیبؓ، ابوذرؓ، بلالؓ اور یر بن مغزوہ کے گھر تشریف لائے اس عورت بکری کا گوشت نکال لایا یہودیوں نے اپنے ناک کو ان سے بند کر کے کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے گھر کا سہارا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم جب کسی نبی کی زیارت کرتے ہیں تو اس مقصد کے تحت نہیں بیٹھتے کہ ہمیں ہماری سانسیں نبی تک نہ پہنچ جائیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کا گوشت پیش ہوا۔ تو بکری کا نشانہ گویا ہوا۔ اسے محمد! مجھے نہ

میں نے ہر اوردہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کو بلا کر کہا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا؟ اس نے

میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہر آپ کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔ اور اگر آپ نبی ہیں تو اس قوم کو آپ سے نجات مل جائے گی۔"

وہ بن زبیر سے روایت ہے کہ اس زہر خوردنی سے واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین سال تک
 زندہ رہے۔ آپ کی موت واقع ہوئی

کے روایت میں ہے کہ آپ زہر کے واقعہ کے بعد چار سال تک زندہ رہے۔ اور صحیح بات بھی
 یہ ہوتی ہے۔ اس بارے میں فقہین متکثر نے کہا ہے

عن یزید بن ابی مرثدہ عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف
 عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف
 عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف

عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف
 عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف
 عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف عن النضر بن عوف

یہ امام حسن عسکری علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ کی اس آیت تسمیٰ تسمیٰ تسمیٰ کے تحت
 ہے کہ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ پتھر ہمارے دلوں سے
 ہیں۔ اور ہم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔ اگر بات یہی ہے۔ تو ان پتھروں سے
 کی تصدیق کرائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو ختم دیا۔ وہ اپنی جگہ سے متحرک ہوا اور اس
 پہاڑ کو اس سے پانی بہنے لگا۔ اور بلند آواز سے پکارا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ
 اللہ کے رسول اور تمام مخلوقات کے سردار ہیں۔ پھر آپ نے پہاڑ کو حکم دیا کہ وہ دو ٹکڑے
 ہو جائے۔ کہ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر چلا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائے۔ اور بلند آواز سے کہا: اے پہاڑ! بحق محمد وآل محمد کلام کر۔ پہاڑ گونج اٹھا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گڑا ہو گیا۔ ان لوگوں نے کہا یہ شخص محمد جادوگر ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ قریش نے محمد اور علی علیہما السلام پر پتھر

عسکری علیہ السلام کی یہ تفسیروں قرآن مجید کی تفسیر نہیں بلکہ ابتدائی حصہ کی تفسیر ہے مولانا سید شریف حسین صاحب اعلیٰ

نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ جو آثارِ دینی کے نام سے لاہور میں شائع ہوا ہے۔ ۱۲ مجلہ شریف علی حسن

رسول نے یمنیوں نے دیکھا کہ ہر پتھر دونوں پر سدھم کرتا تھا۔ قریش کے دس آدمیوں نے کہا کہ پتھر ان دونوں کے ساتھ کیوں بات چیت کرتے ہیں۔ ہونہ ہونہ نے زمین کے نیچے کچھ آدمی چھپا رکھے ہیں جو باتیں کرتے ہیں۔ ایسا کہنے والوں پر پتھر پڑے۔ عشاء کے وقت ان کے وہ ٹپا چھتے چلاستے۔ روتے ہوئے کہتے گئے کہ محمدؐ نے ہمارے آدمیوں کو مار ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مہ دلوں کو گویا کیا۔ اور انھوں نے کہا۔ محمدؐ پیسے ہیں۔ اور تم جھوٹے ہو۔ مردوں میں حیات پیدا ہوئی۔ اور وہ جنازے کی چارپائی سے نیچے گر پڑے۔ اور بلند آواز سے پکارے کہ ہم اس بات کو کہہ رہے ہیں کہ ہمیں دشمن ندا اٹھا کر لے جائیں۔ ابو جہل نے کہا کہ یہ ایک بہت بڑا جادو ہے۔ پھر حضرت رسولؐ خدا اور حضرت علیؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ وہ سب کے سب زندہ ہو گئے زندہ ہو جانے والوں نے بلند آواز سے کہا۔

”جن ممالک میں ہم موجود تھے۔ وہیں محمدؐ اور علیؑ کو بہت بڑی منزلت حاصل ہے۔“

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں اس آیت ان الذین کفروا سوءاً علیہم کی تفسیر کے تحت مروی ہے کہ مالک بن عیف نے کہا۔ اے محمدؐ! میں چاہتا ہوں کہ میرا فرشتہ مراد پڑے کی رو سے آپ کی نبوت کی تصدیق کرے۔ ابولبابہ بن منذر نے کہا کہ میرا کوڑا آپ کی نبوت کی توثیق دے گا۔ کعب بن اشرف نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا گدھا آپ پر ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو گویا کیا۔ اس نے کہا۔ شہد ان لا اله الا الله واشهد انک یا محمدؐ عبد الله ورسوله میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پیر لائق عبادت نہیں اے محمدؐ! آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ واشہد ان علی بن ابی طالب وصیہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب آپ کے وصی ہیں۔

یہ سن کر انھوں نے کہا یہ تو ایک گھلا ہوا جادو ہے فرشتہ نصیب میں بند ہوا۔ اس کے مالک اور تھقی زمین پر گر پڑے۔ پھر ابولبابہ کے کوڑے نے آنحضرتؐ وسلم کی نبوت کی امداد کی گواہی دی۔ پھر وہ کوڑا ابولبابہ سے لپٹ گیا۔ آنحضرتؐ وسلم نے فرمایا یہ کوڑا ہمیشہ پٹ رہے گا۔ تو اسلام لاؤرنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ ابولبابہ اسلام لے آیا۔

کعب گدھے پر سوار ہو کر آیا۔ گدھے نے اسے سر کے بن زمین پر ٹکرایا۔ وہ کہا تو اللہ تعالیٰ کا نہایت برا بندہ ہے اللہ تعالیٰ کے آیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ پران کا انکار کرتا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر ہاتھ سے ہتھکڑی لگائی جائے تو اسے سوار کرنے سے انکار کر دے گا۔ اس نے اسے کبھی سوار

وہاں آخر مجبور ہو کر اس نے قیس بن ثابت سے ہاتھ فروخت کر دیا۔

فسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ حضرت بن کثیر ثقفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیڑہ طلب کیا اور کہا کہ میری خاطر درخت کو طلب کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کو طلب کیا اور زمین پر بڑے بڑے خطرہ و تیرا ہوا آپ کے سامنے اٹھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے کہا کہ میں گناہوں کو اللہ کے سوا کوئی مانتی عبادت نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اے محمد! میں گناہوں کو آپ اللہ کے عباد اور رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی آپ کے چچ کے فرزند کے اسلامی بھائی ہیں عمارت اسلام سے آید۔

۱۔ اللطائف میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور مکہ کے ایک درخت کو طلب کیا زمین شکافہ ہو گئی اور وہ درخت چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت دی۔

ن دعا الادحة اذ قل لها الاقبی فاقبالت من دعا

ذات نے درخت کو بلایا یہ جواب اس سے کہ تم کو تیرا چلیجیے۔ وہ اس وقت تک حاضری ہو گیا جس سے اُسے بلایا تھا۔

اللہ بن رواحہ نے کہا کہ

حديك فيك ايات صينة كانت يد يهتة ننتك بالخصير

اے محمد! اگر آپ میں کھلے ہوئے معجزات موجود نہ ہوتے تو میں تجھے تیرا ایک خبر سے

فصل ۱۵ حوانات کا کلام کرنا

یہ اور بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خدمت میں کے باغ میں گواہی دیتی کہ میں اس وقت تک اسد میں نہیں لاؤں گا جب تک کہ اسد صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی سے دریافت کیا یہ بتا دیا کہ کون ہے اس نے کہا وہ وہ ذات ہے۔

وہ ہے اور زمین پر کلی سبب سے کہیں رہتے ہیں جس کے عجائبات ہیں۔

[illegible]

آپ ترم میں زندگی اور موت دونوں حالتوں میں برکت والے ہیں یہی ہوم پرورش کے وقت بھی برکت والے ہیں۔

اعرابی کا نام سعد بن سعاد اسلمی تھا۔ بن تمام ادیبوں کے اسوہ بنانے کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور اعرابی کو ان کا سردار مقرر کر دیا۔

زید بن اثم انس ام سلمہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت کا نذر ایک کے پاس سے ہوا جو کہ ایک یہودی کے خیمے کے پاس بندھی ہوئی تھی۔ ہرنی نے عرض کیا: اے کے رسول! میں دیکھوں گی مال ہوں اور میرے بچے دودھ سے بھر چکے ہیں مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔ میں پھر واپس آ جاؤں گی۔ آپ مجھے دودھ باندھ دینا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تو واپس نہیں آئے گی۔ اس نے کہا کہ اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے دس گنا عذاب میں مبتلا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ چلی گئی۔ اس نے واقعہ کا ذکر اپنے بچوں سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک دودھ نہیں پیں گے جب تک تمہارا رسول اللہ تکلیف اور اذیت میں مبتلا ہیں۔ ہرنی اپنے بچوں سمیت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے دونوں بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر اپنے سر تلے تھے یہ یہودی رہ پڑا اور اسلام لے لیا اور کہا میں نے ہرنی کو آزاد کر دیا۔ اس نے وہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ رسول اللہ نے اس کی مدح میں پٹہ ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ میں نے تیرا گوشت نکال کر اسے دے دیا ہے۔ پھر فرمایا: کاش کہ دونوں کو موت کا علم ہوتا۔

زید کی روایت میں ہے کہ خدا کی قسم میں نے اس ہرنی کو دیکھا تھا جو جگمگاتی رہتی تھی اور کہتی تھی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ روایت میں ہے کہ ہرنی کہہ باندھنے والے دی کا نام امیر بن سماع تھا۔

جابر انصاری اور عباد بن صامت سے روایت ہے کہ بنو نجار کے باغ میں ایک بڑا درخت تھا جو شخص بھی باغ میں داخل ہوتا تھا۔ وہ اس پر حملہ کرتا تھا۔ بنی سلم باغ میں تشریف لائے اس وقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نوکریں کے دھانے کی خاطر یہ فرمایا کہ ہرنی ضرور واپس آئے گی۔

وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے اپنے ہونٹ کو زمین پر رکھ دیا۔ اور رسول اللہ کے
 پیچھے گیا۔ آنحضرتؐ نے اس کو نکلیں دے دی۔ اور اپنے اصحاب کے حوالے کر دیا۔ لوگوں نے
 بت علم کی خدمت میں عرض کیا۔ جانور بھی آپؐ کی نبوت کو جانتے ہیں۔ فرمایا۔ ابوتہیل اور قریش کے سوا
 کسی ہر چیز میری نبوت کی معرفت رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا ہم جانوروں کی نسبت تجھے سجدہ کرنے
 یا دھڑا دھڑا نہیں۔ فرمایا میں ہر جانور کا۔ حتیٰ لایموت کو سجدہ کر دو۔

ایک روز اونٹؐ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دی
 حضرت امام نے اس اونٹ کے کان میں کوئی بات فرمائی۔ اور منہس پڑے۔ پھر فرمایا۔ یہ قلت گناہوں و
 وکثرت بوجھ کی شکایت کرتا ہے۔ اسے جابرؓ اس کے ساتھ جھاؤ۔ اور اس کے مالک کو بلا کر لے آؤ۔ میں
 کیا خدا کی قسم میں تو اس کے مالک کو نہیں جانتا۔ فرمایا یہ خود تجھے بتا دے گا۔ جابر کا بیان ہے کہ میں
 اونٹ کے ساتھ بنو غصہ کے ایک شخص کے پاس گیا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے
 آیا۔ یہ ہمارا اونٹ ہے۔ اور یہ باتیں کہتا ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں اس کی نافرمانی کی وجہ سے یہ
 کہتا ہے۔ ہم نے یہ سہلک اس کے ساتھ دوڑاؤں سے کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی
 متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم اپنے مالک کے ساتھ چلے جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! ہم
 اس کو تہذیبی حرمت کی وجہ سے آزاد کر رہا ہے۔ وہ اونٹ پکڑوں میں گھوما کرتا تھا۔ اور لوگ کہا کرتے
 تھے کہ رسول اللہ کے آواز کو رو ہیں۔ نذرین شکر نے کہا۔

ومن شکا بعبیر فطلم المسلم۔ لہ البید ثقل حمل و خوی
 اونٹ نے اپنے مالک کے ظلم کی شکایت کسی سے کی جس پر بار بار زیادہ لادا جاتا تھا۔ اور اسے چارہ
 دیا جاتا تھا۔ ابن حماو نے کہا۔

ودعاہ البعبیر رسول اللہ۔ لہ اشکر البید جفوة اہلی
 اونٹ نے کہا اے اللہ کے رسول! میں اللہ کے لئے آپؐ کی خدمت میں اپنے مالک کی

بیان آج کل ابوتہیل کی ادلاء موجود نہیں جو رسول اللہ کی شان میں نازیبا باتیں بیان کرتی ہے کہ آپؐ سے غلطی کا بیان ہو
 اور انہیں نے کیا رسول اللہ کا جانشین وہ شخص نہیں ہوتا چاہیے جو آنحضرتؐ کی طرح جانوروں بلکہ کائنات کی ہر چیز کی زبان
 ہو اور ان کا دوا کر سکتا ہو۔ رسول اللہ کے بعد یہ اوصاف حضرت بارہ، ائمہ معصومین علیہم السلام میں پائے جاتے ہیں۔

ت کرنا ہوں۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: آگاہ ایک اونٹ بلند تھا ہوا آپ کی سنت میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ یہ کہتا ہے: راج کا نکال قبیلہ مجھے استعمال کرتا رہا اور مجھے سخت تعب و مشقت میں ڈالتا ہے میں بڑھ چکا ہوں اور میرے اعضا کمزور پڑ گئے ہیں اب انہیں میرے ذبح کرنے کی فکر سوچھی ہے میں جناب رسالت میں اس بات کا استغاثہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کو روک لیا آپ سے اس مالک طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس سے بارے میں جو چاہیں آپ فیصلہ فرمائیے آپ نے فرمایا: اسے بٹور دو یہاں اس کی مرضی چاہیے کھانا پھرے۔ انہوں نے اونٹ کو آزاد کر دیا۔ اونٹ تھوڑی دیر بعد پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سجدہ سے میں گر پڑا انہوں نے کہا یہ جانور مجھے جواب کو سجدہ کرتا ہے۔ ہم اس سے آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ فرمایا کسی شخص کو کسی شخص کا سجدہ کرنا نہیں ہے۔ اگر میں کسی کو کسی شخص کے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنا شوہر کا اس وقت کی وجہ سے سجدہ کرے۔

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے: آگاہ اعرابی دوسرے اعرابی کو روک کر حاضر ہوا۔ اور کہا یہ شخص میری اونٹنی کو پیرا کر رہا ہے ہاتھ بٹھا کر اسے گواہوں نے گواہی دی تو اسے بازو کاٹنے سے لئے تیار کیا گیا۔ تو اونٹنی نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں شخص میرے بارے میں بے گناہ ہے۔ گواہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ مجھے فلاں یہودی نے چسپاں کیا تھا۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ فتح خیبر کے موقع پر رسول اللہ کے منصب میں چار ہاتھ تھے چار ہاتھ چار ہاتھ تھے۔ دس اوقیہ سونا اور چاندی اور ایک گدھا آیا۔ رسول اللہ جب اس پر سوار ہوئے تو وہ گدھا بائو یا رسول اللہ! امیر مالک ایک یہودی ہے جس سے کشتی کرتا رہا کبھی اس کی اطاعت میں کی۔ آنحضرت نے فرمایا کیا تیرا پاپ موجود ہے؟ کہا نہیں۔ ہم میں سے ستر گدھے ایسے گدھے سے جو انہماک رسول اللہ کے کام آئے ہیں اس وقت ہماری نسل ختم ہو گئی ہے میرے سوا کوئی باقی

میں رہا۔ اور نایاب کے سوا اور کوئی نبی باقی رہا ہے آپ کے متعلق ہمیں حضرت زکریا علیہ السلام
 بشارت دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک شخص کے دروازے پر بٹیا۔ وہ دروازے پر
 پہنچ کر کے ساتھ دروازے کو کھٹکھٹایا۔ جب کمرہ مالک باہر نکلا تو اس نے اشارہ سے کہا کہ تجھے
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد کرتے ہیں۔ جب رسول اللہ کا انتقال ہوا تو اس نے اپنے آپ کو مشیم بن یحییٰ بن
 نبوی میں گرا کر خاک کر دیا۔ اسی جگہ اس کی قبر میں گئی تھی۔ اس روایت کے موافق ابو جعفر علیہ السلام
 و آلہ و بنو ہاشم سے روایت کرتے ہیں جو کذاب عقل الشرائع میں موجود ہے۔

عبدالرحمن عسکری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے روز خطبہ شہداء دیا۔ اور لوگوں
 رتہ دینے کی ترغیب دی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میری اونٹنی فقراء کے لئے حاضر
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو دیکھ کر فرمایا اس کو میری خاطر خرید لو۔ وہ خریدی گئی۔ اس واقعہ نے ایک رسول
 کے جہرے کے پاس آکر آپ کو سلام کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تجھے برکت عطا کرے۔ اونٹنی نے کہا
 حاملہ تھی میرے مالک سے مجھے بھڑکنا لیا گیا۔ میں ان رگوں سے بھاگ گئی جب میں
 چراگرتی تو نباتات مجھے خوبایا کرتے۔ شیر پکا پکا کرہتے کر اسے نہ پکڑو یہ محمل اونٹنی ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کے مالک کا نام دریافت کیا۔ اس نے کہا میرے مالک کا نام غنیمہ
 بن عثمان ہے اس کا نام غنیمہ رکھا۔ عمر بن خطاب کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال
 ہوا غنیمہ نے عرض کیا اپنے بعد میرے لئے کس کو وصیت فرمائے ہیں؟ یا عثمان بن عفان نے فرمایا اس
 اللہ تعالیٰ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا کرے تم میری بیٹی فاطمہ کی ملکیت میں رہو گی جو تجھ پر دنیا اور
 آسمان میں سوار ہوں گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اس کے وقت جناب بنی ہاشم و آلہ
 کے در و دست پر نہ ہوئی۔ اور عرض کیا اب ہم علیک یا بخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پیرا تم پر سلام ہو۔ قد حاد قرانی الدینا میرا دنیا کو چھوڑنے کو جی چاہتا ہے واللہ
 سالت بعلف ورا خراب بعد رسول اللہ و ما انت بعد النبی بتسلاتہ پیام
 رسول اللہ کے انتقال کے بعد اس نے گھاس اور پن کو منہ نہ بگایا۔ اور تین روز کے بعد مرنے
 ایک حدیث میں اس سے روایت ہے کہ ایک انصاری کے باغ میں ایک بکرن تھی جس
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کیا۔ ان کا نام تھا کہ میرا نام ہے کہ میرا نام ہے کہ میرا نام ہے

نہیں رہا۔ اور کتاب کے سوا اور کوئی نبی باقی رہا ہے آپ کے متعلق ہمیں حضرت زکریا علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک شخص کے دروازے پر بھیجا۔ وہ دروازے پر آ کر اپنے سر کے ساتھ دروازے کو کھٹکھٹایا۔ یہ وہی شخص تھا کہ اس نے اشارہ کیا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا کرتے ہیں۔ یہ وہی شخص تھا جو اس نے اپنے آپ کو موسیٰ بن جحش کے نبیوں میں گرا کر خاک کر دیا۔ اسی جگہ اس کی قبر بن گئی تھی۔ اس روایت کے سوا دوسرے روایتیں بھی ہیں جو کتاب میں تشریح میں موجود ہیں۔

عبدالرحمن غنیری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے روز خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور لوگوں کو حدیث دینے کی ترغیب دی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میری اونٹنی فقرا کے لئے حاضر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر فرمایا اس کو میری خاطر خرید لو۔ وہ خریدی گئی۔ اس واقعہ نے ایک رستہ رسول اللہ کے گھر سے نکلا۔ اس کو آپ کو سلام کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تجھے برکت عطا کرے۔ اونٹنی نے کہا میں حاملہ تھی میرے مالک سے مجھے بڑا مستحار لیا گیا۔ میں ان رگوں سے بھاگ گئی جب میں گھاس چرا کرتی تو نباتات مجھے خود دیا کرتے۔ شیر پک پکا کہتے کہ اسے نہ پاؤ یہ محمد کی اونٹنی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کے مالک کا نام دریافت کیا۔ اس نے کہا میرے مالک کا نام غنیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام غنیا رکھا۔ عمر بن خطابؓ بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو غنیا نے عرض کیا اپنے بعد میرے لئے کس کو وصیت فرمائیے؟ آنحضرت نے فرمایا اسے غضب اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا کرے۔ تم میری بیٹی فاطمہ کی ملکیت میں رہو گی جو تجھ پر دنیا اور آخرت میں سوار ہوں گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اوقات کے وقت جناب فاطمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درویش پر حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا اے ام علیک یا بنت رسول اللہ سے رسول اللہ کی بیٹی! میرا تم پر سلام ہو۔ قد حاتم فراتی الدینیا میرا دنیا کو چھوڑنے کو جی چاہتا ہے واللہ ما اہسات بحلف ولا شرب بعد رسول اللہ وما انت بعد النبی بتسلية ایاہ خدا کی قسم رسول اللہ کے انتقال کے بعد اس نے گھاس اور پھوس کو منہ نہ لگایا۔ اور تین روز کے بعد مر گئی ایک حدیث میں اس سے روایت ہے کہ ایک انصاری کے بیٹے نے اس میں ایک بکری تھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا البکر نے کہا ہم اس بکری سے سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں رسول

معلم نے فرمایا: زندہ کے سوا کسی ایک کا سجدہ جائز نہیں ہے اگر کسی کا سجدہ جائز ہوتا تو میں غور
بتا کر وہ اپنے شوکر کو سجدہ کرتے۔

محمود بن مشکور اپنی حدیث میں رسول اللہ کے عدم جنبہ روایت کرتے ہیں کہ میں سمندریں کشتی پر
لٹا کشتی ٹوٹ گئی تھی اس کے ایک تختہ پر سوار ہو گیا اس نے مجھے ایک گیسے جنگل میں پھینک
دیے میں شہر پر گزرتا تھا اس نے کہا اسے ابو بکرؓ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہیں۔ اس نے
مجھے زلیا پھراں سے اپنی پشت پر دار ہونے کا اشارہ کیا وہ رگتا رہے اسے اشارہ کرتا رہا ہنسی کہ
تندر پر آکر اتار دیا پھر اس نے پھر ہممہ کہی میں ہی سمجھا کہ وہ مجھے زندہ کر رہا ہے

بطن مریں جناب ابو ذرؓ بکریاں چر رہے تھے بھیڑیے نے آپؐ کی بکری کو پکڑ لیا آپؐ نے
شروع کیا آخر کار بھڑیے نے بکری کو پھوڑ دیا۔ بھیڑیا اس شکل میں بیٹھ گیا کہ جسم کا پھیلا حصہ
بہ اور اپنی رانوں کے اندر بانی دم کو داخل کر لیا۔ پھر کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا تم میرے
کے معاملہ میں حائل ہو رہے ہو یہ رشتہ میرا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رکھا ہے ابو ذرؓ کا بیان ہے کہ خدا
میں نے اس سے زیادہ عجیب بات کبھی نہیں سنی تھی۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ رسول اللہ
کے درمیان نجات کے مقام پر ماضی اور مستقبل کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور تم اپنی بکری کا
رہے ہو۔ ابو ذرؓ نے کہا اسے فلاں کون ایسا شخص ہے جو میری بکریاں چرائے گا۔ تا کہ میں جا کر
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤں۔ بھیڑیائے کہا میں چراؤں گا۔ ابو ذرؓ کہ میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
قبول میں بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکھا کہ رات تھی ابو ذرؓ اب تشریف لائے
نے کہا اس کو کچھ نہ کہو اس کے چچا آرہے ہیں ابو ذرؓ سنت ابو طالب کے پیچھے ہوئے ابو طالب
ابو ذرؓ کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ کیا متعجب ہے۔ عرض کیا میں اس نبی کے دیدار کی خاطر سو رہا ہوں جو
حوت ہو ہے، کہا اس کے پاس جانے کا کیا مقصد اسے یہ عرض کیا میں اس پر ایمان لاؤں گا۔ ابو طالب
تم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دوئے۔ کہا ہاں ابو طالب نے اسے جو جعفر کے پاس
لے گیا۔ یہ جعفر کو آپؐ کی نوازش کا پتہ پلٹا تو آپؐ نے جناب حمزہؓ کے پاس جہنے کو کہا جناب
نوا۔ تو آپؐ نے حضرت علیؓ علیہ السلام کے پاس جانے کو کہا۔ جب حضرت علیؓ علیہ السلام کو آپؐ کی
خام نوا تو آپؐ اسے لے کر بکھر کر تشریف لائے۔ حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تھے جو

لحم نے فرمایا: زندہ کے سوا کوئی ایک کا سجدہ جائز نہیں ہے اگر کسی کا سجدہ جائز ہوتا تو میں غور
 بنا کر وہ اپنے شوکر کو تہہ دیتے۔

محمد بن مشکوٰۃ اپنی حاشیہ میں رسول اللہ کے عدم جنبہ روایت کرتے ہیں یہ میں سند میں کشتی پر
 ساقی ٹوٹ گئی ہیں اس کے ایک ٹکٹہ پر سوار ہو گیا اس نے مجھے ایک گھسے جنگل میں بینک
 میں شہرہ کرتا تھا میں نے کہا اسے ابوالحارث ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہیں۔ اس نے
 مجھے پر لیا پھر اس نے اپنی پشت پر دار ہونے کا اشارہ کیا وہ رگتا رہے اس کا رخا رہا حتیٰ کہ
 تھک کر اتار دیا پھر اس نے پھر ہمدید میں ہی سمجھا کہ وہ مجھے رخصت کر رہے ہیں

ابن عمر میں جناب ابو ذر بکریاں چڑھتے تھے۔ پھر میں نے آپ کی بکری کو پکڑ لیا آپ نے
 سر دیا آخر کار میرے سے بکری کو چھوڑ دیا۔ پھر یا اس شکل میں بیٹھ گیا کہ جسم کا پھیلا حصہ
 وہ درانی رانوں کے اندہ پانی دم کو داخل کر لیا۔ پھر کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا تم میرے
 کے معاملہ میں حائل ہو رہے ہو یہ رزق میرا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رکھا ہے ابو ذر کا بیان ہے کہ خدا
 میں نے اس سے زیادہ عجیب بات کبھی نہیں سنی تھی۔ کیا یہ عجیب کہ بات نہیں کہ رسول اللہ
 کے درمیان نجات کے مقام پر ماضی اور مستقبل کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور تم اپنی بکری کا
 سے ہو۔ ابو ذر نے کہا اسے خدا کون ایسا شخص ہے جو میری بکریاں چرائے گا تاکہ میں جا کر
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤں۔ پھر میں نے کہا میں چاہوں گا۔ ابو ذر کہہ میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 قبیل میں بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہہ رہے تھے ابو ذر اب تشریف لائے

نے کہا اس کو کچھ نہ کہو اس کے چچا آرہے ہیں ابو ذر نہرت ابو طالب کے پیچھے ہوئے ابو طالب
 ابو ذر کی طرف دیکھا اور بوجھا کہ اب متعدد بت عرض کیا میں اس نبی کے دیدار کی خاطر ہوں جو
 حوث ہو ہے کہ اس کے پاس جانے کا کیا مقصد ہے عرض کیا میں اس پر جان لاول کا ابو طالب
 تم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دے۔ کہا ہاں ابو طالب نے اسے ابو جعفر کے پاس
 کہا یہ جنت کو آپ کی زواش کا پتہ پلا تو آپ نے جناب حمزہ کے پاس جہنم کو کہا جب ناب
 ہوا تو آپ سے حضرت علی علیہ السلام کے پاس جانے کو کہ جب حضرت علی علیہ السلام کو آپ کی

اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس غرض کے تحت آئے ہو، عرض کیا اس نبی کے پاس آیا ہوں جو تم میں مبعوث ہوا ہے، فرمایا اس سے کیا مطلب ہے؟ عرض کیا اس پر ایمان لاؤں گا۔ اور اس کی تعمید تو کریوں گا جس بات کا مجھے حکم دیں گے۔ اُسے بجالانوں گا قرآن تم ان بات کی گواہی دو گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، عرض کیا میں دنیا میں خود رسول اللہ ہوں ابو ذر! تم اپنے شہر واپس چلے جاؤ۔ تیرا بڑا عمر وفات پا گیا ہے۔ اس کا مار سنے اور وہاں پیام بکھو تو کہ میرا منزل ہر ہو جائے پھر آنحضرت نے آپ کو دعا دی، اور فرمایا اسے ابو ذر اللہ تعالیٰ تجھے دنیا اور عقبیٰ کی فکر سے محفوظ رکھے ابو ذر چالیس روز وہاں ٹھہرے وہ مدت نہزم کے پانی سے غسل کرتے تھے اور کسی چیز کی خواہش نہیں رکھتے تھے۔ اب اپنے شہر میں چریشہ تو اپنا اپنا حکم کر لیتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا ابو ذر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میری بکریاں موبو دیں ہیں آپ کی مخالفت مجھے نہایت شاق ہے۔ آنحضرت نے فرمایا بیشک بکریاں میں رہنا پڑے گا۔ ساتویں دن پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کہ میں نمازیں مصروف تھا، بھیڑیہ سے بکری چپکے اٹھ گیا، شیر نے بڑھ کر بھیڑیے کے دو مکڑے کر دیے اور بچہ کوچہ بڑا لیا اور اسے بلوڑی طرہ واپس کر دیا اور مجھے اور زویاں ابو ذر! تم اپنی نمازیں مشغولی ہو۔ اللہ نے مجھے تیری بکریاں کا اس وقت تک چرواہہ مقرر کیا ہے جب تک آپ نماز پڑھتے ہیں گے۔ بس میں نماز سے فارغ ہوا تو اس نے کہا کہ محمد کے پاس جاؤ اور اسے آگاہ کرو کہ میں نے تیریں بکریوں کی مخالفت کی ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں وارد ہوا ہے کہ دو بھیڑیوں نے چرواہے سے گفتگو کی اور اسے اسلام کی طرہ و رغبت کیا چرواہہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دونوں کی گفتگو سے آپ کو آگاہ کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا مجھے گھیرو یعنی کہ مجھے بھیڑیے دیکھ نہ سکیں۔ انہوں نے آنحضرت کو گھیر لیا آپ نے چرواہے سے فرمایا اب تم بھیڑیے سے کہو کہ ان میں محمد کون ہیں۔ وہ دونوں تلاش کرتے ہوئے ان کے درمیان داخل ہوئے۔ اور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ السلام علیک یا رسول رب العالمین وسید الخلق اجمعین انہوں نے اپنے خماروں کو آنحضرت کے سامنے مٹی پر ملنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا علی کو گھیر لو۔ انہوں نے علی کو گھیر لیا پھر آپ نے آواز بلند کی۔ اسے بھیڑیو! بتاؤ ان میں علی

کے پاس پہنچے تو اپنے جسم کو مٹی میں لٹا شروع کیا۔ حضرت کے سامنے اپنے چہرے رکھ دیئے اور
 کیا۔ اسے وہ شخص جو دانائی کا محل میں پہلے صحیفوں کی باتیں جانتے ہیں، اور محمد مصطفیٰ کے
 میں پر واجبے کا نام عبید اللہ تھا۔ ایک اور روایت میں اس کا نام عبید تھا۔ اس شخص کے خاندان
 یہ بات فخر کے ساتھ بیان ہوتی تھی۔ اور یہ لوگ اس نصیحت کے باعث عرب پر فخر کیا کرتے تھے۔
 میں کا فخر کرنے والا تھا۔ ان ابن ابی سلمہ ان سب میں اس کا میں ہوں جس سے عبید
 گفتگو کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی حنین میں جا رہے تھے۔ اچانک تمام لشکر گیا آنحضرت نے دریافت
 اسے تو میرے بیٹے کہا یا رسول اللہ ایک بہت بڑا اثر دیا راستہ پر پڑا ہوا ہے جو ایک بہت بڑا
 عود ہوتا ہے۔ راستہ بند کر رکھا ہے ہم سے لئے راستہ ٹکے کرنا ناممکن ہے۔ رسول اللہ اثر دیا
 پس چلے جب آپ نزدیک تشریف لائے تو اس نے اپنے سر اٹھایا اور میں آواز سے پکارا۔ یا رسول
 اللہ میں بدشمن بن طاہ بن ابلیس ہوں جو آپ پر ایمان لایا تھا ہوں میں آپ کی خدمت میں اپنی قوم کے
 کو اس غرض کے لئے لایا ہوں تاکہ اس قوم سے جہاد کرتے وقت آپ کی مدد کروں۔ رسول اللہ
 فرمایا اپنی قوم کو سنا کر ہاری وائیں طرف پھلتے رہو۔ اس نے حکم ہی کیا اور مسلمان بھی (جنگ
 کی طرف چل پڑے۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ مشرکین کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت نامرادانہ
 یا بدگمتی تھی۔ اس کا ایک بچہ تھا جس کی عمر صرف دو ماہ تھی۔ بچے نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ
 عبد اللہ عورت نے اپنے بیٹے کی اس بات کا انکار کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بچہ
 مجھے یہ معلوم کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبد اللہ ہوں عرض کیا میرے رب العالمین
 روح الامیں نے مجھے آگاہ کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روح الامیں کون ہیں عرض کیا جبرائیل
 جو آپ کے سر پر کھڑے ہیں اور آپ پر نازل ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پتہ
 نام ہے، عرض کیا میرا نام عبید العزی ہے لیکن میں عزت کے لئے کہتا ہوں یا رسول اللہ
 میں آپ کو بخیر خبر دیتا ہوں کہ وہ بیٹے۔ فرمایا تمہارا نام عبید اللہ ہے۔ کیا یا رسول اللہ آپ

عرض کیا۔ وہ شخص مدت مند ہے جو سب پر ایمان لایا اور وہ شخص بد بخت ہے جس نے آپ کے
 ساتھ کلمہ کیا۔ پھر اس نے ایک زبردست پتھر بند کی اور اس قدر گویا۔
 شمر بن عقیلہ ایک پتھر کو رسول اللہ کی خدمت میں لایا۔ پتھر کو تھام کر حضرت عائشہ نے پتھر سے کہا کہ
 میرے نزدیک ہو جاؤ۔ جب پتھر نزدیک ہوا تو آنحضرت نے فرمایا: تمہارا میں کون ہوں؟ عرض کیا آپ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

واقعی نے مطلب بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ پریشہ منور ہیں اپنے صحابہ کے ساتھ
 شہر یثرب فرما تھے ناگاہ ایک بھیڑیا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آنحضرت کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا
 اور چیخنے لگا۔ آنحضرت نے فرمایا پھارنے والے درختہ صمدت پاس آیا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ اس کو کوئی چیز دے
 دو۔ اور یہ کئی چیز کے پاس نہیں ہے۔ اگر تم اس کو کچھ دینا نہیں چاہتے ہو تو اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔
 اور جس چیز کو یہ دے گا۔ وہ اس کا مدق ہو گا۔ انہوں نے عرض کیا رسول اللہ! ہم اس کو کچھ دینا نہیں چاہتے
 آنحضرت نے بنی تمیم انکبوتوں سے اشارہ کیا۔ وہ واپس دوڑتا ہوا رہتا ہوا چلا گیا۔

عمر بن منتشر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ساتب کے دھن کرانے کی درخواست کی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وہ ونٹ کی "ج" بیٹا تا تھا۔ اور اس کی "ج" دکھاتا تھا۔ جب اس نے بنی صمد کو دیکھا
 تو کہہ دیا: اور آپ کو سلام کیا اور پکارا۔

نزیہ بن فاکس، اس وقت سے روایت کرتے کہ وہ لوٹ پھوٹ پھار رہا تھا۔ پھر اس نے ہاتھ کی آواز کو سنا
 ہذا رسول اللہ ذوالخیرات۔ جب سیاسی و حامیات
 یہ برکت والے رسول ہیں جو سورہ یاسین اور حاکم لائے۔

فصل

کھانے پینے کا زیادہ ہونا

وَيَحْلِلُ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا

یہودیہ، ابو عبیدہ، وائل بن اسفیع عبد اللہ بن عاصم ہلال اور عمر بن خطاب سے روایت کے کہ
 جنگ تبوک کے موقع پر لوگ بھوک کی شدت میں مبتلا ہو گئے انہوں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض

کیا کہ ہمیں اجماعت مرحمت فرمائیے تاکہ ہم اپنے اونٹوں کو نہ کریں۔ آپ نے فرمایا: ذرین بچا دو۔ ایک شخص
بگھروں کی مٹی لایا۔ ایک کوئی اور چیز لایا۔ دوسرا کوئی اور چیز جب یہ چیزیں فرش پر جمع ہو گئیں۔ تو رسول اللہ
نے ان میں برکت کی دعا کی۔ فرمایا ان سے اپنے اپنے بڑن بھر لو۔ ہر ایک نے اپنے بڑنوں کو بھرا۔ شکر کا
کوئی ایسا سچا ہی نہ بچا۔ جس نے اپنا بڑن نہ بھریا ہو۔ انہوں نے ان چیزوں کو کھیا اور کب ہو گئے۔ لیکن
باد وود کھانے کے وہ چیزیں جیسی کی جیسی صحیح نہیں رسول اللہ نے فرمایا ہیں گو اسی وقت انہوں کہ اللہ کے
سدا کوئی مہود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص ان کلمات کو ادا کرے گا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ
جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔

رسول اللہ نے مرقہ بنت رواحہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے باپ کے پاس خندق کی جنگ کے
روز بھجوری کے جا رہی تھی رسول اللہ نے فرمایا۔ ان کو میرے ہاتھ پر رکھ دو۔ پھر آپ نے ان کو ایک فرش
پر رکھ دیا۔ اور کچھ کلمات پڑھے اور ان کو تین ہزار آدمیوں نے کھایا۔

بخاری میں جابر انصاری سے خندق کھودنے کی حدیث اس طرح روایت کی گئی ہے کہ میں نے نبی صلعم میں فی
مکزی کو دیکھا تھا۔ تو ایک بیہوشہ بچہ اور ایک دماغ جو کے آٹے کو دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس
کو تناول فرما کہ ہمیں عورت افزائی کا موقع مرحمت فرمائیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا چلو چلو آؤ کو نہ آؤ
جائے اور نہ ہی تنور کو ٹھنڈا کیا جائے۔ پھر فرمایا اسے قوم جابر کے گھر کی طرف پہلو یہ لوگ حضرت جابر کے گھر
کی طرف آئے جن کی تعداد نو سو افراد پر مشتمل تھی۔ ایک اور روایت میں آٹھ سو اور دوسری روایت میں تعداد
ایک ہزار بیان کی گئی ہے۔ جابر کے گھر کا صحن تنگ تھا۔ رسول اللہ صلعم نے ایک دیوار کی طرف اشارہ
کیا۔ وہ دیوار ڈھل ہوئی اور تمام لوگ اس صحن میں سما گئے۔ ان حضرات کو رسول اللہ اپنے ہاتھ میں ایک سے خود
کھانا تقسیم فرما رہے تھے آخر کا تمام کے تمام سیر ہوئے جب تمام کھاتے ہوئے تو جابر کا بیان ہے میں نے
ہنڈیا کو دیکھا۔ وہ سالن سے پر تھی۔ اور تنور دیوٹیوں سے ویسے کاویس بھرا ہوا تھا۔

انس سے روایت ہے کہ کاتب ابو طلحہ نے بھوک کو محسوس کیا۔ تو نبی صلعم رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا۔
جب آنحضرت نے مجھے دیکھا تو فرمایا: "ابو طلحہ! مجھے جیسا ہے میں نے عرض کیا ہے۔ فرمایا اب لوگ بھی اس
کے ساتھ ہوں۔ آٹھ گھر کے ہوں ابو طلحہ نے کہا: "اے امیر مسلم رسول اللہ صلعم! میں نے کھانے کی خاطر تشریف
لارہے ہیں لیکن ہمارے پاس ان کے لئے کھانا کھانے کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا

اسے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ اسے میرے پاس سے آؤ۔ وہ جو کی چند روٹیاں لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان روٹیوں کے ٹوٹے ٹوٹے کئے جائیں۔ یہ سب جو جانے سے بعد ام سلیم نے بھی کئے برتن سے لے لیں کال کر ان روٹیوں کو پیسٹریا آنحضرت نے ان روٹی کے ٹکڑوں کو لیا۔ اور اس شہداء روٹیوں کی موجودہ حالت، پہنچا ہوا تھوڑا سا رکھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس دس آدمیوں کو باک کھانا کھاتے تھے۔ وہ کھا کر سیر ہوتے تھے۔ کھانے والوں نے کہا: "اے ستریا! تمہی افراد پر شش تھی" رسالہ۔ سیر ہوئے

ابو ہریرہ کا شہداء امام بنی نمیر میں سے روایت ہے کہ میں نے ان حضرات کے سامنے ایک کھانے کا کاسہ رکھ دیا تھا۔ اور آنحضرت نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا۔ یہ لوگ کھا کر سیر ہوئے لیکن کاسہ ویسے کا ویسا بھرا رہا۔ اور اس کا سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انکیوں کے نشان موجود تھے۔

ام شریک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی برتن میں ڈال کر بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نوکر کو حکم دیا کہ برتن خالی کرے۔ پانی دے دیا گیا ہے۔ ام شریک نے برتن کو طرہ کیا تو وہ برتن بے غیمہ لگی۔ یہ بھرا ہوا تھا یہ اس سے براہ کھن نکال کر استعمال کرتی تھی۔ اور یہ طریقہ ایک بڑی مدت تک جاری رہا یہ بات عام شریک کے لئے بطور ثبوت کے باقی رہی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھیا کو شہداء کا بھرا ہوا پیالہ دیا۔ وہ اس سے شہید کھاتی تھیں لیکن شہداء ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ ایک دن اس نے اس شہداء کو ایک اور برتن میں ڈال دیا۔ شہداء ختم ہو گیا اس نے اس بات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ فرمایا: "میں نے اللہ تعالیٰ سے کاتھا اور وہ اس کا فعل تمہارا ہے۔"

بہار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا کھانے کی استدعا کی آپ نے اسے بڑے ستور کھلائے۔ وہ شخص خود اس کی زوجہ اور ان دونوں کے نوکر برابر اس سے کھاتے رہے لیکن وہ ستور ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔ ایک دن اس نے اس ستور کو تولا تو وہ ختم ہو گیا اس نے اس بات سے آنحضرت کو مطلع کیا آپ نے فرمایا: اگر تم اس کو نہ تولتے تو ہمیشہ اس سے کھاتے رہتے۔ اور وہ ستور ہمیشہ سے پاس باقی رہتا۔

ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! ان کو برتن کی دعا فرما دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنا دست مبارک رکھ دیا میں ان سے ہمیشہ کھاتا پیتا رہا ختم نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عثمان کے قتل کے زمانہ میں اتفاق سے وہ مسکرا۔ اور کہیں

غائب ہو گیا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف آرا ہوئے آپ کے ساتھ چند سوافن تھے اور یہ گزریں کو سخت زما نہ تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پانی بائیں نہیں ہے، اور داوی بھی سخت خشک ہے اور زیش تیر میں دبوہ ہیں۔ اور ان کے پاس پانی کی بہتات ہے آپ نے پانی کا ایک ڈول طلب کیا اور اس سے دھو ڈیرا اور گوار کئے اس میں پانی ڈال دیا پھر حکم دیا کہ اس پانی کو کنوئیں میں ڈال دیا حاکمے جو بکنوئیں میں پانی دے دیا گیا تو پانی جوش مار نکلا یا سم لو ڈالیں نہ بے سیہ ہو گیا۔ ایک ہارستہ میں ہے کہ آپ نے نینے کے کوئیں میں پھینکا جس کی وجہ سے پانی آبل پڑا لوگ کنوئیں کے کنارے بیٹھ پانی سے ہاتھ منہ دھو رہے تھے۔

ہو عوانہ اور ابو مریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن عمرو کو ایسا پتہ بتایا کہ وہاں کو کنوئیں میں خردہ سے لے کر تیر کا ٹھکڑا دیا اور کنوئیں میں پانی بھرا۔

ایک اور روایت ہے کہ آنحضرت نے زید بن عذاب کو بتایا کہ اس کو پاہ حبیبہ میں گاڑ دینا۔ جب پاہ حبیبہ پر سے اور سیل بن عمر بھی ان سے ملا تھا تو وہی کو کنوئیں میں تیر کے ٹکڑے پانی میں مار دیا۔ نے فیصل شہ کہ ایسی بات ہم نے سنی کسی نہیں دیکھی آنحضرت نے جب گواہ کو بوجھ کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا اپنی موت کے مطابق بنے۔ دو پیر آپ نے زید بن عذاب سے فرمایا کہ تیر کو ان کے درجہ تک پانی سے افرغ ہونے اور کون کیا تو تیر ان سے لیا گیا اور کہا کہ اس پانی سے تیر نہیں۔

میرزا یحییٰ خاں علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ باب حاکم کے مؤلف زید بن عمرو نے رسول اللہ نے مجھے فرمایا اے علی! تھو ایسے اٹھ کھڑا ہوا کہ اسے ایک تنور کے پاس سے لے کر لے کر ان کے پاس سے لے کر کھڑکی پر، تنور سے پانی جاری ہو گیا ایک روایت میں عالم ان حد اور اس سے روایت ہے کہ اپنی حضرت کی نگاہوں سے بنا عا ابراہیم پر دیکھا کہ گوار انکلیں اگلے اگلے پانی کے پتے میں رہے۔ یہ جو پانی پیریا اور یہ درخت واسوں اور ستاروں سے بنا ہے۔ غریب معلوم کے سانھوں کی تعداد چند سو سو اور پر مشتمل تھی۔

غزوہ تبوک کے موقع پر اس وقت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی بھیجا اور فرمایا کہ ان کو نر کر کنوئیں میں گاڑ دو۔ اس نے ایسا کر دیا پانی کنواں کے کناروں

تک آگیا تھیں ہزار آدمیوں نے اس سے سیر ہو کر پانی پیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی مشفق میں ایک کمرہ سے
 دھلی چٹان کے اوپر ہاتھ رکھ دیا۔ اس سے پانی ابل پڑا۔ لوگوں نے کئی کی مانند ایک آواز کو سنا۔ لوگوں نے اس
 سے سیر ہو کر پانی پیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم سب باقی رہے یا تم میں ایک آدمی بھی باقی رہ گیا
 تو اس آدمی سے یہی آواز سنتا رہے گا۔ وہ دونوں جہادوں طرف سے سرسبز ہو گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دونوں آج تک سرسبز ہے

تساویہ کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنو مصلح کے موقع پر جب پینے کا ایک
 چٹاں پر رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی بہنے لگا۔ ایک شکرانہ طیم نے پانی پیا اور جمع کر لیا تھا۔
 علقم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک کو ایک بوتل میں ڈال دیا۔
 آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹ مارنے لگا۔ فرمایا: وضو کر لو یہ اللہ تعالیٰ کی برکت ہے لوگوں نے وضو کیا۔
 ابوسبی سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی آپ نے گڑھا
 کھودنے کا حکم دیا۔ گڑھا کھودا گیا آپ نے اس پر فرشتے پھونکا دیے اور اپنے ہاتھ اقدس کو فرش پر رکھ دیا۔ فرمایا
 پانی ہر۔ صاحب لہرہ سے کہا پانی کو میری تحصیل پر ڈال دو۔ اور اللہ کا ہم لو۔ اس نے ایسا کیا۔ راوی کا
 بیان ہے کہ میں نے سون اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہتے ہوئے دیکھے لوگ پانی پی کر سیراب
 ہوئے اور انھوں نے اپنی سواریوں کو پانی پلایا

ایک جنگ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکر نے تقدیر اب کی شکایت کی آپ نے
 اپنے ہاتھ کو ایک پیالہ میں رکھ دیا۔ پانی جاری ہو گیا۔ لوگوں سے فرمایا پانی پیا۔ شکر نے پانی پیا۔ اور سیر ہو گیا
 اور وضو کیا اور اپنے برتنوں کو پانی سے بھر لیا۔ اس بارے میں معاذ نے کہا کہ

وانبع الماء عذبا من اناء من من غير ما صخره كانت على وشل
 پانی کا میٹھا چشمہ آپ کی انگلیوں سے جاری ہو گیا جانا کہ چٹان سے صخرہ تھوڑا پانی بہ رہا تھا۔
 نیز کہا کہ

انت الذي ينبع في راحتك من حجر ما د معينا فخرى
 دیا رسول اللہ آپ وہ دولت ہیں پتھر پر آپ کے تحصیل رکھنے کی وجہ سے آپ کی تحصیل سے میٹھے
 جاری ہو گیا۔

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قولی معجزات

بعض وہ معجزات ہیں جن کی خبر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَمَّا عَلِمُوا نَبَاكَ بَعْدَ حَبِيبِينَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ ایک عرصے کے بعد تم ضرور معلوم کرو گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ جَبَّالٍ يُّرْوِلُ بِأَقْدَامِهِمْ يَكُونُ تَوْبَهُمُ فِي يَوْمٍ سَوَاءٍ يَوْمَئِذٍ يَكُونُ لِكُلِّ أُمَّةٍ مِنَّا نَذِيرٌ وَإِن يَمُوتُ يَوْمَئِذٍ يَمُوتُ سَوَاءً وَإِذَا نُفِخَ فِي السُّورِ يَمُوتُ سَوَاءً وَإِذَا يُنْفَخُ الْأَوَّلُ يُنْفَخُ الْآخِرُ لَعَلَّ الْكَافِرِينَ اللہ تعالیٰ کا فرمان: إِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لَأُورِثَنَّهَا أَتَقْتَلُونَ؟ اذِذَا نَفَخْتُ فِي السُّورِ يَمُوتُ سَوَاءً وَإِذَا يُنْفَخُ الْأَوَّلُ يُنْفَخُ الْآخِرُ لَعَلَّ الْكَافِرِينَ جس سے آپ کے قولی معجزات کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

ابورجاء عطاروی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جس چیز کا ہم نے سب سے پہلے انکار کیا۔ وہ ستاروں کا ٹوٹنا تھا۔ آنحضرت کی بعثت سے پہلے ستارے نہیں ٹوٹتے تھے۔

آیت فَاَسْتَرْقِ السَّمْعَ فَاَتَبَعَهُ شُهَابٌ ثَابِتٌ كَيْفَ تَحْتَ زُهَّاجٍ سے روایت ہے شہاب ثاقب ہمارے بطنی کے جہزات میں سے ہیں۔ آپ کے زمانے سے پہلے ان کو نہیں دیکھا گیا اس پر دلیل یہ ہے کہ آنحضرت کے زمانے کے پہلے شعرا تیزی سے پہلے ایک شعر بھی ایسا نہیں ملتا جس کی مثال ٹوٹنے والے ستارے کے ساتھ دی گئی ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت ستارے ٹوٹنے لگے تو شہاب ثاقب کا استعمال اشعار میں ہونے لگا چنانچہ ذورمہ نے کہا ہے

كَأَنَّهُ كَوَكَبٌ فِي أَسْرَعِ عَصْرِ يَتَقَدَّمُ مَسُومٌ فِي سَوَادِ الدَّيْلِ مَقْنَبِ
آیت فَازْثَقَلْبِ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ كَيْفَ تَحْتَ شَحَاكٍ سے مروی ہے کہ ایک آدمی بھوک میں گرفتار تھا۔ اس نے اپنے اور آسمان کے درمیان دعویٰ کی مانند ایک چیز کو دیکھا یہ وہی قندہ بھوک کی شدت کہ عالم قندہ کہ لوگ سوار اور مڈیاں کھاتے تھے۔ اس مصیبت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

ابورجاء عطاروی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو ذورمہ کے قتل کے وقت میں وفات

پائی اہل آپ کی عمر ۱۲ سال تھی ۱۲

خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ اے مہربان! آپ صمد رحمہ کا حکم کرتے ہیں اور آپ کی قدیم بھون کی وجہ سے
ہر گرجہ ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ سے وسعت رزق کی دعا فرمائیے اللہ نے اس سلیف کو وہ اروپا پر کھن دے گا
اپنے کفر کی ظہر لوٹ گئے

جب کسرے اور قیصر کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو مسلمانوں کی مدد دیوانی قیصر کے ساتھ تھیں کیوں کہ
وہ صاحب کتاب اور بہت تھا۔ اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کی بڑی تعلیم کی تھی۔ اور اس کو اپنی انکھوں پر
دکھا تھا۔ کسرے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو پیار ڈالا تھا یہ اس وقت کی بات ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
دونوں کو خط لکھا اور اسلام لانے کی دعوت دی تھی۔ فتح روم کے بارے میں جب مسلمانوں اور مشرکوں میں نزاع
نہا وہ ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرہ الم غلبت الروم کو تلاوت کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت بقیع مینی سے
فتح روم کے وقت کی بھی تعبیر کر دی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قادم ایک بڑی یادو
لڑائیاں ایسے گا۔ پھر ہمیشہ کے لیے قادم کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ اور رومی صلیبوں تک حکومت کریں گے
چنانچہ ایسا ہی ہوا

آیت دین من اہل کتاب من یومین باقہ کے تحت: قما وہ اور جابر بن عبد اللہ سے روایت
ہے کہ یہ آیت نجاشی بادشاہ کے تئیں نازل ہوئی۔۔۔ نجاشی کا انتقال ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل نے
اس کی موت سے آگاہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیع لوگوں کو جمع کیا۔ بیعتہ اور عیشہ تک زین کے تمام پردے
اٹھائیے اور لوگوں کو نجاشی کا تخت دکھایا اور اس کی غائب نہ نماز جنازہ پڑھی من تقین نے اس پر سیں
چھ میگوئیاریں بہ حزن سے خبریں آگئیں کہ نجاشی ہی روز اور اس وقت مریو تھا۔ قریب بادشاہ دونوں
ہاتھ کا عہد بیعتہ کے ناجروں کے ذریعہ ہوا۔

کبھی نے کہا کہ آیت مشددا الوفاق عباس کے بارے میں مذکور ہے۔ بارہوی نے اس کے روزہ جب
عباس اقتدار سوسے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اپنے دونوں بیٹھوں عقیل اور ذوال اور اپنے
سیف عقبہ بن ابی محمد کا ندیدہ اور کرد۔ تم بالدارادی ہو عباس نے عرض کیا میرے پاس کوئی مال نہیں
ہے مجھے تو قوم مجبور کر کے آئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا وہ مال کیا ہوا جس کو تم نے نہ سے
روانہ ہوتے وقت ام الفضل کے پاس رکھ دیا اس وقت تم دونوں سپاہیوں کو اپنی نہیں تھا۔ وہ تم نے
کہا تھا اگر میں سفر میں مر جاؤں تو اتنا مال فضل کے لئے ہے اتنا عبد اللہ کے لئے ہے وہ اتنا تم کے لئے ہے

عباس نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث کیا اس بات کا علم ام فہر کے
سوا اور کسی کو نہ تھا۔ اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں عباس نے اپنے اور ہر ایک کے
سویہ اوتیسہ زرفدیہ کے طور پر ادا کئے اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا النبی تن لم یمن فی
ابدیکم من لاسی الخ عباس کا کرتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔

ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ مسجد میں تشریف فرما تھے، فرمایا اے فلاں اٹھو۔
اے فلاں اٹھو! آپ نے پانچ آدمیوں کو نکالا۔ اور فرمایا: ہمدانی مسجد سے نکل جاؤ۔ تم اس میں نماز نہ
پڑھو۔ تم نے اپنے آپ کو پاکیزہ نہیں بنایا۔ اس بات کا حکم اس آیت میں موجود ہے ولتدخلن
المسجد الحرام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹن کی مثال بیان کی جو آپ کے اصحاب کو جنگ کے دوران میں لاحق ہوئی تھی۔
اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے اذ یغشیکم الغمام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے متعلق فرمایا کہ یہ موت کی تباہی گز نہیں کریں اور یہودی اس بات سے
عاجز رہے حالانکہ وہ اپنے فعل میں خود مختار تھے۔ یہ آیت سورہ جمعہ میں موجود ہے۔ جو نماز جمعہ کے موقع
پر بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔

آپ نے اہل نجران کے بارے میں فرمایا اگر انہوں نے مبارک کیا تو تمام راوی ان کو الگ کی صورت میں جلا
کر تباہ کر دے گی۔ وہ لوگ مبارک سے باز آگئے تھے، انہیں حضرت کے قول کی صحت کا یقین تھا، اس قبیل
سے آیت فسوت یکون لواما اور یوم یبذلش البطشۃ الکبریٰ ہے۔

جنگ تبوک کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا ایک سخت آندھی چلے گی کسی کو آج رات
نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ ورنہ اسے آندھی اڑا کرے جھٹے گی، ایک شخص ٹھہرا، اسے آندھی اڑا کرے گئی اور کسی
پہاڑ کے پاس لے جا کر پھینک دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عیسٰی کذاب کے قتل کے متعلق اکاہ کیا جس رات وہ قتل ہوا، اس وقت صفیں وہ
رہتے تھا اور اس شخص کے متعلق بھی بتایا جس نے اس کو قتل کیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام تبوک میں ایک بڑے منافق کی موت کے متعلق آگاہ کیا جب لوگ مدینہ میں واپس ہوئے تو وہ اسی روز مر گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا۔ آج عرب و عجم پر فتح یاب ہو گئے جنگ ذی قار کی خبر آگئی کہ عرب نے عجم پر فتح پائی۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے فرمایا۔ جنگ پھر گئی (موت) زید بن حارثہ نے علم لیا قتل ہوئے شہید ہو کر چلے گئے آپ کے بنو جعفر بن ابی طالب نے علم لیا کہ بڑھے قتل ہوئے شہید ہو کر چلے گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر ٹھہر گئے کیونکہ عبد اللہ نے علم لیا کہ وقت توقف کیا تھا پھر عبد اللہ بن رواحہ نے علم لیا کہ بڑھے قتل ہوئے شہید ہو کر انتقال کر گئے۔ پھر فرمایا (اب) خالد بن ولید نے علم لیا۔ اور مسلمانوں سے دشمن کو دور کیا۔ اسی وقت آپ کھڑے ہوئے اور جعفر کے گھر میں داخل ہوئے اور اس کے گھر والوں کو جنت کی موت کے متعلق آگاہ کیا۔

سراقہ بن مالک کی پٹی کلائیوں کو دیکھ کر فرمایا۔ اسے سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔ جب تم میرے بعد کسرے کے گنگن پہنو گے جب فارس کا ملک فتح ہوگا تو حضرت عمرؓ کے سزاؤں کو دے دیا۔ اور اسے کسرے کے گنگن پہنا دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمانؓ سے فرمایا۔ کہ غرقیبؓ سے سر پہ کسرے کا تاج رکھا جائے گا فتح فارس کے وقت آپ کے سر پر تاج رکھا گیا۔

جناب ابو ذرؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے ابو ذرؓ اس وقت تم کیا کر دے گے جب تم مدینہ سے نکالے جاؤ گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ سے کہا۔ زیدؓ کیا کہنا زیدؓ کا کہ اس کا ایک ہاتھ اس سے پہلے جنت میں رہا ہے گا۔ مملوئہ کی رہائی کے روز اس کا ایک ہاتھ اللہ کی راہ میں کاٹ دیا گیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غرقیبؓ تم مصر فتح کر لو گے۔ جب تم اسے فتح کر لو تو میں تمہیں قبیۃ قبۃ کے ساتھ نکلی کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ ان کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ جناب ابراہیمؑ کی واندہ ماجدہ واریہ۔

واندہ ماجدہ قصبہ مبارک دامن میں واقع ہے۔ ایک مہولی سا قصبہ ہے کوئی پتہ نہیں ہے۔ طبرستان سے براستہ معصومہ

تم جاتے کے بعد جب ناری قذافیہ کی طرف ماری ہے۔ تو یہ نہیں دستہ میں آتا ہے۔ اس نے اس وقت مملوئہ میں قصبہ دیکھا

جسے قصبہ کا کچھ حصہ پہاڑ کے اوپر اور کچھ پہاڑ کے دامن میں ہے۔ وہاں ہے۔ وہاں ہے۔

توبہ والوں سے توبہ

قریباً ردیہ کو فتح کر دے۔ جب تم غنیہ شہ قریہ فتح کر لو تو اس کو مسجد قرار دینا۔ اور پتھر کے سات زرشوں کوٹ لے لینا اور انھیں قریش کو اکٹھا کرنا اس کے لئے حضرت اوسنے ہاتھ اویجا اب یہاں کی پوشاک پاؤں گے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا میری اہل بیت کا ایک گروہ منہ میں چھو دے گا۔ اور زیبا و اعلیٰ ہو جائے گا۔

جیدہ کی بہن کو فرزند پر پائے سے جھٹک کرنے سے لے کر آپ کی ماں صیغہ سے کہا یا رسول اللہ
 میں نے فرزند قتل کر کے کافر بنایا ہے کیا عذاب کا یہ سزا ہوگی۔

نوروشی سے یہ کہہ کر اٹھ گئے ہیں روایت یہ ہے کہ احدث نے حکم سے کہ غفریب تم علی سے لڑو گے
تم اس وقت قادیان کے رہتے ہو کہ غفریب کا فرمان نبیر کے متعلق مشہور ہے کہ تم اپنی سے لڑو ست اور تم قادیان ہو گے
اور اپنی کا لشکر سے فریاد کہ غفریب تم سے جواب کے لئے عونیوں گے۔

شہناپنا میری ہاں مسعود سے فرمایا تم میری اس برکت سے سب سے پہلے بچے ہوگی پھر یہ ایسا ہی ہوگا۔
حضرت علیؑ سے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو غم و دل کا دورہ ہوگا۔ ایسا ہی ہو۔

اور حجتہ بتائی سے فرمایا عنقریب تم نائشیں بنو، دل تپا سہیں، صغیفیں و اورد اور نائشیں انہروں (منازل) سے جہاد کرو گے۔

جنگل اعلیٰ میں جو آب کو بے ہوشی سے افقہ نواں توڑ رہا تھا، انا ہمارا نقصان جو لوگ کبھی نہیں کریں گے۔
بعض سے مرثیہ علی اور بی بی کے قتل کے متعلق تہہ در تہہ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سلمان بن عمار سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ سے اغویا جنگِ خندق کے موقع پر لشکر ویر ہو گیا تو فرمایا: نہ ہم ان سے لڑیں گے اور نہ یہ ہم سے لڑیں گے۔

آنحضرت نے اپنی بن حنفیہ کی کشتی کے متعلق خبر دی وہ ہنگامہ میں معصوم طور پر زخمی ہوا اور یہی زخم اس کی موت کا باعث ہوا۔

شکوہی نے شہنشاہی میں بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے انصاری سے فرمایا کہ غنیمت یہ تم میرے بعد
مصابیہ میں مبتلا ہو گئے جب معاویہ بن ابی سفیان کا حکم ملا تو انصاری نے غنیمت کو بند کر دیا معاویہ مدینہ میں

۱۰۔ ہم سب کو زہر سے قتل کیا گیا۔ اور امام حسینؑ کو زہر میں شہید کر دیا۔ ۱۱۔ شہر شریف خلیفہ

کی تعداد کے متعلق آگاہ کیا اور اس سواری کی توصیف بیان کی جس کے ذریعے آپ معرقت پر تشہ لفیہ سے گئے
اور اس سرخ اوس کا بھی ذکر فرمایا جو آپ کی سواری کے آگے تھا۔
بنو حنیئہ نے حبیب بن عدی انصاری کی کو گرفتار کیا۔ اور اس کو نہ والوں سے مل کر فرمایا کہ اس کو روکا
حبیب نے کہا کہ

لقد جمع الاحزاب حولي والبر
فبانهم واستجمعوا كل صبيح
قریش کے گروہ میرے آویس ہو گئے ہیں اور ان کے تمام قبائل جمع ہو گئے۔

وقد حشدوا اور جمع و تباہی
وقربت مني جنتي شراب صمد
انہوں نے اپنی اولاد اور عورتوں کو جمع کیا ہے۔ اور مجھے ایک بکری اور کے پاس سے گئے

فذا العرش صمدی علی مريد اری
فقد یاس غلام بعد یوی وہ صمدی

اسے عرش کے مالک بیٹھے صمدی کہتا ہوں ان دن کے بعد میں اپنی زندگی سے باہر ہو گیا ہوں

وثابه ما اشد اذکات و تفتی
غی ای جمع کان للک حشر عی

خدا کی قسم وہاں پر میرا گناہوں تو کسی بات سے نہیں ڈرتا اللہ کی خاطر میری موت واقع ہو گئی

جب حبیب کو کھجور پر سونے کی تیرہ سو سے اس مقام سے عرض کیا السلام علیک یا رسول

اللہ اور رسول اللہ اس وقت چینیہ میں اپنے حبیب کے درمیان ہو رہے تھے آپ نے فرمایا

عیدک سلام پر رسول اللہ روڑے اور فرمایا یہ حبیب تھے جو محمد پر سلام لہے رہے تھے یہ کہہ کر سے

قریش نے قتل کیا

بمقام کاذرہن رسول اللہ ستم نے مسلمان کی قوم سے لئے ایک عہ نامہ مسلمان کی قریش کے منہ بولے تحریر

کیا۔ محمد بن عبد اللہ رسول اللہ کی طرف سے یہ عہ نامہ ہے جس کا سواں مسلمان تازی نے کیا مسلمان نے

کھائی معاویہ بن ثور بن ابی راور اپنے اقارب اپنے گھر والوں اور بدائے والوں کو وصیت کرتے ہیں

اسلام لائیں اور اپنے دین پر قائم رہیں میں اللہ کی مدد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں لا الہ الا

اللہ وحده لا شریک لہ بیان کروں اور اس بات کا ناکوں کو حکم دوں تمام چیزیں اللہ کے قبضہ میں ہیں

خود اس کی خالقیت یا موت وہ انھیں زندہ کرے گا۔ اور اسی کی طرف موت رجعت ہے پھر رسول اللہ کے مسلمان

کے احترام کا ذکر کیا۔ شہر میں نہ پایا میں نے مسلمان کی قوم سے جزیہ لیں نہیں اور تمام وجہات اشد نے

ہیں اگر یہ لوگ تم سے سوال کریں تو ان کو دے دو۔ اگر یہ مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرو۔ اگر پناہ مانگیں تو ان کو پناہ دو۔ اگر کوئی غلطی کریں تو انہیں معاف کر دو۔ اگر انہیں کوئی تکلیف دے تو اس کو ریکو۔ انہیں سہولت کے بہت مثالیں ہر سال دو سو پوٹ کیوں اور سو اوقیہ سکہ کا نام ہے ویسے یہ ہیں رسول اللہ کی طرف سے سلامتی اس شخص کے مستحق ہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے اس شخص کے حق میں دعائے خیر کی جو اس پر عمل کرے گا۔ اور اس شخص کے بارے میں بددعا کی جو انہیں اور سب سے گناہ اور اس عمر پر کو محضت علی بن ابی طالبؑ خلیفہ اسلم نے لکھا۔ اور یہ تحریر آج تک سلطان کے پاس موجود ہے۔ اور لوگ اس پر عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہؐ نے تمیم دارمی کے اہل سے ایک عہد نامہ تحریر فرمایا۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے یہ عہد نامہ دارمیں کے حق میں ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں زمین عطا کرے تو بہت عین۔ حیرن اور ہمیشہ ابراہیم انہیں بخش دیا جائے۔

اسی طرح رسول اللہؐ نے عباس کے لئے کوئہ میں حیرہ کا علاقہ۔ ملک شام میں میدان ہجرین کا موضع اور یمن میں یمن دن کی مسافت کا علاقہ لکھ دیا تھا۔ جب یہ علاقہ فتح ہوا۔ تو حضرت عباسؓ حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے۔ اور اس علاقہ کا مطالبہ کیا۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا یہ تو بہت بڑا مال ہے۔

آنحضرتؐ نے اس کے موجودات میں سے یہ بات بھی موجود ہے کہ آپؐ نے یمن کے ان احکامات سے آگاہ کیا۔ جو قبل از وقت تھے اور ان کی ابھی ضرورت نہ تھی۔ آپؐ نے حج کے میقات کو مقرر کر دیا تھا۔ بطن عقیق عراقی ناووں کا میقات مقرر فرمایا۔ حالانکہ اس وقت عراق مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں تھا۔ جمعہ شام و اڑوں کا میقات متعین کیا۔ حالانکہ شام کی اس وقت یہ حالت تھی کہ ایک فرو بھی حج کی طرف میلان نہیں رکھتا تھا۔ آپؐ سے علم کی ایسی ایسی باتیں منقول ہیں جس کی نظیر پیش کرنے سے اولین اور آخرین عاجز ہیں ایسی باتیں تو صرف ایسے انسان سے ظہور پذیر ہو سکتی ہیں جو وحی اور تعزیرات الہی کا حامل ہو۔ آنحضرتؐ نے فریڈ میر کے لئے زمین سمیت دی گئی۔ یمن نے یمن کے شرق اور غرب کو ملاحظہ کیا۔ بحر اندلس سے کے کبریا کے علاقہ کو دیکھ کر چونکہ آپؐ نے جنوب و شمال کا پیشین گوئی نہیں فرمائی تھی۔ اسی لئے جنوب و اڑتوں میں اسلامی سلطنت وسیع نہیں ہوئی۔ یہ پیش گوئی صرف پوری اتوری۔

آنحضرتؐ صلوات اللہ علیہ نے سیفیہ اویذیع کے راجہ سے فرمایا تمہارے وہ برحق کہ ان گئے جن کی بنا پر تم نے انہیں پر عیب رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم نے انہیں ایک زمین کے بعد دوسری زمین میں دیا

میں نے رشتہ اور ایمان کی مضبوطی کا باعث ہو گا۔ آپ نے فرمایا اسے بھائی انصار اتم اہم قوم تھے غرض کہتے
 ہو جن کا شمار کرنا ذریعہ نجات ہے۔ اتم قومی موانع بدوی ہے۔ اسے انصار اتم مسئلہ و یافتہ رہنے
 اشد سے کام لو گے، اس نے فرمایا کہ میں آپ نے فرمایا اسے جہاں فی ثقیف اتم مجھ سے وطن اور نماز کا
 مسئلہ دریافت کرنے سے ہو آیا ہے۔ اس کو ان مسائل سے آگاہ کر دیا۔
 فرمایا اسے انصاری اتم چاروں کا مہم پوچھنے آئے ہو آپ نے اس کو ان چیزوں کی فضیلت کے متعلق
 آگاہ کیا۔

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا جس کا نام بدر تھا کہ تم لا الہ الا
 اللہ ہو۔ میں نے اسے اس حدیث کی آپ نے فرمایا چار ماہ سے تیرے دل میں یہ بات کھٹک رہی ہے۔ اس
 نے اس بات کو تسلیم کیا اور اسلام سے آیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے کہا کہ آپ نے اپنے نفس
 حاضر ہوا جس کے پاس قبیلہ کی اور آپ کے سامنے رہے اور عرض کیا رسول اللہ! اس میں عبادت ہے
 کسی شخص کو یا قریش یا خزرج یا غزوہ کے بارے میں۔ ان پانچوں میں سے کوئی ایک ہے، ایک ہے
 عرض کیا یا رسول اللہ! میں دینا نہیں دیکھتا کہ وہ ہم ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تم میری غیبی شہادت
 اللہ نے مجھے سچ کیا ہے یہی ہمارا کھواں ہے اس سے چھوڑ دینا یہ ہے۔ وہ آؤی یہ ان لوگوں اور اسم صلی اللہ
 کہ اس نے اس میں درمیان سے اس نے اس سے صدمہ نہ فرمایا تو سچ کہ یوں یہ ہے۔ ان پانچوں میں سے
 جاری ہے۔ اللہ نے درمیان کو دینا دیا ہے میں میری تصدیق کی خاطر تبدیل کر رہا ہوں۔

ابو ذر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ وہ اپنے پیچھے کے ساتھ قبیلہ میں
 میں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے درجہ نہ عرب کے گروہ پر حملہ آویزوں کے اور تیرے پیچھے
 کو قتل کر دیں گے۔ اور نہ پریشان حال میرے سامنے کھڑے ہو گے۔ اور اپنے غصہ پر ہمارے سامنے
 اور کہو گے کہ یہ بے حقیقت قتل ہوا۔ اور اس کی زبردستی میں نے اسے اس سے اجازت حرمیت فرمائی آپ
 چلے گئے مقبورے عرصہ کے بعد آپ پر عینہ بن حسن نے حملہ کر دیا آپ کے پیچھے کو قتل کر دیا اور اس کی
 زبردستی کی گئی۔ ابو ذر عاصی کے فریاد پہلے ہوئے آنحضرت کے سامنے سے ہوئے۔ اور آپ کے سامنے
 میں نیز سے کاٹھم تھا۔ عاصی کا سہارا لیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔ زبردستی کی

ایک شخص میرے گھر میں داخل ہوا۔ اور اس نے مجھے ضرب لگائی ہے عبد اللہ نے اسے ایک اور ضرب لگائی جس سے اس کی پینڈلی ٹوٹ گئی۔ اس نے پینڈلی کو باندھ دیا جب ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو اس نے آپ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ اس نے پاؤں پھیلا دیے۔ آپ نے اس پر اپنا ہاتھ چھریا۔ وہ درست ہو گیا۔

ابن ابی بن خلف کہا کرتا تھا کہ میرے پاس رملہ گھوڑا موجود ہے۔ اور میں اسے ہر روز ایک فرق چارہ ڈلا کرتا ہوں۔ اسے محمدؐ اس پر سوار ہو کر میں آپ کو قتل کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو قتل کروں گا۔ مد کی اٹھائی گئی۔ روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی گھوڑی پر تیرہ مارا۔ اور اسے سخت زخمی کیا۔ وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ وہ بیل کی طرح ٹاٹا تھا۔ ایک دن کے بعد مر گیا۔

کتاب مدنیہ، تفصیل میں تحریر ہے کہ ایک قوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کے کھلے کھانے کی شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ تشریف لائے۔ اور ان کے کنوئیں میں اپنا عاب و من ڈالا۔ کنوئیں کا پانی میٹھے پانی میں تبدیل ہو گیا۔ یہ کنواں بطور میراث اپنے مالکوں کے ہاں منتقل ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر جو بات زیادہ تاکید کرتی ہے وہ یہ کہ ایک قوم سیدہ کذاب کے پاس آئی اس سے یہی سوال کیا۔ تو اس نے کنوئیں میں نقو کا۔ تو کنوئیں کا پانی گدھے کے پیشاب کی طرح نکلیں ہو گیا۔ اس وقت وہ سیاحت میں موجود تھے اور اس کی جگہ مشہور ہے۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھارے کنوئیں میں اپنا عاب و من ڈالا۔ اس میں پانی نے اس قدر جوش مارا کہ اوپر آگیا۔ آپ نے اس سے بغیر ڈون کے پانی نکالا اور استعمال کیا۔ ایک بے شرع عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ سے کھانا مانگا۔ آپ نے دے دیا۔ اس نے بعد صاحب شرم ہو گئی۔ جبر عذبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانے کا تھیل رکھا ہوا تھا۔ اس نے اپنا بایاں لایا۔ یہ کھانا چاہا اور اس کے دائیں ہاتھ میں کلینک تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ عرض کیا رسول اللہ وہ آزاری ہے آپ نے اس پر دم کیا اور کلینک بھائی رہی۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء پڑھ کر گھر تشریف لائے تھے آپ نے تھوڑے پنکھان کی طرف دیکھا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! رات بارش والی ہے میں اس بات کو چاہتا تھا کہ میں نماز آپ کے ساتھ ادا کر لوں۔ آپ نے اسے کھجور کی ایک شاخ دی اور فرمایا جاؤ اس سے

تاریک رات میں روشنی حاصل کرو :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن طفیل ازوی کی پیشانی میں نور عطا کیا جس کے فیوض وہ اپنی قوم کو بلایا کرتا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ایک مثلہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نور کو اس کے کورے میں مقرر کیا جس کے فیوض سے ابو ہریرہ نے روایت پائی۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمر کو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جانے سے منع کر دیا۔ وہ مسجد میں اس حالت میں داخل ہوا کہ اپنے دونوں کانوں میں کیساں کو ٹھونسے ہوئے تھا۔ تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہ سن سکے باوجود اس کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سنتا تھا۔ وہ اسلام لے آیا۔ پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی قوم پر وارد ہوں آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ایک معجزہ عطا کرے تاکہ وہ میرا مددگار ہو۔ اور میں اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اسے معبود اس کو معجزہ فرادے : وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹا۔ تو اس نے اپنے کورے کے کنارے میں تنزیل کی مانند ٹود دیکھا۔ اس نے ایک قصبہ پر چھا جس کے چند اشعریہ ہیں۔

بأن الله رب العالمين فرداً

اللہ عالمین کا پالنے والا ایک ہے

وان محمداً عبداً رسول

محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں

دایت له دلائل انبائی

میں نے اس کے ایسے دلائل دیکھے جنہوں نے مجھے آگاہ کیا کہ آپ کا راستہ ہدائی کی طرف

راہنمائی کرتا ہے۔

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے خندق کھودنے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پتھر کی سخت چٹان کی شکایت کی آپ نے پانی طلب فرمایا۔ اور اس میں اپنا لعاب دین والا پتھر جو کچھ چاہا دعا فرمائی پھر آپ نے اس پانی کو اس سخت چٹان پر چھڑک دیا۔ وہ گوند کی طرح نرم ہوئی۔

روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر عکاشہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لکڑی دے دی۔ فرمایا : اسی کے ذریعے کفار سے جہاد کرو۔ وہ لکڑی شمشیر بنان ہو گئی۔ وہ اس کے ذریعہ جہاد کرتا تھا

حق کہ اس نے اس کے ذریعہ علیحدہ قتل کیا۔

حضرت صلعم نے جنگ احد کی لڑائی میں عبداللہ بن جحش کو کعبور کی شاخ دے دی۔ وہ اس کے ہاتھ

میں تھوڑی جگہ اچھریں اور وجانہ کو کعبور کا تار یا پتھر تھوڑا بن گیا۔ بعد ازاں وجانہ نے کہا کہ

نصرنا انبی بسیف . منتخبین فصار بخیرین حسنا صاعقینا

ہم نے رسول اللہ کی مدد ایک کعبور کے ٹکڑے سے کی جو چھیلے تھوڑے بن گیا۔

عبدالقیس کی قوم میں سے لوگ رسول اللہ کی خدمت میں بکری لائے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں

دعوت کی اس میں کوئی ایسی شے فی قرار نہ دیں جس سے اسے یاد کیا جائے۔ آپ نے اپنی انگلی کے ذریعے

اس سے کانوں کو بند کیا۔ وہ سفید ہوئی۔ وہ آج تک مشہور نسل ہے اور یہ خدمت میں ملی جاتی ہے

ایک روز رسول اللہ صلعم اپنے دائیں ہاتھ سے کعبوریں کھا رہے تھے اور گھٹیلوں کی پٹری ہاتھ سے جمع کر رہے تھے۔

ایک بکری گندی آپ نے اسے گھٹیوں کے کھنکھانے کی طرف اشارہ کیا وہ آپ کے دائیں ہاتھ کی پٹریوں کو کھد رہی تھی اور آنحضرت

صلعم خود بائیں ہاتھ سے تناول فرما رہے تھے جب رسول اللہ صلعم فارغ ہوئے تو وہ بکری چلی گئی

روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو ایک سفید بزدل دیا آپ نے اس کو پھینک دیا۔

اور اس نے کہا: جاء الحق وذهق الباطل فبھی ہیلن ہے کہ جب سفید بزدل سے سفید بھلا تو بیت

معد کے بن کر پڑا۔ مگر دونوں نے کہا ہم نے محمد سے زیادہ بادرگرس کو نہیں دیکھا۔

یومیرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کمان بطور ہدیہ کے

دیکھ کر جس پر عقاب کی تصویر بنی ہوئی تھی آپ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی

تصویر کو مٹا دیا۔

جبریل بن ارت نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں تان و نطقہ کی شہادت کی آپ نے فرمایا اپنی بکری

میرے پاس لاؤ آپ نے اس سے تھنوں پر اپنا ہاتھ پھیر دیا۔

تھنوں میں دو روہ بھرا یا غروب کی واپسی تک ایک ایک

نسخہ طوسی کی کتاب امامی بن زید بن اہم سے ایک عربی حدیث منقول ہے کہ آنحضرت صلعم بن کے

وقت بھوک کے عالم میں بنیاب سعیدہ رحمہ صلوۃ اللہ علیہا کے دروشت پر تشریف لائے آپ نے

سن اور حسین کو بھوک کی وجہ سے مرنے جوئے دیکھا۔ اور آپ نے انہیں اپنا بنیاب نہیں چھو یا وہ دونوں

میر ہو کر سو گئے۔ حضرت علیؑ کے ساتھ ابو ثعلبہ کے گدڑا شریف لے گئے اس نے کہا میرے لیے آپ کا اور آپ کے اصحاب کا کانا خوشی کا باعث ہوتا۔ اگر میرے گھر میں کوئی چیز کھانے کو ملتی، اور بزرگچہ نہ سب پاس تھا۔ وہ میں نے اپنے پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بزرگچہ بڑا نیک شخص ہے اس کے ساتھ نیک سلوک نہایت کرتے رہے۔ سن کہ جسے خیالی ہوتا کہ اس کو میراث میں شریک قرار دیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نبیوں کا حکم تھا کہ جو گھر کے ایک کونے میں دھو دھنسی نہ فرمایا اسے ابو ثعلبہ جیسے ہارت سے کریں اس کچھو میں سے کچھ سے ہوں۔ عرض کیا یہ بات اللہ پر بھی زیادہ نکتہ ہے۔ اس پر ابھی کچھ چیز نہیں آئی ایسے بناب کی مٹی آپ نے فرمایا اسے علیؑ نے لیا۔ آپ نے دو۔ آپ نے اس سے پانی پیا۔ اور اس میں پشالغاب دھن ڈال دیا۔ اور اس کو کھجور پچھڑ کر دیا۔ اس میں چکے اور پکے پھل آگئے۔ فرمایا اپنے پڑوسیوں کو بلاؤ۔ ہم نے انہیں کھلایا۔ اور پانی پیا۔ حتیٰ کہ ہم کھپائی۔ سیر ہو گئے۔ فرمایا اسے علیؑ پر دعا نعت سب سے جس کے متعلق لوگ قیامت کے روز سوال کریں گے۔ اسے علیؑ نے نعت حسنہ پڑھ کر کہنے میں سے کہ لو یہ درست ہمارے پاس رہتی رہے۔ جس کو ہم نعت پیرانی سے ہم سے یاد کرتے تھے۔ واقعہ ۵۷۰ کے وقت خریداریوں سے اس کو کاٹ دیا۔

نعت حسانہ پیش میں خالد اور ابو معبد خزاعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی راہ میں ام معبد خزامیہ کے گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے اس سے کوئی چیز خریدنے کے لئے عیب کی لیکن کوئی چیز نہ پائی آپ نے کھڑک کوٹنے میں ایک ڈھڑکے اور باری کو دیکھا اسے منگوایا۔ پانچا تھا اس کے تنوں پر چیز۔ فرمایا اسے معبود اس میں برکت خدا کر اس کے تنوں میں دودھ بھرا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا۔ اس میں دودھ دوہا۔ خود پیو اور اپنے اسباب کو پلایا۔ اس عورت اور اس کے ساتھیوں کو بھی بلایا۔ یہ تمام کے تمام سیر ہوئے فرمایا۔ قرم کو ساقی خود آفریں پیتا ہے۔ وہ باری ہمیشہ دودھ دیتی رہی۔ خطیب مروج نے کہا ہے

ومن حلب الفيلة وحی تقو فاسبل درھا للحنا لینا

کمزور بکری کو کس نے دوہا۔ جس کا دودھ دوسرے دلوں کے لئے بھرا آیا

وکانت حنلا فسدت وراحت یمن امیہ طے اسہادی بھونا

محمد مصطفیٰ ہادی کی برکت سے اس کا دودھ ہمیشہ باقی رہا۔ حالانکہ اس سے پہلے اس کا دودھ

مفتوح و موحک تھا۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے

والشاة لما سمت الكف منك جهدا طفرال باو صال بنا نحن
سنت بدرة سكر الفرع حائلة نريت الرب بعدا لمتل باحل
یکری حاکم کمزور اور خستہ تھی جب رسول اللہ نے اس کے تھنوں کو اُتھ لگایا تو اس کے
تھن دودھ سے بھر گئے تو قافلے نے بار بار سیر ہو کر دودھ پیا۔

ایک آواز سُنی گئی ہے

سرا ایتکم عن شانها و اشانها فانکم ان تدرؤا الف من تشهد
دعاها بشاة حدی تحدیست له بصریح سرقة اشاة من ید
رحاصل اپنی بہن سے بکری اور اس کے بزن کا واقعہ دریافت کرو۔ اگر تم یہ بات لوگوں سے دریافت
کرو تو پورہ قہر اس بات کی شہادت دیں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کو طلب کیا جس کا دودھ
نہیں نکلا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پھیرنے سے اس کے تھنوں میں دودھ بھرا آیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی بکری پر ہاتھ پھیرا جس کا دودھ نہیں نکلا۔ اس کے تھنوں میں دودھ آگیا۔
یہ بات ابن مسعود کے اسام نے کہا سبب ہوئی۔

حاکم کی کتاب اولیٰ میں تحریر ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیہ میں تھے۔ جب منیہ سے میدان ہونے
تو آپ نے پانی طلب کیا اور اس سے اپنے ہاتھوں کو دھویا اور کلی کی۔ اور اس پانی کو درخت پر ڈال دیا صحیح
کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ درخت مضبوط ہو چکا تھا۔ اور ٹکڑا ہو گیا۔ اور بڑے بڑے پکے پھل لایا جن کا رنگ
گلابی تھا۔ خوشبو عینہ کی تھی۔ ذوالفقہ شہد کا۔ خدا کی قسم جس بھوکے انسان نے اس کا پھل کھایا وہ سیر ہو گیا
اور جس پیاسے نے اس کا رس پیا سیراب ہو گیا۔ اور جس بیمار نے اسے کھیا۔ وہ قوی ہو گیا۔ جس جھوٹے نے
اس کے پتے کھائے اس میں دودھ اُتر آیا۔ لوگ اس کے تھنوں سے شفا حاصل کرتے تھے۔ وہ درخت
کھانے پینے کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ ہم نے اس کی وجہ سے اپنے اموال میں زیادتی اور برکت پائی
اس کا یہی طریقہ جاری رہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس کے پھل گرنے لگے اس کے پھل چھوٹے
ہو گئے۔ تیس سال تک یہی حالت رہی جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا انتقال ہوا اس کے پھلوں کے

ذائقے اور خوشبو میں فرق آگیا۔ اور اس کی ٹہنیوں کی تروتازگی جاتی رہی۔ اس کے بعد اس نے تنہا یا زیادہ کوئی پھیل نہ دیا۔ ایک مدت تک اس کی یہی حالت رہی جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ تو اس کی ٹہنیوں سے تازہ خون بہتا تھا۔ اور اس کے پتے زائل ہونے لگے۔ ان سے گوشت کی منہ سب قطرات ٹپکتے تھے۔

عظیم حسین اور بنی کے سوا اور تمام مفسدوں نے آیت اقتربت الساعة والاشق القہر کے تحت بالاتفاق تحریر کیا ہے۔ بدر کی رات رسول اللہ معلّم کے پاس مشرکین جمع ہوئے اور کہا اگر تم سچے ہو تو ہماری خاطر چاند کے دو ٹکڑے کرو۔ آنحضرت معلّم نے فرمایا کیا تم اس کے بعد ایمان سے آدھے گے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے اپنی انگوٹھی سے چاند کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کا ایک حصہ کوہ ابوقیس اور دوسرا حصہ کوہ قبیقہ دان پر پڑ گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کا ایک حصہ کوہ صفا پر اور دوسرا حصہ کوہ مروہ پر پڑ گیا۔ رسول اللہ معلّم نے فرمایا کہ تم لوگ گواہ ہو اور گواہی دو۔ لوگوں نے ہنسنے میں جادو کیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا اگر تم پر جادو کیا ہے تو تم سب آدمیوں پر جادو نہیں کیا۔ یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ چاند عصر کے وقت سے لے کر رات تک اسی صورت میں رہا۔ اور لوگ چاند کی طرف دیکھتے رہے اور کہتے تھے کہ یہ جادو سگاتا رہنے والا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وان سودا ایتہ یعضون

جب ہر طرف سے قافلے واپس آئے اور انہوں نے اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے بھی چاند کو دو ٹکڑوں کی صورت میں اس طرح دیکھا تھا۔ اس بارے میں فقہ بن مشعر نے کہا ہے۔

والقہر البدر المنیر شقہ فقیل تھرب عجیب لما رآی
 یہود یویں کے دشمن چاند کو جب رسول اللہ معلّم نے دو ٹکڑے کیا۔ جب (قریش نے) دیکھا تو کہا کہ یہ عجیب جادو ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی معجزات

آنحضرت معلّم بعثت سے پہلے انبیاء کے میں خصائص کے ساتھ متصف تھے۔ اگر آپ میں صرف ایک خاصیت بھی موجود ہوتی تو وہ آپ کے جبروت القدر کے لئے کافی تھی۔ اور اس ذات کا یہ کہنا ہے جس میں ایک وقت یہ صفات موجود تھیں۔ آپ نبی، امین، صادق، منقاد، اہل نبیل، یکتا، فصیح، عاقل، فاضل

عابد زاهد۔ سخی قانع۔ متواضع حلیم۔ عظیم غبور۔ صبور۔ موافق اور صرافتی تھے۔ حالانکہ آپ دیکھی نہجی اور
 نہجی کسی کاہن اور سٹہ باز کے ساتھ بیٹھے۔ قریش نے جب سے وہ پیریں ملاحظہ کیں جن پر ان کا دست رس
 نہیں تھا تو کہنے لگے یہ جادوگر ہے۔ جب آپ نے کسی آنے والی بات کی طرف راہنمائی کی تو کہنے لگے یہ
 مجنوں ہے۔ اور جب غائب کی باتیں بتائیں تو کہے غیریہ و زاری سے جب ان کو پوشیدہ بھیدوں سے
 آگاہ کیا تو کہنے لگے یہ معلم ہیں جن باتوں کی انہوں نے تنزیہ کی۔ وہ سب کی ثابت ہوئی۔
 آپ میں کمزور آدمیوں کے صفات پائے جاتے تھے آپ قیہ تھے۔ غریب تھے۔ کمزور تھے۔ ابلے تھے
 بکبلے تھے۔ مسافر تھے جس کا کوئی سہارا نہ ہو۔ اور نہ ہی شان و شوکت کے مالک ہوں آپ کے دشمن بہت سے
 لیکن تمام باتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ سے آپ کے مقام کو بلند ہو اور آپ کی شان کو اونچا کیا یہ باتیں آپ کی
 نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

ایک ہمدانی نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر کہا: واللہ ما هذا وجه کذاب خدا کی قسم یہ جھوٹے
 آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔ آپ خدا کی پراستاد قدم تکی اور کالیف پر صبر کرنے والے تھے۔ حالانکہ آپ بے چین
 اور پریشان ہوتے تھے۔ آپ مائیت سے کہہ رہے تھے: آخرت کے طب تھے۔ باوجودیکہ ایک سلطنت کے مالک تھے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عضو سے معجزہ مشاہدہ کیا گیا۔

جب آپ ایک رات میں اپنے تو آپ کا نور جہان کی طرح ظاہر ہوتا تھا۔
 آپ کا نور بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ میرے گھر میں چراغ نہیں تھا۔ اور میری سوتی گم ہو گئی
 تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے تو میں نے آپ کے چہرہ مبارک کے نور کے ذریعہ سوتی کو
 تلاش کر لیا تھا۔

حمزہ بن عمرو اسلمی سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک تاریک رات میں چلے تو آپ کی آنکھوں
 سے نور روشن تھا۔

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جس راستے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے
 آپ کا پسینہ تھے۔ اس پر دو روز کے بعد بھی اگر کوئی انسان چلتا تھا تو وہ پہچان لیتا تھا کہ اس پر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا چکے ہیں۔ راستہ پسینہ کی خوشبو سے منظر ہو جاتا تھا۔

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المومنین بی بی ام سلمہ کے گھر میں گرمی کے موسم

میں دوپہر کو سوتے تھے۔ تو اُم سلمہؓ آپ کے پیسنے کو خوشبو میں ڈال دیتی۔ جس سے خوشبو زیادہ ہو جاتی تھی۔ جب ابنِ راعی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پانی کے ڈول کے پاس تشریف لے گئے۔ اس سے پانی پیا۔ پھر وضو کیا۔ اور کلی کی پھرتی پھرتی اس لعابِ دہن ڈول میں ڈال دیا۔ تو وہ پانی مشک بن گیا یا مشک سے بھی زیادہ خوشبو دار تھا۔

آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کیوں کہ سایہ جسم کثیف کا ہوتا ہے۔ دکان اذا
آپ کا سایہ وقف فی الشمس والقمر واصباح نوره یغلب انوارہ۔ جب آپ سورج
چاند اور پریش کے سامنے کھڑے ہو جاتے تھے تو آپ کا نور ان کے نور پر غلبہ ہوتا تھا۔

جب آپ کسی کے ساتھ چلتے تھے تو آپ کا سر اس سے بلند ہوتا تھا۔ اگرچہ وہ شخص ذاتِ
قامت خود کشائی لمبا کیوں نہ ہو۔

سورج کے بادل کا ایک ٹکڑا آپ پر سایہ لگن ہوتا تھا۔ جب آپ چلتے تو وہ چلتا تھا۔
سر مبارک جب آپ رک جاتے تو وہ رک جاتا تھا۔ ولا یطیر الطیر فوقہ آج تک کوئی پرندہ
آپ کے سر کے اوپر نہیں اڑا تھا۔

کان یبصر من وراءہ کیا بصر من امامہ دیری من خلفہ کیا یری من
آنکھ قد امامہ آپ جس طرح آگے دیکھ سکتے تھے ویسے پیچھے کی طرف دیکھتے تھے۔
حیشم بہ منذ خلقہ اللہ تعالیٰ راحۃ کریمۃ روزِ پیدائش سے آپ کی ناک
ناک مبارک نے کوئی بدبو اور چیز نہیں سونگھی۔

اگر آپ کوزے یا کنوئیں میں اپنا لعابِ دہن ڈالتے تھے تو لوگ اس سے
دھن اقدس مشک سے بھی زیادہ خوشبو محسوس کرتے تھے۔

زبان شریف آپ اپنے وقت کی راجِ نوبت زبانیں بول اور سمجھ سکتے تھے۔

آپ میں سترہ نور کی طاقہ تھیں۔ جو آپ کے جسم کے عوارض سے روشن
محاسن ہوتی تھیں۔

کان یسمع فی منامہ کیا یسمع فی انتباہہ یسمع کلامہ جب یوئیل عند
کان الناس ولا یسمعونہ آپ جس طرح بیداری میں بات سنتے تھے اس طرح نیند میں سنتے تھے آپ

لوگوں کے پاس جبرائیل کے کلام کو سن لیتے تھے اور لوگ نہیں سن سکتے تھے۔

لحم یکن علی وجہ الارض بعد منہ روئے زمین پر آب سے زیادہ
سیفہ مبارک کو کوئی شخص عالم نہیں تھا۔

آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہربوت و جبروت تھی جب وہ نماز پڑھتے تھے درج
پشت رسول کے نور کی طرح نور بند ہوتا تھا اور مہربوت پر یہ عبارت تحریر تھی لا الہ الا اللہ وحده
لا شریک له تو جبہ حیث شمت نماز میں منصور اللہ کے سوا کوئی چیز سبابت کے لائق نہیں ہو
سکتی ہے اس کو کوئی نہ نہیں چھایا میں تشریف لے جائیے آپ فتح یاب ہوں گے۔

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر کو دیکھا جو کبوتری کے اندھے کی مانند ایک
غدر کی شکل میں تھی۔ ابو سعید خدری سے روایت کیا گیا تو اس نے کہا کہ وہ گوشت کا ایک ٹکڑا تھا۔
ابو زید خدری نے کہا کہ وہ بالوں کا ایک گچھا تھا۔ ہر آپ کے دونوں شانوں پر موجود تھا۔ صاحب
بن زید نے کہا مثل نذالہ جملہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں لوگ شک کرنے لگے تو اسما بنت عمیس نے اپنے ہاتھ
کو آنحضرت کے دونوں شانوں پر رکھ کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لگے۔ کیوں کہ مہربوت ختم ہو گئی ہے۔
شکم اقدس آپ بھوک لی وجہ سے اس پر پتھر پڑا کرتے تھے۔ اور سیر ہو جاتے۔

قلب پاک کلن نثار عینہ دلینا قلبہ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہیں سوتا تھا۔
ہاتھ مبارک آپ کی انیسویں سے پانی جاری ہوا اور آپ کے ہاتھ پر سنکریزوں نے تسبیح پڑھی
آپ سرور اور مختون پیدا ہوئے۔ آپ کو کبھی اختلاف نہیں ہوا کیوں کہ یہ ہم شیطان کے
آپ کا کہہ عمل کی وجہ سے ہوتا ہے آپ کی قوت مروتی چلیس انبیاء کے برابر تھی۔

بانی عرش سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیت الخلاء میں تشریف
آپ کا پیکشا سے جاتے ہیں اور جب باہر نکلتے ہیں تو میں باتیں ہوں تو میں ہاں کوئی چیز نہیں دیکھتی ہوں
تو وہاں مشک کی خوشبو سنو گھنٹی زون، فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کے اجسام کی پرورش جنت کی ہواؤں سے ہو
جے ہر جہ سے جو چیز نکلتی ہے اسے زمین نکل جاتی ہے۔

نبی کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیکشا کیا آپ اس کا مقصد سمجھ گئے۔ فرمایا ہم گروہ انبیاء سے وہ بات

توقع پذیر نہیں ہوتیں۔ جو ایک آدمی سے صادر ہوتیں ہیں۔

امام امین سے روایت ہے کہ ایک صبیح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے امین! اٹھ جو چیزیں شباب کے کوزے میں ہے اسے گرا دو یعنی شباب کو جس نے عمر میں کیا خدا کی قسم میں یہی تھی اور جو چیز کوزے میں تھی اس کو میں نے پی لیا ہے آپ خوب بنسہ اور فرمایا اے امین! اب تمہیں پیسے کی بھینف کبھی نہیں ہوگی اسی طرح قصہ کا واقعہ مشہور ہے۔

رن مبارک جس جانور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے تھے وہ کبھی بوڑھا نہیں ہوا تھا۔ پاؤں آپ نے اپنے پاؤں کو ایک ایسے کنویں کے اندر ڈالا جس میں پانی کھار تھا۔ وہ میٹھا ہو گیا آپ کی قوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

سحاق بن بشیر سے روایت ہے کہ رکانہ بن عبد بن زید بن ہاشم قریش میں بڑی طانت کا مالک انسان تھا۔ وہی اصم میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے رکانہ! تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ اور اس چیز کو قبول کرو جس کی طرف میں تم کو دعوت دیتا ہوں۔ کہا اگر میں یہ بات جانتا کہ آپ حق پر ہیں تو میں ضرور آپ کی دعوت کو قبول کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں پھٹاؤں تو تم مان لو گے کہ میں حق پر ہوں اس نے کہا ہاں فرمایا اٹھو میں تمہیں پھٹاؤں گا۔ رکانہ منقاد میں آیا آپ نے اسے پھٹا دیا جب رسول اللہ نے پھٹا تو اسے چٹ ٹا دیا۔ فرمایا پھر اڑو۔ وہ لڑا۔ آپ نے دوبارہ اسے پھٹا دیا۔ اس نے کہا یہ تعجب کی بات ہے اے قوم! یہ روئے زمین میں سب سے زیادہ ساحر اور جادوگر ہے۔

آپ کے چین کے زمانے میں چاند آپ کا جھولا جھولایا کرتا تھا۔ آپ جس درخت سے آپ کی غرت گزرتے تھے وہ آپ پر سدا کرتا تھا اور آپ کبھی کبھی نہ بیٹھی تھی۔ اور نہ ہی کوئی گزریہ بکرا آپ کے قریب آتا تھا۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر چلتے تھے تو قدم کا نشان نہیں ہوتا تھا۔ اگر سخت زمیں پر چلتے تھے چٹاں تو قدم کا نشان ظاہر ہو جاتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بیعت والے تھے جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ان پر آپ رعب رعب طاری ہو جاتا تھا۔ کھڑے کاونے آپ کو دیکھ کر کانپ گیا تھا۔ حاد نکہ آپ منکر المزانی اور دونوں میں پندیرہ تھے۔ حاد نکہ آپ کا ساتھی اور دوست آپ سے دور نہیں ہوتا تھا۔

سہی نے آیت منلقی فی قلوب الذین کفروا السوء کے تحت بیان کرتے ہیں کہ حبیب بوفیان
مشرکین کے ساتھ عازم جنگ احمد ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں آپ کا عیب ڈال دیا۔ جو اس
اروہ سے نکلے تھے اس سے باز آگئے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ کفار مکہ میں سخت خورہ لوگوں کی طرح داخل ہوئے۔ نہیں اس بات کہ
قد تھا کہ نہیں مسلمان ان پر حملہ نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رب کی وجہ سے ایک ماہ کی فست
ٹے کرنے تک فتح مند ہوا ہوں۔ آیت و کف ید فی اناس عنکم کے بارے میں یہ ہے کہ حبیب بنی صم نے
خیبر کے محاصرہ کا ارادہ کیا تو اسد اور غطفان کے قبائل نے ہمیشہ پر غارتگری کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان
کے دلوں میں عیب ڈال کر انہیں روک دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی آیت ہے

هو اذى ايدى بنصره الله وه ذات من جس نے تمہاری مدد اپنی نصرت سے کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ہمیشہ کامیاب اور فتح مند رہا۔ خواہ اس دم کا ابتدائی
زمانہ تھا خواہ انتہائی۔

جمیل بن عمر فہری کی قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ وہ جو بات سنی کھانا اور اسے یاد ہو جاتی تھی اور وہ کہا
کرتا تھا کہ میرے سینے میں دودل ہیں ان کی وجہ سے میں زیادہ عقل مند ہوں اور میری عقل محمد کی عقل سے فاضل
ہے قریش اس کو دودل والے کہتے تھے جنگ بدر کے موقع پر بوسفیان اس سے ملا اور دیکھا کہ وہ ایک
ایک جوتا ہاتھیں اٹھائے ہوئے ہے اور دوسرا پاؤں میں پیسنے ہوئے ہے کہا اے ابو عمر کیا قصہ ہے؟
کہا تو شش شکست کھلگئے۔

بوسفیان نے کہا تیری جوتی کو کیا ہو گیا ہے؟ کہا مجھے اس بات کی ہوش نہیں ہے کہ ایک جوتا میرے
پیر میں ہے اور دوسرا میرے ہاتھ میں ہے یہ عرض محمد کی ہدایت کی وجہ سے ہے اور یہ بیت نازل ہوئی۔ وہا
جعل الله لرجل من قلوبین فی جوفہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دودل قرار نہیں
دئے۔۔۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے

وينص الله من لاقاه الله نصرًا مثل بالكفار ما عسلوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر واضح دلیل یہ ہے کہ آپ لوگوں کے سینے میں چھپے ہوئے بھیدوں کو بتا دیتے
تھے یہی لوگ (آگے چل کر) ان لوگوں کو فاسقین کے نام سے یاد کرتے تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متفقہ کردہ

قونین پر گامزن نہیں ہوتے تھے۔ اور ان کو جہل کہتے تھے جو حضرت کی معرفت نہیں رکھتے تھے جو آپ کا منکر ہوتا تھا اُسے کا ذمہ تھے جو شخص آپ کی شریعت سے خارج ہوتے تھے۔ ان پر قتل، ضرب، عیدارنے کا حکم لگاتے تھے۔ آنحضرت صلیم کی محبت میں اپنے اعزہ سے بیڑی کرتے تھے۔ آپ نے لوگوں میں بیس سال سے کچھ زیادہ اپنی نبوت کی تبلیغ کی۔ آپ صرف جزیرہ عرب کے ملک تھے پانچ سو ست سال کے عرصہ میں آپ کی دعوت تمام خشکی اور زری میں پھیل گئی۔ آنحضرت صلیم کا نام گرامی پانچ اوقات نماز میں شہادتیں کے ساتھ تمام بلاد و چین، ہندو ترک، خزر، صقلیہ، شرق عرب، جنوب اور شمال میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ان لوگوں میں بلند آواز سے پکارا جاتا ہے۔ اور یہ گواہ بلند کرنے والے بغیر کسی اجرت کے یہ وظیفہ ادا کرتے ہیں۔ بڑے بڑے جابرین کی گردنیں آپ کے پیغام کے سامنے جھک گئی ہیں۔ آنحضرت صلیم کی رحلت کے بعد اب کوئی ایسا ملک باقی نہیں رہا۔ جہاں آپ کا کلمہ نہ پڑھا جاتا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی اس آیت در فضائل ذکر لے اسے محمد اہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا ہے۔ وقت حسن اور مجاہد تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کا نتیجہ ہے کہ مودون و خطیب منبروں پر آپ کا نام صبح و شام بلند کرتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا ہے

وَضَمُّ الْاَلَاہِ اسْمِ النَّبِیِّ بِالْمَسْمُورِ اذْ قَالُ فِی الْخَمْسِ اَمُوذُنِ اشْهَدِ
اَوَانِ دِیْنِے وَالِ پانچ وقت نماز میں اشہد کا نفاذ کہتا ہے۔ اللہ نے اپنے نام کو آپ کے نام کے ساتھ ملا دیا ہے۔

آنحضرت صلیم کی توبہ کشش کا یہ عالم ہے کہ ہر سال اطراف اور گنات عالم سے لوگ فریضہ حج کی ادائیگی کی خاطر خانہ کعبہ کی حرث والہ انداز میں چل پڑتے ہیں۔ اس بارے میں پردہ نشین عورتیں اپنے پردوں سے نکلی پڑتیں ہیں اور کمزور اور لاچار عورتیں اپنی کمزوری کی پردہ نہیں کرتیں۔ آنحضرت نے اپنی وفات کے وقت فریضہ حج کی ادائیگی کا حکم دیا تھا۔ ماہ رمضان کے زمانے میں تم روزہ دار کو دیکھو گے کہ شدت پیاس کی وجہ سے اس کا برا حال ہوگا۔ لیکن کیا مجال کہ پانی کی ایک بوتل اس کے خلق میں میں چاسکے۔ اور پانی کا ایک گھونٹ پینا اس کی قوت اقتدار میں شامل نہیں۔ ہر روزہ اللہ کے خوف اور اپنے

عجز اور انکساری کو ظہور کرنے کی خاطر پانچ وقت نماز میں بارگاہ خداوندی میں لوگ سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اور یہی عالم دوسرے ارکانات کے بکھلانے کا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت میں لوگ اردو میں بیٹ گئے ہیں۔ اور ہر ایک گروہ یہی کہتا ہے کہ میں حق پر قائم ہوں۔ اور دوسرے کہتا ہے کہ تم دین محمد پر قائم نہیں ہو۔

پیاری خدیجہ سے

اللہ قد اید بالوحدۃ

بامر بالعدل وینہی عن

اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بذریعہ حق تائید کی جو امر اور نہی کے مالک ہیں

آپ کی حکم دیتے ہیں۔ فحشاء، شکر اور بغی سے منع کرتے ہیں۔

فصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا اعجاز

علی بن ابیہیم بن ہاشم سے روایت ہے کہ ابو بکر خضامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے نشان کو دیکھتا ہوا غار کے دلم زنبک پہنچ گیا۔ اور کہنے لگا خدا کی قسم یہ محمد کے قدم کا نشان ہے اور اس قدم کا نشان ابوتوفہ کا ہے یا اس کے بیٹے کا۔ اس جگہ سے کہیں آگے نہیں آسمان پر چڑھ گئے ہیں یا زمین کے اندر چلے گئے ہیں ایک فرشتہ آسمان کی صورت میں اگر غار کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور انھیں کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان گھائیوں میں تلاش کرو۔ وہ اس جگہ نہیں ہیں۔ غار کا منہ تنگ تھا۔ جب آنحضرت پہنچے تو اس کا منہ چور ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اس میں داخل ہو گئی۔ اور غار کا منہ پھر پہلے کی طرح تنگ ہو گیا۔

واقعی نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر پہنچے تو ٹھوس صورت میں تھا وہ گمانہ ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر چلے گئے۔

زید بن ارقم، انس اور میسرہ بن شجرہ سے روایت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹے سے دیخت کو حکم دیا۔ وہ غار کے منہ پر پیدا ہو گیا۔ اور گاڑی کو حکم دیا اس نے غار کے منہ پر جال بٹھا۔ اور دو کھوڑوں کو حکم دیا اس نے غار کے دروازے پر انڈے دیے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نامی و نامی و نعت کو غار کے منہ پر پیدا کر دیا۔

زبوں سے روایت ہے کہ جب قریش غار سے چالیس گز کے فاصلے پر پہنچے تو ان میں ایک آدمی

آگ جلدی سے بڑھتا کہ وہ دیکھے کہ غار میں کیا چیز موجود ہے۔ انہوں نے کہا غار کے دروازے پر

تم انٹے نہیں دیکھتے؟ اس نے کہا میں نے غار کے دروازے پر دو کبوتروں کو دیکھا ہے۔ میرا یقین ہے کہ

اس میں کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی آواز کو سن لیا تھا۔

ابو بکر نے ایک شخص کو پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ بول بول کر دیکھو۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: اگر تم کو دیکھتے تو ہماری عزت ٹھکان میں کر کے بیتاب نہ کرتے میری۔ تم کہو:

حتى اذا قصدوا الباب مفتحة

صنع الله فقل فر يقهم

جب غار کے دروازے پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں کڑی نے جان بنا سوا ہے

اللہ تعالیٰ کی کاہی گری تھی۔ اور ان کے ایک۔ تھی کہ غار میں کوئی چیز نہیں ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اپنے خلیفہ فاطمہ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے

ورنعت: اگر تو اللہ اور آخرت کے واسطے پرایمان رکھتا ہے اور اگر تو جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں

اللہ کی اجازت سے اپنی جڑوں کو اکھاڑ کر میرے سامنے کھڑا ہو جا۔ خدا کی قسم! جس نے محمد کو حق کے ساتھ

ساتھ معیشت کیا وہ ورنعت جڑوں سمیت اس بات میں کھڑا کہ اس سے پہلے میں نے پھر کھڑے کی عزت

آواز آئی تھی اور رسول اللہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ بعض مہینوں کو رسول اللہ کے اوپر اور بعض کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں پر ڈال دیا۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف کھڑا ہوا تھا جب قوم نے یہ واقعہ دیکھا تو

بڑائی اور کبر کے الفاظ کہنے لگے اور کہا کہ اس کے نصف حصے کو حکم دیجئے۔ وہ آپ کے پاس آئے آپ

نے اس بات کا حکم دیا۔ اس کا نصف حصہ عجیب نامہ اور عزت آواز کے ساتھ تھا۔ اور قوم نے رسول

اللہ کی طرف سے دیکھا کہ یہ کھڑا اور کھڑی ہے۔ اور اس نصف حصے کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے سر سے نصف حصے

کی طرف پلٹ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا۔ وہ واپس چلا گیا۔ قوم نے کہا: شخص جس نے خدا سے

ابن عباس نے اپنے باپ نبی کے رہنے پر بتاتے ہیں کہ جب وہ ابو طالب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے

لے جتنے آپ کو اللہ نے بھیجا ہے، فرمایا۔ ہاں۔ عرض کیا کہ مجھے معجزہ دیکھا ہے۔ کہ اس حدت

کو بلائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور وہ آپ کے سامنے سجدہ میں گر پڑا۔ پھر واپس چلا گیا۔ ابو طالب نے عرض کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے رسول ہیں۔ اسے علیؑ اپنے ابن عم کے پہلو میں نماز پڑھو۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے معجزہ طلب کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے خوشے کو حکم دیا۔ وہ کھجور سے اتر کر نیچے آگیا۔ اور زمین پر گر کر جھوم کر چلنے لگا۔ جب رسول اللہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: واپس اپنی جگہ پر چلا جا۔ وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اعرابی اسلام لے آیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ سجدہ کرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

وَفِي دَعَائِهِ لِلأَشْيَاءِ بِحُسْنِ التَّوَكُّلِ تَمَشِي بِأَمْرِ لَدُنِّي أَعْضَاءُ نَهْأِ الْأَمَلِ

وَقَدْتُ عَزْرِي فَحَادَتْ فِي مَنَاقِبِهَا تَلُكُ، عَرُوقُ بَازِنِ اللَّهِ سَمِ تَسْ

(اے محمدؐ) آپ کی دنیا کا بے شمار ہوا کہ ورنہ اس حالت میں میری خدمت میں حاضر ہوتے۔ کہ ان کی شناخت میں آدھ تھی۔ اور آپ نے فرمایا: اپنی جگہ پر لوٹ جا۔ تو اس کی بڑی اللہ کے حکم سے بغیر کسی تکلیف کے واپس لوٹ گئیں۔

ابو جہل کہتا تھا: کاش کہ محمدؐ کو میرے ساتھ کوئی ضرورت پیش آئے۔ اور میں اس کا مذاق اڑاؤں۔ اور اس کو عسقم کروں۔ طائی کے قبیلے نے ایک آدمی نے ابو جہل سے اونٹ خریدار اور ابو جہل اس کو رقم دینے میں پس پیش کرتا تھا۔ وہ تریش کے پاس آکر فریادی ہوا۔ انہوں نے مذاق کی خاطر رسول اللہ کے حوالے کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بناہ میں آگیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لے کر ابو جہل کے پاس آئے۔ اور فرمایا: ابو جہل اس کا حق ادا کرو۔ اسی دن سے ابو جہل اس کی کینہت پڑ گئی۔ وہ اس کا اصل نام عمرو بن ہشام ہے ابو جہل جلدی سے اٹھا۔ اور اس شخص کا حق ادا کرو یا۔ ابو جہل کے ایک دوست نے کہا: کہ تم نے یہ فعل محمدؐ کے ڈر کی وجہ سے کیا ہے۔ اس نے کہا: تمہارے لئے افسوس ہے۔ مجھے معذور سمجھو۔ جب آپ میرے پاس آئے۔ تو میں نے آپ کے واپس پہلو میں کچھ آدیوں کو دیکھا۔ جن کے ہاتھوں میں چمکیے کوڑے تھے۔ اور آپ کے پاس پہلو میں دو ڈوٹھے موجود تھے جو دانت رکھنے والے ہوتے تھے۔ اور ان کی آنکھوں سے آگ برس رہی تھی۔ اگر میں ان کا کرتا تو نہ بچتا۔ وہ مجھے کوڑے مار کر میرا پیٹ پھاڑ دیتے اور ڈوٹھے مجھے مل جاتے۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تشریف لائے۔ عقبہ اور شعبہ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور کہنے لگے: آپ ہمارے سامنے کھڑے ہوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تشریف لے

گئے۔ تو تخت اُٹا ہو گیا۔ اور وہ دونوں زمین پر گر پڑے اور کہا کہ اہل مکہ پر آپ عذاب و چل نہیں سکا اور آپ طائف میں آگئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شیعہ ہاتھوں کے متعلق آگاہ فرمایا کرتے تھے۔ منافق جو بات بھی آپ کے متعلق کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس سے آپ کو آگاہ کر دیا۔ تاہم حتیٰ کہ ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ خدا پرش رسول خدا کی قسم اگر محمد کے پاس پتھر کے سوا اور کوئی چیز نہ ہو۔ تو بطحا پہنچ کر آپ کو آگاہ کر دے گا۔

ابوسفیان نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ یہ بستی کے وقت کہا کہ یہ تمہارا سبب بن گیا۔ اور میں بنی نزیل سے نکلا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو یہ بات ابو عقیل سے بیان کی۔ اس نے افشائے راز کی وجہ سے بندہ کو سزا دی کہ ہمارا وہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اس کو بتا دی۔ ابوسفیان یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

صفوان بن امیہ مخزومی نے عیہ بن دہلجہ سے کہا کہ اگر تو بیہوشی میں جا کر عسجد کو سوتے ہیں قتل کر دے تو جیت تک زندہ رہے گا۔ اور زبیر بن عوف نے ان کو فقیر میرے ذمے سے جہیزیں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت سے کرنا ادا ہوئے۔ سوا منکم من اس بقول و مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راز سے آگاہ کر دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیہ کو دیکھا تو فرمایا کیوں اسے ہوبہا عرض کیا ہیں آپ کے پاس رات بسر کروں گا۔ فرمایا تم لو ایک سو لاسے ہوئے کہ اللہ آپ کا بڑا کرے۔ آپ سر جہیز بھیجے وازارچہ ہتے ہیں۔ فرمایا تم نے صفوان بن امیہ سے جہر سوئے پاس بیٹھ کر کیا شے طے لی ہے؟ اس نے کہا میں نے یہ شے طے کی ہے کہ تم مجھے قتل کر دو۔ اور وہ تمہارا قرضہ دو کرے۔ اور تیرے عیال کی پرورش کرے۔ میں اللہ تعالیٰ سے میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے۔ وہ شخص سچا ہو گیا اور کچھ چھو گیا اور شہر بھی اس سے ساتھ مسلمان ہو گیا لیکن عیہ نے قسم اٹھ لی تھی کہ وہ صفوان کے ساتھ بھی بات نہیں کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنوک تاسی اونٹنی ہمیں گم ہوئی لوگوں نے بہت تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہ ملی۔ زید بن الاصب نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسانی خبر کے ذریعہ ہمیں اونٹنی کے متعلق آگاہ کیا اور بذات خود آپ نہیں جانتے تھے کہ اونٹنی کہاں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں وہی کچھ جانتا ہوں جس کی مجھے خبر ہے۔ رب نے تعلیم دی ہے۔ اور آپ نے آگاہ کیا کہ وہ حدس وادی میں موجود ہے اور اس کی مہار ایک وزنت کے ساتھ ایک کے رہ گئی ہے جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ ویسے تھا یہ

اخبر الناس عما فی ضمائرہم منصل بحواب غیر محفل

آپ نے لوگوں کو ان کے بھیدوں سے مفصل آگاہ کیا اور کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلیم کی خدمت میں گوشت کی قوت ذکر ہوا۔ فرمایا
 متنازعہ ہو گیا ہے۔ میں نے اس کو نہیں چکھا ایک نادار آدمی اپنی بھیڑ لایا۔ اور اس کا گوشت پکا کر آپ کی
 خدمت میں پیش کیا آنحضرت صلیم نے فرمایا اس گوشت کو کھاؤ لیکن اس کی ہڈیاں نہ توڑو جب گوشت
 کھا کر فارغ ہوئے تو آپ نے بھیڑ کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھو۔ آپ نے اسے زندہ
 کیا۔ وہ اپنے مالک کے ساتھ اس چال کے ساتھ چلتی تھی جس طرح وہ اسے کھینچ کر لایا تھا۔

جناب سیدہ فاطمہ کی شاہی کے موقع پر ابو یوب انصاری ایک بکری رسول اللہ صلیم کی خدمت میں
 لائے لیکن بھیراٹل نے اس کے ذبح کرنے سے منع کر دیا۔ اور یہ بات ابو یوب کو ناگوار گذری آپ نے
 دو روز کے بعد زید بن جبر انصاری کو اس کے ذبح کرنے کا حکم دیا جب تک گئی۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اللہ کا
 نام لے کر کھاؤ۔ اور اس کی ہڈیاں نہ توڑو۔ پھر آنحضرت صلیم نے فرمایا ابو یوب ایک نادار آدمی ہے اسے
 معفو و تو نے اس بکری کو پیدا کیا تھا۔ اور تو نے ہی اس کو ختم کیا ہے اور تو اس کے دوبارہ لوٹانے پر قادر ہے
 لے زندہ تو اس کو زندہ کر دے عبادت کے لائق صرف تو ہی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کر دیا۔ اللہ
 تعالیٰ نے اس میں ابو یوب کے لئے برکت قرار دی۔ اور اس کے دودھ میں بیماریوں کی شفا پوشیدہ تھی۔
 اہل مدینہ اس کو معفو و دوبارہ زندہ ہونے والی کے نام سے پکارتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی کی حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلیم ابو یوب کے گھر میں تشریف فرما
 ہوئے اس کے پاس بھیڑ اور بکری کے ایک صاع کے سوا اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس نے بھیڑ کو ذبح
 کیا اور پکایا جو کہ پیسا۔ اور گوند کر روٹی تیار کی۔ اور آنحضرت صلیم کے سامنے رکھا۔ اور ابو یوب کو حکم
 دیا کہ منادی کی جائے۔ اس نے اعلان کیا کہ جو شخص کھانا چاہے اسے ابو یوب کے گھر آنا چاہیے۔ ابو
 یوب نے منادی شروع کر دی۔ اور لوگ اس کے گھر کی طرف اس تیزی سے بھاگے کہ تھے جس طرح
 سیل تیز چلتی ہے گھر لوگوں سے بھر گیا تمام لوگوں نے کھانا کھایا اور طعام خدا برابر ہی کم نہ ہوا۔ رسول اللہ
 صلیم نے فرمایا بیٹوں کو جمع کر۔ انہوں نے بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں بھیڑ کے چمڑے کے اندر داخل کر کے
 ڈمایا۔ اللہ کے حکم سے اٹھو۔ بھیڑ اٹھ کھڑی ہوئی لوگ کلمہ پڑھتے ہوئے چمڑے سے اٹھے۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ہم نے خیبر کو فتح کیا تو ہمارے ساتھ ذک والے

۔ مہودی تھے جب ہم ایک ٹیلے پر چڑھ گئے تو ناگاہ ہم نے ایک واوی کو دیکھا جس کا پانی نہ رخت اکھاڑ رہا تھا بلکہ پھاڑوں سے ٹکرا رہا تھا۔ ہم نے پانی کی برائش کی تو چودہ آدمیوں کی قاست کے برابر تھا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلعم دشمن ہمارے پیچھے ہے اور واوی ہمارے سامنے ہے۔ آنحضرت صلعم سواری سے اترے سجدہ کیا اور دعا مانگی۔ پھر فرمایا۔ اللہ کا نام لے کر چلو۔ کھوڑوں اور اڑتوں اور آدمیوں نے واوی کو عبور کیا۔ حسین سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے سفر سے واپس آیا میری ایک پانچ سال کی لڑکی تھی۔ وہ اپنے بیوروں کے ساتھ میرے آگے واپس پڑی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ پھر اسے فلاں واوی میں لے آیا۔ اور میں نے اسے اس واوی میں گم کیا ہے سوال اللہ صلعم نے فرمایا۔ میرے ساتھ چلو اور مجھے وہ واوی دکھاؤ۔ آنحضرت صلعم اس کے ساتھ چل پڑے اور آپ کو وہ واوی دکھائی۔ آنحضرت صلعم نے اس کی ماں سے فرمایا کہ اس لڑکی کا کیا نام تھا عرض کیا اس کا یہ نام تھا عرض کیا اس کا یہ نام تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے فلاں اللہ کے حکم سے جواب دو۔ لڑکی بیک بار رسول اللہ و سعید یک کہتی ہوئی نکل کر آگئی آپ نے فرمایا تیرے والدین کیلئے ہیں اگر تم پسند نہ تو میں تمہیں ان کے پاس واپس کر دوں عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ان کے پاس جانے کی ضرورت نہیں میں نے ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو بہتر پایا ہے۔

قریش نے ابولہب سے کہا کہ ابولہب ہمارے اور محمد کے درمیان حائل ہیں۔ اگر تم ان کو قتل کر دو تو ابوطالب اس بات کا برا نہیں بائیں گے۔ اور تم اس کی دیت سے بڑی ہو۔ اور ہم لوگ اس کا خون بہا ادا کر دیں گے۔ اور تم قوم کے سردار بن جاؤ گے۔ اس نے کہا میں اس کا ذمہ بیستا ہوں۔ ابولہب اور اس کی بیوی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے آنحضرت صلعم کا وہاں سے گذر ہوا۔ ابولہب نے چلا کر آپ کو آواز دی۔ آنحضرت صلعم نے کوئی توجہ نہ دی۔ دونوں اپنی جگہ سے آگے ایک قدم نہ بڑھ سکے بغیر حرکت کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ آخر کار صبح ہو گئی۔ آنحضرت صلعم نماز صبح سے فارغ ہوئے۔ ابولہب نے عرض کیا اے محمد! ہمیں چھوڑ دیجئے۔ فرمایا میں تم کو نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک تم مجھے اس بات کی ضمانت نہ دو کہ تم مجھے اذیت نہیں دو گے۔ انہوں نے کہا ہم اذیت نہیں دیں گے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ دونوں کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیئے یہ واپس گھر چلے گئے۔

جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم مسلمانوں کی طرف تشریف لائے اور فرمایا خندق کھودنے میں

کوشش کرو لوگوں نے پجد کوشش کی گناہ کھودنے کے بعد خندق کھودنے سے فارغ ہو گئے اور مٹی خندق کے گرد ایک بڑے پیر کی صورت میں موجود تھی جس نے اس بات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا فرمایا اے جابر خوف نہ کرو عنقریب تم مٹی کا ایک عجیب قصہ دیکھو گے۔ جابر کا بیان ہے کہ رات چھاگئی اور میں نے مٹی کے نزدیک بہت بڑی چنیچ دیکھ کر کی آواز سنی اور کہنے والا کہتا تھا:

انتفخا التراب والصعيد واستودعه بئداً بعيداً

مٹی اور خاک کو کہیں دور و دراز علاقے میں پھینک دو۔

وحاولوا بحمد امر شيداً قد جعل الله له عميداً

ہدایت پانچ مہم کی مدد کرو اللہ نے آپ کو نعمت قرار دیا ہے۔

اخاه وابن عمه ارضيد

اس کے بھائی اور ابن عم کو بڑا بہادر بنایا ہے

جب میں نے صبح کی نو میں نے مٹی کی ایک مٹھی تک نہ دیکھی امیر مومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ان الذي قد اصفى محمداً واطهر الامر به وائيداً

وہ من والی داکب الحد و احسن الذخر له و مهدا

و جابر بالنور المضي المحمداً و ناصع اللہ دخاف الموعدا

فصل

وہ باتیں جو حیوانات اور جمادات سے ظاہر ہوئیں

سلمان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو لوگوں نے اونٹنی کی مہار کو پکڑ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قوم! اونٹنی کو چھوڑ دو اسے حکم دیا گیا ہے یہ جس کے دروازے پر بیٹھ جائے گی میں اس کے پاس رسول گا۔ انہوں نے اونٹنی کی مہار کو چھوڑ دیا۔ وہ آہستہ آہستہ چل کر مدینہ میں داخل ہوئی۔ اور ابو یوسف انصاری کے دروازے پر بیٹھ گئی۔ اور مدینہ میں آپ سے زیادہ ناوار آدمی کوئی نہیں تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جہلی کی وجہ سے لوگوں کے دل حسرت کے ساتھ دھڑکنے لگے۔ ابو یوسف نے آواز دی اے ماں! دروازہ کھولو سید البشر قبیلہ ربیعہ اور مضر کے بزرگ فرو محمد مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ تشریف لائے

میں۔ وہ باہر نکلیں اور دروازہ کھول دیا۔ وہ بے چہری آنکھوں سے نابینا تھیں۔ وہ کہنے لگیں ہے افسوس کاش میری آنکھیں ہوتیں جس کے ذریعہ میں اپنے آقا رسول اللہ صلعم کا چہرہ مبارک دیکھتی۔

نبی صلعم کا سب سے پہلا معجزہ جو مدینہ شریف میں ظاہر ہوا وہ یہ تھا کہ

”آنحضرت صلعم نے اپنا دست مبارک ابو یوب کی ماں کے چہرے پر رکھا اور اس کی دونوں آنکھیں تھپک ہو گئیں۔“

محمد بن اسحاق ایک طویل حدیث میں کثیر بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بطح سے سواہر کرچہ اور اس کے پیچھے سترہ اونٹیاں بٹھی کھڑوں سے لدی سوئی تھیں۔ اور ہر اونٹنی پر ایک جھشی غلام سوار تھا وہ نبی کریم کی تلاش میں تھا کہ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق یہ چیزیں آنحضرت صلعم کے حوالے کر دے۔ ابن ابی بختری نے ابو جہل کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا تمہارے صاحب یہ ہیں جب اس کے قریب ہوا تو کہا کہ تو میرا صاحب نہیں ہے وہ گھومتا رہا۔ آخر کار نبی صلعم کو دیکھا آپ کی طرف دڑا اور آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تم ناجی بن منذر سکا کی نہیں جوسون کیا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا سترہ اونٹیاں سونا چاندی۔ دریا قوت جو اہر وغیرہ سے لدی ہوئی کہاں ہیں عرض کیا میرے پیچھے آ رہی ہیں۔ فرمایا وہ سترہ اونٹیاں ہیں جن پر جھشی غلام سوار ہیں۔ اور ان پر بٹھی کھڑا اور سونے کے تودے لہے ہوئے ہیں۔ اور ان سواہر کے نام محرز، منعم، بدر، شہاب، منہاج اور فلاں فلاں ہیں۔ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ ایسا ہی ہے فرمایا مال میرے سپرد کر دیجئے۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔

انہوں نے تمام مال آنحضرت صلعم کے سپرد کر دیا۔ ابو جہل نے کہا اسے آل غالب اگر تم نے میرے ساتھ انصاف نہ کیا۔ اور میری مدد نہ کی۔ تو میں اپنی تلوار اپنے سینے میں بیٹھوں گا۔ اور یہ تمام مال خانہ کعبہ کا تھا وہ گھڑے پر سوار ہوا اور تلوار کو نیام سے باہر نکال لیا۔ مکہ کے اطراف و اکناف میں پروپیگنڈہ کیا ابو جہل کے ساتھ سترہ ہزار جنگجو جمع ہو گئے۔ ابو طالب سوار ہو کر نبی با شرم اور بنو عبد المطلب کے پاس گئے۔ انہوں نے آنحضرت صلعم کو گھیر لیا۔ ابو طالب نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ ابو جہل نے کہا تمہارے بھتیجے سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہے عرب حق بجانب ہیں کہ ناراض ہو کر خون بہانے لگ جائیں۔ اور عورتوں کو قید کر لیں۔ ابو طالب نے کہا کہ کیا ہوا۔ ابو جہل نے اس لڑکے کا قصہ سنایا۔ اور کہا کہ محمد نے اس پر جاؤ کہہ کے اسے اپنے دین پر لے آیا ہے اور اس سے وہ تمام کا تمام مال لے لیا ہے۔ جو خانہ کعبہ کا تھا ابو طالب

نے کہا تمہو میں اس سے جا کر دریافت کرتا ہوں نبی صلیم کے پاس آئے اور آپ کو مال واپس کرتے کو کہا آنحضرت صلیم نے فرمایا میں ایک پالی بھی واپس نہیں کروں گا۔ ابو طالب نے کہا کہ دس اونٹ تمہارے ہو۔ اور سات ابوہل کو دے دو۔ آپ نے اس سے انکار کر دیا۔ پھر آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ مال اس کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔ مگر وہ اس مال کو آواز دے۔ اور مال اس کی آواز کا جواب دے تو مال اسی کا ہے۔ اگر میں نے مال سے گفتگو کی۔ اور اس نے میری بات کا جواب دے دیا تو مال میرا ہے۔ ابو طالب نے آکر کہا کہ میرے بھتیجے نے انصاف سے کام لیا ہے آپ نے نبی صلیم کی بات سے اسے آگاہ کیا اور کہہ کر اس امتحان کا وقت کل صبح سورج نکلنے کے وقت ہو گا۔ ابوہل خانہ کعبہ میں آیا۔ اور ہل بت کو سجدہ کیا۔ اور پورا واقعہ اس کے آگے بیان کیا۔ اور کہا کہ میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ تو لوٹو نہیں کو مجھ سے بات کرادے۔ اور میرا محمد مسخر نہ اڑائیں میں چالیس سال سے تیری پوجا پاٹ کر رہا ہوں میں نے آج تک تمہارے کوئی حاجت طلب نہیں کی۔ اگر تو نے اونٹنیوں کو مجھ سے کلام کرنے والا قرار دیا۔ تو میں تیرا قبہ سفید موتیوں کا بنا دوں گا۔ اور تجھے سوئے کے کٹکٹ اور چاندی کے پازیب پہنا دوں گا۔ اور جو اہرات سے مرصع تاج تیرے سر پر رکھوں گا۔ اور عقیدان کا بار تیرے گلے میں ڈال دوں گا۔ آنحضرت صلیم تشریف لے آئے آپ سے معجزات کا ظہور ہوا۔ ہر ایک اونٹنی نے آپ کے کلام کا ست مرتبہ جواب دیا۔ اور آپ کی نبوت کی گواہی دی۔ ابوہل اس بات سے عاجز رہا۔ اور آنحضرت صلیم نے مل سے بیا۔

یہی بن سبابہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلیم کے ساتھ تھا آپ نے قصدے حیات کا ارادہ کیا۔ اور دو کھجوروں کو حکم دیا۔ کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ چلیں۔ وہ دونوں چلی گئیں۔ قصدے حیات کے بعد فرمایا کہ وہ الگ ہو جائیں۔ اور اپنی جد پر چلی جائیں۔ اور وہ اپنی اپنی جگہ پر واپس چلی گئیں۔ غزوہ طائف کے موقع پر آنحضرت صلیم کا بیٹے اور بیٹی کے کافی دشمنوں کے پاس سے گزر ہوا ایک بیٹی کا درخت آپ کے راستے میں حاصل ہوا۔ وہ بیج میں سے نکلنے لگا۔ آپ اس کے درمیان سے گئے۔ اور اس کے دونوں حصے ہمارے نانہ تک نکلنے لگے۔ ہر گزرنے والا اس سے برکت حاصل کرتا ہے اور لوگ اسے سدرۃ النبی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ایک پھل شکار کی گئی۔ اس کے ایک حصے پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے حصے پر محمد رسول اللہ لکھا

ہوا تھا۔

کتاب شرف المصطفیٰ میں تحریر ہے کہ ایک بکری کا بچہ لایا گیا جس کے کان پر لکھا ہوا تھا
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹی کی زرہ میں نیزہ مارا۔ وہ اپنے گھوڑے کی گردن سے
پٹ گیا اور پیل کی طرح ڈکارتا تھا۔ ابوسفیان نے کہا۔ تم پر افسوس ہے جو غزاع کرتا ہے۔ یہ ایک معمولی
خراش ہے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اس نے کہا مجھے ابن ابی کثیر نے نیزہ مارا ہے اور وہ کہتا تھا۔ کہ میں
تجھے قتل کروں گا۔ وہ ملعون برا بھلا کی طرح ڈکارتا رہا۔ حتیٰ کہ فی النار والستقرم۔

بلال جب اذان میں اُٹھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا تھا تو ہر بار ایک منافق کہا کرتا تھا۔ خدا اس
جھوٹے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جلا ڈالے۔ ایک رات وہ منافق چپ باغ جلانے کے لئے اُٹھا۔ آگ اس کی سبابہ بن گئی
میں پٹ گئی وہ آگ بجھا نہ سکا۔ گپیلے اس کے ہاتھ پر لگی۔ پھر ملائی پیر اور پھر بازو پر آخر کار اس کے تمام
جسم کو جلا ڈالا۔

ایک دیون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور قرض خواہ بھی اس لئے سہ قہ تھے اور اس سے قرضہ مانگ رہے
تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ بھجوریں تیرے پاس ہیں۔ وہ لے آئے۔ ان پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اور فرمایا قرض
خواہ کو ان میں سے دسے دو۔ تمام قرض چک گیا بھجوریں ویسی کی ویسی باقی رہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوکھے درخت کا سہارا لیا۔ وہ ہر بھرا ہو گیا اور بھل لے آیا۔

محمد کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے درخت کے نیچے قیام فرما ہوئے جس کا سایہ کم تھا۔ اور
اور آپ کے اصحاب آپ کے ارد گرد تھے۔ آپ نے اللہ کے حکم سے اس درخت میں کوئی چیز داخل کی وہ بڑا
ہو گیا اور اس کا سایہ تمام لوگوں کے لئے کافی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر اس آیت میں کیا ہے۔

المرتوا لی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ماکنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی نے عرض کیا۔ اے محمد! میں لوہ بڑ بھائی اس پہاڑ کے
عقب میں کڑیاں چن رہے تھے کہ ہم نے ایک گروہ کو دیکھا جو ایک دوسرے سے بڑا ہے تھے۔ میں نے
اپنے بھائی سے کہا بیٹھ جاؤ۔ ان میں سے کوئی غالب نہ آئے۔ تاکہ ہماری آنکھوں کے سامنے سے اللہ
تعالیٰ نے پروے بنا دیئے۔ ہم نے گھوڑوں کو دیکھا جو آسمان سے زمین پر اتر رہے تھے جن کے پلوں
زمین پر اور گرد زمین آسمان سے لگی ہوئی تھیں۔ ان پہاڑوں میں جو زمین کی سوار تھیں ان کے ساتھ بھندھتا

جہنم اور آسمان کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ (اس منظر کو دیکھ کر) میرے بھائی پکڑا پھٹ گیا۔ وہ اس وقت اور اسی گھڑی مر گیا۔ اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ پھر وہ شخص اسلام لایا۔

پھر کے روز جن فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا۔ اور وہ اہل گھوڑوں پر سوار اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور حیرت انگیز ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ان فرشتوں کو آگے بڑھاتے تھے اور جس گھوڑے پر ہر جبریل سوار تھے۔ اس کا نام جبرم تھا۔

حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ کپڑے میں لپٹا ہوا لایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ پر لے کر فرمایا: "تو میں کون ہوں؟" کہا: آپ رسول اللہ ہیں! — فرمایا: اے مبارک! انور نے سچ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ہم نے اس کا نام میا رکھا۔

فتح مکہ کے روز حاضرین کریمہ اپنا بیٹا عبداللہ بن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ اس وقت اس کی عمر پانچ یا چھ سال کی تھی آپ نے اسے لیا۔ اور اس کے منہ میں اپنا باب دہن دیا جس کو وہ شوق سے چوستا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سقمہ ہو گیا۔ وہ جس زمین سے گزرتا تھا۔ اس کے پانی خواہر موجھتا تھا۔ اور اس کی سقدی مشہور و معروف ہے۔

ابن عباس اور عثاک نے دیوم بعض الظالم کے تحت بیان کیا ہے کہ یہ آیت غنیمہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ دونوں خدمت میں جڑواں تھے۔ جبہ سفر سے واپس آیا اس نے اثرات قریش کی دعوت و ہجرت کی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وقت تک تمہاری دعوت نہیں کھڑوں گا۔ جب تک ما لا الہ الا اللہ نہ کہو۔ اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کلمہ شہادتین پڑھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: کیا یہ ابی بن خلف آیا؟ تو اس نے عقبہ کو بڑا بھڑکا اور کہا کہ میں تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا۔ جب تک تم محمد کی تکذیب نہ کرو۔ وہ بنی سلم کی خدمت میں آیا اس نے آپ کے چہرے پر تھوک دیا۔ تھوک کے ڈھچکے ہو گئے۔ اور عقبہ کے چہرے پر پڑے۔ اور اس کے چہرے کو جدا دیا۔ اور ان کے نشان باقی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک میں مکہ میں رہوں گا۔ یہ زندہ رہے گا۔ جب آپ مکہ سے ہجرت کر گئے۔ تو اپنی تلوار سے قتل کیا گیا۔ عقبہ بدہ کی جنگ میں مارا گیا۔ اور ابی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کی خبر کی خاطر اپنی جرابوں کو اتار دیا۔ جب آپ

نے ان کے پہننے کا ارادہ کیا۔ تو انہیں عقاب لے کر ہوا میں اڑ گیا۔ وہ انہیں ہوا میں معلق کئے رہا۔ پھر اسی طرح ان کو نیچے پھینک دیا جب وہ نیچے گرے تو ان کے درمیان ایک سانپ موجود تھا۔ آنحضرت عظیم نے فرمایا میں اس چیز کے شر سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور جو چوہا کے بل چلے اور اس چیز کے شر سے بھی جو دیباہوں کے ذریعے چلے پھر آپ نے پیر سے کہہاڑ سے بغیر پہننے سے منع کیا۔

انہی جو وہ پادریوں کے گویے ہیں کہ چہرہ پر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہے۔
 انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کی چوٹی سے ایک آواز گونسا۔ اسے معبود یا مجھے اُمت
 مرحومہ معفوریہ میں سے قرار دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تو کیا دیکھا کہ وہاں ایک شیخ موجود ہے
 جس کا نام تمیس ہاشمت لیا ہے۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ کے گھٹے پٹا گیا پھر ہار
 میں سال میں چھ دن ایک مرتبہ نماز پڑھتا مہینوں میں اس کا وقت ہے۔ اچانک اس حوالے سے ایک دن وہ جوان
 منزل ہوا۔ دونوں نے مل کر کہا یا ربور یہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

میں جو لوگوں کے درمیان میں رہا کرتا تھا۔
 مدینہ واسے قحط سال کا شمار تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو آپ سے بارش کی استدعا
 کی آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور ان کو صلب کیا آپ کے ہاتھ سینے تک نہیں پہنچے تھے کہ بارش
 شروع ہو گئی ایک مہفتہ تک بارش ہوتی رہی کہ نہ بارش کی وجہ سے مدینہ واسے عجب اکنے۔ اور آپ کی خدمت
 میں بارش کے ٹکڑے کی دھڑواہ مستحکم کی آپ نے فرمایا: حوالینا و اذ علینا آسمان سے بارش دھڑوایا
 اور زمین میں سورج نکل آیا اور بادل مدینہ کے غارتوں پر برسے لگا۔ یہ برکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشہیف لائے
 خدا ہر سو میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل جلالہ کا عطا کردہ اگر وہ نہ ہو تو اس کی آنکھیں
 ہند کی ہوتیں۔ بلوطا جب کلام کہن پڑتا ہے، حضرت عمرؓ نے اسے کیا شاید آپ فی الزبیر سے
 و ما حلت من ناقة نوتی ریتہا ابو ادنی ذمۃ من حکمہ

وإحسانات من نافذة نورق ربيتهما
إبرو اوفى زمته من تحميمه

اوشنی نے محمد سے زیادہ نیکسا اور ذراوری کو پیرا کر تھے والا کو نہیں اٹھایا۔

حضرت مولانا فرمایا یہ تو سالانہ ثابت کا شعر ہے میر دینار غنیہ مدد مہر غنیہ میر میر شیخ

یہ ایک دلہن اور ان اشعار سے ہے

در بعضی استغفار بوجهی دیگر
در بعضی استغفار بوجهی دیگر

مذہبِ نبویؐ کے لئے ہیں : وہ ایک کچھہرے سے ہارنٹ خطبہ اوقاتِ بیکار کی پرورش کرنے والے

اور یہودی عورتوں کے لئے جاتے ہیں۔

فرمایا۔ میں یہی اشعار مرو ہیں،

ان اشعار کا محرک یہ بات تھی کہ جناب ابو طالب کے زمانے میں قحط پڑا۔ اور قریش نے کہا کہ لات اور
عزیز پر بھروسہ کرو کچھ اور لوگوں نے کہا صنات الشائشہ الاخریہ پر بھروسہ کرو۔ ورتق بن نوفل نے کہا کیا
انسان چھوکی باتیں لڑنے ہو تم لوگوں میں یقینہ ابراہیم اور اسماعیل ابو طالب محبوب ہیں اس سے
باتیں ہونے کی درخواست کرو۔ ابو طالب باتیں سننے کی خواہش نہ کی اور آپ کے ساتھ بیٹے ابوطالب
کے چھوٹے چھوٹے پٹے لگے۔ ان بچوں کے درمیان میں ایک ایسا بچہ تھا جو سویرے کی طرح رشک میں تھا۔
میں نے اچھڑنے لگا۔ اپنی پشت کو دیوار کیسے سے ٹکادیا اور اپنی انگلی پر کچھ بڑھا اور بچے بھی پڑنے
لگے۔ اس وقت ہاواں آئی۔ او خوب برسا۔ ابو طالب سے ایسا رعبہ قصیدہ پڑھا اس حدیث کی طرح
ایک اور حدیث ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہم آپ کی خدمت
میں حاضر ہو سکتے ہیں کہ رخصت سالی کا یہ عام ہے ہمارے پاس جس نے اسے سینے ڈٹ تک نہیں ہے
رہنے دعا فرمائی اور باتیں ہوئی یہ حدیث بھی ہے

فصل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقہ فقہی معجزات

حی بن اخطب مدینہ میں آیا۔ اور وہ بنو نضیر تھائی صوم کے پاس کر رہے تھے۔ کہ اس شخص
پر تعجب ہے جو تمہارے دین میں داخل ہوگا جس کی کل مدت سال ہے اس سے اس کا سبب پوچھا
تو کہا اللہ جس کے عدد علم ابجد کی دسے الف ایک لام کے تیس اور میم کے چالیس ہیں۔ جو
اٹھ سال دس دن کے ہیں۔ اے محمد ان کے عدد وہ بھی لونا بات ہے۔ فرمایا املص اس نے کہ الف کا
ایک ہوا لام کے تیس میم کے پچیس اور دس کے نو سے کن ۱۰ سال ہوئے۔ کہا اور بھی کوئی بات ہے۔
کہا اور بھی ہیں؟ فرمایا۔ ہوا کہ یہ تو میا سلسلہ ہے۔ کہا اور بھی ہیں۔ امتر کہا اور بھی ہیں؟ فرمایا۔ ہاں
کہیں بعض۔ احمہ یسوع اور طلحہ مدنی کے کہا تمہارا معاملہ عمارتی سمجھو سے بالآخر سہے۔

ہامون نے حکیم ابراہیم راہ اشمالہ اللہ سے کہا کہ جب سرزد شدہ احکامات آتے ہیں تو تم ہمارے نبی
پر ایمان کیوں نہیں لیتے اور تم علم اور کیا بات کے ملک بھی ہو۔ اس نے کہا کہ میں کس طرح ایک چھوٹے

آؤمی پر ایمان لائیں۔ اور اس کی تصدیق کر دیں۔ اور میں اس کے جھوٹ کو بتاتا ہوں۔ اور نبی جھوٹا نہیں ہوتا
 مومن نے کہا یہ کیوں کر؟ کہا کہ محمدؐ کا قول ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ اور خاتم الانبیاء ہوں۔ اور میرے
 بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہمارا کدی یہ بات میرے علم کے لحاظ سے باطل جھوٹی ہے۔ کیونکہ ہذا پہ بھی اس طائفت
 پیدا ہوگا۔ وہ ضرور نبی ہوگا۔ اس بات سے میرے لئے اس کا کہ بظاہر ہو گیا کیوں کہ آپؐ نے کہا کہ میرے بعد
 کوئی نبی نہیں ہوگا میں ایسے انسان کی طرح ایمان لائیں اور اس کی تصدیق کر دیں۔ مومن شرمندہ ہوا۔ اور فقہا
 حیران رہ گئے اس جگہ ایک بولنے والے نے کہا کہ یہ جہت میں کہ آنحضرتؐ صلعم پہنچے ہیں اور آپؐ خاتم الانبیاء
 ہیں کیونکہ تمام صحابہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ صلعم ہستارہ شریٰ عطار و زہرہ اور مرتضیٰ
 اور جو بچہ ان حالات میں پیدا ہوگا۔ وہ اسی وقت مر جائے گا۔ اگر زندہ رہے تو سات دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا۔
 اور آنحضرتؐ ۳۳ سال زندہ اور پتی رہے۔ یہ بات درست ہے کہ آنحضرتؐ صلعم خداوند تعالیٰ کا ایک بندہ
 معجزہ تھے آپؐ سے ایسے معجزات وقوع پذیر ہوئے جو آپؐ سے پہلے ہر بعد کسی سے ظاہر نہ ہوئے۔ یہ درخواست
 نے اس بات کا اثر کیا ہے اور مسلمان ہو گیا۔ اور اس کا نام داشت۔ اللہ جلیم رہا کیا جو شخص شریٰ دایعے گا۔ وہ علم
 حکمت بیاحت سطوت اور ریاست کا مالک ہوگا۔ اور شخص عطار و دیکھے گا۔ وہ لطافت مرافقت
 عورت اور فصاحت اور سلطنت کا مالک ہوگا۔ اور جو ستارہ زہرہ کو دیکھے گا۔ وہ سیاست بشارت
 بشارت بلیب جنال بہ غنچ اور دلال کا اور جو مرتضیٰ کو دیکھے گا۔ وہ تلوار جلدوت قتال، قہر نعبہ اور غار بہ
 کا مالک ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ میں یہ تمام صفات جمع کر دی ہیں۔

بعض نجومیوں نے کہا کہ انبیاء کی ولادت سفید اور میزان میں واقع ہوتی ہے اور نبی صلعم کا طالع میزان
 تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں سماکہ کے ساتھ پیدا ہوا ہوں۔ نجومیوں کے سب کے لحاظ سے آپؐ سماکہ
 راجح ہیں بلال نے غارت کے مالی سے ہمارے زہدات شجعی کو لے لیا جب وادی نعام میں بلال پہنچے
 تو وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔۔۔ اور آپؐ کو خوب مارا۔ جمانہ سوتا چاندی اور سب سامان جو اس سفر میں
 تھا۔ اسے لٹا دی۔ وپٹ باپ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر شکر سے نکلی۔ شہاب بن مازن کے پاس
 چل گئی جس سے اس کے باپ نے نکاح کر دیا تھا۔ مازن کا لقب کوکب وری تھا۔ بلال کے آنے میں دیر نہ
 سے آنحضرتؐ صلعم نے آپؐ کے پاس مسلمان اور مہیب کو بھیجا جب یہ دونوں پہنچے۔ تو انہوں نے بلال کو زمین
 مردہ حالت میں پایا اور اس کے نیچے سے خون بہہ رہا تھا۔ یہ دونوں نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپؐ

کو بلال کے متعلق اکابر کیا بھی صلعم نے فرمایا نہ مانہ کر دے۔ پھر آنحضرت صلعم نے دو رکعت نماز پڑھی اور وہاں
 مانگیں۔ اور پانی کا ایک پیو پیا اور اس کو بول پھڑکا۔ بلال کو دکر کھڑا ہو گیا۔ اور آنحضرت صلعم کے قدموں کو
 چومنے کا رسول اللہ صلعم نے وریافت فرمایا۔ اسے بلال تیرے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟ وہ صبر کیا جانا
 بنت زحاف نے اور میں اس پر عاشق تھا۔ فرمایا اسے بلال مجھے بشارت محمد میں غنیمت اس کے پاس آ رہا
 کو بھیجوں گا۔ اور وہ لائی جائے گی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اسے ابو الحسن کہ یہ جبرائیل میرا بھائی تھے رب العالمین
 کی جانب سے آکاہ کرتا ہے۔ کہ جہانہ نے بلال کو نقل کیا ہے اور شہاب بن ہاشم نامی شخص سے پاس چلی گئی ہے
 اور اس سے اپنے شوہر سے تاشکیات کی ہے اور وہ ایک بیعت سے گرم سے جنگ کرنے کا راہ
 رکھتا ہے۔ تیبا، ہوسا و۔ اور مسلمانوں کو اس کو جانو۔ اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے گا۔ اور یہ مدینہ کی طرف
 لوٹ رہا ہوں۔

اس کے بعد امیر المومنین مسلمانوں کے ساتھ چل پڑے۔ اور وہ پٹنے میں تیزی کرتے تھے۔ انہوں نے
 شہاب کو جہا لیا۔ اور اس سے جہاد کی مسلمان فتح یاب ہوئے۔ شہاب اسلام لے آیا جہانہ اور شکر بن سلمان
 ہوئے۔ ان سب کو لے کر امام حضرت علی مدینہ میں وارد ہوئے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر تہجد
 اسلام کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اسے بلال! تم کیا کہتے ہو؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں جہانہ کو چاہتا
 تھا۔ لیکن اب مجھ سے شہاب اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ شہاب نے دو لونڈیاں دو گھوڑے اور دو اونٹنوں
 بلال کو بخش دیں۔

مسلم بن جابر سے روایت ہے کہ ام مہک نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں ایک برتن میں کچھ گھی بطور
 ہدیہ کے بھیجا تھا۔ اس کے فرزندوں نے اس سے اس طلب کیا۔ اور ان لوگوں کے پاس اور کوئی چیز نہ تھی۔
 ام مہک نے اس برتن کو اٹھایا جس میں گھی ڈال کر رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ تو اس نے اس میں گھی
 پایا۔ وہ گھی اس کے گھر میں برائے سال کا کام دیتا رہا۔ آخر کار اس نے اس کو دھو ڈالا۔ اور وہ ختم ہو گیا۔ نبی
 صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تم نے اس دھو ڈالا ہے۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا اگر تم اس
 کو ابیا نہ منگوتی تو وہ ہمیشہ تمہارے پاس باقی رہتا۔

فصل

وہ معجزات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے

خزیمہ بن اوس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا چہرہ کو یہ سفید قلعہ میرے لئے فتح ہوگا شیشما نسبت انیسویں شہینا چہرہ پر سوار ہو کر سینہ و پٹہ اوڑھتے ہوئے میرے پاس آئے گی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کہ جب یہ چہرہ میں داخل ہوں گے تو وہ عورت ہمارے حصہ میں آئے گی۔ فرمایا ہاں جب چہرہ فتح ہوگی شیشما پکڑی گئی خزیمہ کے حق میں دو انصاریوں محمد بن سیدہ بنو یمن بنیشہ بنے گواہی دی کہ رسول اللہ نے اس عورت کو خزیمہ کے لئے کہا تھا۔ ثمالہ نے اس عورت کو خزیمہ کے حوالے کر دیا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کسرے کے بعد کوئی کسرے نہیں ہوگا اور یہ قیصر ملک ہوگا۔ تو کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تو ان دونوں کے خدائوں کو اپنے قصروں میں لاؤ گے۔

جبیر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شہر وہبلہ و جیل اور قطربل کے درمیان بنایا جائے گا جس کی طرف زمین سے خولنے والے جائیں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہاں زمین کے جاہل لوگ سکونت اختیار کریں گے۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ غاصطہ میں قیام کریں گے جس کا نام اب وہ ہوگا اور اس کے نزدیک ایک دریا ہوگا جس کا نام وہبلہ ہوگا۔ اور اس پر ایک پل ہوگا اور اس کے رہنے والوں میں اضافہ ہوگا۔ اور اس کے رہنے والے ہمارے ہوں گے۔

فضالہ بن ابی ذعلجہ انصاری اور عثمان بن مہزیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔ آخرین کا بدبخت تو میں انسان وہ ہوگا۔ جو نہیں ضرب دگائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے

۱۔ علاقہ کا ایک موضع ہے جس کی شہرت مشہور ہے۔ وہ وہاں کے قلیل کا علاقہ کاغلیں سے سب مرو جاتے ہوئے راستہ میں

پڑتا ہے و جیل کے علاقہ میں ہے۔ غالباً بغداد و عراق ہے ۱۲ منہ

سر کی طرف اشارہ کیا:

انس بن حارث سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا۔ میرا بہ فرزند بیٹے حسین عراقی کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا۔ تم میں سے جو شخص آپ کا زمانہ پائے آپ کی مدد کرے۔ اس روایت میں اس شے کا ذکر ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ام سلمہ کو دی تھی۔

امام حسن علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ یہ عنقریب دو گروہوں کے درمیان صلح کرانے گا۔ جناب ہاتھ مارا علیہ السلام کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت رونے اور منہ آپ سے فرمایا۔ تم میرے اہل بیت میں سب سے پہلے مجھے ملو گی۔

سوانح کے کتوں والی حدیث کہ وہ جناب بی بی عائشہ کو بھڑکیں گے چنانچہ اب ہوا تھا۔
خبر فہ نے کہا۔ اگر میں تم کو اس حدیث سے آگاہ کر دوں۔ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ تو تم مجھے سنسکا کر دو گے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ ہم ایسا کریں گے۔ کہا اگر میں تمہیں آگاہ کر دوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تصدیق کر دی۔ اور وہ تم سے پاس آئے گی۔ اور وہ تم سے پاس آئے گی۔ تو کیا تم میری اس بات کی تصدیق کر دو گے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ کون شخص اس بات کی تصدیق کرے گا، کہا تمہاری ماں حیرانیک غت گروہ کے ساتھ آئے گی۔ جس کی وجہ سے تمہارے چہرے رسوائی میں پڑ جائیں گے۔ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ایک عورت تھیں۔ ہاتھوں والے نو سپر سوار ہو گی۔ جس کے ارگودیت سے نو قتل ہوں گے۔ اور تم میں سے بہت بڑے ہاتھ والی سب سے پہلے مجھے ملے گی۔ یہ جناب سود کے متعلق ہے کہ آپ کا ہاتھ آپ کی تمام عورتوں سے زیادہ لمبا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوس قریبہ کے نائب نیر امان لائے کی خبر دی تھی۔
ابو یوسف انصاری کو بھیج قسطنطینہ کے پاس دیکھا گیا آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی کیا عادت ہے۔ کہا مجھے تمہارے مال و دولت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میں مر جاؤں تو مجھے دشمن کے علاقہ میں دفن کر دینا۔

۱۱۔ امام علی نقی علیہ السلام کے فرزند حضرت عید محمد علیہ السلام کا مراد ہے جو معجزات اور کرامات کا مرکز ہے۔ مندرجہ خود حضرت کی کرامت کا مشاہدہ کیا ہے حضرت کی سوانح عمری تالیف کی ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے شیخ جزیل یک ایجنسی لاہور سے شائع ہو رہی ہے ۱۲۰ محدث تالیف مفتی محمد

کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تسخیرِ حینہ کی تفصیل کے نیچے میرے اصحاب میں سے ایک مرد صالح و فاضل ہوگا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہ مرد میں ہو جاؤں۔ پھر آپ انتقال کر گئے۔ یہ لوگ جنگ کرتے ہوئے آپ کا جنازہ اٹھائے ہوئے آگے بڑھے قیصر نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے بنی کے صحابی نے ہم سے وصیت کی ہے کہ ہم آپ کو آپ کے علاقہ میں دفن کریں اور آپ کی وصیت کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ جب تم اس کو دفن کر کے چلے جاؤ گے تو ہم اس کو نکال کر کتوں کے حوالے کر دیں گے۔ انہوں نے کہا مگر تم نے ایسا کیا۔ تو قیصر نے کہا میں کون سا ایسا نہ رہے گا جس کو قتل نہ ہو جائے گا۔ اور کوئی گرجا ایسا باقی نہ رہے گا جس کو گرا نہ دیا جائے گا۔ اس کی قبر پر ایک قلعہ بنایا گیا جس میں آج تک مسلمان رہتے ہیں۔ آپ کی قبر کی زیارت کو پنج گنا سہ راک آتے ہیں۔ آپ کی قبر پر تسخیرِ حینہ کی تفصیل کے نیچے ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبریں پہنچتے تو آپ نے یہودیوں سے کہا کہ تم اس قلعہ میں بھی جا کر امان نہ پاسلو گے۔ کیوں کہ میں نے تمہارے قلعوں کو فتح کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قلعہ تو مقفل ہیں۔ اور ان کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کی کنجیاں میرے ہاں آگے لی گئیں ہیں۔ آپ نے ان کنجیوں کو نکال کر آپ کو دکھایا انہوں نے اپنے کلید بردار پر حمت نہ کی کہ انہوں نے اسے دیں۔ تو سوال کیا گیا کہ وہ کنجیاں آپ کے ہاں سے کیوں ہیں انہوں نے قسم کھائی کہ کنجیاں میرے ہاں ہیں۔ خداوند حق کہے اور کھڑے ہو کر دیکھیں کہ کلید بردار نے کہا کہ میں نے محمد کے ہاں دو کھنڈے آئے ان پر قلعہ لگا دیا۔ ان کے ہاں سے کنجیاں منفقہ و فقیریں پیدا ہو رہی ہیں۔ اب یہ قلعہ فقیریں بنے کنجیاں بن گئیں ہیں۔ آپ کا ایک عظیم امر ہے۔ وہ لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ کنجیاں آپ کو کس نے دی ہیں۔ فرمایا یہ اس شخص نے دی ہیں جس نے سوسے کو تینیاں دی تھیں وہ جیریل تھے کلید بردار نے کلمہ سہاوت پڑھا۔ انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان میں بعض لوگ اسلام لائے اور آپ کو اپنے گھروں میں بلگے دی۔ آپ نے ان سے خمس وصول کیا۔ واثقہ ذالقرنی والی بیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ قریبی رشتہ دار کون لوگ ہیں؟ فرمایا فاطمہ کو نک و سے دو۔ یہ فاطمہ کا اس کی ماں اور اس کی بہن منہ بنت ابی ہاشم کی طرف سے بطور میراث ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ نذر کر دیا تھا وہ جناب فاطمہ کے حوالے کر دیا۔ اور فرمایا یہ معاملہ بیت کی رو سے سب سے سیدہ ہے۔ مٹی پر جس پر آپ نے قدم رکھے ہیں۔ میں اس پر کوئی تریس نہیں کر دوں گی۔ آپ مجھ

ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا (۱۳) آپ کی امت کے مومنین پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ دوران کے
 حق میں استغفار کرتے ہیں۔ ہوا الذی یحییٰ عبیکم۔ ویستغفرن للذین امنوا (۱۴) آپ
 دوسرے پر سلام کرنے کا حکم۔ (۱۵) وضو کا حکم۔ (۱۶) تیمم کا حکم۔ (۱۷) پتھر سے استنجا کا حکم۔ (۱۸) پانی سے
 نجاست دور کرنے کی اجازت۔ (۱۹) زیادہ پانی میں نجاست اثر نہیں کرتی کا حکم۔ (۲۰) زیور پر ہر جگہ
 مجہدہ کی اجازت۔ (۲۱) مٹی کو پاک قرار دینا۔ (۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بغیر وضو کے نماز
 پڑھ سکتے تھے۔ (۲۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں بھلات خواب سونا اور دل کا نہ سونا تمام عیبی دلائل تمام
 قلبی (۲۴) حضرت پیر ہواک نماز فرض اور ہمارے لئے سنت قرار دینا۔ (۲۵) اذان کا حکم سونا (۲۶) اقامت
 کا حکم ہونا (۲۷) نماز مجہدہ کا حکم (۲۸) نماز باجماعت کا حکم (۲۹) رکوع کا حکم (۳۰) دو سجدوں کا حکم (۳۱) تشهد کا
 حکم (۳۲) سلام کا حکم (۳۳) نماز شب کا حکم (۳۴) نماز وتر کا حکم (۳۵) نماز کسوف و خسوف کا حکم۔
 (۳۶) نماز استسقا کا حکم۔ (۳۷) نماز عشا بخبرہ کا حکم (۳۸) آپ پر مال نہ لڑوۃ حرام قرار دیا گیا (۳۹) آپ پر
 صدقہ حرم ہوا۔ (۴۰) آپ پر کافر کا بغیر حرام قرار ہوا (۴۱) آپ کے لئے خمس حلال قرار دیا گیا (۴۲) مال لٹال
 حلال قرار دیا گیا (۴۳) مال غنیمت جائز قرار دیا گیا (۴۴) ماہ رمضان کے روزے سے فرض قرار دئے گئے (۴۵) شرب
 قدر کی عبارت واجب قرار دی گئی (۴۶) عیدین کی نماز (۴۷) ماہ رمضان میں بیع مکہ کھانے پینے اور بیعت
 کی اجازت دی گئی۔ (۴۸) صوم وصال حرام قرار دیا گیا۔ (۴۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربانی کرنا واجب اور ہم پر سنت
 قرار دیا گیا (۵۰) نظر واجب قرار دیا گیا (۵۱) آپ مکہ میں بغیر احرام داخل ہو سکتے تھے۔ (۵۲) آپ احرام
 کی حالت میں عقد نکاح کر سکتے تھے (۵۳) جہاد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی یہود دم بکھ (۵۴) آپ
 عرب و ہجرت کی وجہ سے دشمن پر غالب ہو جاتے تھے۔ نصرت۔ (۵۵) حبشہ جنگی لباس پہنتے تو جہاد
 کے بغیر نہ آتے تھے (۵۶) حبشہ جنگ کے لئے شریف مے جاتے تو ہمدان سے بغیر واپس نہیں آتے
 تھے۔ (۵۷) حبشہ میں دشمن سے شکرت نہیں بھاتے تھے۔ اگرچہ وہ زیادہ کیوں نہ ہوں کیوں کہ آپ کائنات
 سے زیادہ ہمارے تھے۔ (۵۸) خرمس عظیمین (۵۹) آپ کے لئے نوٹیاں اور ذی ورتوں سے نکاح کرنا حرام
 تھا دوران عورتوں سے بھی جو آپ سے نکاح دیا برا نہیں کرتی تھیں (۶۰) آپ کی عورتیں دوسروں کے لئے
 حرم نہیں (۶۱) آپ انتہا جبر کے ساتھ دشمنوں سے اور آپ کا عقد نکاح ہمیشہ ہو جاتا تھا (۶۲) آپ نو
 بی بیوں کے وقت کو سنے تھے (۶۳) آپ کی طائفت امت سے زیادہ تھی (۶۴) پسوں کی بڑی بڑی

برائے کی مڑب ہوتی تو اس کے لئے دو گنا عذاب تھا ۶۴) آپ کی اُمت پر احکام کو آسان کر دیا گیا ۶۵) قتل کے بغیر اور مور میں تو بہ کو آسان کر دیا گیا ۶۶) گناہ کا ر کی معصیت پر پردہ ڈال دیا گیا ۶۷) خط اور نیان سے ور گزریا گیا ۶۸) قصاص دیت اور معافی کا اختیار دیا گیا ۶۹) خطا اور عمد میں فرق قرار دیا گیا ۷۰) گناہ سے توبہ کو قبول کیا گیا ۷۱) حائضہ کو تہوں کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دے دی گئی ۷۲) آپ کی اُمت کو اہل کتاب کی سورتوں سے مکات کی اجازت دے دی گئی مذہب آپ کو کچھ سے اشرار کرنے سے اجازت نہ تھی ۷۳) اور پختہ سیدھی کر تکی اجازت نہ تھی ۷۴) آپ کو پس چھانے کی اجازت نہیں تھی ۷۵) آپ سے پہلے زمین سگافہ ہوگی ۷۶) آپ سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے ۷۷) آپ تمام انبیاء پر ان کے مراتب کی اور سیل کی کو اسی دیں گے ۷۸) آپ لوگوں کی قیامت کے روز اللہ کے نزدیک سفارش کریں گے ۷۹) قیامت کے روز آپ کے ہاتھ میں ایک جہنم اسو کا جس کا نام را حمد ہے ۸۰) آپ حوض کوثر کے مالک ہوں گے ۸۱) کوثر آپ کی ملکیت میں ہوگا۔ ۸۲) قیامت کے روز آپ سے غیر کے ستموں و بد رفتاریاں جائے گا ۸۳) تمام لوگوں کو پناہ حساب آپ دینا ہوگا ۸۴) سب نبیا سے آپ کا درجہ بلند ہوگا۔ ۸۵) تمام انبیاء سے آپ کی اُمت زیادہ ہوگی ۸۶) آپ کو ستمے عزت سے جہ جہ جو کسی اور نبی کو نہیں ملے ۸۷) آپ کو چار ستر چار سو چالیس معجزے ملے بعض تیس دلاڑ بعض بوقت وادات بعض بشت کے بعد و بعض وفات کے بعد ظاہر ہوئے۔ ۸۸) قرآن آپ کا معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔

ہر نبی کو زمانے کے حالات کے تحت معجزات دے گئے ۱) موسیٰ کو عصا کا معجزہ دیا گیا جس نے سانپوں کو بکل بیا تھا۔ و سمندر کو خشک کر دیا تھا۔ و اللہ تعالیٰ نے عصا کو اڑھاک کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا جس سے بدوڑ بہوت ہوئے تھے اور کافر ذلیل ہوئے تھے ۲) عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسویوں کا زور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں سب کی کہ مرگے سے زندہ کرنے کا معجزہ دیا جس کی وجہ سے طبریہ و بشت زہد اور عقیل مند شتہ رہ گیا تھا۔ ۳) ان کے بعد کی قوم فاسق و طغیان تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے سب تو قرآن کا معجزہ عطا کیا جس میں قبضت کے ساتھ فصحا تھا ہوا اور ملتی قرآن کی دعا غسٹہ کو مان گئے تھے اور شعیر قرآن کی اعجازیت کے

۱) ہر نبی کو زمانے کے حالات کے تحت معجزات دے گئے ۱) موسیٰ کو عصا کا معجزہ دیا گیا جس نے سانپوں کو بکل بیا تھا۔ و سمندر کو خشک کر دیا تھا۔ و اللہ تعالیٰ نے عصا کو اڑھاک کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا جس سے بدوڑ بہوت ہوئے تھے اور کافر ذلیل ہوئے تھے ۲) عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسویوں کا زور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں سب کی کہ مرگے سے زندہ کرنے کا معجزہ دیا جس کی وجہ سے طبریہ و بشت زہد اور عقیل مند شتہ رہ گیا تھا۔ ۳) ان کے بعد کی قوم فاسق و طغیان تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے سب تو قرآن کا معجزہ عطا کیا جس میں قبضت کے ساتھ فصحا تھا ہوا اور ملتی قرآن کی دعا غسٹہ کو مان گئے تھے اور شعیر قرآن کی اعجازیت کے

۱) ہر نبی کو زمانے کے حالات کے تحت معجزات دے گئے ۱) موسیٰ کو عصا کا معجزہ دیا گیا جس نے سانپوں کو بکل بیا تھا۔ و سمندر کو خشک کر دیا تھا۔ و اللہ تعالیٰ نے عصا کو اڑھاک کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا جس سے بدوڑ بہوت ہوئے تھے اور کافر ذلیل ہوئے تھے ۲) عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسویوں کا زور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں سب کی کہ مرگے سے زندہ کرنے کا معجزہ دیا جس کی وجہ سے طبریہ و بشت زہد اور عقیل مند شتہ رہ گیا تھا۔ ۳) ان کے بعد کی قوم فاسق و طغیان تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے سب تو قرآن کا معجزہ عطا کیا جس میں قبضت کے ساتھ فصحا تھا ہوا اور ملتی قرآن کی دعا غسٹہ کو مان گئے تھے اور شعیر قرآن کی اعجازیت کے

آگے طفل مرتب معلوم ہونے لگے

معجز نامہ قوم میں اسی کے افہام عقول اور افواہ کے مطابق معجزہ لاتا ہے نہ ہی اس میں جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی قوم تھی۔ ان میں بلاوت اور غیابت پائی جاتی تھی۔ ان میں سے کسی شخص کا ہمتیہ تمام منقول نہیں ہوا۔ عرب قوم نہایت فہیم اور ذہین تھی۔ تو انہیں قرآن کا معجزہ دیکھ کر وہ اپنی عقل کی وجہ سے قرآن کی کب تک پہنچ سکے:

۹۰۔ قرآن کے معجزہ ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ قرآن دنیا میں پھیلا اور زمانے میں باقی رہے گا۔ اس کا اعجاز ہمیشہ باقی رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد قرآن شہر دنیا کے مشرق و مغرب جنوب و شمال میں پھیلا ایک زمانے کے بعد دوسرے زمانے میں اور ایک صدی کے بعد دوسری صدی برابر دنیا میں ہمیشہ آیا۔ آج سترہ آپ کے مبعوث ہونے ہو گیا ہے لیکن کئی شخص میں اس بات کی جرأت نہیں ہوئی کہ قرآن کا منہ بد کر سکے۔ اور اس کی مثل بناسکے۔ صاحب نے کہا ہے

قلت فمن مداد الدين الحنيف : جب نقلت احمد خير السارة الوسل
قالت فهل يعجز واتي الرسول به قلت انقران وقد اعني به الاول
اس نے کہا کہ دین حنیف کا مالک کون ہے جو اب وہ میں نے کہا احمد ہیں جو تمام رسولوں کے سرور ہیں۔

اس نے کہا کہ اس رسول کو معجزہ دیا گیا ہے میں نے کہا قرآن آپ کا معجزہ ہے جس کی نظیر لانے سے پہلے لوگ عاجز آگئے تھے۔
ابن حنبل نے کہا ہے

فمن ياتهم القرآن يهدي كل من فكر ولو لم يك من ياتهم : الا الفتى حيدر
آنحضرت کے معجزات میں سے قرآن معجزہ ہے جو شخص اس میں غم نہ کرے گا۔ اس کو ہدایت دیتا ہے اگر قرآن کو آپ کا معجزہ نہ بھی قرار دیا جاتا تو صرف حیدر (علیؑ) نوجوان ایک معجزہ کے لئے کافی تھا۔

فصل آداب و مزاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ جلیل القدر، سب سے زیادہ صاحب حلم و سب سے زیادہ انصاف کرنے والے، سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ زہد و زہدیں آپ کے ہاتھ نے کسی نامحرم عورت کو مس نہیں کیا۔ سب لوگوں سے زیادہ سخی آپ کوئی دینار درہم اپنے پاس بچا کر نہیں رکھتے تھے، اگر آپ کے پاس کوئی درہم و دینار بچ جاتا تھا، اور رات آجاتی تھی، تو اس وقت تک اپنے گھر میں تشریف نہیں لاتے تھے، جب تک وہ رقم مستحق کے حوالے نہ کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ کو دیا تھا، آپ اس سے صرف قوت لایموت پتے تھے، آپ کی زیادہ تر خوراک جو اور بکھوڑیں تھیں، باقی سب راہ خدا میں دے دیتے، جو شخص بھی سوال کرتا اس کو دے دیتے، آپ قوت لایموت پر گزارہ کرتے، اور اس سے بھی بشار سے کام لیتے، بسا اوقات سال کے ختم ہونے سے پہلے خرچ ختم ہوتا تھا، اور آپ کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، زمین پر تشعب رکھتے، زمین پر سوتے اور زمین پر پیند کرتے تھے، پانی جوئی کو خود بوند لگاتے تھے، اور اپنے کپڑے کا خود ہاتھ لگاتے تھے، خود دروازہ کھولتے، بکری کو خود دھستے، اونٹ کو خود باندھتے، خود کھوتے تھے، جب غلام دھک مچاتا، تو اس کے ساتھ خود آٹا پیستے، رات کے لئے طہارت کا پانی اپنے ہاتھ سے بھر کر رکھتے، اور پانی کا برتن آپ کے آگے کوئی نہیں بڑھاتا تھا، تکہ لگا کر نہ بیٹھتے، اپنے گھروالوں کا کام میں ہاتھ بڑھاتے، گوشت کے خورد کاٹتے کرتے، جب کھانا کھانے بیٹھتے تو عجز و انکاری کیا نہ بیٹھتے، اپنی انگلیوں کو چاٹتے، آزاد اور غلام کی دعوت کو قبول کرتے، اگر یہ قصور اور جہا پڑتا، یا زیادہ بدیہ کو قبول دیتے، اگرچہ دودھ کا ایک پیالہ کیوں نہ ہوتا تھا، آپ صدقہ کا مال نہیں کھاتے تھے، کسی کے چہرے کو گھور کر نہیں دیکھتے تھے، اللہ کی خاطر ناراض ہوتے اپنی ذات کے لئے ناراض نہیں ہوتے تھے، جھوگ کی وجہ سے پریش پر پتھر باندھتے تھے، جو کچھ موجود ہوتا اس کو تناول فرماتے اور رد نہیں فرماتے تھے، بیک وقت دو ہنر سے نہیں بیٹھتے، ہنسی چادر پہنتے، اون کا پیرازیب تن کرتے، مولیٰ، دلی، کا پیرا یا کتان کا پیرا پہنتے، اکثر اذنان سفید کپڑا پہنتے، عملے پر عامر باندھتے تھے، قمیض پہنتے، جموعہ کا لباس خاص طور پر ہوتا تھا۔

۱۔ بعض اخبار میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کا پیرا کم استعمال فرماتے تھے ۱۲ مترجم

جب نیا کپڑا پہنتے تو پرانا کپڑا کسی سئین کو دے دیتے جب کہیں جاتے تو عبا کو تہ کر کے نیچے پھایا کرتے۔
 واپسے ہاتھ کی چوٹی انگلی میں چاندی کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ خربوزہ کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ بدبو سے نفرت
 کرتے دھوکے مسوک کرتے۔ سواری کے وقت اپنے پیچھے خادم یا نسی بو کو سوار لے لیتے۔ کھوڑا بچہ اور گدھا
 جو بھی ان میں سوار کی کو میسر آجائے۔ اس پر سوار ہو جاتے تھے۔ گدھے پر زین کے بغیر سوار ہوتے۔ پیدل ننگے
 پاؤں چلتے نہ آپ پر چادر ہوتی تھی اور نہ ہی عصا ہوتا تھا۔ اور نہ ہی پگڑی جنازوں کے ساتھ جاتے مریض
 کی عیادت کرتے۔ اگرچہ وہ مہینہ کے آخری کونسے میں کیوں نہ رہتا ہو غائبانے ساتھ بیٹھتے۔ درسا کین کو اپنے
 ہاتھ سے کہی ناکھانے۔ اچھے لوگوں کی عزت کرتے۔ شرافت والوں سے نیکی کا برتاؤ کرتے۔ رشتہ داروں سے
 صلہ رحم کرتے۔ اور دل کو ان پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔ ان اس بات میں ایسا کرتے جو ب خدا ایسا عام و بیا
 کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے عندکہ نے دلوں کا ہند قبول کر لیتے جب تک قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔ تمام لوگوں
 سے زیادہ مسکراتے تھے۔ جب مہنتے تھے تو قبیلہ نہیں لگاتے تھے۔ کھانے اور پہننے میں اپنے غلاموں اور کنیزوں
 سے زیادہ نہیں پاستے تھے۔ گھال کا جواب گالی سے نہیں دیتے تھے۔ کسی عورت اور خدام پر رست نہیں
 کرتے تھے اور کسی کو خدمت نہیں کرتے تھے۔ سو فرماتے اس کو چھوڑ دو۔ آپ کے پاس آزاد غلام اور لونڈی جو
 بھی آتا تھا اس کی حاجت بغیر ترش رول اور بدشتی سے پوری کرتے گلیوں میں شیر و غل نہ کرتے۔ بڑائی کا
 بدلہ بڑائی سے نہیں دیتے تھے۔ صاف کہہ دیتے تھے۔ اور درگزر کرتے تھے۔ جو شخص خدا اس سے سلام کی ابتداء
 فرماتے۔ جب کوئی اپنی ضرورت بیان رتا تو اس کو آرام سے سنتے۔ اور وہ شخص خود چلا جاتا تھا۔ جب کوئی آپ
 کا ہاتھ پکارتا۔ آپ اس کو نہیں چھوڑتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ خود چھوڑ دیتا تھا۔ جب کوئی مسلمان ملتا تو آپ مصافحہ
 کرنے میں پہل کرتے تھے۔ اٹھتے بیٹھتے آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ اگر کوئی آپ کے پاس آتا۔ اور آپ نماز
 میں ہوتے تو اس کی خاطر نماز میں تخفیف کرتے۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور دلاتے تمہاری کیا ضرورت
 ہے۔ آپ اس وقت تک بیٹھے رہتے جب تک مجلس اُٹھ نہ جاتی تھی۔ عام طور پر آپ قبلہ رو ہو کر بیٹھتے تھے
 جو آپ کے پاس آتا اس کی عزت کرتے۔ اس کے لئے اپنا کپڑا بچھاتے۔ یا اس کی پٹے پر ساتھ بٹھاتے جو آپ
 کے تسلیم ہوتا تھا۔ خوش اور ناراضگی میں صرت حق بات کہتے گلاؤں کو کھجوروں اور ملک کے ساتھ کھاتے۔
 پھلوں میں زیادہ مرغوب کھجور۔ خربوز اور انگور تھا۔ آپ کی زیادہ خوراک پانی اور کھجور ہوتی تھی۔ آپ دودھ
 کے ساتھ چھوٹا ملا کر کھاتے۔ اور ان کو اطمینان فرماتے تھے۔ آپ کو گوشت زیادہ مرغوب تھا۔ گوشت

اور شہید کو کھاتے تھے آپ مشورہ کو زیادہ پسند کرتے شکار کا گوشت کھاتے لیکن شکار نہیں کرتے تھے۔
روٹی اور روغن کھاتے۔ بکری کا ہاتھ اور شانہ زیادہ مرغوب تھا۔ سرکہ پسند تھا۔ کھجور میں عجرہ کھجور کو پسند
کرتے سبز یوں میں ساگ اور پیٹن۔

مزاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح کرتے تھے لیکن حق بات کہتے تھے۔ ایک حبشی غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
سفر میں تھا جو شخص بھی تھک جاتا تھا اس پر اپنا سامان لا دیتا تھا۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے
پاس سے گذرے۔ اور فرمایا تم کشتی ہو۔ اور آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔ آپ نے ایک شخص کو پیچھے سے پکڑ کر فرمایا
اس عبد کو کون خریدتا ہے اور اس سے آپ کی مراد عبد اللہ تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا اسے دو کانوں والے اس بات کو بھولنا نہیں۔

ذہب بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کا ذکر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یہ وہی شخص ہے جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔ اس نے کہا اس کی آنکھوں میں سفیدی نہیں ہے اس
نے اپنے شوہر سے اس بات کا ذکر کیا تو اس نے کہا کیا تو نہیں دیکھتی کہ میری آنکھوں کی سفیدی سیاہی
سے زیادہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ کو دیکھا جس پر گنٹ مکا بار تھا فرمایا یہ جادو ہے اور یہ گنڈم سے بنتا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو دیکھا کہ اس کا پیٹ بکلا ہوا تھا۔ فرمایا اسے ام حنین کے بچے کی ماں
ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک عورت کو تہجد ڈھلا لیا جس پر پٹیا اور فرمایا
اس کو پہن لو۔ اور اللہ کی حمد کرو۔ اس کے دامن کو دہن کی طرح کھینچ کر چلو۔
انصار کی ایک بوڑھی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ میرے لئے جنت میں داخل ہونے کی
دعا فرمائیں۔ فرمایا بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ وہ عورت رو پڑی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑے
اور فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا۔

انا انشانا من انشاء فجعلنا من ابکارا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اشجعیہ بوڑھی سے فرمایا۔ بوڑھی عورت ہمیشہ میں داخل نہیں ہوگی۔ بلال نے
اسے روئے ہوئے دیکھا تو اس نے اس بات کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حبشی کے ساتھ

بھی ہی سیک ہوگا۔

یہ دونوں بیٹے کر رونے لگے عباس نے انہیں دیکھا تو ان کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا آپ نے فرمایا ہر شخص پر کا بھی یہی شہر ہوگا۔ پھر آپ نے بنی حضرت کو بلایا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ ان کو بہت خوبصورت شکل میں دوبارہ اٹھائے گا۔ اور فرمایا کہ یہ لوگ نوجوان و نوری شکل میں عیت میں داخل ہوں گے۔ جنت کے رہنے والے انھیں سوائے حوائی واسے ہوں گے اور ان کی آنکھیں ڈھری ہوں گی۔

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم جانتے ہیں آپ سچے نبی ہیں اور اسلام آپ کا دین ہے۔ ہم اس کی تعلیم کرتے ہیں۔ ہم اسلام لانے کے ساتھ ساتھ کوئی چیز بھی طلب کرتے ہیں جس کو چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! اس کی حاجت پوری کر دو۔ علی علیہ السلام نے اسے سیر کر دیا۔ اور اس کو ایک اونٹنی اور کھجوریں دے دیں۔

ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارے پیروکاروں کو یہ معلوم ہوا ہے کہ وہاں لوگوں کے پاس آنے کا۔ اور انھیں شریک کھانے کا وہ تمام لوگ بھوک کے باعث مرجا رہے ہیں۔ میرے ہاں آپ پر قربان ہوں۔ میں پرہیزگاری اور زہد دل و جہ سے شریک کھانے سے ٹک گیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو اسی چیز کے ذریعے بے پروا کر دے جس کے ذریعے مومنین کو بے پروا کرے گا۔

خالد قسری کے دادا نے ایک عورت کا بوسہ لیا۔ اس عورت نے اس بات کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا۔ اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور اس نے کہا کہ اگر حضور آپ ہیں تو مجھ سے بدلے لیوں سوال اللہ اور آپ سے محبت ہنس پڑے۔ آپ نے فرمایا پھر تو ایسا کرے گا کہ میں کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم ایسا پھر نہیں کروں گا۔ آپ نے اس سے دنگہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیب کو کھجوریں کھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تم کھجوریں کھاتے ہو حالانکہ تمہاری آنکھ دکھتی ہے۔ عروہ کہہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھجوریں اس حصے میں کھاتا ہوں۔ اور میری آنکھ دوسرے حصے میں دکھتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سہیلہ کو عرب سے مزارع کرنے سے منع فرمایا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی چرائی اور اسے مین رکھ کر کھجوریں حاصل کیں۔ اور انہیں لانے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابو سہیلہ!

کی کھار ہے ہو۔

عرض کیا اللہ کے رسول کی جوتی ہمارے ہوں۔ سو بیٹھ مہاجر بنی نے نیماں بدوی سے کہا کہ مجھے کھانا: خدا نے
 اس نے کہا سفر کا سامان ہے۔ ساتھی آجائیں نبیؐ ایسا ہوگا۔ یہ لوگ ایک قوم کے پاس سے گذرے سو بیٹھنے
 ان سے کہا کہ کیا تم مجھ سے ایک غلام خریدو گے؟ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ اس نے کہا کہ اس غلام کی ایک
 خاص بات ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں آزاد ہوں۔ انہوں نے اس کو خرید لیا۔ اور اس کے گلے میں ایک پٹی ڈال
 دی۔ نیماں نے کہا کہ یہ نفاق کرتا ہے۔ کہ میں آزاد ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی خبر مجھے معلوم ہو چکی ہے
 وہ اس کو بے کر چل دینے لوگوں نے ان کو گھیر لیا۔ اور اسے پھڑوا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سن دہنس پڑا۔
 محمد بن اوفس نے انھوں پر پٹی باندھی تھی۔ اور آواز دی کہ بٹے کوئی شخص لے جائے۔ تاکہ میں مشاب کر
 لوں۔ نعیمان نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر مسجد کے چھتے حصے میں لے گئے اور کہا۔ یہاں مشاب کرو۔ اس نے
 پیشاب کیا۔ لوگوں نے دیکھ کر چپا ناشرہ دے گیا۔ اس نے کہا مجھے یہاں کون لایا تھا۔ لوگوں نے کہا۔ نعیمان نے
 اس سے کہا۔ خدا کی قسم میں اسے اپنے اس دنگے سے ضرور ماروں گا۔ نعیمان کو بھی اس بات کا پتہ چل گیا۔
 نعیمان نے اس سے کہا تمہیں نعیمان کی تلاش ہے؟ کہا ہاں۔ کیا اٹھو۔ وہ اس کے ساتھ چل دیا۔ وہ اس کو حضرت
 عثمان کے پاس لے آئے۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور کہا کہ یہی وہ شخص ہے جو آپ کو پیش کر لیا تھا۔ اس نے
 ہاتھوں میں دنگے کو پکڑ کر آپ کو مارا۔ لوگوں نے کہا یہ تو امیر المومنین (عثمان) ہیں۔ اس نے کہا مجھے یہاں کون
 لایا تھا؟ انہوں نے کہا۔ نعیمان۔ اس نے کہا میں ہرگز ایسا کام بھیر نعیمان کے ساتھ نہیں کروں گا۔
 نعیمان نے ایک شہد کا برتن عربی کے ساتھ دیکھا۔ اور اس کو اس سے خرید لیا۔ اور عائشہ کی بدی کے دن
 اس کے دروازے پر اسے لایا۔ اور اس کو اسے لے لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیال کیا کہ کسی شخص نے آپ کی
 خدمت میں بطور تحفہ کئے پیش کیا ہے۔ نعیمان وہاں سے گذرا اور اعرابی دروازے پر موجود تھا۔ جب اعرابی
 کو جھپٹے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا۔ تو اس نے کہا۔ اسے لوگوں کا شہد کے برتن واپس کر دو۔ اگر تمہارے پاس رقم نہیں ہے
 رسول اللہ کو اصل واقعہ علم ہوا۔ آپ نے اسے قیمت ادا کر دی۔ آپ نے نعیمان سے کہا۔ رقم نے یہ کام کیا
 کیا؟ کہا۔ میں نے دیکھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند فرماتے ہیں اور اعرابی شہد کا برتن لے کر آئے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسے اور اس کو کچھ نہ کہا۔

فصل

اسماء اور القاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن مجید میں چار سو چار نام ہیں۔

- ۱۔ عالم وعالمک ما سمع تکن تعلم۔ ۲۔ حاکم فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکمواک
- ۳۔ خاتم خاتم النبیین ۴۔ عابد واعبد ربک
- ۵۔ ساجد وکن من ساجدین ۶۔ شاهد انہ ارسلناک شامداً
- ۷۔ مجاہد یا ایہا النبی جاهد الکفار ۸۔ ظاہر طہ ما انزلنا
- ۹۔ شاکر شاکراً لانعمہ اجستبہ ۱۰۔ صابر واصبر وما صبرک
- ۱۱۔ ذاکر واذکر اسم ربک ۱۲۔ قاضی ماذا قضی اللہ ورسولہ
- ۱۳۔ راضی بعلتک ترضی ۱۴۔ داعی وداعیاً الی اللہ باذنه
- ۱۵۔ ہادی وانیک لتہدی (۱۵) قاری اقرا باسم ربک (۱۶) تالی بیتلو عیبہم
- ۱۸۔ نامی وما نہا کم عنہ (۱۸) امر وامرأہک (۲۰) صانع فاصنع بہما توامر
- ۲۱۔ صادق ص القرآن (۲۲) قانتہ امن ہو قانت (۲۳) حافظ یحفظ فلو شہ من ص اللہ
- ۲۴۔ غالب وان جندنا (۲۵) عامل ووجدک عناداً (۲۶) ضال آپ کے فریو گمراہ نے ہدایت
- پائی ووجدک سداً (۲۷) کریم اندہ بقول رسول کریم (۲۸) ذوف رحیم (۲۹) عظیم
- وانک عسی خلق عظیم (۳۰) قیم اسم جسدک یتیم (۳۱) مستقیم فاستقیم کما امرت
- (۳۲) معصوم واللہ یعممک (۳۳) بشیرا : ارسلناک بالحق بشیراً (۳۴) نذیر وندبراً
- (۳۵) شہید وجنابک شہیداً (۳۶) قریب اق القرآن (۳۷) حبیب بحب اور محبوب قرآن کے
- سات مقامات پر آیا ہے۔ ۳۸۔ نبی یا ایہا النبی (۳۹) قوی ذی قوۃ (۴۰) وحی
- ویرک۔ اوحی تا یبیت (۴۱) انی انبی الامی (۴۲) امین ملایع شہ امین (۴۳) مبین
- عند ذی اعرش (۴۴) مبین وقل انی انا النذیر (۴۵) نذیر فذلک انما انت ان
- (۴۶) مبشر ومبشر رسول (۴۷) نذیر فذلک انت منذر (۴۸) متذکر واستغفر لذنبک

(۴۹) کج فیج بحمد ربك (۵۰) فصل لربك (۵۱) مصدق مصداقاً لهما معكم
 (۵۲) بلغ یا ایہا الرسول بلغ (۵۳) محدث واما بنعمة ربك فحدث (۵۴) مومن
 امن الرسول (۵۵) متوكل ذو توکل علی الحی (۵۶) عزل یا ایہا المزمحل (۵۷) مدثر
 یا ایہا المدثر (۵۸) تنجید من اللیل فکھجید (۵۹) منادی سمعنا منادياً (۶۰) متبذی
 وحداة الی صراط (۶۱) حق قد جاءکم الحق (۶۲) صدق فالذی جاء بالصديق (۶۳) ذکر
 انا ارسلناک الیکم ذکراً (۶۴) برهان قد جاءکم برهان (۶۵) فضل قل بفضل الله
 (۶۶) مرسل انت لمن المرسلین (۶۷) معوث هو الذی بعث (۶۸) فنادی ربک یخلق
 (۶۹) مغفور لیغفر لك الله (۷۰) مکفی انا کفیناک (۷۱) مفرج (۷۲) یفیع ورفعتک (۷۳) مؤید
 هو الذی یدک (۷۴) منصور ینصرت الله (۷۵) مطاع میکن مطاع (۷۶) حسی سد وریا الحق
 (۷۷) یسے وما منیع الناس (۷۸) رسول یا ایہا الرسول (۷۹) روف بالمؤمنین روف
 (۸۰) یثمت یس فون نعمت الله (۸۱) رحمت وما ارسلناک الا رحمة (۸۲) نور قد جاءکم
 من الله نور (۸۳) فجر والنجم ویال (۸۴) المصباح فی زجاجة (۸۵) سراج ودر اجمیراً
 (۸۶) صبحی والضحی واللیل (۸۷) نجم والنجم اذا هو (۸۸) شمس شم جعلنا الشمس (۸۹) بدر طه
 (۹۰) ظن الم ترالی ربک کیف من اظلم (۹۱) بشر بشر شکم (۹۲) ناس ام یحسدون الناس
 (۹۳) اقل خلق الانسان (۹۴) ریل علی رجل منکم (۹۵) صاحب مافضل صاحبکم وما غوی
 (۹۶) حید اسری بعید (۹۷) مجتبی ولكن الله یجتبی (۹۸) مقتدی فیهد اھم اقتد
 (۹۹) مرتضی الامن الرضی (۱۰۰) الله یعطی (۱۰۱) احمد یاتی من بعدی اسعد احمد
 (۱۰۲) محمد محمد رسول الله (۱۰۳) کھیعص (۱۰۴) یس (۱۰۵) طه (۱۰۶) حمسق
 ہر حرف جو کسی نام پر دلالت کرتا ہے وہ آپ کا نام ہے۔ مثلاً کافی، ہادی، عارف، سخی
 ظاہر وغیرہ وغیرہ

اور وہ نام جو آپ کے احادیث میں مذکور ہیں۔ وہ یہ ہیں

(۱) علقہ انبیاء کے بعد آنے والے۔ (۲) حاجی کفر کو مٹانے والے اور اپنے ماننے والوں کے گناہ
 محو کرنے والے (۳) عاشق لوگوں کا شریک کے قدموں میں ہوگا۔ (۴) متقی انبیاء کی جماعت آپ کے

چہچہ ہوگی۔ (۵) موقف لوگوں کو اللہ کے سامنے کھڑا کریں گے (۶) بخشش کامل اور جامع (۷) ناش
 (۸) نام (۹) نفی (۱۰) مطاع (۱۱) انجی (۱۲) مامون (۱۳) جنت (۱۴) حبیب (۱۵) حبیب (۱۶) سید۔
 (۱۷) مقرب (۱۸) واقع (۱۹) شافع (۲۰) مشفع (۲۱) حامد (۲۲) محمود (۲۳) حوید (۲۴) متوکل (۲۵) غیرت
 (۲۶) تورات میں یزدین نے غفور رحیم کہا گیا ہے۔ کہ یزدین سے اس کے معنی محمد ہیں۔ کہا گیا ہے کہ مودود
 کے معانی محمد ہیں ایک حکایت میں ہے کہ تورات میں آپ کا نام مرقوت ہے جس کے معانی محمود کے
 ہیں (۲۷) زبور میں آپ کا نام فیضا ہے جو القاسم کے ہم معنی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زبور میں
 آپ کا نام یقیضا ہے۔ بعض نے کہا فاروق اور بعض نے کہا میثاق ہے (۲۸) انجیل میں طاب طاب
 احمد ہے کہا گیا ہے کہ طیب طیب ہے (۲۹) کتاب تنبیہ میں نور الامم (۳۰) رکن المتصفین (۳۱) رسول
 التوبہ (۳۲) رسول اللہ ہے صحیفوں میں (۳۳) بقیۃ شہادت کے صحف میں (۳۴) طاباٹا صحف اویس میں
 (۳۵) اعیان (۳۶) صحف ابراہیم میں مودود (۳۷) آسمان دنیا میں جنتیں دوسرے آسمان میں (۳۸) تفسیر
 (۳۹) تیسرے آسمان میں مزی (۴۰) چوتھے آسمان میں مصطفیٰ (۴۱) پانچویں آسمان میں منتخب (۴۲) چھٹے
 آسمان میں مطہر (۴۳) ساتویں آسمان میں مقرب اور حبیب ہے۔ مقرب لوگ آپ کو عبد الواحد و المسفرة
 الاول والبرہ، الانور کہتے ہیں۔ کریم صادق کہتے ہیں۔ روحانیوں، طاہر اولیا۔ قاسم، رفیع
 لکیر جنت۔ عبد الملک۔ سور عبد العطاء۔ ال جنت عبد الیدان۔ مالک عبد القادر۔ ال جنیم عبد الخاق
 روحانید عبد الرحیم زحیم عبد المنان کہتے ہیں سابق عرش پر رسول اللہ۔ کرسی پر نبی اللہ۔ طوبیٰ پر صفی اللہ
 لواء الحکم پر صفوۃ اللہ۔ جنت کے دروازے پر خیرۃ اللہ۔ چاند پر قمر القناد۔ اور سورج پر نور الانوار تحسیر
 ہے شیاطین کے نزدیک عبد البیستہ۔ جنات کے نزدیک عبد الحمید۔ موقف پر حامی میزان پر صاحب
 حساب کے مقام پر داعی۔ مقام کی جگہ پر محمود اور خطیب۔ کوثر پر ساتی۔ عرش پر مفضل۔ کرسی پر عبد اکرم
 تقی پر عبد الحق۔ جبرائیل کے نزدیک عبد الجبار میکائیل کے نزدیک عبد الوہاب۔ اسرافیل کے نزدیک
 عبد القحط۔ عزرائیل کے نزدیک عبد التواب۔ صاحب کے نزدیک عبد السلام۔ روح کے نزدیک عبد الاعلیٰ۔
 برق کے نزدیک عبد المشم۔ رعد کے نزدیک عبد الکریم۔ پتھروں کے نزدیک عبد الجلیل۔ مٹی کے نزدیک
 عبد العزیز۔ پتھروں کے نزدیک عبد القادر۔ زندوں کے نزدیک عبد العطاء۔ پہاڑ کے نزدیک عبد الریح
 سمندر کے نزدیک عبد المؤمن۔ پھلیوں کے نزدیک عبد الحمید۔ ال دوم کے نزدیک حلیم۔ ال مصر کے

نزدیک مختار۔ اہل مکہ کے نزدیک امین۔ اہل مدینہ کے نزدیک میمون۔ ترک کے نزدیک صاحبی۔ عرب کے نزدیک اُمّی اور عجم کے نزدیک احمدی۔

القاب

حبیب اللہ، صفی اللہ، نعمۃ اللہ، عبد اللہ، خیرۃ اللہ، خلق اللہ، سید المرسلین، ائمہ المتقین، خاتم النبیین، رسول اللہ، رحمة للعالمین، قائد المعجز المجیدین، فتاح البخت، دعوت ابراہیم، بشری یحییٰ، خلیفۃ اللہ فی الارض، زین العابدین، نور الیقین، تاج الیقین، صاحب اللوار، یوم اقیامہ، واضح الامور والاعمال، فصیح العرب، سید لکڑی، ابن عواکب، ابن نوائل، ابن فیحین، ابن بطاوی، عبد الوہید، رسول مسدوس، نبی ہند، بدیع مقرب، حبیب منتخب، ابن عتب، صاحب الکونین، الکواثر، التاج، والمنظر، الخطبۃ، المنبر، الرکن، الشعر، الوجه، الانور، الخلد، الاقمر، والجبین، لایزال، غالب، یون والے، پاکیزہ، حب والے، مشہور، نسب والے، محمد خیر البشر، رسالت کے لئے منتخب، ولایت کی جگہ، وحی اور رسالت کے مصطفیٰ، علم اور قدرت کے لئے مرقی، صاحب معجزات، صاحب اول، حرمین کے نور، درچاند کے درمیان، سورج، دو جہانوں میں سفارش کرنے والے، آپ کا نور نہایت واضح، آپ کا دل بہت پاکیزہ، آپ کے شرائع نہایت ظاہر، آپ کے برہان نہایت روشن، آپ کے پیامات بے حد مسرور، آپ کی امت بہت زیادہ، صاحب فضل، صاحب عطاء، صاحب جوہر، صاحب سخا، صاحب تذکرہ، صاحب رکاز، صاحب شوع، صاحب وعاء، صاحب اتاب، صاحب عین، صاحب خون، صاحب رجاء، صاحب نور، صاحب ضیا، مالک حوض، مالک لوار، مالک تغیب، مالک روضہ، مالک غنیا، نور، عقد، شہباز کے مالک، قیامت میں مخلوق کے قائد، اہل دنیا کے پرار، اویا کے تاج، پرہیزگاروں کے امام، خاتم الانبیاء، صاحب منشور، صاحب کتاب، صاحب فتاویٰ، صاحب خطاب، صاحب حق، صاحب جواب، صاحب دعوت، صاحب جواب، صاحب شکیب، صاحب قنار، رہیب، صاحب رائے، مصیب، بھید اور قریب، پرہیزگار، محمد حبیب، صاحب قبلہ، بایر، بھار، ملت حنیفہ، صاحب شریعت، مرضیہ، صاحب امت، مہدیہ، صاحب اولاد، حسینہ، صاحب دین، صاحب اسلام، صاحب بیت، حلام، صاحب رکن، صاحب مقام، صاحب عہد، صاحب عہد، صاحب شریعت، والا حکام، صاحب اکل و احرام، صاحب محبت، صاحب برہان، صاحب حکمت، صاحب

توقان صاحب حق۔ صاحب قرآن۔ صاحب حق۔ صاحب بیان۔ صاحب فضل۔ صاحب احسان۔ صاحب
 کریم۔ صاحب امتیاز۔ صاحب محبت۔ صاحب عرفان۔ صاحب خلق علی۔ صاحب نور مافی صاحب کتاب
 ہی صاحب دین حق۔ رسول نبی امی۔ صاحب خلق عظیم۔ صاحب دین قدیم۔ صاحب صراط مستقیم
 صاحب ذکر حکیم۔ صاحب رکن صاحب عظیم۔ صاحب دین۔ صاحب طاعت۔ صاحب فصاحت۔
 صاحب براعت۔ صاحب کر۔ صاحب شجاعت۔ صاحب توکل۔ صاحب قناعت۔ صاحب حوض
 صاحب شفاعت۔ صاحب دین ظاہر۔ صاحب حق زاہر۔ صاحب زمان باہر۔ صاحب لسان و اگر صاحب
 بدن باہر۔ صاحب قلب شک کر۔ صاحب اصل ظاہر۔ صاحب ابار۔ اخیر۔ صاحب اہمات۔ طواہر۔ صاحب
 الغیا۔ صاحب الثور۔ صاحب البرکتہ۔ صاحب الجبور۔ صاحب الیمین۔ صاحب السرور۔ صاحب لسان
 زکور۔ صاحب بدن صبور۔ صاحب قلب شکور۔ اور صاحب بیت محمود۔

نکات

ابو القاسم۔ ابو الطاهر۔ ابو الطیب۔ ابو المساکین۔ ابو الدین۔ ابو الیہ۔ عاتقی۔ ابو السبطین۔ توراۃ
میں ابو الارواح۔ جب آپ کا فرزند ابراہیم پیدا ہوا تو جبرائیل نے آپ کی کنیت ابو ابراہیم قرار دی جب
آپ کا پہلا فرزند قاسم پیدا ہوا تو آپ کی کنیت ابو القاسم رکھی گئی کہتے ہیں کہ آپ کو ابو القاسم
اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ جنت کی قیامت کے روز تقیم کریں گے۔

صفات

يكتب الجمل. أكل الزواج. قاتل الهدي، محمد الميته. قاتل البراة، خاتم النبوة.

ب

حجرتی، تہامی، ابطلی، یثربی، مکی، مدنی، قرشی، ہاشمی، مطلبی۔ آپ باپ کی طرف سے
ہاشمی ہیں اور ماں کی جانب سے ذہری ہیں۔ رضاعت کی وجہ سے سعدی۔ پیدائش کے
معاذ ہے مکی اور پرورش کی حیثیت سے مدنی۔

فصل

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب اور حلیہ

نام مبارک محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ مطلب اس لئے کہتے ہیں کہ جب ہاشم کہ داخل ہوئے تو آپ ان کے روئے تھے۔ عبد المطلب کا نام شیبۃ الحمد ہے۔ پیدائش کے وقت ان کے بال سفید تھے۔ آپ ہاشم کے فرزند ہیں۔ ہاشم کو اس لئے ہاشم کہتے ہیں کہ آپ نے گرانی کے زمانے میں شہر تیار کی لحد لوگوں میں تقسیم کی آپ کا نام عمرو بن عبد مناف کا اصل نام مضر بن قصی ہے قصی کا نام زید ہے۔ قصی کو قصی اس لئے کہتے ہیں کہ آپ مہین کے زمانہ میں مکہ سے بلا و از و شوقہ کی طرف منتقل کر دیئے گئے اور اپنی قوم سے دور تھے۔ آپ کا لقب جمع ہے کیوں کہ آپ نے قریش کے قبائل کو پہاڑوں کی گھاٹیوں میں جمع کر کے مکہ میں بسایا تھا۔ اور انہیں گمرہ اور تقسیم کئے تھے۔ یہ کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر کے بیٹے ہیں نضر کو قریش کہتے ہیں۔ آپ کو نضر اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب کیا تھا۔ نضر کے معنی تروتازگی کے ہیں آپ خویہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کو خویہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے ٹور کو اپنے میں سموریا تھا۔ آپ مدہ کے بیٹے ہیں۔ مدہ کو مدہ اس لئے کہتے ہیں کہ قریش نے آپ کے زمانہ میں شریعت حاصل کیا تھا۔ اور آپ نے اپنی بچھڑی ہوئی باپ کی خاطر سکاڑ کیا تھا۔ آپ کے ایک بھائی کا نام طابخہ ہے کیوں کہ اس نے اپنے باپ کے لئے کھانا تیار کیا تھا۔ یہ ہبیس بن شیبہ کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام ایکس اس لئے کہ آپ باہری اور تنہائی کے علم میں تشریف لائے تھے۔ یہ مضر کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام اس لئے مضر پڑا کہ آپ دلوں کو موہ لیتے تھے۔ جو شخص آپ کو دیکھتا وہ آپ پر زینت ہو جاتا تھا۔ آپ نزار کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام عمر ہے۔ ان کا نام نزار اس لئے پڑا کہ آپ کے باپ معد نے آپ کی پیشانی میں ہی صلیب کے نوک کو دیکھا تھا۔ یہ نزار معد کے بیٹے ہیں۔ معد کو اس لئے معد کہا جاتا ہے کہ آپ نے یہودیوں کے ساتھ بہت سی جنگیں کیں۔ اور ان پر حملے کئے اور آپ منظور منصور ہوتے تھے۔ یہ عدنان کے بیٹے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ میرا نسب عدنان تک پہنچ جائے تو رک جلاؤ۔ اور ربا یا نسب جھوٹا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ و قد ونا بین ذلک کشیراً و میان میں بہت سی صدیاں گزریں ہیں۔

عذنان قوم کے داس و رئیس تھے تحصیل کی نگاہیں آپ پر ملتی تھیں قاضی عبدالجبار بن احمد نے کہا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ نسب کا اتصال معلوم نہیں۔ یہ بات دو باتوں سے خالی نہیں ہے۔ یہاں نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ سے کام لیا ہے یا جھوٹ کے حکم میں یہ سلسلہ بیان ہو گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب حضرت ابراہیم سے جانتا ہے ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ معد بن عدنان بن اود اور آپ کا نام اس لئے پڑا کہ آپ آواز کو کھینچ کر بولتے اور بہت عورتوں سے تھے۔ یہ اود بن زید بن ثار بن مطلق اثر کے ہیں۔ عراقی اثری اسمعیل بن ابراہیم ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت تلاوت فرمائی۔ وعاداً و ثموداً صاحب الوسی الخ نسایں اور ابن تاسع نے بیان کیا ہے کہ عدنان بن اود بن یسع بن جمیع بن سلمان بنت بن حمل بن قیدار بن اسمعیل ہیں۔

ابن عباس نے کہا۔ عدنان بن اود بن یسع بن جمیع بن یسع ہے اور کہا گیا یہ سلسلہ نسب آگے یوں جاری ہوتا ہے۔ ابن یامین بن النخب بن نضر بن صابور بن جمیع بن بنت بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم بن تاسع بن نامور بن شروخ بن ارغور آپ صری ہو و علیہ السلام ہیں۔ کہا گیا ہے کہ زقانع بن عایہ بن جوہر و علیہ السلام ہیں۔ ارغند بن شروخ بن سام بن نوح بن ملک بن اخنوخ حضرت ادریس علیہ السلام کا نام ہے بن مہائل کہا گیا ہے کہ مہائل بن زیاد ہیں۔ ایک روایت میں مہائل بن مارو ہیں۔ ایک روایت میں یادر بن قینان بن انوش ہیں۔ دوسری روایت میں قینان بن اود بن انوش بن شیت جن کا نام پتہ اللہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے نژاد ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مروان
 کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب حضرت آدم علیہ السلام سے ۱۴ پشت میں جانتا ہے
عادات و خصائل اور حلیہ

تیموری نے شمال میں طبری نے تاسع میں زرخشی نے غاتی میں۔ قتال نے روضہ میں بہت سی روایات بیان کیں ہیں۔ ان میں سے امیر المومنین علیہ السلام ابن عباس ابو ہریرہ جابر بن سمرہ اور جند بن ابی ہاشم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی نگاہوں میں معظم اور ولول میں مکرم تھے آپ کا چہرہ مبارک چورہیوں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ نکمرا ہوا رنگ تھا جس میں سرخی موجود تھی۔ میانہ قد والے چوڑی پیشانی والے بلند ناک والے بڑی آنکھ والے۔ لمبے ہونٹے ابرو والے

نوعی صورت رخسار والے، بھاری بازو والے، کھلے ہاتھ والے، گھنی ڈاڑھی والے۔ خوبصورت فانت
کشادہ پیشانی والے۔ چاندی سی گرون آپ زیادہ لمبے تھے نہ زیادہ چھوٹے تھے۔ آپ کے سینے اور پیٹ
پر بال کہتے۔ آپ کا ہاتھ مبارک ایسا تھا جیسا عطار کا ہاتھ ہو۔ جس نے اسے خوشبو سے مس کیا ہو۔
چوڑی بھیلی والے تھے۔ جب راضی خوشی ہتھتے تھے تو آپ کا چہرہ آئینہ کی طرح شفاف ہوتا تھا۔ تبسم
میں دل کشی پھرے پر چمک۔ لطیف اخلاق۔ نرم طبیعت والے تھے۔ جب چہرہ مبارک لوگوں کی طرف
کرتے۔ تو آپ کی پیشانی سے چراغ کی روشنی کی طرح نور شکتا تھا۔ آپ کے چہرے کی رکیں ہوتیوں کی طرح
تھیں۔ آپ کا سینہ مشک سے زیادہ خوشبو دار تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان مہرنبوت تھی۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ہنر لڑتے اور ہنر ترمیم ہوتے تھے۔
ام ہانی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مراقبہ میں چار گیسو دیکھے۔ صحیح یہ ہے
آپ کے سر میں دو گیسو تھے جن کی ابتدا ہاتھ سے ہوتی تھی۔
انس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی میں چودہ سفید بال دیکھے تھے
ایک روایت میں ہے مترہ بال سفید تھے۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے میں آپ کے سر میں بال سفید دیکھے۔
براء بن عازب سے روایت ہے کہ آپ کے بال آپ کے شانوں پر پڑتے تھے
انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی زلف آپ کے دونوں کانوں تک ہوتی تھی۔
شیخ ابو نعیم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درخت میں سے تھے۔ روشنی کا فانی، جلیل القدر
بطحا کا راز، تاریکی کا چراغ، حکمت کے چشمے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انبیاء کی رو کاوٹ کے عرصہ کے بعد بھیجا۔
تمام رسولوں کے بعد آئے۔ وحی آپ پر ختم ہو گئی۔ آپ نے اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو دین کی
راہ میں آپ سے خوف تھے۔ اور روگردانی کر گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک روشنی کے ساتھ بھیجا جسے
میں آپ کو مقیم کیا۔ آپ کے ذریعہ ایک چیزوں کو جوڑ دیا۔ شکات کو آسان کر دیا۔ غالب چیزوں کو نیک کر
دیا۔ غم کو امان بنایا۔ گمراہی دانی اور بائیں دونوں طرف سے مٹ گئی۔ اللہ نے محمد کو حق کی طرف بلائے والے
بنایا۔ اور مخلوقات پر گواہ قرار دیا۔ آپ کو اپنے پیغمبروں کا پہنچانے والا بنایا۔ جو کسی سستی اور کمزوری کے
بغیر یہ فریضہ انجام دیا۔

بغیر کسی کوتاہی اور کمی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں اللہ کے دشمنوں سے جہاد کیا آپ
مقیضوں کے امام ہیں اور ہدایت حاصل کرنے والے کے لئے بصیرت ہیں۔

کتاب سحر السیاحہ میں تحریر ہے۔ درود نازل ہے اس فات پر جو تمام انبیاء سے افضل
ہیں اور بہترین وارث اور مورث ہیں۔ اور افضل ترین مہود ہیں۔ آپ نے خیر مجہود کی طرف لوگوں کو
دعوت دی۔ رحمت اور ثواب کی دعوت دینے والے ہیں۔ ہر ایک شریعتی ملت کو منسوخ کرنے والے
ہیں۔ ہر ایک تقلید کردہ مذہب کو مٹانے والے ہیں اور اپنی امت کو تاریکی سے نکالتے اور نور کی طرف
لانے والے ہیں اور اس کو گرمی سے نکال کر سایہ کی طرف لانے والے ہیں۔ شرف اور سرداری میں آپ خود
منفرد ہیں آپ نے نبوت کے سلسلہ کو ختم کر دیا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ
روشن چاند بنا کر بھیجا۔

اقرباء اور خدام

عبدالمطلب کے دس فرزند ہیں۔ حارث۔ نہیر۔ جیل۔ آپ کا نام عبید بن جیل ہے۔ ضرار آپ کا نام
نزل بھی ہے مقوم، ابولہب کا آپ کا نام عبدالعزیز ہے۔ عبداللہ۔ ابوطالب۔ حمزہ اور عباس ہیں۔ یہ
سب سے زیادہ کم سن تھے۔ یہ لوگ مختلف ماؤں سے تھے۔

عبداللہ اور ابوطالب ایک ماں سے تھے۔ ان کی ماں کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عابدہ ہے
حضرت عبداللہ مطلب کے بعد آپ کے چار فرزند باقی رہے۔ ابوطالب۔ عباس۔ حارث اور
ابولہب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھر پھیاں تھیں۔ عاتکہ۔ امیمہ۔ بیضا۔ آپ ہی ام حکیم ہیں۔ صفیہ بزرگمیر کی
ہوتی ہیں۔ برہہ آپ کو وزیدہ بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل چچا اسلام لائے تھے۔ ابوطالب۔ حمزہ اور عباس
حضرت کی پھر پھیوں میں سے صفیہ، اروی اور عاتکہ اسلام لائیں۔ سب کے آخر میں آپ کے چچا اور
چچا کی پھر پھی صفیہ نے انتقال کیا۔

حضرت کی دادی فاطمہ بنت عمرو مخزومی ہیں۔ اور نانی برہہ بنت عبدالعزیز بن عثمان بن عبد الدار
ہیں۔ رضاعی بھائی عبداللہ اور امیمہ ہیں۔ اور آپ کے خدام املاہ و حارث ہیں۔ آپ کا جامعیت کا بھائی

خلاص بن علقمہ ہے۔ آنحضرت مسلم کا بھائی، وزیرِ مدنی، اور داماد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔
جناب خدیجہ کی طرف سے آپ کے پرورش کردہ ہند بن ابی ہالہ اسدی اور جناب ام سلمہ کی
طرف سے عمرو بن ابی سلمہ اور اس کی بہن زینب ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت مسلم نے سترو عورتوں سے شادی کی
تھی۔ اور ایک وقت میں آپ کے پاس نو عورتیں تھیں
کتاب مبسوط میں تحریر ہے کہ ابو عبیدہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چارہ عورتوں سے شادی کی۔
کتاب اعلام الورع نے نیز حنہ الابصار، امالی، حاکم اور شرف المصطفیٰ میں مذکور ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیس عورتوں سے شادی کی۔

ابن جریر اور ابن ہدی نے کہا ہے کہ آنحضرت مسلم کے عقد میں ایک ذنت گیارہ عورتیں تھیں۔
آپ کی عورتوں کی ترتیب یہ ہے۔ جناب خدیجہ سے سب سے پہلے نکاح کیا آپ سے پہلے عتیق
بن عاذ مخزومی کے عقد میں تھیں پھر ابو ہالہ زرارہ بن ہاشمی اسدی کے عقد میں آئیں۔
احمد بلا زری ابو القاسم کوئی نے اپنی کتابوں میں جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کتاب ثانی
میں اور ابو جعفر طوسی نے کتاب الخیص میں تحریر کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجہ سے
عقد کیا تو آپ باکرہ تھیں۔ اور اس بیان کی مزید تقویت ہوتی ہے۔ اس بات سے جس کو کتاب الانوار اور
ابلاغ میں تحریر کیا ہے کہ زینہ اور زینب جناب خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔
جناب خدیجہ کی وفات کے بعد سودہ بنت رفحہ سے عقد کیا جو پہلے کمران بن عمرو کے عقد میں تھیں
کمران حبشہ کے مہاجرین میں سے تھا اور اس نے حبشہ میں انتقال کیا۔

عائشہ بنت ابوبکر آنحضرت مسلم کی بیوی تھیں۔ ہجرت سے دو سال پہلے آپ کی عمر سات سال تھی ایک
روایت میں ہے آپ کی عمر چھ سال کی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوال کے مہینہ میں مدینہ میں تشریف لائے
تو اس وقت اس کی عمر نو سال کی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوا اور کسی باکرہ عورت سے عقد نکاح
نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت آپ کی عمر چارہ سال کی تھی۔ معاویہ کی حکومت کے

زمانہ تک زندہ رہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جناب ام سلمہ سے عقد کیا۔ ام سلمہ کا نام ہند بنت اُمیہ مخزومیہ ہے یہ عاتکہ بنت عبدالمطلب کی چھوٹی بیوی تھیں۔ جنگ بدر کے بعد دو سال تک یہ مسلم بن عبد اللہ کے عقد میں رہیں۔ اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ بنت عمر سے نکاح کیا۔ اس سے پہلے یہ حفصہ بن عبد اللہ بن حذافہ سہمی کی بیوی تھیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے آخری زمانہ تک زندہ رہیں اور مدینہ میں انتقال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ نام زینب بنت جحش ہے جو اسدی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ امیہ بن عبدالمطلب کی چھوٹی بیوی تھیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کرنے سے پہلے زید بن حارثہ کے عقد میں تھیں۔ آپ کی ازواج میں سے سب سے پہلے اس نے حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں انتقال کیا۔ جویریہ بنت حارث بن ضرار مطلقہ بھی آپ کی زوجہ تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خرید لیا۔ پھر آزاد کیا پھر شادی کر لی۔ شہنہ ہجری میں انتقال کیا۔ اس سے پہلے یہ مالک بن صفوان بن ذی سقرین کی بیوی تھیں۔

ام حبیبہ بنت سفیان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ آپ کا نام رملہ تھا۔ اس سے پہلے عبد اللہ بن جحش کے عقد میں تھیں۔ معاویہ کی حکومت کے زمانہ تک زندہ رہیں۔

صفیہ بنت حی بن اخطب نفری یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ اس سے پہلے سلام بن مسلم کے عقد میں تھیں۔ پھر یہ کنانہ بن ربیع کے عقد میں رہیں۔ شہنہ ہجری میں قید ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئیں۔

یمونہ بنت حارث ہلاویہ جو ابن عباس کی خالہ کی اولاد تھیں یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔ اس سے پہلے حمیر بن عمرو ثقفی کی زوجہ تھیں۔ پھر یہ ابو زبیر بن عبد العزی کے رشتہ کلاخ میں منسلک ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ سے جعفر بن ابی طالب نے خطبہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کیا۔ اس کی زفاف موت اور قبرسرف کے مقام پر واقع ہوئی۔ یہ جنگ مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کا انتقال شہنہ ہجری میں ہوا۔ اور مذکورہ بالا عورتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمبستری کی۔

ملاقات ایہ وہ عورتیں ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دخول نہیں کیا۔ یا اللہ کہ پیغام نجات کا دیا اور ان سے عقد نکاح نہیں کیا۔

فاطمہ بنت شریح، ایک روایت میں ہے کہ یہ مناک کی بیٹی ہیں۔ آیت تحبیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دیا تھا۔ اس نے دنیا کو اختیار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے طلاق دے دی اس کے بعد اس کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اونٹ کی مشکیناں بنا کر تھیں اور کھانسی تھی کہ میں وہ بدبخت ہوں جس نے دنیا کو پسند کیا۔

زینب بنت جحش بن حارث ام ایسا کہیں یہ پہلے حبیبہ بن حارث بن عبد المطلب کے عقد میں تھیں۔ اسماء بنت نعمان بن اسود کندی جو یمن کی رہنے والی تھیں اسماء بنت نعمان کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو یہ کہنے لگی۔ اعوذ باللہ منک میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اعد منک میں بھی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ احمقیاں! ایک اپنے رشتہ داروں کے پاس جاؤ! اس کو یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں نے سنا کہانی تھی کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کر گھسنے میں رہو گی۔

قیقہ اشعث بن قیس کندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دخول کرنے سے پہلے انتقال کر گئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو طلاق دے دی تھی۔ اور عکرمہ بن ابی مل نے اس سے نکاح کیا تھا۔ یہ بات صحیح ہے ام شریک جس کا نام غریبہ بنت جابر جو قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتی تھیں مسئلہ بنت جحش جو نسیم سے تھیں ایک روایت میں ہے کہ یہ ثول بنت حکیم سلمیٰ تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہتری کو نہ سے پہلے مر گئی تھیں

بہی قصہ وجہ کلی کی بہن صراف کہنے آپ نے عمرہ کلابہ امیہ بنت نعمان جو بنیہ، حالہ بنت حبیلان کلابہ اور بلکہ لیشیہ سے دخول نہیں کیا۔

آپ نے جب عمرہ بنت برید کو دیکھا تو وہ مہروں میں تھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے دھوکہ دیا گیا ہے آپ نے اسے واپس کر دیا۔

پہلے بنت حطیم انصاریہ۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی مجھے چھوڑ دیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور اسے بھیڑیا کھا گیا۔

عمرہ عرطا کا یہی قصہ ہے۔ اس کے باپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ کبھی بیمار نہیں ہوئی فرمایا۔ اس کے لئے اللہ کے پاس بھلائی نہیں ہے۔

خالد قرظہ بن سعد بن عامر۔

مغیرہ بن شعبہ۔ حصیب بن زبیر۔ عمار بن حمزہ۔ شریک بن حسنہ۔ کانجہ بن مظاہ بن یزید اسدی۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سہیل۔ شخص کتابت کرتے وقت خیانت کرتے تھے۔ رسول اللہ نے اس پر سخت کی تھی۔ اور یہ شخص مرتد ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس کو معاویہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ کتابت کرے۔ اس نے کہا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس کو پھر بھیجا۔ پھر اس نے کہا کہ ابھی کھانا کھا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

دربان۔ انس بن مالک

مزدن۔ بلال بن سب سے پہلے اذان دینے والے آپ ہیں۔ عمرو بن ام کلثوم بن کے باپ کا نام قیس تھا۔ زیاد بن حارث صدیقی۔ ابو مخدرہ اس بن مغیرہ مرت صبح کی نماز میں اذان دیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن زید انصاری اور سعید قرظی نے مسجد قبا میں اذان دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شادی کرنے والا ابو طلحہ تھا۔

بن کے سلمے کفار کی گروہیں اڑائی جاتی تھیں۔ حضرت علی زبیر محمد بن مسلمہ۔ عاصم بن اذع اور مقداد تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نگہبان

بہر کے دن قریش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت سعد بن معاذ نے کی۔ ذوالحجہ بن عبداللہ نے بھی آپ کی حفاظت کی۔ احمد بن محمد بن سلمہ خندق میں زبیر نے۔ خیبر میں سعد بن ابی وقاص نے وادی قری میں ابو ایوب انصاری اور بلال نے فتح مکہ کی رات میں زیاد بن اسد نے۔ سعد بن عباد آپ کی دشمن سے حفاظت کیا کرتے تھے۔

جب آیت دالہ یعممک من الناس نازل ہوئی تو حفاظت ترک کر دی گئی۔ جن حضرات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں آگے بڑھایا۔ تبوک کی جنگ کے ایام میں مدینہ میں ہفزہ خائف اور فدک کے موقع پر امیر المومنین علی علیہ السلام نے نماز پڑھائی۔ ابوامامہ مروان میں سعد بن عبادہ نے، بوطین میں سعد بن معاذ نے۔ صفوان اور منو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کھانا کھانا کر ایڑیاں کے دل میں اسلام ابوباتی ہاسام کی کس قدیمیت موجود ہے ۵ حرم

معتلق میں زید بن عارضہ تھے۔ ذی العشرہ ہیں ابوسلمہ مخزومی نے۔ جنگ بدر بنو قینقاع اور
سویق میں ابوباہہ بنے۔ بنو عطفان اور ذی امرہ اور ذات الوقاع میں عثمان بنے، قرقرہ المنکدر۔ بنو سلیم
احمد، حمزہ، اسد بنو نظیر، خندق بنو قریظہ، بنو لحيان، ذی فز اور حجتہ الوداع میں ابن ام کلثوم تھے
حذیبہ اور دومتہ الجندل میں سیاح بن عمر نے حسنین اور عمرہ تضا میں ابو ذر بنے۔ بدر میں ابن رواحہ
نے محمد بن مسلمہ نے تین دفعہ نماز پڑھائی۔ عبد الرحمن بن عوف معاذ بن جبل ابو عبیدہ، عائشہ بن محض اور
مرشد الغوی کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھانے میں آگے بڑھایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمال

عمر بن حزم انصاری بخران کا حاکم تھا۔ زیاد بن وسید حضرموت کا خالد بن سعید بن عاص صنعا کا
کنندہ اور صدق کا ابواسیبہ مخزومی۔ نہسیدہ۔ رفحہ۔ عدل اور ساحل کا ابو موسیٰ اشعری جبل حبیل۔ غضا
اور یمن کا معاذ بن جبل۔ عمان کا عمرو بن عاص اور اس کے ساتھ ابوزید انصاری تھا۔ فخران کا یزید بن
ابوسفیان۔ دبا کا حذیفہ۔ بھلون کے صدقات کا حاکم بلال تھا۔ صدقات بنو معتلق کا عباد بن بشر
انصاری تھا۔ بنو وارم کے صدقات کا اقرع بن عباس۔ صدقات عوف کا زبرقان بن بدر تھا۔ بنو بلوع
کے صدقات کا مالک بن نویرہ۔ بنو طی اور بنو اسد کے صدقات کا عدی بن عاتم تھا۔ فزارہ کے صدقات
کا یحییٰ بن محض تھا۔ مزیت، مخیل اور کثافہ کے صدقات کا عامل ابو عبیدہ بن جراح تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام رسال

مقبوس بادشاہ کے پاس مخاطب بن ابی بلتعہ کو بھیجا۔ حارث بن شمر کے پاس سیاح بن دہب اسد
کو بھیجا۔ قیسر کے پاس دیرہ گلی کو۔ ہوزہ بن علی حنظل کے پاس سلیم بن عمرو عامری کو، کسریٰ کے پاس عبد اللہ
بن حذافہ گلی کو، نجاسی کے پاس عمرو بن امیہ صمری کو۔

لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اس شخص کا دیباچہ بیت کے حق میں نہایت منہاد تھا۔ اور بعض کتب میں مذکور ہے
کہ اس نے اور آدمیوں سے مل کر خانہ کعبہ میں حضرت علی کے خلاف ایک معاہدہ طے کیا تھا کہ خلافت حضرت علی تک ہرگز نہیں جائے گی
جائے گی۔ ان لوگوں نے یہ معاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں طے کیا تھا۔ تفصیل کے لئے کتاب سلیم بن قیس کی شوافع حدود مشہور ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھنے والے حضرات

جعفر طیار، حسن بن علی، قشعم بن عباس، ابوسفیان بن عامر، ابن عبدالمطلب، قشعم بن عبدالمطلب

مسلم بن عقبہ بن ابی لہب

آپ کے ساتھ مکہ سے یدنبہ کی طرف ہجرت کرنے والے حضرت ابوبکر اور عامر بن نبیرہ اور ان کا

راہنما عبد اللہ بن ابی قحط تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو مکہ میں امانتیں واپس کرنے کے لئے چھوڑ

دیا تھا جب آپ نے امانتیں واپس کر دیں۔ تو تمبا میں سفر طے کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام آنداول میں سے انس اور ہند اور اسلمہ۔ یہ دونوں خدیجہ اسلمیہ کی

بیٹیاں تھیں ابوالحارثہ ابو علف

آنحضرت کے صحابہ ام خزامی عبد اللہ بن عمرو۔ خولث بن نایف خولثی نے حدیبیہ میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال تراشے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراء

۱۔ کعب بن مالک۔ ۲۔ عبد اللہ بن رواحہ۔ ۳۔ حسان بن ثابت۔ ۴۔ نابغہ جدی۔ ۵۔ کعب

بن زہیر۔ ۶۔ قیس بن مرہ۔ ۷۔ لہید۔ ۸۔ ابن زبیری۔ ۹۔ ابیہ بن صلت۔ ۱۰۔ عباس بن مرداس

۱۱۔ طفیل فتویٰ۔ ۱۲۔ کعب بن نمط۔ ۱۳۔ مالک بن عوف۔ ۱۴۔ قیس بن جراحیمی۔ ۱۵۔ عبد اللہ بن حرب

اسہمی۔ ۱۶۔ ابو ذہیل جمہی۔ ۱۷۔ یحییٰ بن ابی سلمیٰ۔

احشی شاعر مکہ میں آیا۔ اور قریش نے اس سے کہا کہ عسٹ نے شراب اور زنا کو حرام کر دیا ہے۔

جب وہ واپس جانے لگا۔ تو اونٹ سے گر کر مر گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی بیان کرنے والے شعراء۔ ۱۔ ابن زبیری اسہمی ۲۔ بعد میں تائب ہو گیا تمام ہیرہ

بن ابی دہب مخزومی ۳۔ شافع بن عبد مناف جمہی۔ عمرو بن عامر۔ ابیہ بن صلت نفقی۔ اور ابوسفیان بن

ابی حرث۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال اور غلام

گھوڑے ۱۔ درو تیم داری نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ ۲۔ طرب۔ اس کا نام اس کی خوبصورت

آواز کی وجہ سے پڑا تھا۔ ۳۔ لڑاؤ۔ مقوس بادشاہ نے بطور ہدیہ کے پیش کیا۔ ۴۔ مرتجز۔ ۵۔ کعب۔ یہ

پہلا گھوڑا تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری کی۔ اور اس پر سوار ہو کر جنگ اعداء میں جہاد کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کا نام حمید الفلاح تھا۔ (۶) یعسوب (۷) حجتہ (۸) فداء العقب (۹) ملاوح ایک روایت میں اس کا نام ملاوح ہے۔

چشمہ - ۱۔ دہل یہ مقوس بادشاہ نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دہل کو حضرت علیؑ کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر دہل امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے پاس رہا۔ یہ بڑھا ہو کر اندھا ہو گیا۔ یہ اسلام میں پہلا پتھر ہے جس پر سواری کی گئی۔

۲۔ فزہ بن جہامی نے ایک پتھر آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ کے پیش کیا جس کا نام فزہ تھا۔ گدھسنگہ سفورہ کو مقوس نے دہل کے ساتھ بطور ہدیہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ عفرہ کو فزہ جہامی نے فزہ کے ساتھ بطور ہدیہ کے پیش کیا۔

اذنٹ - ۱۔ گھنٹا جس کے آگے کوئی سواری نہیں بڑھ سکتی تھی ۱۰۔ ۲۔ چدرھا۔ ۳۔ قفوا۔ ۴۔ ایک روایت میں اس کا نام قفوا آیا ہے۔ یہی وہ اذنٹ ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے چادر سودہ ہم میں خریدی تھی۔ اور اس پر سوار ہو کر ہجرت کی تھی۔ ۴۔ صہباء۔ ۵۔ بغوم۔ ۶۔ غیم۔ ۷۔ نوق۔ ۸۔ مردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹیاں تعداد میں دس تھیں جن کو ہرات دو بڑی مشکوں میں باندھ دیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں میں دودھ تقسیم کرتے تھے۔ ان اونٹیوں کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ مہرۃ۔ ۲۔ شترۃ۔ ۳۔ ریا۔ ۴۔ حبار۔ ۵۔ سملہ۔ ۶۔ عیس۔ ۷۔ سعدیہ۔ ۸۔ بغوم۔ ۹۔ سیرہ۔ ۱۰۔ پردہ۔

دودھ دینے والی بکریاں سات تھیں۔ جن کو ام ایمن کے بیٹے چرایا کرتے تھے۔ وہ یہ ہیں۔ ۱۔ حموۃ۔ ۲۔ مزوم۔ ۳۔ سقیاء۔ ۴۔ برکتہ۔ ۵۔ ورسہ۔ ۶۔ اطلال۔ ۷۔ اطراف (بکریوں کی کل تعداد ایک سو تھی) باغیچہ مخرنق بنو نضیر کا عالم آدمی تھا۔ شخص اسلام لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہ کر جہاد کیا۔ اس نے اپنے مال کی وصیت رسول اللہ کے حق میں کی۔ اس کے سات باغ تھے وہ یہ ہیں "امینب" ۲۔ تلایفہ۔ ۳۔ حسی۔ ۴۔ رقدہ۔ ۵۔ عواف۔ ۶۔ کلا۔ ۷۔ مشربۃ ام ابراہیم۔

ملاقہ حبست مال بنو نضیر غیر اور مذک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذک جناب فاطمہؑ کو دے دیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے جناب فاطمہؑ کے حق میں مذک کو وقف کر دیا تھا۔ آپ مال غنیمت کا حق لے لیا کرتے۔ بکریوں کے مال غنیمت میں سے تقسیم ہت پہننے جس کو پسند کرتے اپنے لئے لے لیتے۔

کرتے۔ مسلمانوں کے ساتھ آپ کا حصہ ایک آدمی کے برابر ہوتا تھا۔ مال اقبال بھی آپ کا حصہ ہوتا تھا۔
امام امین باپ کے میراث کے طور پر آپ کے پاس آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا تھا
اور ورثہ میں باقی اونٹ اور گدہ بکریوں کا اور ایک تھوڑی سی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواریں۔ دو القنار۔ مخدوم اور رسول تقی۔ یہ آپ کو باپ کے ورثہ میں ملی تھی
عقب نامی تلوار آپ کو سعد بن عبادہ نے دی تھی۔ بنو قینقاع سے ایک شمشیر آپ کو ملی تھی۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نیزہ تھا جس کا نام مستوفی تھا۔ آپ کے پاس ایک چھتر تھا جس کو نشتی کہتے تھے۔ یہ
آپ کی خدمت میں نجاشی بادشاہ نے بھیجا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ نجاشی نے چتر زبیر کو دیا تھا۔ جب زبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس
نے یہ چتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا جس کو حید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلال
اٹھائے۔ بتتے تھے۔ اور جب آپ سفر میں تشریف لے جاتے تھے۔ تو وہ بھی آپ کے ساتھ ہوتا تھا۔
اور وہ آنحضرت کے سامنے گڑھ رہا جاتا تھا۔ اور آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس چتر کو موزن خلفاء کے سامنے اٹھائے جتے تھے۔

آپ کی دریں میں ایک کا نام ذات الغنواں تھا۔ جسے سعد بن عبادہ نے دیا تھا۔ ایک زرہ کا نام نضرہ تھا۔
اور بنو قینقاع کے ہاتھ لگی تھیں۔ ایک کا نام سعدیہ اور دوسری کا نام وشلح تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دلوؤں کی زرہ تھی جس کو حضرت داؤد نے
قل جالوت کے وقت زیب تن کیا تھا

ایک ڈھال تھی جس کو زلوق کہتے تھے۔ ایک اور ڈھال تھی جس پر مینڈھے کا سر بنا ہوا تھا۔ اللہ نے
اسے ثاویبؓ پر لکھا تھا جس کا نام کانورہ تھا جب آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ تو آپ مکہ میں داخل ہوئے
تو آپ کے سر پر خود تھا جس کو سبوح کہا جاتا ہے۔

ایک جھنڈا تھا جس کا رنگ سفید تھا۔ ایک تازیانہ تھا جس کو مشوق کہا جاتا تھا۔ ایک چمڑے کا ٹکا
تھا جس پر چاندی کے تین حلقے بنے ہوئے تھے۔ ایک پتھر کا پیالہ تھا جس کو منضرب کہتے تھے۔ ایک شیشے
کا پیالہ تھا۔ ایک تابنے کا ہانے کا برتن تھا۔ ایک چادر، ایک کانسہ، ایک چاندی کی انگلی جس پر محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کا لفظ کلمہ تھا۔ دو سیاہ موزے جو نجاشی بادشاہ نے بطور تحفہ کے بھیجے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ چھوٹا جس پر آپ نیند کرتے تھے وہ چھڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی پھال بھری ہوئی تھی۔ ایک کلاف تھا جو سرخ یا زعفرانی رنگ کا رنگا ہوا تھا۔ جمعہ کے روز سرخ چادر اور عمارت پر لٹکا کر رکھے تھے۔ بیچ کے روز جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ آپ کے پاس ایک تھیلہ تھا جس میں چار چیزیں موجود تھیں باقی دانست کی کنگھی ۲۔ سرسہ دانی ۳۔ مقرر امن ۴۔ اور مسواک۔

جس روز آپ کا انتقال ہوا۔ تو آپ نے دس کپڑے چھوڑے۔ ایک جبرو کا کپڑا ایک بھائی چادر ۵ کپڑے عمارت۔ ایک قمیص طوی۔ ایک جیرہنی ایک سفید چادر۔ چند چھوٹی ٹوپیاں۔ تین یا چار۔ آپ کی چادر کا طول تین بالشت تھا۔ آپ نے ہسی مٹی مٹی چادر میں انتقال کیا ایک چادر تھی جس کو عبدہ کہتے تھے ایک تخت تھا جس کو اسعد بن زرارہ نے پیش کیا۔

ایک منبر تھا جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ جسے میمون بن حارث نے بنایا تھا۔ مسجد بنیر منبر کے تھی۔ بلال نبین پر کھڑے ہو کر اذان دیا کرتے تھے۔ اصحاب رسول کا شعار یا ثوب یا منصور اُمت تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مضر قبیلہ کی شاخ مزینہ سے کہا تمہارا شعار کیا ہے؟ انہوں نے کہا حرام۔ آپ نے فرمایا تمہارا شعار حلال ہے۔ مہاجرین کا شعار احد کی روانی کے روز یا نبی عبد اللہ خورج کا شعار یا نبی عبد الرحمن اور اوس کا یا نبی عبد اللہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سلیمان فارسی۔ نوہ بن حارث۔ اسامہ بن زید۔ ابو رافع اسلم۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کا غلام بندوبہ بھی تھا عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا۔ اور آپ نے اس کو آزاد کر دیا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عباس کے اسلام لانے کی بشارت دی گئی۔ تو آپ نے عباس سے سلیمان کی شادی کر دی۔ جس سے عباس کے نزدیک عبید اللہ پیدا ہوئے۔ جو امیر المؤمنین کے کاتب تھے۔ جہل حبشی، صہیب رومی۔ سفینہ جس کا نام مفتح اسود تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ رومان بنی ہاشم کے پاس تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ اس بات پر ام سلمہ نے بنی ہاشم کی خدمت کرنے کی شرط باندھی تھی۔ ثوبان جبرو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریدا تھا اور آزاد کر دیا۔ شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اولاد کی خدمت میں ملاویر کی حکومت کے زمانے تک رہا۔ یہ سارے نبی یہ سارے نبی خلیلہ میں گرفتار ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کر دیا تھا، ہواقیوں نے اس

کو قتل کر دیا تھا۔ شترانوں میں کا نام صلح بن عدی شعی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ کی درستی میں ملا تھا۔ یہ رائے کے کسانوں کی اولاد میں سے تھا۔

مہم شعی جس کو فوج بنت عمرو بخدای نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ ابو موسیٰ حبیبہ جو قبیلہ معز کی شاخ مرزینہ میں سے تھا۔ آنحضرت نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ ابو کبشہ جس کا نام سلیم تھا۔ اور مرزینہ میں دوسرا مسکہ کا رہنے والا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی آزاد کر دیا تھا۔ حضرت عمر کی خلافت کی جانشینی کے پہلے مدد منتقل کر گیا تھا۔

ابو بکر شام جس کا نام قیس تھا یمن کے وقت طائف کے قلعہ پر ظاہر ہوا۔ اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا آپ نے اسے آزاد کر دیا تھا۔

ابو موسیٰ جس کا نام رباح اور حبشی تھا۔ ابو لبابہ ترسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

فضالہ کو رفاع بن زید جو امی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا۔ یہ ہادی قرعے میں قتل ہوا۔

انفسہ بن کردی بھی جو بیل کی لڑائی میں مارا گیا۔ روایت ہے کہ حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں انتقال کر گیا تھا۔ کرکہ کو کسی نے بطور ہدیہ کے پیش کیا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ روایت ہے کہ یہ غلامی کی حالت میں مر گیا تھا۔

ابو منذر عرب کی غنیمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ام سلمہ نے اسے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر خرید لیا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا۔ ایک دوسری روایت ہے کہ یہ

شخص بدحیثیہ کشمیر تھا۔ جو گشتاسب بادشاہ کا لڑکا تھا۔ اسلم اصغر رومی، حبشہ حبشی، امیر کو مقوس

تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ کے پیش کیا تھا۔ ابوثابت، البریز، ابوسلمی، ابوعبید، ابورافع

اصغر، ابوسقیط، ابوالبشر، ہبران، عبید، رافع، رافع اور سیارہ الہکمر

آپ کی لونڈیاں۔ حارثہ بنت سمعون جسے حبشہ کے بادشاہ نے بطور ہدیہ کے پیش کیا تھا۔ سلمیٰ

رضی، ام ایمن جس کا نام بکرہ تھا۔ اسلمہ، انسہ، حبیبہ۔ ایک روایت ہے کہ یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے غلام تھے۔ لونڈیاں نہیں تھیں۔ اور ایک حضنی غلام بھی تھا جس کا نام ابور تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور تاریخ

یام قشیری میں عمر عقبہ و سلمی کے نزدیک عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں حاملہ ہوئیں۔ بوقت

طیعی جمع بروز جمعہ مار بیس الاول اصحاب قبل کی طاقت کے ۵۵ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے اہل سنت کے نزدیک یہ یاسر جمع الاول کو بروز سوموار پیدا ہوئے۔ نوشیرواں بادشاہ کی سلطنت کے اسی سال باقی تھے۔ روایت ہے کہ ہرمز کی سلطنت کے آٹھ سال باقی تھے۔ بادشاہ عرب عمرو بن ہند کی سلطنت کو ختم ہوئے آٹھ سال گزر گئے تھے۔

تاریخ طبری میں ہے کہ یوسف خیردان کی سلطنت کا ۲۲ سال تھا یہی بات صحیح ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوشیرواں بادشاہ عادل تھے زمانے میں پیدا ہوا۔

یکنی نے کہا کہ آنحضرت شوب ابو طالب میں محمد بن یوسف کے گھر کے انتہائی کونے میں اندر کی جانب پیدا ہوئے۔ طبری نے کہا ہے کہ آپ محمد بن یوسف کے گھر میں پیدا ہوئے جو حبیب بن یوسف کا بھائی تھا۔ اس نے اس گھر کو عقیل سے خریدا تھا۔ مورخ سے اسے گھر میں شامل کر لیا تھا۔ پھر خیردان نے اس گھر کو نکال کر ہار کر دیا۔ اور وہاں ایک مسجد کی تعمیر کی جس میں آج تک نماز پڑھتے ہیں۔

ابو عبد اللہ طرابلسی نے کہا کہ رسول اللہ محمد بن یوسف کے گھر میں پیدا ہوئے حضرت دوداہ کے تھے کہ آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ واقعتاً نے کہا کہ آپ اس وقت سات ماہ کے تھے۔ طبری نے کہا کہ حضرت کے والد کا انتقال مدینہ میں ہوا اور آپ نابالغ کے گھر میں دفن ہوئے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ آپ کے والد اس وقت انتقال کر گئے۔ جب کہ آپ کی والدہ حاملہ تھیں۔ اور چاندنی کی عمر میں آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ یہی نے کہا کہ آپ کی والدہ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر صرف اٹھ ماہ تھی۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ آپ کی والدہ نے بمقام ابواء مکہ جاتے ہوئے انتقال کیا۔ اس وقت آپ چھ ماہ کے تھے۔ آپ کی پرورش عبد المطلب نے کی آپ آٹھ سال دوداہ دس دن کے تھے کہ عبد المطلب کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ابو طالب سے وصیت کی اور ابو طالب نے آپ کی پرورش کی۔

کتاب العزس اور تاریخ طبری میں تحریر ہے کہ ثویبہ ابوالعبس کی فوجی نے آپ کو اپنے بیٹے مسروح کے ساتھ چند دن دوداہ پلایا یہ ہجرت کے ساتویں سال مسلمان ہو کر گئے۔ اس کا بیٹا مسروح اس سے پیدا ہو گیا تھا۔ پھر آپ کو سلیمہ سعیدیہ نے دوداہ پلایا۔ آپ ان لوگوں میں پانچ سال رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حمزہ کو اور آپ کے بعد ابو سلمہ مخزومی کو دوداہ پلایا۔ جب ابو طالب آپ کو نجاشی کی طرف لے گئے۔ تو اس وقت آپ کی عمر نو سال کی تھی۔ ایک روایت ہے کہ آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ جب جناب خدیجہ

ملنے کو تجارت کی غرض کے لئے شام کی طرف تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی چند ماہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجہ کبریٰ سے عقد نکاح کیا۔

محمد بن یعقوب کلینی نے کہا کہ جب آپ نے خدیجہ سے نکاح کیا تو بیس سال سے اوپر آپ کی عمر تھی چوبیس سال کچھ ماہ خدیجہ کے ساتھ رہے جب کعبہ کی دوبارہ تعمیر ہوئی۔ اور حجر اسود کے رکھنے کے جھگڑے کے بارے میں قریش آپ کے فیصلے پر متفق ہوئے۔ تو اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ ابن عباس اور انس سے روایت ہے کہ بروز پیر ۱۲ ربیع کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی وحی کی اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی لہٰذا ابن مسعود نے اہم سال بیان کی ہے۔ ابن مسیب اور ابن عباس نے کہا ۴۴ سال اور ربیع الاول کی گیارہ تاریخ تھی۔

روایت ہے کہ دس ربیع الاول کی تاریخ تھی۔ روایت ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فرمان شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن کی رُود سے ماہ رمضان میں مبعوث ہوئے۔ قرآن کے نزول کی ابتداء ماہ رمضان کی ۱۲ تاریخ کو شروع ہوئی۔ ابن عباس نے کہا کہ ۴۴ تاریخ تھی۔

ابو جلید سے روایت ہے کہ آپؐ نے لوگوں کو دعوت دی۔ ابو طالب نے آپ کی نفرت کی۔ خدیجہ علی اور زید اسلام لے آئے دو سال بعد آپ کو معراج ہوئی۔ روایت ہے کہ ایک سال چھ ماہ طائف کی واپسی کے بعد آپ کو معراج ہوئی۔ علی نے ابو عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ کو خوف کی وجہ سے مکہ میں پانچ سال چھپاتا رہا۔ آپ پناہ کھم کھلا انہما بنوت نہیں کر سکتے تھے۔ حالانکہ علی اور خدیجہ آپ پر ایمان لا چکے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ نہ اعلان نبوت کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے بھی اپنے ایمان کا اظہار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اعلان نبوت کر دیا۔ آپ کی نبوت کے اعلان کے ۹ سال آٹھ ماہ بعد حضرت ابو طالب وفات پا گئے یہ واقعہ شعب سے نکلنے کے دریا بعد کا ہے۔

واقعی کا بیان ہے کہ لوگ شعب سے ہجرت سے تین سال پہلے نکلے تھے۔ اسی سال

۱۲ چالیس سال کی عمر میں مدی تامل ہوئی یہ قلعہ ہے کہ آپ کو چالیس سال کے بعد نبوت ملی۔ آپ ماں کے شکم میں ہی

ہی تھے۔ النبی نیسا ولکان حبیباً مرمم

ابوطالب کا انتقال ہو گیا آپ کے انتقال کے چھ ماہ بعد جناب خدیجہ وفات پائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت ۴۴ سال آٹھ ماہ چوبیس دن تھی۔ ایک روایت ہے کہ ۴۵ سال چھ ماہ اور کچھ دن تھے۔ ابو عبد اللہ نے کتاب المعرفہ میں تحریر کیا ہے کہ جناب خدیجہ کا انتقال حضرت ابوطالب کی وفات کے تین دن بعد ہوا۔ کتاب المعرفہ میں نسوی سے روایت ہے کہ خدیجہ مکہ میں ہجرت سے پہلے نماز جنازہ کی فریضت سے پہلے وفات پائیں۔ اس سال کا نام سالِ فہم ہے۔

خدیجہ کے انتقال کے بعد آپ تین ماہ مکہ میں قیام فرما رہے آپ نے اپنے اصحاب کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا آپ کے اصحاب کی ایک جماعت نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی تھی یہ نبوت کے اعلان کے پانچویں سال کے بعد کا واقعہ ہے جب ابوطالب کا انتقال ہو گیا۔ تو آپ طائف تشریف لے گئے۔ لہذا وہاں چننا قیام فرما ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ زید بن حارث تھا۔ پھر آپ مکہ میں تشریف لائے۔ یہاں ایک سال چھ ماہ مطہم بن عدی کے پڑوس میں رہے حج کے زمانہ میں قبائل کو دعوت دیتے تھے۔ بیعت عقبہ اولیٰ منیٰ میں واقع ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والے پانچ آدمی قبیلہ خزرج اور ایک آدمی اوس کا تھا۔ ان لوگوں نے اپنی خفیہ بیعت کی تھی۔ بیعت کرنے والے حضرات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جابر بن عبد اللہ۔ ۲۔ خطنہ بن عامر بن حزام، عوف بن حارث۔ ۳۔ عارضہ بن ثعلبہ۔ ۴۔ حارثہ بن اسعد۔ ۵۔ ابوامامہ ثعبان بن عمرو۔ روایت ہے کہ یہ اسعد بن زدارہ ہیں۔

جب لوگ یمنہ میں چلے گئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کیا۔ قرآن کی تلاوت کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ اگلے سال ان حضرات کے ساتھ مکہ میں چھ آدمی آئے۔ انہوں نے بیعت کی۔ یہ بیعت عقیقہ ثانیہ کہلاتی ہے۔ وہ چھ آدمی یہ ہیں۔

۱۔ ابو شیم بن یحییٰ۔ عبادہ بن صامت۔ ذکوان بن عبد اللہ۔ نافع بن مالک بن عجلان۔ عباس بن عبادہ بن فضل۔ لہذا زید بن ثعلبہ جو عباس بن عبادہ کے حلیف تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ مسعود بن حارث اور عویم بن ساعدہ بھی تھے۔ جو ان حضرات کے حلیف تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کے ساتھ معصوب بن عیسٰ کو بھیجا۔ یہ لوگ اسعد بن زدارہ کے گھر میں آئے۔ لوگ ان کے پاس جمع ہوئے اور اسلام لائے۔ امیہ بن زید حطہ وائل اور رافع مسلمان نہ ہوئے یہ جنگ بدر، احد اور خندق کے بعد اسلام لائے۔ پھر اگلے سال اوس اور خزرج کے ستر آدمیوں اور دو عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

کے بارہ آدمیوں کو جن کو قوم کا نقیب بنایا۔ نو آدمی خروج کے لئے تین آدمی لوہے کے تھے۔
خروج کے آدمی رہتے۔ جن کو آنحضرت صلعم نے نقیب بنایا۔

۱۔ اسعد، ۲۔ جابر، ۳۔ بلال بن مغیرہ، ۴۔ عبید اللہ بن جوام، ۵۔ سعد بن عبادہ، ۶۔ منذر بن قیس،
۷۔ عبید اللہ بن رواحہ، ۸۔ سعد بن زید، ۹۔ اور قواقل میں سے عبادہ بن صامت تھے۔ لوہے میں سے ابو شیمہ
اسید بن خضیر اور سعید بن خثیمہ نقیب تھے۔ آنحضرت صلعم نے لوہے اور مسک کے علاقہ جات میں اپنے
اپنی روانہ کئے۔ وفود میں لوگوں کی طرف بھیجے گئے۔ بنو سلیم بن عباس بن مرداس بھی شامل تھا۔
بنو فہیم کی طرف جن میں عطار بن حارث بن زرارہ بھی شامل تھا۔ بنو علم بن طفیل اور ابید بن قیس کی
طرف، بنو سعد بن بکر کی طرف جن میں صام بن ثعلبہ عبد القیس اور جبار بن عمرو بھی شامل تھا۔ بنو حنیفہ
کی طرف جن میں مسندہ کذاب بھی شامل تھا۔ قبیلہ طے کی طرف جن میں زید خیل اور عدی بن عامر بھی شامل
تھا۔ زبید کی طرف جن میں عمرو بن معدی کرب بھی شامل تھا۔ بنو کنندہ کی طرف جن میں اشعث بن قیس
شامل تھا۔ اہل غسان کی طرف جن میں سید، عاقب اور ابو الحارث شامل تھا۔ اور انہیں بھی قبیلہ سمیرہ
رسول اللہ صلعم کی خدمت میں اپنے اسلام لانے کی خبر دی۔ قرۃ بن اذامی نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں
اپنے اسلام لانے کے متعلق اٹھا کا صدر بھیجا۔ آنحضرت صلعم نے بنو حارث بن کعب کی طرف بھی وفد بھیجا۔
جن میں قیس بن حصین اور یزید بن عبد مال بھی شامل تھا۔ بنو ثقیف کی طرف وفد بھیجا جن کا سردار عبد مال
تھا۔ بنو اسد اور بنو اسلم کی طرف بھی وفد بھیجے گئے۔ رسول اللہ صلعم کی عمر جب ۵۳ سال کی ہو گئی۔ تو
آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور اپنے اصحاب کو بھی ہجرت کرنے کا حکم دیا آپ غار میں تین روز قیام
فرمایا ہے تاکہ آپ کو گرفتار کرنے والا اپنے ارادے میں ناکام رہے۔

روایت ہے کہ آپ نے چھ روز غار میں قیام کیا۔ ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ کو مدینہ میں تشریف
لے کر نہایت ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔ اس سے سنہ ہجری کی بنیاد پڑی۔ مگر تاریخ میں اس
کا آغاز محرم الحرام سے شروع ہوا قیام میں کثوم بن ہذیم کے گھر میں قیام فرمایا۔ پھر تین دن خثیمہ اوسی کے
گھر میں رہے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت علی ابو مال بیت کے چہنچہ تک بارہ دن قیام کیا۔ مدینہ والے
ہوئے آنحضرت صلعم کے استقبال کے لئے آئے۔ اور پھر مرکز مدینہ جاتے۔ آنحضرت صلعم نے ان لوگوں

کی خاطر قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کے روزہ مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے چلے۔ مدینہ میں قیام فرمایا۔ اور یمن وادی کی مسجد میں نماز پڑھی۔ فسوی بنے اپنی تائخ میں تحریر کیا ہے کہ آپ نے مدینہ میں سب سے پہلی نماز عصر کی نماز ادا کی پھر آپ نے ابواب کے گھر میں نزول اجلال فرمایا جب آپ کی حیرت کو ایک ماہ اور چند دن ہو گئے تو آپ نے نماز مقیم ادا کی۔ آٹھ ماہ گزرنے کے بعد آپ نے مومنین میں بھائی چارہ قائم کیا اور اعلان دیئے کا طریقہ مقرر کیا حضرت نبی اکرم صلی علیہ وسلم کی ہجرت کو ایک سال و ماہ اور ۲۷ دن گزر گئے تو آپ نے فاطمہ سے علی کی شادی کر دی۔

روایت ہے کہ آپ نے مدینہ میں آنے کے ایک سال بعد فاطمہ کی شادی علی سے کر دی تھی۔ امام حسن علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم پر قرآن مجید اٹھارہ سال اتنا نازل ہوا۔ آٹھ سال مدینہ میں اور دس سال مکہ میں۔

قصہ نے کہا کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم پر قرآن مجید میں نازل ہوتا رہا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ نوحیل کعبہ کا حکم کب ہوا آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی بدر سے واپسی کے بعد۔ انس نے کہا کہ یہ حضرات صبح کی نماز میں رکوع کی حالت میں (خانہ کعبہ کی طرف) پھر گئے تھے۔

بخاری اور واقعی نے تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد ۱۶ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔

بخاری نے تحریر کیا ہے کہ نبی صلی علیہ وسلم نے اعلان نبوت سے قبل اور بعد اعلان نبوت حج لو گیا لیکن ہمیں تعداد کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا۔ ہجرت کے بعد صرف حجتہ الوداع کے علاوہ اور کوئی حج نہیں کیا۔ جابر انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے حج سے پہلے دو حج ادا کئے۔ اور حجتہ الوداع کا حج لو گیا۔ علا بن اذین اور عمرو بن زید ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے بیس حج ادا کئے تھے۔ طبری ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی علیہ وسلم چار عمرے بجا لائے۔

۱۔ عمرہ مدینہ۔ ۲۔ عمرہ قضا۔ ۳۔ عمرہ جمرہ اور ۴۔ وہ عمرہ جس میں آپ نے حج ادا کیا۔

معاویہ بن عمار امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے بیس مختلف عمرے ادا کئے تھے۔ پھر آپ نے عمرہ حدیبیہ قضا اور جمرہ کا ذکر کیا آپ نے مدینہ میں دس سال قیام

کیا پھر آخری حج ادا کیا۔ خدیجہ رحمہ کے مقام پر حضرت علیؑ کو (لوگوں کا) امام مقرر کیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو آپؐ نے اسامہ بن زید کو حکم دیا کہ وہ اپنے باپ کے ذیل کا ارادہ کریں۔ اسامہؓ نے شکر تھا۔ اور آپؐ کی ماتحتی میں ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ تھے۔ جب اسامہؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں اضافہ ہو گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے دوران کئی روز فرمایا۔ اسامہؓ کے لشکر کو بھیجا۔ جب سال سائنہ ہجری داخل ہوا۔ آپؐ نے محرم میں مدینہ میں قیام فرمایا۔ اور کئی روز بیمار رہ کر ۱۲ صفر بروز پیر انتقال کیا۔ روایت ہے کہ ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ انتقال کیا۔ مدینہ میں شہر فیہ لانے اور آپؐ کی وفات تک کا سورج دس سال بڑھا ہے۔ سورج غروب ہونے سے پہلے انتقال فرما گئے۔ اس وقت

آپؐ کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ آپؐ کو حضرت علیؑ علیہ السلام نے آپؐ کی وصیت کے مطابق غسل و کفن دیا (اہل سنت کی عادت کے بموجب) آپؐ کی نعش تین روز تک دفن نہ ہو سکی۔ اور لوگ آپؐ پر نماز جنازہ پڑھتے تھے نہ کہ حضرت مسلم کی قبر مبارک ابو طلحہ زید بن سہل انصاری نے تیار کی۔ اور حضرت علیؑ علیہ السلام نے آپؐ کو سپرد خاک کیا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کی امداد عباسؓ۔ فضل اور اسامہؓ نے کی۔

انصار نے بلند آواز سے کہا۔ اے علیؑ! ہم تمہیں اللہ یاد دلاتے ہیں۔ آج ہمارا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے حق ہے۔ کہ آپؐ کے دفن کرنے میں ہم میں سے بھی کسی کو شامل فرمایا لیجئے۔ فرمایا اوس بن خولہ قبر میں اتر آئے۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں رکھ دیا۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا۔ باہر نکل جاؤ۔ اور قبر کو چوڑا کر شکل میں بنادو۔

فصل

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج

الحمد لله العلی الاعلیٰ الوفی الادی اموی الاولی رب الاخرۃ والاولیٰ

خالق السموات العلی ومبدع الارضین السفلی لہ الاخرۃ والاولی الذی خلق

پہلے بیانہ سے مراد آپؐ کے پاس چھویں چار پانچ آدمی آئے اور آپؐ پر دو دوسرا پڑھتے ۱۰

فسوی والذی قدر فہدی، والذی اخرج المرعی فجعلہ غشاء احوی، بعث محمدًا علی
 اللہ علیہ والہ ذی النعمۃ العظمیٰ والمحبۃ الکبریٰ الہادی الی الطریقۃ المشرقی
 الداعی الی الخلیفۃ الحسنی، وجعلہ خیر المخلوق سابقین الثریا والثریٰ ورفعه الی اسماء
 من ام القریٰ بقولہ لبسم اللہ الرحمن الرحیم سبحان الذی اسری بعبدہ
 کبلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔

لوگوں نے معراج کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ خوارج اس کے منکر ہیں۔ فرقہ چھپہ اس بات کا قائل
 ہے کہ آپ کو معراج روحانی خواب کے ذریعہ حاصل ہوئی تھی اور آپ کا جسم پرواز کر کے نہیں گیا۔
 امامیہ زید یہ۔ اور معتزلہ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق الی المسجد
 الاقصیٰ آپ کو روح اور جسم کے ساتھ مسجد اقصیٰ تک معراج ہوئی تھی۔ دوسرے لوگوں نے کہا
 ہے کہ آپ روح اور جسم کے ساتھ آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ یہ بات ابن عباس
 ابن مسعود۔ حذیفہ۔ انس۔ عائشہ اور ام ہانی سے منقول ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج جسمانی کے
 متعلق دلائل اپنی جگہ پر مسلم ہیں تو ہم معراج جسمانی کا انکار نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ
 کی معراج کو ہر طور پر ردی تھی۔ اور امانت بجانب الطور)

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج آسمان دنیا تک قرار دی، لیکن تک نوری ابراہیم
 اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی معراج آسمان چارم تک قرار دی (بل رفعہ اللہ الیہ)
 اور حضرت ادیس علیہ السلام کی معراج جنت تک قرار دی (ورفعنا مکانا علیا)
 اور حضرت امام الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج قباب توحید اور اونی تک قرار دیا۔ ایسا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی وجہ سے تھا۔ اس لئے تو کہا جاتا ہے کہ انسان اپنی ہیئت کے مطابق اڑتا ہے۔ اللہ
 تعالیٰ بطور تعجب آپ کے معراج کے متعلق فرماتا ہے: سبحان الذی اسری اور آپ کے اترنے کو والحکم
 اذ اوحیٰ کے ذریعے قسم کھاتا ہے۔

آپ کا ہوج اندر نزل تھا کیونکہ اس کے درمیان واقعہ ہوا۔ اس کی اور واقعہ نے تحریر کیا ہے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج رحمت ہے چھ ماہ پہلے ستر ماہ رمضان شب شنبہ ام الی بنت ابی طالب کے گھر
 کہیں ہوئی۔ روایت ہے کہ جب خدیجہ کے گھر میں ہوئی۔ دوسری روایت ہے کہ شعب بن خطاب

میں ہوئی۔ حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ عین مسجد سے معراج ہوئی۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج پیر کی رات ماہ ربیع الاول نبوت کے دو سال بعد واقع ہوئی۔ معراج اول مجاہدات میں ہے اور دوسری معراج کرامت ہے۔

ابن عباس سے حدیث مروی ہے کہ جب اسرائیل بنی صلیہم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے میرے پروردگار نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو بارگاہ باری میں لے جاؤں آپ اٹھ کھڑے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بزرگی کے ساتھ نوازا ہے کہ آپ کے پہلے ایسی بزرگی سے کسی شخص کو نہیں نوازا۔ اور نہ ہی بعد میں کوئی آنے والا اس شرف سے معزز کیا جائے گا۔ آپ کو خوشخبری ہو۔ آپ نے قیام فرمایا اور رکعت نماز پڑھی۔ اسی دوران میں اچانک میکائیل اور اسرافیل ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ حاضر ہوئے۔ اور ان سب نے رسول اللہ صلیہم کو سلام عرض کیا اور آپ کو شہادت دی۔ اور ان کے ساتھ ایک جانور تھا جو کہ جس سے بڑا تھا۔ اور چرخ سے قامت میں چھوٹا تھا جس کے رخسار انسان کے رخسار کی طرح اور پاؤں اونٹ کے پاؤں کی طرح اور گردن کے بال گھوڑے کے بالوں کی مانند اور دم گائے کی دم کی مانند تھی۔ پاؤں ہاتھوں سے زیادہ لمبے تھے۔ اور اس کے در پر تھے اس کے قدم حدنگاہ تک پڑتے تھے اس کی نگاہ سرخ یا قوت کی تھی۔ جب رسول اللہ صلیہم نے سوار ہوتا چاہا تو اس نے سوار نہ ہونے دیا۔ جب اسرائیل نے کہا یہ تو محمد ہیں تب وہ ٹھیک گیا۔ اور اپنے آپ کو زمین سے لگا دیا۔ جب اسرائیل نے لگام کو اور میکائیل نے رکاب کو تھام لیا۔ آنحضرت صلیہم سوار ہوئے۔ جب نیچے اترا تو آپ کے ہاتھ بلند ہونے لگے۔ اور جب اوپر کو جاتے تو اس کے پاؤں بلند ہوتے تھے۔ جب بل بٹھا میں پہنچے تو آپ کو سپا میں لگی۔ آپ نے ایک بٹن سے پانی پیا۔ پانی پانی پھینک دیا۔ اسی روز میں ایک آدمی نے راستے میں داہنی طرف آواز دی۔ اے محمد! قدم سے نے بائیں جانب ہٹا کر دے۔ اور ایک عورت سامنے آئی جو حسین اور حمیل تھی۔ ایسی خوبصورت عورت کبھی نہ دیکھی گئی۔ وہ کہنے لگی کہ اے محمد! ذرا ٹھہر جاؤ۔ تاکہ میں تجھے آگاہ کر سکوں۔ جب حضرت ابوبکر علیہ السلام نے کہلاتے ہوئے تو آپ نے آنحضرت کو ان تمام دعوات سے آگاہ کیا۔ اور کہا کہ داہنی جانب بڑھینے والا۔ یہودیوں کا داعی تھا۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی تمام امت یہودی ہو جاتی۔ لہذا بائیں جانب بڑھیں۔ یہودیوں کا داعی تھا۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی تمام امت نصاریوں کا مذہب

اختیار کرتی اور ہر صورت موت نہ ملتی ہو تیرے سامنے بن ٹھن کر آتی تھی۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی جبرائیل بیت المقدس میں آئے۔ اور اس کو اوپر اٹھایا۔ اور اس کے تلے سے تین پیالوں کو لیا۔ ایک پیالہ دودھ کا تھا۔ دوسرا شہید کا تیسرا شراب کا گندہ آپ کو دودھ کا پیالہ دیا۔ آپ نے اسے پی لیا۔ اور آپ کو شہد کا پیالہ دیا۔ آپ نے اس کو بھی پی لیا۔ پھر آپ کو شراب کا پیالہ دیا آپ نے فرمایا اے جبرائیل میں سیر ہو چکا۔ جناب جبرائیل نے عرض کیا۔ اگر آپ شراب کا پیالہ پیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جبرائیل کے ساتھ ایک فرشتہ اُتر آتا تھا جو اس سے قبل زمین پر کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ اور اس کے پاس تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں تھیں۔ اور عرض کیا اے محمد آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں اگر آپ پسند کریں تو نبی عبد بنو۔ اور اگر آپ چاہیں تو نبی ملک بنو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نبی بننا پسند کرتا ہوں۔ براق کے پر سونے اور اس کے پاؤں چاندی کے تھے جو موتیوں اور یاقوت سے مرکب تھے۔ جس کا نور روشن تھا اس کا نیچے کا حصہ بیت المقدس کے پتھر پر تھا اور اس کا سر آسمان پر تھا۔ جناب جبرائیل نے عرض کیا اے محمد! ار پر تشریف لے چلے جب آپ آسمان پر پہنچ گئے تو آپ نے وہاں درخت کے تلے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جس کے ارد گرد لوگ جمع تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے محمد! یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں جب آپ اپنی اولاد میں سے کسی کو جنت میں داخل ہونے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور جب اپنی اولاد میں سے کسی کو دوزخ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو رو پڑتے ہیں آپ نے ایک تہش دو فرشتے کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک تختی تھی جس پر نورانی اور ظلماتی خط دونوں تحریر تھے۔ جبرائیل نے کہا یہ موت کا فرشتہ ہے پھر آپ نے ایک اور فرشتہ دیکھا جو کسی پر بیٹھا ہوا تھا جس طرح اور فرشتوں کی شہادت کو ملاحظہ کیا تھا۔ اس سے شہادت کو نہیں دیکھا تھا۔ جناب جبرائیل نے کہا یہ دوزخ کا خزانچی ہے یہ دوزخ کا فرشتہ مقرر ہونے سے پہلے خوش و خرم رہتا تھا جب اس کی دیوٹی دوزخ پر مقرر ہوئی ہے۔ اس وقت سے کسی نے اس کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے جبرائیل دوزخ کا معائنہ کرو۔ آپ نے اس میں جو کچھ دیکھا سو دیکھا۔ پھر کتب جنت میں تشریف لے گئے اور ان تمام چیزوں کو ملاحظہ کیا۔ جو اس میں موجود تھیں اور آپ نے انبار رب العالمین کی آواز کو

سنا۔ جبرائیل نے عرض کیا کہ فرعون کے جلوہ گردوں کی آواز ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی آواز کو سنا۔
کہا یہ حاجیوں کی آواز ہے۔ تب صبح کو سنا جبرائیل نے کہا یہ لوگ انبیاء ہیں۔

جب سورۃ المنتہی اور پردوں کی انتہا تک پہنچ گئے۔ تو جبرائیل نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ آگے تشریف لے جاتیے۔ میں اس جگہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اگر میں ایک انگلی کے برابر بھی آگے بڑھوں تو جل کر خاک ہو جائوں گا۔ (بقول مولانا رومؒ)

اگر ایک سدر مونسے برتر پریم فروغ تجلی بسوز و پریم
ابو بصیر سے روایت ہے کہ جبرائیل نے آنحضرتؐ کو لئے ہوئے آسمان کے ایک مقام پر چاکر
پھوڑ دیا۔ اور عرض کیا آپ کے سوا اور کوئی نبی اس جگہ پر نہیں پہنچا۔

روایت ہے کہ آنحضرتؐ معلم نے دوسرے آسمان پر جیسی اور جیسی کو دیکھا تیسرے آسمان پر یوسف
علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اور یس علیہ السلام کو پانچویں پر ہارون علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر کریمین کو
ساتویں پر ایک مخلوقات اور فرشتوں کو دیکھا۔

ایک حدیث میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ معلم نے فرمایا کہ میں نے چھٹے آسمان پر جبرائیل
موسےؑ اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ معلم نے پردوں کے فرشتوں کو سورہ نوز پڑھتے ہوئے
دیکھا اور کسی کے خازن فرشتوں کو آیتہ الکرسی اور عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو خط
المومن کو پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آنحضرتؐ معلم نے فرمایا کہ جب میں قلاب توسبین کے مقام پر
پہنچا گیا تو مجھے قریب ہونے کی ندا دی گئی۔

روایت ہے کہ ایک ہزار مرتبہ آپؐ کو قریب پہنچنے کی آواز دی گئی۔ فرمایا ہر مرتبہ میری ایک حالت
بدلی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا جو کچھ تم مانگو گے میں تمہیں دے گا۔ میں نے عرض کیا اے
محبوب! آپ نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور موسےؑ سے کوہ طور پر گفتگو فرما کر کلیم بنایا۔ اور سلیمانؑ کو مدد
عظیم عطا کیا۔ آپ مجھے کیا عطا کریں گے۔ فرمایا میں نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا۔ اور مجھے اپنا حبیب
بنادیا اور میں نے موسےؑ سے بساط طور پر گفتگو کی۔ لیکن تم سے نور کی بساط پر جیہ کہ حکلام ہوا۔ اور
میں نے سلیمانؑ کو حکام کو فنا ہونے والا دکھایا۔ اور مجھے وہ ملک دیا جو جنت میں ہے۔ اور ہمیشہ باقی

رہے گا۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں محمود ہوں تم محمد ہو۔ میں نے تیرا نام اپنے نام
 سے نکالا ہے۔ جو شخص تجھ سے منائے گا میں اس سے تباہی لگاؤں گا۔ اور جو شخص تجھ سے قطع کرے گا میں
 اس سے علیحدگی اختیار کروں گا۔ زمین پر میرے بندوں کے پاس تشریف لے جائیے اور انہیں اس
 کریمت سے آگاہ کیجئے جس کے میں نے تجھے نوازا ہے۔ میں نے جس نبی کو بھی مبعوث کیا۔ اس کا
 ایک فیروز مقرر کیا۔ تم میرے رسول ہو تیرا وزیر علی ہے۔ روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر پہنچے
 تو آواز آئی اے محمد کہ تم اس جگہ پر تشریف لے جاؤ جس پر (آج ملک) کوئی شخص نہیں چلا۔ اللہ نے آپ سے کہا اے
 الرسول بہا انزل الیہ من ربہ رسول اس چیز پر ایمان لایا جو اس کی طرف اس کے رب کی جانب سے نازل ہوئی۔ رسول
 اللہ نے عرض کیا اے معبود! والمؤمنون کل امن باللہ کل مومن اللہ پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا لا یكلف اللہ نفساً
 شیئاً۔ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ آنحضرت نے عرض کیا۔ ربناہ تو اخذنا ان
 سینا ان اے معبود اگر ہم بھول جائیں تو اس کا ہم سے مواخذہ نہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے یہ بات منظور کر لی ہے
 پھر اللہ تعالیٰ نے کہا تیرے بعد تیری امت میں کس شخص کو خلیفہ قرار دوں۔ آنحضرت نے عرض کیا
 اللہ تعالیٰ اس بات کو بہتر جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا علی ابن ابی طالب امیر المؤمنین ہیں۔
 روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چار چیزیں عطا کیں۔ قلاب توسیعی
 کا درجہ (فکان قلاب توسیعی) مناجات (رازد و نیاز کی باتیں) خادمی الی عبدہ مقام سدرۃ
 المنتہی یعنی السدرۃ اور حضرت علی کی امامت۔ روایت ہے کہ سراج کے پانچ حرف ہیں۔ ہم
 سے ملو مقام رسول۔ ملک اعلیٰ کے نزدیک، عین سے مراد وہ عزت ہے جو ہر چیز کے خفیہ جاننے
 والے کے پاس آپ کو حاصل ہے۔ اسے سے خالق دنیا کے نزدیک رفعت اور بڑی مقصود ہے
 الف سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور سرور مراد ہے جو آپ کو دینا ہے پوشیدہ اور خفی میں حاصل ہونی
 اور جہیم سے جاہ اور مرتبہ مراد ہے جو آپ کو ملکوت اعلیٰ میں حاصل ہوا ہے۔
 روایت ہے کہ اس رات جناب ابوطالب آپ کو نہ پا کر تلاش کرتے رہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس
 آکر کہا کہ کس قدر بڑی مصیبت واقع ہوگی۔ اگر میں نے صبح تک محمد کو نہ دیکھا۔ (تو تمہاری خبر نہیں
 ہوگی) اس دوران میں ابوطالب کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ آسمان سے آکر کرام دانی کے مکان پر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میرے ساتھ چلو۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے مسجد میں ٹل
 دیا۔ ابوطالب نے کہا کہ میں نے تم کو اپنے گھر لایا ہے۔ اے نبی!

جو کچھ اختیار وغیرہ تمہارے پاس ہیں نکال لو۔ پھر ابو طالب قریش کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا خدا کی قسم! اگر میں آپ کو نہ دیکھتا تو تم میں کوئی متعفن (میری اولاد) سے نہ پختہ قریش سنے کہا کہ ہم سے بھی آپ کو بہت بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا: صبح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو معراج کے واقعات کے متعلق آگاہ کیا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہمیں بیت المقدس کی حقیقت سے آگاہ فرمائے۔ جبرائیل بیت المقدس کی تصویر کو آپ کی آنکھوں کے سامنے لائے۔ وہ لوگ بیت المقدس کی جو چیز دریافت کرتے تھے آپ اس چیز سے انہیں آگاہ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا فلاں گھر اور فلاں جگہ کہاں واقع ہے آپ نے انہیں ہر سوال کا جواب دیا۔ ان میں سے غوثیے لوگ ایمان لائے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وما تغن الآيات والنذر عن قوم لا يؤمنون۔

فصل ہجرت

حج کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبائل عرب کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ آپ کی ملاقات خزرج کے ایک گروہ سے ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کیا تم بیٹھے ہو۔ کہ میں تمہیں حدیث بیان کروں یا انہوں نے کہا ہاں۔ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ اور آپ نے ان پر قرآن مجید کی تلاوت کی۔ وہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ اسے قوم تمہیں یقین ہونا چاہیے۔ خدا کی قسم! یہ وہ نبی ہیں۔ جس کا وعدہ تم سے پہلے کیا تھا۔ ان لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے اپنی قوم کو بھڑوایا ہے۔ ان کی طرح کوئی قوم شر اور عدولت میں گرفتار نہیں ہے۔ ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اور آپ کے درمیان اتفاق پیدا کر دے۔ آپ ان کے پاس تشریف لے چلے اور انہیں اپنے امر کی دعوت دیجئے ان لوگوں کی تعداد چھ افراد پر مشتمل تھی۔ جب یہ لوگ مدینہ میں آئے تو اپنی قوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے متعلق آگاہ کیا۔ پھر تو مدینہ کا کوئی ایسا گھر باقی نہ رہا۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات کے پوچھے نہ ہوتے ہوں۔ اگلے سال موسم حج میں انصار کے بارہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے اس بات پر بیعت کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور نہ ہی کسی کا مال چوری کریں گے۔ یہ لوگ واپس پید نہ چلے آئے
آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ معصوب بن غیر کو بھیج دیا۔ وہ ان کو مارا پڑھاتے تھے جب تک وہ
پید نہ رہے۔ وہ مٹری کہلائے (اب تو) پید میں ایسا کوئی گھرباتی نہیں تھا جس میں مرد اور عورت
مسلمان موجود نہ ہوں۔ مگر امیہ حبیبہ اور وائل کے گھروں کی یہ حالت نہ تھی۔ یہ لوگ قبیلہ ادس سے
تعلق رکھتے تھے (ابھی تک کافر تھے) پھر معصوب مکہ کی طرف لوٹے۔ انصار میں سے کافی لوگ اپنی قوم
کے حاجیوں کے ساتھ حج کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ لوگ عقبہ کے پاس شعب میں ایام تشریق کی رات
جمع ہوئے۔ یہ ۳۰ مہرہ تھے اور وہ عورتیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم سے اسلام پر بیعت لیتا ہوں
ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم یہ جانتا چاہتے ہیں ہم پر اللہ کا حق اور آپ کا حق
ہے؟ فرمایا اللہ کا حق تم پر یہ ہے کہ تم صرف اس کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور
میرا حق تم پر یہ ہے کہ میری امداد اپنی عورتوں اور بیٹوں کی طرح کرو۔ تلوار کے وار پر صبر سے کام لو
اگرچہ تمہارے ہتھیار آدھی قتل کیوں نہ ہو جائیں۔ انہوں نے عرض کیا اگر ہم یہ امور سر انجام دیں تو
کا معلومہ اللہ کی طرف ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا دنیا میں یہ نافع ہوگا کہ تم اپنے دشمنوں پر غالب آؤ گے
اور آخرت میں رضوان اور جنت کے مالک ہو گے۔ برابر بن معرور نے آپ کا ہاتھ پکڑا کر عرض کیا تو
ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہم ان ذرائع کے ساتھ آپ کی حفاظت
کریں گے جن ذرائع کے ساتھ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہیں اے اللہ کے رسول (اب) ہم
آپ کی بیعت کر چکے ہیں خدا کی قسم ہم لوگ جنگ اور عہد و پیمان کے علاوہ ہیں۔ ہم نے ان باتوں کو
میں اپنے آباؤ اجداد سے حاصل کیا ہے۔ ہمارے اور ان کے درمیان پہاڑ حائل ہیں اگر ہم نے پہاڑوں کو
عبور کیا یا انہوں نے عبور کیا تو ہم آپ کی امداد کریں گے۔ پس کہ رسول اللہ ﷺ مسکرائے پھر فرمایا انہوں
کا خون ہوگا۔ جہاں تمہاری قبریں ہوں گی وہاں میری قبر ہوگی۔ میں ان سے لڑوں گا جو تم سے لڑیں
میں ان سے صلہ کروں گا جو تم سے صلہ کریں گے۔ پھر فرمایا میرے لئے اپنے لئے بارہ نقیب منتخب
انہوں نے بارہ آدمیوں کو منتخب کیا آپ نے فرمایا میں تم سے اس طرح بیعت لوں گا جس طرح عیسیٰ
میرم نے یوڈیوں سے بیعت لی تھی۔ کہ وہ اپنے قومی معاملات میں قوم کے عناصر ہو جائیں۔ میری اس
چیز سے حفاظت کرنا جس چیز سے تم اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔ انہوں نے اس شرط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی شیطاں نے عقبہ سے چنچ بن کی۔ اور کہا اے گورو گھٹا لو کیا تم نے محمد اور ان کے ساتھیوں کے لئے کوئی تدبیر سوچی ہے۔ بھہوں نے تم سے لڑنے کے لئے اجتماع کر رکھا ہے۔ پھر لوگ منیٰ کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ شیطاں نے اس بات کی تشہیر کر دی۔ مشرکین ان لوگوں کی تلاش میں نکل پڑے۔ انہوں نے سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو کو جالیا۔ منذر کو قوم نے چھڑوا لیا۔ سعد کو انہوں نے پکڑ کر اس کی سواری کی سی کے ساتھ باندھ دیا۔ اس کو اس حالت میں لائے ہوئے مکہ میں لائے۔ سعد کے متعلق جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب بن امیہ کو معلوم ہو گیا۔ دونوں نے آ کر آپ کو چھڑوا دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذیت کے بارے میں دعا اور مبرکے سوا اور کوئی حکم نہ دیا۔ اور جابل سے درگزر کرنے کے متعلق فرمایا جو مسلمانوں کے متعلق قریش کی تعدی اور ظلم حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ تو آپ نے ان کو ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (مدینہ میں) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے گھر اور بھائی مقرر کئے ہیں وہاں جا کر تم امن میں رہو گے۔ ان لوگوں نے تھوڑے تھوڑے ہو کر ہجرت کرنا شروع کر دی۔ حضرت علی علیہ السلام اور ابو بکر کے سوا کوئی شخص نہ رہا۔ قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خوف دامن گیر ہوا کہ آپ بھی ہجرت کر جائیں گے۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آپ نے لوگوں کو ان سے جنگ کرنے کی خاطر جمع کر لیا ہے۔ یہ لوگ دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ یہ قضی بن کلاب کا گھر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ ابلیس نجد کے ایک بوڑھے کی شکل میں اعتبار کر کے ان کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میں ایک صاف رائے آدمی ہوں۔ میں تمہارے پاس مشورہ دینے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ عمرو بن شہام نے کہا یہ سب باتیں نکل چھو ہیں۔

ابن بختری نے کہا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ آپ کو نکال دیا جائے۔ اور اس کی اذیت سے راحت پاؤ گے۔ حبشہ شیبہ اور یوسفیان نے کہا۔ کہ ہم ایک اکھڑاؤنٹ پر محمد کو مضبوطی کے ساتھ باندھ کر چھوڑ دیں گے۔ پھر ہم اس اونٹ کو تیروں کی بارش کے ساتھ بھاگا دیں گے۔ وہ اس کو بے سخت زمین پر کہیں ٹکڑے کر دے گا۔ ابولہب نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اپنے دس قبائلی میں سے دس بہادر لوگوں کو۔ وہ بات کو چاکر آپ کو ختم کر دیں۔ محمد کا خون قریش کے تمام قبائل میں بٹھا جائے گا۔ بنو ہاشم کو یہ مطلب اس یہ طاقت نہیں ہے کہ تمام قریش کا مقابلہ کر سکیں۔ خواہ خواہ خون پہلنے پر راضی ہو۔

جائی گے۔ ابو مرہ نے کہا اے ابوالحکم آپ کا مشورہ سولہ آنے ٹھیک ہے۔ ہم آپ کے مشورے سے سروانحراف نہیں کریں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اذ یسکر بک انج جبرائیل رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئے۔ اسے محمد احسن بستر پر آرام فرماتے ہوئے گرام ذکر و آپ نے حضرت علی کو بلا یا لود کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے وحی کی ہے کہ میں اپنے قوم کی طرف ہجرت کر جاؤں اور میں راتوں رات غار ثور کی طرف روانہ ہو جاؤں اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو حکم دوں کہ آپ میرے بستر پر سو جائیں۔ اور دشمنوں کو تم پر میرا گمان ہو۔ حضرت علی نے عرض کیا اگر میں آپ کے بستر پر سو جاؤں تو کیا آپ کی جان پتہ جائے گی؟ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں یہ سن کر حضرت علی مسکراتے ہوئے ہنس پڑے۔ اور زمین پر سجدہ میں گر پڑے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا سجدہ شکر ادا کیا۔ اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سجدے کے لئے اپنے چہرے کو زمین پر رکھا۔ سجدے سے سرائٹا کر عرض کیا میرے کان آنکھیں اور دل آپ پر قربان ہوں۔ جہاں آپ کی مرضی ہو تو شریف ہے جہاں ہے۔ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ رات کو میرے بستر پر سو جانا۔ اور میری حضرمی چادر اوڑھ لینا۔ اسے علیؑ اپنی تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا امتحان ان کے ایمان اور منازل کے مطابق اپنے دین کے بارے میں لیتا ہے۔ سب لوگوں سے زیادہ سخت امتحان انبیاء لگاتا ہے۔ پھر سب سجدہ تدبیر، اسے میری ماں کے بیٹے اللہ نے تیرا امتحان لے لیا ہے اور تیرے بارے میں میرا امتحان اس طرح لیا ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے دوست ابراہیم کا امتحان ذبیح اسماعیل کے بارے میں لیا تھا صبر سے کام لے۔ بے شک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہوتی ہے۔ پھر آنحضرت صلی علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو سینے سے لگایا۔

رسول اللہ صلی علیہ وسلم پڑے۔ ابو بکر آپ کے پیچھے ہوئے اور آپ نے ہند بن ابی ہالہ۔ عبداللہ بن زبیر اور ان کے راہنما ابی قحط (عبداللہ بن ابی قحط) کو حکم دیا کہ وہ بتائی ہوئی جگہ پر جا کر آپ حضرت علیؑ کو وصیت فرماتے رہے عشا کی تائید کی میں روانہ ہوئے۔ قریش نے پہرہ کے ادھر ادھر چکر لگانے تھے۔ ادھی رات کے آنے کے انتظار میں تھے۔ اور آپ تھے۔ وجعلنا من بین ایدہم لعل آنحضرت صلی علیہ وسلم کے دست اقدس

میں مٹی کی ایک مٹھی تھی۔ آپ نے اس کو کفار کے سر پر پھینک دیا اور روانہ ہو گئے جب آپ ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے تو ان کے ساتھ چل پڑے۔ اور غار کے پاس پہنچ گئے۔ ہند اور عبد اللہ کو واپس کر دیا۔ کفار کا علی علیہ السلام پر هجوم ہو گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں نہ پایا تو صعب، زمول اور راحل سوار ہو کر آپ کی تلاش میں نکلے۔ اگلی رات حضرت علیؓ اور ہند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غار میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنی لمبائی میں ادا کرنے کا حکم دیا۔ یہ تمام اماتیں ادا کر دی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تین دن رہے۔ حضرت علیؓ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر پہلی رات سوئے تھے۔ آنحضرت مدینہ میں پہنچ کر بنو عمرو بن لؤی کے گھر میں حضرت علیؓ کے انتظار میں رک گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ علیہ السلام کو ابو وقادیشی کے ذریعے خط لکھ کر اپنے پہنچنے کی اطلاع کرادی۔ حضرت ہجرت کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ نے کمزور مہین کو حکم دیا کہ جب رات تمام واویوں پر بھا جائے تو چلنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضرت علیؓ علیہ السلام جناب فاطمہ اور ہاشمی عورتیں اور ام المہین کینئر رسول کے ساتھ مکہ کی ولوی ذی طیس کی طرف چلے۔ ابو وقاد آگے آگے سواری کو کھینچ رہا تھا۔ لوہاس نے ان سے کچھ سختی سے بات کی۔ آپ نے فرمایا اے ابو وقاد! عورتوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کر۔ کیوں کہ یہ کمزور ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے افسوس ہے کہ کہیں میں جاسوس پکڑ نہ لے سکے۔ آپ نے فرمایا آہستہ آہستہ چلو۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ لوگ ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اور اس نے اونٹوں کو آہستہ آہستہ چلانا شروع کیا۔ اور یہ رجز پڑھتا جاتا تھا۔

ولیس الا اللہ فارفع ظنک! یٰ کفیک رب الناس ما اھمک!

اللہ کو کافی سمجھو اپنے گمان کو دور کر دو۔ جس خوف میں گرفتار ہو اس بارے میں اللہ کو کافی تصور کرو۔ جب یہ لوگ کوہ ضحان کے پاس پہنچے تو وہ جاسوس سوار یوں پر سوار ہو کر چاہیںے۔ آپ نے عورتوں کو آواز کر الگ بٹھا دیا۔ اور تلوار کھینچ ان پر حملہ کے لئے تیار ہو گئے۔

انہوں نے کہا اے بے وفات! تمہارا یہ خیال ہے کہ تم عورتوں کو لے کر چلے جاؤ گے۔ تیرا بیڑا تیار ہو واپس (مکہ) چلو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو کیا تم عورتوں کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ عورتوں کے قریب ہو گئے۔ آپ ان کے درمیان حائل ہو گئے۔ آپ نے ان پر اس قدر سخت حملہ کیا۔ جس طرح شیر اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے۔ اور آپ فراتے جاتے تھے۔

خلو اسبیل المجاہد المجاہد البیت لا اعبد غیر الواحد

مجاہد کے راستے کو چھوڑ دو میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اللہ کیلئے سوا کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔ یہ لوگ منتشر ہو گئے۔ آپ ان پر کامیاب اور غائب رہے آپ کوہ صبحاں کے قریب اتر کر ایک رات اور دن اترتے رہے ایک سو دسیت ہے کہ کمرہ مسلمانوں کا ایک گروہ اس مقام پر آپ سے آکر مل گیا آپ نے تمام رات قیام و تہجد میں بسر کی اور صبح کو صبح نمودار ہو گئی۔ آپ نے ان لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی پھر آپ وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ میں تشریف لائے ان لوگوں کے پیچھے سے پہلے وحی نے آنحضرت پر نازل ہو کر آپ کو ان تمام حالات سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور آیت نازل ہوئی۔

الذین یذکرون اللہ قیاماً

ذکر سے مراد علی اور اثنی سے مراد جناب فاطمہ ہیں بعض کم من بعض کا مطلب یہ ہے علی اور فاطمہ اور شامی عورتوں میں سے ہیں۔ اور وہ علی سے ہیں۔ فالذین ہا جی و اخرجوا من دیارہم حسن الثواب تک یہ آیت ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ نے بیت ان اللہ اشتہری کی تلاوت کی پھر فرمایا اے علی! تم اس امت میں سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے والے ہو اور ان سب سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے والے ہو اور ان سب سے آخری وقت تک اللہ کے رسول کے ساتھ عہد و پیمان پر قائم رہو گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تجھے صرف مومن ہی دوست رکھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کا امتحان ایمان کے ساتھ لیا ہے۔ منافق یا کافر تیرے ساتھ دشمنی رکھے گا۔

ایک روایت ہے کہ اصحاب رسول صلعم رسول اللہ کی خدمت میں استقبال کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اور دوپہر کے وقت واپس مدینہ لوٹ جاتے تھے۔ ایک روز یہ لوگ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت یمنی باہر تشریف لائے۔ سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا تو زور زور سے چیخنے لگا۔ اور کہا کہ اسے بنو قیلہ یعنی اس اور خدیج! تمہارا چندی رشتہ دار آگیا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے کلثوم بن مہدم کے گھر میں قیام فرمایا آنحضرت صلعم سعد بن خثیمہ کے گھر میں تشریف

لے منجانب کہ کے قریب ایک پہاڑ ہے ۱۲۔ کلثوم بن مہدم بنو عمرو ہیں سے تھے۔ بنو قیلہ اس سے تعلق تھے۔ تک آدی ہے۔ ان کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں ۱۳۔

لاکر لوگوں کی خاطر بیٹھ جاتے تھے۔ حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد تین راتیں مکہ میں قیام کیا پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر مل گئے اور آپ کے ساتھ کشتوم گئے گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ کا قیام حبیب بن اساف کے گھر میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر بدھ اور پنجیس کے دن قیام کیا۔ آپ نے وہاں ایک مسجد تعمیر کی اور جمعہ کی نماز لطن وادی میں ادا کی۔ یہ مدینہ کی سرزمین پر آپ کی پہلی نماز تھی پھر آپ کی خدمت میں غسان بن مالک اور عباس بن عبادہ بنو سالم کے مروجہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمارے پاس تشریف رکھئے۔ ہم آپ کی ہر طرف کی خدمت کریں گے۔ اس کے بعد آپ کے پاس زیاد بن عبید اور فروہ بن عمرو آئے۔ انہوں نے بھی آپ سے قیام کرنے کی درخواست کی۔ سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو نے بھی التماس کی۔ سعد بن ہبیہ، بخارہ بن زید اور عبد اللہ بن رواحہ نے بھی قیام کرنے کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے جس کے گھر یہ جا کر بیٹھ جائے گی۔ میں اس کے ہاں قیام کروں گا۔ اونٹنی روانہ ہو پڑی جب بنو مالک بن نجار کے گھر کے پاس مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے پاس پہنچی تو بیٹھ گئی۔ یہ جگہ ان دنوں میں بنو نجار کے دو قسم پکڑی کی ملکیت میں تھی۔ جب وہ بیٹھ گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نہ اترے وہ اٹھ کر تھوڑی دور اور چلی اور پھر بیٹھ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جھار پکڑے ہوئے تھے اور اسے کسی طرف نہیں موڑتے تھے۔ پھر اونٹنی تیجیہ کی طرف مڑی اور اپنی پہلی جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔ اور اپنے سینے کو زمین پر لگا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکر پڑے۔ ابویوب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کو اٹھا کر اپنے گھر میں رکھ دیا اور آنحضرت ابویوب کے گھر میں قیام فرما ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیر آباد زمین کے متعلق دریافت کیا آپ کو بتایا گیا کہ یہ زمین پہلے اور پہلے دو قسم لڑکوں کی ملکیت میں ہے آپ نے ان کو راضی کو کے زمین کو خرید لیا۔ آپ نے وہاں مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ ہر باہر اور انصار بھی اس مسجد کی تعمیر میں شریک تھے۔ مسلمانوں نے جب مسجد کو تعمیر کرنا شروع کیا تو یہ رجز پڑھتے تھے۔

لَسْنَا قَدَرْنَا وَالنَّبِيُّ يَعْمَلُ لَذَاكَ مَثَالُ الْعَمَلِ الْمَصْلُ
اگر ہم بیٹھ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کام کرتے رہے۔ تو ہمارا یہ فعل گمراہی پر مبنی ہوگا۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ رجز پڑھتے تھے۔

لا عيش الا عيش الاخرۃ اللهم ارحم الانصار والمهاجرة
زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ اے معبود انصار اور مہاجرین پر رحمت فرما۔

حضرت علی علیہ السلام یہ ہجو پڑھتے تھے۔

لا يستوى من يعمل المساجد بدا آب فيها قالمًا وقاسمًا

د من یوی عن الفیاء حسایدا

پھر آپ ابوایوب کے گھوسے ان گھروں میں منتقل ہو گئے۔ جو آپ کی خاطر تیار کئے گئے تھے۔
روایت ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں مسجد لوہے کے مکانات تعمیر ہو گئے تھے۔ ربیع الاول میں کام
شروع ہوا اور اگلے سال صفر تک کام اختتام کو پہنچ گیا۔

فصل

غزوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہجرت کے سات ماہ بعد جب اہل آپ کی خدمت میں یہ آیت سے کرنازل ہوئے۔ اذن للذین
یقاتلون ان انزعجت عنہم نے اپنے گھسے میں تلوار کو مماثل کر لیا۔ روایت ہے کہ تلوار کا یہ پرتلا نہیں تھا۔
جب اہل نے کہا اے محمد اس تلوار کے ذریعے اپنی قوم سے اس وقت تک جہاد کرو جیت تک وہ لا الہ
الا اللہ نہ کہیں

اہل سیر نے تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد جہادوں کا ترتیب کے ساتھ ۲۶ غزوات میں بنفس
نفیس حصہ لیا:-

ایموطہ (۲) عثیرہ (۳) بدر اول (۴) بدر کبرئ (۵) یوئق (۶) ذی امرہ (۷) احد (۸) خیبران۔
(۹) بنو سلیم (۱۰) احد (۱۱) بنو نضیر (۱۲) ذات الرقاع (۱۳) بدر اخیرہ (۱۴) وھزہ الجندل (۱۵) خندق۔
(۱۶) بنو قریظہ (۱۷) بنو لحيان (۱۸) بنو قریظہ (۱۹) بنو معطلق (۲۰) حیدریہ (۲۱) خیبر (۲۲) فتح مکہ (۲۳)
حنین (۲۴) طائف (۲۵) تبوک (۲۶) بنو قریظہ۔

نو غزوات میں آپ نے جہاد فرمایا۔ وہ یہ ہیں:-

(۱) بدر کبرئ (۲) احد (۳) بنو قریظہ (۴) بنو معطلق (۵) بنو لحيان (۶) خندق (۷) خیبر

(۱) فتح المکر (۲) حنین (۱۰) طائف (مؤلف نے اوپر عنوان نو عزرات کا قلم کیا ہے لیکن جب عزرات تحریر کئے ہیں۔ تو ان کے تحت دس عزرات تحریر کئے ہیں)

ہم لڑائیوں میں رسول اللہؐ کو شامل نہیں ہوئے۔ ان کی تعداد ۳۶ ہے۔

اول مسرہ حمزہ ہے کہ صیف البحر میں ابوہل سے تیس مہاجرین کا مقابلہ ہوا۔ ماہ ذی قعدہ میں
انحضرت مسلم نے سعد بن ابی وقاص کو قاندہ کی تلاش میں بھیجا۔ سات ماہ بعد ساٹھ مہاجرین
جحفہ کی طرف ابوسفیان سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ربیع الآخر میں قریش اور بنو حمزہ سے
جنگ کی۔ اور کرز بن جابر فہری بلو اڑتک پہنچ گیا تھا۔ دوسرے سال ماہ صفر میں ودان نے جنگ کی۔
اور ابو اڑتک پہنچ گیا۔ ربیع الآخر میں خزوہ عشبہ وادی بطن بنع میں پیش آیا۔ کرز بن جابر فہری نے
مکہ کی طرف پڑھائی کی اور آپ مدینہ میں زید بن عاصم کو چھوڑ کر روانہ ہوئے۔ اور وادی صفوان بدر اولیٰ
پڑھائی کی اور آپ کا جھنڈا اٹھانے والے حضرت علیؑ تھے۔ عبداللہ بن عتبہ کو رجب کے آخر میں قریش
کی گرائی کے لئے بھیجا۔

واقعہ بن عبد اللہ تسمیہ میں نے عمرو بن جراح حضرت کو قتل کر دیا۔ حکم بن کیسان عثمان بن عبد اللہ اور اس کا بھائی بھاگ گئے۔ باقی لوگوں نے امان طلب کی۔ اور قافلے کو کھینچ کر نبی صلعم کی خدمت میں لائے۔ حضرت صلعم نے فرمایا: خدا کی قسم میں تمہیں ماہ حرام میں جنگ کرنے کا حکم نہیں دیتا تھا، چونکہ یہ بات حضرت کے لئے وقوع پذیر ہوئی تھی۔ اس لئے اس جنگ کا نام کھجور والی جنگ ہو گیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی: **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ** انخ پیڈیوں سے قیدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا۔ **اِنَّ فِيْهِ لَخُبْرًا كَثِيْرًا** اس کو یوم فرقان بھی کہتے ہیں۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے آیت اخراج کی۔ **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَوْمِ الْمُدْحَرِّ** بدھ کہ اور مدنسہ کے۔ میان واقع ہے۔ شمالی ہے کہ یہ ایک موضع ہے۔ جو بدر عفاری کی طرف منسوب ہے۔ ولقدی نے کہا کہ یہ ایک موضع کا نام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۱ ماہ رمضان میں مکہ۔ اصحاب طاہوت کی طرح آپ کے اصحاب کی تعداد ۲۱۳ تھی۔ جنگ کے لئے۔ ستر یا اسی سوار تھے۔ عداوت ہے کہ، مہاجر اور ۲ سوار تھے۔ صرف مقدار سوار

تھے ایک اونٹ کے پیچھے یہ شکر چلتا تھا۔ نبی صلعم اور ابو مرثد غنوی کے درمیان صرف ایک اونٹ
 بطور سواری کے تھا۔ روایت ہے کہ گھوڑا تھا۔ ان کے ساتھ سات زبردیں اور آٹھ تلواریں تھیں
 یوسفیان اور عتبہ بن ابی شیبہ کے ساتھ لڑائی کا ارادہ تھا جو چالیس یا ستر آدمیوں کے ساتھ موجود
 تھے رسول اللہ صلعم کو آگاہ کیا گیا کہ وہ ساحل کا راستہ سے نکل گئے ہیں۔ صغفم بن عمرو غفاری کے
 ذریعے اس بات کی خبر والوں کو اطلاع کر دی گئی ہے۔

عالمکہ بنت عبد المطلب نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مکہ میں آیا اور چلایا۔ اے آل عدی
 اپنے پیٹھ پرانے کی جگہ چلو۔ پھر اس نے کعبہ کی چھت پر اتر کر وہ ابوبیس پر پسی آواز دی۔ پھر اس نے
 ایک پتھر پھینکا جس کا سنگریذہ مکہ کے ہر گھر میں جا کر گرا۔ ابن قتیبہ نے کہا مشرکین مکہ جو بدر میں
 کئے لئے آئے تھے۔ ان کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ روایت ہے کہ ایک ہزار دو سو پچاس تھی۔ ایک اور
 روایت ہے کہ تین ہزار تھی۔ اور ان کے ساتھ دو سو پچاس سوار تھے جو ان کی رہنمائی کر رہے تھے۔ اور
 نو ہزار ڈھول بجا رہی تھیں۔ اور مسلمانوں کی برائی کے گہمت گاہی تھیں۔ بنو زہرہ اور بنو عدی کے سوا مشرکین
 کا کوئی ایک گھر باقی نہ تھا جس کے آدمی آنحضرت صلعم سے لڑنے کے لئے نہ نکلے ہوئے۔ رسول اللہ صلعم
 نے اس بارے میں مشورہ کیا کہ کیا ان سے مقابلہ کیا جائے یا واپس لوٹ جانا چاہیے حضرت ابوبکر اور
 حضرت عمر نے کوئی بات کی۔ لیکن آنحضرت صلعم نے ان دونوں کو بٹھا دیا۔ حضرت مقداد اور سعد بن حجاز
 نے ایک ایسا کلام کیا کہ آنحضرت صلعم نے ان دونوں کے حق میں دعا کی اور خوش ہوئے اور یہ آیت نازل
 ہوئی۔ سنعتی فی قلوب الذین کفروا والرحیب بارش نے ان کو گھیر لیا۔ مشرکین نے عیمر بن وہب
 جمی کو بھیجا اس نے نبی صلعم کے لشکر کے گرد چکر لگایا اور بطور استہزا کہا کہ یہ تو عینے کے پانی ہاتھ
 دے لوگ ہیں حبیب۔ آیت نزلت جنسہ اللہم فاجتہم لھا نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے ان کی
 طرف اپنا ایک آدمی بھیجا۔ اور کہا کہ اے گروہ قریش! میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تم پر جنگ کی
 ابتدا کروں تم میرے اور عرب کے معاملہ میں رکاوٹ نہ بنو۔ واپس مکہ لوٹ جاؤ۔ عتبہ نے کہا اس تجویز کو
 قوم کو رد نہیں کرنا چاہئے۔ اس میں ان کی بہتری مضمر ہے جو چاہیں کہ تم نے نزول کا مظاہرہ کیا ہے
 اور محمد کا جادو تم پر عمل کیا ہے عتبہ نے زہرہ کو پہنا دیا اور اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید
 آگے بڑھا اور کہا اے محمد! قریش میں ہمارے کفو ہمارے ساتھ لڑنے کے لئے بھیجو۔ انصار نے مقابلہ کے

ﷺ جانا چاہا لیکن رسول اللہ نے ان کو روک دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ
 عیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کو جس کی عمر اس وقت ستر سال تھی۔ لڑائی کے لئے بھیجا۔ اور فرمایا کہ
 تم ان سے حق میں جہاد کرو۔ جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو بھیجا ہے۔ یہ لوگ باطل میں گرفتار
 ہو کر آئے ہیں تاکہ یہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ حسب انہوں نے ان کو دیکھا تو کہا کہ یہ تو کوثر کریم ہیں۔ حضرت
 علیؓ نے ولید اور جناب حمزہؓ نے عتہ کو قتل کر دیا۔ عبید کلان پر ایک ضرب لگی۔ علیؓ اور حمزہؓ آپ کو اٹھا کر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ عیدہ نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ فرمایا ہاں
 تم میرے اہل بیت سے پہلے شہید ہو۔ آپ بمقام صفراء وفات پائے۔ کبھی ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہ السلام
 سے روایت ہے کہ ابیہ شیرکین کی صف میں موجود تھا اس نے حادثہ بن ہشام کے ہاتھ کو پکڑ کر چیت
 گرایا اس نے کہا اے سراقہ تو نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا خدا کی قسم میں مدینہ کے ذیل لوگوں کو
 دیکھ رہا ہوں۔ ابیہ حادثہ کے سینے پر ایک کھار کر چلا گیا۔ بشرکین کو شکست ہوئی۔ جب یہ مکہ میں
 آئے تو کہنے لگے ہم کو سراقہ نے شکست دلوائی ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں تو تمہارے ساتھ گیا بھی
 نہیں تھا مجھے تو تمہاری شکست کی خبر سب سے پہلے معلوم ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا تم فلاں دن ہمارے پاس
 آئے تھے۔ سراقہ نے دن کے سامنے قسم اٹھائی کہ میں وہاں موجود نہیں تھا۔ جب یہ لوگ اسلام لائے۔
 تو ابیہ معلوم ہوا۔ کہ وہ شیطان تھا۔

سری اور کبھی نے روایت کیا ہے کہ شیرکین بنو بکر کے خوف کی وجہ سے شش و پنج میں مبتلا
 تھا۔ ابیہ سراقہ بن جشم مدعی کی شکل میں آیا اور کہا کہ میں تمہارا مددگار ہوں۔ جب اس نے فرشتوں
 کو دیکھا تو اٹھے پاؤں بھاگ اور کہا میں تم سے بری الذمہ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش کے مقام پر قیام فرما تھے۔ اور آپ نے کہا۔ اے معبود! اگر آج کے دن یہ
 حکم نہ ہوتا تو اس دن کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا تو یہ آیت نازل ہوئی
 کہ استغیثون ربکم اس وقت کو رو۔ جب تم اپنے رب سے امداد طلب کر رہے تھے۔ آنحضرت
 ﷺ کہتے ہوئے مقابلہ کے لئے نکلے۔ یہ تمام الجمع عنقریب یہ گروہ شکست کھا جائے گا۔ اللہ نے
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد کی۔ جن کے سر پر عمامے بندھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ
 ان کو شیرکین کی نگاہوں میں زیادہ دکھایا۔ اور شیرکین مسلمانوں کی آنکھوں میں کم دکھائی دیئے

کیا۔ اور معاویہ بن عمرو کو معزوح کیا۔ اور جموح انصاری نے ابو جہل کو زخمی کر کے گرا دیا۔ ابو جہل کے بیٹے عکرم نے
معاویہ کے دائیں بازو کو کاٹ دیا۔ معاویہ خلافت عثمان کے زمانے تک زندہ رہا۔ جنگ بدر میں ستر مشرکین قید
کر لئے گئے۔ ایک روایت میں چوالیس کی تعداد بیان کی گئی ہے۔ حسب ذیل آدمی قید کر لئے گئے

عباس بن عقیل، نوفل، اور عقبہ بن ابی محمد۔ ان سب کا قیدی عباس نے لیا کیا۔ اور یہ لوگ مسلمان ہو گئے
تھے۔ صفراء کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں میں
سے کوئی آدمی بھی قید نہ ہوا۔ ۳۱ مسلمان شہید ہوئے۔ ہر مشرک سے چالیس اوقیہ فدیہ لیا گیا۔ اور عباس سے
۱۰۰۰۰ اوقیہ فدیہ لیا گیا۔ روایت ہے کہ ۱۰۰۰۰۰ اوقیہ فدیہ چار ہزار وچھ سو اوقیہ تھا۔ جنگ بدر ۱۱۷
ہجری کی لڑائی تھی۔ علم معصب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھنڈا حضرت علی علیہ السلام کے
ہاتھ میں تھا۔ سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں انصار کا رایت تھا۔

مدینہ میں واپسی کے ساتھ دین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلیم سے مقابلہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چٹھے
تک پہنچ گئے جس کو بدر کہتے ہیں۔ آپ نے یمن و بنی قریظہ سے روای کی روانی ۱۱۷
ذی الحجہ میں لڑی جس کو بدر منہ بھی کہتے ہیں۔

یہ بنو کنانہ کا چشمہ تھا۔ سویق وہ گاؤں ہے جہاں لوگ زمانہ جاہلیت میں آٹھ روز میلہ لگاتے اور جمع
ہوتے تھے۔ جنگ سویق کی بعض کے نزدیک وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ابو سفیان نے جنگ بدر کی شکست
کے بعد قسم کھائی تھی کہ وہ اس وقت تک جنابت کی وجہ سے اپنے سر کو نہ چھوئے گا جب تک عمرہ سے
جنگ نہ کرے گا۔ وہ رات کے وقت ایک سو سو سوار لے کر بنو نضیر کے پاس پہنچا لیکن حمی بن الخطیب
ان کے سردار نے ان کے لئے پناہ دروازہ نہ کھولا۔ پھر وہ سلام بن مسلم کے پاس آیا۔ اس نے اس کی آؤ بھگت
کی۔ پھر وہ عریض کے پاس آیا۔ ابو سفیان نے وہ انصار کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا قرۃ العکدر
تک پہنچا کیا۔ ابو سفیان خوف کے مارے زاور رہا اور سویق یعنی ستو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس لئے اس
جنگ کو ستو والا جنگ کہتے ہیں۔

سولہ ماہ صفر میں جنگ غطفان کا واقعہ پیش آیا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ ذی مرہ کی جنگ
تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ دشمنوں نے عمارت چار سو چار سو آدمی لے کر مدینہ کے اطراف میں غارت
گاہ کے لئے نکلا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی مرہ آیا غطفان میں قیام فرمایا ہو سے اور ایک لشکر تیار

کیا۔ لشکر پر بارش برس پڑی آنحضرت صلعم کے پھرے بارش سے بھیگ گئے۔ آپ نے ان کو سوکھانے کے لئے اتار دیا۔ دشور نے اپنی تلوار سے کراہت حضرت صلعم کے قتل کا ارادہ کیا۔ انھیں (مصلوب) نے قلعہ کو نا تمام پھوڑ دیا۔ پھر سر پہ زید بن حارثہ پیش آیا جس کو جنگ خروہ کہتے ہیں۔ یہ نجد کے پانی کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے۔ بلو سفیان قریش کے قافلے کے ساتھ بخرق تجارت عراق کی طرف جا رہا تھا۔ آنحضرت صلعم نے زید بن حارثہ کو اس کے پیچھے بھیجا۔ قریش بھاگ گئے کعب بن اشرف مارا گیا۔ بروز شنبہ نصف شوال کو غزوہ بنو قنیقہ کا پیش آیا۔ یہ مدینہ کے نواح میں ایک بازار کا نام ہے ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ قل للذین کفر واستغلبون

واتدی کوریاں ہے کہ فاما تشقظہم وواتیں نازل ہوئیں۔ آنحضرت صلعم ان کے مقابلہ کے لئے تشریف لائے۔ اودیہودیوں سے کہا۔ اللہ تعالیٰ سے وڈو۔ تم میری اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا جو قریش پر نازل ہوا ہے۔ تم میری صفت کو اپنی کتاب میں جانتے ہو انہوں نے اس بارے میں آنحضرت صلعم سے نامناسب باتیں کیں۔ اور بھگڑا کھڑا کر دیا۔ تو اس بارے میں آیت قد کان لکم لولی الابصار تک نازل ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے ان کا چہرہ زنگ نما کر دیا۔ آنحضرت صلعم کا حکم ہانسی پر تیار ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے عبد اللہ بن ابی سلول کی سفارش پر ان کو چھوڑ دیا۔ آیت یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا الیہود تک عبد اللہ اور بنو خزرج کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

جنگ احد

ماہ شوال میں جنگ احد پیش آئی جس کو یوم المہر اس کہتے ہیں۔

ابن عباس، مجاہد، قتادہ، یسیع، سدی اور ابن اسحاق سے روایت ہے۔ کہ جنگ احد کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ واذا عذوت من اہلک اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی ایسی بات مروی ہے۔

زید بن وہب سے روایت ہے کہ جب آیت الذین تولوا منکم

کا سنا نہیں کرتا پڑا۔ اللہ نے یہیں فتح دی ہے۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ولقد صدقکم

اللہ وعدہ

ابن مسعود اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ابو سفیان تین ہزار قریش کے آدمی
 کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے نکلا۔ ایک روایت میں دو ہزار تحریر ہے جن میں دو سو
 گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور باقی اودھ سواروں پر سوار تھے ان کے پاس سات سو زبریں تھیں۔ ابو سفیان
 کی بیوہ سندھ حول پر یہ گیت گاتی تھی۔

نحن بنات الطارق نمنشی علی المنار ق

ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں اور ریشمی کپڑوں پر چلتی ہیں

والمشک فی المفارق والدور فی المنار ق

مشک ہماری ناگوں میں بکھری ہوئی ہے اور موتی ہمارے ہاتھوں میں لٹکے ہوئے ہیں
 احد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے یہ تھی کہ مدینہ شہر کے اندر مکی کوچوں میں لڑیں۔ اور کمزور
 آدمی مکانات کی چھتوں پر کھڑے ہو کر لڑیں۔ لیکن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے سے انکار کر
 دیا۔ اور شہر سے باہر لڑنے کا ارادہ کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر راستے پر چلے گئے تو کہنے لگے ہم
 واپس جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ جب وہ کسی قوم سے مقابلہ کا ارادہ
 کرے تو وہ اس لوٹ جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ ایک روایت میں
 سات سو بتائی گئی ہے۔ ایک تہائی آدمی لے کر عبد اللہ بن ابی ان لوگوں سے الگ ہو گیا۔ بنو حارثہ
 اور بنو سلمہ نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ اذھت طاغوتان میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اشارہ
 کیا ہے۔ جمالی نے تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بدینیت کی تھی۔ لیکن ان دونوں گروہ
 نے ایسا نہیں کیا تھا۔ یہ لوگ بنو حارثہ کے گھر کے پاس اتر گئے۔ صبح کے وقت تھوڑا سا آگے چلے گئے
 مہاجرین کا نام علی کہ ہے۔ انصار کا نشان سعد بن عبادہ کے حوالے کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے
 نشان کے لئے دوزخ میں پہن کر تشریف فرما ہوئے۔ انصار کے پاس تیرا نہ تھوڑے کے ساتھ عبد اللہ بن
 جبر کو اپناڑ کے اور بے بر معین کو دیا۔ فرمایا تم میں سے کوئی آدمی بھی اپنی جگہ سے نہ ملے۔ اگرچہ ہمارا
 آخری آدمی بھی کیوں نہ قتل ہو جائے۔ ہم خود تمہارے پاس آئیں گے۔ ان کے مقابلہ میں خالد بن
 ولید کھڑا ہوا۔ قریش کا علیہ دار علیہ بن ابی طلحہ تھا۔ جب میدان کا رخ گرم ہوا۔ تو حضرت علیؑ نے ان کے

سر پر تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ تاریخ میں جناب امیر علیہ السلام سے یہ اشعار منقول ہیں۔

اذا طرہا السیف غیر ذمیم فلت برعدید ولا لیسحر

لعمری لقد جاهدت فی نصر احمد وطاعة رب بالعباد رحیم

وسیفی بکفی کالشہاب احسنہ واجنبہ من عائق و صمیم

فما زلت حتی نفس ربی جسمیم وحتى تشفت نفس کل حمیم

فتح کی خبر سن کر مسلمان مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ درہ کے محافظوں نے اپنے سردار کو پارہ

آویسوں کے ساتھ چھوڑ کر مال غنیمت پر ٹوٹ میں لگ گئے۔ خالد نے فرصت پا کر محاذ پر حملہ کر کے اسے

قتل کر دیا۔ اور آنحضرت صلیم کی پشت کی طرف آگیا۔ تمام نے مل کر رسول اللہ صلیم پر حملہ کر دیا۔ بہت

سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ باقی لوگ درہ کی طرف بھاگ گئے۔ خالد بن ولید مشرکین کے سواروں کو دے

کر آگے بڑھا۔ رسول اللہ صلیم بار بار مسلمانوں کو بکارتے تھے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرے رب

نے میرے ساتھ فتح کا وعدہ کیا ہے۔ تم کہاں بھاگ رہے ہو؟ (رسول اللہ کی آواز پر کسی نے کان نہ

دھرا) اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کے بھاگنے کو اس طرح بیان کیا ہے۔ اذ تصعدون ولا تلوذون

علیٰ احد والرسول یدعوکم فی اخرکم ثم ویستم مدبرین رسول اللہ صلیم مشرکین پر پیچھے

مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے۔ اللہ ہمراہ تو میری فلاح لایا۔ مومن اسے پالنے والے میری

قوم کو راہ راست پر لے۔ یہ محمد کی حقیقت کو نہیں جانتے، ابن تمیم نے آنحضرت صلیم کو تیرا آپ کا

ہاتھ زخمی ہو گیا۔ ایک تبر عبد اللہ بن شہاب نے مارا۔ جس سے آپ کی کہنی مجروح ہو گئی۔ سعد کے بھائی

ابو ابی وقاص نے آپ کے سر پر تلوار ماری۔ جس سے آپ کا سر زخمی ہو گیا۔ حضرت گھوڑے

سے قوس نے چھپٹ کر آپ کے پہلو پر ضرب لگائی۔ ابلیس نے پہاڑ اُحد پر چلا یا کہ محمد

حضرت عمرہ کے درخشاں نے اس آواز کو سنا۔ تو چلا آئیں اور اپنے سر پر استقامت کے لیے

سختہ چلائی ہوئی میدان کارزار (میدان اُحد کی طرف)

کا طرف لائے۔ عباس بلند آواز

کا سامنا نہیں کرتا پڑا۔ اللہ نے یہی فتح دی ہے۔ لو اس

خبر کی طرف فراء کر رہے تھے۔

اللہ وعدہ

قتل کر دیا تھا۔ اگر تم نے محمدؐ یا حمزہؓ یا علیؓ میں سے کسی کو قتل کر دیا تو بوس تم آزاد ہو۔
 واقف نے مفاہی میں تحریر کیا ہے۔ کہ ہندہ نے وحشی وحشی کو دیکھا۔ جو اس کے سامنے
 دوڑ رہا تھا۔ ہندہ نے وحشی سے کہا۔ اگر تم میرے باپ، بھائی اور چچا کا بدلہ علیؓ، حمزہؓ اور محمدؓ سے
 لے لو۔ تو تم میرے دل پر حکومت کرو گے۔ وحشی نے کہا۔ محمدؓ کے بارے میں ایسا نہیں کر سکتا۔
 کیوں کہ آپؐ کا جلال مانع ہے۔ نہ ہی علیؓ کو قتل کر سکتا ہوں۔ کیوں کہ وہ بہت بڑے بہادر ہیں ہاں
 اگر کوئی موقع ملا۔ تو حمزہؓ کو قتل کر دوں گا۔ ہندہ نے کہا اگر تم نے حمزہؓ کو قتل کر دیا۔ تو میں نے اپنا
 بدلہ لے لیا۔ وحشی نے تیرا انداز می کا علم حبشہ میں سیکھا تھا حضرت حمزہؓ مشرکین پر شیروں کی طرح
 حملہ کر رہے تھے۔ جب آپؐ اپنے موقف کی طرف واپس لوٹے۔ تو وحشی ایک درخت کے نیچے چھپا
 ہوا تھا۔ جس نے حضرت حمزہؓ کو تیرا کر گرا دیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ وحشی نے حضرت
 حمزہؓ کے سینہ بے کیفہ پر تیر مارا جس کی وجہ سے آپؐ گر پڑے اور لوگوں نے آپؐ کو قتل کر دیا۔ وحشی آپؐ
 کا کلبہ نکال کر ہندہ کے پاس لے گیا۔ اس نے لے کر منہ میں رکھ کر چباتا چاہا لیکن وہ پتھر کی مانند
 ہو گیا۔ روایت ہے کہ پتھر ہو گیا۔ اس نے مجبور ہو کر اس کو منہ سے باہر نکالا۔ عیسیٰ بن صقر نے دیکھا۔ کہ
 ابوسفیانؓ حضرت حمزہؓ کی ہاتھوں پونیز سے کی انیاں مار رہے اور کہتا ہے دیکھو اس شخص کی طرف جو
 بہ کہتا ہے کہ میں قریش کا سردار ہوں۔ وہ اپنے اس چچا کا کیا کرے گا۔ جو گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
 ہے۔ حضرت حمزہؓ سے کہتا تھا مائے سرکش سرکش کا مزا چکھ۔ ہندہ حضرت حمزہؓ کے پاس آئی۔ آپؐ کا
 ناک اور کان کاٹ کر لگے کا بار بنا کر پہناتے اور مدت تک پیٹتے رہی۔ ستر مسلمان اس جنگ میں شہید
 ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہؓ کو مقتول حالت میں پایا۔ تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے فرمایا میں
 حمزہؓ قریش کے ستر آدمیوں کا مشہ کر دوں گا یہ آیت نازل ہوئی۔ فان عاقبتهم فدا قبوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں صبر سے کام لوں گا۔ طلحہ نے جس ہاتھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا تھا۔ وہ ٹل ہو گیا تھا۔

اس میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے۔ کہ ہندہ نے حمزہؓ کا اٹھنا سب بھی کاٹ لیا تھا اور باقی ہضنا سطر کے ساتھ

اس کی جگہ میں پہناتھا ۱۲ منہ

جنگ حمراء اسد

آیتہ الذین استجابوا لله و للرسول کے تحت نکلے مفسر نے کہی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اور ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ احد کی جنگ کے دوسرے روز آپ نے مسلمانوں کو حمراء اسد کی لڑائی کے لئے پکارا۔ تو انہوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ آپ ہاجرین کا نشان لے کر ستر آدمیوں کے ساتھ دشمن کو مرحوب کوٹنے کی خاطر حمراء اسد کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ایک بانڈ ہے۔ جو مکہ سے یمن میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ جمعہ کے روز مدینہ میں واپس آ گئے۔

ابوسفیان مکہ سے پھر نکل کر مقام روعا تک پہنچ گیا۔ اس نے عبدالقیس کے ایک قافلے کے ہاتھ کھلا بھیجا کہ مجھ سے کہہ دو کہ میں نے تمہارے بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ میں دوبارہ تمہاری بیخ کنی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حسبن اللہ و نعم الوکیل ابو رافع کا بیان ہے کہ یہ جملہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا تھا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ الذین قال یھراناس رخ

جنگ رجع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روز واپس مدینہ میں آ گئے پھر غزوہ رجع کا واقعہ پیش آیا یہ مقام بنی بکعہ قبیلہ کا پانی کا چشمہ ہے۔ اس جنگ کا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غنمل اور دیش کے آدمی پہنچے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمی روانہ فرمائیے جو ہمیں قرآن کی تعلیم دیں۔ اور دین کے مسائل سمجھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثد بن ابومرثد غنوی کی میستوں چھ آدمیوں کو روانہ کیا۔ وہ چھ آدمی یہ ہیں۔

خالد بن بکر۔۔۔ عاصم بن ثابت اظہر۔۔۔ حنیب بن عدی۔۔۔ زبید بن وثقہ اور عبداللہ بن طارق جب یہ لوگ بنی رجع میں پہنچے۔ تو اس قوم نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ تم ہم سے عہد پر ایمان باندھا تھا۔ اب ہمیں کیوں قتل کرتے ہو۔ مرثد۔ خالد اور عاصم لڑتے لڑتے مارے گئے۔ زبید۔ حنیب اور عبداللہ نے اپنے آپ ان کے حوالے کر دیا۔ یہ ان کو لے کر مکہ کی طرف

روانہ ہوئے۔ بعد اللہ اپنا ہاتھ چھڑوا کر چیمے کی طرف مڑا۔ انہوں نے اس کو پتھر مار کر قتل کر دیا۔ زید کو
 صفوان بن امیہ نے اپنے باپ کے بدلہ میں قتل کرنے کے لئے خرید لیا اور قتل کر دیا گیا (جنیب کو عجم بن
 احباب نے عقیقہ بن حارث کے لئے خریدا۔ تاکہ وہ اس کو اپنے باپ کے بدلہ میں قتل کر دے۔ جب
 آپ کو اپنے قتل ہو جانے کا یقین ہو گیا۔ تو آپ نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ تاکہ میں دو رکعت نماز ادا کر لوں
 آپ کو چھوڑ دیا گیا۔ آپ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد یہ بات سنت بن گئی ہے کہ جب
 کوئی شخص ظلم کی وجہ سے قتل ہوتا ہے تو دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ جنیب نے قتل ہوتے وقت یہ شعر
 پڑھا۔

وذلك في ذات الاله ولحميشاء . بسالت في اوصال شلو مسروق
 پھر آنحضرت مسلم نے عجم بن مسلمہ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا۔ محمد کے صواہقوں کو مشرکین نے
 قتل کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ محمد بھی قتل کر دیئے گئے ہیں۔

جنگ چاہ معونہ

سندھ ہجری میں ابوہریرہ عاصم بن مالک بن جعفر صاحب الامانہ جو بنو عاصم بن صعصعہ کا سردار تھا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں مدینہ پیش کیا آپ نے فرمایا میں شرک
 کا ہر یہ قبول نہیں کروں گا۔

اس نے کہا کہ اگر آپ اپنے کچھ آدمی نجد والوں کی طرف روانہ کر دیں۔ تو وہ آپ کی دعوت کو قبول
 کر لیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اس کے بارے میں خوف ہے۔ اس نے کہا میں اس کا ہمسایہ
 ہوں۔ آپ کچھ لوگوں کو ضرور روانہ کریں۔ تاکہ وہ انہیں آپ کے امر کی دعوت دیں۔ آپ نے منذر بن عمرو
 بنو ساعدہ کے بھائی کو مسلمانوں کے بہتر آدمیوں کے ساتھ جن کی تعداد ستر تھی۔ روانہ کیا۔ بعض یہ تھے۔

عاصم بن صامت۔ حزام بن سلمان۔ عہد بن اسما الحسنی۔ نافع بن بدیل بن قحطانہ اعلیٰ عامر بن فہیرہ
 اور عہد بن عمرو ساعدی حزام بن سلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط عامر بن طفیل کے پاس لے کر چلا تھا جس کو
 عامر نے دیکھا نہیں تھا۔ حزام نے کہا اسے چاہ معونہ کے رہنے والوں میں تمہارے پاس اللہ کے رسول
 کا مہر بن کر آیا ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے اور

محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ ایک شخص نے اس کو نیزہ مارا۔ عامر بن طفیل مسلمانوں کے خلاف ہو گیا۔ لیکن مسلمانوں نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ اور کہا یہ عہد و پیمان ہم نے ابو براسے کیا ہے۔ اس کو نہیں توڑیں گے۔ بنو سلیم، علی اور ذکوان کے لوگوں نے انہیں گھیر لیا۔ انہوں نے ان سے جہاد کیا۔ اور شہید ہو گئے۔ کعب بن زید میں رقی جان باقی تھی۔ اس کو چھوڑ دیا۔ وہ زندہ بچ گئے۔ خندق کی جنگ کے روز قتل ہوئے۔ ان کے دو آدمی قوم کے ٹھکانوں پر موجود تھے۔ انہوں نے پرندوں کے شکر کے گرد گھومتے دیکھا یہ دونوں آگے بڑھے تاکہ دیکھیں کہ شکر پر کیا بیت گئی ہے۔ یہ آکر کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھی خون میں غلطان ہیں۔ اور گھوڑے پاس کھڑے ہوئے ہیں انصاری نے ان سے جہاد شروع کیا۔ اور شہید کر دیے گئے۔ عمرو بن امیہ کو قید کر کے لے گئے جب اس نے انہیں آگاہ کیا کہ میں قید محض سے تعلق رکھتا ہوں تو عامر بن طفیل نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور آپ کی پیشانی کے بال کاٹ کر اتار کر دیا۔ عمرو رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ سب کام ابو براء کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ جب ابو براء کو خبر ہوئی تو اس نے عامر بن طفیل پر حملہ کر دیا۔ اور اس کو نیزہ مارا جس کی وجہ سے وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ عامر نے کہا یہ کام ابو براء کا ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرے خون کا بدلہ میلا چپا لے گا۔ اگر میں زندہ رہا تو جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے شہداء پر پناہ معونہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بلغوا عناقونا ناند لقینا ربنا فرضی عناد رضینا عندہ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ اور آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ ان

غزوہ بنو نضیر

واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنوا کے تحت مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت بنو قریظہ اور بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے۔ تو بنو نضیر نے آپ سے اس بات پر صلح کر لی۔ کہ ہم آپ کو نہ کوئی فائدہ پہنچائیں گے۔ اور نہ نقصان۔ جب آپ نے بدر کی جنگ کی اور آپ کو فتح نصیب ہوئی۔ تو کہنے لگے۔ خدا کی قسم یہ وہ بنی ہیں جن کی تعریف ہم نے تو راست میں پڑھی ہے۔ جب احد میں مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو شک و شبہ میں

پڑ گئے۔ بعد عہد و پیمان کو توڑ ڈالا۔ کعب بن اشرف چالیس آدمیوں کے ساتھ اور ابو سفیان بھی چالیس آدمیوں
 کے ساتھ یہ دونوں کعبہ کے پردے کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں معاہدہ کیا جبرائیل نے سورہ
 حشر لکھ کر آپ کو اس بات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو رات کے وقت ان کے پاس
 بھیجا۔ انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مقابلہ کرنے کا قصد کیا۔ اور ان کے قلعے
 کا محاصرہ کر دیا۔ بنو حنظلہ کی پیمبری زمین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نصب کیا گیا۔ جب رات ہو گئی تو آپ کے
 خیمہ میں ایک تیر ہوا۔ خیمہ زمین پر آیا۔ صحابہ نے خیمہ کو گھیر لیا۔ انہوں نے شام کے وقت حضرت علی علیہ
 السلام کو مفقود پایا۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علی کو ایک
 ایسے کام پر لگا ہوا دیکھتا ہوں جس سے تمہاری عزت میں اضافہ ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی
 تیر مانے والے کا سر قلم کر کے لائے۔ یہ یہودیوں کا سر غنہ آدمی تھا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس اور آدمی
 لے کر روانہ ہوئے جن میں ابو دجانہ سہل بن حنیف بھی تھا۔ جناب امیر تھوڑی دیر کے بعد تو اور
 یہودیوں سے سر قلم کر کے لائے۔ جمع کو ان کے کنوؤں میں ڈال دیا گیا۔ اسی رات کعب بن اشرف قتل ہوا۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قلعہ کا محاصرہ بیس دن سے کچھ زیادہ جاری رکھا۔ اور ان کے باغات کاٹنے
 کا حکم دیا۔ اور اس آیت میں ما قطعتم من لینۃ لا ترکتموها کی طرف اشارہ ہے۔ مصالحت
 کی وجہ سے ان کے باغات کے قطع کرنے سے رک گئے۔ اور انہوں نے اس بات پر مصالحت کی۔ وہ
 یہاں سے نکل جائیں گے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ هو الذی اخرج الذین کفروا یہودی
 مواضعات ایک باخیر اور حیرہ کی طرف نکل گئے۔ ان کو سواری کے لئے تین آدمیوں کو ایک اونٹ میسر
 آسکا۔ ان کا حیدہ حیدہ مال لے لیا گیا سب سے زیادہ حیدہ مال مہاجرین اولین میں تقسیم لیا گیا۔ وہ تین آدمی
 تھے۔ ابو دجانہ سہل بن حنیف اور جادشون عمر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ
 وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مال جمع کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال کو صدقہ قرار دیا۔ آپ کی زندگی تک آپ
 کے قبضہ میں رہا۔ آپ کے بعد حضرت علی کے قہر میں رہا۔ حضرت علی کے بعد اولاد فاطمہ علیہا السلام
 کی ملکیت میں آگیا جو ترج تک باقی ہے۔

غزوہ بنو لحيان

یہ غزوہ جمادی الاول پیش آیا۔ مشرکین اور مسلمانوں کے مابین تیروں کا مقابلہ ہوا تھا۔ آنحضرت

مسلم نے عطفان کے مقام پر نماز خوف ادا فرمائی۔

روایت ہے کہ یہ امر ذات المرقاع کے مقام پر عطفان کے مقام کے ساتھ پیش آیا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسا پہاڑ ہے جس میں سرخی سیاہی اور سفیدی تینوں رنگ پائے جاتے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اصحاب صفہ کے چھ آدمیوں کے پاس جوتیاں نہیں تھیں۔ وہ پاؤں سے نعلے تھے۔ راستے کی دشواری کے باعث انہوں نے اپنے پاؤں پر کپڑوں کے چھترے پیٹے ہوئے رکھے۔ اور ان کے پاؤں سے کپڑوں کی ٹاکیاں گر گئیں تھیں۔ یہ واقعہ غزوہ نصیر کے دو ماہ بعد کا ہے۔

مخلد ی نے تحریر کیا ہے کہ ہر جنگ خیبر کے بعد کا واقعہ ہے۔ سترہ میں ماہ شوال میں کوئی جنگ واقع نہیں ہوئی تھی۔

غزوہ خندق

اس کو غزوہ احواب بھی کہتے ہیں۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے اذ جاءکم من فوقکم اے مسلمانوں اس وقت کو یاد کرو کہ جب مشرکین تمہارے پاس قریش کی طرف سے آئے دھن اسفل معکم اور تمہارے پاس مغرب کی جانب سے بھی آئے غمزدہ آتے آیت اس واقعہ کے متعلق ہے۔ ابوسفیان اور قریش کے ساتھ اس جنگ میں مندرجہ ذیل قبائل اور افراد بھی شامل ہو گئے۔ بنو مرہ کا عاتش بن عوف۔ اشجع کا مرہ بن طریف اور سعود بن جلدہ بنو اسد کا ظہم بن خویلد اسدی عطفان اور بنو فزارہ کا عینہ بن حصین فزاری، بنو سہم کا قیس بن غیلان اور ابو احوار سہلی اور یہودیوں میں سے حمی بن الخطیب۔ کنانہ بن یویع۔ سلام بن ابی الحقیق۔ اور بنو زہرہ بن قیس۔ اپنے اپنے آدمیوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ ان کی تعداد اٹھارہ ہزار افراد پر مشتمل تھی اور مسلمانوں کی کل تعداد تین ہزار افراد پر مبنی تھی جب آنحضرت مسلم نے ان کے اجتماع کی خبر کو سنا تو اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تو انہوں نے مدینہ کے ایک مقام پر جمع ہونے کا مشورہ دیا۔ اس مشورت میں حضرت سلمان فارسی نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ تقریباً بیس روز تک کوئی جنگ نہ ہوئی۔ صرف تیر اندازی ہوتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم میں ضعف محسوس کیا۔ تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے مشورہ کیا کہ ان سے مصاکحت کر لی جائے اور مدینہ کے پھلوں کا تیسرا حصہ عینہ بن حصین اور علات بن عوف کو دیا جائے۔ لیکن ان دونوں نے انکار

کر دیا۔ رسول اللہ نے تب فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کبھی ذلیل نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی اسے ایسا چھوڑے گا۔ بلکہ میں بات کا اس نے وعدہ کیا ہے۔ اس کو پورا کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد اور نصرت کی فطرت پرانے شروع کیا۔ کفار، شراب نوشی اور غنا و سرور میں مست اور پاشی تعداؤں کی زیادتی اور شان و شوکت پر اتر آئے تھے۔ مسلمانوں کی خوف کے مارے یہ حالت تھی کہ گریبان کے سر پر پھندہ میٹھا ہوا ہے۔ یہ خوف عمرو بن عبدود کی وجہ سے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے پشیم گویا اے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کر رہے تھے۔ یا صریح المسکر و بین یا بحیب دعوتہ المظہر بن الکشف غمی و کربی فقد توی حلی اتے یکلف زعمہ لوگوں کی فریاد سننے والے، لاچار لوگوں کی دعا کو قبول کرنے والے میرا غم اور میری مصیبت کو دور فرما تم میری حالت کو دیکھ

سچ ہوئے

عبد اللہ بن ابی اونی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو بدو عادی پر حویہ تھی۔ اللہ عزوجل کتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اے مجبور! کتاب کے ملائی کرنے والے جلدی حساب لینے والے احباب کو شکست دے۔ عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابی جہل مخزومی، صراند بن ابی العتوب، مرداس فہری، روایت واقعدی۔ نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ مقابلہ کے لئے نکلے۔ اور خندق پر لڑکر ہارے ہو گئے۔ اور کہنے لگے خدا کی قسم یہ وہ قریب ہے جس میں عرب والے پھنس گئے ہیں عمرو بن عبدود نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور خندق کو عبور کر کے اس پر مارا گیا۔ بصری نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ اور عمرو کو قتل کر دیا۔ مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آوی بھجا کہ عمرو کو قتل کر دے دیں اور ایک ہزار دینار لے لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اٹھا کر لے جاؤ۔ یہ حدیث کی قیمت نہیں کھاتے۔

اس کا حلق سے روایت ہے کہ اس جنگ میں چوبیس مسلمان شہید ہوئے۔ ان میں مشرک مارے گئے۔ روایت نازل ہوئی۔ اذکر و انعمہ اللہ علیکم اذ جہاد تکم جنود اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لوگوں کے حالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ واپس آکر حذیفہ نے عرض کیا کہ قوم نے

جو آگ روشن کی تھی۔ وہ بھی پڑی ہے آندھی کا ایک بڑا شکرانہ پڑا ہے جس میں سنگ یزیدے تھے۔ ان کی آگ کو بجھا دیا۔ ان کے خیموں کو اکھاڑ دیا۔ اور ان کے تیراڑ اڑ کر ان کو لگنے لگے۔ اور سنگ یزیدوں کی وہ مار پڑی۔ کہ اپنے ڈھالوں سے منہ چھپاتے تھے۔ اور میں نے ڈھال پر سنگ یزیدوں کے پڑنے کی آواز کو سنا۔ اور چیخ و پکار کرتے تھے نجات نجات آخر کار وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ابوالحسین مدائنی نے بیان کیا ہے کہ جب عمرو بن عبدود کی بہن کو عمرو کی موت کی خبر سے آگاہ کیا گیا تو اس نے کہا کہ عمرو کو قتل کرنے کی کس شخص نے جرات کی ہے۔ انہوں نے کہا علی نے قتل کیا ہے اس نے کہا کہ اس کو بہادر آدمی کے قتل کیا اور اپنے ہم پر کے مقابلہ میں جنگ کرنے کے لئے نکلا عمرو کی موت اپنی قوم کے کریم آدمی کے ہاتھ سے واقع ہوئی ہے اسے بنو عامر میرے لئے اس سے زیادہ اور کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ پھر یہ شعر کہا

لو کان قاتل عمرو غیر تاتلہ لکنت اسکی علیہ اخر الابد
اگر عمرو کو علی کے سوا کوئی اور قتل کرتا۔ تو میں ساری زندگی روتی رہتی۔

غزوہ بنو قریظہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے۔ جناب فاطمہ سلام اللہ آپ کا سر مبارک دھو رہی تھیں۔ جناب جبرائیل نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ خدا آپ پر رحم کرے۔ آپ نے تو ہتھیار رکھ دیئے ہیں لیکن آسمان کے رہنے والوں نے ہتھیار نہیں رکھے ہیں نے لگانا رو عاتک ان کا پیچھا کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم عصر کی غماز بنو قریظہ میں بڑھیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابھی ابھی تمہارے پاس سے کوئی آدمی گذرا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ وحید کلیں کے سوا اور کوئی شخص نہیں گزرا۔ اور وہ شہیا بچہ پر سوار تھا۔ جس کے پیچھے ریشم کا گدار دکھا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ کلیں نہیں تھے۔ بلکہ جبرائیل تھے۔ جو بنو قریظہ کی طرف روانہ کئے گئے تھے۔ تاکہ کفار کے دل متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیں۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی برکت کے ساتھ چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زمین اور گھروں کے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت علی کے ساتھ مہاجرین بنو نجار اور بنو اشہل تھے۔ جب انہوں نے حضرت علی کو دیکھا تو کہنے

گئے۔ کہ عمرو بن عبدود کا قاتل آ رہا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی اظہر الاسلام
 قمع الشک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس روز ان کا محاصرہ کیا۔ کعب بن اسد نے کہا کہ اے گروہ یہود!
 ہمیں اس آدمی کی بیعت کر لینی چاہیے۔ اور یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔
 انہوں نے کہا ہمیں آپ کی بات ماننے سے انکار ہے۔ اس نے کہا اگر یہ تجویز منظور نہیں ہے۔ تو ہمیں
 اپنے دل کے اور عورتوں کو قتل کر دینا چاہیے۔ تب تلوار کھینچ کر محمد پر ٹوٹ پڑنا چاہیے۔ انہوں نے کہا۔
 یہ تجویز بھی نامنتظر ہے۔ اس نے کہا یہ شبہ کی بات ہے۔ وہ ہمارے بارے میں غافل پڑے ہوئے
 ہوں گے۔ ہم ان پر اچانک حملہ کریں۔ انہوں نے کہا یہ بات بھی منظور نہیں ہے۔ یقین میں اس بات
 پر اتفاق ہوا۔ کہ سعد بن معاذ کو حکم بتایا جائے۔ سعد کی آنکھ میں جنگ خندق کے موقع پر تیر لگا تھا۔ تو
 اس نے اس وقت کہا تھا۔ اے معبود! اگر تو نے مجھے قریش کی جنگ سے زندہ رکھا ہے۔ تو اس جنگ
 سے بھی زندہ رکھ۔ اگر میں ان لوگوں کو بھگا دوں تو میرے لئے شہادت کا درجہ قرار دے۔ اور مجھ اس
 وقت تک موت نہ ہو۔ جب تک میں بنو قریظہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی نہ کر لوں۔

صداق آل محمد علیہم السلام سے روایت ہے۔ کہ سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں
 اور ان کی اولاد اور عورتوں کو قید کر لیا جائے۔ اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے اور ان کی زمین ہاجرین کو
 دے دی جائے۔ اور اس میں انصار کو کچھ نہ دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اللہ کے حکم کے
 مطابق فیصلہ کیا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تمام زمین کو ہاجرین میں تقسیم کر دیا۔ اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ ان میں سے چار سو
 پچاس آدمی قتل کر دیئے گئے۔ ان کا مال تقسیم کر دیا۔ ان کی اولاد کو بنو نضار کے ایک گھر میں قید کر دیا گیا۔ پھر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گاؤں میں چلے گئے جسے آج کل سوق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان کی تعداد سات
 سو تھی۔ دس آدمی حضرت علی نے اور دس آدمی زبیر نے قتل کئے۔ اور صحابہ نے کم از کم ایک یا دو دو
 آدمیوں کو قتل کیا۔ بنانہ نامی عورت خلال بن سوید بن ثعلبہ کے گھر بھیج دی گئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس کے قتل کا حکم دیا۔ مسلمانوں میں صرف خلال قتل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو نامی عورت کو اپنے
 لئے پسند فرمایا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عتیک کو خیبہ کی طرف روانہ کیا۔ اس نے رافع بن ابی
 حنیفہ کو قتل کر دیا۔

غزوہ بنو معطلق

حضرت علی علیہ السلام نے ماہ شعبان میں ان لوگوں سے مقابلہ کیا۔ اور ان کا سردار حارث بن ابی ضراد تھا۔ اس موقع پر بنو عبدالمطلب کے کچھ لوگوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت علی علیہ السلام نے مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلیم کے ہاتھ بہت سے قیدی آئے۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے جریرہ بنت حارث بن ابی ضراد کو قید کر لیا۔ آنحضرت صلیم نے اسے اپنے لئے منتخب کیا اس کا باپ ندبہ لے کر حاضر ہوا۔ آنحضرت صلیم نے اس سے اس کے وراثتوں کے متعلق سوال کیا جس کو اس نے گھائی میں چھپا رکھا تھا۔ اس آدمی نے کہا: اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک لم رسول اللہ خدا کی قسم ان دونوں وراثتوں کو میرے سوا اور کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیٹی ایک نیکو کار عورت ہے۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا: تم اس کے پاس جاؤ۔ اسے اختیار ہے کہ وہ میرے ساتھ جائے یا نہ جائے۔ اس نے کہا آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ اس کا باپ اس کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا اے میری بیٹی! تم اپنی قوم کو ذلیل نہ کرو۔ (اور میرے ساتھ چلو) اس نے عرض کیا میں نے اللہ اور اس کے رسول کو چن لیا ہے۔ اس کے باپ نے اسے بددعا دی۔ آنحضرت صلیم نے اسے آزاد کر دیا۔ اور اپنی ازواج میں شامل کر لیا۔ جب لوگوں نے اس بات کو سنا تو بنو معطلق کے لوگوں کے پاس جو کچھ تھا۔ انہوں نے اس عورت کے پاس (پاس) بھیج دیا۔ کوئی عورت اس قدر برکت والی اور صبیحہ القدر کسی قوم میں نہیں سنی گئی۔ ان غزوات میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین جہادوا بالمال والنفوس فی سبیل اللہ بنی النبی نے کہا تھا۔ لیکن رجعنا الی الدینہ یعنی جن الاعن منها الاذل

سمریہ ندید بن حارثہ وغیرہ

سمریہ ندید بن حارثہ وغیرہ نے عکاشہ بن محض کو چالیس آدمیوں کے ساتھ عمرہ کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ بھاگ گئے عکاشہ نے دو سو اونٹوں کو پکڑ لیا۔ اسی سال رسول اللہ صلیم نے عبیدہ بن جراح کو قبضہ کھڑک روانہ کیا۔ اس نے ان لوگوں کو مار بھجکایا۔ اسی سال رسول اللہ صلیم نے

نہیں ہمارے کہ عجم کی طرف بھجنا۔ جو نبی سلیم کی زمین ہے۔ یہ لوگ بنو ثعلبہ کے پندہ آدمیوں کے پاس بیٹھے۔ وہ سب کے سب بھاگ گئے انہوں نے ان کے پیس اونٹ پر لڑتے "غزوہ نہد جو مقام عیس واقع ہوا۔ جمادی الاول میں ہوا تھا۔

غزوہ بنو قرد

اس کا قصہ یوں ہے کہ کچھ دیہاتی لوگ مسلمانوں کے اونٹ بھاگ کرے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ قتادہ انصاری ایک جماعت کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور اونٹ واپس لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو ہوازن کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ مسلمانوں کی گھات میں تھے۔ انہوں نے محمد بن مسلمہ کو پکڑ لیا۔ اور آپ کے اصحاب کو قتل کر دیا۔ اس جنگ کو ذات اسلاسل بھی کہتے ہیں۔ اور سلاسل ایک قلو کا نام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو نبی عبد اللہ بن سعد اہل فدک کی طرف روانہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی۔ کہ یہ لوگ خیر کے یہودیوں کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔

ایک سریرہ عبد الرحمن بن عوف ہے۔ جو دومتہ الجندل کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں شعبان کی بات ہے۔ ایک اور سریرہ بنو نسیہ ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھولے کو قتل کر دیا تھا۔ اور اونٹ ہٹا کرے گئے تھے۔ یہ لوگ تھوڑے میں بیٹھے۔ جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ اس میں ابو العاص بھی وسیع کا مال لڑا گیا۔ جو شام کی طرف بغرض تجارت جا رہے تھے۔ اور قریش کا مال بھی آپ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سریرہ نے ان کو جالیا۔ اور مال کے ساتھ اونٹ بھی واپس لائے۔ اس ماہ میں غزوہ فایہ بھی واقعہ ہوا۔

عمرہ حدیبیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار سے کچھ زیادہ لوگوں کے ساتھ عمرہ حدیبیہ کا قصد فرمایا۔ اور مہینہ اونٹ کے ساتھ تھے۔ قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے قریش کے پاس مکہ میں خلیفہ اور خالد بن ولید کو بھیجا۔ اور قریشی کے اونٹوں کو اپنے مقام تک پہنچنے سے قریش نے روک دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے پاس مکہ میں حضرت عثمان کو بھیجا کہ وہ قریش کو آگاہ کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ صرف عمرہ کرنے کا ہے۔

جب جناب عثمان کے واپس آنے میں تاخیر ہو گئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیول (بکر) کے درخت کے تلے اپنے اصحاب سے اس بات پر بات لی کہ وہ بھیائیں نہیں۔ زہری کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل کر مقام ذوالعیفہ تک پہنچ گئے۔ تو قربانی کے اونٹوں کے گلے میں قلاوہ ڈالا۔ اور عمرہ کا احرام باندھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ب عفاں کے نزدیک تمام غدیر الشفاط میں پہنچے۔ تو آپ کی خدمت میں عبید بن جراح اور عزیز گزار ہوا۔ کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے لوگوں کو آپ سے لڑنے کے لئے جمع کر رکھا ہے۔ اور آپ کو بیت المقدس میں جانے سے روکیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم کوئی فکر نہ کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ میں فرمایا بخالد بن ولید۔ مقام غسیم میں مارول درستہ کے طور پر چالنا ہے۔ اس کو دہشتی طرف روک لو۔ جب آنحضرت شیبہ پہنچے۔ تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ فرمایا رقصی اونٹنی کو اس ذات نے روکا ہے۔ پس نے ہاتھی کو روکا تھا۔

آپ عذیبہ کی سرزمین پر پہنچے۔ تو بدیل بن ورقہ خزاعی خزاعہ کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ اور عقبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت کی۔ اور اس نے بھی وہی بات کی جس طرح لوگوں نے کی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنگ کرنے نہیں آیا ہم لوگ تو صرف عمرہ کی غرض سے آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دو مہاجرین جنگ اور صلح کی گفتگو ہوتی رہی۔ بدیل نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو میں جاکر اس سے قریش کو آگاہ کرتا ہوں۔ وہ قریش کے پاس آیا۔ اور کہا کہ یہ آدمی اس طرح اور اس طرح کہتا ہے۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا۔ وہ تم سے معقول بات کہتا ہے اس کو قبول کر لو۔ انہوں نے کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے بھی بدیل کی گفتگو کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو سنی۔ اس نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کی کمال تعظیم اور حوریت کرتے ہیں جب وہ واپس آیا تو کہا اسے تو خدا کی قسم میں ایک وفد کے ساتھ قیہہ کسر بنے اور نجاشی بادشاہ کے پاس گیا تھا۔ خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے ساتھیوں

کو اس کی اتنی عزت و توقیر کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس قدر اصحابِ محمدؐ کی کرتے ہیں۔ وہ آپؐ کے اشارے پر قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور آپؐ کے حکم کے بجالانے میں پہل کرتے ہیں۔ ان کے سامنے پانی آوازوں کو بند نہیں کرتے۔ اور ان کی تعظیم کی خاطر ان کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے آپؐ نے معقول بات پیش کی ہے اس کو قبول کر لو۔ کمانہ کے ایک آدمی نے کہا کہ میں آپؐ کی خدمت میں جاتا ہوں۔ جب وہ ان لوگوں کو دکھائی دیا تو آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے اونٹوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ ان کے پاس قربانی کا اونٹ لے جاؤ۔ اس کے پاس قربانی کا اونٹ بھیج دیا گیا۔ مسلمانوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ جب اس نے اس بات کو دیکھا تو کہنے لگا۔ سبحان اللہ ایسے لوگوں کو بیتِ احدؓ کی طرف جانے سے نہیں روکنا چاہیئے۔ مگر مکر بن حفصؓ آگیا۔ وہ نبی صلعم سے گفتگو کرنے لگا۔ اور سہیل بن عمروؓ بھی آگیا۔ آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا تم پر کام آسان ہو گیا ہے، سہیل بیٹھ گیا اور آنحضرتؐ صلعم سے انکساری کے ساتھ بات چیت کرنے لگا۔ آنحضرتؐ صلعم پر وحی نازل ہوئی کہ اس بات کو قبول کر لیا جائے۔ (یقین میں صلح ہو گئی)

صلح نامہ حدیبیہ

حضرت علیؓ علیہ السلام نے صلح نامہ تحریر کیا۔ آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا اے علیؓ، لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الی آخر۔ حضرت نے تحریر کیا یا سمکؓ السلام فریقین نے یہ مصالحت کی ہے کہ سات سال تک جنگ نہیں ہوگی اور ہر سات سال کے عرصے میں لوگ امن میں رہیں گے۔ اور ایک دوسرے سے باز رہیں گے۔ ایک دوسرے کے پاس آنے جانے والے محفوظ ہوں گے اور جس شخص کو یہ بات پسند ہو وہ محمدؐ کے ذمے اور عہد و پیمان میں داخل ہو اور وہ داخل ہو سکے گا۔ اور جو شخص قریش کے عقد اور پیمان میں داخل ہونا چاہے گا۔ وہ داخل ہو سکے گا۔ اور کسی شخص کو اس کے مذہب پھرانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اور مکہ کی سرزمین پر علامہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے گی۔ اور محمدؐ اس جگہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کر دیں اور وہ اگلے سال صرشتِ یمن دن کے لئے مکہ میں ہتھیار لگا کر سوار ہو کر آئیں۔ اور قریش کے تمام آدمی مکہ خالی کر دیں۔ صرف ان کا ایک آدمی مکہ میں رہ جائے گا۔ اور جو شخص محمدؐ اور آپؐ کے اصحاب کے پاس آئے گا۔ محمدؐ اس کو قریش کے پاس واپس کر دیں گے۔ اگر حضرتؐ کا کوئی صحابی قریش کے پاس چلا جائے گا۔ تو قریش اس کو محمدؐ کے پاس واپس نہیں کریں گے۔ مسلمانوں نے اس بارے میں جہ میگوئیاں

کیں نبی صلیم نے فرمایا کہ ہمارا جو آدمی قریش کے پاس جلتے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے وڈر کیا ہے اور ان کا جو آدمی ہمارے پاس آئے گا اس کو میں واپس کر دوں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اسلام کی حقیقت کو جانے گا۔ تو اس کے لئے کوئی سبیل پیدا کر دے گا۔ ابو جندل بن مسہل بن عمرو بیڑیوں میں جکڑا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا۔ سہیل نے کہا اے محمدؐ! یہ پہلا شخص ہے جو آپ کی خدمت میں آیا ہے اس کو واپس کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں عہد پیمان کو نہیں توڑ دوں گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم اس کو واپس کر دیجئے۔ میں اور کسی بات پر آپ سے مصالحت نہیں کروں گا۔ نبی صلیم نے فرمایا اس کو میرے پاس رہنے دو۔ اس نے کہا میں اس کو آپ کے پاس نہیں رہنے دوں گا۔ مکہ نے کہا ہم نے اس کو پناہ دے دی ہے تا نغمرتہ صلیم نے فرمایا اس پر کوئی خوف اور ڈر کی بات نہیں ہے یہ اپنے ماں باپ کے پاس واپس جا رہا ہے۔ اودی میں قوش کے ساتھ اپنے معاہدے کو قائم رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم مجھے اسلام لانے کے بعد اتنا شک و عہد کی نبوت میں نہیں گزر رہا جتنا اس روز میں شک میں مبتلا ہوا ہوں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ اِيْنَ اَنْخَضِرْتَ صَلِّمْ نَعْنُ قُرْبَانِي كَعَدْنُ كُوْذِبْ كَر دِيَا اُوْدِ اِنِّى مَر كَعْل كَلْنَعْنُ كَا صْلَم دِيَا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مدت کے ختم ہونے سے پہلے اہل مکہ پر اسلام غالب ہو گیا تھا۔

صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلیم واپس مدینہ تشریف لائے۔ ابو بصیر بن السید بنی حارثہ ثقفی مشرکین کے پنجہ سے نکل کر بھاگ آیا۔ انھیں بن ثریق نے اس کے پیچھے دو آدمی بھیجے۔ اس نے ایک کو قتل کر دیا۔ ابو بصیر مسلم مہاجر کی حیثیت سے رسول اللہ صلیم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلیم نے فرمایا اگر میرے پاس ایک آدمی بھی خلافت معاہدہ باقی رہ گیا تو یہ بات جنگ بھرنے کے لئے کافی ہوگی آنحضرت صلیم نے فرمایا جہاں تمہاری مرضی آئے چلے جاؤ۔ ابو بصیر مدینہ سے روانہ ہو گیا اور نیز اس کے ساتھ پانچ آدمی اور بھی شامل ہو گئے۔ یہ لوگ عیص اور ذوی مرو کے درمیان میں موجود تھے جو جمعینہ کی زمین تھی۔ جہاں سے قریش کے قافلے گزرتے تھے اور یہ علاقہ سیف البحر سے ملا ہوا تھا۔ ابو جندل جو مشرکین کی گرفت سے نکل کر موہتر سواروں کے جو مسلمان ہو چکے تھے ابو بصیر سے مل گئے۔ ان کے ساتھ کچھ لوگ غفارہ اسم اور جمعینہ کے بھی اگر شامل ہو گئے۔ ان کی تعداد تین سو

ہو گئی۔ قریش کا جو فائدہ وہاں سے گذرتا۔ تو اس کو پکڑ لیتے۔ اور انھیں قتل کر دیتے انہوں نے قریش کے ایک فائدہ کو پکڑ لیا۔ جن میں ابو العاص شہر خنسیب پروردہ رسول موجود تھا۔ انہوں نے اور لوگوں کو قتل کر دیا۔ لیکن ابو العاص کو قتل نہ کیا۔ قریش نے اوسفیان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ اور انکساری کے ساتھ عرف کی۔ کہ ان لوگوں کو اپنے پاس واپس بلا لیجئے۔ اور آئندہ ہمارا جو آدمی آپ کے پاس آئے اس کو بے شک روک لیجئے۔

فتح خیبر

سندھ ہجری میں ماہ محرم الحرام میں واقفہ کے روایت کے بموجب خیبر فتح ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کے نزدیک پہنچے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا۔ اللہم رب السموات والارضین ورب الارضین رب السبع والافلک ورب الشیاطین والاضلین۔ ترجمہ اے مجبور میں اس بستی کی اور اس کے رہنے والوں کی بھلائی چاہتا ہوں۔ اور میں تم سے اس بستی کے شر سے اور اس کے رہنے والوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

جب اہل خیبر نے حضرت علی علیہ السلام کے کارنامے ملاحظہ کئے۔ تو ان اپنی حقیقت نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ سواری سے نیچے تشریف لائے ہیں آپ سے بات گتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بہتر آپ نیچے تشریف لائے۔ اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر کے رہنے والوں کے خون کی حفاظت کی شرط کے ساتھ صلح کر لی اور وہ قلعہ سے ایک کپڑے کے ساتھ نکل کر چلے جائیں گے۔

فدک

فدک والوں نے جب خیبر والوں کا قصہ سنا۔ تو انہوں نے محمد بن مسعود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور آنحضرت کی خدمت میں درخواست کی۔ آپ انھیں کپڑے پہننے دیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں التماس کی کہ آپ ان کا نصف مال بے لیاکری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والوں کی طرح ان سے بھی اس معاہدے پر مصالحت کر لی۔

اسی سال غزوہ بنو نضیر پیش آیا۔ انہوں نے اسلام کا دعوے کیا تو جو کچھ ان کا مال بیا گیا وہ انھیں واپس کر دیا۔ اور ان کے مقتولین کی دیہت ادا کر دی اور اسی سال غزوہ نجد واقعہ ہوا۔ بشیر بن رزام سہمی کی قتل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو تیس سو ادوں کی قیمت میں اس سے معاہدہ

کے لئے بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ کلبی کو نو مردہ کی زمین کی طرف روانہ کیا۔ اور عذیبہ بن حصین بدری کو بنو نضہ کے پاس بھیجا۔ اور ماہ ذیقعدہ میں جدیعہ کا عمرہ قضا دوا کیا۔ اور مکہ میں داخل ہوئے۔ اور اپنے اونٹ پر بیٹھ کر خانہ کعبہ کا طواف کیا آپ کے اونٹ کی محارم بن اور عبد اللہ بن رواحہ کے ہاتھ میں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تین روز قیام فرما رہے تھے۔

جنگ موتہ

سنتہ ہجری ماہ حملی الاول میں جنگ موتہ پیش آئی۔ کتاب ابان کی تحریر کے مطابق مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب جعفر کو ان کا قائد بنایا۔ اور فرمایا اگر جعفر قتل کر دیئے جائیں تو تمہارے سردار زبید ہوں گے۔ اور وہ بھی قتل ہو جائیں۔ تو تمہارے سردار عبد اللہ بن رواحہ ہوں گے۔ مسلمان روانہ ہو کر مقام معان پہنچے۔ تو انہیں معلوم ہوا کہ ہر قتل بادشاہ ایک لاکھ رومیوں کی فوج لے کر قاریب میں پروا ڈلے ہوئے ہے۔ اور اس کے پاس ایک لاکھ فوج مستغریہ کی بھی تھی۔ ان لوگوں کی ٹہبھیر زمین مشارف پر ہو گئی۔ مشارف وہ جگہ ہے جس کی طرف مشرقی تلواریں منسوب ہیں۔ جو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے لئے بنائی جاتی تھیں۔ مسلمانوں میں مخالف کے کثرت لشکر کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا۔ ابن رواحہ نے کہا ہم لوگوں سے کثرت دولت کے اعتبار سے نہیں لڑتے۔ بلکہ دین کی خاطر جہاد کرتے ہیں۔ بقا کی بستی کے پاس مسلمانوں کی بن کے ساتھ ٹہبھیر ہو گئی۔ پھر یہ لڑتے ہوئے موتہ کے مقام پر پہنچے۔ بخاری میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر زبید اور ابن رواحہ کی موت کی خبر پہنچے سے پہلے سنائی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے۔

زید بن مادہم سے روایت ہے کہ جناب جعفر نے عفر گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کیا۔ آخر کار اس کے پاؤں کاٹ دیئے گئے جعفر اسلام میں پہلے شخص ہیں جس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹے گئے اور اس نے پیدل جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

فضیل بن یسار امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس روز جناب جعفر شہید ہوئے تو آپ کے جسم مبارک پر پچاس زخم موجود تھے۔ انہیں زخم صرت چہرہ مبارک پر تھے۔ محمد بن جریر طبری نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ علم زمین پر گر پڑا۔ تو ساتھ والے آدمی نے اٹھا لیا

اس سے خالد بن ولید نے لے لیا، عبدالرحمن بن سمرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شہادت جعفر وغیرہ کی بخلا لایا۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ جب موتہ کا لشکر واپس مدینہ میں آیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، تو صحابہ نے ان پر مٹی پھینکنا شروع کر دی، اور کہتے تھے اسے بھگورو، تم اللہ کی راہ سے بھاگ آئے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھگورنے سے نہیں میں بلکہ بہاؤ میں ہیں۔

فتح مکہ

فتح مکہ کا واقعہ رمضان کی دو راتیں یا تیرہ راتیں گورنے کے بعد پیش آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دس ہزار آدمی لے کر نکلے، اور اس کے علاوہ چار ہزار گھوڑوں پر سوار بھی ساتھ تھے۔ اور اس موقع پر آیت اللہ تبارک و تعالیٰ اذ جاء نصر اللہ اور آیت انا فتحنا لک ہلال ہوئی۔

ہاں کا بیان ہے کہ جب بلوسفیان کو اس بات کا علم ہوا اور وہ اس وقت شام میں تھا، پیرنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا اے محمد! اپنی قوم کے خون کو محفوظ کیجئے اور قریش کو بچائیے، اور معاہدہ کی میعاد میں اور اضافہ فرمائیے، آپ نے فرمایا تم نے بے وفائی کی ہے، یحییٰ بن سہل انہوں نے اس کی کوئی شہزادی نہ کی، ام حبیبہ کے پاس آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگا، ام حبیبہ نے بستر لپیٹ لیا، کہا اسے پیٹی، یہ بستر مجھ سے زیادہ پیارا ہے، کہا میں بستر اللہ کے رسول کا ہوں، تم نجس اور مشرک ہو، اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے، پھر جناب فاطمہؑ اور حسین علیہم السلام سے سفارش طلب ہوا، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا آپ تمام قوم سے مجھ پر زیادہ ہر بان میں شش و پنج میں مبتلا ہوں، مجھے نصیحت فرمائیے، آپ نے فرمایا تم قوم قریش کے سردار ہو، لوگوں کے پاس جاؤ، مان سے مشورہ کرو، پھر اپنی قوم کے پاس جاؤ، عرض کیا کیا یہ بات میرے لئے مفید ہوگی، آپ نے فرمایا، اس کا مجھے علم نہیں ہے، لوگوں کے پاس آیا اور کہا، اسے لوگوں میں تم سے مشورہ کرنے کیجیوں، پھر اپنے اذن پر مسودہ ہو کر مکہ چلا آیا، قریش کے پاس آیا، انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے، ان کو تمام واقعات سے آگاہ کیا، انہوں نے کہا کیا محمدؐ نے علیؑ کو گفتگو کی اجازت

دی تھی۔ کہا نہیں۔ انہوں نے کہا اس شخص نے تیرا مذاق اڑایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روانہ ہو کر مقام مراغہ میں قیام فرمایا۔ اسی رات ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ دریاقت حلات کے لئے مکہ سے باہر نکلے۔ عباس نے ابوسفیان بن حادثہ اور عبداللہ بن امیہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات نیتہ الحقا بس کے مقام پر ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا آپ میرے مل رہا ہے قرآن ہو جائے۔ ابوسفیان تیرے چچا کا بیٹا ہے۔ یہ نائب ہو کر آپ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔ اور یہ عبداللہ تیری بھوپھی کا بیٹا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے چچا کے فرزند نے میری بے عزتی کی ہے۔ اور میری بھوپھی کا بیٹا وہ شخص ہے جو کہ میں کہا کرتا تھا اے محمد! ہم تجھ پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ نہ نکال دیں جناب مہم سلمہ نے بھی ان دونوں کے بارے میں گفتگو کی۔ ابوسفیان نے کہا ہمارے ساتھ وہ سدا کہ فرمایئے جس طرح عبد صالح جناب یوسف نے اپنے بھائیوں سے سدا کہ کیا تھا کہ آج کے دن تم پر کوئی سزائیں نہیں ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی بہت مان لی اور ان کی توبہ کو قبول کیا۔ عباس نے کہا خدا کی قسم! اگر ابوسفیان نہ مانتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بڑا دشمن داخل ہوتے تو تمام قوم قریش ہلاک ہو جاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سوار ہو کر اپنی چیت کی نذر میں گئے۔ یا ایسے نرم دل انسان کی حیثیت میں تھے کہ کسی ایسے آدمی کو تلاش کریں جو جکران کو کہے کہ آپ سے امان طلب کر لو۔ ابوسفیان نے بدیل اور حکیم سے کہا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ اس نے کہا کہ یہ آگ قسیدہ خرمیہ کی معلوم ہوتی ہے اس نے کہا کہ خرمیہ کے لوگ تو تھوڑے ہیں اور یہ آگ زیادہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ قبیلہ نضیم اور رومیہ کی ہے۔ عباس نے ابوسفیان کی آواز کو پہچان لیا اور اس کو آواز دی۔ اور اس کو حلات سے آگاہ کیا۔ ابوسفیان نے کہا اب اس لشکر سے بچنے کی کیا تدبیر ہے؟ اس نے کہا حاجرانہ طور پر اس خیمہ پر سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ آپ سے امان طلب کر۔ اس نے اس بات پر عمل کیا۔ ابوسفیان اس پر چلا تو گیا دیکھتا ہے کہ وہ دوڑ کر آگ ہی آگ روشن ہے۔ وہ حضرت عمر کے پاس پہنچا۔ حضرت عمر ابوسفیان اور عباس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر کسی معاہدہ کے قدرت

عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور سعد کی بات چیت سے آپ کو آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد کی بات میں سے کوئی چیز بھی واقع نہ ہوگی۔ اور حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ سعد کے پاس جاؤ اور اس سے نشان لے لو۔ اور نشان لے کر آرام اور سکون کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جاؤ۔ سعد نے کہا اے علی اگر آپ نہ ہوتے تو مجھ سے نشان نہ لیا جاتا۔ ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل تیرا بھتیجا ایک بڑے ملک کا بادشاہ بن گیا ہے۔ عباس نے کہا اے ابوسفیان! تم پر افسوس ہے یہ حکومت نہیں ہے یہ نبوت کا کرم ہے۔ ابوسفیان قریش کے پاس وادی کے زیرین حصہ سے ہوتا ہوا آیا۔ اور انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ گردوغبار کیا ہے؟ اس نے کہا میرا ایک عظیم لشکر کے ساتھ تشریف لارہے ہیں۔ پھر حکا کر کہا۔ اے آل غالب اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔ اور جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوگا۔ وہ امن میں ہوگا۔ جب ہندہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ لوگوں کو سبکداری تھی اور کہتی تھی کہ اس بڑے خبیث کو قتل کر دو۔ قوم کا رہنما ایسی باتیں کرتا ہے اس نے کہا تیرے لئے طاقت ہو رہی ہے بڑے بڑے سرداروں کو اور فارس کے بزرگ لوگوں، بلو شاہ کنندہ اور حیر کے نوجوانوں کو دیکھا ہے۔ لیکن انہیں مجھ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے تیرے لئے طاقت ہو بخدا کی قسم خاموش ہو جا۔ حق راگیا مصیبت دور ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمد کر چکے تھے کہ مکہ میں دس آدمیوں کے سوا اور کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ وہ دس آدمی یہ ہیں۔ جوہر بن نفیل بن کعب۔ قیس بن حناہ۔ قرینہ مضعہ۔ ان لوگوں کو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے قتل کر دیا تھا۔ عبداللہ بن خططل کو عمار نے قتل کیا۔ بابریدہ نے یاسجد بن نجیب مخزومی نے قتل کیا تھا صفوان بن یامیہ جدہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ عبداللہ بن وہب نے اسے مار دیا تھا۔ وہ عبداللہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ لے آیا تھا اور یہ شخص اسلام لے آیا تھا۔ حکمران بن ہانی بن یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اور اسلام لے آیا عبداللہ بن ابی سرح کے متعلق امیر المومنین کو معلوم ہوا۔ کہ وہ حضرت عثمان کے گھر میں چھپا ہوا ہے۔ حضرت عثمان اس کی سفارش کرنے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سفارش منظور کر لی جب وہ چلا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

سعد بن عبادہ نے کہا۔ آپ نے اشارہ کیوں نہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشارہ کرنا نبی کی شان نہیں

عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور سعد کی بات چیت سے آپ کو آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد کی بات میں سے کوئی چیز بھی واقع نہ ہوگی۔ اور حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ سعد کے پاس جاؤ اور اس سے نشان لے لو۔ اور نشان لے کر آرام اور سکون کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جاؤ۔ سعد نے کہا اے علی اگر آپ نہ ہوتے، تو مجھ سے نشان نہ لیا جاتا۔ ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل تیرا بھتیجا ایک بڑے ملک کا بادشاہ بن گیا ہے۔ عباس نے کہا اے ابوسفیان! تم پر افسوس ہے یہ حکومت نہیں ہے یہ نبوت کا کرم ہے۔ ابوسفیان قریش کے پاس وادی کے زیرین حصہ سے ہوتا ہوا آیا۔ اور انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ گردوغبار کیا ہے؟ اس نے کہا محمد ایک عظیم لشکر کے ساتھ تشریف لارہے ہیں۔ پھر حکم کرکھا۔ اسے آل غالب اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔ اور جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوگا۔ وہ اس میں ہوگا۔ جب ہندہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ لوگوں کو سبکداری تھی مار رہی تھی کہ اس بڑے خبیث کو قتل کر دو۔ قوم کا رہنما ایسی باتیں کرتا ہے اس نے کہا تیرے لئے طاقت ہو۔ میں نے بڑے بڑے سرداروں کو اور فارس کے بزرگ لوگوں، بادشاہوں کو اور حمیر کے نوجوانوں کو دیکھا ہے۔ لیکن انہیں مجھ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے تیرے لئے طاقت ہو۔ خدا کی قسم خاموش ہو جاؤ حق ایسا مصیبت دور ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چکے تھے کہ مکہ میں دس آدمیوں کے سوا اور کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ وہ دس آدمی یہ ہیں۔ - جوہر بن نفیل بن کعب۔ قیس بن حبابہ۔ قرینہ مہضہ بن لوگوں کو ایر المومنین حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کر دیا تھا۔ عبد اللہ بن مظہل کو عمار نے قتل کیا۔ بابریدہ نے یاسعہ بن خبیث مخزومی نے قتل کیا تھا۔ صفوان بن امیہ جدہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ عبد اللہ بن وہب نے اسماعیل بن دہی تھی۔ وہ عبد اللہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمارہ لے آیا تھا۔ اور یہ شخص اسلام لے آیا تھا۔ مگر وہ بن ہانی بن امیہ کی طرف بھاگ گیا۔ اسے اسلام لے آیا عبد اللہ بن ابی سرح کے متعلق امیر المومنین کو معلوم ہوا۔ کہ وہ حضرت عثمان کے گھر میں چھپا ہوا ہے۔ حضرت عثمان اس کی سفارش کرنے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سفارش منظور کر لی جب وہ چلا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

سعد بن عبادہ نے کہا۔ آپ نے اشارہ کیوں نہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشارہ کرنا نبی کی شان نہیں

ہے۔ بنو عبد المطلب کی نوکرائی سارہ مقتولہ پالی گئی۔ ہندہ یوسفیہ کے گھر میں داخل ہو گئی ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عورتوں کی بیعت کے بارے میں گفتگو کی۔ اور ام الفضل نے اس بات کی تائید کی۔ اور ام الفضل نے عورتوں کے سامنے یہ آیت تلاوت کی۔ یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی اور ان کی بیعت قبول کر لی گئی۔

یوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے چند اوباش آدمیوں کو دیکھا۔ تو آپ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ اور ہم لوگوں نے ان میں سے کچھ لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور باقی بھاگ گئے۔ مسلمانوں کے نین آدمی فہمد ہو گئے تھے۔ جو کہ کے زیرین حصے میں داخل ہو گئے تھے۔ اور راستہ بھول گئے تھے۔ اور قتل کر دیئے گئے۔

بخیر بن خالد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خانہ کعبہ کی کنجی کس کے پاس ہے؟ انہوں نے کہا شیبہ کی ماں کے پاس موجود ہے آپ نے شیبہ کو بلا کر حکم دیا کہ اپنی عالدہ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ کنجی میرے پاس بھیج دے۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے ہمارے بہادروں کو قتل کر دیا۔ اب آپ کا ارادہ ہے کہ ہماری عزت کو بھی لے لو۔ آپ نے فرمایا کنجی کو بھیج دیجئے ورنہ میں تمہیں زندہ قتل کر دوں گا۔ اس نے اپنے لڑکے کے ذریعے کنجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجی کو لے لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو بلا کر کہا کہ یہ میرے خواب کی تعبیر ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ اور خانہ کعبہ کے دروازے کو کھولا۔ اور اس پر غلاف بٹھایا۔ اور اس دن کے بعد خانہ کعبہ پر غلاف بٹھانے کی رسم پڑھ گئی۔ پھر آپ نے اس لڑکے کو بلایا۔ اور اس نے اپنی چادر کو بھیل دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مانند کنجی ڈال دی۔ اور فرمایا۔ اس کو اپنی ماں کے پاس لے جاؤ۔ آپ نے اپنے دو قتل بخدوں سے دعا نہ بند کر دیا۔ اور کہا۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا اور ایک ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے

کی مدد کی۔ اور احباب پر ایک غلبہ آیا۔

قریش کے سرداروں کا خیال تھا۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہو گئے۔ تو ان کو تہس نہس کر دیں گے۔ مگر اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں یقین ہونا چاہیے۔ کہ ہر وہ خون مال و بیت جو جاہلیت میں کسی کسی پر عائد تھا۔ میں آج اس کو اپنے پاؤں کے نیچے دفن کرتا ہوں۔ اور تم لوگوں کو

معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کی کلید برداری اور حجاج کے پانی پلانے کا اعزاز ان لوگوں کی طرف منتقل ہو گا۔
 جو ان دونوں کے حصول کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ بعد میں آگاہ ہوتا ہے کہ اللہ کی حرمت کی وجہ
 سے کعبہ کی حرمت کی جگہ ہے اور مجھ سے پہلے میرے اس وقت تک سے پہلے بھی کسی کے لئے حلت
 کی جگہ نہیں تھی۔ یہ قیامت کے قائم ہونے تک حرمت کی جگہ ہے۔ اس میں کسی قسم کی شوش نہیں کی جا
 سکتی اس کا درخت نہیں کاٹا جائے گا۔ یہاں غکار نہیں کیا جائے گا۔

پھر فرمایا اسے قوش تم نبی کے بہت بڑے ہمسایہ تھے۔ تم نے مجھے جھٹایا۔ مجھے گھر سے
 نکال دیا مجھے کمزور کر دیا۔ تم کسی حال پر مجھ سے راضی نہ ہوئے۔ تم نے اس پر بس نہ کیا۔ بلکہ میرے
 شہر ید میں لڑائی کرنے کے لئے چڑھ کر آ گئے۔ اور مجھ سے جنگ کی۔ اب اباد میں تم کو آزاد کر رہا ہوں
 یہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

بلال نے خاندہ کعبہ میں لڑائی دی۔ جگر مرنے سے اس بات کو ناپسند کیا۔ خالد بن ولید نے کہا شکر ہے
 اس بات کا جس نے ابو قتیبہ کو اس دن کرم کیا۔ سہیل بن عمرو نے بھی کوئی بات کی۔ حوث بن شہام نے
 کہا کہ محمد کو اس سپاہ کو سے مٹوا اور کوئی اذان دیتے دلا نہیں ملا۔ ابوسفیان نے کہا میں تو کوئی بات
 نہیں کہوں گا۔ خدا کی قسم اگر میں کچھ کہوں تو مجھے یقین ہے کہ جلد ہی سن کر محمد کو اس بات سے آگاہ کر دے گی۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کے ذریعہ اسی کو ان کی گفتگو کے متعلق کھانا بھیجا۔ قتیبہ نے معافی طلب کی۔
 اور اسلام لے آیا۔ ابیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکہ کا مکہ بنا دیا۔ خاندہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بیت رکھے ہوئے
 تھے۔ اور ایک سو دوسرے کے ساتھ سکے سے بڑے گئے تھے۔

ابوسفیان نے فتح مکہ کی رات منات کو حبشہ کی طرف بھیج دیا۔ منات حبشہ سے ہندوستان کی طرف
 منتقل ہوا اس کے پوجاریوں نے اس کے لئے ایک مقناطیس کا گھرتیار کیا۔ اور وہ خطا میں سلطان محمد بن
 موانیہ کے حلق رہا۔ جب محمود غزنوی نے ہندوستان کو فتح کیا۔ تو اس نے مقناطیس گھر کو مسمار کر دیا
 اور بیت منات کو ان کے پھر اصفہان لے آیا۔ اور اسے گزر گاد کے نیچے دفن کر دیا۔ جب سول

سے منات سے منات میں گیا۔ جو ایک مہرہ مندر ہے جس کو سلطان محمود غزنوی نے
 فتح کیا تھا۔ جس کا تمام سالانہ لے کر ایران معادہ ہو گیا۔ مترجم

اللہ صلعم مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ مجھے سنگریزوں کی ایک مٹی دے دو والی آخر (مصنف نے واقعے کو ادھر اچھوڑ دیا ہے) اس کے بعد آنحضرت صلعم نے بنو ذیل کے پاس معویہ بن اُمیہ کو اور بنو مغارب کے پاس عبداللہ بن ریحل اور بنو خزیمہ بن حارث کے پاس خالد بن ولید کو روانہ کیا۔ اور یہ لوگ مقام غبیہ صامیہ میں رہتے تھے۔ خالد نے معاہدہ کے بعد ان پر لوٹ مار کر دی اور ان کے چند آدمیوں کو گرفتار کر لیا جنہیں صلعم نے خالد کے اس فعل سے بیزاری ظاہر کی۔

غزوہ حنین

قبیلہ ہوازن نے مولائی حنین میں فتنہ و فساد برپا کر رکھا تھا آنحضرت صلعم کے ساتھ دس ہزار فوج تھی اور دو ہزار سپاہی مکہ سے اکڑ گئے تھے آنحضرت صلعم نے صفوان بن اُمیہ سے سوزیہ میں دستار لیں اور یہ شخص قبیلہ جشم کا رئیس تھا حضرت ابو بکرؓ اپنی کثرت کو دیکھ کر اترا یا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ د یوم حنین اذ عجزتکم صخرتکم لا لوہر سے انک بن عوف نغزی قیس اور ثقیف کے قبائل کے ساتھ میدلن جنگ میں اترا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہوازن کے ساتھ درید بن مرد تھا۔ انہوں نے اس کو دس آدمیوں کو بطور برکت ساتھ لے لیا تھا جب یہ لوگ مقام اوطاس میں اترا۔ تو اس نے کہا یہ گھوڑے ہڈانے کے لئے اچھے جگہ ہے۔ نہ زیادہ زمین سخت ہے اور نہ زیادہ نرم۔ اس نے کہا مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں اونٹ کا بیلانا گدھے کا ہینگنا۔ بچے کا رونا بکری کا میانا۔ اور بیل کے کارنے کی آواز کو گھنسن دہا ہوں اور اس نے اس بارے میں ابن عوف سے گفتگو کی۔ اس نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کے پیچھے اس کے بل پیچھے اور مال کو کر دوں۔ اور وہ ابن کی طرف سے مقابلہ کرے ویرید نے کہا تم پراقتوس ہے۔ تم ایسا نہ کرو۔ کیا بھاگنے والوں کے لئے یہ چیزیں مفید ہوں گی تجھے صخرت کو اور نیزے سے صلح نادمہ دے گا۔ مگر تم نے جنگ میں شکست اٹھائی تو اس کو کرب سے نیزے بل بچوں کے سامنے رسوائی ہوگی عوف نے کہا آپ بڑے ہو گئے ہیں لئے آپ کا علم چلا گیا۔

عبارتیں عبداللہ سے مروی ہے کہ مخالف فوج گھائی کے تلک راستوں میں چپ کر بیٹھ گئی۔ ہم

نے اپنا ملک قوم کے جتھوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ جنہوں نے بنو سلیم کو شکست دے دی جو مقدمہ
 ابیش میں تھے۔ اور جو لوگ ان کے پیچھے تھے۔ وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ مرنے حضرت علی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تنہا باقی رہ گئے۔ اور آپ کے ہاتھ میں علم تھا۔ ملک بن عوف نے کہا مجھے
 عجز کو دکھاؤ۔ انہوں نے آپ کو دکھلا دیا۔ اس نے قہر پر حاکم کر دیا۔ امین بن عبیدہ جو ام ایمن کا بیٹا
 تھا۔ اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ دونوں گتہ گتہ گئے۔ مالک نے اس کو قتل کر دیا۔ رجب مسلمانوں کا
 شکر شکست کھا کر بھاگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے کہا جو عینہ آواز تھے۔ کہ قوم کو بکاؤ۔
 اور ان کو وعدہ یاد دلاؤ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ آیت مراد تھی۔ ولقد کانوا عاہداً واللہ
 من قبل عباس نے عینہ آواز سے پکارنا شروع کیا۔ اسے درخت کے تلے بیعت کرنے
 والوں کہاں بھاگ رہے ہو؟ اپنے وعدے اور عہد کو یاد کرو۔ مخالف قوم سر پر موجود ہے یہ واقعہ
 شوال کی پہلی رات کا ہے لوگ سرٹ بھاگ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھاگنے والوں کو اپنے
 چہرے مبارک کی روشنی سے جو چوڑھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا حضرت علی و دونوں
 گھاسیوں کے درمیان مخالفین سے جہاد کر رہے تھے۔ اور آپ کی مدد بعض انصار کر رہے تھے۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک پر کھڑے۔ اور لوگوں سے اونچا ہو کر فرمایا۔ اب جنگ گرم ہو گئی ہے ابھاگنے
 سے بہتر کرو۔ میں نبی ہوں۔ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عہد المطلب کا بیٹا ہوں مسلمان لگا کر شکرین
 کو قتل کر رہے تھے۔ اور ان میں بعض کو گرفتار کر رہے تھے۔ آؤ کارون بلند ہو گیا۔ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے زک جاتے کا حکم دیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی جنگ میں
 چار ہزار آدمیوں کو قید کیا۔ اور بارہ ہزار دشمنوں کو پکڑا۔ اور اس کے علاوہ اور مال بھی تھا جس کی
 صحیح تعداد معلوم نہیں ہے۔ امام زہری کی روایت کے موجب چھ ہزار بچے اور عورتیں قید
 ہوئیں اور جانوروں کی تعداد شمار سے بہرہ ہے اور ان کی ٹھیک تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔

جنگ اوطاس وغیرہ

قیدہ تعیف طائف کی طرف چلا گیا۔ اور اعراب اوطاس کی طرف روانہ ہو گئے بنی سلم نے

ابو عامر اشعری کو اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس نے وہاں جا کر چھاڑ دیا اور خود قتل ہو گیا۔ اس
 کے چچا زاد بھائی ابو موسیٰ اشعری نے قلم لے لیا اور اوطاس کو قتل کر لیا، ابوسفیان کو تیغ کی طرف
 روانہ کیا، بنو ثقیف نے ابوسفیان کے چہرے پر ضربیں لگائیں، وہ شکست کھا کر واپس آگیا، اور خراہ کے
 حملے پہلے کرتا تھا، آنحضرت خود طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ کئی دن تک ان لوگوں کا محاصرہ
 کئے رہے آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو چند سواروں کی ساتھ روانہ کیا، شہاب بن عباس مقابلے کے
 لئے نکلا، حضرت علی نے بڑھ کر اسے قتل کر دیا اور آپ نے ان کے تہوں کو توڑ دیا۔ بعد واپس رسول اللہ
 صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلعم نے آپ سے باز کی باتیں بیان کیں، قصہ
 محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے طائف والوں کا محاصرہ میں دن
 جاری رکھا، البرک، بیحیف اور عدلان ایک جماعت کے ساتھ نیچے آکر رسول اللہ صلعم کی خدمت
 میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے، جب طائف کا وفد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا تو کہتے
 لگا کہ ہم اسے خدمت واپس کر دیجئے۔ جو آپ کے پاس دڑا آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہیں ہوگا
 وہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔ جنگ اوطاس وغیرہ ماہ رجب ۳۷ء میں واقع ہوئی۔ آیت انظر وا
 خفا تا وثقالات نازل ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے خطبہ ارشاد فرمایا: مجبور اور لاچار لشکر کے ساتھ
 ہمدردی کرنے کی طرف رغبت رکھو۔ عباس، عثمان، عبدالرحمن، طلحہ اور زبیر وغیرہم سے مال خرچ
 کیا، آیت تقاتلوا القف نازل ہوئی۔ تمام صحابہ نے گرمی کی شدت اور پانی کی قلت کی شکایت کی
 اور جنگ نہ کرنے کا اظہار کیا، ان اسباب کے باوجود آنحضرت صلعم نے روم کے شہر تنوک کا قصد
 فرمایا۔ روایت ہے کہ وہ شہر تنوک نہیں پہنچے، یہ کہہ کر تنوک سے واپس پانی کی تلاش کی خاطر زمیں کو
 کھودتے تھے، حتیٰ کہ بعض صحابہ نے اپنے گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا اور ان کی آنتوں کا خون جو کس
 یا جنگ تنوک کے نزدیک آیا، آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا، اور فرمایا: اے
 علی! مدینہ تیرے پیروں کی قیام کی وجہ سے ٹھیک رہ سکتا ہے، یہ بات اس لئے ہوئی کہ آنحضرت
 صلعم کو مدینہ میں اپنے دشمنوں کے غلبہ کا ڈر تھا، آنحضرت صلعم نے مدینہ میں علی کا پیام کر کے اپنے بعد
 علی کی خلافت پر اس کو دی تھی، انصار کے سوا اور لوگوں کو یہ بات گراں گزری۔ تینہ اوداع کے مقام
 آنحضرت صلعم نے اپنے شکر کو پہلنے کا حکم دیا لیکن اکثر صحاب نے کپڑے میں بیت وصل

کا نبوت دیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی الاحقر وا بعدکم الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو کر مقام جوف میں قیام فرما ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر عبداللہ بن ابی راس سے راس مڑ کر آگیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی هو الذی یدک بنصرہ وباللہ وحیدین والفر بین قلوبہم حراخ ایک عیادت ہے کہ عبداللہ بن ابی راس نے عیادت کرتے ہوئے قسم کھائی تو یہ آیت نازل ہوئی یسئلون باللہ لولانطعننا فخر جنامع کھراخ

بنو غفار کے بعض آدمیوں نے یہ چمکے رہ جانے کی آنحضرت سے اجازت طلب کی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وجاد المعذران کاذبین تک نازل ہوئی۔ جد بن قیس اور منیب بن قیس اور ان دونوں کے ساتھیوں نے جو منافق تھے جن کی تعداد اسی آدمیوں پر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ میں عدم شمولیت کی اجازت طلب کی۔ جد بن قیس نے اپنی عورتوں کی حفاظت کا بہانہ کیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ومنہم من یقول ائذن لی۔

ایک منافق نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ گری کے زمانے میں جنگ کی طرف کوچ نہ کرو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ قل نار جہنم اشد حرّاً بعض نے کہا ہم عرب میں لڑ سکتے ہیں، اور مدینہ میں جا کر نہیں لڑ سکتے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ولئن سألکم لیقولن انہا کنا فحوش۔ معقل میں سیار صخرین فنا۔ عبداللہ بن کعب، علیہ بن زید، سالم بن عبد اللہ بن عمر اور عبداللہ بن معقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے گھوڑوں یا خچروں وغیرہ کے حصول کا سوال کیا جب یہ پھر نہ آئے۔ تو روتے ہوئے واپس پٹ آئے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ ولا علی الذین اذا ما اؤک لتحملا لہم حراخ نہری کا بیان ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک۔ ہلال بن امیہ اور مرادہ بن امیہ ان تینوں کی جنگ میں شمولیت نہ کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وعلی الثلاثة الذین خلطوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ حتی ضاقت علیہم الارض بما رجت ثم ولیمہم مدبرین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام جوف میں پہنچے تو حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو

عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ آپ نے مجھے مدینہ میں اس لئے قائم مقام بنایا ہے کہ آپ مجھے ایک سو چھ سو کھیتے ہیں۔ اور آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ ہمیشہ بغیرہ کو ستاتے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا؟ حضرت علی نے عرض کیا میں راضی ہوں میں راضی ہوں فرمایا اے بھائی واپس اپنی جگہ لوٹ جاؤ۔ مدینہ کا انتظام صرف تمہارے یا میرے ذریعہ ہی ٹھیک ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ کمزور آدمیوں اور مرخصیوں کو واپس کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ یس علی الضعفاء کمزور اور ضعیف آدمی اگر جنگ میں شامل نہ ہوں تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ حضرت ابو ذر اپنی لوثنی کے انتظار میں ٹھہر گئے تھے جب لوثنی نہ ملی تو پیدل زاد راہ لے کر چل پڑے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک منزل پر اس بات پر آگاہ کیا گیا کہ ابو ذر پیدل چل کر ہم سے آئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اللہ ابو ذر پر رحم کرے۔ وہ یکے زندگی بسر کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں ماہ شعبان منگل کے روز تشریف لائے۔ اور اسی روز منافقین ظاہر ہو گئے۔ خرکوشی کا بیان ہے کہ منافقین کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ تھی۔ واقعہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار آدمی گھوڑے سوار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں تین روز قیام کیا۔ نجید بن ربیعہ بن ربیعہ تبوک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت آئے کسی نے حاضر ہوا۔ اللہ جزوہ پیش کیا اور آئندہ کے لئے جزوہ دینا منظور کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک نوشتہ لکھ دیا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جریہ اور ذریعہ کو نوشتہ لکھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ کو بنو سلیم کے کچھ لوگوں کے پاس اور جوح کو قبیلہ بنی کے پاس بھیجا جب یہ لوگ ان کے قریب پہنچ گئے۔ تو وہ بھاگ گئے خالد کو تیس سو آدمیوں کی معیت اور عبدالرحمن بن عوف کو سات سو آدمیوں کے ساتھ اکیلا اور دوتہ الجندل کے سردار کی طرف روانہ کیا۔

فصل

لطائف کے بیان میں

مگر آدم علیہ السلام کو ایک دفعہ فرشتوں نے سجدہ کیا۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بیر اللہ تعالیٰ فرشتے اور تمام لوگ قیامت تک درود پڑھتے رہیں گے۔ مگر حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کا قبضہ قرار پاتے تھے۔ تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رات تمام انبیاء علیہم السلام کا امام بنایا تھا۔ حتیٰ کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام کے بھی امام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور سے خلق کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جب جناب آدم پانی لورٹی کے منازل طے کر رہے تھے۔ اگرچہ حضرت آدم پہلی مخلوق ہیں۔ لیکن اللہ نے محمد کو اس سے پہلے پیدا کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان الله خلقني من نور وخلق ذلك النور قبل آدم بالف سنة اللہ تعالیٰ نے مجھے نور سے پیدا کیا اور اس نور کو حضرت آدم علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام ابو البشر ہیں۔ تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید المرسلین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم ومن دونه تحت لوائی يوم القيامة آدم اور اس کے علاوہ اور انبیاء قیامت کے روز میرے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ اگرچہ حضرت آدم پہلے نبی ہیں۔ لیکن حضرت محمد ان سے مقدم ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کنت نبيا وادم منقول في طينته میں اس وقت نبی تھا۔ جب آدم کی میں گندھے ہوئے تھے۔ اگرچہ آدم کے مقابلہ میں زرخشتہ استخوان میں فیل ہو گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن کا ایسا معجزہ عطا کیا جس کی نظیر لانے سے اولین بعد آخرین در ماندہ اور عاجز ہیں۔

اگر حضرت آدم علیہ السلام کے لئے یہ کہا گیا۔ فتلقى الله من بعد سبع كلمات فتاب عليه تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخش دیا۔ کہ آدم پرست ہیں داخل ہوئے تو رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے کتاب تو سین او ادنیٰ کی منزل تک بلند کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ورفعناه مكانا عليا ہم نے ادریس کو بلند جگہ یعنی آسمان تک بلند کیا۔ ادریس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کہا: حدثنا ذكركم ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام سے اس کے بابا نے سرگوشی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا دی: ادعى الى عبده ما ادعى اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد سے دسی کی جو بھی دسی کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس کو اس کے مرنے کے بعد کھانا کھلایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کو آپ کی زندگی میں کھانا کھلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اني لست كاحدكم اني ابیت عند ربی ویطغی وستیغی

میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں اپنے رب کے پاس رات بسر کرتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتے ہیں اور پانی
 دے سکتے ہیں۔ نوح علیہ السلام کی کشتی پانی پر چلتی تھی جس پر مومن اور کافرو دونوں سوار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر پانی پر پتھر چلا دیا۔ اس کا واقعہ یہ ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چشمے کے کنارے موجود
 تھے اور اس چشمے کی پشت پر ایک بہت بڑا ٹیلہ تھا۔ عکرمہ بن ابوجہل نے کہا اسے عمو اور آپ نبی ہیں
 تو اس ٹیلے کے پتھروں میں سے ایک پتھر کو بلائیے وہ پانی پر چلے۔ اور اس کو عبور کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے پتھر کو بلایا۔ وہ پانی کی سطح پر چلتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اسے واپس جانے کا حکم دیا۔ وہ جس طرح آیا تھا اسی طرح واپس چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے نوح کی دعا کو قبول
 کر لیا تھا کہ زمین پر اس کی قوم کا کوئی درو باقی نہ رہے۔ آسمان سے بارش کی شکل میں پانی برسا۔ اللہ
 تعالیٰ نے محمد کی دعا کو بار بار رحمت کی صورت میں قبول کیا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ حوالہ لینا
 ولا یحسبنا حضرت نوح عذاب دے رسولی میں اور محمد رحمت دے رسول ہیں۔ صاۃ المسلمان
 الارحمة للعالمین نوح نے اپنی ذات اور ایک مختار گروہ کے لئے دعا کی تھی۔ رب اغفر لی
 ولوالدی اے میرے محبوب میرے والدین کو بخش دے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام اہل بیت کے
 لئے دعا کی تھی جو ان میں پیدا ہو چکے تھے۔ اور جو پیدا نہیں ہوئے تھے۔ داعف عنا ہم سب کو
 صاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے نوح کے بارے میں کہا: وجعلنا ذریۃ ہم المباقین ہم نے نوح
 کی اولاد کو باقی رکھا۔ اور حضرت محمد کے کہا ذریۃ بعض نوح کی کشتی دنیا میں نجات
 کا باعث بنی۔ اور محمد کی اولاد قیامت میں نجات کا سبب ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مثل اہل
 بیت کفیل سلیمانۃ نوح من ذب بخاد من خلف عنا غرق وھدی میرے اہل بیت کی
 کشتی نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہو گیا تھا۔ نجات پا گیا تھا جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ غرق
 ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ ان ابنی من اہلی میرا بیٹا میرے
 لئے ہے۔ حضرت نوح کو جواب ملا: تیرا بیٹا میرے اہل سے نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم
 کے لئے ہے۔ دشمنی کا اعلان کیا۔ اور عداوت کی تلواہری آپ پر بلند کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف
 اشارہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

حضرت نوح اپنے دشمنوں پر آندھ کی امداد سے غالب ہوا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دنی

عالم ادا ارسلنا علیہم ریحاً علوی قوم یہ ہم نے آندھی کو بھیجا تھا۔ حضرت محمد مصلم کی اللہ تعالیٰ نے جنگ خندق کے روز آندھی اور فرشتوں دونوں کے ذریعے مدد کی تھی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یہ یحزوم تروھا ایسا لشکر بھیجا تھا جس کو تم نے نہیں دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہود کے مقابلہ میں محمد مصلم کی آمدن تین ہزار فرشتوں سے اسد زیادہ کی۔ آنحضرت مصلم کو ہود علیہ السلام پر نصیحت دی ہود والی آندھی مارا مٹی اور عذاب کی آندھی تھی۔ اور حضرت محمد مصلم کی خاطر جو آندھی جنگ خندق کے روز چلائی تھی وہ رحمت کی آندھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا یا ایہا الذین امنوا ذکرنا نعمۃ اللہ علیکم اذ جئناکم ریحاً لئن اے ایمان والو! اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب کہ تمہارے پاس آندھی کی شکل میں آئی تھی ہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبر کیا۔ اور جب قوم نے جھڑپا تو اللہ تعالیٰ نے شکایت کی۔ رسول اللہ صلم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبر کیا۔ اور جب قوم نے آپ کی تکذیب کی۔ آپ کو نکال دیا اور آپ پر پتھر برسائے۔ اور ابو جہل نے آپ پر بکری کی ادبھری پھینکی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے جہانمیل فرشتے کو وحی کی۔ جو پہاڑوں کا فرشتہ ہے کہ پہاڑ کو شکاف کر کے حضرت محمد کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ جس طرح آپ حکم دیں۔ وہی بجلاؤ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ اللہ نے مجھے آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر آپ حکم دیں تو میں ان سب کو پہاڑوں کے اندر ڈھک دوں۔ اور میں ان کو پہاڑوں کے ذریعے ہلاک کر دوں۔ آپ نے فرمایا میں رحمت کا بنی ہوں۔ اے اللہ امیری قوم کو ہدایت دے۔ یہ حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کی خاطر ایک عشرہ نامی آدمی کو مٹوس پتھر سے نکالا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے نبی حضرت محمد مصلم کی خاطر پہاڑوں کے درمیان سے ایک آدمی کو باہر نکالا۔ جو آپ کے حق میں یہ دعا کر رہا تھا اللہم ارحم الراحمین لا ذکر الا اللہ واجب لہ اجر اللہم ارحم الراحمین عذراء اے معبود! محمد کا ذکر بلند کر۔ اے معبود! اس کی مزوری کو واجب قرار دے۔ اسے پلنے والے محمد کا بوجھ ہلکا کر۔ صالح کی آدمی کی کوئیں کاٹ دی گئیں تھیں۔ اور محمد کی اولاد کے احضار کر کے کی بے آب رگیاہ زمین میں یہی بوز کی بھوک اور پیاس کی شدت کے عالم میں اکاٹے گئے۔ ابو القاسم باسع نے کہا

لما قۃ صالح نادى انا س قد خروا علی قتل الحسين

حضرت صالح کی قومنی کے پاؤں کھٹے وقت لوگوں نے فریاد کی۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے حسین کی شہادت کے کوئی فریاد نہ کیا۔ حضرت صالح اپنی قوم کو عذاب خداوندی سے ڈرایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے صالح سے کہا یا صالح اتنا بعذاب اسے صالح ہم عذاب لائیں گے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت ہیں آپ کے متعلق کہا وما ازسلناک الا رحمة للعالمین اے محمد! ہم نے آپ کو جس رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ صالح کی قومنی نے حضرت صالح سے بات چیت نہیں کی تھی اور آپ کی نبوت کی گواہی نہیں دی تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے شمار اونٹنیوں نے کلام کیا۔ حضرت لوط علیہ السلام آپ کے بارے میں حسان بن ثابت نے کہا ہے

وان کان لوط دعساریہ علی القوم ما استوصلوا بالیلا
عذاب لوط نے اپنی قوم کے لئے اپنے سب سے بددعا کی۔ وہ مصیبت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئی۔

فان النبی بیدار دعا علی المشرکین بسیف الفتا
بدر کی جنگ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو بددعا کی۔ وہ تلوار کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

لنا مرآہ جبرائیل من فوقہ یلیک لبیب سل ما تشاء
جناب جبرائیل نے اوپر سے آواز دی لیک لبیب جو کچھ چاہو مانگ لو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ملک سے ملکوت کی سیر کی تھی وہ لکڑی کے توری ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ملک سے دوسرا ملک دیکھا تھا، اللہ تعالیٰ ربک کیف مد الھل ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو طلب کرنے والے ہیں الی ذاہب الی ربی میں آپ کے پاس جا رہا ہوں اور محسب ذات باری تعالیٰ کو مطلوب ہیں۔ اسری بعیدہ لیسلا اپنے بڑے عزیز کو رات کو سیر کرائی۔ خلیل ابراہیم نے کہا۔ والذی اطمع ان یغفر لی اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے مجھے امید ہے کہ وہ مجھے بخش دے گا۔ اور اپنے حبیب محمد سے فرمایا۔ لیغفر لک اللہ خلیل نے کہا ولا تخزن فی حبیب نے کہا بومر لا یخزی اللہ خلیل نے وسط النہار کہا حبیبی اللہ اور حبیب سے کہا یا ایہا النبی حبیبک اللہ خلیل نے کہا واجعل لی لسان صدق مجھے سچائی کی زبان قرار

جسے حبیب نے کہا ورنہ سالک ذکر تک ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔ خلیل نے کہا وادعنا مناسک ہماری مناسک ہمیں دکھا۔ حبیب سے لڑیہ خلیل نے کہا واجعلنی ورثة جنة النعیم میں جنت کی نعمتوں کا وارث قرار دے۔ حبیب سے کہا۔ والله فرقة خیرک آخرت تیرے لئے بہتر ہوگی۔ خلیل نے کہا ولدی یطعمنی اللہ مجھے کھانا کھاتا ہے۔ حبیب سے کہا اطعمہم من جوع میں ان لوگوں کو بھوک کے باعث کھانا کھاتا ہوں تیری وجہ سے۔ خلیل نے آذری کے معاملہ میں اپنے دشمنوں کے لئے نخل سے کام لیا۔ اور کہا ولذق اهلہ من الثمرات میرے اہل کو پھلوں کے رزق سے لالہ کر۔ اور حبیب نے رزق کے معاملہ میں اپنے دشمنوں سے سخاوت کی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو لڑکھا پڑا۔ ولا یسطھا کل البسط روزی کو ان پر زیادہ کشادہ ذکر خلیل نے کہا اقسو باللہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں (تیرا کہا) وبالله لا یدن احدکم اللہ نے حبیب کی زندگی کی قسم کھائی لعنہ انھیں مسکرتا تیری زندگی کی قسم وہ (کفر کی) مدد بھی میں کرتا رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مقام خلیل کو قبلہ قرار دیا۔ واتخذوا من مقامہ ابواہیم حبیب کے حالات اقوال اور افعال کو قبلہ قرار دیا۔ لقد کانکم فی رسول اللہ اسوۃ تمجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کی پیروی کرنی چاہیے۔

خلیل نے اپنی قوم کے بتوں کو اللہ تعالیٰ کی تاراشگی کے باعث توڑ دیا تھا۔ حبیب نے خانہ کعبہ کے چھ سو ساٹھ بتوں کو توڑ دیا اور جس شخص نے ان بتوں کی پوجا کی تھی۔ اس کو تلوار کے ذریعے ذیل اور رموا کیا خلیل کو امتحان کے بعد برگزیدہ کیا۔ ولقد اصطفیٰ اللہ حبیب کو امتحان سے پہلے برگزیدہ کیا۔ اطہر بطنی خلیل نے رب خلیل کی راویں مل خرچ کیا۔ اور اللہ خلیل نے اپنے حبیب کی خاطر تمام کائنات کو پیدا کیا۔ مقام خلیل مقام حضرت ہے۔ اور مقام حبیب مقام شفاعت ہے۔ عسی ان یرعیک ربک۔ مقام محمودا غفریب تیرا رب تجھے مقام محمود (مقام شفاعت) پر کھڑا کرے گا۔ سفارش کرنے والا قدرت کرنے والے سے افضل ہوتا ہے خلیل نے ابتداء و صلوات علیہ کی اور کہا۔ یہ میرا رب ہے۔ (قال ہذا ربی) اور حبیب نے بقاء و صلوات کو طلب کیا۔ وامر ان ان کون من المسلمین مجھے حکم ہوا ہے کہ میں مسلمانوں میں ہو جاؤں۔ بقاء ابتداء سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو خلیل پر سلاستی کے ساتھ ٹھنڈا کیا جب بنی مریم میں عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

زہر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے زہر کے اثر کو آنحضرت معلّم کے شکم مبارک میں دھوکا کیا۔ نیز آنحضرت معلّم کے لئے جہنم کی آگ کو طبع کیا جس کا ایک حصہ تمام دنیا کی آگ ہے۔ خلیل نے حج اور قربانی کی منادی کی تھی۔ واذن نے الناس بالجمع حبیب نے اسلام اور ایمان کی منادی کی۔ اور ایمان کی منادی اس طرح کی۔ ان امنوا بربکمہ اپنے رب کے ساتھ ایمان لاؤ۔ خلیل سے کہا ارحمہ تو من کیا تم ایمان نہیں لائے، حبیب نے کہا امن الرسول رسول محمد ایمان لایا۔ خلیل نے کہا فافہم عدوی وہ میرے دشمن ہیں اور حبیب سے کہا لولاک لما خلقت الافلاک اگر آپ کا پیڑ کا مقصود نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ خلیل سے کہا گیا۔ دزدینا ہذا بذبح عظیم حبیب کے باپ عبد اللہ کا فدیہ سوانت قرار پائے۔ اللہ تعالیٰ نے خلیل کی اولاد میں برکت عطا کی۔ جسے کہ حضرت داود نے اپنے زمانے میں بان کے شمار کرنے کا حکم دیا۔ تو لوگ ان کا شمار کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے خلیل کی طرف وحی کی کہ جب تم نے اپنے فرزند اسمعیل کے ذبح کرنے میں میری اطاعت کی۔ تو میں نے تیری اولاد میں کثرت دی اور حبیب کا جب اس کے بیٹے امام حسین کے ذبح کرنے کے ساتھ امتحان لیا گیا تو آپ کی اولاد میں کثرت عطا کی گئی۔ خلیل کا اصل اللہ تعالیٰ سے بالواسطہ کنانت نری ابراہیم ہوا اور حبیب کا اصل بلا واسطہ ہوا۔ شہر دہلی فتح دلی۔ خلیل نے خانہ کعبہ بنا کر رضائے خداوندی حاصل کی۔ واذ یوفع ابراہیم ہا لقواعد من بیت اللہ تعالیٰ نے تھیل کعبہ کا حکم رضائے حبیب کی خاطر دیا۔ فخلو لیسک قبلة ترضہا خلیل کا امتحان پہلے لیا گیا۔ اور آخر میں آپ کا اجتہاد ہوا۔ واذ ابسی ابراہیم ربہ اور حبیب کی ابتدائی بشارت کے ذریعے کی ینظہر علی الذین کلہ خلیل نے سوال کیا۔ واجبی ونبی ان نعبد الاصنام اور حبیب سے کہا انما یرید اللہ ینذہب عنکم الہجس خلیل محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ حبیب وہ ہے جس سے پاکیزہ محبت کی جائے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی

خلیل رید ہوتا ہے اور حبیب ملا ہوتا ہے۔ خلیل عطشان ہوتا ہے اور حبیب ایمان۔ کتاب صاحب الیقین نے کہا ہے کہ عا کا عرج خا کے عرج سے ایک درجہ دور ہے۔ خا خلق سے نکلی ہوئی ہے اور عادل سے نکلتا ہے۔ اگر تم خلیل کا نام لو گے تو تمہارا منہ آواز سے نہیں بھرے گا۔ کیونکہ خلیل خلق سے نکلتا ہے۔ جب تم حبیب کا لفظ بولو گے تو آواز سے منہ اور دل دونوں بھر جائیں گے۔

گے کیوں کہ حبیب کا تعلق دل سے جوتا ہے کھا گیا ہے کہ خدا نے نسیل کے لفظ کا ذکر کیا ہے۔ اور حبیب کے لفظ کا ذکر نہیں کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حبیب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں سے اپنی محبت کا ذکر کیا تو متبوع کی محبت کا خود ذکر ہو گیا۔ ان کنتہم تحبون اللہ فاتبعونی۔ بحسبکم اللہ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اوصیاء تھے۔ اور اس کو صلب ابراہیم سے قرار دیا۔ اور یریم بن عمران کو اس کی لڑکیوں میں قرار دیا۔ اور اس کی اولاد میں ہدایت و دیوت کی۔ وھنبہ لہ اسماء و یعقوب و جعلنا فی ذریئہما النبیۃ و الکتاب محمد کے ذکر کو بلند کیا سیدہ نساء العالمین فاطمہ کو آپ کی بیٹی قرار دیا۔ حسن اور حسین کو آپ کی اولاد بنایا اور آپ کو ایک ایسی کتاب عنایت کی جو تبدیل اور تغیر سے محفوظ ہے یعقوب نے اپنے بیٹے یوسف کے فرق پر مبر کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی موت پر صبر کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام صاحب جمال تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب ملاحیت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کان یوسف احسن رکنی لسلع یوسف خوبصورت تھے اور میں طبع ہوں حضرت یوسف دنیا میں نورانی تھے اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت دونوں میں نورانی ہیں۔ دنیا میں یہودی اللہ لنورکم اور آخرت میں انتظار دنا نقبیس۔ مالک بن زعر کے کثرت مال اور اولاد کے بارے میں یوسف علیہ السلام نے دعا کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر سے کہا۔ کہ عنقریب تم میرے ایک فرزند کو ملو گے۔ جس کا نام باقر ہو گا۔ جب تم اس کو ملو تو اس کو میرا سلام کہنا۔

انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے پالنے والے اس (محمد باقر) کی عمر لمبی کرنا۔ اور اس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ کرنا۔ آپ خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ تک زندہ رہے۔ آپ کے بیس فرزند اور اسی لڑکیاں تھیں۔ یہ روایت صحیح نہیں ہے آپ کے درخت سال میں دو دفعہ پھل لاتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کنواں میں صبر کیا۔ قید خانہ میں صبر کیا۔ باپ کی جدائی میں صبر کیا۔ جب زینخانے گناہ کی طرہ مال کرنا چاہا۔ تو اس وقت صبر سے کام لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں سال شعب ابی طالب میں اور یمنی رایتیں غار میں قید رہے۔ یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ لقد صدق اللہ ورسولہ الرؤیا

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پانی کے بارے
 میں بتائے تھے۔ فالعجرت منہ اثنتا عشرة غینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم بقیعہ میں
 تمام پر ایک خشک کنواں میں تیر گاڑ دینے کا حکم دیا۔ اس سے بارہ پانی کے چشمے پھوٹ نکلے تھے۔
 حضرت آدمؑ کے لئے وہ پانی کتنی ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاطر پانی پھر سے نکلا تھا۔ اور حضرت
 یونسؑ کی اخیوت کے درمیان پانی کا چشمہ جاری ہو گیا تھا۔ اور یہ بات زیادہ حیران کن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک عہد دیا جس سے لوگوں کے لئے راتیں روشن
 رہیں۔ اور دن کے وقت وہ عہد اوپر کو چلا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب کو
 عہد دیا جس کی وجہ سے اس کا سامنے اور اگے کا حصہ روشن ہو جاتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتادہ بن نعمان کو ایک کھجور کی چھری دی جو آگے سے دور تک روشن ہو جاتی
 تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ولقد ایتنا موسیٰ تسع لیاات بینات ہم نے جناب موسیٰ کو نو کھلمے ہوئے
 عہد عطا کئے۔ ابن عباس اور ضحاک نے کہا۔ وہ معجزات یہ تھے۔ ید مضیضہ۔ عصا کا اڑدھان جانا
 پھر ہنہ کا خشک ہو جانا۔ طوفان کا آنا۔ ٹڈیوں کا شکر۔ جوں بکھل اور میڈک اور خون۔
 روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے ایک سفر میں وضو کیا یہودیوں نے تلواریں لے کر
 آپ کو گھیر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدم کے نیچے ٹڈیوں کا ایک لشکر پیدا کیا۔ جو ان کو گھیسٹا تھا
 آخر کار تمام لوگوں کو کھا گیا اور ان کی تعداد دو سو آویسویں پر مشتمل تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن اور صفا کے درمیان سترانیہ کی قبریں ہیں جو بھوک اور جڑوں کی
 کھف سے مر گئے تھے۔

ایک روز قوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا ان میں سے ایک شخص نے اپنے پیڑوں میں
 پتھر رکھ دیے۔ اس نے اپنا بدن کھجیا اور یہی حشر اس کے دوسرے ساتھیوں کا ہوا تمام کے تمام جڑوں
 سے مر گئے وہ ان پر غالب ہو گئیں اور ان کا ایسا خون چوسا کہ پانچ دن سے لے کر درما کے اندر اندر

ایک جماعت مکہ سے مدینہ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے روانہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ
 نے ان کے کھانے پینے اور بچھونے اور ٹھہرنے کی چیزوں میں ٹڈیوں کو مسلط کر دیا۔ انہوں نے

ان کو زچنا اور پیرنا پھاڑنا شروع کیا اور ان کے پاس جو پانی تھا وہ سب بہہ گیا۔ جب ان کو پیاس لگی۔ تو لٹے پلوں اپنے ان حوضوں کی طرف دوڑے۔ جن سے انہوں نے پانی لیا تھا۔ ٹڈیاں ان کے پیچھے سے پیچھے پیچھے گئیں تھیں۔ انہوں نے حوضوں کی دیواروں میں سوراخ کر دیا تھا گرمی میں پانی بہہ گیا۔ وہ سب کے سب مر گئے۔ صرف ایک آدمی ان میں سے بچ گیا تھا۔ وہ باہر کہا کرتا تھا اے محمد والی محمد کے رب میں محمد کو تکلیف دینے سے توبہ کرتا ہوں۔ محمد والی محمد کا واسطہ مجھ سے اس مصیبت کو دور کر دے اس کے پاس ایک قافلہ آیا انہوں نے اس کو پانی پلایا اور اس کو اونٹ پر سوار کر کے بنی معلّم کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ معلّم نے وہ تمام مالی اونٹ اس شخص کو دے دیا۔

ایک دفعہ آنحضرت معلّم نے قصہ کھدوانی اور اس سے خون نکالا۔ آپ نے ابو سعید خدری سے فرمایا کہ چلو اس کو ہمیں دبا دو۔ اس نے باہر جا کر خون کو پی لیا۔ اس کی واپسی پر آنحضرت معلّم نے فرمایا تم نے خون کے ساتھ کیا کیا۔ عرض کیا میں اس کو پی گیا ہوں۔ فرمایا میں نے تمہیں کہا تھا کہ اس کو دبا دو۔ عرض کیا میں نے اسے شکم کے تہن میں دفن کر دیا ہے فرمایا ایسا کام دوبارہ ہرگز نہ کرنا۔ پھر فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ اللہ عودیل نے تم پر دو نسخ کی آگ کو حرم قرار دیا ہے یہ کہیں کہ تیرا خون میرے خون سے مل گیا ہے، اس بات کا چالیس من یقین نے مذاق اڑایا، فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو نخل کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ ان میں سے بعض آدمیوں کی ٹکیر بھوٹ نکلی اور بعض کی ڈاڑھوں سے خون جاری ہو گیا اور کھانے پینے کی جڑیں کھاتے تھے۔ اس میں خون مل جاتا تھا چالیس روز اسی حالت میں رہے پھر ہلاک ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ اسلک یدک فی جیبک تخرج میضا سے موسیٰ اپنے ہاتھ کو اپنی جیب میں ڈالو۔ اور پھر نکالو تو وہ روشن ہو گا۔ رسول اللہ معلّم کو اس سے افضل چیز عطا کی۔ وہ یہ تھی کہ آنحضرت معلّم جہاں تشریف فرما ہوتے تھے۔ آپ کے واہنے پہلے سے ایک نور روشن ہوتا تھا۔ اور اس نور کو تمام لوگ دیکھتے تھے اور یہ نور قیامت تک باقی رہے گا جب حسین علیہما السلام کو بلانا چاہتے۔ تو ان کو پکارتے کہ میرے پاس آ جاؤ۔ وہ دور ہوتے تھے۔ آپ کی آواز ان تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ اپنی سیارہ انگلی سے فرماتے کہ اس دروازے سے آ جاؤ آپ کی انگلی سے ایسا نور روشن ہوتا تھا جو چاند اور سورج کے نور سے زیادہ روشن ہوتا تھا۔ حسین اس

ان کو زچنا اور چیرنا پھاڑنا شروع کیا اور ان کے پاس جو پانی تھا وہ سب بہہ گیا۔ جب ان کو پیاس لگی۔ تو لٹے پلوں اپنے ان حوضوں کی طرف لوٹے۔ جن سے انہوں نے پانی لیا تھا۔ مٹیال ان کے پہنچنے سے پہلے پہنچ گئیں تھیں۔ انہوں نے حوضوں کی دیواروں میں سوراخ کر دیا تھا۔ گری میں پانی بہہ گیا۔ وہ سب کے سب مر گئے۔ صرف ایک آدمی ان میں سے بچ گیا تھا۔ وہ باہر کہا کرتا تھا اسے محمد نال محمد کے رب میں محمد کو تکلیف دینے سے توبہ کرتا ہوں۔ محمد والی محمد کا واسطہ مجھ سے اس مصیبت کو دور کر دے اس کے پاس ایک تافلہ آیا انہوں نے اس کو پانی پلایا اور اس کو اونٹ پر سوار کر کے بنی معلّم کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ صلعم نے وہ تمام مال اونٹ اس شخص کو دے دیا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے قصد کھادانی اور اس سے خون نکلا۔ آپ نے ابو سعید خدری سے فرمایا کہ بلکہ اس کو گھیس دیا۔ اس نے باہر جا کر خون کو پی لیا۔ اس کی واپسی پر آنحضرت صلعم نے فرمایا تم نے خون کے ساتھ کیا کیا۔ عرض کیا میں اس کو پی گیا ہوں۔ فرمایا میں نے تمہیں کہا تھا کہ اس کو دبا دو۔ عرض کیا میں نے اسے شکم کے تون میں دفن کر دیا ہے۔ فرمایا ایسا کام دوبارہ ہرگز نہ کرنا۔ پھر فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ اللہ عودیل نے تم پر دو نوح کی آگ کو حرم قرار دیا ہے۔ یہی کہ تیرا خون میرے خون سے مل گیا ہے۔ اس بات کا چالیس مہینے مذاق اڑایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو خون کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ ان میں سے بعض آدمیوں کی ٹکیہ بھوٹ نکلی اور بعض کی دھڑھوں سے خون جاری ہو گیا اور کھانے پینے کی جہیز کھاتے تھے۔ اس میں خون مل جاتا تھا چالیس روز اسی حالت میں رہے پھر ہلاک ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ اسلک یدک فی جیبت تھم یرحمک بیضا۔ اے موسیٰ اپنے ہاتھ کو اپنی جیب میں ڈالو۔ اور پھر نکالو تو وہ روشن ہوگا۔ رسول اللہ صلعم کو اس سے افضل چیز عطا کی۔ وہ یہ تھی کہ آنحضرت صلعم جہاں تشریف فرما ہوتے تھے۔ آپ کے واہنے پہلے سے ایک نور روشن ہوتا تھا۔ اور اس نور کو تمام لوگ دیکھتے تھے اور یہ نور قیامت تک باقی رہے گا۔ جب حسین علیہما السلام کو بلانا چاہتے۔ تو ان کو پکارتے کہ میرے پاس آ جاؤ۔ وہ دور ہوتے تھے۔ آپ کی آواز ان تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ اپنی مبارک انگلی سے فرماتے کہ اس دروازے سے آ جاؤ آپ کی انگلی سے ایسا نور روشن ہوتا تھا۔ جو پانچ سو درج کے نور سے زیادہ روشن ہوتا تھا۔ حسین اس

کی مدد شنی میں تشرف لائے۔ پھر آپ اپنی انگلی کو پہلی حالت میں سے جلتے جب حینوں واپس جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی عمل پیرا کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ان الق عصاک اپنے عصا کو پھینک دو۔
(وہ آڑو جا بن گیا)

روایت ہے کہ ایک جنگ میں زبیر بن عوام کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی کو اس کے دونوں کونوں پر ہاتھ پھیرا اور وہ ایک بہترین تلوار بن گئی۔ پہلی تلوار سے زیادہ اچھی کاٹ کرتی تھی۔ اور زبیر اس سے جہاد کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں نے جھگڑا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکان کی چھتوں کو گرا دیا۔ ان سے سو سے زیادہ سانپ نکل پڑے۔ انہوں نے یہودیوں کا تعصک کیا۔ ان کے گھروں کا سامان کھا گئے چار ان میں سے مر گئے کچھ حواس گم کر بیٹھے۔ بعض اسلام لائے جو اسلام لائے انہوں نے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ محمد کا واسطہ جس کو تو نے مصطفیٰ بنایا۔ اور علی کا واسطہ جس کو تو نے قاضی بنایا (اس دعا کی برکت سے) اللہ تعالیٰ نے ان چار مردہ آدمیوں کو زندہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ فاضرب بعصاک الحجر اپنا عصا سمندر پر مارو جس سے بارہ رستے بن گئے۔

پیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ تو جب ہم دہلی شخب میں وارد ہوئے۔ تو چورہ آدمیوں نے پکار کر کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے عقب میں دشمن آ رہا ہے اور وادی ہمارے سامنے (مائل) ہے، انہوں نے اس طرح کہا جس طرح اصحاب موسیٰ نے کہا تھا کہ ہم تو یزیدے جانیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے تھریڑے اور فرمایا۔ اے معبود! تو نے ہرنی کے لئے مجزہ قرار دیا ہے مجھے اپنی قدرت کا نظارہ دکھا دیتے۔ آپ سوار ہو گئے گھوڑوں نے وادی کے پانی کو عبور کر لیا اور ان کے کمر تک گیلے ہوئے۔ اور اونٹوں نے وادی کو عبور کر لیا۔ لیکن ان کے پاؤں تک نہ بھیگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کر لیا۔ اور ہم لوگ واپس آ گئے۔

انہی سے روایت ہے کہ یمن دن اور یمن رات لگاتار وادی خوار میں بارش ہوتی رہی اصحاب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ایک بار غلو پیدا ہو گیا ہے۔ فرمایا اے لوگو! میرے عقب میں چلے آؤ۔

انس کا یہ حال ہے کہ میں سب آدمیوں میں آخر میں فادی کو مجبور کرنے والا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ اڑنوں کے پاؤں تک نہیں بھیکے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ

روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا اے پلٹنے والے العن اعداؤ ذکوان اعلیٰ اور ذکوان ہر معذرت کر اے مجبور و قبیحہ مضر پر اپنا قدم سخت کر دے۔ اے مجبور! ان کے سال کو اس طرح خشک کر جس طرح تو نے یوسف کے سالوں کو خشک کیا تھا۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ان لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ ان میں سے ہر کوئی آدمی اپنے ساتھی سے منا چاہتا تھا۔ تو وہ نہیں مل سکتا تھا اگر مل بھی جاتا تھا تو اس کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ یہ بھوک کے سخت دھواں کے وجہ سے ہوتا تھا اگر کوئی شخص غلہ وغیرہ علاقہ جات سے خرید کر لاتا تھا تو اس کو اپنے گھر میں لے جانے نہیں پاتا تھا۔ آخر کار وہ اناج سوکھ کر بدبودار ہو جاتا تھا۔ (اس حالت میں) انہوں نے مردار بھینٹے اور چمڑے کھائے۔ قبر کو کھود کر مردے نکال کر کھائے۔ اور مردوں کی ہڈیوں کو جلا کر کھایا۔ عورت اپنا لڑکا کھا جلتی تھی۔ وحوال زمین سے لے کر آسمان تک نہ بچہ پھیل سکا تھا۔ اور اس واقعہ کے بارے میں یہ آیت ہے: قَارِعَتِ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى السَّمَاءَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ اس دن کا انتظار کرو جب آسمان ایک کھلا ہوا دھواں لانے لگا۔ جو لوگوں کو گھیرے گا۔ یہ ایک دردناک عذاب ہوگا۔ رسول اللہ صلعم نے ان لوگوں کے حق میں دعا کی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے: رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ اے مجبور! ہم سے عذاب کو دور کر ہم تو مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ہم تمھاری ویر کے لئے عذاب کو دور کر دیں گے۔ پھر تم پہلی حالت میں آ جاؤ گے۔ ہر سبزی اور شاو ابی لوٹ کر پھر ان کے پاس آگئی اور اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے: نَلْعَبُ بَدَابِيبِ هَذَا الْبَيْتِ لَأَنبَأَنَّكُمْ اس بیت خانہ کعبہ کے رب کی عبادت کرو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاطر ایک فرعون سے بدلہ لیا۔ بعد حضرت محمد صلعم کی خاطر کئی فرغانہ سے انتقام لیا۔ لیہزم الجمع و یولدون الابن عنقریب یہ گروہ دم دبا کر بھاگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا دیا اور حضرت محمد صلعم کو ذوالنقار عطا کی۔ حضرت

موسے علیہ السلام نے اپنی قوم میں اپنا جانشین حضرت ہارون کو بنایا۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ نے اپنا
 قائم مقام حضرت علی علیہ السلام کو کیا۔ اور فرمایا۔ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو ہارون کو
 موسے سے حاصل تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ نقیب تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ
 امام ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاطر اگر زمین پر سمندر شکافتہ ہوا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر
 چاند آسمان پر دو ٹکڑے ہوا تھا۔ اور یہ بات اس سے بڑی ہے۔ ان تربت الساعة والحق
 انفس قیامت قریب ہے۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ موسے کا عصا جب سمندر تک پہنچا تو سمندر
 پھٹ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی سے چاند کی رت اٹھا کر کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت موسیٰ
 علیہ السلام نے کہا۔ اب اشرح لی صدی اے مجھ کو میرا مینہ کشادہ کر دے۔ اور حضرت محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں خود فرمایا۔ الحمد للہ شرح لك صدرك کیا ہم نے تیرے سینے کو کشادہ نہیں کیا؟
 جناب موسیٰ اور ہارون سے کہا۔ وقل لا تولا لکم البنا فرعون سے نرم بات کرنا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 سے کہا۔ وانقلنا علیہم ولا تطلع کل صلاف ان یمنحی کر اور ہر چھوٹے کی اطاعت ذکر اللہ
 تعالیٰ نے جناب موسیٰ کو من و سلویٰ دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مال غنیمت حلال کیا۔ اور آپ
 کی خدمت کے لئے بھی۔ اور آپ سے پہلے کسی اور کے لئے حلال نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ
 کے حق میں فرمایا۔ وظللنا علیہم الغمام ہم نے ان پر بادل کا سایہ کیا۔ یعنی اس وقت جبکہ
 وہ میدانِ نیل میں موجود تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لے جاتے تھے۔ تو ابراہیم آپ کے
 اوپر سایہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طور سینا پر گفتگو کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 سے مدینہ منورہ کی بات چیت کی اللہ عودیل اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان
 اور رت کا واسطہ تھا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ عودیل کے درمیان گفتگو کرتے وقت کسی
 چیز کا واسطہ نہیں تھا۔ فادھی الی عبد ۴

جو شخص اپنے پاؤں سے چل کر جائے اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا۔ جس نے اللہ کے راز کے ساتھ
 میرے وہ شخص جس نے اللہ سے ندا کی ہو۔ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا۔ جس سے اللہ نے راز و
 مخفی کی گفتگو کی ہو وہ شخص جس کو اللہ سے آواز دی ہو۔ وہ اس شخص کی مانند کیسے ہو سکتا ہے جس کو قریب
 اللہ سے ندا دی گئی ہو۔ جناب موسیٰ نے جب عیسیٰ زات کے بعد اللہ تعالیٰ سے بات چیت کی تھی۔ اور حضرت

محمد مصمم ام ہانی کے گھر میں موعود اب تھے۔ وہاں سے آپ کو معراج کرائی۔ جناب موسیٰ کو معراج وعدہ کے بعد نصیب ہوئی اور حضرت محمد مصمم کو معراج وعدے کے بغیر حاصل ہوئی۔ معراج کے موقع پر جناب موسیٰ اپنی قوم کے ستر آدمی منتخب کر کے لئے گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصمم کی ذات کو اکیسلا منتخب کر کے بلوایا جناب موسیٰ نے جس چیز کو دیکھا اس کو برواشت نہ کر کے۔ فرموسے معتقد موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور حضرت محمد مصمم نے جس چیز کو دیکھا اس کو برواشت کیا۔ لہذا راہی من آیات ربہ آنحضرت مصمم نے اپنے رب کی آیات کو ملاحظہ کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج دن کو ہوا اور آنحضرت مصمم کو رات کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج زمین پر ہوا اور حضرت محمد مصمم کو سات آسمانوں کے اوپر۔ جناب موسیٰ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اور آنحضرت مصمم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو بات چیت ہوئی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا۔ فادھی ابی عبیدہ ما وحی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ولما جاد موسیٰ لم یلقنا صاحب موسیٰ عماری طاقات کے لئے آیا۔ یعنی موسیٰ فرعون کے ہاں سے آیا تھا اور آنحضرت مصمم کے بارے میں فرمایا۔ لقد جاء کبر رسول۔ تمہارے پاس رسول آیا یعنی رسول اللہ کی طرف سے آیا جناب موسیٰ سے کہا۔ وادحیدنا لى موسیٰ داخضان تبوا لقولکما یسمی بیوتنا ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر بناؤ۔ آنحضرت مصمم نے اپنی عزت کے موافق تمام لوگوں کو اپنی مسجد سے باہر نکال دیا تھا اس بات کی آنحضرت مصمم کی اس بات سے وضاحت ہوتی ہے انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ اسے علی با تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام آپ کو سلسلہ حکومت حاصل تھا تاکہ آپ حق کو باطل سے الگ کر سکیں آنحضرت مصمم کو قرآن ملا۔ ما قدر طافی الکتاب من شئی ہم نے کتاب میں ہر چیز کا بیان کر دیا ہے حکومت کا سلسلہ کتاب کی مانند نہیں ہو سکتا حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا لیکن قرآن اب تک باقی رہے گا حضرت داؤد علیہ السلام کو نعمہ اور یمن کی نعمت حاصل تھی اور حضرت محمد مصمم کو شیعہ یمنیائی حاصل تھی۔ واذا سمعوا نوحا نوحا لى اللہ رسول حضرت داؤد علیہ السلام کے تھے ہزار پرہ واپس تھے۔ حضرت محمد مصمم کا پہلا معراج ایک تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات تھی۔ ما من معصوم من الناس ولا تقربوا الیہ

کے شر سے بچائے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے جانور پرندے اور پہاڑ تسبیح کہتے تھے اللہ تعالیٰ لو اس کے زنتے محمد مصمم کی نبوت کی گواہی دیتے ہیں۔ کئی بار اللہ شہیداً محمد کا گواہ اللہ کافی ہے حضرت داؤد کے حق میں فرمایا۔ النالہ للصدید ہم نے داؤد کے لئے لوہا کو نرم کر دیا۔ حضرت محمد مصمم کے دل کو رحمت اور شفاعت کے لئے نرم کر دیا۔ فبما رحمة من الله لنت لهم نیز آنحضرت مصمم اور آپ کے ساتھیوں کی خاطر سخت پتھروں کو نرم کر کے نثار بنا دیا۔ آپ لاغری سے درود دوہاتے تھے۔ اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرتے۔ اور میں تمہارے درود دوہا کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مطیع ہو گئے تھے۔ اور وہ تسبیح کرتے تھے۔ آنحضرت مصمم نے پتھروں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ آپ کے ہاتھ تسبیح پڑھنے لگے۔ جناب داؤد علیہ السلام کے لئے پرندے جمع ہو جاتے تھے۔ دکل لدا حباب اور حضرت محمد کو براق عطا کیا۔ حضرت داؤد کے لئے کہا گیا۔ دشت و ناملکہ ہم نے اس کے ملک کو مضبوط کیا۔ حضرت محمد مصمم کے ملک کو اس طرح مضبوط کیا کہ آنحضرت مصمم کی شریعت نے تمام شریعت کو مغلوب کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کیا۔ غن و ہاشش و در و احشا شہر روایت ہے کہ صبح کے وقت ہوا پر حضرت سلیمان عراق سے چلتے اور قیلوہ مرو میں اور شام کو بلخ پہنچ گئے۔ آنحضرت مصمم کو راق کے ساتھ مکرّم کیا۔ جس کا ایک قدم حد نظر تک جا کر پڑتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم مطلق اظہر دیا۔ آنحضرت مصمم کے متعلق روایت ہے کہ چہرہ پرندہ آنحضرت مصمم کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے اس کے ایک پیچے کے بارے میں کسی نے ستایا تھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں رسول اللہ مصمم کے سر کے اوپر چکر لگانے لگا۔ آنحضرت مصمم نے دریافت فرمایا کہ اس کو کس نے بھیج دیا ہے ایک شخص نے کہا میں نے اس کے انڈے لئے ہیں۔ آنحضرت مصمم نے فرمایا جا کر اس کو پس گھونسلے میں رکھ دو۔ آنحضرت مصمم سے اونٹ بچڑے اہرن ابکری۔ بھیڑیے اور گدھے نے کلام کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع جن اور شیاطین تھے۔ اور آنحضرت مصمم سے اللہ تعالیٰ نے کہا۔ قل ادھی الی الله السمع نفر من الجن

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت مصمم سے فرمایا۔ واذا منفتحت البسک نفر من الجن ہم نے تیری طرف سے جنوں کا ایک ٹوکھ بھجا۔ یہ جنات تمہارے نو تھے۔ نبیین اور میں کے اشراف جنوں میں تھے۔

جو بنو عمرو بن عامر سے خلق رکھتے تھے۔ ان میں آٹھ یہ تھے۔ شصہاء۔ معصاء۔ حدکان۔ برزبان۔ امانان۔
نضہاء۔ معاضب اور عمرو۔

انہوں نے آنحضرت صلیم کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ وہ اللہ کی عبادت بجالائیں گے۔
اور انہوں نے اس بات کی توبہ کی کہ وہ اللہ کے حق میں ناستزائیں کہتے تھے۔ حضرت جنات کو
ان کی نافرمانی کے باعث زنجیروں میں جکڑ دیتے تھے۔ اور آنحضرت صلیم کی خدمت میں اطاعت
گوہر ہو کر آئے تھے۔ حضرت سلیمان سے ملک و نیا طلب کیا سو ہیبانی ملک اسے معبود یا مجھے ملک
عطا کر۔ حضرت محمد صلیم کی خدمت میں دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں۔ لیکن آپ نے واپس کر
دیں۔ اسی دونوں انسانوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔ ایک کو سوال کرنے کے بعد چیز ملتی ہے ایک کو سوال
کے بغیر ملتی ہے لیکن وہ قبول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلیم کو کثیر شفاعت اور مقام محمود عطا کیا۔ ولسون عظیمیہ دہلی
نسترضی عتریب اللہ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ خداوند عالم نے حضرت سلیمان علیہ
السلام سے کہا۔ امنن اوامست بغیر حساب اور ہمارے نبی کے مطلق فرمایا ہا انا کمر الوہول
تخلفہما نہاکم عنہ فانفقوا۔ جو چیز رسول تمہیں دے اس کو لے لو۔ اور جس چیز سے منع
کریں اس سے باز آ جاؤ۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا ایتناہ الحکم صبیحاً یعنی کو بچپن
کے عالم میں ہم نے حکم عطا کیا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے زمانے میں نہ تھے۔ آنحضرت صلیم جاہلیت کے
زمانے میں تھے اور آپ کو بچپن میں حکم اور فہم دیا گیا۔ جبکہ بتوں اور شیاطین کی پرہاک جاتی تھی۔
یحییٰ اپنے زمانے کے بڑے عبادت گزار اور بڑے زاہد تھے اور حضرت محمد صلیم تمام مخلوق سے زیادہ
عبادت بجالانے والے اور پرہیزگار تھے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کو کہنا پڑا۔ طہ ما انزلنا الیہ القرآن
لنشق یشی نے قرآن کو تم پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم اپنے آپ کو عبادت کی تکلیف میں
ڈال دو۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کوڑھی اور جذامی کو درست کر دیتے تھے۔ اور ہمارے نبی صلیم کی خدمت
میں معاذ بن عفر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ اے اللہ کے رسول! میں نے شادی کی ہے۔ اور میری بیوی

کوکھی نہ آگاہ کیا ہے۔ کہ میرے پہلو میں برص کے داغ ہیں۔ اور وہ مجھ سے ہجستری کرتے سے
حضرت کئی تھے۔ میرے پہلو سے ان داغوں کو دور فرما دیجئے۔ اس نے اپنے پہلو کو کھولا۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کڑی اس کے داغوں پر پھیری تمام داغ غائب ہو گئے۔

اسی طرح جہینہ اجزم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا۔ جس کا جسم جذام کی وجہ
سے گل گیا تھا۔ آپ نے پانی کا ایک پیالہ لیا۔ اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ پھر فرمایا اس کو اپنے
جسم پر ملو۔ اس نے ایسا کیا اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ سب اور ایک گنوا بھی اسی طرح ٹھیک ہو گیا۔

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرا بیٹا من
الموت میں مبتلا ہے۔ جب میں اس کے پاس کھانا لے جاتی ہوں۔ تو اس پر جنون کا قدرہ پڑ جاتا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم سب اس عورت کے
گھر میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن! میں اللہ کا رسول ہوں۔ شیطان نے
اس کو پھوڑ دیا۔ اور وہ صبح سالم ہو کر آٹھ کھڑا ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسا شخص حاضر ہوا۔ جس کا خیمہ اس کی وجہ سے بہت چھل
گیا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے یہ طہارت اور وضو کے وقت تکلیف دیتا ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا۔ دعا مانگی اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ پھر فرمایا کہ اس پانی کو اس پر ڈال
دو۔ اس شخص نے ایسا کیا۔ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب بیدار ہوا وہ ٹھیک ہو گیا تھا۔

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے پاس گھی کا برتن اور پیر کا ٹکڑا تھا۔
اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کو اندھا بنا دیا ہے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کڑی کو اٹھا کر اس کی دونوں آنکھوں پر لگایا۔ وہ ٹھیک ہو گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قتادہ بن ربیع، محمد بن مسلمہ اور عبد اللہ بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کیا۔ کبھی کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ یحییٰ یا قیومؑ کے قریب
بعض کو زندہ کیا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مرنے والے افراد اشخاص کو زندہ کیا۔ قتادہ بن زبیر
جس کی بیٹی اور سام بن نوح۔

ابو ہشام علیہ السلام سے مروی ہے کہ قبریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ اور آپ کے کمال

کیا کہ آپ ان کے مردہ سے زندہ کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کو روانہ کر دیا۔ اور فرمایا کہ تم قبرستان میں ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ اور جس گروہ کے نام ان لوگوں نے لئے ہیں ان کو بلند آواز سے پکارو۔ اے فلاں۔ اے فلاں۔ اللہ کا رسول تمہیں کہتا ہے کہ اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ۔ وہ قبروں سے باہر نکل آئے۔ اور اپنے جسم سے مٹی کو جھاڑتے تھے۔ قریش نے ان لوگوں سے ان کے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے ان کو آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اور ہم چاہتے تھے کہ آپ کا زمانہ پائیں اور آپ پر ایمان لائیں۔ وہ لوگ ایمان لائے۔ اور پھر اپنی اپنی قبروں کی طرف چلے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی جنگ کے موقع پر چند لوگوں کو زندہ کید جو قتل کر دیئے گئے تھے۔ آپ نے ان سے بات چیت کی۔ اور کلام کیا۔ اور ان کے کفر پر عیب لگایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے کہ وہ لوگوں کو جو کچھ وہ کھاتے اور ذخیرہ کرتے تھے۔ آگاہ کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بہت سی چیزوں کے متعلق بتایا۔ چنانچہ حاطب بن بلتعہ کا واقعہ اور ان کا مکہ میں خطرے سے جانا۔ اور عباس کا قصہ اور اس کے اسلام لانے کا سبب۔ یہ علم الکتاب والحکمت کے تحت ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو چیزوں کے خط کے نو حصے عطا کئے تھے۔ اور باقی تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا ہے۔ بنی صلیب سے روایت ہے۔ کہ مجھے قرآن دیا گیا۔ اور اس کے مثل دیئے گئے۔

فصل

نکات اور اشارات کے بیان میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ نام منتخب کئے گئے۔ دو نام عبارت کے مدثر اور مزل۔ دو نام اشارہ کے مذکور و منہ، دو نام بشارات کے بشیر اور نذیر، دو نام کریمت کے نبی اور رسول۔ دو نام کتاب کے طہ اور طیس۔ دو نام علامت کے محمد اور احمد۔ نیز چار نام اور انتخاب کئے گئے۔ اول شمس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک تمام کائنات کفر کی تاریکی کی وجہ سے اندھیرے میں گہری ہوئی تھی۔ آپ کی شریعت شرق سے لے کر غرب تک سورج سے بھی زیادہ روشن

ہوئی۔ دوم نجم ستارہ شہروں کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راہنمائی کرتے ہیں تیسرا سراج چراغ تاریک گھر کو روشن کرتا ہے۔ آپ کی محبت دل کو منور کرتی ہے۔ ایک چراغ سے ہزار چراغ روشن کئے جاتے ہیں لیکن چراغ کی روشنی کم نہیں ہوتی۔ اسی طرح آپ کے نور سے تمام دنیا روشن ہوئی۔ اور آپ کا نور کم نہ ہوا۔ گمراہ تاریکی میں آپ کے نور کی وجہ سے ہدایت پاتا ہے۔ اور گمراہ اس میں رہتے ہیں چوتھا نام آپ کا طہ ہے۔ طہ سے مراد آپ کا نام ظاہر ہے۔ اور طہ سے مراد آپ کا نام باطنی ہے سورہ کے شروع میں آپ کے دو ناموں سے ابتداء کی گئی ہے۔ جب تم طہ پڑھو گے تو تمہارے زبان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام جاری ہوں گے۔

ایک روایت ہے کہ طہ کے عدد ۹ ہیں اور حاکم کے پانچ ہیں۔ مجموعہ یہاں ہوا۔ مطلب یہ ہوا کہ آپ چودھویں کے چاند کی مانند ہیں۔ جب چودھویں کا چاند طلوع ہوتا ہے تو دنیا روشن ہو جاتی ہے۔ ان باتوں کو سفید راتیں کہا جاتا ہے۔ نبی کے نور سے مومنین کے دل روشن ہو گئے۔ اور ان کے چہرے اس روز قیامت میں روشن ہوں گے۔ انصار نے کہا کہ

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع

ثنيات الوداع کی پہاڑیوں سے ہم پر چودھویں رات کے چاند نے طلوع کیا۔

واجب الشکر علينا ملا عا لله داع

اللہ کا شکر یہ ادا کرنا اس وقت تک ہم پر واجب ہے۔ جب تک کوئی جاننے والا اللہ کی طرف پلٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تیرہ مقامات پر نبی کہہ کر پکارا ہے

۱۔ یا ایہا النبی حرض المومنین۔ اے نبی مومنین کو براہیکھتہ کرو۔

۲۔ یا ایہا النبی حبیب اللہ۔ اے نبی تجھے صرف اللہ کافی ہے۔

۳۔ یا ایہا النبی قل من فی ایدیکم۔ اے نبی ان سے کہہ دو۔ کہ جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

۴۔ یا ایہا النبی جاهد الکفار۔ اے نبی کفار سے جہاد کرو۔

۵۔ یا ایہا النبی اتق اللہ۔ اے نبی اللہ سے ڈرو۔

۶۔ یا ایہا النبی تل لا ذواجل ان۔ اے نبی! اپنی عورتوں سے کہہ دو۔

۷۔ یا ایہا النبی انا جعلناک۔ اے نبی! ہم نے تجھے بنا دیا

۸۔ یا ایہا النبی انا رسولنا۔ اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا۔

۹۔ یا ایہا النبی انا احلناک اے نبی ہم نے تیرے لئے حلال کیا۔

۱۰۔ یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات اے نبی جب تیرے پاس مومنہ عورتیں آئیں۔

۱۱۔ یا ایہا النبی لم تحرم اے نبی کیوں حرام کرنے ہو۔

۱۲۔ یا ایہا النبی قل لا زواجک اے نبی۔ اپنی بیویوں سے کہہ دو۔

۱۳۔ یا ایہا النبی اذا طلقتم اے نبی باجوب تم طلاق دو۔

اللہ تعالیٰ نے بارہ انبیاء کی طاعت کے مختلف بارہ مقامات کی تعریف کی ہے۔

اسحاق اور یعقوب کی مدح طاعت کی وجہ سے کی ہے۔ دوحینالہ اسحاق و یعقوب

حضرت عیسیٰ کی پرہیزگاری پر تعریف کی۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ گھر بنا لیتے یا کوئی جانور خرید لیتے۔

آپ نے جو جواب دیا سو دیا یعنی مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت سلیمان کی سخاوت مشہور ہے۔ ہر روز اپنے سات سو ساتھیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور

خود بیوسہ ہٹی ہوئی روٹی کھاتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رحمت و مہربانی کی تعریف کی ہے۔ ان ابراہیم حلیم ادا

منیب اس بات پر وہ واقعہ گواہ ہے کہ مجوسی آپ کی فیانت کی وجہ سے اسلام لائے۔

حضرت نوح کی صلابت رب لا تزدنی فرداً اے مجبور! مجھے اکیلانہ چھوڑنا۔

یز موسیٰ و ہرون کی صلابت ربنا انت ایت فرعون

ہمارے نبی صلعم نے ان صفات میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو منع کرنا پڑا۔

استغفار۔ استغفرلہم اولاً استغفرلہم۔ مجاہدک ولا تعجل بالقران

عجلت۔ طہ ما انزلنا۔ زہد۔ لم تحرم ما احل اللہ لك اس میں ماریہ کی حدیث بھی

ہے۔ آپ کی خدمت میں دنیا کے خزانوں کی بخیال پیش کی گئیں۔ آپ نے انکار کر دیا سخاوت۔ ولا

تجمل یدک مغرتہ رحمت را غلط علیہم اور فطحت باخع نفسك صلابت لست

علیہم سبطہ اور یا ایہا النبی جاہد الکفار اس میں ام کتوم کا قصہ بھی ہے۔

انذار۔ نبی عبادی انی انا الغفور الرحیم مشرکین کے خداؤں کو برا بھلا کہا۔ ولا تسبوا

الذین یدعون من دون اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے پندرہ مقامات پر قسم کھائی
 ہے۔ آپ کی ہدایت کی قسم۔ والنجم اذا ہوی (۲۱) آپ کی رسالت کی قسم یس والقرآن الحکیم
 (۲۲) آپ کے دل ہمد کی قسم کھائی والعدایات ضلیلاً (۲۳) آپ کے مزاج کی قسم ترکبن طبعا عن
 طبق (۲۴) آپ کی شریعت کی قسم والعصران الانسان لفی خسر۔ (۲۵) آپ کی کتاب کی قسم ق
 والقرآن المجید (۲۶) آپ کی پیدائش کی قسم لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (۲۷) آپ کے
 اخلاق کی قسم والقلم (۲۸) آپ کے زیادہ نماز نافلہ بجا کرنے کی قسم طہ ما انزلنا (۱۰) آپ
 کی طہارت کی قسم فلا اقسر بما بصرؤن (۱۱) آپ کے شہر کی قسم لا اقسر بهذا البلد (۱۲)
 آپ کی محبت کی قسم والضحیٰ واللیل (۱۳) آپ کو اذیت دینے والے کی سنویش کی قسم۔ کلا لئن لم
 یثبہ (۱۴) آپ کے دشمنوں کو سنوینے کی قسم کلا انہم عن ربہم یومئذ (۱۵) آپ کی زندگی کی قسم
 لعمرك انہم فی سکر تہم یصعدون محبت کی زیادتی کے باعث اپنے حبیب کی عمر کی قسم کھائی
 جاتی ہے جو چیز اللہ انبیاء کو سوال کرنے پر دی آپ کو غیر سوال کے دی۔ آدم وان لم تخفنا
 آنحضرت صلی علیہ وسلم کے لئے یذفر لك الله۔ نوح لا تذرع علی الارض آنحضرت انا کفیناک
 المستلمین۔ الایم ولا تخش فی یرم یبعثون آنحضرت یوم لا یخزی اللہ النبی
 شعیب ربنا افصح بیننا آنحضرت انا فتحناک لوط۔ رب انصرنی علی القوم آنحضرت
 ہضر لک اللہ موسیٰ قال رب اشرح لی صدری آنحضرت الم تشرح لک صدرك
 موسیٰ اخلقنی فی قومی آنحضرت انما ولیکم اللہ

رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی قرآن مجید میں ۲۲ خصوصیات مذکور ہوئی ہیں۔

(۱) آپ احسن الخلق تھے الذی خلق فصول (۲) آپ اجمل الناس تھے۔ لقد خلقنا الا
 نسان فی احسن تقویم (۳) اظہر الناس تھے طہ ما انزلنا (۴) افضل الناس تھے۔ وکان
 نعلہ علیک کبیراً (۵) اعز الناس تھے لقد جاسک رسول (۶) اشرف الناس
 تھے انا ارسلناک (۷) اظہر المعجزہ تھے۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن (۸) حبیب الناس
 تھے اسلمتی فی تداب الذین کفروا (۹) اکمل السعاده تھے عسی ان یبعثک ربک (۱۰)
 تھے اکریم الناس تھے سبحان الذی امرای (۱۱) منزلات کے لحاظ سے زیادہ

قریب تھے ثم دنیٰ نندی (۱۲) نصرت کے لحاظ سے زیادہ مضبوط تھے وینصرك الله نصراً
 (۱۳) خواب کے لحاظ سے لوگوں سے زیادہ صحیح تھے۔ لقد صدق الله ورسوله الرویا (۱۴)
 رسالت کے لحاظ سے زیادہ مکمل تھے۔ الله نزل احسن الحديث واهم الوصیة کے لحاظ سے
 احسن تھے فبشر عبادي الذين (۱۵) عصمت کے لحاظ سے زیادہ عصمت والے تھے۔ والله
 بعصمت (۱۶) شہرت کے لحاظ سے زیادہ شہرت والے تھے۔ ورفعتك ذكرک (۱۷) خلق
 کے لحاظ سے زیادہ پیچھے خلق والے تھے۔ واثق لعلی خلق عظیم (۱۸) ولایت کے لحاظ سے
 زیادہ بقی رہنے والے تھے۔ یتظهر علی الدین کلمہ (۱۹) خاصیت کے لحاظ سے بہت زیادہ
 بلند تھے۔ بعمرک (۲۰) خلیفہ کے لحاظ بلند مرتبہ تھے۔ انما ولیکم الله ورسوله والذین امنوا
 (۲۱) لہود کے لحاظ سے بہت زیادہ پاکیزہ تھے۔ انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس
 اللہ تعالیٰ نے تین باتیں اپنے رسول کی مرضی کے مطابق کہیں۔ نماز۔ ومن اللیل تسبیح و
 اطراف انصار شفاعت ولسون یعطیک ربک قبلہ و لتولینک قبلة
 اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ کو تورات دی۔ جناب عیسیٰ کو انجیل جناب داؤد کو زبور۔
 بنی صلم نے فرمایا مجھے تورات کی بجائے سات جیسے اسورے، بیٹے۔ انجیل کی بجائے دوسو
 آیات اور زبور کی بجائے شمالی (سورہ البقرہ)
 میرے رہنے اپنے فضل سے مجھے فضیلت عطا کی۔ اور اس نے مجھے وفات کے ساتھ دس مقامات
 پر شریک کیا۔ (۱) واللہ العزیز ولسولہ عزت صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔
 (۲) اطیعوا الله واطیعوا الرسول الله اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔
 (۳) ولن یصلی الله ورسولہ بوجہ شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے انہیں حکم
 دیا گیا (۴) استجب یوالله وللرسول (۵) ینصرون الله ورسولہ (۶) اذا فصحوا
 لله وللرسول (۷) فاذا نزل بحرب من الله ورسولہ (۸) فامتوا بالله ورسولہ (۹)
 ومن یتول الله ورسولہ (۱۰) ان الذین یرزقون الله ورسولہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت قدر کے باعث آپ کی شریعت ذریعے اور تمام شرائع کو منسوخ کر دیا۔ اور
 آپ کی شریعت کو منسوخ نہیں کیا آپ تمام مخلوق کے نبی ہیں آپ کو آپ کے نام کے ساتھ بلایا

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا أَلَمْ يَكُنْ أَدْعَاكُم بِأَنْتُمْ قَوْمٌ مُّشْرِكُونَ
 انبی کے ساتھ پکارا۔

آپ کی آواز سے اونچی آواز نہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ یا ایہا الذین امنوا لا توفصوا اصواتکم
 فوق صوت النبی

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ایک خاص گروہ کے پاس بھیجا۔ وما ارسلنا من نبی الا بلسان قومہ
 انا ارسلنا نوحاً الی قومہ۔ والی عاد اخاہم ہوداً قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو
 بھیجا۔ والی ثمود اخاہم سلیماناً قوم ثمود کی طرف ان بھائی صالح کو بھیجا۔ یہ ایک ایسی بستی تھی جس
 کے گھر چالیس بھی پورے نہ تھے۔ والی مدین اخاہم شعیباً قوم مدین کی طرف ان کے بھائی
 شعیب کو بھیجا۔ جن کے چالیس گھر بھی مکمل نہ تھے۔ پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو مصر کی
 طرف بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو کوہے کی بستی کی طرف بھیجا جس کی آبادی حبشیوں پر
 مشتمل تھی۔ حضرت ابراہیم کے بعد اسحاق اور یعقوب کو سرزمین کنعان کی طرف بھیجا۔ یوشع کو بنی
 اسرائیل کی طرف سیان میں بھیجا۔ حضرت یاس کو سپاردوں کی طرف بھیجا۔ اور مصر کی زمین پر حضرت یوسف
 کو بھیجا۔ اور ہمارے نبی صلعم کو تمام انسانوں کی طرف بھیجا۔ نذیراً للبشر۔ یہ رحمت کی طرف آپ کو بھیجا
 واذا صرنا الیک نفراً من الجن۔ نیز شیاطین کی طرف مبعوث کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
 کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بارے میں میری امداد کی۔ آخر کار وہ اسلام لے آیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا
 وما ارسلناک الا کافۃ للناس میں نے تم کو تمام انسانوں کے پاس رسول بنا کر بھیجا۔ رسول اللہ
 صلعم نے فرمایا میں سرخ سیاہ اور سفید انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے
 فرمایا۔ بعثت الی الثقلین جس جن و فس کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

رسول اللہ صلعم کی پیروی کا تعلق پنج چیزوں پر موقوف ہے (۱) محبت فاتبعونی محبتکم اللہ و
 یغفر لکم ذنوبکم میری پیروی کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

(۲) فلاح فاتبعوہ بعکم تفلحون آنحضرت صلعم کی اتباع کرو تاکہ فلاح و نجات پاؤ۔

(۳) ہدایت تہدونی ہدای فی فیض ولا یضل فی ہدایت کی پیروی کی۔ نہ وہ گمراہ
 ہوا اور نہ بدبخت۔

فتعبد به نافذة لك. روزه ان لك في النهار كتاب وانه لكتاب عزيز آپ کے دین کے
 متعلق کہا دینہم الذی اذقنی لہم آپ کی اسطے کے متعلق کنتم خیر امتہ آپ کے قبلہ
 کے متعلق فلنولینک قبلۃ آپ کے شہر کے متعلق لا اقسم بهذا البلد آپ کے فیصلہ جات
 کے متعلق اذاتقنی اللہ ورسولہ امراً آپ کے شرک کے متعلق والعاریات فیما آپ کی
 عورت کے متعلق ولله العزۃ ولوسولہ آپ کی عصمت کے متعلق واللہ یحیی من الناس آپ
 کی کلمات کے متعلق فلعلک ترمی آپ کی صلابت کے متعلق برأۃ من اللہ ورسولہ آپ کے
 رمی کے متعلق انہا ولیکم اللہ ورسولہ آپ کے اہل بیت کے متعلق لیسوا بھب عنکم لو جن
 اهل البیت اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور رکھا۔ لقد جاءکم من اللہ نور آپ کا نام سایہ
 رکھا۔ الحمد للہ ربک کیف مد النور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے شہر روشن ہو جاتے ہیں۔
 آپ کے ساتھ میں بندے زندگی بسر کرتے ہیں تمام انبیاء سے کہا گیا۔ فہذا ہم اقتداء اور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا وان تطیعوا تمیتوا واللہ تعالیٰ نے کہا۔ ولله العزۃ ولوسولہ
 عزت صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ باوٹا اہل کے لئے عیش بغیر دین ہے۔ فرشتوں
 کا دین ہے لیکن انھیں عیش نہیں ہے۔ طسمر طاسے مراد درخت طوبی ہے۔ اور میں سے
 مراد سدرۃ المنتہی ہے اوریم سے مراد محمد ہیں۔ اعترض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو سراج
 منیر کہا ہے۔ حالانکہ شمع اس سے زیادہ روشن ہوئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شمع میر لوگوں
 کے لئے ہے اور چراغ غریب لوگوں کے لئے ہوتا ہے تاکہ غریاء کو اللہ نے آپ کے نور سے محروم
 نہیں کیا۔ سورج ظاہر کو روشن کرتا ہے باطن کو نہیں اور دن کے وقت روشن ہوتا ہے لیکن رات
 کو نہیں۔ اور جس روز بادل چھایا ہوا ہوتا ہے۔ اس روز سورج غائب ہوتا ہے۔ بخلاف چراغ کے
 وہ ہر وقت اور ہر حالت میں روشن ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے الحمد
 لک یتیمافوی یعنی جس شخص کو میں یتیمافوی دینے والا ہوں وہ یتیم نہیں ہے۔ الیس اللہ
 بکاف عبد؟ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بند سے (محمد) کے لئے کافی نہیں ہے؟ اسے محمد اگر تیرے والدین
 دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں میں زندہ دلت موجود ہوں۔ جس کو کبھی موت نہیں آئے گی میں تمہاری
 پیش اس طرح کر دوں گا جس طرح وہ تمہاری پرورش کرتے تھے۔ قل من یکلثکم باللیل

اے رسول! کہہ دو کہ رات کے وقت تمہاری حفاظت کون کرتا ہے۔ اسے مجھ یا میں نہیں اس طرح روزی دوں گا جس طرح وہ روزی دیتے تھے۔ نحن نرزقك میں تمہیں روزی دیتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا واللہ یحفظ من الناس اللہ تجھے لوگوں کے شر سے بچائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح میں سراجاً مبیناً کہا اور آپ کی نصرت کے متعلق فرمایا۔ هو الذی یدلک بنصرہ اللہ نے اپنی لہلو سے تمہاری نصرت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج کے متعلق فرمایا۔ یا ایہا النبی انا احملناک بحبت کے فرمایا۔ ما ودعک ربک قرب کے متعلق فرمایا۔ ثم دنی فتدعی عفو کے بارے میں یغفر لک اللہ فرمایا۔ آخرت کے متعلق دلاخراً خیر لك من الاولیٰ کہا کون سے وہ والدین ہیں جن میں بیک وقت یہ صفات موجود ہیں؟ ان صفات کے ہوتے ہوئے دنیا اور آخرت کو میں نے تیری خاتم کے نیچے قرار دیا۔ تاکہ اپنے دین کو دنیا کے تمام اویان پر غالب کر دو۔ اور قیامت کے روز تیرا رب تجھے مقام محمود پر رکھے گا۔ خاتم النبیین کے تحت جناب جابر اور ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری اور انبیاء کی مثال اس شخص کی مانند ہے۔ کہ جس نے اپنا گھر بہت خوبصورت اور مکمل بنایا ہو۔ لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی ہو۔ اور لوگ اس گھر میں داخل ہوں۔ اور تعجب اور حیرانی سے کہیں۔ کہ اینٹ کو اس جگہ کیوں نہیں لگایا گیا، میں وہی اینٹ ہوں۔ اور میں خاتم النبیین ہوں۔ وما ارسلناک الا حنۃ للعالمین کا مطلب یہ ہے کہ ہر نبی عذاب لایا۔ مثلاً نوح، ہود، یحییٰ اور صالح، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت بن کو تشریف لائے۔ آپ کی حرمت و عزت کی وجہ کا عذاب اور منافق تلوار کی زو سے دنیا میں محفوظ رہا۔ اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ قیامت کے روز مومن عذاب سے نجات پائے گا۔ وما کان منہ لیحد بہم و انتذیرہم جب تک آپ ان میں موجود ہیں۔ اللہ ان کو عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ النبی الامی الذی یحییٰ و نہ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم امت امید ہیں۔ نہ ہم کہتے ہیں۔ اور نہ جواب دہ ہیں۔ کہا گیا ہے کہ امی منسوب ہے اپنی امت کی طرف یعنی جماعت عامہ کی طرف جو کلمہ نہیں سکتی تھی۔

ایک روایت ہے کہ آپ کو امی اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ عرب میں سے ہیں اور عرب

کو امی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ **هو الذي بعث في الايامين رسولا**۔ روایت ہے۔
کتاب کو امی اس لئے کہتے ہیں کہ آپ قیامت کے روز فرمائیں گے۔ **امتی امتی**۔ میری امت میری
امت۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اصل (کائنات کی ایجاد کا باعث ہیں) اور بمنزلہ ام مال کے
ہیں جس کی طرف اولا و رجوع کرتی ہے۔ اسی لحاظ سے کہ کو ام انقرے کہا جاتا ہے۔

ایک روایت ہے کہ منزلت مہربان والدہ کے ہیں جو اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہے۔ جب
قیامت کے روز بھائی بھائی سے بھاگے گا۔ تو آپ اپنی امت کی نگرانی کریں گے۔

روایت ہے کہ آپ کو امی اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ آپ مال کی مانند ہیں۔ مال کے فرائض میں
کھٹنا شامل نہیں ہے لکھنا مردوں کے فرائض میں ہوتا ہے۔ علامہ سید مرتضیٰ علم الہدی نے اسے
وما كنت قتلو من قبله من کتاب کے تحت تحریر فرمایا ہے۔ کہ آیت کا ظاہری مقتضا اس
بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ لکھنا پڑھنا نبوت کے پہلے نہیں جانتے تھے۔ اور نبوت کے بعد ایسی
بات نہ تھی۔ آیت میں قبل نبوت لکھنا پڑھنے کی نفی اس لئے واقع ہوئی ہے کہ لوگ آپ کی نبوت
میں شک کرتے۔ کہ یہ بھی طرح پڑھا لکھا آدمی ہے (اپنی طرف سے باتیں بنا کر پیش کرتا ہے) نبوت
کے بعد اس بات کے شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کیوں کہ ممکن ہے آپ نے کتابت وغیرہ
کی تعلیم جبریل سے نبوت کے بعد حاصل کی ہو۔ اور یہ بھی جائز ہے۔ کہ جو کتابت سیکھنے سے
حاصل کی جاتی ہے آپ اس کو نہ جانتے ہوں۔ (یعنی سیکھ کر کتابت حاصل نہ کی ہو۔ بلکہ یوم انزل
سے سیکھ کر تشریف لائے ہوں) علامہ شعبی اور ایک جماعت اہل علم نے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم
نے اس وقت تک انتقال نہیں کیا۔ جب تک آپ نے کتابت اور قرأت کو سیکھ نہیں لیا تھا۔

آیت **هو الذي بعث في الايامين رسولا** کے تحت امام محمد تقی بن امام علی رضا علیہما السلام
سے روایت ہے۔ کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اس چیز کی تعلیم لوگوں کو کس طرح دے
سکتے تھے جس کو خود نہیں جانتے تھے۔ خدا کی قسم رسول اللہ بہتر زبانوں میں پڑھ سکتے تھے۔ فرمایا
(بلکہ بہتر زبانوں میں پڑھ سکتے تھے) صحاح ستہ اور تواتر میں رسول اللہ صلعم کا یہ فرمان منقول
ہے کہ استونی بدواة وکتف اکتب لکم کتابا لا تعلموا بحسنه ابداً مجھے قلم و دست اور
کاغذ لا دو میں تمہیں ایک نوشتہ لکھ دوں۔ کہ اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ (اگر لکھنا پڑھنا نہیں

جانتے تھے۔ تو تمام عبادت اور کاغذ کیوں طلب کیا، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلیم کو محمد کہہ کر پادشاهات کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں (۳) ماکان محمد ابدا احد محمد کسی کے باپ نہیں ہیں (۴) دامنوا بھا نزل علی محمد اس چیز پر ایمان لاؤ جو محمد پر نازل ہوئی۔

نبی صلیم نے فرمایا جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو۔ تو اس کو گالیاں نہ دو۔ اور نہ ہی اس کو مارو۔ وہ گھری بکت والا ہے جس میں محمد نام کوئی آدمی رہتا ہو۔ اگر کوئی قوم مشورے کے لئے اکٹھی ہو۔ اور ان میں محمد نام کا کوئی شخص موجود ہو۔ اور اس کو مشورہ میں شامل نہ کریں۔ تو ان لوگوں کے مشورے میں کوئی برکت نہیں ہوتی۔

صاحبان اشارات نے کہا ہے کہ محمد کی میم سے اللہ کا شائق مراد ہے جو آپ کی خاطر انبیاء سے لیا تھا۔ راذ اخذ اللہ میثاق النبیین "ح" سے مراد یہ ہے کہ آپ کی حب کو سرسبین کے دلوں میں ڈالا ہے اور پاکیزہ اصلااب میں اللہ تعالیٰ آپ کو مستقل کرتا رہا۔ الذی بوالہ حین تقوم دوسری میم آپ کا مرتبہ کتب انبیاء میں ملو ہے۔ النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبانی التورات والانجیل۔ وال سے آپ کی دولت ابدی مراد ہے۔ رسول اللہ صلیم نے فرمایا میں دعوتِ ابراہیم ہوں۔ میں بشارات جیسے ہوں یوریش اپنی ماں کا خواب ہوں۔

روایت ہے کہ محمد کی پہلی میم سے مراد وہ معرفت ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم الاولین اور آخرین کے ساتھ عطا کی۔ حائے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر مسلمانوں کو کفر کی موت سے زندہ کیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ وکنتم امواتا فاحیا کھم مردہ تھے۔ اور تمہیں زندہ کیا۔ دوسری میم سے آنحضرت صلیم کی ملکیت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایسی ملکیت کسی فرد کو عطا نہیں کی۔ وال آپ کے دلیل رہنما ہونے پر ولایت کرتی ہے۔ اور آپ تمام مخلوق کی جنت الفردوس کی عزت و امنیٰ کرتے ہیں۔

ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا اجمع اشرائع وصد شریعتک دوسری شریعتوں کو مٹا دو۔ اور اپنی شریعت پھیلادو۔ بھی اشراک وصد اسلام شریک کو مٹا دے اور اسلام کو پھیلادو۔

روایت ہے کہ میم سے آپ کا پسندیدہ ملک ہے۔ "عائے آپ کا حوض مورد و اور میم ثلثی سے آپ کا مقام محمود ہے اور دال سے دین شہود مراد ہے۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ کے پاس آپ کے نام کا حرف ایک تھا۔ اور غرق ہونے سے نجات پا گئے اور توح کے پاس ایک حرف تھا۔ وہ طوفان سے بچ گئے تھے۔ سلیمان کے پاس ایک حرف تھا۔ اس نے ملک پایا۔ اور داود کے پاس ایک حرف تھا۔ اس نے بھی ملک حاصل کیا تھا۔ اور جس ذات کے پاس یہ سارے حرف ہوں۔ اپنی امت کو آگ سے نجات دلا کر جنت میں داخل نہیں کر سکے گی۔ اُمت کے حصے میں صرف آپ کے نام کا ایک حرف آیا ہے۔ اور اُمیہ حضرات کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے دو حرف حاصل کئے ہیں۔ انہوں نے شریعت کو دونوں کونوں سے حاصل کیا ہے۔ محمد و آل محمد سے، اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو محمد کے نام کی صورت پر پیدا کیا ہے۔ محمد کی میم انسان کے سر کی مانند ہے۔ حاد دونوں ہاتھوں کی طرح ہے۔ دوسری میم پیٹ کی مانند ہے۔ اور دال دونوں پاؤں کی مانند ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو آپ کے نام کی صورت پر پیدا کیا ہے۔ تو قیامت کے روز اس بات کی مخلوق کو توقع رکھنی چاہیے۔ کہ اللہ ان کا حشر آپ کے گردہ میں کرے اور آپ کی شفاعت کے ذریعہ ان پر رحم کرے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی

سیوریہ نحوی نے کہا ہے۔ کہ لفظ احمد افضل کے وزن پر ہے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ کیوں آپ افضل التفضیل ہیں۔ محمد کا لفظ مفضل کے لفظ پر واقع ہوا ہے۔ تمام انبیاء محمود ہیں آپ محمود سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں۔ کیوں کہ محمد کی تشبیہ اس پر بالغہ پر دلالت کرتی ہے۔ لہذا آپ انبیاء سے افضل ہیں۔

اس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بانابر میں ابوالقاسم کہہ کر پکارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس شخص نے کہا میں نے غلام شخص کو بلایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا نام ہے کہ پکارو۔ میری کیفیت سے نہ بلایا کرو۔

جو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا نام رکھتے وقت میرے نام اور کیفیت نہ لکھو۔ میں ابوالقاسم ہوں۔ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔ اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حجر اسود کے رکھنے کے موقع پر جھگڑا کیا۔ قریب تھا کہ جنگ
 تک توبت پہنچ جائے۔ حسن اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو انہوں نے کہا۔ محمد امین آ
 گئے ہیں۔ ہم آپ کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ نے ایک کپڑا پھانے کا حکم دیا۔ جب کپڑا بچھ گیا۔ تو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اٹھا کر کپڑے کے درمیان رکھ دیا پھر آپ نے قریش کی ہر شاخ کے سردار
 کو حکم دیا کہ وہ کپڑے کا کونہ پکڑ لے۔ انہوں نے حجر اسود کو اٹھایا۔ جب رکھنے کی جگہ پہنچا۔ تو آپ نے
 اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس کو نصب کر دیا۔

روایت ہے کہ اس واقعہ سے پہلے بیشتر مقامات پر آپ کو امین کہتے تھے۔ اور یہ بات حدیث سے
 علم ابجد کی رو سے سید النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ اور المصطفیٰ محمد رسول اللہ کے عدد برابر مقامات
 سوچو جو وہ ہوتے ہیں۔

فصل

وفات رسول کے بیان میں

ابن عباس اور سدی سے روایت ہے کہ جب آیہ انک میت انہم میتون نازل ہوئی
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ یہ کب ہوگا۔ سورہ نصر نازل ہوا۔ اس کے
 نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجیر اور قرأت کے درمیان خاموش ہو گئے اور کہا سبحان اللہ و بحمدہ
 استغفر اللہ و اتوب الیہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ایسا کیوں فرما رہے ہیں۔ فرمایا۔ مجھے موت
 کا پیغام لی چکا ہے۔ پھر آپ پھوٹ پھوٹ کر رہ گئے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول موت کے ڈر کے
 باعث رو رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش دیا ہے۔ فرمایا۔ قبر کی تنگی۔ حد کی تاریکی۔ قیامت
 اور اس کے خوفناک منازل پیش آئیں گے۔ اس سورہ کے نازل ہونے کے بعد آپ ایک سال زندہ رہے
 کتاب اسباب والنزول میں واحدی عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین سے واپس تشریف لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح کو
 نازل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا است علی بن ابی طالب، اے فاطمہ آپ نے اذاجاء نصر اللہ کو
 آخر تک سوئے رہا۔

سہی اور ان عباس سے روایت ہے کہ پھر فقد جیٹھ رسول من انفسکھ نازل ہوئی
 اس سورہ کے نازل ہونے کے بعد آپ چھ ماہ زندہ رہے۔ جب آپ حجۃ الوداع کی طرت تشریف
 گئے تو راستہ میں آپ پر یہ آیت نازل ہوئی یستفتونک قل اللہ یفتیکھ فی الکلالۃ الخ
 اس کو آیت ضعیف بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ عزیٰ میں تشریف فرما تھے۔ اور آیت الیوم
 اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ ۸۱ روز زندہ رہے۔ پھر آپ پر آیات
 ربوا نازل ہوئی۔ پھر اس کے بعد آیت واتقوا یوماً ترجعون فیہ نازل ہوئی یہ آسمان سے
 نازل ہونے والی آخری سورت ہے۔ اس کے بعد آپ ۲۱ روز زندہ رہے۔ ابن جریر نے کہا کہ راتیں
 دن جبر اور مقاتل نے کہا سات راتیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی علیہ وسلم کی نسی کے لئے فرمایا۔ وما
 محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسول وجعلنا بشر من قبلک الخلد

رسول اللہ صلی علیہ وسلم ماہ صفر میں روز شنبہ یا یک شنبہ کو بیمار ہوئے آپ نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا
 اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت چل پڑی۔ بیقع میں تشریف لاکر فرمایا۔ السلام علیکم
 اهل القبور اے قبروں میں رہنے والے تم پر سلام ہو۔ جس حالت میں تم ہو اس کی میں تمہیں
 مبارک باد دیتا ہوں۔ اب لوگوں کو ان فنون کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو تاریک رات کی مانند ہے۔ وہ بے
 آئیں گے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا جبریل مجھ پر قرآن سال میں ایک مرتبہ لایا کرتے تھے اب
 کی مرتبہ سال میں دو دفعہ لائے ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ میری موت کا وقت آگیا ہے پھر
 بعد کے روز اس حالت میں باہر نکلے کہ آپ نے سر پہ کپڑا باندھا ہوا تھا اپنا دایاں ہاتھ علی علیہ السلام پر
 اور بایاں ہاتھ فضل پر رکھا ہوا تھا۔ منبر پر تشریف لے گئے اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اے لوگو!
 میری موت کا وقت آگیا ہے۔ اگر میں نے کسی سے کوئی وعدہ کیا تھا۔ تو وہ مجھے بیان کرے تاکہ میں اس
 کو پورا کروں۔ اگر کسی کا مجھ پر قرض ہے۔ تو وہ مجھے آگاہ کرے تاکہ میں اس کو پورا کروں۔ ایک شخص نے
 کہ میں نے ہرگز عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں شادی کروں گا تو آپ
 مجھے بھی اوقیہ سونا دیں گے۔ آپ نے فضل سے فرمایا۔ وعدے کو پورا کرو۔ پھر اب منبر سے نیچے تشریف لائے
 جس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے میرے اصحاب میں تمہارا کیسا نبی تھا۔ کیا میں نے
 تمہارے سامنے جہاد نہیں کیا، کیا میدان جہاد میں میرے رباعی دانت شہید نہیں ہوئے، کیا میری پیشانی

خون آلود نہیں ہوئی، کیا خون میرے چہرے پر نہیں بہا گیا میں نے اپنی قوم کے بھال لوگوں سے
 طرح طرح کی تکالیف برداشت نہیں کیں، کیا میں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر نہیں باندھا
 انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیا ہے پھر فرمایا۔ میرا لب فیصلہ کرنے والا ہے۔ میں قسم
 کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ کسی ظالم کے ظلم کو برداشت نہیں کرے گا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں
 اگر کسی شخص کا کوئی مظلمہ میرے ذمہ ہو تو وہ اس کا قصاص اس دنیا میں مجھ سے لے لے۔ اور مجھ پر بات
 زیادہ پسند ہے کہ وہ قیامت کے بعد انبیاء و مرسلین کے سامنے مجھ سے بدلہ لے۔ ایک شخص نے جس کا
 نام سوادہ بن قیس تھا۔ کہا آپ جب طائف سے واپس تشریف لائے تھے۔ میں نے آپ کا استقبال کیا
 آپ اپنی اونٹنی غضبا پر سوار تھے۔ ایک ہاتھ میں مشوق نامی پھری تھی۔ آپ نے اپنی پھری کو اپنی سواری
 کے لئے بلند کیا لیکن وہ میرے پیٹ پر لگ گئی۔ میں اس بات کا آپ سے بدلہ لینا چاہتا ہوں، رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا۔ فاطمہ کے گھر جاؤ۔ اور مجھے مشوق نامی پھری لاکر دو۔ جب بلال جناب فاطمہ
 کے گھر گیا۔ تو آپ نے دریافت کیا کہ رسول اللہ اس سے کیا کرنا چاہتے ہیں، عرض کیا آپ کو علم نہیں ہے
 آنحضرت دین اور دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں، جناب فاطمہ فریاد کرتی تھیں کہ غم۔ اے باپ آپ
 کا غم کس قدر گراں ہے۔ جب بلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو فرمایا شیخ کہاں ہے؟
 اس نے کہا یا رسول اللہ! میں موجود ہوں۔ میرے مال باپ آپ پر قرض ہوں۔ فرمایا جس قدر تمہاری مرضی
 ہو مجھ سے قصاص لے لو۔ شیخ نے عرض کیا کہ آپ اپنا پیٹ ظاہر کیجئے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا
 آپ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنا منہ آپ کے شکم اقدس پر رکھ دوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس بات کی اجازت دے دی۔ اس نے عرض کیا کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 شکم مبارک سے بدلہ لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے مجاہد! سوادہ بن قیس کو اس طرح معاف فرما
 دیجئے جس طرح اس نے تیرے نبی محمد کو معاف کر دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی اس وقت تک انتقال نہیں کرے گا جب تک اپنے بعد میں کسی اپنے
 جانشین کو نہ چھوڑ جائے وقد خلقت فیکم النقیلین کتاب اللہ وعترتی میں تم میں گراں قدر خیر چھوڑتا
 ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے عام سلسلی کے گھر
 تشریف لے گئے۔ اے مجاہد! امت محمد کو آگ سے محفوظ رکھ۔ اور ان پر حساب (قیامت کو) آسان کرو۔

ابن بطہ۔ طبری۔ مسلم اور بخاری نے روایت کیا ہے۔ روایت کے الفاظ بخاری کے ہیں ابن عباس کو کہتے ہوئے سنا گیا ہے۔ خمیس مافسوس ہے کہ خمیس کے دن کیا ہو گیا۔ پھر ابن عباس اٹھاروئے کسٹم پرے آپ کی آنسوؤں سے تر ہو گئے آپ سے پوچھا گیا کہ خمیس کے دن کون سا مانچہ پیش آیا تھا فرمایا کہ رسول اللہ خمیس کے روز درد کی تکلیف میں زیادہ مبتلا ہو گئے تھے۔ اور فرمایا مجھے قلم دوات اور کاغذ اور تاکہ میں تمہیں ایک ایسا نوشتہ تحریر کر دوں جس کے بعد کسی گمراہ نہ ہو گئے۔ لوگوں نے آپس میں جھگڑا شروع کر دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہذیان کہہ رہے ہیں۔ مسلم اور طبری کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ہذیان کہہ رہے ہیں۔

۵ دعی النبی نقال قائلہم قد قل یبھس سید البشر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی لیکن ایک کہنے والے نے کہا کہ رسول اللہ کو ہذیان ہو گیا ہے بخاری اور مسلم میں ایک روایت ہے کہ حضرت عمر نے کہا۔ رسول اللہ پر درد کی تکلیف ہوا۔ تمہارے پاس قرآن کو جو ہے اور حسنا کتاب اللہ۔ ہمیں کتاب خدا کافی ہے گھر میں اس وقت جو لوگ موجود تھے۔ ان میں مخاصمہ اور جھگڑا شروع ہو گیا۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قلم دوات لا دو۔ وہ تمہیں نوشتہ لکھ دیں تاکہ تم آپ کے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اور بعض لوگ وہی بات کہتے تھے جو حضرت عمر نے بیان کی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باتوں کا ہیر پھیر اور اختلاف زیادہ ہو گیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔

ابن عباس کہا کرتے تھے۔ ہے مصیبت سخت مصیبت وہ تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے اپنے اخوت اور جھڑنے کی وجہ سے تحریر لکھنے سے روک دیا تھا۔

مسند ابوہریرہ علی اور فضائل احمد میں ام سلمہ سے روایت ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم ام سلمہ کھاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری وقت میں صرف لوگوں میں حضرت علی ہی آپ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اس صبح کو جس صبح کو آپ کا انتقال ہوا کسی کام کے لئے بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فراتے تھے۔ کیا علی آگئے ہیں۔ آپ نے میں مرتبہ ایسا فرمایا حضرت علی طلوع ہوا تو آپ آگئے۔ جب ہمیں معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علی سے کوئی کام ہے تو ہم لوگ گھر سے

بائبر کل آئے علی نے اپنے آپ کو رسول اللہ پر گرا دیا۔ علی وہ شخص ہیں جنہوں نے آخری وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات یہی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے چپکے چپکے راز و نیاز کی باتیں کرتے تھے۔

طبری نے کتاب الولاية میں دارقطنی نے کتاب صحیح میں، معانی نے کتاب الفضائل میں اور شعبوں کی ایک جماعت نے حسین بن علی بن حسن بن عبد اللہ بن عباس، ابو سعید خدری اور عبد اللہ بن حارث سے روایت کی ہے۔ اور حدیث کے الفاظ دارقطنی کی صحیح کے ہیں۔ بی بی عائشہ کا بیان ہے۔ اور آنحضرت بی بی صاحبہ کے گھر میں استقلال کے وقت موجود تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے حبیب کو میرے پاس بلاؤ۔ میں نے ابو بکر کو بلایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھ کر سر کو نیچے رکھ دیا پھر فرمایا: میرے حبیب کو بلاؤ۔ میں نے حضرت عمر کو بلایا۔ جب آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: میرے حبیب کو بلاؤ۔ میں نے کہا تمہارے لئے طاقت ہو۔ علی بن ابی طالب کو بلاؤ۔ خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کو نہیں چاہیے۔ جب آپ نے حضرت علی کو دیکھا۔ توجہ پکڑا آپ اڑھے ہوئے تھے۔ اس کو غصہ کر کے علی کو اس کے اندر داخل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اپنے ساتھ لیٹاتے رہے اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھ علی کے جسم کے اوپر تھا۔

عام احمد بن حنبل اپنی مسند میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت کے وقت فرمایا: میرے حبیب علی کو میرے پاس بلاؤ۔ عائشہ نے عرض کیا میں آپ کے لئے ابو بکر کو بلانوں۔ حضرت نے عرض کیا کیا میں عمر کو بلاؤں۔ ام الفضل نے کہا میں عباس کو بلاؤں؛ جب یہ حضرات جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک بلند کیا۔ لیکن علی کو نہ پایا۔ آنحضرت خاموش رہے۔ عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے چلے جاؤ اور

اہل بیت علیہم السلام کے سلسلہ روایت میں ہے کہ بی بی عائشہ نے اپنے باپ کو بلایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منسوب کیا۔ حضرت نے اپنے باپ کو بلایا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی اپنا منہ موڑ لیا۔ جناب ام سلمہ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کافی دیر تک راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غشی آگئی۔ حسن اور حسین نے آکر دونا اور چلانا شروع کر دیا۔ دونوں بے تاب کیسے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گر پڑے۔ جناب علی نے دونوں کو ہٹانے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آگئی۔ فرمایا اے علی! ان کو رہنے دو۔ میں ان کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ اور میری خوشبو

سوتکتے ہیں میں ان سے زاو راہے راہوں۔ یہ مجھ سے زاو راہے رہے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کے کپڑے کے دامن کو کھینچا۔ اپنا منہ علی کے منہ پر ڈال دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سرگوشیاں کوئی شروع کیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا۔ تو فرمایا اے علی! میرا سر اپنی گود میں رکھ دو۔ اللہ کا حکم آگیا ہے جب میری روح پرواز کرنے لگے تو اس کو اپنے ہاتھ میں لے لینا۔ اور اس کو اپنے چہرے پر پھیرنا۔ پھر مجھے قبلہ رخ لٹا دینا۔ میرے ضروریات جنازہ کو سر انجام دینا۔ سب لوگوں سے پہلے مجھ پر نماز جنازہ پڑھنا۔ مجھ سے اس وقت تک جدا نہ ہونا۔ جب تک میرے جسد کو سپرد خاک نہ کر لینا۔ اللہ عزوجل سے لہذا طلب کرتا: حضرت علیؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لے کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ آپ بے ہوش ہو گئے۔ جناب فاطمہؑ رونے لگیں۔ آپ نے اشارے سے فرمایا۔ میرے قریب آ جاؤ۔ آپ قریب ہو گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کچھ راز کی باتیں کیں۔ سیدہ کا چہرہ خوشی سے تہمتا اٹھا۔ انقصہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا بائیں ہاتھ بڑھا کر حضرت کے جنگ کے تلے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جناب علیؑ کے ہاتھ پر پرواز کرنے لگی۔ جناب علیؑ نے اپنے ہاتھ کو اپنے چہرے کی طرف بند کیا۔ اپنا ہاتھ اپنے چہرے مبارک پر مس کیا۔ علیؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چادر اوڑھ دی۔ آپ کے لوازمات میں مصروف ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ ملک الموت آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں آپ سے پہلے کسی نبی سے اجازت طلب نہیں کی۔ اور نہ ہی آپ کے بعد کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی۔ وہ حاضر ہوا اور آپ کو اسلام کیا اور عرض کیا۔ اے احمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کی اطاعت کروں۔ میں آپ کی روح کو قبض کروں۔ یا واپس چلا جاؤں؟ فرمایا۔ بلکہ تم میری روح کو قبض کر لو۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا۔ تو جبرائیلؑ نے نازل ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ فرمایا نہیں میں نے تبلیغ کا کام پورا کر دیا ہے۔ پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں؟ فرمایا۔ نہیں بلکہ میں رفیق اعلیٰ کے پاس چاہتا ہوں۔

صالح آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ جبرائیلؑ نے عرض کیا اے محمد! میرا دنیا میں یہ

آخری آئینا ہے۔ دنیا میں میرا مطلوب تو آپ ہی تھے۔

روایت ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پکڑے کے اندر سے باہر نکلے تو فرمایا اعظم اللہ اجور کفر فی نبیکم۔ اللہ تمہارے اجر کو نی کے بارے میں زیادہ کو سے۔
 علی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پکڑے کے تلے آپ سے کس قسم کی راز و نیاز کی باتیں کیں تھیں؟ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزار باب علم کے تعلیم کئے تھے۔ اور میرے لئے ہر باب سے ہزار ہزار باب علم اور کھل گیا ہے اور مجھے ان امور کی وصیت فرمائی۔ جن پر امت مسلمہ میں قائم رہوں گا۔

ابو عبد اللہ بن ماجہ سنن میں اور ابو یعلیٰ موصلی مسند میں اس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رسالت انجام دے چکے تو آپ کی خدمت میں جبریل حاضرمیوئے۔ اور آپ کو خدا کے پاس واپس آنے کا پیغام دیا۔ جناب فاطمہ نے کہا اے بابا آپ اپنے رب کے قریب ہو گئے۔ اے بابا آپ کا ٹھکانا جنت الفردوس ہے۔ اے بابا آپ کو رب نے بلایا اور آپ نے رب کی دعوت کو قبول کیا۔

اصول کافی میں منقول ہے کہ بنو ہاشم کی عورتیں جناب سیدہ کے گھر میں جمع ہوئیں۔ جناب فاطمہ نے فرمایا عورتوں کی تعداد کو پھوڑو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کرو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! جس مصیبت میں تم گرفتار ہو جاؤ۔ تم میری مصیبت کو یاد کرنا۔ میرے جدا ہونے کی مصیبت تمام مصائب سے بڑی ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا

للموت لا والد یستفی ولا ولد لا هذا السبیل الی ان تری احداً
 موت سے نہ باپ بچے گانہ ہی بیٹا۔ اس راہ پر ہر ایک کو چلنا ہو گا۔

هذا النبی دلم یخلد لا متسبب لرحلہ اللہ خلقا تبیلہ خلدا
 یہ نبی اپنی امت میں ہمیشہ نہ رہے اگر اللہ کسی کو باقی رکھتا تو آپ سے پہلے باقی رکھتا۔

للموت مناسہام غیر خاطئۃ من فاتہ الیوم سہم لفتہ علما
 موت ایسا تیرے جو بالکل خطا نہیں کرتا۔ اگر آج چوک جانے کا توکل بالکل نہیں چوکے گا۔
 تاریخ طبری اور ابانۃ العکبری میں تحریر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول

آپ کو کوئی غسل دے گا، فرمایا۔ میرا سب سے زیادہ نزدیک رشتہ دار۔

کتاب جلیۃ الاولیاء اور تاریخ طبری میں تحریر ہے۔ کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتے تھے۔ اور فضل آنحضرت پر پانی ڈالتے جاتے تھے۔ اور جبریل امین ان دونوں کی مدد کرتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام فرماتے جاتے تھے "اللہ کے رسول آپ زندگی اور موت میں کس قدر پاکیزہ ہیں۔"

مسند موصول میں نبی بی عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علیحدہ چھوڑ دیا گیا۔ علی بن ابی طالب علیہ السلام اور اسامہ بن زید نے آپ کو غسل دیا۔

صفوانی اپنی کتاب جن و محسن میں اسماعیل بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اپنے باپ سے کہہ رہے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے سات خشکیزوں سے میرے چہ غرض کہ پانی سے غسل دینا۔ ابانہ بن بطن نے کہا کہ یہ یزید بن ابی جہل نے کہا کہ علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میرے سوا آپ کو غسل کوئی اور شخص نہ دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص بھی میری شرمگاہ دیکھے گا۔ وہ آنکھوں سے اندھا ہو جائے گا۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں حضرت کے جس عضو کو ہاتھ لگانا چاہتا تھا اس کو میرے ساتھ لے کر گیا۔ ہوتا تھا کہ تیس آدمی الٹ رہے ہیں۔ آخر کار میں آپ کے غسل سے فارغ ہو گیا۔ روایت ہے کہ آنحضرت کے غسل کے وقت حضرت علی نے فضل بن عباس کو ایلو کے لئے بلوایا۔ فضل آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ آپ کو اس بات کا حکم حضرت علی علیہ السلام سے دیا تھا۔ اس ڈر کے باعث کہ کہیں فضل اندھے نہ ہو جائیں۔ حمیری نے کہا کہ

هذا الذي وليته عوس تي ولو راى عورتى سواة عسى
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی تحریر کرتے ہیں کہ یہ علی وہ ہیں جس کو میں نے اپنے یورقین کے غسل کا متولی بنایا اگر علی کے سوا کوئی اور میری شرمگاہ کی طرف نگاہ کرے گا تو وہ اندھا ہو جائے گا۔

یزید حمیری نے کہا کہ

من فاشا غل بابني وغسله
رای عن الدیبا بذاک عنرا

وہ ذات کون تھی جو رسول کے تجہیز و تکفین اور غسل میں مشغول ہو گئی۔ ورنہ اس بات کو ایک معیبت دیکھا۔

عبدی نے کہا۔

من دلی غسل النبی ومن لفقه من یسذہ فی الکفن
نبی کو کس نے غسل دیا۔ اور کس نے آپ کو کفن پہنایا۔ (جناب امیر علیہ السلام نے ایسا کیا)
سوجی نے کہا۔

غسلہ امام صدق طاہر من دس الشراک و اسباب الفیر
آنحضرت صلعم کو امام صدق (علی) نے غسل دیا۔ جو شرک کی آلودگی اور بے ہودہ اسباب پاک تھے۔
ایک اور نے کہا۔

کان بغسل النبی مشتملاً فافتنوا و النبی لہ یقیر
حضرت علی رسول اللہ کو غسل میں مصروف تھے۔ اور لوگ فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ حالانکہ نبی ابھی
قبر میں دفن نہیں ہوئے تھے

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام سے حدیث
کیا کہ آپ پر نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم زندگی اور
موت میں امام ہیں۔ دس دن آوی داخل ہو کر آپ پر نماز پڑھتے تھے۔ سو سو ار کے دن سے کر شگل
کی صبح تک بلکہ شگل کا سارا دن آپ پر نماز پڑھتے رہے۔ سب سے پہلے آپ پر اقر بانے نماز پڑھی پھر
خواص نے۔ اصحاب متقیہ نماز میں شامل نہ ہوئے۔ حضرت نے اصحاب متقیہ کے پاس بریدہ کو بھیجا
لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ اصحاب متقیہ کی بیعت آنحضرت صلعم کے دفن کے بعد مکمل ہوئی۔
میر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فراتے ہوئے سنا کہ یہ آیت ان اللہ
ملائکۃ یصلون علی النبی و آلہ کے انتقال کرنے کے بعد مجھ پر نماز پڑھنے کے متعلق نازل ہوئی

بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت کی وفات کے وقت عیدہ لول مرید کے مدسح میں تھا شبلی نعانی نے القلاق
پر کیا ہے کہ یہ بات سچ ہے کہ عیسیٰ رسول اللہ کے جنازے میں شامل نہیں ہوئے۔ محمد شریف عفی عنہ

امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کس طرح نماز جنازہ پڑھی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ جب امیر المومنین علی علیہ السلام نے آپ کو غسل دیا اور کفن پہنایا تو آپ نے لوگوں کو دس دس کی شکل میں آنحضرت پر داخل کیا۔ جو آنحضرت کے گرد حلقہ بنا کر کھڑے ہو جاتے۔ علی علیہ السلام ان لوگوں کے درمیان کھڑے ہو جاتے۔ اور فرماتے۔ ان الله وملائكته اح لوگ بھی اسی طرح کہتے تھے جس طرح علی علیہ السلام کہتے تھے۔ تمام پریشہ والوں نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ اس بات میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے۔ بعض نے کہا آپ کو بقیع میں دفن کیا جائے۔ اور کچھ اور لوگوں نے کہا کہ مسجد کے صحن میں دفن کیا جائے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح کو زمین کے پاکیزہ ترین خطے میں قبض کیا ہے۔ مناسب ہے کہ آپ کو اس زمین میں کیا جائے۔ جہاں سے آپ کی روح نے پرواز کیا ہے۔ ایک جماعت نے آپ کی رائے پر اتفاق کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حجرے میں دفن کیا گیا۔ نادر جبریل میں ابن مسعود سے ایک حدیث مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اسے اللہ کے نبی آپ کو قبر میں کون دفن کرے گا۔ آپ نے فرمایا جو میرے اہل میں سے ہوگا طبری اور ابن ماجہ میں تحریر ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں حضرت علی بن ابی طالب۔ فضل۔ قثم اور شقران نے اتاریا۔ جو میرے کہ امیر المومنین نے فرمایا۔ میں اول ایمان لائے ہیں۔ انہوں میں آخر رسول اللہ کے ساتھ ہوں۔ میری نے کہا ہے

وكلالة تفسيدہ ، وحيدة احمد مبتداء وضعه في اللحد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اچھے علی نے آپ کو غسل دیا۔ اور کیلے ہی آپ کو قبر میں اتارا۔
جہی نے کہا ہے

من كان صنوا النبي غير علي من غسل الطهر شحرا سراة
علی کے سوا نبی کا ہم جنس کون ہے؟ کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور آپ کو سپرد خاک کیا۔
عوفی نے کہا ہے

من غسل للمهل من انزلہ فی لحدہ وعنه للدين قضی
کس نے محمد مرسل کو غسل دیا۔ اور کس نے آپ کو قبر میں اتارا۔ اور کس نے آپ کا قرض ادا کیا۔
امیر المومنین علیہ السلام نے کہا ہے

نفسی علی زفراتها محبوسۃ یا لیتربھا خرجت مع الزفرات
وفات رسول سے فرط غم و اندوہ کی وجہ میرا دم گھٹتا جا رہا ہے۔ کاش میں غم و اندوہ
ساتھ ویسا سے رخصت ہو جاؤں۔

لاخیر بعدک فی الحیاة وانما اخشی مخافة ان تطول حیاتی
ایا رسول اللہ! آپ کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں زندگی لمبی
ہو جائے۔ (میں تو جلدی موت کے بعد آپ سے ملنا چاہتا ہوں)
ایمر علیہ السلام نے فرمایا ہے

امن بعد تکفین المنسی ودفنہ باثوابہ اسی علی ہالک ثوی
کیا نبی کے دفن کے بعد میں کسی اور ہلاک ہونے والے شخص پر افسوس کروں گا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من یتبعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یصل الی اللہ فی موتہ کی مصیبت میں اس قدر مبتلا ہوئے جب تک کہ ہم دنیا میں زندہ رہیں گے
ایسی کوئی مصیبت نہیں دیکھیں گے۔

وکان لنا ما لم یحضر من دون اہلہ لہم معقل حوزہ ین من العدی
آپ اپنے اہل بیت کے لئے دشمنوں کے مقابل میں ایک مضبوط قلعہ نور من کی پناہ گاہ تھے۔
وکنابہ شمل الاثوف بحسوة علی موضع لا یستطاع ولا یرى
آپ کی وجہ سے ہمارے منازل اس قدر بلند تھے جو دیکھے جاسکتے ہیں اور دیکھنے جاسکتے ہیں۔
فباخیر من ضمہ لمواخ والمحشا ویا خیر صیت ضمہ التوب والثری
اے وہ بہترین انسان جس کو پہلوؤں اور انتوں نے چھپا رکھا تھا، اے وہ بہترین نفس جس کو مٹی اور
خاک نے ڈھانپ دیا۔

کان امور الناس بعدک ضمنت سفینۃ موج البحر والبحر قد طلی
آپ کے بعد لوگوں کے حالات اس قدر ابتر ہو گئے ہیں طرح طوفان خیر سمندر میں کشتی غرق کھاتی
وضائق فضائلہم عنہم برحبہ لفقہ رسول اللہ الا قیل قد قضی
جب یہ خبر شہور ہو گئی کہ رسول اللہ انتقال کر گئے تو زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی۔

فيا حزنانا رائينا نبينا علي حسين ترحالدين واشتدت القوي
 کے ہمسویں ہم نے اپنے نبی کا غم و اندوہ اس وقت دیکھا جب دین کمل ہوا اور اس کے نور سے
 ملبوس ہو گئے تھے۔

ایمیر المؤمنین علیہ السلام نے قبر کی زیارت کرتے وقت یہ مرثیہ کہا ہے
 ما غاض دمعی عندنا بؤسة الاجعتك للبكاء سببا
 کسی مصیبت کے وقت میرے آنسو نہیں بہے مگر جب آپ کی قبر پر حاضر ہوا ہوں تو نگاتا رہتا ہوں
 واذا ذكرتک سامعتک به معنی الجفون ففاضت وانسکبا
 جب آپ کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بندھ جاتی ہے۔
 لنی اجل شرعی حصلت به عن ان اری بسواة مکتبہ
 جس خاک میں آپ مدفون ہیں مگر جہ میں اس کو جیل القدر خیال کرتا ہوں پھر بھی میں اس کو
 غناک دیکھتا ہوں۔

ایمیر المؤمنین علیہ السلام کا ایک مرثیہ یہ ہے
 اللہ اشکروا الی الناس اشتکی الی الارض تبکی والاخلای تنهب
 میں اللہ تعالیٰ سے شکایت کر رہا ہوں۔ لوگوں سے نہیں۔ دوست و نیک سے نفرت ہو گئے ہیں۔ اور
 زمین بھی تکسپانی حالت پر قائم ہے۔ (اسے بھی غم ہونا چاہیے)
 اخلائی لو غیر الحما م اصابکم عقیبت ولكن ما علی الموت معتب
 اے دوستو! اگر موت کے سوا کوئی اور چیز تمہیں تکلیف دیتی تو میں مژدہ اس کی خبر لیتا لیکن کیا کروں
 موت سے کوئی بدلہ نہیں لے سکتا۔

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا مرثیہ ہے
 قل للبیت تحت اطباق الشری ان کنت تسمع صرختی وندایا
 جو ذات زمین کی تہوں کے اندر غائب ہو گئی ہے اے کہہ دو۔ اگر آپ میری فریاد و لوہ پکار کو سنتے
 (آپ بے قرار ہو جاتے)

صبت علی مصائب لوا نھا صبت علی الایام صرنا بیابا

آپ کی موت کے بعد مجھ پر اتنی مصیبتیں پڑیں۔ اگر دونوں پر پڑتیں تو کالی راتیں ہو جاتیں۔
 قد كنت ذات حمتی بنطل محن لا اخش من ضيم وكان جها ليا
 میں محمد کے سوائے عاطفت میں مامون رہ محفوظ تھی مجھے کسی دشمن کا خوف نہیں دیکھنا ہمارے ہر
 قسم کی حفاظت کرتے تھے۔

فاليوم اخشع للذليل والتقى ضيبي وادفع ظالمي بردايشا
 آج یہ حالت ہے کہ میں ہر ذلیل اور ظالم سے ڈرتی ہوں۔ اور اپنی چادر سے ظالم کو روکتی ہوں۔
 فاذا بكت قمرية في يسرها شجنت على غص بكيت صبا حيا
 اگر قمری رات کے وقت ہنسی پر کسی غم کی وجہ سے روتی ہے تو میں دن و رات سے روتی رہتی ہوں۔
 فلا جعلن الحزن بعدك مؤنسي ولا جعلن الذم مع ثيك وشاحيا
 آپ کے بعد میں نے غم کو اپنا مؤنس اور آپ کے بارے میں آنسو بہانا اپنا شعار بنا لیا ہے۔
 ما اذا على من شمر توبة احمد ان لا يشمر مدي الزمان غواليا
 جو شخص ایک دفعہ احمد کی قبر کی خاک سونگھ لے گا۔ وہ ساری زندگی خوشبو نہیں سونگھے گا۔
 جناب سیدہ کا ایک اور مثنویہ

فاليوم اخضع للذليل والتقى ذلي وادفع ظالمي بالراح
 آپ کے وفات کے بعد میں ذلیل سے ڈرتی ہوں۔ اور اپنی ہتھیلی سے ظالم کو دفع کرتی ہوں۔
 واذا بكت قمرية فبكت بها يسرا على غص بكيت صبا حيا
 اگر قمری غم کے باعث رات کو روتی ہے تو میں دن و رات سے غم و اندوہ کی وجہ سے روتی ہوں۔
 فالتف صبرني على ما حصل بي مات النبي قد انطقى مصباحي
 جو مصیبت مجھ پر نازل ہوئی ہیں اس کے بارے میں اللہ کی خاطر صبر کرتی ہوں۔ رسول اللہ کا انتقال
 ہو گیا اور میرے گھر کا چراغ بجھ گیا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہ کا مثنویہ

بعصا بالنبي وكان فينا امامكم امة نعم الامم
 رسول اللہ کی موت کا ہم نے صدمہ اٹھایا۔ جو امام کو امت بلکہ بہترین امام تھے۔

اکان قوامنا والراس منا فاصون الیوم لیس لنا قسوام
 ہمارے سرپرست اور وارث تھے۔ آج ہمارا کوئی سرپرست اور وارث نہیں ہے۔
 فنوح ونشتکی ماقد لقینا ویشکر فقد ک البلد الحرام
 اس کے بعد جن حالات سے دوچار ہوئی ہوں اس کے باعث فوجہ کرتی ہوں۔ اور شکایت کرتی
 کرتی ہوں خانہ کعبہ سے آپ کی جدائی کی شکایت کرتی ہوں۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے متعلق انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مدینہ میں میری زیارت کرے گا۔ میں قیامت کے روز اس کی سفارش
 کروں گا۔ یا قیامت کے روز اس کا گواہ ہوں گا۔

باب دوم

امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی امامت
 فصل

امامت کے شرائط کے بیان میں

امامت کے اثبات میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ولایت کرتی ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ
 میں زمین میں ایک پنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے خلیفہ کو پیدا
 کیا ہے۔ حکیم علیم نے اہم چیز کی ابتدا عام چیز سے پہلے کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ آیت فقد اد
 کتابہا قوماسوا بہا بکافون اولئک الذین ہدی اللہ نسہا ہم اقتد بہ اس
 مستطیر ولایت کرتی ہے کہ کوئی زمانہ حافظ دین سے خالی نہیں ہے۔ وہ حافظ دین خواہ نبی ہوگا۔ یا
 امام ہوگا۔

لام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زمین عالم سے کسی خالی نہیں ہوگی۔ لوگ حلال اور

م کے مسائل کی دریافت میں اس کی طرف رجوع کریں گے پھر امام نے اپنے قول کی تفسیر یوں فرمائی
 نے یوں پر صبر کرو۔ اپنے اس دشمن کے معاملہ میں صبر سے کلمہ لا۔ جو تمہاری لادین کے بارے میں مخالفت
 سے اپنے امام کو مضبوطی سے پکڑے یہو جس چیز کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور جو چیز تم پر ذمہ
 ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہو۔

امام رضا اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے دریافت کیا گیا کہ کوئی ایسا زمانہ بھی آئے گا۔ کہ زمین
 م کے وجود سے خالی ہو سونایا۔ اگر ایسی صورت ہو تو زمین و مٹس جائے گی۔

نبی صلم سے روایت ہے کہ ہر مخلوق میں میرے ال بیت میں سے ایک عادل انسان ہو جو ہوگا
 اس دین سے خلیوں کی تعریف۔ باطل پرستوں کی بے جا دخل اندازی اور جاہلوں کی تلوئل کو روکے گا۔
 ابو عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی
 آیت کے متعلق دریافت کیا آیتوں ی کتاب من قبل ہذا الاثر من علم
 فرمایا کتاب سے مراد توراۃ اور انجیل ہے۔ ائمہ علم سے مراد انبیاء کما و صیحا کا علم ہے۔ زامیر
 مومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ زمین محبت خدا سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ محبت خدا یا ظاہر اور شہود ہوگا
 مخفی اور پوشیدہ ہوگا۔

روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میرے فرزند خدا کے ساتھ ہمیشہ مامور ہوں گے۔ عوفی نے کہا
 ولولا حجة فی کل وقت لاصحی الدین بجهول الرسوم
 اگر مروت میں محبت خدا موجود نہ ہو تو دین کے نشانات مٹ جائیں۔

وصار الناس فی طغیاء منها بخونا بالاهل والنجوم
 لوگ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ ہم نے تاریکی میں چاند اور ستاروں کے
 بے نجات پائی۔ سب ایک اور شاعر نے کہا ہے

کو اکب دین کما انقض کوکب بدا و انخلب عنه الانجیۃ کوکب
 انجیۃ تاریکی میں ستارے ہیں۔ جب ایک ستارہ چلا جاتا ہے۔ تو دوسرا ستارہ ظاہر ہو جاتا ہے
 جس سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ الامام زہام الدین امام دین کی ہمار ہیں۔ نظام امور

للمسلمین مسلمانوں کے کام کے منتظم۔ وغیرہ مومنین کی عزت۔ ہزار الکافریین
کافروں کی ہلاکت۔ اشی الاسلام اسلام کی دنیا و۔ وصلاح الدینا دنیا کی اصلاح کا باعث و
النجس الہادی ہدایت کرنے والے تارے۔ والمسراج الزاهر روشن چراغ و الماد العذب
علی اظہار پیاموں کے لئے بیٹھا پانی۔ والنور الدال علی الہدی ہدایت کی طرف دہنائی کرنے
والانور۔ المبینی من الودی ہلاکت سے نجات دلاتے والا والمسحاب المناظر پرستے والا باول۔ و
الغیث الماطل لگاتار برسات والا ابر۔ والشمس الغلیظة سایہ دار سورج۔ والامریض
البسیطة کفارہ زمین والعیین العنقریۃ ہتھ پڑا چٹم۔ والامین الرفیق مہربان امین۔
والوالد الشفیق مہربان باپ۔ والاخ الشفیق مہربان والا بھائی۔ والام البرقہ پنے کے
ساتھ چلنے والی ماں۔ دامین اللہ فی خلقہ مخلوق میں اللہ کا امین۔ وجمتہ علی عبادہ بخیر
پر جمتہ خدا۔ وخلیفۃ فی بلادہ زمین میں خلیفہ خدا۔ الداعی الی اللہ اللہ کی طرف بلانے والا۔
والذاب عن حرہ اللہ اللہ کے حرم سے دور کرنے والا۔

نہی معلوم نہ تو پایا۔ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتة جاهلیة
جو شخص اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مر گیا۔ وہ جاہلیت کی موت کے ساتھ مرا۔
جمہری نے کہا ہے

فمن لم یکن یعرف امام زمانہ ومات فقد لاقی المیتة بالجهل

جو شخص اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مر گیا۔ وہ جاہلیت کی موت کے ساتھ مرا۔
کتاب البیون اور المحاسن میں تحریر ہے کہ ہشام بن حکم کا بیان ہے کہ میں نے عمرو بن عیسیٰ سے کہا
کہ میں چند سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا بیان فرمائیے۔ ہشام کیا آپ کی آنکھ ہے؟ عمرو ہاں ہے۔
ہشام اس کے ذریعہ کیا دیکھتے ہو؟ عمرو۔ رنگ اور چیزوں کا وجود۔ ہشام کیا آپ کی ناک ہے؟
عمرو ہاں ہے۔ ہشام۔ اس سے کیا کام کرتے ہو؟ عمرو۔ اس سے خوشبو اور بدبو سونگھتا ہوں۔
ہشام تیرا منہ ہے؟ عمرو۔ ہاں ہے۔ ہشام۔ اس سے کیا کام لیتے ہو؟ عمرو۔ کھانے کا مرقا معلوم
کرتا ہوں۔ ہشام۔ دل رکھتے ہو؟ عمرو۔ ہاں رکھتا ہوں۔ ہشام۔ اس سے کیا کہتے ہو؟ عمرو۔ جو
چیزیں اس پر وارد ہوتی ہیں۔ ان میں تمیز کرتا ہوں۔ ہشام۔ کیا دل کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا؟

عمر نہیں ہشام: یہ کیوں یہ تمام اعضا نوٹھیک ٹھاک ہیں؟ عمر بیٹے: جب مجھے کسی سو ٹکٹے، دیکھنے چکھنے اور سننے کی چیز کے بارے میں شک ہوتا ہے۔ تو میں اس کو دل کی طرف طرف لوٹاتا ہوں۔ تو یقین پختہ ہو جاتا ہے اور شک دور ہو جاتا ہے۔ ہشام: اللہ نے دل کو شک کے دور کرنے کے لئے تیار کیا ہے۔ عمر: ہاں ایسا ہی ہے۔ ہشام: اس کا مقصد یہ ہوا کہ دل کا وجود ضروری ہے۔ ورنہ اور حواس کے ذریعہ لائی ہوئی چیز سے یقین حاصل نہ ہوگا۔ عمر ہاں درست ہے۔

ہشام: اب اب مروان یحبب اللہ تعلقے نے ان حواس کو خالی نہیں چھوڑا۔ اور اس کے لئے ایک امام مقرر کیا ہے جو دل ہے جو حواس کی صحیح بات کو صحیح قرار دیتا ہے۔ اور جس چیز میں اس کو شک ہوتا ہے اس میں ان کے لئے یقین پیدا کرتا ہے تو کیا خداوند عالم نے تمام مخلوق کو حیرت، شک اور اختلاف میں چھوڑ دیا ہے۔ ان کے لئے کوئی امام مقرر نہیں کیا جس کے ذریعے وہ اپنے شکوک اور ابام کا علاج کریں؟

ایک حکم نے کہا امامت پر چار طرح سے استدلال کیا جاسکتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام امت کے اولین اور آخرین لوگوں کو وہ تمام احکامات تعلیم کر دیئے ہوں۔ جن کی ان کو ضرورت ہو۔ اور آپ کے انتقال کے بعد ان کو پھر کسی چیز کی احتیاج نہ رہے۔ یا امت آپ کے بعد وہ تمام احکامات کی تعلیم حاصل کرے۔ اور اللہ کے بھیجے ہوئے کسی موزب اور معلم کی ضرورت باقی نہ ہو۔ یا نبی کے بعد امت سے شرعی تکلیف ساقط ہو جائے۔ اور وہ جانوروں کی طرح آوار بھرتے رہیں۔ یہ تمام باتیں باطل ہیں۔ تکلیف لازم۔ لطف واجب۔ اور لوگ غیر معصوم ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ امت کے لئے ایک محافظ شرع معصوم کا ہونا ضروری ہے جو شخص بھی ہلاک ہو۔ دلیل کے ساتھ ہلاک ہو۔ اور جو بھی زندہ ہو۔ دلیل کے ساتھ زندہ ہو۔

امام کی عصمت کے دلائل یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین سے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی شخص کے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم سچے لوگوں کے ساتھ ہو جائیں۔ اور یہ بات اس امر کی مقتضی ہے کہ جن کی معیت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ معصوم ہوں جس شخص میں عصمت ثابت نہ ہو۔ اس کی اتباع کرنا امر تبیح ہے۔ اللہ تعالیٰ امر تبیح کا حکم نہیں دیتا۔ جب امامت کے بارے میں عصمت کا ہونا ضروری قرار پایا۔ تو عصمت

کے مخصوص امیر المؤمنین علیہ السلام اور اپنی اولاد میں بطور اجماع پائی جاتی ہے۔ کیوں کہ امت کے کسی اور کی عصمت کا دعویٰ پیش نہیں کیا۔ بلکہ عصمت کو انہی حضرات کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اور امت کے معاملات کسی اور شخص میں نہیں پائے گئے اور ان حضرات کے سوا اور کسی نے اپنے معصوم ہونے کا دعوے نہیں کیا۔

آیت ولورودہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم ائمہ معصومین علیہم السلام کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ کیوں اللہ تعالیٰ نے اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ کسی بات کا صحیح علم اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب بات کو ان حضرات کے سامنے پیش کیا جائے جس طرح رسول صلعم کی خدمت میں کسی امر کے پیش کرتے سے صحیح علم ہو سکتا ہے۔ صحیح علم اور یقین اس شخص سے حاصل نہیں ہو سکتا جو معصوم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو جائز قرار نہیں دیتا کہ وہ اس شخص کی پیروی کا حکم دیں جس سے خطا کا صادر ہونا ممکن ہو۔ اگر یہ بات درست ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ خود امر قبیح کا حکم دیتا ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔

جب یہ آیت عصمت اولی الامر پر دلالت کرتی ہے تو ائمہ معصومین علیہم السلام کا معصوم ہونا ثابت ہوا کیوں کہ ان دونوں امروں میں کسی نے فرق قرار نہیں دیا جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ آیت معصوم کی پیروی پر دلالت کرتی ہے تو اس آیت کا مصداق آل احمد ہیں روایت ہے کہ یہ آیت بارہ حجج اللہ (ائمہ) کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

انی جاعلک للناس اماما۔ اے ابراہیم! میں تم کو لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے امامت کو ایک عظیم منصب خیال کرتے ہوئے کہا۔ ومن ذریعتی میری اولاد میں بھی امام پیدا ہوں گے؛ تو اللہ تعالیٰ نے کہا لا ینال عہدی الظالمین میرے عہد امامت کو ظالم لوگ حاصل نہ کر سکیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ کیا میرے ظالم بیٹے بھی منصب امامت پر فائز ہوں گے؟ خداوند تعالیٰ نے کہا میرے سوا امت کی پوجا کرنے والے اس مرتبے کے اہل نہیں ہوں گے۔ تو اس موقع پر ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا واجتنبی دینی ان فساد الاصلہ پالنے والے مجھے اور میری اولاد کو تلوں کی پوجا سے بچا۔ اس سے

ثابت ہوا کہ بنی اور وصی علیہما السلام نے کسی بتوں کی پوجا نہیں کی۔ اور نہ دعائے ابراہیم بے کار جب دعوت کا سلسلہ ان دونوں حضرات تک پہنچا۔ تو محمد بنی ہوئے اور علی وصی قرار پائے جب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ لایزال عہدِ انطاہلین کو اس کا مطلب یہ ہوا کہ امامت پاکیزہ اور معصوم لوگوں میں قرار پائی۔

خداوند عالم نے کہا وہ ہبتا لہ اسحاق و یعقوب ابراہیم کی اولاد پہلے درپے امامت کی وارث قرار پائی۔ آخر کار اس امامت کے منصب کو نبی صلعم نے حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ و ہذا النسب والذین امنوا ابراہیم کے منصب کے حق دار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی پیروی کی۔ اندر بنی اور وہ لوگ جو ایمان لائے تو آنحضرت کے لئے امامت کا عہدہ خاص طور پر مخصوص ہوا۔ آپ نے اس منصب جلیل کو علی علیہ السلام کے سپرد حکم خدا تعالیٰ ان تمام مراسیم کے ساتھ کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرض کئے تھے۔ علی علیہ السلام کی اولاد میں وہ اصفیاء قرار پائے جن کو علم اور ایمان سے نوازا گیا تھا۔ قال الذین لو تو العسر والایمان یہ آیت علی علیہ السلام کی اولاد کے اجراء ام ہوں گے یا رہے میں نازل ہوئی ہے جو قیامت تک دیکھے بعد دیگرے پیدا ہوں گے۔

عبداللہ بن عثمان امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام اور ان کے پیرو مراد ہیں۔ اور ابراہیم نے کہا۔ ومن ذریتی لفظ میں تبعض کے لئے آتا ہے۔ اور یہ بات معلوم ہو جائے کہ بعض ذریت امامت کی مستحق ہے اور بعض نہیں ہے۔ امامت کا وہ دعویٰ دار ہو سکتا ہے جو حضرت ابراہیم کی طرح ظاہر و پاکیزہ ہو۔ اور لایزال عہدِ انطاہلین کا اقتضایہ یہ ہے کہ ابراہیم نے کہا۔ ومن تبضی فانه منی جو میری پیروی کرے گا وہ میرے ہوگا۔ اس سے یہ بات واجب ہوتی ہے کہ پیروی کرنے والے معصوم ہوں۔ ابراہیم نے بذوق کا سوال کیا۔ تو کہا درزق اہلہ من الثمرات یہاں کے رہنے والوں کو پھل کے نام سے مالا مال کرے۔ یہ سوال عام تھا کسی کے ساتھ مخصوص نہیں تھا۔ جیسے امامت کا سوال کیا تو ذریت کہہ کر سوال خاص کیا یعنی امام میری اولاد میں سے ہوں۔

وجعلنا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ کے متعلق امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امامت قیامت

مسک باقی رہے گی یہی سننے کا عقیقہ ہے مراواکل محمدیوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑتا ہوں "کتاب خدا اور اپنے اہل بیت" یہ حدیث بیان کر رہے حضرت کی عصمت پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے تمسک کرنے کا حکم دیا ہے یہ بات اہل بیت کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت نے علی الاطلاق ان سے تمسک کرنے کا حکم دیا ہے یہ بات اہل بیت کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ ورنہ یہ بات لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے امر تبلیغ کا حکم دیا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تائید کی ہے کہ جو شخص اہل بیت سے تمسک کرے گا۔ وہ گمراہی سے محفوظ ہوگا۔ اگر اہل بیت سے خطا کا جواز ممکن ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ گمراہی پر بھی ان کی پیروی کی جاسکتی ہے۔ (حالانکہ یہ ناممکن ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت میں اہل بیت اور کتاب کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے۔ اور ان سے تمسک کرنا واجب گردانا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اہل بیت اور کتاب آپس میں مجداد ہوں گے۔ اگر اہل بیت کتاب سے مجداد ہو گئے تو ان سے خطا کا ہمارا ہونا ممکن ہوگا۔ اور یہ بات نص کی مخالف ہے۔ جب اہل بیت کی عصمت ثابت ہوگئی تو ان کی امامت بھی ثابت ہوگئی۔ اس بات کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کرتی ہے۔

ابوعلی محمدی ابوحنبل سے سوال کرتا ہے کیا عصمت اور توفیق تیرے دین کا جز نہیں ہے یہ دونوں چیزیں اللہ کی جانب سے اس شخص میں ودیعت کی جاتی ہیں۔ جو ان دونوں کا مستحق ہوتا ہے۔ ابوحنبل۔ آپ کی بات تو درست ہے۔ لیکن ایسا مرام کلمت لکھ دینا کھڑکی سے اللہ سے تارے لئے دین کو تو مکمل کر دیا ہے۔

ابوعلی محمدی۔ تم ان مسائل کے بارے میں کیا کہو گے۔ جن کا حکم کتاب خدا سنت رسول اقوال صحابہ اور فقہاء کے اجتہاد میں موجود نہیں ہے۔ ابوحنبل۔ ایسا مسئلہ بیان فرمائیے۔

ابوعلی محمدی۔ ان دس آدمیوں کے متعلق کیا کہو گے۔ جو ایک عورت کے ساتھ ایک ہی حرم میں زنا کیا ہے۔ اور ہر ایک کے زنا کرنے کی نوعیت مختلف ہے۔ بعض نے کچھ ضرورت پورا کی اور بعض نے حسب امکان کچھ مقاربت کی۔ کیا اللہ کی مخلوق میں کوئی ایسا شخص آج کل موجود ہے جو جرم کی مقدار کے

ہر ایک آدمی پر اللہ کے حدود کو قائم کرے۔ دُنیا میں اس شخص پر حد قائم کرے۔ اور آخرت کے
س کو پاک کرے۔

یہ سن کر ابو بکر بنیاد خالص ہو گیا۔ اور ابو علی نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔
اگر امام معصوم نہ ہو۔ تو تمام لوگوں سے اپنی برتری کیسے ظاہر کرے۔ جو شخص ماموین کے گروہ
میں جاتا ہے۔ وہ معصومین کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ جس کی طرف بشر محتاج ہو وہ صاحب عصمت
ہے۔ جس وقت سے معصومین کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کے لئے عصمت ثابت ہوتی ہے۔
ان الذین امنوا و عملوا الصالحات لیجعل لہم اللہ من دنا۔ وہ لوگ جو ایمان
لے لورنیک اعمال کے بے غریب اللہ تعالیٰ ان کے لئے ود (موت) مقرر کرے گا۔ اس آیت کے
امیر المومنین علیہ السلام نبی مسم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مومنین کے دلوں میں موت مقرر کرنے
اور عصمت ہے۔

امامت کے بارے میں نصوص

اللہ تعالیٰ نے جناب آدمؑ کے متعلق فرمایا۔ ان الله اصطفیٰ ادم اللہ نے آدم کو چنا۔ انی
فی الارض خلیفہ میں آدم کو زمین خلیفہ بنانے والا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق
ولقد اصطفینا فی الدنیا ہم نے اس کو دُنیا میں چن لیا۔ انی جاعل للناس املاً
میں لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں۔ جناب موسیٰؑ کے بارے میں فرمایا۔ انی اصطفیتک
الناس میں سے تم کو لوگوں پر چن لیا۔ واصطفیتک لنفسی میں نے تجھے اپنے نفس کے
چن لیا۔ طاوت کے بارے میں فرمایا۔ ان الله اصطفاه علیکم اللہ تعالیٰ نے ان کو تم پر
تمام انبیاء اور اوصیاء کے بارے میں فرمایا۔ ان الذین سبقت لہم من الحسنی ہم الی
سے اچھالی ان کے لئے سبقت کر چکی ہے۔ اللہ یعطی من الملائکۃ رسلاً ومن
من اللہ فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا ہے۔ وانہ عندنا عن
اصطفین الاختیار

ولقد اخترنا ہم علی علم علی العالمین

وہم ائمۃ یہدون بامرنا ہم نے ان کو امام بنایا۔ وہ ہمارے امر کے ساتھ ہدایت

امام رضا امام جعفر صادق اور امیر المومنین علیہم السلام سے روایت ہے۔ اور حدیث مختصر ہے
 ان حضرات نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیت کو وصیت کی۔ شیت نے شبان کے بارے
 میں وصیت کی۔ شبان نے بھلت کے بارے میں، بھلت نے محوق کے بارے میں، محوق نے عشیثا کے
 متعلق عشیثا نے اخنوخ۔ آپ نے اویس بنی کے بارے میں وصیت کی۔ اور اویس نے ناحور کے بارے
 میں۔ ناحور نے نوح کے بارے میں، نوح نے سام کے بارے میں، سام نے عشار کے بارے میں عشار
 نے ریشا کے بارے میں، ریشا نے یافث کے بارے میں، یافث نے برہ کے بارے میں، برہ نے جفیسہ
 کے بارے میں، جفیسہ نے عمران کے بارے میں، عمران نے ابراہیم کے بارے میں، ابراہیم نے اسمعیل کے
 بارے میں، اسمعیل نے اسحاق کے بارے میں، اسحاق نے یعقوب کے بارے میں، یعقوب نے یوسف
 کے بارے میں، یوسف نے بڑیا کے بارے میں، بڑیا نے شعیب کے بارے میں، شعیب نے موسیٰ
 کے بارے میں، موسیٰ نے یوشع کے بارے میں، یوشع نے داؤد کے بارے میں، داؤد نے سلیمان کے
 بارے میں، سلیمان نے آصف کے بارے میں، آصف نے زکریا کے بارے میں، زکریا نے یحییٰ کے
 بارے میں، یحییٰ نے شمعون کے بارے میں، شمعون نے یحییٰ کے بارے میں، یحییٰ نے منذر کے بارے میں
 منذر نے سلمہ کے بارے میں، سلمہ نے برہ کے بارے میں وصیت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برہ
 نے وصیت کو میرے حوالے کیا۔ اے علی! میں اس وصیت کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔ اور تم اس
 وصیت کو اپنے نواسی کے حوالے کرو گے۔ اور تیرا نواسی اس وصیت کو تیرے اوصیا کے حوالے کرے گا۔
 جو پے در پے تیرے فرزند (حسین) سے پیدا ہوں گے۔ آخر کار یہ وصیت کا سلسلہ اس شخص پر جا کر ختم
 ہوگا جو تیرے بعد تمام زمین پر اپنے رہنے والوں سے افضل ہوگا۔ (عجل اللہ فرجہ) اگر امام منصوح
 من اللہ نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ مختص نہ ہوتا جس شخص نے اپنے آپ کو بغیر نص کے امام
 جانا۔ اس نے اکل پچھو سے کام لیا۔

جس شخص نے نص کو اپنے لئے اپنے باپ کی جانب سے قرار دیا۔ تو یہ بات اس کے لئے اس
 کے رشتہ دار کی جانب سے قرار پائی اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ نص نہ ہوئی۔ اور وہ امام برحق نہیں
 ہوگا۔ ابن حماد نے کہا کہ

رأيت النص يفضح باحد به ويلجئهم الى ضيق الحناق

نہ دیکھو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نص حکمران کو رسوا کرے گی۔ انہیں ایسے تنگ مقام پر لے جائے گی جس کے جواب میں ان سے کوئی بات نہ بن آئے گی۔

لو كان اجتماع القوم رشداً لما أدى الى طول افتراق
اگر قوم کا اجتماع ہدایت پر ہوتا تو مخالفت کے بارے میں لمبا جھگڑا پیدا نہ ہوتا۔
فاشی نے کہا ہے

وان لم يقل بالنص معانداً غدا غفلة بالرغم منه يحاول
جو شخص دشمنی کی وجہ سے نص کا قائل نہ ہوا تو نص کی طاقت کو دیکھ کر ہاتھ پیر مارنے لگا۔
يعرفه حق الوصي و فضله على الخلق حتى تضل بواطله
نص دینی کے حق اور فضیلت کو لوگوں پر آگاہ کرے گی۔ مخالف کے جھوٹے دعوے ختم ہو جائیں گے
بشنوی نے کہا ہے

يا مرفت النص جهلاً عن أبي حسن باب المدينة عن ذي الجمل مقبول
باب مدينة ابو الحسن علی سے جہالت کے باعث نص کو پھیرنے والے جہالت کی وجہ سے علم کے
مدارہ کو تالا لگاتے ہو۔

مولی الانام علی والولی معا مکاتفة عن ذی العرش جبرائیل
حضرت علی بیگ وقت لوگوں کے سردار اور ولی ہیں۔ اس بات کا جبرائیل نے عرش کی درت سے
مکاتفة کیا۔

حران بن المین نے قاضی یحییٰ بن اکثم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا کہ جب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے فرمایا میں کنت
ولا فعل مولانا جس کا میں مولانا ہوں اس کے علی مولانا ہیں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات
خدا کی جانب سے کہی تھی یا اپنی ذاتی رائے سے فرمائی تھی؟ قاضی یحییٰ نے یہ بات سن کر خاموش ہو گیا۔
سب حران چلا گیا۔ تو آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا۔ یحییٰ نے کہا اگر میں یہ کہتا ہوں کہ
خدا کی ذاتی رائے سے علی کو لوگوں کا امام بنایا تھا تو میں اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی مخالفت کرتا۔
یہاں الہدیٰ میرا رسول اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کہتا مگر میں کہتا کہ رسول اللہ نے اللہ کے حکم

سے علی کو کھڑا کر کے امام بنایا تھا۔ تو نبی علی کی امامت کو صحیح ثابت کرتا۔

سائل نے دریافت کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی کیوں مخالفت کی۔ اور علی کے سوا
یہ فراموشی کو کیوں غلط بنایا یہ بھی اس سے اس سوال کا کوئی جواب بن گیا۔

ان الله بامر محمد ان تؤدوا الامانات الى اهلها کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ ایک امام دوسرے امام کو اپنی وفات کے وقت وصیت کرتا ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس حالت میں مر گیا۔ اور اس نے کوئی وصیت نہ کی۔ تو وہ جلیسیت کی موت مرا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وصیت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بغیر
وصیت کے مرے مر گیا۔ اس نے اپنے عمل کا خاتمہ گناہ پر کیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
وکی نبی جاء قبل وجیه مطاع وانتصر للموصی عصیتہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پہلے ہر نبی کا ایک فرمانبردار وصی ہوتا تھا۔ اتم میرے وصی کا انکار
کرتے ہو۔

فعلکم فی الدین امنی منافیاً للعزل و امری غیر ما قد امرتہ
تمہارا فعل دین کے بارے میں میرے فعل کے خلاف ہے۔ میرا حکم تمہارے حکم کے مخالف ہے۔
قلتمو صف لنا بغير وصية: العراوص ففقا زفم و غفلتم
تم نے کہا کہ نبی بغیر وصیت کے وفات پا گئے کیا میں نے تمہیں بدیعہ الفاظ وصیت نہیں کیا کہ
تم اس بات کو جانتے ہو۔

نصبت لکم بعدی املاً یبدیکم علی اللہ فاستجبوا لہ و ضللتہ
میں نے اپنے بعد تمہارے لئے امام مقرر کیا۔ جو تمہیں اللہ کی طرف ہدایت کرے۔ تم نے نیکر کیا اور
گمراہ ہو گئے۔

وقد قلت فی تقدیمہ و ولایہ علیکم بما شاہدتہ و سمعتمہ

میں نے وصیت کے بارے میں علامہ علی علیہ الرحمۃ کی کتاب اثبات الوصیۃ خوب چیز ہے۔ و حق نے اس کا ترجمہ بھی کر دیا
سینہ الامیر شہنشاہ پاکستان کے زیر اہتمام چھپ رہی ہے۔ ۱۱ محمد شریف عفی عنہ

کہا کہ علی تم پر مقدم ہیں اور آپ کی ولایت تم پر واجب۔ تم اس موقع پر موجود تھے اور

علی خدا متی محلا وقر بستہ کھا رہا رہن من موسیٰ نلم عتہ جلتہ

علی کا میرے نزدیک وہی محل اور مرتبہ ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا۔ علی کے بارے میں دیوانہ

ہوتے ہوئے

یہ رسول فاتبعوا فسانہ ولیکم بعدای اذا غبت عنکم

میں جب وکیل سے غائب ہو جاؤں گا تو میرے بعد علی میرے جانشین ہیں اور آپ کی پیروی کرنا۔

ابن سعد اوصی الیہ کی تفسیر میں ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہما السلام بیان فرماتے ہیں کہ اللہ

نے اپنے پیغمبر رسول کو حکم دیا تھا کہ آپ علی علیہ السلام کو خلیفہ بنائیں اور علی کے ساتھ اور کسی کو شریک

نہیں بنائیں کہنا

ایموا منوا بنبی الصدی وبالله ذی الطول ما فاشوکا

میں ایمان لائیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ پر ایمان لاتے تو اسے (علی) آپ کی مخالفت نہ کرتے۔

ایموا لیقنوا بمعاد لما ازالوا النصوص والامامہ کا

میں ایمان لائیں جو قیامت پر یقین ہوتا تو نصوص کو ضائع نہ کرتے اور آپ کو آپ کا حق دینے

میں نہ کرتے۔

ایموا کتموا لشک فی اخیب النبی وابد وہ فیک

میں ایمان لائیں کہ تم لوگوں نے میرے بھائی نبی کے بارے میں شک کو پوشیدہ رکھا اور میرے متعلق ظاہر کر دیا۔

ایموا علیکم وما عینو کا

میں ایمان لائیں کہ آپ آدمی کو خلیفہ بنایا اور اپنی بات کا پاس اس لئے رکھا تاکہ آپ پر بغاوت نہ کریں۔

میں ایمان لائیں کہ آپ

ایموا النص قالوا لتسا توانی عن الحق واستضعفوکا

میں ایمان لائیں کہ نص ثابت ہو گئی۔ تو ہم سے حق سے کڑائی والی باتیں کہنے لگے۔ اور آپ کو کمزور کر دیا۔

ایموا نص خیر الوری یدیل الظنون دینفی الشکو کا

ہم نے انہیں کہا یہ نص تو خیر اور ہی عہد کی ہے جو گناہوں اور شکوک کو دور کرتی ہے۔

صفات ائمہ معصومین علیہم السلام

امامیہ حضرت علی کی احادیث میں وارد ہوئے کہ امام حق کی پچاس صفیں ہیں۔ امام معصوم ہو یا اس کے متعلق قصود ثابت ہوں۔ اعظم الناس ہو، افضح الناس ہو، اعلم الناس ہو، احکم الناس ہو۔ اتقاء الناس ہو۔ اشیع الناس ہو۔ اشرف الناس ہو۔ افضح الناس ہو۔ اوفی الناس ہو۔ ابر الناس ہو۔ ازہد الناس ہو۔ اسماء الناس ہو۔ اعبد الناس ہو اور لوگوں پر سب سے زیادہ مہربانی کرنے والا ہو۔ اللہ کی تواضع کے بارے میں سب سے زیادہ محتشم ہو۔ اللہ کے حکم کو زیادہ پکڑنے والا ہو، اللہ کی نہی سے زیادہ رکنے والا ہو۔ نفس کے لحاظ سے لوگوں سے زیادہ بہتر ہو۔ مخون پیدا ہوا ہو، پاک ہو۔ اس کی ولادت اور وفات کے امور کو معصوم انجام دیتا ہو۔ لوگوں کے احوال اس کے تصرف میں ہوں قرابت صادقہ کے باعث اپنے آگے پیچھے دیکھتا ہو۔ اس کا سایہ نہ ہو۔ کیوں کہ وہ اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہے ہر وہ شخص جس سے وہ پیدا ہوا ہے مومن ہو جب ماں کے شکم سے زمین پر تشریف لائے تو اپنی ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر کلمہ شہادت بلند آواز سے پڑھتا ہو۔ اس کا قلب نہ سوتا ہو۔ مدد شہ ہو۔ اس کی دعا قبول ہوتی ہو۔ اس کے فضلہ کو زمین پر نہ دیکھا گیا ہو۔ اللہ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ جو حکم کے فضلہ کو نگلے۔ اس کو اقدوم نہ ہوتا ہو۔ جمائی نہ لیتا ہو۔ اگر مار نہ چلتا ہو۔ اس کے عیس کی خوشبو مشک کی خوشبو سے زیادہ ہو۔ اس کے بارے میں ظاہر اوصیت کی گئی۔ حاوی نامکن دہل اور معجزہ رکھتا ہو۔ واقعات کے ظاہر ہونے سے پہلے آگاہ کرے۔ نبی نے اس سے عہد و پیمان کیا ہو۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ہتھیار اس کے پاس موجود ہوں۔ اس کی تلوار و زینت و آئینہ صلی علیہ وسلم کی زرہ اس کو پوری آتی ہو۔ اس کے پاس ایک ایسا صحیفہ ہو جس میں آئمہ کے شیعوں کے نام درج ہوں جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔ اور اس کے پاس ایک ایسا صحیفہ ہو جس میں قیامت تک ہونے والے اعدائے الی بیت کے نام تحریر ہوں۔ اس کے پاس صحیفہ جات ہو جس کا طول ستر گز ہے۔ اس میں وہ ہر چیز تحریر ہے جس کی ضرورت اولاد آدم کو ہو گی۔ یہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی تحریر ہے اور علی نے اس کو لکھا ہے۔ اس کے پاس جفر آتمر ہو۔ یہ ایک برتن ہے جس میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ہتھیار موجود ہیں جفر آتمر اس وقت نکلے گا جب ہمارے قائم خود ج فرمائیں گے۔ اس کے پاس جفر ایض ہو۔ یہ وہ طرفہ ہے جس میں زراعت موسیٰ انجیل عیسیٰ زبور داؤد اور کتب منزلہ موجود ہیں

اس کا نام اور سماع حاصل ہوتا ہے۔

ذہنی کا کار میں طرح تھاں پر پڑتی ہے۔ ایسی کار سنا ہو۔ کسی کسی اس کے پاس ایسی شکل گذر
ہوتی جو پیرائیل میکائیل اور امرا فیل سے بڑی ہو۔ کسی کسی کو روکتا ہو۔ اور خطاب کرتا ہو۔
بعض حدیث سے امام کی صفت یہ بھی قرار دی ہے کہ اچھے تمام احکام اسلام کا علم ہو۔ مفضل کا
فاضل یہ مقدم ہونا اصول کے خلاف ہے جب مفضل میں نقص ثابت ہو گیا تو اس کا اختصاص خود
اس کا۔ — عبدالحسن صوری نے کہا ہے

الانیسی ہم النبی وانما بالوحی فرق بینہم فتفسقوا
النبی اور نبی ایک ہیں وہی کی وجہ سے فرق ہے۔ جس کے باعث یہ لوگ آپس میں جدا
بھاگ گئے ہیں۔

اب الاماتہ ای قلبی بغیرہم ان الوسالہ بالا مامۃ الیق
الہیقا کے سوا امامت نے کسی اور کے پاس جانے سے انکار کر دیا ہے۔ رسالت امامت سے
خاص مرتب ہے۔

ہمارے ائمہ علیہم السلام علوم میں خاص دسترس رکھتے ہیں۔ (ان کا مقابلہ کوئی شخص نہیں کر سکتا)
لو کہ کسی مدرسہ میں داخل ہوئے ہیں اور نہ ہی کسی استاد سے پڑھا ہے اور نہ ہی کسی فقیہ کے سامنے ذل
مذہب کیا ہے۔ اور نہ کسی راوی حدیث سے روایت کو سیکھا ہے تمام کائنات کے لوگوں میں ان حضرات
کی صحت علم پہنچا ہے۔ لوگوں نے ان حضرات سے علم اخذ کیا ہے۔ اور انہوں نے نبی صلیم سے علم حاصل
کیا ہے۔ الہی بیت علیہم السلام کے بعد رسول اللہ صلیم کا بھی یہی حال ہے آپ نے قریش میں پرورش
کی۔ کسی مدرسہ میں داخل نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی کسی معلم سے پڑھا۔ اور نہ ہی کسی خبر سے استفادہ
کیا۔ یہ حضرات کے سامنے قرآن عظیم کو پیش کیا۔ جس میں امرا انبیاء اور اخبار متقدمین کا ذکر موجود
ہے۔ ان کے عقل حذر لوگوں نے اعتراف کیا۔ کہ یہ قرآن اللہ کی جانب سے نازل ہوا ہے۔

یہ حضرات کو ایسی قوم ہے۔ جو نور خلافت سے مزین ہو کر انش شرق و غرباں پہنچی۔ اور
ان کے زبان نبوت کے ساتھ گفتگو کرتی ہے جو ہر بات لوگوں نے اس سے سنی
ان کا نام اصول رکھا گیا۔ اور یہ اصول سات سو ہیں۔ انہیں اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اور یہ

اصول علوم دین اور رب حکمت مواعظ وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ لوگوں نے جن آئمہ سے روایات کو نقل کیا ہے ان میں سے امام حسن امام حسین علیہما السلام ہیں۔ ان سے روایات کم روایت کی گئی ہیں کیوں کہ زمانے نے ان کو بیان کرنے کی فرصت نہیں دی۔ ابو الحسن امام علی نقی اور ابو محمد امام حسن عسکری تو سامرہ کے قید خانے میں قید رہے ہیں۔ ان سے روایات کم لی گئیں ہیں۔ جب یہ بات ہوگئی تو انہوں نے علوم کو عام لوگوں سے حاصل نہیں کیا۔ اور نہ ہی ایک امام کا فتویٰ دوسرے امام کے فتوے کے خلاف ہو سکتا ہے۔ تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ مخصوص من اللہ امام تھے۔ عام لوگ جن فتووں پر عمل کرتے ہیں۔ آئمہ معصومین کے مشترک فتوے ان کے خلاف ہیں۔ آج تک کسی آدمی نے اس امر کا دعویٰ نہیں کیا کہ انہوں نے اپنے مخالف سے کوئی بات دریافت کی ہو۔ بلکہ مخالفین ان سے مسائل دریافت کرتے رہے ہیں۔ یہ بات اس امر کا ثبوت ہے کہ استحقاق امامت کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کو یگانہ روزگار بنایا ہے۔ یہ حضرات امامت و خلافت کے زیادہ حق دار ہیں کیوں کہ لوگ احکام دین کے بارے میں ان کے محتاج ہیں۔ اور ان کو احکام دین کے بارے میں لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔ احکام دین میں لوگوں کے محتاج نہ ہونے کے باعث آئمہ معصومین مثل رسول خدا ہیں۔ کیوں کہ سابقہ امتوں کے حالات انہوں کے لوگوں سے معلوم نہیں کئے نہ ہی انہوں نے احکام شرائع انبیاء کو ان ادیان کے علماء سے حاصل کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کی احتیاج سے مستغنی کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت مسلم کی نبوت کی ایک دلیل یہ بھی دی ہے انھن

یہدی الی الحق احق ان یتبع من لا یهدی الا ان یهدی

اور اللہ تعالیٰ نے کہا قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون محمد ان سے کہہ دو۔ کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔ چونکہ آئمہ معصومین علیہم السلام تمام ادیان کا عظیم قیوسط رسول رکھتے ہیں۔ لہذا وہی حضرات خلافت و نبیاست کے حق دار ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے

انا علی صائب الضم صامہ صاحب الخوض لدی القیامہ میں علی ہوں صاحب تھوار ہوں۔ قیامت کے روز حوض (کوٹھڑی) کا مالک ہوں۔ اخوی اعلیٰ ذی السلام قد قال اذ غممتی الغمامہ میں نبی کا بھائی ہوں۔ صاحب علامت ہوں جب مجھے غمی نے غمامہ باندھا تو فرمایا۔

انت اخی و معدن انکرامہ ومن له من بعدی الامامہ
تم میرے بھائی ہو۔ مردن کرامت ہو اور وہ شخص جو میرے بعد راست کے منصب پر فائز ہو گئے۔

انتخاب قدرت

اللہ تعالیٰ کی حیثیت کا انتخاب میں چیز ہے متعلق ہے۔ یہ رزق من یشاء جس کو چاہتا ہے روزی دیتا ہے۔ یہیب من یشاء ناسا جس کو چاہتا ہے۔ لڑکی دیتا ہے۔ دیہیب من یشاء الذکور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ ریحعل من یشاء عقیما جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ قوقی الملك من یشاء تو جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے۔ و تنزع الملك ممن یشاء جس سے چاہتا ہے کھینچ لیتا ہے۔ و تعز من یشاء جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ و تنزل من یشاء جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ و یخفر من یشاء جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ ویفعل ما یشاء جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ و اللہ یضاعف لمن یشاء اللہ جس کو چاہتا ہے دوگنا کرتا ہے۔ و لکن اللہ عزی من یشاء اللہ جس کو چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے۔ یؤتی الحکمة من یشاء جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے۔ واللہ یؤیہ بنصرہ من یشاء اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی نوریت سے اس کی مار دیتا ہے۔ و لکن اللہ یمن علی من یشاء اللہ جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے۔ یرفع درجات من یشاء جس کو چاہتا ہے درجات بلند کرتا ہے۔ یہدی اللہ لنورہ من یشاء جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ و ربک یخلق ما یشاء ویختار تیرا رب جس کو چاہتا ہے۔ اس کو پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔ ان اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ اللہ بعض فرشتوں کو چنتا کرتا ہے۔ و یختار ما یشاء و یختار کی تفسیر میں محمد بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد اور آپ کے اہل بیت کو چنتا کیا۔

ابو ہاشم اپنے استاد کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے تم کو چن لیا اور علی کو منتخب کیا۔ اور میں نے تم دونوں سے اولاد کو پیدا کیا اور ان کے لئے جنس مقرر کیا۔

ابن بطہ کتاب الامانہ میں اپنی سندائش تک لے جاتے ہیں۔ ابوشامہ ابو صالح سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابو صالح مؤذن کتاب الاربعین میں اور سمعی نے کتاب الفضائل میں، دونوں اپنی سند عبد اللہ بن ابی قحیفہ سے بیان کرتے ہیں عبد اللہ بن ابی قحیفہ سے وہ ابو جہش سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور یہ الفاظ ابن عباس کے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کی شادی جناب فاطمہ سے کر دی۔ تو جناب فاطمہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے میری شادی ایک غریب آدمی کے ساتھ کر دی ہے جس کے پاس نہیں ہے۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہ تم اس بات پر افسوس نہیں کرو کہ اللہ تعالیٰ نے دو سے زمین پر نگاہ انتخاب و وراثت اس سے دو آدمیوں کو منتخب کیا۔ ایک ان میں تیرا باپ ہے اور دوسرا میرا شوہر ہے۔

علی بن جعفر شعیب بن حماد بن مسلمہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو جس طرح چاہا مٹی سے پیدا کیا۔ اور اسے منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرے اہل بیت کو تمام مخلوق سے منتخب کیا اور مجھے رسول بنایا اور علی کو امام مقرر کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماکان لہم الخیرۃ کو تمام امت فرمایا۔ کہ بندوں کو انتخاب کا کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن جس کو چاہا اس نے منتخب کیا اور میرے اہل بیت کے برگزیدہ اور اللہ کی مخلوق میں سے اس کے چنے ہوئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا سبحان اللہ اللہ پاک ہے۔ اس چیز سے جس سے کفہ اللہ کا شریک قرار دیتے ہیں۔ پھر فرمایا اے محمد! تیرا رب جانتا ہے جو کچھ اہل بیت نے اپنے سینوں میں بغض چھپا رکھا ہے یہ سناتی باتم سے اور تیرے اہل بیت سے بعض رکھتے ہیں اور صرف زبان سے تیری اور تیرے اہل بیت کی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو منتخب کیا تو موسیٰ سے کہا۔ وانا اخر سبک میں نے تجھ کو چن لیا ہے۔ انتخاب کے بعد موسیٰ نبی اور حکیم ہو گئے۔ قرآن مجید و کلام اللہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیٰ نے ہم کو یہ بات کے لئے سزا دیوں کو چننا لیکن موسیٰ کا یہ انتخاب بہتر ثابت نہ ہوا۔ بلکہ بڑے فساد کا موجب ہوا۔ تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ آنحضرت نے بدر کے قیدیوں کے متعلق صحابہ سے مشورہ

لایا۔ انہوں نے قیدیوں سے قدرہ لینے کا مشورہ دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مشورہ قبول کر لیا اور اللہ کے نزدیک یہ مشورہ غلط تھا صحیح نہیں تھا۔ تو یہ کیسے نازل ہوئی۔ ماکان تبسی لمن یکن لہ اسری لہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبائل میں اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے آپ بنو کلاب کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر آپ کی بیعت کریں گے۔ کہ آپ کے بعد حکومت ہماری ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ اگر چاہے گا تو حکومت ہم میں ہوگی۔ اگر نہیں چاہے گا تو حکومت کسی غیر میں ہوگی۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ جنگ تو ہم کریں اور حکومت ہمارے غیر کریں۔ پہلے گئے اور بیعت نہ کی۔ مادی اعطام النسبۃ میں تحریر کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے محمد اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا۔ فرمایا جو کچھ اسلام کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ وہ تیرے لئے بھی فائدہ مند ہوگا۔ اور جو چیز اسلام کے لئے مضر ہوگی۔ وہ تیرے لئے بھی مضر ہوگی۔ عرض کیا کہ مجھے اپنے خدا کا حکم مقرر کریں؟ فرمایا اس بات کا نتیجہ سے اور نہ ہی تیری قوم کے ساتھ کوئی وعدہ کرتا ہوں لیکن تم لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ وہ جو کچھ چاہے گا تمہیں دے گا۔ القصہ

جملۃ الامر ان اللہ قد مہ والامر للہ یس الامر من قبل

آزم امور اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور میرے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے۔

الخیر اجمع فیما اختار خالفنا و فی اختیار سواء اللام والسنوم

جہاں وہ ہے جس کو ہمارا خالق منتخب کرتا ہے۔ اور وہ جس کو کوئی اور منتخب کرتا ہے۔ وہ بڑا ہی

اور قوی ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے کسی جوان کو ایسے گروہ کا حاکم

نہی کر دیا جس گروہ میں اس شخص سے زیادہ پسندیدہ اللہ کے نزدیک اگر شخص موجود ہو تو اس مقرر کرنے

واللہ کی خیانت کی۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بھلا یا۔ کہ نبی کے لئے لوگوں کا مشورہ قبول کرنا درست نہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

میں سے کچھ جانتے تھے ۱۲

ولید بن مجیح نے کہا کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر غیبِ مستحق نے خلافت کا دعوے کیا۔
تو اللہ اس کی زندگی کو تباہ کر دے گا۔

ابو الحسن رضا ابنِ راہین فقیہ سے۔ جب رسول اللہؐ اپنے سے نکلے تھے تو کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تھا۔
ابنِ راہین فقیہ — بلکہ آنحضرتؐ صلعم نے علی کو خلیفہ بنایا تھا؛
ابو الحسن — دینہ والوں سے آنحضرتؐ صلعم نے یہ کیوں نہیں فرمایا تھا۔ کہ تم جس کو چاہو منتخب
کر لینا لہذا تمہارا اجماع گمراہی پر نہ ہوگا۔

ابنِ راہین — آنحضرتؐ صلعم کو فتنہ و فساد کا خوف دامن گیر تھا۔
ابو الحسن — اگر فساد ہو جاتا تو آپؐ واپسی پر اس کی اصلاح فرمادیتے
ابنِ راہین — فساد سے پہلے فساد کو بند کرنا ضروری تھا۔
ابو الحسن — آنحضرتؐ صلعم نے اپنی وفات کے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کیا تھا؛
ابنِ راہین — نہیں۔

ابو الحسن — آنحضرتؐ صلعم کی وفات تو آپ کے سفر سے بہت زیادہ بڑی اور اہم تھی جس
فتنہ اور فساد کا خوف آپ کو اپنے سفر کے وقت ہوا۔ آپ نے موت کے بعد اُمت پر اس کا کیسے طمینان
کرایا تھا؟

عبدی نے کہا —

قالوا رسول الله ما اختار بعده
کہا رسول اللہؐ نے اپنے بعد کسی کو امام مقرر نہیں کیا۔ ہم نے اپنا امام خود منتخب کر لیا۔
اقمنا اماما ان اقام على الهدى اطعنا وان ضل الهداية قومنا
ہم نے امام مقرر کیا ہے اگر ہدایت پر قائم رہا تو اطاعت کریں گے۔ اگر بیک گیا تو اس کو
بیدھا کریں گے۔

فقلنا اذا انتم اماما امامكم
ہم نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اپنے امام کے امام ہوئے۔ خدا کا شکر ہے تم سرگردان ہوئے
اور ہم سرگرداں نہیں ہوئے۔

ولكننا اخترنا الذي اختار ربنا لنا يوم نضع ما اعتدنا لادخلنا
غیر خرم کے روز جس امام کو ہمارے لئے ہمارے رب نے منتخب کیا ہے ہم نے بھی اسی کو منتخب
کیا ہے اس بارے میں ہم نے نفاذِ حق کی ہے اور نہ روگردانی۔

سبحنا يوم القيامة ربنا فتخزون ما نسقم ونعجزى الذي قلنا
قیامت کے روز میں ہمارا رب جمع کرے گا تم کو اسی چیز کا بدلہ لے گا جو تم کہتے ہو۔ اور میں وہ
بدلہ لے گا جو ہم کہتے ہیں۔

هدمتكم بايد يكم قواعد دينكم ودين على غير القواعد لا يسمي
تم نے اپنے ہاتھوں سے دین کی بنیادیں اکھاڑ دیں۔ جس دین کی بنیادیں نہ ہوں یہ تعمیر نہیں ہوتا۔
وهن على نور من الله واضح قیام زدنا من نور وشتبنا
ہم اللہ کے روشن نور پر قائم ہیں۔ اے دہا اپنی طرف سے ہمارے لئے نور زیادہ کر۔ اور میں
قیامت پر قائم رہوں گا۔

تج الباقی میں تحریر ہے۔ اگر امامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی۔ جب تک تمام لوگ
عارضہ میں ہیں۔ تو یہ بات ناممکن ہے (اس کا بندوبست نہیں کیا گیا) اب تو جو لوگ امامت پر متمکن
ہیں۔ ان کا انتخاب لوگوں پر محکم چلاتے ہیں۔ پھر نہ شاید کو سوچنے کا حق ہے۔ اور نہ ہی فائز کو انتخاب کا۔
یعنی بنو ہاشم نے کہا ہے

اذا كان لا يعرف الفاضلين الا بشيهم في الفضيله
جب یہ بات طے شدہ ہے کہ فاضل آدمی اپنے مانند آدمیوں کو پہچان سکتے ہیں۔
فمن اين لامة الاختيار وما لعقل لهم المستحيله
تو امت کو انتخاب کا حق کہاں سے مل گیا۔ اور ان کی کمزور عقلیں کس طرح کام کر سکتی ہیں۔
بنو آل مضر نے کہا ہے

لقد بين الله دين الهدى
مجھے اس قوم پر تعجب ہوتا ہے۔ جس نے یہ دھلاستہ گم کر دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا۔
کیونکہ امام کا حق ہے۔

فما عرفوا الحق لما استبان ولا الصواب والرشد لما يسر
 جب حق ظاہر ہوا تو اس کو نہ پہچانا۔ جب ہدایت سامنے آئی تو اس کی طرف نہ دیکھا
 وما نحفي الرشيد لسكنا اضل الحلوم اتبع الهدى
 ہدایت منحنی نہ تھی۔ عقلمیں گمراہ ہوئیں۔ اور خواہش کی پیروی کی۔
 ایک اور شاعر نے کہا ہے

نور الهداية لا يخفى على احد لولا اتباع الهدى والفي والحسد
 اگر خواہش کی پیروی گمراہی اور حسد نہ ہو۔ تو ہدایت کا نور کسی شخص پر مخفی نہیں رہے۔
 "لدا بين الله ما يرضى ويسخطه مناد فرق بين النقي والرشد
 جس بات سے اللہ ہم سے راضی اور ناراض ہوگا۔ اس کو بیان کر دیا۔ گمراہی اور ہدایت
 میں فرق کر دیا۔

يا احمد المصطفى الهادي وعترته من اهتدى بهداهم واستبقام الهدى
 احمد مصطفیٰ ہادی اور آپ کی عترت کی رہنمائی سے جس نے رہنمائی حاصل کی وہ ہدایت پر قائم رہا۔
 ان الامامة رب العرش نصبها مثل النبوة لم تنقص ولم تزد
 نبوت کی طرح امامت کو رب العرش مقرر کرتا ہے۔ اس میں نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی۔
 والله يختار من يرثنا نحن اختيار كما قد قال فان قصد
 اللہ جس پر راضی ہوتا ہے۔ اس کو منتخب کرتا ہے۔ ہمیں انتخاب کا کوئی حق نہیں۔
 ويوم القيامة ترى الذين كذبوا على الله وجوههم مسودة
 اُسے محمداً تو دیکھے گا۔ کہ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹاں باندھا ہوگا۔ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔
 ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں ایک شخص نے دریافت کیا۔
 آپ نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد وہ شخص ہے جس نے اپنے کو امام سمجھا۔ حالانکہ وہ امام نہیں تھا۔
 راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اگرچہ علوی فاطمی ہی کیوں نہ ہو بفرمایا۔
 مگرچہ علوی فاطمی ہو۔

نرا وہ بن اعیان نے کہا کہ مجھے زید بن علی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس یہ پوچھنے کے لئے

بھیجا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ جو آل محمد سے ہو۔ اور تم سے ادا و طلب کرے یا میں نے کہا
اگر اس کی اطاعت فرض ہے۔ تو میں اس کی مدد کروں گا۔ اگر اس کی اطاعت فرض نہیں ہے۔ تو میری
میرنی ہے۔ مگر چاہوں گا۔ تو اس کی مدد کروں گا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب زید نے خروج
کیا تو خدا کی قسم میں نے اس کو ہر طرح روکا۔ اور اس کے باز رکھنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا

زید بن علی اور مومن طاق کی آپس میں گفتگو
اس گفتگو کے بیان کرنے والے ابو مالک احمی ہیں۔

زید — کیا تمہارا خیال ہے کہ آل محمد میں مفترض الطاعہ امام موجود ہے۔ جو اپنی ذات کے
لحاظ سے مشہور و معروف ہو۔

مومن طاق — کیوں نہیں ہیں میں سے ایک آپ کے والد ماجد تھے۔

زید — تم پر افسوس ہے کہ تم یہ بات بھی جانتے ہو لیکن میری امامت کا اقرار نہیں کرتے
خدا کی قسم میرے والد محمد پر اس قدر مہربانی تھی۔ کہ اگر گرم کھانا لایا جاتا تھا تو آپ مجھے اپنے زانو پر بٹھاتے
تھے۔ کھانے کا نوالہ لے کر اس کو ٹھنڈا کرتے اس کے بعد میرے منہ میں ڈالتے تھے۔ تم نے دیکھا کہ
آپ مجھ پر اس قدر مہربانی تھے کہ میرے لئے کھانے کی گرمی برداشت نہیں کرتے تھے۔ تو جہنم کی آگ
میرے لئے کیسے برداشت کرتے۔ اور مجھے فراتے کہ جب میں مر جاؤں گا۔ تو تم اپنے بھائی میرے فرزند
امام محمد باقر کی بات سننا۔ اور آپ کی اطاعت کرنا۔ کیونکہ وہ حجت خدا ہیں۔ اور مجھے اس حالت میں نہ
پھنوساتے کہ میں جاہلیت کی موت مر جاؤں۔ (اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ میں مفترض الطاعہ امام ہوں)
مومن طاق — امام نے یہ اس لئے فرمایا کہ تم کہیں کافر نہ ہو جاؤ۔ جس کی وجہ سے عذاب
خدا کے مستحق نہ بن جاؤ۔ اور آپ میرے بارے میں شفاعت بھی نہ کر سکیں۔ اور تجھے مشیت خدا کے حوالے
کر کے چھوڑ دیا تاکہ آپ تیرے متعلق شفاعت کر سکیں۔

زید (زید — تمہارا یہ خیال غلط ہے)

مومن طاق — اچھا بتاؤ کہ تم افضل ہو یا انبیاء؟

زید — انبیاء افضل ہیں۔

مومن طاق — حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنا خواب بھائیوں

سے بیان نہ کرنا۔ ورنہ تیرے بارے میں کوئی چال چل جائیں گے۔ جناب یعقوب نے یوسفؑ کے بھائیوں کو اس بات سے کیوں نہ آگاہ کیا : تاکہ وہ یوسف کے ساتھ کوئی چال نہ چلتے ہوں جس طرح یعقوب نے بات کو ان سے چھپایا اس طرح آپ کے باپ نے نہ چھپایا۔ امام زین العابدینؑ کو آپ کے بارے میں بھی خوف تھا۔ اگر آپ امام محمد باقر کے مقام کو آگاہ کرتے۔ اور اللہ نے جس خصوصیت کے ساتھ آپ کو نوازا تھا۔ بیان کرتے۔ تو تم ضرور کوئی چال چلتے یعقوب کو بھی یوسف کے بارے میں ان کے بھائیوں کی جانب سے یہی خوف لاحق تھا۔

مومن طاق کی بات جب امام جعفر صادق علیہ السلام کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اس کے علاوہ امام کو اور کسی بات کا خوف نہیں تھا۔

زید۔ وہ شخص امام نہیں ہو سکتا جو پردے چھڑ کر گھر کے اندر بیٹھا ہے۔ بلکہ امام وہ شخص ہو سکتا ہے جو اپنی تلوار بنام سے باہر نکالے۔ (اور جہاد کرے)

ابوبکر حضری (اس دوران میں کہا) اے ابو حسن! علی بن ابی طالب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ وہ امام تھے یا نہیں تھے۔ اس نے بھی پردے ڈال دیئے تھے۔ اور گھر میں بیٹھ گئے تھے۔ ایک وقفہ کے بعد آپ تلوار لے کر میدان جہاد میں نکلے؛

(حضری نے دو تین مرتبہ یہی سوال کیا۔ لیکن زید نے کوئی جواب نہ دیا حضری نے کلام کو جاری رکھے ہوئے کہا)

اگر علی بن ابی طالب امام ہو سکتے ہیں۔ تو آپ کے بعد گھر پر پردہ لٹکانے والا امام ہو سکتا ہے۔ اگر علیؑ گھر پر پردے نہ لٹکاتے اور آپ کا وجود بطور امام نہ ہوتا۔ تو آج جناب کا وجود نہ ہوتا؛ ایک زیدی۔ (فساد کے ارادے سے شیخ مفید علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ آپ کن وجوہ کی بنا پر زید کی امامت کا انکار کرتے ہیں؟

شیخ مفید۔ میرے تعلق تمہارا خیال غلط ہے۔ میں زید کے بارے میں وہی بات کہتا ہوں جس کا کوئی زیدی المذہب انکار نہیں کرے گا۔

زیدی۔ جناب کا کیا مذہب ہے؟

شیخ مفید۔ میں زیدی امامت کے متعلق وہی بات ثابت کرتا ہوں جو زیدی ثابت کرتے ہیں۔ اور میں

اس بات کی نفی کرتا ہوں جس کی زیدی نفی کرتے ہیں۔ یہی کہتا ہوں کہ زید علیہ السلام کے امام تھے۔ زید کے امام تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے امام تھے۔ یہی زید کی اس امامت کا اٹکاؤں کو کہہ ہوں جو موجب عصمت نفس اور معجزہ ہوتی ہے۔ اس بارے میں میری کوئی زیدی مخالفت نہیں کرے گا۔

ہشام بن ولید مدینہ میں آیا۔ بنو عباس نے اس کے پاس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شکایت کی۔ کہ آپ نے ماہر خلی کی میراث کو لے لیا ہے۔ اور میں کوئی چیز نہیں ملی۔ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت پر مبعوث کیا۔ تو ہمارے دادا ابو طالب نے آپ کی جان و مال سے ہمہ ردی اور مدد کی۔ تمہارے باپ اور ابوہریرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ ابوہریرہ پر تو شایین مسدود رہے۔ تمہارا باپ (عباس) سرکشیاں دکھاتا رہا۔ جنگ بدر میں ایک لشکر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آگیا اور خود مقدمہ پیش میں تھا۔ سواروں اور پیادوں کے ساتھی بنے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی۔ تمہارے باپ ہمارے آزاد کردہ ہیں۔ اس نے اللہ اور رسول کی خاطر ہرگز جنگ نہیں کی۔ اسی وجہ سے اللہ نے ہم سے اس کا رشتہ اس آیت کی رو سے کاٹ دیا

الذین امنوا ولحمیہا جس دامانکھ من ولایتہم من شئ یہ مرنے والے ہمارے غلام ہیں۔ ہم نے ان کی میراث کو لے لیا ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہیں ہماری مال فاطمہ علیہا السلام۔ جس نے اپنے باپ کا میراث پایا تھا۔

وادلی الارحام بعضہم ادلی بعضی سے فضل بن شاذان نے استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیادہ قریبی کے لئے ولایت مقرر کی ہے۔ علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے سب سے زیادہ مقدم ہیں کیوں کہ امامت رسالت کی شلخ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عباس کی قرابت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ النبی ادلی بالموہنین من الفسہم شی مومنین کی جانی سے ادلی ہیں۔ پہلی آیت میں اولیت کی شرط ایمان اور ہجرت قرار دی ہے۔ عباس بالاجماع مہاجر نہ تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عباس کی نسبت زیادہ قریب تھے۔ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل علم و ادب کی طرف سے تھے۔ عباس باپ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ جو شخص دو اسباب کی وجہ سے قریب ہو۔ وہ ایک سبب والے سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد قریب فاطمہ موجود بھی ہوتی۔ تو علی عباس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکے کے زیادہ حلق وار ہوتے۔

ری تربت تھی۔ اور عباس کی ایک بی بی علی خود بھی دارفنا تھے۔ اور ان کی نندہ اور اولاد بھی وارث تھی۔
 میر۔ اسے ابن عباس ایک مسئلہ بتلیے کہ ایک شخص مر گیا۔ اس نے ایک چچا اور بیٹی چھوڑی اس
 رشت کس طرح تقسیم ہوگی؟

مال دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔

کی کیا وجہ ہے کہ فاطمہ نے میراث رسول پایا اور عباس کو کچھ نہ ملا۔
 نہیں دونوں نے میراث حاصل کی تھی۔

اس کے پاس رسول اللہ صلیم کے ہتھیار و عمامہ و تلوار، انگوٹھی، بخلہ، تازیانہ اور دوسری
 رشت کی موجود ہیں؟

نیز یہ تو میرے پاس موجود نہیں ہیں

وہ نے رسول اللہ صلیم کے ترکے میں سے کیا چیز حاصل کی تھی؟

سے امام احمد بن حنبل حضرت ابو بکر افضل الصحابہ تھے یا حضرت علی؟

ام صحابہ سے افضل ہیں۔ اور علی تمام اہل بیت سے افضل تھے۔

مذہب یہ ہوا کہ آپ نے بیعتیہ کو چچا پر ترجیح دی؟ جس دن رسول اللہ نے مسجد کے

بند کرنے کا حکم دیا تھا۔ تو حمزہ اور عباس نے بھی یہی بات آنحضرت صلیم سے کہی تھی۔

وہ شاہ نے اپنے سرداروں کی موجودگی میں شیخ مفید سے سوال کرتا ہے؟

کہ بنی صلیم کے بعد امام کون تھا؟

ہے جس کی خدمت میں عباس نے عین کیا۔ کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ میں آپ

کرتا ہوں۔ کہ جس سے آپ جنگ کریں گے میں اس سے جنگ کروں۔ اور جس سے

میں اس سے صلح کروں گا۔

ہے؟

السیب میں تمام اعاذیت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس روز آنحضرت صلیم

بیکس نے علی سے کہا۔ اسے بیعتیہ اپنا ہاتھ بڑھائیے میں آپ کی بیعت کرتا

تھے کہ رسول اللہ صلیم کے چہلے پنے بیعتیہ کی بیعت کر لیں۔ پھر آپ کی کوئی

نہیں کرے گا۔

اس کا کیا جواب دیا تھا؟
اب یہ دیا تھا کہ نبی صلعم نے مجھے فرمایا تھا۔ لوگ میرے پاس خود حاضر ہوں یا وہیں کسی کو
بیب تک سب میری بیعت نہ کر لیں۔ اس وقت تک میں تلوار میاں سے باہر نہ نکالوں۔ میں
ہوں۔ کیسے پاس آتے ہیں۔ کیسے کسی کے پاس نہیں جاتا۔ ان باتوں کے باوجود میں سول
کے اسوہ حسنہ پر چلتا ہوں۔

اسطہب یہ نبوا کہ عباس نے علی کی بیعت کی دعوت دے کر غلطی کی تھی۔
عباس نے کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ اس نے ظاہری اسباب پر عمل کیا اور علی کا عمل باطن پر تھا
حق پر قائم تھے۔

نبی کے بعد امام تھے۔ توشیحین اور ان کے ماننے والوں نے غلطی کی۔
غیرہ کو غلط سے بری سمجھتے ہو تو علی اور عباس نے غلطی کی کیوں کہ انہوں نے ابوبکر
ت کرنے سے تباخیر کی۔ اور ابوبکر کی خلافت پر دونوں راضی نہ تھے۔ اور نہ ہی ابوبکر اور عمر
دونوں کو اس بات کا اہل تصور کیا۔ کہ ان کو اپنے امور میں کسی بات میں شریک کر لیں خاص
ورے کے روز حضرت عمر نے ان دونوں کو درخود اعتنا نہ سمجھا۔

بر السلام پر کسی مزاج اور کسی ویک کے پانچ کا عیب لگایا۔ اگر علی عبدالرحمن کی مخالفت کریں تو
بتل کر دیا جائے۔ حق کو عبد الرحمن کے ساتھ گردانا نہ کہ علی کے ساتھ عبد الرحمن کو علی پر
ملت دی۔ منتخب کرنے والی اور منتخب ہونے والی کسی پارٹی نے عباس کو شریک نہ کیا۔ علی عباس
بام بنو ہاشم سے خمس چھین کر فوجی ہتھیاروں اور فوجی کاموں میں صرف کیا۔ اسے بادشاہ آپ خود
ملہ کریں کہ حق کس طرف تھا۔

طالب حسن حسینی فیسی نے کہا

دکان فی الشوری من القوم سنتہ ولحمیلک للعباس ثبہ دخول

ہم نے پچھ آدمیوں کے متعلق تھا۔ عباس کو کسی نے داخل نہیں کیا۔

فہ ابو حفص ولحمیرضہ لہا! اصاب ام اخطای ذال نقول

ابو جعفر عمر نے عباس کو شوریٰ سے باز رکھا۔ یہ ٹھیک کام کیا یا غلط میں اس کے متعلق کیا کہوں۔
غالیوں کی تردید

اللہ تعالیٰ نے کہا لا تغلوا فی دینکم ولا تغلوا علی اللہ الا الحق ینزل من غلو نہ کرد۔ اللہ کے بارے میں حق بات کہو۔ عقل بن یسار سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ دو شخص میری شفاعت میں وارد ہوں گے۔ ایک ظالم امام۔ دوسرا دنیائیں زیادتی کرنے والا اور حد سے زیادہ بڑھنے والا۔ اصیغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے معبود! میں غالیوں سے بڑھتی۔ جس طرح نصاریٰ سے عیسیٰ بن مریم بڑھی ہیں۔ اے معبود! ان کو ہمیشہ ذلیل کرنا۔ اور ان میں سے کسی کی امداد نہ کرنا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرمایا۔ غالی اللہ کی شریر مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو حقیر تصور کرتے ہیں۔ اللہ کے مذہب کی بددینیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ خدا کی قسم غالی یہود نصاریٰ سے زیادہ شرارتی ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بندوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیا۔
ف کتاب نے کہا ہے

لا تدخلن فی حلا الانبیاء کو فی الاصلہ بجهل غلوا
ت کی وجہ سے انبیاء اور اعیانہ کے مرتبہ میں غلو نہ کرتا۔

تسین الذی قال جعلنا کل نبی عدداً
کہنے والے کی بات کو نہ بھولنا کہ ہم نے ہر نبی کا ایک دشمن مقرر کیا ہے۔

برم صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تیری اس آیت میں مثال عیسیٰ بن مریم جیسی ہے۔ ایک قوم نے آپ رکھا۔ تو آپ کے بارے میں افراط سے کام لیا۔ ایک قوم نے آپ سے نفی رکھا۔ تو آپ کے بے نیکی۔ وحی نازل ہوئی۔ دماض بن مریم مثلاً اذا قومك منه يصدون بحوالہ
میں منسل۔

بخشہ مؤلف ابو السعادات۔

اعظ کتاب اشرف نبی صلعم میں کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ف ان يقال قتلک ما قالت النصارى فی المسیح قتلک ایوم فیک مقالة

لَا تَهْرَبُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْأَقْدَرُ وَأَتَرَابُ فَعَلَيْكَ وَفَضْلُ وَضَوْلُكَ يَهْتَفَتُونَ بِهِ
 وَلَكِنْ حَسِبْتُ أَنْ تَكُونَ مِنْهُ وَارِثًا وَإِنْ كُنْتَ مِنْهُمْ فَاعْلَمْ أَنَّكَ مِنْهُمْ وَارِثٌ
 کہ تیرے بارے میں (اے علی) وہ بات کہیں گے جو نصاریٰ عیسے کے بارے میں کہتے ہیں۔ تو میں آج
 کے دن تمہارے متعلق ایک ایسی بات کہتا کہ تم مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے گذرتے تو وہ تیرے
 جوتوں کی مٹی اور تیرے وضو کے پئے ہوئے پانی کو اٹھا لیتے۔ اور اس سے شفا حاصل کرتے۔ لیکن
 (اے علی) تیرے لئے اتنی بات کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تم میری میراث پاؤ
 گے۔ امیرین قہدی میراث لیں گے۔ اس روایت کو ابو بصیر نے امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے
 کتاب الغیہ میں یہ اشعار درج ہیں :-

لَوْلَا خِفَافَةُ مَفْتَرٍ مِنْ أَمْتِي مَا فِي ابْنِ مَرْيَمَ يَفْتَرِي النَّصْرَانِي
 (شاعر رسول اللہ کی زبانی تحریر کرتا ہے) اگر مجھے اپنی امت کے اقرا پر وادوں کا خوف
 نہ ہوتا جس طرح نصاریٰ نے ابن مریم کے بارے میں اقرا پر وادی سے کام کیا۔
 اَعْلَمُ نَبْلِكَ مَنَاقِبًا فِي فَضْلِهَا قَلْبُ الْأَيْبِ يَنْطَلُ كَالْحَبِيرِ أَنْ
 تیری ایسی فضیلت بیان کرتا جس سے ثنائی کا دل حیران اور ششدر رہ جاتا۔
 دِيَسَارِعِ الْأَقْوَامُ مِنْكَ لَا يَخْذُ مَا وَطِئَتْهُ مِنْكَ مِنْ أَشْرَى الْعُقَيَّانِ
 لوگ دوڑ کر تیرے قدروں کی خاک کو اٹھا لیتے۔

مَتَبَرِّكِينَ بِذَلِكَ تَرَامَةُ لَهُمْ شَمُّ الْمَعَاظِ أَيْ مَارِثَمَانِ
 اور اس کو بطور تبرک اور شفا استعمال کرتے۔ آخری شعر اصل کتاب میں اسی طرح واقع ہوا
 ہے۔ آخری مصرعہ کا مطلب مبہم معلوم ہوتا ہے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے۔ غالی۔ غلب
 اول بغض رکھنے والا سب پر روایت بھی آپ سے منقول ہے: میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے
 اقراط سے کام لینے والا محب میرے بارے میں ایسی باتیں بیان کرے گا۔ جو مجھ میں موجود نہیں ہوں گی۔
 اور مجھ سے بغض رکھنے والا شخص اس کو میری دشمنی اس بات پر برا ٹیگھنے کرے گی۔ کہ وہ مجھ پر بہتان
 باندھے۔

عبداللہ بن عثمان کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن سبا نبوت کا مدعی تھا۔ اور اس کا عقیدہ تھا کہ امیر
المومنین خدا ہیں۔ یہ بات امیر المومنین تک پہنچ گئی آپ نے اس کو بلایا اور دریافت کیا اس نے
فرمایا کہ حضرت نے فرمایا تیری ماں تیرا ماتم کرے شیطان نے تجھ پر غلبہ کیا ہے اس عقیدہ سے توبہ
اس نے توبہ کرنے سے انکار کیا آپ نے تین دن کی مہلت دی جب اس نے پھر بھی توبہ نہ
کی تو آپ نے اس کو آگ میں جلا دیا۔

بصرہ کی لڑائی کے بعد ستر جاٹ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کو خدا
تھے۔ آپ کو سجدہ کیا۔ فرمایا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ ایمان نہ کرو۔ میں تمہاری مانند مخلوق ہوں۔
اس نے اس بات کے ماننے کا انکار کر دیا۔ فرمایا میرے بارے میں جو عقیدہ رکھتے ہو۔ اس سے
باؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ انہوں نے حضرت کی بات
حضرت نے ایک گڑھا تیار کرایا۔ اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ جلا دی۔ قبر ایک ایک کو اپنے
پیر اٹھا کر لاتا اور اس کو آگ میں پھینک دیتا تھا۔ پھر حضرت نے یہ اشعار پڑھے۔

فی اذا البصرت امرأ منكرأ اذقت ناراً و دعوت قنبر
ب یس نے ایک ناجائز بات کو دیکھا۔ تو آگ جلا دی اور قبر کو طلب کیا۔

حما حنقرت حقراً فحضر ا وقنبر یخضم خطاً منکراً
میں نے گرے کھڑا اور قبر ناجائز فعل کو لگام دیتا تھا۔
ی نے یہ اشعار بیان کئے ہیں۔

مر غلوانی علی لا ابا لہم وجشمو انفساً فی حیدہ تعباً
تو تم نے علی کے بارے میں غلو سے کام لیا ان کے لئے تباہی ہو۔ انہوں نے آپ کی محبت
فوں کو سخت مصیبت میں ڈالا۔

ا هو اللہ جل اللہ خالقنا من این یكون اسی ام او یكون ایا
نے کہا علی خدا ہیں۔ ہمارا خدا احد و پرتو ہے۔ ان یا باپ سے پیدا شدہ انسان
ہو سکتا ہے۔

احار امور الخلق بینہم اذ کان فی المہد ادخا البطن محتجبا

باقی عبداللہ بن سبا کی کوئی شخص بیان نہیں ہوا بلکہ عثمان علی اور نوامید کی حدیث سزا گئی ہے اس واقعہ کو تراش ہے۔ تفصیل
میں مہری کی کتاب ملاحظہ ہو۔ ۱۲۔ مترجم

نگ میں چلنے کے بعد حضرت نے ایک آدمی کو زندہ کیا جس کا نام محمد بن نصیر نصیری تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس زمانہ میں ظاہر ہوا ہے۔ وہ صرف علی کی ذات ہے۔ نصیری گروہ اپنے آپ کو محمد بن نصیر کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ قوم اباحیہ کہلاتی ہے۔ انہوں نے عبادات اور شرعی امور کو چھوڑ دیا۔ منہیات اور محرمات میں پڑ گئے اور یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہودی حق پر ہیں ہم ان کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہیں۔ نصیرائے حق پر ہیں۔ ہم ان کے ساتھ راہبری نہیں کر سکتے۔

فرقہ سبیعیہ کا رد

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد امت نے امامت کے بارے میں نصی امور اختیار کے متعلق اختلاف کیا۔ جو لوگ نص کے حق میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد امام کے متعلق نص فرمائی ہے مخالف اور موافق دونوں طریقوں سے۔ یہ بات ثابت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ ائمہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتقال کے بعد فرقہ سبیعیہ پیدا ہوا۔ انہوں نے ایسا دعوے کیا جس سے امامت میں تفرقہ پڑا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بعد اپنے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق نص فرمائی۔ اور آپ نے اس بات پر اپنے دونوں بیٹوں اسحاق اور علی کو گواہ کیا۔ اور مندرجہ ذیل حضرات کو بھی گواہ بنایا۔ مفضل بن عمر۔ معاذ بن کثیر۔ عبد الرحمن بن سراج۔ بن عمار۔ یعقوب سراج۔ حران بن اہین۔ ابو بصیر۔ داؤد رخی۔ یونس بن علیان۔ یزید بن سبط، سیماں بن خالد اور صفوان جمال۔ اور اس بات پر کتابیں گواہ ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس فتنہ کے بارے میں آگاہ فرمایا تھا کہ یہ فتنہ آپ کی موت کے بعد ظہور پزیر ہو گا اور آپ نے اسماعیل کی موت کا اعلان کیا آپ کو غسل دیا کفن بنایا اور آپ کو دفن کیا۔ اور یہ جتنے آپ کے جنازے کے ساتھ چلے۔ اور اسماعیل کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے عکاشہ بن محض اسدی کو بیہوشی کے گھر میں ایک نوٹڈی کی خریداری کی روایت کیا۔ حضرت نے نوٹڈی کے اوصاف بتا دیئے تھے۔ اور آپ اسے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خاطر خریدنا چاہتے تھے۔ جب عکاشہ دلال کے پاس آیا۔ تو اس نے کہا کہ میں تو اسے ستر دیناروں سے کم قیمت پر نہیں بیچوں گا۔ اس نے قبیل کو کھولنا چاہا۔ عکاشہ نے کہا اس کو مست کھولو۔ اس میں اتنی رقم ہوگی۔ جس کا تم مطالبہ کرتے ہو۔ جب اس نے قبیل کو کھولا تو اس میں اتنی ہی رقم موجود تھی۔ راوی کا

بیان ہے کہ حضرت لونڈی کو امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس لائے۔ اور لونڈی سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے عرض کیا۔ میرا نام حمیدہ ہے۔ آپ نے فرمایا تم دنیا میں حمیدہ ہو۔ اور آخرت میں تمہارا نام محمود ہے۔ حمیدہ گھر سے مہونے کی طرح میل سے پاک و صاف تھی ہمیشہ فرشتے اس کی نگہبانی کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ کی کرامت کے ساتھ میرے پیروں کی گئی۔ اور میرے بعد عتبت خدا کے حوالے ہوئی۔ حضرت نے اس سے سوال کیا کہ تم کنواری ہو یا عیسیٰ؟ عرض کیا کہ میں کنواری ہوں۔ فرمایا۔ تم دلاہوں کے ہاتھ میں کنواری کیسے رہ گئی۔ فرمایا۔ اگر کوئی دلال بیلا زادہ کرتا تھا تو اس کے منہ پر ایک بزرگ تھپڑ مارتا تھا۔ اور وہ مجھے چھوڑ دیتا تھا۔ جب حمیدہ کو ایک سوداگر نے خریدا۔ تو اہل کتاب کی ایک عورت نے کہا کہ غریب تم سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا۔ جو روئے زمین پر مخلوق سے زیادہ عزت والا ہوگا۔

ابن بابویہ اپنے استاد سے منصور بن عازم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ابو عبد اللہ علیہ السلام کے ساتھ دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور حضرت کے ساتھ آپ کا بیٹا اسماعیل بھی موجود تھا۔ اس دوران میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام گزرے۔ اور آپ بھی پچھے تھے۔ تو آپ کو دیکھ کر جناب اسماعیل نے کہا جلالی میں لونڈی کے فرزند سبقت لے گئے۔

ابن بابویہ اپنے استاد سے ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اسماعیل کو ایک خراب نوش قوم کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں اس حالت کو دیکھ کر غمگین صورت میں باہر نکلا۔ میں خانہ کعبہ میں حجر اسود کے پاس آیا۔ تو اسماعیل کو خانہ کعبہ پرکڑے ہوئے روتے دیکھا۔ اور اسماعیل کے آنسوؤں سے خانہ کعبہ کے غلاف کا پردہ بھیگ گیا ہے۔ میں نے اس بات کا ذکر ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے فرزند کو شیطان نے مبتلا کر رکھا ہے شیطان اس کی صورت میں آگیا ہے روایت ہے کہ شیطان نبی اور وحی کی شکل میں نہیں آسکتا۔

زرادہ بن اعین سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے داؤد بن کثیر بن جمران بن عین اور ابو بصیر کو بلایا۔ اور مفضل بن عمر بھی ایک جماعت کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ کل تیس آدمی ہو گئے تھے حضرت نے داؤد سے فرمایا۔ اسماعیل کا چہرہ کھو لو۔ آپ نے اس کا چہرہ کھولا۔ فرمایا اسے داؤد غور کرو۔ اور اچھی طرح دیکھو کہ اسماعیل زندہ ہیں یا مر گئے ہیں۔ عربی کیسا ہو گئے ہیں۔ حضرت ہنسی ہنسی ایک ایک آدمی کو دکھاتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے آخری آدمی کو دکھا دیا۔

فرمایا اے مجھ کو گواہ رہنا پھر حضرت نے غسل اور تحنیز کا حکم دیا۔ مفضل سے فرمایا کہ اس کے چہرے سے کپڑا ہٹا دو۔ اس نے کپڑا ہٹا دیا۔ فرمایا زندہ میں یا مر گئے ہیں۔ تم تمام اس کو اچھی طرح دیکھ لو۔ سب نے کہا اے آقا وہ تو مر چکے ہیں۔ فرمایا تم اس بات کے گواہ رہنا۔ تم نے اچھی طرح تحقیق کر لی ہے۔ عرض کیا ہاں اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ ان لوگوں کو حضرت کے اس فعل سے تعجب ہوا۔ فرمایا اے اللہ! ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ پھر حضرت اس کو قبر کے پاس لے آئے۔ اور اس کو حجر میں رکھ دیا۔ فرمایا اے مفضل! اس کے چہرے سے کپڑا ہٹا دو۔ اس نے کپڑا ہٹا دیا۔ آپ نے فرمایا تم تمام لوگ دیکھ لو۔ اسماعیل مر گئے یا زندہ ہیں انہوں نے کہا اے اللہ کے ولی وہ تو مر گئے ہیں۔ فرمایا اے اللہ! گواہ رہنا۔ عنقریب باطل پرست شک میں پڑ جائیں گے۔ اور پچھائیں گے کہ اللہ کے نور کو بچھا دیں آپ نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ فرمایا واللہ متعہ نورہ ولو کرہ المشرکون اور اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا۔ اگرچہ کافر چین چین ہوتے رہیں گے۔ حضرت نے اسماعیل پر مٹی کو ڈالا۔ اور اپنے قول کا اعلاوہ فرمایا۔ کفن دیا ہوا محفوظ کیا ہوا۔ اس قبر میں دفن شدہ میت کون ہے؟ ہم نے عرض کیا آپ کے فرزند اسماعیل ہیں۔ فرمایا اے لوگو! گواہ رہنا پھر حضرت نے امام موسیٰ کاظم کے دست اقدس کو پکڑ کر فرمایا۔ یہ حق ہے۔ حق اس کے ساتھ ہوگا۔ اور اس سے وہ حق پیدا ہوگا۔ جس کو اللہ تعالیٰ زمین اور زمین پر رہنے والوں کا وارث بنائے گا۔

عبداللہ نے کہا کہ جب اسماعیل بن جعفر کا انتقال ہو گیا۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اے لوگو! یہ دنیا بھائی کا گھر ہے۔ التوا کا گھر ہے استوا کا گھر نہیں ہے۔ پھر آپ نے ابو نوح اش کا یہ شعر بطور تشیل کے پیش کیا ہے

فلا تحسبن انی تناسیت عہدہ ولكن صبری یا اصمیم جمیل

اے اہم یہ خیال نہ کرو۔ کہ میں اپنا وعدہ بھول گیا ہوں میں تو صبر کر رہا ہوں۔

کھس اپنی حیدر میں بیان کرتے ہیں۔ جب اسماعیل کو موت آئی۔ تو آپ کے پاس ابو عبد اللہ علیہ السلام موجود تھے۔ آپ نے کچھ گنگو کے بعد اسماعیل کے کفن کے کونوں پر یہ عبارت تحریر کی اسماعیل شہد ان لا الہ الا اللہ اسماعیل گوہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے اپنے ایک شیخ کو لایا۔ اور آپ کو کچھ

دوسرے عطا کئے اور اس کو حکم دیا۔ کہ وہ آپ کے فرزند اسماعیل کی طرف سے جا کر حج ادا کرے۔ اور اس سے فرمایا۔ جب تو اسماعیل کی طرف سے حج کر لو گے۔ تو تمہیں نو چھ توابع ملے گا اور اسماعیل کو ایک چھتہ۔

خارجیوں کا رد

حلیۃ الاولیاء میں ابو حیان سے روایت ہے۔ کہ علی بن ابی طالب نے فرمایا۔ لوگ حکیم کے بارے میں مجھ پر عجیب جوئی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے پرندے کے بارے میں دو حکم مقرر کئے ہیں۔

ابن عباس کا خارجیوں سے مناظرہ۔

ابو عبد اللہ بن بطلان سے روایت ہے۔ کہ ابن عباس سے خارجیوں کی ایک جماعت نے مناظرہ کیا۔ ابن عباس نے دریافت کیا۔ کہ تمہیں امیر المؤمنین کی ذات پر کیا اعتراض ہے؟ انہوں نے کہا تین اعتراض ہیں (۱) اللہ کے دین کے بارے میں حکم مقرر کیا۔ اس لحاظ سے کافر ہو گئے (۲) آپ نے جہاد کیا لیکن مال غنیمت نہ لیا اور نہ ہی کسی کو قیدی بنایا۔ (۳) اور اپنے نام سے لفظ 'امیر المؤمنین' مٹا دیا تھا۔ ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کو حکم بنایا ہے جیسا کہ شکار کے قتل کے بارے میں فرماتا ہے: حکم یہ ذواصل منکم اور عیال بیوی کی اصلاح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فان خفتہم شفاق بینہما فالیشوا حکما من اہلہ و حکما من اہلہا اور تمہارا یہ اعتراض کہ آپ نے جہاد کیا اور نہ مال لیا اور نہ ہی کسی کو گرفتار کیا۔ تم اپنی مال عاشرہ کو گرفتار کر دو گے جو دوسری سے حلال تصور کرتے ہو۔ اگر تم نے وہ بات کی تو کافر ہو جاؤ گے۔ کیوں کہ وہ تمہاری مال ہیں۔ اگر تم کہو کہ وہ ہماری مال نہیں تو تم نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تکذیب کی۔ وازواجہ امہاتکم نہی عن تمہاری مالیں ہیں۔ اور تمہارا یہ اعتراض کہ آپ نے اپنے نام سے لفظ 'امیر المؤمنین' مٹا دیا تھا۔ تو تمہیں معلوم ہے کہ جب سہیل بن عمرو اور ابوسفیان حدیبیہ کے وفد صلح کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اے علی! لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے۔ ابوسفیان وغیرہ نے اس بات پر اعتراض کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نام سے لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹا دیا تھا۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ہیں۔ یہ رسول اللہ کے لفظ مٹانے سے رسول اللہ کی موت ہے خارج نہیں ہوتے تو لفظ 'امیر المؤمنین' مٹانے سے علی امامت سے کیسے خارج ہو جائیں گے عبد اللہ بن عباس کے مناظرہ کی وجہ کافی لوگ اپنے عقیدے سے باز آ گئے تھے۔

اس سے کسی وی چیز حلال تصور کر دیجئے۔

عبد اللہ بن ابی اسحاق اور ہشام بن حکم نے خلیفہ ہارون رشید کے سامنے مناظرہ کیا۔
ہشام - خواجه کا ہمارے خلاف کوئی مسئلہ نہیں ہے۔
ابن - یہ کیوں کہ؟

ہشام - تمہاری لوگ جو چاہیں نے ہمارے ساتھ حضرت علی کی ولایت عدالت - خلافت امامت اور فیصلت
پر اتفاق کیا تھا۔ پھر تم حضرت سے دشمنی کی وجہ سے ہم سے نکل گئے۔ اور آپ سے اظہار بیزارگی کیا۔
ہم اپنے اصل پر قائم ہیں اور تمہاری گواہی اس پر موجود ہے۔ تمہارا اختلاف ہمارے مذہب میں کوئی
قصص نہیں دیتا۔ تمہارا دعویٰ ہم پر رجعت نہیں ہے۔ اختلاف اتفاق کا مقابلہ نہیں کر سکتے دشمن
کی گواہی دشمن کے حق میں مقبول ہوتی ہے اور دشمن کی مخالف گواہی مردود ہوتی ہے۔
یہ بھی بنی خالد فیصلہ کا وقت قریب آگیا۔ اور وہ الود گفت گو کی ضرورت ہے۔

ہشام جب کلام اس جوتک پہنچ جائے جو افہام کو سمجھنے میں مشکل معلوم ہوتی ہو۔ تو انصاف کا تقاضا ہے۔
کہ تحقیق کے درمیان کوئی واسطہ ہونا چاہیے۔ جو ثالث کے طور پر ان باریک احمد کا فیصلہ کرے اگر ثالث
میرے اصحاب میں سے ہوگا تو وہ فیصلہ میرے لئے ناقابل قبول ہوگا۔ اگر ثالث میرے اصحاب میں سے
ہوگا تو وہ فیصلہ میرے لئے ناقابل عمل ہوگا۔ اگر ثالث ہم دونوں کے مخالف ہوگا تو اس کا فیصلہ نہ میرے
لئے اور نہ ہی تیرے لئے واجب العمل ہوگا۔ اس کی بہتر صورت یہی ہے کہ ایک آدمی میری طرف
سے ہو اور ایک آدمی تیری طرف سے ہو۔ وہ بطور ثالث کے فیصلہ کریں جو فیصلہ قابل قبول ہوگا۔
ابن - اہل یہ رائے مناسب ہے میں اس پر مدہنی ہوں۔

ہشام - فیصلہ ہو گیا اور جھگڑا ختم ہو گیا۔ اس شخص نے حکم کو اوروں میں ملن لیا۔ یہ خارجی لوگ ولایت امیر المومنین
پر حملے ساتھ ہے حتیٰ کہ حکم کا قصہ و پیش ہوا۔ انہوں نے حکم سے انکار کر دیا۔ اور حضرت کی تکفیر
کے قائل ہو کر گمراہ ہو گئے۔ یہ شخص دو مختلف مذہب لوگوں کے فیصلہ پر راضی ہو گیا۔ ان میں ایک شخص حضرت
کی طرف متوجہ ہے۔ دوسرا آپ کو عادل مانتا ہے۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے۔ تو حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام
امامی بالاصواب خلافت کے اہل ہیں۔ اگر یہ بات غلط تھی تو اس نے حضرت پر کفر کا فتوے لگا کر ہمارے
جان کو رنج دی۔ اب فوراً طلب معلوم حضرت کے کفر اور ایمان کے بارے میں ہوا نہ کہ حضرت کے کفر
کے متعلق۔ خلیفہ ہارون رشید نے اس بات کو مستحسن قرار دیا۔ اور ہشام کو انعام دینے کا حکم دیا۔

(مومن طاق اور ضحاک شادی کا مناظرہ)

مومن طاق - اے ضحاک! تم علی بن ابی طالب سے کیوں بیزاری کرتے ہو۔ اور آپ کا خون پہاڑ کیوں حلال جانتے ہو؟

شحادی - علی نے دین کے معاملہ میں حکم مقرر کیا۔

مومن طاق - ہر وہ شخص جو اللہ کے دین میں حکم مقرر کرے۔ اس کا خون پہاڑ حلال ہے۔
شحادی - بالکل جائز ہے۔

مومن طاق - تم مجھے اپنے مذہب کے بارے میں آگاہ کرو میں اس کے متعلق تم سے مناظرہ کیوں گا۔ اگر تمہاری دلیل میری دلیل پر غالب آگئی تو میں تیرے مذہب میں داخل ہو جاؤں گا؟
شحادی - دوستی رائے کا فیصلہ کون کرے گا۔ لہذا اس بارے میں ایک حکم عالم کا فیصلہ کرنے کے لئے ہونا ضروری ہے؟

مومن طاق - اے شخص! تم نے اپنے دین کے معاملہ میں حکم کا فیصلہ منظور کر لیا ہے؟
شحادی - ہاں مجھے حکم کا فیصلہ منظور ہے۔

مومن طاق - شادی کے اصحاب سے مخاطب ہو کہ تمہارے ساتھی نے اللہ کے دین میں حکم مقرر کرنا منظور کر لیا ہے۔ اب تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟
انہوں نے حکواریں مار مار کر ضحاک شادی کو قتل کر ڈالا۔

سوالات و جوابات

۱۔ کن وجوہ کی بنا پر حضرت امیر المومنین نے خلیفہ بن جانے کے بعد فدک کو چھوڑ دیا تھا؟
۲۔ باقر علیہ السلام - امیر المومنین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو عقیل نے فروخت کر دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اپنا گھر کیوں نہیں بیچ کر لیتے؟ فرمایا کیا عقیل نے ہمارا گھر چھوڑ دیا تھا۔ ہم لوگ اہل بیت جو چیز ہم سے بذریعہ ظلم سے لائے۔ ہم اس کو واپس نہیں لیتے۔

۳۔ حدیث میں آیا ہے کہ ظالم اور مظلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مظلوم کو ثواب اور ظالم کو عذاب دیا ہے۔)

مزارہ شام سے اگر حضرت علی وصی رسول ہوتے تو رسول اللہ کی وفات کے بعد لوگوں کو اپنی طرف بلاتے
 ہشام بن حکم یہ بات حضرت علی پر واجب نہیں تھی۔ کیوں کہ رسول اللہ نے یوم غدیر اور یوم تبوک اور دونوں
 موقعوں کے علاوہ لوگوں کو علی کی المصنعت اور خلیفہ کی دعوت دی تھی۔ لیکن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات
 کو قبول نہ کیا۔ اگر رسول کی دعوت کے بعد بھی علی کے لئے لوگوں کو بلانا ضروری تھا۔ تو حضرت آدم کے
 لئے بھی جائز تھا کہ وہ ابلیس کو اپنے سجدے کی طرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے بعد بلاتے۔ حضرت علی
 نے اس طرح صبر کیا جس طرح اولو العزم رسولوں نے صبر کیا۔

بلو خیفہ (مومن طاق سے) اگر خلافت علی کا حق تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ نے اس کو
 کیوں نہ طلب کیا؟

حق طاق۔ حضرت کو اس بات کا خوف تھا کہ کہیں جن دمراد کوئی انسان آپ کو اس طرح نہ قتل کر دے
 جس طرح لوگوں نے (مہنگام سقیفہ کے وقت) مغیرہ بن شعبہ کے سامنے سعد بن عبادہ کو قتل
 کر دیا تھا۔ علی بن میثم سے سوال کیا کہ حضرت علی نے ان لوگوں سے جہاد کیوں نہ کیا۔ آپ نے
 کہا کہ حضرت اسی طرح باولسہ جس طرح ہارون سامری سے ہار رہا۔ حالانکہ بنی اسرائیل نے گنہگار
 ہو کر شروع کر دی تھی۔ کہا گیا ہارون تو کمزور تھے۔ کہا حضرت بھی ہارون کی طرح کمزور تھے۔ ہارون
 نے کہا یا بنی امیہ ان القوم استضعفونی اور نوح کی طرح کمزور تھے۔ نوح نے کہا انی مغلوب
 ہوں۔ جس طرح لوط کی طرح کمزور تھے اس نے کہا لو ان لی بکھ قوۃ او آدی انی دکن شدید
 انکم اس طرح بے بس تھے جس طرح موسیٰ اور ہارون بے بس تھے۔ اور موسیٰ نے کہا رب
 یتک الا نفسی و اخی اے مجھ و میں تو اپنی ذات اور اپنے بھائی پر صرف قدرت رکھتا ہوں
 کہنے اس مطلب کو امیر المؤمنین کے زبان سے اخذ کیا ہے۔ امیر المؤمنین سے سوال کیا گیا کہ آپ
 نے خلافت کے خلاف کے بارے میں کیوں جھگڑا نہ کیا؟ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔
 مجھ کے اسوہ حسنہ پر عمل کیا ہے۔ پہلے حضرت ابراہیم ہیں۔ آپ نے کہا تھا۔ داعی اللہکما
 من دون اللہ اگر تم کہو کہ ابراہیم نے خوشی سے ان سے کنارہ کشی کی تھی تو تم کافر ہو گئے۔
 لیکن وجہ سے ایسا تھا تو وصی اس سے زیادہ مجبور تھے۔ اور لوط نے کہا۔ لو ان لی بکم
 قوۃ انی دکن شدید اگر تم کہو کہ لوط کو ان پر قدرت تھی تو تم کافر ہو گئے۔ اور کہو کہ اس

مطانت نہیں تھی۔ تو دمی رسول اس سے زیادہ مجبور تھے۔ یوسف نے کہا۔ رب المسبین احب الی
 مساید عونی الیہ اگر تم کہو کہ قید خانہ کی خواہش کی مجبوری کے بغیر کی تھی۔ تو تم کافر ہو گئے مگر تم
 ہو۔ کہ یوسف کو اس چیز کی طرف بلا یا گیا جس سے اللہ ناراض ہوتا تو دمی اس سے بھی زیادہ مجبور تھے۔
 یوسف نے کہا فردت منکم لمن خفتکم اگر تم کہو کہ موسیٰ سے بغیر خوف کے بھاگ گئے تھے تو تم کافر
 ہو گئے اگر تم کہو کہ موسیٰ لوگوں کے بڑے اداوے کی وجہ سے بھاگ گئے تھے تو دمی اس سے
 بھی زیادہ بے بس تھے۔ میں نے ہارون کی تاسی کی جبکہ اس نے اپنے بھائی کے کہا۔ یا ابن ام
 ان القوم استغفونی دیکھا دیا قتلونی اگر تم کہو کہ قوم نے ہارون کو کمزور نہیں کر دیا تھا۔ اور آپ
 کے قتل پر کفارہ نہیں تھے۔ تو تم کافر ہو گئے۔ مگر تم کہو کہ آپ کو قوم نے کمزور کر دیا تھا اور آپ کے قتل
 پر کفارہ تھے۔ اس لئے آپ ان سے خاموش رہے تو دمی اس سے بھی زیادہ مجبور اور بے بس تھے۔
 میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کیا۔ آپ غار کی طرف بھاگ گئے تھے۔ اور مجھے اپنے
 بستر پر بٹا دیا تھا۔ اور میں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان بخش دی تھی۔ اگر تم کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی
 خوف کے بھاگ گئے تھے۔ تو تم کافر ہو گئے۔ اگر تم کہو کہ کفار مکہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف تھا۔ اور بھاگے
 بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا۔ تو دمی اس سے زیادہ مجبور اور بے بس تھے۔ لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین
 آپ نے سچ فرمایا۔

کتاب نوح ابلاغ میں حضرت کا ایک خطبہ درج ہے۔ میں نے غور کیا۔ مجھے میرے اہل بیت کے سوا
 کوئی مددگار نہ ملا۔ مجھے ان کی موت کا خوف تھا۔ پیری آنکھوں میں خوں و خاشاک تھے۔ اور گھر میں
 چھوٹا گیا تھا۔ اور میں میرے کوڑے گھونٹ پی رہا تھا۔ جو میرے لئے اندران سے بھی زیادہ کوڑے تھے۔
 کتاب الفضائل میں ابوبالکوت کے ضمن میں تحریر ہے کہ امیر علیہ السلام نے فرمایا میں موسیٰ کے
 اسوہ حسنہ اور اپنے خلیل کی سیرت پر عمل کروں گا۔ کتاب خدا میں جو کچھ موجود ہے وہ میرے لئے درس عبرت
 کے لئے کافی ہے۔ اور جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے و بیعت کی ہے۔ اس میں وہاں موجود ہے جس چیز
 میں نے جانا وہ میری بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اگر ان لوگوں نے میری تکذیب کی ہے۔ تو لوگوں نے
 مجھے پہلے حق کی تکذیب کی تھی۔ اگر میرا اس معاملہ میں امتحان لیا گیا تو میری سیرت ایک روشن دلیل اور
 میرے راستے کا کام دے گی۔ جو شخص میری سیرت پر چلے گا نجات پائے گا۔ میں اس روش پر چلتا ہوں۔

میں ہرگز کتاب خود کو ضائع نہیں کروں گا۔ اور نہ اپنے ابن عم کے عہد کو پامال کروں گا۔

محمد بن سلام نے بیان کیا کہ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مجھ پر اس قدر مصائب ٹوٹ پڑے جتنے پہاڑوں پر پڑتے۔ تو وہ ان کو نہ اٹھا سکتے۔ اگر ان سختیوں کو پہاڑ اٹھاتے تو میں مزدرا اٹھا لیتا۔ میں نے اپنے اہل بیت کو غصہ کی حالت میں دیکھا جس کا غصہ قابو سے باہر تھا۔ اپنے نفس پر ضبط نہیں کر سکتے تھے۔ اور جو مصیبت ان پر نازل ہوئی تھی۔ وہ ان کے برداشت سے باہر تھی۔ ناراہنگی نے ان کے صبر کو زائل کر دیا تھا۔ اور ان کی عقل کو منطرح کر دیا۔ ان کی فہم و فہیم بات چیت اور سننے کی قوت کے درمیان پردہ حائل ہو گیا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صبر سے کام لیا۔ اور سبب یہنا لازم تصور کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی تجویز و تکفین کے متعلق جو حکم دیا تھا اس میں مصروف ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان خونخوار مومن فقہی علیہ مومن نے صرف ایک آدمی کو ذلح کے طور پر قتل کیا تھا اور اس کو شہر میں خوف لافظ ہو گیا۔ فخرج منها خائفاً خوف کے بارے میں سے نکل گئے تھے۔ نفرت منکر ملا خفت کحرب مجھے تم سے خوف ہوا تو میں تم سے بھاگ گیا تھا رب اتی قتلت منهم معبودا میں نے ان کا ایک آدمی قتل کر دیا ہے۔ رب انی اخاف اے معبود میں ان سے ڈرتا ہوں۔ علی کہ ان لوگوں سے خوف کیوں نہ لافظ ہو کیوں کہ میں نے ان کا خون بہایا۔ اور انہیں فنا کے گھاٹ اتارا۔ اور ان کو قید کیا۔ میں نے چھوٹے بڑے قبیلہ کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کیا۔

جب امیر المؤمنین علیہ السلام گھر میں بیٹھ گئے اور لوگوں نے کوئی تعرض نہ کیا۔ تو آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی آپ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد ہے (اے علی) قوم تیرے ہر کو توڑ دے گی۔ اور خلافت کے بارے میں تیرے ساتھ زیادتی کرے گی۔ تم میرا واجب جانتا آخر کار امر تیری طرف ہونے لگا۔ عنقریب یہ لوگ تیرے ساتھ بے وفائی کریں گے۔ تم میری ملت پر زندگی بسر کرو گے۔ اور میری سنت پر قتل ہو گے۔ جس نے تجھے دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ تیری یہ ٹواڑھی عنقریب تیرے سر کے خون سے خضاب ہوگی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا کہ علی کو کس چیز نے چاہ کرنے سے منع کیا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کتاب اللہ کی ایک آیت نے منع کیا تھا۔ لوتزایلو العذابا الدین کھڑا

منہم عن ابا ایمنہ اللہ تعالیٰ نے کچھ مومنین کو کفار اور منافقین کی پشتوں میں ودیعت کر رکھا ہے
 علی نے ان لوگوں سے اس وقت تک جہاد نہ کیا جب تک وہ دینے والے ان کی پشتوں سے باہر نہیں آ
 گئیں۔ جب وہ ان کی پشتوں سے باہر آ گئیں۔ تو علی نے جہاد کیا اور ان لوگوں کو قتل کیا۔

نور الدین ابن عیینہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ امیر
 المومنین علیہ السلام نے اپنی ذات کی طرف لوگوں کو کیوں نہ بلایا۔ اور اپنے دشمنوں کے خلاف تلوار قبول نہ
 اٹھائی؟ فرمایا۔ آپ کو اس بات کا خوف تھا کہ کہیں یہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ اور اس بات کی بھی گواہی
 نہ دیں کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔

صدیق بن مسلم نے عمر بن قیس حاضر سے سوال کیا کہ حضرت علیؑ اپنے گھر میں کیوں بیٹھ گئے؟ کہا علیؑ
 اس اُمت میں اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کی طرح رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فریضہ کو امت تک پہنچا دیا تھا۔ فرائض پر یہ بات واجب نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف
 بلالیں۔ بلکہ لوگوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ فرائض کی بات کو قبول کریں۔ علیؑ ہارون سے بھی زیادہ
 معذور تھے۔ جب موسیٰ میقات کی طرف تشریف لے گئے۔ اور ہارون سے فرمایا۔ میری قوم میں میرے
 خلیفہ بن جاؤ۔ اور فسادوں کے راہ کی پیروی نہ کرنا۔ اور آپ کو ان کا نگران مقرر کیا تھا۔ اللہ کے نبی محمد
 نے اس اُمت میں علیؑ کو علم مقرر کیا تھا۔ اور لوگوں کو علیؑ کی طرف بلایا تھا۔ جب لوگوں نے علیؑ کی بات ماننے
 سے انکار کیا تو آپ اپنے گھر میں بیٹھ گئے وہ لوگ ایک نقصان میں پڑھ گئے۔ علیؑ کو اس منصب
 سے نکالی دیا جس میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس جواب
 کو اچھا سمجھا۔

امیر المومنین علیہ السلام سے ان دونوں دشمنین کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں
 لوگوں میں اس شخص کی مانند تھا جس کا ان پر حق ہو۔ اگر وہ اس کو جلد ادا کر دیں تو ان کی تعریف کرے اگر وہ
 تاخیر کریں۔ تو ان کو غیر پسندیدہ قرار دے۔ میں لوگوں میں اس شخص کی طرح تھا۔ جو ان کو آسانی کی طرف
 بلائے۔ اور لوگ اس کی اس بنا پر تحقیر کریں کہ اس سے ہدایت حاصل کرنے والے کم ہیں۔ اگر میں خاموش
 رہا۔ تو مجھے معاف کر دو۔ شورش کے بعد امیر علیہ السلام نے عبد الرحمن بن عوف سے فرمایا۔ ہمارا حق ہے
 اگر دینے دو گے تو ہم لے لیں گے۔ اگر منع کر دو گے۔ تو اونٹ پر سوار ہو کر کہیں دور نکل جائیں گے۔

ایک حکم نے سوال کیا کہ آپ نے اولین میں کیوں جہاد نہ کیا۔ اور آخرین سے کیوں ٹوٹے۔ تو ایک جواب دینے والے نے جواب دیا کہ رسول اللہ پہلے کیوں نہ لڑے۔ اور شعب ابوفہب اور قبا میں کیوں نہ لڑے۔ اور اس کے بعد لڑے؟

ابوہریرہ بن عبد اللہ بن شریک سے سوال کیا جب امیر المؤمنین نے لوگوں کو جنگ جمل کے لئے لشکر جمع کیا تو وہی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرو۔ اور زخمی کو کچھ نہ کہو۔ اور جو اپنا دروازہ بند کرے وہ امان میں ہے۔ جب صفین کی لڑائی کا روز ہوا۔ تو آپ نے بھاگنے والوں کو قتل کیا۔ اور زخمی پر سختی کی۔ آپ کے اسی دونوں بھائیوں میں تضاد برپا جاتا ہے۔ عبد اللہ نے کہا کہ جمل والوں نے طلحہ اور زبیر کو قتل کر دیا تھا۔ بلکہ جنگ صفین میں معاویہ بن حویرہ موجود تھا۔ اور ان لوگوں کا قائد ادھر سردار تھا۔

ایک تاصبی نے مومن طاق سے سوال کیا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام شیخین کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرتے تھے۔ آپ اس معاملے میں جھوٹے تھے یا سچے؟ مومن طاق نے کہا کہ مجھے ان دو فرشتوں کے متعلق آگاہ کرو۔ جو حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس تین سو بکریاں ہیں۔ اور میرے پاس ایک بکری ہے۔ کیا یہ بات جھوٹی تھی یا سچی؟ تاصبی خاموش ہو گیا۔

سیمان بن جریور نے ہشام بن حکم سے سوال کیا کہ مجھے علی کے اس قول کے بارے میں آگاہ کرو۔ جو ابوبکر کو یا خلیفہ رسول کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ اپنے اس قول میں سچے تھے یا جھوٹے؟ ہشام نے کہا اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آپ ایسا کہتے تھے؟ اگر بالفرض کہتے بھی تھے تو اس کہنے کو ایسا سمجھو جیسا کہ حضرت ابراہیم نے کہا اے سقیم۔ میں بیمار ہوں۔ (حالانکہ بیمار نہ تھے)۔ پس فعلہ کبیر ہمد۔ بتوں کو ان کے بڑے بت نے توڑا ہے۔ (حالانکہ ابراہیم نے خود بت توڑے تھے) یا جس طرح حضرت یوسف نے کہلویا تھا۔ ایقما العیون انکم لسا رعون اے قافلے والو! تم خود ہو۔ (حالانکہ وہ چور نہ تھے)

ابو عبیدہ معمر بن جحش نے ہشام بن حکم سے سوال کیا کہ ہمارے عقیدہ کے درست ہونے اور تمہارے عقیدہ باطل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ہماری تعداد زیادہ ہے۔ اور تمہاری تعداد کم ہے۔ حالانکہ علیؑ اور آپ کے ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ ہشام نے کہا۔ تو نے ہم پر چوٹ نہیں کی۔ بلکہ حضرت نوحؑ نبی پر چوٹ کی ہے۔ حضرت نوحؑ عیہ السلام اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال رہے۔ اومان کو دن رات نجات کی

طرف بھاگتے رہے۔ آپ پر صرف چند لوگ ایمان لائے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں نے اہل بصرہ کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے جو سلوک مکہ والوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

سائل۔ ر علی بن شیم سے سوال کرتا ہے یہ بتائیے کہ علی نے قوم کے پیچھے نماز کیوں پڑھی تھی؟
علی۔ آنحضرت ان لوگوں کو بمنزل ستون سمجھتے تھے،

سائل۔ جب عثمان کی خلافت کو حق نہیں پہانتے تھے۔ تو اس کے سامنے ولید بن عقبہ کو منرا کیوں دی؟
علی۔ آپ امام تھے۔ آپ کو حق تھا۔ کہ عزم کو منرا دیتے۔

سائل۔ جب ابوبکر اور عمر کو خلیفہ برحق نہیں جانتے تھے۔ تو ان کو مشورہ کیوں دیا؟

علی۔ آپ کا امام ہونے کی حیثیت سے فرض تھا کہ احکام الہیہ کو لوگوں کے سامنے بیان کریں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے امن عامہ کے پیش نظر شاہ مصر کو مشورہ دیا تھا۔
سائل۔ مشورے کے روز گھر میں کیوں بیٹھ گئے تھے۔

علی۔ اتمام حجت کے لئے اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اگر قوم نے انصاف سے کام لیا۔ تو آپ سب پر غالب آئیں گے۔ اگر حجت ثابت ہو جائے گی۔ تو آپ کا حق آپ کو مل جائے گا۔ اس روز امیر المومنین مکان مشورے کے دروازے میں اس لئے داخل ہوئے تھے۔ کہ اگر انصاف سے کام لیا گیا تو مجھے میرا حق مل جائے گا۔ انہوں نے آپ سے مشورہ نہ کیا۔

ایک سائل۔ (شیخ مفید سے) یہ فرمائیے حضرت علی نے ان لوگوں کے عطیات کیوں قبول کئے اور ان کے پیچھے نماز کیوں پڑھی ان کی گرفتار کی ہوئی عورتوں سے نکاح کیوں کیا۔ اور ان کی مجالس میں فیصلے کیوں کئے۔

شیخ مفید۔ عطیات اس لئے قبول کئے کہ یہ آپ کا حق تھا۔ اور نماز اس لئے پڑھی کہ آپ امام تھے، جو شخص آپ کے آگے بڑھ کر نماز پڑھے گا۔ اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اب وہ فقیہ کینز سے نکاح کا معاملہ نوشیعوں نے اس بات کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا۔ حنفیہ جن کے بابو سے میں تمہارا خیال ہے۔ کہ حضرت نے پہلے اس کی شادی محمد بن مسلم حنفی سے کی تھی۔ اور اس کی موت کے بعد پھر اس سے خود شادی کر لی تھی۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ حنفیہ قیدیوں میں سے نہیں تھیں یہ ہے کہ جب حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی قید کی ہوئی عورتوں کو واپس کر دیا تھا۔ تو حنفیہ کو واپس نہیں کیا۔

تھا۔ اگر خلیفہ قیدی ہوئیں تو حضرت عمرؓ صرفہ اس کو واپس کر دیتے۔ اگر ہم بالفرض مان بھی لیں۔ تو ہمارا
اعتراض درست نہیں۔ جن لوگوں کو حضرت ابو بکرؓ نے گرفتار کیا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت کے منکر اور کافر تھے۔ ان سے نکاح کرنا ہر مسلمان کے لئے جائز تھا۔ رہا حضرت کے فیصلے کرنے
کا مسئلہ تو اگر حضرت کو قدرت حاصل ہوتی تو آپ ان کو فیصلے کرنے سے روک دیتے۔ آپ امام برحق
تھے۔ اس لحاظ سے فیصلہ کرنا آپ کا حق تھا۔ اور آپ نے فیصلہ کیا۔

کتاب الکر والقرین تحریر ہے کہ لوگوں نے کہا کہ حضرت علیؓ پہلے شخص کا عطیہ کیوں قبول کر لیتے
تھے ظالم کا عطیہ تو ظالم ہی قبول کرتا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ دانیال نبیؑ نجات نصیر بادشاہ کا عطیہ قبول
کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ بدعت درست ہے۔ کہ علیؓ نے پہلے بیعت نہیں کی۔ اور بعد میں بیعت
کی ان میں سے کون سی بات درست ہے۔ کیا دوسرے فعل میں غلطی کی؟ ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے
ایک وقت لوگوں کو اسلام کی دعوت نہیں دی۔ اور دوسرے وقت لوگوں کو دعوت دی ہے ایک
دفعہ جہاد نہیں کیا پھر جہاد کیا ہے ان باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون سا فعل درست تھا

ایک شخص نے علامہ مرتضیٰ سے دریافت کیا۔ کہ وہ کون سا خلیفہ ہے کہ جس نے جہاد تو کیا لیکن
لوگوں کو قید نہیں کیا۔ اور نہ ہی مال غنیمت لیا؟ آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ کے زمانہ خلافت میں علامہ مرتضیٰ
ہو گیا لوگوں نے اس کو قتل کر ڈالا تھا۔ لیکن ابو بکرؓ نے اس کا مال نہیں لیا تھا۔ روایت ہے کہ عمرؓ کے
زمانہ خلافت میں ایک مرتد قتل ہوا لیکن عمرؓ نے اس کے مال سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ سورہ عجل کو حضرت
نے قتل کیا لیکن آپ نے اس کا مال نہ لیا۔ قتل کر دینے سے یہ ضروری نہیں۔ کہ مال بھی لیا جائے۔

ایک شخص نے شریک سے سوال کیا۔ کہ جمل کی لڑائی کے روز حضرت علیؓ نے اپنے فرزند امام حسینؑ
کو فرمایا تھا۔ کہ بیٹا تیرا باپ اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ اس دن سے قبل تیس سال پہلے مر
چکا ہے بات اس چیز پر دلالت نہیں کرتی کہ آپ کو جنگ جمل کے بارے میں کچھ شبہ اور کھٹکا تھا
نہیں کیا یہ امر حق اس بات کا متقاضی تھا۔ کہ اس میں تکلیف اٹھائی جائے جناب مریمؑ نے حق بات
کہی ہے میں کہا جس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ یا یبتنی مت قبل هذا وکت نسباً
میں کہیں اس دن سے پہلے مر جاتی اور میں نسیاً منسیاً ہو جاتی۔ حکمین کے پاس میں امیر المؤمنین
ہوں گا۔ کہ کیا آپ کو اس بات میں شک ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کیا مجھ پر یہ بات عائد ہوتی ہے۔

کہیں اپنے دین میں شک نہ کروں۔ یا نبی پر بھی یہ بات عائد ہوتی تھی کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے نہیں کہا تھا۔ قل فاتوا بكتاب من عند الله هو اهدى من هذا اتبعه ان كنتم صادقين
اے محمد! ان سے کہہ دو۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کتاب لاؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت
کرتی ہو۔ تو میں اس کی پیروی کروں گا۔ اگر تم اپنے دعوے میں پکے ہو۔

ہشام بن حکم نے تسکلیں کی ایک جماعت سے سوال کیا کہ مجھے اس بات سے آگاہ کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ
نے رسول اللہ کو مکمل دین کے ساتھ بھیجا تھا یا ناقص دین کے ساتھ۔ انہوں نے کہا مکمل دین کے ساتھ کہا
گیا مکمل کی صورت یہ تھی کہ نبوت اور خلافت ایک گھر میں رہے گی۔ یا نبوت تو ہوگی۔ لیکن خلافت نہیں ہو
گی۔ انہوں نے کہا بلکہ نبوت اور خلافت ایک گھر میں موجود ہوگی۔ اس نے کہا تو تم خلافت کو اور گھر میں
کیوں قرار دیتے ہو۔ جب خلافت نبوہاشم میں قرار پاتی ہے۔ تو ان کے چہروں پر تلواریں چلاتے ہو؟

باب سوم

دوازده ائمہ علیہم السلام کی امامت کا ثبوت
فصل

خطبات کے بیان میں

مندرجہ ذیل خطبہ سید مرتضیٰ علم الہدی علیہ الرحمہ کی طرف منسوب ہے
الحمد لله باری النسم
قدرا للرزق قاسم القسم
الواحد الماجد المقيض على
عبادة من سوايغ النعم

۱۔ عربی زبان حضرات کی دلچسپی کے لئے وضع کر دیا ہے۔ میرے خیال میں اردو ترجمہ کی ضرورت نہیں
ہے مطالب کم و بیش بیان پہلے ہو چکے ہیں ۱۲ مترجم

فيها وهي حليف العقل مذكر
 هذا مرتباً بفعل ميسرة
 هذا يعرفان محض القول في ثوب
 سبحان منشأ سبحان مبدعها
 اختار من خلقه ما شاء مفتيها
 واختار منهم رسول الله سيدنا
 جلت مناصبه عزت مناصبه
 صلى عليه الله الخلق متصلاً
 ثم الصلوة على من عبدك خلف
 اخو الرسول اسير المؤمنين ولي
 ثم الصلوة على نجل له فطن
 ثم الصلوة على نجل له ندس
 ثم الصلوة على زين العابدين
 ثم الصلوة على المعصوم باقرنا
 ثم الصلوة على المأمول جعفرنا
 ثم الصلوة على المنصور كاظمنا
 ثم الصلوة على المظلوم سيدنا
 ثم الصلوة على الصدر الثاني فد
 ثم الصلوة على الصدر الثاني به
 ثم الصلوة على معصومنا الحسن
 ثم الصلوة على المهدي قائمنا
 عليهم صلوة الله نراكية
 ما دامت مكة الزفر في النسم

هذا الحليم السيف النطق والكلم
 هذا مقتحم مخزوق ومنكم
 هذا بتوحيد رب العرش في نعم
 اعجب بضعته في كل ذي قم
 حتى تعالى رفيع الشأن والعلم
 محمداً افضل الاجياد والنم
 فاحت اطيابه في الحمل والحر
 ما انهل ويل على المضيغات والاكم
 عند الخليفة حقاً كاسراضم
 الله خير عباد الله كلهم
 احني به الحسن المختار ذي لهم
 اعني الحسين كريم الخيم والشميم
 اعني علياً على الفضل والخيم
 محمد بن علي سيد الامم
 الصادق الطاهر الخالي من التهم
 الفيظ عيظ الخيل والخم
 على بن موسى الرضا الحفاظ الذمم
 محمد بن علي عالم فهم
 نجل النبي امام الخلق فحشم
 الزكي واخي الانام الطاهر الحرم
 محمد بن الحسن الكشاف الغم

ایک اور صاحب کا خطبہ ہے لیکن اس کی چاشنی سے صرف عربی وان طبقہ ہی لطف اندوز ہو
 سکتا ہے۔ الحمد للہ خالق السموات والارض وجعلنا اطباقاً فوق بعض الخالق الرفیع
 والمختص والامرامل النقص، المبرور عن الطول والعرض، نور السماوات والارض خالق
 السموات والارض خالق الاصباح، منشر الرياح، باعث الارواح اهل البصود
 والسماع، مثل نور کمشکاة فیها مصباح۔ مفرج البیض من الاجاجۃ والمنزل
 الماء من المزن بعضها عذب وبعضها اجاجه، وصف فی قلوب المومنین سراجہ
 فقال المصباح فی الزجاجة۔ رب العالمین علیم علی فیما وعد المومنین وفی
 ضرب لئلا مثلاً ومثلہ سنی، انقال کانہا کوكب دری۔ يعطى المجذبل من الثواب
 غیر مکتونہ وانزل التوراة والانجیل فی صحف مکتونہ وانزل القرآن فی اوقات
 مکتونہ۔ یوقد من شجرة مبارکة تریتنونہ، الاجهریة ولاعرضیة ولاسماویة
 ولاارضیة ولافوقیة ولاخنیة لاشقیة ولاعمریة، فمن عرفہ، لم یحقره
 البحر ولاعاز ومن تحد صارا الى النار ومن رب من عذابه لا تسجده دار ولدخار
 وهو الله الواحد القہد والنافع الضار، یکاذر تہما یضی ولولہ تمسسه نار و
 من جماله سرور فی سرور ومن کمالہ جبر فی جبر فی جنانہ تصور فی تصور
 وفی کتابہ نور علی نور الہ العزۃ والہا ولقدرة والسماویہ الہ لنورہ من
 یشتاق من عرفہ رفع عنہ العقربۃ والبأس۔ والقنوط والیأس ویضرب الله الامثال
 للناس وهو الملك القدیر الرحمن الرحیم وهو یکل شی علیہ
 انوارہ بالاخطبہ سے عربی وان طبقہ زیادہ لطف اٹھا سکتا ہے۔ اور اس لئے اس کا ترجمہ نہیں کیا
 گیا اور اصل کو تحریر کر دیا گیا ہے۔

فصل ۳۵

ان آیات کے بارے میں جو آئمہ معصومین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئیں
 ان آیات نور السموات کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! نور میرا نام ہے شکوۃ

تم ہو مصباح حسن حسین ہیں نہ جابر علی بن حسین ہیں۔ کانہا کو کب دری محمد بن علی روقد من
شجرہ جعفر بن محمد مبارکہ موسیٰ بن جعفر زیتونہ علی بن موسیٰ "لا شریۃ" محمد بن علی
"ولا غریبۃ" علی بن محمد یکاویۃ تھا حسن بن علی یعنی قائم مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔

کتاب التوحید ابن بابویہ اپنے اسناد کے ساتھ امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس
آیت کشکافہ فیہا مصباح کے متعلق روایت کی ہے۔ علم کا نور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں ہے۔
چراغ شیشے میں ہے شیشے سے مراد علی کا سینہ ہے۔ علم نبی علی کے سینے میں بذریعہ تعلیم نبی پہنچا۔ روقد
من شجرۃ مبارکہ سے مراد نور علم ہے جو نہ تشریف نہ ہی غریب ہے۔ یعنی نہ یہودیہ ہے اور نہ ہی
نصرانیہ ہے۔ یکاویۃ یعنی ولولہ تسمیہ نار سے مراد آل محمد کا عالم ہے جو سوال کرنے سے
علم کی گفتگو کرتا ہے۔ نور علی خود سے مراد امام ہیں جو نور علم اور حکمت سے مویہ ہے آل محمد کا
ایک امام دوسرے امام کی تائید کرتا ہے۔ یہ سلسلہ جناب آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک چلا
جائے گا۔ یہ لوگ وہ اوصیا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ اور مخلوق پر ان کو اپنی تحت
قرار دیا ہے۔ زمین کسی وقت میں بھی ان میں سے ایک سے خالی نہ رہے گی۔ شجرہ سے مراد رضوان بیت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ لقد رضی اللہ من المؤمنین سے مراد اصحاب رسول ہیں۔ درخت نور اور مبارک
سے مراد بارہ ائمہ ہیں۔ درخت طہور سے مراد بنو امیہ ہیں۔

جابر جعفی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے والفجر دیال عشر کے متعلق روایت کی ہے۔
آپ نے فرمایا اے جابر! الفجر سے مراد میرے جد ہیں اور دس باتوں سے مراد دس امام ہیں والشفع
سے مراد امیر المؤمنین والوقوف امام محمد علیہ السلام کا نام ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے آیت اللہ نور السموات والارض کی تفسیر میں فرمایا کہ نور سے مراد
ان لوگوں کی ہدایت ہے جو آسمانوں میں ہیں اور ان لوگوں کے لئے ہے جو دسے زمین پر ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس نور سے مراد زمین اور آسمان کے ہادی ہیں حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ شے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بیان کیا ہے

صاحب کتاب مصباح اواعظ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بارہ چیزوں سے نیت
دی ہے آسمان کو بروج سے و زمینہ السموات الدنیا سالوں کو مہینوں سے و

میں سے جو علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد ہیں۔ اور زمین کو

اور آفاقی انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی

اور پانچ سو بار سورج کو نہ پائے۔ وہ چاند کی طرف رجوع کرے اور جو چاند کو نہ پائے وہ

سورج سے تسک کرے جو اس کو نہ پائے۔ فرقہ بین سے تسک کرے۔ آپ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں سورج ہوں۔ علیؑ چاند ہیں۔ زہرہ فاطمہ

اور حسینؑ ہیں۔ اس واقعہ کو نہ مٹنے والے کتاب الفضائل میں ذکر

فرمایا۔ تو نجوم زاہرہ سے تسک کرو۔ پھر فرمایا۔ نجوم زاہرہ تو آئمہ ہیں جو امام حسین علیہ السلام کی پشت

پہنچ رہی ہیں گے۔ اور ان میں نبوی مہدیؑ (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے عزیز کو نور کہا ہے۔

اپنی ذات کو اللہ نور السموات والارض

اپنے مول کو قد جاء کرم اللہ نور

بارہ آئمہ کو یریدون یطفوا نور اللہ

ایمان کو مثل نورۃ مشکوۃ

چاند کو رجعل القمر فیہن نوراً

آگ کو مثلہم کمثل الذی

تورات کو انا انزلت التوراة فیہا ہدی ونوراً

قرآن کو واتبعوا النور الذی

عدل کو۔ واشترقت الارض من بنورہا

مصنف نے بارہ چیزوں کو تحریر کیا ہے۔ لیکن جب چیزیں تحریر کیں ہیں تو تیرہ بنتی ہیں

جابر جفی جابر انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے یا ایہا الذین امنوا طیعوا اللہ

یا ایہا الذین امنوا طیعوا اللہ

واطيعوا الرسول کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو
تو پہچان لیا۔ لیکن اولی الامر کون ہیں؟

آپ نے فرمایا۔ اے جابر! وہ میرے خلفائیں۔ اور میرے بعد مسلمانوں کے آئمہ ہیں۔ ان میں اول علی بن ابی طالب ہیں پھر حسن ہیں۔ پھر حسین ہیں۔ پھر علی بن حسین پھر محمد بن علی جو تورات میں باقر کے نام سے مشہور ہیں۔ اے جابر! عنقریب تم اس سے ملو گے مگر جب اس سے ملو تو ان سے میرا سلام کہہ دینا۔ پھر صادق جعفر بن محمد ہیں۔ پھر موسیٰ بن جعفر ہیں۔ پھر محمد بن علی ہیں۔ پھر علی بن محمد ہیں۔ پھر حسن بن علی ہیں۔ پھر وہ امام ہو گا جس کا نام اور کنیت میرے نسل پر ہو گی۔ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہوں گے۔ اللہ کے بندوں میں اللہ کا بقیہ ہوں گے وہ حسن بن علی کے فرزند ہوں گے بن کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ ثقی اور غریب کی فتح دے گا۔ اور وہ اپنے شیعوں سے غائب رہیں گے۔ غیبت کے زمانہ میں آپ پر ایمان لے لوں وہ شخص لائے گا جس کے دل کا امتحان اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہو گا۔

ابو بصیر اس آیت کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ
آئمہ علی اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے جتنی کہ نیامت قائم ہو جائے گی۔

جابر بن یزید جعفی ایک لمبی حدیث اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں نقل کرتا ہے
بعضاۃ الحجۃ فالفجرت منہ اثنا عشرۃ عینا قد علمہ کل اناس مشربہم
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے امام علیہ السلام نے فرمایا۔ جب جناب موسیٰ علیہ السلام
کی قوم نے موسیٰ سے قحط سالی اور پیاس کی شکایت کی انھوں نے حضرت موسیٰ سے طلب باران کی
استدعا کی تو جناب موسیٰ نے ان کے لئے باران رحمت کی دعا کی تم نے اس بات کو سنا ہے جو کچھ کہ اللہ
تعالیٰ نے کہا ہے اس طرح مومنین میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا
اے اللہ کے رسول جو آئمہ آپ کے بعد ہوں گے۔ ان کے متعلق ہمیں آگاہ کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک طویل حدیث کے بیان کے بعد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ جب تم علی کی شادی فاطمہ
سے کرو گے۔ تو میں فاطمہ کے ذریعے علی کی صلب سے گیارہ آئمہ کو پیدا کروں گا۔ جن کی تعداد علی
سمیت بارہ ہو گی۔ یہ گل کے گل امام ہوں گے۔ اور آپ کی امت کے ہادی ہوں گے ہر زمانے

کے لوگ ان سے ہر طرف پائیں گے جو ان کو اس طرح جانے
 اپنے گھٹ کوٹ کر جان لیا تھا۔ سببیں

میشاق کے پاس بیٹل و بعثنا منهم اثني عشر نقيباً
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرا میثاق
 اور میرے بعد ہونے والے بارہ آئمہ کا میثاق لیا تھا۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ
 کی رحمت ہیں۔ ان میں بارہویں امام قائم (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر
 دیں گے۔ اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

قیس بن ابوعازم ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اولیاء الذین
 انفسہم علیہم من النبیین میں انبیاء سے مراد میں ہوں۔ صدیقین سے مراد علی ہیں شہداء
 سے حسن اور حسین صالحین سے مراد حضرت حمزہ اور جعفر و حسن اولیاء و ذبیقہ سے مراد میرے
 بعد آنے والے بارہ امام ہیں۔

حضرت محمد باقر علیہ السلام نے ومن یطیع اللہ ورسولہ میں فرمایا۔ انبیاء سے مراد (محمد مصطفیٰ)
 صدیقین سے مراد علی (ترتیباً) شہداء سے حسن اور حسین۔ صالحین سے اولاد حسن اور حسن۔ حسن
 اولیاء و ذبیقہ سے مراد محمدی علیہ السلام ہیں۔

کتاب البیہود میں ابن بابویہ اپنے اسناد سے مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے
 اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ واذا تبلی
 ابراہیم ربہ کلمات کر یہ کلمات کیا ہیں؟ فرمایا۔ وہ کلمات ہیں جن کو حضرت آدم نے اپنے رب کی جانب
 سے حاصل کیا تھا جن سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی تھی جناب آدم نے کہا تھا۔ یداب اسالہ
 بحق محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین الاقب علی نقاب علیہ اے محبوب! میں تجھے محمد علی
 خاتمہ حسن اور حسین کا واسعہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ کو قبول فرما۔ اللہ نے جناب آدم کی توبہ قبول
 کی اور وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے میں نے عرض کیا۔ اللہ کے اس فرمان فامہن کا کیا مطلب
 ہے؟ فرمایا کہ جناب آدم نے قائم (آل محمد تک) بارہ آئمہ کو پورا کیا تھا۔

میرا گھٹ کوٹ کر بھریا گیا ہے۔ میری امت کے ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جنہوں نے
 میری رحمت کو بھٹکایا۔ اور ان سے میری صلہ رہی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اللہ ان کو میری شفاعت نصیب نہ

والشمس وضحاها کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں کہ والشمس سے مراد رسول اللہ ہیں اور والقمر اذا تلاھا سے مراد علی بن ابی طالب ہیں والنهار اذا جلاھا سے مراد حسن اور حسین ہیں اور الی محمد مراد ہیں۔ دونوں حضرات نے فرمایا۔ واللیل اذا بغشاھن سے مراد عتیق ابن منھاک اور ان دونوں کو دوست رکھنے والے مراد ہیں۔

اصول کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت سے روایت ہے کہ خمس سے مراد رسول اللہ ہیں آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین کو لوگوں پر روشن کیا۔ والقمر اذا تلاھا سے مراد امیر المؤمنین ہیں جو رسول اللہ صلیم کے ساتھ رہے۔ اور رسول اللہ نے جن جن کو علم و ولایت کیا۔ واللیل اذا بغشاھا سے مراد ائمہ جو مراد ہیں جو رسول اللہ صلیم کے خلاف امر الہی کے مالک بنے۔ اور رسول اللہ کی جگہ بیٹھ گئے جہاں رسول اللہ کا بیٹھا اولے تھا۔ ان میں بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے ظلم اور جور کی وجہ سے اللہ کے دین پر پردہ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کی حکایت واللیل اذا بغشاھا سے کی ہے۔ والنهار اذا جلاھا سے وہ امام مراد ہیں۔ جو اولاد فاطمہ سے پیدا ہوں گے جن سے رسول اللہ کے دین سے متعلق لوگ سوال کریں گے۔ اور ان کی حکایت اللہ تعالیٰ نے والنهار اذا جلاھا سے کی ہے۔

کتاب کشف الخیر میں ہے کہ امیر المؤمنین نے فرمایا تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حج میں یا ایہا الذین امنوا رکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم کو نازل کیا۔ سلمان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ مراد ہیں جن پر آپ گواہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے۔ ان کی وجہ سے دین میں کوئی حج واقع نہ ہوگا۔ یہ لوگ جناب ابراہیم کی ملت پر قائم ہیں۔ نبی اکرم صلیم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے مراد گیارہ آدمیوں کو خاص طور پر لیا ہے۔ جو امت کے علاوہ ہیں۔ سلمان نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی ہم پر وضاحت فرمادیجئے فرمایا۔ ایک میں ہوں۔ دوسرے میرے بھائی علی ہیں۔ اور گیارہ ائمہ میرے فرزند مراد ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہاں آپ نے بجا فرمایا ہے الخ

جابر بن عبد اللہ جعفی امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ان حدیث الشہور حضرت نے فرمایا۔ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ ان سے مراد امیر المؤمنین ہیں۔ حضرت نبی اکرم نے امیر المؤمنین کے بعد آنے والے بارہ ائمہ کو ایک ایک کر کے گنا۔ پھر حضرت نے طویل کلام کے بعد

فرمایا۔ منها اربعة حرم چار ان میں حرمت کہہ بیٹھے ہیں۔ ان سے مراد چار علی ہیں۔ (۱) امیر المومنین علی۔
 (۲) امیر کے والد علی بن حسین۔ (۳) علی بن موسیٰ (۴) علی بن محمد۔ فلا تظلموا فیہن انفسکم
 کا مطلب یہ ہے کہ ان سب کا دامن پکڑو اور ہر بات پر اجاد گے۔

ایک روایت میں ہے کہ چار حرمت والے مہینوں سے مراد یہ چار حضرات ہیں۔ علی۔ حسن۔ حسین
 اور قائم اکی محمد ذلک دین القیم کی آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے۔
 سلمان نضری نے کہا میں نے حسن بن علی علیہما السلام سے سوال کیا کہ آئمہ کی تعداد کیا ہے فرمایا
 ان کی تعداد سال کے بارہ مہینوں کے برابر ہے

اصبح بن نباتہ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے آئمہ کی تعداد کے متعلق دریافت کیا گیا۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ راتوں دنوں اور مہینوں کے رب کی قسم۔ ان کی تعداد آسمان کے برجوں کی تعداد
 کے برابر ہے۔

مسلم بن قیس امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے ایک طویل حدیث میں
 اولاد و عاقل کے بارے میں فرمایا کہ والد رسول ہیں اور واد لد سے مراد یہ اوصیا ہیں۔
 ایک روایت میں ہے کہ واد و العدم قاسماً بالقسط سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں جو
 اپنے پرے امام ہوتے رہیں گے۔

وعلامات و بانجھ ہم بہتدون کے متعلق روایت ہے کہ اس سے مراد بارہ آئمہ علیہم
 السلام ہیں اور اس کی تفسیر رسول اللہ کی حدیث کرتی ہے۔ البجور امان کا اهل السما و اهل
 الارض اهل الارض ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا باعث ہیں۔ اور میرے اہل بیت
 کے لئے امان کا باعث ہیں۔ یہاں میں ٹھکانا ہوا آدمی ستاروں سے ہدایت پاتا ہے اور یوں
 شخص گمراہ ہوگا۔ وہ اہل بیت کے ذریعے ہدایت پائے گا۔

ان یوراحداکما ان تكون لد جنة من نخيل کی تفسیر میں آیا ہے کہ باغ کے مالک رسول
 اللہ و باغ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے۔ درخت آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور نہریں علمائے
 کبار سے مراد رسول اللہ کا لشکر ہے۔ درخت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد مراد ہے

آگ کے فتنے اور قہیوں سے مراد اُمت ہے۔

ابو القاسم کوئی نے کہا وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراستخون فی العلم کے بارے میں روایت ہے کہ راستخون فی العلم وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب قرآن کے ساتھ رکھا ہے اور آگاہ کیا ہے کہ وہ جو حق تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے لغت میں راسخ کے معانی یہ ہیں کہ وہ کسی صورت میں بھی اپنے فہم سے جدا نہ ہوں جن کی لغت ہی اللہ تعالیٰ نے علم پر مخلوق کی ہو جس طرح حضرت عیسیٰ وقت ولادت ہی عالم تھے۔ اور کہا انا عبد اللہ وانا فی الکتاب میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے۔ جو شخص ایک مدت تک سبزل رہا ہو۔ اور اس کے بعد کسی غیر سے الکتاب علم کیا ہو ایسا شخص راستخون فی العلم نہیں ہو سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ درخت کی جڑیں زمین میں راسخ ہو گئیں۔ جڑیں ابتدا سے ہی راسخ ہوتی ہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ وہ لوگ کہاں ہیں۔ جو ہمارے سوا راستخون فی العلم کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جھوٹ کہتے ہیں اور بغاوت کرتے ہیں اور ہم پر حسد کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں بتدیکھا ہے اور ان لوگوں کو ہست کیا ہے۔ اور ہمیں عطا کیا اور ان کو محسوم رکھا ہے اور ہمیں داخل کیا اور ان کو باہر نکال دیا۔ ہمارے ہی وجہ سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ اور ہمارے ہی ذریعہ سے اندھا بین دُور ہوتا ہے اور ان لوگوں کو اس بات کی قدرت کہاں ہے۔

ابو صلیح کنانی اور ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ فضل بن یسار اور یزید بن معاویہ عجل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حدیث کے انفاذ کنانی کے ہیں کہ ہم ایک ہی قوم ہیں جس کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے۔ اور ہم مال غنیمت کے مالک ہیں۔ اور ہم پیغمبر مال کے حق دار ہیں۔ اور ہم راستخون فی العلم ہیں۔ اور ہم وہ محسوم لوگ ہیں۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ امر یحسدون الناس علی ما اتاہم اللہ من فضلہ کیا لوگ ان آدمیوں پر حسد کرتے ہیں۔ جن کو اللہ نے فضل عطا کیا ہے۔

اقول بتوحید رب العالی ! وان الاسماء اثنا عشر

بلند رب کی توحید کا اقرار کر کے کتابوں کے امام بارہ ہیں۔

فصل

ان نصوص کے بارے جو ہمارے پیشواؤں کے بارے میں نازل ہوئیں۔

اس بارے میں دو قسم کی حدیثیں ہیں۔
 - کچھ احادیث وہ ہیں جو آئمہ کے بارے
 میں حضرت آدمؑ کی خلقت سے پہلے کی بیان کی جاتی ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جو شریعت اسلام سے پہلے کی
 بیان کی جاتی ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ ان کی
 بھی دو قسمیں ہیں ایک حصہ وہ ہے جن کو اہل سنت نے بیان کیا ہے اور کچھ تعداد وہ ہے جو امامیہ
 حضرت نے بیان کی ہیں جو احادیث حضرت آدمؑ سے پہلے کی بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں حدیث مشاق،
 حدیث اصل۔ حدیث اسماء۔ مکتوبہ علی العرش ہے اور حدیث کلمات وغیرہ ہیں۔ ہر ایک کا بیان اپنے
 اپنے مقام پر آئے گا۔ اور وہ حدیث جو اسلام سے پہلے کی ہے۔ وہ حدیث بارونی ہے جس کے بارے
 میں حضرت عمرؓ خطاب نے سوال کیا تھا کہ یہ ایک طویل حدیث ہے۔ ہم نے اس کا کچھ حصہ اس کتاب
 میں بیان کیا ہے۔ ابو علی طبرسی نے کتاب اعلام الوری میں نقل کیا ہے کہ مجھے اس شخص نے حدیث
 بیان کی جس پر مجھ کو اعتماد ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات کے سفر اول میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے
 کی بشارت دی ہے اور تورات کی عبرانی عبارت کے الفاظ یہ ہیں۔ ویشہیل شمعتنق ہذب برختی
 آتو و ہفرتی آتو بمار مار شمیم عاسار نسیم بوالد وانا یجتولگی کا ولادات برتی
 ہانیم ترجمہ میں ہے اسمعیل کی نماز کو قبول کر لیا۔ اور میں نے اس کو برکت دی۔ میں نے اس کو بڑھایا۔
 اور اس کے عدد کو زیادہ کیا۔ اس کے ایک ایسے فرزند کے ذریعے جس کا نام محمد ہوگا جس کا علم حساب
 کے عدد کے ذریعہ ۹۲ عدد ہوگا۔ میں اس کی اولاد سے بارہ امام بناؤں گا۔ اور محمد کو ایک قوم (امت)
 عطا کروں گا۔ قاضی کراچلی نے استبصار میں تحریر کیا ہے کہ یہ عبارت عبرانی تورات میں موجود ہے۔ جو
 یونانیوں کے پاس ہے۔

شیخ مفید نے حدیث شریف کو بیان کیا ہے۔ اور امیر المومنین کے ساتھ حضرت کی محبت کا بھی تذکرہ ہے۔
 نیز حضرت سے چند مسائل دریافت کرنا اور حضرت کا اپنے فرزند حسن کو جواب دینے کے متعلق حکم دینا
 امام حسن نے مسائل کا جواب دیا۔ تو حضرت نے لوگوں کی موجودگی میں یہ اعلان کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں

مذکور کے سوا کوئی مہبود نہیں ہے۔ اور میں ہمیشہ اس بات کی گواہی دیتا رہا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے
 اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور میں ہمیشہ اس
 بات کی گواہی دیتا رہا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (علی) اللہ کے رسول کے وصی ہیں۔ اور اللہ کی
 رحمت کے ساتھ قائم ہیں آپ کے لئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور کہا
 میں ہمیشہ اس بات کی گواہی دیتا رہا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علی کے وصی ہیں اور جنت خدا
 میں آپ نے اپنے ہاتھ سے امام حسن کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا کہ آپ اپنے باپ کے وصی ہیں اپنے
 باپ کے بعد جنت خدا میں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حسین بن علی اپنے باپ کے وصی ہیں امام حسن!!
 آپ کے بعد آپ جنت خدا میں۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ علی بن حسین امیر حسین کے
 کھڑے ہوں گے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن علی امیر علی بن حسین کے کھڑے ہوں گے۔
 میں گواہی دیتا ہوں کہ جعفر بن محمد محمد بن علی کا امر ہے کہ کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ
 موسیٰ بن جعفر جعفر بن محمد کا امر ہے کہ کھڑے ہوں گے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ علی
 بن موسیٰ موسیٰ بن جعفر کا امر ہے کہ کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن علی علی بن موسیٰ
 کا امر ہے کہ کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن محمد محمد بن علی کا امر ہے کہ کھڑے ہوں گے۔
 میں گواہی دیتا ہوں کہ حسن بن علی علی بن محمد کا امر ہے کہ کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ
 ایک مرد حسین کی اولاد سے ایسا پیدا ہوگا جس کو نام اور کینہ کے ساتھ نہیں پکارا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ
 اس کے امر کو غالب کرے گا جو زمین کو اس قدر عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ میں تدبیر وہ ظلم و
 جہد سے بھری ہوئی ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب یا امیر المومنین ورحمة اللہ وبرکاتہ
 کلثی شریقی بن نظامی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ تمیم بن و عدوی سے وہ جبار و بن منذر
 عبیدی سے روایت کرتے ہیں۔ جبار و نظری المذہب تھا۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لایا اور
 گناہ

اخبر الاولون باسمک فینا
 ویاسماء بعدہ تنسلا
 ویارسول اللہ ہمارے پہلے لوگوں نے آپ کے نام اور آپ کے بعد ہونے والے اوصیاء کے
 کے نام سے آگاہ کیا ہے۔

یہاں تک کہ جماعت صحابہ سے تم میں قس بن ساعدہ آیا۔ اس کو کون جانتا ہے ؟
 یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص اس کو جانتا ہے۔ لیکن میں خصوصیت سے اس
 کی عظمت اور واقعات سے آگاہ ہوں۔

یہاں تک کہ جماعت میں اس کے حالات سے آگاہ کیجئے۔

یہاں تک کہ یا رسول اللہ! میں نے قس کو اس وقت دیکھا۔ جب وہ لیاؤ کی ایک مجلس سے باہر
 نکلتے ہوئے تھے۔ اس کا چہرہ رات کی تاریکی میں سورج کی طرح چمکتا تھا۔ اس نے اپنے
 سر سے دو انگلیوں کو آسمان کی طرف بلند کیا ہوا تھا۔ اور میں اس کے قریب گیا۔ اور اس کو کہہ رہے تھے
 کہ اے اللہ! اسے بلند آسمانوں اور چوڑی پھلی زمینوں کے مالک! تجھے عباد اور ان تین محدودوں کا
 مالک ہے۔ میرے ساتھ ہیں۔ چار علیوں کا واسطہ۔ خاتمہ اور حسین کا واسطہ۔ جعفر اور موسیٰ کا واسطہ
 ہیں۔ ان کے لیے نقیب ہیں۔ جن کی شفاعت عطر کی جلتے گی۔ اور یہ انا جیل کے وارث ہیں مگر انہوں
 نے اپنے دلے ہیں۔ ملاؤ لوں کو الگ کرنے واسطے ہیں۔ صادق القول ہیں۔ جن کی تعداد بنی اسرائیل
 کی جیسا کہ تعداد کے برابر ہے۔ مخلوق کی تخلیق انہی سے شروع ہوئی اور انہی پر قیامت قائم
 کی جائے گی۔ ان لوگوں کی اطاعت اللہ کی طرف سے فرم کی گئی ہے۔

یہاں تک کہ رسول پر والے اسے ہمیں سیراب کر۔ پھر کہا کاش کہ میں ان حضرات کا زمانہ پاتا۔
 یہاں تک کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! معلوم ہے میں ان کے نام نہایتے جن کی گواہی قس
 ہے۔ رسول اللہ! معلوم نے فرمایا اے جبار و جب میں شب معراج آسمان پر گیا۔ تو میرے رب
 نے ہر طرف مہم کی۔ کہ میں اللہ تعالیٰ سے کروں کہ مجھ سے رسولوں کو کس چیز کی وجہ سے مبعوث کیا گیا
 ہے۔ وہ بار خداوندی میں عرض کیا کہ رسولوں کو کیوں مبعوث کیا گیا؟ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ کہ میں نے
 میری نبوت، علی بن ابی طالب اور ان ائمہ کی ولایت پر مبعوث کیا جو تم دونوں سے پیدا ہوں گے۔
 اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی حقیقت اور ان کے ناموں سے آگاہ کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہا۔ یہ میرے
 خلیفے ہیں۔ اور یہ میرے دشمنوں سے بدلہ لے گا۔ یعنی جہدی علیہ السلام۔

صاحب الروقہ نے تحریر کیا ہے۔ کہ قس کا واقعہ اعلان نبوت سے دس سال پہلے کہے۔ اور حضرت
 سلمان فارسی کی اس بارے میں گواہی مشہور ہے۔

میں نے آنحضرت صلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ کام اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک لوگوں میں بارہ خلفاء نہ ہو جائیں گے۔ آنحضرت صلیم نے آہستہ سے کلام فرمایا جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آنحضرت صلیم نے کیا فرمایا ہے، والد نے کہا کہ فرمایا ہے کہ وہ خلفاء سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔ اس سنو سے مسلم نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

رحمہ اللہ اسناد جابر بن سمرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کا کام برابر چلتا رہے گا یہاں تک کہ ان میں بارہ خلفاء ہوں گے۔ پھر آنحضرت نے آہستہ کلمہ فرمایا جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلیم نے فرمایا ہے کہ کیا وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

رحمہ اللہ اسناد جابر بن سمرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ اسلام برابر غالب رہے گا۔ میں نے کہا کہ میں بارہ خلفاء ہوں گے آپ نے ایک کلمہ فرمایا جس کو میں سمجھ نہ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلیم نے کیا فرمایا ہے۔ کہا کہ وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

رحمہ اللہ اسناد جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ امر (اسلام) بارہ خلفاء تک غالب رہے گا۔ آنحضرت صلیم نے آہستہ سے کلام فرمایا جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا تو آپ نے کہا کہ وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

رحمہ اللہ اسناد عامر بن سعد کا بیان ہے کہ میں نے جابر سمرہ کے پاس ایک رافع نامی غلام کے ہاتھ خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ ہمیں اس بات سے آگاہ کیجئے جس کو آپ نے رسول اللہ صلیم سے سنا ہے کہ جابر نے میرے پاس خط لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلیم سے جمعہ کے دن شام کو اس خط کو اپنے پاس رکھا۔ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا۔ حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے اور تمہارا حق ادا ہو جائے۔ جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

رحمہ اللہ اسناد جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کے ساتھ نبی صلیم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ دین اس وقت تک محفوظ اور غالب رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفے نہ گزریں گے۔ آپ نے ایک ایسا کلمہ ارشاد فرمایا جس کو لوگوں نے سنا لیکن میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلیم نے کیا فرمایا ہے، کہا کہ فرمایا ہے کہ خلفاء سب

کے سب قریش سے ہوں گے۔

شعبی مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن مسعود کے پاس بیٹھ رہے تھے۔ ایک آدمی نے آپ سے دریافت کیا، اے ابو عبد الرحمن کیا آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اس امت میں آپ کے بعد کتنے لوگ خلیفہ ہوں گے، ابن مسعود نے کہا کہ جب سے میں عراق سے واپس آیا ہوں۔ مجھ سے پہلے مجھ سے اس بات کا کسی نے سوال نہیں کیا، ہم میں کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا۔ کہ بنو اسرائیل کے نقیصا کے تعداد کے برابر بارہ خلیفہ ہوں گے۔

(مخفف اسناد) ثوری عبد الملک بن عبید بن جابر بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مسلم نے فرمایا کہ لوگوں کا کام درست اور صالح رہے گا جتنی کہ ان میں بارہ امیر ہوں گے۔ جو قریش سے ہوں گے۔ (مخفف اسناد) انس سے کہا کہ بنی مسلم نے فرمایا۔ لگا تا یہ دین قائم رہے گا۔ حتیٰ کہ بارہ امیر ہوں گے۔ جو قریش میں سے ہوں گے۔ یہ حبشہ وہ امیر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ تو زمین رہنے والوں کے ساتھ تباہ ہو جائے گی۔

(مخفف اسناد) جابر بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ پھر ان کے بعد خرابی واقع ہوگی۔

(مخفف اسناد) ابان بن عمرو سے روایت ہے کہ بنی مسلم نے فرمایا کہ اس دین والے اپنے دشمنوں پر اس وقت تک فتح یاب رہیں گے۔ حتیٰ کہ اس میں بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ ابو طفیل سے روایت ہے کہ مجھے عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ اسے ابو طفیل بنی مسلم کے بعد بارہ خلیفہ شمار کرتا اس کے بعد اوروں کا ہونا ہوگی۔

شیفیع ابی نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر کو کہتے ہوئے سنا۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔

عواہ بن عقیفہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بنی مسلم کے پاس موجود تھے آپ نے فرمایا کہ میری امت کا کام ہم پر درست حالت پر رہے گا۔ حتیٰ کہ ان میں بارہ خلیفہ گزریں گے۔ اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(مخفف اسناد) انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم میں سے بارہ خلیفہ ہوں گے۔

کے گا۔ اللہ ان کی مدد کرے گا۔ اور دشمنوں کی عداوت انہیں کوئی نقصان نہ دے گی۔
ابن عمر سے رسول اللہ کے بعد خلفاء کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ رسول
خاتم ہوں گے۔ جو نزوکب سے ہوں گے۔

یعنی میں حسین بن علی علیہما السلام سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے
میں شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے۔ اور میری موت
اور اس جنت میں داخل ہو جس کا وعدہ میرے رب نے مجھے سے کیا ہے۔ تو اسے چاہیے
ب اور آپ کی پاکیزہ اولاد کو درست رکھے۔ جو آنحضرت کے بعد ہدایت کے امام اور
یہ حضرات تم لوگوں کو ہدایت کے دروازے سے نکال کر گمراہی کے دروازے پر
لے جائیں گے۔

ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں اپنے باپ کے پاس مسجد میں گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ
دے رہے تھے اور میں نے آپ کو فراتے ہوئے سنا میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے معلوم نہ ہو سکا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔ میں نے اپنے باپ سے
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟ کہا کہ فرمایا سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

عن ابن عباس انہ قال قال النبی ص من سرہ ان یشہی حیاتی و موت
عدن التي عمر ساری فیوال علیا من بعدی ولیوال ولیہ ولیقتن بالائمة
مترقی خلق من طیتی رزقوا فہما عماویل للکذین بفضلہم من امتی
قلت لا انا لہم اللہ شفاعتی

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات خوش کرے۔ کہ وہ میری زندگی
میری موت کی طرح موت مرے۔ اور اس یاغ عدن میں قیام پدیرے ہو جس کو
میرے بعد علی سے دوستی کرے۔ اور علی کے درست سے محبت کرے۔ اور
میرے جہنم سے ہوں گے۔ وہ میری مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور میں
میرے جہنم سے میری امت کے ان لوگوں کے لئے طاقت ہے جنہوں نے
میرے جہنم سے میری امت کے ان لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ

عن عبد الله بن عمر قال قال النبي يا علي انا نذير اشد وانت صاهديها والحسن قائدها
الحسين سايقها وعلي بن حسين جاسعها ومحمد بن علي عارفها وجعفر بن محمد كاتبها
وموسى بن جعفر محصيا وعلي بن موسى معبرها ومنجها وطارده مبغضها ومدني مودعها
ومحمد بن علي قائدها وسايقها وعلي بن محمد سائرها وعالمها والحسن بن علي ناذيها
ومعطيها وانقاصم الخلف سايقها وناشدها وناشدها ان في ذلك لآيات للمؤمنين
عبد الله بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! میں اپنی امت کا نذیر ہوں
تم اس کے ہادی ہو، حسن اس کے قائد، حسین سائق، علی بن حسین جامع، محمد بن علی عارف، جعفر بن محمد کاتب
موسی بن جعفر محصی، علی بن موسی معبر، منجی اور اس امت کے مبغضین کو بھگانے والے اور مودعین کو لانے
والے ہیں، جعفر بن علی اس کے قائد اور سائق، علی بن محمد سائر اور عالم، حسن بن علی نادی اور مدعی اور قائم خلف
سائق، ناشر اور شاہد ہیں ان باتوں میں مومنین کے لئے آیات موجود ہیں۔

علی بن ابی طالب اور جابر انصاری دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: سلطان
علی الخوض وانت یا علی اساق والحسن السراسل الحسین الامر وعلمی بن الحسین الفاروق
محمد بن الناصر وجعفر بن محمد السائق وموسى بن جعفر المحصى المجين والمبغضين و
جامع المناقين وعلي بن موسى مزين المؤمنين محمد بن علي منزل اهل الجنة في
رجاتهم وعلي بن محمد خطيب شيعتهم ومزوجهم الخور والحسن بن علي سراج اهل
جنة يستفنون به والهادي للهدى شفيعهم يوم القيامة حيث لا باذن الا لمن
نسأله يرضى في حقهم پر موجود ہوں گا۔ اے علی! تم خوض کے سائق ہو گے، حسن رائد ہوں گے، حسین آمر
ہوں گے، علی بن حسین فارط ہوں گے، محمد بن علی ناشر ہوں گے، جعفر بن محمد سائق ہوں گے، موسیٰ
توں اور دشمنوں کو شمار کرنے والے ہوں گے، اور منافقین کی برباد کرنے والے ہوں گے
مومنین محمد بن علی اہل جنت کو ان کے درجات میں لانے والے، علی بن محمد اپنے
خویشیوں سے ان کی شادی کرنے والے، حسن بن علی سراج اہل جنت ہوں گے،
محمد بن علی اکبر ہوں گے، ہادی ہدی دہل اللہ فرجہ، قیامت کے روز ان کی

شفاعت کریں گے۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد عباس بن عبدالمطلب نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ نے آپ سے فرمایا۔ اے چچا! میری اولاد میں سے بارہ آدمی خلیفہ ہوں گے، اس کے بعد مکروہ ہو رہا ہوگا۔ اور بڑی سختی کا سامنا کرنا ہوگا۔ پھر میری اولاد میں سے مہدی خروج فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا انتظام ایک رات کے اندر کر دے گا جس قدر زمین ظلم سے بھری ہوگی۔ اسی قدر وہ اس کو انصاف سے بھر دیں گے۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ اسی قدر وہ زمین پر تشریف فرما ہوں گے۔ پھر وہ جہاں کا خروج ہوگا۔

ابحذث اسناد علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات مرغوب ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اس اور پاکیزہ حالت میں ملاقات کرے۔ اور اسے بڑا ڈر غمگین نہ کرے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ تجھے دوست رکھے۔ اور تیرے بیٹوں حسن حسین علی بن حسین محمد بن علی جعفر بن محمد موسیٰ بن جعفر علی بن موسیٰ محمد بن علی بن محمد حسن بن علی پھر مہدی کو دوست رکھے۔ اور مہدی انکے آخر میں ہوں گے۔

اگر ہم اس قسم کی احادیث کو کما حقہ جمع کر دیں تو کتاب ضخیم ہو جائے گی۔ جس شخص کو مزید زیادہ کی ضرورت پیش ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دوسری بڑی بڑی کتب کا مطالعہ کرے ان کتب میں بارہ ائمہ کی امامت پر رسول اللہ کی نص موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ ائمہ کی وضاحت کی ہے ان کے اسماء اور عدد پر نص فرمائی ہے۔ اور ان کے خلیفہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اس حدیث میں بارہ خلفاء کا عدد نص رسولی ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا ان حضرات کی امامت ثابت ہے جن لوگوں نے اہل بیت کی مخالفت کی ہے۔ امامت کے بارے میں ان کے نزدیک تعداد بارہ ائمہ تک محدود نہیں رہتی۔ بلکہ ان کا سلسلہ تعداد بارہ سے تجاوز ہو جاتا ہے ائمہ میں بارہ کی تعداد کا دعویٰ امامیہ حضرات کے سوا اور کسی نے نہیں کیا جو چیز اجماع کے خلاف ہو وہ باطل ہوتی ہے۔

فصل

ان احادیث کے بارے میں جو امامیہ حضرات روایت ہوئیں ان احادیث کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور ایک حصہ وہ ہے

جن کی آباہنے اپنے بیٹوں پر فخر فرمائی ہے۔ اس قسم کی احادیث کا سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر امام کے باب میں پیاں ہوگا۔ وہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں ان کے لحاظ کے لئے کتاب الکفایہ فی التفسیر مؤلفہ فردوسی زیل رائے کافی ہے۔ آپ نے اس سلسلہ کی ۱۵۵ احادیث مختلف راویوں کے حوالے سے بیان کیں ہیں۔ اصحاب رسول میں سے ان حضرات سے روایت کی ہے۔

۱۔ ابن عباس۔ آپ سے سعید بن جبیر، ابو صالح، مجاہد، طاؤس، اصبخ اور عطاء روایت کرتے ہیں۔
۲۔ ابن مسعود۔ آپ سے عطاء بن سائب، مسروق اپنے آپ سے تیس بن عباد اور حنشل بن معمر روایت کرتے ہیں۔

۳۔ ابو سعید خدری۔ آپ سے عطیہ عوفی اور ہارون عبدی سعید بن جبیر، اور ابو صلیح زابی روایت کرتے ہیں۔
۴۔ ابراہیم بن عقیل۔ آپ سے ابو عارف حنشل بن معمر اور ابن سائب۔
۵۔ ابو یوسف انصاری۔ آپ سے جابر جعفی، وائل بن اسقع، قاسم بن حسان اور ہاشم۔

۶۔ ابو یوسف انصاری۔ آپ سے یاس بن سلمہ بن اکوع، یزید بن ہارون آپ کے مشائخ کے ذریعے سے روایت کرتے ہیں۔

۷۔ عمار بن یزید۔ آپ سے ابو طفیل، ابو سعیدہ اور محمد بن عمار۔

۸۔ حذیفہ بن الیمان۔ آپ سے احمد بن عبد اللہ بن یزید بن ہاشم۔

۹۔ حذیفہ بن الیمان۔ آپ سے ابو طفیل، ابو جعفیہ، اور ہشام روایت کرتے ہیں۔

۱۰۔ یزید بن ادحم۔ آپ سے محمد بن زیاد، یزید بن حسان اور ابو النضر روایت کرتے ہیں۔

۱۱۔ وائل بن اسقع۔ آپ سے مکحول، ابلح خالد بن معدان، ابو سلیمان بنی، ابو ہریرہ بن ابی عبد اللہ اور قاسم۔

۱۲۔ یزید بن ثابت۔ آپ سے قاسم بن حسان اور ابو طفیل۔

۱۳۔ ابو امامہ اسعد بن زرارہ۔ آپ سے ابلح کنڈی، قاسم، ابو سلیمان جنی۔

۱۴۔ عمران بن حصین۔ آپ سے مطرف بن عبد اللہ، اصبخ اور ابو عبد اللہ شامی۔

۱۵۔ سعد بن ہاک، آپ سے سعید بن جبیر۔

۱۷۔ جابر بن سمرہ آپ سے زیادہ بن عقبہ عبدالمکب بن عیمر شعبی، سماک بن حرب۔ اور اسود بن سیدہ مدنی

۱۸۔ انس۔ آپ سے ہشام بن زید۔ انس بن سیرین۔ ابو خلیفہ۔ حفصہ بن سیرین اور حسن بصری۔

۱۹۔ ابو ہریرہ۔ آپ سے سعید مرقی۔ عبد الرحمن اعرج۔ ابو صالح سلمان۔ ابو مریم۔ اور ابو سلمہ۔

۲۰۔ ابو قتادہ۔ آپ سے بھی روایت لی گئی ہے۔

۲۱۔ عمر بن خطاب آپ سے مفضل بن حصین عبد اللہ بن مالک۔ عمرو بن عثمان بن عفان

بن ابی عائشہ۔ آپ سے شعبہ بن جراح قتادہ۔ بحوالہ حسن بصری۔ بحوالہ ابو سلمہ۔ ہشام بن جابر۔ بحوالہ

ابو سلمہ۔ ابو بشیر۔ محمد بن منکدر۔ بحوالہ ابو سلمہ

۲۲۔ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آپ سے زینب بن علی۔ ابوذر۔ سهل ساعدی۔ جابر انصاری حسین بن

علی۔ عباس بن سعد۔ ساعدی۔

۲۳۔ ابو سلمہ آپ سے عمارہ دہنی۔ ابن جبیر اور مقلص۔ اور تابعین میں سے مندرجہ ذیل حضرت روایت

کرتے ہیں۔ زید بن علی۔ گیارہ آئمہ بھی پہلے ور پہلے روایت کرتے ہیں۔ اور جناب ام سلمہ سے اصحاب ابن

سعد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلیم کو فرماتے ہوئے سنا۔ انا و علی

آئمہ حسین کی اولاد سے پاب۔ روا الحسین مظهر و معصومون میں علی حسن حسین اور نو

ابن سائب ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت

اشتا عشقۃ من صلب الحسین و اتساع مہدیہم میرے بعد بارہ آئمہ ہوں گے۔

حسین کی صلب سے پیدا ہوں گے سانی میں سے نواں مہدی اعلیٰ اللہ فرجہ ہوگا۔

حسن بن معمر ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلیم نے فرمایا۔ میرے بعد بارہ امام ہوں

گے۔ سب کے سب قریش میں ہوں گے۔

علیہ عونی حذری سے روایت کرتی ہیں کہ نبی صلیم نے امام حسین سے فرمایا۔ تم امام ہو۔ امام کے

فرشتہ ہو۔ نو امام تیری صلب سے پیدا ہوں گے۔ جو نیکو کار ہوں گے۔ ان میں سے نواں قائم اعلیٰ

اللہ فرجہ ہوگا۔

ابوذر غفاری نے کہا۔ کہ نبی صلیم نے فرمایا۔ میرے بعد بارہ آئمہ ہوں گے۔ نو امام حسین کی

صلیب سے پیدا ہوں گے۔ نواں ان میں قائم رہے (محل الشرف) ہوگا۔

پھر آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ ان امسکی مثال تم میں ایسی ہوگی جس پر گناہ کی کشتی کی۔ جو شخص اس پر سوار ہوا۔ وہ نجات پا گیا تھا۔ اور جس نے اس کو چھو دیا تھا۔ وہ ہلاک کیا تھا۔ اور وہ حضرات تم میں بنوا سرائیل کے (باب حطہ کی مانند ہیں۔

مسلمان فاسی نے کہا کہ بنی کریم صلیم نے فرمایا۔ میرے بعد آئمہ بنوا سرائیل کے تقبیل کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ اور وہ بارہ ہوں گے۔ پھر آنحضرت صلیم نے حضرت امام حسین کی پشت پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ تو نیکو کار امام آپ کی صلیب سے پیدا ہوں گے۔ اور ان میں سے نواں ہمدی رحمت اللہ علیہ ہوگا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس قدر وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی ان حضرات سے بغض رکھنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔

بجاہ انصاری نے کہا یا رسول اللہ صلیم میں نے تو رات میں شیراز شیر کو دیکھا ہے۔ جس کے چیتے اس کا گونہیں ^{عائشا} وہ کون حضرت ہیں۔ اور حسین کے بعد کتنے اور پیدا ہوں گے؟ آنحضرت صلیم نے فرمایا۔ تو اور حسین کی پشت سے پیدا ہوں گے۔ اور ہمدی حسین کی اولاد میں سے ہوگا۔ مفصل بن حسین عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلیم کو فرماتے ہوئے سنا میرے بعد بارہ امام ہوں گے۔ پھر آنحضرت صلیم نے اپنی آنکھ سے آنکھ کو فرماتے ہوئے سنا۔ وہ سب کے سب ترشیں سے ہوں گے۔

انس نے کہا کہ بنی کریم صلیم نے فرمایا۔ آئمہ میری عمرت ہیں سے ہوں گے۔ وہ یادت کیا گیا اے اللہ کے رسول آپ کے بعد کتنے امام ہوں گے۔ فرمایا۔ تقبیل بنوا سرائیل کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ جناب قاطع سلام اللہ علیہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول الاعراف رجال کے اسے میں آپ نے اپنے باپ جی صلیم سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ حضرات میرے بعد ہونے والے امام ہیں۔ اعراف والے آدمی ہیں۔ ہمیشہ میں صرف وہ آدمی داخل ہوگا۔ جو ان حضرات کو جانتا ہوگا۔ اور وہ رو جاتے ہوں گے۔ و غرض میں وہ شخص داخل ہوگا۔ جو ان کا انکار کرتا ہوگا۔ اور وہ اس کا انکار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت ان حضرات کی معرفت کے فیض حاصل ہو سکتی ہے۔

ابو امام نے کہا کہ نبی کریم نے فرمایا جب میں شب معراج آسمان پر گیا تو میں نے ساتی عرض پر فوراً
کہا کہ یہ حدیث کھسی ہوئی دیکھی۔

لا اله الا الله محمد رسول الله ایدتہ بعلى ونصرتہ بعلى ثم بعدہ الحسن
الحسين ورايت عليا عليا ورايت محمد احمد امرتين وجعفر ا
موسى والحسن والحجة اثني عشر اسما مكتوبا بالنور فقلت يا رب اسدي
عنك هؤلاء الذين قرنتهم لي؛ ثنوت يا محمد هم الائمة بعدك
والاخيار من ذريتك

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں میں نے اس کی تائید کی اور نصرت علی
کے پیروں کی۔ اور اس کے بعد حسن اور حسین کے ذریعے کی پھر میں نے میں دفعہ علی علی اور دو دفعہ
جعفر محمد لکھا ہوا دیکھا پھر جعفر موسیٰ حسن اور حجت کے نام تحریر شدہ دیکھا۔ یہ سب نام نور کے
ساتھ لکھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا اے معبود! مجھے ان ناموں کے متعلق آگاہ فرمائیے۔ جن کو
تم نے میرے نام کے ساتھ لکھا ہے یا

آواز آئی اے محمد! یہ وہ امام ہیں جو تیرے بعد پیدا ہوں گے۔ اور تیری اولاد کے بہترین لوگ ہیں۔
ابو جعفر قمی نے اکمال الدین میں سماع بن محمد بن محمد بن ابوبصیر سے روایت کی ہے۔ یہ دونوں حضرات
ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں
حضرات نے فرمایا ہم بارہ آدمی محدث ہیں۔

ابو بصیر ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نو امام حسین بن علی کے بعد ہوں
گے میں میں کا تولد قائم رحل اللہ قریب ہوگا۔

سید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا میرے بعد میرے خلفائے میرے
لوہیا اور حج اللہ بارہ ہوں گے۔ ان میں کا تولد اور ان میں کا آخر میرے نزدیک ہوگا۔ یعنی تمام میری اولاد میں
سکھوں گے)

ابن عباس سلیم بن قیس ہمدانی سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن جعفر اور معاویہ کے درمیان کچھ گفتگو
جاری ہوئی عبد اللہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا میں تمام مومنین سے ان کے

نفس کے لحاظ سے افضل ہوں مگر علی بن ابی طالب تمام مومنین سے ان کے نفس کے لحاظ سے افضل ہیں جب علی شہید ہو جائیں گے۔ تو حسن بن علی تمام مومنین سے ان کی جان کے لحاظ سے افضل ہوں گے۔ حسن کے بعد میرے بیٹے حسین تمام مومنین سے ان کی جان کے لحاظ سے افضل ہوں گے۔ جب امام حسین شہید ہو جائیں گے۔ تو آپ کا بڑا فرزند علی بن حسین تمام مومنین کی جان سے افضل ہوگا۔ میرا بڑا بیٹا محمد باقر تمام مومنین کی جان سے افضل ہوگا۔ اے جاہل و حقیر یہ تم ان کو پاؤ گے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوہ امیر کا نام لیا۔ فرمایا۔ تو حسین کی اولاد سے ہوں گے۔ پھر عبداللہ نے حسن، حسین، عبداللہ بن عباس، عمر بن ابی سلمہ اور اسماعیل بن زید سے گواہی طلب کی۔ ان حضرات نے اس بات کی گواہی دی۔ نیز یہ روایت مسلمان، ابوداؤد، مقداد سے بھی مسلم نے روایت کی ہے۔

حاصلیث لوح

کتاب مولد قاطب میں ہے۔ کہ مندرجہ ذیل حضرات نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے (۱) ابو سعید محمد بن موسیٰ بن متوکل (۲) محمد بن علی باجیلویہ (۳) احمد بن علی بن ابی حمزہ (۴) ابی ایوب حماد بن ابی ایوب (۵) ابی ایوب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا۔ جب جناب قاطب کو حضرت امام حسین کی ولادت کی مبارک باد دیں گے تو آپ کے ہاتھ میں ایک تختہ تھا جس پر یہ عبارت تحریر تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ عز و جل و عظیم کی طرف سے محمد کے لئے ہے جو اللہ کا نور ہیں اس کا نور۔ اللہ کا حجاب اور دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر روح الایمان کا مقام ہے کہ نازل ہوئے۔ میرے محمد میرے نام پڑے ہیں۔ میری نعمتوں کا شکر یہ ادا کرو۔ ان کا کفر ان مذکور میں ہی خدا ہوں۔ میرے کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میرے سوا ہر شخص کسی اور سے اس فگائے گائے میں اسے دردناک ہے۔ میں گرفتار کروں گا۔ میری عبادت کرو۔ مجھ پر بھروسہ کرو میں نے جس نبی کو روانہ کیا جب اس کی حیات ختم ہوئی۔ تو میں نے اس کے لئے ایک وصی کو مقرر کیا۔ میں نے تمہیں تمام انبیاء پر فضیلت عطا کی ہے۔ وصی علی کو تمام ادویا سے افضل گردانے میں نے تمہیں حسن اور حسین کے ذریعے بزرگ بنایا۔ کو باپ کے بعد میں نے ان کی حکمتوں کا بیع قرار دیا۔ اور حسین کو وحی الہی کا خلیفہ اور میں نے حسین کو اپنی جگہ کے ساتھ مقرر کیا۔ ان کے درجات کو تمام شہداء کے درجوں سے بلند کیا۔ اس کے ساتھ حکم نامہ کو

مقرر کیا آپ کی لولہ کو حجت بالغہ بنایا۔ اور اس کا اول علیؑ سید العابدین اور گزشتہ اولیا کی ذریت ہیں
 اور آپ کا فرزند جو اپنے تانا کا ہم شکل ہیں محمد باقر ہیں۔ جو میرے علم کا باقر اور میری حکمت کا منہج ہیں۔
 آپ کے بعد جعفر ہیں۔ آپ کے بارہ بیٹے ہیں شمس کرنے والے تباہ ہو جائیں گے۔ جو شخص آپ کے فرمان
 کو نہ کرے گا۔ وہ میرے فرمان حق کا رد کرنے والا ہوگا۔ میں آپ کے مقام کو بلند کروں گا۔ آپ کے شیعوں
 سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں گے۔ میرے اولیاء کا انکار کرنے والا ہلکا ہے۔ کہ گویا اس نے میری
 نعمتوں کا انکار کیا۔ جس نے میری ایستہ کو بدل دیا۔ اس نے مجھ پر ستیان باندھا ہے۔ تباہی ہو تہمت لگانے
 والوں اور اقرب و اذدوں پر۔ علی میرے ولی ہیں میرے مددگار ہیں۔ میں آپ پر بار نبوت لاؤں گا۔
 علی کو ایک متکبر عنفرت قتل کرے گا۔ آپ اس شہر میں دفن ہوں گے۔ جس کو نیکو کار بندے حضرت صالح
 نے بتایا ہے آپ کے پہلو میں جو دفن ہوگا۔ میں اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں
 گا۔ جس کے بیٹے سے جو میرے علم کا وارث ہوگا۔ اور میرے علم کا منبع ہوگا۔ میرے اسرار کا غار۔ مخلوق
 پر میری محبت ہیں نے جنت اس کا ٹھکانا بنایا۔ اس کے خاندان کے متر و گوں کے بارے میں جو دوزخ کے
 مستحق ہوں گے۔ اس کی شفاعت کو منظور کروں گا۔ اس کا بیٹا علی میرا ولی اور مددگار ہوگا۔ پس اس پر
 نیک بخشی کو ختم کروں گا۔ وہ مخلوق پر میرا گواہ میری وحی کا امین۔ میں اس سے ایک ایسے شخص کو پیدا
 کروں گا جس کا نام حسن ہوگا۔ جو لوگوں کو میرے راستے کی طرف دعوت دینے والا ہوگا۔ میرے علم کا
 خزانہ ہوگا۔ میں اس سلسلے کو آپ کے ایک بیٹے پر ختم کروں گا۔ جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہوگا۔
 اس میں موسیٰ کا کمال۔ عیسیٰ کی شان۔ یحییٰ کا حیر ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو ذلیل کرے گا۔ ترک اور دہلم
 کی طرح ان کے سر جھکا دے گا۔ پھر قتل ہو جائے گا۔ خوف کتے اور ڈرتے ہوں گے۔ ان کے
 خون سے زمین رنگی جائے گی ان کی عورتوں میں دھاڑ دھاڑ ہوگی یہ لوگ یسوع اولیاء ہیں۔ ان کے ذریعے
 فیصلہ کے اندھیرے کو دور کروں گا۔ اور نازلوں کو روکوں گا۔ یہ سب ہدایت یافتہ ہیں۔ امام محمد باقر علیہ
 السلام نے اپنی تمام لولہ کو جمع کیا۔ ایک تحریر نکالی جو علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ اور رسول اللہ نے
 لکھوایا تھا۔ اور حضرت امیر علیہ السلام نے تحریر کیا تھا۔

مفید محمد بن نعمان۔ ابو جعفر کلینی۔ حسن بن حمزہ علوی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ
 جاب سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب فاطمہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جابر نے حدیث لوح کو بیان

کیا۔ بکینی نے برت سی روایات ابن اذینہ سے آپ زہد سے بیان کرتے ہیں کہ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ آل محمد سے بارہ امام ہوں گے۔ تمام کے تمام محدث ہوں گے۔ رسول اللہ، علی اور علی کے دونوں بیٹے محدث ہیں۔

ابو سعید خدری اور ابو طفیل سے روایت ہے کہ بارہوی حضرت عمر کے پاس آیا اور آپ سے کچھ مسائل دریافت کیا۔ حضرت عمر نے حضرت علی کے پاس جانے کو کہا۔ کہ مسائل جا کرواں دریافت کرو۔ بارہوی حضرت علی سے یہ بیان فرمائیے کہ محمد کے اوصیاء کتنے ہوں گے۔ اور محمد کا جنت میں کیا مقام ہوگا؟

حضرت علیؑ۔ اس امت میں بارہ امام ہوں گے۔ جو سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں گے۔ اور وہ میرے ذیلیعے پیدا ہوں گے۔ جنت میں ہمارے بنی کا مقام جنت عدن میں بہت افضل اور اشرف جگہ پر ہوگا۔ اور یہ بارہ امام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی درجہ میں ہمارے شاخ گے۔ ایسے کچھ حضرات کی اولاد میں سے ہوں گے۔

فرمایا۔ میرے بعد بارہ امام ہوں گے۔ اے علی! ان کے پشتہ ہذا کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جن کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ مشرق اور مغرب کی فتح دے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگ بیعتہ القدر پر ایمان لاؤ۔ اس رات اللہ تعالیٰ کا سال بھر کا امر نازل ہوتا ہے اور اس سر کے حامل میرے بعد علی بن ابی طالب اور آپ کے گیارہ فرزند ہوں گے۔ قریب قریب اس کے اس حدیث کو جابر بن عبد اللہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور ابن عباس سے امیر المومنین سے روایت کیا ہے۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ایک کتاب نازل فرمائی۔ اور جبرائیل نے کہا اسے محمد بنی و میرے خیمے خیمہ اہل بیت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جبرائیل! میرے اہل بیت خیمہ خیمہ خیمہ خیمہ ہیں؟ عرض کیا۔ علی بن ابی طالب اور کتاب پر کئی ہریں سونے کی لگی ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔ اور آپ کو حکم دیا کہ آپ اس کی ایک ہر قوطہ کو جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے۔

اس پر عمل کریں۔ آپ نے ایک ہر کو توڑا۔ اور جو کچھ اس میں لکھا ہوا تھا اس پر عمل کیا۔ آپ نے اپنی وفات کے قریب اس کتاب کو اپنے بیٹے حسن کے حوالے کیا۔ آپ نے ایک ہر کو توڑا۔ (اور اس پر جو کچھ لکھا ہوا تھا اس پر عمل کیا) پھر آپ نے کتاب کو حسین کے حوالے کیا۔ آپ نے ہر کو توڑا اور اس میں تحریر تھا۔
 ان اخرج بقوم الى الشهادة فلا شهادة بهم الا معك كچه لوگوں کو سے کہ شہادت کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں کی شہادت صرف تیرے ذریعے ہی نصیب ہوگی۔ اور اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دے۔ آپ نے اس تحریر پر عمل کیا۔ آپ نے اس کتاب کو علی بن حسین کے حوالے کیا۔ آپ نے ایک ہر کو توڑا۔ اس میں تحریر تھا۔ انا اطلق وامعت والامر من عند الله وابت حستی یا بیتک الیقین دنیا سے کنارہ کش فرمائیے اپنے گھر میں بیٹھ جائیے۔ اپنے رب کی عبادت کیجئے حق کہ آپ کو موت آجائے پھر آپ نے وہ نوشتہ اپنے بیٹے محمد باقر بن علی کے حوالے کیا۔ آپ نے ہر کو توڑا تو اس میں تحریر تھا کہ لوگوں سے حدیث بیان فرمائیے۔ اور انہیں فتوے دیجئے۔ اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کرو اور تمہارا کوئی بھی کچھ نہیں بلکھ سکے گا۔ آپ نے اس نوشتہ کو اپنے بیٹے امام جعفر صادق کے حوالے کیا۔ آپ نے ہر کو توڑا تو اس میں تحریر تھا۔ حدث الناس وانشر علوم اہل بیتک وصدق ابائک الصالحین ولا تخافن الا الله وانت فی حرز وامن لوگوں کو حدیث بیان فرمائیے۔ اپنے اہل بیت کے علوم کی اشاعت کیجئے۔ اور اپنے نیک آبا کی تصدیق فرمائیے اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ تم پناہ اور امان میں رہو گے۔ آپ نے ایسا کیا۔ آپ نے اس تحریر کو امام موسیٰ کاظم کے حوالے کیا۔ آپ نے اپنی وفات کے وقت اس تحریر کو اپنے بعد والے امام امام علی رضا کے حوالے کیا۔ پھر یہ تحریر اسی طرح پے درپے امام ہدیٰ رجب اللہ فرجہ تک پہنچی۔ اس حدیث کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل سے آپ نے غمش سے آپ نے ابو صالح سے آپ نے ابن عباس سے آپ نے نبی صلعم سے روایت کیا ہے۔

دو یوں نے حیاۃ الوابیہ سے حدیث بیان کی ہے جبابہ نے کہا کہ میں نے علی کی خدمت میں عرض کیا۔ اے امیر المومنین آپ کی امامت برکیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کنکریاں اٹھا کر لے آؤ میں کنکریاں اٹھا کر لائی آپ نے ان پر اپنی ہر چھاپ دی۔ پھر فرمایا اے جبابہ جو شخص امامت کا مدعی ہوتا ہے اس کا اس بات کی قدرت ہوتی ہے جس طرح تو نے دیکھا کہ ہر کنکریوں پر چھاپ دی گئی

ہے تجھے علم ہونا چاہیے کہ ایسا شخص امام معترض مطاعہ ہوتا ہے۔ امام جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اس کے کام میں کوئی چیز روکاوت پیدا نہیں کرتی۔ میں ابیر احمد منین کی وفات کے وقت امام حق کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ تم جیسا کہ واسیہ ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں میں وہی ہوں۔ فرمایا۔ جو کچھ تیرے پاس ہے اسے میرے پاس لاؤ میں نے کنگریاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے ان پر اپنی ہر اس طرح چھاپ دی جس طرح ابیر احمد منین نے چھاپ دی تھیں۔ پھر میں امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا تم امامت کی دلیل چاہتی ہو؟ تمہارا پاس جو چیز ہے اس کو میرے سامنے حاضر کرو۔ میں نے کنگریاں آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے ان پر اپنی ہر چھاپ دی۔ پھر میں علی بن حسین کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں ان دنوں میں اپنی عمر ۱۱ سال شمار کرتی تھی۔ میں نے حضرت کو عبادت میں مشغول پایا۔ آپ نے اپنی سبب انگلی سے میری طرف اشارہ فرمایا میری جوانی لوٹ کر دوبارہ آگئی۔ فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو میرے پاس لاؤ میں نے وہ کنگریاں آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے ان پر اپنی ہر گھاٹی پھر میں ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے بھی گھاٹی۔ اسی طرح میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے بعد جیسا کہ نواہ زندہ ہیں۔

فصل

نکتے اور اشارے

اللہ تعالیٰ نے آئمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء اور عدد کو کئی چیزوں کے ساتھ بطور اشارہ کے بیان فرمایا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔

سنریہم آیاتنا فی الافاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم اہد الحق بعض جگہ آئمہ کا ذکر کتب آسمانی میں کیا ہے اور بعض جگہ اپنی مخلوق میں ظاہر کی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو چیز زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کا ذکر زیادہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نہد اہم اقتصد ان کی ہدایت کی پیروی کرو۔ سنۃ من قد ارسلنا قبلك من رسلنا ولا تعجل سنۃنا نحوہ۔ یہ طریقہ ہے ان لوگوں کے لئے جن کو ہم نے تم سے پہلے بھیجا۔ اور تم ہمارے طریقہ

میں کوئی قول چار گئے۔

ان کے بعد آیت ہے کہ نبی صلعم نے سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل کے بارے میں فرمایا یہ طریقہ ہے جس میں تبدیلی اور تفسیر جائز نہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا میری امت میں سب وہ ایک جہت کی ہوں جو اسرائیل میں واقع ہوئیں تھیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح ایک ہوتا دوسرے ہوتا ہے شاہد ہوتا ہے۔ بنو اسرائیل میں پندرہ نقیب تھے۔ وبعثنا منہم اثنی عشر نقیباً اور میری امت میں بھی پندرہ نقیب ہوں گے۔

صحابہ، ابو ایوب، ابن مسعود، وائلہ، خدیجہ بن امیہ، ابوتامادہ، ابو ہریرہ، اور انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے بعد کتنے امام ہوں گے؟ فرمایا بنو اسرائیل کے نقیب کے برابر۔

اعش کی حدیث میں حسین بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا۔ فرمایا نہیں میں آخری نبی ہوں میرے بعد امام ہوں گے۔ بنو نقیبا بھی اسرائیل کے برابر ہوں گے۔ اور انصاف کو قائم کئے ہوں گے۔

ابو حفصہ رحمہ اللہ بقرۃ علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے اہل بیت میں بارہ نقیب ہوں گے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور پیغمبروں کے قائم ہونے میں ہوں گے۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس قدر وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائے گا وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض من کما استخلف اللہ الذین من قبلہم اللہ تعالیٰ نے اس آیت وبعثنا منہم اثنی عشر نقیباً کی تحت ہمیں آگاہ کیا ہے کہ ہمارے خلفاء کی تعداد بھی بارہ ہوگی۔ استخلاف میں جو کاف کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہمارے خلفاء کی تعداد بارہ ہو۔ اور اس میں تو کلام ہی نہیں ہے کہ نقیبا سے مراد خلفاء ہیں۔

ابن مسعود نے کہا کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا میرے بعد بنی اسرائیل کے نقیب کی تعداد کے برابر بارہ خلفاء ہوں گے۔ بنو اسرائیل میں نقیب کی طرح بارہ حواری بھی تھے۔ ماذا قال الحواریون یا عیسیٰ؟ ہر شام بن زید انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ

آپ کے حواری کون ہیں ؟ فرمایا میرے حواری بارہ امام ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ علیؑ و فاطمہؑ کی صلب سے ہوں گے۔ وہ لوگ میرے حواری ہیں اور میرے دین میں میرے دو گار ہیں۔ ان پر اللہ کی رحمت سے نجات اور سلام ہے۔ ان میں اسباط اولاد یعقوب ہے اور وہ بارہ ہیں۔ **وَقَطَعْنَا هُمْ أَشْنَى عَشْرَةٍ**
اسباط اصمات

ابو صالح سمان ابو مرو سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہیں خطبہ دیا اور فرمایا اسے لوگو! جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے۔ اور میری موت کی طرح مرے۔ تو اسے چاہئے کہ وہ علی بن ابی طالب کو دوست رکھے۔ اور آپ کے بعد آئمہ کی اقتداء کرے آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کے بعد کتنے آئمہ ہوں گے؟ فرمایا اسباط کی تعداد کے برابر ہوں گے جن کی خاطر موسیٰ علیہ السلام کے لئے بارہ چشمے جاری ہو گئے تھے۔ اسباط کی تعداد بارہ تھی (نا بیعت منہ اثنتا عشرة) یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی بیان کیا۔
 انی رايت احد عشر كوكبا والشمس والقمر راجعین ساجدين اسے آپ ایسے گیارہ ستارہ سورج اور چاند کو دیکھا ہے کہ مجھے سجدہ کرتے ہیں گیارہ ستاروں سے اور حضرت یوسف کے گیارہ بیانی ہوں بارہویں حضرت یوسف خود تھے جن کی کل تعداد بارہ تھی۔ اور نبی واسرائیل کے گروہ بھی بارہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بارہ نبیوں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ ابراہیم۔ اسماعیل۔ اسحاق، یعقوب، یوسف۔ عیسیٰ، ایوب، یونس۔ موسیٰ، ہارون، داؤد اور زکریا۔ انا و حینا الیك
 کما اوحینا الی براہیم واسماعیل واسحاق و یعقوب والاسباط عیسیٰ و ایوب و یونس
 رھارون و ایتنا داؤد و ہارون و سلیمان قصصنا ہم عیلت من قبل رسلنا لم نقصم
 عیلت و کلمہ اللہ موسیٰ تکلیما

نصیر بن حازم کے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ آئمہ کو جانتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں جانتے تھے جس طرح نوح جانتے تھے پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی **لَكُمْ مِنْ الدِّينِ مَا دُمِيَ بَنُو نوحاً** ان آئمہ کی تعداد کا ذکر قرآن مجید میں اشارے کے طور پر ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ناموں کی قسم اس طرح کھائی ہے جس طرح کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھائی ہے ولعمرت سے نبی کے نام کی قسم کھائی ہے اور الصافات اور النرایات

والجسم والطور واسماء ذات ابجد ح۔ والسماء والحدائق او
والفضی اور والتین سے ائمہ کے نام کی قسم کھائی ہے۔

مے فریاد۔ والتین سے مراد امام حسن۔ وانزبتوں سے مراد امام حسین
یعنی و هذا السید الامین سے مراد رسول اللہ ہیں۔ بقدر خلقت
لہ تعالیٰ تھے اس وقت فریاد۔ جب کہ لفظ تعالیٰ نے تمام ادوار سے رسول
میت کا شائق دیا تھا۔

ایمہ مصوین علیہم السلام کا نام ان اسماء کے ساتھ کیا ہے۔ بہاد و ماد۔
سطور کے مضبوط۔ ونور۔ متور۔ ہمار۔ شمیرید۔ نشور۔

کے نام یہ ہیں تنویریت نیدار۔ ہوا۔ متشورا۔ مشور۔ ہمد
نیدار۔

بہا۔ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ میں ہی بارہ حرف ہیں۔
ی بارہ حرف ہیں یعنی بن بارہ سے رسول کے ذکر کو بند کیا بن کے اہل کا
شہادت میں نقطہ کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کا کوئی غسل

ن کے اسماء بارہ بارہ حروف ہیں جو ان حضرات کے عدد کے برابر ہیں
علیم۔ رحیم۔ الرحیم البصیر۔ اللطیف الخیر مطہق
دین امانت القادر۔ الخالق ارزاقی۔ الہی الخیریت۔ اللہام للباقی
لہ شکر۔ الحمد لله حقاً۔ لله ولی الدین۔ توکلت علی
وحد لا شریک لہ

ن میں ان حضرات کے عدد برابر ہیں۔ اعلیٰ اللہ انکوش انحضرت صلی اللہ
کی اولاد کے نمبر و علم۔ ہر اسماء یہ ایمہ مصوین علیہم السلام کے نام
کے نمبر دیکھا تھا۔ وحننا ہم ائمہ۔ فہد اہم اقتداء۔ سدرہم

ایاتنا۔ اذانرت فلانصب۔ اذکر فی عند ربک

نبی صلم کی تعریف آئمہ کی تعداد کے مطابق بارہ حروف کے کی جاتی ہے۔ انبی المصطفیٰ۔ الولی

المجتبیٰ۔ افضل العالمین۔ خاتم النبیین۔ البشیر النذیر۔ السراج المنیر۔ الصلی

المقال۔ الشریف الخصال۔ الحاکم بالعدل۔ القاضی بالفصل۔ الہادی المرشد

لشیعہ المنقذ۔ محمد رسول اللہ۔ محمد حبیب اللہ۔ محمد امین اللہ۔ محمد

جبار مخرج۔ محمد خص بالوحی۔ محمد صاحب الحق۔ محمد صفوة الرب

محمد سید الرسل۔ محمد خیر البشر۔ محمد سید العرب۔ محمد نبی المہدی

محمد ابو القاسم

انبیاء کے ناموں میں اس تعداد کا خیال رکھا گیا ہے۔ آدم والد البشر۔ آدم خلیفۃ

نوح ذوالسفینۃ۔ نوح ذوالطوفان۔ ابراہیم الخلیل۔ آدم نوح ابراہیم

عیسیٰ محمد۔ موسیٰ التورات۔ موسیٰ کلیم اللہ۔ عیسیٰ والاخیر۔ عیسیٰ کلمۃ اللہ۔ محمد

والفرقان۔ اولوالعزم رسول مخرج میں بارہ خاتم النبیین ان سے افضل ہیں۔

حضرت علی کے نقاب کے حروف بھی تعداد میں بارہ ہیں۔ علی وصی الرسول علی زوج البتول

علی قاضی الشرک۔ علی قاضی الاقل۔ علی قاضی السباب۔ علی رد الاجتباب۔ علی عالم الامۃ

علی ابوالائمۃ علی قاضی الکرب۔ علی خلیفۃ الرب۔ علی ذوالعجاب۔ علی ذوالخرائب

علی خلیفۃ اللہ۔ حیدرۃ البو تراب۔ علی بن ابیطالب۔ امیر المومنین

ہمارے آئمہ کا ذکر بارہ حروف پر مشتمل ہے الائمۃ من قمیش۔ النبی والامام

علی واولادہ حق۔ فاطمۃ الزہراء۔ الحسن والحسین۔ الحسن المہموم۔ الحسین

الشہید۔ الحسن بن علی علی نقاشفتات۔ الامام الباقی۔ الامام الصادق۔ الامام

مکاظم۔ الرضا وصی موسیٰ۔ ابو جعفر التقی۔ ابراہیم صلی۔ الحسن العسکری

الحجۃ المنتظر۔ اثنا عشر خلیفۃ۔ اثنا عشر اماما۔ اثنا عشر نقیبا۔ اثنا عشر ابلا

للہجۃ اثنا عشر۔ الائمۃ اثنا عشر۔ اصحاب الاموات۔ ذریعۃ نبی الہدی۔ اہل بیت

لرسول۔ الحترۃ الزکیۃ۔ کتاب اللہ اعترۃ۔ المنصوص علیہم۔ علی اللہ علیہ

وليه حرف الحبة - عدد هم في النار -

تقدانا خيرا بنهارا ثا عشر وسيلتي في محشرى اتمتي اثنا عشر
بجملہ حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفا بارہ میں تیاریت کے روز میرا وسیلہ
بارہ امام ہیں۔

کلمات حق کی حروف بارہ ہیں انھم الصديقون - الهدى دين الحق - ائمة امنا الله
العقل حجة الله - اشرع دين - الدين الاسلام - ائمة الايمان - العباد القرآن -
الموحد والوعيد - الحياة والموت - البعث والنشور - بحسبة العباد - الجنة والعجيم
المثواب الدائم - العقاب الدائم - من تفقه القبر - لاعمل الانبياء - الطهر وضو
وعقل - الوضوء غسل ومسح - الكعبة القبلة الصلوة الخمس - الزكاة الصوم ولاج
الاجمعة - ائمة الهدى - الطوائف والسعي - والمشعر الحرام

علم حروف کے ذریعے استخراج محمد کی ح " اور دال کے بارہ عدد ہوتے ہیں - آدم کی دال
اور حوا کی ح کے بارہ ہیں - بسم کی ب - اللہ کا الف رحمن کی ح - اور الرحیم کا الف بارہ ہوتے ہیں -
بسم اللہ الرحمن الرحیم میں تین بیسم ہیں یعنی اہل بیت میں تین محمد ہیں اور اس میں چار لام ہیں بیعتے چار
محل ہیں - اور اس میں ی حسین پر دلالت کرتی ہے - سین اور نون حسن پر دلالت کرتے ہیں - جعفر پر اور
س مومنی پر - دلالت کرتا ہے ۔

سورہ قل ہوا اللہ کے حروف کی تعداد ۴۸ ہے جو ان کے تعداد کے چار مرتبہ ہے ۔

الم - حسم - قرآن مجید میں بارہ جگہ وارد ہیں - مفسرین نے کہا ہے کہ مجموع حروف جو سورتوں کے
مروع ہیں اللہ کا ایک بھید ہیں - کچھ حص سے علی اور فاطمہ کا نام نکلتا ہے - حسم میں تین حروف
ل کے ہیں طہ میں دو حروف فاطمہ کے ہیں یس میں دو حرف حسن اور حسین کے ہیں - ائمہ معصومین
ہم السلام کے ناموں کے حروف ۴۲ ہیں - ۲۸ مکریہ ہیں اور ۱۴ انجیر مکریہ ہیں - یہ علی حسن ، محمد اور زین
س اور منقوط محمد سے محمد تک بارہ ہیں ۔

اعراض دو قسم ہیں - اللہ تعالیٰ کا فعل اور ہمارا فعل - اللہ تعالیٰ کے افعال بارہ ہیں - حیات ،
موت ، نبوت ، نفاذ ، علم - راحہ - حرارت - برودت - رطوبت - پیوستہ اور فٹا - اور یہ اس

بات پر دلالت ہے۔ کہ امامت اللہ تعالیٰ کی جانب سے بطور نص واقع ہے اس میں ہرگز
انتخاب کو دخل نہیں اور یہ آئمہ تعداد میں بارہ ہیں۔ علم اصول فقہ کی بنیاد بارہ جہتوں پر ہے
خطاب۔ اولیٰ۔ نواہی۔ عموم۔ خصوص۔ جمل۔ بیان۔ نسخ۔ انشاء۔ اجماع۔ اجتہاد اور
نویں اسم۔ فعل حرف اور یا حرف نمایاں ہے۔ وہ بارہ ہیں۔ لفظ اثنتی عشرینہ اخراجات
میں ضرب ہے۔ یہ پہلے اخوات پر اثر ہے جس طرح بنی کے بعد آئمہ تمام مخلوق سے اثر
ہیں۔ ثانی کے وزن بارہ ہیں۔ وہ اس طرح کہ ناکلمہ پر فتح ہوگا یا ضمہ یا کسرو یا سکون یا تنین کو
چار سے ضرب دو۔ تو بارہ ہوں گے۔

دو رکعتوں کی تکبیریں بارہ ہیں بخت کا وعدہ بارہ شرطوں میں سے ہے۔ فرض نمازوں کی طاعت میں
سترہ رکعتیں ہیں ان میں بارہ معصومین علیہم السلام پر وال ہیں۔ اور پانچ تکبیریں اصول خمسہ کو بتلاتی ہیں
اعلام مکہ بارہ ہیں۔ حج قرآن و افراد کعبہ کی چار جانب سے ۱۲ میل تک کے لئے ہے مسجد نبوی
کے بارہ دروازے ہیں۔ الواح موسیٰ بارہ ہاتھ بسی تھیں آیت واذا راوا تجارۃ دھوا کی
تفسیر میں ہے کہ جو لوگ آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھنے میں باقی رہ گئے تھے۔ وہ بارہ تھے۔ باقی سب
بھاگ گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آٹھ آدمی باقی رہ گئے تھے ~~بارہ تھے~~
~~اور ہر ایک کی ایک چیز تھی~~
~~اور ہر ایک کی ایک چیز تھی~~

حرف کے اعداد کے لحاظ سے۔ ومن الحجۃ علی عبادۃ بعد الرسول (۸۰۳)
رسولوں کے بعد مندوں پر اللہ کی حجت کو ان شخص سے ہے؟ علی بن ابی طالب امامنا دومی
المصطفیٰ بعد کا (۸۰۳) علی ابن ابی طالب ہمارے امام ہیں مصطفیٰ کے بعد آپ کے دومی ہیں
من یكون القدوة القاسم بالحجة بعد علی بن ابی طالب هموزن الحسن بن علی النقی (۸۰۲)
ومن الحجۃ بعد النقی الحسن بن علی هموزن البرا المقتول الحسین بن علی (۱۱۲۱)
ومن الحجۃ بعد الحسین بن علی « الزکی علی بن الحسین بن علی (۵۵۱)
ومن قام بعد اسید علی بن الحسین « اقیم القاسم محمد بن علی (۷۹۳)
ومن قام بعد الباقر الحجۃ « الصادق محمد بن جعفر (۷۳۹)

ومن هو الامام القدوة القائم بالحجة بعد الصادق
الامين وصي الاوصياء موسى (٨٩٨)

ومن في الارض بعد موسى حجة
الرضا عليه بن موسى حجة (١٣٣٩)

ومن كان القائم بالحق بعد علي بن موسى الحجة
محمد بن علي الشقة (٨٩١)

فمن الحجة بعد محمد بن علي
الولد الصالح التركي علي بن محمد (٥٢٤)

ومن القدوة من القائم بالحجة بعد الناصح
علي بن محمد
الخالص حسن بن علي (١٢٩٩)

وسرى قسم بجماع آيات قرآني

فدريّة بعضها من بعض واعلم

بمع عليهم

• وذرية بني الله من فاطمة وامير
المومنين وهم احد عشر منهم
مهديهم القائم بالحق

• هولاء هم الائمة الامناء اثنا عشر
العلماء اهل البيت المصطفى واصحاب
الاعراف يوم القيامة صلى الله عليهم (٣٩٩)

• وهم النبي رسول الله والائمة الانام
عشر اهل البيت امنا الله سلام (٢٤٢١)
الله عليهم

• ذلك هم العلماء من اهل بيت
محمد الرسول الاثنا عشر للعدل (٢٨١٩)
صلى الله عليهم

• اوليا امر الامة ال بنى الرحمة
الاثنا عشر الائمة (١٤٨٢)

• الشهود بعد النبي صلى الامة

جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء
على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا

كنتم خير امة اخرجت للناس

فلورودنا الى الرسول والى اولى الامر
منه الذين يستنبطونه منهم

يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله و

اطيعوا الرسول واولى الامر منكم

كذلك اذا جئنا من كل امة بشهيد

وَجُتَابِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدٌ ۖ
 اثْنَا عَشَرَ بَرًّا (۲۰۲۷)

اَسْمَاءُ يَكْرَهُهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ
 آمَنُوا الَّذِينَ يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ

الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ

وَمِنْ خَلْقِنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ

بِأَمْرِنَا وَبِهِ يَعْدِلُونَ

رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ

الْبَيْتِ أَنْتُمْ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اِنْهَآيَرِيْدُ اللّٰهَ لِيَنْزِلَ عَلَيْكَ الرُّوحُ

اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا -

عَلِيٍّ ابْنِ مَوْلَانَا سَيِّدِ الْمُؤْمِنِينَ

الَّذِي يَكُونُ فِي حَقِّهِ أَحَدُ عَشَرَ (۳۵۷۰)

اَمَّا هَارِيَا مَهْدِيَا عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَهُمْ بَعْدَ بَيْنِنَا اثْنَا

عَشَرَ

الرَّسُولِ وَاثْنَا عَشَرَ بَرًّا زَكِيًّا

بَعْدَ

اَرِيَاتِ الطَّهَارَةِ فِي الْآيَةِ مُحَمَّدٌ

وَعَلَى دَنَائِلِهِ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَ

عَلِيٍّ وَمُحَمَّدٍ وَجَعْفَرٍ وَمُوسَى وَعَلِيٍّ (۲۷۷۷)

وَمُحَمَّدٍ وَالْحَسَنِ وَابْنَهُ الْهَادِي

الْمَهْدِي صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ

هُوَ دَالِ اثْنَيْ عَشَرَ (۶۱۸۳)

قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ

فِي الْقُرْبَىٰ

ان حدیثہ اشہور عند ائمہ اثنی عشر

داندنی سے روایت ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا اسے سماعت بن ہریر

پاس صحیفہ لاؤ وہ ایک مفید رنگ کا حقیقہ لایا حضرت نے اس کو میرے حوالے کیا۔ اور فرمایا اس کو پڑھو

میں نے اس کو پڑھا اس میں دو سطریں تحریر تھیں پہلی سطر میں یہ عبارت تحریر تھی لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ اور دوسری سطر میں تحریر تھا اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔

کتاب خدا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت سے ہے ان میں بار مہینے ہیں

میں یہی مہینہ ہے۔ ان بارہ سے مراد علی بن ابی طالب حسن بن علی حسین بن علی

مہدی آخر الزمان تک تمام ائمہ کے نام موجود تھے یہ ہر جن

یہ تو یہ کہاں تھی۔ اور کہاں لکھی گئی تھی؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کے فرزند! اللہ اس کا
 اور آپ اس کو بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ تحریر حضرت آدم کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے تحریر
 تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دینِ قیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کا اختیار کرنا واجب اور ترک کرنا کفر
 اس میں کوئی شک نہیں کہ مہینوں اور سالوں کی معرفت ماہ رمضان اور ذوالحجہ کے سوا واجب
 ہے۔ اور جو شخص اس حالت میں مر گیا کہ اسے مہینوں اور سالوں کی معرفت نہیں تھی۔ تو وہ قابل
 نہیں ہوگا۔ ہاں اگر ائمہ کی معرفت کے بغیر مر گیا۔ تو جہالت کی موت مرے گا۔ عہد کی نے کہا ہے
 اُسْمَتِي سَادَةُ اِبْرَايَا عِدَّةَا كَمَا عِدَّتِ الشُّهُورُ
 ایک اور نے کہا ہے

دَخِرْتُ لِمَحْشَرٍ وَالنَّشُورِ! اُسْمَتِي فِي عِدَّةَا الشُّهُورِ
 مہینوں کے یہ حصے ہیں۔ دن رات۔ جمع و شام۔ گرمی۔ خریف۔ جائہ۔ ربیع۔ آفاز ماہ
 نصف ماہ۔ اور آخر ماہ (ان کی تعداد بارہ ہے)

وَمَنْتَ الْوَاطِنِينَ فِي حَقِّهِ ابْنِ دَعْفٍ سَيِّدُ اَبِي حَدِيثِ بَيَانِ كَا كُنِّي هُوَ بَكْرِ بْنِ اَبُو
 ابی امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ اے آقا! ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 ہے۔ لیکن اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا وہ کون سی حدیث ہے؟ عرض
 ما دوا الایام فتعاديكم کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا بیٹا! شبہ رسول اللہ کا نام ہے۔ احد
 المؤمنین سے کہنا ہے۔ اثنین (دو شبہ) حسن اور حسین ہیں۔ ثلثا (سہ شبہ) علی بن حسین
 و جعفر بن محمد مراد ہیں۔ اربعاء (چار شبہ) سے مراد موسیٰ بن جعفر محمد بن علی اہل بیت خود مراد ہیں۔
 راویا یثیاس حسن ہے اور جمہ سے مراد میرے بیٹے کا فرزند مراد ہے۔ جس کے پاس حق کا گدہ
 ہے وہ ہیں جو زمین کو اس قدر عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ جس قدر کہ ظلم و جور سے
 ہوگی۔ ان دونوں کے یہی معانی ہیں۔ ان سے دنیا میں دشمنی نہ کرو۔ ورنہ وہ آخرت میں تم سے

دنات کے بارہ بارہ گھنٹے ہیں۔۔۔ جنت کی نہیں بتفصیل ذیل بارہ ہیں:-

من ماء غیر آسن وانهار من لبن لم یغیر طعمہ وانهار من خمر لاذقۃ للمشارب

وانهار من غسل مصطفیٰ رويستون فيها كاسا كان مزاجها كافورا، عينا فيها تسي سبيلا
انا اعطيتك الكوثر. يستون من رحيق مختوم. (ومزاجه من تسيم) فيها عينان تجريان
فيهما عينان لنضاختان

ایک حدیث میں ہے کہ جبرائیل نے کہا اسرائیل کے بارہ بیٹے تھے۔

۱۔ کاس۔ ۲۔ کوثر۔ ۳۔ مختوم۔ ۴۔ تسیم۔ ۵۔ تجریان۔ ۶۔ نضاختان۔

۷۔ عین۔ ۸۔ عین۔ ۹۔ کاس۔ ۱۰۔ کوثر۔ ۱۱۔ مختوم۔ ۱۲۔ تسیم۔

بڑے بڑے جزیرے بارہ ہیں۔

ابو اصفیاء سے روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے والی الجبال کیف نصبت کے
بارے میں فرمایا۔ اس سے مراد اوصیاء ہیں۔

ظاہر عالم بارہ ہیں۔ ۱۔ کھاس۔ ۲۔ کلابیاں۔ ۳۔ پھول۔ ۴۔ دانے۔ ۵۔ درخت پھل والے۔ ۶۔ غیر پھل والے
خسرات الارض تیرنے والے جانور۔ ۷۔ اڑنے والے جانور۔ ۸۔ دندے پھوٹے اور آدمی
بڑھنے والی چیزیں بارہ ہیں۔ ۹۔ حالت۔ ۱۰۔ تازگی۔ ۱۱۔ نرمی۔ ۱۲۔ قوت۔ ۱۳۔ خوشبو خلائق
خرید۔ ۱۴۔ فروخت۔ ۱۵۔ اکل۔ ۱۶۔ کستمال۔

۱۷۔ ہمارے بارہ ہیں۔ ۱۸۔ سونا۔ ۱۹۔ چاندی۔ ۲۰۔ راجک۔ ۲۱۔ شیشہ۔ ۲۲۔ کبریا۔ ۲۳۔ تانبا۔ ۲۴۔ کول گندھک
پارہ۔ ۲۵۔ لولا بہ سقر۔

جواہرات بارہ ہیں۔ ۱۔ موتی۔ ۲۔ یاقوت۔ ۳۔ لعل۔ ۴۔ یخزہ۔ ۵۔ عقیق۔ ۶۔ بزمج۔ ۷۔ روح۔ ۸۔ دمرد۔
۹۔ الماس۔ ۱۰۔ یشب۔ ۱۱۔ بسد۔ ۱۲۔ لازو۔ ۱۳۔

خوشبوئیں بارہ ہیں۔ ۱۔ عنبر۔ ۲۔ مشک۔ ۳۔ کافور۔ ۴۔ عود۔ ۵۔ گلاب۔ ۶۔ غالیہ۔ ۷۔ زعفران۔ ۸۔ زباد۔ ۹۔ اوراق
کے مرکبات۔

خوشبوئیں سب سے بہتر پھول بارہ ہیں۔ ۱۔ گلاب۔ ۲۔ زریں۔ ۳۔ سکس۔ ۴۔ بنفشہ۔ ۵۔ خیری۔ ۶۔ سفیل۔
۷۔ نیلوفر۔ ۸۔ چنبیلی۔ ۹۔ بیلا۔ ۱۰۔ یکان۔ ۱۱۔ شبو۔ ۱۲۔ موتیا۔

۱۳۔ میٹھی چیزیں بارہ ہیں۔ ۱۴۔ گنا۔ ۱۵۔ شہد۔ ۱۶۔ انگور۔ ۱۷۔ چھوہارہ۔ ۱۸۔ ترنجبین۔ ۱۹۔ من۔ ۲۰۔ سکنجبین۔ ۲۱۔ آم۔
۲۲۔ خربوزہ۔ ۲۳۔ کیلا۔ ۲۴۔ عناب۔ ۲۵۔ انار۔

انسانی جسم میں بارہ چیزیں ہیں :- بال، ناعن، جلد، گوشت، چربی، مینگ، خون، رگیں، پٹھ، منی، پیشاب، پانچا۔

ہماری نشوونما، بارہ چیزوں سے ہے۔ خلقہ، مغذا، ہڈی، گوشت، عین، ریش، دودھ، بڑھائی، بچپن، جوانی، اوپر عمر، بڑھاپا، آخر میں میت۔
اندرونی اعضا بارہ ہیں :- جھراسٹھ ہوا، جھرائے طعام، شرب، قلب، جگر، پیچھڑا، تلی، گردے، پتہ، مثانہ، معدہ، علبا، معدہ سفلی۔

اعضا ٹے متصلہ بارہ ہیں :- قدم، ساق، ران، ہاتھ، بطن، صدر، پشت، گردن، سر، دوسرے اعضا بارہ ہیں :- دو قدم، دو پنڈلیاں، دو رانیں، دو بازو، دو ہتھیلیاں، نور منہ، قد، کان، ناک، وغیرہ کے۔

فرق بارہ ہیں :- دو آنکھیں، دو کان، دو نتھنے، منہ، پستان، شرنگاہ، چہرہ میں بارہ چیزیں ہیں :- پیشانی، دو ابرو، دو آنکھیں، دو رخسار، ناک، منہ، دلب، اور زبان۔

ہاتھ، پاؤں، ہڈیوں کے جوڑ، انگوٹھوں کے علاوہ باقی انگلیوں میں بارہ بارہ ہیں۔ اور انگوٹھ، منزلہ نبی کے ہے۔

دابہام خیر المرسلین محمد فعلی علیہ الواحد المتکبر
نصال قلوب بارہ ہیں :-

ذہن، انتباه، سرح، حیات، حیا، بصر، فہم، یقین، عقل، معرفت، خوف اور رہا اور قدب بمنزلہ نبی کے ہے۔

فصل

ان الفاظ کے بارے میں جو ائمہ معصومین علیہم السلام کی مدح میں بیان جاتے ہیں
محمد نبی البہار، محمد جبار خدا کے نبی ہیں۔ علی ہکراہ غیر فرارہ۔ علی بڑھ بڑھ کر حمد کرنے والے اور جہد گئے
والے نہیں ہیں۔ الحسن مسموم الفجار۔ حسن کو فاجروں نے زہر دیا ہے۔ احمس قتل الکفار۔ حسین کو کافروں

نے قتل کیا ہے۔ السجاد خمس الابوار۔ سید سجاد و نیک لوگوں کے سرور ہیں۔ الباقی خمس الخیار۔ محمد باقر
 اچھے لوگوں کے مونس ہیں۔ الصادق سید الاولیاء۔ امام جعفر صادق آزاد لوگوں کے سرور ہیں۔ الکامل غیر
 الاخیار۔ امام موسیٰ کاظم اچھے لوگوں کے اچھے ہیں۔ الرضا قدسی الاسرار۔ امام رضا اسرار کے قصب
 ہیں۔ النقی المبرر من النار۔ امام محمد تقی حبیب سے پاک ہیں۔ النقی المولی البار۔ امام علی نقی نیکو کار و ولی
 ہیں۔ الزکی السطہ من الشمار۔ امام حسن عسکری زکی پاک ہیں۔ وللمہدی ولی الشار۔ امام مہدی رحمت علی العالمین
 فرجہ انوی کا بدلہ لینے والے ہیں۔

محمد خاتم الانبیاء۔ محمد آخری نبی ہیں۔ علی سید الاولیاء علی اوصیاء کے سرور ہیں۔ المحسن ولی
 الاصفیاء حسن اصفیاء کے ولی ہیں۔ الحسینی امام الشہداء حسین شہداء کے امام ہیں۔ السجادین الاتقیاء سید
 سجاد پرہیزگاروں کی زینت ہیں۔ الباقر علم الاولیاء۔ امام محمد باقر اولیا کا علم ہیں۔ الصادق ظہیر الفقراء۔
 امام صادق فقراء کے مددگار ہیں۔ الکامل مونس الضعفاء۔ امام موسیٰ کاظم کمزوروں کے مونس ہیں۔ الرضا
 معلم النقباء۔ امام رضا تقیہا کے استاد ہیں۔ النقی میراث النقباء۔ امام

محمد تقی نقباء کی میراث ہیں۔ النقی مزین الامراء۔ علی نقی امراء کو زینت بخشے والے ہیں۔ الزکی ولی المنظار
 حسن عسکری دین حنیف پر چلنے والے لوگوں کے ولی ہیں۔ وللمہدی آخر الخلفاء۔ مہدی آخری خلیفہ ہیں
 محمد رکن الاعلام۔ محمد اعلام کا رکن ہیں۔ علی حصن الاسلام علی اسلام کا قلعہ ہیں الحسن
 عارف اکرام حسن نیک لوگوں کا شرف ہیں۔ الحسین زین الایام۔ حسین دنوں کی زینت ہیں۔ السجاد
 نفس الانام۔ سجاد لوگوں کا نفس ہیں۔ الباقر ذکی الاعلام۔ باقر علم کا ذکر ہیں۔ الصادق السید
 والامام صادق سید اور امام ہیں۔ الکاظم مزین المقام۔ کاظم مقام کو زینت دینے والے ہیں۔ الرضا
 البسدر التمام رضا جوڑھویں کا چاند ہیں۔ النقی البسلد المحرام تقی بد حرام (مکہ) ہیں۔ النقی افضل
 الصیام تقی افضل ترین روزہ ہیں۔ الزکی وراشد الاقوام زکی قوموں کو ہدایت کرنے والے ہیں
 المہدی الخلف للاقوام مہدی لوگوں کے خلیفہ ہیں۔

محمد سراج الدین۔ محمد دین کا چراغ ہیں۔ علی امیر المؤمنین علی مومنین کے امیر ہیں الحسن
 مفتاح الیقین حسن یقین کی کنجی ہیں۔ الحسین مصباح المتقین حسین متقین کے مصباح ہیں۔ السجاد
 زین العابدین سجاد عابدوں کی زینت ہیں۔ الباقر علم النفسیین۔ باقر انبیاء کے علم کو ظاہر کرنے والے

ہیں۔ الصادق مقتدی انصافین صادق معاویین کے مقتدار ہیں۔ الکافظم رحمہم لمساکین
کافظم مساکین پر رحم کرنے والے ہیں۔ الرضا مقدم المنفقین رضا منفقین سے بڑھے ہوئے
ہیں۔ التقی امام المحققین تقی محققین کے امام ہیں۔ النقی مولی المشتاقین نقی مشتاقین کے
آقا ہیں۔ الزکی رئیس السابقین زکی سابقین کے سردار ہیں۔ المہدی خلیفۃ اللہ فی العالمین
مہدی کائنات میں اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں۔

محمد النبی۔ علی الوصی۔ الحسن الرضی، الحسین الوفی۔ السجاد الخفی۔ الباقر
السخی الصادق الوفی۔ الکافظم الولی۔ الرضا العلی۔ التقی الصفی۔ النقی الجلی۔ العسکری
الزکی۔ القائم المہدی

اللہم صل علی سراج الوہاج والفیث التجاج المکرم بیلة المعراج السدای الی الفضل
سرع ومنہاج۔ وصل علی سید العرب وحلیز الفخر والحسب والعزیز الغلب والاعز
لمہذب، وصل علی بیلة المصطفی وحلیلة المرتضی ابنة رسول رب الامر من و
سما سیدة النساء فاطمة الزہراء

وصل علی الحجة النبوی الفاطمی الامام الرضی الحسن بن علی
وصل علی السید الرشید القاری المصدین ید ذی الباس الشہید الحسین الشہید
وصل علی زین العباد وفخر الزہاد وامن اهل البلاد المعروف بالسجاد
وصل علی محی سنن الاوصیاء المصطفی بالنفس والاباء اسرافی للامید والانتہاء باقی
للموالیہ الانبیاء

وصل علی النور المشرق والشہد المشرق والعلل المشرق والکوکب المتائق الی
سدا المجعفر الصادق

وصل علی الامام المطہر والیث الفقہر السید علی الیشر الی الحسن موسی بن جعفر
وصل علی الطور الاشہم والبحر الجہنم السید المحترم امام العرب والعجم علی
موسی المعظم

وصل علی الامام الوفی۔ وانبطل المکی ذی الحسب العلی محمد بن علی النقی
وصل علی الفائم المویذ والامام المہدی والمعدوم المجر د علی بن محمد
وصل علی سراج المعنی واثرف العلی الامام الزکی الحسن العسکری

وصل على الامام الحاكم العامل العالم الشارح المنتقم الحجة القائم
 السدي المبين الصادق الامين خاتم النبيين - ورسول رب العالمين -
 النجم الثاقب الرفيع المطايب الكثير المناقب غالب كل غالب على بن ابي طالب -
 زوجته الغراء الانيسة الحوراء المستولى العذراء المزوجة في السماء فاطمة الزهراء
 السند المحصوم والسيد المسموم الرضا المؤمن ابو محمد الحسن السيد الامين
 الراضع الجبيل الركن الوكيل الميراث كل شين ابو عبد الله الحسين
 عصمة المسلمين وامام الصابرين وديس البكايين وافضل القانتين وسيد المجتهدين
 علي بن الحسين زين العابدين
 القمر الباهر واليا هو والنجم الزاهر والبحر الذاهر والنور الظاهر والامام
 الطاهر محمد بن علي الباقر

النوع الباسق واللسان الناطق - تمام كل صادق جعفر بن محمد الصادق
 السيد العالم العادل الحاكم والسيف الصادق القادر القائم موسى بن جعفر الكاظم
 الشرق والحجى والقيما المستضاء والنور المعنى قتيل هوس بالفضيلة بن موسى الرضا
 النور المضي والبطل الكمي والفارس الجري واسيع الزكي والمهل الروى محمد بن علي النقي
 الامامين العادلين دارى المشعرين واماى الحى بين المد قوينين بس من رلى على
 والحسن - الخلق المنفصال اكرم الاخيار ومبيد عصبة الكفار محمد بن الحسن العادل
 المهدي -

اللهم صل على الدعوة النبوية والحجة الخيرية والاعلام الحسنية والعلوية
 الحسينية والسعادة البعادية والعلوم الباقية واماثر الجعفرية والاسرار الكاظمية
 والنجى الرضوية والانوار المحمدية واشروح العلوية والهمة العسكرية والخلافة
 الصالحة منتصرة

السهم على محمد وامتد على وشيعة وفاطمة وعترتها والحسن ودعوتهم والحسين و
 شهادة وشجاعة وزصافته والباقر وجلالاته والصادق واستقامته والكاظم وانايته و
 الرضا وآياته والنتى وجلالته والنقى - هذا بينه والزكى ونهايته والمهدي وغيبته

درجات امیر المومنین علیہ السلام

فصل ۱۴

مقدمت کا بیان

تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی شخص کی توہین انتخاب اور شور سے نہیں ہوتی
 ناب اور منت میں ان صفات کو پائیں جو اس شخص کے نام اور صفات پر دلالت کریں۔ جب ان
 صفات مل جائیں تو اس کو اپنا ولی بتالیں اور اپنے امور کا منتظم قرار دیں۔

معتزلہ فرقہ کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے۔ کہ جن صفات کے باعث انسان تعظیم و صنی کا مستحق
 ہوتا ہے وہ صفات اور لوگوں کی نسبت علی میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ وہ صفات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱) علم (۲) جہاد (۳) پرہیزگاری (۴) سخاوت

اور وہ صفات جن پر دلیل سمعی دلالت کرتی ہے۔ جس کے باعث اور لوگوں کی نسبت زیادتی ثواب
نبیئت کے لحاظ سے حضرت علیؑ بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ تہذیب و عادت اور حدیث تبوک ہے ان دونوں
بش کے علاوہ اور احادیث بھی آپؑ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ جس صاحب میں یہ صفات موجود ہیں
حب عصمت ہوتا ہے اس بات پر بھی لوگوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ کہ تمام فضائل سے افضل فضیلت

تہ اسلام ہے۔ پھر قرابت پھر علم پھر سب سے بہتر جہاد پھر راہِ خدا میں مال خرچ کرنا۔ پھر زہد اور
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی کا بیان، اس کتاب میں کئی مقامات پر موجود ہے آپ کے متعلق قرأت
ما ہوتا شکر و شہادت سے بالاتر ہے حمزہ، جعفر حسن حسین اور عباس وغیرہ بھی رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں

رسول کی وجہ سے اللہ نے ان پر صدقہ حرام کر دیا ہے۔ علی علیہ السلام ان سے زیادہ خصوصیات کے
 ہیں۔ اور وہ خصوصیات مختلف امور میں آپ کے ساتھ غمقش ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
 نہیں علی علیہ السلام کی خاص فضیلت کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ سبقت
 امام کی وجہ سے رشتہ داروں سے فضیلت ہے۔ ختمے اور دور و انوں سے قربت رسول کی وجہ سے

فائق رہے۔ ایک ابن نے کہا ہے

تقاربة ونصرة وسابقة
هذا المعالي والصفات الفائقة
علی، قرابت، نصرت، سبق، اسلام کی وجہ سے لوگوں سے بڑھ گئے۔ یہ صفات جن میں آپ سب
سے متماثل ہیں۔

حمیری نے کہا ہے

ما استبق الناس الى غياية
الاحوى اسبق على سبقه
لوگ سبقت کی انتہا تک نہ پہنچ سکے۔ آپ نے سبقت کو انتہا تک حاصل کر لیا تھا۔
ابن حماد نے کہا ہے

اما امير المؤمنين فانه سبق الهداية ولحقه مسبقا
امير المؤمنين نے سب لوگوں سے نیکیوں کی طرف سبقت کی۔ اور آپ کسی کے پیچھے نہیں رہے۔
اختلاف دین الہی و اقامہ علماء سبیل الہدی و حریق
آپ کو رب عالم نے چن لیا تھا۔ اور آپ کو ہدایت کے راستوں اور راہ کا علم مقرر کیا۔
ہم علی علیہ السلام کے فضائل تین صورتوں میں پاتے ہیں۔ پہلے وہ فضائل جن میں آپ صحابہ کے
ساتھ شریک ہیں۔ دوسرے وہ خصوصیات ہیں جو آپ میں اور دیگر صحابہ میں موجود ہیں لیکن آپ ان
میں منفرد ہیں۔ تیسرے وہ خصوصیات ہیں جن میں آپ منفرد اور یکتا ہیں۔

جابر انصاری سے روایت ہے کہ اصحاب نبی میں انھارہ خصوصیات تھیں۔ ان میں تیرہ خصوصیات صرف
حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ مختص تھیں۔ اور آپ باقی پانچ خصوصیات میں بھی ہماریساتھ شریک تھے۔
ان فضائل میں عکبری عبد اللہ بن شداد سے وہ بن ہاد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت
علی علیہ السلام کی اٹھارہ ایسی فضیلتیں ہیں جو اُمرت میں کوئی آدمی بھی ان میں آپ کے ساتھ شریک نہیں۔
ابن بطہ الاہلبانی عبد الرزاق سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب اصحاب
رسول صلعم سے ایک صدی یا وہ فضیلتیں رکھتے ہیں۔ اور اصحاب رسول کے ساتھ ان کی فضیلتوں میں بھی برابر کے
شریک ہیں۔

کتاب ابو یکر بن جزمیہ میں تحریر ہے کہ نافع بن الذقین عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ میں علی سے دشمنی رکھتا ہوں
آپ نے کہا اللہ تعالیٰ تم سے دشمنی رکھے۔ تم ایسے شخص سے دشمنی رکھتے ہو جس کی ایک فضیلت ایسی ہے جو دنیا
اور دہشتناک سے افضل ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا سابق الاسلام ہونا

معتبر روایات کی روش سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلام لانے والوں کی ترتیب حسب ذیل طریق پر واقع ہے۔
 علیؑ خدیجہؓ جعفرؓ زبیرؓ ابوذرؓ عمر بن خطابؓ اسلمیؓ خالد بن سعید بن عاصؓ عمارؓ کی والدہ سمیہؓ حبیبہؓ بن
 ث۔ حمزہؓ بنجباب بن ارتؓ سلمانؓ مقدادؓ عمارؓ عبداللہ بن مسعودؓ ایک جماعت کے ساتھ ابو بکرؓ عثمانؓ طلحہؓ
 سعد بن ابی وقاصؓ عبدالرحمن بن عوفؓ سعید بن زیدؓ صہیبؓ اور بلالؓ تاریخ طبری میں تحریر ہے کہ حضرت
 ۴۴ ہجری میں اور ۲۱ ہجری میں کے بعد اسلام لائے۔ انساب الصواب میں طبری سے اہل المعافہ میں قتیبی سے اسلام
 لانے والوں کی ترتیب حسب ذیل ہے۔ خدیجہؓ علیؓ زبیرؓ ابو بکرؓ۔

یعقوب نسوی نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے کہ حسن بن زبیر نے کہا کہ ابو بکر تین مہینوں کے اسلام لانے
 کے بعد اسلام لائے۔ قرطبی نے تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؓ حضرت ابو بکرؓ سے پہلے اسلام لائے۔
 علامہ جافط نے بڑے کرفر کے بعد کتاب العثمانیہ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ زبیر اور بنجباب
 سے پہلے اسلام لائے۔ اس بات کو کسی نے نہیں کہا کہ یہ دونوں حضرت علیؓ سے پہلے اسلام لائے۔ اور
 ابو بکرؓ نے بذات خود حضرت علیؓ کے سابق الاسلام ہونے کی گواہی دی ہے۔

ابوذر عہد مشقی اور ابواسحاق ثعلبی اپنی کتابوں میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ
 میں گھڑی پر افسوس ہے کہ اس میں علی بن ابی طالبؓ مجھ سے سبقت لے گئے تھے اگر میں سبقت
 لانا تو میں سابق الاسلام کہلاتا۔ معاذہ العذویہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو بصرہ کی
 کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا انا صدیق اکبرؓ میں صدیق اکبر ہوں۔ امنت قبل ان یومن ابو بکرؓ۔
 ابو بکرؓ کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لایا ہوں۔ واسمت قبل ان یسلم عمرؓ میں عمر کے اسلام لانے سے
 اسلام لایا ہوں۔ بحوالہ معارف قتیبی فضائل سمعانی۔ معرۃ النسوی۔

تاریخ طبری میں قتادہ سالم بن ابی جعدہ محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے
 آپؐ سے پوچھا کہ آپؐ لوگوں سے پہلے حضرت ابو بکرؓ اسلام لائے تھے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ آپؐ
 پہلے چالیس آدمیوں سے زیادہ لوگ اسلام لائے تھے لیکن وہ اسلام کے لحاظ سے ہم سے افضل تھے۔
 عثمانؓ نے امیر المومنین حضرت علیؓ علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر آپؐ نے مجھ سے پہلے سبقت اختیار کی
 تو آپؐ سے پہلے ان لوگوں نے سبقت اختیار کی ہے جو آپؐ سے اور مجھ سے بہتر تھے۔ امیر المومنینؓ
 پچھا مجھ سے بہتر کون شخص تھے عثمانؓ نے کہا ابو بکرؓ اور عمرؓ حضرت امیر علیہ السلام نے کہا تم غلط کہتے ہو

میں تم سے اور ان دونوں سے بہتر ہوں۔ میں نے تم سے اور ان سے پہلے اللہ کی عبادت کی۔ اور تمہارے بعد بھی عبادت کرتا رہوں گا۔ حسان نے ایک شعر کے ذریعے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ حضرت ابو بکر حضرت علی سے پہلے اسلام لائے تھے۔ حسان ایک شاعر ہے اور اس کی دشمنی علی علیہ السلام سے ظاہر ہے۔ اس بارہ میں ابو ہریرہ کی روایت قابل اعتبار نہیں ہے کیوں کہ وہ غازیوں میں سے تھا۔ اور کثرت روایات کے سبب حضرت عمر نے اس کو دورہ مارا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ بڑا جھوٹا ہے۔ ابراہیم نخعی کی روایت اس لحاظ سے ساقط الہ اعتبار ہے کہ وہ پکانا مبی ہے۔ اور اس نے حدیث امام حسین کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اور ابن اشعث کے ساتھ رہ کر عبیدہ بن زیاد کے لشکر میں شامل ہو کر خواسان کی طرف خروج کیا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ صلیب کی شراب سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

وہ روایات جن کی رو سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے اس بارے میں تمام تصنیف ہو چکی ہیں۔ بعض روایات وہ ہیں جن کو مسدی نے ابومالک سے وہ ابن عباس سے آیت والسابقون الاولون ابوبکر المقبولون کے تحت روایت کرتے ہیں کہ اس آیت میں سابق الاسلام علی بن ابی طالب ہیں۔ مالک بن انس ابوصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا کی قسم حضرت علی علیہ السلام نے اہل ایمان سے پہلے ایمان لانے میں پہل کی ہے۔ اور قیامت کے روز تمام بندوں سے پہلے جنت میں تشریف لے جائیں گے۔

ابوبکر شیرازی کی کتاب میں مالک بن انس سے وہ بھی ہے وہ ابوصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت والسابقون الاولون امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ آپ نے تمام لوگوں سے پہلے ایمان لانے میں بیعت کی ہے اور دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور دو بیعتیں کی ہیں ایک بیعت بدر اور دوسری بیعت رضوان۔ اور دو ہجرتیں کی ہیں ایک ہجرت مکہ سے حبشہ کی طرف اور دوسری ہجرت حبشہ سے مدینہ کی طرف۔ (حضرت علی کی یہ ہجرت ثابت نہیں ہے۔ آپ نے صرف مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے۔)

مفسرین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے بلکہ اکثر تفاسیر میں یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کی جس آیت میں یا ایہا الذین آمنوا سے خطاب کیا گیا ہے۔ اس آیت کے سوا علی علیہ السلام ہیں۔ کیوں کہ آپ تمام لوگوں سے پہلے اسلام لائے ہیں۔

المختصائص العلویہ میں نطنزی اپنے اسناد سے ابوالہیثم بن اسماعیل سے وہ مامون سے وہ رشید سے وہ مہدی سے وہ منصور سے وہ اپنے دادا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن خطاب کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! تم مسلمانوں میں اسلام لانے کے لحاظ سے پہلے ہو۔ اور ایمان لانے میں مومنین سے پہلے ہو۔

المعتمد و القنادیخ میں ابو یوسف نسوی نے تحریر کیا ہے کہ سدی نے ابومالک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی مجتہد پر سب سے پہلے ایمان لایا۔ اور سب سے پہلے میری نصیحت کی۔ حلیۃ الاولیاء میں ابو نعیم اور المختصائص میں نطنزی اپنے اسناد سے ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بھائی پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا۔ اے علی! اساتذہ خصوصیات ایسی ہیں جن کا تیرے ساتھ اور کوئی قیامت کے روز تک مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تم تمام مومنین سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے سے سب سے زیادہ خدا کے پورا کرنے والے ہو۔ تمام لوگوں سے زیادہ ہرمان ہو سب سے زیادہ مسادتی تقسیم کرنے والے ہو۔ فیصلے کی حقیقت میں سب سے زیادہ سوچ بوجھ سے کام لینے والے ہو۔ اور قیامت کے روز سب سے زیادہ مرتبے والے ہو۔

خطیب ابن عیینہ میں مجاہد سے وہ ابن عباس سے۔ اسے احمد نے اپنی کتاب فضائل میں ثعلبی نے کتاب کشف میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ عبد الرحمن بن علی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں حضرات کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امتوں میں اسلام لانے میں اسبقیت کرنے والے تین شخص ہیں جنہوں نے ایک لمحہ بھی کفر نہیں کیا۔ وہ علی بن ابی طالب۔ صاحب بدیش۔ اور آل فرعون ہیں۔ یہ حضرات صلیق ہیں۔ علی ان سے افضل ہیں۔

فریدس ویلمی میں تحریر ہے کہ حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثلثہ من الاولین سے من الاخرین کی تفسیر میں فرمایا۔ یہ دونوں گروہ اس امت میں ہوں گے۔

ثلثہ من الاولین کی تفسیر میں محمد بن فرات امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے حضرت آدم کا مقول فرزند نوح علیہ السلام اور مومن آل فرعون مراد ہیں۔ اور وکیل من الاخرین مراد علی بن ابی طالب ہیں۔

تذکرہ شرف ابنی میں تحریر کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا کہ تم لوگوں میں ہونا چاہیے کہ یہ وہ شخص ہیں کہ قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ یہ صلیق اکبر

ہیں۔ اور یہ اس امت کے خادق ہیں۔ حق اور باطل کے درمیان حد قائم کریں گے۔ یہ مسلمانوں کے یعسوب ہیں۔ اور مال ظالموں کا یعسوب ہے۔

زید بن ارقم اور عظیم کندی نے کہا۔ علی بن ابی طالب سب سے پہلے اسلام لائے۔ بحوالہ جامع ترمذی ابانہ عکبری۔ تاریخ خطیب۔ طبری۔

ابن عباس نے کہا۔ جناب خدیجہ کے بعد سب سے پہلے علی علیہ السلام ایمان لائے۔ بحوالہ محمد بن سعد کتاب طبقات میں اور امام احمد بن حنبل مسند میں۔

تاریخ طبری اور ابن عیینہ خوارزمی میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ محمد بن اسحاق نے کہا۔ کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لائے اس کی تصدیق کرنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

عباد بن عبد اللہ کا بیان ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں تمام لوگوں سے سات سال پہلے اسلام لایا تھا۔ بحوالہ فضائل الصحابہ عکبر سے مشد امام احمد بن حنبل۔

ابو ذر اور انس سے روایت ہے۔ حدیث کے الفاظ ابو ذر کے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فرشتوں نے مجھ پر اور علی پر سات سال پہلے ورود بھیجا تھا۔ اس وقت کوئی شخص بھی اسلام نہیں لایا تھا۔ بحوالہ کتاب ابن مردودہ۔ صفحہ ۱۱۱ صفحہ ۱۱۲ امالی سہل بن عبد اللہ مروزی۔

جہۃ العری نے کہا۔ کہ حضرت علی نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو شبہ کو مبعوث ہوئے۔ اور میں سہ شبہ کے روز اسلام لایا۔ بحوالہ تاریخ بغداد۔ رسالہ توہید مسند موصی۔ خصائص نطنزی۔

حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے۔ بحوالہ تاریخ طبری۔ تفسیر ثعلبی بذریعہ مندرجہ ذیل روایات محمد بن منکدر۔ یحییٰ بن یزید۔ عبد الرحمن۔ ابو حازم مدنی۔ محمد بن سائب کلبی۔ قتادہ۔ مجاہد۔ ابن عباس۔ جابر بن عبد اللہ۔ زید بن ارقم۔ عمرو بن مرہ۔ شعبہ بن حجاج۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔

صدقته وجميع الناس فيهم من الضلالة والاشك والتمني

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی۔ جب تمام لوگ گمراہی شرب اور خوشی کی مصیبت میں گرفتار تھے۔ بحوالہ سربراہ اور صحابہ۔ خیال تابعین۔ اکثر محدثین۔ جیسے سلمان۔ ابو ذر۔ مقداد۔ عمار۔ زید بن صوحان۔ حذیفہ۔ ابو شیم۔ خزیمہ۔ ابو تراب۔ خدری۔ ابی۔ ابو رافع۔ ام سلمہ۔ سعد بن ابی وقاص۔ موسیٰ اشعری۔ انس بن مالک۔ ابوطیفیل۔ جبیر بن مطعم۔ عمرو بن حمق۔ جہۃ العری۔ جابر بن حضر۔ عارف اور عبادتہ۔ امی۔ مالک بن حویرث۔ قثم بن عباس۔ سعد بن قیس۔ مالک اشتر۔ ہاشم بن عقبہ۔ محمد بن کعب۔

ابن عباس نے کہا: خدا کی قسم امیر المؤمنین کے سوا ہر شخص نے تمک کے اسلام قبول کیا۔ اور انہی لوگوں کے متعلق یہ آیت ہے۔ اربابک لہم الامن وہم مہتدون ان لوگوں کے لئے اس سے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی ذات والا صفات ہے۔

کتاب ہول کافی میں ہے۔ ابو بصیر۔ ابو جعفر۔ اور ابو عبد اللہ علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ دونوں حضرات نے فرمایا کہ جب لوگوں نے رسول اللہ کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کے رہنے والوں کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا حضرت علی کے سوا حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی تکذیب نہیں کی اس بارے میں یہ آیت ہے۔ فتول عنہم فما انت معلوم پھر اللہ نے مومنین پر رحم کیا۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ کہ ان لوگوں کو نصیحت کرو۔ اور نصیحت مومنین کو فائدہ دے گی۔

مخالف اور موافق دونوں حضرات مختلف سلسلہ احادیث میں بیان کیا ہے ان میں سے ابو بصیر اور مصنف بن عبد اللہ عن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر علی کا ایمان میری امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر میری امت کا ایمان علی کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے۔ تو علی کے ایمان کا پلڑا میری قیامت تک ہونے والی امت کے اعمال کے پڑے سے بھاری ہوگا۔

ابو جابر عطا دی نے ایک قوم کو حضرت علی کو گایاں دیتے ہوئے سنا تو آپ نے کہا تمہارے لئے طاقت ہو تم اس نعل سے باز آ جاؤ۔ کیا تم رسول اللہ کے بھائی اور اس کے چچا کو بھائی کو گایاں دیتے ہو جس نے سب سے پہلے رسول اللہ کی تصدیق کی۔ اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لائے۔ علی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھنٹہ پیرے رہنا تمہاری تمام عمروں سے بہتر ہے۔ علی کا ایمان باطنی ہے کیوں کہ وہ ولی اللہ ہیں۔ یہ بات آیت تطہیر اور مباہلہ وغیرہا سے ثابت ہے۔ لوگوں کا اسلام

خاموش رہا۔

شیخ زہدی نے کتاب المنزول میں مالک بن انس سے وہ حمید سے وہ انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ یہ علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے ہیں

الواحدی للباب فحول القرآن میں آیت فمن شرح الله صدره للإسلام فهو على نور من بابه کے متعلق تحریر کیا کہ یہ آیت جناب حمزہ اور حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
فویل للناسیة قلوبهم ابولہب اور اس کی اولاد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا الکافرین اولیاء من دین اللہ کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

الذین یظنون انہم صلاقیاربہم وانہم الیہ راجعون کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت علیؑ بن عثمان بن مظعونؓ و عمار اور ابن حضرت کے دوستوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ واندون اعنوا وعملوا الصالحات اولیاء اصحاب الجنة علی کے حق میں نازل ہوئی ہے آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے نماز پڑھنے والے ہیں۔

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا۔ انہما استجب الذین یسمعون الموقی ببعثہم اللہ فسر الیہ توجعون علی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ آپ پہلے سننے والے ہیں اور مردہ سے مراد ولید بن عقبہؓ ہے۔ نیز امام علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت انہما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ آیت کے معنی امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں۔

شیرازی نزول القرآن میں غلطی سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ واحدی الاسباب والنزول احمد الوسیط میں ابن بیللی سے وہ حکم سے وہ حکم سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں خلیفہ اپنی تاریخ میں نوح بن خلف سے ابن بطہ ابانہ میں احمد بن حنبل فضائل میں کبھی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں علامہ شعبی اپنی تفسیر میں ابو نعیم فیما نزل القرآن فی (ع) میں ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اور ابن ہبیرہ سے وہ عمر بن دینار سے وہ ابو العالیہ سے وہ عکرمہ سے اور ابو حمیدہ سے وہ یونس سے وہ ابو ثمر سے اور مجاہد سے یہ تمام کے تمام ابن عباس سے روایت کرتے ہیں صاحب الاغانی اور صاحب تنج التراجم نے ابن جبیر ابن عباس اور قتادہ سے روایت کرتے ہیں امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی روایت ہے۔ حدیث کے الفاظ امام کے ہیں حضرت علی علیہ السلام سے ولید بن عقبہؓ نے کہا۔ میں آپ سے نیز سے کے لحاظ سے تیز مرزبان کے لحاظ سے فصیح تر اور قوی کاظ سے قوی تر ہوں امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا اسے فاسق، جیسا تو نے کہا ہے ایسا نہیں ہے بہت سے روایات میں ہے حضرت نے

نزلہ اسے فاسق اچھا ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ افسوس کہ ان مومنوں کا فاسق والا استیون
 مومن سے مراد علی بن ابی طالب ہیں اور فاسق سے مراد ولید ہے۔ اہل الذین آمنوا وامنوا الصالحات حضرت
 علی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور اہل الذین فسقوا ولید کے پاس ہیں نازل ہوئی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تیس سال تک زندہ رہے۔ اپنے بھائی اور
 مدائن سے خیرات دیتے رہے۔ دوسرے کے نازیباں پر طعین۔ اللہ کی بارگاہ میں گریہ نہاری کیا۔ وہاں
 مانگیں۔ باغیوں سے جہاد کیا۔ خطبات دیئے۔ مواظف فرمائے۔ انبیاء کی سیرتیں بیان کیں۔ اہل فطرت کے احکام
 بیان کئے۔ کائنات میں علوم کو تقسیم کیا۔ یہ سب باتیں حضرت کے ایمانی فضائل کی دلیل ہیں۔

تفسیر یوسف بن موسیٰ قطان سے۔ یحییٰ بن جراح عطا خراسانی میں ہے۔ کہ ابن عباس نے کہا۔
 آیت انما المؤمنون الذین آمنوا صدقوا باطہ ورسولہ ثم لم یترتابوا یعنی جنہوں نے ایمان
 میں شک نہیں کیا یہ آیت علی بن جعفر اور حمزہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ اللہ
 کی اطاعت میں اپنے مال اور جانوں کو خرچ کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمان میں پکے ہیں۔ اللہ نے ان
 کے صدق اور عقاباری کی گواہی دی ہے۔ مناک نے کہا کہ ابن عباس نے کہا۔ الذین آمنوا باللہ ورسولہ
 ثم لم یترتابوا جہاد واماوالہم وانیفسہم فی سبیل اللہ کی تفسیر سے حضرت علی اس آیت کی
 تمام خصوصیات سے متصف ہونے کی وجہ سے بزرگی اور شرافت کے مالک ہو سکے ہیں۔

ابن ربیع نے مرقۃ اصول الحدیث میں تحریر کیا ہے کہ اصحاب تاریخ میں سے کسی نے حضرت علی کے تمام
 لوگوں سے اسلام لانے میں اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ اختلاف آپ کے بالغ ہونے اور نہ ہونے کا ہے۔ اس
 صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر معاذ اللہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آپ نے ایسے شخص کو قبول اسلام کی کیوں
 دعوت دی جس کا اسلام قبول ہی نہیں تھا۔ ان حالات کے تحت تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت علی کا اسلام
 پچھلے میں قبول تھا۔ پچھلے میں آپ کا اسلام قبول فرما کر آپ کے فضائل میں داخل ہے آپ کی مثال حضرت
 یحییٰ عیسیٰ ہے۔ آپ ایک گھٹے کے تھے کہ کہنا شروع کر دیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اور اس نے مجھے
 کتاب عطا کی ہے۔ حضرت یحییٰ کی مانند ہیں۔ وایضا۔ الحکمہ حبیباً ہم نے ان کو پچھلے میں حکم سے
 نوازا تھا۔ حکم کا درجہ اسلام کے بعد ہوتا ہے۔

اہل سنت نے تحریر کیا ہے کہ حضرت سیماں کن پچھلے میں حکم ملا تھا۔ اسی طرح حضرت دانیال اور صاحب

کرنے والے ہیں۔

تفسیر سدی میں تفسیر سے روایت ہے۔ وہ عطا سے وہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت

ان ربك يعلم انت تقوم اذنى من ثلثي الليل ونصفه وثلثه وطائفة من الذين

معك من اوسب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

تفسیر القطان میں وکیع سے وہ سفیان سے وہ سدی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اس روایت

کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ یا ایہا المدثر محمد بن ابی عباس یہ سنو۔ تم فائز رہو یعنی نماز پڑھو اور علی کو بلاؤ تاکہ وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں۔

تفسیر یعقوب بن سفیان میں ہے کہ ہمیں ابو بکر حبیری نے حدیث بیان کی کہ وہ سفیان بن سے وہ ابن

ابی جمیع سے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عباس نے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بشت کا ذکر کیا۔ پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا فرماتے تھے اس دوران میں

حضرت علی تشریف لائے اور عرض کیا۔ اے اخی! کیا کر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا۔ یہ اللہ کا دین ہے۔ حضرت

علی ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔ پھر وہ دونوں نماز پڑھنے رکوع کرنے اور سجود کرنے لگے۔ اس حالت میں

دونوں حضرات کو اہل مکہ نے دیکھا۔ اور یہ خبر مکہ میں پھیل گئی۔ اور انہوں نے کہا شروع کیا کہ محمد بنوں پر

لگے ہیں اور یہ آیت نازل ہوئی فَوَن وَالْقَسَمَ وَمَا يَسْطُرُونَ وَمَا نَت بِنِعْمَةِ رَبِّكَ يَحْنُونَ

خرکشی شرف انہی میں تحریر کرتے ہیں کہ جبریل کہے پہاڑوں کے اوپر دایے حصہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو نماز کی تعلیم دی۔ دایہ میں پانی کا ایک چشمہ چھوٹ پڑا۔ جبریل نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وضو کیا۔ رسول اللہ نے اس بات سے وضو کرنا سیکھ لیا۔ اور آپ نے علی کو وضو کی

تعلیم دی۔

تاریخ طبری۔ بلاذری، جامع ترمذی، ابانہ عکبری، فروس دیلمی، اعمام ابو بکر بن مالک اور فضائل

اصحاب میں زعفرانی، زید بن ہارون سے وہ شعب بن عمرو بن مرو سے وہ ابو حمزہ سے ابو زید بن

ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ مسند امام احمد بن حنبل میں عمرو بن میمون سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے

ہیں۔ دونوں راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میرے ساتھ علی نے نماز

پڑھی۔ تاریخ نسوی میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ نماز پڑھی وہ حضرت علی علیہ السلام کی ذات تھی۔

جامع ترمذی، مسند ابو یعلیٰ موصلی میں انس سے اور تاریخ طبری میں جابر سے روایت ہے کہ پیر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ رسالت ہوئے۔ اور حضرت علیؑ نے شگل کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

ابو یوسف نسوی المعروف ابی القاسم عبد الحمید بن اسحاق اخبار ابی رافع میں ۳۴ طریقوں سے ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے اول حصہ میں نماز پڑھی اور خدیجہؓ نے پیر کے آخری حصہ میں اور حضرت علیؑ نے شگل کی صبح کو نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مسند العشرہ اور فضائل میں نسوی المعروف ترمذی جامع میں ابی رافع سے روایت ہے کہ علی بن جعفر سے وہ شخص سے وہ مسلم بن کھیل سے وہ جبہ العرنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو فرات کے کنارے سنا کہ میں سنا شخص ہوں جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مسند العشرہ اور فضائل الصحابہ میں نیز مسلم بن کھیل سے وہ جبہ العرنی سے روایت کرتے ہیں جبہ العرنی ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے معبود! میں اس اہمیت میں تیرے نبی کے سوا تیرا عبد اور کسی کو نہیں جانتا۔

آپؑ نے تین مرتبہ فرمایا انج۔ مسند ابی یعلیٰ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں اس اہمیت میں اس نبی کے بعد اپنے سوا اور کسی کو اللہ تعالیٰ کا عبد نہیں جانتا۔ انج

حسین بن علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے آیت تو اھم رکع سجدا علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ آیت الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وہم راكعون حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر القحطان میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں سجدہ کی حالت میں نماز میں کیا کہوں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ صبح اسم ربك العلیٰ عرض کیا کہ کون کی حالت میں کیا کہوں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ صبح باسم ربك العظیم آپؑ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حق بخیروں کو نماز میں ادا کیا۔

کے ساتھ نماز پڑھی وہ حضرت علی علیہ السلام کی ذات تھی۔

جامع ترمذی، مسند ابو یعلیٰ موصلی میں انس سے لور تاریخ طبری میں جابر سے روایت ہے کہ پیر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ رسالت ہوئے اور حضرت علیؑ نے منگل کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

ابو یوسف نسوی المعروف فیہ ابو القاسم عبد العزیز بن اسحاق اخبار ابی رافع میں ۴۰ طریقوں سے ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے اول حصہ میں نماز پڑھی اور خدیجہؓ نے پیر کے آخری حصہ میں اور حضرت علیؑ نے منگل کی صبح کو نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مسند العشرہ اور فضائل میں نسوی المعروف فیہ ترمذی جامع میں ابن ابی لبید نے ابانہ میں علی بن جعد سے وہ شخص سے وہ مسلم بن کھیل سے وہ جبرہ العرنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں یہ سنا شخصوں میں جس نے صبا سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مسند العشرہ اور فضائل الصحابہ میں نیز مسلم بن کھیل سے وہ جبرہ العرنی سے روایت کرتے ہیں جبرہ العرنی ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا اے معبود! میں اس اہمیت میں تیرے نبی کے سوا تیرا عبد اور کسی کو نہیں جانتا۔

آپ نے تین مرتبہ فرمایا انج مسند ابی یعلیٰ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں اس اہمیت میں اس کی نبی کے بعد اپنے سوا اور کسی کو اللہ تعالیٰ کا عبد نہیں جانتا۔ انج

حسین بن علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے آیت تو اھم رکع سجدا علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ آیت الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وہم راکعون حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر القحطان میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں سجدہ کی حالت میں نماز میں کیا کہوں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ صبح اسم ربک العلیٰ عرض کیا رکوع کی حالت میں کیا کہوں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ صبح باسم ربک العظیم آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس تحکیموں کو نماز میں ادا کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کے تمام لوگوں سے سات سال اور کچھ ماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور لوگوں کے ساتھ چودہ سال۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ۳۰ سال تک نماز پڑھی۔

شرح الاخبار میں ابن فیاض ابو ایوب انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتوں نے مجھ پر اور علی پر سات سال درود بھیجا۔ کیونکہ علی سے پہلے مجھ پر کوئی شخص ایمان نہیں لایا تھا۔ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیت ہے۔ **الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ذِينَ تَخْضَوْنَ مِنْ فِي الْأَرْضِ**

ایک روایت میں زیاد بن منذر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں۔ آپ امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ کئی سال تک فرشتے صرف رسول اللہ اور میرے لئے استغفار کرتے رہے اور ہمارے بارے میں یہ آیت ازل ہوئی ہے۔ **وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ذِينَ تَخْضَوْنَ مِنْ فِي الْأَرْضِ**

ایک جماعت نے انس اور ابو ایوب سے، ابن شبرویہ نے فردوس میں جابر سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے سات سال پہلے مجھ پر اور علی بن ابی طالب پر درود پڑھا کیوں کہ علی نماز پڑھتے تھے اور میرے ساتھ اور کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا تھا۔ ایک روایت ہے کہ میرے اور علی کے سوا اور کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ میرے ساتھ علی کے سوا اور کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا۔

سنن ابن ماجہ اور تفسیر تعلیسی میں عبداللہ بن ابی رافع اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھپ کر سات سال اور کچھ ماہ نماز پڑھی۔

تاریخ طبری اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ رسول اللہ کا بھائی ہوں۔ میں صدیق اکبر ہوں۔ میں سے جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور مفتری ہوگا۔ (لوگوں سے پہلے) میں سات سال تک رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھتا رہا۔

مسند امام احمد بن حنبل اور مسند ابو یعلیٰ میں جبۃ العری سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی۔

حضرت علی علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ ۴۱ سال تک سیرت
القدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ بحراب کی جگہ وہ تھی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور
آنحضرت کے ساتھ حضرت علی اور جناب خدیجہ نماز پڑھتی تھیں۔ یہ بحراب کی جگہ مشہور و معروف
ہے۔ وہ شعب بن ہاشم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کے دروازے کے پاس ہے۔ ہم
نے شیرازی سے احوال سنت نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ آیت والسابقون الاولون
حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے شان میں نازل ہوئی ہے آپ تمام لوگوں سے پہلے ایمان لائے۔ اور دو
قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ اور دو بیعتیں کیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے کعبہ کی طرف منہ کر کے ۳۹ سال نماز پڑھی۔

تاریخ طبری میں تین طریقوں سے روایت ہے۔ ابانۃ العکبری میں چار طریقوں سے کتاب
البعث میں محمد بن اسحاق سے اور تاریخ میں نسوی سے تفسیر ثعلبی میں کتاب الماوردی میں اسد
ابو جعل موصلی سے اور مسند محمد بن یحییٰ میں کتاب ابو عبد اللہ محمد بن زید و نیشاپوری میں۔ عبد اللہ بن احمد
بن حنبل سے وہ اپنے اسناد سے ابن مسعود، علقمہ بن یس، اسماعیل بن یاس بن عقیف سے وہ اپنے
باب سے ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ اشعث بن قیس کنہی کے بھائی عقیف نے ایک نوجوان کو نماز
پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایک روکا آیا وہ اس نوجوان کے دائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت
آئی وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ عقیف نے عباس
سے کہا کہ یہ تو ایک امر عظیم ہے۔ عباس نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ یہ محمد ہیں، علی ہیں اعدیہ
خدیجہ ہے۔ میرے بیٹے نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ اس کا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے اس
کے رب سے اس دین کا اس کو حکم دیا ہے۔ خدا کی قسم ان تین آدمیوں کے سوا اس دین کا کوئی اور پیرو
نہیں ہے۔

کتاب النسوی میں تحریر ہے کہ یہ بات عقیف نے اپنے اسلام لانے کے بعد بیان کی عقیف نے

بہ مفصل واقعات امام سہروردی کی کتاب خصائص امیر المومنین علیہ السلام، حفظہ کریں اس کتاب کی تالیف پر
موصوف کو قتل کر دیا گیا۔ اس کا اردو ترجمہ اتھرنے کر دیا ہے مکتبہ جدیدہ طمان سے مل سکتا ہے

کہا۔ مگر میں اس وقت اسلام آجاتا۔ تو حضرت علی کے ساتھ دوسرا آدمی ہوتا ایک اور بعیت میں محمد بن ابیہاق
 عقیف سے روایت کرتے ہیں کہ جب میں مکہ سے باہر نکلا۔ تو میں نے ایک خوبصورت نوجوان کو گھوڑے
 پر سوار دیکھا۔ اس نے کہا اے عقیف! تم نے اس سفر میں کیا دیکھا میں نے اسے سارے وقت سے
 آگاہ کیا۔ اس نے کہا مجھے عباس نے پہنچا کہا ہے۔ خدا کی قسم اس کا دین تمام ادیان سے بہتر ہے۔ اور اس
 کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ میں نے کہا آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اس نے کہا۔ آپ کا چچا زاد بھائی
 اور آپ کی بیٹی کا شوہر ہوگا۔ اے عقیف! اس شخص کے لئے تبلیغی ہی تباہی ہے جو آپ کا حق آپ کو نہ دے گا
 شرح الاخبار میں ابن قیاض اور ابو جحاف ایک حدیث سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام
 نے فرمایا: حضرت ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اہل بیت و انصار کی خدمت میں تھے۔ کہا یہ کام
 کئے جاؤ پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا: میں دیکھوں گا کہ تم اس کی کس طرح اطاعت کرتے ہو۔ اور مجھے اس بات
 کی طرف رغبت دلاتے ہو۔

کتاب الفیہ فیہ میں ہے کہ جب بنی مسلم پر وحی نازل ہوئی۔ تو آپ مسجد الحرام میں تشریف لائے
 آپ نے وہاں نماز پڑھنی شروع کر دی حضرت علی کا گذر ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۹ سال کی تھی۔
 آنحضرت نے فرمایا اے علی! میرے پاس آجاؤ۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول
 اللہ نے فرمایا اے علی! میں تمہاری طرف خاص اور دیگر لوگوں کی طرف عام طور پر بنی کریموں سے آجاؤ
 اور میری خدمت میں وقت کھڑے ہو کر میرے ساتھ نماز پڑھو۔ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جا کر
 اپنے والد ابوطالب سے اجازت حاصل کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ۔ وہ تم کو اجازت دے
 دیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیروی کی اجازت
 طلب کی بنیاب ابوطالب نے فرمایا اے بیٹے! تم کو معلوم ہونا چاہیے۔ خدا کی قسم محمدؐ ہمیشہ سے آئین
 رہے ہیں۔ جلاؤ ان کی اتباع کرو۔ ہدایت پاؤ گے اور نفع حاصل کرو گے۔ اور کلمہ شہادتیں کی گواہی
 حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت رسول اللہ مسجد میں نماز ادا
 فرما رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب کھڑے ہو گئے۔ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی
 جب ابوطالب کا دوزں کے پاس سے گزر ہوا۔ اور یہ دونوں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوطالب نے
 گپا سے محمدؐ ایک کلمہ کہہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آسمانوں اور زمین کے خدا کی عبادت کر رہا

ہوں سارے جو عبادت میں کرد یا ہوں وہی عبادت میرے بھائی علی میرے ساتھ کر رہتا ہیں۔ اسے چھاپا
میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ جو دھار اور تہا رہے۔ حضرت ابو طالب
اس قدر ہنسے کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے۔ اور ابو طالب نے یہ شعر پڑھا

واللہ من یصلو الیک بحمدہم حتی اغیب فی اتراب دنیانا
خدا کی قسم یہ اپنی جمعیت کے باوجود تیرا بال تک نہیں بگاڑ سکیں گے۔ جب تک میں قبر میں

پوشیدہ نہ ہو جاؤں۔

تاریخ طبری اور کتاب محمد بن اسحاق میں ہے۔ کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
گھاٹیوں کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ اور حضرت علیؓ بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے آپ اپنی
قوم سے پوشیدہ ہو کر جاتے تھے۔ دونوں ان گھاٹیوں میں نماز پڑھتے تھے جب شام ہو جاتی تھی۔ تو
دونوں لوٹ کر طہریں اپنے اپنے گھر آ جاتے تھے۔ ایک مدت تک دونوں کا یہی معمول رہا۔ یہ طہریں نے
حدیث کی ہے کہ ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ابو طالب نے اس سے
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آگاہ کیا یہ اللہ کا دین ہے۔ اور اس کے فرشتوں
کا دین ہے۔ اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔

حضرت ابو طالب سے گفتگو کے واسطے میں حضرت علیؓ نے کہا۔ اے باپ! میں اللہ اور اس کے
رسول پر ایمان لے آیا ہوں۔ اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے لائے ہیں۔ میں نے اس کی تصدیق
کی ہے اور میں آپ کے ساتھ اللہ کی نماز پڑھتا ہوں۔ ابو طالب نے کہا محمد تمہیں بھلائی ہی کی طرف
یاد دیتے ہیں۔ آپ کے ساتھ لگے رہو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلی جماعت یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
والد وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت ابو طالب
کا وہاں سے گزر ہوا۔ اور حضرت جعفر بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ابو طالب نے کہا اے بیٹے! اپنے چچا زاد
بھائی کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ حضرت جعفر نے بھی یہی فرمایا۔ آنحضرت نے جب اس بات کو
محسوس کیا۔ تو ان دونوں کو ساتھ لایا۔ حضرت ابو طالب خوشی کی حالت میں واپس چلے گئے
آیت قد اقلح المؤمنون الذین ہم فی صلواتہم خاشعون حضرت علیؓ کی شان

میں نازل ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ خاشع اس شخص کو کہتے ہیں جس کا وجود محراب میں ہو۔ اور دل پاک و ہب کے پاس ہو۔

ابو اصفیاء صبح امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت واستعینوا بالصبر والصلوة وانها الکبیرة الاعلیٰ الخاشعین میں فرمایا کہ علی خاشعین میں سے ہیں۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ کی طرح حضرت علی کے سوا اور کسی نے نماز نہیں پڑھی اور حضرت علی کی طرح علی بن حسین نے نماز پڑھی ہے۔

تفسیر و کتب۔ سدی اور عطا میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈونا قتلہ طور ہدیہ کے دیئے۔ جو بڑے قدر اور موئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کوئی تم میں ایسا آدمی ہے جو دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ بحالت قیام در کوع و سجود اور وضو و خشوع میں کسی قسم کا دنیا کا خیال اس کے دل میں نہ گزرے۔ پس ایسے شخص کو ایک ناکہ دوں گا۔ رسول اللہ نے اس بات کو تین دفعہ دہرایا۔ اصحاب میں سے کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایسی دو رکعتیں میں پڑھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پڑھو۔ امیر المومنین نے تکبیر کہی۔ نماز شروع کر دی اور دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا۔

جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلام یہ کہا ہے کہ ناکہ علی کو دے دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تو اس سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ اس کے دل میں دو رکعتوں کے اندر دنیا کا کوئی خیال نہ گزرے۔ لیکن جب وہ شہید ہیں تھے۔ تو اس کے دل میں یہ خیال گزرا کہ کون سی ناکہ لوں۔ جبرائیل نے عرض کیا اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ علی نے یہ خیال کیا کہ کون سی بڑی اور موتی ناکہ لوں۔ اور اس کو نمر کروں۔ اور اس کو اللہ کی راہ میں قتل کروں اس کا یہ خیال اللہ تعالیٰ کے لئے تھا۔ یہ خیال نہ اپنی ذات کے لئے تھا اور نہ ہی اس دنیا کے متعلق تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور دونوں ناکے علی کو دے دیئے۔ اس بار سے میں یہ آیت نازل ہوئی ان ذلک لذكری یعنی نصیحت ہے اس کے لئے جو صاحب عقل ہو۔ والقی اسمع یعنی امیر المومنین اپنی زبان سے حکام خدا کی تلاوت کریں اس کو گوش دل سے سنا۔ و ہر شہید یعنی امیر المومنین شاہد القلب ہیں۔ اپنی نمازیں اور دنیا کا کوئی خیال اس کے دل میں نہ تھا۔

فصل

امیر المؤمنین علیہ السلام کا سب سے پہلے بیعت کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت دو طرح سے کی گئی۔ ایک بیعت عامہ دوسری بیعت خاصہ خاصہ بیعت جنات نے کی جس میں انسانوں کا کوئی حصہ نہ تھا۔ ایک بیعت انصار کے لئے تھی۔ جس میں باہرین کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ بیعت عشرہ مبشرہ کی گئی۔ اور بیعت فدیہ آخر میں واقع ہوئی۔ حضرت علی ان دونوں بیعتوں میں منقرض تھے اور دونوں بیعتوں کے اطراف کو پکڑا۔

بیعت عامہ سے مراد بیعت شجرہ ہے۔ یہ وہ پہلو کا ایک درخت تھا۔ جو حدیبیہ کے کوئٹے کے پاس موجود تھا۔ اس بیعت کو بیعت رضوان بھی کہتے ہیں۔ اس بار سے ہی اللہ تعالیٰ کی آیت ہے بقدر رضی اللہ عن المؤمنین اب یہ جگہ معلوم ہے اور اس درخت کا نام و نشان کب مفقود ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ روحا تھا معلوم یہ کہ والا روحا ہے۔ یا وہ روحا ہے جو محام کے پاس موجود ہے یا وہ روحا ملا ہے جو مکہ کی راہ پر واقع ہے۔

اس درخت کو سیلاب بہا کر لے گیا ہے۔ اس بیعت میں بھی امیر المؤمنین اور صحابہ نے سے بیعت کی ہے۔ شیرازی نے اپنی کتاب میں جابر بن انصاری سے روایت کی ہے کہ اس بیعت میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام سب سے پہلے کھڑے ہوئے اور بیعت کی۔ اس کے بعد ابوسنان عبد اللہ بن وہب اس کی پھر سلمان فارسی نے سے بیعت کی۔

اخبار بیست میں ہے کہ حضرت علی کے بعد عمار نے سے بیعت کی۔ حضرت علی نے سب لوگوں سے پہلے یہ بیعت کی تھی۔ اور یہ بیعت اس بات پر تھی کہ اللہ تعالیٰ مومنین سے ان کی جان اور مالی خریدے گا اور اس کے عوض میں انہیں جنت عطا کرے گا وہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ لوگوں کو قتل کریں اور خود شہید ہو جائیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے جو تورات، انجیل اور قرآن میں مذکور ہے۔

ان تمام لوگوں نے جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ کی بیعت میں شرکت کی تھی۔

معرفة نسوی ہیں ہے کہ سلمہ سے پوچھا گیا کہ تم لوگوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کس بات پر کی تھی۔ اس نے کہا موت پر۔

احادیث بصریہ میں احمد سے روایت ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا کہ لوگوں نے عیسیٰ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی تھی کہ وہ سجا گئے نہیں۔ اور یہ بیعت لیٹے مقام پر ایک حقیقت ہے کہ حضرت علیؓ نے کسی جنگ میں فرار نہیں کیا۔ ابن ابی ہاشم کی روایت کے بموجب بیعت کرنے والوں کی تعداد ایک ہزار تین سو تھی۔

جابر بن عبد اللہ کی روایت کی رد سے یہ تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔

ابن سبب کی روایت کے مطابق تعداد ایک ہزار پانچ سو تھی۔

ابن عباس نے کہا کہ بیعت کرنے والوں کی تعداد ایک ہزار سات سو تھی۔

اس میں کسی کو کلام نہیں کہ ان بیعت کرنے والوں میں منافق بھی شامل تھے جیسے حدیث میں

اور عبد اللہ بن ابی سلول۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مندی کو آیت میں چند اوصاف کے ساتھ مقید

کیا ہے اور فرمایا قلہ ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم اللہ تعالیٰ نے آیت نماز

میں ابوبکر پر سکینہ نازل نہیں کیا تھا۔ بلکہ رسول پر سکینہ نازل کیا تھا۔

سیدی اور مجاہد نے کہا کہ جس شخص سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ بیعت کرنے والوں سے

ہوا۔ وہ حضرت علیؓ علیہ السلام کی ذات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کی صداقت اور وفا کو

بلان لیا تھا۔ بیعت کنندگان پر حکم لگایا تھا۔ وادفوا بھد اللہ اذا عاہلنا تھربا لا تھربوا

الایمان بعد توکید ہاؤتھ جعتھم اللہ ھنیکم کفیلا اللہ سے معاہدہ کرنے

کے بعد اسے پورا کرو۔ قسموں کو پکا کرنے کے بعد تھوڑا۔ اپنے آپ پر تم نے اللہ کو کفیل بنالیا ہے

نیز فرمایا۔ ان الذین یبایعونک انہا یبایعون اللہ ید اللہ فوق اید یھدھ

فمن نکث فانہا ینکث علی نفسہ اے محمدؐ ابولوگ آپ سے بیعت کر رہے تھے۔ وہ حقیقت

اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر تھا۔ جو شخص بیعت توڑ دے

اپنی ذات کے لئے عہد شکنی کرے گا۔

بیعت کو بیعت اس لئے کہتے ہیں کہ یہ جان کے عوض ہے۔

ابن عباس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت سمروہ کے نیچے اس بات پر بیعت لی تھی کہ وہ جنگ سے نہ بھاگیں صحابہ میں کوئی شخص بھی اس بات پر قائم نہ رہا۔ انہوں نے قولا و فعلا اس جہد کو توڑ توڑ دیا تھا۔ جنگ خندق کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت بیان کی ہے۔ ولقد کانا عاہدوا اللہ من قبل لایسلون الابدبار اس سے پہلے تو اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے۔

ابو جہل عین میں اس طرح مذمت کی۔ وضاحت علیکم الاسر من بیمار مبت ثمود لیتم صوبہ دشت کے بار جو زمین تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

ابو جہل حدیث میں بیان فرمایا، اذ تصعدون ولو تسلون علی احد الرسول ید عوکم فی اخر نکم اس وقت کو بلو کر دو جب تم پہاڑ چوڑا رہے تھے۔ اور رسول اللہ تمہیں پیچھے سے بلاتے تھے۔

جنگ یمین میں بالاتفاق ابو بکر اور عمر و اس کا گئے تھے۔ اور حضرت علی تمام غزوات میں ثابت قدم رہے اور پیٹھ کا پورا پورا لحاظ رکھا۔ اور اس بات پر تمام لوگوں کو اتفاق ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ ثابت قدم رہے تھے کہ آپ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ راجل صدقوا ما عاہدوا اللہ ایہ کچھ آدمی ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا اسے سچا کر دکھلایا اللہ تعالیٰ نے تمام مومنین کے بارے میں نہیں کہا قہر من قضیٰ فجہد بعض وہ ہیں جو انتقال کر گئے ہیں۔ یعنی عمرو، جعفر اور عبیدہ ومنہم من ینتظرن بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں۔ یعنی علی علیہ السلام

جنگ یمین میں تمام صحابہ بھاگ گئے حضرت علی کے ریت کے نیچے بنواشم کے آٹھ آدمی ثابت قدم رہے۔ اور ان حضرات کا ابن قتیبہ نے اپنی کتاب المحافی میں ذکر کیا ہے۔

ارشاد میں شیخ سفید علیہ الرحمہ نے تحریر کیا ہے کہ عباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور فضل بن عباس بن عبد المطلب بائیں جانب لڑ رہے تھے ابو سفیان بن حریف بن عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر گڑے ہوئے تھے۔ جبکہ آنحضرت کا بغلہ بدخول کر رہا تھا حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی تلوار سے جلوہ کر رہے تھے۔

نوفل بن محمد بن عبد المطلب۔ ربیعہ بن عرث بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب
عقبہ۔ عقبہ بن زید بن ابی لہب بن عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے ہوئے تھے۔

بیعت رضوان تو ایک امانت تھی لیکن اس کی سب سے پہلے مخالفت پہلے دو آدمیوں نے کی۔
رسول اللہ اپنی ذات اور اپنی خدیت کے لئے بیعت لیا کرتے تھے۔ حافظ ابن مریہ نے اپنی کتاب
میں تین طریقوں سے حسین بن زید بن علی بن حسین سے اس نے جعفر بن محمد علیہم السلام سے روایت کی ہے
آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ مجھے میرے باپ نے اپنے باپ کے واسطے سے واپس کے دیا
حسین بن علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ عقبہ کے مقام پر انصار کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں بیعت کرنے کی عرض سے آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ انھوں نے ان سے بیعت لے لو
حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں ان کی کس چیز پر بیعت لوں۔ فرمایا۔ اللہ کی
اطاعت کریں اور میری نافرمانی نہ کریں۔

بحین ذائع سیاہی جان واداد کی حفاظت کرتے ہیں۔ انہی ذرائع سے رسول اللہ اور آپ کے اہل بیت
اور اولاد کی حفاظت کریں۔

امام احمد بن حنبل نے فضائل میں جبہ عرفی سے اس نے ابی عباس سے روایت کی ہے۔ اور امام
ترمذی سے بھی روایت کی ہے۔ کہ حدیبیہ کے روز کاتب علی بن ابی طالب صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔
طبری نے اپنی تاریخ میں ہر ابن عازب سے دو قسم نغمی سے روایت کرتے ہیں۔

قطان۔ وکیع۔ ثوری۔ سدی اور مجاہد اپنی اپنی تفسیر میں ابن عباس سے ایک طویل حدیث تحریر کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ ابو حروف تم لکھتے جاتے تھے۔ اس کو جو اسل ویکھتے جاتے تھے۔
تجھے دیکھتے تھے اور مسودہ اور خوش ہوتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت عیشہ کے موقع پر فرمایا کہ میں اپنے اس بیت کی طرف خاص طور اور دیگر
لوگوں کی طرف عام طور بھیجا گیا ہوں۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تین سال بعد کا ہے۔

طبری نے تاریخ میں، خروکشی نے تفسیر میں، محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں ابی مالک سے اس
نہ ابن عباس سے اور ابن جریر سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت رانذ ر عشیٰ یزکک الاقریٰ بین تانزل

ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہواشم کو جمع کیا۔ اور ان کی تعداد چالیس آدمیوں پر شمل تھی۔

انھوں نے صلہ سے حضرت علی کو حکم دیا کہ آپ بکری کی ایک بونہ پکائیں اور ایک صلہ ۲۰ سیر آٹے کی روٹیاں تیار کریں۔ اور ایک پیالہ دودھ کا مہیا کریں پھر دس دس آدمیوں کو کھانا کھانا شروع کیا سب سیر ہو گئے اور ان میں بعض آدمی وہ بھی تھے جو سالم بکری کھا جانے والے اور ایک ٹیکڑہ پانی کا پی جانے والے تھے۔

براہن حاذب اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ابوہریر نے کہا اس شخص نے تم پر کس قدر جادو کر دیا ہے۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سیاہ سفید اور سرخ کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں کو وراثت میں تم سے اللہ کی طرف سے چاہتا ہوں مگر تم لا الہ الا اللہ کہو۔ ابوہریر نے کہا آپ نے ہمیں اس عرض کے لئے بلایا تھا یہ کہہ کر وہ اور اس کے باقی ساتھی چلے گئے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی۔ دوسرے روز انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بلایا اور کھلا پلا کر کہا۔ اے ابولہب اللہ نے میری اطاعت کو لگے۔ تو تمام یمن کے بادشاہ بن جاؤ گے۔ اللہ نے جس نبی کو بھیجا ہے اس کا ایک وصی، بھائی اور وزیر مقرر کیا ہے۔ تمہارا تم میں سے کون میرا بھائی، میرا وزیر میرا وصی میرا وارث اور میرا قرض ادا کرنے والا بننا چاہتا ہے۔ جبری کی روایت ابن جبر اور ابن عباس سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اس امر میں میری وزارت کون قبول کرے گا تاکہ وہ تم میں میرا بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو؟ یہ سن کر لوگ خاموش ہو گئے۔

ابوہریر شینازی مقاتل سے منہاک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ہذا العشرة اور فضائل الصحابة میں احمد اپنے اسناد سے ریحہ بن ناجد سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ تم میں میری بیعت کون کرنا ہے تاکہ وہ میرا بھائی اور میرا وصی ہو؟ یہ سن کر قوم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ حضرت علی ابن لوگوں میں سب سے پہلے چھوٹے تھے آپ نے کھڑے ہو کر کہا دیا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ علی نے تین بار یہ کلمہ کہاتیسری بار رسول اللہ نے فرمایا۔ ہاں! تم ہو رسول اللہ نے اپنا ہاتھ امیر المؤمنین کے ہاتھ پر مارا۔

نور کوئی اپنی تفسیر میں۔ ابن عباس۔ ابن جبر اور ابو مالک سے اور تفسیر ثعلبی میں براہین حاذب سے روایت ہے کہ حضرت علی سب تو مہر سے چھوٹے تھے اور کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ میں ہوں رسول اللہ نے فرمایا۔

تم ہی ہو۔ اسی وجہ سے آپ رسول اللہ کے دمی ہیں یہ سن کر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابو طالب سے کہنے لگے۔ کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کیجئے۔ کیوں کہ اس کو تمہارا امیر بنا دیا گیا ہے۔ تاہنخ طبری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمان سن کر لوگ خاموش ہو گئے۔ اور حضرت علی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں آپ کا ذیہ نبول گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کی گردن کو پکڑ کر فرمایا۔ یہ میرا بھائی ہے میرا دمی ہے۔ اور تم پر میرا خلیفہ ہے۔ اس کی بات سنو۔ اور اس کی اطاعت کرو۔ یہ سن کر لوگ کھڑے ہو گئے۔ اور ہنسنے لگے اور ابو طالب سے کہا کہ تجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ اپنے بیٹے کی بات کو سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

ایک روایت میں حرث بن نوفل، ابو رافع۔ عباد بن اسعد انصاری حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اس کام کے لئے حاضر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم ہی ہو۔ اور مجھے اپنے قریب کر لیا۔ اور میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور آپس میں ہنسنے لگے۔ اور کہتے تھے۔ کہ اتباع اور اطاعت کے عوض میں کس قدر بڑی چیز اس کے ابن عم نے عطا کی۔

تاہنخ طبری میں ربیعہ بن ناجد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی کی خدمت میں عرض کیا۔ اے امیر المومنین آپ اپنے ابن عم کے کیونکر وارث ہوئے۔ اور آپ کے چچا وارث نہ ہوئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک کلام کے بعد دعوت ذوالعشیرہ کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا تھا۔ اور میں تمام لوگوں سے عمر کے لحاظ سے چھوٹا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم بیٹھ جاؤ۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ ان لوگوں کو دعوت دی تھی۔ اور میں ہر مرتبہ اٹھ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ بیٹھ جاؤ۔ تیسری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دامن ہاتھ میرے ہاتھ پر مار کر فرمایا۔ تم ہی اس منصب کے وارث ہو جاؤ میرے چچا زاد بھائی میرے چچا کے مقابلے میں میرے وارث ہوئے۔

ابو رافع کی حدیث میں ہے کہ ابو بکر نے عباس سے پوچھا کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں۔ کیا آپ اس بات کو جانتے ہیں کہ رسول اللہ نے آپ کو جمع کیا تھا اور فرمایا تھا۔ کہ اے اولاد ابو طالب کہ اللہ تعالیٰ جس نبی کو مبعوث کرتا ہے۔ اس کے اہل میں اس کا ایک ذیہ

بھائی وحی اور اس کے اہل میں ایک خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ تم میں کون ایسا شخص ہے جو میری بیعت
اس بات پر کرے کہ وہ میرا بھائی، میرا زید، میرا وارث، میرا وصی اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہو،
ان شرائط کے مطابق حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ عباسیوں نے کہا، ہاں ایسی بات ہے
جب یہ بات درست ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی کی امامت بذاتِ نسل واجب ہے
حضرت امیر علیہ السلام کا سبقت کرنا

سیفان ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے ولادین اور العسکری والایمان
کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آدمی مومن ہوتا ہے لیکن عالم نہیں ہوتا لیکن حضرت علی میں دونوں
باقی جمع تھیں آپ عالم بھی تھے اور مومن بھی۔

مقاتل میں سیلمان خنک سے روایت کرتے ہیں اس نے ابن عباس سے اسناد بخشی اللہ
من عبادہ العباد کے بارے میں روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے اللہ سے ڈرتے رہتے
تھے اور اللہ کے فراموش بھلاتے تھے۔ اور اللہ کی راہ میں چھاؤ کرتے تھے۔

صفوانی نے الاحق والحق میں کلبی سے اس نے ابوصاح سے اس نے ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ حاتم اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ عشق سے علم علی ملو ہے جس میں آپ
نے ہر جماعت سے سبقت کی ہے اور ہر فرقے سے ممتاز رہے ہیں۔

محمد بن مسلم، ابو حمزہ ثمالی۔ اور جابر بن یزید امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ علی بن
فضال فضیل بن یسار اور ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

احمد بن محمد علی۔ محمد بن فضیل امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور امام موسیٰ کاظم بن
امام جعفر صادق علیہما السلام سے بھی۔ روایت کی گئی ہے۔ زید بن علی، محمد بن خفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان
نارسی۔ ابو سعید خدری اور اسماعیل سدی سے روایت ہے۔ ان سب حضرات کا متفقہ بیان ہے کہ قل
کفی بالله شہیداً یعنی وسیعکم ومن عندہ علم الکتاب سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں
شعبی اپنی تفسیر میں ابو معاویہ سے اس نے اعش سے اس نے ابوصاح سے اس نے ابن عباس
سے روایت کی ہے۔ عبد اللہ بن عطاء ابو حمزہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام کی
خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جس شخص کے پاس کل کتاب کا علم ہے وہ عبد اللہ بن

سلام ہیں۔ امام نے فرمایا ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔

سید بن جبیر سے پوچھا گیا کہ وہ من عندہ علم الکتاب سے مراد عبد اللہ بن سلام ہیں یا آپ نے کہا ایسا نہیں ہے۔ عبد اللہ بن سلام اس آیت سے کیوں مراد ہو سکتے ہیں کہ یہ سورہ کی ہے۔ اور عبد اللہ مدینہ میں اسلام لائے

ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم اس آیت سے عبد اللہ بن سلام مراد نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے مراد علی بن ابی طالب ہیں جو تفسیر، تشریح، نسخ، منسوخ، حلال اور حرام کے علم تھے۔ ابن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی وہ ہیں جس کے پاس کل کتاب کا علم اول اور آخر کا علم ہے۔ نطنزی نے خصائص میں تحریر کیا ہے کہ یہ بات محال اور ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک یہودی کو اپنے ذات کے ساتھ دوسرا گواہ بنائیے آیت تامل کئے 'یا للہ شہید ابینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب' حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام کا علم تمام صحابہ پر واضح تھا۔ آپ کے علم کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی بیعت گئی تھی باخط کا بیان ہے کہ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ میں سے چار اشخاص کے علم لیا گیا ہے۔ حضرت علی۔ ابن عباس۔ ابن مسعود اور زید بن ثابت ایک گروہ نے عمر بن خطاب کے متعلق یہی اظہار کیا ہے۔ لیکن یہ چاروں اشخاص حضرت عمر سے زیادہ قاری قرآن تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کی امامت کا اہل وہ شخص ہو سکتا ہے جو ان میں سب سے زیادہ قاری ہو اس زمان کی رو سے حضرت عمر کی حیثیت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ اس بات پر بھی امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ قریش میں سے ہوں گے ابن مسعود اور زید اس شرط کی وجہ سے وجہ سے ختم ہو گئے۔ باقی رو گئے حضرت علی اور ابن عباس۔ اگرچہ دونوں عالم فقیہ اور قریشی تھے لیکن حضرت علی ان سے عمر کے لحاظ سے بڑے اور ہجرت کے لحاظ سے مقدم تھے۔ اسی وجہ سے ابن عباس ختم ہو گئے صرف حضرت علی کی ذات باقی رہ جاتی ہے جو باجماع امامت کے حق دار ہیں۔

صحابہ حضرت علی علیہ السلام سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ اور آپ کسی سے کوئی مسئلہ دریافت نہیں فرماتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کسی مسئلہ میں اختلاف کرو۔ تو اس طرف ہو جاؤ۔ جہاں علی بن

ابی غالب ہوں

عباد بن صامت عمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں حکم دیا گیا ہے کہ اگر ہم کسی چیز میں اختلاف کریں تو ہم علی کو اپنا حاکم بنائیں اسی وجہ سے مندرجہ ذیل اصحاب رسول نے حضرت علی کی پیروی کی ہے۔ سیلم بن عمار۔ حذیفہ۔ ابوذر۔ ابی بن کعب۔ جابر انصاری۔ ابن عباس۔ ابن مسعود۔ زید بن صوحان۔
مذکورہ بالا حضرات نے علی کے علم کی پیروی کی ہے اور مندرجہ ذیل حضرات پیچھے رہ گئے۔ زید بن ثابت۔ ابو موسیٰ معاذ۔ عثمان بن عفان۔ سب حضرات کو علی کے علم و فضل کا اعتراف تھا۔

مناقش نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ علی کا علم علم رسول سے اخذ ہے رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی۔ نبی کا علم اللہ کا علم ہے علی کا علم نبی کے علم سے ہے میرا علم علی کے علم سے ہے میرا علم اور تمام اصحاب رسول کا علم علی کے علم کے مقابل میں ایسا ہے جیسے ایک قطرہ پانی کا سات سمندر میں۔

خمالک بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کو نو حصے علم دیے گئے تھے اب باقی دسویں حصے میں بھی باقی اصحاب سے زیادہ عالم تھے۔

امالی طوسی میں تحریر ہے کہ حضرت علی کا ایک گروہ کے پاس سے گذرنا۔ ان میں حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے سلمان نے ان سے کہا اٹھو اور اس شخص (علی) سے علم حاصل کرو۔ خدا کی قسم اس کے سوا تمہارے نبی کے لئے تمہیں اور کوئی نہیں بتائے گا۔

امالی ابن بابویہ میں مذکور ہے کہ محمد بن منذر نے کہا کہ میں نے ابوامامہ کو کہتے ہوئے سنا کہ علی علیہ السلام اگر کسی چیز کے متعلق کہتے تھے تو اس میں ان کو شک نہیں رہتا تھا ہم نے رسول اللہ کو قتل کیے ہوئے سنا میرے راز کا خازن علی ہے۔

سید حمیری نے کہا کہ

وعلی خازن الوحی الذی . کان مستودعاً لایات السور

علی وحی کے خازن ہیں جو آیات کی سردوں میں موجود ہے۔

یحییٰ بن معینی اپنے اسناد سے عطاء بن ابی اہرج سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جس نے حضرت علی سے زیادہ علم والا ہو؟ آپ نے کہا خدا کی قسم

میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا۔ اس بارے میں عمر بن خطاب کا اکثر کلام وارد ہوا ہے کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔

خیلیب نے ابنین میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا علم کے چھ حصے ہیں۔ پانچ حصے علی کو ملے ہیں اور لوگوں کو ایک حصہ ملا ہے آپ چھ حصے میں بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں اور اس چھٹے حصے کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔

عمر بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے عمر بن خطابؓ نے کہا اے ابوالحسن! آپ سے جب سوال کیا جاتا ہے تو آپ حکم لگانے اور فیصلے کرنے میں بہت جلدی کرتے ہیں حضرت نے فرمایا اپنا ہاتھ ظاہر کرو۔ عمر نے ہاتھ ظاہر کیا۔ فرمایا ہاتھ میں کتنی انگلیاں ہیں؟ کہا پانچ ہیں فرمایا اے ابوجہش! تم نے جلدی کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ مجھ سے مخفی نہ تھیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں اس بات میں جلدی کرتا ہوں جو مجھ سے پوشیدہ نہیں ہوتی۔

حضرت عمرؓ اور عبدالرحمنؓ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ دونوں نے حضرت امیر علیہ السلام کے پاس خط تحریر کیا کہ آپ تشریف لے آئیں۔ آپ نے دونوں کے پاس خط تحریر کیا کہ علم کے پاس آنا پڑتا ہے اور علم کسی کے پاس نہیں جاتا۔ عمرؓ نے کہا یہ بنو ہاشم کے ایک بزرگ ہیں جو اٹھارہ علم ہیں۔ جن کے پاس جانا پڑتا ہے۔ وہ خود کسی کے پاس نہیں جاتے۔ عمرؓ جناب امیرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت کو ٹیکہ لگا کر پوچھا۔ عمرؓ نے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ عمرؓ نے کہا آپ کی قوم نے آپ سے روگردانی کی ہے۔ ورنہ آپ خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ فیصلہ کا دن ملاقات کی جگہ ہے۔

یونس بن عبید نے حسن سے روایت کی ہے کہ عمرو بن خطابؓ نے کہا اے معبود! میں اس شکل سے زندہ مانگتا ہوں۔ جس کے حل کے لئے ہمارے پاس ابوالحسنؓ موجود نہ ہوں۔

کتاب اباء میں ابن بطہ سے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا کہنا تھا جو چیز بھی میں ملی سے دریافت کرتا ہوں آپ اس کی گڑھ کھول دیتے ہیں۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا اے ابوالحسن! مجھے آپ کے بعد اللہ تعالیٰ زندہ نہ رکھے۔

تکلیف بخاری میں مرقوم ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا خدا مجھے اس وقت تک کے لئے باقی نہ رکھے۔

جس مشکل کے حل کے لئے ابو الحسن اعلیٰ موجود نہ ہوں۔

ابابانہ اور الفائق میں مذکور ہے کہ عمر نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس مشکل گنتی کے وقت پناہ مانگتا ہوں جس کے حل کرنے کے لئے ابو الحسن موجود نہ ہوں۔

۴۴ مسائل حضرت عمر نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے دریافت کئے آخر کار حضرت عمر کو احقران کرنا پڑا۔ مولا علی ہلاک عمر اگر علی موجود نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ اس بات کو ایک مخلوق نے رایت کیا ہے جن میں ابو بکر بن عباس اور ابو منظر سمعانی ہیں۔

خطیب خوارزم شاہ نے اس بارے میں دو شعر بیان کئے ہیں۔

اذا عمر تخطی فی جواب دینہ علی بالصواب

جب عمر کسی مسئلے کے جواب میں غلطی کرتے ہیں تو حضرت علیؑ تنبیہ فرما کر اس کی درستی کرتے۔

بقول بعد مولا علی ہلکت ہلکت فی ذات الجواب

پھر عمرؓ سے کہتے ہیں۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں اس جواب کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا۔

حضرت ابو بکرؓ کی یہ بات شہرت کے دروازے تک پہنچ چکی ہے کہ آپؓ نے کہا اگر میں درست فیصلہ کروں تو میری پیروی کرنا اور مسئلے میں بھٹک جاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا۔

ابو بکرؓ نے کہا میں ناکہ کا معنی تو جانتا ہوں۔ لیکن ابائے کے معنی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

کلام کہہ رہے ہیں کہا کہ اس کے متعلق میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔ اگر میں نے ٹھیک فیصلہ

کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ اگر میں نے غلطی کی تو یہ میری طرف سے ہوگی۔ کلام شہ طان

کی طرف سے ہوتا ہے۔ لڑکے اور والد کی طرف سے نہیں ہوتا۔

بیچ نے ذرا بات کے متعلق عمر سے دریافت کیا تو آپؓ نے کہا اگر امام غلطی کرے تو اس بات سے

تعجب نہ کرو۔

حضرت علیؑ علیہ السلام کے علم کی گواہی رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے اس زبان کے ذریعے دی

ہے۔ علی عیبة علی علی میرے علم کی گواہی ہیں۔ علی اعلیٰکم علما و اتد مکرم

سما علی تم میں سے علم میں بڑے مومنین اور صلح کرنے میں سبقت لئے ہوئے ہیں۔

اعلم امتی من بعدی علی بن ابی طالب میرے بعد میری امت میں زیادہ علم والے علی

بن ابی طالب ہیں۔

ان باتوں کو علی بن ہاشم اور ابن شہر وہبہ ویلی نے اپنے اسناد سے سلمان سے روایت کیا ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے علی کو فضیلت کا ایک جوہر عطا کیا ہے اگر اس
کو تمام روئے زمین کے رہنے والوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ تو سب کے لئے کافی ہوگا۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی بن ابی طالب کے بارے میں پوچھا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ حکمت کے دس حصے کئے گئے علی کو نو حصے عطا کئے گئے۔ اور لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا۔

بیہق بن خشم نے کہا کہ علی سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص محبت کرنے والا نہیں تھا۔ اور علی
سے زیادہ اس شخص سے زیادہ بغض رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ جو آنحضرت سے بغض رکھتا تھا پھر جو
ہو کر کہا کہ جس شخص کو دانائی دی گئی ہے اس کو بہت سی بھلائی دی گئی ہے۔

آپ نے حساب لگا کر حضرت کی فضیلت کے بارے میں استدلال کیا۔ انہوں نے کہا امت میں
زیادہ عالم علی بن ابی طالب ہیں۔ یہ بات بالاتفاق بیان کی گئی ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان
میں ۲۱۸ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کا قول ہے کہ جناب امیر اعظم امت اور
جمال امت ہیں۔ آپ سید البغیا ہیں۔ آپ کی شان میں تین سو ستر آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اقتضا کہ علی تم میں سب سے زیادہ
بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔

سعید بن خثیبہ وغیرہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابن ابی یسلی سے پوچھا۔
اے عبد الرحمن! تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے ہو، کہا اسے فرزند رسول ہاں۔ فرمایا کس چیز کے فیصلے
فیصلے کرتے ہو؟ کہا اللہ کی کتاب سے۔ فرمایا اگر اللہ کی کتاب میں حکم موجود نہ ہو؟ کہا سنت رسول
سے۔ اگر ان دونوں چیزوں میں نہ ہو۔ تو میں صحابہ کے اجماع سے فیصلہ کرتا ہوں۔ فرمایا اگر صحابہ
کے فیصلے میں اختلاف ہو۔ تو کس کی بات سے فیصلہ کرتے ہو۔ کہا اس سے جس پر مجھے اعتماد ہوتا
ہے۔ اور باقی لوگوں کی مخالفت کرتا ہوں۔ فرمایا کیا علی کی مخالفت کرتے ہو جب اس کا فیصلہ تم
یک پہنچ چکا ہو۔ کہائیں بعض اوقات آپ کے فیصلے کی مخالفت کرتا ہوں۔ اور غیر کے فیصلے کو ترجیح
دیتا ہوں۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز تم کیا جواب دو گے جب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے راس شمس تک یہ قول پہنچ چکا تھا لیکن اس نے اس کی مخالفت کی کہا اے فرزند رسول میں نے آنحضرت کے قول کی کس مخالفت کی ہو فرمایا تمہیں رسول اللہ کا یہ قول پہنچ چکا ہے کہ اقصا کھد علی؟ تم میں زیادہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔ کہا ہاں یہ قول تو مجھ تک پہنچ چکا ہے فرمایا جب تم نے علی کے فیصلے کی مخالفت کی تو کیا تم نے رسول اللہ کے فیصلے کی مخالفت نہیں کی؟ یہ سن کر ابن ابی لیلیہ کا چہرہ زرد ہو گیا اور خاموش ہو کر رہ گیا۔

باتہ نہیں ہے کہ ابوامامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد سنت کو زیادہ جاننے والے اور فیصلے کا زیادہ حکم رکھنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

کتاب الجملہ و الشفا اور الاحسن والمحسن میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے یمن میں ایک فیصلہ صادر فرمایا۔ وہاں کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ علی نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی ظالم نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ظلم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ علی میرے بعد تم پر ولی ہیں اور تمہارے حاکم ہیں۔ اور آپ کا حکم درست ہے۔ فرماں آپ کا فرمان ہے۔ آپ کا حکم کافر ٹھکرے کا۔ اور مومن آپ کے حکم پر راضی ہو۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی تو صحابہ کے لئے یہ بات درست و قطعی کہہ رسول اللہ کے بعد علی کے سوا کسی اور کو حاکم بنائیں فیصلہ کر کے دین کے اور علوم کے جاننے کی ضرورت نہ ہوتی ہے علی تمام علوم کے زیادہ جاننے والے ہیں۔ لہذا علی پر کسی اور کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ بات اپنے مقام پر نہایت بری ہے کہ فاضل پر مفضول کو مقدم کیا جائے۔

امام محمد باقر اور امیر المومنین علیہما السلام نے آیت ولیس الیہم ان تاوا البیوت اور واذا قلنا ادخلوا هذه القرية کے متعلق فرمایا۔ ہم وہ گھر ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کے سرداروں سے آنا چاہیے۔ ہم اللہ کا وہ دروازہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے وہ گھر ہیں جن کے پاس آنا چاہیے جس شخص نے ہمارا اتباع کیا اور ہماری ولایت کا اقرار کیا۔ وہ شخص گھروں کے اندر ان دروازوں سے آیا۔ اور جس شخص نے ہماری مخالفت کی اور ہمارے غیر کو ہم پر فضیلت دی۔ وہ ان گھروں میں مشیت کی جانب سے آیا۔

یہ حدیث بلا جملہ مذکور ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی

اس کا دروازہ ہیں جو شخص علم حاصل کرنا چاہیے۔ اس کو دروازے سے سنا نا چاہیے۔

امام احمد بن حنبل نے اس کو آٹھ طریقوں سے روایت کیا ہے۔ ابو اسیم ثقفی نے سات طریقوں سے، ابن بطین نے چھ طریقوں سے، قاضی جعانی نے پانچ طریقوں سے، ابن شاپین نے چار طریقوں سے، خطیب تاریخی نے تین طریقوں سے، ابو یحییٰ بن معین نے دو طریقوں سے روایت کیا ہے

اس حدیث کو سمعانی، قاضی ماہرودی، ابو منصور سمری، ابو صلیح ہروی، عبد الرزاق اور شریک ابن عباس مجاہد اور جابر سے روایت کرتے ہیں یہ بات اس امر کی مقتضی ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی طرف رجوع کرنا واجب ہے کہ آنحضرت صلیم نے اپنے آپ کو دینہ شہر سے کنایہ کیا ہے۔ اور آنحضرت صلیم نے اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ آپ کے علم تک رسائی صرف حضرت علی کے ذریعے سے ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ آنحضرت صلیم نے آپ کو شہر کے دروازے کی مانند قرار دیا ہے۔ شہر میں دروازے کے ذریعے ہی داخل ہونا پڑتا ہے۔ آنحضرت صلیم نے اس بات کو غلیظت الباب کے ذریعے لوگوں پر واجب کیا کہ وہ صرف دروازے ہی کے ذریعے آئیں۔ یہ حکم حضرت علی کی عصمت پر دلالت کرتا ہے جو شخص معصوم نہیں ہوگا، اس سے غلط بات کا صادر ہونا ممکن ہوگا۔ جب غلط بات منقوع پذیر ہوگی۔ تو اس کی پیروی بذات خود غلط ہوگی۔ یہ بات تو اس امر کی داعی ہے کہ آنحضرت صلیم نے غلط بات کا حکم دیا۔ جو ناجائز ہے۔

تیسرا امیر المؤمنین علیہ السلام کے اعلم امت ہونے پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے، اور اس کو تف کی تائید کرتی ہے۔ کہ صحابہ نے مسائل کے بارے میں آپس میں اختلاف کیا ہے اور ان مسائل میں ایک دوسرے کی طرف رجوع کیا ہے لیکن جناب امیر نے کسی سے کوئی مسئلہ درمالت نہیں کیا۔ یہ بات علی کی ولایت اور اہمیت پر روشن دلیل کی طرح دلالت کرتی ہے۔ علم اور حکمت میں آپ کی زندگی میں اور آپ کی موت کے بعد آپ ہی سے اخذ کرنا چاہیے۔

علی اعلم الناس کیوں نہ ہوں۔ آپ مسجد میں اور گھر میں ہر وقت رسول اللہ صلیم کے ساتھ رہتے تھے آنحضرت کی روحی اور آپ کے مسائل کو نکھارتے تھے۔ رسول اللہ صلیم کے فتوے سناتے تھے۔ اور آپ کے مسائل بھی دریافت کرتے تھے۔

جب رسول اللہ صلیم کو وحی نازل ہوتی تھی۔ تو صبح سے پہلے علی کو بتا دیا کرتے تھے۔ اگر دن

کو وحی آتی تھی۔ تو شام سے پہلے علی کو آگاہ کر دیتے تھے۔

یہ بات مشہور ہے کہ جناب امیر نے رسول اللہ سے راند کی بات کہنے کے لئے دس دینار خرچ کئے اور آنحضرت نے دس سکے دریافت کئے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ پر علم کے ہزار دروازے کھل گئے تھے اور ان میں سے ہر دروازے سے ہزار ہزار دروازہ اور کھل گیا تھا۔ اسی طرح رسول اللہ معلم نے اپنی وفات سے پہلے آپ سے وصیت کی تھی۔

حافظ ابو نعیم اپنے اسناد سے زید بن علی اپنے باپ واداسے وہ علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا مجھے رسول اللہ معلم نے علم کے ہزار باب تعلیم کئے تھے۔ ابو میرے لئے ہر باب سے ہزار ہزار باب اور کھل گیا تھا۔ اس حدیث کو ابو جعفر بن بابویہ نے اپنی کتاب خصال میں ۲۲ طریقوں کے ابو عبد بن عبد اللہ ثقی نے بصاطر اللہ جات میں ۶۶ طریقوں سے بیان کیا ہے۔
ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ معلم کی تلوار کے قبضہ پر ایک چھوٹا سا حیفہ تھیں۔ یہ وہ حروف تھے جس کے ایک حرف سے ہزار ہزار حرف کھتے تھے۔ دو حرف صرف قیامت کے روز کھلیں گے۔

ایمان بن تغلب حسین بن معاویہ سلیمان جعفری۔ اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر۔ یہ سب حضرات ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ کی خدمت میں حضرت علی حاضر ہوئے رسول اللہ نے علی کا سراپہ اکرے کے اندر داخل فرمایا۔ اور فرمایا جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا۔ کفن دینا پھر مجھے بیٹھا دینا۔ اور مجھ سے سوال کرنا اور لکھ لینا۔ تمہیں یہ احکام میں ہے کہ رسول اللہ معلم نے علی سے فرمایا میرے کفن کے گونوں کو پکڑ کر مجھے بیٹھا دینا۔ پھر مجھ سے جو کچھ تم چاہو سوال کرنا۔ خدا کی قسم جس چیز کا تم مجھ سے سوال کرو گے۔ میں اس کا تمہیں جواب دوں گا۔ ایک روایت ابو حوانہ نے کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے ایسا کیا تھا۔ رسول اللہ نے مجھے قیامت تک ہونے والے واقعات سے آگاہ کیا تھا۔

جناب امام کا بیان ہے کہ میں وفات رسول کے وقت آنحضرت معلم کے پاس موجود تھی آنحضرت معلم نے مجھے ایک تحریر دی کہ جو شخص میرے بعد کھڑا ہو اس کو یہ تحریر دے دینا۔ ابو بکر عمر اور عثمان نے اپنی خلافت کے زمانے میں وہ تحریر مجھ سے طلب نہ کی۔ جب حضرت علی کی بیعت کی گئی۔ تو آپ میرے

نیچے تشریف لائے۔ اور میرے پاس آکر فرمایا۔ اے ام سلمہ! مجھے وہ تحریر عنایت کر دیجئے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو دی تھی۔ میں نے عرض کیا۔ آپ ہی اس تحریر کے مالک ہیں؛ فرمایا ہاں۔ میں نے تحریر آپ کے حوالے کر دی۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ اس تحریر میں کیا کچھ لکھا ہے؟ فرمایا: قیامت کے قائم ہونے کے سوا باقی تمام چیزیں اس میں تحریر ہیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ ام سلمہؓ کے پاس آئے۔ اور تحریر طلب کی۔ آپ نے تحریر کو کھولا اور اس میں دیکھا اور فرمایا اس میں علم بابد موجود ہے۔

۱۔ مصون الشمار اندید عون العظمیٰ کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا یہ تمام انبیاء کا علم ہے۔ جو محمدؐ کی طرف وحی کیا گیا۔ یہ تمام علم حضرت علیؑ کے پاس موجود ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا علیؑ علیہ السلام نے علم کے بارے میں ایک ایسا دعویٰ کیا جس نے ایسا دعویٰ کسی اور شخص سے نہیں سنا۔

حقیقت کفایتی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو فراتے ہوئے سنا: خدا کی قسم میں تبلیغ رسالت۔ و عدل کی تصدیق تمام کلمات کو جانتا ہوں۔ آپ کا فرمان ہے کہ میرے پہلو میں علم کا ایک بحر و خانہ موج مار رہا۔ کاش کہ مجھے اس کے اٹھانے والے مل جاتے۔ اور آپ کا فرمان ہے۔ ولو کشف الغطاء ما زلت یقیناً

ابن نجاری نے چھ طریقوں سے۔ ابن مغفل نے دس طریقوں سے ہر اس قسم ثقیفی نے چودہ طریقوں سے ان سلسلہ روایات میں۔ حدیث بن حاتم۔ ابی بن نباتہ۔ حلقہ بن قیس۔ یحییٰ بن ام طویل۔ زہد بن حبیش۔ عبید بن ربیع بن رفاعہ اور ابو طفیل ہیں کہ ہر امویین علیہ السلام نے ہر ماہرین اور فاضلین کی موجودگی میں اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ کس قدر علم سے بھرا ہوا ہے۔ کاش کہ میں اس کے طلب کرنے والے کو پالیتا۔ مجھے غم کرنے سے پہلے مجھ سے سوال کرو۔ یہ علم کام کر رہا ہے۔ یہاں عباب رسولؐ (کاش) موجود ہے۔ مجھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اس قدر چن چن کر بھرا ہے۔ جس طرح پرند اپنے پنچے کو دانے چن چن کر بھرتا ہے۔ محمدؐ سے دریافت کرو میرے پاس لوہین اور آخرین کا علم موجود ہے خدا کی قسم اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے۔ علم میں اس پر بیٹھ جاؤں۔ تو میں تواریک والوں کے درمیان تواریک سے نور انجیل والوں کے درمیان انجیل سے اور زبور والوں کے درمیان زبور سے اور قرآن والوں کے درمیان قرآن سے فیصلہ کروں گا۔ حتیٰ کہ ہر ایک کتاب کہے گی۔ کہ علیؑ نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا

فیصلہ ہے۔ اور مجھ میں موجود ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انجیل اور تورات بول اٹھے گی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر کتاب نوحی سے جھوم کر کہے گی۔ اسے جو وہاں علی نے تیرے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ پھر فرمایا۔ مجھ سے سوال کرو۔ اس سے پہلے کہ مجھے نہ پڑاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی میں نے دلنے میں شکاف ڈالا اور جسم کو پیدا کیا۔ اگر تم مجھے کسی آیت کے متعلق سوال کرو۔ کہ کون سی آیت مکہ میں۔ مدینہ میں۔ سفر میں۔ حرم میں۔ نازل ہوئی۔ نسخ ہے۔ کہ غسوغ۔ حکم ہے کہ متشابہ۔ اس کی تنزیل اور تشریح کے متعلق آگاہ کروں گا۔

غزوا حکم میں اسری سے روایت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا مجھ سے سوال کرو اس سے پہلے کہ مجھے نہ پڑاؤ۔ پس آسمانوں کی باتوں کو زمین کی باتوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ کتاب نوح البغۃ میں تحریر ہے کہ آپ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں جان ہے۔ میں تم کو اس چیز کے متعلق بتاؤں گا۔ جو تمہارے لئے قیامت کے درمیان واقع ہے میں اس گروہ کے متعلق آگاہ کروں گا کہ ہدایت یافتہ ہے یا گمراہ ہے۔ اس کا ابھارنے، قیادت کرنے والا اور نہ گامے والا کون ہے۔ ان کے اونٹوں کے پیٹنے اور سامان اٹارنے کی جگہ کہاں ہے اور ان میں سے کون قتل کیا جائے گا۔ اور کون انھیں موت دے گا؟

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ اگر میں چاہوں تو تم میں ہر شخص کو تمہارے داخل اور خارج ہونے اور تمام علالت سے آگاہ کر دوں گا۔

مسلمان فارسی سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے پاس علم منایا۔ بلایا۔ وصایا۔ الباب فصل الخطاب۔ مولا الاسلام اور مولا الکفر ہے۔ میں صاحب یم ہوں۔ میں فاروق کبیر ہوں۔ دولت الاول ہوں۔ مجھ سے ان باتوں کے متعلق سوال کرو۔ جو قیامت تک واقع ہوں گی۔ جو مجھ سے پہلے واقع ہوئیں تھیں۔ یا میرے زمانے میں واقع ہوں گی۔ یا اس وقت تک واقع ہوگی۔ جب تک اللہ کی عبادت کی جائے گی۔

ابن مسیب نے کہا کہ اصحاب رسول میں حضرت علی بن ابی طالب کے سوا کسی نے سلونی کا دعویٰ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہا ہے۔ تبیاننا کل شیء، وکل شیء احصیاء فی امام بین، ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ظاہری طور پر یہ باتیں قرآن مجید میں موجود

نہیں ہیں۔ ہاں اگر تاویل اور تشریح کی جائے۔ تو ان باتوں کی تہہ تک پہنچنے کا امکان ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تاویل راسخون فی العلم جانتے ہیں۔ وہ حضرات علی ہیں۔ آپ نے سلونی قبل ان تفقدونی کا دعوے کیا۔ اگر اس آیت میں ظاہری معنی مراد لئے جائیں۔ تو امت میں بہت سے لوگ اس کے جاننے والے ہوں گے۔ اور ایک حوت کی غلطی بھی نہ کریں گے۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو علی علیہ السلام علی الاعلان اس بات کا دعوے نہ کرتے۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا کہ آپ کے ساتھ اس دعوے میں اور بھی شریک ہے، تو آپ یہ دعوے نہ کرتے۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ علم میں حضرت کی نظیر کوئی شخص نہیں ہو سکتا۔ تو ضرور ماننا پڑے گا کہ امامت کے سزاوار صرف آپ ہی ہیں۔

فہرہازی نے تفسیر نزول القرآن میں اور ابو یوسف یعقوب نے اپنی تفسیر ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے۔ لا تحملہ بھ لسانک

آنحضرت نزول وحی کے وقت اس غرض کی خاطر ہونٹ ہلاتے تھے۔ تاکہ آپ وحی کو یاد کریں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے قرأت وحی کے ختم ہونے سے پہلے پڑھنے میں جلدی کرتے تھے۔ اس آیت ان علینا جمعہ وقرا آئمہ میں اس بات کی اللہ نے محمد صلعم سے ضمانت لی ہے کہ رسول اللہ کے بعد قرآن علی جمع کریں گے۔ ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے قرآن کو علیؓ کے دل میں جمع کر دیا ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے اس کو چھ ماہ میں جمع کیا۔ اخبار ابن ابی رافع میں ہے کہ رسول اللہ نے مرض الموت کے وقت علیؓ سے فرمایا، اے علیؓ یہ کتاب خدا ہے اس کو لے لو۔ آپ نے ان حصوں کو ایک کپڑے میں جمع کر لیا۔ اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہو گیا۔ تو علی علیہ السلام اپنے گھر میں بیٹھ کر اس کی ترتیب دینے لگے جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل کیا تھا اور وہ نزول قرآن کے عالم تھے۔

ابو علا عطار۔ موفق خطیب خوارزم یہ دونوں حضرات اپنی کتابوں میں تحریر کرتے ہیں۔ علی بن رباح سے کہ رسول اللہ صلعم نے علیؓ کو حکم دیا کہ وہ قرآن کی تالیف کریں۔ چنانچہ آپ نے قرآن کو جمع کیا اور لکھا۔

جبلہ بن سحیم اپنے باپ سے اس نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر میرے لئے مسند بچا دی جائے۔ اور میری بھی پہچان لیا جائے۔ تو میں ضرور ایک ایسا مصوف نکالوں گا جس کو میں نے خود کھا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا ہے۔

اہل سنت کی کتابوں میں ہے کہ حضرت علی نے ابو بکر کی بیعت سے تاخیر اس لئے کی کہ آپ قرآن مجید کی ترتیب اور جمع میں مصروف تھے۔

حافظ ابو نعیم حلیہ الاولیاء میں، خطیب البعین میں۔ صدی عبد خیر سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میں نے قسم اور حلف کھائی تھی کہ میں چاروں کو اپنی پشت پر اس وقت تک نہ ڈالوں گا جب تک میں قرآن کو دو تختوں کے درمیان جمع نہ کر لوں۔

اہل بیت علیہم السلام کے روایات میں ہے کہ حضرت نے اس بات کی قسم کھائی تھی کہ آپ نماز کے سوا چاروں پر نہ ڈالیں گے۔ جب تک کہ قرآن جمع نہ کر لیں۔ حضرت ایک مدت تک لوگوں سے الگ ہو کر قرآن کی تدوین میں مصروف ہو گئے۔ آخر کار آپ نے قرآن کو جمع کر لیا۔ آپ قرآن مجید کو ایک چادر میں لپیٹ کر ان لوگوں کے پاس تشریف لائے۔ یہ لوگ مسجد میں جمع تھے۔ ان لوگوں نے حضرت کا آنا عجیب و غریب جانا اور کہنے لگے: ابو الحسن کسی بہت بڑے کام کی خاطر تشریف لائے ہیں۔ جب آپ ان لوگوں کے درمیان میں بیٹھ گئے۔ تو آپ نے ان کے سامنے قرآن مجید کو رکھ دیا۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر ان کے دامن پکڑو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عزت جو میرے اہل بیت ہیں۔ اور یہ کتاب خدا ہے۔ اور میں عزت (رسول) ہوں۔ پھر نے کمرے ہو کر کہا جس طرح کہ قرآن تمہارے پاس ہے اسی طرح کہ ہمارے پاس موجود ہے ہمیں تم دونوں کی ضرورت نہیں ہے حضرت ان لوگوں پر محبت تمام کرنے کے بعد قرآن لے کر واپس گھر تشریف لائے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث میں منقول ہے کہ حضرت قرآن مجید کو اٹھائے ہوئے اپنے حجرے کی طرف واپس تشریف اس حالت میں لائے کہ آپ یہ آیت پڑھتے تھے: فَبِذْذِهِ وَأَنظُرْهُمْ وَأَشْرُكُوا بِهِ ثَمَّ نَقِيلْ لَهُمْ مِمَّا شَرَكُوا

ابن مسعود نے کہا کہ حضرت علیؑ نے قرآن کو جمع کیا۔ اور اس کی قرأت صلیٰ جب علیؑ نے قرآن کو پڑھا تو آپ کی قرأت کی اتباع کرو۔

ایک یہ روایت بھی ہے کہ ابو بکر، عمر اور عثمان نے قرآن کو جمع کیا جب ابو بکر سے قرآن جمع کرنے کے متعلق کہا گیا۔ تو آپ نے کہا کہ میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں جس کو رسول اللہ صلیٰ نے نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کے کرنے کا مجھے حکم دیا ہے۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ علیؑ نے دعویٰ کیا کہ مجھے رسول اللہ صلیٰ نے قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ صحابہ نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن زبیر کو قرآن جمع کرنے کو کہا۔ اور انہی لوگوں نے قرآن جمع کیا۔ اور بعض ان میں قرآن کے عالم تھے۔

احمد بن حنبل، ابن بطہ، اور ابو یعلیٰ اپنی تصنیفات میں اہل بیت سے روایت کرتے ہیں۔ اُس نے ابو بکر بن عیاش سے ایک طویل خبر بیان کی ہے کہ آویسوں نے سورہ انفک کی تیس آیات پڑھیں اور ان دونوں نے اپنی قرأت میں اختلاف کیا۔ ابن مسعود نے کہا یہ اس قرأت کے خلاف ہے۔ جس کو میں پڑھتا ہوں۔ آپ دونوں کے ساتھ رسول اللہ صلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آنحضرت صلیٰ کے پاس حضرت علیؑ بھی موجود تھے۔ آنحضرت صلیٰ ناراض ہو گئے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اس طرح پڑھو جس طرح تمہیں تعلیم دی گئی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت علیؑ کو مختلف قراتوں کا علم تھا۔ جب زید نے بالوہ پڑھا تو حضرت علیؑ نے فرمایا اس کو تابوت لکھو۔ اس نے اس طرح لکھ لیا۔

سات قاری آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حمزہ اور کسائی آپ کی اور ابن مسعود کی قرأت پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان دونوں صاحبان کا ابن مسعود کی طرح کو مصنف نہیں ہند ان دونوں کا خیال اُو رجوع حضرت علیؑ کی طرف رہا ہے۔ اور ابن مسعود کی قائم مقام اعراب میں موافقت ہوئی۔ نافع۔ ابن کثیر اور ابو عمرو کی زیادہ تر قرات کا وار و مدار ابن عباس کی قرأت کی طرف ہوتا ہے۔ اور ابن عباس نے اپنی ابن کعب اور حضرت علیؑ سے قرأت سیکھی ہے۔ ان قاریوں نے جو قرات پڑھی ہے۔ وہ اپنی کی قرات کے مخالف ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرأت کا مرجع حضرت علیؑ قرار پائے۔ عاصم نے قرأت ابو عبدالرحمن سلمیٰ سے حاصل کی ہے۔ اور ابو عبدالرحمن کا خود بیان ہے کہ میں نے سارا قرآن حضرت علیؑ بن

ابن مسعود نے کہا کہ حضرت علیؑ نے قرآن کو جمع کیا اور اس کی قرأت سے جسکی جو ب علیؑ نے قرآن کو پڑھا تو آپ کی قرأت کی اتباع کرو۔

ایک یہ روایت بھی ہے کہ ابو بکر، عمر اور عثمان نے قرآن کو جمع کیا جب ابو بکر سے قرآن جمع کرنے کے متعلق کہا گیا تو آپ نے کہا کہ میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اور نہ ہی اس کے کرنے کا مجھے حکم دیا ہے۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ علیؑ نے دعویٰ کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ صحابہ نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبدالرحمن بن عمار، بن ہشام اور عبداللہ بن زبیر کو قرآن جمع کرنے کو کہا اور انہی لوگوں نے قرآن جمع کیا۔ اور بعض ان میں قرآن کے عالم تھے۔

احمد بن حنبل، ابن بطہ، اور ابو یعلیٰ اپنی تصنیفات میں اہل بیت سے روایت کرتے ہیں۔ اُس نے ابو بکر بن عباس سے ایک طویل خبر بیان کی ہے کہ آویسوں نے سورہ اخلاص کی تیس آیات پڑھیں اور ان دونوں نے اپنی قرأت میں اختلاف کیا۔ ابن مسعود نے کہا یہ اس قرأت کے خلاف ہے۔ جس کو میں پڑھتا ہوں۔ آپ دونوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت علیؑ بھی موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اس طرح پڑھو جس طرح تمہیں تعلیم دی گئی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت علیؑ کو مختلف قراتوں کا علم تھا۔ جب زید نے نابوہ پڑھا تو حضرت علیؑ نے فرمایا اس کو تباوت لکھو۔ اس نے اس طرح لکھ لیا۔

ساتھ تادی آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حمزہ اور کسائی آپ کی اور ابن مسعود کی قرأت پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان دونوں صاحبان کا ابن مسعود کی طرح کو مصنف نہیں۔ ہذا ان دونوں کا خیال اُو رجوع حضرت علیؑ کی طرف رہا ہے۔ اور ابن مسعود کی قائم مقام اعراب میں موافقت ہوئی۔ نافع۔ ابن کثیر اور ابو عمرو کی زیادہ تر قرأت کا دار و مدار ابن عباس کی قرأت کی طرف ہوتا ہے۔ اور ابن عباس نے اپنی اسی کعب اور حضرت علیؑ سے قرأت سیکھی ہے۔ ان تادیوں سے جو قرأت پڑھی ہے۔ وہ اپنی کی قرأت کے مخالف ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرأت کا مرجع حضرت علیؑ قرار پائے۔ عاصم نے قرأت ابو عبدالرحمن سلمیٰ سے حاصل کی ہے۔ اور ابو عبدالرحمن کا خود بیان ہے کہ میں نے سارا قرآن حضرت علیؑ بن

ابی طالب سے میکھا ہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ فصیح ترین قرأت عاصم کی ہے۔ کیوں کہ وہ اصل کے مطابق ہے عاصم اس حروف کو ظاہر کرتے ہیں۔ جس کو ایک غیر مدغم کرتا ہے۔

عاصم ہمہ کو ثابت رکھتا ہے۔ اور اس کا غیر اس کی سین کرتا ہے۔ جہاں اس کا غیر امانہ کرتا ہے وہ نہیں کرتا۔ قرآن میں عدد کوئی حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہیں۔ اور کسی صحابی کی طرف منسوب نہیں ہیں اس لیے میں مندرجہ مفسرین نے حضرت علیؑ علیہ السلام کے تقدم کا اعتراف کیا ہے۔

عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن مسعود۔ ابی بن کعب اور زید بن ثابت۔

تفسیر نقاش میں ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ وہ تفسیر کس قدر بلند مرتبہ ہے۔ جس کو میں

نے علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ابن مسعود سے حاصل کیا۔ قرآن سات حروف میں قرأت کی صورت میں نازل ہوا۔ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ علیؑ ظاہر و باطن دونوں کے جانتے والے ہیں۔ فضائل عکبری میں شعی نے کہا۔ کہ اللہ کے نبی کے بعد کتاب خدا کا علی بن ابی طالب علیہ السلام سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص نہیں ہے۔

تایید بخلائی اور حلیۃ الاولیاء میں حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم جو آیت بھی نازل ہوئی ہے میں اس کے متعلق جانتا ہوں۔ کہ یہ کیوں نازل ہوئی ہے کہاں نازل ہوئی راست میں نازل ہوئی یا دن میں۔ زمین پر نازل ہوئی یا پہاڑ پر میرے رب نے مجھے سب سے زیادہ سمجھ دار دل اور سب سے زیادہ سوال کرنے والی زبان عطا کی ہے۔ قوت القلوب میں ہے کہ علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر میں چاہوں تو تفسیر سورہ فاتحہ کے ستر اونٹوں کا بار بنا دوں۔ مفسرین جہاں حضرت علیؑ علیہ السلام کا قول پاتے ہیں۔ دوسروں کے اقوال کو چھوڑ کر آپ کے قول کو لیتے ہیں۔

حضرت علیؑ علیہ السلام پر شریف فرماتے۔ ابن کوانے آپ سے سوال کیا کہ اللہ ایات ذروا کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہوا میں پھٹا لٹاوات و قرا کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا۔ بادل۔ کہا الجایات یسرأ کے کیا معنی ہیں۔ فرمایا کشتیاں۔ پوچھا المقسمات امرأ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا فرشتے۔ تمام مفسرین نے حضرت علیؑ علیہ السلام کے اس فرمان کی پیروی کی ہے

اول بیت وضع للناس کی تفسیر لوگوں نے جہالت کی وجہ سے یہ کی ہے کہ یہ دنیا میں پہلا گھر ہے۔

ایک شخص نے حضرت سے کہا کہ یہ پہلا گھر ہے۔ فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی گھر موجود تھے۔ یہ پہلا گھر اس کی طرف سے ہے کہ یہ لوگوں کے لئے باعشر رکعت بنایا گیا۔ اور اس میں ولایت، رحمت اور رکعت ہے۔ سب سے پہلے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا پھر عرب کی قوم جریم نے پھر قریش نے اس کو گرا کر نئے سرے سے بنایا۔ ابن عباس نے اس قول کو اچھا تصور کر کے اپنی تفسیر میں اسی کو اخذ کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل مسند میں تحریر کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس وقت عبداللہ بن عباس کی عمر دس سال کی تھی۔ اس نے علم یعنی مفصل آیات کو حضرت علی علیہ السلام سے پڑھا۔ حضرت علی علیہ السلام تمام فقہان سے زیادہ فقیہ تھے جو ان تمام نے بیان کیا وہ تنہا آپ کی فائز سے ظاہر ہوا۔ شہروں کے تمام فقہا مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مولانا آپ کے مجدد علم سے اپنی بنیاس جمع کرتے ہیں۔ کوڑ والوں کے فقہا سفیان ثوری۔ حسن بن صالح بن حمی۔ شریک بن عبد اللہ اور ابن ابی یمن ہیں۔ اور یہ سب کے سب مسائل استنباط کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت علیؑ کے قول سے فہم کی گئی ہے۔ اسی نسخ پر اپنے ابواب کا اخصار کرتے ہیں۔

بھرتے والوں کے فقہ حنبل اور ابن سیرین ہیں۔ یہ دونوں ان اشخاص سے نقل کرتے ہیں جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

ابن سیرین نے کوئیوں اور عیدہ سعدانی سے اخذ کیا یہ حضرت علی کے مخصوص لوگوں میں سے تھے۔

مگر لکھ ابن عباس اور حضرت علی علیہ السلام سے اخذ کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن عباس نے علم کا پیر بڑا احمد حضرت علی علیہ السلام سے اخذ کیا تھا۔ اہل مدینہ نے بھی حضرت علی سے علم اخذ کیا تھا۔ امام شافعی نے ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ دینہ والوں نے اقوال علی اور ابن عباس کی پیروی کی ہے۔

محمد بن حسن فقہ کہا کرتے تھے کہ اگر علی بن ابی طالب نہ ہوتے تو ہم الی بنی کا علم نہ جانتے۔ محمد بن حسن نے ایک کتاب الی بنی تالیف کی ہے جو تین سو مسائل پر مشتمل ہے۔ یہ مسائل الی بنی کے متعلق ہیں اس نے حضرت کے حص پر ان مسائل کی تشریح کی ہے۔

مسند ابو حنیفہ میں ہے کہ ہشام بن حکم نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق عیض السلام نے ابو حنیفہ سے دریافت کیا کہ تم نے قیاس کو کہاں سے اخذ کیا ہے؟ اس نے کہا علی بن ابی طالب اور زید بن ثابت کے قول سے۔

حضرت علیؓ اور زید بن ثابتؓ کو حضرت عمرؓ نے جدا اور اخوت کے بارے میں گواہ بنایا۔ حضرت عمرؓ سے حضرت علیؓ نے کہا اگر ایک درخت سے ایک شلخ پھوٹ نکلے۔ اور اس شلخ سے دو شاخیں اور پھوٹ نکلیں۔ ان دونوں شاخوں میں سے پہلے شلخ کے زیادہ قریب کون ہوا۔ وہ شلخ جو اس کے ساتھ نکلی تھی یا درخت سے زید نے کہا اگر ایک نہر سے دو ٹکڑے نکلیں۔ اور اس سے دو نالے اور نکلیں تو ان نالوں میں سے ایک نالہ دوسرے نالے کے قریب ہوگا۔ یا نہر سے

فضائل احمد میں عبد اللہؓ نے کہا کہ حضرت علی بن ابی طالب تمام مدینہ والوں سے فرائض کے زیادہ جاننے والے تھے۔ شعیبی نے کہا میں نے علیؓ سے زیادہ فرائض اور حساب جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت منبرؓ شریف فرماتے تھے۔ اور سائل نے آپ سے میراث کا سوال کیا کہ ایک شخص مر گیا ہے کس نے زوجہ والدین اور دو لڑکیاں چھوڑیں۔ بی بی کا میراث میں کتنا حصہ ہوگا؟ فرمایا۔ ٹھہنا تسعاً اس مسئلہ کا نام مسئلہ منبر بہ ہو گیا۔

اس مسئلہ کی وضاحت یہ ہے کہ ماں باپ کے دوس میں لڑکیوں کے وراثت۔ عالی فریضہ سے عورت کا اٹھواں حصہ اور ۲۴ میں سے ۳۔ جب یہ ۲۴ ہوں گے۔ تو اس کا حصہ ۹ ہوگا۔ بیسوں ۲۴ کا تہائی ۹ ہوتا ہے باقی پچھ۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔

ہو جاتا تھا۔ تو آپ خود بیان فرمادیتے تھے۔

آپ سے مسکین نے بھی روایت کی ہے آپ علم کلام کی اصل ہیں نبی صلعم نے فرمایا: علی اس امت کے عالم ربانی ہیں۔

احادیث میں وارد ہوا ہے سب سے پہلے حق کی خاطر مجاہد کا طریقہ جاری کرنے والے حضرت علی ہیں آپ نے محدوں سے مناقضات قرآن کے بارے میں مناظرہ کیا۔ جملہ ناس کو مشکل مسائل کا جواب دیا۔ آخر کار وہ مسلمان ہو گیا۔

ابن مردویہ نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ جس شخص سے حضرت علی نے مناظرہ کیا۔ آپ اس پر غالب آئے۔

ابو بکر شیرازی اپنی کتاب میں مالک سے اس نے اس سے اس نے ابن شہاب سے روایت کی ہے ابو یوسف یعقوب بن سفیان نے اپنی تفسیر میں۔ احمد بن حنبل اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسند میں ابن شہاب نے کہا مجھے علی بن حسین نے آگاہ کیا آپ کے باپ حسین بن علی نے آپ کو آگاہ کیا۔ اور آپ کو علی بن ابی طالب نے آگاہ کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا علی حق اور سچائی کے ساتھ سب سے زیادہ مناظرہ کرنے والے ہیں۔ حضرت سے راس الجالوت نے کہا کہ تم لوگ اپنے نبی کے مرنے کے تیس سال بعد ایک دوسرے کو تلوار سے قتل کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا: تم وہ لوگ ہو کہ تمہارے پاؤں ویرانے تل کے پانی سے خشک نہ ہوتے تھے۔ کہ تم موئے سے کہنے لگے کہ ہمارے خدا بھی ایسے بنا دیتے جیسے ان لوگوں کے ہیں۔

بصرہ والوں نے کلیب جوہی کو جنگ جمل کے بعد حضرت کی خدمت میں اس لئے روانہ کیا کہ خلافت کے بارے میں شبہ کا ازالہ کر دیں۔ حضرت نے اپنے متعلق حق پر قائم ہو کر بیان فرمایا۔ پھر اس سے کہا تم میری بیعت کرو۔ اس نے عرض کیا میں قوم کا ایچی ہوں میں کوئی نئی بات پیدا نہیں کروں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ ان لوگوں نے تم کو اس مقصد کے لئے بھیجا ہے کہ تو ان کے پاس جا کر انہیں گھاس اور پانی کے متعلق آگاہ کرے۔ تم ضرور اپنا ماتہ آگے بڑھاؤ۔ کلیب نے کہا کہ جب دلیل مجھ پر قائم ہو گئی ہے۔ تو اب میرے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ میں بیعت کر لوں۔ اس نے حضرت علی کی بیعت کر لی۔

امیر المومنین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں سب سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ اور تو اس کی اصل یہ ہے کہ اللہ کے صفات کی اس سے نفی کی جائے۔ مسکین حضرات نے جس قدر طویل طویل بحثیں کیں

ہیں۔ وہ صرف ان دو جملوں کی شرحیں ہیں۔ علم اصول میں امامیہ حضرات نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف رجوع کیا ہے۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

زیدیہ معتزلہ قاضی عبد الجبار بن احمد نے ابو عبد اللہ حسین بصری کی طرف رجوع کیا ہے۔

ابو اسحاق عباس ابو ہاشم جہانی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ اپنے باپ ابو علی کی طرف اس نے ابو یعقوب شام کی طرف اس نے ابو ہندیل عارف کی طرف اس نے ابو عثمان طویل کی طرف وہ واصل بن عطا کی طرف وہ ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن علی کی طرف۔ وہ اپنے باپ محمد بن حنفیہ کی طرف وہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

حضرت علم نحو کے خود واضع ہیں۔ لوگ نحو کی روایت خلیل بن احمد بن عیسیٰ بن عمر ثقفی سے کرتے ہیں۔ اس نے عبد اللہ بن اسحاق حضرمی سے اس نے ابو عمرو بن علاء سے اس نے میمون افرن سے اس نے عتبہ بن سنان سے اس نے ابو اسود دؤلی سے وہ حضرت امیر المومنین سے روایت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے قریش نے حدود راز ملکوں میں شادی کی۔ ان سے جو اولاد ہوئی۔ ان کی عربی زبان خراب ہو گئی۔ خویدہ اسدی کی روکی کی شادی غیر قریش میں ہوئی اس نے کہا۔ ان ابوی مات و ترک علی علی کثیر۔ جب ان لوگوں نے زبان کو خراب ہوتے دیکھا۔ تو علم نحو کی بنیاد رکھی۔

روایت ہے کہ ایک اعرابی نے ایک بازاری آدمی کو اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا۔ ان اللہ یرئی من امثکین و یرسولہ۔ وہ اسے گردن سے پکڑ کر امیر المومنین کے پاس لے آیا۔ اس نے اس بارے میں کہا کہ اس نے اللہ کے ساتھ قرأت پڑھنے میں کفر کیا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس نے جہنم بوجھ کر الیا نہیں کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ابو الاسود کی آنکھیں میں تکلیف تھی۔ اس کی بیٹی اس کو پکڑ کر امیر المومنین کی خدمت میں لائی اور کہا۔ یا ابتاہ ما شد حر الرضاء ترید التوجب ابو الاسود نے اس کو اس قسم کی گفتگو سے منع کیا۔ اس نے امیر المومنین کو اس بات سے آگاہ کیا کہ حضرت نے علم نحو کے قواعد کی بنیاد رکھی۔ ایک اور روایت یوں ہے کہ ابو الاسود جنازے کے پیچھے جا رہا تھا۔ تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا متوفی کون ہے؟ اس نے کہا۔ اللہ لا حالانکہ اسے فقط متوفی استعمال کرنا چاہیے تھا اس نے اس بات سے حضرت علی کو آگاہ کیا آپ نے علم نحو کی بنیاد رکھی۔

ابن سلام نے کہا تعلیم اس بات کی تھی کہ کلام کی تین قسمیں ہیں۔ اسم۔ فعل اور حرف۔ اور ہر ایک کے ایک ایک معنی ہے۔ اسم وہ ہے جو اسمی کی خبر دے۔ اور فعل وہ ہے جو اسمی کی حرکت سے آگاہ کرے۔ اور حرف وہ ہے جس کا مطلب اس کے غیر میں پایا جائے۔

حضرت کا مرتبہ تمام خطیبوں سے بلند ہے۔ آپ کے خصوصاً ان خطبوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ خطبہ توحید۔ تمثیقہ۔ ہدایت۔ ملاحم۔ لؤلؤ۔ غرہ۔ قاہتہ۔ افتخار۔ الشبلح۔ درۃ تیمر۔ اقبالیم۔ وسیلہ۔ کالوتہ۔ قصیدہ نخلہ۔ سلمانیہ۔ ناطقہ۔ وامعہ۔ اور قاضیہ۔ اور آپ کے خطبات کو سید شریف رضی نے نبج المہدیہ میں اسمعیل بن ہرمان سکونی نے کتاب خطب امیر المومنین میں جمع کیا ہے۔ نیز زید بن وہب نے بھی آپ کے خطبات کو جمع کیا ہے۔

آپ فصاحت اور بلاغت میں تمام فصیح اور بلیغ لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ سید رضی نے کہا ہے۔ کہ حضرت فصاحت کا مشرع اور مواد اور بلاغت کا منشا اور مولد تھے۔ ان باتوں کے جمیع آپ ہی سے ظاہر ہوئے۔ اور ان کے قوانین آپ ہی سے لئے گئے۔

جافط نے کتاب غرۃ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت نے معاویہ کو ایک خط لکھا۔ جس میں تحریر تھا غمک غمک۔ نصار نصاری۔ ذلک ذلت فاختش فاحتش ففعلت تہدی بھدی۔

امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ من آمن آمن۔

کلبی ابوصالح سے اس نے ابو جعفر بن یاقوب سے اس نے امام رضا علیہ السلام سے آپ اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ ایک دفعہ جمع ہوئے۔ انہوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ الف کلام میں بہت زیادہ آتا ہے۔ آپ نے فوراً خطبہ مؤثر ارشاد فرمایا۔ جس میں الف نہیں ہے جس کا شروع یہ ہے۔

حمدات من عظمت منته و سبقت نعمته و سبقت رحمته و تحت

کلمته و لفظت منہ و سبقت تفتتہ

پھر آپ نے فی البدیہ ایک اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں نقطہ والا لفظ نہیں ہے۔ جس کا شروع

اسی طرح ہے۔

الحمد لله اهل الحمد وما واده وله اذك الحمد فاحللة واسدع
الحمد واسراة واظهر الحمد واسماہ واكر من الحمد واولدہ
میں نے ان دونوں خطبوں کو کتاب المختزون والمكتون میں بیان کیا ہے۔

حضرت یہ کلام تحفظوا تحفظوا فانما يستنظر باولکم اخرکم۔ نیز یہ کلام ومن يقبض
منه عن عشيrote فانما يقبض عنهم بيد واحد ويقبض منهم عنه ايد كثيرة ومن
من حاشيه يستدم من قومه المودة اور حضرت کا یہ کلام من جهل شيئا عاذا الله تعالىٰ کی
تک کی مانند ہے۔ بل کذبوا بهالم يحيطوا بعلمہ۔ بہ قول المر انجوت تحت لسانہ
اذ انکلم بمعہ اس آیت کی مانند ہے۔ ولتصقنہم فی لحن القول اور یہ قول قيمة كل امری
حسن اس آیت کی طرح ہے۔ ان الله اصطفاه علیکم وزادہ بسطة فی العلم و
سبح آپ کا یہ فرمان القتل یقل القتل اس آیت کی طرح ہے۔ ولکم فی القصاص حیاة
خطبات اور کلام کو دیکھ کر حضرت کی جلالت القدر کا پتہ چلتا ہے۔ اور آپ کے کلام کی برتری کا
ذہ ہوتا ہے۔

اگر حضرت کو بزم شعراء میں دیکھا جائے۔ تو آپ کا مرتبہ ان سب سے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔
جانب نے کتاب بیان اور تبیین میں اور کتاب فضائل نبویشم میں اور بلاذری نے انساب الاشراف
میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ تمام صحابہ سے زیادہ اچھا شعر کہتے تھے۔ ان سے زیادہ فصیح خطیب اور
تھے۔

تاریخ بلاذری میں ہے۔ کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمانؓ بھی شعر کہتے تھے لیکن حضرت
سب سے زیادہ اچھے شعر کہتے تھے۔

علم عروض کے جاننے والوں کا جہاں تک تعلق ہے۔ یہ علم حضرت کے گھر سے نکلا ہے علم عروض کی
تخلیل بن احمد سے کی جاتی ہے اس نے علم عروض کو اس شخص سے حاصل کیا ہے۔ جو امام محمد باقر
ام کے اصحاب میں سے تھا۔ یا علی بن حسین علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھا۔ اس نے اس
سے علم حاصل کر کے علم عروض کے قواعد مرتب کئے

حضرت اصحاب عربیہ میں احکم تھے ابن جریر بصری نے درۃ الفواض میں اور ابن فیاض نے

شرح الاخبار میں بیان کیا ہے۔ کہ صحابہ مؤودہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ مؤودہ اس وقت تک نہ ہوگی۔ جب تک اس کے پاس خون بہا نہ ہو۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اللہ آپ کی عمر لمبی کرے۔

حضرت نے اپنے اس قول سے اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مَعْنَى ان سات مراتب کے گزرنے کے بعد جب پیدا ہوا اور زندہ دفن کر دیا جائے واعظین میں حضرت علی علیہ السلام کا مرتبہ سب سے بڑا ارفع و اعلیٰ ہے۔ امثال۔ عیمرت اور موا عظم میں کوئی شخص آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضرت کے چند کلمات مختصر ملاحظہ فرمائیں۔
۱۔ من زرع العدوان حصص الخسران جس شخص نے دشمنی کو بویا۔ اس نے گھلٹے کو کاٹا۔ (۲) من ذکر اعینۃ نسی الامینۃ جس نے ایسیدوں کو یاد کیا اس نے موت کو بھلا دیا (۳) من تعدیہ العقل قام بہ الجہل جس شخص کی عقل بیٹھ جاتی ہے اس کی جہالت کھڑی ہو جاتی ہے (۴) امی یا اهل الفرو ما ابہ حکم بد الخیرھا زہید و شمرھا ھیت و نصیھا مصلوب و عنیزھا منکوب و مسالھا محروم و مالکھا مملوک و تراثھا مترولک سے دھوکے کھانے والے اس دنیا میں کیا چیز تمہیں خوش کر رہی ہے۔ اس کی بھلائی اس کے چھوڑ دینے میں ہے۔ اس کی برائی سخت ہے اس کی نعمتیں چھینی ہوئی ہیں۔ اس کے عزیز خوار ہیں۔ صلح کرنے والے محروم ہیں۔ مالک اس میں مملوک ہیں۔ میراث اس میں متروک ہے۔

عبدالواحد الاحدی نے غور المحکم میں امیر علیہ السلام کے کلام کو جمع کیا ہے۔ فلا سفروں کی صف میں حضرت کا مرتبہ بہت بھاری ہے حضرت امیر المومنینؓ نے فرمایا میں نقطہ ہوں۔ میں خط ہوں۔ میں خط ہوں۔ میں نقطہ ہوں۔ میں خط ہوں۔ میں خط ہوں۔ فلا سفروں کی ایک جماعت نے کہا۔ قدرت اصل ہے۔ اور جسم اس کا حجاب ہے اور صورت جسم کا حجاب ہے۔ نقطہ اصل ہے اور خط اس کا حجاب اور مقام ہے اور حجاب غیر جسد ناسوتی ہے۔

امیر علیہ السلام سے عالم بالا کے متعلق دریافت کیا گیا۔ فرمایا یہ عارضی صورتیں ہیں مواد عالمہ سے

ہیں تو قدرت اور استعداد موجود ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں تجسلی ڈالی اور وہ چمک اٹھیں۔ ان کو ڈالا۔ وہ روشن ہو گئیں۔ ان کی ماہیت میں عکس ڈالا جس کی وجہ سے ان سے اپنے افعال کو ظاہر انسان کو نفس ناطقہ والا پیدا کیا۔ اگر انسان کا علم کے ذریعے تزکیہ کیا۔ تو شاہد ہو گیا۔ ان جواہر کے ذوال عقل ہیں جب اس کے مزاج کو معقول بنائے تو اس کے اعضاء چھٹ جلتے ہیں۔ تو مبینہ و کاثر کی طرح ہوجاتا ہے۔

سید رضی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ جو شخص حضرت علی علیہ السلام کا کلام سنتا ہے۔ تو اسے اس طرح مہم ہوتا ہے کہ پہاڑ سے سیلاب اتر رہا ہے۔ وہ اپنی حس کو سنتا ہے اور اپنے نفس کو دیکھتا ہے۔ سننے سے کہ اس بات کا یقین ہرگز نہیں آتا۔ کہ یہ ایسے شخص کا کلام ہے۔ جو دریائے جگ میں غوطہ کھاتا ہے۔ کہ کوہستان سے گزرنے کے ڈھیر لگا دیتا ہے اور بہاؤروں کو بچھاڑ دیتا ہے۔ اور اس شان سے آواز آتا ہے کہ خون کے قطرات اس کی تلواریں سے ٹپکتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود وہ زائدوں سے لرزتا ہے اور ابدال کا سروا ہے۔

حضرت کہ یہ قصائل معجزانہ ہیں۔ اور آپ کے خصوصیات وہ ہیں جن میں مستفاد چیزیں جمع ہیں۔ آپ تمام مہندسین سے زیادہ علم والے ہیں۔ حفص بن غلبہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ حضرت مانہ خلافت میں دو شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے پاس سے ایک قیدی غلام کا گذر ہوا۔ ایک نے کہا اگر اس کی بیڑی کا وزن اتنا نہ ہو تو میری عورت کو تین طلاق۔ اور دوسرے نے کہا کہ اسے الٹ قسم کھائی۔ غلام کے مالک سے کہا گیا۔ کہ وہ بیڑی اتار دے۔ تاکہ اس کے وزن کی حقیقت معلوم کی جائے۔ مالک نے اس بات سے انکار کر دیا۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ حضرت عمر کے پاس لے گئے۔ آپ نے دونوں سے کہا۔ کہ اپنی اپنی عورتوں سے الگ ہو جاؤ۔ پھر یہ مقدمہ درج عدلی کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے اجانہ رہائے کا برتن (طلب فرمایا، غلام کو حکم دیا۔ کہ میں اپنے پاؤں ڈال دے۔ پھر آپ نے برتن میں پانی ڈالنے کا حکم دیا۔ غلام کا پاؤں اور بیڑی دونوں میں ڈوب گئے۔ جس جگہ تک پانی پہنچ گیا تھا۔ اس پر نشان کر دیا گیا پھر حکم دیا کہ بیڑی پر سے نکال کر باہر لے جائے۔ جب ایسا کر دیا گیا۔ تو رومہ منگو کر آجائے ہیں ڈال دیا گیا۔ جب پانی نشان زدہ جگہ تک گیا۔ تو آپ نے اس کو جسے کے وزن کرنے کا حکم دیا۔ یہ بیڑی کا وزن تھا۔ حضرت عمر اس بات سے

متعجب ہوئے۔

کتاب تہذیب میں ہے کہ ایک شخص نے امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ہاتھی کا وزن کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کی تم طاقت نہیں رکھتے۔ عرض کیا اب تو میں اس مصیبت میں مبتلا ہو چکا ہوں۔ حضرت نے ایک بڑی کشتی کو طلب کیا۔ اس پر ہاتھی کو سوار کیا۔ جہاں تک پانی پہنچ گیا تھا۔ اس جگہ نشان کر دیا گیا۔ پھر ہاتھی کو اتار کشتی میں لکڑیوں والی گئیں۔ جب نشان وہ جگہ تک کشتی میں پانی پہنچ گیا۔ تو آپ نے لکڑیوں کے ذریعہ حکم دیا۔ جب لکڑیوں کا وزن کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ ہاتھی کا وزن ہے۔

نجومیوں کے بارے میں آپ کو بڑی مہارت حاصل تھی۔ آپ علم نجوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ایک کسان امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک مدایت میں ہے کہ قیس بن سعدان مزہاج بن شاموہ ان سے چل کر بوران کے چل پر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے ستاروں کی نحوست میں سفر کیا ہے۔ آج کا دن آپ کے لئے سخت ہے۔ ستاروں کا قرآن برج میزان میں ہے۔ وانا آدمی پر واجب ہے کہ وہ چھپ کر بیٹھ جائے۔ یہ وقت اس برج سے آگ نکلنے کا ہے۔ اگر آپ نے اس زمانے میں جنگ کی آپ کے لئے مصروفی۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے خوفناک اٹار کی خبر دینے والے کسان یہ تو بتا۔ کل رات برج میزان کا مالک کوئی ستارہ تھا۔ اور صاحب سرطان کس برج میں تھا۔ اور برج اسد سے کب نکلنے والا ہو گا۔ حرکات میں کتنی ساعات میں ہو گئیں۔ اس نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں اپنی پوتھی دیکھ کر بتاؤں گا۔ یہ سن کر امیر المومنین علیہ السلام مسکرا پڑے۔ اور فرمایا اے کسان! تو ثابت ہو گیا ہے کہ یہ تو بتا سیاروں کے متعلق تیرا علم ہے۔ برج اسد کے مطالع کی ساعات کہاں ہیں؟ زہرہ کے توابع اور جوامع کیا ہیں۔ چمکنے والے ستاروں کی شعاعی مقدار کیا ہے؟ عرض کیا اے امیر المومنین! ان باتوں کا مجھے علم نہیں ہے۔ فرمایا اے کسان! کیا تیرے علم سے اس بات کا پتہ چل جائے گا۔ اگر چین کا بادشاہ اپنا گھر چل جائے۔ جہشہ کے گھروں میں آگ لگ جائے۔ نارس کا آتش کہہ ٹھنڈا ہو جائے۔ ہندوستان کے پٹنہ سے گھر پڑی۔ مراٹھ سے پانی میں ڈوب جائے۔ اندلس کا قلعہ شق ہو جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ کل راستہ چین کا گھر
ہڈا۔ ماچین کا برج شکافتہ ہو گیا۔ سرانچسپ کی فصیل گڑھی۔ بطریق دوم نے ارمینہ میں شکست کھائی۔
لہ میں دیباں یہود گم ہو گیا۔ طوی نعل میں چوٹیاں ابل پڑیں۔ افریقہ کا بادشاہ ہلاک ہو گیا کیا تمہیں اس سب
سور کا علم ہے۔ عرض کیا اسے امیر المومنین نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا میرا خیال ہے تم نے مشتری اور زحل کے اختلاف
کی وجہ سے یہ حکم دے دیا ہے۔ پھر فرمایا۔ آج راستہ ستر ہزار جہان نیلک بخت ہو گئے۔ اور ہر جہان میں
ستر ہزار نفوس پیدا ہوئے ہیں اور آج رات اتنے افراد مر گئے ہیں اور یہ شخص ان لوگوں میں ہے۔
حضرت نے اپنے ہاتھ سے سعد بن مسعود عمارتی کی طرف اشارہ کیا جو حضرت کے لشکر میں خوارج
کا چاسوس تھا۔ اس ملعون نے خیال کیا کہ حضرت فرماتے ہیں۔ اس کو پکڑ لو وہ بھاگا اور گر کر مر گیا۔ یہ دیکھ
کر کسان سجدہ میں گر پڑا۔ جب اسے ہوش آیا تو حضرت نے فرمایا کیا میں نے تجھے خدا داد توفیق سے
مطلوب نہیں کر دیا۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا میں اور میرا ساتھی نہ شرقی ہیں نہ مغربی۔ بلکہ ہم لوگ ناشتہ القطب
اور اعلام القطب ہیں۔ ہاں تمہارا یہ قول کہ تمہارے برج سے آگ نکلتی ہے۔ تو یہ بات میرے حق میں
ہے۔ اور میرے خلاف نہیں ہے۔ اس برج کا نور اور روشنی ساری طرف آ رہی ہے۔ اس کی آگ اور
اس کے شعلے ہم سے دور ہو گئے ہیں۔ یہ مسائل بہت گہرے ہیں۔ ان میں غور کرو۔ اگر غور کرنے والے
بنو۔ کسان نے سن کر کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ واللہ اعلم علی ولی اللہ
حضرت تمام حساب دانوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ابن ابی یسلا سے روایت ہے۔ دو آدمیوں
نے سفر میں کھانا کھایا۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں۔ دونوں کے
ساتھ ایک قمری آدمی نے کھانا کھایا۔ اور اس نے آٹھ دہم دیئے۔ دونوں نے جھگڑا کیا اور اپنے مقدمہ
کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے فرمایا اس بارے میں جھگڑا کرنا کلمہ ظرفی
کی بات ہے۔ اس میں جھگڑا کرنا ٹھیک نہیں ہے صلح اچھی چیز ہے۔ تین روٹیوں والے نے کہا
آپ اس بارے میں مہر فیصلہ صادر فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو صرف فیصلے پر ہی راضی ہوتا ہے۔ تو
مجھے ایک دہم عطا چاہیے (حالانکہ پانچ روٹیوں والا اس سے پہلے تین دہم دے رہا تھا) اور تیرے ساتھی کو
سات دہم ملنے چاہیے۔ فرمایا کیا تیری تین روٹیاں اور تیرے ساتھی کی پانچ روٹیاں نہ یقین۔ عرض کیا ہاں

ایسا ہی ہے۔ فرمایا آٹھ روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کئے جائیں۔ تو کل چوبیس ٹکڑے ہوئے۔ تم نے آٹھ ٹکڑے خود کھائے اور تھارے ایک ٹکڑا بچا۔ اور جہان نے بھی آٹھ ٹکڑے کھائے۔ اور پانچ روٹیوں والے نے بھی آٹھ ٹکڑے کھائے۔ اس کے باقی سات پنچے۔ لہذا وہ آٹھ درہم لے اور تم ایک لو۔

مماسہد کیا ہے آپ بہت بڑی فوقیت رکھتے ہیں کسی شخص نے آپ سے اس صنعت کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا یہ نبوت کی بہن ہے۔ عصمت کی مروت ہے۔ لوگ اس کے متعلق ظاہر کی طور پر بات کرتے ہیں۔ ہیں اس کے ظاہر اور باطن دونوں کو جانتا ہوں۔ خدا کی قسم یہ جادہ پانی ٹھیری ہوئی ہوا۔ آگ جالہ اور زمین سا ملہ ہے۔ حضرت سے خطبہ کے دوران سوال کیا گیا۔ کیا کا وجود ہے؟ فرمایا۔ وہ پہلے بھی تھا۔ اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ سوال کیا گیا کہ وہ کس ترکیب سے بنتا ہے؟ فرمایا۔ زیتق۔ جراج۔ اسرب۔ زاج۔ مدیدہ۔ موعفر اور زنجار نحاس۔ اخضر حوالے۔ فرمایا۔ ان کی ترکیب سے نیچے واقف ہونا چاہیے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ وضاحت فرمائیے فرمایا بعض اجزاء کی مٹی بناؤ اور بعض کو پانی میں ڈال دو۔ مٹی کو پانی سے ملاؤ۔ کیمیا بن گیا پھر عرض کیا گیا اسے امیر المومنین اور وضاحت فرمائیے۔ فرمایا۔ اس سے زیادہ وضاحت نہ ہوگی۔ حکمانے اس سے زیادہ کی وضاحت نہیں کی۔ تاکہ لوگ اسے کھیل نہ لیں۔

اطباء میں آپ کا مرتبہ بہت بڑا تھا۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا۔ جب لڑکا نرم بازو چھوٹے الہ تناسل والا اور ساکن النظر ہو۔ اس سے خیر کی امید کی جاسکتی ہے اور اس کے شر سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ جب لڑکا سخت بازو والا بڑے الہ تناسل والا۔ اور تیز نظر والا ہو۔ تو اس سے نہ بھلائی کی امید کی جاسکتی ہے۔ اور نہ ہی اس کی برائی سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ چھ ماہ۔ سات ماہ اور نو ماہ کا بچہ زندہ رہ سکتا ہے۔ اور آٹھ ماہ کا بچہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ ان کے شانہ سے لڑکی کا دودھ اور پیشاب نکلتا ہے۔ لڑکے کا دودھ بازوؤں اور کندھوں سے نکلتا ہے۔ بچہ اپنی انگلیوں کی مقدار کے مطابق ہر سال چار انگلی بڑھتا ہے۔

کسی شخص نے امیر المومنین سے سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ بچہ کبھی والدین کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور کبھی خالہ اور چچا کے مشابہ ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ امیر حسین علیہ السلام سے فرمایا۔ تم اس کا جواب دو۔ آپ نے فرمایا۔ اگر مرد عورت کے پاس سکون نفس اور جوارح کے ساتھ جائے۔ تو دونوں

نطفے آپس میں اس طرح ملتے ہیں جس طرح دو مخالف۔ اس صورت میں اگر مرد کا نطفہ عورت کے لطفہ پر غالب آتا ہے۔ تو لڑکا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب آتا ہے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے اگر مرد پر نشانِ نفس اور مضطرب جوارح کی صورت میں عورت کے پاس جاتا ہے۔ تو دونوں نطفوں میں کشمکش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر نطفہ رحم کی دائیں جانب گرتا ہے۔ تو بچہ عمام اور عمامات کے مشابہ ہوتا ہے۔ اگر نطفہ رحم کی بائیں جانب گرتا ہے۔ تو بچہ خالوں اور خالات کے مشابہ ہوتا ہے۔ وہ شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالۃہ ایک روایت میں ہے کہ سائل حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

نبی صلعم سے سوال کیا گیا کہ بچہ ماں کی رحم میں لڑکی اور لڑکا کیسے بن جاتا ہے۔ فرمایا۔ اگر مرد کا پانی غالب آتا ہے۔ تو لڑکا بن جاتا ہے اور اگر عورت کا پانی سو کے پانی پر غالب آتا ہے۔ تو لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ یسین دین کے بارے میں آپ کے تو انہیں اصل کی حیثیت رکھتے ہیں جن لوگوں نے اس کے متعلق گفتگو کی ہے۔ ان کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اگر حضرت کو فراغت نصیب ہوئی اور جو کچھ اس کے متعلق آپ جانتے تھے۔ اگر اس کا اظہار فرمادیتے۔ تو کلامِ باری معاملہ میں اس قدر بیان فرماتے۔ جو اس باب میں کافی وسعت کا باعث ہوتا۔

حضرت کی دانائی کی زیادتی کے بارے میں اُسامہ بن زید اور ابو رافع سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد! میں آپ کو آپ کی ذریت کے متعلق ایک پوشیدہ بات سے آگاہ کرتا ہوں۔ جبرائیل نے تورات کے متعلق بیان کیا جس کو یمن کے ایک گروہ نے درمیان دو پتھروں کے پایا تھا۔ جب یہ لوگ تورات لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ میں تم کو تمہارے باپوں کے ناموں سے آگاہ کرتا ہوں۔ اور تم نے تورات کو پایا ہے۔ اس کو لے کر میرے پاس آئے ہو۔ انہوں نے تورات کو حضرت کے حوالے کر دیا اور اسلام لے آئے۔ رسول اللہ صلعم نے تورات کو اپنے سرقدس کے پاس رکھ کر اللہ کے نام سے دعا کی وہ تورات عربی زبان میں تبدیل ہو گئی۔ آپ نے تورات کو ملاحظہ فرمایا پھر اسے حضرت علی بن ابی طالب کے حوالے کر دیا۔ اور فرمایا۔ اس میں تیرا اور میری اولاد کا ذکر موجود ہے جو میرے بعد آئیں گے۔

ورسلًا قد تصفنا ہم عیك درسلًا ہم نقصمہم عید کے بارے میں امیر المومنین علیہ

السلام نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سیاہ بنی کو مبعوث کیا تھا۔ اور اس کا لقب ہم پر بیان نہیں کیا۔
 امیر علیہ السلام کے وفور علم کا یہ عالم تھا کہ آپ پرندوں، مویشی اور جانوروں کی بولیاں جانتے
 تھے۔ نذر ارہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم لوگ اس
 طرح پرندوں کی بولیاں جانتے ہیں جس طرح سیماں بن داؤد جانتے تھے۔ ہر خشکی اور ہزری میں چلتے دلتے
 جانور کی بولی جانتے ہیں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مرغ ابلق میں یوں کہتا ہے اذکر
 اللہ یا غافلین اے غافلوا! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔

گھوڑا کہتا ہے۔ اللہم انصر عبادک المومنین علی عبادک الکافرین اے مجبور! کافروں
 کے مقابل میں اپنے مومن بندوں کی مدد کر

گدھا شیطان کی آنکھ میں کہتا ہے۔ ان یلعن العشائرین سو خواروں پر لعنت ہو۔
 مینڈک کہتا ہے۔ سبحان ربی المعبود المسبح فی نہج البحار میرا معبود رب ملک ہے جس کی تسبیح
 سمندر میں گہرائیوں میں کی جاتی ہے۔

قبر کہتی ہے۔ اللہم العن بغضی ال محمد اے معبود! آل محمد سے دشمنی رکھنے والے پر لعنت کر
 سعید بن طریف امام جعفر صادق سے اور ابو امامہ جلی سے بھی روایت کی ہے۔ دونوں نے رسول اللہ
 صلی علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اور حدیث کے الفاظ ابو امامہ کے ہیں۔ حدیث خامی طویل ہے۔

رسول اللہ کی خدمت میں لوگ آپ کے ایک پیچھے کی مبارک باد کی خاطر حاضر ہوئے۔ لوگوں کے اریوں
 سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے مال باپ آپ پر قرآن ہو جائیں۔ ہم نے آج علی سے
 ایک عجیب چیز دیکھی ہے۔ فرمایا کیا دیکھا ہے؟ عرض کیا کہ ہم جب آپ کے فرزند حسین کی ولادت کی مبارک باد
 کی خاطر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو ہمیں آپ کے پاس آنے سے روک دیا گیا۔ اور چل کہا گیا۔
 کہ آپ کے پاس ایک لاکھ چوبیس ہزار فرشتے اترے ہوئے ہیں۔ کچھ اس بات سے تعجب ہوا کہ اس کا نشانہ
 اور گنتی کس طرح ہوتی۔ رسول اللہ مسکراتے ہوئے علی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا تمہیں کس طرح معلوم ہوا
 کہ میرے پاس ایک لاکھ چوبیس ہزار فرشتے اترے ہوئے ہیں؟ عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے مال باپ آپ
 پر قرآن ہو جائیں۔ میں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار بولیاں نہیں سنی تھیں۔ اس بات سے معلوم کیا کہ وہ ایک لاکھ

یہیں ہزاروں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ فرمایا۔ اے ابوالحسن! اللہ تعالیٰ آپ کا علم اور علم زیادہ کرے۔
 پھر العرجات میں سعدی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام اہل نہر کے پاس قشہ فیہ لائے اور
 لفظ کے مقام پر قیام فرمایا۔ آپ کی خدمت میں اصل باوریا حاضر ہوئے انہوں نے خراج کی زیادہ کی قبلی
 ان میں شکایت کی کہ ان کے حصے خاصی زمین رکھتے ہیں لیکن ان پر خراج کم عائد کیا گیا ہے حضرت نے
 میں اس طرح قبلی زبان میں جواب دیا۔ زعماد طائے من زعماد باہا جس کا عربی میں ترجمہ یوں ہوگا۔ دفن
 غیر خیر من دفن کبیر پھر نادانہ بڑے دانے سے بہتر ہوتا ہے۔

امیر علیہ السلام نے یزدجرد کی بیٹی سے کہا۔ تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کیا، جہان بانویہ (جہان بانو) فرمایا۔
 بانویہ (شہر بانو) حضرت نے اس کو بھی زبان میں جواب دیا۔

امیر علیہ السلام نے ناقوس کی آواز کی تفسیر بیان فرمائی اس واقعہ کو صاحب مصباح الموعظ نے ذکر کیا
 اور ہمارے چھوڑے صاحب نے حدیث احمد مصعب بن سویمان برائے سیرہ۔ اصبح بن نباتہ۔ طاہر بن ہریر
 روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ناقوس یوں کہتا ہے۔ سبحان اللہ
 احق۔ ان المولیٰ محمد یقی۔ بحکم عناد نقار فقا۔ لولاحلمہ کنا مشقی حقا حقا صدقا صدقا
 ہے اللہ حق ہے حق ہے۔ میرا مولیٰ بے نیاز اور باقی ہے۔ اگر اس کی مہربانی نہ ہو تو ہم بدبخت ہوجائیں
 ہے حق ہے سچ ہے سچ ہے۔ ان المولیٰ یساکننا۔ ویوافقنا ویحاسبنا ہمارا مولیٰ ہم سے سوال
 ہے ہمیں تو فیق دینا ہے اور ہم سے حساب لے گا۔ یا مولانا کلا تھلکنا سے مولا ہمیں ہلک نہ
 دار کنا و استخذمتنا واستخلفنا حلیت ہنا قد جہر انا نقول ہنا ان الدنیا قد غربتنا
 غللتنا و استہوتتنا و استلھنا و استغوتتنا یا بن الدینا جمعاً جمعاً یا بن الدینا مہلاً
 یا بن الدینا دقاً دقاً تغنی الدنیا قرنا قرنا یا من یوم یغنی ہنا الایہوی منا و کنا۔ قد
 داراً تبقی و استوطنا داراً تغنی تغنی الدنیا قرنا قرنا کلا موتا کلا موتا کلا
 کلا فیہا موتا کلا کلا کلا فیہا موتا۔ نقلنا نقلنا دنا دنا یا بن الدینا مہلاً مہلاً۔ زن
 و زنا و زنا لولاجہلی مان کانت عندی الدینا کاسجنہ خیراً خیراً شرّاً شرّاً سینا شیا
 جہنا۔ ملا من ذاکم لیا ام ذاکم تہجو تہجی تردی۔ عجیل قبل الموت الوزنا عامن یوم
 ہنا۔ الایہوی منا و کنا۔ ان المولیٰ قد ردتنا۔ ان فحش عن لا بہما

ہماری کئی کو پورا کرنا۔ ہم سے خدمت لیسنار۔ ہمیں خالص بنانا۔ تیری بڑی باری تھے ہمیں گناہ کی جرأت تھی تیری معافی کے خواہاں ہیں۔ دینا نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔ ہمیں مشغول رکھا۔ خواہشوں میں مبتلا کیا۔ غریب دیا دنیا والوں! مشہور و مشہور۔ دنیا صدیوں سے فنا ہو رہی ہے۔ ہمارا کوئی دن ایسا نہیں گزرتا ہے۔ کہ ہمارا ایک کون گم نہ پڑتا ہو۔ ہم نے باقی رہنے والے گھر کو برباد کر دیا۔ اور فنا ہونے والے گھر کو گھر بنالیا۔ دنیا ختم ہونے والی ہے سب مرجائیں گے۔ سب مرجائیں گے۔ سب دفن ہوں گے۔ سب فنا ہوں گے۔ سب مردہ، سب فنا کے گھاٹ اترنے والے۔ اس گھر سے دوسرے گھر جانے والے ہیں دفن ہونے والے ہیں۔ دفن ہونے والے ہیں۔ دنیا والو! ٹھیکو ٹھیکو۔ اپنے اعمال کو تو لو تو لو۔ اگر جہالت نہ ہوتی تو ایسا نہ ہوتا۔ میرے نزدیک دنیا قید خانہ ہے۔ نیکی کا بدلہ نیکی۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی۔ برابر برابر کام کا بدلہ۔ دنیا کیسا ہے۔ کیا ہے اس کی حقیقت فضل خدا سے لو گے۔ نجات پاؤ گے۔ موت سے پہلے اعمال کے دن بڑھانے میں جلدی کرو۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا۔ کہ ہمارا ایک دن گم نہ جاتا ہو۔ بے شک ہمارے مولا سے ہیں عذاب سے ڈرایا ہے۔ ہم حیرانی کے عالم میں محسوس نہیں گئے۔

جب راہب ناقوس پھونک چکا اور امیر المومنین علیہ السلام سے ناقوس کی یہ حکایت سننی تو اسلام لے آیا۔ اور کہا کہ میں نے کتابِ اُتورات میں پڑھا ہے۔ کہ آخری انبیاء کے زمانے میں ایک ایسا شخص ہوگا جو ناقوس کی آواز کی تفسیر بیان کرے گا۔

اس بات پر اجماع ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق پرہیزگار لوگ ہیں۔ ان کو مسکب عند اللہ اتقا کہ

پھر اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے۔ متقین میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو ارگاہِ یزدی میں خاشع ہیں۔ وَاذَلْفَت الْجَنَّةَ لِلْمُتَّقِينَ خَيْرٌ مِّنْ عِلَالٍ آتِيَةٍ مِّنْ مِّنْ

اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے۔ کہ خشت میں علماء آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ انہی بخشی اللہ من عبادہ العالماو

اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے۔ کہ تمام لوگوں سے زیادہ عالم حق کی طرف زیادہ ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور وہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے۔ کہ اس کی اتباع کی جائے۔ اور وہ کسی کا تابع نہ ہو۔

انھن یھدی الی الحق الحق ان یتبع امن کا یھدی الا ان یھدی
 اور اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ عالم بالعدل اس بات کا زیادہ حق دار
 ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ اور وہ کسی کا تابع نہیں ہوگا۔ یہ خدا کا وعدہ ہے کہ جو اس امت میں
 کتاب خدا سنت نبی اجماع امت اس بات پر والی ہے۔ کہ نبی صلعم کے بعد اس امت میں
 سب سے افضل انسان حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

فصل

حضرت علی علیہ السلام کا ہجرت میں مسابقت کرنا

سب سے پہلی ہجرت شعب ابوطالب اور شعب عبدالمطلب کی طرف ہوئی اس بات پر اجماع ہو
 چکا ہے کہ یہ ہجرت کرنے والے نبو ہاشم تھے۔ دوسری ہجرت حبشہ کی طرف ہوئی۔
 معرفت النسوی میں تحریر ہے کہ رسول اللہ نے یہیں حکم دیا تھا کہ ہم حضرت جعفر کی معیت میں
 بن نجاشی کی طرف چلے جائیں۔ یہ ہجرت کرنے والے ۸۲۔ افراد تھے۔ واحدی نے تحریر کیا ہے کہ ان کے
 معے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

انما یوفی الصاویون اجرهم بغير حساب

کیوں کہ ان لوگوں نے بے حد تکالیف اور شہادت میں گرفتار رہ کر بھی اپنا دین نہیں چھوڑا تھا۔

سب ان پر سختی کی گئی۔ تو انہوں نے صبر کیا اور ہجرت کی۔

تیسری ہجرت کرنے والے اصحاب اول ہیں جنہوں نے عقبہ کے مقام پر بیعت کی تھی۔ اصحاب احادیہ

اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ وہ ستر آدمی تھے جس نے سب سے پہلے بیعت کی تھی۔ وہ ابو ہاشم بن

ہاشم تھے۔

چوتھی ہجرت ہاجرین نے کی تھی جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اس ہجرت میں سبقت کرنے

والے عصب بن غیر، عمار بن یاسر، ابو سلمہ مخزومی، عامر بن ابییدہ، عبداللہ بن حبش، ابن ام کلثوم، بلال اور

ہوئے۔

ابن عباس نے کہا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان الذین امنوا وھاجرنا

وجاہدوا فی سبیل اللہ والذین یؤدوا نفعاً والذین یؤدوا نفعاً والذین یؤدوا نفعاً
 کیسے اور اللہ کے رسول اور اللہ کے رسول کے ساتھ جو لوگ اللہ کے رسول کے ساتھ
 بعضہم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مومنین کا پھر مہاجرین کا پھر
 کیلئے ہے۔ اور مہاجرین کو تمام بر فضیلت دی ہے۔ اور کہا ہے داؤدوا الارحام الیٰ بعضہم حضرت علی
 علیہ السلام نے تمام صحابہ سے ایمان لانے میں صیقل کی ہے پھر عصب ابو طالب کی طرف ہجرت
 کی ہے پھر حیا کیا۔ اور تین مراتب کے علاوہ آپ نے جو سبقت بر فضیلت حاصل کی ہے۔ وہ یہ ہے
 کہ آپ فوالارحام میں سے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ حضرت ابو بکر نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے لیکن حضرت علی علیہ السلام کو اس
 پر بہت بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت ابو بکر کو رسول اللہ خود ساتھ لے گئے
 تھے جو حضرت ابو بکر کسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑے۔ رسول اللہ نے حضرت علی کو اپنے
 بستہ پر چھوڑ دیا۔ جنہوں نے اپنی جان رسول اللہ پر فدا کر دی تھی۔ جان کا قربان کرنا بہت بڑا کام ہے
 بہ نسبت اس کے کہ اپنی جان کے ڈر سے غار کی طرف بھاگا جائے۔

ابو مفضل غیبانی نے اپنے اسناد سے مجاہد سے روایت کی ہے کہ نبی بنی عائشہ نے اس بات
 پر فخر کیا کہ میرا باپ رسول اللہ کے ساتھ غار میں تشریف لے گئے تھے۔ محمد بن عبد اللہ بن عباس نے
 کہا حضرت علی بن ابی طالب کے بارے میں جناب کا کیا خیال ہے کہ آپ رسول اللہ کی جگہ سونگے تھے
 اور آپ کو اس بات کا علم تھا کہ آپ کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر نبی بنی صامیہ ایسی خاموش ہوئیں کہ
 کوئی جواب نہیں پڑا۔

اللہ تعالیٰ کی ان دو آیتوں میں کتنا بڑا فرق موجود ہے۔ ومن الناس من یطری نفسه ابتغاء

موضاۃ اللہ اور لا تحزن ان اللہ معنا

جب ابو بکر غم و اندوہ میں گرفتار تھے تو رسول اللہ آپ کا دل مضبوط کر رہے تھے۔ حالانکہ حضرت
 ابو بکر کو کوئی گزند بھی نہیں پہنچی تھی اور حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ جو آپ
 کے دل کو دھاس دیتا۔ حالانکہ حضرت علی پر پتھر ملنے کی بارش ہو رہی تھی حضرت ابو بکر غار میں پوشیدہ تھے
 اور حضرت علی کفار کے اندر گھر سے جوئے تھے۔

ہجرت کے وقت حضرت رسول خدا نے حضرت علی کو اپنا قائم مقام اس فرض کے تحت بنایا تھا۔
 آپ رسول اللہ کے پاس رکھی ہوئیں امانتیں واپس کر دیں۔ کیوں کہ آپ ایمن تھے۔ جب حضرت علی
 علیہ السلام نے امانتیں واپس کر دیں۔ تو کبھی پھت پر تشریف لے گئے۔ اور بلند آواز سے بکا کر اٹھ اٹھ
 کیا۔ اسے لوگوں میں کوئی شخص باقی نہ گیا ہے۔ بلکہ تم میں کوئی صاحب وصیت موجود ہے یا کیا تم میں
 سے کسی کے ساتھ رسول اللہ نے کوئی وعدہ کیا تھا، جب اس قسم کا کوئی شخص نہ نکلا۔ تو حضرت علی علیہ
 السلام روانہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا بیٹھے۔ یہ بات حضرت علی علیہ السلام کی خلافت امامت
 نبی صحت پر ولایت کرتی ہے۔ تین دن کے بعد رسول اللہ کی مستورات کو حضرت علی اپنے ساتھ لے کر
 آپ کے پیچھے روانہ ہو گئے تھے۔ جن میں جناب عائشہ بھی موجود تھیں۔ حضرت علی کا حضرت ابو بکر
 رحمان ہے۔ کہ آپ نے اس کی بیٹی کی حفاظت کی۔ اور رسول اللہ پر بھی احسان ہے۔ کہ آپ نے
 حضرت کی خاطر ہجرت کی۔ اس لحاظ سے حضرت دو ہجرتوں والے قراہے۔ اور آپ کی جہادری
 یہ عالم ہے۔ کہ چار سو قہاروں کی چھاؤں کے پیچھے بے خوف خطر سو گئے۔ رسول اللہ نے آپ کو
 پٹے بستر پر آپ کی پیادگی پر اعتماد کرتے ہوئے سلا یا تھا۔ طلوع فجر تک کفار آپ کو قتل کرنے
 کا غرض سے گھرے رہے۔ تاکہ آپ کو قتل کر کے بنو ہاشم کی موجودگی میں آپ کا خون تمام قبائل
 میں پھیل جائے۔

ابن عباس نے کہا آپ کو قتل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اشخاص تیار تھے۔

بنو عبد شمس سے قہرہ اور شیبہ فرزندان ربیعہ بن ہشام اور ابو صفیان

بنو نوفل میں سے فہم بن عدی ابیہ بن قلعہ۔ عارث بن عمر

بنو عبد الدار سے نضر بن عارث۔ بنو اسد سے ابو بختری زمو بن اسود اور حکیم بن حوام

بنو مخزوم سے ابو جہل۔ بنو سہم سے نبیہ اور منبہ فرزندان حجاج۔

بنو جح سے امیہ بن خلف اور قریش کے اتنے افراد آپ کے قتل کرنے کے ارادے میں شامل

تھے جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

رسول اللہ نے حضرت علی کو اپنے مال۔ اہل اور اولاد کے بارے میں وصیت کی۔ اور اپنی خواہگاہ

آپ کو سلا دیا اور آپ کو اپنا جانشین بنایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپ رسول اللہ کے وصی تھے

تاریخ خطیب طبری تفسیر ثعلبی اور قزوینی میں اس آیت **وَاذِیْکُمْ بِالَّذِیْنَ کَفَرُوا** کے بارے میں منقول ہے کہ یہ واقعہ مشہور ہے۔ جبیر بن عبد اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ آج رات جس بستر پر آپ سوتے ہیں نہ سوئیے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ میرے پاس سو جایئے۔ اور میری سبز حفری چادر اوڑھ لیجئے۔ رات کے وقت کفار کہ رسول اللہ کے مکان کے دروازے پر جمع ہو کر آپ کی گھات میں بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ان کے اس اہتمام کے باوجود نکل کر ہجرت کر گئے۔ رسول اللہ کے قتل کے اذوے سے بستر کے قریب ہوئے تو انہوں نے حضرت علی کو پہچانا۔ اور آپ سے کہنے لگے تمہارا دوست کہاں ہے فرمایا۔ مجھے کیا معلوم کہ کہاں ہیں۔ تم نے مجھے آپ کی رکھوالی کے پھوکیدار مقرر کیا تھا۔ تم لوگوں نے اس کو نکلنے پر مجبور کیا۔ وہ نکل کر چلے گئے۔

ابو رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے علی! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں سے جانے کا حکم دیا ہے۔ اور میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ رات میرے بستر پر سو کر بسر کرو۔ جو بے قراری تجھ پر بستر پر سو یا سو اوکھیں گے۔ تو انہیں میرے جانے کا علم نہیں ہو سکے گا۔

تاریخ طبری۔ تاریخ خطیب اور قزوینی اور تفسیر ثعلبی میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ان کے مکر سے نجات دہانی بخشی۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ چال چلی کہ حضرت علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سولا دیا۔

علامہ ابو رافع اور ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام تلوار سے کفار پر چھٹ پڑے اور وہ دم و بار بھاگ گئے۔

محمد بن سلام ایک طویل حدیث میں امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں رسول اللہ کے لیٹنے کی جگہ پر لیٹ گیا۔ اور قوم کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ میرے پاس گھر میں داخل ہو کر آئے تو میں تلوار سے کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے انہیں اپنے سے دُور کر دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے صبح کی تو آپ اپنے رعب و دبدبہ کی وجہ سے کفار کے شر سے محفوظ رہے۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی اور مکہ میں اپنے اہل کی حفاظت کی خاطر اکیلے رہ گئے تھے۔ اور ہر حق دار کو اس کا حق ادا کر دیا تھا۔

محمد واقفی۔ ابو الفرج نجدی۔ ابوالحسن بکری اور اسحاق طبرانی روایت کرتے ہیں کہ جب

حضرت علی علیہ السلام نے ہجرت کرنے کا عزم کیا تو عباس نے آپ سے کہا کہ محمدؐ تو پوشیدہ طور پر چلے گئے ہیں جن کی قریش پوری طرح تلاش کر رہے ہیں۔ اور آپ کھلم کھلا ہجرت کر رہے ہیں۔ حالانکہ تمہارے ساتھ عورتیں۔ ہر مویج مال سوا اور عورتیں موجود ہیں۔ اور تم ان کو لے کر قریش کے قبائل کے درمیان گھائیاں اور پڑیچ راستے طے کر دو گے۔ اور میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ تم قبیلہ خزاعہ کی نگرانی میں جاؤ۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ان الحیہ شربة موددة! لا تنزعن وشدا للترحیل
ان ابن انة النبی حسداً اجل صدوق قال عن جبریل
لرخ الزماہر ولا تمغف من عائق فاما یرویہم عن التکیل
انی بری واثق وباحمد
سبیلہ متلاحق بسبیلہ

مظلم بن ابی سفیان کا غلام رات کے وقت آپ کے راستے میں چھپ کر بیٹھ گیا جب آپ کو دیکھا تو تلوار سے کر آپ پر ٹوٹ پڑا۔ حضرت علیؑ کے ایک ایسی زونہ دار آواز بلند کی جس کی وجہ سے وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ آپ تلوار سیزت کر کھڑے ہو گئے صبح کے وقت مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اب صحابہ کے مقام پر وارد ہوئے۔ تو انھوں نے سواروں نے آپ کو جالیا اور کہنے لگے اے غدار کیا تمہارا بل ہے کہ عورتیں لے کر چلے جاؤ گے؟

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے لئے ہجرت فرمائی تھی اور جناب علیؑ کے لئے پہلے رسول اللہ کے بستر پر صونا اور اس کے بعد ہجرت کرنا فرمنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کا امتحان اس طرح لیا کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کا جناب اسمعیل کے ذریعے۔ اور جناب عبدالمطلب کا حضرت محمد اللہ صلی علیہ وسلم حضرت علیؑ شعیب ابوطالب میں رسول اللہ کا مسلسل ندیہ ہوتے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ راتیں غار میں رسول اللہ کے ساتھ رہے۔ علیؑ رسول اللہ کے بستر پر شعیب ابوطالب میں تین دن تک اور ایک روایت کے مطابق چار سال تک سوتے رہے۔

عکبری نے فضائل اصحاب میں اور عنجکوی نے سلوۃ الشیعہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے کہا:

فقیته بنفسی من وطأ الحصا ومن كاف بالبيت العتیق وبالجم
 محمداً خاف ان یکر وایسه فو تاه رانی دو الحلال عن المسکر
 وبت ابا عیهم وما یشتوننی ! وقد صبرت نفسی علی القتل والاسی
 و بات رسول الله فی الغار آمنًا وذلك فی حفظ الاله و فی ستر
 اردت به نصر الاله تبیتلاً واخرته حتی اوسل فی قبری

جس قدر محنت سخت ہوتی ہے اجر اسی قدر بڑا ہوتا ہے۔ جو شدت اخلاص اور قوت بصیرت
 پر دلیل ہے۔ شہسوار وہی ہوتا ہے جو کرد فر۔ جو کش و جواہی کا مالک ہو۔ پیادہ وہ ہوتا ہے جس کی روح
 مضبوط ہو اور اسے اپنے نفس پر بھروسہ ہو۔ اور اس کا بدن تکالیف اٹھانے پر آمادہ ہو۔ اور نہ خم کھانے
 پر تیار ہو۔ اس شخص کی بہادری کا کیا کہنا جو یہ خطرات کو معمولی کپڑوں میں ترش رسول پر سو گیا ہو۔
 اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیت ومن الناس من یشی نفسه ابتغوا صغرات اللہ
 حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی۔ جبکہ حضرت علی نے رسول اللہ کے بستر پر رات بسر کی تھی
 اور اہم ثققی۔ فلکی طوسی اپنے اسناد کے ساتھ مکہ سے روایت کرتے ہیں اس نے سیدی سے روایت کی
 ہے۔ اور ابو مالک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابو مفضل شیبانی اپنے اسناد سے امام زین العابدین
 سے روایت کرتے ہیں۔ اور حسی بصری انس سے۔ ابو زید انصاری سے۔ ابو عمرو بن علاء سے روایت کرتے
 کرتے ہیں۔ ثعلبی نے ابن عباس سے اور سدی نے معمر سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رسول اللہ
 صلعم کے بستر پر رات کو سوتے تھے تو یہ آیت رسول اللہ پر مکہ اور مدینہ کی راہ میں نازل ہوئی تھی۔
 عبد الملک عکری فضائل اصحاب میں اور ابو حفص سمعانی روایت کرتے ہیں ابو دلول حضرت امام علی
 بن حسین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے شخص جس نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کو
 فروخت کر دیا تھا۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ذات تھی جبکہ حضرت علی نے رسول اللہ صلعم کے
 بستر پر رات بسر کی تھی۔

مشرکین مکہ رسول اللہ صلعم کی تلاش میں تھے۔ رسول اللہ صلعم آئے۔ اور حضرت ابو بکر کے ساتھ چل دیے
 اور حضرت علی رسول اللہ صلعم کے بستر پر بیٹ گئے۔ جب مشرکین آئے تو انہوں نے دیکھا کہ علی علیہ السلام
 رسول اللہ صلعم کے بستر پر سوئے ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلعم موجود نہیں ہیں۔

علامہ شعبی نے اپنی تفسیر میں، ابن علقمہ طحیہ میں۔ ابو سعادت فضائل العشرہ میں اور غزالی احیائے
العلوم اور کیمیائے سعادت میں ابو لقیطان سے روایت کرتے ہیں، ہمارے اصحاب کی ایک جماعت
نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے جن کا سلسلہ روایت ہم تک پہنچا ہے۔ مثلاً ابن بابویہ۔ ابن شاذان کلینی
طوسی۔ ابن عقیقہ۔ ہنقی۔ ابن خیاض عجمی۔ صفوانی اور ثقفی اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور
ابو ذافع احمد بن ابی محالد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نسل
مورسکائیل کی طرف وحی کی۔ کہ میں نے تم میں بھائی چلادہ قائم کر دیا ہے۔ اور میں نے تم میں سے ایک کی
عمر دوسرے سے لمبی کی ہے۔ اور تم میں سے کون ایک ہے کہ وہ اپنی جان اپنے بھائی پر قربان کر دے۔
دونوں نے موت کو ناگوار سمجھا۔ (احمد جان قرآن ذکی) اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف وحی کی۔
کہ تم میرے ولی علی بن ابی طالب کی مانند کیوں نہ ہو گئے۔ میں نے علی اور اپنے نبی محمد کے درمیان
بھائی چلادہ قائم کیا تھا۔ اور علیؑ نے اپنی جان کو رسول پر قربان کر دیا ہے۔ آنحضرت کے بستر پر لیٹ
کر آپ کی جان بچائی ہے۔ دونوں زمین پر آکر چلے جاؤ اور اس کی جان کی دشمنوں سے حفاظت
کرو۔ جبریل نازل ہو کر حضرت امیرؑ کے سر کی جانب اور میکائیل آکر آپ کے دونوں پاؤں کی جانب
بیٹھ گئے۔ اور جبریل علیہ السلام نے کہنا شروع کر دیا۔ اسے فرزند ابوطالب تمہیں مبارک باد ہو تیری
مانند کون ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
نازل کی۔ ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله بعض لوگ وہ ہیں جو اپنی جان فروخت
کر کے اللہ کی مرضیاں خریدتے ہیں۔

فصل

حضرت امیر علیہ السلام کا جہاد میں مسابقت کرنا

امت کا اس بارے میں اجماع ہو چکا ہے۔ اور کتاب خدا اور سنت رسول اس بات کی
تائید کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر مخلوق نیکو کار لوگ ہیں۔ اور ان نیکو کاروں کو برگزیدہ شخص
میں سے بہتر وہ لوگ ہیں۔ جو متقی ہوں۔ ان کو حکم عند اللہ اتقا کہو اور حقیقین میں سے افضل

وہ لوگ ہیں۔ جو محبہ اعدہ ہوں۔ فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین
 دسجہ اور مجاہدین میں سے افضل وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے جہاد کرنے میں سبقت لی ہو۔
 لا یستوی من اتفق من قبل الفتح وقاتل اور مجاہدین میں سے افضل ہوگا۔ جس
 نے جہاد میں سبقت لیا وہ اور نمایاں کام کیا ہو۔

امت کا اس بارے میں بھی اجماع ہر چکا ہے۔ سابقین الی الجہاد بدری لوگ ہیں۔ اور بدریوں
 میں افضل انسان حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

امت کے اجماع پر قرآن مجید اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ اہل وجہ کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں
 نے کہا کہ نبی صلعم کے بعد اس امت میں افضل انسان علی علیہ السلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایشاد فرماتا ہے۔ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین
 اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کرو۔ رسول اللہ صلعم نے اپنی زندگی میں کفار سے جہاد کیا۔ اور
 منافقین سے جہاد کرنے کا آنحضرت صلعم نے علی علیہ السلام کو حکم دیا۔ آپ کا یہ حکم آپ کے اس فرمان
 میں موجود ہے۔

تقاتل الناکثین والفاستین والمارتین اسے صلی اتم ناکثین (جملے والے) قاتلین نظام
 صفین (لے) مارتین (اسلام سے نکل جانے والے خوارج) سے جہاد کرو گے۔

حدیث حاصف النعل، حدیث کلاب مودی، حدیث اسے عمار اتم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔
 اور حدیث ذی شہیدہ وغیرہ جناب امیر کی بڑی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ صفت خلیفہ کے ہیں۔
 حضرت علی کا اہل ردہ کے ساتھ جہاد کرنا ان باتوں کا معارض نہیں۔

احباب حدیث کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ نبی صلعم نے آپ کو مذکورہ بالا لوگوں کے ساتھ
 جہاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور ان کو اہل ردہ کہا رہا یہ بات صاحب الفوائد سے پوشیدہ نہیں ہے۔
 جہاد کرنے کے بارے میں سند جہ ذیل حضرات مشہور و معروف ہیں۔ (۱)۔ علی (۲) حمزہ

ذی شہیدہ کی تفصیل کتاب خصائص امیر المومنین علیہ السلام مؤلف امام نسائی میں ملاحظہ کریں۔ جو احقر

کے ترجمہ سے چھپ چکی ہے ۱۲ مترجم

(۱) جعفر (۲) عبید بن حارث (۳) زبیر (۴) طلحہ (۵) ابو جہانہ (۶) سعد بن ابی وقاص (۷) برادر بن عازب۔
سید بن معاذ اور (۱۱) محمد بن سلمہ

تمام آیت کا اس بات پر اجماع ہے کہ مذکورہ حضرات کا شجاعت۔ بہادری اور کثرت جہاد میں حضرت
علی علیہ السلام کے ساتھ قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ ہم نے کتب معاذی کو پیمائش مارا۔ لیکن وہاں حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر کا کوئی کارنامہ نہیں ملا۔

امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی
تے کا ایف کو پورا کرنے والے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوات میں شامل نہیں ہوتے
تھے تو جناب علی جنگی امور کے ہتھم ہوتے تھے۔ جب رسول اللہ خود جنگ میں شریک ہوتے تھے تو جناب
رسول کے تالی ہوتے تھے۔

ایست توجہ اور علم دونوں حضرت علی کے ہاتھ میں ہوتے تھے۔ حضرت کبھی کسی شخص کی ماتحتی
میں جنگ میں شامل نہیں ہوئے۔ جناب امیر نے کسی جنگ میں زار نہیں کیا۔ بلکہ بعض تو جنگ میں
تعدد مقامات پر بھاگ گئے تھے۔ اور بعض نے دوسرے اشخاص کی ماتحتی میں بھی جنگ میں شامل
ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ آیت لیس ابوان تو نوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب ولکن ابوا
من آمن بالله والیوم الاخر وجاہد فی سبیل اللہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے منہوں کو
مشرق اور مغرب کی طرف پھیر دو۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان لایا جائے۔ اور اللہ کی
راہ میں جہاد کیا جائے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اس آیت کے مصداق امیر المؤمنین علیہ
السلام ہیں۔ اور اس آیت میں جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں حضرت علی علیہ السلام ان کے حامل
ہیں یہ بات بالاتفاق بیان ہوئی ہے زحلج اور فرانسے بیان کیا ہے کہ یہ آیت گویا کہ انبیاء
وہدیین کے ساتھ مخصوص ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ولہ اسلام من فی السماوات والارض کی تفسیر میں ابن عباس نے یہی
کیا کہ آسمانوں پر فرشتے اللہ پر اسلام لائے اور زمین پر مومن اسلام لائے۔ اور حضرت علی علیہ
السلام سب سے پہلے اسلام لائے وہی اور مشرکین سے بھی سب سے پہلے جنگ کی۔

تفسیر عطا ترسانی میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ ورضنا
عندك وزرك الذي انقض ظهرك یعنی (اے محمد) ہم نے آپ کی پشت علی بن ابی طالب
کے ذریعے مضبوط کر دی ہے۔

ہو الذی ایدک بنصرہ کی تفسیر میں ابو معاویہ عن زید العنبری سے روایت کرتے ہیں اس
نے مجاہد سے روایت کی ہے یعنی اے رسول محمد تیری مدد ایمر المؤمنین علی بن جعفر حمزہ اور عقیل
کے ذریعے کی ہے اسی کے لگ بھگ ہم نے کلمی سے روایت کی ہے اور وہ ابو صالح سے
اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔

کتاب ابو بکر شیری میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے وقل رب
ادخلنی مدخل صدق وادخرنی مخرج صدق اے محمد کہ دو کہ اے مجھ کو بچائی کے ساتھ
داخل کرنا (مدینہ میں) اور بچائی کے ساتھ نکال لینے کہ سے واجعل لی من لئانت سلطاناً نصیراً
اور مجھ کو اپنی طرف سے ایک مددگار عطا فرما جو سلطان ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا کو قبول کر
لیا تھا اور آپ کو مددگار سلطان کی صورت میں علی بن ابی طالب کو عطا کر دیا تھا جو آنحضرت صلعم
کی دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرتے تھے۔

عکبری فی قبائل الصحاریہ میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فتح مکہ کے دن
خانہ کعبہ کا غلاف پکڑے ہوئے یہ دعا کرتے ہوئے دیکھا: اے مجھ کو امیر بنو عامر میں سے ایک
یہودی کو مصوبہ کر جو میرا قوت بازو بنے جبریل رسول اللہ کی خدمت میں مارا تھگی کے علم میں نہ تھا
مگر عرفان گزار ہوئے۔ اے محمد کیا ہم نے تمہاری مدد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے ذریعے
نہیں کی۔ جو اللہ کے دشمنوں پر کھلی ہوئی تلوار ہے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

لنصران رسولنا والذین امنوا کی تفسیر میں ابوالمضایض صبح امام رضا علیہ السلام کا غلام معتمد
امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت اپنے ابا طاہر بن علیہم السلام سے روایت کرتے
ہیں کہ ان لوگوں سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيل الله صفاً كانهم بيان مرصوف
جناب امیر علیہ السلام جنگ میں صاحب صف ہوئے تھے اور بیان مرصوف کی طرح

اور جہاد فرماتے تھے۔ جتنے مشرکین کو آپ نے قتل کیا۔ اتنے مشرکین کو کسی اور شخص نے قتل نہیں کیا۔
صفیان ثوری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام مسلمانوں اور مشرکوں کے
میان ایک پہاڑ کی طرح کھڑے ہو جاتے تھے جس کے ذریعے اللہ مسلمانوں کو عزت دیتا تھا اور
مشرکین کو ذلیل کرتا تھا۔

یہ آیت جہاد وافی اللہ حق جہاد ہو یا جہاد کم حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے
ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہما السلام نے فرمایا۔ آیت ولایہ حق وجوہہم قتل ولا ذلۃ ایہم المؤمنین
السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے

حدیث چمیریل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی! تم سب سے پہلے مجھ پر
ان لانے والے ہو۔ اور تم نے سب سے پہلے میرے ساتھ لڑ کر جہاد کیا۔ اور تم سب سے پہلے شخص
میں سے قبر شگافتہ ہوگی۔

بنی کریم صلعم جب گھر سے باہر نکلتے تھے تو مشرکین کے لوندے آپ کے پیچھے پڑ جاتے تھے۔
پچھتہ مارنے لگتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی پنڈلی اور دونوں گھٹنے زخمی ہو جاتے تھے۔ حدیث علی علیہ
السلام لڑ لوندوں پر حملہ کر کے انہیں بھگا دیتے تھے۔ اور اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کانہم
مستنصرۃ فزت من قسورۃ

اس بات میں تو کسی کو اختلاف ہی نہیں ہے کہ جنگ بدر میں سب سے پہلے میدان جنگ میں
والے حضرت علی حضرت حمزہ اور ابو عبیدہ بن جراح تھے۔ امت کا اس بات پر اجماع ہو
چکا ہے کہ جن حضرات نے امامت کا دعویٰ کیا ہے۔ انہوں نے میدان جہاد میں وہ کاروائی نہ کی
میں نہیں دیئے جو حضرت علی علیہ السلام نے انجام دیئے تھے۔

ولقد کنتم تمنون الموت ثم تو موت کی تمنا کی تھی بیٹھے علی کی کفایت حضرت علی کو سرخ موت
تیار کرتے تھے۔ جب جنگ بدر میں حضرت کے ہاتھوں نے پناہ کیلف اور ذلت اٹھائی
وقت کفار نے آپ کا نام سرخ موت رکھا۔

تفسیر کا بیان ہے کہ جب بعد کی لڑائی میں عباسی گرفتار ہو گئے تو مسلمانوں نے اس کو اللہ
تعالیٰ کے فضل سے قطع رحم کرنے کا گلا کیا۔ یہ سن کر عباس نے کہا تم لوگ ہماری برائیاں تو کرتے ہو۔

لیکن ہماری خوبیوں کا بیان نہیں کرتے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہاری خوبیاں بھی ہیں۔
اس نے کہا کیوں نہیں۔ مسجد حرام کے تعمیر کرنے والے ہم ہیں۔ — خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے
والے ہم ہیں۔ اور۔ حاجیوں کو پانی پلانا ہمارا ذمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عباس کے دوسرے کی تردید میں یہ آیت نازل فرمائی جس میں حضرت علی بن ابی طالب
علیہ السلام کی موافقت کی۔ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ وَلَا يَنْبَغُوا
مَسَاجِدَ اللَّهِ الْخَالِجِينَ وَلَا يَجْعَلُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ مَسَاجِدَ الْحَرَامِ وَلَا يَجْعَلُوا
بِأَنَّهُ وَلِيَوْمِ الْآخِرَةِ جَاهِدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ابن خلد نے عامر سے اور ابن جریج نے عطل سے اس نے ابن عباس سے روایت کی
ہے۔ مقاتل ضحاک سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ سدی نے ابوصالح سے اور ابن ابی
خالد سے اور زکریا نے طبری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان
میں نازل ہوئی۔

شعیب قشیری بھائی۔ ثعلبی نے اپنی تفاسیر میں اور واحدی نے اسباب نزول القرآن میں حسن بصری
عامر شیبی اور محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے۔ اور ہم نے عثمان بن ابی شیبہ سے اور وکیع بن
جراح۔ قاضی فرکیب۔ محمد بن سیرین۔ مقاتل میں سلیمان میری۔ ابوالکلام مدنی۔ اور ابن عباس
سے روایت کی ہے کہ عباس نے اس بات پر غصہ کیا کہ میں محمد کا چچا ہوں۔ اور میں حجاج کہہ پانی پلانے
والا ہوں۔ — ان وجوہ کی بنا پر میں علی بن طالب سے افضل ہوں۔

شیبہ بن عثمان باطلحہ داری یا عثمان نے کہا۔ میں افضل ہوں کیوں کہ میں خلع کعبہ کو آباد رکھتا
ہوں حضرت علی علیہ السلام نے ان دونوں کی بات کو سنا اور فرمایا۔ میں تم دونوں سے افضل ہوں
اور میں نے تم دونوں سے چھ سال پہلے رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ — اور ایک روایت
میں سات سال کا ذکر آیا ہے۔ اور میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوں۔

مسکانی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا۔ مجھے پھوٹی عمر میں وہ کچھ دیا گیا
تھے جو تم دونوں کو نہیں ملا۔ انہوں نے کہا اے علی! آپ کو کیا چیز دی گئی ہے۔ فرمایا میں نے
تمہارے لونڈوں پر تلوار کے ذریعے وار کیا۔ تب تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے۔

کس نے اس بات کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آپ نے اپنے پیچھے کیا کیا کیوں کہا۔ فرمایا۔ اس کا حق کے ساتھ تصادم تھا۔ اب جس کا جی چاہے ناراض ہو اور جس کا چاہے راضی ہو۔ اور یہ آیت نازل ہوئی (جو اوپر گزری)

فصل

حضرت علی علیہ السلام کی سخاوت اور راہِ خدا میں جان و مال خرچ کرنا

اہل سنت کے ہاں جس بات کی شہرت ہے۔ وہ یہ ہے کہ صحابہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے اصحاب مندرجہ ذیل ہیں (۱) حضرت علی (۲) حضرت ابوبکر (۳) حضرت عمر (۴) حضرت ابن (۵) عبدالرحمن (۶) طلحہ

حضرت علی علیہ السلام کو ان سب لوگوں پر برتری حاصل ہے۔ چونکہ آپ نے اللہ کی راہ میں جان و مال کی سخاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا جہاد باموالکم و انفسکم۔ اپنے مال اور جان کے ساتھ دیکھو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کی قربانی کی۔ لایستوی حکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولیک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد اہل سنت کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ پر چالیس ہزار درہم خرچ کئے۔ اگر یہ سہ درہم بھی ہو۔ تو بھی چالیس ہزار درہم چار ہزار دنیا کے برابر ہوتے۔ جناب خدیجہ کا مال حضرت کے مال سے بہت زیادہ تھا۔ جو مسلمانوں پر صرف کیا گیا۔ اور جس سے عام مسلمانوں کو فائدہ ہو۔ اس نے اس بات کو اپنی ایک مشہور کتاب میں مفصل تحریر کیا ہے۔ جناب خدیجہ کے مال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غنی بنا دیا تھا۔

ووجد لہ عائلۃ فاعنتی۔ ایت فاما من اعطی و اتقی حدیث علی علیہ السلام کی میں نقل ہوئی ہے۔

آیت شعر لا تبعن ما انفقوا منا ولا اذی کے متعلق حاک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ابن عباس۔ سہی۔ مجاہد۔ کلبی۔ ابو صالح۔ یحییٰ۔ طوسی۔ ثعلبی۔ طبری۔ اور دیلمی۔ قشیری۔ ثمالی۔ نقاش۔ حبیب اللہ بن حسین۔ ابو علی بن حرب۔ طائی۔

اپنی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم کو رات میں۔ دوسرے کو دن میں۔ تیسرے کو پوشیدہ طور اور چوتھے کو ظاہری طور پر صدقہ دیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ **الذین ینفقون اموالہم باللیل لک اللہ تعالیٰ نے ہر درہم کا نام مالی رکھا۔ اور اس کے قبول کرنے کی بشارت دی۔ اور اس واقعہ کو نظر ثانی نے اپنی کتاب المنہاج فی التفسیر میں روایت کیا ہے۔**

تفسیر نقاش اور اسباب منزل میں کلبی نے کہا۔ کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے اللہ کی راہ میں چار درہموں کا صدقہ دیا۔ تو آپ سے بنی صدم نے فرمایا۔ اے علی! تمہیں اس پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ عرض کیا۔ کہ میں نے یہ مناسب سمجھا۔ کہ میں اس بات کا مستحق قرار پا جاؤں جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ تمہیں یقین ہوتا چاہیے۔ کہ اللہ نے ایسا کر دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کو نازل کیا۔

صحاہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ **للفقراء الذین احصوا فی سبیل اللہ** تو عبد الرحمن بن عوف نے ہر تیسے دینار اہل صفہ کے پاس بھیج کر انہیں غنی بنا دیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے دست کے درمیان صفہ میں ان کے پاس چھو ہاروں کی ایک بوری بھیجی۔ اور پہلے صفہ کے نوجوان تھے۔ جو اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب اور پسندیدہ قرار پائے۔ اور مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ کسی شخص نے رسول اللہ سے دریافت کیا۔ کہ اللہ کی راہ میں کون سا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا جو نادار کی طرف سے دیا گیا ہو۔

تاریخ بلاذری اور فضائل احمد میں تحریر ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چالیس ہزار دینار کا غلہ تھا۔ آپ نے سب راہ خدا میں تصدق کر دیا۔ اور اپنی تلوار کو بھی فروخت کر ڈالا۔ اور فرمایا۔ اگر میرے پاس رات کا کھانا ہوتا تو میں اس کو فروخت نہ کرتا۔

شمیک۔ یثرب۔ کلبی۔ ابو صالح۔ ضحاک۔ زجاج۔ مقاتل بن حنان۔ مجاہد۔ قتادہ اور ابن عباس روایت کرتے ہیں۔ کہ مالدار لوگ رسول اللہ کے ساتھ سرگوشیاں کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ **یا ایہا الذین امنوا اذا نجاکم الرسول فقد نجاکم** وہ لوگ سرگوشیاں کرنے سے رک گئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک دینار قرض لیا۔ اور اس کا صدقہ دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس درہم گرگوشیاں کیں۔ پھر اس ایک آیت کو ایک اور آیت سے منسوخ کر دیا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک دینار تھا۔ میں نے اس کو دس درہموں کے عوض فروخت کر ڈالا۔ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راز کی بات کرنے کا ارادہ کرتا تھا۔ تو ایک درہم آپ کی خدمت میں پیش کرتا تھا اس آیت کو ایک اور آیت سے منسوخ کر دیا۔

واحدی نے اسباب نزول القرآن اور التبیان میں اور شعبی نے کشف اور بیان میں علی بن علقمہ اور مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی کتاب میں ایک ایسی آیت ہے کہ میرے سوا اس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی اس پر عمل کرے گا۔ میں نے ہی اس پر عمل کیا ہے (پھر حضرت نے مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی)۔

جامع ترمذی، تفسیر شعبی، اعتقاد اشعی میں ابی نعیم، ثوری، سالم بن ابی حفصہ اور علی بن علقمہ انہما کی علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے اس آیت میں اس بات کی تخفیف کر دی۔ ابوالقاسم کوئی نے ایک روایت کچھ زیادتی کے ساتھ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے صحابہ کا امتحان لیا لیکن تمام کے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرگوشیاں کرنے سے رک گئے۔ رسول اللہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ اور جب تک کوئی صدقہ پیش نہیں کرتا تھا، اس وقت تک آپ کسی سے گرگوشی نہیں فرماتے تھے۔ میرے پاس ایک دینار موجود تھا۔ حضرت نے اپنا کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا میں اس آیت پر عمل کر کے مسلول کی توبہ کا باعث بنا۔ اگر میں اس پر عمل نہ کرتا۔ تو ان پر اللہ کا عذاب ضرور ہوتا۔ کیوں کہ سب کے سب صدقہ دینے سے رک گئے تھے۔ بعد میں یہ آیت منسوخ ہو گئی۔

خاصی طریشی کہتے ہیں کہ جناب علی کے سوا تمام صحابہ نے نازانی کی حضرت علی نے آیت پر عمل کر کے آیت کو منسوخ کر دیا۔ اس بات پر یہ آیت ولایت کرتی ہے۔ ناذام تفعلوا وانا ابدا علیکم

۱۔ تفصیل ہمدی کتاب معام العزت ترجمہ بیابغ امور و مسائل کتبہ جہل بک ایچ بی لاہور میں موجود

۲۔ محمد شفیع رحمہ اللہ

اگر حضرت علی علیہ السلام تحمل نہ کرتے، تو وہ عذاب کے مستحق ہو چکے تھے۔ چنانچہ یہ آیت اس کی طرف دلائل کی ہے۔ اور شفقت و مہربانی کے یہ حکم ایک گھنٹے کے لئے تھا۔

مقاتل بن حیان کا بیان ہے۔ کہ یہ حکم دس راتیں قائم رہا۔ اور صدقہ دینا صحابہ کی مرضی پر موقوف تھا۔ اس کی مقدار مقرر نہیں کی گئی تھی۔

علامہ شعبی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ اس نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا۔ کہ علی کی تین ایسی خصوصیات ہیں کہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ ایک جناب سے شادی کرنا۔ دوسرے یخبر کی لڑائی کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا کرنا۔ اور تیسرے آیت نجویٰ۔

حضرت علی علیہ السلام نے یمن راتیں تین مہانوں کو کھانا کھلایا۔ ایک یمن یتیم اور ایک اور خود بھوکے رہے۔ اس بارے میں سورہ دہر کی تیس آیتیں نازل ہوئیں جو آپ کی عصمت پر نص کرتی ہیں۔ اور آپ کے قبول صدقہ پر گواہی دیتی ہیں۔ اور آپ کی سخاوت پر یہ آیت کافی ہے۔ عینا یشرب بہا عباد اللہ خاص طور پر ایک ایسے قیدی کو کھانا کھانا جو دشمن دین ہونے کوئی معمولی بات نہیں۔

ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ یمن میں تھوڑا سا اور مجھے ایک رات اور ایک دن کھانے کو کچھ نہ ملا۔ اور میں نے حضرت ابوبکر سے ایک آیت کے متعلق دریافت کیا۔ اور میں اس کی تشریح حضرت ابوبکر سے زیادہ جانتا تھا۔ میں آپ کے ساتھ آپ کے دروازے تک گیا۔ آپ نے مجھے رخصت کر دیا۔ میں واپس بھوکا آیا۔ اور اس روز مجھے کچھ نہ ملا۔ صبح کے وقت حضرت عمر سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ حالانکہ میں اس آیت کی تفسیر آپ سے زیادہ جانتا تھا۔ آپ نے بھی وہی سلوک کیا جو حضرت ابوبکر نے کیا تھا۔ تیسرے روز حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے آیت کے معانی دریافت کئے۔ آپ نے مجھ کو بتایا۔ اور جب میں لوٹنے لگا۔ تو آپ نے مجھے گھر کے اندر بلا لیا۔ اور کھانے کو دوڑ دیا اور روغن دیا۔ جب میں بیہر ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر مسکرا دیئے۔ فرمایا۔ تم تباؤ لگے۔ یا میں تباؤں آپ نے مجھ کو پورے ستھ سے آگاہ کیا۔ فرمایا۔ مجھے اس بات سے جبرئیل نے آگاہ کیا ہے۔

ایک روز امیر المؤمنین علیہ السلام کو غلین حالت میں دیکھا گیا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ غلین کیوں ہیں؟

یہ کہ سات روز ہو گئے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی مہمان نہیں آیا۔

تفسیر ابو یوسف یعقوب بن سفیان، علی بن حرب طائی اور مجاہد سے روایت ہے۔ ہر ایک اپنے استاد سے ابن عباس اور ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ایک جماعت نے عاصم بن کلیب سے روایت کی اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اور حدیث کے الفاظ اس کے ہیں۔ کہ وہ ہر روز سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بھوک کی شکایت کی۔ رسول اللہ نے اس کو اپنی اداج کے پاس بھیج دیا۔ انھوں نے کہا۔ ہمارے پاس پانی کے ٹوکری کوئی چسبہ نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کا کھانا اس شخص کو کون دے گا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ کے رسول! اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں۔ جناب فاطمہ کے پاس تشریف ہے اور پوچھا۔ اے بنت رسول! کیا کھانے کے لئے کوئی چیز ہے۔ عرض کیا ہمارے پاس ایک کھانا رکھا ہوا ہے۔ لیکن ہم ایشاء سے کام لیں گے۔ اور اپنے ہاں کو دے دیں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اے دختر رسول! بچوں کو سدا دیجئے۔ اور چراغ گل کر دیجئے۔ دونوں نے کھانا کھا کر شروع کر دیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو جناب فاطمہ چراغ لائیں۔ تو دیکھا کہ پیالہ کھانے سے بھرا ہوا ہے۔ آپ نے صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب رسول اللہ نے صبح کا سلام پھیرا تو علیؑ کو دیکھ کر سخت روئے۔ اور فرمایا۔ اے امیر المومنین! تمہارے رات والے کام سے اللہ تعالیٰ تعجب میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ویل یؤثرون علی انفسہم۔ جو کان بہم خصاصۃ یعنی خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ومن یوق شیخ

فسد یعنی علیؑ، فاطمہ حسن اور حسین فادلت ہم المفلحون

کتاب ابو بکر شیرازی اپنے اسناد سے مقاتل سے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت رجال لا تلهیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ بغیر حساب تک خدا کی قسم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ اس کا واقعہ یوں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو تین سو دینار بطور ہدیہ کے عطا کئے تھے۔ حضرت علیؑ کا بیان ہے کہ میں نے ان کو لے لیا۔ اور کہا خدا کی قسم! میں ان دیناروں کو آج رات اللہ کی راہ میں صدقہ

دوں گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔ میں نے عشا کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ سو دینار
 لئے اور مسجد سے باہر نکل آئے۔ راہ میں مجھے ایک عورت ملی۔ اس نے سوال کیا میں نے اسے وہ
 دینار دے دیئے۔ صبح کے وقت لوگوں کو ہنا شروع کیا کہ علیؑ نے سو دینار ایک بدکار عورت کو دے
 دیئے ہیں۔ مجھے سخت دکھ ہوا دوسری رات میں نماز ادا کرنے کے بعد مسجد سے باہر نکل آیا۔ میں نے
 اپنے دل میں کہا خدا کی قسم میں آج رات ضرور ایسا صدقہ دوں گا۔ جس کو میرا رب میری طرف سے
 قبول کرے گا۔ میں ایک آدمی سے ملا۔ اور میں نے وہ دینار اسے بطور صدقہ کے دے دیئے
 صبح کے وقت مدینے والے کہنے لگے۔ علیؑ نے رات کو سو دینار ایک چور کو دیئے ہیں۔ مجھے اس
 بات کا شدید غم لاحق ہوا میں نے اپنے دل میں کہا۔ خدا کی قسم میں آج رات ضرور ایسا صدقہ دوں
 جس کو میری طرف سے میرا رب قبول کرے گا۔ میں نے عشا کی نماز رسول اللہ کے ساتھ ادا کی
 اور میرے پاس سو دینار موجود تھے۔ اور میں مسجد سے باہر نکلا۔ مجھے ایک شخص ملا۔ میں نے وہ دینار
 اس کو دے دیئے۔ جب میں نے صبح کی توبہ دینے والے کہنے لگے۔ علیؑ نے رات سو دینار غنی آدمی
 کو دے دیئے ہیں۔ مجھے اس بات سے سخت دکھ ہوا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
 ہوا اور آپ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ! یہ جبرائیل ہیں جو کہتے ہیں
 کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے صدقات کو قبول کر لیا ہے۔ اور تیرے عمل کو پاکیزہ کر دیا ہے۔ وہ دینار جو
 تو نے پہلی رات ایک بدکار عورت کو دیئے تھے۔ جب وہ اپنے گھوٹوں واپس آئی۔ تو اس نے اللہ
 تعالیٰ سے بڑے کام سے توبہ کر لی ہے۔ اس نے ان دیناروں کو اپنا اس امال بنالیا ہے۔ اور شادی
 کر کے لئے شوہر کی تلاش میں ہے۔ دوسری رات تو نے صدقہ ایک چور کو دیا تھا۔ جب وہ اپنے
 گھر میں واپس آیا تو اس نے اللہ کی بارگاہ میں چوری کرنے سے توبہ کر لی۔ اور ان دیناروں کو اپنا
 اس امال بنالیا ہے۔ جس سے وہ تجارت کرے گا۔ اور وہ صدقہ تو نے دوسری رات جو ایک غنی آدمی
 کو دیا تھا۔ جس نے کئی سال سے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دی تھی۔ جب وہ اپنے گھر میں آیا تو
 اس نے اس کو ملامت کی کہ تم پر افسوس ہے کہ یہ علی بن ابی طالب ہیں۔ باوجود اس کے کہ
 مال نہیں رکھتے۔ اس نے سو دینار بطور صدقہ کے دیئے ہیں۔ ایک میں ہوں کہ میرے اوپر بہت سے
 لوگوں کے لئے زکوٰۃ واجب ہے۔ اور میں نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ اس نے اپنے

مال کا شمار کیا۔ اس کو پاکیزہ کیا۔ اور اس نے اپنے مال کی اتنے اتنے دینار زکوٰۃ ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیری شان میں یہ آیت نازل کی ہے۔ رجال لا تلهیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ان
ابو طفیل کا بیان ہے کہ میں نے علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ یتیموں کو بلا تے اور انہیں شہد کھلاتے
تھے۔ ایک صحابی نے کہا کہ کاش کہ میں یتیم ہوتا (اور شہد کھاتا)

معلی بن حنیس امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام بنو
ساعہ کے چمپر کے نیچے تشریف لائے۔ رات کا وقت تھا۔ آسمان سے بارش ہو رہی تھی۔ لوگ سوئے
ہوئے تھے۔ آپ لوگوں کے سر پرانے ایک ایک دو دو روٹی رکھ کر واپس تشریف لائے۔

محمد بن مسلمہ اپنے باپ سے وہ آپ کے چلے سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں ایک شخص
کو دیکھا جس کی پشت پر مشک تھی۔ اور ہاتھ میں پیالہ تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ اے مجھو! مومنین کے ولی!
مومنین کے مجھو! مومنین کی جا پناہ! آج رات میری خیرات کو قبول فرمائیے۔ میں نے آج رات اس
حالت میں کی ہے کہ میرے پاس صرف اس قدر ہے جو اس پیالے میں ہے۔ یا جو کپڑے ہیں۔ جن
کو میں پہنے ہوئے ہوں۔ تو جانتا ہے کہ میں نے سوت بھوک کے باوجود اپنے نفس کو کھانا کھانے سے
روکا ہوا ہے۔ پیرا قرب حاصل کرنے کے لئے اس پیالے کے کھانے کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اے
مجھو! مجھے ٹھیکہ نہ کرنا۔ اور میری دعوت کو رد نہ کرنا۔

راوی کا بیان ہے۔ میں اس شخص کے پاس آیا۔ اور اس کو پہچانا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ
حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ آپ ایک شخص کے پاس تشریف لائے۔ اور اسے
کھانا کھایا۔

عبد اللہ بن علی بن حسین سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ
حضرت علی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ حضرت علی علیہ السلام نے گھر میں کوئی چیز نہ پائی
جس سے ان حضرات کی تواضع کر سکیں۔ آپ باہر تشریف لے گئے۔ تاکہ کوئی چیز ان کی خاطر
مدارات کے لئے حاصل کر سکیں۔ آپ نے ایک دینار کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا۔ اور اس کو اٹھا
لیا اور اس کے متعلق اعلان کیا کہ کسی کا دینار تو نہیں گر پڑا۔ جب اس کا لینے والا کوئی نہ ملا تو آپ
نے اس سے طعام خریدا۔ اس کو لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقع سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ تیرے
نہایت سے آگاہ تھا۔ یہ دنیا اس نے تجھے دیا ہے اور یہ لوگوں کی ملکیت نہیں ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں دعائے خیر کی۔

خاصہ اور عامہ دونوں نے روایت کیا ہے کہ غزری اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی
علیہ السلام نے بھوک کی حالت میں صبح کی۔ جناب فاطمہ سے کھانا مانگا۔ آپ نے کہا میرے پاس تو صرف
اس قدر تھا جو میں نے اپنے حسن اور حسین کے اوپر آپ کو ترجیح دے کر دو روز کھلایا۔ فرمایا۔ آپ نے
مجھے کیوں نہ آگاہ کیا۔ تاکہ میں کوئی چیز تمہارے پاس کہیں سے لاتا۔ کہا اسے ابو الحسن! مجھے خدا سے
جی آئی کہ آپ کو اس چیز کی تکلیف دوں۔ جس پر آپ کو قدرت حاصل نہ ہو۔ حضرت علیؑ باہر تشریف
لے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دینار قرض لیا۔ کوئی چیز خریدنے کے لئے نکلے راستے میں مقداد بن
گئے۔ فائدہ کی وجہ سے اس کی حالت متغیر دیکھی۔ آپ نے دینار اس کو دے دیا مسجد میں تشریف لے
جا کر آرام فرما ہوئے۔ غینہ آگئی آپ اس حالت میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو جگایا۔ اور پوچھا یہ کیا
ہو گیا ہے؟ آپ نے آگاہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ رسول اللہ نماز سے فارغ ہوئے
فرمایا اے ابو الحسن! تمہارے پاس کھانے کو کوئی چیز موجود ہے۔ تمہارے ساتھ چل کر جس سے افطار کروں
آپ نے حیا کی وجہ سے سر جھکا لیا۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی طرف وحی کی کہ آپ رات کو علیؑ کے لال سے کھانا کھاؤ۔ دونوں چل کر جناب فاطمہؑ کے
پاس آئے۔ آپ اپنے مصدے عبادت پر مشغول نماز تھیں۔ اور آپ کی پس پشت کھانے کا بھرا ہوا گرم گرم
پیالہ موجود تھا جس سے دھواں نکل رہا تھا۔ سیدہ نے دونوں کے سامنے پیالہ رکھ دیا۔ علی علیہ السلام
نے دریافت کیا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آگیا ہے۔ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا رزق ہے۔
جس کو چاہتا ہے بلا حساب دیتا ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت علی علیہ السلام کے دونوں شانوں
پر رکھ کر فرمایا۔

”اے علی! یہ تمہارے دینار کا بدلہ ہے۔“ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا۔ خدا کا شکر ہے اس نے مجھے اس وقت تک موت نہ دی

ہاں وہ چیز دیکھ لی۔ جس کو ذکر یا نے مرثم کے ہاں دیکھا تھا۔
 فقیر علیہ السلام کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے حق میں یہ

نفسہم
 ہے کہ جناب جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چادر بطور تحفہ کے
 دی۔ جس پر چادر اس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ عز و جل اس کے رسول کو دوست
 رکھے اور اس کا رسول دوست رکھتا ہو ؟

جناب علیؑ کو وہ چادر دے دی۔ آپ نے اسے ایک سزا شقیال میں فروخت
 کر دیا۔

امام ابوہریرہ اور مقداد حضرت علیؑ سے ملے۔ رسول اللہ نے آپ سے
 نے شرم کی وجہ سے اتر کر لیا۔ دھانکھنا گھر میں موجود نہیں تھا احباب
 سے تو بے پناہ کوشش کی تھی مگر ہوا پایا۔

یہ کہ آپ سے مقداد سے کہا کہ میں نے تین روز سے کچھ نہیں کھیا ہوا تھا۔
 شریف لائے۔ آپ سے پانی زور کو پانچ سو درہم میں بیچ دیا۔ آپ نے کچھ
 بچا پاس درہم آپ واپس گھر شریف لائے تھے۔ راستے میں ایک کبلی
 درہم دے کر یہ ناقہ خرید لیجیے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے سو درہم میں ناقہ
 خرید لی۔ آپ کو یک اور عربی ملا۔ دیکھا کہ اس ناقہ کو میرے پاس بیچ دیجئے
 درہم میں بیچ دیا اور پتا رہا کہ اسے حسنؑ اسے حسینؑ جاذ اعرابی کی تلاش کرو اور
 پر موجود تھے۔ حضرت مصعبؓ نے آپ کو لکھا تو سکرانے اور کہا اسے علیؑ
 تھے اور خریدے دے لے لیاں تھے اسے علیؑ سو درہم قرض کی قیمت
 لیں پچاس درہم کے عوض میں ہیں۔ جو تم نے مقداد کو دئے تھے پھر آپ

حق کہ میں نے اپنی بیٹی کے ہاں وہ چیز دیکھ لی۔ جس کو ذکر یا تے مریم کے ہاں دیکھا تھا۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے حق میں یہ
آیت نازل فرمائی ہے۔

وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ

حذیفہ کی روایت میں ہے کہ جناب جعفر طیار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چادر و بطور تحفہ کے
دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ چادر اس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست
رکھتا ہو۔ اور اس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہو۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ کو وہ چادر دے دی۔ آپ نے اسے ایک ہزار اشقال میں فروخت
کر دیا۔ پورے رقم فقرائے مہاجرین میں تقسیم کر دی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، ابوذرؓ اور مقدادؓ حضرت علیؑ سے ملے۔ رسول اللہ نے آپ سے
کھانا مانگا۔ حضرت علیؑ نے شرم کی وجہ سے اقرار کر لیا۔ (حالانکہ کھانا گھر میں موجود نہیں تھا) جب
یہ لوگ گھر میں داخل ہوئے تو ایک پیالے کو کھانے سے بھرا ہوا پایا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ سے مقدادؓ نے کہا کہ میں نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔
امیر المؤمنین علیہ السلام باہر تشریف لائے۔ آپ نے پانی زرہ کو پانیچ سودرہم میں بیچ دیا۔ آپ نے کچھ
درہم مقداد کو دے دیئے (پچاس درہم) آپ واپس گھر تشریف لائے تھے۔ راستے میں ایک عربی
نے آپ کو پکار کر کہا۔ مجھے درہم دے کر یہ ناقہ خرید لیجئے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے سودرہم میں ناقہ
کو خرید لیا۔ اور اعرابی چمکایا آپ کو ایک اور اعرابی بلا۔ اور کہا کہ اس ناقہ کو میرے پاس بیچ دیجئے
تکب نے ایک سو پچاس درہم میں بیچ دیا اور پکار کر کہا اے حسنؓ اے حسینؓ: جاؤ اعرابی کی تلاش کرو اور
آپ اپنے دروازے پر موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھا۔ تو سکرائے اور کہا اے علیؑ
ناقہ دے اعرابی جبرائیل تھے۔ اور خریدنے والے میکائیل تھے۔ اے علیؑ! سودرہم تو اونٹنی کی قیمت
ہے اور پچاس درہم زائد لاکھ پچاس درہم کے عوض میں ہیں جو تم نے مقداد کو دے دیئے تھے۔ پھر آپ
نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

بنیں جیسا کہ ہم نے ایک اعرابی کو بکتے ہوئے سنا جو خانہ کعبہ کی زچہ کو کڑے ہوئے ثنا
اللہ اے گھڑیر انگھر ہے اور یہ مہمان تیرے اہل بیت ہے ہر مہمان کی یہاں سنی ہے آج رات یوں
پاس سے اپنی طرف سے حضرت قزاق دے۔ حضرت نے فرمایا: اے اعرابی! اللہ تعالیٰ بڑا
اپنے مہمان کو دیکھ نہیں کرتا۔

حضرت ایک اور کہتے۔ دے کو کہتے ہوئے سنا اے عزیز! تو اپنی عورت کے ساتھ
حضرت ولاد ہی ہے جس کو تو عورت دے کوئی نہیں جانتا۔ کہ تو کیا ہے میں تیری بارگاہ میں
معاذ اللہ تیری سیب سے زیر سے پاس آیا ہوں۔ اور تجھے تیرے حق کا جو تجھ پر واجب ہے
میں حق کا جو آل محمد پر واجب ہے سوال کرتا ہوں۔ تجھے وہ چیز عطا کر دوں گے جو تیرے سوا
ت میں نہیں ہے۔ اور مجھ سے اس چیز کو دور رکھ جس کو تیرے سوا اور کوئی دور نہیں رکھ
وہم کہنے والوں سے زیادہ رحم کرنے دے۔ میرے علیہ السلام نے فرمایا: یہ اللہ کا اسم اعظم ہے
میں ہے حضرت نے تیری رات ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا اے آسمانوں اور زمین کو
نے دے مجھے جہاں جہاں ہم عطا فرمائے۔ حضرت نے اعرابی کے شانہ پر ہاتھ دے کر فرمایا جو
سب کیا ہے۔ اسے میں نے سنا ہے۔ میرے جو کچھ ٹوٹے ہوئے ہیں سب سے سوال کیا ہے تو یہ
کے کی کرے گا۔ کہ ایک عزا سے عورت کا حق مردانوں کا ایک نزار سے گھر تعمیر کروں گا
تو میں اور کروں گا اور ایک نزار سے تلاش معاش طلب کروں گا۔

اعرابی آتوے انصاف سے کام لے جب تم یمن میں آؤ تو علی بن ابی طالب کا نام
سب اعرابی مدینہ میں آیا۔ تو اہم حسین علیہ السلام سے کہا کہ اپنے ہاتھ سے کہہ دو کہہ والے سال
میں سے حضرت امیر کو اس بات سے آگاہ کیا فرمایا اے حسین! خدا کی قسم یہ بات ٹھیک ہے
میں نے جب یہاں حاضر ہوئے تو فرمایا۔ سچا مان! ماجرہ کو طلب کرو جب حاضر ہو گئے
سے وہ بدلتا فریاد۔ جس کو رسول اللہ سے میرے لئے لکھا تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک آدمی
کو ہزار روپے میں بیچ ڈالا۔ آپ کے چار ہزار روپے اعرابی کو دے دیئے۔ فرمایا اے اعرابی:

نیر لکنا خرچ ہوا۔ عرض کیا تیرا ہر دم فرمایا اس کو ۱۶ روپے دے دو کہ آئے حدیث کا خرچ ہوا
کے ہر دم کو نقد اور سب کہہ ہم تقسیم کر دیا مگر خدا! اللہ والے بکشتہ فیل ہے جہاں غلام

امیر المومنین علیہ السلام نے ایک اعرابی کو کہتے ہوئے سنا جو خانہ کعبہ کی زنجیر کو پکڑے ہوئے تھا
اے اللہ! یہ گھڑ تیرا گھر ہے اور یہ مہمان تیرا مہمان ہے ہر مہمان کی میزبانی ہوتی ہے آج رات میری
مہمانی اپنی جانب سے اپنی طرف سے مغفرت قرار دے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی! اللہ تعالیٰ بڑا
کریم ہے وہ اپنے مہمان کو رد نہیں کرتا۔

دوسری رات ایک اور کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا اے عزیز! تو اپنی عزت کے ساتھ
عزیز بنے عزت والا وہی ہے جس کو تو عزت دے کوئی نہیں جانتا کہ تو کیا ہے۔ میں تیری بارگاہ میں
حاضر ہوا ہوں۔ اور تیرا ہی وسیلہ تیرے پاس آیا ہوں۔ اور تجھے تیرے حق کا جو تجھ پر واجب ہے
اور تیرے اس حق کا جو آل محمد پر واجب ہے سوال کرتا ہوں۔ مجھے وہ چیز عطا کر جو تیرے سوا
اور کسی کی ملکیت میں نہیں ہے۔ اور مجھ سے اس چیز کو دور رکھ جس کو تیرے سوا اور کوئی دور نہیں رکھ
سکتا۔ اے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے! امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے
جو سربانی زبان میں ہے حضرت نے تیسری رات ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا اے آسمانوں اور زمین کو
نہایت دینے والے مجھے چار ہزار درہم عطا فرمائیے حضرت نے اعرابی کے شانے پر ہاتھ مار کر فرمایا جو
کچھ تو نے طلب کیا ہے۔ اسے میں نے سنا ہے۔ اور جو کچھ تو نے اپنے رب سے سوال کیا ہے تو جلد
ہزار درہموں سے کیا کرے گا۔ کہا ایک ہزار سے عورت کا حق مہر ادا کروں گا ایک ہزار سے گھر تعمیر کروں گا
ایک ہزار سے قرض ادا کروں گا۔ اور ایک ہزار سے تلاش معاش طلب کروں گا۔

فرمایا اے اعرابی! تو نے انصاف سے کام لیا ہے جب تم مدینہ میں آؤ۔ تو علی بن ابی طالب کا نام
پر چھ لینا۔ جب اعرابی مدینہ میں آیا۔ تو امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ اپنے باپ سے کہ دو بکہ والا سال
آیا ہے۔ امام حسین نے حضرت امیر کو اس بات سے آگاہ کیا فرمایا اے حسین! خدا کی قسم یہ بات ٹھیک ہے
سلمان کو بولئے جب سلمان حاضر ہوئے تو فرمایا۔ اے سلمان! تاجروں کو طلب کرو جب حاضر ہو گئے
تو فرمایا۔ مجھ سے وہ باغ خرید لو جس کو رسول اللہ نے میرے لئے لگایا تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک آدمی
کے ہاتھ بارہ ہزار درہم میں بیچ ڈالا۔ آپ نے چار ہزار درہم اعرابی کو دے دیئے۔ فرمایا اے اعرابی!
راستی میں تیرا کتنا خرچ ہوا عرض کیا تیرہ درہم فرمایا اس کو ۲۶ درہم دے دو میرے آنے کا خرچ ہوا
باقی رقم کو منی بھر کر فقرا اور سبکین میں تقسیم کر دیا۔ گھر خالی ہاتھ واپس تشریف لائے۔ جناب فاطمہ

نہر اسلم اللہ علیہا سے باغ کی فروخت کرنے کا ذکر کیا ۔

سیدہ عالم نے پوچھا۔ رقم کہاں ہے؟ فرمایا۔ خدا کی قسم! میں نے وہ تمام رقم ان لوگوں کو دے دی ہے جس کے بارے میں مجھے شرم محسوس ہوتی تھی کہ وہ سوال کرنے کی ذلت برداشت کریں۔ میں نے انہیں سوال کرنے سے پہلے رقم دے دی ہے۔ فرمایا۔ میں اس وقت تک آپ کو نہ چھوڑوں گی۔ جب تک میرے باہاجان میرے اور آپ کے درمیان فیصلہ نہ کریں۔ میں خود بھوکے ہوں۔ میرے دونوں بیٹے بھوکے ہیں۔ آپ نے بارہ ہزار درہم میں سے ایک درہم بھی ہمیں نہیں دیا۔ جس سے ہم کھانا کھا سکیں۔ فرمایا اسے فاطمہ! مجھے طاقت نہ کہو۔ میرا واسن چھوڑ دو۔ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ فاطمہ کی علی سے گرفت پر آسمان کے فرشتے رو پڑے ہیں۔ تم ان دونوں کے پاس جاؤ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔ فرمایا اسے پیٹی! علی کی کیوں گرفت کی ہے؟ سیدہ عالم نے تمام قصہ کہہ سنایا۔ فرمایا۔ اس کو چھوڑ دو۔ میرے نزدیک علی جیسا کوئی آدمی نہیں ہے۔ دونوں ہاتھ تشریف لے گئے۔ محوڑی دیر کے بعد رسول اللہ واپس تشریف لائے۔ پوچھا اسے فاطمہ! میرے بھائی واپس آئے ہیں؟ عرض کیا نہیں آئے۔ رسول اللہ نے فاطمہ کو سات درہم سودا بھر کر عطا کئے اور فرمایا۔ کہ علی سے کہہ دینا کہ ان کے ذریعہ تمہارے لئے کھانا خرید لیں گے۔ جب حضرت علی! سیدہ کے پاس آئے۔ تو آپ نے وہ درہم ان کے حوالے کئے۔ آپ نے ان کو دے کر فرمایا۔

بسم اللہ والحمد للہ کثیراً طیباً من فضل اللہ ۔

بائاد میں پہنچے تو ایک اور سوالی مل گیا۔ اور کہنے لگا۔ اگر تمہارا لام و مصائب کو کون قرض دے گا عرض کیا اسے ابو الحسن! مجھے اللہ کے لئے قرض دیجئے۔ آپ نے تمام رقم اس کو دے دی۔ آپ کسی اور شخص سے قرض لینے کی نکر میں تھے؟ کہ آپ سے ایک بزرگ ملا۔ اس نے کہا۔ آپ مجھ سے یہ اونٹ خرید لیجئے۔ فرمایا۔ تمہارے پاس رقم نہیں ہے۔ عرض کیا میں قیمت ادا کرنے کی آپ کو مہلت دیتا ہوں۔ آپ نے اونٹ خرید لیا۔ اور پھر اسے فروخت کر دیا۔ باقی واقعہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

میر علیہ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا۔ آپ نے نماز کی حالت میں سائل کو انگوٹھی دے دی تو پابیت نازل ہوئی۔

”انما وليكم الله ورسوله“

جو صدقات میں ضرب المثل ہے۔ ایک دعا کے الفاظ یہ ہیں:۔

يقبل الله منه كما يقبل توبة آدم وقربان ابراهيم وصح المصطفى

وصدقة امير المؤمنين

حضرت مال فقیہت ہیں سے اپنا حصہ اور سہم ذی القربی کا حصہ لے کر تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ آپ نے جب انتقال فرمایا تو آٹھ سو درہم کے سوا اور کوئی ترکہ نہ چھوڑا۔

حضرت علی علیہ السلام کا بہادری میں صفت کرنا

اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کی ہے۔ والذین معه اشد اوعلى الكفار یہ صفت حضرت علی علیہ السلام کے لئے ثابت ہے اللہ تعالیٰ نے طاوت کے قصے میں کہا ہے:۔

ان الله اصطفاه عليكم وزاده بسطة في العلم والجسم

امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت علی حضرت ابوبکر سے زیادہ اشد تھے۔ اور اس بات کا بھی امت میں اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت علی کا علم تمام لوگوں سے زیادہ تھا۔ (اہل سنت کے نزدیک) اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت علی کا علم زیادہ تھا یا حضرت ابوبکر کا۔

حضرت علی علیہ السلام کے علم کی زیادتی کے بارے میں تمام امت کا اتفاق ہے۔ اور حضرت ابوبکر کے علم کی زیادتی کو امت کا ایک گروہ سرے سے منکر ہے۔ لہذا حضرت ابوبکر کی صورت میں اعلم اناس نہیں ہیں۔

امام محمد باقر اور امام علی رضا علیہما السلام اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں: لینذر باسأشدیدا من لدنہ باس شدید علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ رسول اللہ کے نزدیک ہوتے تھے آپ کے ساتھ آپ کے دشمن سے چھا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

والصابرين في البأس والغياض وحين البأس

علی بن جبرہ۔ شعبہ سے تیارہ سے حسین سے۔ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ابی بن
منافقین کی ایک جماعت کے ساتھ شکر اسلام سے جدا ہو گیا تاکہ غزوہ حنین میں رسول اللہ
عم کے ساتھ شامل نہ ہوں۔ رسول اللہ واپس مدینہ میں تشریف لائے۔ تو حفال نے جو مسلمان
ماحقا منافق کو پھیرا یہ دیکھ کر ابی بن سلول ناراض ہو گیا اور منافقین سے کہنے لگا۔ اگر تم
ان کو کھانا کھانا نہ کر دیتے تو یہ رسول سے جدا ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی حکایت
کی ہے۔ واللہ لئن رجعنا الی المدینة لیخربننا الاعن منها الاذل یعنی
یہ نہ سے نبی اور علی کو نکال دیتے۔ زید بن ارقم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے آگاہ
دیا۔ ابی ابن سلول اشراف انصار کی جماعت کے ساتھ آیا۔ جو رسول اللہ سے معذرت کرتے
تھے۔ اور زید کی بات کی تکذیب کرتے تھے۔ زید شرمندگی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر نہ ہوا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

هم الذین یقویون لا تمفقوا علی من عند رسول اللہ حتی فیفضوا واللہ
خبر اس السماوات والارض ولكن المنافقین لا یفقهون یقولون لئن
رجعنا الی المدینة سیخربننا الاعن منها الاذل واللہ العزیز ولرسوله
وللمؤمنین

علی اور اس کے اصحاب کو منافقین پر توت اور قدرت حاصل ہے۔
رسول اللہ نے زید کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا۔ اے پچھے ہٹو میں بشارت میداؤں اللہ تعالیٰ نے تیری
بات کی تصدیق کر دی ہے اور ابن منافقین کے متعلق تم نے آگاہ کیا تھا۔ اس کو جھٹلایا ہے
ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہما السلام سے روایت ہے کہ اس شخص پر تعجب ہے جو تیار
رتا ہے۔ اس شخص کا جس نے نہ جاہلیت میں اور نہ ہی اسلام میں کسی شخص کو کوئی چرکا دیا ہے ایسے
شخص کے ساتھ جس نے صرف جنگ بد میں ۳۵ آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ اور خود کوئی زخم نہ کھایا
اہل مدینہ کے قول کے مطابق جن مشرکین کو حضرت علی علیہ السلام نے بدر کی لڑائی میں تہ تیغ کیا تھا
مندرجہ ذیل ہیں :-

ولید بن عتبہ (۲) عامر بن سعید بن عامر (۳) مطعم بن عدی بن نوفل (۴) جندب بن ابی سفیان (۵)

نوفل بن خویلد (۱۹) زمر بن الاسود (۶) حارث بن وقحہ (۸) نضر بن حارث بن عبدالدار (۹) عیمر بن عثمان
 بن کعب . علم طلحہ (۱۰) عثمان (۱۱) مالک (۱۲) دیہ دونوں طلحہ کے بھائی تھے (۱۲) مسعود بن ابی
 بن میسرہ (۱۵) عمرو بن مخزوم (۱۶) منذر بن ابی دغافہ (۱۶) مہنہ بن حجاب سہمی (۱۸) عاص بن منذر
 (۱۹) علقمہ بن کلاہ (۲۰) ابوالعاص بن قیس عدی (۲۱) معاویہ بن میسرہ بن ابی العاص (۲۲) لو
 بن . ایبہ (۲۳) عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ (۲۴) مسعود بن ایبہ بن میسرہ (۲۵) حجاب بن سائب
 عویر (۲۶) لکس بن میسرہ بن لوزاں (۲۶) زبید بن علیص (۲۸) عاصم بن ابی عوف (۲۹) سعید بن وہب
 (۳۰) معاویہ بن عامر بن عبدالقیس (۳۱) عبداللہ بن حیل بن زبیر (۳۲) سائب بن سعید بن مالک (۳۳)
 ابوالحکم بن انیس (۳۴) ہشام بن ابی ایہ

مؤلف کتاب نے ایک آدمی کا نام تحریر نہیں کیا جس کی دوسے ۲۵ آدمیوں کی تعداد پوری
 جاتی ہے)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جنگ بدر میں چالیس سے اندازہ آدمی قتل کئے تھے
 جناب امیر علیہ السلام نے جنگ احد میں مندرجہ ذیل مشرکین کو قتل کیا۔

(۱) سرطاشہ بن ابی طلحہ (۲) طلحہ کا بیٹا ابوسعید (۳) اس کے بھائی خالدہ (۴) وعلہ (۵)
 (۶) محاسن (۷) عبدالرحمن بن حمید بن زہرہ (۸) حکم بن انیس بن شریق ثقفی (۹) ولید بن ارطاة (۱۰) ابی
 بن ابی حذیفہ (۱۱) ارطاة بن شریح (۱۲) ہشام بن ایہ (۱۳) مسافع (۱۴) عمرو بن عبداللہ جلی (۱۵)
 بن مالک بن مغافری (۱۶) صواب موی عبدالدار (۱۷) ابو حذیفہ بن میسرہ (۱۸) قاسط بن شرح عبدی
 (۱۹) میسرہ بن میسرہ (۲۰) ان کے علاوہ ان مشرکین کو بھی قتل کیا جو شرکت کو گئے تھے۔

حضرت عمر اور حضرت عثمان جنگ احد میں بھاگ گئے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔
 حضرت ابوبکر کے ثابت قدم ہونے میں ان کا کل کیا ہے آیا آپ موجود رہے یا بھاگ گئے تھے۔
 امیر علیہ السلام نے جنگ احد میں مندرجہ ذیل مشرکین کو تہ تیغ کیا۔

(۱) عمرو بن حمید بن زہرہ (۲) اس کا بیٹا (۳) نوفل بن عبداللہ بن میسرہ (۴) جند بن عثمان عبدی (۵) جند

بن ابی حمیرہ مخزومی

آندھی اس قدر تند و سے چل پڑی جس کی وجہ سے کف دست کھا کر بھاگ گئے

حضرت امیر علیہ السلام نے جنگ جبین میں چالیس آدمیوں کو قتل کیا۔ ان کے سوار ابو جردل کو طول
س دو ٹکڑوں میں کاٹا۔ حضرت امیر علیہ السلام کی تلوار اس کے نوذ علامہ، جو کشتن جسم کو کاٹتی ہوئی زمین تک
پہنچی اس شخص کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔

اس جنگ میں حضرت امیر علیہ السلام نے چالیس ہزار کفار کے ساتھ جہاد کیا، جتنے کہ آسمانی
دائگی تھی۔

حضرت نے غزوۃ السدہ میں سات نامور کافروں کو قتل کیا جن میں سعید بن مالک، عجل بھی تھا
غزوہ بنو نضیر میں گیا وہ سرکشوں کو قتل کیا۔

بنو قریظہ میں روسا سے ہمدردی کو قتل کیا۔ جیسے حمی بن اخطب اور کعب بن اشرف اور غزوہ بنو مصطلق
س مالک اور اس کے بیٹے کو فی النار واستقر کیا۔

جناب امیر علیہ السلام دشمن کو دو طرح قتل کرتے تھے، یا طول میں اس کے دو ٹکڑے کر دیتے تھے،
دو میدان میں سے قلم کر دیتے تھے، حضرت کی ضربیں بے نظیر تھیں، کوئی شخص آپ کی طرح تلوار کا دار نہیں
سکتا تھا، میدان کے دھینوں کا مقولہ ہے کہ تلوار چلانے کی چھٹیں ہیں جو سب کی سب حضرت امیر
سے مانگوں کی گئیں ہیں، علویہ (۲) سفلیہ (۳) فلیہ (۴) مالہ (۵) حبالہ اور (۶) بحرہ نام

فتح مکہ کے روز فایک عرب اسد بن علویم کو قتل کیا، غزوہ وادی الرمل میں بڑے بڑے بہادری
تل کیا۔ جنگ طائف میں خشم کے گردہ کو شکست دی، شہاب بن عباس اور نافع بن عتبہ کو قتل کیا۔
میں) جب رسول اللہ مسجد حرام کی طرف تشریف لے جاتے تھے، نو مکہ کے لوڈے آپ کو پتھر مار تے
تھے، آپ ان لوڈوں سے قتال فرماتے تھے، اور انھیں بھگا دیتے تھے۔
شب ہجرت کس بہادری کے ساتھ بستر رسول پر سو گئے۔

جنگ جمل میں آپ کی بہادری زبان زد خاص و عام ہے آپ نے اونٹ کے دونوں پاؤں قطع کر دیے
س کی وجہ سے اونٹ گر پڑا تھا۔

لیقۃ الہریر کی بات آپ نے تین سو تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر پر ایک دشمن کو قتل کیا۔
ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ۵۲۳ آدمیوں کو قتل کیا۔ اس بات کو اعظم کوئی نے اپنی تاریخ میں
بان کیا ہے، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے سات سو آدمیوں کو واصل جہنم کیا، حضرت امیر علیہ السلام

کی ذرہ کی کوئی پشت نہ تھی۔ اور نہ ہی آپ کی سلاخی میں کوئی ٹھٹھا یا ٹھٹھی تھی۔

حضرت امیر علیہ السلام اپنے گروہ زر عثمان بن حنیف کو ایک خط لکھا۔ جس میں تحریر فرمایا کہ اگر تمام عرب میرے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں تو میں ان سے روگردانی نہیں کروں گا۔ اگر مجھے موقوف مل جائے گا تو میں ان کی گردنیں اڑا کر رکھ دوں گا۔

کتاب الفائق میں تحریر ہے کہ جب حضرت علی شہین پر حملہ کرتے تھے تو وہ پہاڑوں کی طرف دوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔ جب قریش آپ کو جنگ میں دیکھتے تھے تو خوف کی وجہ سے کانپ اٹھتے تھے۔ ایک جنگ کے موقع پر ایک شخص نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو شکر سے بھاگ نکلا اور کہا موت کا فرشتہ اس طرف ہوتا ہے جس پر علیؑ ہوتے ہیں۔

حدیث خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام بار بار حمد کرنے والا اور نہ بھانکنے والا رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ کو گرامی کے نام گرامی سے کفار کو ڈرایا کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبل نے ان فضائل میں شہاد بن ہادی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میں کا وفد آیا کچھ گفتگو کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم غناہ قائم کرو۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک مرد بھیجوں گا جو تم سے لڑائی لڑے گا اور تمہاری اولاد کو قید کرے گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا وہ شخص میں ہوں گایا یہ ہیں گے۔ آپ نے ہاتھ سے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا۔

تاریخ نسوی میں عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف سے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تم غناہ پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ ورنہ میں تمہارے پاس ضرور ایک آدمی روانہ کروں گا۔ جو مجھ میں سے ہوگا۔ یا میرے نفس کی مانند ہوگا جو تم سے جہاد کر کے تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ لہذا تمہاری اولاد کو قید کر دی جائے گا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑا۔ اور فرمایا کہ وہ یہ ہیں۔

صحیح ترمذی مباحث خطیب بغدادی اور فضائل معانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے بعد پہل بن عبیر سے فرمایا۔ اے گروہ قریش! تمہیں بڑے کاموں سے باز آ جانا چاہیے۔ ورنہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ ایک ایسا آدمی بھیجے گا جو دین پر تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ اس سے مراد حضرت

علی علیہ السلام تھے

والذین معہا شداد علی الکفار کی امام رضا علیہ السلام نے تفسیر فرمائی۔ اور کہا علی علیہ السلام ابن لوگوں میں سے ہیں۔

صفین کے جنگ کے روز معاویہ نے شعیبوں کو کہا۔ علی کو نیزوں پر رکھ دو۔ تاکہ لوگوں اور شہروں کو اس سے نجات ملے۔ مروان نے کہا خدا کی قسم۔ آپ نے ہم پر ایک بھاری کام ڈال دیا ہے۔ خدا کی قسم علی تو قتل کرنا ایسا ہے۔ جیسے وادی کے اژدہ ہے یا جنگل کے شیر کو قتل کرنا۔ یہ سن کر معاویہ نادان ہو کر کھڑا ہو گیا۔

عمر نے کہا میں نے علی سے زیادہ ذرا کو علم سمجھنے والا کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ جب حضرت علی شہید ہوئے تو عمرو بن عامر معاویہ کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ تمہیں بشارت ہو کہ شیر مارا گیا۔ جس کے ہاتھ عراق پر پھیلے ہوئے تھے۔

معاویہ نے جواب میں یہ شعر پڑھا

قل للارانب تربع حیث ماسلکت وللطیاء بلا خوف ولا حذر

خوکوشوں اور ہرنوں سے کہو۔ جہاں چاہیں بلا خوف و خطر چرا کریں۔

ابو السداوات نے فقائل المشرہ میں روایت کی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام ایک مشرک سے لڑ رہے تھے۔ مشرک نے کہا اے ابن ابی طالب اپنی تلوار مجھے بخش دیجئے۔ حضرت امیر نے اس کی طرف تلوار پھینک دی۔ مشرک نے کہا اے ابن ابی طالب تعجب کی بات ہے کہ آپ نے ایسے وقت میں تلوار میری طرف پھینک دی ہے خرابیا۔ تم نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ یہ شان نہیں ہے۔ کہ سوالی کے سوال کو رد کرے۔ کافر نے اپنے نفس کو زمین پر گرا دیا۔ حضرت کے قدم لئے اور مسلمان ہو گیا۔

جبرائیل نے کہا لا سیف الا ذو الفقار ولا فتی الاعلی

تلوار صرف ذو الفقار ہے اور جو ان صرف علی ہیں

ایک فتن کیش نے روایت کی ہے کہ جنگ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی نہیں تھا۔ کنواں دشمن کے درمیان میں تھا۔ مشرکین کنواں کے اوپر بھی موجود تھے۔ آپ کنوؤں کے پاس آئے اور اس میں اتر گئے۔ برتن کو بھرا۔ اس کو کنوؤں کے کنارے پر رکھا۔ پانی بہہ گیا۔ آپ دوسری بار نیچے اترے پھر پانی بہہ

گیاتیسری یار کنوئیں میں اترے۔ پانی کو کنوئیں پر نہ رکھا بلکہ اس کو لئے ہوئے اوپر چڑھ آئے۔ پانی لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کو دیکھ کر مسکرا دیا، اور فرمایا: تم بتاؤ گے۔ یا میں بیان کروں۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ بیان فرمائیے۔ آپ کا کلام زیادہ شیریں ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قضیہ بیان فرمایا۔ پھر کہا وہ جبریل تھے جو تمہارا امتحان لے رہے تھے۔ اور فرشتہ تیرے دل کی مضبوطی دیکھ رہے تھے۔

محمد بن ابی سہری تمہیں احمد بن مزین سے اس نے نہدی سے اس نے دبرہ سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلق کے لئے نکلے۔ اور وادی و غرہ کے پاس اترے تو رات کے آخری حصے میں جبرائیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو آگاہ کیا کہ کفار وادی جن میں ساکن ہیں، اور آپ کو تکلیف دینے کے درپے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین کو طلب کیا اور کہا کہ وادی کی طرف چلے جاؤ۔ آپ وادی کی سرحد کے قریب پہنچے۔ تو اپنے اصحاب سے فرمایا ہر حد کے قریب ٹھہر جاؤ جب تک تمہیں حکم نہ دیا جائے کوئی بات چیت نہ کرنا۔ پھر آپ آگے بڑھے اور وادی کی سرحد پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دشمن سے بچنے کے لئے دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہترین اسماء کے ساتھ یاد کیا۔ پھر اپنے اصحاب کو اپنے قریب آنے کو کہا۔ پھر انہیں وادی میں اترنے کا حکم دیا۔ انہیں ایک سخت آندھن نے گھیر لیا۔ قریب تھا کہ انہیں منہ کے بل گرا دے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے چٹا کر کہا، میں علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب رسول اللہ کے رسول کا وصی ہوں اور میں آپ کا ابن عم ہوں۔ اگر لڑنا ہے تو سامنے آجاؤ۔ کچھ لوگ جاٹوں کی صورت میں نمودار ہوئے جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے۔ جنہوں نے وادی کے اطراف میں سکونت اختیار کی ہوئی تھی۔ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے وادی کے اندر تڑان پڑھتے ہوئے داخل ہوئے۔ آپ نے دائیں بائیں تلوار چلاتا شروع کی۔ تھوڑی دیر کے اندر وہ تمام لوگ کسے دھوئیں کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ امیر المؤمنین نے بکیر بند کی۔ پھر اوپر چڑھ آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کی چال سے پچا لیا ہے اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ کیا ہے ان میں سے جو بچ گئے ہیں۔ وہ میرے پاس اس غرض کے لئے آئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ پر ایمان لائیں۔ حضرت علی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی! تیرے پاس وہ آیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے سے ڈرا ہے اور

وہ ڈر کے مارے اسلام لایا ہے۔

اہل سنت نے بھی اسی طرح ابن مسعود کی روایت سے بیلاہن کا قصہ بیان کیا ہے اسماء اللہ کے ذریعے جنات کی جنگ کی صحت کا اقرار کیا ہے۔

محمد بن اسحاق یحییٰ بن عبد اللہ بن حارث اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اور ابو عمرو بن عثمان بن احمد۔ محمد بن یارون اپنے اسناد سے ابن عباس سے ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں۔ جدیدہ میں پانی نسلنے کی وجہ سے سخت پیاس محسوس ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کون ایسا آدمی ہے جو ستوں کو لے کر کنوئیں ذات العلم کے پاس جائے۔ اور وہاں سے پانی لے آئے۔ میں اس شخص کے لئے جنت کا ضمان ہوں۔ ایک جماعت روانہ ہوئی جس میں مسلم بن اکوع شامل تھا۔ جب یہ لوگ درخت اور کنوئیں کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے شور و غل۔ ٹھوہلوں کی آواز اور آگ کو دیکھا۔ جو کھڑیوں کے بغیر جل رہی تھی۔ یہ لوگ خوف کے مارے واپس لوٹ آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو ستوں کو لے کر ذات العلم کنوئیں کے پاس چلا جائے اور وہاں سے پانی لے آئے۔ میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ بنو سلیم کا ایک شخص روانہ ہوا اور اس کے ساتھ کچھ لوگ اور بھی تھے۔ یہ لوگ خوف کے مارے واپس لوٹ آئے۔ تب تیسری بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں کون ایسا آدمی ہے جو ان ستوں کو لے کر ذات العلم کے کنوئیں سے پانی لے آئے۔ میں اس کے لئے جنت کا ضمان ہوں۔ کوئی شخص خوف کے مارے اس خدمت کے لئے تیار نہ ہوا۔ وہ نہ کسی وجہ سے لوگوں پر پیاس کا سخت غلبہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ ان ستوں کو لے کر کنوئیں ذات العلم کے پاس چلے جاؤ۔ تم انشاء اللہ العزیز پانی لاؤ گے اور صبح سلام واپس لوٹو گے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم پر خوف طاری تھا۔ حضرت علی علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ جو کچھ تم سنو اور دیکھو اس سے سرگرم نہ رہنا انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب ہم درخت کے قریب پہنچے۔ تو آگ کھڑیوں کے بغیر جل رہی تھی۔ اور خوفت کی آوازیں آنے لگیں اور کٹے ہوئے سر دکھائی دیئے۔ شور و غل بلند تھا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرما رہے تھے میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اور کسی قسم کا خوف نہ کرو۔ اور تم

میں سے کوئی شخص دائیں بائیں نہ دیکھے۔

ہم لوگ درخت کو عبور کر کے پانی کے پاس پہنچ گئے۔ براہ بن عازب نے کنوئیں میں ڈول ڈال کر بھر لیا۔ ایک ڈول بھرا یا دو ڈول پھر کسی ٹوٹ گئی۔ ڈول کنوئیں میں گر پڑا۔ کنواں تنگ تنگ اور بہت گہرا تھا اور کنوئیں سے زور زور کے قہقہوں کی آوازیں آئیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کون شخص شکریں جا کر ڈول اور سی لاتا ہے؟ آپ کے اصحاب نے عرض کیا: ہم میں کوئی اس بات کی طاقت نہیں رکھتا، آخر کار آپ کنوئیں میں اتر گئے۔ قہقہوں کی آوازیں زیادہ بند ہونے لگیں، آپ کنوئیں کی مراقی کے ذریعے اترتے جا رہے تھے، ناگاہ حضرت کا ایک پاؤں پھسل آیا کنوئیں میں جا پڑے۔ ہم نے سخت پریشانی اور اضطراب کی آواز کو سنا، اور آواز کی نعر خرامت ایسی تھی جیسے خفاق دالے آدمی کی سانس نعر خرامت کے ساتھ آتی ہے۔ پھر حضرت نے آواز بلند کی: اللہ اکبر! اللہ اکبر! میں اللہ کا بندہ ہوں میں اللہ کے رسول کا بھائی ہوں۔ (اے ساتھ اپنی مشکوں کو لاؤ۔ حضرت ایٹرنے ان کو پانی سے بھر لیا۔ ایک ایک کو اٹھا کر باہر لائے۔ آپ ہمارے سامنے چل پڑے اور ہم لوگوں نے کسی چیز کو نہ دیکھا۔

آخر کار جناب امیر علیہ السلام رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! تم نے راستے میں کیا کیا وقعتات دیکھے۔ آپ نے تمام وقعتات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ستر تم نے دیکھے تھے، اور جن سے خوفناک آوازیں نکل رہی تھیں، یہ مثال میری قوم کی ہے۔ جو بات زبانوں سے کہتے ہیں لیکن وہ ان کے دلوں میں موجود نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی کوئی نیکی اور اچھائی قبول نہیں کرے گا اور قیامت کے روز ان کے اعمال کی کوئی وقعت نہیں ہوگی اور وہ آگ جو کڑیوں کے بغیر جل رہی تھی اس سے وہ قند مراد ہے جو میرے بعد برپا ہوگا اس فتنے کے وقت کھڑا ہونے والا اور بیٹھنے والا برابر ہوگا۔ ان کے اعمال کو بھی اللہ تبدیل نہیں کرے گا۔ قیامت کے روز ایسے لوگوں کے اعمال کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔ آواز لگانے والا سلف بن عراف تھا۔ یہ اللہ کا دشمن شیطان تھا۔ جو تہوں کے اندر میٹھ کر قریش کے ساتھ گفتگو کرتا تھا اور میری یہی بیانی کرتا تھا۔

عید النہین صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن مالک کو صلح حدیبیہ کے روز پانی لانے کے لئے روانہ کیا۔ وہ ناکام واپس آیا۔ اور باقی لوگ بھی پانی لانے سے قاصر رہے پھر آنحضرت نے علی علیہ السلام

روانہ کیا۔ آپ پانی بھر کر لائے اور پانی کے ڈول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکیر کی اور آپ کے حق میں دعا کی۔

کیا ایسی بہادری کسی کو پہلوان کے لئے ثابت ہے۔ جیسے رستم اسفندیار۔ گشتاسپ
من یا عرب کے کسی شہسوار کے لئے جیسے عنترہ بنی۔ عامون طفیل۔ عمرو بن عبد ود یا ترک
کے میدان میں کودنے والے کسی فرد کے لئے ایسی بہادری ثابت ہے افراسیاب وغیرہ
حضرت علی علیہ السلام ایسے بہادر تھے کہ شکر کو اس طرح الٹ پلٹ کر کے رکھ دیتے تھے
جیسے بالوں کو الٹ پلٹ کر دیا جاتا ہے یا شکر کے اس طرح پٹے لگا دیتے جس طرح کاغذوں
پر لکھا جاتا ہے جوگ آپ کے لئے آسان اور کوشش کرنا آپ کی فطرت میں داخل تھا فتح مندی
پس کی رشتہ میں سمودی گئی۔ دشمن آپ کی نگاہ میں ایسے تھا جیسے شیر کی نگاہ میں بکری بہت
بڑے بہادر اٹھارت میں گھسنے والے اور بہت بڑے دلیر۔ لوگوں کی گردنیں آپ کی تلوار کا نیام
تھیں جس جنگ میں تشریف لاتے تھے تو دشمن کا خوف ساتھیوں سے دور ہو جاتا تھا۔ اور آپ
وغالب علی کل غالب علی بن ابی طالب کہا جاتا تھا۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا زہد اور قناعت

حضرت علی علیہ السلام کے حالات زندگی سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے مالی دنیا کبھی
میں نہیں کیا۔ اور نہ ہی ریاست اور حکومت کا لالچ کیا۔ جب لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں منہ امیر و
نعم امیر کی آواز دگاہے تھے تو حضرت ابو بکر نے زبردستی خلافت کا کرتہ زیب تن کر لیا اس
وقت حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجئیر و تکفین میں مصروف تھے۔ اللہ عزوجل نے
فرمایا ہے ان اکرمکمْ عند اللہ اتقاکھ اور مہاجرین کے بارے میں فرمایا ہے للفقراء
المہاجرین الذین اخرجوا۔

امت کا اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت علی مہاجرین میں سے زیادہ فقیروں تھے۔
اور اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت ابو بکر ایک مال دار آدمی تھے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے مال دُنیا کبھی جمع نہ کیا۔ اور نہ ہی گناہوں سے کوئی تعلق رکھا۔ آپ کے
 بہرہ پر رسول اللہؐ نے گواہی دی ہے۔ "علی نے دُنیا سے کچھ نہیں لیا۔ اور نہ ہی دُنیا نے آپ سے کچھ
 لیا ہے۔"

حضرت علامہ طوسی کی کتاب امالی میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک ایسی چیز کے ساتھ ذریت دی، کہ اور بندوں کو اس سے
 ذریت نہیں دی، وہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ تم کو دُنیا سے بہرہزگاری کے نعمت سے
 لوازا۔ نہ تم نے دُنیا سے کوئی چیز لی، اور نہ ہی دُنیا نے تم سے کچھ لیا۔ تمہیں مساکین کی محبت عطا کی
 اور تجھے ان کی تابعداری پر راضی قرار دیا۔ اور وہ نیرے امام ہونے پر راضی ہیں۔

کتاب اللؤلؤیات میں عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں جناب علی علیہ السلام سے زیادہ زیادہ کسی شخص کو نہیں جانتے۔
 قوت القلوب میں ابن عیینہ سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب صحابہ میں سب سے
 زیادہ زاہد تھے۔

سفیان بن عیینہ زہری سے روایت کرتے ہیں وہ مجاہد سے اس نے ابن عباس سے روایت
 کی ہے کہ آیت فاما من طفی وَاثر الحیاة الدنیا علقمہ بن حداثہ بن عیدار کے بارے میں
 نازل ہوئی ہے۔

آپ معصیت سے باز رہے اور اپنے نفس کو خواہش نفسانی سے دور رکھا۔ اور آپ کی قرار گاہ جنت
 ہے یہ آیت خاص طور پر حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور جو شخص آپ کی سیرت پر چلے گا۔
 وہ عام طور پر اس آیت کا مصداق ہوگا۔

قنادہ حسن سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ان للمتقين مغازا
 حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ان لوگوں کے سردار ہیں جنہوں نے
 ان کا بے معاصی سے کنارہ کشی کی۔

قزائن ربت سے اہل بیت خاص طور سے مراد ہیں۔ اور باقی بہرہزگار عام طور پر۔
 تفسیر ابو یوسف یعقوب بن سفیان میں مجاہد سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ

آیت ان المتقین فی ظلال و عیون میں گناہوں میں سب سے زیادہ پہنچنے والے علی بن ابی طالب
 حسن و حسین علیہم السلام ہیں۔ جو درخت طوبی کے نیچے قیامت کے روز تشریف فرما ہوں گے اور
 ایک ایسے نیمہ کے نیچے ہوں گے جس کا طول کئی قرسخ کی راہ ہوگا۔ اور آیت کذاک بخزی الحنین
 سے مراد اللہ تعالیٰ کے مطیع بند سے اہل بیت محمد میں جو جنت میں ہوں گے۔ اور آیت ان اللہ
 مع الذین اتقوا والذین هم عندہم حسنون سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

کتاب حلیہ الاولیاء میں سالم بن جعد سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین علی علیہ السلام کے زمانہ
 خلافت میں بیت المال کو اس حالت میں دیکھا کہ بکریاں اس میں مینگیاں کیا کرتی تھیں۔ شعی سے روایت
 ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام بیت المال میں بھاڑ دے کر اس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

ابو عبد اللہ بن محبوب بصری اپنے اسناد سے سالم جعدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں موجود تھا۔
 حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں شام کے وقت مال لایا گیا۔ آپ نے فرمایا اس مال کو تقسیم کر دو۔ لوگوں
 نے عرض کیا اب شام ہو گئی ہے۔ صبح کو تقسیم کریں گے۔ فرمایا۔ تم میں سے کون اس بات کی ضمانت
 دیتا ہے کہ میں صبح تک زندہ رہوں گا۔ عرض کیا۔ اب ہم کیا کریں۔ فرمایا۔ تاخیر نہ کرو۔ اس کو اسی وقت
 تقسیم کر دو۔

روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ آپ کے پاس چادر خریدنے کے
 لئے تین درہم بھی نہ تھے۔ بیت المال کا تمام کا تمام مال آپ کے قبضے میں ہوتا تھا۔ اور اس کو لوگوں
 میں تقسیم کر دیتے۔ اور اس میں نماز پڑھتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ہے کہ میں جس طرح اس میں خالی
 ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خالی ہاتھ اس سے باہر نکالا ہے۔

ابو جعفر طوسی نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ مال کسی ایسے شخص
 کو دے دیجئے جس کے متعلق آپ کو خطرہ ہو کہ وہ بھاگ کر معاویہ سے جا ملے گا آپ نے فرمایا میں ظلم
 کا خوف نہیں مدد طلب کرنا پسند نہیں کرتا۔ خدا کی قسم میں اب ہرگز نہیں کروں گا۔ جب تک سورج چمکتا اور
 آگ بجلتی ہے۔ خدا کی قسم اگر لوگوں کا مال میرا مال ہوتا تو میں ضرور ہمدردی کرتا۔ لیکن یہ مال ان کا
 ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں چاندی اور سونے کے دو توڑے پیش کئے گئے فرمایا
 اے خدا کی قسم اپنی زرہی خوب دکھا۔ اے سفید اپنی سفیدی خوب دکھا۔ (اے سونا اے چاندی) کسی غیر کو

دھوکہ دو۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پانچ سال حکومت کی۔ آپ نے نہ کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ کوئی چیز ذخیرہ کی اور نہ ہی چاندی اور سونا چھوڑا۔

ابن ابی سیفان ثوری سے روایت کیے کہ حضرت کی زمین میں پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا آپ نے اس بات کی بشارت دی گئی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ وارشہ کو خوشخبری دو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس چشمہ کا نام بینع رکھا۔

الغالب میں زنجیری سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک قمیض خریدی ماسیتین کا حصہ جو انگلیوں سے زیادہ تھا۔ آپ نے اسے کاٹ دیا اور فرمایا۔ اومی کے لئے اتنا کافی ہے۔ خصال الکمال میں ابوالحسن لمی سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین ایک باٹا میں سے گندہ تھے کرمی میں آپ کی قمیص کا دامن پھنس گیا اور پھٹ گیا۔ پچھتے ہوئے حصے کو لئے ہوئے درزیوں کے پاس آئے فرمایا۔ اسے سی دو۔ اللہ تمہیں برکت دے۔

اشعث عبادی سے روایت ہے کہ میں نے فرات پر حضرت علی علیہ السلام کو جمعہ کے روز دیکھا آپ نے کھدر کی ایک قمیص تین درہموں میں خریدی اور اسے پہن کر لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی۔ بعد میں اس کا گلا نہ سلوایا۔

شبیک سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو کوٹ کے اوپر ایک تہہ بند باندھے ہوئے دیکھا اور تہہ کو نصف ساق تک ڈالے ہوئے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام قمیص پہنا کرتے تھے۔ پھر آپ باقیہ پھیلاتے تھے جو انگلیوں سے زیادہ ہوتی تھی۔ اس کو کاٹ دیا کرتے تھے۔

علی بن رمیعہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو ایک چادر پہنے ہوئے دیکھا میں نے آپ کی خدمت میں اس بارے میں عرض کیا۔ فرمایا۔ اس کے علاوہ کون سا پکڑا پہنوں۔ اس میں ستر عورتیں بھی گورپ سینہ علی جذب ہو جاتا ہے۔

کتاب فضائل احمد میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے جسم مبارک پر ایک موٹی چادر دیکھی گئی

جس کو آپ نے پانچ ورہم میں خریدا تھا۔ اور اس چادر میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ لوگوں نے اس بار سے
میں آپ سے دریافت کیا۔ فرمایا مومن اسی کی پیروی کرتے ہیں اس سے دل میں شریع پیدا ہوتا ہے۔ اور اس
سے نفس ذلیل ہوتا ہے اور خرچ میں کفایت ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ لباس نیکو کاروں کے لباس کے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ میری شرمگاہ کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ کافی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ مجھے بکھرے دور رکھتا ہے۔ اور نہایت فاسد ہے کہ مسلمان اس کی

چسبہ دی کرے۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ جعدی بن لہجہ خارجی نے امیر المومنین سے کہا۔ اے علیؑ اللہ سے ڈرو۔

اور تم مرنے والے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کی قسم (تم) حضرت علیؑ کے مقتول ہو موت کا آنا اٹل ہے اور عہد

معمور ہے جس نے اس کو جھٹلایا وہ ناکام رہا۔ حضرت کی آستین انگلیوں سے متجاوز نہیں ہوتی تھی۔ فرمایا کرتے

تھے آستینوں کو ہاتھوں پر فضیلت نہیں ہے۔ حضرت نے ایک فقر کو دیکھا جس کی قمیص کی آستین پھٹی

ہوئی تھی۔ حضرت نے اپنی قمیص کی آستین پھاڑ کر اس کی طرف پھینک دی۔

امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پاس صرف بکری کی ایک کھال ہوا کرتی تھی جس پر

ہمت کے وقت میں اور فاطمہ سویا کرتے تھے۔ اور دن کے وقت اونٹ اس پر چارہ کھایا کرتا تھا۔

مسند موصلی میں شعبی حارث سے اور اس نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے۔ کہ رات کو

سونے کے لئے فاطمہ میرے لئے باری کی کھال پکھا دیتی تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک پکڑ خریدا

جو آپ کو عمدہ معلوم ہوا۔ آپ نے اسے راہ خدا میں دے دیا۔

امام غسانی نے احیاء العلوم میں تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت علیؑ بیت المال میں سے کچھ نہ

لیتے تھے۔ خرچ کی خاطر آپ نے اپنی تلوار فروخت کر ڈالی غسل کے وقت آپ کے پاس صرف ایک

قمیص ہوتی تھی اس کے علاوہ کوئی اور قمیص نہ تھی۔

فضائل احمد میں ہے کہ ایک روز حضرت علیؑ فرما رہے تھے۔ میری اس تلوار کو کون

خریدے گا۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس چادر خریدنے کے لئے رقم ہوتی تو میں اس کو فروخت نہ کرتا۔

ابن سعد اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام درود کا ہزار

کے پاس تشریف لائے۔ ایک دکاندار سے فرمایا۔ مجھے دو کپڑوں کی ضرورت ہے۔ اس شخص نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! میرے پاس آپ کی مرضی کے مطابق کپڑے موجود ہیں۔ جب اس دکاندار نے حضرت امیر کو پہچان لیا۔ تو حضرت وہاں سے چل بیٹے۔ ایک اور دکان دار کے پاس تشریف لائے۔ جو اڑکا تھا۔ حضرت نے وہاں سے دو کپڑے خریدے ایک تین دہم میں دوسرا دو دہم میں اپنے غلام قنبر سے فرمایا۔ تین درہموں والا کپڑا تم سے لو۔ قنبر نے عرض کیا۔ آپ اس کے پہننے کے زیادہ حق وار ہیں۔ حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔ اور لوگوں کو خطبہ دیا۔

فرمایا قنبر! تم فوجوان ہو۔ تم ہیں جوانی کا جوش موجود ہے۔ یہ کپڑا (تم پہنیں) مجھے میرے رب سے شرم آتی ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو تم پر ترجیح دوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اپنے غلاموں کو وہ پہناؤ۔ جو تم خود پہنتے ہو۔ اور انھیں وہ کھلاؤ۔ جو تم خود کھاتے ہو۔ جب حضرت امیر نے قمیص کو پہنا تو اس کی آستینیں لمبی تھیں۔ آپ نے اس کے کاٹنے کا حکم دیا اور اس کمرے کی فیکروں کے لئے ٹوپیاں بنوائیں۔ دکاندار کے نے عرض کیا۔ لایے ہیں اس کی آستین ٹھیک کر دوں۔ فرمایا۔ اسے ویسے ہی رہنے دو۔ لڑکے کا والد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا بیٹا جناب کو نہیں جانتا تھا۔ اور وہ دہم جو نفع کے لئے وہ حاضر خدمت ہیں۔ فرمایا۔ میں ان کو نہیں لوں گا اس نے مجھے لباس پہنایا اور میں نے ایک اور کو لباس پہنایا۔ ہم نے ایک دوسرے کی رضامندی کے ساتھ سودا کیا تھا۔ اس واقعہ کو احمد نے کتاب الفضائل میں روایت کیا ہے۔

علی بن عمران سے روایت ہے کہ امام حسن بن علی علیہما السلام کا ایک روم کا باہر نکلا جو پیشم کا کپڑا اور سونے کی منسلی پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ میرا فرزند ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں آپ نے اس کو بلایا۔ اور قمیص کو پھاڑ دیا۔ اور منسلی کو اتار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

عمر بن نجر سکونی سے روایت ہے کہ ایک جاٹ نے حضرت کی خدمت میں چڑھنے کے لئے گھوڑا پیش کیا۔ حضرت نے رکاب میں قدم رکھا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا۔ جب زین پر ہاتھ رکھا۔ تو ہاتھ پھسل گیا فرمایا۔ یہ پیشم ہے۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا۔ میں اس پر سوار نہ ہوں گا۔

امام عروالی نے احیاء العلوم میں تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت کے پاس ایک برتن میں ستورہ کھے ہوئے تھے جس پر ہرنگی ہوتی تھی۔ کسی نے کہا آپ عراق میں ایب کو تھے ہیں جہاں الملوک کی کثرت ہے فرمایا میں نخل کی

سے ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ میں اس بات کو نگہ نہ تصور کرتا ہوں۔ کہ اس میں سستو کے علاوہ اور کوئی چیز شامل ہو جائے۔ اور میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میرے پیٹ میں کوئی غیر پاکیزہ چیز چلی جائے۔
 معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام عمار سے اپنی مٹا منگو کر کھاتے تھے۔

ابھیخ بن نہاتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے شہر میں اپنے لباس سواری اور زاد راہ کے ساتھ داخل ہوا ہوں۔ اگر میں تمہارے شہروں سے ان چیزوں کے علاوہ کوئی اور چیز لے کر نکلوں تو خائن ہوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اہل بصرہ سے فرمایا تم مجھ پر کیا عیب لگاتے ہو جو قمیص میں پہنے ہوئے ہوں۔ اس کا سوت میرے گھروالوں نے کا تا ہوا ہے آپ نے اپنی قمیص کی طرف اشارہ کیا۔

سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کو سوکھی روٹی کھاتے ہوئے دیکھا جس کو اپنے گھٹنوں سے تھرتھرتے تھے اور ایسے باسی دودھ میں ڈبو کر کھا رہے تھے جس سے کھٹی بو آ رہی تھی۔ میں نے فضا سے کہا تم پر افسوس ہے۔ تم اس بزرگ کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتی۔ جب تم آٹے میں بھوسی دیکھو تو اسے چھان لیا کرو۔ امیر المومنین نے فرمایا میرے مال باپ اس شخص پر تسربان ہوں جس نے چھنا ہوا کھانا نہیں کھایا۔ اور کبھی پیٹ بھر کر گندم کی روٹی نہیں کھائی تھی۔ حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔
 (اس سے مراد رسول اللہ ہیں) حضرت نے عقبہ بن علقمہ سے فرمایا اے ابو جنوب! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس سے بھی زیادہ سوکھا کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور اس سے زیادہ موٹا لباس پہنا کرتے۔ میں اس سے زیادہ نہیں ہوں گا۔ اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھے خوت ہے کہ میں آنحضرت سے ایسی ہمت میں ہوں۔

عمرو بن حرث سے روایت ہے کہ جناب فضہ ایک تھیلی لائیں جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ آپ نے اس سے متغیر اور سخت روٹی نکالی۔ عمرو بن حرث نے کہا اے فضہ اگر اس روٹی کے آٹے کو صاف کر لیتی تو اچھا ہوتا۔ فضہ نے کہا میں نے یہ کیا تھا لیکن حضرت نے منع فرما دیا تھا۔ میں اس تھیلی میں پاک و صاف کھانا رکھتی ہوں تو حضرت اس پر ہر لگا دیتے ہیں۔ حضرت نے اس سے روٹی کے سوکھے ٹکڑے پیالے میں ڈال کر ٹکڑے ٹکڑے کئے ان پر پانی ڈالا اور نمک چھڑکا۔ اور کالی سے آستین اوپر کی اور کھانے میں مشغول ہو گئے۔ کھانے کے بعد فرمایا اے

عمر دھپٹ بھر گیا۔ ریش مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ یہ دشکم بگھاٹے میں رہے گا۔ کہ کھانے کی وجہ سے اس کو دوزخ میں داخل کر لوں۔ یہ بات مجھے رسوا کرے گی۔

عدی بن حاتم نے امیر المومنین کے سامنے پانی کا پیالہ جو کی روٹی کے ٹکڑے اور نمک دیکھا تو عرض کیا اے امیر المومنین! میرے لئے یہ بات ناگوار اور شاق ہے کہ آپ دن بھر فاقہ کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اور بات کو اللہ کی عبادت میں جاگتے ہیں اور آپ کی خوراک یہ ہے فرمایا۔ اپنے نفس کو ناعت کا عادی کر دو۔ ورنہ وہ اپنے کفایت سے زیادہ تم سے طلب کرے گا۔ سواد بن غنم سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین کی خدمت میں عید کے روز حاضر ہوا۔ آپ کے سامنے ایک خوان رکھا ہوا تھا جس میں باسی روٹی تھی۔ اور ایک پیالہ دودھ کا موجود تھا۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین عید کے روز یہ باسی روٹی۔ فرمایا۔ یہ اس شخص کے لئے عید ہے جس کے گناہ بخش دیئے جائیں ابن بطہ کتاب الامانہ میں جندب سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے امیر المومنین کو ناقص گوشت دیا اور آپ سے کہا گیا کہ آپ اس میں کچھ گھی کیوں نہیں ملا دیتے؟ فرمایا۔ ہم دس سال ایک وقت میں نہیں کھاتے۔ عید کے روز گھی کھانے حضرت کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ آپ نے فرمایا سب کو ایک جگہ ملا دو۔ عزی نے روایت کی ہے کہ حضرت کی خدمت میں ایک خوان رکھا گیا جس میں فالودہ تھا۔ حضرت نے اس میں اپنی انگلیاں تھک ڈال دیں پھر انگلیاں نکال لیں اور اس میں سے کوئی چیز نہ لی۔ فرمایا خوب ہے خوب ہے حرام نہیں ہے۔ لیکن میں اپنے نفس کو اس چیز کا عادی نہیں بنانا جس کا وہ عادی نہیں ہے۔

ایک حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فالودہ، اطرف پنا ہاتھ بڑھایا اور پھر واپس کھینچ لیا۔ آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا مجھے رسول اللہ یاد آئے ہیں۔ آپ نے اس کو کبھی نہیں کھایا تھا۔ مجھے اس چیز سے کماہت محسوس ہوتی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہ کھایا ہو۔

ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کیا آپ اس کو حرام تصور کرتے ہیں؟ فرمایا۔ نہیں مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں میرا نفس اس بات کا شائق نہ ہو جائے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اذہبتم طبائکم فمیتکم الدینا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایک حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام گیسوں کی روٹی اور گشت (بجی) تناول فرماتے تھے اور جب لوٹ کر گھر میں تشریف لاتے تو جو کی روٹی نیز تبن اور سرکہ تناول فرماتے تھے۔ کتاب فضائل احمد میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہر ایک شخص آرام سے زندگی بسر کرتا

ان میں سے کم از کم زندگی بسر کرنے والے کی یہ کنیت ہے کہ گندم کی روٹی کھاتا ہے۔ سائے میں
سنا ہے اور دیرانے فرائض کا پانی پیتا ہے۔

یہیہا الذین امنوا لا تحسوا اطیبات الخ لیس ایمان والو۔ اللہ کی پاک چیز کو حرام نہ کرو۔
اس عباس مجاہد اور قتادہ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علیؓ، ابوذر، سلمان، مقداد، عثمان بن
لعون اور سالم کے حق میں نازل ہوئی ہے ان لوگوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ دن کو روزہ رکھیں گے ساری
دنیا میں بسر کریں گے۔ اور بستر پر نہیں سوئیں گے۔ گوشت نہیں کھائیں گے۔ عورتوں اور خوشبو کے پاس
نہیں جائیں گے۔ کھردرا لباس پہنیں گے۔ دنیا کو چھوڑ دیں گے زمین میں سیاحت کریں گے۔ بعض نے تو اس
بات کا ارادہ کیا کہ اپنے آلتاناسل کو قطع کر دیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے
کہ انہوں نے عورتوں، خوشبو، نمیند اور خواہشات دنیا کو حرام کر دیا ہے۔ میں تم کو اس بات کا حکم نہیں
دیتا کہ تم قبیحین اور راسب بن جاؤ۔ میرے دین میں گوشت اور عورتوں کا ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ اور نہ
میں ان کے لئے گرجے بنانا جائز ہے۔ میری امت کی سیاحت اور رہبانیت یہ ہے کہ وہ جہاد کی طریت
کو چھوڑیں۔ الخ

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت حضرت علیؓ، بلال، عثمان بن مظعون کے حق میں
نازل ہوئی ہے۔ حضرت علیؓ نے اس بات کی قسم کھائی تھی کہ آپؐ بات کو کبھی غیب نہیں کریں گے۔ انا
ماشاء اللہ۔ بلال نے قسم کھائی تھی کہ وہ حق کو کبھی افہام نہیں کریں گے۔ اور عثمان بن مظعون نے اس
بات کی قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی عورتوں سے نکاح نہیں کریں گے۔

تاریخ طبری اور بلاذری میں منقول ہے کہ عباس نے علیؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے
جو چیز بھی آپؐ کے سامنے پیش کی۔ آپؐ نے اس کے بارے میں تاخیر کی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے وقت آپؐ کی خدمت میں عرض کیا آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا حق دار کون ہوگا۔ آپؐ
نے اس بات سے انکار کر دیا۔ اور میں نے رسول اللہ کی وفات کے بعد بھی عرض کیا کہ آپؐ خلافت کے حصول
میں جلدی کریں۔ پھر آپؐ نے انکار کر دیا۔ اور میں نے آپؐ کی خلافت میں عرض کیا تھا کہ شور نے میں عمر
میں آپؐ کو شال کیا ہے۔ آپؐ شوریٰ والے لوگوں میں شامل نہ ہوں۔ اس وقت بھی آپؐ نے میری بات کو ماننے
سے انکار فرمایا تھا۔ آپؐ خلافت کے حصول میں کیا چاہہاں ہو سکتا ہے؟

ابن عباس امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حاجی لوگ اس فرض کو جمع ہوئے ہیں تاکہ آپ کے کلام کو سماعت کریں آپ اس وقت جوتی کوٹاٹکا لگا رہے تھے یہ سن کر خدائی قسم جوتی کاٹاٹکا لگاتا تھا ہی اس سرداری سے میرے نزدیک بہتر ہے (یہ یاد رکھو) میں کو قائم کروں گا اور باطل کو دود کروں گا۔

امیر علیہ السلام نے ابن عباس کی طرف خط تحریر فرمایا حکومت میں کوئی چیز تیرا لیا حصہ نہ ہو۔ اس سے حکومت کو کوئی فائدہ نہ پہنچے اور کوئی ایسا حصہ نہ ہو جو تم کو شقی بنادے حکومت کا کام یہ ہے باطل کو مٹا دے اور حق کو زندہ کرے۔

امیر علیہ السلام نے فرمایا اسے دنیا میرے سامنے خواہ تو پیش ہو یا میرا شوق ظاہر کرے تیرے ساتھ کوئی چارہ کار نہیں تیری مدت نفوذی ہے کسی اور کو دھوکا دے مجھے تری حاجت نہیں میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں جس کے بعد پھر تمہاری طرف رجوع نہیں ہو سکتا۔

انساب الاشراف میں ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا ایک غریب سے گزرا ہوا فرمایا یہ وہ چیز ہے جس کا بخل کرنے والوں نے بخل کیا ہے یعنی دولت جمع کرنا اور اس کو خرچ نہ کرنا اس مرد بیکار (مخدہ) نے

امیر المؤمنین فدک کے باغوں میں سے ایک باغ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ہاتھ میں کدال تھی اسی دوران ایک بہت خوبصورت عورت بن ٹھن کے آپ کی خدمت میں پیش ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ اپنی طالب کے بیٹے میرے ساتھ شادی کر لیجئے میں تجھے دولت مند کر دوں گی اور زمین کے خزانوں کی طرف تیری رہنمائی کروں گی اور جب تک آپ موجود رہیں گے وہ آپ کی ملکیت میں ہوں گے فرمایا تم کون ہو تاکہ میں تیرے اہل سے تمہاری خواستگاری کروں؟ کہائیں تو دنیا ہوں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا واپس چلی جا۔ میرے سوا کسی اور کو اپنا شوہر طلب کر تجھے قبول کرنا میری سیرت میں شامی نہیں ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت پیر حجب و دامر پیش ہوئے تھے اور ان میں سے ایک کو منتخب کرنا آپ کی مرضی پر موثوث ہوتا تھا تو آپ اپنے ذات کے لئے اس کام کو منتخب کرتے تھے جو اہل میں سے مشکل ہوتا تھا۔

معاویہ نے مزاد بن خنزہ سے کہا علی کے اوصاف مجھے بیان کیجئے اس نے کہا خدا کی قسم وہ دن میں بہت زیادہ روزے رکھتے ہیں قائم القیل ہیں لباس موٹا اور کھرورا پسند کرتے ہیں اور نئے درجے کا کھانا کھاتے

عہد سے وہ بیان تشریف فرما ہوتے ہیں جب ہم خاموش ہوتے ہیں تو آپ گفتگو کی ابتدا کرتے ہیں جب
 مل کر کہتے ہیں تو آپ جواب دیتے ہیں سب لوگوں پر برابر تقسیم کرتے ہیں رعایا میں انصاف کہتے ہیں کمزور
 کے ظلم کا خوف نہیں قوی کو اپنی طرف مائل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے خدا کی قسم میں نے رات کے
 ان کو محراب عبادت میں بے قرار اور تڑپتے ہوئے دتے ہوئے دیکھا ہے آپ کی آنکھوں میں مسلسل آنسوؤں
 ہیں اور اپنی ریش مبارک کو پا کر دنیا سے یوں مخاطب ہوتے ہیں کیا تو میری مشتاق ہے تو مجھے اپنا گریہ بانا
 لی ہے میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں جن کے بعد دھوے کا سوال پیدا نہیں ہوتا تیرا عیش کم ہے
 جو سے فائدہ کم حاصل ہوتا ہے آہ آہ ادا دہا کم ہے سفر کتنا لمبا ہے اور راستہ کتنا وحشت انگ ہے
 اس خط کتاب ابانہ میں اور ابو بکر بن عیاش امالی میں ابو داؤد سے روایت کرتے ہیں اس نے پہلی سہاس
 عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا علی علیہ السلام آنحضرت کے
 میں بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت صلعم نے یہ آیت تلاوت فرمائی - امن یحبیب المضطر اذا دہا

غف السوء یجعلکم خلفا الاسحق

یعنی کہ حضرت علی کا نبی اٹھے آنحضرت صلعم نے آپ کے دونوں شانوں پر ہاتھ مار کر فرمایا اسے
 تجھے کیا ہو گیا ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول! جب آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا تو میں ڈر گیا کہ
 میں ان مصائب میں مبتلا نہ ہو جاؤں اور میری وہ کیفیت ہو گئی جو آپ نے دیکھی ہے رسول اللہ صلعم
 فرمایا اے علی! تجھے مومن و درست رکھے گا اور منافق تجھ سے بغض رکھے گا اور یہ بات قیامت تک ایسی ہی

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی سخاوت اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اسخ حضرت علی علیہ السلام سے آیت عبد الرحمن کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا
 ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے -

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام کو دیاں لالچہ پانی پھرتے اور جھاڑ دیتے
 اور چلب نامہ آٹا پیتیں آٹا گوندھتیں اور روٹیاں تیار کرتیں تھیں -

ابن بط کتاب ابانہ میں اور احمد فضائل میں روایت کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام نے کوثر
کھجوریں خرید فرمائیں اور ان کو چادر کے ایک پیسے میں ڈال کر اٹھایا۔ اور لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر
عرض کرنے لگے یا امیر المؤمنین یہ بوجھ ہمیں دے دیجئے ہم اس کو اٹھاتے ہیں۔ فرمایا عیالدار اس کے اٹھانے
کا زیادہ حق دار ہے۔

تو ت القلوب ابو طالب کی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین کھجوروں کو اٹھائے ہوئے تھے اور انکے
آپ کے ہاتھ میں تھا۔

نعم بن علی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین پانچ منہوں پر پیادہ چلتے تھے۔ اور اپنی جوتی اپنے ہاتھ
سے اٹھالیتے۔ (۱) عید الفطر (۲) عید النضحی (۳) جمعہ کے روز (۴) مریض کی عیادت کے وقت (۵) حجاز کے سفر
چلتے وقت۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ مقامات اللہ کے ہیں۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں اس میں
پیادہ چلوں۔

زاوان سے روایت ہے کہ امیر علیہ السلام بازار میں اکیلے گھومتے تھے۔ گمراہ کو روایت کرتے کمزور کی مدد کرتے
نخیرہ فروخت کرنے والوں اور بقالوں کے پاس جا کر تزک مجید کی عبادت فرماتے۔ تلت الدار الاضرۃ بلج
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام اپنے اصحاب کے پاس تشریف
لے گئے اور آپ سوار تھے۔ آپ کے اصحاب آپ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
کیا تمہیں کوئی ضرورت پیش ہے۔ عرض کیا نہیں لیکن ہم سیات پسند کرتے ہیں۔ کہ آپ کے ساتھ چلتے ہیں
فرمایا۔ واپس لوٹا کہ چلے جاؤ۔ آدمیوں کے پیچھے چلنا احمقوں کے دنوں کو خراب کرتا ہے۔

حضرت کی خدمت میں ابنہ کے کسان حاضر ہوئے۔ اور صفت بستہ آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا
یہ کیا طریقہ تم نے اختیار کیا ہے۔ عرض کیا کہ ہمارے ہاں دستور ہے۔ ہم اس طرح اپنے امراء کی عزت
کرتے ہیں فرمایا خدا کی قسم اس بات سے تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس بات سے تم اپنے نفسوں کو بد بخت بنا رہے
ہو۔ اور اس سے آخرت میں بھی تمہارے لئے بد بختی ہوگی۔ وہ مشقت کس قدر گھائے وال ہے جس کے بعد عذاب
لاحق ہو۔ اور وہ آرام کس قدر نفع بخش ہے جس کے ساتھ آگ سے امان حاصل ہو۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں دو آدمیوں نے فقر
کیا۔ حضرت نے فرمایا تم ان اجسام کے ساتھ فقر کرتے ہو۔ جو دوسیدہ بیجا ہیں گئے۔ اور ان ارواح کے ساتھ

جو لوگ میں چلے جائیں گے جس آدمی کے پاس عقل نہ ہو تو اس کے پاس اخلاق ہونا چاہیے۔ اگر اس کے پاس پرہیز گاری نہیں ہے۔ تو کرم کی صفت سے متصف ہونا چاہیے۔ اگر یہ چیزیں نہیں ہیں۔ تو تم دونوں سے گدھا بہتر ہے اور تم کسی سے اچھے نہیں ہو۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ایک طویل حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے بیٹے کے ساتھ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ان دونوں کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور انھیں صدر مجلس میں بیٹھا یا آپ ان کے سامنے بیٹھ گئے آپ نے کھانا لانے کا حکم دیا۔ کھانا لایا گیا اور نوٹے کھایا۔ حضرت نے لوٹا لے کر اس شخص کے ہاتھوں کو دھلانا چاہا۔ لیکن اس شخص نے عرض کیا اے امیر المومنین! یہ کس طرح ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ کہ آپ میرے ہاتھوں پر پانی ڈال رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اور اپنے ہاتھوں کو دھو لو۔ اللہ تعالیٰ تجھے میرا بھائی تصور کرتا ہے جس نے تیرے ہار سے میں کوئی فرق نہیں کیا۔ اور نہ ہی کوئی احسان کیا ہے۔ اور اس خدمت کے بدلے میں مجھے تمام اہل دنیا سے دس گنا جنت میں لو کر عطا کرے گا۔ وہ شخص بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھوں کو دھویا۔ جب حضرت اس کے ہاتھ دھلنے سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نے لوٹا اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو دے دیا۔ اور فرمایا اسے فرزند اگر اس شخص کا لڑکا اپنے باپ کے بغیر میرے پاس آتا۔ تو میں اس کے ہاتھ خود دھلاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس بات کو نا منظور کرتا ہے۔ کہ باپ اور بیٹے کا مرتبہ برابر قرار دیا جائے۔ باپ نے باپ کے ہاتھ دھلائے ہیں۔ اور بیٹے کو چاہیے کہ بیٹے کے ہاتھ دھلائے۔

حلیۃ الاولیاء اور نزہۃ الابصار میں منقول ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام ایک یہودی کا فیصلہ قاضی شریح کے پاس سے گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے یہودی یہ ذرہ میری ہے جس نے لے لے تیرے پاس بیجا ہے اور نہ ہی تمہیں بخشش کی ہے یہودی نے کہا یہ ذرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ شریح نے حضرت سے گواہ طلب کئے۔ آپ نے کہا۔ یہ قبر اور حسین میرے حق میں اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

شریح نے کہا بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں اور غلام کی گواہی آقا کے حق میں جائز نہیں ہے یہ تو دونوں آپ کے حق میں بات کہیں گے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تم پر افسوس ہے۔ تم نے کئی وجود سے غلطی کی ہے۔ پہلی

غلطی یہ ہے کہ میں تیرا امام ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دینی کے بارے میں میری اطاعت تم پر واجب قرار دی ہے اور یہ بھی تو جانتا ہے کہ میں غلط بات نہیں کہوں گا۔ تم نے میرے قول کو رد کر دیا ہے اور میرے وعوے کو خدج کر دیا ہے تم نے مجھ سے گواہ طلب کئے۔ میں نے اپنا غلام اور سید الشہداء اہل البختہ کا ایک فرو پیش کر دیا۔ لیکن تم نے دن کو دونوں کی گواہی کو ٹھکرا دیا ہے اور ان کے خلاف کتابہ الزام لگایا ہے کہ وہ اپنے مطلب کی بات کہیں گے۔ اب میں تمہیں کوئی سزا نہیں دیتا مگر یہ چاہتا ہوں کہ تم اس بات کا فیصلہ کرو۔ کہ یہودی تین دن کے اندر یہاں سے نکل جائے۔

شریح نے اس کو تبا کی طرف نکال دیا۔ یہودی کو نکلنے کی تین دن کی مدت دی گئی۔ جب یہودی نے اس بات کو سنا تو اس نے کہا یہ امیر المومنین حاکم کے پاس اپنا فیصلہ لے لے ہیں۔ اور حاکم نے فیصلہ آپ کے خلاف کیا ہے۔ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ پھر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا یہ زہر آپ کی ہے۔ جو صفین کی لڑائی کے روز ایک اونٹ کے پردے سے گری تھی۔ اور میں نے اس کو اٹھایا تھا۔

کتاب احکام شریعہ میں خزانہ قمی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مسجد کو ذہبی تشریف فرما تھے۔ وہاں سے عبداللہ بن تغل تمیمی کا گذر ہوا۔ جس کے پاس طلحہ کی زہر تھی۔ جس کو اس نے بصرہ کی لڑائی کے دوران چرایا تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ طلحہ کی زہر ہے اس کو تم نے بصرہ کی لڑائی کے روز چرایا ہے۔ ان تغل نے کہا اے امیر المومنین! اس بارے میں اپنے اور میرے درمیان کسی کو قاضی مقرر کر دیجئے۔ آپ نے شریح کو حاکم مقرر کر دیا۔ امیر المومنین نے فرمایا یہ زہر طلحہ کی ہے کہ تم نے بصرہ کی لڑائی کے روز چرایا ہے۔ شریح نے حضرت سے گواہ طلب کئے۔ حسن بن علی نے اس بات کی گواہی دی۔ شریح نے دوسرا گواہ طلب کیا۔ قبر نے گواہی دی۔ شریح نے کہا یہ غلام ہے۔ میں غلام کی گواہی پر فیصلہ نہیں کروں گا۔

یہ سن کہ امیر المومنین علیہ السلام ناراض ہو گئے۔ پھر فرمایا۔ اس سے زہر کو چھین لو۔ اس نے فیصلہ کرنے میں تین غلطیاں کی ہیں۔

حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہ کیسے؟

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے کہا کہ زہر طلحہ کی ہے اور بصرہ کی جنگ کے روز چرایا گئی

تھی۔ اس نے اس بات کو نہ مانا اور گواہ طلب کئے۔ میں نے کہا: تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں سنی کہ جب چھوڑی کا مال مل جائے۔ تو اس کو لے لیا جائے۔ اور گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پھر سننے کو اسی دی۔ تو تو نے کہا کہ ایک گواہ کی گواہی کافی نہیں ہے۔ جب تک اس کے ساتھ دوسرا گواہ نہ ہو۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا ہے۔ یہ دو غلطیاں ہیں۔ تیسری غلطی تم نے یہ کہی کہ جب میں نے تیر کو بطور گواہ پیش کیا۔ تو تو نے کہا کہ یہ غلام ہے حالانکہ جب غلام عادل ہو تو اس کی گواہی بلا خطر قبول کی جانی چاہیے۔ (پھر فرمایا) اسے شریعہ مسلمانوں کا نام ان کے امور کا ایسا ہوتا ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام گری کے وقت گھر میں تشریف لائے۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت کھڑی ہوئی فریاد کر رہی ہے۔ کہ میرے شوہر نے مجھے پر ظلم کیا ہے۔ مجھے ڈرایا ہے اور مجھ پر زیادتی کی ہے۔ اور قسم کھاتی ہے کہ وہ مجھے مارے گا۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ کی باندی صبر کر حتیٰ کہ دن ٹھنڈا ہو جائے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ چلوں گا۔ وہ عورت عرض کرنے لگی۔ اس کا غصہ اور زیادہ ہو جائے گا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے سر نیچے کیا۔ پھر بند کیا۔ اور فرمایا۔ خدا کی قسم مظلوم کا حق بغیر کسی ڈھیل کے لینا چاہیے۔ فرمایا تمہارا گھر کہاں ہے؟ عورت کے بتانے پر حضرت چل کر اس شخص کے دروازے پر آکر صبر کئے اور فرمایا اسلام علیکم۔ ایک نوجوان باہر نکلا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ کے بندے، اللہ سے ڈرو۔ تم نے اس عورت کو ذلیل کیا اور اسے گھر سے باہر نکالی دیا ہے؟ نوجوان نے کہا۔ تم کون ہو؟ تیسرا ہو۔ خدا کی قسم! میں تیری بات کی وجہ سے اس کو ضرور جلا دوں گا۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ میں تجھے نیکی کا حکم دیتا ہوں۔ اور برائی سے منع کرتا ہوں۔ ایک نوجوان نے کہا کہ برائی پر آمادہ ہے۔ اور نیکی سے ڈرتا ہے۔ اس دوران میں لوگ ادھر ادھر سے آکر کہنے لگے۔ اسلام علیکم یا امیر المومنین۔ یہ سن کر شخص حضرت کے قدموں پر گہر پڑا۔ اور کہنے لگا۔ اے امیر المومنین! میری غلطی کو معاف کر دیجئے۔ خدا کی قسم میں اس کے لئے ایک ایسی زمین بن جاؤں گا۔ کہ وہ مجھے روندتی رہے گی (نرمی کا سلوک کروں گا) اپنی تلوار بٹا کر نیام میں رکھ لیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اللہ کی باندی اپنے گھر چلی جا۔ مجھے کچھ شہر سے تو قفس ہے۔ کہ وہ اس قسم کی یا اس کی مانند پھر کوئی بات نہیں کرے گا۔

فجکروی نے سلسلۃ الشیعہ میں اس موقع پر امیر علیہ السلام کے یہ اشعار درج کئے ہیں۔
 ودع التَّعْبِيرَ وَالتَّكْبِيرَ يَا نَحْيَ ان التَّكْبِيرَ لِلْعَبْدِ وَبِئْسَ
 اَسْمَاءُ بِجَانِي ظَلَمٍ اَوْزَ تَكْبِيرٍ جَهْدُ دَسِّ تَكْبِيرٍ نَدَسِّ كَسِّ لَسِّ بُرَى بَلَا سَهْ۔
 وَاجْعَلْ نَوْدَاكَ لِلتَّوَّابِ مَنْزِلًا ان التَّوَّابِ بَاشْرَافٍ جَمِيلٍ
 اَنكَارِی کر کے اپنے لئے مقام پیدا کر۔ تَوَّابِ شَرِیف آدمی کا زیور ہے۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا عدل اور امانت

عبد الرزاق معمر سے وہ قتادہ سے وہ عطیہ سے وہ ابن مسعود سے اس آیت کے بارے میں روایات
 کرتے ہیں۔ اَنَا بَصُلْنَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا لِبَنِيهِمْ اِيْمٌ حَسَنٌ عَمَلًا۔ کہ زمین کی زینت مرد ہیں اور
 مردوں کی زینت علی بن ابی طالب ہیں۔

حمزہ بن عطا ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت هل يستوی
 هو ومن یاس بالعدل سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں کیونکہ امام انصاف کا حکم دیتے تھے
 اور آپ سیدھے راستے پر قائم ہیں۔

کتاب فضائل احمد بن حنبل میں منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں قیامت کے روز
 لوگوں سے نو باتوں کے متعلق پوچھے گئے کروں گا (۱) نماز جنازہ کا پڑھنا، زکوٰۃ کا دینا، ۳۔ نیکی کا حکم دینا، ۴۔
 بُری باتوں سے منع کرنا، ۵۔ رعایا میں انصاف کرنا، ۶۔ لوگوں میں برابری تقسیم کرنا (۷) اللہ کی راہ میں
 جہاد کرنا اور (۸) حدود کا قائم کرنا وغیرہ وغیرہ

الغنائم میں ہے کہ عباس بن عبد المطلب اور ربیعہ بن حارث نے اپنے دونوں بیٹوں فضل
 بن عباس اور عبد المطلب بن ربیعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ آنحضرت انھیں
 عال صدقات مقرر کریں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم میں تم میں سے کسی کو بھی صدقات
 کا عال مقرر نہیں کروں گا۔

ربیعہ نے عرض کیا آپ یہ حکم دیتے ہیں حالانکہ ہم نے آپ کے داماد رسول ہونے پر حسد نہیں کیا۔ یہ

ن کو حضرت علی علیہ السلام نے اپنی چادر کو زمین پر ڈال دیا، اور اس کے اوپر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا
 لے۔ خدا کی قسم میں اس جگہ سے اس وقت تک نہیں اٹھوں گا۔ جب تک تمہارے بیٹے تمہارے پاس
 پس لوٹ کر نہ آجائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صدقہ مسلمانوں کے مال کی میل کچیل ہے، یہ نہ محمد کے
 لئے حلال ہے اور نہ ہی آل محمد کے لئے حلال ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاس ایک چھان آیا، آپ نے قبر سے ایک رطل شہد کا بطور قرض
 طلب کیا، جو زمین سے آیا تھا، قبر نے دے دیا، جب حضرت علی علیہ السلام شہد کو تقسیم کرنے بیٹھے، تو
 فرمایا اسے قبر اس شک میں کچھ خلل معدوم ہوتا ہے، قبر نے جواب میں عرض کیا، آپ کا فرمانا درست ہے۔
 خبر ناپ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا، حضرت امیر المومنین نے حضرت امام حسن کو مارنے کا ارادہ کیا، مگر آپ تقسیم
 سے پہلے تم نے کیوں لیا ہے؟ حضرت امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا، ہمارا بھائی تو اس میں حق ہے، چاہے
 میں ملے گا، ہم واپس کر دیں گے، حضرت نے فرمایا، میرا باپ تجھ پر قربان ہو جائے، اس میں شک نہیں
 کہ تیرا بھی اس میں حق ہے، لیکن یہ تمہارے لئے جائز نہیں ہے، کہ مسلمان اپنے حقوق میں فائدہ نہ اٹھائیں
 اور تم ان سے پہلے فائدہ اٹھاؤ، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے دہن مبارک کا بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا
 ہوتا، تو میں ضرور تم کو سزا دیتا، پھر حضرت نے ایک درہم دے کر قبر کو روانہ کیا کہ اس رقم کا عمدہ عہدہ لاکر مشک
 میں داخل کرو، امام فخر الدین رازی کا بیان ہے، گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں، کہ علیؑ کسے ہاتھ مشک کے منہ پر
 ہیں، اور قبر اس میں شہد ڈال رہے ہیں، پھر حضرت اس مشک کا منہ بند کر رہے ہیں، اور فرماتے ہیں اسے
 مجھوڑا حسن کو معاف کرنا وہ اس بات کو نہیں جانتے تھے۔

التہذیب میں علی بن رافع سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے مال کا خازن تھا،
 مجھ سے امیر المومنین کی صاحبزادی نے موتیوں کا ایک ہار عاریتہ اس شرط پر لیا کہ بقر عید کے تین دن گزرنے
 کے بعد واپس کر دیا جائے گا، حضرت علی علیہ السلام نے اپنی بیٹی کو ہار پہنے ہوئے دیکھا، تو اس کو پہچان لیا
 اور مجھے طلب کیا، آپ فرماتے لگے، تو مسلمانوں کے مال میں خیانت کرتا ہے، میں نے پورے واقع سے آپ
 کو آگاہ کیا، اور میں نے کہا کہ اس ہار کی واپسی کا میں ضامن ہوں، فرمایا آج ہی واپس کر لو، اور آئندہ کے
 لئے محتاط ہو، ورنہ میں تم کو سزا دوں گا، اگر میری بیٹی نے یہ ہار عاریتہ ضمانت کے ساتھ نہ لیا ہوتا، تو یقیناً
 میں ہاشمیہ عورت ہوتی، جس کا ہاتھ چوری کی وجہ سے کاٹنے کا حکم دیتا، جب حضرت کی صاحبزادی نے

اس کے متعلق کچھ کہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسے علی کی بیٹی اپنے نفس کو حق سے دور رکھو۔ کیا تمام بھائیوں کی عورتوں نے اس عیب میں اس طرح کی زینت کی تھی۔

فضائل احمد میں منقول ہے کہ ام کاشوم نے فرمایا۔ اسے ابو صالح! اگر تم امیر المؤمنین علیہ السلام کو دیکھتے کہ آپ کی خدمت میں لیموں لائے گئے تھے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین نے لیموں لے لئے۔ حضرت نے ان کے ہاتھ سے چھین لئے۔ اور حکم دیا کہ ان کو سلاخوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

غشم کے ایک آدمی نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو روٹی۔ سنگ اور سرکہ تناول کرتے ہوئے دیکھا۔ عرض کیا کہ آپ حضرات ایسا کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ اور بیت المال میں تو کافی مال موجود ہے فرمایا تمہیں امیر المؤمنین سے کس چیز نے بے پروا کر دیا ہے۔

زادان سے روایت ہے کہ قبرستان مسجد کوفہ کے صحن میں امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں سونے اور چاندی کے پیالے پیش کئے۔ اور عرض کیا کہ جو چیز آپ کے پاس آتی ہے۔ آپ اس کو تقسیم فرما دیتے ہیں میں نے یہ پیالے جناب کی خاطر چھپا رکھے ہیں۔ حضرت نے تلوار کو نکال لیا۔ اور فرمایا تمہارے لئے ہر گت ہو۔ تو یہ چاہتا ہے کہ میرے گھر میں آگ کو داخل کرے۔

جمل انساب الاشراف میں منقول ہے کہ ایک رات امیر المؤمنین علیہ السلام کو سردی محسوس ہوئی۔ آپ نے خادمہ کو محاف لانے کو کہا۔ وہ محاف لے کر حاضر ہوئیں۔ فرمایا۔ یہ کس کا محاف ہے عرض کیا۔ یہ صدقہ کے مال میں سے ہے آپ نے اس کے اوڑھنے سے انکار کر دیا۔

امیر المؤمنین کی خدمت میں عقیل حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا۔ اپنے چچا کو لمبا کس پہنایئے۔ حضرت امام حسن نے اپنی قمیص اور چادر انھیں پہنا دی۔ رات کے وقت انھیں روٹی اور نمک کھانے کو دیا گیا۔ انھوں نے کہا۔ میں یہ نہیں کھاؤں گا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ کیا یہ اللہ کی نعمت نہیں ہے اس کا بے حد شک ہے۔ عقیل نے عرض کیا۔ مجھے اس قدر رقم عطا فرمائیے۔ کہ میں پندرہ من چکاسکوں۔ اور تمہارے ہاں سے جلدی چلا جاؤں۔ آپ نے دریافت کیا۔ تیرا قرض کس قدر ہے عرض کیا ایک لاکھ دس سو۔ فرمایا۔ خدا کی قسم اس قدر رقم میرے پاس موجود نہیں ہے۔ ہاں تم صبر سے کام لو۔ جب میں لوگوں کو عطیات دوں گا۔ تو تمہیں بھی دوں گا۔ اگر عطیات کا مال نہ آیا۔ تو میں ضرور اپنے خیال کا تمام خرچ تم کو دے دوں گا۔

عقیل نہ معلوم آپ کے خطا کا کب تقسیم ہوں گے۔ اور آپ کو ان سے کتنا حسرتی حالانکہ بیت المال آپ کے قبضہ میں ہے۔ اور آپ مجھے عیادت کے آنے پر ٹال رہے ہیں۔

امیر المومنین۔۔۔ اس بارے میں اور تم ایک مسلمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو قسطلارہ کی چھتہ کے اوپر گرفت کر رہے ہیں۔ اور سامنے بازار والوں کے صندوقوں کو دیکھ رہے ہیں۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر تم اس بات کو نہیں مانتے۔ تو نیچے اتر کر چلے جاؤ۔ اور ان صندوقوں کے تالوں کو توڑ کر ان میں جو مال پڑا ہے۔ اس کو نکال لو۔

عقیل۔۔۔ ان صندوقوں میں کیا کچھ پڑا ہوا ہے؟

امیر المومنین۔۔۔ ان تجار کا مال پڑا ہوا ہے۔

عقیل۔۔۔ آپ مجھے ان صندوقوں کے توڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ جن لوگوں نے اللہ پر توکل کر کے ان میں اپنا مال رکھا ہوا ہے؟

امیر المومنین۔۔۔ تو تم مجھے بیت المال مسلمانوں کے کھولنے کو کہتے ہو۔ اور میں ان کے مال کو تمہیں دے دوں۔ جنہوں نے اللہ پر بھروسہ کر کے بیت المال میں اپنا مال رکھ کر اس کو تالا لگایا ہوا ہے۔ اگر تمہارا ارادہ ہو۔ تو تم اپنی تلوار سے لوہے میں اپنی تلوار سے ٹیستا ہوں۔ دو نو حیرہ کی طرف چل دیتے ہیں۔ وہاں تاجر لوگ آ رہے ہوں گے۔ کسی پر جا پڑیں گے۔ اور اس کا مال لوٹ لیں گے۔

عقیل۔۔۔ کیا میں چور بننے کے لئے آیا ہوں؟

امیر المومنین۔۔۔ ایک آدمی کا مال چھین لینا بہتر ہے۔ بجائے اس کے کہ تمام مسلمانوں کا مال چرایا جائے۔

عقیل۔۔۔ آپ مجھے اجازت دیجئے۔ کہ میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں۔

امیر المومنین۔۔۔ تمہیں اجازت ہے۔

عقیل۔۔۔ میرے پاس نادرہ نہیں ہے۔

امیر المومنین۔۔۔ اے حسن! اپنے چچا کو چار سو درہم لا دو۔

عقیل یہ شعر کہتے ہوئے باہر چلے گئے۔

سيفيني الذي اغتاصب قسي وليقضي ديئنا رب قريب

مردی قاص سے رویت ہے۔ کہ جب عقیل نے امیر المومنین علیہ السلام سے بیت المال سے مال طلب

کرنے کے لئے کیا تو حضرت نے فرمایا تم جہاں جہنم تک قیام کرو عقیل جہنم تک شہر گیا۔ امیر المومنین
 عقیل نے جہنم کی نماز پڑھائی، ماہ عقیل سے فرمایا تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو
 ان تمام مسلمانوں کے بارے میں عینت کرے؟ عقیل نے عرض کیا۔ وہ شخص جہنم ہی میں ہے آپ نے
 فرمایا تو تم مجھے ان مسلمانوں کے بارے میں عینت کرنے کو کہتے ہو۔ اور یہ چاہتے ہو کہ وہ مل میں نہیں رہے
 ہوں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا خطبہ

”خطبہ قسم میں نے اپنے بھائی عقیل کو سخت فائدہ و فخر کی حالت میں دیکھا۔ دوسرے سے
 کچھ گھسوں سے ایک صاع مجھ سے مانگتے تھے۔ میں نے ان کے بھائی کو دیکھا جن کے ہاں پریشانی
 اور بھوک کی وجہ سے ان کے چہرے سیاہی مائل ہو چکے تھے۔ گو یا کہ ان کے چہرے مائل گریب کر رہے
 تھے۔ میں انہوں نے بار بار امر کیا۔ میں نے ان کو ان کی باتوں کو سنایا۔ اس نتیجہ پر پہنچا کہ میں ان
 کی خاطر اپنا دل بیچ دوں گا اپنے طریقے کو چھوڑ کر ان کی کھینچ جان میں ان کی پیروی کروں گا۔ میں نے
 ہنس کے ایک صاع گرم کی۔ اور ان کے جسم کے قریب سے گیا۔ تاکہ عبرت حاصل کرے جب صاع کی گرمی
 پہنچی۔ تو عقیل پہنچا۔ جس طرح یہ سرد و سرد اور بھرتی سے چھینا ہے قریب تھا کہ اس کا بدن اس درخت سے
 جل جائے۔ میں نے کہا اے عقیل! رو نہ دایاں نہ یہ روئیں۔ تم کو جسے اس گرم صاع سے پہنچا ہے
 جو شئی مذاق میں تیار ہے اور تم مجھے اس آگ کی دھن گھسیٹ دے۔ جو میں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانی
 سے گرم کیا ہے۔ تم تو اس کی تکلیف سے چلاؤ۔ اور میں دوزخ کی آگ سے فرار نہ کروں۔“

امام شام اور امام دارقطنی نے علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر
 آپ کے پاس دو گری کا ڈھیر پڑا ہوا پایا۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! میری بیٹی کے لئے اللہ
 سے ایک کچھارے دیجئے۔ حضرت نے میری بیٹی کو ایک کچھارہ پر رکھا اور کہا یہ کچھارے لیکن یہ مسلمانوں کا دل
 ہے جہر کا جب ہر صاع بچے گا۔ تو میں تیری بیٹی کے لئے کچھارے دوں گا۔

عبد اللہ بن زحر نے حضرت سے اس کا سوال کیا۔ فرمایا۔ یہ مل نہ تیرا ہے اور نہ میرا۔ اور یہ مسلمانوں
 کا دل ہے جس کو ان کی تلواروں نے حاصل کیا ہے۔ اگر تم نے جنگ میں شرکت کی ہے تو تمہیں بھی اس
 کی مانند حصہ ملے گا۔ ورنہ یہ مل ان کے ہاتھوں کا لکھا ہوا ہے۔ اور ان کے منہ میں اس کو نہیں جانا چاہیے۔

عقیل نہ معلوم آپ کے خطبہ کا کب تقسیم ہوں گے، اور آپ کو ان سے کتنا حسرتی حالانکہ بیت المال آپ کے قبضہ میں ہے اور آپ مجھے عطیات کے آنے پر ٹال رہے ہیں۔

امیر المومنین۔۔۔ اس بارے میں اور تم ایک مسلمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو قصر الامارہ کی چھت کے اوپر گرفت کر رہے ہیں، اور سامنے بازار والوں کے صندوقوں کو دیکھ رہے ہیں، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر تم اس بات کو نہیں مانتے۔ تو نیچے اتر کر چلے جاؤ۔ اور ان صندوقوں کے تالوں کو توڑ کر ان میں جو مال پڑا ہے۔ اس کو نکال لو۔

عقیل۔۔۔ ان صندوقوں میں کیا کچھ پڑا ہوا ہے؟

امیر المومنین۔۔۔ ان تجار کا مال پڑا ہوا ہے۔

عقیل۔۔۔ آپ مجھے ان صندوقوں کے توڑنے کا حکم دیتے ہیں جن لوگوں نے اللہ پر توکل کر کے ان میں اپنا مال رکھا ہوا ہے؟

امیر المومنین۔۔۔ تو تم مجھے بیت المال مسلمانوں کے کھولنے کو کہتے ہو، اور میں ان کے مال کو تمہیں دے دوں۔ جنہوں نے اللہ پر بھروسہ کر کے بیت المال میں اپنا مال رکھ کر اس کو تالا لگایا ہوا ہے۔ اگر تمہارا ارادہ ہو۔ تو تم اپنی تلوار سے لوہے میں اپنی تلوار سے ٹیستا ہوں۔ دو نو حیرہ کی طرف چل دیتے ہیں، وہاں تاجر لوگ آ رہے ہوں گے، کسی پر جا پڑیں گے۔ اور اس کا مال لوٹ لیں گے۔

عقیل۔۔۔ کیا میں چور بننے کے لئے آیا ہوں؟

امیر المومنین۔۔۔ ایک آدمی کا مال چھین لینا بہتر ہے، بجائے اس کے کہ تمام مسلمانوں کا مال چرایا جائے۔

عقیل۔۔۔ آپ مجھے اجازت دیجئے، کہ میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں۔

امیر المومنین۔۔۔ تمہیں اجازت ہے۔

عقیل۔۔۔ میرے پاس نادرہ نہیں ہے۔

امیر المومنین۔۔۔ اے حسن! اپنے چچا کو چار سو درہم لا دو۔

عقیل یہ شعر کہتے ہوئے باہر چلے گئے۔

سيفينى الذى اغتاصى قسى ويلقضى ديتا رب قريب

عمر بن عباس سے روایت ہے کہ جب عقیل نے امیر المومنین علیہ السلام سے بیت المال سے مال طلب

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام مالی تقسیم فرما رہے تھے۔ عاصم بن میثم حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں نے
 امیر المؤمنین! میں ایک شیخ بکیر ہوں۔ اور پہلے پھرنے سے بوجھل ہوں۔ مجھے کچھ مال عنایت فرمائیے۔
 حضرت نے فرمایا یہ مالی میری عزت کا نہیں ہے۔ اور نہ مجھے اپنے والد کی میراث سے ملے۔ یہ مال تو
 بطور امانت کے میرے پاس موجود ہے۔ جس کی میں نگہبانی کرتا ہوں۔ (فرمایا) اللہ اس شخص پر رحم کرے جو
 بڑھے شیخ بوجھل کی اعانت کرے۔

تاریخ طبری اور فضائل امیر المؤمنین میں ابن مردودہ سے منقول ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام میرے
 سے واپس تشریف لائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی جلدی کی۔ حضرت علی علیہ السلام
 نے اپنے لشکر میں اپنے اصحاب میں سے اپنا قائم مقام بنایا۔ حضرت کے چلے جانے کے بعد ہر ایک لشکر کی نے
 اصحاب میں کے جوڑے غیب بن کر لئے۔ جب یہ لوگ مدینہ کے قریب وارد ہوئے۔ تو حضرت علی علیہ
 السلام مدینہ سے باہر ان کی ملاقات کرنے تشریف لائے۔ آپ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے محمد باکس
 غیب ہی کیا ہو لہے آپ نے فرمایا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ تم نے یہ کیا کیا۔ انہوں نے عرض کیا یہ اس لئے
 کیا ہے تاکہ شہر والوں سے شان و شوکت سے مل سکیں۔ فرمایا۔ تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ تم نے رسول خدا کی
 خدمت میں پہنچنے سے پہلے ان کو بہن لیا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے کپڑے اتروائے۔ اور واپس بیت الحلال
 میں جمع کر دیئے۔ شکر والوں نے آپ کے اس حکم کی شکایت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کی۔

ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ لشکریوں نے حضرت علی علیہ السلام کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے لوگو! تم علی کی
 شکایت نہ کرو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت زیادہ سخت ہیں۔

مؤلف کتاب کا بیان ہے کہ میں نے اس بات کو مذاکرہ سن سنا ہے کہ حضرت کی خدمت میں عمرو بن
 عاص حاضر ہوا۔ آپ بہت المال میں تشریف فرما تھے۔ حضرت نے چراغ گل کر دیا۔ اور چاند کی روشنی میں باہر
 تشریف فرما ہو گئے۔ آپ نے اس بات کو جائز تصور نہ کیا کہ چراغ کی روشنی میں بغیر استحقاق کے بیٹھ جائیں
 حضرت کا یہ کلام اس موقعہ کا ہے جب آپ نے حضرت عثمان کی عطا کردہ زمینیں لوگوں کو واپس کر دی
 تھیں۔ فرمایا۔ اگر اس مال کے ذریعہ شاہدیاں کی گئیں ہوتیں۔ اور زمینیاں خریدی گئیں ہوتیں۔ تو میں ان کو بھی
 واپس کر دیتا۔ انصاف میں بہت بڑی وسعت ہے جس شخص پر انصاف کا راستہ تنگ ہو جائے۔ تو وہ ظالم

ہر اور زیادہ ننگ ہوگا۔

جب قتل عثمان کے بعد لوگوں نے آپ کی بیعت کرنی چاہی۔ فرمایا: مجھے چھوڑ دو۔ کسی اور کو خلیفہ بنانا میری سلاطین کا دلوں کو لوگ پسند نہ کریں گے۔ دل ان کو برداشت نہ کریں گے۔ اور عقلمیں اسے نامنظور کریں گی۔ دنیا میں مزاج بدل گیا ہے۔ حق اور نیکی کا انکار کیا جا چکا ہے۔ یاد رکھو۔ اگر میں نے خلافت کو قبول کر لیا تو میں ان امور کو نافذ کر دوں گا۔ جن کو میں بہتر تصور کرتا ہوں۔ تو پھر میں کسی کہنے والے کی بات اور عیب جو کی عیب جوئی کی مطلق پرواہ نہیں کروں گا۔

ایک اور روایت میں ابو ہریرہ بن تہان اور عبد اللہ بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ طلحہ و زبیرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔

طلحہ و زبیرؓ — ایک زبان ہو کر اسے امیر المؤمنین آپ اس قدر ہمیں نہیں دیتے جس قدر میں ہم عمر و یا کرتے تھے۔

حضرت — کیا یہ اس قدر نہیں ہے جس قدر رسول تمہیں دیا کرتے تھے؟
طلحہ و زبیرؓ — خطا مکش ہو جاتے ہیں۔

حضرت — کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں برابر تقسیم نہیں کرتے تھے؟
طلحہ و زبیرؓ — ان برابر تقسیم کرتے تھے۔

حضرت — رسول اللہ کے طریقے کی اتباع بہتر ہے یا عمر کی؟

طلحہ و زبیرؓ — اسے امیر المؤمنین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پیروی کرنا بہتر ہے۔ لیکن ہم نے اسلام لانے میں سبقت کی ہے اور اسلام کی راہ میں کالیف برداشت کی ہیں۔ اور ہمیں رسول اللہ سے قرابت حاصل ہے۔

حضرت — کیا تم نے مجھ سے بھی پہلے اسلام لانے میں سبقت کی ہے؟

طلحہ و زبیرؓ — نہیں آپ نے اسلام لانے میں سب سے پہلے سبقت کی ہے؟

حضرت — کیا تم رسول اللہ کے زیادہ قریبی ہو یا میں؟

طلحہ و زبیرؓ — آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریبی ہیں۔

حضرت — کیا تم نے اسلام کی راہ میں مجھ سے زیادہ کالیف برداشت کی ہے؟

ظہر و زیرہ۔ آپ نے زیادہ تکالیف برداشت کیں ہیں۔

حضرت — خدا کی قسم! میں اور میرا میرا مزدور ایک جیسے ہیں۔ آپ نے ایک مزدور کی طرف اشارہ کیا، سہل بن حنیف ایک غلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ میں نے اس کو آزاد کر دیا ہے۔ جس طرح سہل بن حنیف نے اس غلام کو تین دینار دیئے تھے، حضرت نے بھی غلام کو تین دینار دے دیئے تھے۔

ایک غلام نے حضرت سے کچھ مال مانگا۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں اور لوگوں کو دوں گا۔ تو تم کو بھی دوں گا۔ اس نے کہا وہ رقم مجھے کافی نہ ہوگی۔ اس کے بعد وہ شخص معاویہ کے پاس چلا گیا معاویہ کی طرف سے جو مال اسے ملا تھا۔ اس کے متعلق امیر المومنین کی خدمت میں خط لکھا آپ نے خط کے جواب میں فرمایا۔ جو مال تمہیں مل چکا ہے مجھ سے اور لوگوں کو بھی یہ مل چکا ہے۔ اور تیرے مرجانے کے بعد یہ مال اور لوگوں کو بھی ملے گا۔ جو مال اکٹھا کیا ہے تم اس کے بارے میں اپنے نفس پر اپنے جیسے کو ترجیح دو گے۔ جو تم سے اس کا زیادہ محتاج ہوگا۔ جو مال تو جمع کر رہا ہے وہ دو قسم کے لوگوں کو ملے گا۔ ایک وہ شخص ہوگا کہ وہ تیرے مال کو لے کر اس کو اللہ کی اطاعت میں خرچ کرے گا۔ جس چیز کے ذریعے تو بدبخت رہا۔ وہ اس چیز کے ذریعے نیک بخت ہو جائے گا۔ دوسرا شخص وہ ہوگا کہ اس مال کو لے کر خدا کی نافرمانی میں خرچ کرے گا۔ جو مال تو نے اس کے لئے جمع کیا۔ وہ اس کی وجہ سے بدبخت ہو گیا۔ یہ دونوں شخص اس قابل نہیں ہیں کہ تو ان کو اپنے نفس پر ترجیح دے۔ پس تو اس بات کی امید رکھ کہ جو مال خرچ ہو گیا وہ اللہ کی رحمت تھی۔ اور جو باقی رہے وہ اللہ کا رزق ہے۔

حکیم بن اوس سے روایت ہے۔ کہ حضرت ہمارے پاس شہید کے مشیکزے بھجوا کرتے تھے۔ اور ہمارے درمیان ان کو تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ پھر حکم دیتے تھے کہ شہید کو چاٹ لو۔ جب آپ کی خدمت میں سوہ جات کے بار آتے تھے۔ تو آپ حکم فرماتے تھے کہ ان کو فروخت کر ڈالو۔ اور ان کی قیمت بیت المال میں جمع کر دو۔

سعید بن سبب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے بلا وارث جانوروں کے لئے ایک جگہ تیار کروائی تھی۔ ان کو بیت المال کے خرچ سے آنا چارہ دیا جاتا تھا۔ کہ وہ نہ تو موٹے ہوں اور نہ ہی کمزور۔ جب کوئی شخص ان جانوروں کی ملکیت کا دعویٰ کرتا تھا۔ ثبوت پر آپ واپس کر دیتے تھے۔

و نہ بدستور وہ اس جگہ پر موجود رہتے تھے۔

عاصم بن مثنیٰ سے روایت ہے کہ امیر المومنین کی خدمت میں سلال نجیہ کا خاص قسم کا کھانا ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ حضرت نے دسترخوان طلب کر کے اس پر بچھ دیا۔ پھر دو قطاروں میں بیٹھ کر لوگ کھانے لگے۔

ابو حریزہ سے روایت ہے کہ حضرت کی خدمت میں نو روز کے روز بخوشیوں نے چاندی کے پیالوں میں شکر ڈال کر پیش کی۔ آپ نے شکر اپنے اصحاب کے درمیان تقسیم کر دی۔ ان چیزوں کی قیمت کو ان کے جزیہ میں محسوب کر لیا۔

حضرت کی خدمت میں کسی کسان نے نذرانہ کا پکڑا بطور ہدیہ کے بھیجا۔ حضرت سے عمرو بن حریث نے وہ پکڑا چار ہزار درہم میں خرید لیا۔ آپ نے رقم لوگوں میں تقسیم فرمادی۔

حلیۃ الاولیاء اور فضائل احمد میں عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اصفہان سے مال آیا۔ کوفہ کے رہنے والے مسحق لوگ سات گروہ تھے۔ آپ نے مال کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اس مال میں ایک روٹی بھی موجود تھی۔ حضرت نے اس کے بھی سات ٹکڑے کر دیئے۔ اس کا ایک ایک ٹکڑا ان حصوں پر رکھ دیا۔ پھر ان کی ایک عورت کو بلایا۔ اور ان حصوں کی تقسیم کے بارے میں اس سے قرعہ ڈلوایا۔

فضائل احمد میں منقول ہے کہ حضرت نے بیت المال میں ایک دسی ملاحظہ فرمائی۔ فوایلا اس کو لوگوں کو دے دو۔ ایک شخص نے وہ دسی لے لی۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی برادری اور قربانی

مختار ثمار ابو مطربصری سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کا گزر خوافروشنوں کے ہاں سے ہوا۔ آپ نے وہاں ایک لونڈی کو روئے ہوئے دیکھا۔ آپ نے رونے کی وجہ پوچھی۔ عرض کیا میرے آٹا نے مجھے درہم دے کر خوافروشنوں کے لئے بھیجا۔ میں نے اس شخص سے خوافروشنوں سے جب

میں ان حضرات کے پاس سے خیرے لے گئی۔ تو انہوں نے خیرے ناپسند کئے۔ جب میں اس کے پاس لے کر آئی۔ تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ یہاں اس لئے روتی ہوں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس آدمی سے فرمایا۔ اے اللہ کے بندے یہ خادمہ ہے۔ اس کا اپنا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔ اس کو ایک درہم واپس کر دے۔ اور خیرے واپس لے لے۔ وہ حضرت سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔ لوگوں نے کہا یہ امیر المؤمنین ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران رہ گیا اور اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس نے خیرے لے لئے اور درہم واپس کر دیا۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ مجھ پر راضی ہو جائیں۔ فرمایا اگر تم نے اپنی حالت درستہ نہ کی تو میں تم سے راضی نہیں ہوں گا۔ فضائل احمد میں تحریر ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ جب تو نے لوگوں کے حقوق کو پورا کر دیا۔ تو میں تم سے کیوں راضی نہیں ہوں گا۔

امیر علیہ السلام نے ایک غلام کو کئی دفعہ بلایا۔ وہ نہ آیا۔ آپ باہر نکلے تو وہ دروازے پر موجود تھا۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیوں نہیں آیا تھا؟ عرض کیا کہ مٹی نے آنے سے روکا۔ اور آپ کی منزل سے ناموں تھا۔ فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے مجھے ایسا بنایا جس کی مخلوق مجھ سے امن میں ہے۔ فرمایا (اے غلام) تم چلے جاؤ۔ تم اللہ کی راہ میں آزاد ہو۔

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام صبح کی نماز میں مشغول تھے۔ چپچپے سے ابن کو اس نے یہ آیت تلاوت کی۔ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشیاکت لیسبطن عملک ولتکون من المخالذین حضرت علی علیہ السلام نے نماز کی حالت میں قرآن مجید کی تعظیم کی خاطر اس آیت کو کان لگا کر سماعت فرمایا۔ جب ابن کو آیت کی تلاوت سے فارغ ہو گیا۔ تو حضرت نماز کی قرات میں مشغول ہو گئے۔ ابن کو اس نے پھر بڑھنا شروع کر دی۔ حضرت امیر نے پھر کان لگا کر سماعت فرماتا شروع کیا۔ جب وہ آیت سے فارغ ہو گیا۔ تو پھر حضرت نماز میں مشغول ہو گئے۔ اس نے پھر آیت پڑھنی شروع کی۔ حضرت نے پھر اس آیت کو کان لگا کر سنا۔ پھر یہ آیت "تلاوت فرمائی فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یتخلفک الذین لایوتنون پھر آپ نے قرات نماز کو مکمل فرمایا کہ کو مع کیا۔ (اور ابن کو کو کچھ بھی نہ کہا)

نعمین و جابر اسدی نے امیر المؤمنین کی شان میں نامناسب بات کی۔ حضرت نے اس کے پاس لوگوں کو بلایا۔ وہ اس کو حضرت امیر کی خدمت میں لائے حضرت نے اس کو مارنے کا حکم دیا۔ اس نے

کہا۔ خدا کی قسم تیرے ساتھ ٹھہرنا ذلت اور تجھ سے جدا ہونا کفر ہے۔ جب حضرت نے اس کی یہ بات سنی تو فرمایا۔ ہم نے تم کو معاف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذفع بالیٰ ہی احسن السیئۃ تیرا یہ قول کہ آپ کے ساتھ ٹھہرنا ذلت ہے یہ ایک بُرائی ہے جو تو نے حاصل کی اور تیرا یہ قول کہ آپ سے جدا ہونا کفر ہے یہ ایک نیکی ہے جو تو نے کمائی ہے اسی کی بدولت تجھے معاف کر دیا گیا۔

التقد اور نزہۃ الابدان میں منقول ہے قبر نے کہا میں امیر المومنین کے ساتھ عثمان کے پاس گیا حضرت عثمان نے صلحد کی جہاں مجھے ملے ہو جانے کا اشارہ کیا گیا میں تھوڑا سا دور علیحدہ ہو گیا حضرت عثمان نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا حضرت اپنا سر جھکائے رہے۔ حضرت عثمان نے مزہر ہو کر کہا کہ آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔ فرمایا تیرا جواب وہ ہے جو مجھے بُرا لگے گا۔ اور میں بات کو تم پر کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے۔

ایک خوبصورت عورت گوری۔ کچھ آدمیوں نے اسے گھور کر دیکھا۔ امیر المومنین نے فرمایا ان نوجوانوں کی آنکھوں میں لالچ چمکتی ہے اور بد چلنی کا سبب ہوگا۔ جیب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو دیکھے۔ اور وہ عورت اسے ابھی معلوم ہو۔ تو اپنے گھر کا رخ کرے اور اپنی عورت سے تخلیہ چاہے کیوں کہ ایک عورت دوسری عورت کے برابر ہوتی ہے۔

یہ سن کر ایک خادجی نے کہا اللہ خدا اس کا فرکو قتل کرے۔ کیسا عجیب نقیہ بنا ہوا ہے۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔ اسے پکڑ کر قتل کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو پھوڑ دو۔ گالی کا بدلہ گالی ہی ہے۔ یا گناہ سے درگزر بھی ہو سکتا ہے۔

مروان بن حکم کو مالک اشتر نے جنگ جمل میں قید کیا حضرت امیر المومنین نے اسے برا بھلا کہا اور پھوڑ دیا۔

عائشہ نے کہا جنگ جمل میں مجھے شکست ہوئی۔ حضرت نے میرے لئے بہترین انتظام کیا۔

ازو سے یا ستر سپہی عورتوں کی حفاظت میں بی بی صاحبہ کو دینے بھیج دیا۔

حضرت مخدوم ابی بکر کے ذریعہ عبداللہ بن زبیر نے حضرت امیر المومنین سے امان طلب کی۔ آپ

اسے امان دے دی۔ اور اس کے ساتھ اور لوگوں کو بھی امان دے دی۔

موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں
 مرتبہ اللہ سے مغفرت اور توبہ طلب کرو۔ اس کو چھوڑ دیا۔ فرمایا: جہاں تمہاری مرضی ہو چلے جاؤ۔
 ہمارے لشکر میں اگر تیرے ہتھیار یا سامان ہو۔ اس کو بھی لے جاؤ۔ اپنے کئے کو جو پاؤ گے۔ اس
 سے اللہ سے ڈرو۔ اور گھر میں بیٹھ جاؤ۔

ابن لبہ عکبری اور ابو داؤد سجستانی محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے ابو جعفر
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ علی علیہ السلام شام کی جنگوں میں جس شخص کو گرفتار
 کرتے تھے۔ اس کے ہتھیار اور گھوڑے کو لے لیتے تھے۔ اور اس سے اس بات کی قسم لیتے تھے
 کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی مدد نہ کرے۔

ابن لبہ اپنے اسناد سے عرفہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ دونوں کا
 بیانی ہے کہ حضرت علیؑ نے اصحاب نہروان کو قتل کیا۔ ان کے لشکر کا سامان حضرت کی خدمت میں
 پیش کیا گیا۔ جس شخص کو جو چیز پسند آئی وہ لے گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک
 ہندیا بیچ گئی تھی۔ بعد میں میں نے دیکھا کہ اس کو بھی کوئی لے گیا تھا۔

ہیری نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت علیؑ نے کسی جنگ میں طلحہ عبدری کو قابو پایا اور
 اس کو اٹا کر دیا۔ رسول اللہؐ نے بیکہ بلند کی۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے اس کو چھوڑ دیا۔
 کسی نے کہا آپ نے ایسا کیوں کیا۔ اس کا کام تمام کیوں نہ کیا۔ فرمایا میرے ابن عم رسول اللہؐ نے
 مجھے اللہ کی قسم دے کر رحم کرنے کا حکم دیا تھا۔ جب اس کی شرم گاہ ظاہر ہو گئی تھی۔ تو مجھے اس
 کے قتل کرنے سے شرم آئی۔

جنگ خندق کے موقع پر حضرت علیؑ علیہ السلام نے عمرو بن عبدود پر قابو پایا۔ اور آپ نے اسے
 قتل نہ کیا۔ حذیفہ نے اس کا سبب رسول اللہؐ سے دریافت کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اسے حذیفہ! اس
 بہت کو چھوڑ دو۔ عنقریب علیؑ تجھے اس کا سبب بتائیں گے۔ پھر آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جب پوچھی ہوئی کیا۔ اس نے مجھے ماں کی گالی دی۔ اور میرے
 منہ پر تھوکا۔ مجھے غصہ آ گیا۔ میں اس کے قتل کرنے سے اس بات سے ڈرا کہ کہیں میں اپنے نفس کا بدلہ نہ لوں
 میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب یہ غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ تو پھر میں نے اسے اللہ کی خاطر قتل کر دیا۔

حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت ابو بکر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس بیعت کے سلسلے میں جو حوادث ظہور پذیر ہوئے۔ وہ بہت شہسور ہیں۔ (سیدہ کے گھر کو جلانا وغیرہ) لیکن آپ نے صبر و تحمل سے کام لیا۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ لوگوں نے حضرت امیر سے حضرت ابو بکر کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ خلیفہ اہل نے کہا آپ میری بیعت کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں ایسا نہ کروں۔ تو کیا ہو گا۔ حضرت ابو بکر نے کہا قسم ہے خدا کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ ہم لوگ تمہاری گردن اڑا دیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام قبر رسول سے لڑ کر یہ فریاد کرنے لگے۔

یابن ام ان القوم استغفونی وکادھا یقتلونی

ماں جانے قوم نے مجھے کرمور بنا دیا۔ قریب ہے کہ مجھے قتل کریں۔

جافظ اپنی کتاب البیان والیقین میں بیان کرتے ہیں۔ حضرت نے خلافت پر جملہ افروز ہونے

کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ ادا فرمایا۔ وہ یہ تھا۔

جو امور گزر چکے ہیں۔ دامیر سے خیال میں درست نہیں تھے۔ اگر میں ان کے بارے میں دانستے زنی کرتا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ جو بات گزر چکی اللہ نے اُسے معاف کیا۔ دو آدمیوں نے خلافت کے بارے میں سبقت کی۔ پھر تیسرا کوئی خلافت پر متمکن ہوا جس کو کوسے کی طرح ہر وقت اپنے پیٹ کا خیال رہتا تھا۔ اگر میں اس کے پرکاٹ دیتا۔ اور اس کا سر اڑا دیتا۔ تو یہ اس کے لئے اچھا ہوتا۔

حضرت نے تمام راویوں نے بیان کیلئے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اسے مجھ سے مل کر قریش سے پناہ مانگتا ہوں۔ جنہوں نے ہر حالت میں مجھ پر ظلم کیا۔

ابراہیم ثقفی، عثمان بن ابی شیبہ اور فضل بن وکیع سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس دین سے اٹھایا ہے۔ اس غذا سے لے کر اس دن تک مجھ پر برابر ظلم ہوتا رہا۔

ابراہیم اپنے اسناد سے میسب بن نجیم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام خطبہ ادا فرمایا ہے۔ اسی دوران میں ایک اعرابی نے کہا۔ دامطلبمناہ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اعرابی! میرے قریب آ جا۔ وہ حضرت کے قریب ہو گیا۔ فرمایا۔ مجھ پر ڈھیلوں۔ بارش کے قطرے اور

حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت ابو بکر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس بیعت کے سلسلہ میں جو روایات ظہور پذیر ہوئے۔ وہ بہت مشہور ہیں۔ (سیدہ کے گھر کو جلتا وغیرہ) لیکن آپ نے جس واقعہ پر عمل سے کام لیا۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ لوگوں نے حضرت امیر سے حضرت ابو بکر کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ خلیفہ اہل نے کہا آپ میری بیعت کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں ایسا نہ کروں۔ تو کیا ہو گا۔ حضرت ابو بکر نے کہا قسم ہے خدا کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ ہم لوگ تمہاری گردن اڑا دیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام قبر رسول سے پرٹ کر یہ فریاد کرنے لگے۔

یا بنی امیہ ان القوم استغفونی وکادما یقتلوننی

ماں جائے قوم نے مجھے کرمور بنا دیا۔ قریب ہے کہ مجھے قتل کریں۔

حافظ اپنی کتاب البیان والیقین میں بیان کرتے ہیں۔ حضرت نے خلافت پر جملہ افروز ہونے کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ ایشاد فرمایا۔ وہ یہ تھا۔

جو امور گزر چکے ہیں۔ دایر سے خیال میں درست نہیں تھے۔ اگر میں ان کے بارے میں رائے زنی کرنا چاہوں۔ تو کر سکتا ہوں۔ جو بات گزر چکی اللہ نے اسے معاف کیا۔ دو آدمیوں نے خلافت کے بارے میں سبقت کی پھر تیسرا آدمی خلافت پر متمکن ہوا جس کو کوس کی طرح ہر وقت اپنے پیٹ کا خیال رہتا تھا۔ اگر میں اس کے پرکاٹ دیتا۔ اور اس کا سر اڑا دیتا۔ تو یہ اس کے لئے اچھا ہوتا۔

حضرت سے تمام راویوں نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اسے مجھ سے ان قریش سے پناہ مانگتا ہوں۔ جنہوں نے ہر حالت میں مجھ پر ظلم کیا۔

ابراہیم ثقفی، عثمان بن ابی شیبہ اور فضل بن وکیع سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس دین سے اٹھایا ہے۔ اس عذر سے لے کر اس دن تک مجھ پر برابر ظلم ہوتا رہا۔

ابراہیم اپنے اسناد سے میسب بن نجید سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام خطبہ ایشاد فرماتے تھے اسی دوران میں ایک اعرابی نے کہا۔ وامتظمتا ہ امیر علیہ السلام نے فرمایا اے اعرابی! میرے قریب آ جا۔ وہ حضرت کے قریب ہو گیا۔ فرمایا۔ مجھ پر ڈھیلوں۔ بادش کے قطروں اور

ریت کے ذروں کے برابر ظلم کیا گیا۔

کثیرین بیان کی روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھ پر اس قدر ظلم کیا گیا جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔

ابو نعیم فضل بن وکیع اپنی اسناد سے حضرت سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جب کبھی بھی خطبہ ارشاد فرماتے کی خاطر منبر پر شریف سے جاتے تھے تو آپ منبر سے اترنے سے پہلے اپنے کلام کے آخر میں ارشاد فرماتے تھے۔

ملازلت مظلوم ماہمذ قبض اللہ نبیہ جب سے اللہ نے اپنے نبی کو اس دنیا سے اٹھایا اس وقت سے لے کر اس وقت تک برابر مجھ پر ظلم ہوتا رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے والے کے لئے سخاوت کا بادل فریادی کے لئے فریادیں۔ امیدوار کے لئے امید گاہ۔ یسودوں کی چاہ گاہ رہایا پر مہربان اپنے ارادے میں متصرف اپنی دلیل پر ہر دم کرتے تھے اور اپنی جان کو خطرات میں ڈال دیتے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک عورت کو دیکھا جس کے کندھے پر پانی کا مشکیزہ تھا حضرت امیر نے اس سے مشکیزہ کو لے لیا اور اپنے کندھے پر اٹھا کر جہاں اس نے جانا تھا وہاں لائے۔ اور اس کے حالات دریافت کئے۔ عرض کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب نے میرے قہر کو ایک سرحد کی طرف بھجواتھا وہاں وہ مارا گیا اس کے اب قسیم بچے باقی رہ گئے جو میرے پاس موجود ہیں۔ بچوں کو کھانے کے لئے میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں ہے ان حالات کے تحت مجھے جبورا لوگوں کی خدمت کرنی پڑتی ہے یسین کہ حضرت واپس چلے آئے۔ ساری رات بے چینی میں بسر کی۔ صبح کے وقت خود دیشیوں کا ایک تھیلا اٹھا کر چلے۔ ایک شخص نے عرض کیا مجھے عنایت فرمائیے۔ اس کو میں اٹھا لیتا ہوں۔ فرمایا قیامت کے بعد تو میرا جوہر نہیں اٹھائے گا اس کے گھر آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی۔ کون ہے؟ فرمایا میں وہ شخص ہوں جس نے تیری مشک اٹھائی تھی۔ گھر کا دروازہ کھولنے میں بچوں کے لئے کوئی چیز لایا ہوں۔ عرض کیا اللہ تجھ سے راضی ہو۔ میرے اور علی کے درمیان فیصلہ کرے۔ حضرت گھر کے اندر داخل ہوئے۔ فرمایا میں حصول ثواب کی خاطر حاضر ہوا ہوں۔ اب تجھ اختیار ہے۔ خواہ آنا گوندہ اور روٹی پکا۔ یا یہ خدمت میرے سپرد کر دے۔ اور تم بچوں کو بھلاؤ۔

معرض کیا میں روٹی تیار کرنے میں زیادہ ماہر ہوں۔ اور اس پر مجھے قہدت حاصل ہے۔ اور آپ اتنا
سیکھنے کو آپ بچوں کو پہلاتے رہیں۔

جب تک عورت روٹی پکانے سے فادع نہ ہوتی۔ آپ بچوں کو بھلاتے رہے۔ عورت نے
آٹا گوند ضا شروع کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے گوشت کو پکا شروع کیا۔ پکانے کے بعد گوشت اور
کھجور وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ان بچوں کے منہ میں دیتے تھے۔ جب حضرت بچوں کو کوئی چیز
کھلاتے تھے۔ تو فرماتے بیٹا۔ علی بن ابی طالب کو سعادت کرنا، اس کی کوتاہی جو تمہارے بارے میں
کی ہے۔ جب وہ عورت آٹا گوند پھینکی۔ تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے تنور کو روشن کرو۔ آپ
نے تنور روشن کرنا شروع کیا۔ جب وہ بدشمن ہو گیا تو اس کے شیعے حضرت کے چہرے کی طرف پلکنے
لگے۔ حضرت نے دل میں کہا اے علی یہ مزہ چکھ۔ یہ اس کا بدلہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو مولوں اور
یتیموں کو یاد نہ رکھے۔

ایک بار عورت نے حضرت کو دیکھا۔ جو آپ کو جانتی تھی وہ کہنے لگی اے عورت تیرے لئے
طاقت ہو۔ یہ تو امیر المؤمنین ہیں۔ وہ عورت حضرت امیر کی خدمت میں رو کر عرض کرنے لگی۔ اے
امیر المؤمنین! میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں۔ آپ نے جو اب میں فرمایا۔ اے اللہ کی باندی میں خود
تم سے شرمندہ ہوں۔ میں نے تیرے بارے میں کوتاہی سے کام لیا۔

فصل

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی ہمت اور عجب

ابو جہاد ابو جعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت اولیٰک
یسارعون فی الخیرات یہ وہ لوگ ہیں جو نیکیوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی
شان میں نازل ہوئی ہے۔ نیکی میں آپ سے کسی ایک سبقت نہیں کی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین اپنا مرقہ سس جھکانے ہوتے تھے۔ تو آپ کے
عجب کی وجہ سے ہم کلام کا آغاز کرنے سے ڈرتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا۔

کہ آپ اپنے ہم جوڑ بہادروں پر کیسے غالب آجاتے ہیں آپ نے فرمایا ان کے دلوں میں میری
ہدایت جاگزیں ہوتی ہے۔

نظنری نے خصائص میں سفیان بن عیینہ سے وہ شفیق بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ
میں جناب عمر کے ساتھ جا رہا تھا آپ بار بار مڑکے پیچھے دیکھتے جاتے تھے۔ میں نے پوچھا
آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ کہا تم پر افسوس ہے میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جو خود شیر کئے شیر کا
فرزند ہے خود بہادر ہے بہادر کا بیٹا ہے۔ تماریکیوں کو دور کرنے والا ظالموں اور سرکشوں کے سروں
پر تلوار چلانے والا دو تلواریں والا اور صاحب رائے ہے میں نے کہا یہ تو علی بن ابی طالب ہیں۔ کہا
تم ہی ان تیرے ماتم میں بیٹھے تو مخالفت سے ان کا نام لیتا ہے۔

احد کی جنگ میں رسول اللہ نے ہم سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ جو شخص بھاگ جائے گا۔ وہ
گمراہ ہوگا۔ اور جو شخص دشمن کے ہاتھوں قتل ہوگا وہ شہید ہوگا۔ اللہ کے رسول اس کے لئے جنت کا احسان
دے گا۔ جب یزیدین میں گھسان کا دن پڑا تو انہوں نے ہمیں شکست دی یہ شخص (حضرت علی) بالکل اکیلا
کفار سے جنگ کر رہا تھا۔ صرف رسول اللہ اور جبریل باقی تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے بھاگنے والے سے کہا تم نے رسول اللہ صلعم سے نہ بھاگنے کا وعدہ
کیا تھا اب بھاگ کر اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ رسول اللہ نے بیت کی ایک مٹی پھینکی اور فرمایا اے بیت
الوجود خدا کی قسم ہم میں سے کوئی شخص اپنا نہ بچا جس کی آنکھوں میں بیت نہ پڑی ہو ہم بیت سے
اپنے چہرے صاف کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے واپس لوٹے۔ اللہ اللہ! اے ابوالحسن! ہمیں معاف
کیجئے اللہ آپ کو معاف کرے گا۔ آپ کا یہ بار بار مشرکین پر حملہ کرنا اور ہمارا بھاگ جانا عجیب و غریب
چیز ہے۔ عرب کی عادت کے مطابق درگزر فرمائیے۔ جب بھی میں آپ کو اکیلا دیکھتا تھا۔ آپ سے
ڈر جاتا تھا۔ (حضرت عمر)

نبی صلعم نے فرمایا جو شخص کسی کو قتل کرے گا۔ مقتول کا لباس قتل کرنے والے کے لئے ہے۔ لیکن حضرت

ابیر المؤمنین نے کسی ایسے شخص کو بھاگنے والے کا پیچھا نہیں کرتے تھے۔ جنگ کے میدان میں جو

آپ کے مدد کے لئے فرما دیتا تھا۔ اس سے رک جاتے تھے۔ زخمی سے کوئی تعرض نہیں کرتے تھے۔

جنگ خندق کے موقع پر حبیب حضرت علیؑ نے عمرو بن عبدود کو پھاڑ دیا تو اس نے کہا پچا کے

یہ میں آپ کی خدمت میں ایک گدا بخش کرنا ہوں۔ وہ یہ سچہ کہ میرے مرنے کے بعد میری شہرگاہ کو ظاہر کرنا۔ اور میرے پکڑے نہ آتا دنا۔ فرمایا یہ بات میرے لئے بہت آسان ہے۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں جناب عمرؓ نے عرض کیا آپ نے عمرو بن عبدود کی ذرہ کیوں نہیں اتاری جس کی قیمت تین ہزار درہم تھی۔ اہل عرب میں سے کسی کے پاس ایسی ذرہ نہیں ہے فرمایا مجھے اس بات سے شرم آئی کہ میں اپنے چچا کے بیٹے کو ہرن کر دیا۔ جب عمرو بن عبدود کی بہن اپنے بھائی کی لاش پر آئی۔ تو اس نے اسے ہرن نہ پایا۔ اور اس وجہ سے غم کا اظہار کر دیا۔ اور کہا میرے بھائی کو کس کریم النفس انسان نے قتل کیا ہے۔ ویز علیہ السلام نے فرمایا اسے تیرا جن لوگوں کو میں قتل کروں۔ ان میں سے کسی کے پکڑے نہ آتا رہے جائیں۔ اس سے حضرت کی یہ مراد تھی کہ جن باغیوں کو میں قتل کروں۔ ان کے پکڑے نہ آتا رہے جائیں۔

حضرت سے ایک اعرابی نے سوال کیا۔ آپ نے ایک ہزار دینے کا حکم دیا۔ خاوند نے عرض کیا اس کے دوں یا چاندی کے۔ آپ نے فرمایا میرے مزدیک دو نوں ایک پتھر کی حیثیت رکھتے ہیں اعرابی کو دو نوں دے دو تاکہ یہ ان سے فائدہ حاصل کرے۔

ابن زبیر نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ میں نے اپنے باپ کے حساب میں دیکھا ہے کہ باپ کے آپ کے باپ پر اسی ہزار درہم واجب اللہ واسقے۔ فرمایا آپ کے باپ نے سچ کہا۔ حضرت نے یہ رقم ادا کر دی۔ — ابن زبیر پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ میں نے حساب میں غلطی کی ہے۔ بلکہ آپ کے والد کے میرے والد پر اسی ہزار درہم بقایا تھے۔ فرمایا میں نے تیرے والد کو معاف کیا اور جو کچھ تو رہے گیا۔ تجھے معاف کیا۔

فصل

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا یقین اور صبر

ابو معاویہ ہزبر، اعمش سے وہ سہی سے وہ ابو صالح سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے۔ فما یكذبک بعد بالذین بیعتک کہتا ہے۔ کہ اسے محمدؐ تمہارے بعد علیؓ ابن ابی طالب تمہاری تکذیب نہیں کریں گے۔ اور جناب

امن میں ہوں گے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مقامات کثیرہ پر ارشاد فرمایا ہے: میں باب المقام ہوں۔ میں عجز الخصاص ہوں۔ میں دابة الارض ہوں۔ میں صاحب اعصاب ہوں۔ میں فاضل قضا ہوں۔ میں نجات کی کشتی ہوں۔ جو اس پر سوار ہوا۔ نجات پا گیا۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ غرق ہو گیا۔ اینزا امیر علیہ السلام نے فرمایا: میں درخت ندی ہوں۔ حجاب الوری ہوں۔ میں صاحب الدنيا ہوں۔ میں حجة الانبیاء ہوں۔ میں زبان مبین ہوں۔ میں حل متین ہوں۔ میں بنو عظیم ہوں۔ جس سے لوگ مذموڑے ہوئے ہیں جس کے متعلق قیامت میں سوال کیا جائے گا۔ اور جس کے بارے میں لوگ اختلاف کرتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے معبود! تیری عزت تیرے جلال تیرے جلال مکان کی قسم! میں نے کسی دشمن سے خوف نہیں کھایا۔ اور نہ ہی میں نے کسی اپنے دوست کی خوش آمد کی ہنر نعتوں پر تیرے سوا اور کسی کا شکر ادا نہیں کیا۔

حضرت ایک مناجات میں زباتے ہیں۔ اے معبود! میں تیرا بندہ ہوں۔ تیرا ولی ہوں۔ تو نے مجھے پھن لیا۔ میرا اتفاق کیا۔ مجھے بند کیا۔ مجھے مکرم کیا۔ تو نے مجھے اپنے اصفیا کے مقام اور اپنے اولیاء کی خداقت کا وارث گردانا۔ مجھے غنی بنایا۔ اور لوگوں کو دین اور دنیا میں میرا محتاج بنایا۔ مجھے عزت عطا کی۔ اور لوگوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں۔ اپنے نور کو میرے دل میں جاگزیں کیا۔ اپنے سوا اور کسی کا مجھے محتاج نہ بنایا۔ مجھے اپنی نعمتیں عطا کیں۔ اپنی ذات کے سوا اور کسی شخص کا احسان مجھ پر قرار نہ دیا۔ تو نے مجھے اپنے حق کے زندہ رکھنے کے لئے قائم رکھا۔ اپنی مخلوق پر مجھے گواہ بنایا۔ میں تیری رضا مندی اور ناراضگی پر رضا مند اور ناراض ہوتا ہوں۔ میں صرف حق بات کہتا ہوں۔ میں صحت پسند ہوں۔

امیر علیہ السلام جنگ صفین کے موقع پر کرتا پسنے ہوئے صفوں کے درمیان چل رہے تھے، امام حسن نے عرض کیا کیا یہ جنگ کا لباس ہے؟ فرمایا: اے بیٹا! ان اہل لا یمالی دفع علی الموت اور دفع الموت میں تیرے باپ کو اس بات کی مطلق پروا نہیں ہے وہ خود موت پر جا پڑے یا موت اس پر واقع ہو جائے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اس امت کا بد بخت ترین انسان بات کا منتظر ہے۔ کسی کو کھیرے سر کے خون سے رنگین کرے۔ جب ابن محکم نے اللہ اس پر نعمت کرے۔ حضرت پر اپنی فطرت در رب الکعبہ رب کعبہ کی قسم میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔

اللہ والے ہی موت کی آمد کو کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کستم صادقین حضرت کے صبر پر یہ آیت دلائل سے کہتی ہے والصابرین والصادقین والفاستین والمستغفرین بالاسحار اس آیت کا حضرت کے مقام کے بارے میں نازل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے صابر ہونے پر امت کا اجماع ہو چکا ہے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچیس برس کے بڑے ہونے تک سخت مصائب کا مقابلہ کیا اور رسول اللہ کی وفات کے بعد بھی سخت تکالیف کا سامنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صابرین کی ان اوصاف کے ساتھ تعریف کی ہے والصابرین فی العاسا والضرأوحین الباس اولئک الذین صدقوا یہ صفت حضرت میں بلاشبہ پائی جاتی ہے۔

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر علی بن ابراہیم میں منقول ہے اور ابان بن عثمان سے بھی روایت ہے کہ جنگ احد کی لڑائی میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ زخم لگے تھے۔

تفسیر قشیری میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے جسم پر ساٹھ سے زیادہ زخم موجود تھے۔

ابان کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ اور ام عطیہ کو حکم دیا کہ وہ دونوں جا کر حضرت علی کا علاج معالجہ کریں لیکن دونوں نے عرض کیا کہ ہمیں آپ سے ڈر لگتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ حضرت علی کے پاس تشریف لائے اور آپ کی عیادت کرتے تھے۔ اور حضرت علی مجسم ایک پھوڑے کی صورت میں موجود تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اقدس حضرت علی کے جسم مبارک پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے اس شخص نے یہ تکالیف اور وہ اللہ کی راہ میں برداشت کئے ہیں۔ اور علی علیہ السلام ٹھیک ہو جاتے تھے۔ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ شکوہ اس ذات کا جس کے فضل سے میں نے فرار نہ کیا اور نہ ہی پیٹھ دکھا کر ہجھا گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے

وہ مقام پر علی کا شکر یہ ادا کیا ہے۔ سنحزی اشاکین ویسجنی اللہ الشاکین

سید بن جیر ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے تحت روایت کرتے ہیں۔ افاں مان او

تتل القلبم علی اعقابکم ومن منقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیاً ویسجنی اللہ الشاکین
مگر محمد اپنی موت مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم آٹھ پاؤں پھر جاؤ گے۔ جو شخص اللہ پاؤں پھر جائے گا۔ وہ اللہ کو کوئی نقصان نہ دے گا۔ عنقریب اللہ شکر گزار لوگوں کو بدلہ دیں گے۔

یعنی اے محمد شاکر بن میں سے تیرے صاحب علی بن ابی طالب ہیں۔ اور اپنے پاؤں پر اٹھ پھر جانے والے
وہ لوگ ہیں جو علی کے بارے میں مرتد ہو جائیں گے۔

صفیان ثوری متصور سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ ابن مسعود سے اس آیت کے بارے میں روایت
کرتے ہیں۔ انی جن یتھم الیوم بما صبروا آج میں ان کے صبر کا انھیں بدلہ دوں گا۔ یعنی علی بن ابی طالب
فاطمہ حسن حسین علیہم السلام نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھوک اور غربت پر صبر کیا۔ ان حضرات نے
دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاطر مصائب پر صبر کیا، اور (آج) یہ لوگ نافرمان ہونے والے ہیں۔
علی بن عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ تو اوصو بالصبر سے مراد علی بن ابی طالب علیہ
السلام ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو حضرت جعفر کی موت کے متعلق آگاہ کیا، اور حضرت جعفر نے
سزین موت پر انتقال فرمایا تھا، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس بارے میں اللہ
تعالیٰ نے آیت نازل کی۔ الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون وہ لوگ جب
ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی خاطر درست رکھتا
ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تو مجھے درست رکھتا ہے تو فقر کی تکلیف کو اختیار کر یا نیک
کامیابی کی چادر کو اوڑھ لے۔

ابو عبیدہ اور تغلب نے کہا ہے کہ حضرت کے اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ نیک اعمال اور تقویٰ کی
بے جا تیار کرنا تاکہ اس کے بد سے ہمیں قیامت کے روز فقر کی وجہ سے جنت نصیب ہو۔

دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ دنیا کو ترک کر دے۔ اور اس سے کنارہ
کشی اختیار کر فقر پر صبر کر اس مطلب پر امیر المؤمنین علیہ السلام کا یہ قول دلالت کرتا ہے مجھے کیا ہو گیا ہے۔
کہ میں اس لوگوں میں شیعوں والی علامات نہیں دیکھتا۔ عرض کیا گیا۔ اے امیر المؤمنین! شیعوں کی علامات
کیا ہیں؟

ایک شخص نے فرمایا بھوک کی وجہ سے تم شکم پر پیاس کی وجہ سے ان کے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ روتے

روتے ان کی آنکھیں سو جھ جاتی ہیں۔

مسند ابی یعلیٰ، اعتقاد الاشہبہ، اور مجموعہ ابی العلاء ہمدانی میں انس، ابو بکر، اور ابو رافع سے روایت ہے۔ اور کتاب ابانہ میں ابن یزید، یمن طریقوں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا کہ عرفہ تشریف لے گئے۔ آپ کا ایک باغ سے گزر ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یہ باغ کس قدر خوبصورت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علی! تیرا باغ جو حضرت میں موجود ہوگا۔ وہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سات باغات سے گزر ہوا۔ حضرت علی اسی طرح عرض کرتے جاتے تھے اور رسول اللہ حسب سالت فرماتے جاتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے گلے لگا لیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور حضرت علی بھی رو پڑے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ کو کس چیز نے دولا یا ہے۔ فرمایا میں اس لئے دور ہا ہوں۔ کہ تیرے متعلق لوگوں کے دہلی میں کیئے موجود ہیں۔ اور میرے بعد اپنے کنبوں کو ظاہر کریں گے۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں ان کے ساتھ اس بارے میں کیا طریقہ اختیار کروں۔ آپ نے فرمایا۔ صبر سے کام لینا، اگر تم صبر نہ کرو گے تو تکلیف اور سختی میں پڑ جاؤ گے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس بارے میں تو میں اپنے دین کی طاقت خیال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ اس میں تیرے دین کی زندگی ہوگی۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ میں نے کبھی آرام نہیں پایا۔ اس بات پر اللہ کا شکر ہے۔ مجھے خوف پرست کم لاشی ہوا۔ اور میں نے ہر وہ چیز بہت بڑی کی۔ میں نے مشرکین کو قتل کیا، منافقین کو دشمن جانا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اٹھا لیا۔ پھر کیا تھا۔ قیامت میرے برپا ہو گئی میں لگاتار مخالف رہتے لگا۔ مجھے اس بات کا ڈر تھا۔ کہ کہیں وہ وقت نہ آجائے۔ جس کا برداشت کرنا میرے اسکان سے باہر ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اس امتحان میں ثابت قدم رہا۔ حتیٰ کہ حضرت عمر کا انتقال ہو گیا۔ وہ امور صادر ہوئے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں منظور تھے۔ پھر فلاں صاحب مسند خلافت پر بیٹھے۔ اس کے بعد وہ زمانہ آیا۔ جیسا کہ تم خود دیکھ رہے ہو۔ کہ میں تلوار چلاتے چلاتے بوڑھا ہو گیا ہوں۔

عمرو بن حوشب سے روایت ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ پہلے امیروں نے لوگوں

مظلم کیا۔ پھر لوگوں نے امیروں پر ظلم کیا۔

ابو الفتح حنابلہ اپنے اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں ہمیشہ
مظلوم ہی رہا ہوں۔“

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے اعمال صالحہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیت الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات امیر
المومنین علیہ السلام اور آپ کے شیعوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو بے حساب
اجر ملے گا۔

محمد بن عبد اللہ بن حسن اپنے ابا سے، سدی ابو مالک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔
محمد بن محمد باقر علیہ السلام اس آیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ
کہ یہ بھی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

سدی۔ ابو صامع اور ابن شہاب ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت پیشتر المومنین
الذین يعملون الصالحات کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلعم حضرت علیؑ جعفر عقیل حمزہ فاطمہ حسن
اور حسین کو جنت کی بشارت دیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعمال صالحہ بجالائے ہیں۔ یہ آیت
امر فاجعل الذین امنوا وعملوا الصالحات سے مراد علیؑ، حمزہ اور جبریل بن عارض ہیں۔
کالمحسنین فی الارض سے مراد عتبہ شیبہ اور دبیر ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بازوؤں کی
مٹھائی کمانی سے ایک ہزار غلام خرید کر کے آزاد کئے۔ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ آپ نے
اپنی عمر بے شمار غلام خرید کر کے آزاد کئے ہیں۔ جن کا شمار ناممکن ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ایک شخص نے کھجوروں کی گٹھلیوں کا ایک پھیلا دیکھا اور عرض
کیا آٹے ابو الحسن! یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا۔ ایک لاکھ غلام ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ نے ان گٹھلیوں
کو بچھڑا۔ وہ سب کی سب کھجوریں تیار ہو گئیں۔ آپ نے ان کو وقف کر دیا۔ آپ نے خیمہ وادی

انقری مال کو وقف کر دیا تھا۔ مال ابی نیر۔ بغیضہ، ارباجا، ایرنہ، رعداء، اینیا اور رباحہ کے مال موسیٰ کی خاطر وقف کر دیا تھا۔ اور اولادِ حق کے وہ افراد جو صاحبِ امانت اور صاحبِ صلاح تھے ان کی تولیت میں دے دیا تھا۔

آپ نے حجاج کی خاطر ایک چشتی کھدوائے۔ وہ ہمارے اس دن تک باقی اور موجود ہیں۔ آپ نے مکہ اور کوفہ کی راہ میں کنوئیں کھدوائے۔ آپ نے حضرت حمزہ کی تربت کے مقابل میں مدینہ میں مسجد فتح کی تعمیر کی۔ ایک مسجد کوفہ میں اور دوسری مضافات میں تعمیر کرائی۔ جامع بصرہ بھی آپ کی تعمیر کردہ ہے۔ ایک مسجد آبادان میں تعمیر کی۔ اور اس کے علاوہ اور مساجد بھی آپ نے تعمیر کرائیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام دن کو روزہ رکھا کرتے اور رات کو ایک ہزار رکعت بجا لاتے تھے۔ مکہ کی سڑک آپ ہی نے تعمیر کرائی تھی۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات سال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تیس سال روزے رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس حج ادا کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کفار سے جہاد کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد باغیوں سے جہاد کیا۔ احکامِ دینی کے فتاوے دیئے۔ (مختلف علوم کی اشاعت کی سنتوں کو زندہ کیا اور بدعتوں کو مٹایا۔)

ابو جلی سند میں تحریر کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سے میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نماز تہجد نو رکعت ہے اس وقت سے بے کراچ تک میں نے نماز تہجد کبھی نہیں چھوڑی۔ ابن کوانہ عرض کیا کیا یہ سلسلہ تحریر ہے؟ فرمایا سلسلہ تحریر نہیں ہے۔

امام ابوبکرؓ میں سلیمان بن مغیرہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ام مہدیؓ سے پوچھا کہ ماہِ رمضان میں جناب علیؓ کی نماز پڑھنے کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ کہا آپ کے نزدیک ماہِ رمضان اور ماہِ شوال برابر تھے۔ ساری رات نماز پڑھتے تھے۔

نیشاپوری روضۃ الواعظین میں تحریر کرتے ہیں کہ عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ آپ نے بعض متاخرین سے سنا۔ وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آیت امن ہو قانت الی اللیل سا جداً وقائمہا حضرت علیؓ ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں حضرت علیؓ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وقتِ مغرب کا تھا۔ آپ نماز میں مشغول تھے اور قرآن بھی پڑھتے تھے اسی حالت میں آپ نے صبح کر دی اس کے بعد آپ نے وضو کی

تجدید فرمائی۔ اور مسجد کی طرف تشریف لے چلے۔ اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ سورج کے طلوع ہونے تک تعقیبات میں مصروف رہے۔ پھر آپ کی خدمت میں لوگ حاضر ہونے لگے۔ آپ ان کے درمیان فیصلہ جات کرنے میں مہتمک ہو گئے۔ اسی حالت میں نماز ظہر کا وقت آگیا۔ آپ نے وضو کی تجدید فرمائی۔ اور اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ظہر پڑھی۔ آپ تعقیبات میں بیٹھ گئے۔ اسی حالت میں لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگ کے درمیان فیصلہ کرنے اور فتوے دینے میں مصروف ہو گئے۔ اور سورج غروب ہو گیا۔

”نفسِ قشیری میں مذکور ہے کہ جب نماز کا وقت آجاتا تھا۔ تو حضرت کا چہرہ رونق ہو جاتا تھا۔ اور بدن میں تھر تھری پیدا ہو جاتی تھی۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ فرمایا۔ اس امانت کا وقت آگیا جس کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پریش کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ انسان نے کمزور ہونے کے باوجود اس کو اٹھالیا تھا۔ اب مجھے علم نہیں ہے کہ میں اس امانت کو اچھی طرح اٹھائے ہوئے ہوں یا نہیں۔“

عردہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ہم نے آپس میں صالح الاعمال شخص کا ذکر کیا۔ یہ سن کر ابو درداء کہنے لگا۔ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار علی بن ابی طالب ہیں۔ میں نے آپ کو ختماک اور در بدر آواز میں کہتے ہوئے سنا۔ معبودا کتنی تکلیف دینے والی مصیبتیں تھیں۔ کہ تو نے ان کو مجھ سے دور کیا۔ میں نے تیری نعمتوں کے ذریعے ان کا مقابلہ کیا۔ کہتے گناہ تھے۔ کہ تو نے ان سے اپنی مہربانی سے مجھ کو بچا لیا۔ اسے معبودا اگرچہ تیری عمر کا کافی حصہ تیری نافرمانی میں گزرا۔ اور اعمال ناموں میں میرے گناہ بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ میں تیری بخشش کے سوا کسی سے امید نہیں رکھتا۔ اور تیری رضا مندی کے سوا اور کہیں توقع نہیں رکھتا۔ پھر آپ نے چند حکامات نماز ادا کرنے کے بعد دعا گریہ و زاری اور مناجات میں مشغول ہو گئے۔ اور کہا اسے معبودا میں تیری بخشش پر نظر کرتا ہوں۔ تو مجھے میرے گناہ خفیف معلوم ہوتے ہیں۔ اور جب میں تیرے بڑے مواخذہ کو یاد کرتا ہوں۔ اگر میں نے ان کو اعمال نامہ میں پڑھا اور تو ان کا شمار کرنے والا ہے۔ تو تو کہے گا۔ اس شخص کو عفو دے کرے جانے دے کے لئے بہت بڑی تباہی ہوگی۔ نہ اس کو اس کا قبیلہ چھڑوا سکے گا۔ اور نہ ہی اس کے خاندان اسے کوئی فائدہ پہنچائے گا۔ اسے شخص پر مصیبتوں کا ہجوم ہوگا۔ آہ خدا امان دے۔ ایسی آگ سے جو کسی کو گدے اور گدوں کو بھون دے گی۔ آہ خدا محفوظ رکھ اس آگ سے جو چہروں کو بھلس دے گی۔ آہ جس کے لئے ہر چیز بھڑکتے ہوں گے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام اتنے روئے۔ کہ میں آپ سے کسی آواز و حرکت

کو نہ سن سکا میں نے نہ حال کیا آپ پر نیند کا غلبہ ہو گیا ہے۔

حضرت امام زہین العابدین علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کی عبادت کا ایک صحیفہ لے کر اس کو تھوڑا سا پڑھ کر پھر اس کو کاپٹتے ہوئے ہاتھوں سے رکھ دیا۔ فرمایا کس شخص میں یہ قدرت ہے کہ جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی عبادت کا مقابلہ کر سکے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب سورہ طس میں پانچ آیات نازل ہوئیں۔ امن جعل الارض قراراً انا تو حضرت علیؑ اس طرح زمین پر غش کھا کر گر پڑے جس طرح پڑیا غش کھا کر گر جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے لوگوں کے کفر کرنے اور اللہ تعالیٰ کا ان کعبارے میں بردباری کرنے سے تعجب ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جسراقدس پر ہاتھ پھیر دیا۔ اور فرمایا (اے علیؑ) تجھے شدت ہو۔ مومن تجھ سے نفخ نہیں رکھے گا۔ اور منافق تجھے دوست نہیں رکھے گا۔ اگر تم نہ ہوتے۔ تو اللہ کا گروہ نہ پہچانتا۔

صاحب المجلد۔ امام احمد بن حنبل نے کتاب فضائل میں مجاہد سے۔ صاحب مسند العشرة اور ایک اور جماعت نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر بھوک کے آثار ملاحظہ کئے۔ آپ نے چڑایا۔ اس کے وسط کو موڑا۔ اس کو اپنی گردن میں داخل کیا۔ اور اس کے درمیان واسے حصے کو مضبوطی سے بھروسے کے تین تے سے کسا۔ حالانکہ آپ کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی آپ کو معلوم ہوا۔ کہ ایک شخص کو اپنے باغ کے سیراب کرنے کی ضرورت ہے آپ اس کے پاس آئے اور فرمایا۔ کیا تم ایک ڈول سے بڑے ایک بھروسے دو گے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے اس کی خاطر کئی ڈول کھینچے۔ آپ نے ڈول کو رکھ دیا۔ اور بھوری سے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی نیابت اور ولایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو سورہ برات دے کر مکہ میں تبلیغ کی خاطر روانہ فرمایا۔ اور آپ کے ذریعے حضرت ابو بکر کو معزول کر دیا۔ اس بات پر مفسرین اور ناقلین اخبار کا اجماع ہو چکا ہے۔

کہتے۔ مندرجہ ذیل حضرات نے اس واقعہ کو خصوصیت کے طور پر بیان کیا ہے۔

۱) تاریخ طبری (۲) تاریخ بلاذری (۳) جامع ترمذی (۴) مورخ واقعی (۵) شعبی (۶) سدی (۷) قطبی (۸) واحدی (۹) قسطلی (۱۰) فہرستی (۱۱) معانی (۱۲) احمد بن حنبل (۱۳) ابن بطہ (۱۴) محمد بن اسحاق (۱۵) ابو یعلیٰ موصلی (۱۶) اعمش (۱۷) سماک بن حرب

ذکورہ بالا حضرات عروہ بن زبیر۔ ابو ہریرہ۔ انس۔ ابو رافع۔ زید بن نقیع ابن عمر اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ابو سعید خدری کے الفاظ ابن عباس کے ہیں کہ جب سورہ برات کے آیات اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے ادا کرنے کے لئے مکہ میں حضرت ابو بکر کو بلا کر فرمایا، جبریل آئیں نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان آیات کو جا کر یا تم خود ادا کرو۔ یا وہ شخص ادا کرے جو تم سے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین سے فرمایا، میری ناتوانی پر سوار ہو جاؤ۔ اور حضرت ابو بکر کو جا کر بلایا۔ اور اپنے ہاتھ سے اس سے سورہ برات لے لو جب حضرت علی نے اس سے سورہ برات کو لے لیا تو حضرت ابو بکر نے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزرع و فزع شروع کیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے اس امر میں مجھے اعزاز بخشا تھا جس سے گدیوں بندہ ہو گئیں تھیں جب میں اس امر کی انجام دہی کے لئے خانہ نبویہ تو آپ نے مجھے واپس بلا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی طرف سے میرے پاس جبریل آئیں نازل ہوئے۔ اللہ فرمایا ان آیات کو یا تم جا کر ادا کر سکتے ہو۔ یا پھر وہ شخص جو تم میں سے ہو چونکہ علی مجھ سے ہیں اور میں ان کو میری طرف سے علی ہی ادا کر سکتے ہیں۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ خطیب ہیں اور میں (جو ان آدمی ہوں۔ فرمایا۔ ان آیات کی تبلیغ کے لئے مزدوری ہے کہ یا تم میری جگہ سونپ کر دے اور میں آکر یہی بات کہتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول۔ فرمایا۔ جاؤ۔ اللہ کی تابان کو ثابت اور تیرے دل کو ہدایت دے گا۔

ابو سعید خدری حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام مکہ میں تھے تو لوگوں کے درمیان خطبہ دیا۔ تلوار کو نیلام سے نکالا اور فرمایا، کوئی شخص خانہ کعبہ کا طواف کرے اور کوئی مشرک حج ادا کرے۔ جس کے لئے کوئی مدت مقرر ہے۔ وہ اس مدت تک اس شخص کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ اس کے لئے آج سے چار ماہ مدت مقرر ہے۔

مسند موصی میں یہ عبارت مذکور ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، جنت میں صرف مومن ہوں گا۔ یہ ایسا حکم ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو حکم دیا تھا کہ میرے گھر کو طواف کرنے کی قیام کرنے والوں، ذکر کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ندا کرنے کا حکم دیا تھا۔

واذن فی الناس بالحق

نور دل (حضرت علی علیہ السلام) کو آخر میں ندا کرنے کا حکم دیا، واذن من اللہ ورسولہ۔
 صدی ابو مالک، ابن عباس اور حضرت امام زین العابدین علیہ نے فرمایا، اذان سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں، آپ نے مشرکین کے درمیان ندا دی تھی۔

تفسیر تیشی میں مذکور ہے کہ ایک مشرک نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا، اگر چاہوں کہ تم سے کبھی کوئی شخص رسول اللہ سے بعض امور میں مناجاہت کرے گا، تو کیا ملے گا۔ آپ نے فرمایا، ہاں ایسا ہے۔
 کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وان احد من المشرکین استعدت فاجعلہ اخ اگر کوئی مشرک سے پناہ طلب کرے تو اس کو پناہ دے دو۔

ایک حدیث میں حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام محمد باقر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ
 خداش عمرو بن عبدود کے بھائی سعید نے کہا کہ میں چار ماہ کی خدمت منظور نہیں ہے۔ اور ہم تم سے اور
 ابن عم سے بڑی ہیں۔ ہمارے درمیان اور تیرے ابن عم کے درمیان تلوار اور نیزہ ہی فیصلہ کرے گا۔ اگر تیرا
 تو آؤ، ہمارا مقابلہ کر لو، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، تیار ہو کر آ جاؤ۔ پھر فرمایا تمہیں علم ہونا چاہیے کہ تم
 تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے، انکم غیر معجزی اللہ اخ

تفسیر تیشی میں منقول ہے کہ مشرکین نے کہا کہ ہم تیرے عہد اور تیرے ابن عم کے عہد سے بیزار ہیں
 اور انہیں تلوار اور نیزہ کے ذریعے طے پائے گا۔

ایک روایت میں مسابہ ابن عموفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں
 فرمایا کہ میرے بھائی موسیٰ سے کوہ طور پر رب نے مناجات کی تھی۔ اور آخر کلام میں کہا اسے موسیٰ
 اس کی قوم قحط کے پاس چلے جاؤ۔ اور تم کسی قسم کا خوف نہ کھاؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تو حضرت جبریل
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ان کے ایک آدمی کو قتل کیا ہے۔

مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر ڈالیں۔ دیکھو ایہ علی ہیں۔ میں نے انہیں سورہ برات دے کر روانہ کیا۔ تاکہ آپ ان آیات کو اہل مکہ پر تلاوت کریں۔ حالانکہ آپ نے اہل مکہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ آپ نہ دوسرے اور نہ ہی توقف کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پروا نہیں کی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حج کے موسم میں جو لوگ مکہ میں موجود تھے۔ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے اچھا ترناؤ کیا۔ ہاں وہ لوگ اس بات سے مستثنیٰ ہیں جن کے باپ اور بھائی اور اعزاء کو حضرت علی علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔ ایسے لوگ حضرت کے درپے آزاد ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے محفوظ رکھا۔ (آپ سورہ برات کی تبلیغ کے بعد صبح و صالم واپس مدینہ تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ۹ روزہ ذالحجہ کے پہلے روز مکہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ آپ نے آیات کی تبلیغ یوم عرفہ اور قربانی کے دن لوگوں میں کی۔

حافظ کا بیان ہے کہ عرب والوں کا یہ معمول تھا کہ جب آپ کسی سے معاہدہ کرتے یا معاہدہ توڑتے تھے تو ان لوگوں کے پاس اپنے سروار یا قوم کے کسی معزز آدمی کو بھیجتے تھے۔

ادیاب سیر و تاریخ کا اس بات پر اجماع ہے اور اس واقعہ کو تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد کو بنی نضیر کی طرف روانہ کیا۔ اور بنی نضیر بھی اس کے ساتھ تھا۔ یہ بنی نضیر کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔

خالد چھ ماہ تک بنی نضیر میں رہا۔ لیکن کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات بُری معلوم ہوئی۔ آپ نے خالد کو معزول کر دیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو بنی نضیر کی طرف روانہ کیا۔ جب آپ بنی نضیر تشریف لائے تو لوگوں کو غم کی نماز پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط ان کے سامنے پڑھا۔ ایک ہی دن میں ہمدان کو قبیلہ تمام کا تمام مسلمان ہو گیا۔ بنی نضیر نے بھی بیعت اسلام کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اور فرمایا ہمدان پر سلام ہو۔

پھر بنی نضیر نے جنگ صفین کے موقع پر یہ اشعار ارشاد فرمائے۔ جن میں سے ایک شعر

لَقِلْتُ لِهَمْدِ اَنْ اَدْخُلُوا بِسْلَامٍ

میں نے اس قدر شکر کیا کہ میں ان کے اسلام لانے سے

اگر میں کسی روز جنت کا دربان بن جاؤں۔ تو قبیۃ ہمدان سے کہوں گا۔ کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت امیر علیہ السلام کی نیابت کا موقعہ وہ تھا کہ جب آپ کو تافنی بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا گیا۔ اس بات کا دوست ابو ذہب نے اعتراف کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے سینے پر ہاتھ مارا۔ اسے معبود اس کی مدد کرنا اور فصل خطاب یقین کرنا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اس روز کے بعد میں نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک نہیں کیا۔ اس واقعہ کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور ابو یعلیٰ نے بھی اپنی مسند میں تحریر کیا ہے اور ابن بطہ نے ابانہ میں اس حدیث کو چار طریقوں سے بیان کیا ہے حضرت علی علیہ السلام کی نیابت کا ایک موقعہ وہ تھا کہ جب حضرت علی علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ایک شرعی مہم کی خاطر روانہ کیا تھا اس واقعہ کو امام احمد بن حنبل نے مسند اور فضائل میں بیان کیا ہے ابو یعلیٰ نے مسند میں اور ابن بطہ نے ابانہ میں اور زحشری نے فائق میں بیان کیا ہے اور الفاظ وہ ہیں جن کو امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہم ایک جنازہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ایسا کون شخص موجود ہے جو مدینہ میں جائے وہاں کی ہر قبر کو ہموار کر دے اور وہاں کی ہر مورتی کو بگاڑ دے اور وہاں کے ہر بت کو توڑ دے

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ کام میں سر انجام دوں گا آپ مدینہ میں تشریف لائے مدینہ والوں پر آپ کی ہیبت طاری ہو گئی اور آپ نے بغیر کسی کی مزاحمت کے سب قبروں کو ہموار مورتیوں کو بگاڑ دیا اور بتوں کو توڑ دیا اس اہم کام سے فارغ ہو کر واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے قبروں کو ہموار کر دیا ہے مورتیوں کو بگاڑ دیا ہے اور بتوں کو توڑ دیا ہے۔

ایک موقعہ نیابت کا وہ بھی تھا جو ۳۴ھ از ٹوں سے زائد تھے انھیں حضرت علی علیہ السلام نے تحریر کیا اسمعیل بخاری، ابو داؤد سجستانی، بلاذری، ابو یعلیٰ موصلی، احمد بن حنبل اور ابوالقاسم صفہانی نے ترمذی میں جابر اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوانوٹوں کی ہدی

قربانی کے لئے دی۔ حضرت علی علیہ السلام مدینہ سے مکہ میں تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو حکم دیا کہ ۳۴ اونٹ وہ نحر کریں۔ اور آپ سے زیادہ ہر اونٹ میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر پکائیں آپ نے گوشت کو پکایا۔ دونوں نے مل کر کھایا اور شور بایا۔

ایک روایت میں مجاہد عبد الرحمن بن ابی یسے سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اونٹوں کی قربانی کا اہتمام کروں۔ جب میں نے ان تمام اونٹوں کو نحر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چمڑے گوشت اور چربی کو بطور صدقہ کے تقسیم کر دیا۔ کافی کہنی میں ابو عبید اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ۶۳ اونٹوں کو نحر کیا اور باتوں کو حضرت علی علیہ السلام نے ذبح کیا۔

تہذیب الاحکام میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعی سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ یہ جبریل ہیں اس نے مجھے کہا کہ میں حکم دوں کہ جو شخص ہدی کو نہیں لایا۔ وہ احرام کھول دے یہ جو مکہ میں ہدی کو لایا ہوں اس لئے ارادہ کیا ہے اسے پورا کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶۶ یا ۶۷ اونٹ لائے تھے حضرت علی علیہ السلام میں سے ۳۴ یا ۳۶ اونٹ لے کر آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا تمہاری کیا نیت ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول! جو حضور کی نیت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم بھی میری طرح احرام باندھ لو۔ اور قربانی کے اونٹوں میں میرے شریک ہو جائیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے ۶۶ اونٹ نحر کئے اور علی علیہ السلام نے ۳۴ نحر کئے۔

حضرت علی علیہ السلام کی نیابت کا ایک موقعہ وہ بھی تھا۔ جس میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی دی تھی۔ اس واقعہ کو حاکم بن یسوع کتاب معرفۃ علوم الحدیث میں بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابو نصر سہل خثعمی نے حدیث بیان کی۔ وہ صالح بن محمد بن حبیب سے وہ علی بن حکم سے وہ شریک سے وہ ابو الحسناء سے وہ حکم بن عتبہ سے وہ ایزن بن حنین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے دو مینڈھوں کی قربانی دی ایک مینڈھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسرے کو اپنی طرف سے قربان کیا۔ اور فرمایا اس بات کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کروں۔ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیشہ قربانی کرتا رہوں گا۔ اس واقعہ کو امام احمد بن حنبل نے انفضائل میں بیان کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی نیابت کا ایک موقعہ بھی ہے جس میں حضرت علی علیہ السلام نے خالد کے فساد

کی اصلاح کی تھی۔ بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو ایک سریہ کا سردار بنا کر روانہ کیا۔ خالد نے بلوڑا ہر سدی کے قبیلے کو لوٹا۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ خالد نے پہلے ان کی مشکلیں کھواتیں پھر ان کو تلوار پر لکھ لیا۔ ان میں سے جو بھی قتل ہوا سو دہا جو لوگ قتل ہونے سے بچ گئے تھے۔ وہ سامان نامہ سے کر حاضر ہوئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم کو لکھ دیا تھا۔ ان تمام لوگوں نے خالد کی شکایت کی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے معذور! میں خالد کے فعل سے بیزار ہوں۔

بلو سجد حذری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن ترہہ فرمایا۔ اسے معذور! میں خالد سے بری الذمہ ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا سامان تو ضائع ہو گیا ہے اور وہ مسلمانوں میں تقسیم ہو گیا ہے لیکن میں تمہیں تمہارے سامان کی مانند اور سامان دیتا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام تین اونٹ سامان سے بھرے ہوئے یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری کو ادا کر دو۔ وہ تمام سامان حضرت علی کے حوالے کیا گیا۔ آپ نے حکم دید کہ ان کا جو نقصان ہوا ہے اس کی ایک فہرست تیار کر لی جائے پچانوہ فہرست تیار کی گئی۔ فرمایا: یہ سامان نے لو جو تمہارے نقصان کی تلافی کرے گا۔ انہوں نے عرض کیا سبحان اللہ یہ سامان تو ہمارے نقصان سے کہیں زیادہ ہے فرمایا اس دوسرے اونٹ کا سامان بھی لے لو تاکہ تم اپنے اہل و عیال اور نوکروں کو لباس پہنا سکو تاکہ تم جس قدر غنیمتیں ہوتے تھے۔ اسی قدر خوش ہو جاؤ۔ اس تیسرے اونٹ کے سامان کو بھی لے لو تاکہ تم رسول اللہ سے راضی ہو جاؤ۔

مال کی تقسیم کے بعد حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کو تمام کار و دانی سے آگاہ کیا۔ کارگذاری کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ہنسے کہ آپ کے دہن آدھ کی ڈال میں ظاہر ہو گئیں تھیں۔ فرمایا (اے علی) جس طرح تو نے ہر ذمہ داری کو ادا کیا ہے اللہ تعالیٰ تیری ذمہ داری کو ادا کرے اسی کے لگ بھگ ہر ذمہ کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت علی کو اپنے اہل و عیال میں اپنا جانشین بنایا۔ اور آپ کو حکم دیا کہ آپ کا ہر قرض اور امانت کو ان کے اہل تک پہنچا دیں۔ اور آپ کو اپنے ترضوں کے چکانے کی وصیت فرمائی تھی بخاری و مستاد خرو عباد سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا قرض کون چکائے گا۔ میرے دعوے کون پورے کرے گا۔ اور آپ شخص میرے ساتھ ہجرت میں

ہو گا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ امور میں سرانجام دہی گا۔

فردوس دیلمی میں ہے کہ سلیمان نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب میرے وعدے پر لاوے کریں گے۔ اور میرے قرض کو چکائیں گے۔

امام احمد بن حنبل نے فضائل میں ابن آدم رسول اور حبشی بن جنادہ رسول سے روایت کی ہے کہ بنی مسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں میں اپنا قرض خود چکاؤں گا یا علی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ علی میرے قرض کو ادا کریں گے اور میرے وعدے پر لاوے کریں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! تم میرے قرض کو ادا کرو گے۔ یہ بات بہت سی روایات میں موجود ہے۔

قنادہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے تین سال تک زمانہ حج میں اعلان کیا کہ جس کسی شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی قرض ہو۔ وہ میرے پاس آئے میں اس کا قرض ادا کر دوں۔

اہل سنت کی روایات میں حبشی بن جنادہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین لپ کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت ابوبکر نے کہا: اے علی! ان کو دے دو۔ حضرت ابوبکر نے ان خرموں کو گنا۔ تو ہر لپ میں ساتی خرمے تھے تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اے ابوبکر! میرا اور علی کا ہاتھ عدد میں برابر ہے۔ بنی مسلم کا قرض صرف وعدوں کی شکل میں تھا۔ جس کی تعداد اسی ہزار تھی جس کو حضرت علی علیہ السلام نے ادا کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاں دینی قرضہ ادا کیا۔ وہاں دینی قرض بھی ادا کیا۔ جو سب سے بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک چیز قرض کی تھی۔ اور اس چیز کے پورا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھایا اور اس کے ادا کرنے کی وصیت حضرت علی کو کی۔ اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے یا ایہا بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ نے اے رسول! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کفار سے جہاد کیا۔ اور منافقین سے جہاد کرنے کا حکم حضرت علی علیہ السلام کو دیا تھا۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ناکشیں تارسطین اور رماذین سے جہاد کیا۔ یہ وہ قرض تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا۔ اور جناب علی نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد اپنی عورتوں کی حلاق کا اختیار جناب علی علیہ السلام کے سپرد کیا تھا۔ ابوہریرہ علی مرادی اور صالح تومہ کے یہ قرض حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کی حلاق کا اختیار حضرت

علی علیہ السلام کے سپرد کیا تھا۔

امام بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو بی بی عائشہ کے پاس روانہ کیا اور کہا میں جاکر واپس لوٹ کر چلی جاؤ۔ ورنہ میں (تیرے متعلق) وہ بات کہوں گا جس کی وجہ سے تیرا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہے گا۔

امام المؤمنین علیہ السلام نے جنگ جمل کے موقع پر جب بی بی عائشہ ازبٹ سے گر پڑیں تو اپنے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ غلامہ (بی بی عائشہ) کے پاس چلے جاؤ۔ اور اسے کہو کہ امیر المؤمنین علیہ السلام تجھے کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ اور گٹھلی میں شکاف والا ہے تم ابھی ابھی چلی جاؤ ورنہ تیرے پاس ایسی چیزیں بھیجوں گا جس کو تم جانتی ہو۔ جب امیر المؤمنین کا پیغام حضرت امام حسن علیہ السلام نے آپ کو پہنچایا تو آپ اسی وقت کھڑی ہو گئیں۔ اور کہنے لگیں جلدی میری سواری کا انتظام کرو۔ مہابہ کی ایک عورت نے آپ کی خدمت میں عرض کیا (ریکیا) شیخ بنو ہاشم حضرت عباسؓ کے پاس آئے اور تم سے گفتگو کی لیکن آپ نے اس کی کوئی بات نہ مانی۔ وہ ناراض ہو کر تم سے چلے گئے جب ایک رکاب آپ کے پاس آیا تو آپ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ بی بی عائشہ فرماتے لگیں کہ یہ ارکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو دیکھنا چاہے اسے چاہیے کہ اس لڑکے کو دیکھ لے۔ جس بات کے لئے حضرت علیؓ نے اس کو میرے پاس بھیجا ہے اس کو میں خوب جانتی ہوں۔ وہ عورت عرض کرنے لگی: میں آپ کو اس حق کا واسطہ دے کر دریافت کرتی ہوں۔ جو آپ پر رسول اللہ کی طرف سے واجب ہے مجھے مزہ آگاہ فرمائیے کہ علیؓ نے کیوں اس لڑکے کو آپ کے پاس بھیجا ہے۔ بی بی عائشہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کی طلاق کا اختیار علی علیہ السلام کو دے دیا تھا جس عورت کو علی علیہ السلام دنیا میں طلاق دے دیں گے وہ آخرت میں آپ سے الگ ہو جائے گی۔

ایک اور روایت میں بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال فقیہت اپنے اصحاب میں تقسیم فرما رہے تھے۔ ہم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہمیں بھی بہار حصہ دنا چاہیے۔ ورنہ ملنے پر ہم نے زیادہ اصرار کیا۔ حضرت علیؓ نے اس بارے میں ہمیں طاعت کی۔ اور فرمایا: تمہیں رسول اللہ کا جہر کافیا نہیں ہے ہم نے علیؓ پر جو کم کر دیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔ فرمایا اے علیؓ! میں نے تمہیں ان کی طلاق کا اختیار دے دیا ہے انہیں سے جس کو تم طلاق دو گے اس کے لئے وہ طلاق بائنہ ہوگی۔

پھر رسول اللہ نے کوئی وقت معین نہیں کیا تھا کہ علی علیہ السلام کو یہ اختیار آپ کی زندگی میں رہے گا یا آپ کی موت کے بعد بھی آپ کو یہ حق حاصل ہوگا۔ لہذا دونوں صورتوں میں جناب علی علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے۔ اور مجھے خوف دامگیر ہے کہ کہیں جناب علیؑ مجھے طلاق نہ دے دیں۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو جاؤں۔

حضرت امیر علیہ السلام کی نیابت کا ایک واقعہ وہ تھا کہ ثقیب بھرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے بستر پر سلیا اور خود غار میں تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنے حرم میں اپنا قائم مقام بنایا۔ آپ نے بھی بعد آپ کے حرم کو مدینہ میں پہنچایا۔ قریش کے بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کرنے اور ان کو شکست دینے میں آپ کو اپنا نائب بنایا اپنے خاص امر اور اپنے راز کی حفاظت میں آپ کو اپنا نائب بنایا جیسا کہ حدیث ہاریر اور جنگ تبوک کے موقع پر آپ کے اپنا جانشین بنایا، فدک کی طرف بھیج کر آپ کو ہناولی بنایا۔ بنو زہرہ کی طرف خراج کا آپ کو ولی بنایا۔ جنگ احد میں آپ کے لشکر کا علم جناب علی علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا اور جنگوں میں بھی حضرت علیؑ ہی آپ کے لشکر کے علمبردار ہوتے تھے اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔ اپنی وفات کے وقت اپنے غسل کفن اور نماز جنازہ اور دفن کا متول حضرت علیؑ کو بتایا۔

حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم اہل بیت نبوت رسالت اور امامت ہیں۔ ہماری ولادت کے امور و ایام بجا نہیں لائیں۔ امامت کی ولادت۔ تفضیل غسل اور دفن کے امور کو اس جیسا امام سرانجام دیتا ہے علیؑ کی ولادت کے امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے لوازم حضرت علیؑ علیہ السلام بجالائے حسن اور حسین کی ولادت کے فرانس امیر المؤمنین نے ملے کئے۔ حسن اور حسین نے امیر المؤمنین کی وفات کے لوازم سرانجام دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے امور کے متعلق علیؑ علیہ السلام کو وصیت کی جس کا بیان عنقریب نشا اللہ آئے گا۔

فتح مکہ کے روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو ایک منظم میں اپنا نائب بنایا۔ حضرت علیؑ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں پر سوار ہو گئے کعبہ کی سطح کو پکڑ کر اس پر چڑھ گئے آپ بتوں کو ہر طرف سے توڑتے تھے جس سے خانہ کعبہ کی دیواریں لرز گئیں تھیں۔ آپ بت کو اس قدر دوز سے ہلکے تھے جو گر کر ٹوٹ جاتا تھا۔ اس واقعہ کو احمد بن حنبل۔ ابو علی موصلی۔ ابو بکر خطیب نے تاریخ۔ محمد بن سعد۔ ابن کثیر نے فضائل میں اور خطیب خوارزمی نے اربعین میں ابو عبد اللہ نظرنی نے خصائص میں

امام رضا علیہ السلام کے قلام الواعظ جامع امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے
سے ایک حدیث سنی جو اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے بیان فرماتے تھے۔ در فتناء مکان
ہم نے اس کو ایک بلند مقام پر اونچا کیا کہ یہ آیت اس موقع کے متعلق ہے جب علی رسول اللہ صلی
پشت پر سوار ہو کر بیت توڑتے تھے۔

ابو بکر شیریازی نزول القرآن فی شان امیر المؤمنین علیہ السلام میں قراؤد سے روایت کرتے ہیں۔
سید سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ ہم لوگ کہیں
اللہ صلیم کے ساتھ داخل ہوئے۔ غارت گجہ اور اس کے گرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے رسول
صلیم نے اس کے گلے کا حکم دیا وہ تمام کے تمام منہ کے بل گرا دیے گئے کجہ کی چیت پر ایک بڑا
ہوا تھا جس کا نام ہبل تھا بنی صلیم نے حضرت علی کی طرف دیکھا اور فرمایا اسے علی! تم مجھ پر سوار ہو جاؤ
تم پر سوار ہو کر اس ہبل بت کو کجہ کی چیت سے گرا دوں، حضرت علی نے عرض کیا اسے اللہ کے رسول
مجھ پر وار ہو جائیں، جب رسول اللہ میری پشت پر سوار ہوئے تو رسالت کے بوجھ کی وجہ سے میں آپ
نہ اٹھ سکا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے کندھے پر سوار ہوتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ
پڑے آپ نے اپنے پشت میرے لئے بھکا دی میں سوار ہو گیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دل
شکاف ڈالا اور روح کو پیدا کیا (میں اس قدر بلند ہوا) اگر میں آسمان کو چھونا چاہتا تو اپنے ہاتھ سے
چھو سکتا تھا۔ میں نے ہبل کو کجہ کی چیت سے نیچے ٹپک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بیست نازل کی
جار الحق وزهق الباطل من الباطل کان زهوقاً۔

امام احمد بن حنبل اور ابو بکر خطیب نے اپنی کتابوں میں نعیم بن حکیم عسائی سے روایت کی ہے
مجھے ابو مریم نے علی بن ابی طالب کے حوالے سے حدیث بیان کی ہے کہ میں اور رسول اللہ صلیم کجہ
اندوارہ ہوئے۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا بیٹھ جاؤ میں کجہ کے پاس کونے میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلیم
شماروں پر سوار ہو گئے فرمایا مجھے بت کی طرف اٹھاؤ میں نے آپ کو اٹھایا۔ جب میری کمزوری ہوئی
تو فرمایا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا میں نے آپ کو اپنے سے اتار دیا۔ رسول میری خاطر بیٹھ گئے فرمایا اے
سوار ہو جاؤ میں آپ کے شانے پر سوار ہو گیا۔ رسول اللہ صلیم اٹھ کھڑے ہوئے مجھے محسوس ہوا کہ
چاہوں تو آسمان کو چھو سکتا ہوں۔ میں کجہ کی چیت پر چڑھ گیا۔ رسول اللہ صلیم اٹھ ہو گئے۔

نہ قریش کے بڑے بت کو نیچے پھینک دیا۔ جو تانبے کا بنا ہوا تھا۔ اور لوہے کی میخوں سے جڑا ہوا تھا۔ جو زمین تک پہنچی ہوئیں تھیں۔

نبیب کی روایت میں ہے کہ مجھے خیال ہوا کہ مجھے خیال ہوا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے افق کو چھو سکتا ہوں۔۔۔ مجھے ابو الحسن علی بن احمد عالمی اسمعیل بن احمد واعظ سے وہ ابو بکر بہیقی سے وہ ابو مریم سے وہ امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مجھے اٹھا لو تاکہ میں بتوں کو کعبہ کی چھت سے گرا دوں۔ میں آپ کو نہ اٹھا سکا۔ آپ نے مجھے اٹھایا۔ اگر میں آسمان کو چھونا چاہتا تو چھو سکتا تھا۔ ایک حدیث میں یوں ہے کہ خدا کی قسم اگر میں چاہتا تو آسمان پر اپنے ہاتھ سے چڑھ سکتا تھا۔

قاضی ابو عمرو عثمان بن احمد اپنے شیخ غ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اٹھو جو بت خانہ کعبہ کی چھت پر ہیں۔ ان کو توڑ دو۔۔۔ انہوں نے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے بنی سلمہ نے علی علیہ السلام سے فرمایا میرے شانے پر چڑھو جو بتا کہ میں تم کو بند کروں آپ کو اتنا بند کیا کہ کعبہ کی چھت پر پہنچا دیا۔ آپ نے ایک بت کو توڑنے کا بنا ہوا تھا۔ پڑ کر نیچے زمین پر پٹک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز بلند کی۔ اب نیچے اتر آؤ کعبہ کی چھت سے جست لگانی۔ آپ ایسے نیچے تشریف لائے گویا کہ آپ کو دو بزرگے ہوئے تھے حضرت جبریل علیہ السلام تھے کہ میری ہمیشہ یہ آواز دہری کہ کاش کہ میں بتوں کو گرا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بتوں کو جگرتا تھا۔ وہ ان کو اکھاڑ کر نہیں پھینک سکتا۔ جب حضرت ابو بکر خلیفہ بنے تو آپ منبر رسول پر ایک سیڑھی چھوڑ کر نیچے بیٹھے۔ جب حضرت عمر بیٹھے تو اس نے ایک سیڑھی اور چھوڑ دی۔ اور جب حضرت عثمان بیٹھے تو اس نے منبر رسول کی ایک سیڑھی اور چھوڑ دی۔ جب حضرت علی علیہ السلام منبر خلافت پر بیٹھے تو آپ اس جگہ پر تشریف فرما ہوئے جہاں رسول خدا تشریف فرما ہوا کرتے تھے لوگوں نے گویا گویا شروع کر دیں۔ آپ نے فرمایا یہ کیا ہے میگونیائیں ہیں جو میں سن رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا کہ اس جگہ جلوہ افروز ہیں۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو فراتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میری جگہ پر بیٹھے۔ اور مجھ ایسا عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں گرا دے گا۔ خدا کی قسم! میں آپ کے عمل پر عمل کرتا ہوں۔ اور آپ کے فرمان کی پیروی کرتا ہوں۔

کتابوں آپ کے حکم کے مطابق حکم کرتا ہوں یہی وجہ ہے کہ میں آپ کی جگہ پر بیٹھا ہوں پھر آپ اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

”اے لوگو! میں اپنے بھائی ابراہیم بن عبدالمطلب کے مقام پر بیٹھا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنے پیچھے سے آگاہ کیا۔ جو باتیں مجھ سے صادر ہوئیں ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طبع ہے۔ گویا کہ آپ نے فرمایا کہ میں وہ شخص ہوں جس نے اپنے قدم کو ہر نبوت پر رکھا یہ منبر تو صرف لکڑیوں کا ہے۔ میں محمد سے ہوں اور محمد مجھ سے ہیں۔“

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ افتخار میں فرمایا۔ میں وہ ہوں جس نے بتوں کو توڑا۔ میں وہ ہوں جس نے جھنڈوں کو بند کیا۔ میں اسلام کی بنیادوں۔ بن نبیائے نے کہا آپ کی وجہ سے اسلام کی دریاں مضبوط ہوئیں۔ آپ کی وجہ سے لوگوں کے بت برباد کئے گئے۔ ایمان آپ کی وجہ سے پھیلنا اور باقی ہے۔ محمد کرنے کے لئے آپ کی تلاش میں ہے۔ مقام ابراہیم کو ہر چھر پر شرف حاصل ہے کیوں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدم رکھا تھا۔ اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا قدم دشمنوں کے سروں سے زیادہ بزرگ والا ہے۔ کیوں کہ علی کا قدم خزانہ نبوت ہے۔ غالیہ اور مشبہ زرقوں نے اس سے زیادہ بات بیان کی ہے۔ ان کا ایک شعر بیان کرتا ہے جو اس نے کہا۔

قیل فی قل فی علی المرتضیٰ
قلت لا یسلخ تسلی رجباً
کلمات تطفو ناراً موقداً
صادف الجہل الی ان عیسا
وعلی واضعاً رحلاً
بسکان وضع اللہ یسداً

حدیث ارتقا اور حدیث مزاج برابر ہیں یہ دونوں واقعات دونوں معجزات سے مختلف واقعات ہیں بیان ہوئے ہیں۔ اور اس سے یہ دلالت ہوتی ہے کہ یہ دونوں واقعات جو دفعہ وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ مستند البیہقی میں ابو یوسف سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو چلا سکی کہ ہم لوگ خانہ کعبہ میں پہنچے۔ مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شانہ پر سوار ہو گئے۔ میں آپ کو دے کر اٹھ اٹھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری مکروری محسوس کی۔ فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتر پڑے۔ میری خاطر بیٹھ گئے۔ فرمایا میرے شانہ پر سوار ہو جاؤ۔

کرتا ہوں آپ کے حکم کے مطابق حکم کرتا ہوں یہی وجہ ہے کہ میں آپ کی جگہ پر بیٹھا ہوں پھر آپ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

”اے لوگو! میں اپنے بھائی اور اپنے بن عم کے مقام پر بیٹھا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنے عہد سے آگاہ کیا۔ جو باتیں مجھ سے صادر ہوئیں ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے۔ گویا کہ آپ نے فرمایا کہ میں وہ شخص ہوں۔ جس نے اپنے قدم کو ہر نبوت پر رکھا۔ یہ منبر تو صرف کھڑیوں کا ہے۔ میں محمد سے ہوں اور محمد مجھ سے ہیں۔“

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے خطبہ افتخاری میں فرمایا۔ میں وہ ہوں جس نے بتوں کو توڑا۔ میں وہ ہوں جس نے جہنم کو بن دیا۔ میں اسلام کی بنیادوں۔ ابن نباتہ نے کہا آپ کی وجہ سے اسلام کی رسیاں مضبوط ہوئیں۔ آپ کی وجہ سے لوگوں کے ثبات برباد کئے گئے۔ ایمان آپ کی وجہ سے پھیلے اور باقی ہے۔ حملہ کرنے کے لئے آپ کی تلاش میں ہے۔ مقام ابراہیم کو ہر چہرہ شرف حاصل ہے کیوں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدم رکھا تھا۔ اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا قدم دشمنوں کے سروں سے زیادہ بزرگی والا ہے۔ کیوں کہ علی کا قدم ثبات نبوت ہے۔ غالیہ اور مشبہ زقوں نے اس سے زیادہ بات بیان کی ہے۔ ان کا ایک شعر بیان کرتا ہے ابو اس نے کہا۔

قيل في قل في علي المرتضى	كلمات تطفو نارا موقدة
قلت لا يبلغ تسولي رجلا	صار ذوالجھل الى ان عبيد
وهي واضعا رجلا له	بسكان ومنع الله يده

حدیث ارتقا اور حدیث مزاج برابر ہیں یہ دونوں واقعات دونوں حضرات سے مختلف الفاظ میں بیان ہوئے ہیں۔ اور اس سے یہ دلالت ہوتی ہے کہ یہ دونوں واقعات دو دفعہ وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ مسند ابویعلیٰ میں ابویرم سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو چلا کرتی کہ ہم لوگ خانہ کعبہ میں پہنچے۔ مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شانہ پر سوار ہو گئے میں آپ کو لے کر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کمروری محوس کی۔ فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خاطر بیٹھ گئے۔ فرمایا میرے شانہ پر سوار ہو گیا۔

جاؤ۔ میں آپ کے شانے پر سوار ہو گیا، آپ مجھے اٹھا کر کھڑے ہو گئے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کی افق کر چھو لوں۔ میں کعبہ کی چھٹ پر چڑھ گیا۔ میں قریش کے ایک بت کے پاس پہنچا جو آدمی کی شکل میں تھا۔ اتنا بے کاٹا ہوا تھا۔ الی آخر (یہ ایک واقعہ ہے)

اسمعیل بن محمد کوئی نے ایک طویل حدیث ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خزانہ کا ایک بت خانہ کعبہ کی چھت پر موجود تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوالحسن! میرے ساتھ چلو۔ تاکہ ہم اس بت کو کعبہ کی چھت سے گرا کر پینیک دیں۔ ہم دونوں رات کے وقت چلے۔ فرمایا اے ابوالحسن! میری پشت پر سوار ہو جاؤ۔ کعبہ کا طبل چالیس گز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بند کیا۔ فرمایا اے علی! اوپر پہنچ گئے ہو۔ عرض کیا کہ ہے اس بات کی جس نے آپ کے حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ اگر میں چاہوں تو آسمان کو چھو سکتا ہوں۔ میں نے بت کو اٹھ کر زمین پر پڑکا۔ وہ زمین پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پھر میں نے پھلے کو پکڑ کر اپنے آپ کو زمین پر گرا چلا۔ جب آپ نے اپنے کو زمین پر گرایا، تو منس پڑے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی! کیوں منس پڑے ہو؟ خدا تم کو منسا تا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس بات سے متعجب ہو کر ہنسا کہ میں نے اپنے کو کعبہ کے اوپر گرایا، لیکن مجھے نہ کوئی گزند پہنچی اور نہ ہی مجھے کوئی تکلیف لاحق ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالحسن! آپ کو تکلیف کہوں کر پہنچتی۔ یا کسی درد میں کیوں مبتلا ہوتے۔ جب مجھ نے نہیں بند کیا اور جبرائیل نے نہیں اتارا۔

خوارزمی نے اربعین میں ایک طویل حدیث بیان کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں رات کے وقت پہنچے۔ ہم لوگوں کو یہ خوف تھا کہ کوئی قریشی یا اور آدمی ہم کو نہ دیکھ لے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شانے پر سوار کر کے کعبہ کی چھت پر پہنچایا۔ میں نے کعبہ کی چھت سے بت کو نیچے پھینک دیا۔ وہ گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں کعبہ کی چھت سے کود کر نیچے آ گیا۔ (یہ وہ واقعہ ہے)

یہ تمام باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ کو اور لوگوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرب حاصل تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ کو زیادہ خصوصیت حاصل تھی۔ آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علیٰ عہد ہیں۔ اور آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر آپ کے انتقال کے بعد آپ کے وصی ہیں۔ آپ نے مشائخ میں سے کسی شخص کو کسی بات میں اپنا نائب نہیں بنایا تھا۔

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ایسے خصوصیات کے مالک ہیں کہ آپ کسی کی ماتحتی میں نہیں رہتے جب کسی مہم کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ہی لوگوں کے انچارج (انصر) ہوتے تھے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو چھوڑ کر کہیں تشریف لے گئے تو آپ ہی کو ان کا نگران مقرر کیا۔ شیخ اسامہ بن زید اور عمرو بن عامر کی ماتحتی میں روانہ کئے گئے۔

فصل

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا حرم اور ترک مہمانت

تفسیر ثعلبی، قشیری، واحدی، قزوینی، معانی، زیلعی، سند مؤصل اور اسباب النزول میں واحدی سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے عثمان بن طلحہ عبدی نے کعبہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور کعبے کی چھت پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے غار کعبہ کی کتنی طلب کی۔ اس نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو میں کئی دینے میں دریغ نہ کرتا۔ علی بن ابی طالب چھت پر چڑھ گئے اور اس کے ہاتھ کو مروڑ کر کتنی سے لی۔ دروازے کو کھول دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ جب باہر نکلے تو عباس نے کتنی حاصل کرنے کا سوال کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ایت نازل کی۔ ان الله يامس كعبه ان تؤدوا الامانات الى اهلها آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کتنی عثمان کو واپس کر دی جائے۔ اور اس سے معذرت کی جائے۔

عثمان نے کہا۔ اے علی پہلے تو آپ سے تکلیف اور اذیت دی۔ اس کے بعد نرمی سے پیش آئے ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ ایت تیرے بارے میں نازل کی ہے۔ آپ نے عثمان کے سامنے ایت تم دوت فرمائی عثمان ایمان سے آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی اس کے ہاتھ عطا دی۔

صاحب نزول کی روایت میں ہے کہ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ جب تک دنیا میں کعبہ موجود ہے۔ کعبہ برداری اور مجاہدت اولاد عثمان میں رہیں گیں۔ اور یہ دونوں چیزیں آج تک اولاد عثمان کے پاس موجود ہیں۔

صحیحین، تہذیب، مسندیں اور اکثر تفاسیر میں یہ واقعہ منقول ہے کہ ابو عمر حبیب بن ہشام کی لوندی سارہ مکہ سے روانہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اہلہ کے خاطر حاضر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فیہ نو عبد المطلب کو اس کی دیکھ بھال کا حکم دیا۔ ساطب بن ابی بلتعہ نے اُسے دس دینار دیے کہ تم مکہ
 والوں کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو دن کے متعلق ایک خط لے جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو
 صیغہ دار میں رکھنا چاہتے تھے تاکہ آپ مکہ والوں کے پاس اچانک پہنچ جائیں۔ اس کے خط کو لے لیا۔
 اور مکہ کے بلالوں میں پوشیدہ کر دیا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب اسرائیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 حاضر ہوئے تو آپ کو تمام واقعہ سنا گاہ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں اس کے پیچھے
 حضرت علیؓ، زبیرؓ، مقدادؓ، عمارؓ، عمرؓ، طلحہؓ اور ابو مرثدؓ کو روانہ کر دیا۔ انہوں نے روضہ رخا خ پر اسے پایا۔
 یہ خط مکہ والوں کے پاس بھیجا گیا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ تلاش کے باوجود خط نہ ملا۔ واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ حضرت
 علیؓ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم نہ ہم نے کبھی جھوٹ بولا ہے۔ اور نہ ہی ہماری بات کی تکذیب کی گئی ہے۔
 آپ نے تو ارمیاہ سے نکال کر بلند کی اور کہا یہ خط کون نکالو۔ ورنہ خدا کی قسم تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ اس
 نے پسپو ہونے سے خط کو نکال کر پیش کر دیا۔ امیر المومنین نے خط کو لے لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساطب بن ابی بلتعہ کو طلب کیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اس بات پر کس چیز نے
 برا لگایا ہے؟ کہا کہ میں مکہ والوں میں ایک غریب آدمی کی حیثیت کے جواز میں رہتا تھا۔ میں نے اس
 بات کو پسند کیا کہ اس واقعہ کا خط مکہ کے ان کے نزدیک اپنی دوستی پیدا کروں۔ تاکہ وہ میرے اہل و عیال
 کے کاغذ ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔ یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا
 عداوی وعدکم اولیاء تلحقون الیہم المودۃ

سدی اور مجاہد نے اپنی اپنی تفسیر میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آیت لاتخذوا عداوی وعدکم اولیاء تلحقون الیہم المودۃ کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین مکہ کے پاس خط لکھ کر ہمارے نہیں
 نصیحت کر کے میرے اور اپنے دشمن سے دوستی نہ بڑھاؤ۔ جنہوں نے رسول محمدؐ کو مکہ سے نکال دیا تھا۔
 ائمہ کو بھی نکال دیا تھا اسے مسلمانوں ان لوگوں نے اس چیز کے ساتھ لکھ کر یا جو حق کے ساتھ آتی تھی جو
 رسول اللہ اور کتاب قرآن کے ساتھ لکھ کر یا تھا۔

امیر المومنین علیہ السلام کا یہ فرمان بہت مشہور ہے۔ میں وہ شخص ہوں جس نے فتنہ کی بیخ کنی کو اٹھایا
 کہ چنیک دیا ہے اور میرے سوا اس کا خاتمہ کوئی شخص نہیں کر سکتا تھا۔

طبری اور مجاہد نے اپنی تاریخوں میں تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور

ان سے پہلے کھانہ کی آمد اور کعب سے تقریر کریں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اس روز سے سن کی ابتدا کی جائے۔ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ماہ ربیع الاول میں تشریف لائے۔ آپ نے تاریخ لکھنے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے ایک ماہ یا دو ماہ پہلے سے تاریخ لکھنا شروع کی۔ حتیٰ کہ سال تمام ہو گیا۔

تاریخی نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی سیاست معجزات کے قائم مقام تھی۔ عثمان کے قتل کے بارے میں حضرت کے اصحاب کے دگر وہ تھے، ایک گروہ کا خیال تھا کہ عثمان مظلوم مارے گئے ہیں۔ یہ لوگ عثمان سے تو لڑتے تھے اور اس کے دشمنوں سے تبرک کرتے تھے۔ دوسرا گروہ جہود اہل حرب، اہل ثروت اور اہل باس کا تھا۔ جن کا یہ عقیدہ تھا کہ عثمان اپنے احداث کی وجہ سے قتل ہوئے ہیں اور اس کا قتل واجب جانتے تھے، ان میں سے بعض اشخاص یہ تھے۔ جو اس کے کفر کے قائل تھے، ہر گروہ اس بات کا قائل تھا کہ حضرت اس کے ہمنوا ہیں اور حضرت کو اس بات کا علم تھا کہ اگر ایک گروہ کی مائتہ کی تائید کی گئی۔ تو دوسرا گروہ آپ سے الگ اور جدا ہو جائے گا۔ آپ اپنے کلام میں ایسے الفاظ استعمال فرماتے تھے جو دونوں کے خیالات کے موافق ہوتے تھے فرمایا کرتے: خدا کی قسم عثمان قتل کئے گئے۔ تکلیف کے ساتھ قتل کئے گئے۔ واللہ قتل عثمان قتل دلم تاریخ طبری میں ابو بکر ہندلی سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر کے خلاف اہل نجد ان سے

مناوعد۔ تو اس اور اصحاب کا اکٹھا ہوا۔ ظہر نے ایسی ویسی باتیں دیں۔ عثمان نے کہا شام میں کوفہ اور بعصر والے ان کا مقابلہ کریں۔ امیر المؤمنین عیسیٰ بن ماریہ نے فرمایا: اگر شام والے مقابلہ کے لئے جائیں۔ تو روم والے ان کی اولاد پر چڑھائی کریں گے۔ اگر عین والے مقابلہ کریں۔ تو حبشہ والے ان کی اولاد پر چڑھائی کریں گے اور اگر کہ اور مدینہ کے لوگ مقابلہ کے لئے جائیں۔ تو تمام اطراف و اکناف کے عرب ٹوٹ پڑیں گے جن سے نجات حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا۔

جو تم نے مجسم کی کثرت اور ان سے اپنے ذمہ کا ذکر کیا ہے۔ تو اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کثرت اور قلت کو پیش نظر رکھ کر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ دین کی امداد کو پیش نظر رکھ کر کرتے تھے اور نہیں جو اس آیت کا جو ظلم ہوا ہے کہ ایوانی مسلمانوں کے خلاف چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل کو تم سے زیادہ بڑھاتا ہے۔ وہ ان کے اس فعل کو گروہ کو ختم کرنے کی قدرت رکھتا

سکھ میزے خیال میں مناسب تر تجویز یہ ہے کہ ان سے روٹنے کا انتظام وہاں کے علاقہ کے لوگوں سے
 کرو۔ مصر سے والوں کو لکھو کہ وہ اپنے تئیں گروہ بنالیں۔ ایک گروہ ان کے بال بچوں کی حفاظت کرے۔
 دوسرا گروہ عہد و پیمان والوں کی نگرانی کرے تاکہ وہ عہد و پیمان کو نہ توڑیں تیسرا گروہ چل کر روٹنے
 والے بھائیوں کی امداد کرے۔

تفسیر مجاہد اور ابو یوسف یعقوب بن ابی صفیان میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے
 میں روایت ہے اذا ما و اتحارة اولھوا انفسوا ایھا و ترکوک قاتما جب انھوں نے
 مال تجارت یا کھیل کو کو دیکھا تو اس کی طرف ٹوٹ پڑے۔ اور تجھے کھڑا چھوڑ کر چلے گئے۔ وجہ کلی
 جمعہ کے روز شام سے مال تجارت سے کھائے۔ احجازیت کے پاس اتر پڑا اپنے آنے کی اطلاع کی
 خاطر وہیں بچائے۔ علی بن حسین فاطمہ علیہم السلام۔ صلوات اللہ علیہ مقداد اور صہیب کے سوا تمام لوگ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر وجہ کلی کی طرف دوڑ پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تھے۔
 آپ کو امی حالت میں چھوڑ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے روز میری مسجد کی طرف
 دیکھا۔ اگر وہ گروہ مسجد میں موجود نہ ہوتا جو مسجد میں بیٹھا رہا۔ تو یقیناً یہ نہ آگ کے شعلوں کی لپٹ میں آ جاتا
 لہذا ان پر اس طرح پتھر پڑتے جس طرح قوم کوٹ پر پتھر پڑے تھے۔ اور مسجد میں بیٹھے والوں کی شان میں یہ
 آیت نازل ہوئی۔ رجل لا تلہیہم تجارتکما کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جن کو تجارت اللہ کے ذکر سے غافل
 نہیں کر سکتی۔

ایک طبری میں منقول ہے کہ جب امیر المؤمنین علیہ السلام نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔
 تو قبائلی و ریاضی راتیں نام نہاد بت اسلام کے پاس بسر کیں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اُسے دیکھا کہ ہرات
 نصف رات کو نکل کر جاتی ہے اور کسی راگبیر سے کوئی چیز لیتی ہے حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے اس
 بارے میں پوچھا عرض کیا کہ یہ مہل بن حنیف ہے اور یہ مجھے جانتا ہے کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جس کا
 کوئی نہیں ہے۔ شام کے وقت یہ شخص قوم کے بتوں کے پاس گیا ہے۔ اور انھیں توڑ چھوڑ کر میرے پاس
 آیا ہے۔ یہ مجھے کہہ رہے کہ اس بات سے کسی کو آگاہ نہ کرنا اس واقعہ کے بعد امیر المؤمنین علیہ السلام سہل کی
 ہمت کرتے تھے۔

حسن مینی کتاب النرب میں تحریر کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے بدر کے روز عقیل کو ایک اونچی

جگہ پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ اور اس کو اس بات سے روکا۔ اس نے بندہ آزاد رکھا میرے ہاں جہانے کہ
 نے یہ سب ترسہ کو دیکھا۔ اور بعد کی قسم مجھے جہان پر سجدہ کروا۔ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں عقیل کی مشکیں کس کر آپ
 کی خدمت میں پیش کروں۔ فرمایا۔ ہمیں اس کے پاس چلنا چاہئے۔

تو یہ عقوبت میں تیسری ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے انہیں شخص
 کی فلاں دینے سے مخالفت کی ہے، فرمایا ہمارے اچھے بندے اس میں ہماری اتباع کرتے ہیں۔
 ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام کی خیانت کی۔ پھر حضرت کی خدمت میں ایک شخص کا بھڑا لایا
 فرمایا کھانہ تم سے ہٹا لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی خیانت کھانے سے منع کیا ہے۔ جب
 تک کہ اس کا دشمن اس کے ساتھ کھانا نہ کھائے۔

حضرت امیر علیہ السلام کی دعوت سلطنت اور نے کی سب سے بڑا تین شرائط کے ساتھ تمہاری دعوت
 منظور ہے۔

۱۔ ہماری خاطر باہر سے کوئی چیز نہ لانا ۲۔ ہماری خاطر گھر میں کوئی جمع نہ کرنا ۳۔ ہماری رو جہاد
 اپنے اہل و عیال کو تکلیف میں نہ ڈالنا

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت عمر بن خطاب سے فرمایا
 تین باتیں ایسی ہیں اگر تم نے انہیں چلی مینا۔ اور ان پر عمل کیا۔ تو ان کے ماسوا کی تمہیں ضرورت نہ رہے گی۔
 اگر تم نے ان کو چھوڑ دیا۔ تو ان کے مہوا اور کوئی چیز تمہیں فائدہ نہ دے گی۔ عرض کیا اے ابوالحسن
 وہ کون سی تین باتیں ہیں۔ فرمایا: خواہ آدمی قرسی ہو خواہ عید کی اس کے بارے میں حدیث اللہ کو قائم کرنا
 اور ناراضگی و نزول حالتوں میں اللہ کی کتاب کے ذریعے حکم کرنا۔ سرخ و سیاہ کے بیان انصاف سے تقیہ
 کرنا۔ حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم آپ نے مختصر کلام میں بڑی تبلیغ فرمائی۔

زادہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ عبد
 بن عمر نے شراب پی حضرت عمر نے اس کو گڑے مارنے کا حکم دیا۔ لیکن کسی کو بھی اسے گڑے مارنے کی
 نہ ہوئی۔ حضرت علی نے اس کو چالیس کھٹکے مارے۔

زادہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ

بن عقبہ پر گواہوں نے شراب پینے کی گواہی دی۔ عثمان نے علی علیہ السلام سے کہا کہ آپ میرے امدان لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائیے جو یہ کہتے ہیں کہ ولید نے شراب پی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے چالیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

تہذیب الاحکام میں مقبول ہے کہ نجاشی شہزادہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لایا گیا جس نے ماہ صیام میں شراب پی تھی جس پر حضرت نے اسے اسی کوڑے مارے پھر ایک مہینہ قید رکھا۔ صبح کو ملا کر بیس کوڑے اور رات کو اس نے کہا اسے امیر المومنین اسی کوڑے تو شراب پینے کی وجہ سے مارے۔ اور بیس کوڑے کیوں مارے ہیں تو یہ اس لئے کہ تو نے ماہ رمضان میں شراب پینے کی جسارت کی ہے۔

معاویہ کے علم میں یہ بات آئی کہ نجاشی نے اس کی بڑائی بیان کی ہے اس نے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ امیر المومنین کے پاس نجاشی کے شراب پینے کی گواہی دیں۔ غلبہ و ت کے بعد اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے عہد جاری کر دی۔ ایک جماعت حضرت علیہ السلام کے خلاف ہو گئی جن میں طاہق بن عبد اللہ ہندی بھی تھا اس نے عرض کیا اسے امیر المومنین ہمارا یہ خیال نہیں تھا کہ ولایت العقل اور معادن العقل کے نزدیک بدکار اور نیکوکار تفرقہ باز اور اتحاد رکھنے والے فیصلہ کرنے میں برابر ہیں۔ آپ نے ہمارے بھائی عارضہ یعنی نجاشی کے بارے میں جو طریقہ اختیار کیا ہے اس سے ہمارے سینوں میں جوش پیدا ہو گیا ہے۔ آپ نے ہمارے امور کو پرانہ کر دیا ہے آپ نے ہمیں اس راہ پر چلا دیا ہے جس کا انجام کاراگ ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اسے بھائی بنو ہند یہ بات اگرچہ بہت بڑی ہے مگر خشوع کرنے والوں کے لئے نہیں ہے۔ وہ بھی تو ایک مسلمان آدمی ہے جس نے اللہ کی حرمت کی ہتک کی ہے۔ ہم نے اس کی زکوٰۃ اور تطہیر کی خاطر اس پر حد قائم کی ہے اسے بھائی بنو ہند! جس شخص پر حد قائم ہو جائے وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ولا یجزمکم شتمان قوم علی ان لا تعدوا اعداؤا هو اقرب للتقویٰ۔ طاہق کل کر چکا گیا نجاشی اس کے ساتھ تھا۔ دونوں معاویہ کے پاس پہنچے ایک روایت میں ہے کہ یہ طاہق واپس امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

طاہق امروا ق امیر ابن شہاب نہری ایک خبر میں بیان کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل حضرات نے ولید بن عقبہ پر قتل و خودی کی شہادت دی

۱۔ ابو زبیب اسدی۔ ۲۔ ابو مزعل۔ ۳۔ سعید بن جبک اختری۔ ۴۔ عبد اللہ بن خنیس ازدی۔ ۵۔

عقربن زید بکری۔

حضرت عثمان نے زبانی تو حد قائم کرنے کا حکم دیا لیکن پوشیدہ طور پر حد قائم کرنے سے منع کر دیا۔
امیر المومنین نے سمجھا کر یہ تو حد قائم کرنے کو ٹال رہے ہیں۔ حضرت کھڑے ہو گئے۔ آپ کے ساتھ امام حسن بھی
تھے۔ جب آپ نے حد قائم کرنا چاہی تو اس نے قرأت کا واسطہ دیا۔ امیر علیہ السلام نے منفر دیا۔ اسے
ابو وہب! چپ رہو۔ بنو اسرائیل کی ہلاکت کا باعث یہ چیز تھی۔ کہ انہوں نے حدود کو قائم کرنا چھوڑ
دیا تھا۔ آپ نے اس پر حد جاری کی۔

ایک شخص نے اپنے غلام سے بدکاری کی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اسے اختیار دیا کہ تین باتوں
میں سے ایک بات چن لیں۔ تلوار کا قتل۔ دیوار کا اس پر گرایا جانا۔ یا آگ میں جلتا اس نے آگ میں جلتا
پسند کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام سے دو رکعت نماز پڑھنے کی ہدایت طلب کی۔ جب نماز پڑھ لی تو اپنے
سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اسے معبود میں نے ایک گناہ کیا۔ اور تیرے وہاں کی خدمت میں تائب
ہو کر آیا۔ میں نے آگ میں جلتا اس لئے پسند کیا ہے تاکہ قیامت کے روز جہنم کی آگ سے نجات پا جاؤں
حضرت علی علیہ السلام رہ پڑے۔ اور وہ لوگ بھی رہ پڑے۔ جو آپ کے ارد گرد موجود تھے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ جانو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے۔ ایک شخص نے کہا۔
اے امیر المومنین آپ نے حدود میں ایک حد کو محفل کر دیا ہے۔ فرمایا تم پر افسوس ہے جب امام اللہ
تعالیٰ کی مرض سے مقرر ہو۔ پھر بعد اس کے اور اللہ کے صلے اپنے گناہ سے توبہ کرے۔ تو اس کا گناہ
معاف کر دیا جاتا ہے۔

ایک عورت حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ میرے شوہر نے مجھے پرکری
کی ہے۔ اور میری نوکرانی کو حاملہ کر دیا ہے۔ اس شخص نے کہا اس نے یہ نوکرانی مجھے بخش دی تھی۔ حضرت امیر
علیہ السلام نے فرمایا گواہ لاؤ ورنہ میں تمہیں رجم کروں گا۔ جب عورت نے دیکھا کہ اس کا شوہر رجم سے نہیں
پتھے گا۔ تو اس نے توبہ کر لیا کہ میں نے نوکرانی اسے بخش دی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے عورت کے کورے
ماتے کو اس نوکرانی کو چھوڑ دیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ذات میں یہ خصوصیات پورے طور پر پائے جاتے تھے۔ اور صحابہ
میں ایک ایک خصوصیت پائی جاتی تھی۔ جس میں تمام خصوصیات پائے جائیں۔ وہ تمام صحابہ تھے۔ افضل ہے

باب پنجم

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ان مناقب کے بارے میں جن میں آپ تمام اصحاب سے منفرد ہیں

فصل

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی میزان کتاب اور حساب وغیرہ میں منزلت

ابن وراج ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت و نفع للموازين بالقسط يوم القيامة سے مراد رسول پورا آئمہ الی بیت محمد ہیں۔ برابر ہمیں کی روایت میں ہے کہ اس آیت سے انبیاء اور اوصیاء مراد ہیں۔

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ آیت افا من ثقلت موازينہ سے مراد علی امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ فقہوفی عیشة راحیة وہ پسندیدہ زندگی میں ہوں گے۔ و اما من خفت موازينہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کیا خاصہ ہادیۃ اس کا ٹھکانہ ووزخ کا وہ درجہ ہے جس کا نام عادیۃ ہے۔ جو شدید ترین درجہ ہے۔

ابو حمزہ ثمالی حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آیت و اما من اوقی کتابہ بیمینہ وہ شخص جس کو اس کا اعمال نامہ و ایمں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

تاریخ بغداد۔ زکریا دیلمی اور تھانوی نے تقریری اپنے اسناد سے محمد بن شہاب سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنوان صحیفۃ المومن جب علی بن ابی طالب علیہ السلام مومن کے صحیفہ کا عنوان علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت ہے محمد بن

ال التبی ذریعتی وہم الیہ وسیلتی
نہی کی آل میرا ذریعہ ہیں اور وہ میرا وسیلہ ہیں
ارجو بان اعطی غدا میں الیمنی صلیقتی

مجھے امید ہے کہ ان کے دپٹے سے مجھے قیامت کے روز اعمال نامہ واپس ہاتھ میں دیا جائے گا۔

شیرازی اپنی کتاب میں اور ابو معاویہ مزیہ اعمش سے وہ مسلم فقیر سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابی عکس سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو حکم دیں گے کہ ساتھی قسم کی آگ کو جلایا جائے اور رضوان کو حکم دیں گے کہ آسمانوں پر فرشتوں کو مزین کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے گھاسے میکانیل پل مراد کو جہنم کے دوش پر کھینچ دو۔ اور جبرائیل کو حکم دے گا کہ اسے جبرائیل فرشتے کے تیلے یزبان کو نصب کر دو۔ اسے محمد اپنی امت کو آواز دو کہ حساب کے لئے قریب ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ مراد پر ساتھی پل قائم کئے جائیں۔ پہلی کا طویل ستر ہزار فرسخ ہوگا اور پہلی پر ستر ہزار فرشتے قیام فرما ہوں گے۔ وہ اس امت کی ہر عورت اور ہر مرد سے پہلے پل پر علی بن ابی طالب کی ولایت اور آل محمد علیہم السلام کی حب کے واسطے ہیں سوال کریں جس شخص کے اہل بیت کی محبت ہوگی اور وہ صبح جواب دے گا۔ تو پہلی پل سے جو نذہا دینے والی تیز رو علی کی طرح عبور کر جائے گا۔ جو شخص اپنے نبی کے اہل بیت سے محبت نہ رکھتا ہوگا۔ تو وہ سر پہلی جہنم کے گرد سے میں گر پڑے گا۔ اگرچہ اس کے نیک اعمال ستر صدیقین کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ سر پہلی پر نماز تیسری پل پر زکوٰۃ چوتھی پل پر روزہ۔ پانچویں پل پر حج چھٹی پل پر عمرہ اور ساتویں پل پر عدل کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ جو شخص ان چیزوں کو بھالاتا ہوگا۔ وہ تیز رفتار چوڑی دینے والی پہلی کی طرح عبور کر جائے گا۔ اور چھٹی چیزوں کو بھالائے گا۔ اس کو عذاب دیا جائے گا۔ اس بارگاہ میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے۔ ووقفوہم انہم مسئولون اسے فرشتوں ان بندوں کو پہلی پل کے پاس ٹھہراؤ۔ ان سے طاہر علی اور حب اہل بیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اب تم آخرت میں ایک سو برس کی سو کیوں نہیں کرتے جس طرح دنیا میں علی کے خلاف ایک سو برس کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اہم علیہم السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بل ہم الیوم مستلمون بلکہ وہ آج کے دن فرما رہے ہیں۔

اقبل بعضهم علی بعضهم يتلاومون وہ ایک دوسرے کو مار تے کرتے بھول گئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی **إِن السَّمِيعُ وَالْبَصِيرُ كُلُّهُ لَعِنَتُكَ يَا عَنَتُكَ**۔ اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے ثلاثہ کی طرف اشارہ کیا۔ فرمایا۔ کان۔ اکھ۔ اور دل سے مراد یہی لوگ ہیں۔ عنقریب ان سے میرے دمی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آپ نے حضرت علی کے متعلق اشارہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ مجھے میرے نبی ہونے کی موت کی قسم میری تمام اہل بیت کو قیامت کے روز ٹھہرایا جائے گا۔ اور **إِن السَّمِيعُ وَالْبَصِيرُ** کی طرف اشارہ کر کے (کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے **وَقَفَّوْهُمْ أَنَّهُمْ مَسْئُولُونَ**

تفسیر وکیع بن سفیان میں سدی سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ فوراً ملت منہم
اجمعین تیرے و سبکی قسم ان تمام لوگوں سے ضرور سوال کیا جائے گا یعنی امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام
کی ولایت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پھر اس آیت عموماً کوا یعملون پر کچھ وہ عمل کرتے ہیں کے متعلق کہا جائے
گا۔ جو اعمال انہوں نے دنیا میں بجا کئے ہوں گے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔

حضرت امام ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ شہر نقسٹون یوسفی النعیم۔ پھر تم سے موزر اس دن نعیم کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

التنوير معانی، تفسیر میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نعیم سے مراد ولایت پیر المؤمنین علیہ السلام ہے۔

شعلی اپنی تفسیر میں مجاہد سے یہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور ابو القاسم قیسری اپنی تفسیر میں حاکم۔ حافظ سے وہ ابو بزرہ سے اور ابن بطریق ابانت میں ابو سعید خدری سے یہ تمام حواشی علیٰ معلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت معلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز بندے کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہلے گے۔ جب تک اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال نہ کر لیا جائے گا۔

۱۱۔ اپنی عمر اشنال میں تباہ کی۔ (۲) جوانی کو کن مصائب میں مبتلا رکھا۔ (۳) مل کہاں سے کیا اور کہاں خرچ کیا۔ اور (۴) ہم اہل بیت کی محبت کے رکھنے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

ابوحنیفہ کی اور روایت طبری میں منقول ہے کہ کسی نے آنحضرت معلم سے پوچھا کہ آپ کے بعد ایت

عجب کون ہیں! آنحضرت صلعم نے حضرت علی کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: وہ یہ ہیں۔ اور آپ آنحضرت صلعم کے پہلو میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: میری محبت میرے بعد تمب باقی رہے گی۔ جب اس سے محبت کرو گے! منقبۃ الطاہرین میں ابو نعیم سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا یا رسول اللہ آپ کی محبت کی علامت کیا چیز ہے؟ فرمایا: جو شخص اس سے محبت کرے گا۔ آپ نے اپنا دست اقدس حضرت علی کے کندھے پر رکھا فرمایا جس نے اس کو محبوب جانا۔ اس نے ہم لوگوں کو محبوب جانا۔ جس نے اس سے بغض رکھا۔ اس نے ہم سے بغض رکھا۔

ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: قسم ہے اس وقت کی جس نے مجھے حق کے ساتھ معبود کیا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی بندے کی نیکی قبول نہیں کرے گا۔ جب تک اس سے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے سوال نہ کرے گا۔

صحیفہ الزہد بیت علیہم السلام میں منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ان الیٰنا ایاہم شہدان علیٰ حسابہم یہ لوگ ہماری طرف نہیں گئے۔ اور ہم ہی ان سے حساب کتاب لیں گے۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے: اذ اکان یوم القیامۃ وکلنا اللہ تعالیٰ بحساب تسیعتنا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد کر دے گا۔

محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا کیا مطلب ہے اوفیٰ لکم بدل اللہ سیما تہم حسنات اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔ فرمایا گنہگار مومن قیامت کے روز لایا جائے گا۔ اور موقوف حساب میں ٹھہرایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے حساب کتاب لے گا۔ اس بات کی لوگوں کو مطلقاً خبر نہیں ہوگی۔ مومن اپنے گناہوں سے اللہ کو آگاہ کرے گا۔ جب اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ لکھنے والے فرشتوں سے کہے گا کہ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دو۔ پھر اس بات کا لوگوں میں اظہار کر دو۔ لوگ کہیں گے کہ اس بندے کی ایک برائی نہیں تھی بلکہ بے شمار گناہوں میں جگر داغ ہوا تھا! پھر اللہ تعالیٰ اس کے پیشت میں بنائے کا حکم دے گا۔ ہمارے گناہگار شیعوں کے بارے میں اس آیت کی یہی تاویل ہے۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فراتے ہوئے سنا: یومیر یلہ المسود

من اخيه وامه راسه وصاحبته وبنيه قیامت کے لئے آوی اپنی بھائی، باپ بیوی اور اولاد سے
ٹھیکے گا۔ مذکورہ اشخاص سے اس لئے بھاگے گا کہ انھوں نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی
ولایت کا قرار نہیں کیا ہوگا جس نے علی علیہ السلام کو دوست رکھا ہوگا۔ وہ نہیں بھاگے گا۔ اور جس نے علی علیہ
السلام کو دوست رکھا ہوگا۔ اس سے دشمنی نہیں رکھے گا۔ اور علی علیہ السلام سے بغض رکھنے والے سے
دوستی نہیں رکھے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ دانت اول من یدخل
الجنة اور تم سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے !

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا تیرا گھر بہشت میں میرے گھر
کے مقابل میں ہوگا جس طرح کے دو بیانیوں کے گھر ہوتے ہیں۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا تیرا گھر بہشت میں ہوگا جب مجھے لباس
پہنایا جائے گا۔ اس وقت تجھے بھی لباس پہنایا جائے گا۔ جب مجھے تحفے دیئے جائیں گے اس وقت
تجھے بھی تحفے دیئے جائیں گے۔

ایر اللہ نہیں علیہ السلام نے فرمایا بہشت کے ۷۱ دروازے ہیں۔ ستر دروازوں سے میرے شیعوں
اور میرے اہل بیت داخل ہوں گے اور باقی ایک دروازے سے ساری مخلوق داخل ہوگی۔

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا میں نے جنت میں علیؑ کے لئے اتنی حویریں
دیکھیں جس قدر درختوں کے پتے ہیں۔ اور علیؑ کے لئے محل دیکھے۔ جو انسانوں کی تعداد کے برابر ہیں۔

فصل

حضرت علی علیہ السلام کا جواز بہشت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں

مہر بن مباح زعفرانی مزی سے وہ ثنائی سے یہ مالک بن حمید سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت فلا اقمتہ العقبۃ کے بارے میں فرمایا کہ پہلے مرا پیر ایک گھائی ہوگی۔
پس کہ چڑھائی ایک ہزار سال اور آخری ایک ہزار سال کی راہ ہوگی۔ جس کا طول تین ہزار سال کی راہ کا ہوگا۔
ایک ہزار سال کی راہ میں کانٹے۔ گوکھرو۔ پھو اور سانپ ہوں گے۔ پہلا شخص میں ہوگا جو اس گھائی کو

ٹے کر دیں گا۔ اور دوسرے طے کرنے والے علی بن ابی طالب ہوں گے۔ آنحضرت صلعم نے کچھ کلام کے بعد فرمایا
محمد اور اہل بیت کے سوا کوئی شخص اس کو تکلیف کے بغیر طے نہ کرے گا۔

سالم بن عبد اللہ اپنے باپ سے ایک حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے
بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم وہ گھائی ہیں جس نے اس کو طے کیا اس
کی گردن دوزخ سے آزاد ہوگی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہم لوگ وہ گھائی ہیں جس نے اس کو طے کر لیا۔
وہ نجات پا گیا۔ پھر فرمایا: اور تمام لوگ جمید النہر ہیں۔ ہماری اور ہمارے شیعوں کی گردنیں دوزخ
کی آگ سے آزاد ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نیک رقبہ سے مراد امیر المؤمنین علیہ السلام کی
ولایت ہے۔ کیوں کہ اسی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ تفسیر مقاتل میں عطاء بن عباس سے روایت کرتے
ہیں کہ آیت یوم لا ینحزی اللہ النسبی اللہ بنی کو رسوا نہیں کرے گا یعنی اللہ محمد کو عذاب نہیں
دے گا۔ فالذین امنوا معہ یعنی وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ایمان لائے اللہ تعالیٰ علی بن ابی طالب
فاطمہ حسن حسین حمزہ اور جعفر کو عذاب نہ دے گا۔ نور ہم مسیحی علی اور فاطمہ کا پل صراط پر نور
روشن ہوگا۔ جس کی روشنی دنیاوی نور سے ستر گنا زیادہ ہوگی۔ نور دن کے سامنے اور دایں پہلو سے روشن
ہوگا۔ یہ حضرات اس نور کی روشنی میں تشریف لے کر چلیں گے۔ اہل بیت محمد اور آل محمد پل صراط کو اکٹھے
عبور کریں گے۔ اور ان کے عبور کرنے کی رفتار و تیز رفتاری کی طرح ہوگی۔ پھر ان حضرات کے بعد ایک
ایسی قوم ہوگی جو ہوا کی مانند پل صراط عبور کرے گی۔ بعض گھوڑے کی دوڑ کی طرح بعض معمولی انسان کی
رفتار۔ بعض گرتے پڑتے اور بعض سست رفتاری سے عبور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے لئے اس کو کشادہ
نور گناہگاروں کے لئے اسے بایک بنا دے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یقولون ربنا اقم لنا نوراً۔
وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارے نور کو ہمارے لئے مکمل فرما۔ تاکہ ہم اس کے وسیع پل صراط
کو عبور کریں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام سبز زرد کے ہرودج میں سوار ہو کر اس کو عبور کریں گے۔ جناب فاطمہ آپ
کے ساتھ ہوں گی۔ آپ یا قوت سرخ کے پردے میں ہوں گی۔ آپ کے چاندی طرف حویں ہوں گی۔
بھٹی کی مسدود چلتی ہوں گی۔

بن عباس اور انس بنی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا: قیامت کے روز دونوں خبر مراد کو نصب کر دیا جائے گا۔ اس کو صرف وہی شخص عبور کر سکے گا جس کے پاس ٹکٹ ہوگی۔ اور اس ٹکٹ پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی روایت تحریر ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ و تقفون انہم

مسئولون

ہمیں ابو شہر اشوب نے اپنے استاد سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا: ہر چیز کا ایک پروانہ رہا رہا ہوتا ہے۔ پل مراد کا پروانہ راہداری علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔ تاریخ خلیفہ میں حدیث مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ طاہوس سے وہ ابن عباس سے کہ میں نے نبی صلعم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ لوگوں کے لئے ٹکٹ ہوگا، فرمایا: ہاں ہوگا۔ عرض کیا: یہ کون سا ٹکٹ ہوگا، فرمایا: علی بن ابی طالب کی محبت۔

مکیح کی حدیث میں ہے کہ ابوسعید نے عرض کیا: یا رسول اللہ! برأت علی کے کیا معنی ہیں، فرمایا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی دینی اللہ۔

رسول اللہ صلعم نے جب اہل علیہ السلام سے پوچھا: میری امت مراد کو کس طرح عبور کرے گی۔ یہ سن کر جبرائیل چلے گئے۔ واپس آکر آنحضرت صلعم کو بلایا اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ تم مراد کو میرے نور کے ذریعے ٹکڑے کر دو گے۔ علی بن ابی طالب پل مراد کو تمہارے نور کے ذریعے عبور کریں گے۔ اور علی کے نور کے ذریعہ تمہاری امت عبور کرے گی۔ تمہاری امت کا نور علی کے نور سے ماخوذ ہوگا۔ اور علی کا نور تمہارے نور سے ہوگا۔ اور تمہارا نور اللہ کے نور سے ہوگا۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ مراد وہ جگہ ہے جس کے واپس رسول اللہ صلعم اور باقی امیر المؤمنین کھڑے ہوں گے۔ اور دونوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی۔ القیانی جہنم کل کفار عینہم و دونوں ہر کافر سر کس کو جہنم میں ڈال دو۔

حسن بصری عبد اللہ سے وہ نبی کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا: ہر ایک نوٹ کی کسی پر شریف فرما ہوں گے۔ یعنی علیؑ آپ کے سامنے نہر تسنیم جاری ہوگی۔ پل مراد کوئی شخص عبور نہیں کر سکے گا جب تک اس کے پاس حضرت علیؑ صلعم کی ولایت اور آپ کی ولایت کی علامت کا پروانہ نہ ہوگا۔ آپ جنت کی اوپر والی منزل میں تشریف فرما ہوں گے۔ اپنے دوست

کو بہشت میں اور اپنے دشمن کو جہنم میں داخل کریں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کا کیا مطلب ہے؛ القیام فی جہنم الخ فرمایا اے علی! جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک قطار میں جمع کرے گا۔ تو اس وقت میں اور تم عرش کی دائیں جانب کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کہے گا۔ اے محمد! اے علی! کھڑے ہو جاؤ جس شخص نے تم دونوں سے بغض رکھا۔ تمہاری مخالفت کی۔ اور تمہاری بات کو جھٹلایا۔ اس کو دوزخ میں ڈال دو۔

حضرت امام رضا علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت میرے اور علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قاضی شریک اور عبداللہ بن حماد انصاری سے روایت ہے۔ دونوں کا متفق بیان ہے کہ میں عیش کی اس بیماری کے دوران جس میں آپ کی وفات ہو گئی تھی موجود تھا۔ اور آپ کے پاس مندرجہ ذیل حضرت بھی موجود تھے۔ (۱) ابن ابی ملیک (۲) ابن شبرہ (۳) ابو حنیفہ۔ (ابو حنیفہ نے کہا اے ابو محمد! اللہ سے ڈرو۔ اور اپنی ذات کا بھی خیال رکھو یہ دنیا میں تیرا آخری دن ہے۔ اور آخرت کا پہلا۔ آپ حضرت علی کے بارے میں ایسی احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ اگر تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے قویہ کرے۔ تو یہ بات تیرے حق میں بہت مفید ثابت ہوگی۔ عیش نے کہا شہ گونسی حدیث؛ کہا مثلاً عبیدۃ الاسدی والی حدیث کہ علی دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ یہ سن کر عیش نے کہا کہ مجھے اٹھا کر بیٹھا دو۔ اور میرے پیچھے نیکہ لگا دو۔ مجھے تو یہ حدیث اس شخص نے بیان کی ہے جس کی طرف میں جا رہا ہوں وہ موسیٰ بن طلحہ ہیں۔ جو بنو اسد کے امام ہیں۔ وہ عبادہ بن ربیع سے روایت کرتے ہیں جو اپنے قبیلے کے سردار ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو فراتے ہوئے سنا۔ انا قسیم النار میں دوزخ کی تقسیم کرنے والا ہوں۔ اقول ہذا فی دعیہ کہوں گا۔ یہ میرا ہے اس کو چھوڑ دو و ہذا عدوی خذ یہ یہ میرا دشمن ہے اس کو پکڑ لو۔

مجھے ابو متوکل ناجی نے حجاج کی گزری کے زمانے میں بیان کیا۔ وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیامت کا دوز قائم ہو جائے گا۔ تو میں اور علیؑ پھر اٹھ جائیں گے۔ اور کہا جائے گا کہ اس شخص کو جنت میں داخل کر دو جو مجھ پر ایمان لایا۔

اور اہل شخص کو دوزخ میں ڈال دو جس نے میرے ساتھ کھڑا کیا۔ اور تم دونوں سے بعض رکھا، ایک جگہ
اس طرح الفاظ ہیں جس نے تم دونوں سے بعض رکھا اس کو آگ میں اور جس نے تم دونوں سے محبت
رکھی اس کو جنت میں داخل کر دو۔

مجھے ہمدانی نے حدیث بیان کی۔ اس سے ابن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب
قیامت کا روز ہوگا۔ تو اہل علی کو حکم دے گا۔ کہ تم جنت اور دوزخ کے درمیان تقسیم کرو۔ تو آپ دوزخ
سے فرمائیں گے۔ اس شخص کو پکڑو۔ یہ میرا دشمن ہے۔ اور اس کو چھوڑ دو۔ یہ میرا دوست ہے۔ راوی کا بیان ہے
کہ جب ابو حنیفہ نے اس بات کو سنا۔ تو ہم سر پر رکھ دیا اور کہا اٹھ کر میرے ساتھ چلو۔ ابو محمد اعمش
اس سے بڑی اور بات کیا بیان کریں گے۔ راوی نے کہا اعمش نے شام سے پہلے انتقال کیا۔
ابن شیرین فرمادے کہ اس میں روایت کرتے ہیں۔ کہ خدیفہ نے کہا کہ بنی مسلم نے فرمایا۔ علی دوزخ کی تقسیم
کرنے والے ہیں۔

احمد و محسن میں صفوانی ایک طویل حدیث میں اسحاق بن محمد بن جعفر سے وہ اپنے باپ اور دادا
سے وہ اپنے ابا علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دو فرشتے رضوان
اور مالک میرے پاس نازل ہوں گے۔ مالک کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف اور احسان سے مجھے
حکم دیا کہ میں دوزخ کی آگ کو جلاؤں میں اس کو جلا دیں پھر حکم دیا کہ اس کے دروازے بند کر دوں۔ میں نے
اس کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس کی کنجیاں آپ کی خدمت میں پیش
کر دوں۔ اے محمد آپ ان کو بے بس ہیں۔ میں کہوں گا میں نے قبول کیا میرے رب نے مجھ پر احسان کیا۔ اس
کے اس احسان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پھر میں وہ کنجیاں علی کے حوالے کر دوں گا۔ پھر رضوان کہے گا۔
کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے احسان اور لطف سے حکم دیا ہے کہ میں جنت کو سجادوں میں لے آؤں۔ اس کو
سجادیات پھر حکم ہوا ہے کہ میں اس کے دروازے بند کر دوں۔ چنانچہ میں نے اس کے دروازے بند
کر دیئے ہیں۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس کی کنجیاں آپ کے حوالے کر دوں اے محمد! ان کنجیوں کو
لے لو۔ میں کہوں گا میں نے قبول کیا۔ یہ میرے رب کا مجھ پر احسان ہے میں اس کے اس احسان کا
شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پھر میں ان کنجیوں کو علی کے حوالے کر دوں گا۔ علی جنت پر اس شان سے تشریف
لائیں گے کہ آپ کے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہوں گی۔ اور دوزخ کی چابیاں بھی آپ کے ہاتھ میں ہوں

گی۔ علی جہنم کے کنارے پر تشریف فرما ہوں گے۔ آپ جہنم کی مہر پر پڑے ہوں گے۔ اس کی آگ کے
 کنارے اور آگ کے کنارے ہوں گے۔ اور شعلوں کی موجیں تمام خیر خواہوں کی۔ جہنم بند آواز سے کہے گی کہ
 علی! آپ تشریف لے جائیے۔ آپ کے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے۔ علی فرمائیں گے۔ اس شخص کو
 پھوڑ دو۔ یہ میرا دوست ہے اور اس کو میرا دوست ہے۔ اس دن جہنم علی کی تابعداری اس
 سے بھی زیادہ کرے گی۔ جس طرح تمہارا نوکر اپنے مالک کی کرتا ہے۔

نہ چھتری نے فائق میں تحسیر کیا ہے۔ کہ علی کے قسیم النار ہونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ لوگوں کے
 دو گروہ ہوں گے۔ ہدایت یافتہ اور گمراہ۔ گویا کہ آپ دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں کہ ایک گروہ دوزخ
 میں چلا جائے گا۔ اور ایک گروہ آپ کے ساتھ بہشت میں چلا جائے گا۔ (یہ تاویل غلط ہے۔ بلکہ آپ
 لوگوں کی تقسیم کریں گے۔ گمراہ لوگوں کو جہنم میں ڈالیں گے۔ اور نیکو کاروں کو بہشت میں داخل فرمائیں
 گے۔) محمد بن سعید نے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ کہ حضرت علی قسیم النار ہیں۔ سید حمیری نے کہا ہے
 قسیم النار هذا الى فكفى عنه لا يضر ر وهذا ملك يا نار فخذى الفاجر الاكبر
 علی دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ فرمائیں گے۔ یہ شخص میرا ہے۔ اس کو پھوڑ دے۔ اور اس کو کوئی
 نقصان نہ دے۔ اسے دوزخ میں تیرا ہے۔ اس بڑے فاجر کو پکڑ لے۔

ذات قسیم النار من قسمة خذى عددی دزدی شاصری
 وہ شخص آگ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ آپ فرمائیں گے۔ یہ میرا دشمن ہے اس کو پکڑ لے۔ اور یہ
 میرا دوست ہے۔ اس کو پھوڑ دے۔

ذات علی بن ابی طالب! صہر النسبی المصطفیٰ الصاھر
 وہ علی بن ابی طالب ہیں۔ جو پاکیزہ محمد مصطفیٰ کے داماد ہیں۔
 عوفی نے کہا ہے

امامی قسیم النار مختار اھلہا ولابد للبعثات والنار من اھل
 آگ کی تقسیم کرنے والے میرے امام ہیں۔ جنت اور دوزخ کی تقسیم آپ کے اختیار میں ہوگی۔
 بقشوی نے کہا ہے

وکیف تمیز قنی نار الھجیم اذا كان القسیم لھا مولدی ذالھجیم

مجھے دوزخ کی آگ کیسے جلانے گی۔ جب کہ اس کی تقسیم کرنے والے میرے بزرگ آقا ہوں۔
 رسول نے کہا ہے

تسیر الجحیم فہذا لہ و ہذا لہا باعتدال القسم
 حضرت علی دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں آپ کا ہر دست آپ کے حصہ میں چلا جائے گا۔ اور آپ کا
 دشمن دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ نہایت مناسب تقسیم ہوگی۔

یذود عن الحوض اعدائہ نکم من لعین طرید و کم
 آپ اپنے دشمنوں کو حوض سے ہٹائیں گے کتنے لعین وہاں سے بھاگتے جائیں گے۔
 فمن ناکثین ومن قاسطین ومن مارقین ومن مجتوم
 بہت بڑی تعداد ناکثین قاسطین مارقین اور ظالمین کی بھگال جائے گی۔
 رسول نے کہا ہے

یا سیدی یا بن ابی طالب! یا عصمة اعقف والجار
 احمیرے آقا ابو طالب کے فرزند۔ اے لاچار اور ہمسائے کے پناہ گاہ
 لا تجعلن النار لی مسکنا یا قاسم الجنة والنار
 آگ میں میرا ٹھکانا نہ بنانا۔ اے جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے۔
 ایک اور نے کہا ہے

علی حبہ جنة قسم النار والجنة
 علی کی محبت ڈھال ہے۔ آپ دوزخ اور جنت کی تقسیم کرنے والے ہیں۔
 وصی المصطفیٰ حقاً امام الانس والجنة

آپ مصطفیٰ کے برحق وصی ہیں انساؤں اور جنوں کے امام ہیں۔
 عمرو بن شمر نے کہا کہ کلبی اور اعش جمع ہوئے۔ اور کلبی نے اعش سے کہا کہ آپ نے علی کے مناقب
 میں کون سی زبردست چیز سنی ہے؟

اعش نے عبابہ والی حدیث بیان کی کہ حضرت علی علیہ السلام قسم النبی ہیں کلبی نے کہا کہ میرے
 پاس اس سے بھی زیادہ اور بڑی چیز موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو

ایک کتاب دی تھی جس میں اہل جنت اور اہل عذاب کے نام تحریر تھے۔

عبدالمعتمد بن بشیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت نے ایک طویل حدیث میں معراج کا ذکر کیا پھر فرمایا۔ فادھی الی عبدة ما ادھی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے نبی صلعم کو ایک کتاب عنایت کی تھی جس میں اصحاب میں اور اصحاب شمال کے نام تحریر تھے آنحضرت صلعم نے اصحاب میں کی کتاب کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیا اور اس کو ملاحظہ فرمایا اس میں اہل جنت کے نام تحریر تھے۔ اور ان کے باپ دادا اور قبائل کے نام بھی موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آمین الرسول بما انزل الیہ من ربہ رسول اللہ اس چیز پر ایمان لائے جو ان پر ان کے رب کی جانب سے نازل کی گئی اس کے جواب میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ والہو منون کلکم لکن باللہ تمام مومن بھی اللہ کے ساتھ ایمان لائے پھر رسول اللہ صلعم نے کہا۔ ربنا لا توخذنا ان نسینا او اخطانا اے معبود! اس چیز کا ہم سے مواخذہ نہ کرنا جس کو ہم بھول جائیں یا غلطی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بات میں نے منظور کر لی ہے۔ نبی صلعم نے کہا۔ ولا تمسکنا ما لا طاقۃ لنا بہ انہ اے معبود! وہ جو ہم پر نہ لادنا جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ ان تمام معوضات پر اللہ تعالیٰ کہتا جاتا تھا کہ میں نے ان کو منظور کر لیا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے پھر اس صحیفہ کو لے لیا۔ انداپنے دائیں ہاتھ مبارک میں تھام لیا اس کے بعد آپ نے اصحاب شمال والے صحیفہ کو کھولا تو اس میں چوبیسوں کے ناموں کو معدن کے باپ دادا کے ناموں اور قبائل کے ناموں کے ساتھ مہجوں پایا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلعم آسمان سے نیچے تشریف لائے۔ اعلان کے پاس دونوں صحیفے موجود تھے۔ آنحضرت صلعم نے ان دونوں کو حضور علی علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔

صفوانی باسناد خود موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے حضرت نبی صلعم سے ایک طویل حدیث میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ میں قیامت کے روز موجود ہوں گا۔ دو فرشتے آئیں گے۔ ایک کا نام رضوان ہوگا۔ دوسرے کا مالک۔ رضوان بندی سے کہے گا۔ اے اللہ کے نبی! تم پر سلام ہو میں کہوں گا تم پر سلام ہو۔ اسے پاکیزہ خوشبو بخوبصورت۔ ہر بیان بہرے والے کس مقصد کے لئے آنا ہوا ہے کہے گا۔ میں نام رضوان ہے میں جنت کا خازن ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نصف سے مجھے حکم دیا ہے۔

کہ میں جنت کو سجا دوں میں نے ان کو سجا دیا ہے۔ پھر ارشاد ہوا ہے کہ میں اس کے دروازے سے بند کر دوں
میں نے ان کے دروازے سے بند کر دیئے ہیں۔ اور میں ان کی کنجیاں سے کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں
میں نے احمد ان کنجیوں کو لے لیا۔ میں کہوں گا میں نے اپنے رب کی جانب سے اس بات کو قبول کر لیا
ہے میں اس العام پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان کو میرے بھائی علیؑ کے حوالے کر دو۔ وہ ان کنجیوں کو
علیؑ کے حوالے کر دے گا۔ رخ۔

محمد بن زکریا غلابی کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اور حدیث مختصر ہے۔ کہ رضوان ندا ہے گا کہ
اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں جناس کی کنجیوں کو محمدؐ کے حوالے کر دوں۔ اور محمدؐ نے مجھے
حکم دیا ہے۔ کہ میں ان کو علی بن ابی طالب کے حوالے کر دوں۔ دیکھو یہ کنجیاں موجود ہیں میں
ان کو علی کے حوالے کر رہا ہوں۔ تم لوگ اس بات پر گواہ رہنا۔ پھر جہنم کا خازن اُٹھے گا۔ اور ندا
دے گا۔ کہ اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں جہنم کی کنجیوں کو محمدؐ کے حوالے کر دوں اور محمدؐ
نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں ان کو علی کے حوالے کر دوں۔ دیکھو اس بات کا گواہ ہے میں وہ
کنجیاں علیؑ کے حوالے کر رہا ہوں۔ (رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ تم جنت اور جہنم کی کنجیاں لے
لو گے۔ اور میرے سامنے لو گے تیرے الہ بیت تیرے سامنے لیں گے تیرے شیعہ تیرے
الہ بیت کے سامنے لیں گے حضرت علیؑ کا فرمانا ہے کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہمارے
بادگشت جنت کی طرف ہوگی۔ فرمایا کعبہ کے رب کی قسم ایسا ہی ہوگا۔

محمد قتال نے روضۃ الاعظمین میں نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جنت کے
دروازے کی زنجیر سونے کی ہے۔ جب زنجیر دروازے کے پٹ پر گرتی ہے تو آواز دیتی ہے اور
کہتی ہے یا علیؑ!

خصائص نطنزی میں قیس بن ابی حازم سے روایت ہے۔ آپ ابن مسعود سے روایت کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی بن ابی طالب حلقۃ معلقۃ باب الجنة من تعلق
بها دخل الجنة علی جنت کے دروازے کی لٹکی ہوئی زنجیر میں جس نے اس کو پکڑ لیا وہ جنت میں
داخل ہو جائے گا۔

فصل

حضرت علی علیہ السلام ساقی کو تر ہیں اور محشر کے روز لوگوں کی سفارش کریں گے

ابن جبیر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوثر کے متعلق پوچھا فرمایا کہ علی کوثر ایک نہر ہے۔ جو اللہ کے عرش کے تلے جاری ہے جس کا پانی برف سے زیادہ سفید ہے شہر سے زیادہ میٹھا ہے۔ مکھن سے زیادہ نرم ہے۔ اس کے سنگریزے موتی۔ زبرد اور مرجان کے برابر ہیں۔ اس کے خس و خاشاک زعفران کے ہیں۔ اس کی مٹی مشک اذفر کی ہے اس کے قواعد عرش کے نیچے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پہلو پر اپنا دست اقدس دالا۔ اور فرمایا۔ یہ نہر میرے تیرے تیرے دوستوں کے لئے ہے۔

حافظ ابو نعیم باسناد خود عطیہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا فرمایا مجھے کوثر عطا کیا گیا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ کوثر کیا چیز ہے؟ فرمایا کوثر ایک نہر ہے جنت میں جاری ہے جس کا طول اور عرض مشرق اور مغرب کے درمیان والے فاصلے کے برابر ہو اس کا ایک دفعہ پانی پی لے گا۔ وہ کبھی پیسا نہ ہوگا۔ اور جو اس سے ایک دفعہ پی لے گا۔ وہ کبھی آلود نہیں ہوگا۔ وہ شخص اس کا پانی نہیں پی سکتا جس نے میری ذمہ داری کو توڑ دیا ہوگا۔ میرے اہل بیت کو قتل کیا ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ علی نہر کوثر سے ان لوگوں کو ہٹا دیں گے۔ جو آپ کے شیعہ ہوں گے جو شخص ایک دفعہ اس کا پانی پی لے گا۔ وہ کبھی پیسا نہیں ہوگا۔

طلاق سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے میں شنگاف ڈالا اور روح کو پیدا کیا۔ میں اپنے ان دونوں ہاتھوں سے اپنے دشمنوں کو قتل سے ہٹاؤں گا۔ جب کہ اپنے دوستوں کو وہاں لاؤں گا۔

احمد نے فضائل میں ابو حریب بن ابی الاسود دؤلی سے اس طرح کی روایت کی ہے۔

ابو ذافع کے اخبار میں یہ حدیث پانچ طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی

میرے شیعہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے جو سیر و سیراب ہوں گے۔ اور تمہارے دشمن اس حوض میں آئیں گے کہ پیلے ہوں گے۔ اور ان کی گردنیں جھکی ہوئی ہوں گی۔“

تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ سقاہم ربہم شراباً ظہور ابن کاتب ان کو شرابِ طہور پائے گا لوگوں کے سرور علی بن ابی طالب ہیں۔ اور وہی انہیں شرابِ طہور پلائیں گے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ رب بمعنی سید آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسفؑ کے قصہ میں بیان کرتا ہے۔ ”اذکرتی عند ربک“ مجھے اپنے رب (مالک و سرور) کے پاس یاد کرنا۔

کتاب فائق میں منقول ہے کہ بنی صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا: تم میرے حوض سے قیامت کے روز لوگوں کو اس طرح مٹاؤ گے۔ جس طرح ہمدانی کی وجہ سے گردن جھکا ہوا بیابا اونٹ پانی سے چرایا جاتا ہے۔

ابن جبر القبر سے وہ ابو حوزا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ فماتنفعکم شفاعۃ المشافعیین تمہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش فائدہ نہیں دے گی۔ پھر کہا کہ سب سے پہلے جو شخص اپنی امت کی قیامت کے روز سفارش کریں گے وہ رسول اللہ ہوں گے۔ سب سے پہلے جو شخص اپنے اہل بیت اور اولاد کے بارے میں سفارش کریں گے وہ امیر المؤمنین علیہ السلام ہوں گے۔ دوم کے مسلمانوں کے متعلق سب سے پہلے سفارش کرنے والے صبیح ہیں۔ سب سے پہلے مومنین حبشہ کے بارے میں سفارش کرنے والے بلالؓ ہوں گے۔

عمران بن اعین سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم ہم اپنے شیعوں کی سفارش کریں گے۔ خدا کی قسم ہم اپنے شیعوں کی سفارش کریں گے۔ خدا کی قسم۔ ہم اپنے شیعوں کی سفارش کریں گے۔ حتیٰ کہ لوگ کہیں گے کہ ہمارا نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے اور نہ ہی ہمارا کوئی گہرا دوست ہے۔ خود کس دینی میں ہے کہ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سفارش کرنے والی پانچ چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن۔ (۲) رحم۔ (۳) امانت۔ (۴) تمہارا نبی اور (۵) تمہارے نبی کے اہل بیت۔ تفسیر و کتب میں ابن عباس سے روایت ہے: ول سوف یعطیک ربک فتوفی عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے عذاب عنقریب تم قیامت کے بعد

پختہ تمام اہل بیت کے بارے میں سفارش کرو گے سب کو جنت میں داخل کرو گے۔ اس بارے میں اپنے رب سے راضی ہو جائو گے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ دوسری کئی ائمہ جانشینہ امام نے فرمایا اس سے مراد نبی صلعم اور علی ہیں۔ دونوں حضرات ایک بلند جگہ پر شریف فرما ہوں گے جس کی وجہ سے تمام مخلوق سے اونچے ہوں گے۔ آنحضرت صلعم پہلے سفارش فرمائیں گے پھر فرمائیں گے۔ اسی طرح علیؑ سفارش کرو۔ آپ ایک آدمی کی اپنے اہل بیت میں اور دوسرے آدمی کی قبیلہ میں سفارش کریں گے اور ایک شخص اپنے عمل کی حیثیت سے دو آدمیوں کی سفارش کرے گا۔ اور یہی مقام محمود ہے۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ویشس الذین امشوا ان ہم قدم صدق سے مراد نبی صلعم کی شفاعت ہے۔ والذی جاد بالصدق سے مراد علیؑ کی شفاعت ہے۔ اولئک ہم الصدیقون سے مراد شفاعت آئمہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں قیامت کے روز سفارش کروں گا میری سفارش منظور کی جائے گی۔ علیؑ سفارش کریں گے۔ آپ کی سفارش منظور ہوگی۔ اور میرے اہل بیت سفارش کریں گے۔ ان کی سفارش بھی منظور کی جائے گی۔

فصل

حضرت علی علیہ السلام کی قرابت

محمد بن مخضل موسیٰ بن جعفر طیبہما السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتا ہے۔ الذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل کہ اس سے مراد ہم آل محمد علیہم السلام ہے۔ وربانی بائنا رسولی سے وہ ابوصالح سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ واتقوا اللہ الذی تساءلون والارحام کہ یہ آیت رسول اللہ کے متعلق نازل ہوئی ہے قیامت کے روز رسول اللہ کے سبب اور نسب کے سوا ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا۔

آیت واولوالارحام بعضهم اولیٰ ببعض صاحبان رحم بعض سے بعض آدمی ہیں اس کے بارے میں زید بن علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس آیت سے علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں آپ ہمارے

ہیں اور ذورحم بھی۔

تفسیر جابر بن یزید میں امام علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس ایت میں علی علیہ السلام کی ولایت ثابت ہے علی علیہ السلام غیر کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اولیٰ ہیں۔ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ کے بھائی ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہستیوار۔ سامان بخند شہداء اور آپ کے تمام ترکہ کے وارث ہوئے۔ آنحضرت کے بعد آپ کی کتاب قرآن کے وارث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ثم اوانشا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا۔ جن کو ہم نے اپنے بندوں سے چن لیا تھا۔ کتاب سے مراد کل قرآن ہے۔ جو رسول اللہ پر نازل ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے آپ کو کوئی تعلیم نہیں دیتا تھا۔ آپ سے لوگ پوچھا کرتے آپ کو دین کے بارے میں کسی شخص سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اولاد اسمعیل سے اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو۔ کنانہ سے قریش کو۔ قریش سے ہاشم کو چنا۔ جس سلسلہ نسب میں آپ کا تعلق ہے اس سے بڑے بڑے مشائخ کا کوئی تعلق نہیں ہے جیسے حضرت ماں باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں آپ کے زلے میں آپ کے دو بھائی اور آپ کے دونوں بیٹوں کے سوا کوئی ہاشمی نہیں تھا۔ حضرت کا باپ ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم اور ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں۔

آپ کی والدہ کا سلسلہ نسب ۴۳ واسطوں سے معد بن عدنان تک جا کر ملتا ہے۔ ماں کی جہت سے بھی آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ سے جا کر ملتا ہے آپ کے سوا اس بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی اور شریک نہیں ہے۔ رسول اللہ آپ کے ابن عم و جواہر سے ہوتے ہیں۔ عبد اللہ اور ابوطالب چونکہ بھائی بھائی ہیں۔ اس لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ابن عم ہیں۔

امامت میں آپ کی ماں کا نسب رسول اللہ سے ملتا ہے۔ اس وجہ سے بھی آپ رسول اللہ کے ابن عم ہیں۔ آپ دو وجہوں سے رسول اللہ کے فرزند ہیں۔ ایک تو یہ کہ رسول اللہ نے آپ کی پرورش کی ہے فاطمہ بنت اسد کا بیان ہے کہ میں بیمار ہو گئی تھی۔ آنحضرت علی کے منہ میں اپنی زبان دس دیتے تھے اور اللہ کے حکم سے اس سے درود جاری ہو جاتا تھا۔ دوسرے آپ رسول اللہ کے داماد ہیں۔ واللہ بمنزل فرزند موتا ہے۔ جب کسی شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ تو کہا جاتا ہے۔ آپ کو داماد کی مبارک ہو۔

آپ کے دونوں فرزند (حسین) حکماً اور ضرور رسول اللہ کے فرزند ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 میں حسین کا باپ ہوں اور میں ان سے زیادہ عقل مند ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی فرمایا کرتے۔ محمد بن
 حنفیہ میرے فرزند ہیں۔ اور حسین رسول اللہ کے فرزند ہیں۔

حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سید الانبیاء ہیں۔ آپ کے دادا و سید الوصیاء ہیں۔ آپ کی زوجہ حالیہ
 کی عورتوں کی سردار ہیں آپ کے دونوں فرزند جو انان بہشت کے سردار ہیں۔ آپ کا چچا حضرت عمرہ سید
 الشہداء ہے آپ کا بھائی جعفر انسانی صورت میں فرشتہ ہے۔ جو پرندوں کے سردار بہشت میں فرشتوں
 کے مانند اڑتے دیکھتے ہیں۔ آپ کے دادا ماجد سید عرب اور رسول اللہ کے مددگار ہیں۔ آپ کا دادا
 مکہ کا رئیس تھا۔ آپ کے باپ کا دادا ہاشم عرب کا سردار تھا۔ آپ کی خوش دامن ام المومنین خدیجہ کبریٰ
 ہیں۔ آپ سب سے پہلے رسول اللہ پر اسلام لائیں۔ اور نماز پڑھی اور اسلام کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا
 اور جناب خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل چلی۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں جو سب سے
 پہلی ہاشمی عورت ہیں جو دو ہاشمیوں میں سے پیدا ہوئیں۔

نوح ابلاغہ میں تحریر ہے۔ کہ حضرت سے کسی شخص نے کہا۔ اے ابوطالب کے فرزند آپ ترغلت
 کس راہ سے میں زیادہ حریص ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم تو بعیدی ہوئے کے باوجود مجھ سے زیادہ لاپچی
 ہو۔ میں تو رسول اللہ کے ساتھ اخص اور اقرب ہوں۔ میں نے اپنا حق طلب کیا ہے۔ تم میرے اور حق
 کے درمیان حائل ہو۔ تم حق کی وجہ سے میرے چہرے کو مارتے ہو۔ جب میں نے اس (اول) کے
 دروازے کو حجت اور برہان کے ساتھ لوگوں کی موجودگی میں کھٹکھٹایا۔ تو وہ ہکا بکارہ گیا۔ اس کی ہوش
 گم ہو گئی اور مجھے کوئی جواب نہ دے سکا۔

ثقلہ راویوں نے رسول اللہ سے بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ اے علی! تم ایسے خصوصیت
 کے مالک ہو۔ کہ مجھے ان میں سے ایک بھی حاصل نہیں۔
 (۱) تیری بیوی فاطمہ ہے میری بیوی کوئی ایسی نہیں۔

(۲) تیرے صلب سے دو ایسے فرزند ہیں میری صلب سے ایسے فرزند پیدا نہیں ہوئے۔

(۳) تیری بیوی کی ماں خدیجہ ہے۔ اور میری ایسی ساس نہیں ہے۔

(۴) تیرا خسرو مجھ ایسا انسان ہے اور مجھے آپ ایسا خسرو نصیب نہیں ہوا۔

۵۔ تیرا نسب میں بھائی جعفر ہے مجھے ایسا بھائی نہیں ملا۔

۶۔ تجھے نالہ بنت اسد ہاشمیہ مہاجرہ عیسیٰ ماں ملی ہے۔ اور مجھے ایسی ماں نہیں ملی۔

سلطان۔ ابو ذر اور مقداد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب کے ساتھ فخر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! عرب کا فخر تم ہو۔ تم ابن عم کے لحاظ سے مکرم۔ بھائی کی وجہ سے مکرم۔ چچا کی وجہ سے مکرم ہو۔ ان سب سے علم میں بڑے ہو۔ علم میں بہت زیادہ ہو۔ صلح کے لحاظ سے بڑے ہوئے ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ان سے دل کے لحاظ سے بڑے بہادر ہو۔ ہاتھ کے لحاظ سے بڑے سنی ہو۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ تم میری اُمّت میں فضل کے لحاظ سے افضل ہو۔

ابوالحسن مدائنی نے تحریر کیا ہے کہ معاویہ نے حضرت کی طرف خط تحریر کیا جس میں لکھا۔ اے ابوالحسن! میرے بے شمار فضائل ہیں۔ میرا باپ جاہلیت میں (عرب کا) سردار تھا۔ اور میں اس وقت اسلام کا بادشاہ ہوں۔ میرے ہاں رسول اللہ کا سمہ صیانا ہے جس میں خال المومنین ہوں اور کاتب وحی ہوں۔ جب پیر المومنین علیہ السلام نے خطا کو پڑھا تو فرمایا۔ ابوالفضل! (طہنر ہے) ہم پر فخر کرتا ہے جو منہ جگر خوار حضرت حمزہ کا بیٹا ہے فرمایا۔ اے غلام معاویہ کو خط تحریر کرو۔ اور حضرت کے مندرجہ ذیل اشعار تحریر کرانے سے۔

محمد النبی اخی و عہری دحمزہ سید الشہداء عہی

محمد میرے بھائی اور خسر ہیں۔ سید الشہداء حمزہ میرے چچا ہیں۔

و جعفر الذی یفقی و یسمی ! یطیر مع الملائکۃ ابن عمی

اور جعفر جو صبح و شام (جنت میں) فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں میرے ماں بھائی ہیں

و بنت محمد سکنی و عہری ! مشروب لحمہا بد می دلحی

محمد کی بیٹی میری زوجہ ہے جس کا خون اور گوشت میرے ساتھ مخلوط ہے۔

و سبطا احمد و الدی منها یخن منکم لہ سہم کسہمی

فاطمہ کے محمد کے دو سبط پیدا ہوئے ہیں جو میرے فرزند ہیں۔ تم میں سے کس شخص کا حصہ محمد سے

ایسا ہے جیسا کہ میرا۔

مبفتکم الی الاسلام طورا غلاما ما بلغت اوان حلی

میں نے تم سب سے پہلے اسلام کی طرف سبقت کی تھی۔ میں ابھی لڑکا تھا اور دشمن کے زمانے کو نہیں پہنچا تھا۔ (حضرت نے ظاہری تخیل دی ہے۔ ورنہ حضرت ماں کی گود میں ہی عاقل اور بالغ تھے)

انا البطل الذی لن تنکحوا
لیوم الکریہۃ ولیوم مسلم
میں ایسا بہادر ہوں۔ جس کا تم ہرگز انکار نہیں کر سکتے۔ خواہ جنگ کا دن ہو۔ خواہ صلح کا۔
واجب فی ولایتہ علیکم رسول اللہ یوم غدیر خم
غیر خم کے روز رسول اللہ نے میری ولایت تم پر واجب کر دی تھی۔

وادمی بی کامتہ لحکمى ! قہل فیکم قدم کقدمی
آنحضرت نے میرا حکم ماننے کی اپنی امت میں رصیت کی تھی۔ کیا تم میں سے کسی شخص کا قدم
میرے قدم کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے پر تھا؟

فویل ثم ویل ثم ویل لبحاحد طاعتی من غیر جبرى
پس ہلاکت پھر ہلاکت پھر ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو میرے کسی تصور کے بغیر میری
اطاعت کا انکار کرے۔

جب معاویہ نے خط کو پڑھا تو کہا اے غلام اس کو پھاڑ ڈال۔ تاکہ ازل شام اس کو نہ پڑھیں۔
ورنہ وہ فرزند ابوطالب کی طرف ہو جائیں گے۔

مدینہ کے لوگ حضرت عمر کے پاس فخر کی باتیں بیان کر رہے تھے۔ اس موقع پر حضرت امیر علیہ
السلام نے مندرجہ ذیل اشعار امشاد فرمائے۔

اللہ اکبر منا بنصر نبیہ ۱۱ و بنا اقام دعائہ الاسلام
اللہ نے اپنے نصرت کی وجہ سے ہمیں مکرم کیا۔ اسلام کے ستون ہمارے ذریعے قائم کئے۔
و بنا اعن نبیہ و کتابہ واعزنا بالنصر والافتادام
ہمارے ذریعے اپنے نبی اور اپنی کتاب کو معزز کیا۔ نصرت اور سبقت کی وجہ سے ہمیں عزت دی
دیورنا جبریل فی ایساتنا ! بغض النض الاسلام والاحکام !
فرغض اسلام اور احکامات سے کہ جبریل ہمارے گروں میں حاضر ہوتے تھے۔

فمن الخیار من السریۃ کلہا ونظامہا وزمام کل زمام

ہم تمام کائنات سے منتخب کروہ افراد ہیں۔ کائنات کا تقارن ہر جہاں ہمارے ہاتھ میں ہے

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کی کیفیت

جب فاطمہ بنت اسد کا نکاح حضرت ابوطالب سے ہوا تو حضرت ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا۔

الحمد لله رب العالمين رب العرش العظيم والمقام الكريم والمشعر

العظيم الذي اصطفانا اعلاما وسدقة وعرفا وخلعا وحجة بهائيل

اطهار من الخنا والريب والاذى واليب واقام لنا المشاعر وفضلنا على

العشائر نخب الابرارهم وصفوته وذرع اسماعيل في كلام له

پھر کہا میں نے فاطمہ بنت اسد سے شادی کر لی۔ اور حق میرا وارث دیا۔ اور صیغہ عقد کو جاری کیا

میں سے جو چھوٹا بچہ گواہی دے گا۔ اس نے کہا میں نے فاطمہ کو تمہاری زوجیت میں دے دیا۔ اور ہم اس بات

کا عہد کر لیں۔ پھر لوگوں کو کھانا کھلایا گیا۔

شیخ السد قاضی ابو عمرو عثمان بن احمد نے ایک طویل خبر میں بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت اسد نے

مولدہ صوم کو ایک خراب کھلتے ہوئے دیکھا جس کی خوشبو ہر خوشبودار چیز مشک اور عنبر سے زیادہ

تھی۔ وہ خراب اشماغ بکھوڑا کرتا تھا۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا مجھے بھی اس میں سے عنایت فرمائیے تاکہ

میں بھی اس کو کھاؤں۔ نبی عیدہ السلام نے فرمایا اس وقت تک میرے لئے اس کا کھانا جائز نہیں ہے

جب تک تم میرے ساتھ اس بات کی گواہی نہ دے دو کہ لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ کے

ساتھ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے ان دونوں باتوں کی گواہی

دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خراب دیا۔ آپ نے کھایا اور خواہش اور بڑھ گئی۔ ابوطالب کی خاطر ایک

عہد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات کا عہد دو کہ ان کو شہادتین ادا کرنے کے بعد دو گے۔ آپ

نے اس بات کا عہد کیا۔ رات کے وقت حضرت ابوطالب نے ایک ایسی خوشبو منگوائی تھی جس

کا نام کسی ایسی خوشبو نہیں منگوائی تھی۔ آپ نے واقعہ کا اظہار کر دیا۔ حضرت ابوطالب نے وہ خراب

طلب کیا۔ آپ نے کہا جب تک کلمہ شہادتین نہیں پڑھو گے اس وقت تک نہیں دوں گی۔ آپ نے کلمہ شہادتین پڑھا۔ لیکن جناب فاطمہ سے فرمایا کہ اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔ تاکہ قریش مجھے طعنہ نہ دیں۔ جناب فاطمہ نے اس بات کا وعدہ کیا۔ آپ نے وہ فرما حضرت ابوطالب کو دے دیا۔ حضرت ابوطالب نے اسی رات اپنی زوجہ فاطمہ بنت اسد سے مفارقت کی۔ حضرت فاطمہ حاملہ ہو گئیں۔ اور آپ کا جن زیادہ ہو گیا۔ علیؑ اس سے ماں کے شکم میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ یہ گفتگو کعبہ میں ہوتی تھی ایک دفعہ علیؑ نے جعفر سے گفتگو کی۔ تو جعفر پر غشی طاری ہو گئی۔ جب فاطمہ بنت اسد کعبہ کے اندر داخل ہوئی۔ تو تمام بت منہ کھل کر پڑے آپ نے شکم پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔ اے نوچشم! ابھی تو آپ ماں کے شکم میں ہیں۔ اور بت تمہیں سجدہ کرتے ہیں۔ جب تم شکم مادے دنیا میں تشریف لاؤ گے۔ اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی۔ میں نے اس بات کا ذکر ابوطالب سے کیا۔ فرمایا۔ یہ وہ بات ہے جس کا مجھے اسد نے طائفہ کی راہ میں ذکر کیا تھا۔

عمر بن خطابؓ اور جابر انصاریؓ کا بیان ہے کہ ایک راہب رہا کرتا تھا جس کا نام عسرم بن حبیب تھا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک سو نوے سال کی تھی۔ اور اس دوران میں اللہ تعالیٰ نے اسے حاجب طلب نہیں کی تھی صرف اس نے یہ استدعا کی تھی کہ مجھے اپنا ولی دکھا دے۔ اللہ نے ابوطالبؓ علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجا۔ راہب نے آپؐ کا گروہ قید پوچھا۔ آپؐ نے آگاہ کیا۔ جب یہ سنا تو ایک کھمک آپؐ کے سر کو بوسہ دیا۔ اور کہا اللہ کا شکر ہے۔ اس نے مجھے اس وقت تک موت نہیں دی جب تک کہ مجھے اپنے ولی کی زیارت سے مشرف نہیں کیا۔ پھر فرمایا اے فلاں تجھے بشارت ہو۔ اللہ نے مجھے الہام کیا ہے کہ تم سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو اللہ کا ولی ہوگا۔ جس کا نام علیؑ ہوگا۔ جب آپؐ اس کا زمانہ پہنچا تو میرا ان کو سلام کہنا۔ ابوطالبؓ نے کہا تمہاری قسمت کی کیا دلیل ہے؟ کہا آپؐ کیا دلیل چاہتے ہیں؟ کہ اس وقت جنت کا کھانا آجائے۔ حاجب نے دعا کی۔ ابھی آپؐ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ جنت کے سیب انکو اور انار سے بھرا ہوا اٹھل اگیا۔ ابوطالبؓ نے ایک دانہ کھایا۔ جو پانی کی سعادت میں تہذیب ہوا۔ جس سے جناب فاطمہ بنت اسد حاملہ ہوئیں۔ اور علیؑ میں علیؑ ہیں۔ زمین کا نپ اٹھی۔ کئی دن تک ان کے لڑنے سے دو چار رہے۔ لڑنے کو دیکھ کر قریش نے بتوں کو کہہ ابوتیس کی چوٹی پر رکھ دیا۔ وہ پتھروں سے ٹکرانے لگے۔ اور لڑکھڑانے لگے۔ قریش کے (بھوٹے) مہجو واپس میں چوٹیں کھا کر زمین پر منہ کھیل کر پڑے۔

حضرت ابو ط لب پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے پکارتے

”اے لوگو! اللہ تعالیٰ اس ذات کوئی حادثہ لایا ہے اور کوئی نئی مخلوق پیدا کی ہے۔ اگر تم نے اس کی اطاعت نہ کی اور اس کی ولایت کا اقرار نہ کیا اور اس کی امامت کی گواہی نہ دی۔ تو تم جس مصیبت میں گرفتار ہو۔ وہ تم سے دور نہ ہوگی۔ تم اس کی ذات کا اقرار کرو“

پھر آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا۔

”اے میرے معبود! اے میرے آقا! میں تجھے محمدیہ۔ محمودیہ۔ علویہ۔ عالیہ اور فاطمیہ بیضا کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں۔ کہ تو مکہ والوں پر مہربانی اور رحمت کو نازل فرما“

جہلیت کے زمانے میں شدید بد کے وقت عرب والے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے اور الفاظ کی حقیقت کا انہیں علم نہیں تھا۔ کہ یہ کون ذات مقدسہ ہیں۔

جب حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا۔ تو جناب فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے پاس تشریف لائیں۔ اور ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

”اے معبود! میں تجھ پر ایمان لائی ہوں۔ اور تیری طرف سے جو کچھ رسول لائے۔ ان پر ایمان لائی ہوں اور اس مقدس کتب پر ایمان لائی ہوں۔ جو میرے والد کے کلام کے ساتھ مصدق ہیں۔ اور اس حق کا واسطہ دیتی ہوں جس نے اس گھر کو بنایا۔ اور اس بچے کا واسطہ دیتی ہوں جو میرے شکم میں موجود ہے میرے امز وابت کو اسان کر دے“

آپ کا یہ کہنا تھا۔ کہ خانہ کعبہ کا دروازہ کھل گیا۔ آپ اس کے اندر تشریف لے گئیں۔ تو کیا دیکھتی ہیں کہ جیت اللہ شریف کے اندر حویریں۔ جناب مریم۔ جناب آسیہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ وغیرہ موجود ہیں مائہوں نے زچگی کے فرائض اس طرح انجام دیئے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کے وقت پاتہ تکمیل کو پہنچا کے تھے۔

جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے تو خدا کے آگے مجید میں گر پڑے۔ اور یہ الفاظ زبان اقدس پر جاری فرمائے

اشھدان لا اله الا الله واشھدان ان محمداً رسول الله میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں واشھدان ان علیاً وصی محمد رسول الله میں گواہی دیتا ہوں کہ علی محمد رسول اللہ کے وصی ہیں۔

بسمحمدی نعشتہ اللہ النبوة ولی قسمہ الوکایہ محمد کے ذریعہ اللہ نے نبوت کو ختم کیا ہے
 اور میرے ساتھ ولایت کی تکمیل ہوگی۔ وانا امیر المؤمنین اور میں امیر المؤمنین ہوں قسم علی الفساد وصال
 عن المعالین وانشئت اسماء بنیائہ آپ نے بن عورتوں پر سلام کیا جو بیت اللہ میں موجود تھیں سنا اور ان
 کی مزاج پر کسی کی آپ کے نور کی روشنی کی وجہ سے آسمان روشن ہو گیا۔

حضرت ابوطالب یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اسے لوگوں تمہیں بشارت ہو۔ اللہ کے ولی دنیا میں
 تشریف لائے ہیں۔ اللہ ان کے ذریعہ اوصیا کا خاتمہ کرے گا۔ آپ رب العالمین کے نبی کے وصی ہیں؟
 پھر ابوطالب نے حضرت علی علیہ السلام کو اٹھالیا۔ حضرت علی نے آپ پر سلام کیا۔ ابوطالب نے عورتوں
 بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ حضرت علی علیہ السلام نے ان کی کیفیت سے آپ کو آگاہ کیا۔ پھر
 کہ آپ مشرم کے پاس تشریف لے جائیں۔ جو حالات امیری ولادت کے بارے میں ملاحظہ کئے ہیں۔ ان
 سے ان کو آگاہ کریں۔ وہ پہاڑ اکام میں غار کے اندر موجود ہیں۔ جب حضرت ابوطالب غار کے اندر تشریف
 لے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ انتقال کر چکے ہیں۔ اور کفن میں مدفون ہیں آپ نے غار میں دو پھیلیوں کو دیکھا
 انہوں نے آپ کو مبارک یا ربی ابوطالب غار کے اندر چلے گئے اور جا کر کہا۔ سلام علیک یا ولی اللہ
 اے اللہ کے ولی تم پر سلام ہو۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ کی رحمت اور برکتیں تم پر نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے
 مشرم کو زندہ کر دیا۔ وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ ادا کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و
 اشہد ان محمداً عبده ورسوله میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے
 اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ فان علیاً ولی اللہ اور علی اللہ کے ولی ہیں
 والامام بعدہ ہی اللہ اللہ کے نبی کے بعد امام ہیں۔ ابوطالب نے کہا تمہیں بشارت ہو۔ حضرت
 دنیا میں تشریف لے آئے ہیں۔ مشرم نے پوچھا کہ علی کی ولادت ہو چکی ہے آپ نے پوزے سے واقعہ سے
 کو آگاہ کیا۔ حالات سن کر مشرم رعب ڈرا۔ پھر سجدہ شکر ادا کیا۔ انگوٹائی لے کر کہا۔ مجھے میرے لباس سے
 دو آپ نے اس کو لبادہ اوڑھا دیا۔ وہ پہلے کی طرح مردہ ہو گیا۔ حضرت ابوطالب نے وہاں تین روز قیام
 کیا۔ دوزں پھیلیوں نے باہر نکل کر کہا۔ اے ابوطالب تم پر سلام ہو۔ اللہ کے ولی کے پاس پہلے جانے والے
 تم غیر کی نسبت اس کی گہبائی اور حفاظت کے زیادہ حق دار ہو۔ ابوطالب نے پوچھا تم دونوں کو
 کہا ہم علی کا عمل ہیں۔ جو قیام قیامت تک اس سے تکلیف کو دور کرتی رہیں گی۔ ہم میں سے ایک

سائقہ تھے دوسری کا نام قائدہ تھیں۔ جو حجت کی طرف لے جانے والیاں ہیں۔ اس کے بعد حضرت
ہو طالب واپس تشریف لے آئے۔

ایک روایت میں شعبہ قنادہ سے وہ انس سے وہ عباس بن عبد المطلب سے روایت کرتے ہیں۔
دوسری روایت میں حسن بن محبوب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور حدیث مختصر ہے
کہ بیت اللہ کا دروازہ پشت کی جانب سے نمودار ہوا تھا۔ اور جناب فاطمہ اندر تشریف لے گئیں۔ پھر
شکاف نمودار ہوا۔ اور آپ پرست ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ آپ کعبہ میں تین دن قیام فرما رہے ہیں۔ اور
جنت کے پھل کھاتی رہیں۔ جب کعبہ سے باہر تشریف لائیں۔ تو علی علیہ السلام نے زمین دن کی عمر میں کہا
اے باپ آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ پھر آپ نے کہنا کہ اے بسم اللہ الرحمن
الرحیم۔ قد اخرج المؤمنون۔ بے شک مومن غلام یافتہ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک تیری وجہ
سے مومن کامیاب ہو گئے۔ خدا کی قسم آپ مومنین کے امیر ہیں۔ تم ان سے اپنے علم کے ذریعے جس راہ میں
وہ شک کرتے ہوں گے۔ جگڑا کر دو گے۔ خدا کی قسم آپ ان کے راہنما ہیں۔ خدا کی قسم۔ وہ آپ کی وجہ سے
ہدایت پائیں گے۔ رسول اللہ نے اپنی زبان اقدس علی کے منہ میں دے دی جس سے باہر چشمے پھوٹ نکلے
اس دن کا نام یوم ترویہ رکھا گیا۔

صبح کے وقت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ سلام کیا۔ اور آپ کو دیکھ کر ہنس پڑے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارے کر کے شروع کئے۔ (گو دین جانے کے لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو گود میں
لے لیا۔ فاطمہ نے کہا ہر چنانچہ یہ ہے سوزہ۔ اس لئے اس دن کا نام سوزہ پڑا۔ تیسرے دن جو دہشت و آجھ کا دن تھا۔
حضرت ہو طالب نے رگوں میں جامع منادی کرا دی اور کہا میرے بیٹے علی کی پیدائش کی خوشی میں ولیمہ کی دعوت
میں شامل ہو جاؤ۔ آپ نے تین سواونٹ اور ایک ہزار گائے اور بکریاں ذبح کیں۔ اور اس سے دعوت ولیمہ
کر دیا۔ اور کہا دعوت ولیمہ اس وقت کھانا جب بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کر لو گے۔ انہوں نے
سات مرتبہ طواف کیا۔ اور کہا بیت اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ اور میرے بیٹے علی پر سلام کرو۔ لوگوں نے
سنا۔ اس روز سے یہ سنت جاری ہو گئی جناب فاطمہ نے حضرت علی علیہ السلام کو رسول اللہ کے
ساتھ رکھ دیا۔

حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کے منہ میں اپنی زبان دے دی۔ دینیں کان میں اذان اور بایش کان میں اقامت

کہی۔ کلمہ شہادتین کی یاد دہانی کرائی گئی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس نام پر پیدا ہوئے۔
 ابو علی ہمام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت علی علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔
 تو جناب ابوطالب نے جناب فاطمہ کے ہاتھ کو پکڑا۔ اور علی جناب ابوطالب کے سینے پر تھے۔ اور
 آپ نے اس طرح کی طرف تشریف لے جا کر یہ منادی کی۔

یارب ذا الفتق السدحی والفتی المتبلیح المفضی
 اسے شہید تاجیکی اور روشن چاند کے معبود

بین لسان حلیق المفضی ما ذاتری فی اسم ذالصبی
 اپنے مقدس فیصلے سے ہمیں آگاہ کیجئے کہ آپ نے اس بچے کا نام کیا تجویز کیا ہے۔
 راوی کا کہنا ہے کہ کوئی چیز باول کی طرح زمین پر چلتی ہوئی آئی اس نے ابوطالب کے سینے پر چمچ
 کر علی کے اپنے سینے کے ساتھ دبایا۔ جب صبح کا وقت ہوا۔ تو وہ ایک سبز رنگ کی تختی تھی جس پر
 یہ دو اشعار مرقوم تھے۔

عصمتا بالولد الزکی والطاهر المنتجب الرضی
 تم دونوں کو ایک ولد زکی، پاک، برگزیدہ اور اللہ کے منظور نظر کے بارے میں مخصوص کیا گیا
 ہے۔

فاسم من غامض علی ! علی اثنی من العلی
 اس کا نام علی ہے جو علی سے مشق ہے
 اس تختی کو غامض کعبہ میں لٹکا دیا گیا تھا۔ اور یہ برابر وہاں معلق رہی۔ آخر کار ہشام بن عبدالمک
 نے اس کو تار بیا تھا۔

اہل بیت کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ تختی کعبہ کے دیواروں میں موجود تھی۔ ولد طاہر نسل
 طاہر سے مقام طاہر میں پیدا ہوا۔ یہ کرامت غیر کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟
 دنیا کا اثر تیری فکر مقام حرم ہے۔ اور حرم کا اثر ہے حصہ مسجد ہے۔ مسجد کا زیادہ شرف
 والا حصہ بیت اللہ ہے۔ اس جگہ پر آپ کے سوا کوئی نہ پیدا نہیں ہوا۔ جو اس جگہ پیدا ہو گا۔
 شایعہ درجہ فضیلت والا ہو گا۔ پھر مزید خصوصیت یہ ہے کہ حضرت جمعہ کے روز پیدا ہوئے۔

جو تمام دونوں کا سردار ہے۔ اور شہر حرام میں پیدا ہوئے۔ اور جلئے ولادت بیت حرام تھی۔ امیر المومنین کے سرایہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی طہارت اور زہرہ

یہ بات بالجماع ثابت ہے کہ آیت انما یرید اللہ لیبذہب عنکم الریس لعل بیتہ ویطہرکم تطہیراً حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کتاب زدوکسن میں علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ بنی منعم نے فرمایا۔

”ہم لوگ اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ظاہری اور باطنی فواحش کو دور رکھا ہے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یارگاہ خداوندی میں یہ دعا کی تھی۔ واجبنی دینی ان لعبدا الاصنام یألفنہ واسے مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجہ سے بچائے رکھنا۔ یہ دعا مجھ پر اور علی پر ختم ہوئی۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”میں دعوت ابراہیمؑ اہل بیت کے لئے آئیں۔ ان سے مراد اولاد و طاہرین کو کیا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان دلائل سے کڑا ہے کہ میں اصحاب ظاہری سے اہام طہارت کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ مجھے جاہلیت کی صفاح و زخام نے چھوایا تھا۔ جاہلیت کے زمانے کے لوگ نہ کیا کرتے تھے۔ ان کے صحابہ نہیں ہیں۔ جماعت کے زمانے کی باتیں میری مشہور ہیں اور اہل معرفت ان سے آگاہ ہیں۔

ولید بن ہادون جریر بن عثمان سے وہ عوف بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں نے نذرمانی ہے کہ ایک ایسے غلام کو آنا دو کروں۔ جو طہارت اسمیل کی اولاد میں سے ہو۔ حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم مجھے تو حسن اور حسین اور عبدالمطلب سے کوئی ایسا شخص دکھائی نہیں دیتا۔ ان کا تعلق شجرہ حبشی سے ہے۔ اور بنی منعم کو میں نے فراتے ہوئے سنا ہے کہ یہ لوگ میرے باپ کی اولاد ہیں۔

اہل بیت نے حلو و قاطع اور بل و ساطع سے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ حضرت علی معصوم تھے۔

اور لوگوں نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ آپ نے ایک لمحہ بھی شرک نہیں کیا۔ اور آپ نے پچھن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔

تاریخ غلیب میں جاہل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اشخاص نے وحی کی ایک حد بھی تکفیر نہیں کی۔ (۱) مومن آل حسین (۲) علی بن ابی طالب (۳) آسیہ (۴) (زین فرعون) تفسیر و کتب میں ہمیں سفیان بن مرہ ہمدانی نے عبد بنیر سے حدیث بیان کی ہے کہ یس نے علی بن ابی طالب سے آیت یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاۃ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم اس آیت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے سوا اور کسی شخص نے عمل نہیں کیا۔ ہم لوگ وہ ہیں جو اللہ کو یاد رکھتے ہیں۔ اور اسے کبھی نہیں بھولتے۔ ہم اس کا شکر ہی ادا کرتے رہتے ہیں اس کی نعمتوں کا کبھی کفران نہیں کیا۔ ہم اس کی فرمانبرداری کرتے رہتے ہیں۔ اس کی معصیت کبھی نہیں کی جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں اس آیت پر عمل کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

فاتقوا اللہ ما استطعتم جس قدر طاقت ہو۔ اسی قدر اللہ سے ڈرتے رہو۔

وکیع نے کہا ما استطعتم کا مطلب ہے ما اطعتم پھر فرمایا: واطعوا ما تؤمرون واطیعوا یحییٰ اللہ۔ اس کے رسول اور اہل بیت رسول کی اطاعت کرو۔ اور جو کچھ تمہیں حکم دیں۔ اس کو بجا لاؤ۔

اہل سنت جب حضرت علیؑ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے جنوں کی کبھی بھی پرہیز نہیں کی۔

روایت ہے کہ ایک شادی شدہ آدمی نے بار بار زنا کیا۔ اور اس بات کا اعتراف نہیں کرتا تھا۔ پوچھی دفعہ اس نے زنا کا اقرار کیا۔ اور حضرت نے اس کے تیبہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر قید سے باہر نکالا۔ اور اس کے لئے ایک گھڑا کھدوایا۔ اس کو اس میں ڈال دیا۔ فرمایا: اسے لوگو! یہ حقوق اللہ ہیں ان کی مناصرت وہ شخص دے سکتا ہے جس نے ایسا نہ کیا ہو۔ تمام لوگ یہ سن کر چلے گئے۔ حضرت علیؑ اور آپؐ کے دونوں فرزند حسنین باقی رہ گئے آپ نے اس کو رہا کر دیا۔ پھر اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

کتاب تہذیب میں منقول ہے کہ حضرت علیؑ ان اشخاص میں سے تھے جن کے تعلق اللہ تعالیٰ سے

نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو بیان کیا ہے واجبني ونبی ان نعبدا الا صنبا
اور دوسرے موقع پر غیل کی دعا کو یوں نقل کیا ہے ومن ذریئتنا لمة مسلمة تک میری اولاد
میں سے ایک گروہ کو اپنی ذات کے لئے مسلمان بناتے رہنا۔ بتوں کی پر جا کرنے والا ظالم ہوتا ہے۔ آیت لایزال
عہدی الظالمین کے مصداق ظالم خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت علی علیہ السلام نے کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی آپ نے بتوں کے نام پر کبھی قربانی کی ہے ان کے علاوہ
کسی بُرائی میں مبتلا نہیں ہوئے جب قریش طرح طرح کے فحاشی میں ملوث تھے۔
مقتضیٰ قطن میں عمرو بن حمران سجد سے وہ قنارہ سے وہ حن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ابی
قحس کے گھر میں مندرجہ ذیل حضرات جمع ہوئے۔

ابو اسحاق بن مطلق (۲۱) ابو طلحہ (۳۱) ابو عبیدہ (۴۱) معاویہ بن جبل (۵۱) اسہل بن یسفا۔ اور (۶۱) ابو وجاہہ۔
ان حضرات نے کچھ کھایا پیا۔ اور ان کے سامنے شراب لائی گئی۔ حضرت علی اکبرؓ گھر سے ہو گئے عثمان نے
کچھ منہ کی وجہ سے حضرت علیؓ نے فرمایا۔ نوافذ عالم نے شراب پر لعنت کی ہے۔ خدا کی قسم میں اس
کا شہر بربط گا جس سے میری عقل جاتی رہے۔ اور جو شخص مجھے دیکھے وہ منس پڑے۔ میں ایسی چیز کا خوگر
ہوں جو ناپا تھا جس کو میں سرے سے چاہتا ہی نہیں ہوں۔ حضرت ان کے ہاں سے اٹھ کر مسجد میں تشریف
لے کر جو رکعتیں آجین یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والییسر رجس
موسم الشیطان حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ! قسم ہے خدا کی یہ شراب کتنی بُری چیز
ہے میں نے ہمیں اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

یہاں بھی بصری کا بیان ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے آپ نے نہ ہی
کبھی شرب کیا ہے نہ ہی حرمت کے بعد ایک لمحہ کبھی شراب نہیں پی۔

ابو سعید الخدریؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ یہ شراب کتنی بُری چیز
ہے میں نے ہمیں اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اور آپ ہی کی شان میں یہ آیت قد افلح

مومنون الخ نازل ہوئی ہے۔
ابو سعید الخدریؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ یہ شراب کتنی بُری چیز
ہے میں نے ہمیں اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اور آپ ہی کی شان میں یہ آیت قد افلح

نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو بیان کیا ہے واجبونی ونبی ان نعبدا الا صنام
اور دوسرے موقع پر خلیل کی دعا کو یوں نقل کیا ہے ومن ذریعتنا لحدہ مسلمۃ تک میری اولاد
میں سے ایک گروہ کو اپنی ذات کے لئے مسلمان بناتے رہنا۔ بتوں کی پوجا کرنے والا ظالم ہوتا ہے۔ آیت لایضل
مہدی الظالمین کے مصداق ظالم خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت علی علیہ السلام نے کبھی شراب نہیں پی لود نہ ہی آپ نے بتوں کے نام پر کبھی قربانی کی ہے ان کے علاوہ
کہ کسی بُرائی میں مبتلا نہیں ہوئے جب قریش طرح طرح کے فحاشی میں ملوث تھے۔

مذاہیر قطلان میں مروی حمران سبید سے وہ قنارہ سے وہ حن بھری سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ابی
قحس کے گھر میں مندرجہ ذیل حضرات جمع ہوئے۔

۱۔ ابو ابراہیم بن مطعون (۲۱) ابو طلحہ (۳۱) ابو عبیدہ (۴۱) معاذ بن جبل (۵۱) سہل بن بیضا۔ اور (۶۱) ابو دھانہ۔
۲۔ انہی حضرات نے کچھ کھایا پیا۔ اور ان کے سامنے شراب لائی گئی۔ حضرت علی اکبرؑ گھڑے ہو گئے عثمان نے
کھڑے ہونے کی وجہ سے حضرت علیؑ نے فرمایا۔ غداوند عالم نے شراب پر لعنت کی ہے۔ خدا کی قسم میں اس
کا نہیں پیرنگ گا جس سے میری عقل جاتی رہے۔ اور جو شخص مجھے دیکھے وہ ہنس پڑے۔ میں ایسی چیز کا خوگر
نہیں ہونا چاہتا۔ جس کو میں سرے سے چاہتا ہی نہیں ہوں۔ حضرت ان کے ہاں سے اٹھ کر مسجد میں تشریف
لے گئے۔ جب جبریلؑ آئیں یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر رجس
من عمل الشیطان حضرت علیؑ علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ! قسم ہے خدا کی یہ شراب کتنی بُری چیز
ہے۔ میں نے پیمیں میں اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

۳۔ ہمیں بھری کامیابی ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے آپ نے نہ ہی
شراب پی ہے نہ ہی حوریت کے بعد ایک لمحہ کبھی شراب نہیں پی۔

۴۔ پیغمبر مومنین حضرت علیؑ علیہ السلام نے کبھی بدکاری نہیں کی۔ اور آپ ہی کی شان میں یہ آیت قد افلح
مومنوت انما نازل ہوئی ہے۔

۵۔ جوئی میں تین طریقوں سے عمار بن یاسر سے مروی ہے۔ اور ایک جماعت نے طرق کثیرہ سے
اسی سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریلؑ ایمن نے مجھے
اے محمد! اکرام کا تہن نے علیؑ کے بارے میں فرشتوں سے پوچھا ہے کہ جب سے وہ علیؑ کے

ساتھ رہے۔ انہوں نے علی کی ایک غلطی بھی تحریر نہیں کی۔ بعد میں نے کہا:

وان جبریل الامین قال لی عن ملکینہ الکاتبین منادنا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے فرمایا کہ جبریل امین نے مجھے کہا کہ کراؤ کاتبین کا بیلن ہے کہ جب سے وہ علی کے
ساتھ ہوئے ہیں۔

انہما ما یکتہما قدا علی !! الطہر علی زلتہ ولا خبا

انہوں نے پاکیزہ علی کی کوئی غلطی اور بڑائی تحریر نہیں کی۔

حضرت ابوطالب اور جناب فاطمہ بنت اسد نے حضرت رسول خدا کی پرورش کی۔ اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب خدیجہ نے علی عبیدہ السلام کی پرورش کی۔ صلوات اللہ علیہم

میں نے بطور مذاکرہ کہے، بات سنی ہے کہ حضرت علی عبیدہ السلام تھے تین دن تک آنکھیں نہیں

کھولیں تھیں جب بنی صلم تشریف لائے تو آپ نے آنکھیں کھل دیں۔ اور بنی صلم کی طرف نگاہ کی۔ رسول

پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے مجھے اپنی پہلی نگاہ کے ساتھ مخصوص کیا۔ اور میں نے مجھے اپنے

علم کے ساتھ مخصوص کیا۔

مذہب ذیل کتب میں مجاہد سے روایت ہے

۱۱، تاریخ طبری (۲) بلاذری (۳) تفسیر ثعلبی (۴) واحدی (۵) شریف البیہقی (۶) لہریمین خوارزمی (۷)

محمود البیہقی (۸) مغازی محمد بن اسحاق (۹) معرفۃ البریوسف نسوی۔

حضرت علی خدا کی ایک نعمت ہیں۔ ایک دفعہ قریش سخت تحفظ میں تھے، میرے حضرت ابوطالب

ایصال تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ اور جناب عباس سے کہا کہ جناب ابوطالب

کثیر العیال ہیں۔ آپ حضرات کو اس بات کا علم ہے کہ اس زمانے میں دوگ تحط سالی سے دو چار ہیں۔

ساتھ چلو ذرا جناب ابوطالب کے خیالی بوجھ کو ہلکا کر دیں یہ حضرات جناب ابوطالب کے پاس تشریف

لے یہ روایت غالباً بنو امیہ کے حدیث ساز کا غلط فہمی وضع کی گئی ہے۔ اور حضرت علی عبیدہ السلام کے والد کو اس

مختص قرار دیا گیا ہے حالانکہ حضرت ابوطالب متوسط قسم کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور تجارت کیا کرتے

ایک تاجر آدمی اس قدر غریب نہیں ہو سکتا کہ اپنی اولاد کا بیٹہ شرم کر دے ۱۲ مترجم

گئے۔ سارے کہا اپنے لوگوں کو ہم میں تقسیم فرما دیجئے۔ حضرت ابوطالب نے فرمایا۔ صرف عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو۔ باقی آپ کی جو مرضی ہو کر دو۔ آپ کے پاس صرف عقیل آپ کی وفات تک اکیلے رہ گئے۔ یہ جنگ بدر میں گرفتار ہوئے۔ حضرت جعفر کو جناب حمزہؓ نے لے لیا۔ آپ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں حضرت حمزہؓ کی قہادت تک جناب حمزہؓ کے پاس رہے۔ عباس نے طالع کو لے لیا۔ یہ جنگ بدر تک آپ کے ساتھ رہے۔ پھر آپ مفقود و انجیر ایسے ہوئے۔ کہ آپ کے متعلق کوئی پتہ نہ چل سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے ذمے لے لیا۔ حضرت علیؓ کی عمر اس وقت چھ سال تھی۔ حضرت علیؓ کی پرورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب خدیجہؓ نے کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب خدیجہؓ نے علیؓ کی پرورش ابوطالب اور خاتمہ بنت اسد کی پرورش سے کہیں زیادہ اچھے طریقے سے کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال تک حضرت علیؓ آپ کے ساتھ رہے اور آپ کے انتقال کے بعد علیؓ علیہ السلام اکیلے رہ گئے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے علیؓ کا انتخاب حکم خدا کیلئے ہے۔ اخبار ابو رافعؓ کو ابوالقاسم نے تین طریقوں سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجہؓ سے شادی کی تو اپنے چچا ابوطالب سے کہا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنا فرزند عنایت فرما دیجئے۔ تاکہ وہ میرے کام کاج میں میرا ہاتھ بٹائیے اور میرا مددگار و شہادت ہو۔ اس بات پر میں جناب کا شکریہ ادا کروں گا۔ جناب ابوطالب نے کہا آپ جس ایکے کو لینا چاہتے ہیں لے لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے ذمے لے لیا۔

نبی البلاء غم میں حضرت امیر علیہ السلام کا ایک خطبہ تحریر ہے جس میں فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت قریبہ اور منزلت مخصوصہ حاصل تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی گود میں پرورش کیا۔ اپنے سینے پر لٹایا۔ اپنے بستر پر سلا یا۔ اپنے جسم سے مجھے مس کیا۔ اپنا پسینہ مجھے سونگھایا۔ پہلے طعام کو اپنے منہ میں چباتے تھے۔ پھر مجھے کھاتے تھے۔ آپ نے نہ قول اور نہ ہی فعل میں مجھے بھونچا یا یا جب میں نے اپنی ماں کا دودھ چھوڑا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنی امداد کی خاطر اپنے پاس لے لیا تھا۔ تاکہ کاد اسلام میں آپ کے انہوں ہو سکیں۔ اور عزت کی وجہ سے اب نہیں تھا۔ ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگا دیا تھا۔ (گویا کہ) میں فرشتوں میں سے ایک (مخصوص حمیدہ کے لحاظ سے) بڑا فرشتہ تھا۔ دن رات حضرت کے نیک راستے اور محاسن اخلاق کی تعلیم پائی تھی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح پیروی کرتا تھا جس طرح آدمی کا پرہیزگار اپنے مال کے پیچھے پیچھے چلتا ہے آپ کے اخلاق نے مجھے ہر روز ایک علم حاصل ہوتا تھا۔ اور اس کی پیروی کا مجھے علم دیتے تھے۔

حضرت نے خطبہ قاصد میں فرمایا جس گھر میں اسلام آیا۔ اس میں رسول اللہ اور جناب خدیجہ تھیں ان کے ساتھ قیسہ آدمی میں تھا۔ یس وحی اور رسالت کے نور کو دیکھتا تھا۔ اور روح نبوت کو سونگتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی میں اس وقت شیطان کے کراہنے کی آواز کو سنتا تھا۔ میری نگین چشم نبوت سے سیراب ہوئی میں نے رسالت کے پستان سے دودھ پیا ہے۔ نبوت کا درخت امامت کی شاخوں پر سایہ لگن رہا ہے جس کی پرورش اس گھر میں ہوئی۔ جو وحی کا گھر تھا۔ میری پرورش اس گھر نے کی جو وحی کا منزل کا گھر تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات سے لے کر آپ کی وفات تک آپ سے جدا نہیں ہوا۔ اور لوگوں کا ہمارے ساتھ قیاس نہ کر دے۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی دامادی

اس آیت کے بارے میں مندرجہ ذیل حضرات روایت کرتے ہیں وہو الذی خلق من الماء بشراً وجعلہ نسباً وصہراً اللہ وہ ذات ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس کو نسب اور داماد بنایا۔ (۱) عجمکس (۲) ابن مسعود (۳) جابر (۴) براء (۵) انس (۶) ام سلمہ (۷) سدی (۸) ابن سیرین (۹) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حسین علیہ السلام ہیں۔ دکان دہشت قدیر اسے مراد قائم آل محمد علیہ السلام ہیں جو آخری زمانے میں پیدا ہوئے گئے۔ علی علیہ السلام کے سوا صحابہ میں کسی شخص کے لئے نسب اور سبب جمع نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اور سبب کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کے مستحق ہوئے۔ ایک روایت میں ہے آیت میں بشر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فاطمہ زہرا اور صہر سے علی علیہ السلام ہیں۔

تفسیر شعبی میں ابن سیرین سے روایت ہے کہ یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ زہراؓ کے شوہر ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم بھی ہیں۔ اور آپ کی بیٹی کے شوہر
بھی اپنا علی نسب بھی ہوئے اور داماد بھی۔

کعب بن زہیر نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد تمام لوگوں سے افضل ہے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف وحی کی کہ فاطمہ سے
رکھ دو۔ وہ علی کی نافرمانی نہ کریں۔ ورنہ اگر علی ناراض ہوئے۔ تو میں اس کی ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہو جاؤں گا
فاطمہ زہراؓ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید دی حکم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ علی بن ابی طالب کو پیدا نہ
کرتو فاطمہ کا ہمسر کوئی شخص نہیں ہو سکتا تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے علی! اگر آپ نہ ہوتے تو روئے زمین پر فاطمہ
لاکھتی ہمسرہ نہ ہوتا۔

منفصل ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو پیدا نہ کرتا۔ تو روئے زمین
پر فاطمہ کا کوئی ہمسرہ نہ ہوتا۔ خواہ آدم ہوتے یا کوئی اور۔

اہل سنت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی لڑکیوں سے شادی کی اور حضرت
عثمان کے عقد میں اپنی دو لڑکیاں دیں۔ کسی کے ہاں شادی کرنا اس شخص کی فضیلت پر دلالت نہیں کرتا۔ شادی کرنا
تو اس شخص کے ہاں جائز ہے جو کلمہ شہادتیں کی گواہی دیتا ہو۔ اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شادی ایک
اہل عجمت کے ہاں بھی کی ہے۔ رہا حضرت عثمان کے ہاں رسول اللہ کی شادی کا سلسلہ تو یہ بات حقیقت
کے خلاف ہے۔ اور کثیر تعداد خود اہل سنت نے اس بات کا انکار کیا ہے۔ مگر بالفرض محال مان بھی لیا جائے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں لڑکیوں کی شادی حضرت عثمان سے پہلے دو کاندوں سے کر دی تھی۔ حضرت فاطمہ
کو قیاس کسی کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ سیدہ ولیدہ اسلام ہیں۔ اہل عجم میں شامل ہیں۔ میدان مبارک
میں پہلے پاک کے ساتھ تشریف لے گئیں تھیں۔ اور نہایت دشوار وقت میں رسول اللہ کے ساتھ ہجرت کی
جتنے سیدہ کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی۔ جبرائیل نے چادر کے تلے اہل بیت رسول کے ساتھ ہونے
میں فرمایا۔ ان حضرات کے صدق کی اللہ نے گواہی دی کہ وہ آئمہ جو قیامت تک پے درپے امام ہوں گے
ہیں ان میں ابی بن ابی حمزہ حسن امام حسین ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل ان ہی کے ذریعے چلی۔ آپ

مومن پر میرزا گار عورتوں کی سزا دیں۔ جلد تمام کائنات کی عورتوں کی سزا دیں۔ آپ کا شوہر اسی نسل سے ہیں۔ جس نسل سے آپ کا تعلق ہے آپ کا شوہر کوئی بیگانہ شخص نہیں ہے حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ نے اپنی اپنی لڑکی دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کے بارے میں دونوں حضرات کے پیغام نکاح کو رد کر کے حضرت علی سے خود فاطمہ کے عقد کے ذریعہ اپنا تعلق استوار کیا حضرت علیؓ اور جناب فاطمہؓ کا عقد کرنے والے خود باری تعالیٰ تھے یہاں قبول کرنے والے جبرائیل۔ خلیفہ نکاح پڑھنے والے۔ راعیل اور نکاح کی گواہی دینے والے عرش کو اٹھانے والے فرشتے تھے۔ بچھاؤ کرنے والے رضوان تھے بچھاؤ کرنے کا تھال و وقت طہرے تھا۔ بچھاؤ ہونے والی چیزیں موتی یا قوت اور مرجان تھیں۔ بیٹی کو سجانے والے خود رسول اللہ تھے اسماء صاحبہ عجلہ تھیں اس نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔

ابن شاکن مروزی کتاب فضائل فاطمہ علیہا السلام میں باسناد خود حسن بن واقد سے وہ ابو بکر سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور نیز بلذری باسناد خود بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت فاطمہ کی خواستگاری کا پیغام دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا منتظر رہ کر باہر ہوں۔ الخ

مندرجہ ذیل کتب میں آنے والی حدیث درج ہے :-

۱) مسند احمد بن حنبل اور فضائل (۲) سنن ابو داؤد (۳) ابانہ ابن ربیع (۴) تاریخ خلیفہ (۵) کتاب

ابن شاکن۔ حدیث کے الفاظ ابن شاکن کے ہیں۔ وہ باسناد خود خالد قدا۔ ابو ایوب۔ عکرمہ۔ ابو

نجم اور عبیدہ بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ یہ تمام حضرات ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب

رسول اللہ نے فاطمہ کی شادی علی سے کی۔ تو فرمایا فاطمہ کو کوئی چیز دے دو۔ عرض کیا میرے پاس تو کوئی چیز

موجود نہیں ہے رسول پاک نے فرمایا خطیمہ زرہ کہاں ہے۔

. . . ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا میرے پاس خطیمہ زرہ موجود ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مری ان کو دے دو۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اخوت

یعنی طریقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (۱۱) ابن عمرؓ ہونے کی حیثیت سے ۲۰ قلم بنت اسد نے رسول اللہ کی پرورش کی تھی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری ماں ہیں۔ ہر طالب کے نزدیک رسول اللہ عزیز ترین اولاد کی مانند تھے۔ آپ نے بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی بڑے ہوئے پر آپ کی حمایت کی۔ زبان۔ مال۔ تلوار اور اولاد اور ہجرت کے وقت آپ کی بیعت کی۔ باپ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ باپ ولادت اور باپ وفات، نیز چچا بھی والد ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی حکایت کرتے ہیں۔

۲۔ اہل اقبال ابو اہیم کا بیہ اندر جب ابراہیم نے اپنے باپ پر چپا آذر سے کہا۔ زجاج نے کہا نساہین نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قول کی حاکمیت کی ہے۔ ما بعد من بعد ی میرے بعد کس کی عبادت کر دے۔ تو انہوں نے جواب دیا اللہ والہ ابامٹ ابراہیم واسماعیل واسحاق آپ اور آپ کے باپوں ابراہیم واسماعیل اور اسحاق کے خدا کی عبادت کریں گے۔

رسول مکی مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا ہے۔ بیعت ذوالعشیرہ کے دن
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کسی شخص نے نہیں کی تھی اور جناب علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی تاکہ
پہلے وہ اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہوں رسول اللہ نے کئی مقامات پر علی کو اپنا بھائی کہا
چونکہ یہ ایک جگہ کے روز کہا تم میرے بھائی اور وصی ہو جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان
جہاد کا حکم کیا تو اس وقت آپ کو اپنا بھائی بنایا۔ اس واقعہ کی صحت کو شیعہ سنی دونوں مانتے ہیں اس
واقعہ کو ابن بطہ نے چھ طریقوں سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ مقام خیمہ پر موجود تھے۔ آنحضرت کے ساتھ سات
سایہ سب آدمی موجود تھے۔ جبرائیل حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے درمیان
جہاد قائم کیا ہے۔ مجھے اور میکائیل کو بھائی بھائی بنایا ہے۔ اسرافیل اور عزرائیل کو درویشوں کو بھائی بنایا

ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

خطیب خوارزمی نے اپنی کتاب میں باسناد و خود ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی نے رب سے پہلے ہر اخیل کو پھر جبریل کو اپنا بھائی بنایا۔ تاریخ بلاذری اور اسلامی وغیرہ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آیت انما المؤمنون اخوة نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم شکل اور مثل آدمیوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت عثمان سے عبد الرحمن بن مسعود بن ابی وقاص کو سعید بن زید کا بھائی بنایا۔ طلحہ اور زبیر کے درمیان ابو سعید بن معاذ کے درمیان مصعب بن عمر اور ابو یوسف انصاری کے درمیان ابو ذر اور ابو مسعود کے درمیان سلمان اور عذیفہ کے درمیان حمزہ اور زید بن ادرثہ کے درمیان ابو ذر و ابو بلال کے درمیان جعفر طیار اور معاویہ بن جبل کے درمیان مقداد و ابو عمار کے درمیان عائشہ اور حفصہ کے درمیان زینب بنت جحش اور سمونہ کے درمیان بلورام سلمہ اور صفیہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

حقی گو آپ نے اپنے تمام اصحاب کے درمیان ان کے منازل کے اعتبار سے بھائی چارہ قائم کیا پھر فرمایا اے علی! تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ نے ہاجرین اور انصار کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی بنایا تو اس کے بعد حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: تم میرے بھائی ہو۔

تاریخ بلاذری میں منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا ہے لیکن مجھے ایک چھوڑ دینا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے بھائی ہو۔ اور تم اس بات پر راضی نہیں ہو۔ کہ جب مجھے بلایا جائے گا اس وقت تمہیں بلایا جائے گا۔ جب مجھے بلایا جائے گا اس وقت تم بھی بلایا جائے گا۔ اس وقت تمہیں بھی بلایا جائے گا۔ جب میں بہشت میں داخل ہوں گا۔ اس وقت تم بھی بہشت میں داخل ہو گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس بات پر راضی ہوں۔

ترمذی، سہمی اور نطنزی میں ابن عمر اور زید بن ابی ادنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت علی اس حالت میں تشریف لے گئے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو۔

فضائل احمدی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اپنی ذات کے لئے اٹھا رکھا ہے تم میرے
بھائی اور بھائیوں میں تمہارا بھائی ہوں اسی کتاب میں زید بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں نے اپنی ذات کی جس نے حق کے ساتھ مجھے مبعوث ہوا اس کی میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے اٹھا
رکھا ہے ان میں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ میرے
بھائیوں میں جو نہیں ہو سکتا۔

حضرت خواجہ کی اویس میں منقول ہے کہ ابو رافع نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور
فرمایا میرے دنیا اور آخرت میں زید اور بھائی ہو۔

کتاب اعتماد اہل سنت میں مخدوج بن زید رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں
کو یہ بیان کیا کہ چارہ قائم کیا۔ علیؑ کے ہاتھ پر کر اپنے سینے پر رکھ کر فرمایا۔ اے علی! تم کو مجھ سے
جس منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا۔

شیخ الحدیث تاجی ابو عمرو باسناد خود شریح میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں کس شخص کا بھائی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس
ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا میں نے تو صرف تجھے اپنی ذات کے اٹھا رکھا ہے تم
کو مجھ سے وہ رشتہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا۔ ہاں یہ یقین رکھو کہ میرے بعد کوئی
شخص نہیں ہوگا تم میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو۔

کتاب فضائل العشرۃ میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز
ہوگا تو اس وقت عرش کے بطنان سے ندا آئے گی۔

اے محمدؐ! تمہارے اچھے باپ حضرت ابراہیمؑ میں اور تمہارے اچھے بھائی علیؑ میں۔

کتاب فضائل السعانی میں ابو صلت ابوازی باسناد خود طاووس سے وہ جابر سے روایت کرتے
ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر فرمایا یہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں اور یہ شخص وہ ہیں جن
کو اللہ تعالیٰ اپنے رشتوں سے فخر کرتا ہے اور یہ وہ شخص ہیں جو سلامتی کے ساتھ ہمیشہ میں
رہیں گے۔

کتاب فضائل السعانی میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میرے بھائی اور

میرے جان علم ہیں۔

کتاب المناقب میں ابواسحاق الحدادی سے روایت ہے کہ ابو یحییٰ نے کہا، کہ جب بھی حضرت علیؓ بصرہ پر تشریف فرما ہوتے تھے تو آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں وہ شخص ہوں جو اللہ کا بندہ ہوں اور رسول اللہؐ کا بھائی ہوں اس بات کا دعویٰ میرے بعد صرف وہ شخص کرے گا جو مفسد کی اور کذاب ہوگا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے مابین بھائی چارہ قائم کیا اور علیؓ کو ویسے چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ نے اس بارے میں گزارش کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو اپنی ذات کے لئے تمہارے لئے دینا اور آخرت میں صرف تیرا بھائی میں اور تو میرا بھائی ہے یہ فرمان سن کر حضرت علیؓ علیہ السلام رو پڑے اور کہا کہ

ایک یحییٰ ایہا المصطفیٰ الذی ہدانا بہ الرحمن من عمہ الجہل

اے محمد مصطفیٰ میں جان دے کر آپؐ کی حفاظت کروں گا آپؐ وہ ہیں جن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عظیم سے ہماری حیالت سے ہدایت کی طرف راہنمائی کی۔

قبر گردی مسعود الشیعہ میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ

انا اخو المصطفیٰ لاشد فی نسبہ معہ ہایت و سبطہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں محمد مصطفیٰؐ کا بھائی ہوں میرے نسب میں کوئی شک نہیں ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر یہ بات کہی آپؐ کے دونوں سبط میرے فرزند ہیں۔

جلالی وجد رسول اللہ منظر د فاطمہ زوجتی کا قول ذی فہم

میرا اور رسول اللہؐ کا دایا ایک ہیں فاطمہ میری زوجہ ہیں یہ کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہے

والحمد للہ شکراً لا شریک لہ البر بالعباد والبقا بلا امد

اللہ لا شریک ہے جس کا کوئی شریک نہیں جو بندے کے ساتھ نیکی کرنا ہے جو کہ انتہا زمانے تک رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر مسکرا دیا اور فرمایا اے علیؓ، تم نے سچ کہا۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ لوگ مدینہ میں عقد موافقات کے بعد ایک دوسرے کے ہاتھ

تھے۔

اولوالارحام کا ان کے میراث میں کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل کی

ان الذین امنوا وھاجر وادھاھد واماوالھم و انفسھم فی سبیل اللہ والذین
اوداوتھم واولئک بعضھم اولیاء بعض والذین امنوا وادھاھد واماالکم من
ولائتھم من شئ

وہ لوگ جو ایمان لائے، ہجرت کی اللہ کی راہ میں مال و جان کے ساتھ جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے
رسول کو چاہا وہی۔ اور ان کی مدد کی۔ وہ ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت
نہیں کی تم کو ان کی ولایت میں کسی چیز کا حق نہیں۔

یہ مومنین کہ میں رہ گئے تھے ان کی میراث بطور تربیت کے تقسیم ہوئی تھی جس کا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
نازل کی۔

والذین امنوا من بعد وھاجر وادھاھد واماالکم فاولئک منکم واولوالارحام
بعضھم اولی بعض

اس آیت کے نازل کے بعد میراث کا سلسلہ اور الارحام کے طبقہ تقسیم ہونے لگا۔

تفسیر قطان اور تفسیر ربیع میں صفیان غش سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے
ہیں کہ لوگ عقد موافقات کے لحاظ سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی۔

واللہ اعلم بالصواب من اللہ فی کتاب اللہ
فی المویشی والمہاجرین

یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ قائم کیا
تھو کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر جائے اور اس پر قرض دینا واجب ہو۔ تو اس کا قرض میں چکاؤں گا۔ اور جو
میں سے مرے اور مال چھوڑ کر مرے تو مال اس کے وارثوں کا ہے۔ اس حکم نے پہلے حکم کو ختم کر دیا۔ اس آیت
نے ان کے رشتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کیا میں ہر مومن سے ان کی جانی سے اولی نہیں ہوں؟ لوگوں نے
جواب دیا کہ جی ہاں اللہ اعلم بالصواب

فرمایا۔ تم لوگوں کو یقین ہونا چاہیے کہ جس شخص کا میں مولا ہوں یہ اللہ کے ولی علی بن ابی طالب اس کے
 مولا ہیں۔ اسے معبود! تو اس شخص کو دوست رکھنا جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھنا جو اس
 سے دشمنی رکھے۔ تمہیں یقین ہونا چاہئے۔ جو شخص اس حالت میں مجھ سے کہ اس پر قرض ہو یا تو زمین چھوڑ کر
 مجھ سے۔ تو اس کا متولی میں ہوں۔ جو مال چھوڑ کر مرے۔ وہ اس کے وارثوں کا ہے۔
 تفسیر جابر بن یزید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے
 کہ حضرت علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قرض چکانے میں ولایت حاصل تھی۔ ورنہ تم میں بھی ولایت حاصل
 تھی حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ کے وارث ہیں چنانچہ خود رسول اللہ نے فرمایا۔ تم دنیا اور آخرت میں میرے
 بھائی ہو۔ اور تم میرے وارث ہو۔

سمعی نقی میں بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر
 نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے علی میرے وصی اور میرے وارث ہیں۔ لوگوں کا بیانی ہے کہ عباس نے اس
 آیت کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث نہیں پائی واللہ اعلم بالصواب۔ ہا جہا و مالکم من ولایہم
 من شعی یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ عباس نے ہجرت نہیں کی تھی۔

ابن بطہ نے کتاب اہل بیت میں تحریر کیا ہے کہ کسی نے تھم بن عباس سے پوچھا۔ عباس کے مقابل میں علی رسول
 اللہ کے خاندان کے کون ہو گئے۔ کہا کہ علی اہم سے زیادہ رسول اللہ کے ساتھ تھے رہتے تھے۔ اور ہم سب سے زیادہ
 تیز کے ساتھ رسول اللہ کے مشن میں داخل ہو گئے۔

یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام نسب کے لحاظ سے حقیقی بھائی نہیں تھے۔ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین آپ کے حق میں بیان کئے ہیں۔ وہ آپ کی منزلت اور فضیلت کی وضاحت کے
 اعتبار سے ہیں اہم مسائل پر آپ کا جتنا مقصود تھا۔ تاکہ کوئی شخص آپ پر مقدم نہ ہو جائے۔ اور آپ
 پر کوئی شخص حکومت نہ کرے۔ تمام اصحاب میں جو ایک دوسرے کی مثال تھے بھائی چارہ قائم کرنے کا مقصد
 تھا۔ حضرت علی کو اپنا ہم نہیں۔ اسے اپنا بھائی قرار دیا۔ قرب کیا کہ تم میں یہ شئی اس شے کی بھائی
 جگہ وہ شے اس شے کی مشابہ ہو کر سے قرب رکھتی ہو یا معانی میں اس کی مطابقت رکھتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے
 کہا۔ ان هذا اخی لیس فیہ تسبیح و تحمید۔ اس کی ۹۹ دنیائیں ہیں یہ کہنے والے
 اور مکالمے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا یا اختیاریہ اسے بلا حد کی ہر چیز پر واجب فرمایا ہے جیسی کہ مذہب کے وقت
اس کی قوم نے کہا تھا۔ جب علی امت میں رسول اللہ کے بھی تھے۔ تو آپ منزلت کے لحاظ سے تمام لوگوں سے
مختلف تھے۔ اور نہ تراجمانی ہوتا اس بات کا مقتضی نہیں ہوتا۔ کیونکہ کہیں میں کا بھائی
کا زائد مانق ہوتا ہے چونکہ حضرت علی صفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیعہ تھے اس لحاظ سے آپ رسول اللہ
تھے بھائی میں بعض وجوہ کی بنا پر آپ کی فضیلت امت پر ثابت ہے

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا جوار

حدیث شد ابواب کو قریب آتیس صحابیوں نے بیان کیا ہے۔ منہجہ جدول اصحاب خصوصیت سے بیان
کے ہوتے ہیں۔

۱) (الزید بن ارقم) (۲) سعید بن ابی وقاص (۳) ابوسید خدری (۴) ام سلمہ (۵) ابو رافع (۶) ابو طفیل (۷) حذیفہ
بن یمان (۸) ابوسید خدری سے روایت کرتے ہیں (۹) ابو حازم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں (۱۰) عمار بن جریر سے روایت
کرتے ہیں (۱۱) زید بن علی اپنے بھائی امام محمد باقر سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں (۱۲) اور امام علی بن موسیٰ
کاظم سے روایت کرتے ہیں۔ بعض روایات میں یہ نام ہو گئے ہیں۔

جب ہاجرین مدینہ میں تشریف لائے۔ تو انہوں نے مسجد کے ارد گرد اپنے گھر بنائے اور ان گھروں کے
تور و بازو مسجد کی طرف کھلتے تھے اور انے جانے کا راستہ مسجد میں سے ہو کر گزرتا تھا اور بعض اصحاب مسجد
میں سے جلتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو بھیج کر مادی کرادی۔ کہ رسول اللہ نہیں حکم دیتے ہیں کہ حضرت
علی کے دروازے کے کوا باقی تمام لوگ اپنے اپنے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دیں تمام اصحاب نے
اس حکم کو مان لیا۔ مگر ایک شخص نے انکار کر دیا (یہ مانق تھا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا (یہ مانق تھا)۔ مجھے ان دروازوں کے بند
کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور علی کے دروازے کو کھلا رکھنے کو کہا گیا ہے۔ تم میں سے ایک معترف نے میرے
کوئی عمل پر اعتراض کیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے کسی چیز کو بند کیا ہے۔ مجھ پر ہی کسی چیز کو کھلا ہے۔ مجھے تو

صرف ایک چیز کا حکم دیا گیا تھا میں نے اس حکم کو بجالایا ہے اس حدیث کو احمد نے کتاب الفضائل میں بیان کیا ہے۔

مسند ابویعلیٰ میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کے دروازے کو میں نے نہیں کھولا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلا رکھا ہے۔

خصائص علویہ میں بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! میں نے ان دروازوں کو بند نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں نے علی کے دروازے کو کھولا ہے۔ بلکہ اللہ عزوجل نے ان کو بند کیا ہے (اور علی کے دروازے کو کھولا ہے) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت والنجم اذا هوى ان هواك وحى یوحى تک تلاوت فرمایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد کی طرف جتنے دروازے موجود ہیں۔ ان تمام کو بند کر دو۔ صرف علی کا دروازہ کھلا رہے کہیں اب نہ ہو۔ کہ تم پر عذاب نازل ہو جائے۔ بحوالہ مسند ابویعلیٰ۔ فضائل سمعانی حلیۃ الاولیاء۔ بروایت ابو نعیم بدو طریق عن ابی صلیح بن عمرو بن میمون قال ابن عباس تاریخ خند او میں خطیب نے زید بن علی سے وہ اپنے بھائی محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے جابر بن عبد اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند کر دو۔ اپنے ہاتھ سے علی کے دروازے کی طرف اشارہ فرمایا کہ تیرے ان دروازوں میں۔ تیرے مردی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کر دو۔

جامع ترمذی میں شعبۃ ابویعلیٰ محمد بن ابی سلیم سے وہ عمرو بن میمون سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ علی کے دروازے کے علاوہ اور دروازے بند کر دو۔

مسند العشرة میں احمد بن عبد اللہ بن قیس کوفی کا بیان ہے کہ ہم حمل کی لڑائی کے زمانے میں مدینہ منورہ کے باہر نکلے ہماری طاقت معین مالک سے ہو گئی۔ وہ بیان کرتا تھا کہ رسول اللہ نے حکم دیا تھا کہ جو دروازے مسجد کی طرف کھلتے ہیں۔ ان کو بند کر دو۔ اور علی کے دروازے کو چھوڑ دیا تھا۔

تاریخ بلواری احمد مسند احمد میں ہے کہ عمرو بن میمون نے کہا کہ ابن عباس ایک جاہل شخص ہیں۔

گئی کہ آل رسول اور آل علی کے سوا جو لوگ مسجد میں قیام پذیر ہیں وہ کھلی جگہ پر بیٹھ جائیں گے۔
جو بڑے مسجد سے باہر نکل گئے۔

فصل سہمائی میں جابر بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا علی اور
عثمان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کہا عثمان کے متعلق تو یہ خیال ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے اسے ممانعت
کو دیا ہے اور تم اسے معاف کرنے سے نفرت کرتے ہو۔ رہا علی کا معاملہ تو وہ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے
بچے و داد ہیں۔ اور یہ آپ کا گھر ہے۔ آپ نے حضرت علی کے گھر کی طرف اشارہ فرمایا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ
تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا تھا کہ وہ ایک مسجد تیار کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کے بعد اس گھر میں
تھے وہ گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے لئے تھے۔ وہاں گھر جو ان گھروں کے درمیان میں تھا وہ علی اور
فاطمہ کا تھا۔ اور یہ سال اولیٰ ہجری کا واقعہ ہے۔ کچھ حضرات نے کہا کہ یہ واقعہ حضرت مسلم کی زندگی کے آخر
دنوں کا ہے۔ یہاں خیال صحیح اور اشہر ہے علی کا وہ گھر اپنی حالت پر باقی رہا۔ لہذا علی علیہ السلام اور آپ
کی اولاد اسی میں رہتے تھے۔ یہ مسجد عبد اللہ بن مردان کی حکومت کے زمانے تک باقی رہی۔ عبد اللہ بن
کو اس واقعہ کا علم ہوا اس شرف اور فضیلت پر لوگوں نے اہل بیت رسول پر حسد کیا۔ ابن کثیر نے فرمایا کہ
نے اس گھر کو گرنے کا حکم دیا۔ اور یہاں یہ بتایا کہ اس گھر کو اگر مسجد کی توسیع کی جائے گی۔ اس وقت
گھر میں من و محسن رہتے تھے۔ آپ نے کہا میں اس گھر سے ہرگز باہر نہیں نکلوں گا۔ انہیں اپنے مقدور
کوشش کیں گا کہ اس گھر کو کوئی شخص نہ گرائے۔ آپ کو کوڑے مارے گئے۔ لوگ آپ کے خلاف ہونے لگے۔
اس سے پہلے ہی میں آپ گھر سے باہر نکل آئے۔ گھر گرا دیا گیا۔ اور مسجد میں شامل کر دیا گیا۔

جیسے ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا گھر تربت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور گھر
یہ مسجد کے گھر کے درمیان ایک حوض بنایا تھا۔

مصلح الکراچی میں تحریر ہے کہ جس گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام پذیر تھے اس کے درمیان اور باہر
کے درمیان بقیع کے زقاق تھے۔ ایک دروازہ بقیع کی طرف آٹے جانے کے لئے کھول دیا گیا تھا۔
اصحاب نے مل کر علی کے لئے یہ دروازہ بند کر دیا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ جس شخص نے دروازہ خیر کو بند
بھینک دیا ہو۔ اس کے لئے دروازہ کیسے بند کیا جاسکتا تھا جس نے کفر کے دروازے کو چڑھایا
کہ چھینک دیا ہو۔ اس کے لئے علم کے دروازے کھل گئے۔ سید حمیری نے کہا ہے

من كان في مسجد من قال منه قهابة وجوارحه
 مسجد میں نبی کا ہمایہ کون تھا۔ نبی سے قرات اور ہمایہ کس نے حاصل کی تھی؟
 والله ادخله واخرج قومه واختاره دون البرية جارا
 اللہ نے علی کو مسجد میں داخل کیا، اور قوم کو نکال دیا۔ اللہ نے تمام مخلوق کے مقابلہ میں علی کو رسول
 کا ہمایہ چن لیا تھا۔

لما رفع کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریف لے گئے اور فرمایا کچھ لوگ ایچ میں
 جن کے دلوں میں شبہات موجود ہیں کہ رسول اللہ نے مسجد میں علی کو سبکی کر دیا ہے۔ اور لوگوں کو نکال دیا
 ہے خدا کی قسم میں نے یہ کام اپنے رب کے حکم کی وجہ سے کیا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی
 کی کہ آپ مسجد میں قیام کریں۔ اور آپ اور آپ کے بھائی لدون اور آپ کی اولاد کے سوا کوئی شخص مسجد میں
 جنب کی حالت میں داخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تمہیں یقین ہونا چاہیئے علیؑ کو محمد سے وہ نسبت
 حاصل ہے جو موسیٰ سے ہارونؑ کو حاصل تھی۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا
 اگر کوئی نبی ہوتا تو علیؑ ہوتے

جاہل بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مسجد میں سویا کرتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ علیؑ بھی
 سویا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم آٹھ کر مسجد سے چلے جاؤ اور مسجد میں
 نہ سویا کرو۔ ہم لوگ آٹھ کر مسجد کے باہر چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علیؑ! تم مسجد میں سویا کرو اللہ
 تعالیٰ نے میرے متعلق اجازت دے دی ہے

ابو صلیح مؤذن اربعین میں ابو البرصہ و عطاء بن محمدانی اپنی کتاب میں باسناد خود ام سلمہ سے روایت کرتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آواز سے کہا تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ اس مسجد میں نبی ازواج نبی۔ غافلہ بنت
 علیؑ اور علیؑ کے سوا کوئی شخص جنب اور عافق کی حالت میں نہیں رہ سکتا۔

جامع ترمذی، ابو مسند ابو یعلیٰ میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علیؑ! میرے
 اختیار سے سوا اس مسجد میں کوئی شخص جنب نہیں کر سکتا۔

یہ روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علیؑ! میرے بعد میرے سوا اس مسجد میں امت میں سے
 کوئی شخص جنب نہیں کر سکتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ میری مسجد میں میرے اور علی اور اولاد کے سوا کوئی شخص جنب کی حالت میں داخل نہیں ہو سکتا جو شخص چاہے وہاں چلا جائے آپ نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا۔ منافقوں نے کہا کہ آنحضرت اپنے داماد کے بارے میں گمراہ اور بدک گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تصویریت بنجانب اللہ حاصل تھی کہ دونوں کے دروازے کھلے رہے یہ بات عند اللہ ان کے درجات کی زیادتی کی طرف دلالت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات سے راضی ہے مسجد میں آنے جانے اور مسجد میں جنب کی حالت میں قیام رکھنا ان دونوں حضرات کی مہارت عصمت پر دلالت کرتا ہے۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اولاد طاہر

آدمی وہ شریف اور عورت والا تصور کیا جاتا ہے جو اپنے پیچھے اولاد چھوڑ جائے قیامت تک اولاد میں نبوت اور امامت قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے اس بات سے عورت عطا کی ہے اور علی علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس بزرگی سے نوازا چنانچہ کہا ہے

وجعلنا كلمة باقية في عقبه

جلیۃ الاولیاء میں انس اور ابو بزرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ کلمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لازم پکڑ رکھا ہے جس نے اس کو (یعنی علی کو) دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے اس سے بدشگونی رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند عباسؓ کا انتقال ہوا تو عربی عام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بیان کی کہ تبرکاً اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔

انا اعطیناکم کل شیء

یہ کثرت کا پانچواں حصہ ہے۔ کہ آنحضرت کی اولاد کثیر ہوگی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کی کسی امر میں اجماع کرنا مخلوق خدا کے لئے عجت قرار دیا۔ آپ کی اولاد دائرہ عظیم السلام میں جو اس

ماتحت میں حضرت کی اولاد میں بلکہ ہر نماز میں درود پڑھنا واجب ہے ورنہ نماز باطل ہو جائے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول دین کے بالکل عین حجت ہے۔ اسی طرح دین کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واماں علی کی زوجہ اور آپ کے دونوں فرزندوں حسین کا قول حجت ہے کیونکہ یہ صاحبان صاحب عصمت و بہارت ہیں۔

حضرت علی کی اولاد میں ایک لطیفہ مندر ہے حالانکہ آپ کے دونوں فرزند صلب کے لحاظ سے تو آپ کے فرزند ہیں اور ولادت کے اعتبار سے یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبط (فرزند) ہیں شریعت کے لحاظ سے وہ دونوں رسول اللہ کے فرزند ہیں لطف ہے کہ یہ دونوں آپ کی بیٹی کے فرزند ہیں دنیا میں اس بات کی نظیر نہیں ملے گی کہ نانا حکم اور شریعت کے اعتبار سے نواسوں کا پاپ ہو۔ اور حقیقت میں وہ آپ کے ابن علم اور آپ کی بیٹی کے فرزند ہوں۔

پچھلے نواسوں کے باپ صلیبی باپ کی طرح ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ ہر وہ شخص جو میری اولاد ہو حقیقت میں وہ اپنے باپ کا بیٹا ہوتا ہے

مبارک ہے کہ نہ جبرائیل نے اس بات پر غور کیا کہ وہ ان میں سے ہیں حضرت علی علیہ السلام کی اولاد کو اہل بیت کے ساتھ عزت دینی۔ اولاد رسول۔ آل طہ اور آل بسین کہتے ہیں۔ حضرات کو سید اور شریف کے لقب سے

رہا ہے اس بات کی تائید ہے کہ کاش وہ سادات میں سے ہوتے۔ انھیں وجہ کی بنا پر علم انساب وضع کیا اور جو کتب کی کتابیں تالیف کی گئیں تاکہ جھوٹے مدعی اٹھیں شامل نہ ہو سکیں یہ سب اہتمام ان حضرات کے احترام کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

ان پر باوجود غریب اور بے گس ہونے کے ان میں سے فقیہ دینی اپنا حکم چلا سکتا ہے دشمنوں کا یہ عالم ہے کہ وہ ان کے اکابر کو تو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے چھوٹوں سے قرب حاصل کرتے ہیں۔ ان کے خزانوں کو ترسیتے ہیں۔ اور ان کے مردوں کی قبروں کی ترمیمت کو باعث برکت ٹھہرتے ہیں۔ ان کے گھر کو برباد کرتے ہیں اور ان کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں۔ دنیا میں تو ان سے دشمنی ہوتی ہے اور آخرت میں انہیں اپنا وسیلہ خیال کرتے ہیں۔ نماز استسقاء میں حضرت عمر بن خطاب نے حسینؑ کو سیدہ حاصل کیا تھا۔ دونوں حضرات کے احوال کو دعا کی حالت میں اپنے سینے سے لگایا تھا۔

انہی کا بیان ہے۔ قحط سالی کے سال حضرت عمر نے ابو عبیدہ سے کہا کہ اس کو ساز و سامان کے ساتھ اہل بیت کے پاس لے جاؤ۔ ان کے درمیان اس کو خرک دو۔ اور ان کی خدمت میں عرض کرو کہ اس کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کریں اور چربی کو اٹھا کر لے جائیں۔ اور پکا کر کھائیں اگر گوشت کی انہیں مزید ضرورت ہو۔ تو وہ بھی دے دو۔ پھر آپ نماز استسقاء کے لئے نکلے اور طلب باران کی دعا مانگی اور بارش ہو گئی۔

یہ حضرات نسب کے اعتبار سے معروف اور فضیلت کے لحاظ سے مخصوص ہیں۔ کیا تم اس بات پر غور نہیں کرتے۔ کہ جو شخص یحییٰ بن قحطان کی اولاد سے ہوتا ہے اس کو عربی۔ نقیہ کنانہ کی اولاد کو قریشی۔ اولاد عبدالمطلب کو ہاشمی۔ علی عقیل اور جعفر کی اولاد کو طالسی۔ محسن اور حسین کی اولاد کو علوی۔ محمد۔ عباس اور عمر بھی امیر المؤمنین کے فرزند ہیں اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی اولاد کو فاطمی بھی کہتے ہیں امیر المومنین کی اولاد نے لوگوں کی لڑکیاں اپنے نکاح میں لائی ہیں لیکن اپنی لڑکیوں کی شادیاں غیروں میں نہیں کیں۔ اگر عیسوی اور لاہری کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہو۔ تو ہو گیا ہو۔ جناب عمر بن خطاب نے حضرت ام کلثوم سے عقد کے بارے میں لاکھ جتن کئے مگر ناکام رہے۔ اگر چہ لوگوں نے اس بارے میں مختلف واقعات نقل کئے ہیں۔ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادیاں مساوات کے ہاں کرنے میں باعث ثواب خیال کرتے تھے۔ چنانچہ ماموں نے اپنی لڑکی کا نکاح امام محمد بن موسیٰ بن امام جعفر علیہ السلام سے کر دیا تھا عبد الملک بن مروان نے اپنی لڑکی امام علی بن العابدین علیہ السلام کے نکاح میں دینی چاہی۔ لیکن امام علیہ السلام نے انکار فرما دیا۔ مشہور و معروف شاعر نے اپنی لڑکی کا نکاح شریف مام سے کر دیا تھا۔ اور اس نے اس بارے میں کہا ہے

لله الحمد دائماً ابداً اذ صل بسط رسول الله في الدنيا
الله تعالیٰ کا ہمیشہ ہمیشہ شکر ہے کہ رسول اللہ کا بسط میرا فرزند (واماد) ہو گیا۔

وہیامیں کوئی نسب فاطمہ علیہا السلام کی نسل سے بہتر نہیں ہے۔

صحابہ پر ابیرین اور انصاء کی اولاد میں سے کوئی شخص ایسا صاحبِ بکا اور فضل نہیں ہوا۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام کی اولاد میں اس سے کمال زیادہ ہے سید مثنیٰ اور سید مرقضیٰ نعم الہدیٰ کی نظیر علم و فضل کون چسپ کر سکتا ہے۔

ابو الحسن بن عوف کا بیان ہے کہ جناب سید مثنیٰ اپنے دور کے لوگوں سے بہترین ادیب اور زیلوہ اپنے

فہرست کسی قریشی میں یہ بات آج تک نہیں پائی گئی۔

محمد تقی علم الہدی نے علمائے اُمت کے مونیوں میں اپنے وراثت اور برائین کے ذیلیے بجا میں پڑھا
وہیں تھیں حضرت محمد بن حنفیہ کی نظر ہمدانی میں کوئی شخص پیش کر سکتا ہے۔ اپنے زمانے کے ہمدانی ترین
آوی ہے۔

رسول اللہ نے آپ کا نام اور کنیت رکھی تھی یہ بات آپ کی فضیلت کے لئے کیا کم ہے۔
ان درجات کو دیکھ کر گیسائے نے کہہ ہے کہ امام محمدی علیہ السلام آپ ہی ہیں۔ آپ اپنے باپ علی علیہ
السلام سے علوم کی اشاعت کرتے ہیں۔

سلوات بزرگواروں میں سے سلوات زیدیہ ہیں جو ہر خروج کرنے والے سید کو امام تصور نہیں کرتے۔
حضرت زید یحییٰ ناصر اور قاسم کو امام خیال کرتے ہیں ان کے ایسے آئمہ کی تعداد سترہ ہے۔
بعض دور میں جو ہر خروج کرنے والے کو امام تصور کرتے ہیں۔ ان کے آئمہ کی تعداد ۲۳ ہے۔ انہی سلوات
میں خلف مصر ہیں بشلاً (۱) عاصم (۲) خاتم (۳) طاہر (۴) حافظ (۵) مستعلی (۶) مستنصر (۷) ظاہر (۸) حاکم
(۹) عزیز (۱۰) معزز (۱۱) منصور (۱۲) قائم (۱۳) ہدای وغیرہ

انہی حضرات میں سے کہ مدینہ چل چہق کے بادشاہ ہوئے ہیں۔ انہی بادشاہوں میں بہت بڑے
بادشاہ گزرے ہیں۔ مثلاً داعی کبیر حسن بن زید۔ اور آپ کا بھائی محمد بن حضرت ابی سے ہر شہر میں مقیم گزرے
ہیں۔ آئمہ معصومین کی جلالت شان کی کوئی شخص کیا برابری کر سکتا ہے۔ مثلاً امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین
امام محمد باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی، امام علی نقی، امام من عسکری زکی، امام جہدی
علیہم السلام۔

انہی حضرات کی بدولت دنیا کے گوشے گوشے میں علوم کی نشر و اشاعت ہوئی ہے
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مندرجہ ذیل چوٹی کے اشخاص نے علم حاصل کیا ہے۔

(۱) طلحہ بن یزید (۲) سعید بن مسیب (۳) حید بن جبیر (۴) ابن شہاب زہری۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے تو دنیا نے ہر قسم کے علوم کو حاصل کیا ہے اسی کے بعد کو باقر علم الانبیاء کہے
جاتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے دنیا کے ہر ذہل علم حضرات کے علم کا کتاب کیا ہے ان کی تعداد چار ہزار

ہے سن میں ابو حنیفہ، مالک، ابو محمد اور آپ نے امام شافعی اور احمد نے روایت کی ہے آپ نے ان حضرات کے جوابات میں ایک صد کتب تصنیف کی ہیں جو کتب اصول کے نام سے مشہور ہیں۔ یہی حال ایام پر ہے کاظم بن امام جعفر صادق علیہما السلام کا ہے جتنی کہ آپ کو قید کر دیا گیا۔ امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام سے علم کے شے پھوٹ نکلتے۔ اور آپ کے باب ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کا بھی یہی حال تھا۔ یہ باتیں علم کی تلاش کرنے والوں پر مخفی نہیں ہیں۔ سال یہ بات مسلم ہے کہ امام ابو الحسن امام علی نقی اور امام ابو محمد حسن عسکری علیہما السلام سے روایات اور احادیث کم پائی ہوئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں حضرات کو بادشاہ وقت کے حکم سے عسکر اسلام میں قید کر دیا گیا۔ ان کو فتوے دینے سے روک دیا گیا۔ ابن حماو نے کہا ہے

الا ائمتی مولیٰ لال محسبہم فلا تحسن الفحشاء منی ولا اھترل

تھیں تعین ہونا چاہیے کہ میں کل محمد کا غلام ہوں۔ تم مجھ سے نری بات اور یہودہ عادت محسوس نہیں کرو گے۔

اولئک قوم لا یحاط بفضلہم دلیس لهم فی الخلق شیه ولا شکل

یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی فضیلت کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص مخلوق میں ان کا نظیر اور شیل نہیں پایا جاتا۔

هم امناہ اللہ فی الارض والسماء وہم عینہ واکا ذن والجنب والخیل

زمین و آسمان میں یہ لوگ اللہ کے ایمین ہیں۔ اور اللہ کی آنکھ کاں پہلو اور رسی ہیں۔

وہم انجم الذین الذی صا صلاھا علی ظلم الارش ال فہی لھا تحسو

یہ حضرات یوں کے ستارے ہیں۔ شکر کی تار کی پر ان کی روشنی ضوئیں ہوتی ہے۔

وفی کتب اللہ القدیمۃ نعتہم وقد لظقت من عظیم فقلہم الرسل

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی قدیم کتب میں جن کی تعریف اور توصیف موجود ہے۔ اور ان کے فضل عظیم کو رسولوں

نے بیان کیا ہے۔

فروع رسل اللہ احیاء اصلھا لفظ طاب فرع والنبی لہ اصل

یہ رسول اللہ کی قرون کی اصل ہیں۔ فرع پاکیزہ ہے اور بنی اس فرع کی اصل ہیں۔

علی امیر المومنین ابو محمد فہد بعدی فی فاصلہ مثل

امیر المومنین علی ان حضرات کے باب میں بھی ایسی شخص علی کی مثل ہو سکتا ہے

فانتہم اہل بیت کان فیہ باصر اللہ یخادم جبرئیل
تم ایسے گھروں تھے جن میں اللہ کے حکم سے جبرائیل خدمت کرتا تھا۔

فصل

مزارات کے مشاہد مقدسہ کے بارے میں

اگرچہ گزشتہ زمانے میں بڑے بڑے عظیم انسان گزرے ہیں۔ لیکن مدینے زمین پر ان کے آثار اور
شہرت اس کمال حد پر نہیں پہنچے جس قدر محمد و آل محمد کی ہے۔ لوگ مزارات مزارات اور آئمہ معصومین
علیہم السلام پر تقرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے حاضری دیتے ہیں۔ اگرچہ گزشتہ امتوں میں کس نے
نوشیروان، فرعون، ہامان، شداد اور نروجیہ لوگ گزرے ہیں۔ لیکن اس وقت ان کی عظمت کا نام و
نشان باقی نہیں ہے دوسری طرف جب ہم اہل بیت علیہم السلام کی طرف نظر کرتے ہیں تو دنیا کا گوشہ
گوشہ ان کے آثار سے بھرا پڑتا ہے لوگوں نے زیارت گاہیں اور مسجدیں ان حضرات کے نام سے تعمیر کی ہیں۔
کائنات کے تمام ساکنین ان حضرات کے مزارات کی عظمت کے قائل ہیں۔ اگرچہ صاحب مزار کی زندگی گوشہ
گنہی میں بسر ہوئی ہے دنیا کے دور دراز علاقے کے لوگ ان حضرات کی قربت کو رسید قریب سے کر اللہ تعالیٰ
کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ جو جوں زمانہ گزرتا جا رہا ہے۔ ان مزارات مقدسہ کا نام بلند اور ان کا ذکر بڑھتا جا رہا
ہے ان مزارات مقدسہ سے لوگوں نے چشم دید اور خواب میں معجزات و کمالات اور عجیب و غریب باتیں و معجزات
دیکھیں ہیں ہم ترک گزشتہ انبیاء اور وصیاء علیہم السلام کے آثار مثلاً حلیم۔ مقام ابراہیم پیراب اسماعیل۔ ربوۃ
موسے۔ حمزہ عیسیٰ باب عطر بنو اسرائیل ہیں وہ چیزیں نہیں دیکھتے جو چیزیں ہم آئمہ معصومین علیہم السلام
کی ولادت گاہوں ان کی حاضر ہونے کی جگہوں اور ان کے قیام فرمانے کی جگہوں میں دیکھتے ہیں۔ حق غالب آگیا
اور باطل ہٹ گیا۔

سب سے زیادہ زیارت گاہیں امیر المومنین علیہ السلام کی ہیں۔

مسجد کبیرہ جہاں

۶۔ غریبہ کے گھر میں رہتی جو آج کل مسجد کی صورت میں ہے۔ ان حضرات کی نماز گاہ جو شعب بنو ہاشم میں جو بنی مسلم کے ولادت والے دروازے کے پاس ہے۔

۳۔ وہ جگہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت مشرکہ کی تھی۔

۴۔ وہ جگہ جہاں آیت تطہیر نازل ہوئی تھی۔ ۵۔ مقام بیعت فدیر۔

۹۔ آپ کی رقم میں عبادت گاہ

۸۔ میقات کی خاطر مسجد الاحرام تعمیر کرائی ۔

۱۰۔ آپ کے آیات میں سے مسدودِ نبی دیراتے نرات کے پاس۔

۱۱۔ حلیہ میں مشہد اٹلس (آج کل مسجد روشنی کے نام سے مشہور ہے)

تو جہ میں یزیدیا۔ تلخ۔ تہ۔ اور صلیب میں۔

کسی طرح حضرت علی علیہ السلام کی اولاد کے مشاہدہ دینہ کر لیا۔ بغداد۔ سمر۔ طوس میں پائے جاتے ہیں۔ یہاں علویوں کے مشاہدہ دنیا کے کونے کونے میں آسمان کے ستاروں کی طرح پائے جاتے ہیں۔

فصل

اہل بیت علیہم السلام کے مظلمہ کے بیان میں

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا عباد الرحمن الذین یفعلون علی الارض حقاً ہوناً اللہ کے بندے جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں۔ اس سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں۔ جو دھنوں کے ڈبے سے آرام سے چلتے ہیں۔

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ قریش اور ہمارے درمیان یہ جھگڑا ہے۔ کہ اللہ کے ہماری بنیادوں کو ان کی بنیادوں سے اونچا کیا ہے اور ان کے سروں سے ہمارے سروں کو بلند کیا۔ اللہ نے ان پر حاکم بنانے کے لئے ہمیں چنا۔ یہ بات ان کو ناگوار گزری جس بات پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ یہ ناراض ہو گئے۔ جس بات کو خداوند عالم نے بڑا سمجھا۔ اس کو انہوں نے لہجھا سمجھا۔ جب اللہ نے ہمیں ان کے حاکم بنایا۔ ان پر لایم قرار دیا۔ ہمیں کتاب لکھتے اور سنن کی تعلیم دی ان سے ہماری خطا سے ان کو روک دیا۔ ہم سے حق سے ہمیں روک دیا۔ اسے عبودیت میں تجھ سے قریش کی زیادتی کی پناہ مانگے۔ تو میرا حق ان سے ہے۔ انہوں نے جو ظلم مجھ پر کیا ہے۔ اس بارے میں انہیں نہ چھوڑے۔ میرے حقوق طلب کر کیوں کہ ترانہ صاف کرنے والا حاکم ہے قریش نے میری قدر قیمت گھٹا دی۔ میرے حقوق کو خراب کیا۔ میری بے عزتی کی۔ اور میرے خاندان کی ہتک کی۔ میرے بچے چاند کے نور سے روشن ہوئے۔ میرے دشمنوں کو میرے متعلق بھڑکایا۔ میرے اور میرے پیارے لوگوں کی کشتی کو خاک میں ملا دیا۔ میرے مہربان میرے بھائی اس سے مجھے روکے۔ مجھے تم قریش میں غارت ہو کر۔ میرے لئے ہر بیت نہیں رہا۔

کیا صلالت کے اندھے پن اور تاریکی کے گھاٹوں پر اندھیرے سے نہیں نکلے۔ کیا ہم نے انھیں ظالم نہیں
 نہیں سمجھا۔ ان پر ہلاکت ہو۔ کیا ہم نے ان کو بغاوت کی آگ سے نجات نہیں دلائی۔ نافرمانوں کے حملے
 انھیں کی تلواروں، شہروں کے چھتے، اور غزروں کی زد سے انھیں نجات نہیں دلائی۔ جنہوں نے عرب پر
 وحاک بٹھا دی تھی۔ جنگ کے خورگرتھے، میدان جنگ میں جن کے قدم جم جاتے تھے۔ جنگ و جدل کے
 پہلو، انیزوں کے ترکش اور تلواروں کے خود تھے۔ کیا ان لوگوں نے ہماری وجہ سے شرافت حاصل نہیں کی۔
 ہماری وجہ سے حق و انصاف کو نہیں پایا۔ کیا میں محمد کا نائب آپ کی رسالت کی دلیل، آپ کی خوشی اور
 ناخوشی کی دلیل نہیں ہوں۔ وہ غصہ نہیں ہوں۔ جو سخت سے سخت نہ ہوں کو کاٹ کے رکھ دیتا ہے
 حریص لوگوں کو جلا کر خاک کر دے۔ میرے باعث بڑے بڑے جرنیلوں کے سر ٹم کئے گئے ہیں۔ یہاں
 تیم کو راہ فراد دکھلائی۔ سارے عہدی کو میدان جنگ سے بھگا دیا، اگر میں قریش کو موت و مرگ کے لیے پھونک
 دیتا۔ تو مگر انھوں کی تلواریں انھیں ختم کر دیتیں، غیبیوں کے گھوڑے دشمن کے حملے انھیں روند کے رکھ دیتے
 گھوڑوں کی ٹہنیں انھیں کھل کھل کے چور کر دیتیں، وہ شہسواروں کی چمکتی ہوئی تلواروں میں کھپکھپاتے ہوتے، اگر
 صورت نہ ہوتی، تب وہ مجھے بھلیف دیتے اور مجھ پر ظلم کرنے کے لئے موجود نہ ہوتے، پھر یہ کیوں کہتے ہیں کہ
 حریص متم ہو۔ کچھ کلام کرنے کے بعد فرمایا، میرے اس قول کی گواہی گوئے اور پھر سے بھی دیں گے کہ اس
 کی فتح میری وجہ سے ہوتی تھی، میں نے یمن کی ادا اور رسول اللہ کی مددگی میں نے اسلام کے بھٹوں کو کاٹ
 میں نے ہی اسلام کے سیناروں کو مند کیا میں نے ہی اسلام کے آثار اور حالات کو ظاہر کیا، اسلام کے
 کو میں نے اجاگر کیا، پیدل اور گھڑسواروں کو میں نے ہی کھل کے رکھ دیا، کچھ کلام کے بعد فرمایا، چلے
 دھوکے اور کرے یہی اور عہدی کے لوگوں نے مخالفت کے حصول میں پھر اس طرح بیعت کی
 گھوڑوں کے وقت چلے بہانے اور کرے سے گھوڑا گے بڑھایا جاتا ہے کچھ کلام کے بعد فرمایا
 اس کو وہ مجاہدین و انصار ایم سید کے مدد تو میریت کرنے میں تھیں اور عہدی کی طرف اس لئے سبقت
 کہ میں نے خدا کا خوف تھا، لیکن یہ خوف تمہیں جگسا اب اس کے وقت کیوں نہ لاحق ہوا، جب کہ وہ
 فوجیں میدان میں ہوں، بول کا بادل سپر پر منہ ڈال رہا تھا، اور تلواروں کی بھیاں چمک رہی تھیں
 یہ دونوں حضرات اس وقت تک کہ میں نے نہیں ڈرے تھے، جب خندق کی لڑائی کے بعد
 عمرو بن عبدود اپنی تلوار کو تیرے سر پر رکھ دیا، اور بار بار لوگوں کو بلایا

خطبہ شفق شقیہ

خدا کی قسم فلاں شخص نے قیص خلافت کو بددستی پہن لیا خدا کی قسم وہ شخص جانتا تھا کہ خلافت میرے بغیر نہیں چل سکتی۔ میرے علم کی یہ حالت تھی کہ پہاڑ سے اترنے والے سیلاب کی طرح تیزی کے ساتھ دبا تھا جس کی بندی پر کوئی پرندہ نہیں پہنچ سکتا تھا میں نے مسد خلافت سے چشم پوشی کی۔ اور اس کی طرف توجہ نہ کی میں نے سوچا کہ ڈٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کروں۔ یا اس گھٹا ٹپ مصیبت پر صبر سے کام لوں (میں صبر کی معیاد اتنی لمبی نہیں ہے) کہ جس میں بوڑھا بالکل کھوٹ ہو جائے۔ اور بچہ بوڑھا ہو جائے۔ مومن مصائب میں جیسا خلا سے مل جائے میں نے دیکھا کہ صبر نہایت مناسب ہے میں نے صبر کیا۔ لیکن میری آنکھ میں خشک خاک تھی۔ اور گلیے میں (تکلیف کے باعث) اچھو آگیا تھا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث (خلافت) ابھی بچی۔ آخر کار اول اپنی راہ لگا۔ اور خلافت اپنے بعد دوسرے کے سپرد کی۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے اٹھی کا شمر بطور تیشیل پڑھا

شتان مایوی علی کورھا دیوم حیان اخی حساب

کہاں آج کا دن کہ اونٹنی کے پالان پر گزرتا ہے۔ اور کہاں وہ دن کہ جیاں کے بھائی جاہ کی محبت میں رہتا تھا۔

تعب و خیزات تو یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں تو خلافت سے دستبرداری کا اعلان کرتا تھا کہ (میں) پھوڑ دو کسی اور کو خلیفہ بناؤ (مرنے کے وقت اپنے بعد ایک اور آدمی کو خلیفہ بنا گیا۔ اس میں کلام نہیں کہ ان دنوں نے خلافت کے تصور کو خوب پھوڑا۔ (دوسرے نے) خلافت کو سخت محل میں رکھ دیا۔ جس کے زخم کا دی (میں) کو پھوڑ کر بھی کسمتی محسوس ہوتی تھی۔ بہت بات پر غرض کرتا تھا۔ اور عذر کرتا تھا جس کا اس سے واسطہ پڑتا ہے جیسے کوئی شخص رکش لوتھی بر سو رہو۔ اگر اس کی ہمار کھینچتا ہے تو اس کی منہ زدی سے) اس (میں) شگلا تہرا جاتا ہے لگو ہمار کو ڈھیلا چھوڑ دے۔ تو اس کے ساتھ ہسٹوں میں پڑے لگو ہمار کو بچائے (میں) کشی قتلوں مزاحی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے اس (میں) درت اور شدت (میں) اور مجھے ایک جماعت کا ایک (میں) کیا لگاؤ۔ ان میں سے سب سے پہلے

مقابلے میں میرے استحقاق و فیضیت میں کب شک تھا۔ جو اب ان لوگوں میں شامل کر دیا گیا ہوں۔ مگر
 میں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب وہ زمین کے نزدیک ہو کر پرواز کرنے لگیں۔ تو میں بھی ایسے کرنے لگوں
 جب وہ اونچے ہو کر اڑنے لگیں تو میں بھی ایسا کروں ان میں سے ایک شخص تو کینا اور عناد کی وجہ سے
 سے پھر گیا۔ دوسرا داندی اور ناگفتہ باتوں کی وجہ سے دوسرا ہو گیا جہاں تک کہ اس قوم کا تیسرا شخص
 مرگین اور چارہ کے درمیان کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی بند سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جو اللہ سے
 کو اس طرح ننگے تھے جس طرح اونٹ فصل ریح کے چارہ کو چرتا ہے۔ آخر کار وہ وقت آیا۔ کہ اس کی
 بنی ہوئی دسی کھل گئی۔ اور اس کی بد اعمالیوں نے اس کا کام تمام کر دیا اور شکم پُری نے اس کو سہ کے
 لی گرا دیا۔ اس وقت مجھے لوگوں کے جوم نے دہشت زدہ کر دیا۔ جو میری طرف بچو کے ایالی کی طرح ہر وقت
 لگا مار بڑھ رہا تھا۔ آخر کار یہ حالت ہوئی کہ حسن اور حسین کچے چارہ سے تھے۔ اور میری ردا کے دونوں کونے
 پھٹ گئے تھے۔ وہ سب میرے گرد بکریوں کے گلے کی طرح گھرا دے ہوئے تھے۔ مگر اس کے باوجود
 میں اہر خلافت کو بے کراٹھا۔ تو ایک گروہ نے بیعت توڑ ڈالی۔ دوسرا دن سے نکل گیا۔ تیسرے گروہ نے فسق
 و فجور اختیار کر لیا۔ گویا کہ انہوں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا ہی نہیں تھا۔ کہ یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے
 لئے بنایا ہے جو دنیا میں نہ بندی چاہتے ہیں۔ اور نہ ہی نسا د پھیلاتے ہیں۔ اور اچھا انجام ہم سب گاروں کے لئے
 ہے۔ ہاں ہاں خدا کی قسم! انہوں نے اس آیت کو سنا تھا۔ یا د کیا تھا۔ لیکن ان کی نگاہوں میں دنیا کا
 جمال کھب گیا۔ اس کی سچ و سچ نے انہیں سبھاں لیا۔ دیکھو اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافہ کیا۔ اور ذی
 دوح چھریں پیا کیں۔ اگر بیعت کرنے والوں کی موجودگی اور مدد کرنے والوں کے وجود سے مجھ پر محبت نہ
 نہ ہو گئی ہوتی۔ امد وہ عہد نہ ہوتا۔ جو اللہ عود جل نے علما سے اٹھا رکھا ہے۔ کہ وہ ظالم کی شکم پُری اور
 کی ہونٹ پر سکون امد تراء سے نہ چھینیں۔ تو میں خلافت کی باگ ڈور اسی کے کھ سے پر ڈال دیتا۔ اور
 انکو اسی پیلے سے سیراب کرتا۔ جس پیلے سے اس کے اول کو سیراب کیا تھا۔ تم دنیا کو میرے
 بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ناقابل اعتنا پاتے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ جب حضرت خطیب نے اس
 مقام پر پہنچے۔ تو ایک شخص نے ایک کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ جس میں لکھا تھا کہ جب فارغ ہوئے
 تو میں آپ سے کہا۔ اے امیر المؤمنین! آپ نے جو خط لکھا ہے۔ اس میں جو چیزیں لکھی ہیں۔ وہ سب فراموش فرمایا اے
 امیر المؤمنین! یہ تو ایک شفق گوشت کا ٹکڑا ہے۔ (تو خط پھاڑ کر پھینک دیا)۔

بظہر کو رہ گیا۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں ام سلمہ حاضر ہوئیں۔ عرض کیا اے سمت رسول کیا حال ہے
 اللہ کے انتقال کے بعد زندگی نہایت تکلیف دہ و مشقت سے گزر رہی ہے۔ رسول اللہ کا انتقال
 ہوا۔ خدا کی قسم اس کے حجاب چاک ہوئے اس کی امامت کو قطع کیا گیا۔ جو تنزیل شری اور
 سنت نبوی کے خلاف تھی۔ لوگوں کے دلوں میں بدر کے کینے احمد کی دشمنی چھپی ہوئی موجود تھی۔ جو ب
 وادشت تھے۔ تو شقاوت اور خیالات کا سیلاب ہم پر ٹوٹ پڑا۔ ایمان کے رشتے ٹوٹ گئے۔ رسالت کی
 حفاظت مومنین کی اداو کے متعلق اللہ سے جو وعدے کئے گئے تھے۔ وہ ختم ہو گئے۔ ان لوگوں نے دنیا کے حکمر
 کو جھج کیا۔ جب سید کے کلام کو خلیفہ اول نے سنا۔ تو آپ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے مسلمانوں
 کے گروہ اے باطل کی طاقت جلدی کرنے والو! اے ابدی گھانا اٹھانے والو! کیا تم نے قرآن میں غور نہیں کیا۔ لگاتار
 بُرائی کرنے سے تمہارے دلوں کو سیاہ کر دیا ہے۔ تمہاری آنکھوں کانوں سے حساب لے لیا جائے گا۔ وہ باتیں
 کس قدر بھونڈی ہیں۔ جو تم پیش کر رہے ہو۔ کتنی بُری باتوں کو تم نے پکڑا ہے۔ تمہیں گمراہی کا خمیازہ بھگتنا پڑے
 گا۔ جب تمہارے سامنے سے پڑے ہیں گئے تب تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ تم نے کس قدر نقصان کیا ہے اور تم پر واضح
 ہوگا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کس قدر حساب ہے۔ کہ جس کی تم تاب نہ لا سکو گے۔ اس روز اہل باطل
 خسارے میں ہوں گے۔ انصار سے فرمایا۔ یٰ دینِ دلت کے مددگارو! اسلام کے نگہبانو! میرے حق میں کستی کیوں
 ہے۔ مجھ پر تو ظلم ہو رہا ہے۔ اس سے اعراض کیوں کرتے ہو کیا رسول اللہ نے اپنی اولاد کی حفاظت کا
 نہیں دیا تھا۔ تم ان باتوں کو بھول گئے ہو۔ اور کسی اور غم میں پڑ گئے ہو۔ تمام دنیا کو تم نے اپنی گمراہی سے
 دیا ہے۔ صاف چیزیں تلاوٹ کر دی ہے۔ کھلی ہوئی راہ کو دور کر دیا۔ تمہارے اس فعل سے پہاڑ کا نیپ
 ٹس ختم ہو گئیں۔ حریم ضائع ہوئیں۔ خدا کی قسم یہ بڑا حادثہ اور بہت بڑی مصیبت ہے۔ اس
 کی فائدہ نہ ہوگی۔ کوئی ہلاکت اس قدر جلد نہ آئی۔ تم نے میرے باپ کی میراث کو منہم کر لیا ہے
 دیکھتے دیکھتے میرے باپ سے جو وعدے کئے تھے ان کا کیا انجام ہوا۔ میری آواز تمہارے کانوں
 سے ٹکرا رہی ہے۔ میری فریاد سن رہے ہو لیکن کانوں میں تیل ڈالے ہوئے ہو۔
 میری دور کسی نہیں کرتے۔ اللہ کے لئے غم کیا ہے تم وہ نیک بندے
 ہو۔ جس سے ہمیں فائدہ کی امید تھی۔ تم کی تار کی پھیلا رہے ہو۔ ہم خاموش

ہیں تم ہم پر سختی کر رہے ہو۔ اور ہم پر حکومت کرنا چاہا ہے ہو۔ حالانکہ ہم تم پر حاکم ہیں ہمارے باعث اس
 کی بجائے تم پر گھم کرائی۔ شہر فتح ہوئے مشکلات آسان ہوئیں۔ شہر کا جوش و خروش ٹھنڈا ہوا۔ مفر کی چنگاریاں بجھ کر
 گئیں۔ حق کی آواز بلند ہوئی۔ دین کا نظام قائم ہوا۔ اس کے بعد تم ہم سے پھر گئے۔ بڑھتے قدم پر
 ان لوگوں سے کیوں نہیں اڑتے جنہوں نے اپنے ایمان میں نکٹ کیا ہے۔ خدا کی قسم
 ہستی میں جا پڑے۔ تم حق سے بہت دُور چلا پڑے۔ جو کٹ دگی اور تگلی میں سب سے زیادہ احترام
 مستحق تھے۔ تم ان سے الگ ہو گئے۔ جن ستم نے تگلی سے نکل کر وسعت میں قدم رکھا تھا۔ اور دولت
 سے حیات پائی تھی۔ افسوس ہے جنہوں نے یہ سب کچھ کیا تھا۔ انہی پر تم نے عزم کیا جو کچھ میں نے کہا۔
 پس اس کو تباہی کا اظہار ہے۔ جو تم نے کی۔ یہ نفس کو ذلیل کرنا۔ ہڈی کو ترشنا۔ سپینہ کو کھلنا غصہ کو دہانا۔ لباس
 کو ہٹا کر نالور محبت کو معذور بنا دینا ہے۔ تم کرو۔ جو کچھ کر رہے ہو۔ مگر یہ سمجھ لو کہ اس آگ کا سامنا ہونے والا
 ہے جو قیامت تک پردہ جلائے گی۔ قیامت کے دن کا حاکم خدا ہے واحد دیکتا ہوگا۔

جب حضرت ابوبکر کے ہاں سے واپس لوٹیں۔ تو حضرت علیؓ کے پاس آئیں فرمایا۔ یہ لوگ دروں میں کینے
 چھانے ہوئے ہیں۔ غیلوں کی طرح اپنے مافی الضمیر کو دیا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ فلاں نے میرے باپ کا عطیہ اور
 میرے بچوں کا روزینہ منہا کر لیا۔ اس نے مجھے مظلوم بنانے کی کوشش کی۔ میری خصوصیت میں سخت ہو گیا۔ اس
 حالت میں غصہ کیا۔ جو میری ہمدرد ہے اب کوئی دو کئے والا اور میری مصیبت دفع کرنے والا کوئی نہیں ہیں
 مجھ کوئی کروہی سے نکلی۔ اور دولت کے ساتھ واپس ہوئی۔ اب میرا کوئی اختیار نہیں بکاش میں اپنی اس خدمت
 کے بدلے میری اپنی امیدوں کے مرنے سے پہلے دنیا سے خستہ ہو جاتی۔ واللہ! میرا غم آپ کے معاملہ میں ہو سکتا
 ہے۔ میرا شکوہ اپنے رب سے ہے اپنے باپ سے میں داد خواہ ہوں گی۔ خداوند! ان سب سے
 رحم فرمائیے۔

امیر المومنینؓ نے فرمایا۔ اسے بعضہ رسولؐ باپ فہم نہ کریں۔ آپ کے مرتبہ میں کوئی کمی نہیں۔ بلکہ آپ
 کے لئے پاکت ہے خدا کی قسم! میں نے دین میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا۔ اور نہ میں نے خطا کی۔ اگر تم کوئی
 شکوہ ہو تو آپ کو بذوقِ حق کہئے۔ اور آپ کا فیصلہ صحیح سمجھتے ہیں۔ اس
 میں شک نہیں زیادہ ہے پس میرے کہئے۔

پس رسولؐ نے فرمایا۔ جس

فصل

اہل بیت علیہم السلام کے مصائب کے بیان میں

سلمان بن ابان نے کہا کہ میں نے حضرت امام حنفی صلی اللہ علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔

ألا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين يقولون ربنا افرجنا

من هذه القرية النظام اهله

قریبا اس سے مراد ہم لوگ ہیں عبد کس حمدانی۔ ابن خودک، صفہانی اور ابن شبرویہ طبری ابو سعید خدری

نہجے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے ان مصائب کا ذکر کیا جو آپ کی وفات کے بعد حضرت

علیٰ کو پہنچیں گے۔ یہ سن کر حضرت علیؑ رو پڑے۔ عرض کیا میں آپ سے اپنی قرابت اور محبت کے حق کو واسطہ دے کر

سوال کرتا ہوں بگو آپ میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اپنے پاس اٹھا لے۔ فرمایا اے علی! میں

بیر سے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اس موت کا سوال کر دیں۔ جو پہلے مقرر ہو چکی ہے۔

ہمارے اصحاب کی کثیر تعداد کا یہ نظریہ ہے کہ ہمارے آئمہ دینا سے شہادت کی موت کے ساتھ تشریف لے

منجئے ہیں۔ یہ حضرات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس فرمان سے استدلال کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

اکامقتول شہید خدا کی قسم ہم میں سے ہر نام مقتول ہو کر شہادت کی موت مرا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ رسول اللہ کے پاس موجود تھے۔ اسی دوران میں رسول

ی طرف متوجہ ہو کر دھڑ سے بیس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ کیوں روتے ہیں، فرمایا کہ میں

تباہوں کہ تمہارے سر پر ضرب لگے گی۔ خاتمہ کے منہ پر ٹپا نہ چھے گیس گے۔ حسن کی دامن پر نیزہ لگے گا۔

ایسا کیا جائے گا۔ اور حسین کو شہید کیا جائے گا۔

یہ ایک شخص کو یہ اشعار کہتے ہوئے سنا۔

ذكرى
وسبى النساء وهتك المنكر

سب دل نبی کے سے عزتی کو یاد کرتا ہے ۔

الذبح الصبي وقتل وسم الشجر

بچے کا ذبح ہونا۔ یحییٰ کا قتل ہونا۔ حسین کا شہید ہونا اور حسن کو زہر دیا جانا

ترترق فی العین ماء الفسود و تبصری علی الخلد منه الدار

تو خون کے آنسو ہلکے کے ذریعے ٹپکتا ہے جو موتیوں کی صورت میں رخسار پر بہتے ہیں

یسا قلب صبراً علی حزنہم فعند البلاء یا حکون العبر

اے دل ان حضرات کی معیبت پر صبر اختیار کر۔ امتحانات کے وقت صبر میں حاصل ہوتی ہیں۔

نقہ نامہ اس بات پر اجماع کیا ہے کہ آنحضرت خمس غنائم بنو ہاشم میں تقسیم فرماتے تھے با اسناد

نور امام شافعی نے امام ابو حنیفہ سے یہ روایت عبد اللہ بن ابی یحییٰ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں

فلس سوس ادا ہوا کی طرف سے کافی مال حضرت عمر کے پاس آیا۔ اور کہا اے بنو ہاشم اگر تم اس مال

قیمت میں سے اپنا حصہ بطور فرض مجھے دے دو۔ تو میں اس کا عوض تمہیں دوسری دفعہ دے دوں گا حضرت

عمر نے فرمایا۔ یہ بات مجھے منظور ہے

عباس نے کہا ہمیں ڈر لگتا ہے کہیں ہمارا حق ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت

عمر مر گئے لیکن ان حضرات کا حق واپس کر کے نہ گئے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے خمس کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا خمس ہمارا حق ہے لوگوں نے

خدا کو دیا ہے اور ہم نے صبر سے کام لیا ہے۔

عمر بن عبد العزیز نے خمس امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں واپس کر دیا تھا۔ نیز ماموں نے بھی ان

حقوق کے پاس خمس کا مال واپس کر دیا تھا۔

مسلمانوں میں سے ایسے نفوس کون حضرات ہیں جو پر صدقہ حرام جن کی توقیر اور محبت لوگوں پر بجانب

خدا ہے (لیکن زمانے کی ستم خیزی ملاحظہ کیجئے کہ) یہ ذوات مقدسہ معائب اور شہداء

کے کام پتے رہے فقر و فاقہ کی حالت میں دنیا سے کوچ کر گئے۔ آخر فقر کی وجہ سے ایک

کچھ دی۔ تو دوسرے نے اپنے پیسے کا پکڑا فروخت کر دیا ہے۔ حالانکہ مال غنیمت تھا۔

حسب کی صورت میں مال غنیمت سے محروم رہے۔ مگر اور نفوس کی طرح۔ کہ جس کے حالانکہ

خدا کا کرم تھا کہ کچھ بگاڑا نہیں تھا۔ اور بے جرم و خطا تھا۔

تو ان کا کوئی جرم تھا۔ تو

یہ کثرت ظلم کا نتیجہ تھا۔ کہ حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کو رات کو دفن کیا اور اپنے متعلق وصیت فرمائی۔
 جس سے کہ مجھے کسی پوشیدہ مقام پر پوشیدہ طور پر دفن کیا جائے۔ اکیس دشمنان خدا آپؑ کے جسد اطہر کو قبر سے نکال
 دیا (مقتی نہ کریں)

حضرت علیؑ امام حسنؑ اور عقیل علیہ السلام کے گھروں کو برید کے حکم سے سعید بن عامر نے منہدم کر دیا تھا۔
 حضرت علیؑ علیہ السلام کے اسی گھر کو جو مسجد مدینہ میں واقع تھا، عبدالملک بن مروان نے گرا دیا تھا۔ امام حسین علیہ
 السلام کی قبر مبارک اور آپؑ کے اصحاب کی قبروں کو تہ و بالا اور مقامات قبور کو کھوڑا لٹے اور تہر حلقہ کا پانی کھوڑا
 کہ ان قبور پر چھوڑنے کا حکم متوکل عباسی نے دیا تھا، ان قبور کے زائرین کو قتل کیا گیا، ان حضرات پر قوم ہمدانی
 مسلط کیا یہ لوگ یہ کام انجام دیتے رہے۔ حتیٰ کہ متوکل قتل کر دیا گیا، خلیفہ مستنصر بھی سیرت کا مالک تھا، آپؑ
 کی حکومت کے زمانے میں حضرت امام حسینؑ کی قبر دو بار تعمیر کی گئی۔

مقتدر نے اس مشہد کو جلا دیا، جو مقابر قریش امزار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میں تھی، اس کے ساتھ
 پر سلام ہو۔

فصل

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی بنی صلعم کے ساتھ مخصوصیت

وہ شخص آنکھوں سے یقیناً اندھا ہے جو یہ کہتا ہے کہ آیت انفسنا و انفسکم سے مراد بنی صلعم کی خودی ہے
 یعنی یہ بات محال میں سے ہے کہ کوئی شخص اپنے نفس کو بلا کرے جائے۔ بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے
 جسے نفوس کے قائم مقام ہو۔ اگر بالفرض محال تسلیم کر بھی لیا جائے کہ انفسنا سے مراد علی علیہ السلام
 ہیں تو یہ کہنے کا حق تھا کہ آپ اس شخص کو میدان سبائلیں دے دیں جس کی شرط نہیں تھی۔ اور آپ
 شرط کی تھی کہ جس شخص کا یہ اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انفسا سے مراد وہ ذات
 جو قائم مقام

کتاب وسینہ میں امام حسینؑ بن علیؑ دیئے ہیں۔ کہ انفسنا
 مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ یہ شخص اپنے بن عم کا نفس

تعالیٰ کی یہ آیت ولا تلزموا انفسکم کا مقصد یہ ہے کہ تم اپنے کمزور مومن بھائیوں کو طاعت نہ کرو۔
 (انفسکم سے کمزور مومن بھائی مراد ہیں) کسی لفظ کو حقیقی معنی سے نکال کر مجازی معنی میں ضرورت کے وقت استعمال
 کیا جاسکتا ہے۔ (یہاں اس بات کی ضرورت ہے) مگر اس کے اس اعتراض کو تسلیم کر لیں کہ رسول اللہ کے بنو عمام
 تو بہت تھے۔ پھر لوگوں کو چھوڑ کر علی علیہ السلام کو کیوں منتخب کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام میں
 خصوصیات ہیں جو ان میں موجود نہیں ہیں اور صاحب عبادت تو ایک نفس کی مانند تھے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دوسرے کلمات کے ساتھ واضح کیا ہے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ بنی صلم نے حضرت علیؑ سے کہا۔
 انت منی وانا منک

تم مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں۔

فخالد سمعانی، تاریخ خطیب اور فردوس دیلمی میں برآ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ان الفاظ میں
 عباس کے ہیں کہ بنی صلم نے فرمایا علی کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے نیز فرمایا۔
 (یعنی علی) تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میرے روح کو میرے بدن سے نیز فرمایا۔ (اے علی) تم کو مجھ
 سے وہ نسبت حاصل ہے جس طرح ایک روشنی سے دوسری روشنی حاصل کی جاتی ہے۔
 ابن حماد نے کہا کہ

من الذی قال النبی ﷺ انت منی مثل روحی فی البدن

وہ شخص (علی) کوئی ہے جس کے بارے میں بنی نے فرمایا تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میری
 روح کو میرے بدن سے۔

بخاری میں ہے کہ بنی نے علی علیہ السلام سے کہا تم مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں فردوس دیلمی میں
 ابن بن حصین سے مروی ہے کہ بنی صلم نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں وہ میرے بعد
 ہر مومن کے ولی ہیں۔ اس قسم کی روایت ابن میمون نے ابن عباس سے کی ہے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ بنی صلم نے ایک وفد (طائف) سے کہا تمہارے کمزور پر ہونی چاہیے
 مگر کمزور لوگوں کو چاہیے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک ایسے شخص کو بھیج دوں گا جس کی مانند ہوگا۔
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرماں سے علی علیہ السلام کی ولایت کی علامت کے طور پر اشارہ کیا کہ میں تمہارے
 رسول اللہ کے بعد

امت کے ولی ہیں ۔

کتاب المحدثین بالاسناد انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس بات کا ارادہ کرتے کہ کسی جنگ یا مجمع عام میں علی کو مشہور کریں ۔ تو آپ اپنی سواری پر کھڑے ہو جاتے تھے ۔ اور لوگوں کو پیچھے چلنے کا حکم دیتے

کتاب شرف المصطفیٰ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عمامہ تھا جس کو آپ پہنا کرتے تھے ۔ اس کا نام سحاب تھا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام اس کو پہنا کرتے تھے ۔ جب حضرت علی علیہ السلام اس کو پہن کر تشریف لاتے تو فرماتے علی سحاب پہن کر تمہارے پاس آیا ہے

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر کبیر تشریف لے جا رہے تھے ۔ اور حضرت علی علیہ السلام پیادہ روانہ ہوئے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سوار ہو جاؤ یا واپس چلے جاؤ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کے فضائل بیان کئے

اور ارفع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میٹھ جاتے اور اٹھنے کا ارادہ کرتے ۔ تو علی کو پکار کر قیام فرما جاتے اور کسی شخص کو نہیں پکارتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس بات کو جانتے تھے ۔ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علی علیہ السلام کے ساتھ سہارا نہیں دیتا تھا ۔

جہانی ایک حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف فرما ہوتے تو حضرت علی علیہ السلام کا سہارا لے کر میٹھ جاتے ۔

مرالادب میں ابو منصور ثعلبی سے روایت ہے کہ ۔

ابی بنی عاصم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی علیہ السلام اکٹھے سو یا کرتے تھے اور ان کے درمیان ایک لمحات ہوا کرتا تھا ۔

حلیۃ الاولیاء میں عبد الرحمن بن ابی علی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہارے پاس تشریف فرما ہوتے تھے ۔ اور سہارا کو میرے اور خاتمہ کے درمیان رکھ دیا ۔

المناسبات الاثرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے

بارے میں آگاہ کیجئے۔ کہا اگر تم مقصد یہ ہو کہ تمہیں اس بات کا علم ہو کہ علیؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیا منزلت تھی۔ تو علیؑ کے گھر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں دیکھو۔
بخاری اور ابوبکر بن مردہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے کہا کہ دیکھو علیؑ علیہ السلام کا گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان واقع ہے۔

خصائص مظہری میں ہے کہ ابن عمرؓ نے کہا کہ کسی شخص نے میرے والد سے حضرت علیؑ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا۔ یہ رسول خدا کا گھر ہے۔ یا علیؑ علیہ السلام کا گھر ہے۔ اور یہ گھر وہ ہے جس میں رسول اللہ کے ساتھی (ابوبکر) رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھٹیک آتی تو علیؑ علیہ السلام فرماتے۔ اے اللہ کے رسول! اللہ آپ کا ذکر بلند کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے۔ اے علیؑ! اللہ تیری کعب کو بلند کرے۔
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی کے عالم میں ہوتے۔ تو جناب علیؑ کے سوا کوئی شخص آپ سے بات کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ حضرت علیؑ کے پاس تشریف لائے۔ اور آپ خواب میں تھے۔ رسول اللہ نے آپ کو بیدار نہ کیا۔

اس بات میں کوئی کلام نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ سے سن اور مرتبہ کے لحاظ سے بڑے تھے۔ جب آپ علیؑ علیہ السلام کا احترام کرتے تو یہ احترام یا اللہ عزوجل کے حکم کی وجہ سے ہوتا تھا یا اپنی ذات کی طرف سے کرتے تھے۔ دونوں حالتوں میں لوگوں کو علیؑ علیہ السلام کا مرتبہ دکھانا مقصود تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک علیؑ علیہ السلام کا کیا مقام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت علیؑ علیہ السلام سے کس قدر محبت تھی ہم اس کو مالی طوسی سے ابن مسعود کی تعبیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کا ہاتھ جناب علیؑ کے ہاتھ میں تھا۔ اور آپ کو پیوست کئے ہوئے حرکت دیتے تھے جس نے عرض کیا کہ جناب علیؑ کی آپ سے کیا منزلت ہے۔ فرمایا۔ اتنی جتنی میری اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔

اپنی اسناد سے مجھے ابو علاء ہمدانی نے حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ جناب علیؑ کو گھیرے ہوئے تھے۔ اور آپ کو بوسے دیتے تھے اور فرماتے تھے۔ میرے ماں یا باپ سے زیادہ عزیز ہیں جو جائیں میرے ماں یا باپ اس

مسافر شہید ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث کو موصی نے مسند میں ابن مینا سے وہ اپنے باپ سے وہ ابی عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو بصیر ایک حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ کے چہرے کے پینے کو پونچھنا شروع کیا۔ پھر اس کو اپنے چہرے مبارک پر ملتے تھے۔

ابو علاء عطاء و عبد خیر تک سلسلہ روایت سے کہ یہاں کہتے ہیں کہ علیؑ علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے قنبر بن ہذیل کے پیش کئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پھلے اتار کر انگلیوں کے۔ اور قنبر میرے منہ میں دیتے تھے۔ کسی نے پوچھا آپ علیؑ کو دوست رکھتے ہیں۔ فرمایا کیا تجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ علیؑ مجھ سے سب سے اوپر ہیں علیؑ سے ہوں۔

تاریخ خلیفہ میں ہے کہ جنگ بدر کی واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے۔ احباب نے آپس میں پکارتا شروع کیا کہ تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ اسی دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور آپ کے ساتھ حضرت علیؑ بھی تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو مفقود پایا تھا۔ فرمایا۔ ابو الحسنؑ کے پیٹ میں تکلیف ہو گئی تھی۔ اس لئے میں آپ کے ساتھ چھپے رہ گیا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر عمرو بن عبدود نے حضرت علیؑ کے سر اقدس کو زخمی کر دیا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے علیؑ علیہ السلام کے سر اقدس پر پٹی باندھ دی اور سر پر دعائے تلاوت کی۔ آپ ٹھیک ہو گئے۔ فرمایا۔ اس دلت میں کہاں ہوں گا۔ جب اس ڈالھی کو اس سر کے خون سے خضاب کیا جائے گا۔

حضرت علیؑ علیہ السلام سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سو یا کرتے۔ ایک رات بخارا کی وجہ سے بیدار رہے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کی بیداری کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیدار رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صدمت میں کافی کہ کسی مصلیٰ عبادت پر نماز پڑھتے اور کہیں حضرت علیؑ کے پاس تشریف لستے آپ کے پاس آکر آپ کی مزاج پرستی کرتے اور آپ کی حالت کا جائزہ لیتے۔ اسی حالت میں اپنے اصحاب کے ساتھ صبح کی۔ فرمایا۔ اے مجاہد! علیؑ کو شفا اور عافیت عطا کر۔ کیوں کہ جس تکلیف میں آپ مبتلا ہیں اس کی وجہ سے رات بھر بیدار رہے۔ ایک روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ! انھو آدم ٹھیک ہو گئے۔ جو چیز میں نے اپنے رب سے پوچھی تھی۔ اس نے مجھے عطا کر دی ہے جو چیز میں نے مانگی ہے۔

وہ تہمت لگائی ہے۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز گوش کے پیچھے جا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش سے باتیں کر رہے تھے اور دراز گوش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا۔ آپ کا قابہ اور غیٹہ میں جانے کا ارادہ تھا۔ جب دونوں کے قریب پہنچ گئے فرمایا۔ اے معبود! مجھے وہ شخص دکھا دو۔ اے معبود! مجھے وہ شخص دکھا دو۔ یہ جوتھی دفعہ فرمایا۔ اے معبود! مجھے اپنی رجا دکھا دو۔ فوراً حضرت علیؓ کچھ روں کے اڑیاں سے باہر نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گر پڑے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیؓ پر گر پڑے اور آپ کو بوسے دینے شروع کر دیئے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات جناب علیؓ سے نہیں ہوتی تھی تو فرمایا کرتے۔ اللہ عزوجل کے حبیب اور اس کے رسول کے حبیب کہاں ہیں۔

فضائل احمد میں جابر بن انصاری سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاریہ کے پاس موجود تھے انصاریہ عورت نے رسول اللہ کے لئے کھانا تیار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک جنتی آدمی تمہارے پاس آئے گا۔ ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں وادی کی طرف مٹی ہوئی تھیں وہاں سے ایک کوئی کاس روکھائی دیا۔ فرمایا۔ اے معبود! اگر تو چاہے تو اس شخص کو علیؓ میں تبدیل کر دے۔ علیؓ تشریف لائے۔ جناب رسول خداؐ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔

جامع ترمذی۔ ابانہ۔ عکبری مستند اور فضائل احمد اور کتاب ابن مردودہ میں مندرجہ ذیل حضرات سے روایت ہے۔

۱۱۱۱ھ عظیمہ ۱۲۱۱ھ ہجری ۱۳۱۱ھ عبد الرحمن بن ابی یعلیٰ۔ اور ۱۴۱۱ھ ابو یعلیٰ۔

کونجی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ میں علیؓ کو بھیجا۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ دونوں ہاتھوں کو بند کئے ہوئے تھے۔ اللہم لا تمہتنی حتی تویرینی علیاً معبود! اس وقت تک مجھے موت نہ دے۔ حیات تک میں علیؓ کو دیکھوں۔

غیب کی اربعین میں ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے چلے جائے تو غم نہ کرو۔

میں نے فرمایا کہ اگر احد کی لڑائی میں مجھ کو ہم سے جدا کر دیا جائے تو میری حالت کیسی ہوگی؟ فرمایا۔ اے علیؓ! اگر میں نے تجھے تنہا چھوڑنا اور تم بہترین وقت پر نہ آوے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ پر اپنے اسرار اور راز آگاہ کر دیئے تھے۔ ابن شیر ویر نے فرود میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے راز دار علی بن ابی طالب ہیں۔

ترمذی نے جامع میں ابویعلیٰ نے سند میں چار ایک سلسلہ روایت سے کبریٰ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے روز جناب علیؓ سے راز نیاز کی باتیں کیں۔ راز و نیاز کا سلسلہ طویل ہو گیا۔ آدمیوں نے ایک دوسرے سے کہتا شروع کیا، کہ رسول اللہ نے اپنے ابن عم کے ساتھ طویل سرگوشیاں کیں ہیں۔

ترمذی کی روایت یہ ہے کہ لوگوں نے کہا: رسول اللہ نے راز و نیاز کا سلسلہ لیا کر دیا ہے یہ غیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اتنا کہا آپ نے علیؓ سے راز کی باتیں بیان کیں اور ہمارے ساتھ ایسا سوک نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: میں نے اس سے راز کی باتیں نہیں کیں۔ بلکہ اللہ نے اس سے راز کی باتیں کیں ہیں۔ پھر ترمذی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے رب کا حکم ہوا ہے کہ تم علیؓ سے راز کی باتیں کرو۔

اس بارے میں عبید نے کہا ہے

وكان بالطائف انت جاهد فقال اصحابه الحضرة
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے طائف کے مقام پر راز کی باتیں کیں۔ صحابہ موجود تھے انہوں نے کہا:
املت فجواك مع علي فقال ماليس نية زور
آپ نے علیؓ سے بے راز کی باتیں کیں ہیں۔ فرمایا: اس میں سمجھوت نہیں ہے۔

ما انا ناجيته ولكن ناجاه ذو العزك النخبير
میں نے اس سے راز کی باتیں نہیں کیں۔ بلکہ صاحب عزت غیر اللہ نے اس سے راز کی باتیں کیں ہیں۔
سید حمیری نے کہا ہے

فقد يوم ناجاه النبي محمد يسر اليه ما يريد و يطالع
طائف کے روز نبی محمد نے حضرت علیؓ سے وہ راز اسے کہہ دیا جو آپ نے پسند کئے

یعنی ابوصالح سے وہ ابی عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے اپنے آخری خطبہ ارشاد فرمایا: لو کہ جسے اذن دیا جائے کہ میرے پاس ہمیشہ رہتے ہیں میں اس کی طرف متوجہ ہوں بلکہ وہ میری بات کو قبول کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت عتق عتق کی۔ ومنهم الذين يودون

فَيَقُولُ هُوَ اذن بعض وہ لوگ ہیں جو نبی کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں وہ تو اذن (کان) ہے۔
 پھر الزمینی حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں
 جانب بیٹھ گئے۔ اسی شان میں دو آدمی آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ فرمایا: تیسرے آدمی کو چھوڑ دو۔ آدمی کو
 سرگوشی نہیں کرنی چاہی۔ یہ بات مومن کو اذیت دیتی ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ اذ اتنا جیتتم فلا تتناجوا
 بالامم والاعدوان ومعصية الرسول اع الله تعالى کا قول ہے۔ انما النجوى من الشيطان
 المحذون الذين امنوا

رسول اللہ اپنی وفات کے وقت جناب علی سے فرمایا: آپ مجھ سے جدا نہ ہونا۔ وارث طعن نے صبح میں معانی
 میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وفات کے وقت) جناب علی کو اپنے سینے سے لگائے رہے
 آپ کا انتقال ہو گیا۔

عش ابوسلمہ ہمدانی اور سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی گود میں انتقال کیا
 ابوہریرہ عیاش، ابن حبات، اور عثمان بن سعید یہ تمام حضرات صحیح بن عمیر سے وہ بی بی عائشہ سے روایت
 کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جناب علی کے ہاتھ میں نکلی آپ نے (بطور تبرک) اسے اپنے منہ کی طرف
 پھیرا۔

میرزا ام موسیٰ سے وہ ام سلمہ سے روایت کرتی ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ذریعے میں قسم
 کرتا ہوں رسول اللہ کے آخری وقت میں سب سے زیادہ حضرت علی آپ کے قریب رہے کچھ باتوں کے
 بعد کہہ کیا کہ حضرت علی نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گرایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے راز
 رکھنے والے سرگوشیاں کرتے تھے۔ ان باتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اس
 قسم کی قسم دی تھی کہ موت کے بعد آنحضرت کو اس حنوط سے تجھنا کریں جو جبرائیل اسمان سے آئے کہ حاضر
 ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی پر اعتماد تھا آپ نے اہل حرم کے معاملات میں آپ کو تصفیہ کے لئے
 مقرر کیا تھا۔

حضرت علیؑ نے اپنے حلیت میں محمد بن حنفیہ سے دعا کی ہے کہ جس شخص کے
 ہاتھ میں تیرا ہاتھ ہوگا۔ وہ باوجود نامی خصی تھا جس کو حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا اس فیصلے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور آپ کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا تو رہنہ ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام پر حقیقت دھنچ ہو گئی کہ یہ خصی ہے اس میں مردوں والی کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے قتل کے بارے میں رک گئے۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن اسحاق باسناء خود ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ ماریہ کا ایک ابن تھا جو اس سے طلاق کیا کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بھیجا کہ اسے جا کر قتل کر دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے حکم کی تعمیل میں طرح کروں گا جس طرح گرم کپڑے میں جاتی ہیں ایک روایت میں ہے کہ جس طرح گرم کپڑے میں جاتی ہیں جاتی ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا جس کی طرف آپ مجھ کو بھیج رہے ہیں موجودہ چیز دیکھتا ہے جس کو غیر موجود نہیں دیکھ سکتا آپ تلوار لے کر روانہ ہو گئے جب آپ اس کے پاس پہنچے تو تلوار کو میان سے باہر نکال لیا۔ اس نے سمجھا کہ حضرت اس کو قتل کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ چٹ نوین پر ریش گیا۔ اور اپنے پیر پھیلا دیئے۔ جب حضرت نے دیکھا تو وہ ناکارہ تھا۔ مرد والی اس میں کوئی علامت نہیں تھی۔ آپ تلوار کو میان میں رکھ لیا۔ واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو حالات سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے اہل حق سے امتحان دور کر دیا۔

ابن ابی بکر نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے احتجاج میں جو حضرت ابو بکر سے بیان کئے تھے اپنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۲۳ خصوصیات گنوائیں ہیں۔ فرمایا میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ نبی بنی عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ابراہیم آپ کے نطفے سے نہیں ہے بلکہ یہ تو فلان قبیل کے نطفے سے ہے۔ انھوں نے فرمایا اے علی! جاؤ اور اس کو قتل کر دو۔ جس نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ نے مجھے بھیجا ہے تو میں شال گرم کپڑے کی مانند ہو جائے گی۔ جس کو گوبر میں گاڑ دیا جائے۔

بخاری بہل بن عدی ساعدی سے راوی ہیں کہ جنگ احد کے موقع پر جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھاگ گئے تھے۔ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو زخمی کر دیا۔ حضرت علی پانی لاکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالتے تھے۔ اور جناب خاتمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے خون کو دھوئی تھیں۔ حضرت علی نے ایک پانی

کہہ دیا اور اس کی راکھ آپ کے زخموں میں بھری

تاریخ فہری میں ہے کہ جنگ احد کا جو واقعہ ہوا سو ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے عقب میں جناب علیؑ کو روانہ کیا۔ زیادہ قوم کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ۔ اور دیکھو یہ لوگ کیا کرتے ہیں جب انہوں نے اپنے گھوڑوں پر نہیں اور لوٹنوں پر پالائی کس لی۔ اور مکہ کی طرف واپس ہو گئے تو میں نے چلنا شروع کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں۔ آیت من شکر الثقات فی المعقد کی تفسیر میں مفسرین بیان کرتے ہیں کہ بعید بن اعصم یہودی نے دھنن علیؑ کو میں جاؤ کر دیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پانی پیا تو بیمار پڑ گئے۔ دوزخ شتے حاضر ہوئے آپ کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ آپ نے علیؑ کو میرا رعبہ کو کنوئیں کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے کنوئیں کے تمام پانی کو باہر نکال ڈالا۔ گویا کہ کنوئیں خالی ہو گیا۔ کنوئیں میں اتر کر ان لوگوں نے ایک پتھر کو اٹھایا۔ اس کے تلے سے ایک موزے کو نکالا۔ پتھر کو موزے کے اندر سے آپ کے سر کی ایک کٹھن بھی برآمد ہوئی۔

بہت سے واقعات ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ علیہ السلام کے بارے میں دعا فرمائی۔ غریب خیم کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبود! اس شخص کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے۔۔۔۔۔ خیمہ میں فرمایا اے پلنے والے علیؑ کو سردی اور گرمی سے بچائے رکھنا۔۔۔۔۔ مبادلہ کے موقع پر فرمایا۔ پالنے والے یہ لوگ میرے جنت اور میرے خاص افراد ہیں ان سے رحمت کو دور رکھ۔ اور انہیں کا حقہ پاکیزہ فرما۔۔۔۔۔ علیؑ جب بیمار ہوئے تو فرمایا۔ اے پالنے والے علیؑ کو عافیت اور شفا عطا فرما۔۔۔۔۔ اس سے علاوہ اور بھی بہت سے دعاہیں ہیں۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کی نصرت اور ولایت کے متعلق دعا کی ہے۔ یہ باتیں دلی الامر کے مطابق ہیں ان امور سے آپ کی امامت روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے

علیؑ علیہ السلام کا تب وحی عہد نامہ جات اور مراسلات ملک تھے علیؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریبی خصوصیت سے رکھا تھا سب آنحضرت کا دل زبان اور ہاتھ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد حضرت علیؑ علیہ السلام کو قرآن مجید کے حکم دیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام کا تب ہمارا رسول اور باہر اتفاق عہد نامہ صلح حدیبیہ کے ایک تھے

جو واقعہ کانگاہ ہے کہ حضرت علیؑ کا تب نبی تھے۔ عہد ناموں اور وادع کے صحیفہ اہل نجران کو حضرت علیؑ نے تحریر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے عہد نامے کئے۔ وہ سب کے سب جناب علیؑ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں اور ابو رافعؓ کے کہ کہ ادھی رات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جناب علیؑ کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا تھا یہ وقت

کسی اور کے لئے مقدر نہیں ہوتا تھا

تایید بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے لئے ایک خاص وقت میں آنا جانا ہوتا تھا۔ یہ بات کسی اور کے لئے جائز نہیں تھی۔

عبداللہ بن یحییٰ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے لئے سحر کا وقت ہوتا تھا جب میں حاضر ہوتا تو اجازت طلب کرتا۔ اگر نماز میں معروف ہوتے تو سبحان اللہ فرماتے، عرض کرتا میں حاضر ہو رہا ہوں مسند احمد یسنن ماجہ اور کتاب ابو بکر بن عیاش میں ہے۔ باسائید خوشی عبداللہ بن یحییٰ اھرمی سے وہ جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو وقت جانا ہوتا تھا ایک دفعہ رات کو دوسرا دفعہ دن میں۔ میں حاضر ہوتا اگر آپ نماز میں ہوتے تو میرے لئے کھڑا کرتے تھے (یہ اجازت کی علامت ہوتی تھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نام رکھنے میں میرے نام اور کینت کو ایک ساتھ نہ رکھا کرو۔ میں ابوالقاسم ہوں۔ اللہ سے گائی تقسیم کروں گا۔ ایک حدیث میں ہے میرے نام کے ساتھ نام۔ میری کینت کے ساتھ کینت رکھو لیکن ایک ساتھ دونوں کو نہ رکھو۔ مگر علی علیہ السلام اور آپ کے فرزند (قائم علیہ السلام) کے بارے میں اس کی اجازت دے رکھی تھی۔

شیعی اپنی تفسیر میں سمعانی اپنی رسالت میں۔ ابن ربیع اصول الحدیث میں۔ ابوسعادات فضائل العشرین خلیب اور بلادی اپنی اپنی مایہ نگوں میں اور نظری خصائص میں ہر ایک اپنے استاد کے ساتھ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے علی) تیرا ایک بکا پیدا ہوگا جس کو میں نے اپنا نام اور کینت رکھ کر دیا۔ مسعانی اور احمد کی روایت میں ہے۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کینت میری کینت پر رکھنا۔ صرف اس بات کی اجازت ہے اور لوگوں کے لئے اب نہیں ہے جب محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے تو طلحہ نے کہا: علی نے اپنے فرزند کے لئے رسول اللہ کا نام اور کینت کو ایک ساتھ جمع کر دیا ہے حضرت علی اس شخص کے پاس آئے جو اس بات کی گواہی دے کہ رسول اللہ نے صرف علی کو اس بات کی اجازت دی تھی اور اپنے بعد باقی کسی کے لئے یہ دونوں چیزیں حرام کر دی تھیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمدی علیہ السلام (عجل اللہ فرجہ) کے بارے میں اجازت دی تھی۔ آنحضرت کا منہ رجب ذیل قرہاں حدیث تک پہنچ چکا ہے۔ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو مبارک کرے گا۔ حتیٰ کہ ایک شخص میری اطاعت میں سے خروج کرے گا۔ جس کا نام میرے نام پر اور جس کی کینت میری کینت ہوگی۔

کسی اور کے لئے مفقود نہیں ہوتا تھا

تایید بخاندی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے لئے ایک خاص تخت میں آنا جانا ہوتا تھا۔ یہ بات کسی اور کے لئے جائز نہیں تھی۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ حضرت علیؓ کے ہمراہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے لئے سحر کا وقت ہوتا تھا جب میں حاضر ہوتا تو اجازت طلب کرتا۔ اگر نماز میں معروف ہوتے تو سبحان اللہ فرماتے۔ عرض کرتا میں حاضر ہوں یا نہیں؟ مستند احمد یسنن ماجہ۔ اور کتاب ابوبکر بن عیاش میں ہے: باسبیلہ خویش عبداللہ بن ابی بکرؓ سے وہ جناب علیؓ کے ہمراہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو وقت جانا ہوتا تھا ایک دفعہ رات کو وہ سر وضو دن میں میں حاضر ہوتا اگر آپ نماز میں ہوتے تو میرے لئے کھڑکا دتے تھے یہ اجازت کی علامت ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نام رکھنے میں میرے نام اور کینت کو ایک ساتھ نہ رکھا کرو۔ میں ابوالقاسم ہوں۔ ان کے لئے دوے گاہیں تقسیم کر دیں گے۔ ایک حدیث میں ہے میرے نام کے ساتھ نام۔ میری کینت کے ساتھ کینت۔ دیکھو لیکن ایک ساتھ دونوں کو نہ رکھو مگر علیؓ اور آپ کے (زندہ و کلمہ محمد علیہ السلام) کے بارے میں اس کی اجازت دے رکھی تھی۔

شعبی اپنی تفسیر میں سعدانی اپنی رسالت میں۔ ابن ریح اصول الحدیث میں۔ ابوسادات فضائل العشرۃ میں۔ خطیب اور بلذلی اپنی اپنی تاریخوں میں اور نطنزی خصائص میں ہر ایک اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے علیؓ) تیرا ایک ایک کا پید ابو کا جس کو میں نے اپنا نام اور کینت عطا کر دی۔ سعدانی اور احمد کی روایت میں ہے۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کینت میری کینت پر رکھنا۔ فرقہ کو اس بات کی اجازت ہے اور لوگوں کے لئے ایسا نہیں ہے۔ جب محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے تو علیؓ نے ان کا نام علیؓ نے اپنے فرزند کے لئے رسول اللہ کا نام اور کینت کو ایک ساتھ جمع کر دیا ہے حضرت علیؓ اس شخص کے نام پر آئے۔ جو اس بات کی گواہی دے کہ رسول اللہ نے صرف علیؓ کو اس بات کی اجازت دی تھی۔ اور اپنے بعد باقی لوگوں کے لئے یہ دونوں چیزیں حرام کر دی تھیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمدی علیہ السلام (عجل اللہ فرجہ) کے لئے اس بات کی اجازت دی تھی۔ آنحضرت کا منہ رجب ذیل قمر میں حدیث تک پہنچ چکا ہے۔ اگر دنیا کا صرف ایک دن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو ہمارے لئے گا۔ حتیٰ کہ ایک شخص میری اطاعت میں سے خروج کرے گا۔ جس کا نام میرے نام پر اور جس کی کینت میری کینت ہوگی۔

حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذیقرہ کا کام دیتے تھے۔ انہیں کا بیان ہے کہ بنی ہاشم نے حضرت
 علیؓ کو قتل کرنے کی قوت بھیجا۔ آپ نے قاتل کو قتل کیا۔ ان کو لے کر واپس لوٹے۔
 حضرت علیؓ کو پہنچ گئی۔ آپ پریندہ سے باہر علیؓ سلام کے استقبال کی خاطر پہنچ گئے۔ جب آپ علیؓ
 سے ملے تو انہیں گھسے لگایا۔ اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ فرمایا: میرے مال باپ آپ
 کے قربان ہوں۔ آپ کے ذریعہ اللہ نے میرے بازو کو اس طرح مضبوط کیا ہے جس طرح اڑوں کے ذریعے موسے کے
 بازو کو مضبوط کیا تھا۔

جامعہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہواذن کے مقد سے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہدف
 ہستی میں میری جان ہے تمہیں نماز مزد پڑھنا چاہیے۔ دہرہ تمہارے پاس ایک ایسے شخص کو روانہ کروں گا۔ وہ
 مجھ سے میرے نفس کی مانند ہوگا۔ تم میں سے لڑنے والے لوگوں کی گردنیں اڑا کے رکھ دے گا۔ اور مزد تمہاری
 ہوا کو قید کرے گا۔ وہ یہ ہیں۔ اور علیؓ کے ہاتھ کو پکڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شتر ان پر لگائے تھے۔ جو
 شتر انہیں کا توڑا کیا۔ تو فرمایا: جس بادشاہ یا قوم نے میری نافرمانی کی ہے میں نے ان پر اللہ کے تیر علیؓ کو
 پھینکا۔ جس سریر میں میں نے علیؓ کو روانہ کیا ہے۔ تو میں نے دیکھا ہے کہ جبرائیل آپ کے داہنی طرف اور میکائیل
 آپ کے بائیں طرف ہوتے تھے۔ اور ایک فرشتہ آپ کے سر کے اوپر ہوتا ہے اور بادل آپ پر سایہ لگن ہوتا
 ہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ میرے حبیب کو فتح سندی اور کامرانی سے نوازا ہے۔

حبیب نے ابیہن میں اسی کی مانند محصب بن عبد الرحمن سے حدیث شریفان کی ہے کہ رسول اللہ نے
 حضرت علیؓ کے ہونٹوں سے روایات اس حدیث کے گنگ بھنگ بنو ولید سے فرمایا تھا۔ علیؓ رسول اللہ کے رازوں کا
 گنج خزانہ تھے۔ حق کی اپنی کتاب میں ایک حدیث طویل ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
 لائے آپ کی انگلیاں علیؓ کی انگلیوں میں ڈالی ہوئی تھیں۔ فرمایا اے ام سلمہ گھر سے باہر تشریف لے جائیے میں علیؓ
 کے ہاتھ کی جین کے کٹا چاہتا ہوں۔ میں باہر چلی گئی دونوں نے آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں گفتگو اس نہج کی تھی کہ
 مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ دونوں کیا کہہ رہے ہیں میں نے تین دنوں اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ لیکن رسول اللہ
 نے منع فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تھی مرتبہ اجازت مرحمت فرمائی۔ علیؓ علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ رسول
 کے ہاتھ میں گھسے ہوئے تھے۔ علیؓ علیہ السلام کا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان پر تھا۔ اس حالت میں دونوں
 کی باتیں کر رہے تھے۔ علیؓ علیہ السلام کہتے تھے۔ اس بات کو کتنا ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس کو کرنا

ہوگا۔ نبی صلعم نے فرمایا اسے ام سلمہ مجھ سے ناراض نہ ہونا جبریل اللہ کی طرف سے یہ حکم لے کر نازل ہوئے ہیں کہ میں اپنے بعد اسلام کی امور کے دیکھ بھال کے متعلق علی کو وصیت کروں۔ میں جبریل اور علی کے درمیان موجود تھا۔ جبریل میری وائیں ملتے تھے اور مجھے کہتے تھے کہ علی کو ان حالات سے آگاہ کر دو جو قیامت تک واقع ہوں گے۔ ان رجولات کی بنا پر رسول اللہ علی علیہ السلام کو اپنی زندہ اور تمام ہتھیار دے دیئے تھے اور اپنا بخلہ تلوار، قیغہ اور چادر وغیرہ۔

باب ششم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی یاد خالق اور مخلوق کے نزدیک
فصل

ان تحالف کے بیان میں جو حضرت علی علیہ السلام کو متجانب اللہ عزوجل عطا ہوئے

احمد بن یحییٰ ازادی ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم شب معراج تشریف لے گئے تو آسمانوں میں ایک ہاتھ نے آواز دی اے محمد! اللہ عزوجل آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ علی بن ابی طالب کو میری طرف سے سلام کہہ دو۔

قبر کا بیان ہے میں امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ دیسے فرات کے کنارے پر موجود تھا حضرت نے اپنے قمیص تاروی لود پانی میں چلے گئے ایک ایسی موج آئی جس نے حضرت کی قمیص کو لے لیا۔ امیر المومنین پانی سے نکلے اور قمیص کو نہ پایا۔ اس بات سے آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ ناگاہ ہاتھ نے آواز دی۔ اے ابوالحسن! اپنی طرف دیکھو جو چیز دیکھو۔ اس کو لے لو۔ آپ اس طرف دیکھتے ہیں کہ ایک خوبصورت ڈبر ہے جس میں قمیص ملے کی ہوئی موجود ہے آپ نے اس سے بے کہن لیا۔ آپ کے ہر لمبوں میں ایک کاغذ کا پڑھ گرا۔ جس پر یہ عبارت تھی

حق بنی ہاشم و جل کا یہ ہدیہ ہے۔ علی بن ابی طالب کی طرف۔ یہ قمیص ہارون بن عمران کی ہے۔ ہم نے اس کا وارث
 آنحضرت کو بنایا ہے۔ حسن بن زکریا فارسی کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت سوار تھے علی علیہ السلام پیادہ ساتھ
 چل رہے تھے۔ پانی کے ٹھٹھے پر پہنچے۔ دونوں نے وضو کیا۔ نماز پڑھی۔ حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ میں
 رکع اور سجود میں مصروف تھا۔ اچانک آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے علی! بسر کو اٹھاؤ۔ اس ہدیہ کو دیکھو۔ جو اللہ
 تعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ میں نے سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ زمین کی بلند سطح پر ایک گھوڑا زین اور لجام
 بہت موجود ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اللہ عود جل نے یہ ہدیہ تمہارے لئے بھیجا ہے۔ اس پر سوار ہو جاؤ۔
 میں سوار ہو گیا۔ اور نبی صلعم کے ساتھ چل پڑا۔

عبد اللہ نیشاپوری کی امامی میں تحریر ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام
 جعفر صادق علیہ السلام امام محمد باقر علیہ السلام سے امام محمد باقر علیہ السلام امام زین العابدین سے امام زین العابدین علیہ السلام
 حضرت امام حسینؑ مظلومؑ کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ مصعب کے سب مسرت کے ساتھ کہتے ہیں کہ نبی صلعم نے علی علیہ
 السلام کو ایک سیب دیا۔ آپ کے ہاتھوں سے گر گیا۔ اور درمیان سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس کے وسط سے ایک
 خط نکلا جس میں یہ عبارت تحریر تھی۔ طالب غالب (اللہ کا یہ تحفہ ہے جو علی بن ابی طالب کی طرف روانہ
 کیا گیا ہے)۔

کتاب خطیب غوازی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے۔ آپ کے پاس ایک
 تمچ تھا۔ کہا (اے محمد) اللہ بعد اسلام کہتا ہے کہ یہ علی بن ابی طالب کے لئے ہدیہ ہے۔ نبیؐ نے علیؑ کو بلایا۔ آپ
 کو وہ کھڑی دے دیا۔ حضرت کے ہاتھوں میں آتے ہی دو ٹکڑے ہو گیا جس کے اندر سے سبزیشم کا ایک خوبصورت پارچہ
 نکلا۔ اس پر عبارت کی دو سطریں تحریر تھیں۔ (اللہ) طالب غالب کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف
 روانہ ہے کہتے ہیں یہ اس موقع کی بات ہے حضرت امیر المومنین نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تھا۔

آتش بوسفیان سے وہ ابو ایوب انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم میرے گھر میں آئے
 آپ کی خدمت میں حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام نازل ہوئے ایک چاندی کا جام لائے جس کی تحریریں سونے کی تھیں۔
 جس میں دھن مٹرم کا پانی تھا۔ آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پیا۔ پھر علیؑ کو دیا۔ آپ نے پیا پھر جناب
 زہراؑ کو دیا۔ آپ نے پیا۔ امام حسنؑ نے پیا اور پیا۔ پھر امام حسینؑ نے پیا اور پیا۔ پھر خلیفہ اولؑ نے پیا۔ پھر پورے
 گھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ لا یمسہ الا المطہسون و من دنی ذلک فیلتنفس المتشاقسون

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبوتر کی چادر کو پکڑ کر فرمایا۔
 نے محمد کے رب تو نے محمد کو اس سے پہلے اتنا بھوکا نہیں کیا۔ حضرت جبرائیلؑ ایک بادام لے کر نازل ہوئے۔ عرض
 کیا کہ اللہ کا حکم ہے اس کو توڑ دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑا اس کے اندر سے ایک تازہ سبز چہرہ نکلا جس میں تحریر تھا۔
 محمد اللہ کے رسول ہیں میں نے اس کی تائید علی کے ذریعے کی ہے۔

ثابت انس سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تشریف لے گئے۔ اسی دوران میں ایک
 بادل حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تہ میں ہاتھ ڈال دیا۔ ایک انار نکلا خود کھایا یا ماور علی کو کھلایا۔ پھر لوگوں سے
 فرمایا۔ دیکھو اس طرح نبی اپنے وحی کے ساتھ ملوک کرتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چوسا۔ پھر علی علیہ السلام کے حوالے کیا۔
 آپ نے اتنا چوسا کہ اس میں کوئی چیز باقی نہ رہ گئی۔ فرمایا۔ اس کو نبی یا نبی کے وحی کے سوا اور کوئی شخص نہیں چوس سکتا۔
 محمد بن ابوعبیر محمد بن مسلم اور ذرارہ حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت جبرائیل
 علیہ السلام جنت کے دو انار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ اور آپ کو دے دیئے آپ نے ایک کھایا۔ اور
 دوسرے کو توڑ دیا۔ اور وہ علی علیہ السلام کو دیا۔ آپ نے کھایا۔ رسول خدا نے فرمایا جو انار میں نے کھایا ہے یہ نبوت
 ہے اس میں تبارا کوئی حصہ نہیں تھا۔ دوسرا علم تھا جس میں تم میرے ساتھ برابر کے شریک ہو۔

محمد بن حلت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ
 پہاڑ کے باب پر آکر تشریف فرما ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر دیکھا۔ انار سامنے لڑکا ہوا دکھائی دیا۔ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انار کو دو ٹکڑے کیا۔ خود کھایا اور علی علیہ السلام کو کھلایا۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ یہ انار جنت
 کا انار ہے۔ اس کو دنیا میں صرف نبی اور نبی کا وحی کھا سکتا ہے۔

ابان بن تغلب ابو احمراء سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے فلاں! میں اس انار کے
 سے تمہیں اپنی ذات کی وجہ سے منع نہیں کیا۔ اس کو بطور تحفہ کے میرے اور میرے وحی کے پاس بھیجا ہے۔
 دنیا میں اس کا کھانا غیر نبی اور غیر وحی کے لئے حرام ہے۔ اللہ عزوجل کے حکم مان لے تو انشاء اللہ تمہارے پاس
 قیامت کے روز تزاو ل کرے گا۔ بیش شک تو اس بات کو قبول کرے۔ اور تصدیق کرے۔ اگر جھٹلایا اور انکار کیا۔
 یوم شہد للکذ بین تو اس دن ویل (جہنم کا ایک حصہ) جھٹلانے والوں کے لئے ہوگا۔ اس میں
 نہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں سایہ و لہ مقامات اور چشموں کے پاس مقیم ہوں گے۔

کہ میرے سامنے عرش کے تلے علی بن ابی طالب قیام فرما ہیں۔ واللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔
 میں نے کہا اے جبرائیل علی بن ابی طالب مجھ سے یہاں پہلے آگئے ہیں، عرض کیا۔ نہیں لیکن اے محمد
 تجھے اصل واقعہ کے متعلق آگاہ کرتا ہوں نہیں یقین ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے اوپر موجود ہر
 پر صلوٰۃ اور شہادت زیادہ بھیجتا ہے عرش خدا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زیارت کا بہت مشتاق ہوا
 تعالیٰ نے اس فرشتے کو عرش کے تلے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی صورت میں پیدا کر دیا تاکہ وہ
 کو دیکھ کر اپنے شوق طافات کی تسکین کو ٹھنڈا کرے۔ اللہ نے اس فرشتے کی تسبیح اور تقدیس کا ثواب
 شیعیان اہل بیت کے قرار دیا ہے۔

طاہر کس ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب
 شب معراج آسمان پر جبرائیل لے گیا۔ جبرائیل اللہ میں ساتویں آسمان پر پہنچے جبرائیل نے عرض کیا اے
 میرے رہنے کی جگہ ہے پھر مجھے جبرائیل ایک لہجہ کی طرف لے گیا پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ کے فرشتے
 میں سے ایک فرشتہ علی کی صورت میں موجود ہے جس کا نام علی ہے جو بخش کے تلے سجدہ ریز ہے۔ لو کہ
 اسے محبوب و علی اس کی اولاد اس کے دوستوں اس کے شیعوں اور اس کے پیروکاروں کو بخش
 اللہ علی سے بغض رکھنے والوں دشمنی کرنے والوں اور حد کرنے والوں پر لعنت کہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے
 مجاہد ابن عباس سے روایت کرتا ہے اور حدیث مختصر ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر شریف
 تو آپ نے ایک فرشتے کو علی کی صورت میں دیکھا علی اور اس میں درہ برابر فرق نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ
 علی ہی خیال کیا۔ اے کہا اے یو الحسن یا آپ مجھ سے پہلے اس جگہ پر آگئے ہیں؟

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ علی بن ابی طالب نہیں ہیں۔ یہ فرشتہ علی کی صورت پر جایا گیا ہے
 کا باعث یہ ہوا کہ فرشتے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زیارت کے مشتاق رہتے تھے انہوں نے بارگاہ خداوندی
 میں سوال کیا کہ علی کی صورت یہاں قائم کی جائے تاکہ وہ اس کی زیارت کر سکیں؟

حضرت کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کی صورت والا فرشتہ پوچھے آسمان پر دیکھا
 انش بومصر سے وہ ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر کے بارے میں روایت کرتے
 ولما ضرب ابن مریہ مثلاً اذا قومك منه يصدون جب ابن مریم کی مثال بیان کی
 ہے تو تیری قوم اس سے انکار کرتی ہے جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دہنی طرف بیٹھے ہوئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لارہے تھے آپ کو دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام ہنس پڑے۔ اور عرض کیا اے محمد! یہ
 ابن ابی طالب تشریف لارہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل! آسمانوں کے سائین علی کو جنت میں
 رکھ کر اسے آسمان پر آسمان پر اس ذات کی جس نے تم کو حق کہا تھا مبعوث کیا آسمانوں کے رہنے والے زمین کے
 رہنے والے سے زیادہ علی کو جنت میں۔ علی نے جب بھی جنگ میں اللہ اکبر کہا تو ہم نے علی کے ساتھ
 جہاد کیا۔ جب بھی آپ نے حمد کیا تو ہم لوگوں نے آپ کے ساتھ حمد کیا۔ جب بھی آپ نے تلواریں ضرب
 کیں تو ہم لوگوں نے آپ کے ساتھ ضرب لگائی۔ تھے محمد جس شخص کو چاہتے تھے چاہتے تھے۔ اور اس کی
 خدمت میں کلام اور طاہرات سلیمان کی میراث اور ان کی عبادت کے دیکھنے کا شوق ہو تو اسے چاہتے تھے کہ وہ علی
 کے حبس کے چہرے مبارک کو دیکھ کر اس بات کی تسکین حاصل کرے اللہ عزوجل نے ولما ضرب بن مریم مثلاً
 دھرتی کی پہلی جگہ حضرت علی کی شبیہ اور حضرت یحییٰ بن مریم کی شبیہ میں

تفسیر یوسف یعقوب بن سفیان میں سفیان ثوری سے وہ ائش سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس
 سے روایت کرتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر ایسے کفار مکہ کے سلسلے میں مقرر مالک کی شکل میں نمودار ہوا۔
 اس کا نام کانہ بن کر بنی سلم کے ساتھ لڑنے کے لئے آدھکا مالک نے جبرائیل کو حکم دیا کہ اتر کر محمد کے
 سر پر ہاتھ ڈالو۔ جبرائیل حاضر ہوئے اس کی معیت میں ایک ہزار فرشتے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام کی داہنی طرف
 تھا جب حضرت علی حمد کرتے تو جبرائیل حمد کرتا تھا۔ ایسے نے جبرائیل کو دیکھ لیا اور بھاگ گیا۔ اور کہنے لگا
 یہ ایک کھڑا ہوا جس کو تم نہیں دیکھتے ابن مسعود کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ایسے نے جبرائیل کو نہیں بلکہ علیؑ
 کو گراہ قرار اختیار کیا تھا ایسے کو یہ خوف دامن گیر ہوا کہ میں امیر المؤمنینؑ اسے پکڑ نہیں لیں اور قید کر کے اس
 کو شہر سے اڑا دوں گا۔ انہی وجوہات کی بنا پر ایسے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور پہلا شکست کھانے والا تھا۔ اور
 اس کے بعد دیکھ رہا ہوں اس کو تم نہیں دیکھتے۔ میں علیؑ سے لڑنے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور اللہ عزوجل خدا
 کا رسول ہے اس وقت کی بات ہے جب ایسے امیر المؤمنینؑ سے بوسہ پکارتا ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جبرائیلؑ کو اس سے ابو ذر سے روایت کی ہے کہ بنی سلم نے فرمایا اے ابو ذر!
 یہ ایک کھڑا ہوا اور میرے قہر سے قہر میں جس شخص کے دل میں علی بن ابی طالب کی محبت ہے اللہ صرف
 اس کی مدد کرے گا۔ جب مجھے قرب ہوا آسمان پر سے گیا تو میرا گدرا ایک ایسے فرشتے کے ساتھ ہوا
 جو میرے ساتھ تھا۔ اس کے سر پر نور کا تاج تھا۔ اس کا ایک پاؤں مشرق میں اور دوسرا مغرب میں تھا۔ اس کے سامنے

لکھتی تھی ہولی تھی جس کی طرف بخود کہہ رہا تھا تمام کائنات اس کی آنکھوں کے سب سے موجود تھی اس کا ہاتھ
 اور مغرب میں پہنچ سکتا تھا۔ تمام مخلوق اس کے دونوں گھٹنوں کے درمیان تھی۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون شخص ہے
 میں نے اپنے رب جل جلالہ کے درشتوں میں سے اس سے عظیم الجثہ کوئی مخلوق نہیں دیکھی۔ عرض کیا یہ جبرائیل الیک
 الموت ہیں اس کے تہذیب بجاؤ اور اس پر سلام کر دو۔ میں اس کے تہذیب گیا۔ اور کہا اے میرے حبیب ملک الموت
 تم پر سلام ہو۔ جواب میں کہا۔ وعلیک السلام اے احمد! آپ کے ابن عم علی بن ابی طالب کا مزاج کیا ہے
 میں نے کہا آپ میرے ابن عم (علی) کو جانتے ہیں عرض کیا میں تو علی کو بخوبی جانتا ہوں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے
 تمام مخلوق کی روح قبض کرنے پر مامور کیا ہے لیکن آپ کی اور علی بن ابی طالب کی روح کو میں قبض نہیں کر سکتا۔ لہذا
 تعالیٰ آپ دونوں حضرات کو اپنی مشیت سے موت دے گا۔

کتاب خطیب خوارزمی اور کتاب ابو عبد اللہ نعمانیس ابو حمید صاحب سیماں بن عبد الملک سے روایت ہے
 کہ عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا۔ کہ کچھ حضرت علی کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ عمر بن عبد العزیز بنو ہاشم سے گئے
 اور کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی۔ غزالی بن مالک غفاری نے کہ ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہاں تشریف فرما تھے۔ اسی دوران میں جبرائیل نازل ہوئے۔ اور آنحضرت کو پکارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑے۔ جب
 چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ حضور کیوں نہیں پڑے تھے۔ فرمایا۔ جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ کہ اس کا گزرو علی کے
 ساتھ ہوا۔ اس وقت آپ سوئے ہوئے تھے آپ کے جسد اقدس کا ایک حصہ کھلا ہوا تھا۔ جبرائیل کا بیان ہے
 میں نے حضرت کے جسد اقدس پر پکڑا ٹھیک کیا۔ تو اس وقت آپ کے ایمان کی ٹھنک میرے دل میں چھلک
 ہوئی۔

امام ابو جعفر قمی میں ایک طویل حدیث موجود ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! تم لوگوں
 کو میں ایک ہے۔ جو ان تین لڑکوں کے پاس چلا ہائے، جنہوں نے میرے قتل کرنے کے لئے لات و حرسہ
 قسم کھا رکھی ہے۔ عرب کعبہ کی قسم یہ اپنے مقصد میں جھوٹے ہیں۔ لوگ خاموش ہو گئے۔ فرمایا میں تم میں سے
 نہیں دیکھتا کسی نے اس بات سے علی کو آگاہ کر دیا۔ حضرت علی تشریف لائے اور آپ نے کہا۔ ایسے لوگوں کے
 میں کیا جاتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کو اپنی ذرہ اپنا حامی بنایا۔ اپنی تلوار لگائی۔ اور اپنے گھوڑے
 سوار کیا۔ امیر المؤمنین (عین تین آویں کی طرف روانہ ہو گئے) تین دن گزر گئے۔ زمین اور آسمان سے کہیں علی کی
 کو آپ کو ایسے۔ جناب فاطمہ حسن و حسین کو اپنی گود میں پٹھا کر کہنے لگیں۔ لیکن یہ دونوں اپنے تہذیب پر

خبر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دھنا شروع کیا پھر فرمایا اے لوگو! جو شخص میرے پاس علی بن ابی طالبؑ کی خبر لائے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ لوگ جناب علیؑ کی تلاش میں پھیل گئے عاصم بن قتادہ نے حاضر ہو کر جناب علیؑ کی خبر کی بشارت لی۔ ارمیز المؤمنین علیہ السلام اس شان سے تشریف لائے کہ آپ نے دو آدمیوں کو قید کیا ہوا تھا۔ اور ایک آنکھ کا سہاگہ پاس موجود تھا یمن بانٹ اور تین گھوڑے بھی آپ کے پاس موجود تھے حضرت علیؑ نے یہ بیان کیا کہ جب میں مدینہ میں پہنچا تو میں نے ان تینوں آدمیوں کو اونٹوں پر سوار دیکھا۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں علی بن ابی طالبؑ اور ابن عم رسول اللہ ہوں۔ اس مقتول نے مجھ پر حملہ کر دیا اس کے اور میرے دو بیان کو موت کا دھو بدل ہوا ایک شریخ الہی چل پڑی۔ اے اللہ کے رسول میں نے اس میں آپ کی اس آفاک کو سنا۔ کہ میں نے میری خاطر اس کی زرہ کا گوشہ کاٹ دیا ہے۔ میں نے اس کو تلوار سے ضرب لگائی لیکن قتل نہ کر سکا پھر زبردستی چل پڑی میں نے اس میں سے اللہ کے رسول آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابن سے اس کی زرہ کو الٹ دیا ہے میں نے اس پر تلوار کی ضرب لگائی اور اس کا کام تمام کر دیا۔ ابن دونوں آدمیوں نے کہنا شروع کیا کہ ہمارا یہ حق ہے ایک ہزار سوار کے برابر شہید ہوتا تھا اور ہمارے قتل کرنے میں جلدی کر۔ اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ محمدؐ ہر ابن آدم علیؑ کی خدمت میں ہمیں گرفتار کر کے ان کے پاس بے چلے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا پہلی آواز جبرائیل اور دوسری آواز میکائیل کی تھی۔ بنی ہاشم نے ان پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے انہماک سے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آنحضرتؐ نے دونوں کے قتل کا حکم دیا۔ جبرائیل نے نازل ہو کر عرض کیا کہ اس شخص کو قتل نہ کرو۔ یہ شخص اپنی قوم میں اچھے اخلاق والا اور سخی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ ایک ہزار شیش میرے رب کا اپنی ہے اور مجھے آگاہ کرتا ہے کہ یہ سچے اخلاق والا اور اپنی قوم میں سخی ہے اس شخص کو قتل نہ کرو۔ اس نے اپنے بھائی کے معاملہ میں ایک درہم بھی کبھی اپنی ملکیت میں نہیں رکھا۔ اور نہ ہی میں کبھی جنگ میں شامل ہوا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

آنحضرتؐ کی طبیعت میں ہے کہ حضرت علیؑ مدینہ سے اکیلے روانہ ہوئے لیکن سات دن تک آپ کے متعلق کوئی خبر نہ پہنچی۔ حضرت علیؑ نے فرماتے تھے اے معبود! میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے توبہ باز۔ میرے سچے دوست کا لطف کو دور کرنے والے علیؑ کو واپس لوٹا۔ پھر آپ نے فرمایا جو شخص علیؑ کی خبر لائے گا میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

جو شخص جنت میں نکلیں پڑے فضل بن عباسؓ نے حضرت علیؑ کو پالیا۔ آنحضرتؐ نے آپ کے آنے

کی خوشخبری دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے استقبال کو نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گانا آپ کے داییں بائیں بدلیں اور سر کو دیا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس طرح دوبارہ ہیں گویا کہ اس نے جنگ میں شرکت کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ یہ مقام کے مشرکین کی جماعت تجھے قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ان کے پاس لاکھوں کے لئے (ایک لاکھ ملے) کوہ وانہ کرو۔ علی ان کے مقابلے کے لئے نکلے۔ آپ کے ساتھ جبرائیل تھا جس کے ماتحت ایک ہزار فرشتے تھے اور میکائیل تھا جس کے ماتحت ایک ہزار فرشتے تھے۔ میں نے ملک الموت کو دیکھا کہ علی کے گالے لڑ رہے تھے۔

ابو نعین خلیل شہر بن قیاض اور اخبار ابو رافع میں ایک طویل حدیث میں حذیف بن یمان سے روایت ہے کہ کبیر بن عوف بن عبد اللہ بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ بیمار تھے۔ آپ کا سویک ایسے شخص کی گود میں تھا۔ جو غلو ق سے زیادہ خوبصورت تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ اسی شخص نے کہا (اسے علی) اپنے ابن عم کے قریب ہو جاؤ۔ آپ اس بات کے مجھ سے زیادہ حق دار تھے۔ حضرت علیؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا گود میں رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ علیؑ نے اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ وہ ایسا ایسا شخص تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبرائیل تھے۔ میرے ساتھ گفتگو میں دعوت تھے حتیٰ کہ مجھے درد کی تکلیف سے نجات ہوئی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعات تحریر کرا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ آپ کے کتاب و وحی کے شوق کیا تہنیت اور کالی میں حضرت ابو عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جبرائیل اذان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر حضرت علیؑ کی گود میں تھا۔ جبرائیل نے اذان اور اقامت کہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ فرمایا اے علی! تم نے سنا عرض کیا ہاں سنا فرمایا یاد بھی کر لیا۔ عرض کیا ہاں یاد بھی کر لیا۔ فرمایا۔ بلال کو بلاؤ۔ اور اسے اذان کی تحیم دو۔ جناب علیؑ نے بلال کو بلایا۔ اور اسے اذان کی تعلیم دی۔

عبداللہ بن عمرو بن ابی سنان و خویجا بن عبد اللہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مشرک قوم نے میری نافرمانی کی میں نے ان پر اللہ کا تیرہ عین کا کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول اللہ کا تیرہ کونسی ہے؟ فرمایا علی بن ابی طالب ہیں جس سریر میں یا مقابلہ میں میں نے آپ کو بھیجا میں نے دیکھا کہ جبرائیل آپ کے دائیں طرف اور میکائیل آپ کے بائیں طرف لڑ رہے تھے۔ اور ملک الموت آپ کے سامنے لڑ رہے تھے۔ اور بادل آپ پر سایہ نکلن ہوتا تھا۔ اور اللہ عزوجل آپ کو نصرت اور کفر سے نوازا کرتا تھا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبوک کے مال غنیمت کو تقسیم کیا۔ اور علیؑ کو اپنے اہل

میں قائم مقام بنایا لیکن مال کی تقسیم میں آپ کو دو حصے عطا کئے۔ اس بار سے میں لوگوں نے چھ میگوئیاں شروع کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم نے اس گھوڑہوار آدمی کو نہیں دیکھا تھا جو لشکر کے دینے والے طرف مشرکین پر حملہ کر رہا تھا۔ ان کو شکست دے کر واپس آیا تھا اور مجھے کہا اے محمد! میرا بھی آپ کے ساتھ مال غنیمت میں حصہ ہے۔ وہ میں نے علی کو دے دیا ہے۔ وہ شخص جبرائیل تھا۔ اے لوگو! میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ تم نے اس گھوڑہوار کو دیکھا تھا جو لشکر کے بائیں جانب مشرکین پر حملہ کر رہا تھا۔ اور لشکر کو شکست دے کر میرے پاس آیا تھا۔ اور کہا اے محمد! میرا بھی آپ کے ساتھ مال غنیمت میں حصہ ہے۔ اور میں نے وہ حصہ علی کو دے دیا ہے۔ یہی سب کچھ تھا۔ خدا کی قسم میں نے تو علی کو وہ حصہ دیا ہے جو جبرائیل اور میکائیل کا حصہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا۔ اور لوگوں نے علی کو اللہ اکبر کہا۔ اس بار سے میں وراثی قحی نے کہا ہے

علی مولیٰ اسمین من غیر ان غزا غزوة تبسوت جبین اسمہم
 علی نے جنگ تبوک کے مال غنیمت میں غیر لڑائی کئے مال غنیمت کے دو حصے لئے ایسے حصے کی خوش بختی کا کیا گمان
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے موقع پر حضرت علی کو سوار کیا اپنے خاص عمارہ نور بیکس چنایا۔ اور
 اپنے بھائی و سوار کیا۔ فرمایا۔ اے علی! جاؤ جبرائیل تیری داہنی طرف اور میکائیل تیری بائیں۔ عودائیل تیرے
 سامنے اور اسرافیل تیرے پیچھے۔ اللہ کی مدد تیرے اوپر اور میری دعا تیرے پیچھے ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس بار سے میں علی کی مدد
 میں جس فرشتوں نے کی تھی۔ امیر المومنین علی علیہ السلام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم میں نے باب نجیر کو
 جس سال توبہ۔ نہری غذائی طاقت سے اکھاڑا ہے۔ بلکہ توبہ ملکوت کی طاقت میرے ساتھ تھی اور اس
 طاقت کی طاقت سے اکھاڑا ہے جو رب کے نواسی دجہ سے روشن ہے

مکتوب الامامین میں محمد بن حنفیہ نے اسناد خود سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ اہل لڑائی کے
 روز حضرت علی کو ۱۶ عزات آئیں۔ اور آپ رسول اللہ کے سنانے سے مشرکین کو شاہ ہے تھے۔ ہر عزت کے
 ساتھ ایک آیت قرآنی پر گروہ تھے۔ اور جبرائیل آپ کو اٹھاتے تھے۔

مکتوب الامامین میں قیس بن سعد اپنے باب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے اہل لڑائی میں سولہ عزات
 ملیں۔ ہر عزت کے وقت میں زمین پر گر پڑتا تھا۔ جب چوتھی دفعہ عزت ملی تو میں زمین پر گر پڑا۔ تو میرے پاس

ایک خوبصورت چہرے والا اور پاکیزہ خوشبو والا شخص آیا۔ اس نے مجھے پہلو سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ کہا کہ آپ اللہ
اور اللہ کے رسول کی اطاعت میں ہیں۔ وہ دونوں آپ سے راضی ہیں۔ علی نے کہا کہ میں جی مسلم کی خدمت میں آیا۔
آپ کو حالت سے آگاہ فرمایا۔ اے علی! اللہ تیری آنکھوں کو کھٹکا کرے وہ تو جبرائیل تھے۔

یحیون اور محاسن میں باسنا و خرد ابو عبد اللہ خدی سے روایت کرتے ہیں۔ ہم محل کی لڑائی کے روز حضرت
علی بن ابی طالب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے پاس لوگ یا امیر المؤمنین کی آواز بلند کرتے ہوئے حاضر ہوتے
کہ ہمیں حیر و پیکان لگے ہیں۔ آپ نے ان کی بات پر توجہ نہ دی جو منہ سے لوگ حاضر ہوئے تو انہوں نے اس
کا تذکرہ کیا اور کہا ہم تو زخمی ہو گئے ہیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ فرشتے تھے۔ پھر ایک سردہنہا چلی
جس کی ٹھنڈک مجھے زندہ اور لباس کے درمیان محسوس ہوئے گی۔ محبت نے زندہ چینی اور دشمن نے جتا کر کیا۔
میں نے ان سے پوچھا کہ کونسی شخص کو فتح بابت ہوتے نہیں دیکھا۔

عمر بن سعد سے روایت ہے کہ عباس کے ساتھ ابویہ انصاری آیا۔ عرض کیا خدا کی قسم مجھے میرے
علی بن ابی طالب نے گرفتار کیا ہے۔ نبی مسلم نے فرمایا۔ بیز ہے چلائے پس کہا ہے۔ وہ تو حکم کریم تھے۔ جو علی کی شکل
میں موجود تھے۔ نبی مسلم نے فرمایا۔ اللہ! امیری ہمارا در فرشتوں کے ذریعے کرتا ہے جو علی بن ابی طالب کی شکل میں
ہیں۔ تنگ و فتنوں کے دل میں علی بن ابی طالب کا وہ بہ قائم ہو۔ ابویہ انصاری نے کہا میں نے بھی عباس سے یہ
دیکھا ہے کہ ان کے ساتھ بہت سے شخص جو اہل گھوڑے پر سوار تھا۔ جس کے کپڑے سفید تھے اور کتا تھا۔ عباس
حقیر کو گھینو۔ اور علی کے خزانے کو روکنا کہنا ہے علی! یہ تیرا چچا اور بھائی ہیں۔ آپ کو کس جلال اور آپ ان کے تباہ
میں جناب علی نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ فرمایا۔ وہ دونوں کو تیرے جوار سے لڑا کرتے
نفسا کی المشرقہ میں مشغول ہے کہ ایک جن مسجد رسول میں رہا کرتا تھا۔ حضرت علی مسجد میں تشریف لے گئے
غائب ہو گیا۔ جب حضرت علی گئے تو میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔ نبی مسلم نے پوچھا کہ تم کیوں علی کے آگے
غائب ہو گئے تھے؟ عرض کیا۔ اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ کو علی کی صورت میں پیدا کیا۔ جو نبی کے
وہ کہتا ہے۔ چہاؤ کر لیتے۔

نعمانی عیوبی اور محاسن میں سفید سے روایت ہے کہ اس وقت آل محمد علیہ السلام نے حضرت عبداللہ
میں فرمایا۔ مشرکین کے زخموں سے پوچھا جانتا تھا کہ تمہیں کس نے زخمی کیا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ علی بن ابی طالب
جنت بہت گنتا تھا تو مخرج تھا۔

فقہ اہل اہل بیت میں احمد نے قصاص اعلویہ میں فطرتی سے روایت ہے کہ حادثہ نے کہا ہمد کی
 خدمت کی وجہ سے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”ہمد سے پاس پانی کوں لائے گا“

یہ واقعہ سن کر لوگ خاموش ہو گئے علی علیہ السلام کھڑے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوئے کنوئیں کے
 پاس پہنچے جو بہت گہرا اور تاریک تھا۔ اس میں اتر گئے۔ اللہ عزوجل نے جبرائیل۔ میکائیل اور اسرافیل کی طرف
 اشارہ کیا کہ تم میری اس کے گروہ کی مدد کے لئے تیار ہو جاؤ آسمان سے زمین پر اتر سے ان کی آوازیں جو سنتا
 تھا وہاں پہنچ جاتا تھا جب کنوئیں کے سامنے پہنچے تو ایک ایک نے حضرت پر عزت اور اکرام کا سلام کیا۔

محمد بن ابی بکر اسناد خود ابن مسعود سے نقلی منسب اسناد خود محمد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمد کی
 خدمت کی وجہ سے وہ پانی لانے سے خاموشی اختیار کی تو حضرت علی کو رسول اللہ نے پانی لانے کے
 لئے بھیجا۔ آپ چاہے بل پر تشریف لائے۔ پانی کی مشک بھر کر باہر نکالی۔ ہو اچل پڑی پانی بہ گیا۔ آپ دوبارہ
 کنوئیں کے اندر پہنچے۔ پانی کی مشک بھر کر نکالی۔ ہو اچل پڑی پانی بہ گیا تیسری دفعہ پھر اب معاملہ پیش آیا
 حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا پہلی ہو جبرائیل تھے۔ جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آکر آپ کی خدمت میں سلام کیا۔ دوسری ہوا
 میکائیل تھے۔ جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آکر آپ کو سلام کیا۔ تیسری دفعہ جو ہو اچل وہ اسرافیل
 تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے پرے میں آکر آپ کو سلام کیا ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 تیسری خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے تھے تاکہ تیری خدمت کریں۔

محمد بن الحسن بن صالح نے اسناد خود لیب سے روایت کی ہے کہ لیث کہا کرتے تھے کہ علی کی ایک
 خدمت میں ہزار تین فضیلتیں ہیں

پہلی سے روایت ہے کہ میں اور امیر المؤمنین علی علیہ السلام دریا سے فرات کے کنارے چل رہے تھے۔ ناگاہ
 ایک بڑی صوف بند ہوئی۔ حتیٰ کہ آپ کو مجھ سے چھپا ہوا۔ پھر آپ سے وفد ہو گئی۔ حضرت امیر علیہ السلام کے
 پاس اور میری پرانی کی تک نہ تھی۔ میں ہکا بکا رہ گیا۔ اور سخت حیرانی میں پڑ گیا اس کی وجہ حضرت امیر
 علیہ السلام سے چوٹی فرمایا۔ یہ چیز تم نے دیکھی تھی۔ فرمایا۔ یہ وہ فرشتہ ہے جو پانی کا سواں پانی سے
 چھپتا ہے۔ اور گئے دکھایا۔

عبداللہ بن عباس اور حمید طویل انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی جب کہ وہ نماز میں تشریف لے گئے تو دیر لگائی ہم لوگوں کو خیال ہوا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ آواز دی۔ علی کہاں ہیں آپ آخری صف میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حاضر ہوئے فرمایا اے علی! جماعت میں شامل ہو گئے ہو۔ عرض کیا اے اللہ کے نبی! بطلان نے اقامت کہنے میں جلدی کی ہے۔ میں نے حسن کو دھوکے سے پانی لانے کی آواز دی میں نے دیکھا کہ گھوڑے کوئی بھی ہو نہیں سکتا۔ ناگاہ اچھے فہمی آواز نے پکارا۔ اے ابوالحسن! وہ اپنی طرف دیکھو میں نے دیکھا کہ سونے کی ایک طرف جو سبز دھواں میں ڈھکا ہوا تھا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور بہت زیادہ میٹھا ہے۔ بکھن سے زیادہ نرم اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اس سے دھنوکا پانی پیو۔ ہر ایک قطرہ پیکا اس کی ٹھنڈک میں نے دل میں محسوس کی کہ میرے ہاتھ پر پانی ڈالا جا رہا تھا پھر میں نے دھواں سے اپنا منہ پونچھا اس دوران میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا اے اللہ کے نبی پھر میں آکر جماعت میں شامل ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طرف بہشت کا تھا پانی کوثر تھا قطرہ عرش کے نیچے کا تھا۔ دھواں وسیع ہے جیسے جبرائیل دھواں دینے والے یسکائے تھے۔ ناگاہ جبرائیل میرے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے کہہ رہے تھے۔ اے محمد! ٹھہرو تمہارے دیر ٹھہرو تاکہ علی آکر آپ کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائیں۔

یہ بھی روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جبرائیل کو وجہ کلمی کی صورت میں دیکھا تھا اور آپ کی اس نام سے پکارا تھا۔ اور اس وقت بھی جبرائیل کو دیکھا تھا جبکہ رسول اللہ کا جبرائیل کی گود میں تھا۔ اور جبرائیل کہا آپ اس بات کے مجھ سے زیادہ حق دار ہیں اس وقت بھی دیکھا جب جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ ہے تھے اس وقت بھی دیکھا جب حضرت نے ایک اعرابی سے ناقہ خریدا۔ اب دوسرے ہاتھ میں سوساٹھ دینار ہیں فروخت کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے وقت بھی جبرائیل کو دیکھا اس کے لگ بھگ میں احمد سے روایت کی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کئی موقعوں پر کی ہے۔ شعیب سے وہ قتادہ سے وہ ابن جریج سے وہ ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر کے واسطے میں روایت کرتے ہیں۔ نزول الملائکہ و ورود فیہا باذن ربہم من کل امر سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ماہ کے بعد مکہ کے۔ اور جناب علی علیہ السلام نے بھی آپ کے ساتھ وہاں سے مکہ۔ ابن مسعود میں علیہ السلام کی رات کو جبرائیل

میں ہر نازل ہوتے تھے اور رب کی جانب سے آپ کو سلام کرتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کرتے ہیں کہ اہل بیت رسول کے پاس ایک کھجور آئی تھی۔ کچھ حضرات اس کو دیکھ نہیں سکتے تھے صرف اس کے کلام کو سنتے تھے۔ اس کی گفتگو یوں تھی۔

اللہ کی راہ میں ہمیں ہر مصیبت سے تعزیت ہو۔ ہر طاقت سے تمہیں نجات ہو اور ہر عزت ہو جائے وہ مل جائے۔ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کا اصطفیٰ کیا نصیحت

کی کہ یہ کلمہ اہل بیت نبی قرار دیا اپنی حکمتیں تمہیں نصیحت کیں۔ اپنی کتاب کا وارث بنایا۔ اپنے عہد کا تمہیں تابوت بنا دیا۔ اپنی عزت کا حصہ جو لوگ اس کے سامنے تھے اس سے تمہاری مثال بیان کی۔ گناہوں سے تمہیں

بچا دیا۔ تمہیں امن دی۔ اللہ کی تعزیت سے تعزیت یافتہ ہو۔ اللہ اپنی نعمت تم سے دور نہیں کرے گا۔ اور ہر نازل ہونے والے کو اس قسم کی گفتگو کا ایک لمبا سلسلہ تھا۔ کسی نے اس کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کلمہ کیسے دینے والا کوئی ہوتا تھا؟ فرمایا۔ جبریل کی زبان سے نکلنے والا ہوتا تھا۔ اس قسم کی نصیحت

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

شعبہ کے ذریعہ مومنین نے لوگوں سے احتجاج کیا۔

”کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے میرے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منسلک دیا ہو۔ جبریل جس سے راز و نیاز کی بات کرتے ہوں اور میں اپنے ہاتھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیتے وقت آپ کے ہاتھ کی حرکت کو محسوس کرتا تھا۔“

ابو جعفر نے حسن بن علی بن عقیل سے اس نے محمد بن صلیت سے اس نے مندل بن علی سے اس نے یونس بن یونس سے اس نے ابو ایوب بن شمر سے اس نے ابو ضحاک انصاری سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ کی لڑائی میں

صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمہ الجیش میں حضرت علیؑ تھے بنی مسلم نے فرمایا ہیں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ علیؑ یہ کہے کہ تمہیں اپنی کسپس داخل ہوگا۔ وہ امن میں ہوگا۔ علیؑ سلام نے کہا جو شخص داخل ہوگا۔ وہ امن میں ہوگا۔

یہ کہہ کر جبریل ہنس پڑے ابو جعفر کا بیان ہے کہ اس کے بعد بنی مسلم نے کچھ فرمایا۔ لیکن مجھے یاد نہ رہ سکا۔ حضرت علیؑ سلام نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہے کہ میری بات کا جواب جبریل دیتے ہیں۔ فرمایا ہاں وہ جبریل

تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے جواب دیتے ہیں۔

یہ بات تو مسلم ہے کہ اللہ عزوجل نے علیؑ سلام کی صورت پر فرشتوں کو پیدا کیا تھا۔ وہ علیؑ سلام کی زیارت کرتے تھے آپ کی مدد کرتے تھے۔ ان کو اپنے سے بات کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ اور فرشتے حضرت کی خدمت

کرتے تھے یہ باتیں اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی تمام مخلوق سے بزرگ ترین رہی تھے۔
فرشتے علی علیہ السلام کے لشکر کے سپاہی تھے۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ مقالات

عباد بن ربیع اسدی کا بیان ہے کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے پاس ایک شخص پہنچا جو گھنی ٹاڈھی والا تھا۔ اور امیر المومنین علیہ السلام سے بات چیت کر رہا تھا۔ وہ اٹھ کر چلا گیا۔ تو میں نے حضرت کی خدمت سے عرض کیا۔ اسے امیر المومنین کی شخصیت کون تھا۔ جس نے آپ کو ہم سے گفتگو کرنے کا موقع دیا۔ فرمایا۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں۔

عبدالرحمن بن کثیر ہاشمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ صفین کے موقع پر امیر المومنین علیہ السلام نے حضور فاکر اولیٰ کی بہادر لشکر کاہ ہوا۔ ایک سفید سر سفید ٹاڈھی اور سفید چہرے والا انسان اس کے اللہ سے باہر نکلا اور عرض کیا۔ السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خاتم النبیین کے وصی کو خوش آمدید ہو۔ جو غر المجلین کے قائم ہیں۔ دلائل اثبات اور واقعات ثواب الصمد یقین سید المومنین ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے بھائی شمعون بن جیون حضرت عیسیٰ بن مریم روح القدس کے وصی تم پر سلام ہو۔ آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ عرض کیا غیرت سے ہوں اللہ آپ پر رحمت نازل کرے یہی حضرت روح اللہ کے آئنے کے انتظاریں ہوں میں اللہ کی راہ میں اور کوئی بڑا امتحان نہیں جانتا جس میں آپ مبتلا ہیں۔ اور کل (قیامت) کو آپ کو ریادہ چھے ثواب لینے والا اور بندہ مکان والا آپ کے مقابلہ میں کوئی نہیں ہوگا۔ اسے میرے بھائی! اسے علی بن ابی طالب کو آپ ملے کر رہے ہیں اس کے بارے میں صبر سے کام لیں۔ حتیٰ کہ کل (قیامت) کو اپنے حبیب رسول اللہ سے ملا کر لیں۔ میں تیرے اصحاب اوصیاء کو دیکھ رہا ہوں۔

لہذا یہی نہایت سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ جس نے دو سبز چادریں پہنی ہوئیں تھیں اور ریش سفید تھیں۔ یحییٰ امیر المومنین علیہ السلام نے نماز سے مسدود ہوا۔ پھر انہوں نے شخص حضرت کے سر پر گر پڑا۔ اور آپ کے سر کے بوسے دیئے لگا۔ حضرت کے ہاتھ کو پکڑا اور حائل فرمایا۔

نے لگے، ہم دو جلدی جلدی دونوں کی طرف چل پڑے ہم نے آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا، فرمایا یہ میرے
بھائی خضر ہیں جو مجھ پر گر پڑے تھے، پوچھے کہا، تم کو ذیہ موجود ہو۔

موجود اور سعد بن طریف نے اصغ سے روایت کی ہے، کہ حضرت علیہ السلام دوسری دفعہ تشریف لائے چشم اسطوانہ
کی طرف نماز پڑھ رہے تھے، کہا اسے صاحب ساریہ اگر کے مالک یعنی علی علیہ السلام سے میرا سلام کہنا، اور ان
کی مخالفت میں عرض کیا کہ میں حاضر ہوا تھا، لیکن آپ نیند فرار ہے تھے۔

حضرت امام جعفر بن محمد علیہم السلام اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ امیر المومنین علیہ السلام سے
میں نے سنا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا، جس کی طرف آنحضرت
نے اشارہ کیا لیکن وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے تھے اس نے آکر کہا، اسے گھر والوں نے تم پر سلام ہو، اللہ کی رحمت
وہ بچتے تارل ہوں، اللہ کی ذات پر ہر دوسرے کو دے اور اسی سے ثواب کی امید رکھو، محروم وہ شخص ہے جو اللہ کے
ثواب سے محروم ہے، حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا، تم جانتے ہو، کہ یہ شخص کون ہے، یہ خضر علیہ السلام ہیں۔

یہ شخص کون ہے سے روایت ہے، کہ حضرت علی علیہ السلام کعبہ کا طواف کر رہے تھے، ایک شخص غائبانہ کعبہ کے
دھڑکے پر گرتے ہوئے یہ دعا کر رہا تھا، یا من لا یشفلہ مع من مع یا من لا یغدرہ الشاکون
یا من لا یجبر بالحق املا حیدر آذنی برد عفون وحلاوة مغفراتک۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اے اللہ کے بندے آپ کی دعا یہ ہے، کہا آپ نے اس کو سنا ہے؟ فرمایا
ہاں، کہا اس کو ہر نماز کے بعد پڑھا کریں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خضر کی جلی ہے، اگر آپ کے گناہ
جس کے ستاروں، بارش کے قطروں، زمیں کے سنگ، یہ زردن اور مٹی کے برہم کیوں نہ ہوں، تو اللہ تعالیٰ ان کو
بیک چھیننے سے پہلے بخش دے گا۔

عبداللہ بن حسن بن حسن اپنے باپ دادا وہ حضرات امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، آپ
مکہ کو فوج میں ایک دن تشریف فرما تھے، جب رات ہو گئی تو آپ کے پاس ایک شخص آیا، جو سفید کپڑے
پہنے ہوئے تھا، چوکیا دوں اور فوجیوں نے حاضر ہو کر اطلاع دی، امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا، تم کیا چاہتے
ہو، عرض کیا کہ میں اس شخص کو آپ کے پاس آتے ہوئے دیکھا، پوچھا، کیا پیدا ہوا، کہ کہیں آپ کے حملہ کو روکے
فرمادے، تم پر رحم کرے، تم سب کے سب چلے جاؤ، تم تو زمین والوں سے میری حفاظت کرتے ہو لیکن
میں لوگوں سے کون میری حفاظت کرے گا۔

تھوڑی دیر حضرت کے پاس بیٹھا ہوا آپ سے باتیں پوچھتا رہا۔ کہا اسے امیر المومنین! آپ نے خلافت کو رد فرمایا۔ زینت اور کمال بخشا ہے۔ اور خلافت نے آپ کی کوئی عزت نہیں بڑھائی۔ اہمیت محمد آپ کی محتاج ہے۔ آپ امت کے محتاج نہیں ہیں۔ کچھ لوگوں نے آپ سے پہلے خلافت پر قبضہ کیا۔ اور آپ کی جگہ بیٹھ گئے۔ الشریعہ واجب ہے کہ ان سے حساب و کتاب لیں۔ آپ دنیا میں تو زاہد الگ تھلگ کھڑے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین میں عظیم القدر ہیں۔ آخرت میں سب کو کثیر مقیلاویں انکسالات خداوندی سے ترازو جائیں گی۔ جب آپ کے شیعوں بالوں کو دیکھیں گے۔ تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ آپ خود سید المرسلین ہیں اور سید الانبیاء کے بھائی ہیں۔ اس شخص نے بارہ ائمہ علیہم السلام کے حالات بیان کئے اور چلا گیا۔ امیر المومنین حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ تم جانتے ہو۔ یہ کون شخص ہے؟ عرض کیا اسے امیر المومنین یہ کوئی تھے۔ فرمایا۔ یہ میرے بھائی خضر ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت خضر اور حضرت علی علیہم السلام کھڑے ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ کھات صحت بیان فرمائیے۔ کہا کہ اللہ کی رضا مندی کی خاطر دوست مندوں کو غریبوں کی مدد کرنی چاہیے۔ اس سے ہر کئی چیز نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے ہر شے ہے اللہ پر ہر دے کر کے غریب کو امر کی پیدا نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت خضر نے فرمایا۔ یہ وہ بات ہے کہ جس کو سونے کے پانی سے لکھ لینا چاہیے۔ مالی مفید پیشاوری اور تماریح بغداد میں ہے کہ فتح بن شجرت نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ حضرت نے ان سے نصیحت کی بات دریافت کی۔ کہا مجھے پاشی مقبلی دکھلاؤ۔ جب حضرت نے مقبلی دکھلائی تو سبز سیاہی سے اس پر یہ عبارت تحریر تھی۔

قد كنت ميتاً نصرت حياً وعن قليل تعود ميتاً
تو مردہ تھا۔ زندہ کیا گیا۔ غنقریب تو پھر مردہ ہوگا۔

حاجن لدار البقا بیتاً ودع لدار الفنا بیتاً
بقا کے گھر کو بناؤ۔ فنا کے گھر کو چھوڑ دو۔

عبد اللہ بن سلیمان حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام جب گھر سے نکلا گیا۔ تو آپ نبی صلعم کے تربت اطہر کے نزدیک کھڑے ہو گئے۔ فرمایا اسے مانجائے۔ قوم نے مجھے کہا۔ عار و آبرو قریب ہے کہ مجھے قتل کر دے۔ رسول اللہ صلعم کی قبر سے ایک ہاتھ اہر نکلا۔ لوگوں نے پہچانا۔ کہ یہ رسول اللہ صلعم کی قبر ہے۔

اللہ صلعم کا ہاتھ ہے اور آواز کو بھی پہچانا کہ یہ رسول اللہ صلعم کی آواز ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا: اے فلاں! تم نے اس ذات کے ساتھ کفر کیا جس نے تمہیں مٹی سے پھر لطفے سے پھر رشت کے لومڑے سے پیدا کیا۔ اور پھر تجھے مرد بنایا۔

عبد اللہ بن سلیمان: زیاد بن منذر اور عباس بن حریص سب حضرات ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ایک شخص سے ملے اور اس سے احتجاج کیا۔ آپ نے فرمایا: تو اس بات پر کیا ماضی ہے کہ تیرے اور میرے درمیان رسول اللہ صلعم فیصلہ کر دیں؟ اس نے جواباً کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ رسول اللہ صلعم تو انتقال کر چکے ہیں، حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے ہاتھ کو پکڑا اور قبائیں تشریف لے آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ مسجد قبائیں تشریف فرما ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے خلافت کے بارے میں (حضرت علی علیہ السلام کے حق میں فیصلہ دیا۔

مابینا اور اوصیا کی خیریت یا وفات کے بعد کسی شخص کا ان کی زیارت کرنا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ زیارت کرنے والا شخص جیل المقدر ہے۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے زمانے میں کوئی شخص آپ کی فیض نہیں تھا۔

فصل حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ ابلیس اور اس کے شرکے حالات

علی الشریعہ میں ابی بابویہ حضرت سلمان فارسی سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ ابلیس کا گزرا کچھ لوگوں کے ساتھ ہوا۔ وہ لوگ حضرت علی کو گالیاں دے رہے تھے، اس نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو رہی ہے کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا تمہاری قوم کے اندر یہ کہ بارہ ہزار سال عبادت کی جب اللہ عزوجل نے جنت کو ہلاک کر دیا، تو میں نے بارگاہ خدا کی اس بات کی شکایت کی اس شکایت کے نتیجے میں مجھے آسمان سے دنیا کی طرف لے جایا گیا۔ میں نے وہاں بارہ ہزار سال عبادت کی اس وقت میرا رہن سہن فرشتوں کے ساتھ تھا۔ اسی دوران میں ہمارے ساتھ ایک نور شمعانی تھا۔ ہم فرشتے اس کو دیکھ کر سجدہ میں گر پڑے۔ ناگاہ اللہ عزوجل کی طرف سے ایک آواز آئی۔ یہ نور نہ ملک تقرب کا ہے نہ نیک عمل کا ہے۔ بلکہ یہ نور علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طینت کا ہے۔

عبد ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اے علی! وادی کی طرف تشریف لے کر آؤ۔ میں تشریف لائے اور ایک گھر میں داخل ہوتے وہاں کسی کو نہ دیکھا آپ گھر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔

وہاں ایک شیخ سے ملاقات ہوئی۔

شیخ — آپ وہاں کیا کر رہے ہیں؟

حضرت — مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھیجا ہے۔

شیخ — آپ مجھے جانتے ہیں۔

حضرت — معلوم ہوتا ہے کہ ملعون آدم ہی ہو۔

شیخ — میں آپ سے کشتی کرنا چاہتا ہوں۔

پہنچا تو حضرت اور اس کے درمیان کشتی ہو گئی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے پھانسی دیا۔ اس نے کہا:

علی! میرے اوپر سے اٹھ جائیے میں آپ کو ایک بشارت دیتا ہوں۔ حضرت اس کے اوپر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

حضرت — اے ملعون! تم مجھے کس بات کی بشارت دو گے؟

ملعون — کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ جس عرش کے دائرہ میں طرف اور حسین عرش کے بائیں طرف موجود ہوں گے۔

اپنے شیعوں کو دوزخ سے نجات کا ٹکٹ دے رہے ہوں گے۔

شیخ — دھڑے ہو کر کہا میں ایک اور کشتی آپ سے کرتا ہوں۔

حضرت — میں تیار ہوں۔

پہنچا تو کشتی میں امیر المومنین علیہ السلام نے اسے دوسری مرتبہ بھی پھانسی دیا۔

ملعون (دائیس) — آپ مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو ایک اور بشارت دیتا ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے اسے تیسری مرتبہ پھانسی دیا۔

ملعون — جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو آپ کی اولاد کو آپ کی پشت سے ذروں کی مانند نکالا۔ اور ان سے کہا:

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: آپ ہمارے رب ہیں۔ ان کے نفسوں کو ان پر گواہ بنایا۔

آپ کا ان سے یہ شوق لیا کہ ہر مل کو تیرا چہرہ اور ہر مل کو تیری روح کی پہچان کرانی۔ جو شخص آپ سے کہتا ہے کہ:

آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ تو اللہ عزوجل نے اس کو اس بات کی معافیت دے دی ہے۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ:

میرے آپ سے بغض رکھتا ہوں اس کو بھی اللہ عزوجل نے آپ کی حقیقت سے آشنا کر دیا ہے۔ (پھر کہا کہ) اور میرے ساتھ تیرے کشتی کرو۔

اور میرے ساتھ تیرے کشتی کرو۔

حضرت — ہاں کشتی کرتا ہوں۔

آپ نے اس کو بچھاڑ دیا۔ اور چھوڑ دیا۔ پھر اس نے آپ کے کشتی کی ایمرالمومنین نے اسے پھر بچھاڑ دیا۔
 غرض اسے علی امیر المومنین نے بچھاڑ دیا۔ اور اسے علی امیر المومنین نے بچھاڑ دیا۔ اور اسے علی امیر المومنین نے بچھاڑ دیا۔

حضرت — اے ٹھیک ہے لیکن میں تم سے بری الذمہ ہوں اور تجھ پر لعنت کرتا ہوں۔

مخلوق (انجینس) — خدا کی قسم اے ابو طالب کے فرزند! جو شخص بھی آپ کے ساتھ بیٹھ رکھتا ہے میں نطفہ کے قرار

کے وقت میں اس کے باپ کے ساتھ اس کی ماں کی دھم میں شریک ہوں۔ اور اس کی ماں میں بھی شریک ہوتا ہوں۔

کیا آپ نے اللہ عزوجل کی کتاب کی یہ آیت نہیں پڑھی دشارکھہ فی الاموال واولادہ

تاریخ خلیف اور کتاب مظہری میں ابن جریر سے روایت ہے وہ مجاہد سے وہ ابن عکس سے روایت کرتے

ہیں اور خطیب المش سے وہ ابی وائل سے وہ ابو عبد اللہ سے وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں: خو کو شمی کی

کتابیں: سند اور ضحاک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ قاضی ابوالحسن اشعری نے اسحق الاقرسی سے روایت

میں نے ہمدردی سے کہا کہ اس بات کو روایت کیا ہے۔ ان میں ابو جعفر بن بابویہ میں جنہوں نے الاستحسان

اور حدیث کے الفاظ سرکوشی کی تحریر کے مطابق ہیں۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

حجراتِ کرام کے ساتھ خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں ایک شخص آیا جو بہت بڑا تھا۔ ہاتھی کی مانند تھا۔ لیکن

۱۱۱؎ کیلئے کہ ایک تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف حقوق کو فرمایا تم پر لعنت ہو۔

سوال نمبر ۱۰۰۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ کیا کیا؟

کہا تم اس کو نہیں پہچانتے۔ یہ ایسی لعین ہے۔

حضرت علیؓ فوراً پکے اس کی پیشانی اور سوندہ کو پکڑ کر کھینچا۔ اور زمین پر گر دیا۔ اور عرض کیا یا رسولؐ میں اس کو ضرور

— 100 —

رسول اللہ ﷺ۔ اے علیؓ! تجھے معلوم نہیں ہے کہ وقت معلوم تک پہنچتے ہی گئی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا۔

— (کھڑے ہو کر کہا) اے علی! مجھے چھوڑ دیجئے۔ میں آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ مجھے آپ پر نہ ہی

ہر ایک کے پیشوں پر کوئی تدرت حاصل ہے خدا کی قسم جو شخص بھی آپ سے بغض رکھتا ہے میں اس کے خالوں کے

عقاسن کی ماں نے رستم میں شریک ہوتا ہوں جیسا کہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ وشارکہم فی الاحوال والاوالادان

عبدالرحمن بن عوف بن ابی اسحاق

حضرت علی علیہ السلام نے اس کو چھوڑ دیا۔

کتاب ایہم میں ابوساؤد ثمالی سے روایت ہے کتاب ابن قیاض میں اسماعیل بن ابان سے روایت ہے۔
 یہ دونوں حضرات حضرت ام سلمہ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی اور بلال رسول اللہ کے نشانات
 قدم کو دیکھتے ہوئے آپ کی تلاش میں نکلے جب یہ لوگ پہاڑ کے پاس پہنچے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نشان گم ہو گیا
 اسی دوران میں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو نکیہ لگاے اور اپنے کندھے پر ایک چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے
 حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اسے بلال! تم یہاں بیٹھ جاؤ۔ میں ایک خبر لاتا ہوں۔ آپ اس شخص کی طرف روانہ
 ہو گئے۔ قریب پہنچ کر فرمایا۔ اے اللہ کے بندے! تم نے رسول کو کہیں دیکھا ہے؟ اس نے کہا اللہ کا رسول بھی ہو سکتا
 ہے یہ سن کر حضرت علی ناراض ہو گئے۔ ایک پتھر اٹھایا۔ اور اس کو دے ماما، جو اس کی آنکھوں کے درمیان لگا۔ اس
 نے ایک سخت پیچ منہ کی تمام زمین گھوڑوں اور مردوں سے بیاہ ہو گئی۔ انہوں نے اس کے ارد گرد طواف کرنا شروع
 کیا۔ حضرت علی اس کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ابھی جا ہی رہے تھے۔ کہ اسی انیس پہاڑ کی طرف سے دو پرندے آئے ایک
 پرندے نے اس کا دایاں حصہ اور دوسرے نے بایاں حصہ پکڑ لیا۔ اور لگاتار اس شخص کو اپنے چروں سے دارتے رہے
 حتیٰ کہ تمام گھوڑے اور آدمی چلے گئے۔ دونوں پرندے واپس لوٹے جاکر پہاڑ پر بیٹھ گئے حضرت نے بلال سے فرمایا
 آؤ پہاڑ پر چلیں اور ان پرندوں کا پتہ کریں۔ حضرت علی اور بلال پہاڑ پر چڑھ گئے وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ
 کے عقب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لادے ہیں حضرت علی علیہ السلام کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 دیا آپ نے فرمایا۔ اے علی! کبیدہ خاطر کیوں ہو؟ آپ نے تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اے علی! تمہیں معلوم ہے وہ پرندے کون تھے؟ عرض کیا نہیں؟ فرمایا۔ وہ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام
 تھے دونوں میرے ساتھ باتوں میں مشغول تھے۔ انہوں نے آواز کو سن کر معلوم کیا۔ کہ وہ ابلیس ہے۔ اور یہ
 تیری امانت کو چھینے۔

ایک جہت اللہ علانی اپنے سلسلہ روایت میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اور جعفر طاحہ علیہ السلام کے گھر میں جمع ہوئے۔ آپ نماز میں مشغول تھیں جب سلام پڑھا۔ تو اپنی دائیں
 ٹانگی کی توجہ طلب سے بھر اہوا طبع موجود پایا اور آپ کی بایں جانب سات روٹیاں اور سات بھنے ہوئے
 پیاز اور ایک پیالہ۔ دودھ کا۔ اور ایک ٹاس شہد کا اور ایک پیالہ شرب حنت کا۔ اور ایک
 آب معین اکثر کا۔ ان چیز کو دیکھ کر آپ سجدہ شکر میں گر پڑیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اپنے باپ پر

یہاں تک کہ ان حضرات کے سامنے کھجوروں کا طبق بڑھا دیا جب یہ لوگ اس کے کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے دسترخوان ان کے سامنے رکھا۔ اس دوران میں دروازے کے پیچھے سے ایک سائل نے آواز دی۔ اے اہل بیت کرم کیا مسکین کو کھانے کے لئے کچھ ملے گا۔ سیدہ نے ایک روٹی اٹھائی اس پر سبنا ہوا پزند رکھا اور شراب جنت کا پیالہ اٹھایا سائل کو دنیا چاہا، یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑے، فرمایا یہ کھانا تو اس سائل پر حرام ہے۔ آپ کو آگاہ کیا کہ یہ تو ابلیس ہیں اگر ہم نے اس کو یہ کھانا دے دیا تو یہ اہل بہشت میں سے ہو جائے گا۔ (جنت کے کھانے کھانے محالہ دوزخ میں نہیں جاسکتا)

ابو صلح مؤذن اربعین میں اپنے استاد سے زنیب بنت جحش سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس تشریف لائے کہا دونوں پرندے لے آؤ وہ دونوں جنت کے دسترخوان میں سے تھے، اسی دوران میں ایک سائل نے آواز دی اے اہل بیت آپ لوگوں پر سلام ہو میں وہ کھانا کھلا دو جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دیا اور فرمایا اے اللہ کے بندے تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کھلاے گا۔ دوسری بار بھی یہی سائل آیا اور پہلے کی طرح اس کے ساتھ سلوک ہوا۔

کتاب ابو اسحاق طبری میں عمران علی اپنے باپ امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فاطمہ حسن حسین کو بلایا ایک پیالہ طلب کیا جس میں کھانا تھا۔ ہم نے اس سے کھانا کھایا۔ دروازے پر ایک سائل آکر ٹھہر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ ہو جا۔ پھر آپ نے پکا ہوا کھانا اٹھایا۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے آج آپ سے وہ بات دیکھی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کھانا جنت کا تھا۔ اور سوال کرنے والا شیطان تھا۔

تہذیب الاحکام میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جناب رسول اللہ کو غسل دینا چاہا۔ گھر میں ایک کھجور تھی گئی۔

”تمہارا نبی ظاہر و مہر ہے۔ اس کو ایسے ہی دفن کر دو۔ اور اسے غسل نہ دو۔“

حضرت علی علیہ السلام نے آواز سن کر فرمایا — اے اللہ کے دشمن دور ہو جا۔ مجھے تو آپ نے اپنے غسل کفن اور دفن کا حکم دیا تھا۔

پھر ایک اور آواز سنی گئی اے علی بن ابی طالب اپنے نبی کی شہرگاہ کو چھپا دو اور آپ کی

قیس کو مت اتارو۔

کافی کلینی میں چار حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام منبر پر تشریف فرما تھے، مسجد کے دروازے سے ایک اڑدھا داخل ہوا۔ لوگوں نے اُسے قتل کرنا چاہا۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ ان کو اہل کے مارنے سے روک دو۔ انھیں روک دیا گیا، وہ اڑدھا چل کر منبر کے پاس پہنچا، بلند ہو کر امیر المومنین کو سلام کیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں سلام کا جواب اشد سے دیا، پھر اس کی طرف توجہ ہو کر فرمایا: "تم کون ہو؟" عرض کیا میرا نام عبید بن عثمان ہے میں آپ کے نائب کا بیٹا ہوں جو جنات پر مقرر تھا۔ میرا آپ انتقال کر گیا ہے۔ اس نے مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی تھی، کہ آپ کے فرمان سے مطلع ہو سکوں۔ میں حاضر خدمت ہوں میرے تعلق کیا حکم ہے؟ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں تجھے اللہ کے تقوٰی کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنی قوم کی طرف چلے جاؤ، تم ان کے قائم مقام ہو، اور ان پر میرے خلیفہ ہو۔ ایک طویل حدیث علی بن محمد صوفی سے مروی ہے کہ ان کی ملاقات شیطان سے ہوئی، اس نے آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں، کہا: میں اولاد آدم سے ہوں۔ شیطان نے کہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تم اس قوم میں سے ہو جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ اور دلسا اوقات اس کی نافرمانی بھی کرتے ہیں ابلیس سے بغض بھی رکھتے ہیں، اور رگاہ بگاہ اس کی اطاعت بھی کرتے ہیں۔

حضرت نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں صاحب یم، امیر بکیر جبل عظیم، قاتل ابلیس، نوح کے ساتھ کشتی میں سوار ہونے والا، صالح کی اونٹنی کی کوئی نہیں کاٹنے والا، ابراہیم کو آگ میں ڈالنے والا، یحییٰ کے قتل کی تدبیر کرنے والا، قوم نمرود کو دیباہی میں ٹھکانا دینے والا، میں منجمل السحرة ہوں اور قائد السحر ہوں، میں بنو اسرائیل کی طرف گمراہ بنانے والا ہوں، میں زکریا کو آڑے سے چیرنے والا ہوں جب ابراہیم بادشاہ ہاتھی لے کر کعبہ گرانے آیا تھا، میں اس کے ساتھ تھا، جنگ اعداؤں جنہیں میں نے محمد کے خلاف لوگوں کو روکنے کے لئے جمع کیا تھا، یقیناً صفین کے روز میں نے منافقین کے دل میں حسد ڈالا تھا، نصرہ کی لڑائی کے روز ہودج اور ارمٹ خود میں تھا، صفین کی لڑائی میں لشکر میں صاحب موافق میں تھا، کربلا کی لڑائی میں مومنین کا مذاق اڑانے والا میں تھا، میں منافقین کا امام ہوں، پہلے لوگوں کو ہلاک کرنے والا میں ہوں، میں نے آخری لوگوں کو گمراہ کیا، میں نائین کا شیخ، قاسطین کا رکن، اور مارتین کا بیہ ہوں میں ابو مرہ ہوں جو آگ سے پیدا کیا گیا ہے مٹی سے پیدا نہیں ہوا، میں وہ شخص ہوں جس پر خدا نے طوفان نازل فرمایا ہوا۔

صوفی نے کہا: میں تجھے اللہ کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائے جس کے ذریعہ

میں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر سکوں اور اس کے قریبے نامے کی مصیبتوں پر کامیاب ہو جاؤں۔ کہا دنیا میں پرہیزگاری اختیار کر اور قوت لایموت پر قانع رہو۔ آخرت کا ذخیرہ علی بن ابی طالب کے ساتھ محبت رکھ کر کامیاب ہو جاؤ۔ اور حضرت کے دشمنوں سے بغض رکھو۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی ست آسمانوں میں عبادت کی ہے اور سات زمینوں میں اس کی نافرمانی کی ہے۔ میں نے جس مقرب فرشتے اور نبی رسول کو دیکھا ہے وہی اللہ کا تقرب علی کی محبت کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ صوفی کایاں سے کہ یہ کہہ کر وہ شخص میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ فرمایا کہ ملعون زبان سے ایمان لایا تھا۔ اور دل سے کفر کیا تھا۔

مناقب ابواسحاق۔ طبری اور ابانہ افعلی میں ہے کہ ابو حمزہ شمالی نے کہا کہ بنی تميم کا ایک آدمی تھا جس کا نام غیشم تھا۔ صغیر کی جنگ کے روز جب حکمیں کی تجویز قرار پائی۔ تو وہ جزیرہ کی طرف بھاگ گیا جب راوی غیب سے گزرا جس کا نام میانارقین ہے۔ اس نے راوی سے ایک عجیب آواز کو سنا۔

يا ايها الناس يا ميارق !! مخالف الحق دين المصادق

اسے میانارقین سے گورنے والے تم نے حق اور سچے دین کی مخالفت کی ہے۔

تابع دين ليس دين الخالق بل كان دين احمق منافق

جو تم نے خالق کے دین کی پیروی نہیں کی بلکہ احمق اور منافق کے دین کی پیروی کی ہے۔

غیشم نے جواباً کہلے

لما رابت القوم في الخسوم فارقت دين احمق ليثم

جب میں نے قوم کو جھگڑا کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے احمق کیلئے دین کو چھوڑ دیا ہے۔

حق يعود الدين في المصميم

حتی کہ دین صحیح شکل میں لوٹ آئے

غشی کا لانا ہے کہا۔

ما رجع يقول ثم دعه ترشدا ان عليا كالحمام الاصيل

میں نے پھر اسے روک دیا اور کہا کہ علی متبع ہواں کی مانند ہے۔

منهاجه دين النبي امتهدي ! ما رجع الى دين وصي احمد

علی کا طریقہ نبی کا دین ہے۔ احمد کے وصی کے دین کو اختیار کر۔

فخالف المراق منه واشتهل

شک و شبہ کو چھوڑ دے جا کر وصی کے دین کی گواہی دو۔

وہ شخص لوٹ کر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لگاتار آپ کی خدمت میں حاضر رہا ہے۔ حتیٰ کہ قتل کیا گیا۔

بعض کتب احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک نیک جن عورت اہل بیت عظیم السلام کی خدمت میں حاضر ہوتی تھی اس کا بیان ہے کہ میں نے جزیرہ میں شیطان کو ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنا

ثقیبی الی اللہ اهل العباد وان لم یکنوا ثقیبی فمن
اللہ کے اہل اہل عباد میری سفارش کریں گے۔ انہوں نے میری سفارش نہ کی تو کون کرے گا۔

ثقیبی النبی ثقیبی الوصی ثقیبی الحسین ثقیبی الحسن
میری سفارش نبی، وصی حسین اور حسن کریں گے۔

ثقیبی التي احضت فراجها فصلی علیہم السلام المن
میری سفارش معصومہ کو بنیں کریں گی۔ ان حضرات پر اللہ کی رحمت نازل ہو۔

نہایت تعجب کی بات ہے کہ مخلوق شیطان اور اس کے لشکر سے ڈرتی ہے۔ اور ان سے پناہ مانگتی ہے مگر ایسے اور گروہ ایسے حضرات علی علیہ السلام سے ڈرتے ہیں۔ اور ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔ ایسا حضرت کی شان کی بندی اور مدارج کے کمال کی وجہ سے ہے۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا آسمانی کت ابوں میں ذکر

ابو القاسم کوئی اہل تہمل کے دیس بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے فضائل زیلوہ بیان فرمائیے۔ تو حاسدین نے اس بات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔

فان كنت في شك مما انزلنا اليك

یعنی علی کے بارے میں جو باتیں میں نے تم پر نازل کیں، اگر اس کے متعلق شک ہے تو فاسال الذین یقرؤن الکتاب من قبلک تو اس کے متعلق اہل کتاب سے دریافت کرو۔ کہ ان کی کتابوں میں علیؑ کے بارے میں کیا کچھ تحریر کیا گیا ہے۔ تم لوگ ضرور وحی محمدؐ کا ذکر ان کی کتابوں میں پاؤ گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کہا لقد جاءك الحق من ربك فلا تكون من المستترین تیرے پاس حق آگیا، شک کرنے والوں میں سے نہ بنو۔ ولا تكون من الذین کذبوا بآیات اللہ فتکون من الخاسرین تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور گھانا پانے والے لوگوں میں ہو گئے۔ اس مقام پر آیات سے مراد متعبرین اور متاخرین اوصیاء ہیں۔

کافی میں محمد بن فضل ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام کی ولایت تمام انبیاء کے صحیفوں میں تحریر تھی، اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو نبوت محمدؐ اور وصایت علیؑ علیہ السلام کے ساتھ بھیجا ہے

صاحب شرح الاخبار کا بیان ہے کہ حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: وروی بہا ابراہیم بنیہ ویعقوب یا بنی ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن اکادانتہم مسلمون کہ اس سے مراد ولایت علیؑ علیہ السلام ہے۔

اصول کی بعض کتب میں تحریر ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر میں تمہیں علیؑ علیہ السلام کی اس فضیلت کے بارے میں آگاہ کروں، جو تواریخ میں موجود ہے تو تم کہو گے سلمان پاگل ہو گئے، اور جو سرگروہ توہوں کہے گا: اے اللہ! سلیمان کے تاقی کو بخش دے، روضۃ الواعظین میں نیشاپوری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت فاطمہ بنت اسد موجود تھیں صبح کے وقت حضرت ابو طالب سے کہا کہ میں نے آج رات عجیب و غریب باتیں دیکھی ہیں، (یعنی فرشتوں وغیرہ کو ملاحظہ کیا ہے) جناب ابو طالب نے فرمایا: تم انتظار کرو۔ چند سال کے بعد تم بھی ایسا فرزند جنوگی، اس واقعہ کے تیس سال بعد امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

کتاب مولد امیر المومنین میں ابن ابی عمیر سے روایت ہے کہ حضرت ابو طالب ایک پتھر پر سو رہے تھے۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کا دروازہ کھل گیا ہے، ایک نور نکلا جس سے آپ کو چمک رہا تھا، یہ خواب دیکھ کر جناب

ابو طالب چونکہ پڑے ایک راہب کے پاس آئے اس سے یہ خواب کا واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا، اسے ابو طالب
 نہیں بشارت ہو، غریب آپ کے ہاں اللہ عزوجل ایک فرزند عطا کرے گا جو عام کے لئے مشکل کش ہوگا۔
 ابو طالب خاندان کعبہ میں آئے اور طواف کیا، اور یہ اشعار پڑھے۔

اصوف لللال حول البيت ادعوك بان رغبة محي البيت
 بان تربي السبط تبين موت اخر نورا يا عظيم الصوت
 مفلتا بقل اهل الجبت دكل من دان يوم السبت
 پھر واپس ہو کر اس پتھر سو گئے، خواب میں دیکھا کہ آپ نے سر پر یا قوت کا تاج اور ریشمی شلوار پہنی ہوئی
 ہے۔ اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے۔ اسے ابو طالب تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں، میرے ہاتھ فتمند ہو گئے
 تیرا خواب بہترین ہے، تیرا ایک فرزند پیدا ہوگا جو شہر کا مالک ہوگا، عظیم المرتبت ہوگا جو کفار کو نیچا رکھے
 گا، آپ یہ خواب دیکھ کر خوشی خوشی جاگ پڑے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور یہ اشعار بیان کئے۔
 ادعوك رب البيت والطواف والولد اعبو بانفعاف
 تعينني بالمشي اللطاف دعاء عبد الذنوب واق
 وسيد اسادات والاشراف

پھر آپ اگر پتھر پر سو گئے خواب یہ جناب عبد مناف کو دیکھا اور آپ نے کہا، اس کی بیٹی سے عقد کرنے
 میں تجھے کون سی چیز مانع ہے خواب سے یہ۔ سوئے اور ناظم بنت اسد سے عقد لیا۔ اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور
 یہ اشعار پڑھے۔

قد صدقت رؤياك التفسير است بالمرتاب في الامور
 تیرے خواب کی تعبیر سچی ہے مجھے کسی امر میں شک نہیں رہا۔
 ادعوك رب البيت والنذور دعاء عبد مخلص فقير
 کعبہ اور نذور کے مالک میں آپ سے نفس اور رقیقے بندے کی طرف دعا کرتا ہوں
 فاعطني يا خالق سرور بالولد الحلال المسكور
 اے پیدا کرنے والے مجھے وہ فرزند دے جو میری خوشی کا باعث ہو۔ وہ مشکل کش ہو جس کا آپ نے
 خواب میں ذکر کیا ہے۔

ہاں شکر ہے، پھر فرمایا، اس ذات کا شکر ہے جس نے مجھے بھونایا نہیں۔ اور اپنے نزدیک میرا ذکر بھولا ہوا، مگر
یہ رجبِ بیوتا قدر کی رات قتل دیا گیا

دفنِ عیسٰی میں حضرت ابراہیمؑ ہر اذانِ عیارِ سر سے رویت سب سے پہلے حضرت امیر المومنینؑ کے پاس پہنچے اور سرتے
جواہرِ مصفا میں غبارِ رستے تھے۔

حضرت علیؑ — کیا تم یہودی ہو؟

ولہ — نہیں۔

ام — کیا نصرت ہو؟

اب — نہیں، بلکہ سہان میں۔

ام — یہاں پہاڑ کی میں نصرت ہو؟

دکھ — نہیں۔

اب — کیا تم یہودی ہو؟ رسولِ اللہ کی برائی دیکھتے ہو؟

اب — نہیں، بلکہ یہاں میں نصرت ہو؟

ام — اس بات کا اقرار کرو، درمیں نہیں جس میں جہاد ہوگا۔

پھر چنانچہ لوگوں سے اس بات کا اقرار کیا کہ حضرت امیر المومنینؑ کے سامنے اس سب سے پہلے یہودی ہوئے۔

پھر حضرت امیر المومنینؑ نے ان کو یہ نصرت دینا چاہا کہ ان کو نصرت دے دو۔

پھر حضرت امیر المومنینؑ نے ان کو یہ نصرت دینا چاہا کہ ان کو نصرت دے دو۔

پھر حضرت امیر المومنینؑ نے ان کو یہ نصرت دینا چاہا کہ ان کو نصرت دے دو۔

پھر حضرت امیر المومنینؑ نے ان کو یہ نصرت دینا چاہا کہ ان کو نصرت دے دو۔

پھر حضرت امیر المومنینؑ نے ان کو یہ نصرت دینا چاہا کہ ان کو نصرت دے دو۔

پھر حضرت امیر المومنینؑ نے ان کو یہ نصرت دینا چاہا کہ ان کو نصرت دے دو۔

پھر حضرت امیر المومنینؑ نے ان کو یہ نصرت دینا چاہا کہ ان کو نصرت دے دو۔

پھر حضرت امیر المومنینؑ نے ان کو یہ نصرت دینا چاہا کہ ان کو نصرت دے دو۔

پھر حضرت امیر المومنینؑ نے ان کو یہ نصرت دینا چاہا کہ ان کو نصرت دے دو۔

ایہ المذنب حضرت علی علیہ السلام کے متعلق بت رست دینے والوں کا ایک فقرہ اپڑا ہے جس کا ذکر بارعشہد میں
 مودہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ یہی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حضرت کے تعلق
 بیٹن کوئی نئی چیز کی تھی۔ نہ تو اس میں کوئی چیز تھی۔

فصل

ایہ المذنب حضرت علی علیہ السلام کا اہلیا اور اوصیا کے ساتھ مقام

روایت میں ہے کہ یہ ایک طویل حدیث ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حدیث
 ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے کہانی دریافت کی گئی۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ یہودہ یا توں
 سے باز کیا اور نہ مہاجرین سے باز کیا۔ یہ انصاف کی بات ہے کہ جو حدیث کا صاحب ذکر
 ہے اس سے یہی سہو کہنا چاہیے۔ اچھا ہے کہ شخص کے متعلق کچھ کہہ کر جس سے میں اس مسئلہ کو دریافت کر سکوں
 بھی بہت کم ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ آپ نے اس سے پوچھا۔ حضرت نے کہا میں آپ سے
 بھی دریافت کیا۔ دریافت کیا۔ جو سنی شخص سے دریافت کیے ہیں
 حضرت نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول کے ساتھ ہیں۔ آپ اللہ کے رسول کے ساتھ ہیں۔

حضرت نے کہا کہ میں اللہ کے رسول کے ساتھ ہوں۔ جس طرح اپنے عقیدہ میں مومن ہوں۔

نہانی۔ آپ کا جنت میں لینا مہربان ہوگا۔

حضرت نے کہا کہ میں اللہ کے رسول کے ساتھ ہوں۔ اس بات کا میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔
 جس میں یہی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

نہانی۔ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا ہے کہ اللہ کے رسول کے ساتھ وعدہ کیا ہے؟

حضرت نے کہا کہ کتاب منزل اور نبی کریم کی تصدیق کے ذریعہ معلوم ہوا۔

نہانی۔ اپنے نبی کو کیوں کہہ چکا جانا؟

حضرت نے کہا کہ آیات ماہرہ اور معجزات بیانات کے ذریعے۔

نہانی۔ بتاؤ۔ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

حضرت — اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ نہ جہنم، نہ سمندر، نہ آسمان کی ضرورت نہیں۔ وہ جیسے آج ہے ویسے پہلے تھا۔
 میں تغیر اور تبدیلی نہیں ہوتی۔ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نہیں جاتا۔

نصرانی — اللہ تعالیٰ کو جو اس کے ذریعے خوش کیا جاتا ہے، اگر یہ بات نہیں تو اس کو پہچاننے کا کیا طریقہ؟
 حضرت — اللہ اس چیز سے جڑا ہوا ہے کہ اس کی صفت تقدیر سے بیان کی جائے۔ اور وہ جو اس سے محسوس
 ہو۔ وہ اپنی یہ شخصیتوں سے ظاہر ہے جو صاحبان عقل کی تخلیق کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے
 نصرانی — آپ کے نبی نے مسیح کے مخلوق مرنے کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

حضرت — ترکیب جسمانی سے ان کا مخلوق مونا ثابت ہے۔ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا۔
 انفرادی مخلوق ہونے کی علامت ہے۔ لیکن یہ باتیں ان کی محض نبوت کے لئے ضرور رسال نہیں ہیں۔
 نصرانی — آپ کا علم وہی ہے یا کتب لی؟

حضرت — جس سے ہمیں آگاہ کیا ہے اس کا تعلق علم کائنات و مایکون سے ہے۔

نصرانی — آپ کے دعویٰ کی تصدیق کیوں کر ہو،

حضرت — تم گھر سے اس نیت سے نکلے ہو کہ میرے جوابات کو تسلیم نہیں کرو گے۔ میں نے تجھے خواب میں
 اپنے مقام سے بھی آگاہ کیا ہے۔ اور تم سے حاکم بھی کی ہے۔ اور اپنی مخالفت سے تجھے ڈرایا ہے۔ اور اپنی
 پیروی کا تمہیں حکم دیا ہے؟

نصرانی — جناب نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

آپ اللہ کے رسول کے وہی ہیں اور تمام لوگوں سے غلات کے زیادہ حق دہریں

اس کے ساتھ جو لوگ آئے تھے۔ وہ بھی مسلط ہو گئے۔ حضرت عمر نے کہا: راہِ حکر ہے اس شخص تم نے

ہدایت پائی۔ اگر تمہیں اس بات کا علم ہو چاہیے کہ نبوت کا علم اپنی ریت نبوت کے پاس ہے۔ لیکن رسول کے

بعد ہفت اس شخص کے پاس ہے جس سے تم نے پہلے نفرت کو کی تھی۔ اور اس بات پر تمام اُمت راضی ہے

نصرانی نے کہا جو کچھ آپ نے کہا میں اس کی تک پہنچ گیا ہوں۔ اور میں نے اپنے امیر میں یقین کر لیا ہے۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا غصب کی باتوں سے آگاہ کرنا

ثابت بن اقلع کا بیان ہے: آدھی رات کو میرا گھوڑا گم ہو گیا۔ میں امیر المومنین علیہ السلام کے دروازے پر حاضر ہوا۔ اندر سے قبر بابہ بچلے کرا۔ اسے اقلع کے بیٹے گھوڑے کو عوف بن طلحہ سعدی سے جانے لیا۔
ابو یحییٰ بن عمر امیر المومنین کس سلسلہ روایت نے جا کر بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: کاش مجھے کوئی معتبر آدمی مل جاتا۔ میں اس مال کو دھن میں اپنے شیعہ کے پاس بھیجتا۔ ایک آدمی نے اپنے دل میں کہا: میں اس مال کو لے کر کر خر کے راستے چلا جاؤں گا۔ حضرت کی خدمت میں آکر عرض کی: اے امیر المومنین! میں اس مال کو لے کر مدائن جاؤں گا۔ حضرت امیر المومنین نے سر اٹھا کر فرمایا: تم ہی تو ہو۔ جس نے یہ خیال کیا کہ مال لے کر آئے چلا جاؤں گا۔ کتاب غریب الحدیث الفائق میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: خانہ بعد طواف بہت زیادہ کیا کرو۔ میں جیشہ کے ایک گئے اور چھوٹے کانوں والے آدمی کو دیکھ رہا ہوں۔ جو کعبہ میں بیٹھا ہوا ہے اور اسے براہ ہے۔
صاحب الحلیۃ نے حارث بن سید سے روایت کی ہے کہ میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو فراتے ہوئے سنا۔ حج کرو۔ اس کے بعد کہ حج نہ کر سکو گے۔ گویا کہ میں چھوٹے کانوں والے اور گھنے چشمی کو دیکھ رہا ہوں جس کے ہاتھ میں کدال ہے۔ اوپر جو کچھ کے ایک ایک پتھر کو گرا رہا ہے۔

عبدالرزاق اپنے باب سے۔ وہ عبدالرحمن بن عوف کے غلام مینا سے روایت کرتے ہیں۔ نصر بن شمل عوف سے وہ مروان الاصفہ سے روایت کرتے ہیں حضرت علیؑ کو زمین موجود تھی۔ ایک سوار رک شام صیبا اور معاویہ کی موت سے آگاہ کیا۔ اسے حضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے پوچھا: تم اس کی موت کے وقت موجود تھے یا اس نے کہا: میں موجود تھا۔ بلکہ اس کی قبر پر میں نے مٹی ڈالی ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ شخص جھوٹا ہے کسی نے کہا: اے امیر المومنین آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ یہ شخص جھوٹا ہے فرمایا: جب تک کہ وہ اپنے عہد حکومت میں ایسی سے اعمال نہ کرے گا۔ اس وقت تک نہیں مرے گا۔ کسی نے کہا: آپ پھر اس سے کیوں اڑ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تاکہ حجت تمام ہو جائے۔
محاضرات میں راجب نے کہا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ہندو کا بیٹا اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کی زبان میں صلیب نہیں لکھے گی۔ اس واقعہ کو حنفی بن قیس۔ بن شہاب زمہری۔ اعظم

سے پئے تھا۔ اس

نے کا کیا طریقہ ہے؟

سے محسوس

ہے

دست بردار کی

میں ہیں۔

تجھے خواب میں

بلکہ۔ اور اپنی

کے رسول ہیں۔

تے شخص تم نے

ایک رسول کے

راضی ہے

کوئی۔ بوجہ ان توحیدی اور انحرافی نے ایک ایک جہت کے ساتھ مستحکم کیا۔ جس طرح حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: معاویہ کسی طرح مرا تھا۔

علاء بن عباسؓ سے روایت ہے: "حضرت علیؑ عید السلام منبر پر تشریف لائے۔ پھر حمہ دیا۔ انہوں نے جہاز اعلان کر دیا۔ کسی شخص کو مجھ سے نفرت ہے۔ یہ یہ آؤ۔ زینب کو گرفتار کر لے۔ کوفہ سے واپس آئے۔ راضی ہیں۔ تم تسلیم کرتے ہیں۔ ہم رسول اور اس کے نبیؐ کی اطاعت کی بات کرتے ہیں۔ اس کے بعد بیت المال میں چلے جاؤ۔ اور سب ایک آدمی کو تین دینار دے دو۔ اور میرے۔ نہ کسی تین دینار دے دو۔ اور دینار دیناروں کی ایک جماعت کے ساتھ بیت مال کی طرف چلے گئے۔ حضرت نے جہاز سے قبایس نماز پڑھی۔ ان لوگوں نے بیت المال میں تین لاکھ دیناروں کو پایا۔ اور لوگوں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ یہ ایک کے حصے میں تین دینار آئے۔ عمار نے کہا: خدا کی قسم حق تھا۔ سب کی امت مستحکم نہ مانا۔ اور نہ ہی لوگوں کی تعداد پندرہ ہزار صرف۔ یہی معجزہ دلالت کرتا ہے کہ اس آدمی کی اطاعت تم پر واجب ہے۔ غلہ اور دیگر اس سے اس وقت روایت ہے۔

نذر کار کر دیا۔

نور محمد اور ناصیب نے ابو جہم عدوی سے روایت کیا ہے: "جو حضرت علیؑ کا دشمن تھا کہ مصر والے مقام دی فستری میں آئے ہوئے تھے۔ میں حضرت عثمانؓ کا دست روم دیا۔ وہ اس نے خدا کو اچھی طرح لپیٹا۔ اور تلوار کے قبضہ میں رکھ دیا۔ اس سے اس کو ہوا پھیلنے لگا۔ اس کی تارنی جھا جکی تھی۔ میں ہر طرف کے اندر سے پہنچ گیا۔ مجھے دراز گوش پر سوار ایک آدمی دکھائی دیا جس نے آگے دو اور آدمی آگے تھے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے۔ وہ بات کی بات سے آگے آئے۔ آپ نے مجھے پہچان لیا تھا۔ لیکن میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ میں نے اس وقت پہچانا جب آپ کے کلام کو سنا۔ وہ یہ سحر کہاں جا رہے ہوئے عرس کیا۔ وہ بات میں جا رہے اپنے ساتھیوں کو بلاؤں گا۔ فرمایا: تلوار کے قبضہ میں کیا چیز ہے۔ میں نے عرض کیا: آپ نے مذاق کرنا کبھی ترک نہیں کیا۔ پھر آپ نے اس سے خط نکال لیا۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہا: کہ میں آپ سے ظاہر میں جس طرح محبت کرتا ہوں اسی طرح پوشیمگی میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ امیر المومنین علیہ السلام تھوڑی دیر تک زمین پر بکڑی مارتے رہے۔ جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔ سر اٹھا کر فرمایا: خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو۔ پھر ایک اور آدمی حاضر ہوا۔ عرض کیا میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ حضرت کافی دیر تک زمین پر بکڑ

شخص — ہاں ایسا ہی ہے؟

حضرت — میں تجھے اللہ کی قسم دے کر یاقوت کرتاموں کیا تم سے بی بی صاحبہ نے یہ نہیں کہا تھا کہ اگر علی تمہیں کھانے پینے کی پیشکش کریں تو اس کو مرگز قبول نہ کرنا کیوں کہ آپ کے کھانے میں جادو ملا ہوا ہو گا۔

شخص — ہاں یہ بھی کہا تھا۔

حضرت — وقتہ کی صداقت کا یقین ہوا ہے۔

شخص — آپ نے بالکل درست بیان فرمایا یہی آپ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوا تھا کہ روئے زمین پر آپ سے زیادہ کوئی شخص میرا دشمن نہیں تھا اب میری حالت یہ ہے کہ تمام مخلوق میرے کوئی شخص آپ کی نسبت بہر زیادہ دوست اور محبوب نہیں ہے۔ آپ کا جو ارشاد ہوا وہ فراموش نہیں۔

حضرت — میرا خطا ہے کہ اللہ کے پاس چلے جاؤ۔ اور یہ کہ اللہ نے تو تمہیں گھر بیٹھے کا حکم دیا تھا۔ یہ تم نے خوب ان برس کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔
وہ شخص خط پہنچا کر واپس امیر المومنین علیؑ کے سامنے حاضر ہوا۔

امیر المومنینؑ مہروی تھے کہ بعد میں امیر المومنینؑ اسلام کے رتبہ کی نماز پڑھی۔ اسی دوران میں امیر المومنینؑ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جس نے سفر کا لباس پہنا ہوا تھا۔

امیر المومنینؑ — کہاں سے آئے ہو؟

شخص — شام سے آ رہا ہوں۔

امیر المومنینؑ — کیا کام ہے؟

شخص — ایک مزدور کے تحت حادثہ ہوا ہوں۔

امیر المومنینؑ — بتاؤ ورنہ میں تیرا بدل دوں گا۔

شخص — اے امیر المومنینؑ آپ ہی بتا دیجئے۔

امیر المومنینؑ — خلیفہ دوم نے ان دنوں سال معامیہ نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص علیؑ کو قتل کرے گا اسے سو ہزار دینار انعام دیں گے۔ فلاں آدمی کو پٹا لگا کر یہ اقدام میں کروں گا۔ معاویہ نے کبہ اچھا

تم ہی کرو۔ جب گھر پہنچا تو شہر مسند ہوا اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور اس کے فرزند دل کے باپ کے پاس کے جاؤں اور انہیں قتل کر دوں۔

تھا کہ اگر
نے میں

مناویہ نے دوسرے دن اعتنا کیا جو شخص علی کو قتل کرے گا۔ اسے بیس ہزار دینار دیئے جائیں گے۔ ایک اور آدمی پر کہا کہ اس خدمت کے لئے میں تیار ہوں۔ معاویہ نے ہمدان چھوڑا۔ پھر وہ شہر مسند ہوا۔ تیسرے دن اعتنا کیا جو شخص علی کو قتل کرے گا۔ اسے بیس ہزار دینار انعام دئے جائیں گے۔ تم پک کر کھڑے ہو گئے ہو اور تم حمیر کے ایک آدمی ہو۔

شخص — اے امیر المومنین! آپ نے سچ فرمایا اب میں وہ کام کروں جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے یا نہ کروں اس بار میں آپ کی کیا رائے رکھتا ہوں؟

اللہ عزوجل ہوا تھا۔

کہ تمام مخلوق

ارشاد ہو

نے کیا کر دو۔

یہی حکم دیا

میں امیر المومنین

اسحاق بن حسن نے اس خدمت، صلیغ سے روئے نہ تھے۔ کہ ہمیں امیر المومنین علیہ السلام نے کوفہ سے مدائن کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ ہم لوگ تدار کے روز چل پڑے اور منہ جبر و اجبار نہ رہ گئے۔

۱۱۔ عمرو بن حریث، ۱۲۔ اشعث بن قیس، ۱۳۔ جریر بن عبد اللہ بن جلی، ۱۴۔ کعب بن جراح اور کعب بن جراح بن خویز اور سید کے مقام پر چلے گئے۔ انہوں نے کہا کہ لوگ کے جمع ہونے سے پہلے تم علی علیہ السلام سے مل جائیں گے اور آپ کے ساتھ جمع کرنا پڑے گا۔ یہ لوگ صبح کے وقت پہنچے ہوئے کھانا کھا رہے تھے کہ چار ایک

گواہ نمودار ہوئی انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ عمرو بن حریث نے اسے اپنے ہاتھوں سے کمر میں کا پیچہ کھول کر آگے بڑھایا۔ اور کہا کہ یہ امیر المومنین ہیں اس کی بیعت کر لو یہ کل آٹھ آدمی تھے سب سے اس کو دینی بیعت کی پھر سے روز

اور یہ لوگ وہاں سے چل پڑے اور کہنے لگے علی بن ابی طالب کا یہ خیال ہے کہ میں غیبی باتیں جانتا ہوں اب تم نے اس کی بیعت توڑ دی ہے اور اس گواہ کی بیعت کر لی ہے اب تم سے اس کے متعلق بھی کچھ بتاتے ہیں جمعہ کے روز

مدائن میں وارد ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ امیر المومنین امیر بن جراح ارشاد فرمایا اے تمہارے تھے۔ حدیث علی علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بہت سی باتیں سکھائی ہیں۔ اور سرحدیث کا ایک باب بتاتا تھا۔ میرے لئے ہر

باب سے ایک ہزار باب (علم و دلائل) اور کھل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید میں فرماتا ہے یومئذ یحکم کل اناس بما عملوا۔ تمہارے ہر شخص کو اس کے کام کے ساتھ بدلہ دیں گے۔ میں اللہ کی قسم

کو قتل کرے گا

نے کہا اچھا

کھا کر بیان کرتا ہوں کہ اس اُمت کے آٹھ افراد قیامت کے روز اس حالت میں اٹھائے جائیں گے۔ کہ ان
مگورہ ہوں۔ گر میں چاہوں تو ان کے منوں سے بھی گاہ رستہوں سے

عبداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے ابو موسیٰ
اشعری کو بلایا کہ روایت کیا۔ اور اس سے کہا کہ کتاب خدا سے مہربانی فیصد لے لے۔ اور اس سے تجاوز نہ کرنا۔ جب
موسیٰ چلا گیا تو حضرت نے فرمایا۔ میں نے مجھے یہودیہ دیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ پھر آپ نے اس کو کیوں نہ
بنا کر بھیجا ہے۔ حالانکہ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ اس نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔ فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے
کے مطابق مخلوق میں عمل کرتا۔ تو پھر اسے رسول بھیجے گا کی ضرورت تھی۔

مسند اشعری میں احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ ابو الوضی نے کہا۔ ہم لوگ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب
کے ساتھ کوفہ کی طرف جا رہے تھے۔ حورائے دو باتیں بن چلی جگے نہ کافی بولوں سے ہمیں چھوڑ دیا۔ میں
اس بات کو امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں بنو ہاشم کے بارے میں کوئی
شک نہیں کرنی چاہیے۔ یہ عنقریب ہمارے پاس واپس آجائیں گے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے جس طرح فرمایا تھا۔ ایسا
ہوا تھا۔

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب سے ہجرت اور زہر نے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی
قسم یہ لوگ عمرہ کرنے نہیں چاہتے بلکہ بھرہ جانچ رہے ہیں۔ ایک معاہدہ میں ہے کہ یہ لوگ قتل نہ کیا جائے
امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا۔ یہ دونوں فاجر مکرر داخل ہوئے تھے۔ مورخ غادر ہو کر نکال گئے۔ یہاں
میں جا کر رہیں گے۔ تو قتل کر دیتے ہیں گے۔

بوشیم بن تیہان اور عبداللہ بن رافع کی روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا مجھے تم دونوں کے
لہر کے بارے میں گمان کیا ہے اور مجھے تمہارے پھپھرنے کی جگہ دکھائی گئی ہے حضرت یہ آیت تو فرمادی ہے
تھے اور یہ دونوں دشمن رہے تھے۔ قتل نہ کیا گیا۔

اس واقعہ کو علامہ شیخ حسین علیہ السلام عالم پانچویں صدی ہجری نے اپنی کتاب بیہوشی میں بیان کیا ہے۔ جو
اللہ کے معجزات میں لا جواب چیز ہے۔ اصل کتاب ابلیس ہے۔ اس کے ساتھ ہی اردو میں کریم ہے۔ مکتبہ سجدہ چاہ
نیے والا مکان شہر سے مل سکتی ہے۔ برہمن کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ جاس پڑھنے والوں کے لئے بہترین
ہر دگر ہے ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

گئے۔ کہ ان کا
 بننے ابو موسیٰ
 کرنا۔ جب ابو
 کو کیوں غافل
 تعالیٰ اپنے علم
 حضرت علی علیہ السلام
 بوز ویا میں نے
 سے میں کوئی قدر
 تھا۔ ایسا ہی
 نے فرمایا۔ خدا کی
 تہہ پر بارنا چاہتے ہیں
 کھل گئے ایک گروہ
 تم دونوں کے
 دست فرما ہے
 بیان کیا ہے۔ جو
 سجدہ چاہ
 کے لئے بہترین

عبداللہ بن خلف خزاعی کی بیوی صفیہ بنت حریث ثقیفیہ نے حضرت علی علیہ السلام سے حمل کی زانیہ کے بعد کہا
 "اے احباب کے قاتل اور جماعت میں تفریق ڈالنے والے۔" حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے صفیہ! میں
 تیرے بغض کی وجہ سے تجھے کچھ نہیں کہوں گا کیوں کہ میں نے جنگ بید میں تیرے "اداکہ ورجتہ" اعدا کے موقع پر
 تیرے چچا اور شوہر کو قتل کیا ہے۔ "اے میں دوستوں، قاتل، قاتل، تو اس شخص کو مزد قتل کر دیتا جو ان گھروں میں
 چھپا ہوا ہے جب لوگوں نے ان گھروں کی تشریح کی۔ تو مردانہ۔ عبداللہ بن زبیر کو ان گھروں میں پایا۔
 آتش ہمدان کے ایک کونے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عقیقہ کی جنگ میں میری مین عقیقہ
 کے ساتھ موجود تھے، "ایک شہر کے عراقی کے لئے بڑی شکست دے دی۔" اشتر نے آواز دی کہ وہاں آ جاؤ
 امیر المومنین شام والوں سے ذات لگے اسے ابو سلمہ ان لوگوں کو پکڑو۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے تین
 رتبہ ایسا فرمایا، اشتر نے اس کی ہمد سے ملک میں کوئی شخص، جو مسلم نام کا نہیں ہے
 امیر المومنین علیہ السلام شام میری مراز کو نہ لے نہیں سکتے ہیں تو اس شخص کو بٹا چاہتے ہوں۔ جو
 آخری زمانے میں مشرق سے فروغ کرے گا اس کے فریاد نہ تھوڑے۔ "شام کو ختم کر دے گا اور بنو امیہ
 سے ان کی سلطنت چھین جائے گا۔"
 حضرت امام حسن بن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ اشتر نے ان قبیلہ کنہی نے اپنے آپ کو گھر میں
 اذان کا چبوترہ بنایا تھا جو جب مسجد نبویہ میں نماز کے پانچوں ایوت میں دُعا ہوتی تھی۔ وہ اس چبوترے پر چڑھا کر
 یہ گواز بند کرتا تھا۔ "اسے شخص تو بھوٹا اور جاوگ رہے۔"
 میرے باپ نے اس کا نام عنق قرار رکھا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس کا
 نام عرفہ قرار رکھا تھا۔ حضرت امیر المومنین سے اس کا مطلب پوچھا گیا آپ نے فرمایا جب اشتر کی موت کا وقت
 آئے گا تو اس پر عنق قرار داخل ہوگی۔ آسمان کے کچھ سیوی صورت زانیہ ہوگی۔ جو اس کو جلا کر خاک کر دے گی۔
 جب اسے دفن کیا جائے گا تو وہ سیاہ کرٹے کی مانند ہوگا۔ جب اس نے دفن پائی تو جو لوگ اس وقت
 موجود تھے انہوں نے دیکھا۔ آسمان سے آگ نازل ہوئی جو عنق کی طرح کچھ مٹی مٹی۔ حتیٰ کہ اس کو جلا کے خاک
 دیا اور وہ دایہ کی طرح پیچ و پکا کر ماکھا۔
 ابن بطہ نے ابانہ میں اور ابو موسیٰ نے سخن میں ابو محالا سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے
 اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر خوارج کے بارے میں فرمایا۔ خدا کی قسم تم میں دس آدمی بھی قتل نہیں ہوں گے۔ اور

ایک اور روایت میں ہے کہ وہب نے عرض کیا میں نے اپنی بیوی میں پڑھا ہے۔ اس جگہ وہ شخص نماز پڑھے گا جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ کافی گفتگو کے بعد کہا جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے، اسے چاہیے کہ آپ کی پروردی کرے جو آپ کے ساتھ آیا آپ کو یقین ہونا چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں یہاں ایک درخت پر سے گا۔ جس نے یہ بھی خوب نہیں سنا کہ زہرا کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا۔ تم یہاں کہاں سے بیٹے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں سے فرمایا کہ تو اس سے بانی پتے پر ہو، عرض کیا کہ میں نے کھودا تھا لیکن اس کا پانی میں نکلا تھا۔ فرمایا اب وہ سر کنواں کھودو؟ اس نے کنواں کھودا اس سے شہا پانی نکلا۔ فرمایا اب جواب دیا کہ میں نے پانی پیا کہ یہ مسجد بنا رہا ہے کی جب لوگ اس کو خراب کر دیں گے اور اس کی تعمیر کو نہ دیں گے تو یہ مسجد محبت میں گر جائے گی۔

صاحب بن قیس کی روایت میں ہے کہ حضرت ایک جگہ تشریف لائے وہاں زمین پر ایسا پاؤں مارا وہاں پانی کا چشمہ بھوٹ پڑا۔ فرمایا یہ میری چشمہ ہے، فرمایا یہاں منہ کر زینہ صوفیہ نے پانی کو کھودا کہ اس کے نیچے سے ایک سفید پتھر نکلا۔ فرمایا یہاں میرے بیٹے کو رکھو۔ اور اس کے نماز پڑھنی تھی، امیر المومنین نے پتھر کو نصب کر دیا۔ اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا، آپ اس جگہ پر چڑھ کر نماز پڑھا۔ امیر محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا یہ میری چشمہ ہے جو اس کی طرف بھوٹ نکلا تھا۔ سات روز یہاں من عشا کی گئی تو اس کے اندر سے ایک سفید پتھر نکلا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا یہ وہ جگہ ہے جس نے نماز پڑھی ہے، ابو جعفر نے فرمایا کہ ہم نے اس بات کو پایا ہے کہ اس جگہ حضرت سے پہلے نماز پڑھی گئی تھی، ایک اور روایت میں ہے کہ یہاں حضرت ابراہیم خلیل نے نماز پڑھی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ امیر المومنین عبد اللہ بن عباس نے جہاد کر بھاری زبان میں اٹھائے کنوئیں! میرے قریب آجا (کنوئیں کا پانی حضرت کے قریب آگیا) حضرت مسجد کی طرف تشریف لے جانے لگے۔ تو راستے میں (مردم) کے کانٹے دار درخت موجود تھے حضرت نے اپنی نواہز نکالی۔ اور ان کو صاف کر دیا۔ فرمایا اس جگہ اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی کی قبر ہے۔ اس جگہ سے اس پر نور ہو رہا ہے۔ سورن کوٹ کو واپس آگیا۔ اس وقت حضرت کے ساتھ آپ کے تیرہ اصحاب موجود تھے خطا استواسے ذریعے تفریق نہ کیا۔ اور اس کی طرف نماز ادا فرمائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے وہ درخت سورن کو واپس لے دیا تھا۔ ایک جگہ یہ ہے جو اس کتاب (الکافی) میں ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اسے وٹ میرے قریب آ جاؤ۔ وٹ کا بیان ہے کہ میں حضرت کے قریب سو گیا فرمایا اپنے کندھ میں چلے جاؤ۔ وہاں مسجد کے دو در سے پر ایک مرد اور ایک عورت کو جھگڑا کرتے ہوئے پایا۔ گئے۔ ان دونوں کو میرے پاس سے آؤ میں وہاں جاؤ۔ انہی دونوں کو جھگڑا کرتے ہوئے پایا میں نے کہا تم دونوں کو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام پر سونپ دو۔ یہ دونوں حضرت کی خدمت میں پیش ہو گئے۔ فرمایا اسے جو ان یہ تو عورت ہے، اس سے کہوں ایتھے ہو۔ اس نے کہا اسے امیر المؤمنین نے اس سے شادی لے لی ہے حق یہ ادا کیا میں اس کا ایک بنا ہوا میں نے اس کو نکاح کیا ہے۔ یہ سب میں سے قریب آیا۔ تو اس سے ایک ایسا خون دیکھا جس سے میں مکا۔ مار رہا گیا۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: یہ عورت تم پر حرام ہے۔ اور تم اس کے شوہر نہیں ہو سکتے۔ یہ بات سن کر وہ رکا۔ ثورام ہو گیا حضرت نے فرمایا: کیا تو مجھے جانتی ہے؟ عرض کیا: لوگوں سے سنا ہے۔ لیکن اس سے قبل آپ کو دیکھا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: تو فلاں نہ بنت فلاں اور فلاں آل سے نہیں ہے؟ اس عورت نے عرض کیا: خدا کی قسم ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے فلاں بن فلاں سے اپنے دل واپس سے چوری نکاح تو یہ کیا تھا؟ پھر تو حاملہ ہو گئی تھی اور تم نے ایک روکا جتنا تھا۔ اور تمہیں اپنی قوم سے ڈر لگا تھا۔ اور تم رات کے وقت اس رُکے کو اپنے دل میں بٹھ کر چھب ایک دیران مقام پر پہنچی تو وہاں اس رُکے کو زمین پر لٹا دیا تھا۔ شفقت کی وجہ سے اس کے ستر چھ دوڑ کھڑی ہو گئیں۔ کھیں اٹھائیں کبھی سے وہ بارہ زمین پر نہایت تھیں لیکن دوسری سے دوسری تھیں۔ کتوں نے کھینے بھونکنا شروع کیا۔ تو ان کے ڈر سے دوڑیں۔ ایک کہتے تھے: ترے رُکے سے قریب آؤ اسے سونگھو۔ دوسری وجہ سے اسے پھاڑنا چاہا۔ تم نے کتے کو ایک پتھر مارا۔ لیکن وہ کتے کی بجائے ترے رُکے کو دگا۔ راکھ چلانے لگا۔ تجھے ڈر لگتا ہے یا نہ کہیں صبح نہ ہو جائے۔ اور تیرا واقعہ لوگوں کو معلوم نہ ہو جائے۔ تم وہاں سے واپس چل پڑی لیکن تیرا دل رقت سے بھرا ہوا تھا۔ تم نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے۔ کہا: اے معبود! اسے دو جنت کی حفاظت کرنے والے اس کی حفاظت کر۔ عرض کیا: خدا کی قسم یہ تمام واقعات درست ہیں۔ آپ کے بیان سے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے۔ فرمایا: اس آدمی کو لاؤ وہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ فرمایا: اپنی پیشانی کو ہوا سے لے کر پیشانی سے پڑا لیا۔ (بقیہ مثنویہ ص ۱۰۸ گزشتہ) میں مذکور ہے: دوسری جگہ وہ ہے جو حد کے قریب ہے۔ جو بڑا کڑا ہے۔ اس سے خوف کو جاتی ہے۔ اس کے کاندے پر ایک جگہ ہے جو مسجد و الشمس کے نام سے مشہور ہے۔ اور کتب علوم المعجزات مولفہ علامہ شیخ مرتبہ بات کی تائید ہوتی ہے اس گنگا کے نام سے جو پچھلے نرو دیکھا ہے۔ مترجم۔

جس کا
پس کے
س کے
تم پانی
عرض کیا
میں سے
میں کو خراب
ان پانی کا
بچے سے
میں کو نصیب
امیر علیہ السلام
میں صفا
ابو جعفر
روایت
قریب آ جا
(مذکور)
میں سے نہیں
اس وقت
نماز اور فرائض
اب رات کی اگلی صبح

آپ نے فرمایا یہ وہ زخم ہے یہ تیرے رُکے کے سر پر لگا۔ یہ تیرا ہی اڈکا ہے، اللہ نے تجھے بس نبی مبعوث سے بچا لیا۔ یہ تیری اس دعا کا نتیجہ ہے جو تو نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کی تھی۔ اللہ کی نوازش کا شکریہ ادا کر۔

حادثہ عود، ابو ایوب، انصاری، جابر بن یزید اور محمد بن مسلم ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور عیسیٰ بن سیدہ بن ابی عبد اللہ علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرتے ہیں حدیث کا ایک حدیث کے دوسرے حصے میں مل کریت امیر المؤمنین علیہ السلام کو فتنے کے بازاروں کا دورہ فرما رہے تھے ایک عورت نے تین بار آپ کو لہجہ کیا فرمایا۔ اسے مستفیدہ میں نے تیرے خاندان کے کتے اڑاؤ قتل کئے ہیں، اس عورت نے کہا تیرا یہ کفارہ۔ جب وہ عورت واپس گھر آئی تو اپنی ماں سے واقعہ بیان کیا اس نے کہا مستفیدہ اس عورت کو کہتے ہیں جو بغض کے بعد پید ہو ہو۔ اور کس سے کوئی نسل نہ چلے گا، اے ماں آپ کی بی بی حانت ہے، کہاں ایسا ہی ہے۔

ایک روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس عورت نے کہا آپ نے میرے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ عدل سے فیصلہ نہیں کیا رعایا میں انصاف سے کام نہیں لیا اور نہ ہی وہ فیصلہ دیا ہے جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ اس کی طرف دیکھ کر فرمایا، اسے خزیہ (سوا) اسے بزیہ (بیکار) یا سلق (مکارہ) گھبرا کر دوڑی اور بہتی جاتی تھی میں حاکم اور تباہ ہوئی اسے ابو طلحہ کے بیٹے آپ نے میرا پرہ چاک کر دیا

خصائص مظہری میں تحریر ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا قریش میں سے سفی، انصاری میں سے یہودی، عرب میں سے دشمنی اور تمام لوگوں میں سے بد بخت تم سے بغض رکھے گا اور عورتوں میں سے مستفیدہ عورت تم سے بغض رکھے گی۔ ایک عورت نے عرض کیا، مستفیدہ عورت کیا ہوتی ہے۔ فرمایا جس کو عقد سے حیض آتا ہے۔ عورت نے سوچا کیا۔ اللہ اور اس کا رسول سچا ہے۔ آپ نے مجھے ایک ایسی چیز کے بارے میں کہا ہے، جو مجھ میں موجود ہے۔ اے امیر المؤمنین! آیتہ میں کبھی آپ سے بغض نہیں رکھوں گی۔ آپ نے فرمایا، خداوند اگر یہ اپنے نول میں سچی ہے تو اس کے حیض کو اس جگہ قرار دے جہاں سے تمام عورتوں کو آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے حیض کو ٹھیک راستے سے جاری کر دیا۔

حادثہ عود کا بیان ہے کہ عمرو بن حادثہ نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا تم میں یہ عیب موجود تھا۔ اس عورت نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے قول کی تصدیق کی۔ عمرو نے اسے کہا یا علی! ساحر یا کاسی اور بدو تو نہیں ہیں؟ اس عورت نے کہا، اے عبد اللہ! تم نے نہایت رکیک بات بیان کی ہے۔ حضرت تو اہل بیت نبوت میں سے ہیں بنی حریث امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو اس عورت کی گفتگو سے آگاہ کیا

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا عورت نے تم سے زیادہ خواہصورت بات بیان کرنی تھی۔

حذیفہ بن یمان نے امیر علیہ السلام کی خدمت میں حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں عرض کیا جس کی قسم میں آپ کے اس کام کا مطلب اور شرح نہیں سمجھ سکتا تھا، کیف انت یا حذیفہ اذا صلت عیون العین والنبی بیس احلس نا، اسے حذیفہ! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب عیون العین کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی اور بنی صلم ہمارے سامنے موجود نہ رہیں گے! میں آپ کے اس کام کا مطلب کل رات سمجھا۔ حقیق اور حضرت عمر کو آپ کے خلاف دیکھا، ان دونوں کے ناموں کے اشتراک میں عین ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اے حذیفہ! عبدالرحمن کو بھول گئے ہو، جو حضرت عثمان کی طرف جھک گئے تھے، بخیر یہ تمہارے ہاں کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دو گے، جو جاگوں کے کھنکھانے والی کے بیٹے معاویہ سے مل جائے گا، ان عیون نے مجھ پر ظلم کرنے کا اجماع کر لیا ہے۔

مذہبہ بنی حنظلہ نے والی حدیث کے راوی ہیں۔

۱۔ ترمذی بن صوحان (۲) صحیح بن صوحان ۳، برآین سہرہ (۴) اصبح بن نباتہ (۵) جابر بن شریح (۶) محمد

بن کوا،

ایک پادری سے جس کی عمر ۲۰ سال تھی، وہیم کے گرجے میں جو یہاں کی سرزمین پر واقع تھا، کہتا تھا کہ ایک شخص جس کو لوگ علی کہتے ہیں، ناقوس کی تغیر بیان کرتے ہیں، کہا مجھے ان کے پاس بے چلو۔ میں اسے نزع بغین خیال کرتا ہوں جب امیر المؤمنین علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوئی۔ تو کہیں نے آپ کے پیچھے کو انجیل میں پڑھا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اپنے ابن عم کے دھی ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، تم ایمان لانے کی غرض سے آئے ہو، ایمان لانے میں مزید رغبت کا باعث کوئی اور چیز بیان کر دوں، عرض کیا ہاں، فرمایا، اپنی زیر آواز دو اور اپنے اصحاب کو وہ شے جو تیرے دونوں شانوں پر ہو تو دیکھو، میں نے کہا، اشھد ان لا اله الا الله، محمد عبدہ ورسولہ، میرے بھائی کے بعد غش کھا کر پڑا اور انتقال کر گیا، حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا، اسلام میں کم ہا۔ اور اللہ کے ہوا میں ہا، عزیز ہے گا۔

ایک روایت ہے کہ جیل کی دیوار کے روز امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہم لوگ ضرور اس
 فقیر غائب آجائیں گے اور ضرور ان دونوں آدمیوں کو قتل کر دیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام
 نے فرمایا ہم لوگ ضرور ہجرہ کو فتح کر لیں گے۔ اور آج کو فہ سے آٹھ ہزار اور تیس سے کچھ اور آدمی ہمارے پاس
 آجائیں گے۔ یہ ساری سوا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا چھ ہزار سپہ سالار آدمی
 آجائیں گے۔

ابن عباس کی حدیث ہے کہ ایک حصہ بھی سنت کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوس ترابہ رضی اللہ عنہ
 میں آکر کے بارہ سو تیرے فرمایا تھا! ابوس ترابہ نے فرمایا میں نے تو اس سے ہمراہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

اصحاب تفسیر نے جناب امیر علیہ السلام کی روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہروان
 کے مقام پر آکر گئے۔ جب ہم خوارج کے مشرکے سے پاس پہنچے۔ تو ان کی قرآن پڑھنے کی وجہ سے آواز ایسے آ رہی تھی
 جس طرح شہد کی لکھنوں کی ہتھکڑی کی آواز آتی ہے۔ میں نے سب ان کی جرات دیکھی۔ تو امیر المومنین علیہ السلام
 کے لشکر سے الگ ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اور کہا ہے کہ جو اس قوم کے ساتھ نہ تیری طاعت ہے تو میں
 ان سے اپنے کے لئے آیا ہوں۔ ان کو ان سے تیری معصیت کا باعث میرا کا۔ تو وہ بات سب دیکھ کر دیکھے۔ یہی دور
 میں حضرت علی شریف لائے۔ آپ نے فرمایا۔ اے جناب میں اللہ سے شک سے پناہ لگتا ہوں۔ حضرت امیر علیہ السلام
 سواری سے نیچے اترے۔ نماز پڑھنے لگے۔ اسی اثنا میں ایک سوار نے آ کر عرض کیا کہ امیر المومنین! لوگوں نے ہر کو
 جو یہ کہہ لیا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ایسا سر نہیں جوتا۔ ایک نور حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ قوم سے نہ کہو
 مجھ کو کہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ جناب کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! جب میں نے
 جانا یہ تھا تو خوارج کا لشکر اور سب ان بہرے و دوسری جانب تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا یہ کچھ بھی نہیں ہمارا سیکھیں گے۔
 اور حضرت انھیں بھڑا دیں گے۔ اور ان کو تباہ کیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ لوگ مثل یوں بات سہری کے پاس نہیں پہنچیں
 گے۔ بلکہ ہر لوگ ان کے صفوں کی طرف بھاگے۔ تو ہم نے جہاد دیکھا۔ ان کے جھنڈے اور سامان اتنے تھے کہ تو جہ
 حضرت امیر علیہ السلام میری کدی کو پکڑ کر فرمایا۔ اسے بیانی ازواب مرتبہ واضح ہو گیا ہے، میں نے عرض کیا کہ
 امیر المومنین علیہ السلام

شیخ بن یحییٰ و دوسری بیانی سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے تجربہ دہری سے

فرمایا۔ اسے جبر اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب تو صفائے منہ پر موجود ہو گا۔ اور تجھے حکم دیا جائے۔ کہ تم مجھے سب
کہو۔ اور مجھ سے برائے اظہار کردہ عرض کیا یا حضرت میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا
کی قسم یہ بات ضرور ہو کر رہے گی۔ جو یہ بات ہو۔ تو مجھ پر صبر کرنا لیکن مجھ سے برائے نہ کرنا۔ کیوں کہ جو شخص
مجھ سے دنیا میں برائے کرے گا میں اس سے آخرت میں برائے کروں گا۔ طاؤس کا بیان ہے۔ کہ جبر کو حجاج نے زندہ
کر لیا اور اس بات پر عجبو کیا۔ حضرت ثعلیٰ کو گائیاں دیں۔ جو نہ مہر چڑھ گیا۔ اور کہا اسے لوگو! ایسے حکم دیات کہ
میں عمل پہ نفع کروں تمہیں آگاہ ہونا چاہیے۔ کہ تم اس پر دست اور اس پر خدا کی لعنت ہو۔

فصل ۸

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا دنیا یا ثلویا اور اعمار سے متعلق آگاہ کرتا

بصغ بن بناتہ سے روایت ہے کہ ایک شخص امیر المؤمنین علیہ السلام سے ملا۔ وہ آپ نے فرمایا۔
فلاں تیا جو جائے۔ اپنے نفس کے ساتھ جو چاہتا ہو اسے تیار کر لو۔ تم فلاں فلاں دن بپار سو کے۔ فلاں فلاں ماہ مریو
اور فلاں گھڑی ہوگی۔ جس طرح حضرت فرماتے تھے۔ ویسے بنی ہو جاتا تھا۔ حضرت نے ان باتوں کی تعمیل شیعہ جمہوری
دست دی تھی۔ ان وجوہ کی بنا پر لوگ شیعہ اور شیعہ پلویا کرتے تھے۔ اس وقت میرزا اسد نے حضرت امام حسین
علیہ السلام سے قتل کی خبر دے دی تھی۔ (اور بیسوا مواتا)

فصل بن زبیر الزہری سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے
فرمایا۔ مجھ سے جو چاہا ہو بوجہ ہو تمیں کس نے کہ مجھے نہ پاؤ۔ یہ شخص نے کہا یہ فریت کو میرے
میر اور میری جائز ہیں۔ کتنے بال ہیں۔۔۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے ہر بال کے پاس ایک فرشتہ
موجود ہے جو تجھے لعنت کرتا ہے اور تیری داری کے ہر بال کے پاس ایک سیدہ حق موجود ہے جو تجھے شہادت دے گی۔
جسے او تیرے عمر میں یک روز آدھی موجود ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند قتل ہوئے۔ جو کچھ میں نے تمہیں بتایا
ہے اس پر ریت دلاتی رہے۔ جس بات کا تم نے سوال کیا ہے۔ اگر اس کے بارے میں بران مشکلات کا سامنا نہ
کرنا پڑتا۔ تو ضرور تمہیں آگاہ کرتا۔ اس کا بیٹا عمر بن ابیام میں ایک جھوٹا سچہ تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا قتل عمر کے
ہاتھ پر واقع ہوا۔

ابو انفرج اصفہانی اخبار حسن کے تحت بیان کرتے ہیں کہ کسی نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خالد بن عذظہ مر گیا ہے آپ نے فرمایا۔ وہ نہیں مرا۔ بلکہ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا۔ تک گمراہ شرک کا قائم نہیں بنے گا جس کا علم حبیب بن جہاز کے پاس ہوگا۔ منبر کے نیچے سے ایک شخص نے اٹھ کر فرمایا کہ امیر المومنین! خدا کی قسم میں آپ کا شیعہ ہوں۔ اور یقیناً میں آپ کا محب ہوں اور میں ہی حبیب بن جہاز ہوں۔ آپ نے فرمایا: تمہیں ایسے جھنڈے اٹھانے سے بچنا چاہیے۔ لیکن تم اس کو اٹھاؤ گے ضرور اور اس جھنڈے کو لئے ہوئے اس دروازے سے داخل ہو گے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے باب قبل کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لئے عمر بن سعد بن ابی وقاص کو بل کی طرف روانہ کیا۔ خالد بن عذظہ عمر کے مقدمہ پیش میں تھا۔ اور حبیب بن جہاز جھنڈا لئے ہوئے تھا۔ اور باب قبل سے مسجد میں داخل ہوا۔

امیر علیہ السلام اہل کوفہ کو مخاطب فرما کر کہتے ہیں کہ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب اس ہر رسول تمہارا ہاں وارد ہوں گے اور تم جان بوجھ کر ان کو قتل کر دو گے۔ وہ سننے لگے معاذ اللہ اگر تمہارا پاس اس بار سے یہی اللہ تعالیٰ بھی محسم ہو کر آجائے۔ تو اس کے سامنے ہم کوئی بہانہ بنا کر مان جائیں گے۔ اسمعیل بن زیاد سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے براہ بن عازب سے فرمایا کہ براہ حبیب بن جہاز قتل کر دیا جائے گا حال نہ کہ تم زندہ موجود ہو گے۔ اور اس کی نصرت نہیں کرو گے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد براہ کہا کرتے تھے خدا کی قسم امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے یہ فرمایا۔ اور افسوس کہتے تھے۔

مسند موصلی میں عبد اللہ بن یحییٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ صفین کی طرف جاتے ہوئے جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نینوا کے مقابل میں ہوئے۔ تو بلند آواز میں فرمایا۔ اے ابو عبد اللہ! فرات کے کنارے صبر سے کام لینا نہیں ہے۔ عرض کیا آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ طغیاء کے مقابلے پر حسین کو شہید کر دیا جائے گا۔

جویریہ بن مسہر عبدی بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام صفین کی طرف جاتے ہوئے طغیاء کو بلا میں ٹھہر گئے اور وائیں اور بایں دیکھنا شروع کر دیا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم! وہ لوگ یہاں نہیں گئے۔ لوگوں نے حضرت کے فرمان کا مطلب اس وقت سمجھا۔ جب حضرت

امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنی شہادت کے متعلق خود آگاہ فرمایا تھا۔ شاذ کوئی حمار بن مہدی سے وہ ابن عقیق سے وہ ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی موت سے آگاہ تھا کہ کب آئے گی تو وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ذات تھی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ جو اشخاص کو فریادیں رہتے ہیں ان کے نام لکھ لئے جائیں۔ ایک صحیفہ میں ان کے نام لکھ کر حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا حضرت نے ان ناموں کو پڑھا۔ جب ابن مہجم کے نام پر پہنچے۔ تو اپنی اہلی اس کے نام پر رکھ کر فرمایا۔ خدا تجھے قتل کرے۔ خدا تجھے قتل کرے۔ کسی نے آپ سے پوچھا جب آپ کو اس بات کا علم ہے کہ وہ آپ کو قتل کرے گا۔ تو آپ اس کو خود پہلے کیوں نہیں قتل کر دیتے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ گناہ سرزد ہونے سے پہلے بندے کو عذاب نہیں دیتا۔ اور کبھی فرماتے تھے مجھے کون قتل کرے گا؟

اصح بن بنات سے روایت ہے کہ جس ماہ حضرت علی علیہ السلام شہید ہوئے۔ اسی ماہ خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ رمضان کا ماہ اُگیا جو تمام مہینوں کا سردار ہے۔ اس ماہ میں شیطان کی چکی چلے گی اس سال تم ایک صف میں جمع ادا کرو گے۔ اور اس کی علامت یہ ہے میں تم میں موجود نہ ہوں۔

صفوانی الاحسن والحسن میں اصح سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا پہلے اس کے کہ آپ کو قتل کے روز قتل کر دیا جائے فرمایا تمہیں آگاہ ہونا چاہیے جو شخص بھی یہاں اولاد عبد المطلب میں سے موجود ہو۔ میرے قریب ہو جائے۔ ان لوگوں کو میرے قاتل کے سوا اور کسی شخص کو قتل نہ کرنا چاہیے بخیردار کل میں تم کو اس میں نہ پاؤں۔ کہ تم یہ کہتے ہوئے لوگوں کو ڈھک رہے۔ کہ امیر المومنین قتل ہو گئے۔

عثمان بن مغیرہ سے روایت ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام جب ماہ رمضان آیا۔ تو ایک رات امام حسن علیہ السلام کے ہاں ایک رات امام حسین علیہ السلام کے ہاں اور ایک رات عبد اللہ بن جعفر کے ہاں بسر کرتے تھے۔ اور تین نقروں سے زیادہ کوئی چیز تناول نہیں فرماتے تھے۔ کسی نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے رب کا امر آنے والا ہے۔ اور میں اس لئے خالی پیٹ رہنا چاہتا ہوں۔ اس کے آنے میں ایک رات یا اور دو راتوں کی دیر ہے جس رات کے متعلق فرمایا تھا۔ اسی رات آپ کو شہید کیا گیا۔ اسی طرح حضرت نے مندرجہ ذیل جہات

اسلام کی خدمت

میں سے کما جیب

میں سے صرف

میں جیب میں

میں ضرور اور تم

میں کی طرف

میں روانہ ہوا

میں سے مسجد میں

میں ہی بیت

میں اگر جمایا

میں سے

میں فرمایا

میں حضرت

میں نے یہ

میں ہوئے جب

میں فرماتے

میں کے مقام پر

میں ہونے

میں نے فرمایا

میں جب حضرت

کے شہید بھگتوں کی خبر دی تھی

۱۔ محمد بن عدی (۷) رشید مجری، سکیں بن زیاد (۸) ششم شمار (۵) محمد بن اکثم (۶) خالد بن سعید،

جیب بن نظام (۸۰) جو پیرتہ (۹) علم دین محقق (۱۱) تفسیر (۱۲) غرض وغیرہ وغیرہ

امیر مومنین علیہ السلام نے ان حضرات کے قوانین کے نام پر وہ جن کے قتل کی کیفیت کے متعلق آگاہ فرمایا
انشاء اللہ تعالیٰ ان بدلتوں کا یہ بن لگے آئے گا۔

عبدالعزیز اور صہیب ابوالعالمیہ سے یہ ایت کرنا پس کہ عیسیٰ خدرع بن عبدلہ نے جو بیٹ بیان کیا
کہ میں نے امیر المؤمنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا خدا کی قسم ایک شکر ضرور ہے کہ جب بیدار ہوئے مٹا پر
پہنچے کا تو زمین اس کو نگلی جائے گی۔ میں نے خدرع سے کہا یہ تو غیب کی بات ہے کہ نہ کی قسم میں بتاؤں
مجھے امیر المؤمنین نے آگاہ کیا ہے وہ ضرور سو کر رہے گی ایک آدمی ضرور پا کر جائے گا اور اسے ضرور قتل کیا جائے
اور اس مسجد کے کنارے پر اسے لٹایا جائے گا۔ میں نے عایدہ بنی سہیل کی بات سن کر اس نے کہا مجھے تقدیر میں
بن بنی سہیل نے انکار کیا تھا۔ ابوالعالمیہ کا بیان ہے کہ ایک ہفتہ یہیں گزرا تھا کہ خدرع گرفتار ہوا اور شہر میں کے
درمیان اسے سونے پر لٹکا دیا۔

حضرت دریاخ میں نسری نے بیان کیا ہے کہ انیسویں غاصبی سے روایت ہے کہ میں نے علی عبید، مہ کوثر، بوسے سنا، اسے اہل حق، مختصر یہ امر میں سے ہاتھ دلی جو عہدہ ہوں، کے چوٹ، صاحب احمد و کے محل گئے قتل ہوں گے، حجر بن عدی اور آپ کے صاحب قتل کیے گئے۔

امیر مؤمنین علیہ السلام نے اپنے بعدمتوں کے یہاں ہونے کے متعلق آگاہ کیا۔ کو فی میں حبشہ کے دوران بیان فرمایا
 برب دیکھا نہ لوگ آپ کا ساتھ دینے نہیں عاجزی کرتے ہیں۔ تو ڈارا میرے بعد کس امام کے ساتھ شامل ہو کر جہاد کرو
 گے اور میرے بعد کس گھر کی حفاظت کرو گے۔ غقریب تم پر باب ای شخص سد ہوگا جو بڑے حق اور شکم والا ہو
 حوایے کا لھا جائے گا۔ اور جو چیز نہ پاسے گا۔ اس کی تلاش کرے گا۔ ایسے شخص کو قتل اور دو یکن تم اسے قتل نہیں ار
 سکو گے غقریب مجھ سے رہے اور میرے سے برت ظہار نہ کا حکم دے گا۔ مجھ پر اس وقت سب توڑا ملک
 مجھ سے بڑا ہی نہ کرنا۔ کیوں کہ میں فطرت سلام پر پیدا ہوا ہوں۔ سب سے پہلے اسلام اور ہجرت کی طرف سبقت
 لی ہے یہ حضرت امیر علیہ السلام نے یہ اشارہ امیر شام معاویہ کی طرف فرمایا تھا۔

اہل بصرہ سے فرمایا یہ میں نے امانت کو ادا کر دیا۔ غیب کے بارے میں تمہیں فیصحت کی باس کے بعد اگر تم نے

یری تہ میں نہ اور مجھے جھٹلایا تو اللہ جل جلالہ پر ہوشیاری کا ایک یہ آدمی مسلط کرے گا جو تہا دی حرمت کو
تباہ کر دے گا۔ یعنی حجاج

حضرت امیر علیہ السلام نے ترکوں و زنجیوں کے متعلق آگاہ فرمایا تھا جس کو علامہ رضی اللہ عنہ نے منجی اسبغائیں بیان
یاب حضرت امیر علیہ السلام نے ترکوں کے بارے میں فرمایا کہ میں ایک ایسی قوم کو بہت رہا ہوں جن کے بچے سے
مٹے پھڑوں سے مرے و سے میں یثرب باقی پہنچے و سے میں تیز رفتار ہوں یہ سواروں کے خون کی بولی ہیں
جانے کی زخمی قوتوں پر سوار گزرتے کہ قہری زیادہ ہوں گے اور جھاک بٹنے و سے قوتوں سے ہوں گے

پھر ان کی کسے بارے میں فرمایا اسے غلبہ کرنا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کا شریعہ ہوگا جو کہ ان کے
اور نہ ہی گھوڑوں کے ہنسنے کی آواز ہوگی اور نہ ہی گھوڑوں کی گھبراہٹ ہوگی اور نہ ہی گھوڑوں کا ہنسنے ہوگا وہ
نہیں کہ ایسے چلیں گے جس طرح شتر مرغ چلتا ہے

محمود نے خاتمی میں امیر علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کیا ہے قہار سے چھپے ایک قہر پوشیدہ ہے جو ختم ہونے میں
نہیں تکتا۔ اور ایسے استخوان میں پر جاؤ گے جس کی مچاوست بھی ہوگی

امیر المومنین حضرت امی علیہ السلام نے خلیفہ ابوبکر میں فرمایا کہ اے ابوبکر! جو جاؤ یہ میں تم سے غنقریب کو چارے دے دوں۔
اور غیب کے پاس جانے والا ہوں قنداموریہ اور مملکت نسروہ سے۔ و بہت سی نصیبیں اور ہاں میں تم پر ہوا سوسوں
کی عظمت کی طرف سے واقع ہوں گی جس میں در اور یا کسی بیگی یہ لوگ دجلہ اور دجلہ کے درمیان ایک شہر آباد کریں گے
جس کا نام زوراموگا آپسے پھر اس شہر کے افسر بیان کئے اور اس پر شیعہ ان کے چوبیس بادشاہ حکومت کریں گے
اول صفاح ہوگا (۱) مغلص (۲) حوح (۳) مجررت (۴) یاس روایت میں تجدید لکھا ہے (۵) مظفر (۶) نوٹ
(۷) اتھار (۸) کوش (۹) مظہور (۱۰) مستظہر (۱۱) مستعصب یکساں میں مستعصب سے (۱۲) علوم (۱۳) مختلف
(۱۴) فہم (۱۵) مترف (۱۶) لاکھ (۱۷) اگر ایک درخت سے اکتب (۱۸) اکتب (۱۹) اکتب (۲۰) شرف (۲۱)
و ثم (۲۲) مسلم (۲۳) مثنوی (۲۴) کاذب اور غیبی ہوگا پھر سرخ تختہ اور زوراموگا اس کے بعد تو قہر باطن قشیریف
لایں گے

امیر علیہ السلام نے خلیفہ غری میں ارشاد فرمایا میں وہ ہوں کہ سے لاکھتہ ہو جب ان کے ہنر و ہمتی اور شہسختی
کا نام بیان ہوتا ہوگا ان کے نقاب میں جتنی سہا نہیں ہوگا جب ہم نے ان سے صفات بیان کیں تو ہم اس کا تعجب
تکلیات ہیں جس نے ہنر و ہمتی سے امداد کی درخواست کی تھی یہ بھڑکتے سے ربیعہ کے ایک آدمی کا نام اب جو قہر و ہمت

بن سعدی

آگاہ فرمایا تھا

بیان کی

کے مقام پر

سب بات سے

بقتل کیا جائے گا

تھے تقدیر میں علی

اور شہر میں کے

اسلام کو دیتے

سے ہوں گے

تہ بیان فرمایا

سورج ہوا ورو

اور شکم والا ہوگا

بقتل نہیں کر

سب تو کرنا لیکن

ن طرف سبقت

بعد اگر تم سے

سے ہوگا جس کے نام میں سین اور ایم آئے گا۔ اس کے بعد اب شخص آئے گا جس کے نام میں وال اور تان آئے گا پھر آپ نے اس شخص کی صفت اور اس کی عظمت کی صفت بیان کی۔ ان میں سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو زور پذیر ہوگا۔ وہ لاہوگا جس کا نام احمد ہوگا۔ آپ نے فرمایا مندی نہ کرے گا۔ نہ خفی مقتولوں پر کذر رہے ہیں۔ اور مرد و فن کے چار بے ہیں۔ ہند سندھ پر غالب ہوگا۔ قفص معید پر۔ قبط اطراف مصر پر۔ اندلس اطراف افریقہ پر جیشہ میں پر ترک خراسان پر روم شام پر اور اہل ارمینیا کا بھی قبضہ ہوگا۔ پھر قائم آل محمد کے خروج کا ذکر فرمایا۔

خطبہ اقاہم میں مرتبہ کے حالات بیان کئے۔ اس کے بعد وہ حالات بیان کئے جو نبی صلعم کی وفات کے بعد ہر دس سال واقع ہوں گے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے تین سو دس مہجری تک کے حالات بیان کئے جس میں فتح قسطنطنیہ، متغالیہ اندلس، جیشہ، نوہ، ترک، روم، اہل اور حیل، قایل، تویس، چین اور دنیا کے دور دراز ملکوں کے حالات بیان فرمائے۔

خطبہ قمیمہ میں فرمایا۔ تعجب بے حد تعجب تو یہ ہے جو جمادی اور ربیع کے درمیان واقع ہوگا۔ عجیب اور بے حد عجیب بات یہ ہے کہ جو مردے زندوں کی کھوپڑیوں کو ہائیں گے۔

خطبہ ملاحم جو زہرا کے نام سے مشہور ہے میں فرمایا۔ ہر سال کے اندر سخت بےستیں اور حادثے ظہور پذیر ہوں گے جس میں بڑے بڑے بہادروں کی ناکس لٹ جائیں گی۔ مرد قتل کر دیئے جائیں گے۔ اور عورتیں قیدی بنائی جائیں گی۔ لوگوں کا مال اور زمین سلب کر دیا جائے گا۔ ان کے مکانات اور محلات کچھ برباد کر دیئے جائیں گے۔ اور کچھ جلا کر رکھ کر دینے جائیں گے۔ ان کے غلام ان کے کہیں اور ان کی نوذلوں کے بیٹے ان پر حکومت کریں گے۔ ان سالوں میں ظالم بادشاہ ہوں گے۔ اور خان قاضی ہوں گے۔ پھر کچھ کلام کے بعد فرمایا۔ یہ دس سال کو ال کہلاتے ہیں گے۔ بنی عباس کا ایک بادشاہ خراسان میں مقبول ہوگا۔ اور خراسان میں ہی اس کا وقت ختم ہوگا۔

مقصود کے بارے میں فرمایا۔ وہ ہم عین اور صاد کے ساتھ منبروں پر پکارا جائے گا۔ یہ شخص صاحب فتوحات نصرت اور ظفر ہوگا اس کے جھنڈے ملک روم میں ہر ایں گے۔ عنقریب وہ حنینہ کو بھی فتح کرے گا۔ اس کے عقب میں ایک عقاب سخت تند ہوگا۔ جو بارون اور جعفر کے عقب میں سے ہوگا۔ جو مونفک کو اپنا گھریٹا کرے گا۔ عرب کو مٹا دے گا۔ عجم میں سے ترکوں کو اپنا وزیر اور دوست بنے گا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کے وہ حدود جو اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی پر نازل کئے ہیں۔ مٹا دیئے جائیں گے اور یہ بات کہی جاتے گی کہ یہ فتنہا شخص کی رائے ہے۔ اور یہ فلاں شخص کا خیال ہے۔

یعنی امام ابوحنیفہ اور امام اشاعری وغیرہما ہوں گے۔ اسے اور قیاس سے کام لیا جائے گا۔ آثار کو اکھڑ کر پھینک دیا جائے۔
اور قرآن کو پس پشت ڈال دیا جائے گا۔ ایسے زمانے میں شراب پی جائے گی۔ لیکن اس کا نام اور رکھا ہوگا۔ شراب پی کر
(الاستغناء) عرطبہ کو بہ قینات اور مغایرے جائیں گے۔ سونے اور چاندی کے برتن استعمال ہوں گے۔

حضرت امیر عبد اللہ م نے فرمایا محل اور مکان مضبوط بنائے جائیں گے۔ مرد و بیابج اور یرشتم نہیں گے۔
حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ روم سے ساحل وغیرہ کا جو علاقہ لے لیا جائے گا۔ وہ واپس لے لے گا۔ ترک
سے کاشغر اور ماورالنہر کا جو علاقہ لے لیا جائے گا۔ وہ اس کو واپس لے لے گا۔ قفص تقلیس وغیرہ کا علاقہ واپس لے
لے گا۔ اور قفل کا جو علاقہ لے جائے گا۔ وہ بھی اس کو واپس لے لے گا۔ پھر اس میں عجیب و غریب دفعات رونما ہوں گے
آپ نے ایک شہر کا نام لیا۔ جس کے رہنے والے بعض آدمیوں کے ساتھ نریب سے کام لیں گے بعض لوگ صاف
گہنی سے کام لیں گے۔ حتیٰ کہ فرمایا۔ تم اہل بصرہ کے لئے ہلاکت ہو۔ اسی طرح اہل خیال کے لئے ہلاکت ہو۔ جب یربہ
ہوگا۔ گوہی دینور کے لئے ہلاکت ہے۔ اہل نغمان پر جانوت عبد اللہ حجام کی وجہ سے ہلاکت ہوگی۔ اہل عراق پر ہلاکت
ہو۔ اہل شام پر ہلاکت ہو۔ اہل مصر پر ہلاکت ہو۔ اہل فلانہ پر ہلاکت ہو۔ لشکر حلوان اور دینور کے درمیان قتل کے
جائیں گے۔ البھر اور رنجان کے درمیان بھی شکر قتل کئے جائیں گے۔ پھر امیر امنی علیہ السلام نے فرمایا۔ ایک شخص ولیم
اور طبرستان کی زمین سے اٹھے گا۔ اور بد لہ لے گا۔

حضرت امیر علیہ السلام کا ایک اور خطبہ ہے۔ اس است کی تباہی کا باعث وہ لوگ ہوں گے جن کا ذکر ہمارے
اب نے شجرہ معوذہ سے کیا ہے۔ ان کا پہلا شخص سرسبز ہے اور آخری کمزور اور ڈبلا ہے۔ ان لوگوں کے بعد امت
محمد کے انچامع وہ لوگ بن جائیں گے جن کا پہلا آدمی سرور ہوگا۔ دوسرا قنک۔ پانچواں کفش ساتواں اعلم۔ سول
اکثر ہوگا۔ اس کو شخص قتل کرے گا جو اس کا زیادہ مخصوص ہوگا۔ پندرہواں کثیر الغلو۔ تیسرا الغنا ہوگا۔ سبہواں زمرہ داری کو
بلا کر آنے والا ہو۔ صلہ رحم کرنے والا ہوگا۔ گویا کہ میں اس کے اٹھارویں شخص نہ دیکھ رہا ہوں۔ کہ اس کے دونوں پاؤں
اس کے خون میں آلود ہو گئے ہیں۔ تیسرا آدمی ایسے ہوں گے جن کی کسرت گراہ ہوگی۔ بائیسواں بڑھا کھوسٹ ہوگا جس کے
عوم خوشحال ہوں گے۔ چھیسواں وہ ہوگا جس کے ہاتھ سے ہلکے کل جسے گا۔ گویا کہ میں اس کو زور و کے پل پر مقول
دیکھ رہا ہوں۔ یہ اس کے اپنے فعل کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ اپنے بندوں میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

خطبہ ڈایک اور حصہ۔ عنقریب عراق و رادیوں کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ اہل کے درمیان مجروح اور مقتول بہت
ہوں گے۔ یحییٰ صریک اور ولیم۔ گویا کہ میں مشاہدہ کر رہا ہوں۔ کہ ذوات الغرورج کا خون ذوات المفروج کے ساتھ

مل رہا ہے۔ اہل زور اور جو بنو قنطورہ سے ہوں گے مکے لئے ہلاکت ہے۔

دو لڑائیاں ہوں گی جن میں فرقہ پرستوں کو نقصان ہوگا۔ یعنی مصلح کی لڑائی جس کا نام باب الاذانی ہوگا۔ جن کے لئے ہلاکت ہو جن کا تعلق اشراک سے ہوگا۔ عرب کے لئے ہلاکت ہو جو تئیکوں سے اختلاف پیدا کریں گے آیت محمد کے لئے ہلاکت ہو۔ جب اس کے رہنے والے اپنے شہروں کی حفاظت نہ کریں بنو قنطورہ ویرانے چھوڑ کر کے دریاٹھے وچھڑ پانی پیئیں گے بصرہ اور مدینہ کا قصد کریں گے۔ خدا کی قسم تم اپنے اس شہر کو ضرور جان لو گے۔ گمراہی میں اس کے جامع کو کشتی کے سامنے کی طرح یا شتہ مرغ کے سیٹھنے کی مانند دیکھ رہا ہوں۔

یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے شہروں کی برادری کے بارے میں فرمایا۔ قتادہ سعد بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ وان من نسیۃ الا انھن مہدکوا قبل یوم القیامۃ او معذیوہا فرمایا۔ سمرقند۔ بخارا۔ خوارزم۔ اصفہان۔ مدینہ کو ترک اور ہمدان۔ تباہ اور برباد کریں گے۔ مدینہ کو ویران کر دیں گے۔ مدینہ اور فارس قحط اور بھوک سے تباہ ہوں گے۔ بلکہ کچھ تباہ کریں گے۔ بصرہ اور بنی عرق ہوں گے۔ سندھ کو تباہ کر دے گا۔ اور ہند کو تبت۔ تبت کو چین۔ بدخشان۔ صاغان این تباہ کریں گے۔ شامہ کچھ حصہ گھوڑوں کی ٹاپوں اور قتل کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ بین ٹیپوں اور ایک بادشاہ اور جوہر سے تباہ ہوگا۔ سمست ان اور شام کا بعض حصہ رومیوں سے تباہ ہوگا۔ شمالی اسی میں مبتلا ہوئے تباہ ہوگا۔ مرو کا شہر ریت سے صحرانوں سے۔ نیشاپور میں کچھ ختم ہوئے۔ اور باسجیان گھوڑوں کی ٹاپوں اور بھلیوں کی وجہ سے بخارا غرق ہو گیا اور لوگوں کے چھوڑ جانے کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ بغداد کی (ایٹ) سے نیشاپور کی جگہ اور کاشغر سے دہلی کا اپر کر دیا جائے گا۔

کسی نے ام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے بارے میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دھڑوں کی مہارت پر راضی تھے۔ اس لئے ان کی قید کردہ نوذیبوں کو تسبیحوں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تباہ انصاری کی طرف اشارہ فرمایا۔ کہ ان سے پوچھو جاہل کا بیان نہ کریں۔ میں نے حنفیہ کو تربت رسول اکرم کے پاس روئے ہوئے اور آپ ہی بھرتے ہوئے سنا۔ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو اور آپ کے اہل بیت پر۔ آپ کے بعد آپ کی امت نے میں اس طرح قید کیا جس طرح کفار کو قید کیا جاتا ہے۔ ہمارا اس کے سوا اور کوئی جرم نہیں تھا کہ ہم لوگ آپ کے اہل بیت سے محبت کرتے تھے۔ پھر کہنے لگے اے لوگو! ہمیں کیوں گرفتار کیا ہے۔ ہم نے تو کامیاب شہادتیں کا اقرار کیا ہے۔ امیر نے کہا۔ اللہ نے جو چیز تمہیں دی ہے وہ تم نے ہمیں

نہیں دی کہنے لگی۔ ممکن ہے مردوں نے ایسا کیا ہو۔ عورتوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ علو اور خالد نے اس پر اپنا اپنا
 کٹر ڈال دیا۔ کہنے لگی میں برہنہ نہیں تھی۔ کہ تم مجھے چھپاتے ہو اور نہ ہی میں نے تم سے سوال کیا ہے جو تم مجھے
 صدقہ دے رہے ہو۔ زبیر نے کہا یہ دونوں تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ کہنے لگی یہ دونوں میرے شوہر نہیں
 ہو سکتے۔ میرا شوہر تو وہ ہو گا۔ جو مجھے اس بات سے آگاہ کرے۔ جو میں نے ماں کے شکم سے بہرتے ہوئے کئی
 قحی اسی اثنا میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا خولہ زبیری: بت کان سکا کرسن
 تیری ماں حاملہ تھیں۔ اسے روزہ اٹھا۔ معاملہ شدت اختیار کر گیا اس نے فریاد کی۔ اے معبود! اے معبود! اس بچے
 کو صبح سلم پیدا کرنا۔ اللہ نے دعا کو قبول کیا۔ جب تھیں جنات تو انہوں نے بچے سے لا الہ الا اللہ محمد
 رسول اللہ پڑھا۔ نیز کہا۔ اے ماں! غریب میرا ملک ایک مردوار ہو گا۔ جس سے میں ایک فرزند جنوں
 لگی اس نے اس بات کو کہنے کی ایک تختی پر لکھ لیا۔ جہاں تو پیدا ہوئی تھی وہیں اس تختی کو دبا دیا۔ جب تیری ماں
 غائب ہوئی تو اس تختی کے باہر سے میں تجھے دیکھتی کہ جب تیرے قید ہونے کا وقت آیا۔ تو اگر جہ جہ میں سمیت
 نہیں تھی۔ پھر میں تو نے تختی کو نکال کر دیکھا۔ بازو برآمد ہوا۔ وہ تختی ناؤ۔ اس تختی کا نام میں ہوں۔ میں ہی امیر
 المومنین ہوں۔ میں اس مہارک رکے کا باپ ہوں جس کا نام محمد ہو گا۔ اس نے تختی امیر المومنین کے حوالے
 کی۔ حضرت عثمان نے یہ دیکھ کر حضرت امیر کو کہنا کیا۔ کہتے لگی۔ خدا کی قسم اگرچہ تختی پر تحریر تھی اس میں حضرت علی
 علیہ السلام نے کہنے میں کوئی کمی نہیں کی۔ تمام سنہ کہا اللہ اور اس کا رسول سچا ہے کہ

انما ینتہ العلم و علی بابہا

حضرت ابو بکر نے کہا۔ اے ابو الحسن! آپ س کو لیں۔ اللہ عزوجل آپ کو پس میں بکتا ہے۔ حضرت
 علی علیہ السلام نے خفیہ کو ہمارا بنت عیس کے حوتے کیا اور کہا اس عورت کو لے لو اس کو موت سے بکھو اور اس
 کی ہر طرح کی دیکھ جال کرو۔ خفیہ برابر اسما بنت عیس کے پاس رہ گئیں حتیٰ کہ اس کے بھائی نے آکر حضرت علی
 سے اس کا عقد کر دیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مہر ادا کیا اور نکاح کے طور پر اس سے شادی کی۔

یہ تمام باتیں حضرت علی علیہ السلام کے علم غیب پر دلالت کرتی ہیں۔ جو رسول اللہ کے ذریعے آپ کے پاس
 پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلع کیا تھا۔ پھر انجاء اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ **ما بعد الغیب فریادہ**
 علی غیبہ احد الامن الرضی من رسول نانا یسلط من بین یدیہ و من خلفہ من ابعیم
 ان قد بلغوا رسالت ربہم واحاط بما لہم و احصى کل شئی عر داً و او اپنے غیب ہر کسی کو جمع

ن کے لئے
 است خد کے
 کو عبور کر کے
 گویا زمین

کے روایت
 کا احسن
 اور ہمدان
 کے کہ کو جہشی
 صاغان کہیں
 صیاء ہو گا۔
 ریت سے
 لا فرق
 دینے

یہ اس دم
 نے جا بر
 پاس
 بیت پر
 اور کوئی
 کیوں کرتا
 نے ہیں

نہیں کرتا۔ سوائے اس کے جسے اس نے رسول میں سے مرقضیٰ کیا پس وہ یقیناً اس کے آگے اور اس کے پیچھے
گمبیاں چلا دیتا ہے تاکہ وہ یہ ظاہر کر دے کہ یقیناً انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو پہنچا دیا اور جو کچھ
ان کے پاس ہے اس نے احاطہ کر لیا ہے اور ہر چیز کو گنتی کے لحاظ سے اس نے شمار کر لیا ہے۔

نبی صلعم نے اس بات میں اپنے ہی کئے نئے نئے نخل سے عام نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے وما هو
على الغيب بخفيين وہ غیب پر نخل سے کام نہیں لیتا۔

یہ سے امور غیب کے وہی شخص آگاہ رہتا ہے جس کو رسول اللہ صلعم نے اپنے بعد اپنا قائم مقام بنایا ہو۔

فصل ۹

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی دعائوں کی قبولیت

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی دھڑیر اعتراض نہ کرو۔ وہ کبھی رو نہیں ہوتی۔ غم
کوئی نے کتاب فتوح میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے
فرمایا۔ اے مجبور اظہر بن عبداللہ نے رضامندی سے میری بیعت کر لی تھی۔ پھر اس نے میری بیعت کو توڑ دیا ہے
اس کو پکڑنے میں جلدی ڈرا۔ اسے ہمت نہ دے۔ اور نہ بیر بن عوام نے میری قرابت کو توڑ دیا میرے عہد و
پیمان کو توڑا۔ میرے دشمن کی مدد کی۔ حالانکہ وہ خود جانتا ہے کہ وہ مجھ پر ظلم کر رہا ہے۔ اس کا جس طرح چاہے
اور جہاں چاہے مواخذہ کر۔

تاریخ طبری میں تحریر ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا مجھے تعجب تو اس بات پر ہے کہ اسی
دونوں نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی فرمانبرداری کی تھی۔ اور میرے خلاف ہوئے ہیں خدا کی قسم یہ دونوں اس
بات کو جانتے ہیں کہ جو مساجد میں مجھ سے پہلے گھنچے ہیں۔ میں ان سے کسی طرح کم نہیں ہوں اے مجبور! جس بات
پر ان دونوں نے نظریہ قائم کر رکھا ہے اس کو توڑ دے جس بات کا اپنے دلوں میں ارادہ کر رکھا ہے اسے پورا نہ ہونے
دے جس جڑائی کا انہوں نے تکاف کیل ہے وہ انہیں دکھا دے۔

فضائل عشرہ اور اربعین میں خطیب زاذان سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امیر علیہ السلام کی بات کو جھٹلایا
امیر علیہ السلام نے فرمایا میں تیرے خلاف بدو نکرتا ہوں۔ مگر تو نے مجھے جھٹلایا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے دنیا ہی سے

اندھا کر دے یہ کہا ہاں حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے خلاف بددعا کی۔ وہ شخص اپنی جگہ سے نہیں ہڑکتا کہ اس کی بینائی جاتی رہی۔

جمیع بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے عبدالرے سے کہا تم نے میرے حالات سے معاویہ کو آگاہ کر دیا ہے۔ اس نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ تم اس بات کی قسم اٹھاتے ہو کہ تم نے یہ کام نہیں کیا۔ کہا ہاں، اس نے قسم اٹھائی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کی بینائی کو زائل کر دے۔ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ اندھا ہو گیا تھا۔ دوسرے کے سہارے چلتا تھا۔

تاریخ بلاذری جلیۃ الاولیاء میں تحریر ہے اور ہمارے اصحاب نے بھی اس واقعہ کو لکھا ہے کہ جابر رضاعی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حدیث من کنت مولہ فعلی مولہ کے بارے میں مندرجہ ذیل اصحاب نے گواہی دلا نا چاہی لیکن انہوں نے کو اسی نہ دی۔ اور ہر ایک کے بارے میں بددعا فرمائی۔

(۱) انس بن مالک (۲) براء بن عازب (۳) اشعث بن عذیر

حضرت علی علیہ السلام نے انس کے بارے میں فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے برص کی بیماری میں مبتلا کر کے مارے گا۔ جس کو اپنے عمامہ سے بھی نہ ڈھانپ سکو گے۔

خالد سے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے جاہلیت کی موت مارے گا۔

براء سے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے وہاں موت دے گا جہاں سے ہجرت کی تھی۔

جابر کا بیان ہے خدا کی قسم کہ میں نے خود انس کو دیکھا کہ برص میں مبتلا ہوا جس پر عمامہ ڈالتا تھا لیکن اس کو چھپا نہیں سکتا تھا۔ میں نے اشعث کو دیکھا وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا تھا۔ اور کہا کرتا تھا لشک ذات کا شکر ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے میرے دنیا میں اندھے ہو جانے کے بارے میں بددعا کی تھی اور آخرت کے بارے میں نہیں کی تھی۔ ورنہ مجھے آخرت میں عذاب دیا جاتا۔ خالد کا جب انتقال ہوا تو اسے اس کے گھر میں دفن کیا گیا اور وہ جاہلیت کی موت مرا۔ براء معاویہ کی طرف سے یمن کا گورنر بنا۔ اور وہیں انتقال کر گیا اور اس نے وہیں سے ہجرت کی تھی اور یہ سرت کا عداقہ ہے۔

ولید بن عاریث وغیرہ سے روایت ہے بشر بن ارقاۃ بن حضرت علی علیہ السلام کا شیخ تھا یمن میں معاویہ کی طرف سے گورنر مقرر ہوا۔ جب حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو اس کے قتل کے متعلق معلوم ہوا تو فرمایا اسے

اس کے پیچھے

ماہو

مور

موتی غم

کر کے

یہاں

چاہے

کہ ان

دونوں

جس بات

پورا نہ ہونے

نہ جھٹلایا

بینائی سے

محبوب و ابشر نے اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت کر ڈالا۔ اس کی عقل کو سلب کر دے۔

بشر کے دماغ میں فتور لاحق ہوا۔ تلوار کو چاہتا تھا۔ اسے ایک مکڑی کی تلواریں بنا کر دی گئی۔ اس سے اپنے بدن پر وار کرتا تھا۔ حتیٰ کہ غش کھا کر گم پڑتا تھا۔ جب بوشس میں آجاتا تھا تو تلوار تلوار کر کے کرپکارتا تھا ہمیشہ اس کا یہی طریقہ رہا۔ حتیٰ کہ مر گیا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے بنو زبید کے غزوہ است میں ایک شخص کے خلاف بددعا کی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک تل تھا۔ وہ اس کے چہرے پر پھیلنا شروع ہوا۔ اس سے اس کا تمام چہرہ سیاہ ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: اگر تو اپنی باستی میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تم پر تعقیف کا ایک جواں سدا کرے گا پوچھا گیا کہ وہ تعقیف کا کون سا جواں ہوگا۔ فرمایا وہ وہ جواں ہوگا جو اس کی عانت کو تباہ کرے گا۔ اس شخص کو حجاج نے پکڑوا کر قتل کر دیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کے بارے میں فیصلہ کیا۔ اس نے کہا اسے علی خدا کی قسم آپ نے مجھ پر ظلم کیا آپ نے فرمایا اگر تو اپنی باستی میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری مثل بنکاؤ دے گا۔ اس کا سر شہر کے سر کی طرح ہو گیا تھا۔

صاحب نے اپنے والد عزیز میں ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ اس کا بعد کبر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے رہا تھا۔ حضرت کو اس کی گفتگو تکلیف دہ معلوم ہوئی تھی۔ اسی نے اس کے خلاف اور اس کو اولاد کے خلاف بددعا کی۔ اس کی بددعا کی تھی اس خاندان کا یہ منظر یہ ہے کہ جو بچہ اندھا پیدا ہوگا وہ صحیح النسب ہوگا (دور نہ نہیں)۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے وبعین مسبہ جہنی کے خلاف بددعا کی تھی۔ یہ شخص اسی سب صفیہ میں تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: عراق مصیبت میں مبتلا ہے تم اہل شام کے پاس اندھیا بن گونگا بن رہے ہو۔ وہ اسی وقت اس بیماری میں مبتلا ہوا۔ آج کل لوگ اس منارہ پر پتہ دیتے ہیں جس پر کھڑے ہو کر وہ اذان دیتا تھا ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ابو لاد عباس کے بارے میں منشر جہنی کی بددعا کی تھی۔ کسی ماں اولاد کی قبریں آپس میں اتنی دیر نہیں ہیں جس قدر ان کی قبریں آپس میں دو ہیں عبد اللہ بن عمر میں دفن ہوئے۔ بعد مغرب میں چشم منفرد روح میں شامہ۔ اور جوان میں اور منعم خاندان میں۔

فضائل العشرہ اور خصائص علویہ میں ابن مسکین سے روایت ہے کہ میں اور میرا خواہن ابن امیہ بنو مرہ کے ایک گھر کے پاس سے گذرے آپ نے کہا تم نے اس گھر کو دیکھا ہے میں نے عرض کیا ہاں دیکھا ہے کہا ایک

وفد حضرت علی علیہ السلام کا اس گھر سے پاس سے اس وقت گزرا کہ جب لوگ اس کو بنا رہے تھے اس کے بعد کا ایک حصہ حضرت پر گریہ کر رہے تھے آپ نے فرمایا کہ اس کی تعمیر میں نہیں ہوگی اور اس پر کوئی اینٹ نہیں رکھی جاسکتی تھی یہ اس گھر پر گزرا جو گھروں کے مشابہ نہیں تھا۔

طراح بن عدی اور صعصعہ بن صوحان سے روایت ہے کہ دو شخص امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اپنا جھگڑا لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے ایک کے حق میں اور دوسرے کے خلاف فیصلہ کر دیا جس کے خلاف فیصلہ ہوا۔ اس نے کہا: آپ نے درست فیصلہ نہیں کیا۔ عیال میں انصاف نہیں کیا۔ وہ فیصلہ نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہوگا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اسے کتے دوڑ ہو جائے وہ شخص اسی وقت بھونکنے لگا۔

جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے یہ کلام فرمایا: تم لوگوں کو یقین ہونا چاہیے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور آپ کا ابن علم ہوں اور آپ کے علم کا وارث۔ آپ کے راز کی کان، آپ کے سنی و خیر سے کی ٹھہری ہوں۔ جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے وہی کام میں نے کیا ہے۔ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی تھی، اسی کام میں میں نے کیا۔ میں اس دروازے میں داخل ہوا ہوں جس دروازے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تھے۔ ملائ بن نوئل کنڑی نے اس بات سے ناک بھوں چڑھائی اور کہا: اے ابو طالب کے بیٹے حقائق سے کام لیں اور غلط بات نہ نہ کریں۔ یہ سن کر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: سفر کسے تیار ہو جائے خدا کی قسم ابھی حضرت کا کام ختم نہیں ہوا تھا کہ وہ مختلف رنگ دے کر اس کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ یعنی مبروص ہو گیا۔

مندرجہ ذیل اشخاص کو حضرت کی بددعا لگ گئی تھی۔ زید بن ارقم جو اندھا ہو گیا تھا، بلع بن قیس جو مبروص ہو گیا تھا۔

عبد اللہ بن ابی رفیع سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فراتے ہوئے سنا: اے معبود! ان مجھے راحت دے۔ میرے اور ان کے درمیان تفریق ڈال دے۔ مجھے ان کے بدلے میں اچھے انسان عطا کر اور انہیں میرے بدلے میں برا شخص دے۔ اسی روز آپ انتقال فرما گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے معبود! میں ان سے نفرت کرتا ہوں۔ اور یہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ میں ان سے رنجیدہ ہوں۔ اور وہ مجھ سے رنجیدہ ہیں۔ مجھے ان سے راحت دے اور ان کو مجھ سے آرام دے۔ اسی بات آپ انتقال فرما گئے۔

حدیث طبرہ کو مندرجہ ذیل حضرات نے اپنی اپنی کتب میں جگہ دی ہے :-

(۱) ترمذی اپنی جامع میں (۲) حلیۃ الاولیاء میں ابو نعیم نے (۳) بدوسی نے تاریخ میں (۴) بخاری نے
شرف المصطفیٰ میں (۵) سعدی فضائل الصحابہ میں (۶) طبری نے ولایت میں (۷) ابن بیع نے صحیح میں (۸) ابو
یعلیٰ نے مسند میں (۹) احمد نے فضائل میں (۱۰) فطرنی نے اختصاص میں ۔

مندرجہ ذیل حضرات حدیث طبرہ کے راوی ہیں :-

(۱) محمد بن اسحاق (۲) محمد بن یحییٰ ازدی (۳) سعید مازنی (۴) ابن شاحین (۵) سعدی (۶) ابو بکر بیہقی
(۷) مالک (۸) اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ (۹) عبد اللہ بن نمیر (۱۰) مسعون کلام (۱۱) داؤد بن علی بن عبد اللہ
بن عباس (۱۲) ابو حاتم رازی

مذکورہ بالا حضرات اپنے اسناد سے انس ابن عباس اور ابن امین سے روایت کرتے ہیں۔ ابن بطہ نے
حدیث طبرہ کو دو طریقوں سے بیان کیا ہے۔ خطیب ابو بکر نے تاریخ بغداد میں سات طریقوں سے بیان کیا ہے
احمد بن محمد بن سعید نے تو حدیث طبرہ کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام کتب طبرہ ہے
قاضی احمد کا بیان ہے کہ میرے نزدیک حدیث طبرہ اس قدر صحیح ہے جس کے بیان کے لئے میرے پاس
الفاظ نہیں ہیں۔ ابو عبد اللہ بصری نے کہا کہ انا حدیث کی صحت کے بارے میں جو طریقہ ابو عبد اللہ جانی نے
وضع کیا ہے اسی کے مطابق حدیث طبرہ صحیح ہے کیوں کہ اس حدیث کو یوم شوریٰ حضرت علی علیہ السلام
نے رگڑ کے رے میں پیش کیا تھا۔ لہذا کسی نے اس کا انکار نہیں کیا تھا۔ شیخ نے کہا کہ حضرت امیر علیہ السلام
نے شوریٰ کے روز اس حدیث کے ذریعہ اپنی فضیلت کا اظہار بھی کیا تھا۔ جو لوگ بھی اس وقت موجود تھے
انہوں نے اس حدیث کی صحت کا اقرار کیا تھا۔ اس بات کا علم ایسا ہی ہے جیسے کہ شوریٰ کے منعقد
ہونے کا علم ہے۔

یہ حدیث متواتر ہے۔ اُمت میں سے کسی فرد نے بھی اس کی صحت کا انکار نہیں کیا۔ حدیث طبرہ کو
پنیس صحابہ نے انس سے روایت کیا ہے۔ اور دس صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہ بات

حدیث طبرہ کی تفصیل کتاب خصائص امیر المؤمنین مولانا محمد امین بن ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب صاحب صحیح نسائی متون میں
اس کتاب کا بھی اختصار ترجمہ کر دیا ہے جو شان معراج ہے اور دستیاب ہوتا ہے۔ ۱۲ مترجم

اپنے مقام پر صبح ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول حضرت علی علیہ السلام سے محبت کرتے تھے اور یہ بات حضرت کے سوا کسی اور کے لئے ثابت نہیں ہے جس شخص کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہو۔ اس میں کی ابتدا واجب جمع الحیث میں تحریر ہے کہ انس مریہ عمامہ باندھے ہوئے تھے کسی نے اس کا سبب پوچھا کہا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ پوچھا وہ کیوں کہہ گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی شخص نے ایک پکا ہوا پرندہ بطور ہدیہ کے پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے محبوب! اپنے محبوب ترین بندے کو میرے پاس بھیج جو میرے ساتھ یہ پرندہ تناول کرے حضرت علی عیوب م تشریف لے گئے لیکن میں نے کہا کہ دیا رسول اللہ آپ کو نہیں چاہتے۔ میری خواہش یہ تھی کہ اب شمس میری قوم سے ہرنا چلتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری دفعہ دعا کی پھر حضرت علی تشریف لائے پھر میں نے کہا کہ دیا رسول اللہ آپ کو نہیں چاہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری دفعہ دعویٰ دیا کہ پھر علی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پھر میں نے کہا کہ دیا رسول اللہ آپ کو نہیں چاہتے۔ یہ سن کر حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز کو بلند کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اس آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا آپ نے فرمایا اے انس یہ کوئی شخص ہے جس میں میری خواہش ہے کہ علی بن ابی طالب صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا انھیں اندر لائے دو جب حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! میں نے تم کو بارگاہ خندوندی میں ہاشم کی کو میرے پاس اپنا محبوب ترین بندہ بھیج جو میرے ساتھ یہ پرندہ سے کھانا کرے۔ کہ تم تیسری مرتبہ نہ آتے۔ تو میں تمہارے نام کے ساتھ بارگاہ خندوندی میں درخواست کرتا کہ علی کو میرے پاس بھیج۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تین مرتبہ حاضر ہوا تھا مجھے ترس نے ہٹا دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ رسول اللہ آپ کو نہیں بلاتے۔

انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پوچھا کہ تم نے یہ اقدام کیوں کیا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری خواہش تھی کہ ایسا آدمی وہ ہو جو میری قوم سے ہو۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے تھے اور کہا خداوند! انس کو ایسا واضح دست پس کو لوگوں سے چھپا نہ سکے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انس کو ایسی بیماری ہوئی کہ عمامہ سے بھی نہ چھپا سکے۔ پھر انس نے سر سے عمامہ کھولا اور اس کا سر تمام کا تمام میری طرف تھا پھر کہنے لگا کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کی بددعا کا نتیجہ ہے۔

(۳) آخر کوئی نے

صحیح میں (۶) ابو

(۱) ابو بکر بیہقی

عن علی بن عبد اللہ

ابن بطہ نے

بیان کیا ہے

باب طر کے

میرے پاس

جائی نے

علیہ السلام

علیہ السلام

موجود تھے

کے منقذ

حدیث طر کو

یہ بات

لی تنویر

حضرت علی علیہ السلام نے مندرجہ ذیل حضرات کے حق میں دعائے خیر کی۔

۱۔ ام عبد اللہ بن جعفر کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس سے گذری۔ درمیان حلقہ نقل حضرت علی علیہ السلام نے میرے حق میں دعا فرمائی اور میرے شکم کے اوپر ہاتھ پھر کر فرمایا۔ اسے معبود اسے کچھ اس شکم میں ہے اس میں نور برکت والا بڑا قرار دے میں نے لڑکا بنا۔ (حضرت عبد اللہ کا والد اس کی کسی سے مخفی نہیں)۔

۲۔ امیہ بن ابی اسحاق کہتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے احرام کی رات ایک شخص کو روئے ہوئے دیکھتے ہوئے سنا جس میں علیہ السلام سے فرمایا۔ اس شخص کو روئے ہوئے دیکھتے ہوئے شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت نے دیکھا کہ وہ نوجوان ہے لیکن اس کے بدن کا نصف حصہ سوکھ چکا ہے۔ حضرت امیر نے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے عرض کیا میں ایک عیش پرست آدمی تھا۔ میرے والد مجھے نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے نصیحت کرنے لگے۔ میں نے ان کو مارا۔ انھوں نے مجھے بد دعا دی۔ چند اشعار پڑھے۔ جب ان کا حکم ختم ہوا تو میرا نصف بدن سوک گیا۔ میں نادام ہوا۔ میں نے توبہ کی۔ میں نے ان کو اچھی طرح راضی کیا۔ آپ عذرت پر سو رہے۔ تاکہ مجھے اس جگہ لے آئیں اور میرے حق میں دعا کریں۔ مگر اتفاق کی بات ہے کہ جب نصف آبادی ٹک کر چکے۔ تو ایک پرندہ اڑا۔ اس کے اڑنے کی وجہ سے اونٹ ہلاک ہو گیا۔ اور میرا والد اونٹ سے گر کر مر گیا۔ علی علیہ السلام نے چار رکعت نماز ادا فرمائی پھر مجھے فرمایا۔ اٹھو، ٹھیک ہو گئے ہو۔ وہ شخص صبح سالم ہو کر آٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تم نے صحیح کہا اگر تیرا والد تم سے راضی نہ ہوتا۔ تو میری دعا کیسی نہ سنی جاتی۔

۳۔ ایک اندر سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا اللھم اسفلت یارب الارواح الفانیة ورب الاجساد اسالیمة اساء لك بطاعة الالعیة الراجحة الی اجسادھا وبطاعة الاجساد الملمة الی اعضائھا وبالشفقات القیور عن اهلھا ولد عنك بصلوة فیہم واخذ بالحق بیئہم اذا بوز الخلاق یستظرون قضائک دعوتک یطفون ویخلفون بطشت ویبقون رحمتک یوم لا یغنی مومن عن مولی شیئاً ولا هم ینصرون الا من رحم اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اسائلک یا رحمن ان تجعل النور فی بصری والیقین فی قلبی وذکرک بالیس واسئلک علی سانی ابد اما البقیة ینک علی کل شیء تدیر۔ اندھے نے اس دعا کو سنا۔ اور یاد کر لیا۔ اور اپنے اس گھر میں واپس آیا جس میں پناہ لی ہوئی تھی۔ اس نے نماز کی خاطر جہارت کی اور نماز پڑھی پھر وہ دعا پڑھی تب ان تجعل النور فی بصری کب پینچے تو اللہ عز وجل کے حکم سے اندھا آنکھوں والا ہو گیا۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا متواترات میں سے ہے جو آپ کے آیات باسبرات میں اللہ تعالیٰ کا حسب معمول دستور ایک عظیم مقصد اور اقامت دین کی خاطر تبدیل کیا جاتا ہے۔ اس نظام کو تبدیل کرنے والے خاص طور پر انبیاء اور ائمہ علیہم السلام ہیں۔

فصل ۱۰

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے ناممکن باتوں کا ظاہر ہونا

شعبہ قتادہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ اور حسن بن محبوب عبد اللہ بن غالب سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت اسد نے کہا میں نے علی کو ایک کپڑے میں لپیٹ دیا آپ نے اسے پھاڑ دیا۔ پھر میں نے دو کپڑوں میں لپیٹا ان کو پھاڑ دیا۔ پھر میں نے تین سے لے کر چھ کپڑوں میں لپیٹا آپ نے ان کو بھی پھاڑ دیا۔ ان میں بعض کپڑے پٹڑے کے تھے اور بعض ریشم کے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا۔ سے اس میرے ہاتھ نہ باندھیں مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ میں اپنی انگلیوں سے اپنے رب کی گواہی دوں۔

انس حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی دوران ایام طفلی مجھ سے میں تھے۔ آپ نے ایک سانپ کو دیکھا جو آپ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس صغیر سنی میں آپ کے ہاتھ نہایت مضبوط تھے۔ حضرت علی نے اپنے آپ کو حرکت دی۔ اپنا ہاتھ باندھ لیا۔ اور دھبے ہاتھ سے سانپ کی گردن کو پکڑ لیا۔ اور اسے ایک سخت جھٹکا دیا اپنی انگلیوں اس کے منہ میں داخل کر دیں۔ اس کو اس وقت تک پکڑے رہے جب تک وہ مر نہ گیا جب آپ کی والدہ ماجدہ نے یہ حالت دیکھی تو وہ مغصہ پکارنے لگیں اور چلانے لگیں اداؤں سن کر لوگ جمع ہو گئے۔ آپ پھر کہنے لگیں۔ گویا کہ تم جلد غضب ناک شیر ہو۔

جابر جعفی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی دایہ ہاتھ لال کی ایک عورت تھی۔ حضرت علی علیہ السلام کو اس کے رضاعی بھائی کے ساتھ خیمہ میں چھوڑ کر کہیں کام کے لئے باہر چلی گئیں۔ حضرت اس لڑکے سے ایک سال بڑے تھے۔ خیمہ کے پاس ایک کنواں تھا۔ وہاں اس کنویں کی طرف بڑھا۔ اس نے پائسرا اور پیر کنویں میں ڈال حضرت نے اپنے منہ سے اس کے ہاتھ کو لور اپنے ہاتھ سے اس کے قدم کو پکڑ لیا۔ اسی حالت میں روکے رہے۔

میں حاملہ تھی حضرت
عبد اس شکم میں
میں مخفی نہیں
میں آواز دیتے
حضرت نے دیکھا
پھا۔ اس نے عرض
ت کرنے لگے۔
بصف بدن سو کہ
مجھے اس جگہ
نزدیک پرندہ اڑا۔
چار رکعت نماز ادا
السلامتے فرمایا تم

میں یارب
الی اجسادھا
تک المصداقة
مفون بطشاک
لہ لیسر اللہ الرحمن
باللیل وانہما
لریا۔ اور اپنے
مروہ دعا پڑھی جب

حتیٰ کہ اس کی اس آگئی اس نے قوم میں کہنا شروع کیا پس نے دسے دیکھو۔ علی نے میرے دیکھ کے کو پر ہوا ہے
حضرت ابو طالب اپنے اور بھائیوں کے بچوں کو کھانے لے گئے۔ اور ان کی آپس میں کشتی کرتے تھے اور عرب میں
کشتی لڑنے کا دستور تھا۔ حضرت علی علیہ السلام بچپن کی حالت میں اپنی استیمن چڑھا کر اپنے سے بڑے اور چھوٹے بھائیوں
سے کشتی کرتے تھے۔ اور انہیں پھاڑ دیتے تھے۔ اور اپنے شوکر کے چھوٹے بڑے بچوں کے ساتھ بھی ایسا کرتے تھے
حضرت ابو طالب نے تھے۔ علی نے آپ کا نام حمیر زغالاب رکھا جب وہ بڑے ہوئے تو بڑے بڑے
مضبوط آدمیوں کو چار دیتے تھے۔ قوی مثل آدمی کو تیرے پاس کر کے لیتے۔ اور جھٹ دے کر سے مار دیتے تھے
کبھی یہاں بھی برتا تھا۔ نیز بڑے کھوڑے کو وزیر جیتے۔ اور کسے چھپے سے کھینچ کر وہیں کر دیتے۔ کبھی
کدوئی سے ایک پتھر ہاتھ میں اٹھا لیتے۔ اور اسے دوسرے کے درمیان رکھ دیتے۔ ایک دو یا تین آدمیوں میں
سے کسی میں یہ قدرت نہ تھی کہ اسے وہ ہار سکیں۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام جس شخص کی بیانی دوستی تھے اس کا سانس بند ہو جاتا تھا۔ اور وہ سانس
نہیں لے سکتا تھا۔ اس لئے جس شخص کے انتقال کے بعد آپ سے ایک رکنے میں ان کے نشانہ لگتے
غیر نشانہ کے پتھر خود اٹھا لیتے۔ تھے۔ دو پتھر شکوں میں دو بار ایک کرپوں کی کھور لگاتے ہوئے لے آتے
تھے۔ اور یہ نماز میں ہوتا تھا۔ اور یہیں پر لکھ دیتے تھے کہ یہ علی کا میل ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک سفوف پر اپنا باقد مارا۔ پتھر پر آپ کے انگوٹھے کا نشان آگیا۔ وہ پتھر کو فے
میں موجود ہے۔ اسی طرح مشہد کف بکمریت یومعل اور قطیحة الاقین وغیرہ میں موجود ہے۔ غامدی کے پاس
جبل ثور کے پتھر پر آپ کی تلوار کی زد کا نشان موجود ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے نیزے کا نشانہ جو ان کا دیہ لور قلعہ خیر کے نزدیک ایک پتھر پر موجود ہے
امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے نیزوں پر مر لگاتے۔ ان پر نشان پڑ جاتا تھا۔
ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ تین حضرات کے سنگ یزیدوں پر مر لگائی گئی۔ یہ سید واثمہ الکلب کے سنگ
یزیدوں پر۔ ثنی اور وحی علیہما السلام دونوں نے جبر لگائی۔ پھر ام التمد لے مہاجر بنت جعفر والبیہ اسدیر میں پھر
ام غامد اعریہ بیان میں ان دونوں کے سنگ یزیدوں پر امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے جبر لگائی تھی۔ روایت
ہے کہ حضرت سید علیہ السلام شیطانی کے لئے مانجے پر اور جنات کے لئے لہے پر مر لگاتے تھے جس سے
وہ جھک پیدا ہوتی تھی اور وہ ان کی اداغت کرتے تھے۔

ابو سعید خدری جابر انصاری اور عبداللہ بن عباس ایک ہیوں حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولیدؓ
 کہا کہ میں جب اہل ارہ کی جنگ سے واپس لوٹا تو حضرت علیؓ سے شکریں تشریف لائے میں
 نے کہا اعلیٰ یعنی علیؓ آپ سے کسی نے جا کر یہ بات حضرت علیؓ سے کہہ دی تھی کہ مارے آپ
 کے حلق میں کلام کے ڈوبام کی وجہ سے اچھوٹا کیا۔ شیر کی طرح بہہ کرتے اور بادل کی طرح گرجتے ہوئے تشریف
 لئے اور کہا۔

کیا تم نے یہ بات کہی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ کی دونوں آنکھیں روتی ہو
 گئیں اور فرمایا: اسے ناز اور سے اتم جیہ آدمی میرے ایسے آدمی سے آگے پڑھنا چاہنا ہے۔ اور تم جیسے آدمی
 کو یہ بھرت ہو جائے کہ میرا نام اپنے نالو کے اندر گھنٹا مار رہا ہے آپ مجھے گھوڑے سے نیچے گرا دیا میں آپ کو
 بالکل نہ روک سکا آپ مجھے گھسیٹتے ہوئے حادثہ بن گدھ کی بنی کے پاس سے گئے۔ آپ نے بوہنے کی ہوتی کہیں
 کو جو چلی کے چھنے کا دار و مدار تھی۔ اپنے ہاتھوں سے اٹھا ڈالا اور اس طرح دور کر میرے گلے میں ڈال دی جس
 طرح چڑے کو موڑا جاتا ہے میرے ساتھ یہ نظر اس طرح دیکھ رہے تھے کہ گویا وہ موت کی طرف نظر اٹھا رہا
 دیکھ رہے ہیں میں نے آپ کو اللہ اور رسولؐ کی قسم دی کہ مجھے عاف کیجئے اور مجھے جیو دینا۔ مگر آپ نے
 ایک زمانی لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں یہ واقعہ پیش کیا۔ آپ نے لوہروں کی ایک جماعت کو بولایا
 انہوں نے کہا یہ میں اس دوست تک نہیں نکال سکتی جب تک اسے کوہم نہ کیا جائے۔ خدا کی قسم اس
 حالت میں پھرتے رہے جب تک اس کو دیکھتے تو تباہی پڑتے تھے۔ کسی نے کہا حضرت علیؓ سفر سے واپس تشریف
 لائے ہیں حضرت ابو بکرؓ کو اسے کہ حضرت علیؓ کی خدمت میں بطور سفارش کے حاضر ہوئے کہ آپ اس کیل کو نکال
 دیں حضرت علیؓ نے فرمایا جب اس نے اپنے شرکی ثمرات اور سپاہیوں کی زیادتی کو دیکھا تو اتر گیا
 اور میری منزلت کا ارادہ کیا۔ میں نے یہ کہیں اس کی گردن میں ڈال دی کہ تاکہ اس کا مزاج درست ہو جائے
 اس وقت اس کیل کا نکالنا شاید میرے لئے ممکن نہ ہو سکے۔ تمام لوگوں نے حضرت علیؓ کی خدمت میں قسم دے
 کر عرض کیا کہ آپ اس طوق کو ضرور نکال دیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اسے طوق کو سر سے پڑا کر تھوڑا تھوڑا
 موم کی طرح نروڑ کر چھینتے تھے۔ حضرت علیؓ نے یہ فعل ایسا کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ علیہ السلام
 کے بارے میں فرمایا ہے۔ وانا لہ الحدید ان اعمل سابعات وقد رفی السدود۔ ہم نے حضرت داؤدؑ کے لئے لہجہ
 کو نرم کر دیا کہ اس سے زمین تیار کر دے اور گریزوں کو ناز و نبھانے سے رکھو۔ اس واقعہ کو مندرجہ ذیل حضرات

ابو بکرؓ کو پڑا ہوا ہے
 تھے۔ اور عرب میں
 اور چھوٹے بھائیوں
 بھی ایسا کرتے تھے
 نے توڑے سے بڑا
 سے مار ڈالتے تھے
 تھے۔ پھر پہاڑ
 آدمیوں میں
 اور وہ سانس
 نہ لے سکتے
 لے آتے
 تھے۔ پھر کو قے
 کے پاس
 پھر جو دے
 کے سنگ
 میں پھر
 تھی۔ روایت
 جس سے

نے بیان کیا ہے۔

ابن عباس (۳) سفیان بن عیینہ (۴) حسن بن صالح (۵) وکیع بن جراح (۶) عبید بن یعقوب (۷) سدی
کچھ اور راوی بیان کرتے کہ اول نے نماز میں کہا: خلد وہ کام ذکر سے۔ (یعنی قتل جناب امیر) جس کا میں نے
اسے حکم دیا تھا۔ ابو ذر کی حدیث میں ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے اپنی سیابہ اور وسفی انگلیوں
سے پاؤں پر قد بھینچا کہ اس کی پیچ نکل گئی۔ پکڑوں میں پاخانہ کر دیا۔ اور دونوں پاؤں زمین پر مارتا تھا۔ عمار کی
روایت میں ہے: اور بڑے اونٹ کی طرح میلنا تھا۔ اور مسجد کے اندر اس کا پیشاب خط ہو گیا۔

کتاب البلاغہ میں ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنی دونوں انگلیاں اس کے کمر پر
ڈال دیں۔ اور اٹھا کر زمین پر پٹک دیا۔ اس نے اسی جگہ پاخانہ خطا کیا۔

صاحبان تاریخ نے حبیب بن جہم اور ابو سعید تمیمی سے نہضری نے خصال میں۔ اعظم نے فیرج میں
طبری نے کتاب الولاۃ میں محمد بن قاسم ہمدانی سے۔ اور ابو عبد اللہ برقی نے اپنے مشائخ کی ایک جماعت
سے روایت کرتے ہیں۔ ابو امیر المومنین کے اصحاب تھے کہ صفین کی جنگ کے موقع پر امیر المومنین حضرت
علی علیہ السلام صندو بہرستی میں قیام فرمایا۔ ایک اختر نے عرض کیا: لوگوں نے اس جگہ قیام کیا ہے جہاں
پانی ہی نہیں ہے، فرمایا اے مالک۔ ہم عنقریب اسی جگہ سے پانی سے سیراب ہوں گے۔ تم اور تمہارے
اصحاب جہاں ایک گڑھا کھودیں۔ انہوں نے ایک گڑھا کھودا۔ ایک بہت بڑا سیاح پتھر نمودار ہوا جس کو
وہ اکھاڑنے کے کھودنے والوں کی تعداد ایک سو مرد پر مشتمل تھی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے دست
اقدس کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا۔ طاب طاب یا عالم یا طیب و ثابو ثابو شریا کر یا چا نو ثابو ثابو ثابو ثابو
ایمن یا رب العالمین یا رب موسیٰ و ہارون پھر حضرت علی علیہ السلام نے اسے اکھاڑ کر چالیس ہاتھ و دو ہینڈ
دیا۔ پانی ظاہر ہو گیا جو شہد سے زیادہ میٹھا اور ہرقت سے زیادہ ٹھنڈا اور یا قوت سے زیادہ صاف و شفاف تھا
ہم نے خوب سیریز کر پانی پیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پتھر کو پھر اسی جگہ رکھ دیا۔ ہمیں حکم دیا کہ
ہم مٹی ڈال کر اس جگہ کو پھسپھس دیں۔

جب ہم تھوڑی دُور آگے چلے گئے تو آپ نے فرمایا تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو اس شے
کی جگہ کو پہچان سکتا ہے، ہم نے عرض کیا ہم تمام لوگ جانتے ہیں۔ واپس لوٹ کر آئے تو ہمیں اس
کی جگہ معلوم نہ ہو سکی اسی اثنا میں گرجے سے آتا ہوا ایک راہب دکھائی دیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے

اسے دیکھ کر فرمایا: تم شمعون ہو، عرض کیا ہاں میرا نام شمعون ہے میرا یہ نام میری ماں نے رکھا۔ اس بات کا
 نعم یا اللہ تعالیٰ کو ہے یا جناب کو۔ آپ نے فرمایا: اسے شمعون نام کیا چاہتے ہو، عرض کیا اس چشمے کو معلوم
 کرنا چاہتا ہوں اور اس کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کا نام زاحوا ہے۔ ایک نسخہ میں ہے کہ: جو وہ ہے یہ
 ایک جنت کا چشمہ ہے جس سے تین سو بیسوں نے اور تیرہ اونیا نے پانی پیسا ہے۔ پانی میا ہے جس میں آخری دسی ہوں جو اس سے
 پانی پی رہا ہوں۔ راہب نے عرض کیا میں نے کتب نجیل میں اسی طرح پایا ہے اس کے بعد راہب مسلمان ہو گیا
 ایک روایت میں ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ شعیب کا کنواں ہے پھر امیر المومنین
 کوچ فرما کر چلے گئے۔ راہب شمعون بھی آپ کے پیچھے جا رہا تھا امیر المومنین علیہ السلام نے صفین میں قیام فرمایا۔
 فریقین میں جنگ چھڑ گئی۔ سب سے پہلے شمعون درجہ شہادت پر فیضیاب ہوئے حضرت امیر علیہ السلام سواری سے
 اس حالت میں نیچے اترے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ فرمایا: آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا
 جس کو وہ دوست رکھتا ہے راہب قیامت کے روز ہمارے ساتھ ہوگا۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کی روایت میں ہے کہ ہمیں ابو محمد شیبانی نے اس سے کہا: ہمیں ابو عوانہ نے
 اعمش کے حوالے سے وہ ابو سعید تمیمی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ اس چشمے سے چل پڑے تھے
 راہ میں ہمیں پیاس لگ گئی بعض لوگوں نے کہا: واپس چلو اس چشمے سے پانی پی لیں۔ لوگ واپس روانہ ہوئے
 اور میں ان لوگوں میں تھا جو پانی پینے کے لئے واپس روانہ ہوئے تھے ہم مذکورہ جگہ پر پہنچے لیکن تلاش کے
 باوجود وہاں چشمہ کہیں نہ ملا۔ ہم راہب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ چشمہ کہاں ہے؟ اس نے کہا
 کوئی سا چشمہ؟ ہم نے کہا جس سے ہم نے سیر ہو کر پانی پیا تھا۔ ہم نے تو اس کی تلاش بہت کی ہے لیکن ہمیں
 کہیں نہیں ملا۔ راہب نے کہا اس کو تو صرف نبی اور وحی ہی ظاہر کر سکتا ہے اس بلے میں مندرجہ ذیل
 شعراء نے اشعار بیان کئے ہیں۔

(۱) اسید جمیری (۲) ابن سجاد (۳) سروجی

تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں تحریر ہے کہ ابی بن ابی سلول اور جابر بن قیس نے حضرت
 امیر المومنین علیہ السلام کی دعوت ایک ایسی دیوار کے پاس کی جس کا طول ۳۰ فٹ اور عرض ۲۵ فٹ تھا۔ اس کے
 اندر کے حصے کی انہیں نکال دیں حضرت امیر المومنین کو دائیں جانب بٹھانا چاہا لیکن آپ بائیں جانب بیٹھ گئے
 اور دیوار کے پیچھے کافی آدمیوں کو کھڑا کر دیا۔ کہ جب حضرت بیٹھ جائیں تو آپ پر دیوار زاری جائے حضرت امیر علیہ

بیب اسدی
 جس کا میں نے
 اور روسی انگلیوں
 لاکھا تھا۔ ہمار کی
 لیا۔

کے کمر بند میں

فترج میں

جماعت

حضرت

ہمے جہاں

ہمارے

سوا جس کو

دست

جوتنا میں

بھینک

تھا

م دیا کہ

چشمے

س

م نے

اسلام نے کھانا کھایا اور لوگوں نے بھی کھیا۔ لوگوں نے عرض کیا جناب کو تکلیف تو نہیں ہوئی فرمایا۔ مجھے بائیں طرف بیٹھنے سے تھوڑی تکلیف ہوئی پر نسبت اس تکلیف کے جو دائیں طرف بیٹھنے سے لاحق ہوتی۔

جابر انصاری سے روایت ہے کہ خیبر کی جنگ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غم حضرت علیؑ کے حوالے کیا اس سے پہلے آپ کے حق میں دعا بھی فرمائی تھی۔ آپ اس قدر تیز خیبر کی طرف روانہ ہوئے کہ آپ کے اصحاب کو کہنا پڑا کہ آپ آہستہ آہستہ تشریف لے چلے۔ قلعہ کے پاس پہنچ کر دروازہ اکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا ستر آدمیوں نے کوشش کی کہ دروازہ کو دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دیں لیکن یہاں نہ کر سکے۔

حافظ ابو عبد اللہ اپنی اسناد ابو رافع تک سند سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ قلعہ قوس کے پاس پہنچ گئے تو لوگوں نے حضرت امیر علیہ السلام پر تیرا در پتھر پھینکے شروع کر کے آپ نے کان پر حملہ کر دیا اور دروازہ کے قریب پہنچ گئے۔ پورے دروازہ کو اکھاڑ کر چالیس باقی اپنے پیچھے کی طرف پھینک دیا چالیس آدمیوں نے دروازہ کو اٹھاتا چاہا لیکن نہ اٹھا سکے۔

ابو انعام مخنف بستی کتاب الدرجات میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام سے مزب کو قتل کرنے کے بعد قلعہ کے رہنے والوں پر حملہ کر دیا۔ وہ ٹلسٹ کھاڑ قلعہ کے اندر چلے گئے آپ قلعہ کے دروازہ پر پہنچے پھر اس کی زنجیر کو پھاڑا جس کا دین چالیس من تھا۔ دروازہ کو جھٹکا لگایا۔ تمام قدیمیں زلزلہ آگیا۔ لوگوں نے سمجھا واقعی زلزلہ آگیا ہے آپ نے دوبارہ جھٹکا دیا۔ اور دروازہ اکھاڑ کر چالیس آدمیوں نے دروازہ پر پھینک دیا۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے قلعہ کو جھٹکا لگایا۔ صلیب کا بان سے کہیں ایک طاق میں بھیجی ہوئی تھی جس طرح وہ بان بھیجی ہوتی ہے جس پلے منہ کے بل گر پڑی۔ میں نے یہی نہیں کیا تھا کہ زلزلہ آگیا ہے کسی نے مجھے بتایا کہ حضرت علیؑ نے قلعہ کو جھٹکا دیا ہے آپ کا ارادہ ہے کہ دروازہ کو اکھاڑ کے پھینک دیا ابان زلزلہ سے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؑ نے قلعہ قوس کے دروازہ کو جھٹکا دیا۔ اور اس کو پہلے بطور ڈھال کے استعمال کیا اور پھر اسے اپنی پشت پر رکھ لیا آپ اور لوگ قلعہ کے اندر گھس گئے۔ حالانکہ دروازہ حضرت امیر علیہ السلام کی پشت پر موجود تھا۔

امام جابر سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے خیبر کی جنگ کے روز دروازہ کو اٹھایا تھا لوگوں نے اس سے گدڑ کو قلعہ کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد لوگوں نے بطور تجربہ کے اسے اٹھاتا چاہا۔ لیکن چالیس آدمی بھی نہ اٹھا سکے۔

یو احسن درافق معذرت بہ غلام مصری نے ابن جریر شری تاجی سے اس بات کو روایت کی ہے۔ یہ کہ جب امت نے روایت کی ہے کہ اس دروازے کو پچیس آدمی بھی نہ اٹھاتے تھے۔ روایت میں ہے کہ آدھے آدمی اٹھاتے تھے۔

ایسا مجھے بائیں طرف

کے حوالے کیا

یہ کے اصحاب

بک دیاستر

بنفوس کے پاس

طایفه دروازده

یہاں آدمیوں نے

توفیق کرنے



نے سمجھا دیا

ہیں ایک طبقہ

الک زمره

پیشکش

بسم الله الرحمن الرحيم

4

ایمانی

نہیں

ابن جریر طبری صاحب تصانیف میں کہ سترہ اہل المؤمنین علیہ السلام نے دورِ اُفتاب کو اپنے بائیں ہاتھ میں اٹھا لیا تھا جن میں ۱۷ ملوے چار گزہ عرض پانچ گز عمق کی گلیاں اور چار گلیاں تھیں۔ ان گلیوں میں ۱۷ قمر تھا۔ اہل المؤمنین علی علیہ السلام کی ان گلیوں سے نشانہ آگ آتے تھے کہ کسی بندہ سے بغاوت ہو جائے۔ پھر یہاں پھر اسے بطور ہمالی استعمال کیا۔ اس سے سورج ویاں کو حریم میں آئیں تو غبار ان پر حملہ کر دیا۔ پھر اسے اپنے پیچھے کی طرف چھایس ہاتھ دیر پینچا۔

رامش نرونی ہیں جسے کہ دروازے کا طوبی اٹھا۔ ہاتھ تھکا اور خندق کا غرض بیس : ہاتھ تھکا۔
حضرت علی علیہ السلام نے دروازے کا ایک سرِ خندق سے ایک حصہ پر لٹا دیا اور دروازے کے دوسرے
حصہ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ وہ تمام شب اس پر چل کر تھکا دیا اور شہر کی تمام آہستہ
سومریوں پر مشتمل تھی اور ان کو نہ دیکھ رہے تھے۔ جو دروازے کے گرد رہتے تھے۔
جیسے جیسے رات اور ڈرتے تھے۔

ابان کی روایت میں ہے کہ حضرت پر علیہ السلام نے فرمایا: خدائی قسم مجھے وہ وارث سے کہے بیچے
 تینچے ٹھڑے مونسے میں (مصدق ہیں اٹھاتے ہیں) اتنی تکلیف مونسے میں ہونا جتنی اس کو اٹھاتے وقت
 ٹھوس ہوئی تھی۔

ارشاد میں تحریر ہے کہ جب نوگ خیبر کے قلعہ سے واپس پڑے تو حضرت امیر علیہ السلام سے
دروازے کو اپنے دلہنے ہاتھ میں اٹھا کر گئی ہاتھ دوڑا دہر بھینک دیا۔ دروازے کو بیس آدمی بند کیا
کرتے تھے۔

علی بن سعد شیعہ سے وہ قتل دہستے وہ حسن سے وہ ابن عباس سے یہ قبولِ حدیث کے
ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ درودِ شریعت سے کچھ ایسی آدمی کھولتے تھے۔

تاریخ طبری میں البورافعہ کا بیان ہے کہ حضرت نعل عبیدہ السدوم کے بائیں ہاتھ سے دھواں گرتی ہے۔
نیک خیر کا ایک دروازہ اٹھا دیا۔ اور اسے بھورہ دشمال استعمال کیا۔ مبین یہ ہے آپ تھوڑے فاصلے پر سے تو

کافی مخلوق نے اسے حرکت دینے کی کوشش کی لیکن اس کو نہ ہلا سکے۔

موض الجنان میں بعض صحابہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں علی علیہ السلام کے دروازے کو اٹھانے کے بارے آپ کی قوت پھیلنے اور وہاں کے طور پر استعمال کرنے میں اتنا تعجب نہیں ہوا جس قدر ہمیں آپ کی اس جسارت پر تعجب ہوا۔ کہ آپ ایسے اس کے دونوں کونے اپنے ہاتھ میں اٹھائے۔ مد سے خندق سے اندر موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مطلب یہ تھا کہ تم علیؑ کے پاؤں کی طرف نہیں دیکھتے میں نے آپ کے پاؤں کی طرف دیکھا۔ تو وہ دونوں ہوا میں معلق تھے میں نے عرض کیا یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ آپ کے قدم ہوا میں معلق ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہوا میں معلق نہیں ہے بلکہ میرا شل علیہ السلام کے پیروں کے اوپر موجود ہیں۔ وہ خیمہ کے اٹھانے کے بارے میں مندرجہ ذیل حضرات نے اشعار بیان کئے ہیں۔

۱) ناشی (۲) وراق (۳) ابن حراو (۴) ابن کی (۵) عوفی (۶) سید حمیری (۷) ابن علویہ (۸) ابن زریک (۹) زامی (۱۰) تاج الدولہ

یہ تمام باتیں خارق عادات ہیں۔ یہ نبی اور رومی کے سوا کسی کے لئے ممکن نہیں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ لہذا حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔

فصل ۱۱

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ذاتی معجزات

آپ نے کسی جنگ میں شکست نہیں کھائی۔ ہر شخص بھی آپ کے مقابل میں آیا مغلوب ہوا۔ آپ کی تلوار کی زد میں جو آیا وہ کبھی نہ بچا۔ آپ کا مد مقابل آپ سے بھاگ کر نہ جاسکا۔ تمام جنگوں میں پیادہ نکلے جس علم کے نیچے حضرت علی علیہ السلام نے جنگ رومی و عجمی و خوارزمی و کربلا کی ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام پچیس ہاتھ کود کر عمرو بن عبدود پر جا کر چھپے تھے۔ اور پچیس ہاتھ چھپنے کی طرف پلک کر رہے تھے۔ یہ بات ایک معجزہ ہے۔

جنگ خندق میں عمرو بن عبدود کے دونوں پاؤں پر تلوار کا وار کیا اور ایک وار میں اسے کاٹ

کے رکھ دیا۔ حالانکہ وہ کپڑوں اور متھیروں سے مسلح تھا۔

خیبر کی جنگ کے روزِ حرب کافرِ عامہ نمود۔ اور زندہ پہنچے ہوئے تھا۔ حضرت امیرِ علیہ السلام نے تلوار کا ایک ایسا پار کیا جو اس کے سر اور حلق کو کاٹتا ہوا اسے دو ٹکڑے کر گیا۔ پھر آپ نے ستر ہزار سپاہیوں پر ایسا حملہ کیا کہ وہ ستر ہزار ہو گئے۔ فریقین کے آدمی آپ کی یہ کارکردگی دیکھ کر حیران تھے مخالفین قلعہ کی طرف بھاگ گئے۔

خبرِ بوقِ شام کے میدان میں موجود تھے۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ جب معاویہ صفین کی لڑائی کے بے شام سے نکلا۔ تو اس نے فوج میں نقاروں کی نوبت بجوائی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسی وقت خبر دی کہ معاویہ اب دمشق سے روانہ ہو رہا ہے۔ شام اور صفین میں اٹھارہ روز کا فاصلہ ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے۔

کوثر میں ایک دیکھ موجود ہے جہاں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے سب فرما کر ایک معجزہ کو دیکھ لیا تھا۔ اور اس کو سد م کیا تھا۔

مسجدِ جنزاتِ رقبہ میں موجود ہے۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے جہاں کے رہنے والوں سے شہداء کی لاشیں لے جانے کے لئے کشتیاں طلب کی تھیں۔ اور انھوں نے ہکار کر دیا تھا۔ اور کہا کہ ہمارے کشتیاں خراب ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری بات میں کھٹ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری خدمت کو ٹھیک نہ رکھے۔ اور تمہیں سیر نہ کرے کشتیوں کی بجائے ایک کشتیِ نابہر تیری چیز تیار کی جس کو جائزہ کہتے ہیں اس کے ذریعے شہداء کی لاشوں کو عبور کیا۔ رقبہ تباہ و برباد ہو گیا جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ تنگی اور عسرت کی ہمیشہ زندگی بسر کرتے رہے۔

ابو ذرہ سے روایت ہے کہ آپ نے تین دن کی راہ ایک رات میں صبح کی۔ اور صبح کے وقت کفار کے پاس موجود تھے۔ اور ان پر فتح پائی۔ اور العادیات ضحیا آپ کی شان میں نازل ہوئی۔

سے دیکھو ترے نچوڑ کو رقبہ سے کہتے ہیں۔ غالباً یہی وہ دیکھ ہے جو اس وقت مسجد کوثر کے صحن میں دیکھا گیا ہے۔

کے نام سے مشہور ہے جہاں امیر المومنین علیہ السلام تشریف فرما ہو کر فیصلہ جات فرمایا کرتے تھے ۱۲ مترجم

میں علی علیہ السلام
تعمال کرنے میں اتنا
دونوں کرنے
میں کا مطلب یہ
تو وہ دونوں
معلق ہیں رسول
پہر موجود ہیں۔ اور

علویہ (۸) ابن

حضرت مسلم

غلوب ہوا۔

م جنگوں میں

ہو کر بھاگ گئے۔

جیسے تھے۔

کاٹ

تفسیر ابو محمد راجح حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے دیکھا کہ شہادت
بن قیس بن ثمال انصاری بڑا دیر کثواں میں آ جا ہوا تھا۔ لوگ اسے بہت براہ راست تھے۔ آپ کنبہ میں
اگر گئے لوگوں نے کہا چھٹے ایک کو پتھر مار تے تھے یہ دو مو گئے ہیں انہوں نے دو موں کا پتھر
مارا۔ پتھر تھک کے سر پہ پھیلے جس کی طرف کر۔ آپ نے تاجہ کے سر کو اپنے پیشہ سے مارا۔ اور
میں پر آپ جھک بیٹھے۔ ایک پتھر ایدہ مارا اور کھٹکے گئے۔ ان دونوں آدمیوں میں ایک ہزار اشہوں
کے برابر بھی روح ہو۔ تو وہ ایک پتھر سے بھی نہ تھا نہیں پاسکتی۔ اللہ عزوجل نے حکم سے کوئی نہ
مارا۔ اس مٹی اتنی گری کہ کنویں کی سطح پر ہو گئی۔ دونوں صدمہ مست نکلیں آئے۔

عقیدہ کی یہ بات یقین سے نہ بنی بلکہ قتل کا ارادہ کیا اور جو باقی مرید میں رہ گئے تھے۔ انہوں نے
علی علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا کر سے اور من یقین کے بغض سے بار سے
میں انحضرت نے حکم ہوا کہ آپ انحضرت سے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے دو
منو مست حاصل ہے۔ ہر دو دن کو موت شاہ حاصل تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا کہ بعد ان یقین
نے ایک گوارہ کا ہوو اس سے تم کو یہ سے شائبہ دیا حضرت علی علیہ السلام جواب دیا کہ یہ اسے
اور میرے کے تریب پر ہے۔ پتھر دوں گے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ کوئی کیا دیا۔ انہوں نے
کہا ہر دو روز سے فرمایا اللہ عزوجل نے حکم سے ہے پتھر گھوڑا اس سے بخود رسد میں کہ میں آپ کو پتھر پھر
بہر شہادت میں پتھر ٹکڑوں کے شہادت حکم دیا۔ آپ نے اس کے اندر بڑا بڑا وغیرہ چیزیں مودھیں
مسند احمد فضائل میں اور سنن ابن ماجہ میں عبد الرحمن بن ابی سہب سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین
علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے وہاں میں نماز میں ایک یٹر پہنا کرتے تھے۔ اور سخت کربوں پر تھا اور
نہایت دور کپڑا استھاکرتے تھے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا جس سوس موقی تھی۔ نہ ہی سردی اس
کا سبب یہ تھا کہ نیمبر کی رنگ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اللہ عزوجل
تم کو گرمی اور سردی سے بچاتا رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اسے معبود اس کو گرمی اور سردی سے
بچا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا اسے معبود اس سے گرمی اور سردی کو روک۔

حضرت امیر علیہ السلام سے آپ نے انی حکیم نے کہا کہ میں آپ کے چہرے کی زردی علاج رسلنا
ہوں۔ لیکن آپ کی پندہوں کے پتھروں کا میرے پاس علاج نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا میرے چہرے کی

نزدی کتنی مقدار میں پہنچا جائے گی۔ عرض کیا کہ اگر آپ اس میں سے دو ہاتھوں کے سروں سے ہر ہاتھوں سے
 اس سے آپ ٹینک میں لیں گے۔ اگر یہ ایک دانے کے برابر بھائی بھائے تو آدمی کو نہ دیتی ہے
 فرمایا ہوتا ہے۔ یہ اس میں موجود ہے۔ اس کی کتنی مقدار۔ اس عرش کیا دو مشقال آپ نے اس کے ہاتھ
 سے تمام دوں سے لی اور کھائے۔ یہ دیکھ کر وہانی خلیفہ کا پنےے کا۔ حضرت امیر عبد السلام نے سار
 کو فرمایا۔ اس سے ابو عبد اللہ! یہ مجھے کوئی نشان نہ دے کہ اس نام پر نہ ہر اثر نہیں ہوتا۔ فرمایا
 اپنی آنکھیں بند کر دو۔ اس سے انکھیں بند کر دیں پھر فرمایا۔ کھول دو اس سے انکھیں کھول کر حضرت
 علی علیہ السلام سے پھر کے کہ اس دیکھ جو کچھ اس نے فرمایا۔ یہ سے سرور و جبر سے میرے
 پھر سے کی نہ دی تھائی۔ ہی ہے۔

پھر امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ایک بڑے احقرانہ پر ہاتھ مارا جس کے اوپر ایک جگہ
 بنی ہوئی تھی۔ وہاں پر وہانی میں کرتا تھا۔ وہ اس کے اوپر دو سرے سے بنے ہوئے تھے آپ نے اسے
 دیکھ کر روں سمیت اٹھایا۔ یہ دیکھ کر وہانی غشی کا کہ پڑا جب۔ ویش میں آیا تو امیر المؤمنین حضرت
 علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ دیکھتی پندہ ہوں اس وقت کا نتیجہ ہے

عجیب ترین چٹائی یا بڑا فلندری سند روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے ہمارے
 ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر صبح حریف متا بہر ہو کر فرمایا۔ اس کے بعد کہ آج اسے بھائی سلمان کے بارے میں اللہ
 تعالیٰ تمہارے اجر کو زیادہ کرے۔ حضرت امیر عبد السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پر یہ باندھا۔ اور آپ
 کی حیا و زہدیت کی۔ عصا ہو کر تلوار ہاتھ میں لی۔ اور غرضیا اونٹنی پر سوار ہوئے۔ فہرست فرمایا۔ دس ہفت گنو۔
 قبر کا بیان ہے میں نے دس تک گنا۔ پس ہم سلمان کے دروازے پر (دراٹن ہیں) موجود تھے۔

مذاوان کا بیان ہے کہ جب سلمان کی موت و وصیت قریب آیا تو میں نے با آپ کو غسل لوں دے
 گا سلمان نے کہا۔ مجھے غسل وہ شخص دے گا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا ہے۔ میں نے با۔ فہرست
 میں ہوا۔ اور وہ مدینہ میں موجود ہیں۔ (ربہ یکے ہو سکتے ہیں)۔ کے مذاوان جب میرے مرنے کے بعد
 میری ڈاڑھی کو باندھ دو گے۔ تو اس وقت ایک آواز سنو گے۔ میں نے آپ کی ڈاڑھی کو باندھ دیا۔ تو ایک آواز
 سنی۔ دروازے پر پہنچا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام دروازے پر موجود تھے۔ آپ نے فرمایا اسے مذاوان
 ابو عبد اللہ سلمان انتقال کیے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اے میرے آقا ایسا ہی ہوا ہے۔ حضرت ابو عبد اللہ شریف

لیکھا کہ ثابت
 کنوینس میں
 صوم کا پتھر
 لگایا۔ اور
 ہزار ہا لوگوں
 سے کنوینس کے
 انہوں نے
 کے بارے
 لکھتے تھے وہ
 بعد ان کے
 اس کے
 ہر ہاتھ میں
 لکھتے تھے
 اس وقت کہ
 ہر ہاتھ میں
 اور
 دی۔ اس
 اللہ عزوجل
 ہر ہاتھ سے
 علاج رکھتا
 پھر کے کی

لائے۔ اور سلمان کے چہرے سے چادر کو ہٹایا۔ امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھ کر سلمان نفس پر سے حضرت امیر
 علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! تمہیں خوش آمدید ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو تو آپ سے
 کہنا کہ آپ کے بھائی نے آپ کی قوم سے کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں آپ نے تجھ پر مومنین کا کام شروع کیا
 آپ پر نماز جنازہ پڑھ لی۔ ہم امیر المومنین علیہ السلام کی زور زور سے تکبیریں کہتے رہے تھے میں نے حضرت
 کے ساتھ دو آدمیوں کو دیکھا: سوال کرتے ہو آپ نے کہا: ایک میرے بھائی جعفر تھے اور دوسرے
 حضرت علیہما السلام تھے اور ان کے ساتھ الگ الگ ستر ستر نزار فرشتوں کی صفیں تھیں۔ برابر ایک صف میں
 ایک ایک ہزار فرشتے موجود تھے؟

فصل ۱۲

جموںات کا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا

ابن و صہبان اور قتاک روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جنگل سے گزر رہے تھے، راستے میں شیر
 میٹھا ہوا تھا، اس کے پیچھے اس کے پیچھے تھے یہیں نے اپنے گھوڑے کو واپس بولنے کے لئے موڑا
 امیر علیہ السلام نے فرمایا کہاں جاتے ہو، اسے جویرہ بن سہر اسے بڑھو۔ یہ شیر قوال اللہ کا ایک کتا ہے۔ پھر فرمایا
 دعائی دابتہ الاھواخذ بنا حیث یتھ۔ شیر حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں آیا، اور زمین پر روم مارتا تھا
 اور کہا: السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسے اللہ کے رسول کے چچا کے بیٹے، آپ نے کہا و
 علیک یا ابی الخارث۔ تم پر سلام ہوا اے ابوالخارث! تمہاری بیعت کیا چیز ہے عرض کیا سبحان من ابسنی
 المہابة ذذت فی قلوب عبادہ منی المخافۃ پک ہے وہ ذات جس نے مجھے رب کا لباس پہنایا
 لہ اپنے بندوں کے دلوں میں میرا خوف ڈال دیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین جویرہ بن سہر سے فرمایا کہ غریب راستے
 میں تجھے ایک شیر ملے گا، عرض کیا اس کی کیا تدبیر کروں؟ فرمایا اس سے میرا سلام کہنا، اور اسے اس بات سے
 آگاہ کرنا کہ میں نے تجھے اس سے امان دے دی ہے پختہ وہ راستے میں جا رہے تھے کہ شیر اس کی طرف
 بڑھ رہا تھا اسے ابوالخارث امیر المومنین علیہ السلام نے سمجھ سکتے ہیں، اور آپ نے مجھے تجھ سے امان دی ہے

دو پانچ ونعہ مجہد کے اس بات کو پکا کیا تھا۔ مفضل نے یہی اس بات کو ذکر کیا ہے۔ شیبانی ابن جویرہ سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے ایک شیر کو مجہد کرتے ہوئے اور سر سے نئی اڑاتے ہوئے دیکھا۔ اس نے جویرہ سے کوئی بات بیان کی۔ اس نے اس باسے میں امیر المومنین سے پوچھا۔ فرمایا: وہ اسی کی شکایت کرتا تھا، اور مجھے دعا دیتا تھا۔ اور کہتا تھا خدا ہم میں سے کسی کو آپ کے دوستوں پر مسلط نہ کرے۔

عمرون حمزہ غنوی فضائل کو غفر میں بیان کرتے ہیں کہ ایک روز امیر المومنین جامع کوفہ کے محراب میں فرمود قف۔ ایک شخص کھڑا ہوا مسجد کے سخن کی طرف وضو کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں اسے سانپ بلا جواز سے کاٹنا چاہتا تھا۔ وہیں سے بھاگ کر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو راستے کے تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ امیر المومنین علیہ السلام کھڑے ہو کر چل پڑے جس بل میں سانپ رہتا تھا۔ اس کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ تلوار کوبل میں داخل کر دیا۔ فرمایا: مگر تو موتے کے عصا کی مانند ایک مجرہ ہے تو سانپ کو باہر نکال۔ ایک لمحہ کے اندر اس صورت میں تلوار باہر نکلی کہ سانپ اس میں لپٹا ہوا تھا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے عراقی کی طرف ہٹا کر فرمایا کہ جب تو میرے ہاں سے اٹھ کر روانہ ہوا تو تیرا خیال تھا کہ میں چار آدمیوں میں سے چوتھا آدمی ہوں۔ عرض کیا ہاں یہ بات درست ہے پھر اس نے اپنے سر پر ہمارا پنچہ مارا۔ اور مسلمان ہو گیا۔

الامتحان میں عماد بن یاسر اور جابر انصاری سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ ایک صحرا میں جا رہا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام راستے میں مڑ کر چہنے لگے میں بھی آپ کے پیچھے ہو گیا۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ پھر اتنے مسکرائے کہ ہمیں پر سے اڑ گیا اسے پرندے کیا کہتا ہیں نے عرض کیا یہ نہ کہہاں ہے۔ فرمایا ہوا میں موجود ہے۔ تم چاہتے ہو کہ اس کو دیکھو۔ اور اس کے کلام کو سناؤ؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں میرے آقا! حضرت امیر علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا۔ اور کوئی دعا مانگی۔ جو ابستہ آہستہ تھی۔ فوراً پرندہ زمین پر آیا۔ امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھ پر گرا۔ اپنی پشت سے حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھ کو مس کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کے حکم سے بولو۔ اللہ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اللہ عز و جل نے پرندے کو صاف عربی زبان میں گویا کیا۔ اس نے کہا السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا اس صحرا میں جہاں نہ پلوہ ہے ہیں اور نہ ہی پانی ہے خوراک کہاں سے کھاتے ہو؟ عرض کیا اسے آقا۔ جب بھوکا ہوتا ہوں۔ آپ اہل بیت حضرت علی کی ولایت کا

حضرت امیر
پیت
میں شروع کیا
حضرت
میں سے
تائیں

امیر
اور
ریا
مقا
و
نی
نایا

ذکر کرتے ہیں۔ اور تیسرے جہان میں۔ جس میں یہاں سب سے زیادہ توحید کے حضرات کے دشمنوں سے بیزاری کرتا ہوں
یہاں تک کہ یہاں۔ آج کے دن۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ میں بیکار ہوئے۔

یہ تو ایسا ہی ہو گیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہاں سے۔ علمان منطوق اللہ تعالیٰ

محبوب و محبوب اور وہی رسول معجزات اللہ تعالیٰ میں برابر بن کر رہتے ہیں۔ کہ یہاں وہی ہے
سب سے آسان میں بطور کی باتوں کی نظر کرنے کے اور ہر طرف کی جہاں میں سب سے زیادہ جتنی کی باتوں
ہمہ گیر تھے۔ یہاں وہی ہے سب سے زیادہ۔ یہاں سب سے زیادہ آپ لوگوں پر سلام کرتی ہیں۔ ان لوگوں نے
کنکھینوں سے یہ میگوئیوں میں سرخ کر دیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا اس کے غمناک ہو کر ہی بلند آواز سے
آواز دے۔ اس کے بعد وہاں امیر المؤمنین سب سے آسان میں کے پاک اور انہی رسول کے لئے یہاں نہیں بدلتے ہیں
تقریباً یہاں بلند آواز سے پکاریں۔ فرما دیکھو پرندہ و فرما دیکھو آگیا۔ آپ نے فرمایا۔ اب سب کو کہو
کہ تپتے آئیں۔ اس نے آواز دی۔ میں نے دیکھا کہ بطور کے لئے اپنے سینے پر ہر طرف کی طرف سے کھڑے ہیں۔
میں نے کوئی کئے ہیں تمام کی تمام جمع ہو گئیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایک نہایت طبع خیر اور
فرمایا جس میں ایک سب سے زیادہ ستمناں فرمائی جس کو ہم نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن وہ تیس حضرات میر
نبیہ سلام ان گناہوں کو تپتی تھیں۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ عز و جل کے اذن سے بولو۔ وہ
صاف عربی زبان میں بولنے لگ گئیں۔ اسلام علیکم یا امیر المؤمنین و خلیفہ رب العالمین یہ ایسا ہے
جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ عجیبان، دلی معہ واسطیہ

علاء الشریعہ میں علی بن حاتم ترمذی: سند و خوب انکس سے وہاں امیر بن علی بن ابی طالب سے روایت
کرتے ہیں کہ ایک۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام باہر تشریف لے گئے۔ اور ویرانہ ترقیم فرمایا
اور کہائے حفاظت ایک عجیب تھے باہر نکالا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم لوں ہو اس سے عرض کیا میں
بنو اسرائیل کی امر سے کالیس فروموں تاسیہ حضرت بنی ولایت ہم پیش کی تھی۔ ہم نے اسے روایا تھا۔ ہماری
قوم ہمیں کی صورت میں مسخ کر دی گئی۔

معجزات روضہ اور ولایت ابن خلدون میں ابو اسحاق صیقلی اور حارث بن خور سے روایت ہے۔ ہم نے
ایک شیخ کو روئے ہوئے دیکھا۔ ہر وہ کہہ رہا تھا کہ میں سو دو سو کے پاس گیا۔ مگر انصاف کو صرف ایک
لحم دیکھا۔ اس سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ گامیرا ہم جبر تیسرے تھے۔ میں یہودی المذنب تھا۔ کہ تا فروخت

سے بیزاری کرتا ہوں

میرا مین علیہ

حقیقت کی آوازیں

نہایت سے

بہت دور سے

میں جاتے ہیں

بہت سب کو کہو

یہ کا دیش ہے

خبر رشتہ

حضرت امیر

سے بولو وہ

یہ ایسا ہے

سب سے روش

پہر قیام فرمایا

میں کیا میں

دیا تھا ہمارا

میں نے

سرف ایک

منا فروخت

کرتا تھا ایک دن میرا گھر کو فو کی طرف ہوا۔ جب میں مسجد کے قریب کے پاس پہنچا۔ تو میں نے جہاں کوٹم پایا۔ میں منہ میں اشتر کے پاس گیا اس نے میرا رخ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی طرف کر دیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے مجھے پکار کر فرمایا۔ اسے بھائی رہو! ہمارے پاس علم ہلایا اور منہ دیا اور علم مکان اور یا کون موجود ہے۔ میں تمہیں نگاہ کروں یا تم مجھے نگاہ کرو گے۔ کہ تم کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ہی آگاہ فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ قبۃ مسجد میں تیرا مال ایک تین لکھا ہے۔ سب تو کیا پتا ہے عرض کیا کہ اگلی آپ احسان فرمائیں۔ تو میں آپ پر بیان سے آؤں گا۔ حضرت امیر علیہ السلام میرے ساتھ چل پڑے۔ قبۃ کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ اور دعا مانگی۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لا یتصلح من صلاتہ تنصر ان فرمایا اے عبد اللہ یہ بدترین ہے۔ خدا کی قسم اسے گروہ جنت اس بات پر میری بیعت نہیں کی تھی۔ اور نہ ہی ایسا معاہدہ کیا تھا۔ راوی پر بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ال قبۃ سے باہر نکل رہا ہے میں نے کہا تہم ان لا الہ الا اللہ و شہد ان محمد رسول اللہ و شہد ان علیا ولی اللہ انیسویں نے کہ جب میں اس کو قریب آیا ہوں۔ تو آپ کو مقتول پایا ہے یہودی دینہ گاہ بنے والا تھا۔

حضرت محمد بن حنفیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے منہ سے ایک کواٹے گیا تھا آپ نے نماز کے لئے وضو کرنے کی خاطر انھیں ترا تھا۔ ان میں ایک سیاہ و سائب گھس گیا تھا۔ اور کواٹے انھیں اٹھا کر نصایں سے گیا تھا۔ پھر انھیں پتھریک پہنایا۔ اور ان کے اندر سے ایک سیاہ و سائب نکلا تھا۔ اللہ عزوجل نے آپ کو اس طرح سے پہنایا تھا۔

انہی نے کہا کہ راستی نے بیان کیا۔ سید حمیری کناس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اور اعلان کیا کہ کوئی شخص علی بن ابی طالب علیہ السلام کی کوئی ایسی فضیلت میرے پاس لائے جسکے بارے میں میں نے شعر نہ کہا ہو تو میں اس کو پتایہ گھوڑا دے دوں گا۔ لوگ بہت سی باتیں کہتے تھے۔ اور آپ اس کے بارے میں اپنے اشعار بیان کرتے باتیں تھے۔ اسی میں ایک شخص نے یہ شعر بیان کیا کہ بر عسل ماروا شہداء امیر المؤمنین علیہ السلام نماز کی طہارت سے شریف لائے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے منہ سے اتنا کہا کہ میں ایک سیاہ و سائب گھس گیا جب انھیں پہنایا۔ تو انھیں ایک کواٹے کا لایا۔ پھر میں نے اپنے منہ سے دھینکا کہ میں سے ایک سیاہ و سائب نکلا۔ یہ واقعہ سید حمیری کے حسب و عہد اپنا گھر اس شخص کے منہ سے دیا

اور پھر اس واقعہ کے بارے میں اشعار نظم کئے۔

کتاب صوائف الجہن میں محمد بن الحنفیہ بن عبد اللہ بن عمارت سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے مسلمان نارسی نے ایک حدیث بتائی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایک بارش ولسے دن موجود تھے ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ تھے ایک سفیدی آواز آئی اسامہ علیہ السلام نے آپ کے سلام کا جواب دیا آپ نے فرمایا تم کون ہو؟

عائشہ — میرا نام عرفطہ بن شراح ہے میں بنو نخل سے تعلق رکھتا ہوں۔

رسول اللہ — اللہ تعالیٰ تیری صورت میں رحمت نازل فرمائیے۔ ہمارے پاس ظاہر ہو کر آئیے۔

عائشہ — وہ شخص ظاہر ہو گیا جو ایک شیخ کی صورت میں تھا جس پر گھنے بال تھے جس کا چہرہ موٹے بالوں سے چھپا ہوا تھا۔ ان میں اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا اس کی دونوں آنکھیں حیلہ شکا ذہنیں اس کا منہ اس کے سینے میں تھا جس میں دانت تھے جو بظاہر بہت لمبے تھے اس کے داخل جھکی درندہ کی طرح تھے۔

شیخ — اے اللہ کہنی میرے ساتھ اپنی قوم کے کسی شخص کو روانہ فرمائیے جو میری قوم کو اسلام کی دعوت دے میں اسے صحیح مسلمانہ واپس بھیج دوں گا۔

رسول اللہ — اصحاب سے مخاطب ہو کر تم میں سے کون شخص میری طرف سے جا کر قوم جنات کو تبلیغ کرے میں اس کے لئے جنت کا نام من ہوں۔ (یہ سن کر کوئی نہ اٹھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے مرتبہ فرمایا جب تک یہی مرتبہ نہ آئے تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا)

حضرت علی — یا رسول اللہ! اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں۔

رسول اللہ — بن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، اسی بات میرے پاس آ جانا میں تیرے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو میرے ساتھ ہے فیصلہ دار میری زبان سے بولے گا۔ اور میری طرف سے قوم جنات کو تبلیغ کرے گا۔

داؤد کا بیان ہے یہ سن کر عیسیٰ علیہ السلام نے رات کے وقت پھر جہنم ہوا ایک اونٹ پر سوار تھا۔ خود یہ ایسا بیٹھا ہوا تھا جو بکری معلوم ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ دوسرا اونٹ بھی تھا جو گھوڑے جتن بند تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اس پر سوار کر دیا۔ مسلمان کا بیان ہے کہ انھیں امیر علیہ السلام کے پیچھے

سوار کروایا۔ اور میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ فرمایا اس وقت تک آنکھیں نہ کھولنا۔ جب تک علی کو اذان دیتے نہ سنا۔ جو کچھ دیکھو اس سے ڈرنا نہیں۔ تم امن میں رہو گے۔ اونٹ چل پڑا۔ اس کے چلنے کی آواز ایسے پیدا ہوتی تھی جس طرح شتر مرغ کے چلنے کی آواز ہوتی ہے۔ اس دوران میں حضرت علی علیہ السلام قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ ہم تمام رات چلتے رہے صبح کے وقت حضرت علی علیہ السلام نے اذان دی۔ اور اونٹ کو بٹھا دیا۔ فرمایا اے سلمان! اتر جاؤ۔ میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اور اتر پڑا۔ میں زمین پر موجود تھا۔ حضرت نے اقامت کہی۔ اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی میں رگتا مچن کی آواز سنتا رہا۔ آخر کار ایک شخص نے مجھ پر سلام کیا۔ میں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا۔ مخلوق کا ایک انبویا عظیم تھا۔ جو میرے اوپر عزا اپنے رب کی تسبیح میں مصروف تھا۔ سوچا کھل آیا حضرت امیر علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں ان لوگوں سے خطاب کیا۔ ان میں جو جنات منکرت تھیں۔ انہوں نے حضرت امیر علیہ السلام کے فرمان کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ حق کو جھٹلاتے ہو۔ قرآن سے روکتے ہو۔ اللہ کے آیات کا انکار کرتے ہو۔ سپر آسمان کی طرف سر ہند کر کے فریاد۔ اے معبود کلمہ غلطی۔ اسماء حسنیٰ عزائم بکری حتی قیوم مردوں کو زندہ کرنے والے اور زندوں کو مارنے والے اور زمین و آسمان کے رب کا واسطہ اے جنات کی نگہبانی کرنے والے اور شیطان کی تاک میں رہنے والے۔ وہ آگ نازل کر جو نہ بجھے۔ شباب ثاقب اور جلانے والے شعلے اور قتل کرنے والے تانیا۔ کبھی طواغیت۔ حوامیم۔ بین نون و انقلم و مایسٹرون۔ فریاد و النجہ اذ ابوتی۔ والطور و کتاب مسطور فی رق منشور۔ والبیات معمور۔ اور اقسام غنم۔ اور مواتع نجوم جو منکبرین منکین پر پڑتے ہیں جو رب العالمین کے آثار کے منکریں۔ ان کا واسطہ ان پر نازل کر۔

سلمان کا بیان ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ میرے بیٹے سے زمین نکل رہی ہے۔ میں نے فضا میں شور غل مٹا پھر آسمان سے آگ برسی۔ جن جنات نے اس آگ کو دیکھا۔ کچھ جل کر ختم ہو گئے۔ اور کچھ غش کھ کر منہ کے بل گر پڑے۔ اور میں بھی اپنے منہ کے بل گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو کیا دیکھا ہوں۔ کہ دھوئیں کا ایک بادل آسمان کی طرف اٹھ رہا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ سروں کو اٹھ لو۔ اللہ عزوجل نے شیطانوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اپنا نبطہ شروع کر دیا۔ اے گردِ جن۔ شیاطین غیبلان بنو شمراخ۔ اکل نخاج ساکنین اجاح اور مال اور قفار اور تمام شہروں کے شیطانو! یہ بات جان لو کہ زمین

سے روایت کرتے
م کے ساتھ ایک
اسلام علیک

ایسے۔

چہرہ موٹے بالوں
تہ قہیں۔ اس کا
حق جگہی درندہ

کی دعوت دے

کو تبلیغ کرے
دوسری مرتبہ

ایک ایسا آدمی
بات کو تبلیغ

پر سوز تھا۔

سے جنت ہند

م کے پیچھے

عدل و انصاف سے اس قدر بھروی جائے گی۔ جس قدر وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ پس یہ بات حق ہے
 نہیں کہ جسے حق سنا بعد مگر مزہ ہی۔ تم کہاں بھاگتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم اللہ عزوجل پر وہ اس کے رسول پر اور
 رسول کے رسول پر ایمان لائے۔ جب تم میری باتیں داخل ہوئے۔ تو نبی صلعم نے فرمایا کیا ہوا۔ تو حضرت علی علیہ السلام
 نے تمام قصہ بیان کیا۔

ابو منصور اور اصفہانی اپنے اسناد سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں حضرت
 علی علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ میں نے شاہدوں کے ہونٹوں کو معہ سوار اور ہتھیار کے دیکھا کہ اس نے تمام چیز کو
 پیچھے چھوڑ دیا۔ جو غلوں کو غبور کرتا ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے منہ میں رسول کو نصرت
 میرے لیے اس کے ہمد اور کندھوں کے اعلان رکھ کر حرکت دینے لگا۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہ دیکھ کر فرمایا۔
 خدا کی قسم یہ میرے اور رسول اللہ کے درمیان ایک علامت ہے۔ اس دن لوگوں نے جرات کی اور سخت
 جنگ چھڑ گئی۔

ابو الکرخ کاوش بخبری اپنے اسناد سے بیان کرتا ہے کہ اور بائیان کے علاوہ کے پاس آدمی کا
 ہونٹ تھا۔ جو اپنے ایک سکی اطاعت نہیں کرتا تھا۔ وہ شخص میرا مومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت
 میں شکایت کے کرتا ہوا۔ میرے ساتھ میرے فرمایا۔ جب تم اس بندہ پر وہ جوں اٹھ ہو ہوئے
 نور یہ دن پرستا، اللہ صلاتی اتوجه، بی بی بی بی بی الرحمن لایع و اهل بیتہ الذین
 اخبرتهم علی علم علی۔ بعد اذین اللہم لذلی صعبو ہتھا و حذر اہارا کفنی شرھا
 فانک اذکافی المعافی والغالب الظاہر۔

وہ شخص چھوڑ گیا۔ جب دوبارہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس سے
 پاس اونٹ کی تمام قیمت موجود تھی جس کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لایا تھا۔ امیر المومنین
 نے اس سے فرمایا۔ جو یہ تم اونٹ کے پاس گئے تھے۔ تو وہ تمہارے پاس مطیع اور فرمانبردار ہو کر آیا تھا۔ تم
 نے اس کی پیشانی کو کچر دیا تھا۔ حضرت امیر المومنین نے ایک ایک بات جو اونٹ کے پیش
 آتی تھی۔ گنوا دی۔ اس نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے سچ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے
 ساتھ تھے۔ براہ کرم جو کچھ میں لایا ہوں اسے قبول فرما لیجئے۔ فرمایا۔ با بصیرت ہو کر چلے جاؤ۔ اللہ عزوجل تمہارے
 مال میں برکت دے۔

عماد کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو عمان کے شہر میں جندی بن کر کے سے بڑے کے لئے روانہ کیا۔ دونوں کے درمیان سخت اور تکلیف دہ جنگ چھڑ گئی۔ جندی نے ایک عمامہ کو طلب کیا جس کا نام کنڈی تھا اسے کہا اگر تم سیاہ عمامے اور شہباز بھارے شخص کے پاس چلے جاؤ۔ اور اسے بتا دو۔ اور اسے دست کے ساتھ زمین پر گر دو۔ تو میں تمہاری شادی اپنی سہیلی کے ساتھ دوں گا جس کی شادی میں نے بادشاہوں کے رکوں کے ساتھ نہیں کی۔ کنڈی سفید ہاتھی پر سوار ہوا۔ جندی کے پاس تیس ہاتھی تھے۔ ان ہتھیاروں اور لشکر کے ساتھ میرا مومنین علیہ السلام پر حملہ کر دیا۔ جب میرا مومنین علیہ السلام نے جندی کو دیکھا تو اپنے بھائی پر گزرتے اپنے ہاتھوں سے پکڑا لیا۔ تمام جنگیں ختم ہو گئیں۔ چمک اٹھا۔ پھر اپنے سر پر ہو گئے۔ ہتھیاروں کے قریب جا کر آپ کے کچھ ایسا لہام اڑا دیا جس کو نشانہ سمجھ گئے۔ چھاب ۲۹ ہتھیاروں نے سر دیا اور مشرکین پر حملہ کر دیا۔ ان کے درمیان وہیں رہیں اور تے تھے۔ آخر کار لشکر کو عمان کے دروازے پہنچا دیا۔ تمام ہاتھی واپس میرا مومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ایسی گفتگو کی جس کو تمام لوگوں نے سنا۔ اسے علی بن تمام کے تمام حضرت محمد کو جانتے ہیں۔ اور حضرت محمد کے رب پر ایمان رکھتے ہیں۔ گریہ سفید ہاتھی پر محمد و آل محمد کی معرفت نہیں رکھتا۔ میرا مومنین حضرت علی بن ابی طالب نے ایک سخت کرک بننے کی۔ جیسے کہ غصہ و ناراضگی کے وقت کرک کرتے تھے۔ ہاتھی کا ہنسنے لگا۔ وہ بچھڑ گیا۔ میرا مومنین نے اس کو ذوالفقار کی ایک ضرب لگائی۔ اس کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ ہاتھی بڑے پاؤں کی طرح زمین پر گر کر پڑا۔ کنڈی کو اس کی پشت سے پکڑ لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے شیعیانہ جید و رؤس کو گاہ کیا کہ انہیں پر تشریف سے جیسے اور بوجھن سے بندہ آواز سے فرمائیے۔ اسے مجھے بخش دیجئے۔ یہ آپ کے قیدی ہیں جناب علی علیہ السلام نے انہی کو چھوڑ دیا۔

کنڈی۔ اسے ابو الحسن آپ نے مجھے کیوں چھوڑ دیا

حضرت امیر۔ "افسوس ہے" نظر اٹھا کر تو دیکھو۔

کنڈی۔ نظر اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اللہ عزوجل اس کی آنکھوں کے درمیان سے پردے کو ہٹا دیتا ہے۔ تو

اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آپ کے، صبح کو مدینہ کی دیوار پر کھڑے ہوئے دیکھتا ہے۔ عرض کرتا

ہے۔ اسے ابو الحسن یہ کون شخص ہے؟

یہ بات حق ہے۔

کے ذمہ پر اور

حضرت علی علیہ السلام

میں حضرت

کے تمام چیز کو

میں کو حضرت

دیکھ کر فرمایا۔

کی اور سخت

سب آدمی کا

اللہ خدمت

میں ہوئے ہیں

یہ الذی

شرھا

اس کے

امیر المومنین

یا فتا۔ تم

اولے کو پیش

بیرے

عزوجل تمہارے

حضرت امامؑ۔۔۔ یہ ہمارے آثار رسول اللہ صلعم ہیں
 کندی۔۔۔ ہمارے اور آپؐ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟
 حضرت امامؑ۔ چالیس دن کی راہ

کندی۔۔۔ اسے بواحسن۔ آپ کا رب رب عظیم ہے اور آپ کا نبی نبی اکیم ہے۔ اپنا دوست اقدس کے ہونے
 میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور محمد اللہ کے رسولؐ ہیں
 حضرت علی علیہ السلام نے جندی کو قتل کر دیا۔ اور بے شمار مخلوق سمندریں ڈوب کر مر گئی۔ اور کافی تعداد
 میں لوگ قتل کر دیئے گئے اور جو باقی بچے وہ مسلمان ہو گئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے قتل کندی کے پہرہ
 کیا۔ اور جندی کی مٹی سے اس کی شادی کی۔ کچھ مسلمانوں کو وہاں اس لئے چھوڑ دیا تاکہ وہ انھیں فرانس
 کی تعلیم دیں۔

حضرت امیر علیہ السلام نے واوی عقیق میں قوم جنات سے بیعت لی۔ انھوں نے عرض کیا اے امیر
 المومنین! سورج ہمارے بچوں کو تکلیف دیتا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے سورج کو پٹنے کا حکم دیا۔ وہ
 پٹ کر آگیا۔ آپؑ نے اس سے عہد و پیمان لیا۔ کہ وہ اولاد مومنین کو کوئی تکلیف نہ دے۔ خواہ وہ انسان
 ہوں۔ خواہ جن۔

تفسیر، حسن عباسی علیہ السلام میں تحریر ہے کہ یہودیوں نے حضرت علی علیہ السلام سے رسول اللہ صلعم
 کی نبوت کے بارے میں منظر کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہودیوں کے اونٹ کو پکارا۔ اسے یہودیوں
 کے اونٹ اور کپڑے محمد صلعم اور اس کے وصی کی گواہی دو۔ یہودیوں کے اونٹ اور کپڑے بول گئے۔
 اے علی! آپؑ نے سچ فرمایا۔ محمد اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اور آپ اس کے برحق وصی ہیں۔ بعض یہودی مومن
 ہو گئے۔ اور کچھ ذلیل و خوار ہو گئے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَیْسَ بِہِ ہُدٰی
 لِلْمُتَّقِیْنَ کِتَابٌ سِوَا ذِہِ الْبُکْرِ شِیرَازِیْ

ابو بکر شیرازی نزول القرآن فی شان علیؑ میں بالاسناد و متواتر سے وہ محمد بن حنفیہ سے وہ امیر المومنینؑ
 سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ انا عرضنا الامامة للہ تعالیٰ نے میری امانت سات
 آسمانوں اور زمینوں پر ثواب اور عذاب کے ساتھ پیش کی تھی۔ آسمانوں اور زمینوں نے عرض کیا۔ ثواب اور
 عذاب کے ساتھ نہیں۔ بلکہ بلا ثواب اور بلا عذاب یہ بوجہ ہم پر لاؤ۔ اللہ عزوجل نے میری امانت تمام پرندوں

پریش کی سب سے پہلے میری امانت پر ایمان لانے والے سفید باز اور سفید قنبر سے ہیں۔ سب سے پہلے انکار کرنے والے اٹھ اور عشاق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر لعنت کرے۔ اُلو دن کو ظاہر نہیں ہوتا۔ غنقا سمندروں میں ایسا غائب ہوا کہ کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے میری امانت کو زمینوں پر پیش کیا۔ بعض زمینیں میری ولایت پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں پاکیزہ بنایا۔ اور ان کے پود سے اور پھلوں کو میٹھا اور شیرین قرار دیا۔ اور کچھ حصے زمین نے میری اطاعت کے بارے میں جھگڑا کیا۔ اور میری ولایت کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شوریہ قرار دیا۔ اور اس کے پودوں کو کڑوا اور اندر ان قرار دیا۔ اور ان کے پھلوں کو عسج اور حنظل بنایا۔ اور ان کے پانی کو سخت کھارہ بنایا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ وحمدھا الانسان یعنی اس امانت کو انسان نے اٹھ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا، اے محمد! آپ کی امانت نے ولایت اور امانت امیر المومنین کو مع ثواب و عذاب اٹھ لیا ہے یہ انسان اپنی ذات کے لئے طے ہے اور اگر میں جاہل ہے اور امانت اور ولایت کے حق کو پوری طرح ادا نہ کرے گا۔ اور وہ ظلم اور غشوم ہوگا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: مجھ کو مومن دوست رکھنے کا اور منافق و کافر میرے ساتھ بغض رکھنے کا۔

صحابہ باذری میں ابو سعید نے کہا: میں اور سلمان رندہ میں ابوذر کے پاس گئے۔ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: غزیر میرے بعد ایک فتنہ برپا ہوگا۔ جو شخص تم میں اس فتنے کے وقت موجود ہو۔ اسے کتاب خدا اور علی بن ابی طالب کا ساتھ دینا چاہیے۔ کیوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ علی بن ابی طالب سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے۔ اور سب سے پہلے قیامت کے روز میرے ساتھ مصافحہ کریں گے۔ وہ یعسوب الامین ہیں۔ نبی صمد نے فرمایا: اے علی! تم یعسوب الامین ہو اور مال یعسوب الظالمین ہے۔

بشارت کے کہ: النخل معبود ہے، اے معاویہ نخل سے مروہ بنو ہاشم میں بیخروج من بطونہا شراب مختلف الوانہ فیہ شفا للناس یعنی بنو ہاشم سے علم ظاہر ہوتا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: کہ نبی صمد نے فرمایا: علی امیر النخل میں ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صمد نے علی کو بنو فہل کے قلعہ کی طرف روانہ کیا۔ انھوں نے جنگ کی ان کے ہتھیار ختم ہو گئے۔ شہد کی لکھیوں کو پھوڑ دیا۔ اس بات سے آنحضرت کا شک مجبور ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام

است اقدس اگے بڑھائے

اللہ کے رسول ہیں

مرگئی۔ اور کافی تعداد

کندی کے سپرد

انھیں فرات

عرض کیا اے امیر

کا حکم دیا۔ وہ

خواہ وہ انسان

سے رسول اللہ صمد

اسے یہودیوں

بول گئے۔

یہودی مومن

یہ ہدی

وہ امیر المومنین

میری امانت سات

یا ثواب اور

انت تمام پندو

ابن عباس نے طوق کیشہ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ سورق عرف حرب ذیل حضرت کی خاطر رہی
 لونا تھا۔ (۱) حضرت سیمن (۲) یوشع وصی موسیٰ نے (۳) علی بن ابی طالب علیہ السلام وصی محمد صلوٰۃ اللہ
 علیہ وسلم بھیجیں۔

محمد بن مسلم ابو جعفر علیہ السلام اور جابر سے روایت کرتے ہیں کہ سورج نے حضرت علی علیہ السلام سے سات
 مرتبہ مل کر کیا چہی مرتبہ یا امام المسلمین اثنی عشری ای رب ان لا یصلیٰ بنی مسلمانوں کے امام اللہ
 کے ہاں میری سفارش فرمائیے کہ وہ مجھے عذاب نہ دے۔ دوسری مرتبہ کہا: اصر فی احرق مہضیدہ ذی
 اعرفہم بیدارہم مجھے خبر دیجئے میں آپ کے دشمنوں کو جلا دوں۔ میں ان کو ان کی پٹائیوں سے جانتا ہوں۔
 تیسری مرتبہ بابل میں آپ سے اس وقت گفتگو کی جب آپ سے نمازِ عصر فوت ہو گئی تھی۔ حضرت امیر المومنین
 علیہ السلام نے سورج سے فرمایا: اپنی جگہ سے پٹ کر آجا۔ سورج نے بیگ نہ کر جواب دیا تھا اور پٹ کر آیا
 تھا، چوتھی مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: یا یتھا الشمس ہل تعرفین حدیثہ؟ اے سورج
 تو نے میرا کوئی کتاہ نہ بھٹ سہے؟ سورج نے جواب دیا: وعن قابلی یوحیٰ علی اللہ الخلق مشعلت لم یخلق
 النار میرے رب کی عورت کی قسم اگر اللہ تعالیٰ آپ کی مانند مخلوق کو پھر کرتا تو دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ پانچویں مرتبہ
 حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں قرآن سے بارہ سے پہلے اختلاف ہو گیا تھا۔ لوگوں سے حضرت علی علیہ السلام
 کی مخالفت کی گئی اور کھلم کھلا سورج نے حضرت امیر علیہ السلام سے کہا کہ کیا تھا۔ سورج نے ہاتھ جھکی۔ حق تعالیٰ
 علیہ السلام کے لئے ہے حق اس کے ہاتھ میں ہے اور حق آپ کے ساتھ ہے قریش اور جو لوگ موجود تھے۔
 انہوں نے اس بات کو سنا تھا۔ چھٹی مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام نے سورج کو طلب کیا تھا ورنہ آپ
 حیات کا پانچویں مرتبہ میں سے کرنا مقرر ہوا تھا۔ اور آپ نے اس سے دھڑکیا تھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم
 کوئی ہونہ عرض کیا میں روشن سورج ہوں۔ ساتویں مرتبہ حضرت امیر مومنین کی وفات کے وقت سورج آپ
 کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو سلام کیا آپ نے سورج سے اور سورج نے آپ سے باتیں کیں۔
 وہ کھڑت اسنادی مادی کا بیان ہے کہ منفع ہو گیا۔ اور ہم ہوا میں رہنے لگے۔ یعنی معصم نے فرمایا: اے

حضرت امیر علیہ السلام کو جانی شدہ سورج کے ساتھ واقعہ میں مزید وضاحت ملے گی۔ اور یہ بات عیون السجرات میں ملے گی
 اور یہ کہ سورج نے حضرت امیر علیہ السلام سے کہا کہ میں نے تم کو پانچویں مرتبہ میں سے کرنا مقرر ہوا تھا۔ اور آپ نے اس سے دھڑکیا تھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم

علیؑ اٹھو۔ اپنی وہ کرامت دیکھو جو اللہ نے تمہیں عطا کی ہے جب کل سورج طلوع ار سے تو اس سے کلام
 کرو۔ حضرت علیؑ علیہ السلام قیام قرا ہوئے اور کہا السلام علیک ایھا العبد الذی فی ظمئتہ اللہ ربہ۔ سورج
 نے جواب دیا۔ وعلیک السلام یا خاتم النبیین اللہ ورسول اللہ علیہ وسلم۔ یہ سن کر حضرت علیؑ علیہ السلام ہرگز
 خداوندی میں سجدہ شکر میں گر پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار کر اٹھایا اور آپ کے چہرے
 اقدس سے مٹی صاف کی۔ اسے میرے حبیب اٹھو۔ تم نے اپنے رونے سے آسمان و ارض کو رونا دہا کیا۔
 اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے عشر اٹھائے۔ وہاں سے نحر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ میں ذات کا شکر
 ہے جس نے مجھے تمام انبیاء پر شہادت دی۔ اور سیدار و صیاد کی وصیت سے بیروا و تہا کی پھر یہ آیت
 تلاوت فرمائی ولہ اسلام من فی السماوات والارض من طوعا وکرہا۔

حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے زمانے میں ایک زلزلہ میں آگئے۔ حضرت ابو بکرؓ اور آپ کے کتب خانے
 حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر زلزلہ کی شکایت کرنے لگے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام ایک بلند جگہ پہنچے
 گئے وہاں مومنوں کو حرکت دی۔ اور زمین پر ہلکا مارا۔ پھر فرمایا۔ اسے زمین تجھے کیا ہو گیا ساکن ہو جا۔
 زمین ساکن ہو گئی۔ پھر فرمایا۔ میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اذ ارسلت
 الارض زلزلتھا میں وہ انسان ہوں جو زمین سے اس وقت کہوں گا۔ آج تجھے کیا ہو گیا ہے۔ زمین پہنچ
 حالات سے آگاہ کرے گی زمین تجھ سے حال بیان کرے گی۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امیر
 عبد اللہؑ نے فرمایا۔ اگر وہ زلزلہ ہے جس کو ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے تو وہ تجھے جو بڑے
 گا۔ لیکن مجھے وہ معلوم نہیں ہوتا۔

معبودین میں اور عبادت میں جو کسی روایت میں ہے۔ کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنے پاؤں سے
 زمین کو ٹھوکر لگائی اور وہ متحرک ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا ساکن ہو جا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی
 بومضیٰ تحدثت خبارھا۔

امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ابو ہریرہؓ نے اپنی بواہ سے ملنے کا اظہار کیا۔ حضرت امیر المومنین
 نے فرمایا۔ اٹھیں بند کرو۔ جب اس نے اٹھیں کھولیں تو اپنے آپ کو دینہ میں اپنے گھر میں موجود پایا جو اس
 قدر ہی دیر بیٹھا۔ پھر مکان کی چھت پر حضرت علیؑ کو تشریف فرما دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ آؤ واپس چلیں۔
 ابو ہریرہؓ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جب آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو کوفہ میں پایا۔ اس بات سے ابو ہریرہؓ

نے کی خاطر واپس
 اسی محمد صلوٰۃ اللہ

نے سلام سے سات
 نول کے امام اللہ
 یغنیہ فانی
 سے جانتا ہوں۔

زنت امیر المومنین
 ورنہ کراؤ

نہ؟ اسے سورج

سے یحییٰ

تا پانچویں مرتبہ

نہی علیہ السلام

نہ۔ حق علیؑ

موجود تھے۔

دروہ آب

وقت کما۔ تم

سورج پہ

لیں۔

خرایا۔ اسے

ات مہر

ات مہر

کو تعجب ہوا۔ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اگر اصف بن برخیا تخت کو جو وہابہ کی مسافت پر دور تھا۔
چلایا چمکنے کی دیر میں سلیمان علیہ السلام کے پاس نہ سکتا ہے۔ تو میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وحی ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق اپنے باپ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام ایک مقدمہ
کے فیصلہ کی خاطر دیوار کے نیچے بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا: امیر المؤمنین پر دیوار توڑنے والی ہے آپ نے
فرمایا: تم اپنا کام کرو۔ ہمیں اللہ کی نگہبانی کافی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے دونوں آدمیوں کے درمیان فیصلہ
کیا۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اس کے بعد دیوار گر پڑی۔

امیر علیہ السلام نے ایک منافق کو دیکھا۔ جو قرض کی وجہ سے ایک مومن کو پکڑے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا:
اے مہود! بحق محمد و آلہ الطاہرین اپنے اس بندے کا قرض چکا دے۔ پھر حکم دیا کہ ان پتھروں کو اٹھاؤ۔ وہ اس سے
ہاتھ میں سونابن گئے۔ اس نے اپنا قرض ادا کیا۔ اور ایک لاکھ درہم سے زیادہ سونا بچ گیا۔

ایک جماعت نے خالد بن ولید سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت علی علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا
کہ آپ اپنی زردہ کی کڑیاں اپنے ہاتھ سے جھڑ رہے ہیں۔ اور انھیں منسوب جہ پرفٹ کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یہ
کام تو داؤد علیہ السلام کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اسے خالد بن ہمدانی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لیجئے کہ وہ لوگوں کے لئے
نرم کیا۔ اور ہمارے سامنے کیوں کر نرم نہ ہو۔

صالح بن کیسان اور ابی روان جابر انصاری تک سلسلہ روایت بیان کرتے ہیں کہ عباس حضرت علی علیہ السلام
کی خدمت میں آئے۔ اور آپ سے میراث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالبہ کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا: مولیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چیز میراث
تواریثی ہیں۔ بخند۔ دلزل۔ ذوالفقار۔ زوہ۔ علامہ کتاب میں تم سے ان چیزوں کا زیادہ حق دار ہوں۔ تم وہ چیزیں طلب کر رہے ہو
جو جو تیری نہیں ہیں۔ عباس نے کہا میں ان چیزوں کو ضرور لوں گا۔ کیوں کریں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں۔ تمام
لوگوں کے مقابل میں میں ہی آپ کا ورثہ ہوں۔ امیر المؤمنین اللہ کھڑے ہوئے۔ آپ کے ساتھ لوگ بھی تھے۔ حضرت امیر
علیہ السلام مسجد میں تشریف لئے۔ آپ نے زردہ۔ عمامہ۔ تلوار اور بغلہ کے لانے کا حکم دیا۔ یہ تمام چیزیں والی گئیں
عباس سے فرمایا: اسے چچا اگر لیں گے کہ آپ میں اٹھنے کی طاقت ہے۔ تو یہ تمام کی تمام آپ کی ہیں انبیاء کی میراث
ان کے اوصیاء کا حق ہوتا ہے اور کسی فرد کا حق نہیں ہوتا۔ ان اولاد اوصیاء اس بات کی حق دار ہوتی ہے کہ آپ ان
کو لے لیں گے۔ تو پھر آپ کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہا ہاں یہ بات ٹھیک ہے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے زردہ اپنے ہاتھ
سے پہنائی۔ عمامہ اور تلوار کو اس پر ڈال دیا۔ اور فرمایا: اسے چچا۔ تلوار اور عمامہ کے ساتھ اٹھو۔ عباس نے اٹھ کے۔ آپ

نے تلوار کو لے لیا پھر فرمایا۔ وقت عمامہ کے ساتھ اٹھو۔ پھر بھی عباس نہ اٹھ سکے۔ یہ دیکھ کر لوگ حیران اور ششدر رہ گئے۔
پھر فرمایا۔ اسے چپا یہ بے بند جو دروازے کے پاس موجود ہے۔ یہ خاص طور پر میرے اور میری اولاد کے لئے مخصوص ہے
اگر آپ میں اس پر سوار ہونے کی قدرت ہے۔ تو سوار ہو لو۔ عباس باہر چلا گیا اس کے ساتھ میرا دشمن بھی تھا۔ اور اس
سے کہا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا علی نے مجھے دھوٹا دیا ہے۔ بغداد کے بارے میں اپنے آپ کو دھوکے میں نہ ڈالو۔
جب اپنا پاؤں رکاب میں ڈالو تو اللہ عزوجل کا نام لو۔ اور یہ آیت تلاوت کرو۔

ان الله يمسك السموات والارض ان تزولا

جابر انصاری کا بیان ہے کہ جب عثمان علی بن عبد السلام کو عباس کے ہمراہ آتے ہوئے دیکھا۔ تو کوہ اور ایسی آواز
بند کی جو ہم نے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ عباس غش کھا کر گہرے سو سو گ جمع ہو گئے۔ عباس نے بغداد کے روکنے کو کہا
لیکن کوئی شخص اس کو روک نہ سکا۔ آخر کار حضرت علی بن عبد السلام نے بغداد کو اس کے نام کے ساتھ پکارا۔ لیکن ہم اس کا نام نہ
سُن سکے۔ بغداد فرمانبرداری اور انکسالی کی صورت میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت امیر علیہ السلام
اس پر لپکے بیٹھ گئے اور یہ اظہار کیا کہ حسن اور حسین بھی ساتھ سوار ہو لیں۔ بسبب وہ نزل ٹہرے اور اسے تشریف لائے۔
تو انھیں سوار ہونے کا حکم دیا۔ پھر حضرت علی بن عبد السلام سے زہرہ اور غمہ کو پہنا اور تلوار نکالی اور اس پر سوار ہوئے۔ دولت کدہ
پر تشریف لائے۔

ابو جعفر طوسی کا بیان ہے کہ وہ ابو محمد فحام سے وہ سیمان سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس دوران میں حضرت علی تشریف لائے۔ تا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو چند سنکیریز دیئے
جب سنکیریز حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھ میں پہنچے۔ تو آپ کے ہاتھ میں یوں گویا ہوئے لانا لا اللہ محمد رسول
اللہ رضیت باللہ یا و محمد نبیا وعلی ولیا۔ بنی صلیم نے فرمایا۔ جو شخص اس حالت میں صبح کرے۔ اور علی کی ولایت
پر راضی ہو۔ تو وہ اللہ کے خوف اور عذاب سے مومن میں رہتا ہے۔

مندرجہ ذیل حضرات روایت کرتے ہیں:-

جابر بن عبد اللہ۔ حماد بن عثمان۔ یحییٰ بن عبد اللہ بن عباس۔ ابو ہریرہ بن عبد اللہ بن عثمان۔ سے محمد بن یحییٰ بن محمد بن امام
رضا علیہ السلام سے محمد بن صدوق۔ موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے یزید بن شبرویہ اور یحییٰ بن موسیٰ بن جعفر
علیہما السلام سے۔ آپ اپنے آباؤ اجداد میں سے وہ لوگ امیر مومنین سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے بازار میں جا رہے تھے۔ ہمارا گدرا ایک کھجور کے درخت کے پاس سے ہوا

اس کچھ درخت نے قریبی کھجور کے درخت سے پتہ لگا کر یہ محلہ مصطفیٰ اور یہ علی مرتضیٰ میں نام ان دونوں درختوں کے پاس سے گزرتے تھے۔ دوسرے درخت نے تیسرے درخت سے کہا یہ تو صحابی یہاں پر نہیں ہیں۔ ہم ان سے ملنے گئے۔ پھر تیسرے نے چوتھے درخت سے کہا یہ موسیٰ اور اس کے بھائی ہرون میں ہم ان سے ملنے گئے۔ پھر چوتھے درخت نے پانچویں سے کہا یہ محمد سیدہ بنیاد اور یہ علی سیدہ بنیاد ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا لو کیا چہ فرمایا۔ اسے علی! یہ نہ کہ اس کھجور کا نام صحابی رکھو۔ جس نے میری اور تیری فیضیت کا اعلان کیا ہے۔ وہ میری نسبت بہ کھجور کے درخت اس باغ میں تھے جو عقیقہ سفلی میں عامر بن سعد کا تھا۔

حضرت عمر کا بیان ہے ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے تو ان میں پہلے حضرت نبی اکرم ایک درخت کے پاس گئے جس کی دھند ٹھیکہ تھی۔ ان کی تمام چیزیں پڑا ہلی بکھر گئیں۔ اور فرمایا۔ میری خاطر اللہ کے حکم سے پھر سے سب سے اوپر اور نیچے۔ ان کی ہتھیلیاں سر پہنچیں۔ پھر لایا۔ ہم نے پھل توڑ کر کھائے۔ اور اپنے سب گناہوں سے رخصت ہو گئے۔ اور وہ سب سے اوپر اور نیچے۔ اور اس سے پہلے موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے سلام دینے کی رخصت ہو گئے۔ اور ان کے ساتھ حضرت علیؓ کے ساتھ وہ سب کے سب پیر کے سلمے ہوئے۔ نیز سے تیز گئے ہوئے تھے۔ حضرت امیر علیؓ نے بعد نماز سے فرمایا۔ اسے درخت اسے پھر سے مٹی لے کر رسول محمدؐ میں سلام کرتے ہیں۔ کیوں درخت اور بولی پتہ اور مٹی ہزار ہا سال تک جس نے پاس آوا۔ مگر نہ کما۔ کہ اللہ سے رسول محمدؐ اور تو پھر سلام دینے تو مگر کھجور دھندے۔ ان کے سوا کچھ نہ گئے۔ ان کے ہاتھوں سے جتنا گر پڑا۔ حضرت میر کی خدمت میں فورا حاضر ہو کر۔ حضرت علیؓ نے ایک تعدادی نو دیو اور سو ملے۔ ان کے چھلے اٹھا کر رکھ دیے۔ آپ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ تاکہ وہ نہ مسار نہ ہوں کھر تشریف لے گئے جو کی روٹیاں لے کر اس کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا ہو کہ تم بھوکے ہو۔ ان روٹیوں کو لے لو۔ اللہ تعالیٰ ان میں برکت قرار دے گا اس نے اس سے کھانا کیا۔ اس نے اس میں گوشت چربی۔ جلو۔ رطب۔ تر بوڑھ۔ اور کرمی کے چھلے پائے۔ یہ دیکھا کہ اس شخص کے شانے ہانپ گئے۔ اور منہ کھل کر پڑا۔ حضرت علیؓ نے اس سے کہا اٹھ یا۔ فرمایا کیا ہو گیا ہے؟ عرض کیا میں منافق تھا۔ اور سراسر بات میں شک کرتا جو محمدؐ یا آپؐ بیان فرماتے تھے۔ اللہ عزوجل نے میرے لئے آسمان اور زمین سے ہر سے لکھوں دیئے ہیں۔ میں نے ان تمام چیزوں کو دیکھا جن کا آپؐ دونوں حضرات وعدہ کرتے ہیں۔ اور جن سے آپؐ بڑے ہیں۔ اب میرا شک دور ہو گیا ہے۔

عدوی نے بیت المال سے ایک ہزار دینار سے لئے۔ امیر المومنین حضرت علیؑ عید السلام کا پیغام لے کر عمان آئے اور کہا۔ مل بیت المال میں دس لاکھ۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ وَمَنْ يَغْلِلْ يَاتِ بِمَا غُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
عدوی نے کہا کہ لو کہ عیدہ مطلب، جادو اس قدر عجیب و غریب ہے کہ کسی شخص نے نہیں دیکھا ہوگا اور نہ ہی سنا ہوگا جس قدر میں نے دیکھا۔ ایک دن میں نے علیؑ عید السلام کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں محمدؐ کی ممان تھی اس سے جادو کیا اسے زمین پر پھینک دیا۔ اور کہا اللہ کے دشمن کو کچل کر لو ممان اڑے حالی شکل میں تبدیل ہو گئی۔ وہ مجھے پکڑنا چاہتی تھی میں نے قسم دے کر جان بچائی جناب علیؑ نے پھر اسے پکڑ لیا۔ وہ ممان کی صورت میں تبدیل ہو گئی۔
حضرت علیؑ قضائے حدیث کی خاطر بیٹھ گئے۔ منافقین نے دیکھ لیا۔ آپؑ نے قبر سے فریاد کیا۔ اس درخت اور اس کے مقابل والے درخت کے پاس چلے جاؤ۔ اور انھیں آواز دو کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں تمہارے ساتھ لے کر آئے ہیں میں نے آپؑ کو اس میں مل جاؤ۔ ان درختوں کے درمیان ایک فرسخ سے زیادہ فاصلہ تھا۔ حضرت امیر عبد اللہؑ کے حکم سے دونوں درخت آپؑ میں پیوستہ ہو گئے۔ منافقین حضرت کے گرد گھومتے رہے۔ آپؑ نے دونوں درختوں کو ٹوٹ جانے کا حکم دیا۔ دونوں واپس چلے گئے۔ اس طرح ہو گئے جیسے پہلے تھے۔ ایک دوسرے سے دور
کچھ اہل حق حضرت امیر عبد اللہؑ کے پھر قضائے حدیث کے لئے نکلے بیٹھ فرما کر اللہ عزوجل سے شہادت کی آنکھوں کو نہ دھکا کر دیا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے تم کو کسی کام کے روانہ کیا۔ آپ اپنی دولت پر بے شمار سے ایک شخص کو خریدنے کی خاطر آپ کے پاس آیا، آپ نے کہا وہ ہم کو دو اور کچھ یا اکٹھا کر لو۔ بے کام ہو کر وہ لوٹ گیا۔ آپ نے کہا وہ ہم کو دو اور کچھ یا اکٹھا کر لو۔ بے کام ہو کر وہ لوٹ گیا۔ آپ نے کہا وہ ہم کو دو اور کچھ یا اکٹھا کر لو۔ بے کام ہو کر وہ لوٹ گیا۔

تفسیر امام شمس عسکری علیہ السلام میں تحریر ہے کہ ایک شخص نے شام سے امیر "میدین حضرت علی علیہ السلام" کی خدمت میں مزید تحریک کیا کہ میں اپنے اہل و عیال میں حکم ابواہوں اور مجھے اس مانتہ دوزب کے جو ان میں چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ میں یہ لوگ اسے خدائے تعالیٰ سے بچھڑاؤں یا تالی فکر ہے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشتاق ہوں اس بار سے میں میرے مال پر توجہ قرار دیتے حضرت امیر علیہ السلام پہنچے کہ میں نے اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے اہل ان کے پیروں سے لے کر ان کے پیروں سے لے کر رسول اللہ آپ کی یاد میں اہل پیروں کو بڑھتا رہے ان کے اہل کو بڑھ کر پیروں سے لے کر آپ کے

جن دونوں درختوں کے
 ہم ان سے بھی گذر
 گئے۔ پھر چوتھے درخت
 کو لایا۔ پھر فرمایا۔
 تنہا یہ لکھو۔ گئے
 میں پیچھے حضرت
 آپسے ہاتھ مارا
 لایا۔ ہم نے پہلے توڑ
 پہلے موجود تھے۔
 حضرت علی علیہ
 حضرت امیر علیہ السلام
 رخت اور کوئی پتھر
 نہ ہوا۔ کھیرا اٹھئے۔
 کھیرا اٹھئے۔
 پہلے اس سے
 فرمایا پتھر تم
 اس نے اس میں
 پٹھے۔ اور
 لا۔ اور ہر اس
 سے پتھر سے کھول
 بڑے ہیں۔

پاس دو بیعت ہیں۔ میرے بندے۔ تیرے ولی علی بن ابی طالب کے حکم سے پھر کھڑے ہو جاؤ۔ اس شخص نے اسی طرح عمل کیا۔ اس بات کا معاویہ کو پتہ لگ گیا۔ اس نے حکم دیا کہ اس کے اہل و عیال کو قید کر لیا جائے۔ اور اس کے مال کو لوٹ لیا جائے۔ لوگ چل پڑے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ جو مال ہم لیں گے وہ ہمارا ہی ہوگا اور اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے بازار میں فروخت کرنے کے لئے بھیج دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر میں انہیں معاویہ کے اہل و عیال کے مٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مال کو پھسودل اور سانپوں میں تبدیل کر دیا جب چوروں نے مال اٹھایا۔ تو مال نے انہیں ڈنگ لگائے۔ ان میں سے کچھ لوگ مر گئے۔ اور باقی چلے گئے حضرت علی علیہ السلام نے اس روز اس شخص سے فرمایا کہ کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو۔ کہ تمہارے اہل و عیال تمہارے پاس آجائیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے وعظ فرمائی اسے معبود! انہیں یہاں بھیج دیجئے۔ اتنی دیر میں وہ اس شخص کے پاس موجود تھے اسے واقعہ سے آگاہ کیا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ عزوجل بعض اوقات معجزہ بعض مومنین کی بصیرت کی زیادتی کی خاطر ظاہر کرتا ہے۔ اور بعض کافروں کی خاطر اس لئے ظاہر کرتا ہے تاکہ پوری طرح حجت تمام ہو جائے۔

یہ واقعہ عام و خاص میں مشہور ہے کہ کوثر والوں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اپنے غرق ہونے کی زیادتی۔ فرات کا پانی بہت چڑھ گیا تھا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ونوکیا اور بیکے ناز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ عصا تھیب کے سہارے فرات کی طرف چلے۔ عصا فرات کے پانی پر۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کے حکم اور نیت سے کم ہو جا۔ پانی بیٹھ گیا۔ پھلیوں کی ہر مٹکیں بہت سی پھلیوں نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں امیر المومنین کہہ کر سلام عرض کیا کہ کچھ پھلیاں نہ لے لوں گی۔ جو مندرجہ ذیل میں۔

(۱) جری (۲) سارہی (۳) زمار

اس چیز سے لوگ حیران ہوئے۔ بعض کے سلام عرض کرنے اور بعض کے خاموش رہنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے پاک پھلیوں کو کوئی کیا۔ اور ان پھلیوں کو خاموش رہنا جو حرام بخش بعد اللہ کی راندی ہوئی تھیں۔

ایک۔ ہاربت ابو محمد قمی بن احمد بغدادی اور احمد بن حنبل طیفی۔ حسن بن زکریا بن زکریا سے کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر علیہ السلام نے عشاء۔ فرمایا اسے ابو خالد ساکن مویا۔ دریا ایک باقہ کم ہوئے

آپ نے فرمایا۔ اتنا کافی ہے، عرض کیا۔ کچھ اور۔ آپ نے مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ دوسری وفد پانی پر عصا مارا۔ پانی ایک ہاتھ اور کم ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! بس اتنا کافی ہے۔ آپ نے فرمایا بعد اکی قسم اگر میں چاہتا تو تمہارے لئے سنگریزوں کو بھی ظاہر کر دیتا۔ یہ بات اس طرح ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور کے تنے اور بھیر ٹیپے نے کلام لیا تھا۔

مہل بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ معاویہ نے گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو حکم دیا کہ جو لوگ فرات کے گھاٹ پر موجود ہیں انہیں کہو کہ علی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ پانی کے گھاٹ سے علیحدہ ہو جاؤ چنانچہ وہ ہٹ گئے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے آدمی گھاٹ کے اندر چلے گئے اور پانی لے لیا۔ اس بات کا معاویہ کو علم ہو گیا۔ اس نے گھاٹ کے ٹکڑوں کو بیا۔ اور گھاٹ کے پھوڑنے کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے جواب میں کہا ہمارے پاس عمرو بن عاص آئے تھے انہوں نے کہا کہ معاویہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ گھاٹ کو چھوڑ دو۔ معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا کہ کام خود کرتے ہو۔ اور پھر کہتے ہو کہ میں نے تمہیں کیا۔

دوسری صبح کو معاویہ نے جس بن عتاب نخعی کو پانچ سزائیں سپاہی دے کر گھاٹ کانگران مقربا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مالک کو بھیجا۔ اس نے پہلے کی طرح جاکر کہا جل نے گھاٹ چھوڑ دیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے آدمی گھاٹ کے اندر چلے گئے اور پانی بھریا۔ پھر معاویہ کو علم ہوا۔ اس نے جل کو طلب کیا۔ اس کی جواب طبیی کی۔ اس نے کہا۔ آپ کے فرزند یزید آئے تھے، اور مجھے بنا کہ آپ مجھے گھاٹ کے چھوڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ معاویہ نے یزید سے پوچھا یزید نے انکار کیا۔ معاویہ نے آٹھ دیا۔ جل جو شخص بھی آئے کسی طرح کی کوئی بات نہ ماننا، اگرچہ میں خود حاضر کیوں نہ ہو جاؤں۔ جب تک اس سے میری انگوٹھی نہ لے لو۔ جل دوبارہ گھاٹ کی نگرانی کے لئے روانہ ہو گیا۔ تیسرے دن امیر المومنین نے مالک کو پہلے کی طرح حکم دیا۔ جل نے اب خود معاویہ کو دیکھا اس سے انگوٹھی لے لی۔ اور گھاٹ سے الگ ہو گیا۔ معاویہ کو پتہ چل گیا۔ اس نے جل کو طلب کیا۔ جواب طبیی پر اس نے خود معاویہ کو معاویہ کی انگوٹھی دکھائی۔ معاویہ نے انگوٹھی والے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مارا۔ اور کہا یہ میری انگوٹھی ہے۔ یہ علی کی مصیبت میں سے ایک مصیبت ہے۔

محمد شہوانی یا سنا و خود بیان کرتے ہیں جعفر صادق عیسیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ کب ہوگی میری اونٹنی کے شکم میں کیڑے کھل کر نکلیں گے۔ اور میں کہاں مروں گا۔

ہم بیجا وہ اس شخص
وقید کر لیا جائے۔

وقتید کر لیا جائے۔

لے لوہ ہمارا ہی ہوگا

مٹانے ان کی نظریں

تبدیل کر دیا چپ

پہلے گئے حضرت

لیا ال تمہارے پاس

۱۰۰ "ناتنی و پریمی" ۱۰۰

بعض اوقات

تھے ظاہر کرتا ہے

خدمت میں اپنے

بلیا اور اکیلے نماز

کے پانی پر مارا

پھلیوں سے

بہارِ ہندوستان

کے پاس ہے

مخمس

ہاں سے کرتے

کم ہوسب

یہ آیت نازل ہوئی۔ ان اللہ عتدہ علم، ساعدہ وہ مسلمان ہو گیا اور نبی صلعم سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے اہل خیال کے ساتھ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوگا۔

ابو صفصام چھٹا پھر اپنی قوم بنو عبس جو تمام مسلمان ہو چکی تھی، کو کہہ کر آیا، اور نبی صلعم کے یہاں پہنچا۔ لوگوں نے کہا آپ انتقال فرما چکے ہیں۔ اس نے کہا آپ کے بعد خلیفہ کون ہے؟ جواب میں کہا ابو بکر ہیں ابو صفصام مسجد میں داخل ہوا اور کہا اے خلیفہ رسول! میں نے رسول اللہ صلعم سے اشیء ریح پشت والی اونٹنیاں یعنی جن کی آنکھیں سفید ہوں اور آنکھوں کے ڈھیلے سیاہ ہوں بدرالفیمن اور نقطہ جہز ہوں۔ حضرت ابو بکر نے کہا۔ اسے غریب بھائی، تم نے مانوق اعقل چیز کا سوال کیا ہے۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلعم نے صرٹ بندہ۔ دلدل گدھا یعفور۔ تنوار۔ ذوالفقار اور درہ فضل کے سوا اور کوئی چیز میراث کے طور پر نہیں چھوڑی۔ اور یہ سب چیزیں علی بن ابی طالب سے گئے ہیں۔ ہمارے پاس تو ذک چھوڑ گئے ہیں۔ تو اس کو ہم نے حق کے ساتھ لے لیا ہے۔ ہمارے بھائی کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ مسلمان نے چلا کر کہا۔

گردی و گردی و حق از امیر المومنین بیروسی

کام کو ان کے اہل کے پاس لوٹا اور پھر مائے نے اپنا ہاتھ ابو صفصام پر مارا۔ اسے علی عیہ سلم کے گھر لے آیا۔ ورنہ کھٹکھٹ یا حضرت امیر غیبیہ السلام نے اندر سے جواب دیا۔ سے مومن اندر آجاؤ اور ابو صفصام کو بھی اندر سے آؤ۔ ابو صفصام نے کہا یہ تو عجیب و غریب بات ہے آپ نے تو مجھے میرے نام کے ساتھ بلایا ہے۔ حالانکہ آپ مجھ نہیں جانتے جناب سلمان نے حضرت امیر المومنین سے فضائل بیان کیے۔ صفصام حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ اور کہا اے ابوالحسن! میں نے رسول اللہ صلعم سے اشیء اونٹنیاں یعنی جن کی آنکھیں سفید ہوں اور آنکھوں کے ڈھیلے سیاہ ہوں بدرالفیمن اور نقطہ جہز ہوں۔ حضرت علی عیہ السلام نے پوچھا تیرے پاس ثبوت ہے، اس نے وثیقہ پیش کیا جناب امیر نے فرمایا۔ اے سلمان! لوگوں میں اعلان کرو کہ جو شخص رسول اللہ صلعم کا دفن دیکھتا ہے۔ اسے کل مدینہ کے باہر آجنا چاہیے۔ صبح کو لوگ باہر نکل پڑے۔ جناب امیر علیہ السلام بھی تشریف لائے۔ اپنے بیٹے حسن عیہ سلم سے راز کی باتیں کیں۔ فرمایا اے ابو صفصام میرے بیٹے حسن کے ساتھ بیت کے ڈھیر کی طرف چلے جاؤ۔ حسن علیہ السلام تشریف لے چلے۔ ابو صفصام آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت امام حسن عیہ سلم نے ریت کے ڈھیر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ زمین سے ایسی گفتگو فرمائی۔ جسے ہم سمجھ نہ سکے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصاریت کے ڈھیر پر مارا۔ ریت کے ڈھیر سے ایک پتھر نکل جس پر یہ دو سطریں نور سے تحریر تھیں۔ سطر اول میں یہ عبارت تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اور دوسری سطر میں یہ عبارت تھی۔ ہاں لاہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ امام حسنؑ نے پتھر پر عصا مارا جس سے اونٹنی کی ہمار نکلی۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ سے ابو ذر غفاریؓ: انہیں لے کر جاؤ۔ ابو ذر غفاریؓ اپنی اونٹنیاں بک بیچ کر لے چلا جن کی پشت سرخ ہو گئیں سفید ان کے ڈھیلے سیاہ۔ جنہ پر طرف عین اور نقۃ عجاز تھے۔ ابو ذر غفاریؓ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے پوچھا۔ اسے ابو ذر غفاریؓ قرض پورا ہو گیا۔ عرض کیا پورا ہو گیا۔ فرمایا۔ نوشتہ مجھے دو اس نے نوشتہ چولہے کیا۔ حضرت نے لے کر اسے پھاڑ دیا۔ فرمایا۔ مجھے میرے بھائی امیر سے ابن علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے آگاہ کیا تھا۔ کہ اللہ نے ان اونٹوں کو اس پتھر کے نیچے پیدا کیا ہے۔ صحیح نبی کی اونٹنی سے دو ہزار سال پہلے۔

فصل ۱۴

امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام کے واقعات مرثیوں اور موتے کے ساتھ

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے۔ علیؑ علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے وہاں انصار کی ایک جماعت موجود تھی۔ فرمایا کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو۔ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو جاؤ؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے ان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ حاضر ہوئے۔ حضرت علیؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ہاتھ رکھے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ آنحضرت کے سینے سے لٹاف سے بائیں نکالا۔ بخار تیز تھا۔ فرمایا۔ ام سلمہ! رسول اللہ کو چھو کر چلی جا۔ اور اسے ڈانٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھینچ گئے۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ تھی۔ فرمایا۔ ابو طالب کے فرزند! آپ کو خصال خیر عہد کئے گئے ہیں۔ بخاں بھی آپ سے فرماتا ہے۔

عبدالواحد بن زید کا بیان ہے کہ میں عنوان کر رہا تھا۔ میں نے ایک لڑکی کو اپنی بہن سے یہ کہتے ہوئے سنا۔ منتخب وصی کے حق کی قسم جو برابر حکم کرتے ہیں۔ فیصد میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔ نہ جہد مرعوبہ کے شوہر ہیں یہ بات ایسے نہیں ہوگی۔ میں نے کہا کیا تم علیؑ علیہ السلام کو جانتی ہو؟ کہیں کیوں کر آپ کو نہ جانوں۔ صفین کی جنگ میں میرے والد میرے سامنے قتل کئے گئے۔ ایک دن آپ میری ماں کے پاس تشریف

وہ اپنے اہل عیال

بارے میں پوچھا

میں کہا ابو بکر ہیں

پشت والی

ابن اور نقطہ عجاز

ایک قسم رسول

کوئی چیز میراث

میں تو فدک چھوڑ

جوڑا۔ سلمان

علیہ السلام کے

اور آجاؤ۔ اور

مجھے میرے

فصائل بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

ثبوت ہے،

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرین

اسلام بھی تشریف

کے ساتھ ریت

حضرت امام حسن

بھو نہ سکے رسول

مٹے اور کہا اسے ایتام کی ماں کیا حالت ہے، عرض کیا اچھی ہوں۔ پھر میری والدہ مجھے اور میری اس بہن کو آپ کے پاس لائیں۔ چھپ کے رہے میری آنکھوں کی ہیناؤں تھم ہو گئی تھیں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنا دامن باقر میرے چہرے پر پھیرا۔ اسی وقت میری آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ اب تو تار یک سات ہیں بھاگے ہوئے اونٹ کو دیکھ سکتی ہیں۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں آیت نقل یہاں الذین ہادوا کے بارے میں تحریر ہے کہ یہودی کہنے لگے: اے محمد! اگر آپ کی دعا قبول ہوتی ہے تو ہمارے سردار کے فرزند کے حق میں دعا کیجئے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی بہاری سے صحت و عافیت عطا کرے بنی صلعم نے فرمایا: اے ابوالحسن اللہ سے اس کی عافیت کے متعلق دعا کیجئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دعا کی۔ اور اللہ نے اسے ٹھیک کر دیا۔ اور وہ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہو گیا۔ اس نے کلمہ شہادتیں پڑھا۔ اس کے باپ نے کہا یہ اپنی صحت کے مطابق ٹھیک ہو گیا ہے۔ اور ہمیں بد دعا کیجئے۔ امیر علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا اے معبود! اس کے بیٹے کی جلا میں گرفتار کر۔ وہ شخص اسی وقت سخت مبروص اور مجذوم ہو گیا۔ چالیس سال تک اسی حالت میں رہا۔ کائنات کے لئے عبرت کا مقام پڑا ہوا تھا۔

عائمی اپنے اسناد سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک اسود حاضر ہوا۔ اس نے حضرت کے سامنے اس بات کا اقرار کیا کہ میں نے چوری کی ہے آپ نے تین دنہ پوچھا۔ اس نے اقرار کیا۔ عرض کیا اے امیر المومنین میں نے چوری کی ہے مجھے پاک کیجئے۔ آپ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اس کو ابن کواہل گیا۔ کہا: تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟ کہا لیث الحجاز وکیش العراق ومصادم الابطام المنتقم فی الجہال کریم الاصل۔ شریف الفصل محل الحرمین وارث المشہدین ابوالسبطین اول السابقین واخر الوصیین من آل یسین مؤید مجبریل المنصور بمید کائیل الحبل المتین المحفوظ بجنہ اسماء اجمعین، واللہ امیر المومنین علی الغم الراغبین بن کوانے کہا اس نے آپ کا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور آپ اس کی تعریف کرتے ہیں کہا۔ اگر آپ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے تو آپ کے بارے میں میری محبت اور نیرودہ ہوتی۔ ابن کوا، امیر المومنین کی خدمت میں آیا اور اسود کے واقعات سے آگاہ کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔

اسے ابن کو اچھو لوگ ہمارے محب ہوتے ہیں۔ اگر ہم ان کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں تو ان کی محبت ہمارے پاس نہیں اور زیادہ ہوتی ہے اور ہمارے دشمنوں کی یہ عادت ہے اگر ہم ان کو گھسی اور شہید ہی کیوں نہ چٹائیں۔ ان کا بغض ہمارے متعلق اور زیادہ ہوتا ہے۔ امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: اپنی چھوٹا سود کو لے آؤ۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے سود کو امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے کانٹا ہوا ہاتھ اٹھا کر انہی مولیٰ جگہ پر نصب کر دیا۔ اور اپنی چادر سے وہاں پر دیا چند پوشیدہ ہاتھ پر اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ رہ کر عبادت کرتا رہا۔ آخر کار جنگ نہروان میں جہاد کرتا ہوا شہید ہوا۔ اس سود کا نام افلح تھا۔

میشام بن عدی ہمدانی کا جگہ صفین میں ایک ہاتھ الگ ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ہاتھ اٹھایا۔ اس پر کچھ پڑھا۔ اسے اس کی جگہ پر چسپاں کر دیا۔ ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ کہا اسے امیر المومنین آپ نے کیا پڑھا۔ آپ نے فرمایا: سورہ فاتحہ۔ اس نے گویا: کہ حضرت کے اس فعل کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اس کا ہاتھ دو حصوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت اس کو چھوڑ کر تشریف لے گئے۔

ابن بابویہ نے اپنی کتاب معرفۃ الفضائل اور علل الشرائع میں حیان بن شدیر سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے بابل کے مقام پر نماز عصر میں کیوں تاخیر کر دی تھی؟ فرمایا: جب امیر المومنین نے ظہر کی نماز پڑھی۔ تو ایک پٹری ہوئی کھوپڑی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس سے کلام کیا۔ فرمایا: اے کھوپڑی تم کہاں کی رہنے والی ہو؟ کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اور فلاں بادشاہ بگداں ہوں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اپنے قصے سے آگاہ کیجئے۔ تم کیا کرتے تھے۔ اور پھر سے زبانی میں کیا واقعات تھے۔ کھوپڑی نے واقعات بیان کئے۔ اس نے اپنے زلمے کے اچھے اور بُرے تمام واقعات بتائے۔ حضرت انہیں باتوں میں مشغول ہو گئے۔ حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا حضرت نے اس سے تین حرف انہیں کے کہے۔ تاکہ اس بات کو عرب نہ سمجھ سکیں۔

علا ت کہتی ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے کھوپڑی کو پکارا۔ پھر کہا اسے جلدی بن کر اگر پانی سے جانے کا راستہ کہاں ہے؟ عرض کیا: اس جگہ۔ وہاں مسجد تعمیر کی گئی۔ جس کا نام مسجد الجھم ہے۔ جلدی جھم کا بادشاہ تھا جو اس ہاتھ کی مالک تھا۔ جس کو ابرہہ نے کرفانہ کعبہ گرائے آیا تھا۔ نیز کہتی ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک مچھلی کو آواز دی۔ اسے سمونہ راستہ کہاں ہے؟ اس نے

میری اس بہن کو
عید اسلام نے
کے رات میں

میری ہے کہ یہودی
ت میں دعا کیجئے
سے ابواسن اللہ
سے ٹھیک کر دیا۔
کہہ کیا یہ اپنی صحت
سے معبود اسے
سال تک اسی حالت

حضرت میں
نے تین دفعہ
علم دیا کہ اس
ذو کبش العراق
الحسین
لو میں

عین، والد
آپ
میری محبت اور
یت امیر علیہ السلام

دریا نے فرات سے برابر نہکاٹا۔ اور عرض کیا: یہ شخص میرے پانی میں رہتے ہوئے نام جاتا ہے۔ اس سے دریا کے عبور کرنے کا راستہ مخفی نہیں ہے۔

مالی شیبانی میں تحریر ہے۔ شیبہ بھری نے کہا: میں حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ ایک راستہ پر جا رہا تھا۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اسے شیبہ! جو چیز میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی اس کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا اسے امیر المومنین نہیں۔ آپ کے سامنے سے تو پردے اٹھ جاتے ہیں اور آدمی کے لئے تو نہیں ہٹائے جاتے۔ آپ نے فرمایا: میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جو آگ کے بڑے حصے میں ہے اور مجھ سے کہتا ہے: اے علی! میرے لئے استغفار کیجئے۔

کتاب ابن بابویہ: ابو القاسم ہستی قاضی ابو عمر بن احمد جابر اور انس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جماعت حضرت عمر سے پاس بیٹھ کر حضرت علی علیہ السلام کی تفسیر کر رہی تھی۔ سلمان نے کہا: اسے عمر! اس دن کو یاد نہیں کرتے جس روز تم بزرگ، میں اور ابوذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کی خاطر چادر بچھائی۔ اور ہم میں سے ایک ایک آدمی کو اس کے کونے پر بٹھایا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے اٹھ کو پکڑا۔ چادر کے ورہ میں بٹھایا۔ پھر فرمایا: اے ابو بکر! اٹھو علی کی امامت اور خلافت مسیحین پر سلام کہو (مسلمانوں کا خلیفہ اور امام کہہ کر سلام کرو) اس طرح ہم میں سے سب ایک آدمی سے کہا پھر فرمایا: اے علی! اس نور یعنی سورج کو سلام کرو۔ امیر المومنین علیہ السلام نے کہا: اے دوست! یہ ت تم پر سلام ہو۔ سورج نے جواب دیا اور کانپ گیا۔ اور کہا تم پر سلام ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے معبود! تم نے میرے بھائی سلمان کو جو تمہارے برگزیدہ تھے ملک دیا تھا اور ہوا دی جو صبح کو ایک ماہ کی راہ چلتی تھی اور شام کو بھی ایک ماہ کی راہ طے کر لیتی تھی۔ اے معبود! وہی ہوا بھیج جو ان کو اٹھارے اصحاب کعبہ کے پاس لے جائے جناب علی نے کہا: اے ہوا! میں اٹھاؤں۔ فوراً ہم لوگ ہوا میں موجود تھے۔ جس قدر اللہ نے چاہا ہم ہوا میں سیر کرتے رہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے کہا: اے ہوا! ہمیں نیچے رکھ دے اس نے ہمیں غار کے پاس رکھ دیا۔ ہم میں سے ہر ایک آدمی کھڑا ہوا۔ اصحاب کعبہ پر سلام کیا مگر انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کھڑے ہو کر فرمایا: اسلام علیکم اہل الکعبہ غار والو تم پر سلام ہو۔ ہم لوگوں نے سنا کہ انہوں نے کہا: وعیدیک اسلام یا دھی محمد۔ اے محمد کے دھی تم پر سلام ہو۔ انا قوم مجوسوں ہنہا من زمن دقینانوس۔ ہم لوگ دقینانوس بادشاہ کے زمانے سے اس

جگہ بند ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگوں نے ان لوگوں کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ انہوں نے عرض کیا ہم نبی یا نبی کے وصی کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ تم خاتم الانبیاء اور رب العالمین کے رسول کے وصی ہو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنی جگہ جیسے جاؤ۔ ہم اپنی جگہ جاتے ہیں۔ پھر فرمایا: اسے ہوا میں اٹھالے۔ پس ہم ہوا میں موجود تھے۔ جنت اللہ نے چاہا۔ ہم نے سیر کی۔ پھر فرمایا: اسے ہوا میں نیچے رکھ دے۔ اس نے ہمیں نیچے رکھ دیا۔ پس ہم مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھی۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مسجد کوفہ کے منبر پر تشریف فرما تھے۔ اور مجھ سے اس واقعہ کی شہادت طلب کی۔ میں نے مال ٹول سے کام لیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم ماں ٹول سے اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصیت کے بعد چھپا چلاہتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے جسم کی سفیدی شکم میں سوزش اور آنکھوں کے اندھے پن میں مبتلا کرے۔ میں اپنی جگہ سے ابھی نہیں اٹھا تھا۔ کہ میں برص اور اندھے پن میں مبتلا تھا۔ نس ماہ صیام وغیرہ کے روزے نہیں رکھا کرتا تھا۔

چارہ رسول اللہ کی خدمت میں ہر بوق نے بطور مدیہ کے پیش کی تھی۔ غار بدو روم میں ایک جگہ ہے۔ جس کا نام ارکدے ہے وہ باہندت کی ملکیت میں ہے آج کل اس کا نام ضیہ ہے۔ ایک اور خبر میں ہے۔ کہ کعب کے بھائی خلی بن اشرف یہ چارہ لاتے تھے۔ جب اس نے معجزات علی علیہ السلام کو دیکھا۔ تو مسلمان ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام محمد رکھا۔

کتاب عبوی بھری میں ہے کہ یمن کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کیا ہم لوگ گزشتہ اُمّوں کے بقایا لوگ ہیں جو آل نوح سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے نبی کا ایک وصی تھا جس کا نام سام تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں آگاہ کیا ہے کہ ہر نبی کا ایک معجزہ ہوتا ہے۔ اور اس کا ایک وصی بھی ہوتا ہے جو اس کا قائم مقام بھی ہوتا ہے۔ آپ کے وصی کون ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ عرض کیا اے محمد! اگر ہم علی علیہ السلام سے اس بات کا سوال کریں کہ ہمیں سام بن نوح دھند دیں۔ تو کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اللہ کے حکم سے ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے علی ان کے ساتھ مسجد میں چلے جاؤ۔ محراب کے پاس زمین پر پاؤں مارو۔ حضرت علی علیہ السلام تشریف لے گئے ان لوگوں کے پاس بھیجے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام محراب رسول اللہ کے اندر تشریف لے گئے۔ جو مسجد کے

بنے۔ اس سے

کے ساتھ ایک

ہوئے کیا تم

تو پر دے اٹھ

ہو آگ

روایت کرتے

سلمان نے

کے پاس موجود

کے کونے پر

صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت

مریک آدمی

اے روشن

نے کہا اے

صبح کو ایک

الان کو اٹھا کر

موجود تھے۔

ہیں نیچے رکھ

کیا ممکن انہوں

غار والنو تم پر

سی تم پر سلام

تے سے اس

اندھ تھا۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر کھڑے ہو گئے۔ زمین پر پاؤں مارا۔ زمین پھٹی۔ تیر اور تباہوت ظاہر ہوا۔ تباہوت
 میں سے ایک بزرگ کھڑا ہوا جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ جو سر اور ڈاڑھی سے لے کر سینے
 تک مٹی جھاڑ رہا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام پر سلام کیا۔ اور کہا: اشہد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله
 سید المرسلین وانک علی ودی محمد سید الوصیین وانا سام بن نوح۔ ان لوگوں نے اپنے اپنے صحائف
 کو کھولا۔ اس شخص کو ویسے پایا۔ جیسے ان کے صحائف میں اس کے بوصاف بیان کئے گئے تھے۔ انھوں نے کہا
 اب ہم جانتے ہیں کہ یہ رسام (اپنے صحیفہ میں سے کوئی سورۃ تلاوت کرے۔ اس نے پڑھنا شروع کیا۔ جتنی کہ
 ایک سورۃ ختم ہو گی۔ پھر خطاب علی پر سلام کیا پہلے کی طرح سر گیا۔ زمین مل گئی۔ یہ لوگ تمام کے تمام کہنے لگے
 ان الدین عند اللہ السلام۔ اللہ کا دین اسلام ہے۔ یہ لوگ ایمان لائے۔ واللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ام
 اتخذن دامن دونہ اولیاء فالدہ هو الولی وھو یحیی الموتی۔ الخ

مسلمان شیعہ اس سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ امیر المؤمنین
 علیہ السلام لی بنو مخزوم میں خلائیں تھیں بنو مخزوم کا ایک فوجان حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار
 ہوا: اے اموں میرا بھائی فوت ہو گیا ہے مجھے اس کا بے حد غم و حزن رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم اسے
 دیکھنا چاہتے ہو۔ عرض کیا ہاں فرمایا: اس کی قبر دکھاؤ۔ حضرت اس شہید سے تشریف لے چکے۔ کہ رسول اللہ
 کی چادر جس کا نام مستجاب تھا۔ اپنے سر پر ڈالے ہوئے تھے قبر کے پاس پہنچ کر اپنے ہونٹوں سے ساتھ کلام کیا پھر
 پلوں سے قبر کو ٹھوکر لگائی۔ وہ قبر سے باہر نکل۔ اہل فرس کی زبان میں کہا: ویسا حضرت علی علیہ السلام نے پوچھ
 تم جب مرے تھے۔ تو اہل عرب میں سے تھے عرض کیا میں ہم فلاں اور فلاں کی سنت پر مرے تھے اور
 ہماری زبان بھی تبدیل ہو گئی ہے

فصل ۱۵

حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بغض رکھنے اور سب کرنے کا انجام

(محدث سناو، ابو یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو میر کونہ پر تشریف فرما دیکھا اور
 آپ فرما رہے تھے میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ نبی رحمت کا وارث ہوں۔ سیدہ

نساہل بخت سے میں نے نکاح کیا ہے میں سیدالادھیابوں، آخری اوصیاء، انبیاء ہوں میرے سوا کوئی شخص بھی اس بات کا دعویٰ کرے اللہ عزوجل اسے تکلیف میں مبتلا کرے گا۔ جس نے آپ آدمی نے کہا یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ یوں کہیں میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اور رسول اللہ کا بھائی ہوں ابھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھا تھا کہ شیطان نے اسے پکڑ لیا اور مسجد کے دروازے کی طرف اپنا پاؤں جھپٹا ہوا چلا۔

عیاشی ایک حدیث کی سند امام جعفر صادق علیہ السلام تک لے جا کر بیان کرتے ہیں بنی صلم نے فرمایا۔ اے علی! میں نے اللہ عزوجل سے سوال کیا۔ وہ میرے اور تمہارے درمیان دوستی قرار دے۔ اس نے ایسا کر دیا۔ اب میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ میرے اور آپ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرے۔ اس نے ایسا کر دیا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ تجھے میرا وصی قرار دے۔ اس نے ایسا کر دیا۔ ایک شخص نے کہا اگر محمد اپنے رب سے ایک ساعت چھوڑوں کو کھرب کرتے۔ جو بوسیدہ اور پرانی مشک میں ہوتا تو یہ اس سوال سے بہتر ہوتا۔۔۔ فرماتے کہ اس سوال کیوں نہ کیا جو آپ کے دشمن کے خوف آپ کی کمر مضبوط کرنا۔ کان کا سوال کیوں نہ کیا جس سے فاقہ سے نجات ملی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ فلعلکم باخع نفسك ایک روایت میں ہے کہ یہ شخص ایک بیماری میں گرفتار ہوا۔

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! اگر تیرے بارے میں اس بات کا خوف نہ ہوتا۔ جو بات نصاریٰ مسیح (یعنی) کے بارے میں کہتے ہیں۔ تو تیرے حق میں ایک ایسی بات کہتا۔ تم مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے گذرتے۔ وہ تیرے پاؤں کی خاک اٹھا لیتے۔ یہ سن کر عمارت بن عمر فہری نے لوگوں سے کہا کہ محمد کو اپنے ابن علم کے متعلق عیسےٰ بن مریم کے سوا کوئی اور مثال نہیں ملے۔ عنقریب اپنے بعد اسے بنی بنادیں گے۔ خدا کی قسم جن معبودوں کی ہم عبادت کرتے ہیں۔ وہ اس شخص سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ولما ضرب ابن ماریہ مثلاً تاوانہ لعن الساعة فلا تترن بها وابتعونی هذا صراط مستقیم

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت بھی نازل ہوئی تھی ان ہوا لعبدنا عیدہ بنی صلم نے فرمایا۔ (اسے حادث) اللہ سے ڈرو۔ علی بن ابی طالب سے دشمنی رکھنے میں توبہ کر۔ کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تیرے محمد علی تیرے وصی ہیں۔ فاعلم عالمین کی عورتوں کی سرداریں تیرے۔ بیٹے حسن اور حسین جو ان بہشت کے سردار ہیں تیرا چچا محمد سید الشہداء ہے تیرا ابن عم جعفر جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے

ظاہر ہوا۔ بالوت
میں سے لے کر سینے
سید رسول اللہ
میں اپنے صحائف
انہوں نے کہا
اشروع کیا جتنی کہ
تمام کہنے لگے۔
ت نازل کی۔ ام

نما کہ امیر المؤمنین
مکر عرصہ گزار
فرمایا۔ تم اسے
کہ رسول اللہ
تھ کلام کیا پھر
میں نے پوچھا
سے تھے اور

تجہام

نہایت اور
اہل بیت

ہستے ہیں۔ حجاج کی ستائیت تیرے چچا عباس کے ہاتھ میں ہے۔ اور قریشیوں کے لئے کوئی چیز نہیں چھوڑ
 وہ بھی تو تیرے باپ کی اولاد ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے حارث بن ابی اسود نے سنا ہے جو ہاتھ
 میں نے اولاد عبد المطلب کے لئے بیان کی ہے وہ اپنی طرف سے نہیں کہی۔ بلکہ اللہ عزوجل نے یہ امر
 اسے بخشا ہے۔ حارث نے کہا اے اللہ تیرے ہاں سے یہ بات حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا
 فامطر علینا حجارة من اسماء اللہ نے یہ آیت نازل کی وماکان اللہ یسعد بہم وانت فیہم
 جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ اس وقت تک ان کو عذاب نہیں دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث
 کو طلب کیا فرمایا۔ یا تو بہ کرو۔ یا ہم سے چلے جاؤ۔ اس نے کہا تو بہ کرنے کو میرا دل نہیں مانتا۔ ہاں آپ لوگوں
 کے ہاں سے چلا جاتا ہوں۔ اونٹنی پر سوار ہو کر چلا۔ جب صحرا میں پہنچا۔ اللہ عزوجل نے آسمان سے ایک
 پرندہ اتارا۔ جس کی چونچ میں پتھر تھا۔ جو سور کے دانے کے برابر تھا۔ حارث کی کھوپڑی پر پھینکا جو اس
 کے معقد سے خارج ہو کر زمین پر جا گرا۔ جو اس کے پاؤں پر جا کر لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر
 آیت نازل کی۔ سأل سائل بعذاب واقع للکافرین بولایۃ علی بن ابی طالبؑ فرمایا۔ یہ جو ریل
 کے کرنا نازل ہوئے ہیں۔

زیاد بن کلیب کا بیان ہے کہ میں کچھ لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا محمد بن صفوان، عبید الشہر، زیاد
 کی معیت میں وہاں سے گزرا۔ دونوں مسجد میں داخل ہوئے۔ پھر مڑ کر ہمارے پاس آئے۔ محمد بن صفوان کی
 دونوں آنکھیں ختم ہو چکی تھیں۔ ہم لوگوں نے کہا یہ کیا ہو گیا۔ کہا کہ میں محراب مسجد میں کھڑا ہوا۔ اور کہا
 (معاذ اللہ) جو شخص علیؑ کو گالی نہ دے گا۔ تو میں اس کو بیٹی کی گالی دوں گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے میری
 عینائی کو ختم کر دیا ہے۔

عمر بن ثابت ابو محشر بلادی سے روایت کرتے ہیں۔ سمعانی، میثری، نطنزی اور علی نے بیان کیا
 کہ ایک شخص سعد بن مالک کے پاس سے گزرا۔ جو علیؑ علیہ السلام کو گالیاں دے رہا تھا۔ سعد نے کہا تم پر افسوس
 ہے کیا کہہ رہے ہو۔ کہا میں وہ کہہ رہا ہوں جس کو تم سن رہے ہو۔ سعد نے کہا خداوند! اگر یہ بھوٹا ہے
 تو اس کو ٹاک کر دے۔ بختی اونٹ نے گرا کر اسے ٹاک کر دیا۔

سجید بن صبیح سے روایت ہے۔ مروان بنہر بن قتبا۔ جناب علیؑ کا ذکر کیا۔ حضرت کو گالیاں دیں
 میری آنکھیں بند ہو گئیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص قبر رسول اللہ سے باہر نکلا ہے جس نے

۴۲ گریں لگائی ہیں۔ اور میں نے کسی کہنے والے کو کہتے سوتے سنا۔ اسے اموی اسے شقی تو نے کیا اس ذات کے ساتھ کفر کیا جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔ پھر تجھے مرد بنایا۔ مردان کی زندگی ۶۳ سال تک نہیں ہوتی تھی کہ وہ مر گیا۔

منقلب اسحاق العدل میں تحریر ہے۔ کہ مشام کی خلافت کے زمانے میں ایک خطیب امیر المؤمنین علیہ السلام پر منبر پر بیٹھ کر لعن کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہاتھ دکھائی نہ دی اس نے ۳۴ گریں لگائیں۔ بہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کلمہ سنایا۔ اسے اموی تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ کیا تو نے اس ذات کے ساتھ کفر کیا جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر تجھ سے پھر تجھے مرد بنایا۔ پھر اترے واپس چلا گیا۔ پس کیا تھا۔ ایک نئے رنگ کا وصال تھا۔ راوی بیان ہے کہ وہ منبر سے نہیں اترتا تھا۔ کہ اندھا ہو گیا۔ جو آدمی پڑ کر سے چلا۔ تین دن نہیں گزرے تھے کہ وہ فی سناہ واستقر ہو گیا۔

غلام واسطہ کا بیان ہے کہ یہ لعن کرنے والا شخص خطیب واسطہ تھا۔ جب اس نے لعن کرنا شروع کیا تو ایک بیل دیا اُسے عزت عموماً کرتے کیا شہر کی دیوار کو توڑ کر شہر میں داخل ہو گیا۔ جامع مسجد میں آیا منبر پر چڑھ کر خطیب کو اپنی سینگ پر ہلاک کر دیا۔ پھر وہ بیل لوگوں کی نگاہ سے غائب ہو گیا۔ لوگوں نے اس دروازے کو بند کر دیا جس سے وہ بیل داخل ہوا تھا۔ اس کے آنے کا نشان صاف نظر نہ رہا تھا۔ اس دروازے کا نام بیل والا دروازہ رکھا۔

باشی کا بیان ہے۔ کہ میں نے ایک شخص کو شام میں دیکھا جس کا نصف چہرہ سیاہ تھا۔ میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا میں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ جو شخص اس بارے میں مجھ سے دریافت کرے گا۔ میں اسے ضرور آگاہ کروں گا۔ میں جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کو بہت زیادہ ناسزا افات سے بولتا تھا۔ ایک رات میں سویا ہوا تھا۔ ایک شخص نیند میں میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ تم ہی علی کی بڑائی بیان کرتے ہو۔ اس شخص نے میرے چہرے کے ایک حصہ پر مارا۔ میرے چہرے کا مضروب حصہ سیاہ ہو گیا جس کو تم دیکھ رہے ہو۔

شمر بن عطیہ کا بیان ہے کہ میرا باپ جناب علی کے حق میں ناسزا افات استعمال کرتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نیند میں اس کے پاس آئے اور کہا کہ علی کو گالیاں تم دیتے ہو، اور اس کی گردن کو ایسا دبایا کہ

مٹی چیز نہیں چھوڑی
سہے جرات
فل نے یہ اعزاز
سے پھر برسا۔

وانت ینہم
علم نے عارث
آپ لوگوں
سے ایک
کا جو اس
دورل پرے
یا۔ یہ جبریل

شہرین زیار
میں سفوف کی
اور کہا
نے میری

بیان کیا
ما تم پڑیں
ہوٹا ہے

ال دیں
نے

وہ تین راتوں تک بستر پر مشاب اور پاخانہ پھرتا رہا۔

عینہ منورہ میں ایک شخص روتا تھا پہلے وہ نامی تھا پھر شیعہ ہو گیا۔ اس سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے عینہ میں جناب علی علیہ السلام کو دیکھا ہے انہوں نے مجھے فرمایا اگر تم جنگ سینہ کے موقع پر ہوتے تو کس شخص کے ساتھ لڑتے ہیں نہ سر نیسے کر لیا اور سوچنے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اسے خیس ایسے مسئلہ بھی قدر عظیم کا محتاج ہے اپنی لہی اور گرد اس پر اتنے تھپڑ مارے گئے کہ وہ بیدار ہو گیا میری گمراہی منورہ ہو گئی اور میں نے اپنے عقیدہ سے توبہ کر لی۔

ابو جعفر منصور کا بیان ہے کہ ایک قصہ گو جب اپنے قصوں سے فارغ ہوتا تھا تو جناب علی علیہ السلام کو کہیاں دیتا تھا اسی دھند سے میں نگار رہا۔ آپ تک اس نے یہ کام کرنا چھوڑ دیا۔ اس سے اس کا سبب پوچھا گیا اس نے کہا خدا کی قسم میں جناب علی کو کبھی کہیاں نہیں دوں گا۔ میں یہی کام کرتا تھا کہ میں نے نیم میں دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے کہا ان کو پانی پلا دو میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اس کو پانی پلا دو۔ اس نے مجھے بھگا دیا میں نے اس بات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا اس شخص کو پانی پلا دو۔ اس نے مجھے تارول پلا دیا میں نے صبح اس حالت میں کی کہ تارول کے ڈکار لیتا تھا اور تارول کا پیشاب کرتا تھا۔

اعش کا بیان ہے کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا کہ ایک شخص کے سر سے پٹری لڑ گئی اس کا سر خربہ کا سر تھا اس سے اس کا سبب پوچھا گیا اس نے کہا میں تین سال اذان دیتا رہا ہوں اذان اور اقامت کے درمیان سو مرتبہ جناب علی پر من کرتا تھا اور ہر روز پان سو مرتبہ اب کرتا تھا اور جمعہ کی رات کو آپ پر ایک ہزار مرتبہ من کرتا تھا میں اسی صحن میں مصروف تھا کہ میں سو گیا مجھے پیاس لگ گئی میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حسین علیہ السلام کے پاس موجود پایا میں نے حسین کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے پانی پلا دو انہوں نے میرے ساتھ بات تک نہ کی میں جناب علی کے قریب گیا عرض کیا اے ابو ان مجھے پانی پلائیے آپ نے پانی پلا دیا نہ ہی میرے ساتھ بات کی میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب گیا اور عرض کیا کہ مجھے پانی پلائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر بلند کیا اور مجھے دیکھا آپ نے فرمایا تم وہ شخص نہیں ہو جو ہر روز باغ صد مرتبہ علی پر لعن کیا کرتے تھے اور کل رات تم آپ پر ہزار مرتبہ لعنت کی ہے ہنچ سے کوئی جواب نہیں

ہڑا آپ نے میرے چہرے پر تھوک دیا۔ اور فرمایا دور ہو جا اسے خنزیر! خدا کی قسم جب میں نے صبح کی تو میرا چہرہ اور میرا سر خنزیر کی مانند تھا۔

حسین بن علی بن ابی طالب علیہما السلام کا بیان ہے کہ ابوبکر بن ہاشم مخزومی مدینہ کا گورنر تھا۔ جمعہ کے روز میں منبر کے قریب جمع کرتا تھا۔ اور علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا۔ میں منبر کے ساتھ ٹک گیا۔ مجھے اونٹھ لگتی رہی۔ میں نے ایک تہ کو دیکھا جو شکاف ہو گئی۔ اس سے ایک آدمی نکلا جس نے فیدلباس پہن رکھا تھا اس نے کہا ابوعبیدہ! اللہ جرات یہ شخص کہہ رہا ہے۔ اس کی وجہ سے غمگین ہو۔ میں نے کہا خدا کی قسم ایسا ہی ہے۔ کہا آنکھ کھول کر تو دیکھو۔ اللہ اس شخص کے ساتھ آیا کرتا ہے۔ وہ علی کا ذکر کر رہا تھا۔ منبر سے نیچے چینک دیا گیا اور مر گیا۔

عثمان بن عفان سجستانی کا بیان ہے کہ محمد بن عباد نے کہا۔ میرے پڑوس میں ایک نیک شخص رہا کرتا تھا۔ اس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کے کنارے کھڑے ہوئے دیکھا۔ حسن اور حسین اُمت کو پانی پلا رہے تھے۔ میں نے پانی طلب کیا۔ دونوں نے انکار کر دیا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کا بیت کی۔ فرمایا اس کو پانی نہ پلاؤ۔ اس کے پڑوس میں ایک شخص رہتا ہے جو علی کو گالیاں دیتا ہے۔ او۔ یہ اس کو منع نہیں کرتا۔ مجھے ایک چھری دی اور کہا جا کر اس کو ہلاک کر دو۔ میں باہر نکلے اور جا کر اس شخص کو ہلاک کر دیا۔ چھری واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حسین! اسے پانی پلاؤ۔ آپ نے پانی پلا دیا۔ میں نے کاسہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ میں نے اس سے پانی پیا ہے یا نہیں۔ میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ لوگوں کا شور و غل سنا کہ فلاں شخص کو بستر پر فوج کر دیا گیا۔ پولیس نے میرے ہمسائے کو پکڑ لیا۔ میں امیر کے پاس گیا۔ عرض کیا۔ خدا آپ کا بھلا کرے۔ یہ کام تو میں نے کیا ہے۔ اور لوگ بے گناہ ہیں۔ میں نے خواب کا قصہ سنایا کہا۔ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مجھے جزائے خیر دے گا۔ عبد اللہ بن سائب اور کثیر بن صلت کا بیان ہے کہ زیاد بن ابیہ نے اشرف کو ذ کو مسجد کونہ کے صحن میں جمع کیا تاکہ انھیں امیر المومنین علیہ السلام پر سب کرنے اور بات کرنے پر مجبور کرے۔ میری آنکھ لگ گئی خواب میں ایک مٹی گردن واسے آدمی کو دیکھ۔ جو زمین اور آسمان کے درمیان کھڑا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو۔ کہا میں گردنوں کو توڑنے والا طاعون ہوں۔ میں زیاد کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ میں نیند سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ ہم نے سنا کہ زیاد پر طاعون کا حملہ ہو گیا ہے۔

اس کا سبب پوچھا
جنگ صیف کے
امیر علیہ السلام
نے گئے کیس

یثاب علیہ السلام
اس کا سبب
کہیں تے
یہ ہیں آنحضرت
اس کو پانی پلا
فرمایا اس شخص
اور لیتا تھا اور

اس کا سر
اور اقامت
کو آپ پر
نے اپنے
میں عرض
لیا اسے ہو
اور عرض کیا
جو ہر روز
خواب میں

ایک مجنوں کو لڑکے پتھر مارتے تھے۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن مجنوں سر پر چڑھ گیا اور کہا
 نواصب تدلا مواعی سفاهة۔ محبت سے ام من کام زانیة
 فان ترکوا لونی ترکتم حباہم
 وان شتموا عمری شتمت ہب وید

فصل ۱۶

وہ باتیں جو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ظاہر ہوئیں

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی دن مر جائے
 ہے تو زمین اور آسمان اس پر چالیس دن تک رویا کرتے ہیں جب کوئی عام مر جاتا ہے تو اس پر چالیس
 دن روکتے ہیں۔ اے علی جب تم قتل کے جاؤ گے تو زمین اور آسمان تم پر چالیس سال روئیں گے۔ ابن
 عباس کا بیان ہے جب حضرت علی علیہ السلام کو فد کی سرزمین پر قتل کئے گئے۔ تو آسمان سے تین دن تک
 خون برستا رہا۔

ابو حمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں یزید بن مسیب سے بھی
 روایت ہے کہ جب امیر المومنین علی علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ اس وقت زمین سے کوئی پتھر اٹھایا جاتا
 تھا۔ تو اس سے تازہ خون ٹپکتا تھا۔

ابو جہین خثیب اور تائید نخسوی میں تحریر ہے کہ عبد الملک بن مروان نے ذہری سے پوچھا کہ جس
 روز حضرت علی قتل ہوئے اس روز کیا نشانی تھی؟ کہا جو پتھر بھی بیت المقدس کا اٹھایا جاتا تھا۔ اس کے
 نیچے تازہ خون جوش مار کر نکلتا تھا۔

مسجد کوفہ میں جب حضرت علی علیہ السلام پر ضرب لگائی گئی۔ تو ایک آواز سنی گئی۔ "حکم اللہ کا ہے
 علی تیرا حکم نہیں ہے۔ نہ ہی تیرے اصحاب کا حکم ہے۔" جب حضرت امیر علیہ السلام کا اپنے گھر میں انتقال
 ہوا تو یہ آواز سنی گئی۔ انھن بملقی فی النار خیرام من یاتی النایوم اقیامۃ پھر ایک اور
 باتفسل آواز دئی۔ رسول اللہ مر گئے اور تمہارا باب مر گیا۔

صفوانی نے احن اور محن میں اور کلینی نے کافی میں تحریر کیا ہے کہ جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا انتقال ہوا تو ایک شخص روتا ہوا آیا اور کہتا تھا۔ آج نبوت کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے جس گھر میں امیر المومنین علی علیہ السلام کا جنازہ موجود تھا اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر دروازے کے پٹ کو پکڑ کر کہا اللہ آپ رحم کرے آپ سب لوگوں سے پہلے اسلام لانے والے ایمان کے لحاظ سے زیادہ مخلص یقین میں زیادہ پکے، اللہ سے زیادہ خوف کھانے والے، بنی کے زیادہ اطاعت گزار۔ آپ کے اصحاب میں سے زیادہ امن پسند۔ زیادہ اچھے مناقب کے مالک، زیادہ سواہق کے مالک آنحضرت سے خلق نعت اور فضائل اور فضائل میں زیادہ مشابہ آپ لوگوں سے زیادہ خفیف آواز والے تھے، بزرگی کے لحاظ سے پہاڑ تھے، سب سے کم گو تھے، زیادہ ٹھیک بات کہتے تھے، زیادہ بہادر دل والے تھے، اچھے عمل والے تھے، زیادہ پختہ یقین والے تھے اس بات کی حفاظت کی جس کو لوگوں نے ضائع کیا اس کی گھیبانی کی جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا، خالوں سے بدلہ لیا، کافروں کے لئے عذاب، مومنوں کے لئے جہنم پناہ، توحید جو پہاڑ کی مانند ہو، جس کو جھکڑ تواریں نہ نہ سکیں، نیچے کے لئے مہربان باپ، بیویوں کے لئے مہربان شوهر کی مانند تھے، آپ نے برابر تقسیم کیا۔ رعایا میں انصاف سے کام لیا، آپ نے آگ کو بجھایا، اور بتوں کو توڑا، بت خانوں کو ذیہل کیا اور رحمن کی عبادت کی ٹوکوں نے متوجہ ہو کر دیکھنا چاہا لیکن کسی شخص کو نہ دیکھا، امام حسن علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ شیخ کون تھا۔ آپ نے فرمایا فخر علیہ السلام تھے۔

انبار اوطالین میں مذکور ہے کہ رومیوں نے مسلمانوں کو قید کیا، انھیں ہوشیہ کے سامنے پیش کیا، اس نے ان پر کفر پیش کیا، مسلمانوں نے انکار کر دیا، اس نے ان پر گرم نہتیوں کا تس ڈالنے کا حکم دیا، اس نے ان میں سے ایک آدمی کو ان کے حالات بتانے کے لئے چھوڑ دیا وہ جا رہا تھا کہ اس نے گھوڑوں کے کھڑوں کی آواز سنی یہ دیکھ کر دیکھنے لگا اس نے اپنے ان ساتھیوں کو دیکھا جن کو گرم نہتیوں میں ڈال دیا گیا تھا، اس نے ان سے سبب پوچھا انھوں نے کہا کہ خشکی اور تری کے شہدائے ہاں سنا دی کی گئی ہے کہ آج رات علی بن ابی طالب علیہ السلام شہید ہو گئے تھے اس پر جا کر نماز جنازہ پڑھو ہم نے نماز جنازہ پڑھ لی ہے اور اپنے اپنے گھرانوں کی طرف جا رہے ہیں۔

ابو ذرہ رازی باسناء و نوبہ منصورین عمار سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے پوچھا گیا کہ تم نے عیسیٰ بن

ادھکاب
نیۃ

یوں

لی یون مرجاتا
تو کس پڑپائیں
گئے۔ ابن
تین دن تک

سے بھی
ٹھایا جاتا

چھا کہ جس
اس کے

مذکور کا ہے
بی انتقال
سا اور

چیز کیا دیکھی، کہا وسط سندر میں چٹان دیکھ رہے ہو۔ ہر روز ایک ہرندہ شتر مرغ کی مانند نکل کر اس
 یہ نہ دیکھتا ہے۔ پوری طرح بیٹھ کر ایک سر نکال کر جوڑا۔ پھر ہاتھ کو اسی طرح ایک ایک بازو لایا۔ بازوؤں کو
 ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا۔ حتیٰ کہ وہ مکمل انسان بن کر بیٹھ گیا۔ جب اٹھنے کا ارادہ کیا تو پھر اس کے
 ٹہرے ٹہرے کر دیتے پہلے اس کے سر کو اٹھایا۔ باقی اعضا کو ایک ایک کر کے اٹھایا۔ جب کافی عرصہ اس
 طرح کرتا رہا۔ تو ایک دن میں نے اس کو آواز دی۔ تم پر ہلاکت ہو۔ تم کون ہو؟ میری طرف متوجہ ہوا اور
 کہا یہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے قاتل عبدالرحمن بن ملجم ہیں۔ اللہ عزوجل نے اس پرندے
 کو اس پر مسلط کر دیا ہے جو قیامت تک اس کو عذاب دیتا رہے گا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ عبدالرحمن
 ابن ملجم کی قبر سے کتے کے بھونکنے کی آواز سنتے ہیں۔

خلیفہ مسترشد نے حاکم کر بلا اور نجف کا مال لے لیا۔ اور کہا قبر کو خزانہ کی ضرورت نہیں ہے فوج
 نے اتحاد کے اس کو اور اس کے بیٹے راشد کو قتل کر دیا۔

ابو سکان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ نہا جھک گیا تھا۔ جو غری (نجف) کے رہنے
 میں تھا۔ فرمایا۔ ہاں یہ اس وقت جھک گیا۔ جب لوگ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے جنازے کو گئے
 تھے۔ تو یہ افسوس اور غم کی وجہ سے جھک گیا تھا۔

غزالی کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نجف میں دفن ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام کے جنازے
 کو اونٹنی پر سوار کر کے لایا گیا تھا۔ جب اونٹنی قبر کی جگہ پہنچتی تو بیٹھ گئی۔ حتیٰ اٹھانے کی کوشش کی گئی۔ مگر
 آپ کو اسی جگہ دفن کیا گیا ہے۔

ابو یوسف شیرازی اپنی کتاب میں حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے وفات
 کے وقت حسن اور حسین سے وصیت فرمائی تھی۔ کہ جب میں انتقال کر جاؤں گا۔ تو تم میرے سر ہانے جنت
 کا حنوط اور تین کفن جو جنت کے ریشم کے ہوں گے پہنو گے۔ مجھے غسل دینا۔ حنوط لگانا۔ اور کفن پہنانا۔
 امام حسن علیہ السلام کا بیان ہے۔ ہم نے حضرت امیر علیہ السلام کے سر ہانے سونے کا جلیق پہنا جس
 میں جنت کے کافور کے تین شہات رھے ہوئے تھے۔ اور جنت کی پیری بھی رکھی ہوئی تھی۔ جب غسل و کفن
 سے فارغ ہوئے۔ تو ایک اونٹ آگیا۔ آپ کا جنازہ اس پر سوار کر دیا گیا۔ اور اس بات کی حضرت کی

لے اس بارے میں مفصل حالات ہماری کتاب آیات جلی توجہ فرماتے الغری میں ملاحظہ کریں بہترین چیز ہے ۱۲ محدث شریف علی عند

کر دی جلتے۔

رحمۃ اسناد ابو الحسن بن ج. نے کہا۔ ہم یوں نے اس صندوق کو دیوار کی تعمیر سے پہلے دیکھا

تھا۔ اس دیوار کو حسن بن زید نے بنایا تھا۔

اہل میں تحریر ہے ایک خلیفہ ربارون رشید مغربین اور ثور کے علاقہ میں سکار کی غص سے کیا۔ اس نے کتے ہزوں پر چھوڑ دیے۔ ہزوں نے دھتوں کے جھنڈ میں پناہ لی کتے وائیں آگئے۔ مرن پھرے اترے کتے پھر پھوڑ دیے گئے۔ پہلے کی طرح واقعہ پیش آیا۔ نبی اسد نے ایک بزرگ سے اس سبب پوچھا۔ کہا اہل جگہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر سے۔ اللہ عزوجل نے اس کو حرم بنایا جو بھی پناہ لیتا ہے۔ امن میں آجاتا ہے۔

اہل سنت کی ایک جماعت اہل بیت علیہم السلام کے فضائل نقل کرنے پر مجبور ہے۔ اگر آپ نے فضائل کا انکار کیا ہے۔ تو دوسرے نے لکھ کر اس کا رد کر دیا ہے۔ ان حضرات کی تواریخ۔ صحاح۔ من جوامع۔ سیر اور تفاسیر مناقب اہل بیت سے مملو ہیں۔ اگر ایک میں کوئی بات نہیں ہے۔ تو دوسری میں مل جاتی ہے۔ ایک خلق کثیر نے اہل بیت علیہم السلام کے مناقب کو بیان کیا ہے مناقب اہل بیت علم صنوی بن کیا ہے۔ مندرجہ ذیل حضرات نے کتب تک تحریر کیں ہیں۔

۱۔ کتاب المناقب و کتاب فضائل فاطمہ علیہا السلام

۲۔ کتاب التذکرہ۔ مصنفہ ابن جریر طبری

۳۔ تفضیل الحسن و حسین علیہما السلام۔ مسند امیر المومنین اخبارہ و فضائلہ

۴۔ کتاب العلوی اور کتاب فضل بنی ہاشم علی بنی امیہ

۵۔ منقبۃ المطہرین فی فضائل امیر المومنین۔ و رانزل فی من انقراض فی امیر المومنین علیہ السلام۔ ابو نعیم اصفہانی

۶۔ موقوف کی کتاب فضائل امیر المومنین اور کتاب فضائل امیر المومنین

۷۔ ابو الحسن رویانی بحیثیہ

۸۔ ابوبکر محمد بن مومنین شیعہ کی کتاب نزول القرآن فی شان امیر المومنین۔

۹۔ ابوصالح عبد الملک و ذوال کتاب الامین فی فضائل امیر المومنین علیہ السلام

۱۰۔ احمد بن حنبل مسند اہل بیت اور فضائل الصحابہ۔

۱۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن منذر الخفاف علی سائر البرہ۔ (۱۲) ابن مغازی کتاب مناقب

۱۲۔ ابو عبد اللہ بصری کتاب العجائب

۱۳۔ ابو القاسم البستی کتاب المراتب

۱۴۔ نیش کو سر کی

۱۵۔ بن علیہ السلام

۱۶۔ مکتبہ

۱۷۔ مکتبہ

۱۸۔ مکتبہ

۱۹۔ مکتبہ

۲۰۔ مکتبہ

۲۱۔ مکتبہ

۲۲۔ مکتبہ

۲۳۔ مکتبہ

۲۴۔ مکتبہ

۲۵۔ مکتبہ

۲۶۔ مکتبہ

۲۷۔ مکتبہ

۲۸۔ مکتبہ

۲۹۔ مکتبہ

۳۰۔ مکتبہ

۳۱۔ مکتبہ

۳۲۔ مکتبہ

۳۳۔ مکتبہ

۳۴۔ مکتبہ

۳۵۔ مکتبہ

۳۶۔ مکتبہ

۳۷۔ مکتبہ

۱۵۔ بخاری بولتا ہے کہ کتاب الحدائق۔

یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ نہ منکرین بھی آپ کے مضامین کا دم بھرتے ہیں۔

شہد الانام بفضلہ فی العدا الفضل ماشہدتہ الاعدا

یہودی مناقبہم لنا اعداؤہم لافضل الا مارواہ حسود

مسم بخاری ابن حبہ اور قطری نے نبی کی بی عاشرہ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

وسم بیکار ہو گئے۔ آپ اہل بیت سے دوسروں کے ہاوس سے ہر گز نہ ملے۔ ایک فصل تھے ایک اور آدمی

تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نشان دیتے جارہے تھے۔ آپ نے سر پر مضبوطی سے کپڑا باندھا ہوا

تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوسرے آدمی سے مراد علی علیہ السلام ہیں

معاویہ نے اہل بیت سے کہا کہ تم نے تمام بگڑے نامہ لکھ کر علی کے ذکر کی مناسبت گرا دی ہے۔

ابن عباس۔ آپ ہمیں قرآن پڑھنے سے منع کرتے ہیں

معاویہ۔ نہیں۔

ابن عباس۔ قرآن کی تفسیر بیان کرنے سے منع کرتے ہیں؟

معاویہ۔ ہاں۔

ابن عباس۔ قرآن کی تفسیر تو نہیں لیکن اس کا مفسر کسی سے دریافت کریں۔

معاویہ۔ غیر اہل بیت سے دریافت کرو۔

ابن عباس۔ قرآن ہم لوگوں پر نازل ہوا اور اس کا مطلب دوسرے لوگوں سے جا کر پوچھیں۔ آپ

ہیں اللہ کی عبادت سے منع کرتے ہیں آپ کے من من سے امت تباہ ہو جائے گی۔

معاویہ۔ جو کچھ تم لوگوں پر نازل ہوا ہے۔ اس کو پڑھو تو سہی۔ لیکن اس کی آگے روایت نہ کرو۔

لیطغواذ نور اللہ بانوارہم

معاویہ نے اعلان کیا کہ جو شخص علی کے فضائل بیان کرے گا میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ واللہ

متبر نورہ ولو کما الکافرون

مفتی باب، قسم

قاضی امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام

فصل ۱

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں فیصلے

تفسیر یوسف تظان میں یکسٹھ ثوری سدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرو بن خطاب کے پاس موجود تھا، کعب بن اشرف، نایک بن صیفی اور بن خطاب نے آکر کہا کہ جب تمہاری کتاب میں یہ آیت موجود ہے: **وَجَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَرَاسُهَا جَبَابُ** بہشت کی وسعت آسمانوں اور سات زمینوں کے برابر ہے، تو یہ موت کے روز تمام بہشتیں کہاں سما سکیں گی؟ حضرت عمر نے کہا میں اس بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ اسی اثنا میں حضرت علی علیہ السلام نے شریفیہ دے کر آپ نے فرمایا: تم کس سرج بچاؤ میں پڑے ہو؟ یہودی نے مسئلہ بیان کیا، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: مجھے تم لوگ اس بات سے آگاہ کرو کہ جب رات ہوتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے اور جب دن ہوتا ہے تو رات کہاں جوتی ہے؟ کہا گیا: یہ بات اللہ عزوجل کے علم میں ہے۔ آپ نے فرمایا: بہشتیں بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں، کہ وہ کہاں جوتی ہیں، حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا، اور یہ آیت نازل ہوئی: **فَإِنَّمَا أَهْلُ الذِّكْرِ أَكْثَرُ** لائق مومن اگر تم نہیں جانتے تو صاحبانِ ذہن سے دریافت کرو۔

واقعی اور اسحاق طبری نے بیان کیا ہے کہ حنظلہ بن ابی سفیان نے عبید بن داؤد ثقفی سے کہا کہ تم علیؑ کے خلاف اس بات کا دعویٰ کر دو۔ کہ میں نے اتنی مثال سونا اور ایک امانت جو محمدؐ کے سپرد کی تھی، وہ تو مکہ سے بھاگ گئے تھے۔ اور تم ان کے وکیل ہو۔ بعد ازیں چیزیں مجھے دے دو۔ اگر علیؑ اس بات پر گواہ طلب کریں، تو ہم گروہ قریش اس بات کی گواہی دیں گے۔ اس کے عوض میں اسے ایک سو شتال

سونا دیا گیا اور بند کے گلے کا دار بھی دیا گیا جس کی تمیزت دس مثقال سونا تھی۔ عید نے علی علیہ السلام کے
 غلات دعوے کر دیا۔ حضرت نے تمام دو بیعتوں کی چھان بین کی۔ سراسر پیمانے مالکوں کے نام تھے
 تھے۔ حمیر کی دو بیعت کا کہیں نام نہ تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے حمیر کو بہت سمجھایا کہ اس جھوٹے
 دعوے سے باز آ جاؤ لیکن اس نے ایک نہ مانی اور کہنے لگا اس بار سے میں میرے پاس گواہ موجود
 اور وہ یہ ہیں۔ امیر علیہ السلام نے حکمران عقیل بن ابی معیط۔ ابو سفیان اور حنظلہ۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ وہ چالاک کی ہے۔ جو اپنے موجد کی طرف پلٹے گی۔ آپ نے حکم دیا
 کہ گواہوں کو کعبہ میں بٹھا دیا ہلے۔ حمیر سے فرمایا اسے تنقی بھائی۔ اب بتاؤ یہ امانتیں آپ نے رسول
 کو کس وقت دی تھیں؟ کہا۔ چاشت کا وقت تھا۔ آنحضرت نے ان امانتوں کو لے کر اپنے ایک غلام
 کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر ابو جحش کو دیا۔ اور اس سے پوچھا۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ پھر ابو سفیان
 کو طلب کیا۔ اور اس سے دریافت کیا۔ اس نے کہا غروب آفتاب یہ چیزیں دیں تھیں۔ آنحضرت نے ان
 کو ہاتھیں سے کرپنی استین میں رکھ دیا تھا۔ پھر حنظلہ کو بلا کر دریافت کیا۔ اس نے کہا یہ واقعہ بالکل
 نصف النہار کا ہے۔ جب یہ چیزیں دے کر لوٹا تھا۔ تو آنحضرت نے اسے چیزیں رکھ دیں تھیں۔ حنظلہ کو
 بلا کر پوچھا اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیزیں لے کر اسی وقت صبح میں بھجوا دیں تھیں اور عصر کا وقت
 تھا۔ عکرمہ کو بلا کر پوچھا اس نے کہا یہ واقعہ سورج نکلنے کے وقت کا ہے۔ آپ نے یہ چیزیں اسی وقت ظہر
 کے گھر بھجوا دیں تھیں۔ پھر حضرت حمیر کی طرف متوجہ ہو کر دہانے لگے۔ کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا ملک
 زرد پڑ گیا ہے۔ اور تیرے حالات بڑے کٹے ہیں۔ عرض کیا۔ میں حق بات کہوں گا۔ اللہ کے کھڑی قسم دھڑ
 کبھی نلاج نہیں پاتا۔ میں نے محمد کے پاس کوئی چیز مانگ نہیں رکھی تھی۔ ان دو چیزوں نے مجھے اس
 کام کے کرتے پر مجبور کیا۔ ایک یہ دینا ہیں اور دوسرے ہند کا ہے جس پر اس کا نام حسر ہے
 ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے وہ تلوار لا دو جو کھر کے کونے میں پڑی ہے حضرت نے تلوار
 کو ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ کیا تم لوگ اس تلوار کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا۔ یہ تلوار حنظلہ کی ہے۔ ابوسفیان
 نے کہا یہ خزانہ مٹی ہے۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا اگر تو اپنی بات میں سچا ہے۔ تو یہ تیرا خدام صبح
 جیسی کہاں ہے؟ جواب میں کہا۔ طائف میں ہے اور کام کرنے گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا افسوس کی بات
 ہے۔ اس کے آنے کی امید ہے۔ اگر سچے ہو تو کسی کو بھیج کر یہاں بلاؤ۔ یہ سن کر ابوسفیان چپ ہو گیا۔

امیر علیہ السلام قیام فرما ہونے۔ قریش کے دس غلاموں کو ایک جگہ کے کھوونے کا حکم دیا جب انہوں نے کھو دیا تو اس کے اندر مصلع مقتول صورت میں دفن تھا آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ انہوں نے اس کو نکالا اور اٹھا کر کعبہ کی طرف لائے لوگوں نے حضرت سے اس کے قتل کا سبب پوچھا۔ فرمایا۔ ابوسفیان اور اس کے فرزند نے اس کو یہ رشوت دی تھی کہ اگر تم علی کو قتل کر دو تو تمہیں آزاد کر دیا جائے گا پھر یہ شخص راستے میں میرے لئے چھپ کر بیٹھ گیا۔ یہ قتل کرنے کے لئے آگیا پڑا میں نے اس کے سر پر طوب تکالی۔ جس سے فی النار واسقہ ہو گیا میں نے اس کی توار سے لی اور من کے کمر کو باطل کر دیا۔ اب یہ لوگ میرے کذب و عیسہ و سہرا باندہ بن چکے ہیں۔ میرے لئے کہا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ

ابو داؤد اور ابن ماجہ اپنے اپنے سنن میں۔ ابن ماجہ ابانہ میں احمد فضائل الصحابہ میں بھی ابن مردویہ بہت سے ماسطور سے زید بن ارقم سے حدیث کہتے ہیں کہ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں میں شخص ایک روکے کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے حاضر ہوا۔ یہ ایک اس بات کا دعویٰ تھا کہ یہ وہاں بیٹھا ہے جس نے طہر اہل میں ساری من سے ہمت کی تھی۔ اور یہ زمانے جاہلیت کی بات ہے۔ آپ نے ان کے ہاتھوں کے ساتھ فرمودہ دیا ایک کے نام محمد بن ابی ہریرہ لے کر اسے کیا۔ اور ان کے لئے اذان شہادت لایا۔ وہی۔ اذان دونوں ہو چکی دی کہ ایسا کاہ نہ کیا کرو۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات اللہ کہ جس نے مالا ریت میں بھی لیتے اور قرار دیتے ہیں جو داؤد کی سنتوں کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

احمد بن حنبل سند میں اور احمد بن حنبل میں اپنی دونوں کتابوں میں اپنے اپنے نسخوں سے حماد بن سلمہ سے وہ سنہ ۱۰۰ سے وہ حبش بن حاتم سے اور محمد بن قیس سے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان ابو جعفر علیہ السلام کے ہیں چارہاں اس کے لئے ہے جو شیر کے شکار سے لے کر بنایا گیا تھا۔ اب شخص اس میں گیا۔ اس نے دوسرے کو دوسرے کے قیس سے پوچھے کہ پڑا۔ یہ تمام کے تمام گزشتے میں گر کر ہلاک ہو گئے۔ امیر علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ پہلا شخص شیر کا شکار ہوا ہے۔ اس کے اہل پریشاں قرار دی۔ جو دوسرے کے اہل کو ادا کریں۔ وہ سوئے کے اہل پریشاں قرار دیں۔ جو تیسرے کے اہل کو دیں۔ جو تیسرے کے اہل پریشاں قرار دیں۔ کہ وہ چوتھے کے اہل کو ادا کریں۔ یہ خبر

امیر علیہ السلام کے نام تحریر کیا کہ اس جھوٹے گواہ موجود ہیں

یہ نے حکم دیا یہ نے رسول اللہ اپنے ایک غلام

پھر ابوسفیان

حضرت نے ان

یہ واقعہ بالکل

نہیں۔ عقیدہ کو

عصر کا وقت

وقت کا حکم

کہ تیرا رنگ

کی قسم دھوکا

مجھے اس

تحریر

نے تمہارے

ابوسفیان

مصلح

سوس کی بات

یہ ہو گیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ ابو اسحق نے وہ فیصلہ کیا جس کو اللہ عزوجل نے عرش پر کیا ہے

امیر عبیدہ اسد م نے ان لوگوں کا فیصلہ کیا۔ جن پر دیوار گر گئی تھی۔ اور انہیں ہلاک کر دیا تھا۔ اور ان کو جوئے والوں میں وہ گوریلے تھے۔ ایک مذہبی تھی دوسری آزاد۔ آزاد کو آزاد دے دے ایک جھوٹا سا بڑا کا تھا۔ اور نو نڈی کا بھی غلام سے ایک جھوٹا سا بڑا تھا۔ آزاد آدمی بچوں کے متعلق شہادت دے سکا۔ کہ ان میں غلام کا بڑا کون سا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دونوں بچوں پر زاد ہوئے کا قرعہ ڈالا جس کے نام آزاد ہوئے کا قرعہ نکل گیا۔ اس پر آزاد ہوئے کا حکم لگایا۔ ان دونوں کی رضا میں آزاد اور غلام کی میرٹف کا حکم لگایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس فیصلہ کو درست قرار دیا۔

مصعب بن عمیر حضرت ام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت میں مقدمہ سے کر گئے کہ کھانسی سے مدھے کوہ ڈال رہے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ دونوں ابو بکر کے پاس جاؤ۔ اس سے پہلے ان سے وہ بات کرو۔ انہوں نے فرمایا۔ ابوبکر سے پوچھو۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا۔ چنانچہ وہ جا کر دو مار ڈالے۔ کھانسی کے مالک رکوں تا وہ انہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگاہ کیا۔ آپ نے عمر کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت عمر نے بھی وہی بات کہی۔ جو حضرت ابو بکر نے کہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا۔ نبی علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ میر علیہ السلام نے واقعہ سے آگاہ ہو کر فرمایا۔ اگر کھانسی سے مدھے کے مسکن میں داخل ہو کر اسے مار ڈالو۔ اگر کھانسی سے مالک کو گدھے، تہمت دینی چاہتے۔ اگر گدھا گدھے کے بارے میں چھا گیا۔ اور گدھے نے سے مار ڈالا تو گدھے کے۔ نہ مار ڈالی تا وہ انہیں کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نبی علیہ السلام سے در بیان وہ فیصلہ کیسے ہے۔ جو اللہ عزوجل نے کیا ہے۔

احادیث ابھر میں احمد حاکم سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ بن قرقہ نے انصار کے ایک آدمی سے روایت لی ہے۔ کہ ایک شخص کے اونٹ نے مشترک زمین کے اندر سے ٹوڑ دینے سے شخص حضرت علی علیہ السلام کے پاس گیا۔ اور اس کے پاس سے ابوبکر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ نہ پر رائے سے خوش ہوئی۔ جنہیں واجب ہے۔ یا عزاب ناکہ۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا۔ اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نبی علیہ السلام نے جو بات سے وہ تم نے سنا تو ہے سننے میں تھی اب اس پر چکا

ہوں۔ کہ ہر اندے کے عوض ایک ایک روزہ رکعت یا ایک ایک مسبین کو کھانا کھلا دے۔

جابر بن عباس سے روایت کرتے ہیں، اُتی بن کعب نے بنی صلمہ کی خدمت میں یہ بیت پڑھی۔ واسیع

علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے ان میں حضرات ابو بکر

عبیدہ، عمر، عثمان اور عبدالرحمن موجود تھے۔ ان سے پوچھا کہ وہ بھی نعمت کون سی ہے جس کے ذریعے اللہ

عزوجل نے تمہارا امتحان لیا ہے۔ یہ لوگ گہری سوچ میں پڑ گئے کہ روزی بتائیں، لباس بتائیں اولاد یا بیویاں

بتائیں جب سب چپ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ابوالحسن، تم بتاؤ۔ عرض کیا اللہ عزوجل نے

مجھے پیدا کیا۔ حالانکہ میرا نام نثان تک نہ تھا۔ میرے ساتھ یہ پیشی کی کتبچہ زندہ پیدا کیا کہ مردہ۔ اس نے

مجھے اچھی شکل اور مناسب تربیت سے پیر کیا۔ مجھے سوچنے اور یاد رکھنے والا بنایا۔ مجھے شعور عطا کیا۔ جس کے

ذریعے میں غائب چیزوں کو جانتا ہوں۔ میرے اندر ایک سراج مینر قرار دیا۔ مجھے اپنے دین کی رہنمائی کی۔ اور

مجھے اپنی راہ سے گمراہ نہ کیا۔ مجھے خود مختار و مالک بنایا۔ مملوک نہ بنایا۔ زمین و آسمان کے اندر ہر جگہ ہے اس کو

برا مطلق بنایا۔ ہمیں مرد بنایا جو اپنی عورتوں پر حکومت کرتے ہیں۔ عورتیں نہیں بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جملہ کے

ختم ہونے پر فرماتے جاتے تھے تو نے سچ کہا۔ پھر فرمایا، اس کے بعد کیا ہوا؟ عرض کیا، دن تصدق و انعمۃ

اللہ کا انحصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیکر دیا اور فرمایا، تجھے حکمت مبالغہ ہو۔ تجھے علم مبالغہ ہوا۔ اے ہر کس

تم میرے علم کے وارث ہو میرے بعد میری امت میں جو خدو ف ہوگا۔ اس کی وضاحت کرو گے۔

عبیدہ بن ابی رباح نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ، لی اللہ بیزرب اللہ سے پھر اس بات پر قائم رہو میں نے

کہا بیزرب اللہ ہے۔ نہیں ہے میری ذینق کر اللہ کے ساتھ۔ اسی پر پھروسہ کرتا ہوں۔ اور کسی طرف جوع

کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ابوالحسن، تجھے علم مبالغہ ہو۔ تجھے علم پلایا گیا اور دوبارہ پلایا ہے۔

فضائل احمد میں اسماعیل بن عیاش بن عیاش سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت

علی بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک فیصد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک نوبہ حدیث

فرمایا آپ نے فرمایا شکر ہے اللہ عزوجل کا جس نے ہم اہل بیت میں حکمت کو قرار دیا ہے۔

یہا جس کو اللہ عزوجل

دیا تھا اور ان ملک

تجرو، سار کا تھا۔

سکا کہ ان میں غلام

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

کے نام آنا دہونے

فصل ۲

حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں امیر المؤمنین حضرت علی کے فیصلے

شیعہ سنی دونوں نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت ابو بکر نے ایک شرابی پر حد قائم کرنا چاہی۔ اس شخص نے کہا۔ میں نے شراب تو پی ہے۔ لیکن مجھے اس کی حسرت کا علم نہیں تھا۔ کسی کو حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ آپ سے اس بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا۔ دو مسلمان تقیب مہاجرین اور انصار کے پاس روانہ کرو۔ جو گھوم کر ان حضرات سے دریافت کریں اور انہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھیں کہ تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس پر آیت تحریر ہو چکی ہو یا کسی نے اسے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی ہو۔ اگر وہ آدمی اس بات کی شہادت دیں تو اس شخص پر حد قائم کر دو۔ اور اگر اس بات کی شہادت نہ دے۔ تو اس شخص سے توبہ لے لو۔ اور اسے چھوڑ دو۔ وہ شخص اپنی بات میں سچا تھا۔ اسے چھوڑ دیا گیا۔

حضرت ابو بکر سے ایک اور شخص نے ایک دوسرے آدمی کے بارے میں پوچھا۔ کہ اس نے ایک کنواری عورت سے شادی کی اور رات کے وقت اس نے بچہ جنا۔ آپ نے کہا میں اس کو نہیں جانتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ عورت نوٹھی ہوگی۔ جو اس شخص سے حاملہ ہوگی۔ اسے آزاد کر کے زوجیت میں لے لیا۔ اور وہ شخص مر گیا۔ اس لحاظ سے بیٹے اور ماں نے اس کی میراث چھ پائی۔

ایک اور شخص ایک آدمی کو حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں سے آیا۔ اور اس نے بیان کیا کہ اسے میری ماں کے خیال سے اقدام مواجے فرمایا۔ اسے جاکر سورج کے نیچے لٹا کر اور اس کے سایہ پر حد جاری کر خواب سایہ کے ماتھے پر۔ لیکن ہم غریب اسے متزاویں گے۔ تاکہ آئندہ یہ مسلمانوں کو سلیف نہ دے۔

ابو بصیر ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں مسلمان ساحل عدن پر ایک مسجد تعمیر کرتے تھے۔ جب تعمیر سے فارغ ہوئے تو مسجد کی پڑتی تھی۔ پھر ناتے تھے پھر گر پڑتی تھی آخر نامہ امیر عبیدہ اسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے خطبہ دیا۔ لوگوں کو قسم دے کر پوچھا۔ اگر تم میں سے کسی شخص کو اس سبب کا علم ہو۔ تو وہ بیان کرے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ قبلہ کی طرف سے اس کے دائیں اور بائیں حصہ زمین کو کھودو تو تمہیں وہاں دو قبریں نظر آئیں گی۔ جن پر یہ مبارک شہر ہوگا اتنا دشمنی و اختیاری حبائیں رضوی ہوں اور میری بہن جابرہ ہم عزیز جبارہ کے ساتھ نہ ک نہیں کرتے۔ تھے۔ یہ

دونوں موجود ہوں گی۔ انھیں غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دینا۔ پھر مسجد کی تعمیر کرنا وہ باقی رہے گی
حضرت علی علیہ السلام نے جس طرح فرمایا۔ ان لوگوں نے ویسا کیا۔ اور سب پرانی جگہ تانم رہی۔ اور پھر
نہ گری۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہ جو نہ راہیوں نے سوال کیا کہ جب اور نفوس میں کیا فرق ہے حالانکہ ان کا
منبع ایک ہے نیز پیچھے خواب اور جھوٹے خواب میں کیا فرق ہے۔ اور ان کا مرکز ایک ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عمر کی طرف اشارہ کیا۔ جب اس سے پوچھا تو اس نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ جب حضرت
سے دُوب اور نفوس کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا اللہ عزوجل نے ارواح کو اجسام سے دو ہزار سال پہلے پیدا
کیا۔ اور انھیں ہوا میں ساکن کیا۔ جن کو وہاں پہچانا ان کو یہاں بھی پہچانتے ہیں۔ جن کو یہاں نہ پہچانا ان کو یہاں بھی
اختلاف کرتے ہیں پھر اس نے حضرت علی علیہ السلام سے حفظ اور نسیان کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ جب
اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو ان کے دل پر ایک پردہ ڈالا۔ جب کوئی چیز دل سے گذرتی ہے اور
پردہ کھلا ہوا ہوتا ہے۔ تو اسے آدمی یاد کرتا ہے۔ اور جب بند ہوتا ہے۔ تو آدمی بھول جاتا ہے۔ پھر انھوں نے
دیوانہ وار اور رویائے کاویہ کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا جب اللہ عزوجل نے روحوں کو پیدا کیا تو ان پر ایک
سلطان مقرر کیا جو نفوس سے جب آدمی ہوتا ہے تو روح چلی جاتی ہے تو سلطان باقی رہ جاتا ہے۔ روح کا گذر
جب فرشتوں کے ہاں سے ہوتا ہے۔ تو وہ خواب سچا ہوتا ہے۔ جب جنت کے پاس سے ہوتا ہے۔ تو وہ
خواب جھوٹی ہوتی ہے۔ یہ جوابات سن کر دونوں نصرانی مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت امیر علیہ السلام کے سامنے جنگ
مغین میں شہید ہوئے۔

فقہاء اہل بیت اور تفسیر ثعلبی میں تحریر ہے کہ حضرت ابوبکر سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ وذلکھذا
والبابا کما کون آسمان مجھے سایہ کرے گا۔ کون سی زمین مجھے جگہ دے گی۔ کہاں جاؤں گا اور کیا کروں گا۔ اگر میں نے
کتاب کے بارے میں وہ بات کہہ دی جس کو میں نہیں جانتا تھا۔ تو لکھتے کہ معنی میں جانتا ہوں اور ابائے معنی
اللہ بہتر جانتا ہے اہل بیت علیہم السلام کے روایات میں ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کو اس بات کا ہم ہوا
آپ نے فرمایا ابائے گھاس کو کہتے ہیں۔ اللہ نے یہاں انڈیز میں کاؤ کر دیا ہے جو انسان اور حیوان کے لحاظ سے کام آتی
ہے اور ان کی زندگی کا باعث ہیں۔

بادشاہ دوم کے چچا نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ ایک ایسا شخص ہے جو نہ پیشانی خواہش رکھتا

لے فیصلہ

اس شخص نے

السلام کی خدمت میں

روانہ کرو۔ جو

مقصود موجود ہے

کی ہو۔ اگر وہ

تو اس شخص

ایک کنواری

حضرت علی علیہ

لیا۔ اور وہ شخص

اگر اسے میری

باری کر خواب

میں مسلمان

مگر پڑتی تھی

لوگوں کو قسم

نے فرمایا قبلہ

تخریر ہوگی

تھے۔ یہ

ہے اور نہ ہی دوزخ سے ڈرتا ہے اور نہ اللہ کا خوف کرتا ہے۔ نہ رکوع کرتا ہے نہ سجدہ کرتا ہے۔ وہ اور
 خوش عطا ہے۔ اس بات کی شہادت دیتا ہے جس کو میں نے دیکھا نہیں تھنے کو دوست رکھتا ہے اور حق
 سے بھٹکتا رکھتا ہے وہ کون ہے؟ حضرت ابو بکرؓ اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہ تم نے غیپ
 کفر کی یہ دہائی کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عیب سلام کو اس بات سے آگاہ کیا گیا آپ نے فرمایا یہ شخص اللہ کا طالب ہے جو نہ
 بہشت کی امید رکھتا ہے اور نہ ہی آگ سے ڈرتا ہے لیکن اللہ سے ڈرتا ہے اور اللہ کے علم سے نہیں ڈرتا
 اور اللہ کے انصاف سے ڈرتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے نہ رکوع کرتا ہے اور نہ ہی سجود۔ مگر یہی اوجہ جہاں ہے
 مال اور اولاد کو دوست رکھتا ہے، انما اموالکم واولادکم، بہشت اور دوزخ کو دیکھ نہیں سکتی ان کی گواہی دیتا
 ہے۔ اور موت کو وہ نہ پسند کرتا ہے نہ لگاتار وہ حق ہے۔

اس اجماع ابو بکر سے سوال کرتے کہ بعد جواب نہ پاس کی صورت میں جناب امیر سے سوال کرتا ہے کیا
 فی اصل کیا ہے؟

جناب امیر۔ پانی۔ وجعلنا من الماء کل شیء حی
 اس جاوت۔ وہ دوزخ سے جہاد میں جو کلام کرتے ہیں؟
 جناب امیر۔ آسمان اور زمین۔

اس جاوت۔ وہ کون سی چیزیں ہیں جو خوشی برحق رہتی ہیں۔ یہیں مخلوق نہیں دیکھتی؟
 جناب امیر۔ طاقت اور دن۔

اس جاوت۔ وہ کون سا پانی ہے جو آسمان میں ہے اور نہ ہی زمیں سے؟
 جناب امیر۔ وہ پانی جو سیدان کے مقبروں کے پاس بھیجا تھا وہ غمخواروں کا پسینہ تھا۔
 اس جاوت۔ وہ کون سی چیز ہے جس میں روح تو نہیں ہے لیکن سانس لیتی ہے؟
 جناب امیر۔ صبح و جمعہ اذا نفس

اس جاوت۔ وہ کونسی قبر ہے جو اپنے مکن کو سے کر چلتی رہی ہے؟
 جناب امیر۔ یہ یونسؑ کی قبر ہے جو مچھلی کے کمرے میں پھرتی رہی۔

فصل ۲

حضرت عمر کی خلافت میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے

اثبات النفس میں تحریر ہے کہ ایک لڑکے نے حضرت عمرؓ سے اپنے والد کا مال غصب کیا جو کوفہ میں مر گیا تھا اور یہ لڑکا مدینہ میں تھا حضرت عمرؓ نے وفات پزیر ہو کر دیا۔ باہر جانظرطم کی وہ لڑکا واپس لے گیا۔ حضرت علیؓ علیہ السلام مل پڑے آپ نے فرمایا۔ اسے مسجد میں لے آؤ تاکہ اس کی قیامت سے آگاہ کر دوں۔ لڑکا دیا گیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے پوچھا۔ اس لڑکے نے لڑکا کہا۔ حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تمہارے درمیان وہ فیصلہ کروں گا جس کو اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کے اوپر فرمایا ہے۔ یہ فیصلہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جسے اپنے علم کے ساتھ نوازا ہو۔ پھر حضرت علیؓ علیہ السلام نے بعض ارباب کو بلایا اور آپ نے فرمایا۔ کدال کا وہ مجھے لڑکے کے والد کی قبر کے پاس سے چلو۔ یہ لوگ چل پڑے آپ نے فرمایا۔ اس قبر کو کھودو اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکال کر لاؤ آپ نے پسلی لڑکے کو دے کر فرمایا۔ اس کو سونگھو جب لڑکے نے اسے سونگھا تو اس سے متحنون سے خون بہنے لگا۔ حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ اس شخص کا لڑکا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ صرف من بہنے سے اسے اس دے دیا جائے آپ نے فرمایا یہ تم سے زیادہ اس کا مستحق ہے اور تمام متحنون سے بھی حضرت امیر علیہ السلام نے تمام حاضرین کو پسلی سونگھنے کا حکم دیا۔ تمام نے سونگھا۔ کسی کے متحنے سے خون نہ پڑا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دوبارہ لڑکے کو پسلی سونگھنے کا حکم دیا۔ اس نے سونگھا۔ اس کے متحنون سے بہت سا خون جاری ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ شخص اس کا باپ ہے۔ مال اس کے ہاں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! میں نے کبھی جھوٹ کہا ہے۔ اور نہ ہی کبھی میری بات جھوٹی ثابت ہوئی ہے۔

ایک مرد اور عورت حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے مرد نے کہا یہ عورت زانیہ ہے عورت نے کہا یہ مجھ سے زیادہ زانی ہے۔ حضرت عمرؓ نے تھک دیا کہ دونوں کو کوڑے لگائے جائیں۔ حضرت علیؓ عید السلام نے فرمایا۔ ابھی حد جاری نہ کی۔ عورت پر دو حدیں جاری کر دو۔ اور مرد پر دو حدیں نہیں ہے۔ عورت پر ایک حد زانیہ۔ جس کا اس نے خود اقرار کیا ہے۔ دوسری تہمت لٹسنے کی۔

عمر بن داود امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ عقبہ بن ابی معیط مرگیا۔ بخاری سے پر حضرت

علی علیہ السلام اور صحابی کی ایک جماعت حاضر ہوئی جس میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ ایک حاضر آدمی سے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: عقیدہ مرتسبہ میں۔ اور پیری عورت تم پر حرام ہو گئی ہے۔ اس سے مقاببت کہ سے پچھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اسے بوا حسن: یوں تو آپ کا ہر فیصلہ انوکھا ہوتا ہے۔ لیکن یہ تو حیران ہے کہ مرتسبہ کوئی اور عورت کسی کی اپنے مرد کے لئے حرام ہو جائے۔ فرمایا: ہاں یہ ٹھیک ہے یہ عقیدہ تھا اس نے ایک آزاد عورت سے عقد کیا تھا۔ یہ عورت عقبہ کی میراث میں شریک ہوئی۔ تو اس عورت شوہر خود اپنی عورت کے بعض حصے کا غلام ہو گیا۔ آزاد عورت سے غلام متمتع نہیں ہو سکتا۔ جب تک غلام اسے آزاد کر کے پھر شادی نہ کرے۔

روض الجنان میں ابو الفتوح رازی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ پاس چالیس عورتیں حاضر ہوئیں اور آپ سے مرد کی شہوت کے بارے میں پوچھا۔ کہا مرد کو ایک حصہ اور عورت کو نو حصے زیادہ ہوتی ہے کہنے لگیں کہ اس کی کیا وجہ کہ جس کے پاس ایک حصہ شہوت ہو۔ وہ عقد دائمی منع اور لونڈیاں رکھتا ہے اور جن کے ہاں نو حصے شہوت کے ہیں۔ وہ صرف ایک شوہر رکھ سکتی ہے؟ یہ سن کر حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے۔ یہ مقدمہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ہر ایک عورت کو پانی کا ایک ایک گلاس لانے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا: اس کو اجازت میں گرا دو۔ پھر ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنا پانی پئے۔ عورتیں بیک زبان عرض کرنے لگیں ہم اس بات کی تمیز نہیں کر سکتیں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: مودعیہ ہوں (تو اولاد کی تمیز نہیں ہو سکے گی۔ نسب اور میراث باطل ہو جائے گی)۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ کے بعد مجھے اللہ باقی نہ رکھے۔

حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت آئی۔ اور کہنے لگی کہ ایک عورت شوہر وار ہو۔ اور اپنے باپ کی اجازت سے شادی کی ہو۔ اور اب دوسرا شوہر کرنا چاہتی ہے کیا یہ بات اس کے لئے جائز ہے؟ سامعین نے انکار کیا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اپنا شوہر میرے پاس لاؤ۔ اسے آپ نے حکم دیا کہ اسے طلاق دے دو۔ اس نے طلاق دے دی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: یہ شخص نامرد تھا۔ اس شخص نے اس بات کا اقرار کیا عورت نے عذر گزاری ہے بغیر دوسرے آدمی سے عقد کر لیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ کیا۔ ایک شوہر وار عورت کا جس نے منہ سیاہ کیا تھا ایک چھوٹے لڑکے کے ساتھ۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اسے رجم کیا جائے۔ حضرت علی

عید السلام نے فرمایا یہ رجم نہیں ہوگی۔ بلکہ اس پر حد قائم ہوگئی۔ جس نے اس سے زنا کیا ہے۔ وہ بائع نہیں ہے۔
 من کے ایک شادی شدہ آدمی نے دینے میں زنا کیا حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اسے رجم کیا جائے۔ امیر المؤمنین
 حضرت علیؓ نے عید السلام نے فرمایا یہ اپنے اہل و عیال اور شہر سے دور ہے۔ یہ رجم نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس پر حد
 واجب ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ لا ابقانی اللہ لمعضلة لم یکن بها ابوالحسن اللہ مجھے اس مشکل کے لئے باقی نہ
 رہے جس کے حل کرنے کے لئے ابوالحسن موجود نہ ہوں۔

اصح بن نباتہ سے روایت ہے کہ پانچ زانیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ نے رجم کرنے کا حکم دیا۔ امیر
 المؤمنین نے اس حکم کو صحیح نہ سمجھا۔ آپ نے ایک کی گردن اڑادی۔ دوسرے کو رجم تیسرے پر حد قائم کی۔
 چوتھے پر چاقو کوڑے نصف حد قائم کی۔ پانچویں کو صرف سزا دی۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ نے یہ کیوں کیا حضرت
 امیر علیہ السلام نے فرمایا پہلی شخص ذمی تھا۔ اس نے مسلمان عورت سے زنا کیا۔ اپنے ذمہ سے نکل گیا۔ دوسرا شادی شدہ
 تھا۔ اس نے زنا کیا۔ ہم نے اسے رجم کیا تیسرا ذاتی غیر شادی شدہ تھا۔ ہم نے اس پر حد قائم کی۔ چوتھا ذاتی غلام تھا
 ہم نے اس پر نصف حد قائم کی۔ پانچویں پاگل تھا۔ اسے صرف سزا دی۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا۔ اے ابوالحسن!
 میں اس قوم میں زندہ رہوں جس میں آپ موجود نہ ہوں۔

حواثق ابوترباب الخلیفہ کافی۔ یحییٰ بن ابوجعفر عاصم بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں کہ
 ایک بڑا اور عورت حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ بڑے نے کہا۔ خدا کی قسم یہ میری ماں ہے۔ اس نے نواہ مجھے
 اپنے شکم میں رکھا۔ پورے دو سال دو دھڑ بھایا۔ اب میرا انکار کرتی ہے۔ اور مجھے بھڑکا دیا ہے۔ اور کہتی ہے۔
 کہ میں تو جانتی تھی کہ میں نہیں ہوں۔ اتنے اس کے چار بھائی لائے تھے۔ اور چار بیویاں آدھیوں نے قہیں کھائیں۔
 کہ یہ بڑا جھوٹا ہے یہ اس عورت کو اس کے رشتہ داروں میں رسوا کرنا چاہتا ہے۔ اس نے تو آج تک شادی
 نہیں کی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے پر حد قائم کرنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا کہ حضرت علیؓ کو دیکھو۔ اور کہا
 یا علیؓ! آپ میرے آدمی ہوں کہ درمیان فیصلہ فرمائیے۔ حضرت علیؓ نے عید السلام رسول اللہ صدم کی جگہ بیٹھ گئے
 آپ نے اس عورت سے پوچھا کیا تمہارا کوئی ولی ہے؟ عورت عرض کرنے لگی ہاں میں۔ یہ میرے چار بھائی موجود
 ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں تمہاری بہن کے بارے میں جو حکم لگاؤں۔ وہ تمہیں منظور ہے؟ عرض کیا منظور ہے
 آپ نے فرمایا۔ میں اللہ اور ان بزرگوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس عورت کا اس بڑے سے عقد کر
 دیا۔ چار سو درہم نقد پر جو میرے مال سے ادائیگوں گئے۔ اسے قبضہ رہیم سے آؤ۔ ابتر چار سو درہم کے اور حاضر شد

نزدادی سے حضرت
 سے مقاببت کرنے
 اس نے تو حیران کن
 ہے یہ عقیدہ کا غلام
 تو اس عورت کا
 یہ تک عورت
 عورتیں حاضر ہوئیں
 یہ وہ ہوتی ہے۔
 بونڈیاں رکھتا ہے
 ہر خاموش ہو گئے۔
 ایک عورت کو
 کہ اپنا اپنا پانی نکال
 سلام نے فرمایا اگر
 نے کہا اے علیؓ!
 کی اجازت سے
 کیا۔ حضرت امیر
 اس نے طلاق
 عورت نے عدت
 غصہ بردار عورت
 حضرت علیؓ

جو گیا۔ لڑکے سے فرمایا۔ اے وہوں کو لے کر اپنی بیوی کی گودی میں ڈال دو۔ اور اسے اپنے گھر سے جاؤ۔
 چلا دینی۔ امان الہی۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے نزدیک خدا کی قسم یہ تو میرا فرزند ہے میرے
 نے میری شادی بچپن سے کی تھی۔ میں نے اسے جتنا چاہا یہ بالغ ہوا۔ تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور
 حکم دیا۔ کہ میں بھی اس کا انکار کروں۔ اور میں ان سے دینی مومن اس عورت نے لڑکے کے ہاتھ کو پکڑا اور
 لے کر چلی گئی۔ حضرت عمر بن خطاب سے کہا۔

لولا علی لہلک عمر

بچپن سے لے کر اب تک اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔

حضرت عمرؓ کے پاس ایک حاملہ عورت لائی گئی۔ جس نے زنا کر لیا تھا۔ آپ نے اس کے رحم کرنے کا
 دیا۔ میرا بیٹا عیسیٰ السلام نے فرمایا۔ اس عورت پر تو آپ کو اختیار ہے۔ لیکن جو اس کے شکم میں موجود ہے
 اس پر آپ کو کیا اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ عرض کیا کہ یہ
 پھر اس کے بارے میں کیا حکم لگاؤں؟ آپ نے فرمایا۔ فی الحال اسے نگرانی میں رکھو۔ جب بچہ جنم لے اور لڑکے
 کے کوئی کینہ بھی نہ ہو۔ پھر اس پر حد قائم کرنا۔ جب بچہ جنم لے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔

لولا علی لہلک عمر

حضرت عیساٰ بن مریمؑ نے فرمایا۔ کہ ایک چور حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا۔ آپ
 اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ دوسری بار پھر چور کے الزام میں لایا گیا۔ اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ آخر فیصلہ ہوا کہ اس کا
 ہاتھ کاٹ دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ ایسا نہ کرو۔ آپ نے اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے۔
 اسے قید کر دینے

ابو حمزہؓ نے فرمایا۔ کہ ایک چور حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا۔ آپ
 اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ دوسری بار پھر چور کے الزام میں لایا گیا۔ اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ آخر فیصلہ ہوا کہ اس کا
 ہاتھ کاٹ دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ ایسا نہ کرو۔ آپ نے اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے۔
 اسے قید کر دینے

ایمان لاتے ہیں تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہیں! اور تیرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا۔ اس کو بولا کرتے ہیں۔
اس کو ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے۔

شعبہ قتادہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے حضرت عمر سے کہا کہ تم یہ بات کہو کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام باجوہ سنت تمام کی وہ اللہ کے علم سے تھی اس میں اللہ کی حکمت مضمر تھی۔
فضل العشرہ میں تحریر ہے کہ حضرت عمر کے پاس ایک سیاہ بڑا آیا۔ اس کے باپ نے انکار کر دیا
کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ حضرت عمر نے اسے سزا دینے کا حکم دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس آدمی سے کہا کہ
کیا تم نے اس کی ماں سے حیض کی حالت میں جماع کیا تھا؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے اسی
وجہ سے اسے سیاہ کر دیا ہے۔ حضرت عمر نے کہا۔

سولا علی لہلک عسر

کلینی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں زوجین چلے جاؤ یہ تم
دونوں کا دل کھٹے۔ خون نطفہ پر غالب آیا ہے۔

قاضی نعمان شریح الاخبار میں حمرون حماس سے اور قتادہ باسناء و انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں
منی میں حضرت عمر کے ساتھ تھا۔ ایک اعرابی آیا۔ اس کے پاس اونٹوں کی قطار تھی۔ حضرت عمر نے کہا اس
سے پوچھو یہ اونٹ بیچے گا۔ میں گیا اور پوچھا۔ اس نے سنا پوچھوں گا۔ حضرت عمر نے جاکر اس سے چودہ اونٹ
خریدے۔ فرمایا اسے انس ان اونٹوں کو پکڑ لو۔ اعرابی نے کہا کجاوے اور پتہ نہیں دوں گا۔ حضرت عمر نے
کہا میں نے ان کو کجاووں اور پٹانوں کے ساتھ خریدا ہے۔ دونوں نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا حق ثابت
مقرر کیا۔ آپ نے حضرت عمر سے دریافت کیا کہ تم نے کجاووں اور پٹانوں کی شہادت کی تھی؟ حضرت عمر نے
کہا نہیں آپ نے فرمایا صرف اونٹ لے جاسکتے ہو۔ حضرت عمر نے انس سے کہا۔ اس کے پاس ان
کجاوے ان کے حوالے کر دو۔

حضرت عمر کے پاس من آیا۔ آپ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ قحط اس میں شہنشاہ کیا۔ اس کے تعلق سے
سے مشورہ لیا۔ انہوں نے کہا اس کو آپ سے لیں۔ اگر آپ اس کو تقسیم کریں گے تو یہ قحط حصہ بنے گا جس
کی طرف کوئی توجہ نہیں دے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اس کو میں تقسیم کر دو۔ خود انہی ہی لوگوں نے
آئے۔ قحط اور بہت برابر ہے۔

میرے جہاؤ عورت
میرے بھائیوں
انکار کیا اور مجھے
کو پکڑا اور لے

برجم کرنے کا حکم
موجود ہے۔
درمیں کیا کریں
تھے اور لڑکے کے

آگیا۔ آپ نے
دلا گیا۔ آپ نے
بہت اب

بہت سنا ہے۔
دیکھا ہوتا تو
پہلے فرمایا۔

کتاب اس
کے جبر سود کو
سے معبود

ابو عثمان مہدی مہمان سے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا میں نے اپنی عورت کو قتل
 طلاق دینے میں ایک طلاق نہ نہ شک میں اور دو طلاق نہ نہ اسلام میں آپ کی اس بارے میں کیا اسے ہے
 یہ سن کر حضرت عمرؓ غصہ و خروش کر گئے اس نے کہا آپ کا یہاں ایک ہے یہ حضرت عمرؓ نے کہا اس وقت تک کہ
 جب تک علی بن ابی طالب نہ آئیں حضرت علیؓ شہر بیت نہ لے رہے تھے کہ آپ سے پہلے واقعہ میرا یہ کہہ کر
 نے آپ کی خدمت میں واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا جو طلاق تم نے اسلام نہ لے سے پہلے ہی ہے اسے اسلام
 نے ختم کر دیا ہے۔

ابو القاسم کوئی اور قاضی نعمان پشی اپنی تباہی میں تیسیر پرستیں کہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں ایک غلام
 پیش کیا یہ جس نے اپنے... کو قتل کر دیا تھا آپ نے اس کے قتل کا سہ دیا حضرت علیؓ عزیہ السلام نے اس
 کو گولا لیا۔ اور آپ نے فرمایا کیا تم نے اپنے ہاتھ کو قتل کر دیا ہے۔

غلام۔ ہاں قتل کیا ہے۔
 حضرت امیر۔ کیوں قتل کیا ہے،
 غلام۔ اس نے مجھ سے جبراً باغی کی ہے۔
 حضرت امیر۔ (مقتول کے دروازے پر گیا) یہ مرد سے کو دفن کر دیا۔
 وارث۔ ہاں دفن کر دیا۔

حضرت امیر۔ یہ نہیں دیکھتا بعد اس شخص کو میرے پاس لانا۔
 یحییٰ واد۔ کہ بعد وہ لوگ آجاتے ہیں حضرت علیؓ عزیہ السلام حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے سوئے ہاتھ پکڑے
 دتے ہیں اور قتل کی خبر پر کھڑے مرد کو دیکھتے ہیں۔
 حضرت امیر۔ کیا تمہارے ساتھی کی یہ قبر ہے،
 وارث۔ ہاں ضرور یہی قبر ہے۔

حضرت۔ اس کو کھودو

انہوں نے قبر کو بھی خاک کر دیا۔

حضرت امیر۔ اپنی بیٹہ کو قبرستان باہر لے جاؤ

بھٹیوں نے دیکھا کہ مردہ قبر میں موتا و نہی ہو رہا ہے۔

حضرت امیر - اللہ اکبر! اللہ اکبر! خدا کی قسم میں نے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی میری بات پھوٹی ثابت ہوئی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فوتے ہوئے سنا کہ میری امت کا جو فرد لوٹ کی قوم کا کام کرے گا۔ اور اس طریق پر انتقال کرے۔ وہ اپنی قبر میں مقررہ وقت تک رہے گا۔ وہ تین دن سے زیادہ قبر میں نہیں رہے گا۔ زمین اُس قوم کوٹ کی طرف پھینک دی جائے گی۔ جو ہلاک ہو گئی تھی اور اللہ تعالیٰ اس کا حشر انھیں لوگوں کے ساتھ کرے گا۔

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ شام کے عورتوں نے راستے میں احرام کی حالت میں شہر رخ کے پانچ ٹکڑے اٹھائے۔ انھیں بچا کر کھا گئے پھر کہنے لگے ہم نے غلطی کی ہے ہم نے احرام کی حالت میں شہر کیا ہے۔ یہ نہیں اگر نہ تہ عمر سے واقعہ بیان کیا۔ بھلائے عمر نے کہا کہ عورت کے پاس جاؤ ان سے اس بارے میں دریافت کرو تاکہ وہ اس بارے میں کوئی فیصلہ دیں۔ انہوں نے صحابہ سے دریافت کیا لیکن ایک کا فتویٰ دوسرے کے فتوے کے خلاف ہوتا تھا۔ حضرت عمر نے نہایت ہیایاں ایک اور آدمی رہتا ہے جب ہم منیٰ میں آئیں آپس میں اختلاف کرتے ہیں تو اسے اپنا حکم بتاتے ہیں پھر آپس سے ایک تنہا کو خطبہ نامی عورت کے پاس روانہ کیا اس سے اس کی بھی مستغابی۔ اس پر سوار ہوئے۔ لوگوں کو لے کر حضرت علیؓ عیسیٰ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت بیچ کے مقام پر موجود تھے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں واقعہ بیان کیا حضرت علیؓ عیسیٰ السلام نے حضرت عمر سے کہا۔ انھیں حکم دیں کہ پانچ ٹکڑیاں کا حصہ اپنی جیب نیچے پیدا کریں تو ان عورتوں کو اذان کے طور پر دیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا کہ ابو الحسن! بعض اوقات دشمنی بچہ میں جھتی آپ نے فرمایا بعض اوقات اللہ بھی تو گنڈا ہو جاتا ہے۔

میشم ایک شکر میں تھا۔ جب چھ ماہ کے بعد واپس آیا۔ تو اس کی بیوی نے ایک بچہ جنم دیا تھا۔ اس نے بچے کا انکار کر دیا۔ وہ حضرت عمر کی خدمت میں آیا۔ آپ نے رحم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ عیسیٰ السلام نے عورت کو رحم ہونے سے پہلے پایا۔ حضرت عمر سے فرمایا۔ کچھ تو لحاظ کرو یہ عورت سچ کہتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وحملہ و فصالہ ثلاثون شهراً نسل اور دودھ چھڑوانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ والوالدات یرضعن اولادھن حوین کاملین مائیں اپنی اولاد کو دو سال پورے دودھ پلائیں جمل اور رضاعت کی مدت تیس ماہ ہوگی۔

تشریح۔ کم از کم حمل کی مدت چالیس دن ہیں جو نطفہ کے انعقاد کا زمانہ ہے اور بچے کے کم از کم زندہ

سہ ماہی عورت کو تین ماہ تک ایسا واقعہ بیان کر دے۔

اسی سے راستہ اسلام

لافتہ میں ایک غلام

یہ عیسیٰ السلام نے اس

موسے ہاتھ بٹ

بیدار ہونے کی ميعاد چھ ماہ ہے۔ فقط رحم میں چالیس دن رہتا ہے۔ پھر چالیس دن میں غلقہ، پھر چالیس دن میں مضغہ بن جاتا ہے۔ چالیس دن میں اس کی شکل بنتی ہے۔ اور بیس روز کے اندر اس میں روح داخل جاتی ہے۔

حمز بن عامر بن سلیمان طائی، ام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر کے سامنے یہ شخص نے اس بات کا اقرار کیا۔ کہ اس نے انصاریں سے ایک شخص کا راکھ کا قتل کیا ہے۔ حضرت عمر نے قتل کے باپ کے حوالے قتل کرتے کے لئے کہا۔ اس نے اسے توار کی ضربیں لگائیں۔ اور خیال کیا کہ یہ تار ہو گیا۔

مرضہ ب کو گھرایا گیا۔ اس میں رت جہاں باقی تھی۔ چھ ماہ کے بعد اس کا زخم ٹھیک ہو گیا۔ اور وہ تندرست ہو گیا۔ مقتول کا باپ پھر اسے پکڑ کر حضرت عمر کے پاس لایا۔ حضرت عمر نے اسے مشتاق باپ کے حوالے کر دیا۔ یہ دیکھ کر وہ شخص امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی خدمت میں فریاد کرنے لگا۔ حضرت علیؑ۔ (حضرت ہر سے مخاطب ہو کر) آپ نے اس شخص کے بارے میں کیا فیصلہ لیا ہے۔ حضرت عمر۔ نفس کے بدلے نفس۔

حضرت علیؑ۔ ایک دفعہ پہلے قتل نہیں کیا گیا؟ حضرت عمر۔ ہاں میں نے قتل کر دیا تھا۔ لیکن یہ زندہ رہا۔ حضرت علیؑ۔ تو دفعہ قتل ہو گا؟

حضرت عمر۔ (جبرانی کے عالم میں) پھر آپ ہی فیصلہ فرمائیں۔ حضرت علیؑ (مقتول کے باپ سے) آپ نے ایک دفعہ سے قتل نہیں کیا؟ مقتول کا باپ۔ ہاں قتل تو کیا ہے۔ لیکن اگر یہ زندہ رہا۔ تو میرے بیٹے کا خون بے کا ہو گیا۔

حضرت علیؑ۔ نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ تجھے اس شخص کے حوالے کیا جائے۔ تاکہ جو کچھ تو نے اس کے ساتھ کیا ہے۔ وہ اس کا تم سے بدلہ لے سکے۔ پھر تم اس کو اپنے فرزند کے خون کے عوض میں قتل کرنا۔ مقتول کا باپ۔ خدا کی قسم اس صورت میں مجھے موت یقینی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت علیؑ۔ اسے تجھ سے ضرور بدلہ لینا چاہیے۔

مقتول کا باپ۔ میں اپنے بیٹے کے خون سے درگزر کرتا ہوں۔ اور مجھ سے قصاص نہ لیا جائے۔ حضرت نے

ان کے درمیان اپنے اپنے دعوے کے چھوڑ دینے کا معاہدہ تحریر کیا یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا اے اہل اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ آپ حضرات اہل بیت رحمت ہیں۔

پھر کہا لولا علی لہلک عمر

سنی شیعہ دونوں نے بیان کیا ہے۔ قدامہ بن مظعون نے شراب پی حضرت عمرؓ نے حد جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا مجھ پر حد واجب نہیں اس آیت کی رو سے **لَا يَسْرِ لَدَيْنَ الْأَمْنَاءِ وَعَمَلُوا الصَّالِحَاتِ** جنح فیما طعمو وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ کھانے پینے کی چیزیں ان پر کوئی گتہ نہیں ہے حضرت عمرؓ نے اس سے حد روک دی **عَلَىٰ عِلِّيِّهِ السَّلَامُ** کو جب یہ بات معلوم ہوئی۔ فرمایا۔ قدامہ اس آیت کا اہل نہیں ایمان والے اور نیک عمل بجالانے والے لوگ کبھی حرام کو حدلی نہیں کرتے۔ قدامہ مرتد ہو گیا ہے۔ اس سے توبہ طلب کرو جو کچھ اس نے کہا ہے پھر اس پر حد قائم کرو۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دو۔ یہ دین سے خارج ہو گیا ہے۔ اس بیان سے حضرت عمرؓ کو سمجھ آئی۔ واقعہ سے قدامہ کو آگاہ کیا۔ قدامہ نے توبہ کی حضرت عمرؓ نے اس پر اسی کوڑے لگائے

حسن عطاء۔ قتادہ شعبہ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت پاگل سے کسی شخص نے بدکاری کی شہادت قائم ہو گئی حضرت عمرؓ نے کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے فرمایا اس عورت کو واپس لے جاؤ۔ اور اسے جاکر کہہ دیجئے کہ تمہارے اس بات کا علم نہیں ہے۔ کہ یہ فلاں تعبیلہ کی پاگل عورت ہے نبی صلعم نے فرمایا ہے پاگل پر اس وقت تک کے لئے معاف ہے جب تک ہوش میں نہ آجائے۔ یہ تو مثل عقول اور نفس ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ اللہ آپ کو کشائش دے قریب تھا کہ میں اس کے کوڑے میں ہلاک ہو جاتا۔ اس بات کا صحیح بخاری میں اشارہ موجود ہے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں دو عورتیں لڑکے کے متعلق جھگڑا کرتی ہوئیں آئیں ہر ایک کہتی تھی کہ یہ میرا لڑکا ہے۔ ان میں سے کسی کے پاس کوئی گواہ نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ کو یہ سن کر غم لاحق ہوا۔ اس پریشانی کا ذکر امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے کی خدمت میں کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دونوں عورتوں کو بلا کر وعظ نصیحت کی۔ اور خوف دلایا۔ کہ تم اپنے جھگڑے سے باز آ جاؤ۔ لیکن وہ اپنے موقف پر ڈٹی رہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے

فرمایا۔ رکائے آؤ۔

عورتیں۔ کیا کرو گے؟

حضرت امیر علیہ السلام۔ میں اس کے دو ٹکڑے کروں گا۔ اور تم میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دوں گا۔

ایک عورت خاموش ہو گئی۔ دوسری نے کہا: اللہ! اسے ابوالحسن، اگر یہی بات ہے تو میں اسے

ویش کے لئے تیار ہوں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: اللہ اکبر یہ اس عورت کا فرائض ہے اور اس کا نہیں ہے اگر اس کا بیٹا جوتا تو ضرور
اس پر رقت طاری ہوتی اور شفقت و مہربانی جوش میں آتی۔ دوسری عورت نے انکار کیا کہ وہ واقعی اسی ہلکا

بے

قیس بن بریح، جابر جعفی سے وہ میم بن حزام، سدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس دو
لونڈیاں ایک ایک کے اوڑھنے کے بارے میں جھگڑا کرتی ہوئیں آئیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: مشکل کشا ابوالحسن
کہاں ہیں۔ حضرت امیر عبد اللہؑ کو بویا گیا۔ سر زدہ آپ سے سلسلے پیش ہوا۔ آپ نے بدشیشاں منگوا لیں
ان کا وزن کیا، پھر ہر ایک لونڈی سے کہا: میں اپنا دودھ دودھ دو۔ دونوں بیسیوں کا وزن کیا۔ ایک دوسری سے
وزنی ثابت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ایہ کا اس کا ہے جس کا دودھ وزنی ہے اور بڑکی اس کی ہے جس کا دودھ ہلکا

ہے حضرت عمرؓ نے عرض کیا اسے ابو الحسن! یہ کیوں معلوم کیا؟ فرمایا: اللہ عزوجل نے مرد کا حصہ عورت سے
دوگنا بنایا ہے۔ اطباء اس فرمان کو اس قرار دے کر دودھ کو جانچ کر بڑکی اور بڑکے کے بارے میں حکم لگاتے
ایک عورت نے انڈے کی سفیدی اپنی سوکن کے بستر پر ڈال دی۔ اور اپنے شوہر سے کہنے لگی: تمہارا

اس عورت سے ایک اجنبی مرد نے ہمبستری کی ہے اس کے کپڑوں کی تلاش کے لئے۔ تلاش کے دوران میں
پہلی گئی۔ حضرت عمرؓ کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ آپ نے عورت کو مزادیش کا ارادہ کیا۔ امیر المومنین عبد اللہؑ
نے فرمایا: گرم پانی لاؤ جو سخت گرم کیا گیا ہو۔ پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے اس جگہ پر ڈالنے کا حکم دیا۔ سفیدی
گئی۔ اور اس عورت کی طرف پھینک دی گئی۔ آپ نے فرمایا: تمہارا کمر بہت بڑا ہوتا ہے۔ مرد سے کہا:

عورت کو گھر سے جھاؤ۔ اس پر تہمت لگائی کہ اس نے دوسری عورت پر حد جاری کی۔

ابو الحسن رویانی نے احکام میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک جڑواں بچے جن کے

جسم ایک دوسرے کے ساتھ پیوست تھے پیدا ہوئے۔ ان میں ایک زندہ نکلا۔ اور دوسرا مردہ۔ حضرت

کہا کہ ان کو لوہے کے ذریعے جدا کر دو۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے حکم دیا۔ مردہ کو دفن کیا جانے زندہ خود

ہو جائے گا۔ ایسا کیا گیا کئی دن کے بعد زندہ مردہ سے الگ ہو گیا۔

حضرت عمرؓ نے کبدہ کے لباس کے لئے مارنے کا ارادہ کیا۔ امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا:

افمن یهدی انی الحق الحق ان یتبع امن لا یهدی الا ان یهدی فالحکم
کیف تحکمون۔ پھر فتوے دیا۔

حضرت عمرؓ نے جس نے ایک بڑے سے ساتھ شادی کی تھی۔ حالت جماع میں
وہ اس کے سینے پر مرکب رہ گیا۔ اس عورت سے ایک بڑا پیدا ہوا۔ فتویٰ کی اولاد نے حضرت عمرؓ کے پاس
دعوت کیا کہ یہ بڑا زنا کا ہے۔ حضرت عمرؓ نے رجم کرنے کا حکم دیا۔ امیر المومنینؓ نے اس عورت کو دیکھا تو
ان لوگوں سے پوچھا کہ اس بڑے کس روز اس عورت سے شادی کی تھی کس روز زنا کیا۔ اور اس کے
جماع کی کیفیت کیا تھی۔ انھوں نے کہا ہم اس بات کو نہیں جانتے۔ امیر المومنینؓ نے اس کے ہم سن بڑوں
کو بلایا۔ اور فرمایا کہ کھیلو۔ جب کھیل میں مست ہو گئے۔ حضرت نے ایک زور کی آواز بلند کی۔ بڑے کھڑے
ہو گئے۔ لیکن بڑے والا بڑا بھتیجیوں پر سہارا دے کر کھڑا ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا میں نے اس
بڑے کے متھیلیوں پر سہارا دینے سے اس کے باپ کی کمزوری کو دیکھا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس بڑے
کو باپ کا وارث قرار دیا۔ اس کے ان بھائیوں پر جو باپ کی طرف سے تھے۔ جو چھوٹے تھے۔ حد جاری کی۔
نہیب کی اربعین میں ختم ہوئے کہ ایک عورت کے متعلق گواہوں نے گواہی دی کہ عرب کے ایک
چشمہ پر یہ ایک مرد کے ساتھ پانی گئی۔ جس نے اس سے دلی کی ہے۔ حالانکہ وہ اس کا شوہر نہیں تھا۔
حضرت عمرؓ نے اس کے رجم کرنے کا حکم دیا۔ یہ سن کر وہ عورت کہنے لگی۔ اے معبود! تو جانتا ہے۔ میں اس
بات سے بڑی ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ ناراض ہو گئے۔ امیر المومنینؓ حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اس سے
بڑھ چھو تو یہی یہ کیا کہتی ہے؟ وہ عورت عرض کرتی گئی۔ میں اپنے خاندان کے اونٹ سے پر جانے کے چلی گئی۔
میرے ساتھ پانی بھی تھا۔ میرے اونٹوں کے گلے میں کوئی دودھ والا جانور نہیں تھا۔ میری ختم ہو گیا۔ میں نے
اس شخص سے پانی طلب کیا۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ اس شرط پر دوں گا۔ کہ تو مجھے منہ سیاہ کرنے دے۔ میں
نے اس بات سے انکار کیا جب میں پیس کی شدت سے جاں دب ہو گئی۔ تو پھر میں نے منہ سیاہ کرنے دیا۔

امیر المومنینؓ نے فرمایا اللہ حکم۔ فمن اضطر فی محصاة غیر متجاف فلا تعد علیہ

تہذیب الاحکام میں تحریر ہے کہ دو آدمیوں نے ایک عورت کے پاس امانت سپرد کی۔ اور کہا
ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا۔ جب تک ہم دونوں جمع نہ ہوں۔ دونوں چلے گئے اور کچھ عرصہ کے بعد ایک
نے آکر کہا کہ میرا ساتھی یہاں ہے۔ امانت مجھے واپس کر دو۔ عورت نے پہلے تو انکار کیا۔ بیان جب اس نے

ثیموسی دونوں نے بیان کیا ہے ایک شخص کی ایک کینز تھی۔ اس سے اس کا ایک بھائی پیدا ہوا۔
اپنے غلام سے عقد کر دیا۔ اور خود مر گیا۔ یہ عورت اپنے لڑکے کے ساتھ آئی۔ اس کا لڑکا اس کے غلام اور
ہوا۔ کیوں کہ وہ اس کا باپ تھا۔ اس کے بعد یہ لڑکا بھی وفات پائی۔ جب اس بونڈی نے اپنے اس لڑکے کی
حاصل کی جس میں یہ غلام بھی شامل تھا۔ جو اس کا شوہر ہے۔ یہ دونوں اپنا حقد حضرت عثمان کے پاس سے
بونڈی بستی تھی یہ میرا غلام ہے۔ غلام کہتا تھا۔ یہ میری عورت ہے۔ حضرت عثمان نے کہا۔ یہ بڑی بستی ہے۔
مومنین حضرت علی علیہ السلام وہیں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا اس عورت سے پوچھو کہ جب اس نے اپنے
کی میراث حاصل کی ہے۔ اس کے بعد تو اس نے جماع نہیں کیا کہنے لگی۔ نہیں فرمایا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو میر
اس کو سزا دیتا۔ جاؤ یہ تیرا غلام ہے اس کا تم پر کوئی حق نہیں ہے۔ اگر تو چاہے تو اسے آزاد کرے۔ چاہے
غلام رکھے۔ چاہے اسے بیچ ڈالے۔ یہ سب باتیں تیرے اختیار میں ہیں۔

بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں ایک مکہ کی عورت نے زنا کیا جس کے تین
آزاد ہو چکے تھے۔ حضرت عثمان نے اس کے متعلق امیر المومنین سے پوچھا۔ حریت اور اقیقت کے حساب
حد لگائی جائے گی۔ زید بن ثابتؓ نے کہا۔ حریت کے حساب سے سزا دی جائے گی۔ فرمایا۔ حریت کے
سے کیسے سزا دی جائے گی۔ اس کے تین حصے آزاد ہو چکے ہیں۔ جو حریت سے زیادہ ہیں عرض کیا اگر
ہے تو حریت کے لحاظ سے میراث بھی پائے گی۔ فرمایا۔ ضرور خرید خاموش ہو گیا۔

سفیان بن عیینہ باسناد خود بخود بخیر بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک شخص کی دو عورتیں ایک
دوسری ہاشمیہ تھیں۔ انصار یہ کو حلاق دے دی کچھ مدت کے بعد خود مر گیا۔ انصار یہ نے بیان کیا کہ
عدہ میں ہوں۔ حضرت عثمان نے پاس اس بات کے گواہ بھی پیش کر دیئے۔ اور میراث طلب کیا
کرنے میں شش پنج میں پڑ گئے۔ دونوں کو حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا۔ فرمایا۔ تم اس
قسم کھاؤ کہ حلاق کے بعد تجھے تین حصے نہیں آتے۔ اگر یہ بات سب سے تو میراث حاصل کر لو۔
نے ہاشمیہ سے کہا۔ یہ تیرے ابن عم کا فیصلہ ہے نہ ہمتے لگی ہیں راضی ہیں۔ قسم کھائے اور میراث
کے راضی ہیں۔ قسم کھائے۔ اسے سزا دیا گیا۔ اور میراث چھوڑ دیا۔

ایک شخص کے پاس بیٹم لڑکی تھی اس کی عورت کو یہ خوف ہوا کہ اس سے شادی نہ کی جائے
اور ضرور نہ ہو۔ لڑکی کو سزا دیا کہ اس کی بکارت انکلی سے زائل کر دی۔ جب اس کا شوہر واپس آیا تو

اس لڑکی پر بڑائی کی تہمت لگائی۔ اور اپنی ہمساہی عورتوں سے اس بات کی گواہی بھی دلا دی۔ یہ مقدمہ حضرت عثمان یا حضرت عمر کی خدمت میں پیش ہوا۔ ان لوگوں کو بے کر آپ علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس سے گواہ کے بارے میں پوچھا۔ وہ عورت کہنے لگی۔ میرے یہ ہمساہے گواہ ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے تلوار کو مبین سے نکال کر اپنے سامنے رکھ دیا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے عورت کو حذب کیا اور اس سے اچھی طرح دریافت کیا۔ وہ اپنی بات پوری رہی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اسے واپس کر دیا۔ ایک گواہ کو حذب کیا۔ اب گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے آپ نے فرمایا۔ تم جانتی ہو کہ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اور میری یہ تلوار موجود ہے۔ اس مرد کی عورت نے جو کچھ کہا ہے میں نے اسے امان دے دی ہے۔ اگر تم نے مجھ سے سچی بات بیان نہ کی۔ تو میں تمہیں تلوار پر رکھ لوں گا۔ وہ عورت عرض کرنے لگی۔ اگر میں سچ کہوں۔ تو اماں دے دو گے۔ آپ نے فرمایا۔ سچ بولو۔ اس عورت نے کہا۔ خدا کی قسم! اس نے اس لڑکی کی خوبصورتی کو دیکھ کر خائف ہوئی۔ کہ کہیں اس کے شوہر کا جی خراب نہ ہو جائے۔ اس وجہ سے اس لڑکی کو نشہ آور چیز پلا دی۔ اور ہمیں بلایا۔ ہم نے اس کو پکڑے رکھا۔ اس نے اپنی انگلی سے اس کی بکارت ثابت کر دی۔ یہ سن کر امیر علیہ السلام نے اللہ اکبر کہا۔ اور فرمایا میں دانیال بنی کے بعد پہلا شخص ہوں جس نے گواہوں میں فرق نہ کیا۔ اس عورت پر تہمت کی حد متویہ کی۔ اور ان عورتوں پر پتھر کا تادان مقرر فرمایا۔ اور اس لڑکی کا عفر چار سو درہم مقرر کیا۔

حکم دیا کہ عورت اپنے مرد سے الگ ہو جائے۔ اور اس کا شوہر اسے طلاق دے دے۔ اور اس لڑکی سے اس کی شادی کر دی۔ حضرت عمر نے عرض کیا اے ابوالحسن! ہمیں دانیال کی حدیث سے آگاہ فرمائیے۔ جناب امیر علیہ السلام نے حکایت بیان کی کہ بنو اسرائیل کے بادشاہ کے دو قاضی تھے۔ ان دونوں کا ایک دوست تھا۔ جو ایک آدمی تھا اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی۔ بادشاہ نے اسے کسی کام کے لئے بھیجا۔ اس شخص نے قاضیوں سے کہا کہ میری غیر حاضری میں میری عورت کا خیال رکھو۔ انہوں نے کہا ہاں ضرور خیال رکھیں گے۔ آدمی چلا گیا قاضی صاحبان دوست کے دروازے پر آتے رہے۔ اور اس کی بیوی پر لٹو ہو گئے۔ لیکن عورت ان کے پھنڈے میں نہ آئی۔ وہ انکار کرتی رہی۔ آخر کار انہوں نے کہا کہ ہم تیرے خلاف بادشاہ نے دربار میں زنا کی شہادت دی ہے۔ اور پھر ہم تجھے مزور دہم کر دیں گے۔ عورت نے کہا جو کچھ تمہارے جی میں آئے۔ جہاؤ اور کرو۔ بادشاہ نے اس بات کو برا خیال کیا۔ وزیر سے مشورہ کیا

یہاں کا پیدا ہوا پھر اس کا
اس کے شوہر کا وارث
اس کے بچے کی بھی میراث
اس کے پاس سے آئے۔
اسی شکل ہے۔ امیر
اس نے اپنے لڑکے
ایسا کرتا۔ تو میں ضرور
ادھر سے۔ چاہئے اسے

اس کے تین حصے
اس کے حساب سے
مریت کے حساب
عرض کیا اگر یہ بات

تین ایک انصاریہ
بیان کیا کہ میں ابھی
سب کیا۔ آپ فیصلہ
یہ تم اس بات کی
کر لو۔ حضرت عثمان
امیرت حاصل کر

اس نے
یہاں تو اس نے

اس نے کہا میں اس کا کوئی عمل نہیں بتا سکتا۔ وزیر باہر چلا گیا۔ رشتہ میں ایک کھیل رہے تھے۔ جن میں حضرت ابن بھی تھے۔ وانیال نے لڑکوں کو بلایا۔ اور کہا کہ میں بادشاہ بتا ہوں اسے فلاں نام عابدہ عورت بنو۔ اسے فلاں نام دونوں تھیں بنو۔ اور اس عورت پر گواہی دو۔ بھرتی جمع کر کے اس کی ایک تنوار بنائی۔ پھر لڑکوں سے کہا کہ اس کو ایک تھانی لڑکے کو فلاں جگہ پر جا کر بٹھا دو۔ (جب یہ بٹھا چکے، تو کہا اس کو دوسرے تھانی کو فلاں جگہ پر بٹھا دو۔ پھر ایک تھانی لڑکے کو طلب کیا۔ فرمایا: سچ کہو اگر سچ نہ کہو تو ہمیں تلواریں سے قتل کر دو۔ کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ اسی عورت نے زنا کیا ہے۔ کہا: سب، کہا فلاں دیں۔ کہا کس کے ساتھ۔ کہا: کب، کہا فلاں جگہ۔ لڑکوں سے کہا: اسے جا کر اپنی جگہ پر بٹھا دو۔ اور دوسرے کو لے آؤ۔ دوسرا حاضر ہو گیا۔ کہا: تمہاری کیا گواہی ہے، کہا اس نے زنا کیا ہے۔ کہا: سب، کہا فلاں دیں۔ کہا کس کے ساتھ۔ کہا فلاں بن فلاں کے ساتھ۔ کہا کس جگہ، کہا فلاں جگہ۔ اس نے اپنے ساتھی کی گواہی سے مختلف گواہی دی۔ وانیال نے کہا: اللہ اکبر! اسے فلاں ان دونوں نے بھوٹی گواہی دی ہے۔ لوگوں میں اعلان کیا کہ انہوں نے فلاں عورت پر بھوٹی گواہی دی ہے۔ انہیں نے آؤ تاکہ انہیں قتل کیا جائے۔ وزیر جلدی بادشاہ کے پاس گیا۔ اسے واقعہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نے ناچیوں کے بیان لئے۔ انہوں نے مختلف بیان دیئے۔ اور انہیں قتل کر دیا۔

فصل ۵

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے وہ فیصلے جو بیعت عامہ کے بعد کئے

کتاب ابن ابی شمرہ الثقفی میں تحریر ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا بصرہ کی لڑائی کے بعد ایک راستے سے گزر رہا تھا۔ جس پر ایک عورت اور عین مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا یہ عورت حاملہ تھی۔ جب لڑائی اور مزیت کو دیکھا تو ڈگمگی۔ آپ نے فرمایا: ان میں سے پہلے کون مرے گا۔ عرض کیا: اس کا بیٹا۔ آپ نے اس کے شوہر کو طلب کیا۔ جو مردہ لڑکے کا آپ تھا۔ آپ نے بیٹے کی دیت میں ثلث کا وارث قرار دیا۔ اور اس کی مال کو بھی ثلث دیت کا وارث بنایا۔ پھر مرد کو اپنی مردہ عورت کے اس ثلث دیت کے نصف کا وارث بنایا جو اس نے اپنے مردہ فرزند کی میراث سے حاصل کیا تھا۔ باقی دیت کے رشتہ دار وارث ہوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ نیز حضرت علی

عبداللہ نے عورت کی نصف دیت کا بھی شومہ کو وارث بنایا۔ جو دو ہزار پانچ سو درہم تھی۔ کیوں کہ عورت کا اور کوئی ارکا نہیں تھا۔ یہ تمام رقم بیت المال بصرہ سے ادا کی گئی۔

میں حضرت زینال
د۔ اسے نہیں
لوگوں سے
سرسے قاضی
تے قتل کروں گا۔
ساتھ کہا گیا
ورد و ہرے
فلاں دن
ساقی کی
بی دن ہے
تق کیا جائے
لئے۔ انھوں
لئے
کے بعد
نے
دیکھا تو
لو طلب
تنت دیت
پنے مردہ
سرت علی

احکام شریعہ میں خزانہ فنی سمر بن کھیل کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک آدمی آیا۔ جس نے ایک شخص کو غلطی سے قتل کیا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا۔ تیرے رشتہ دار اور قریب وار کہاں۔ بتے ہیں۔ عرض کیا۔ بوسل میں رہتے ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے ممال موصل کو تحریر کیا کہ فلاں بن فلاں جس کا حبیہ ایسا ایسا سے غلطی سے اس نے ایک مسلمان مرد کو قتل کر دیا ہے اور اس کا بیان ہے کہ اس کے رشتہ دار موصل میں رہتے ہیں۔ میں فلاں بن فلاں اپنا اپنی تیرے پاس روانہ کر رہا ہوں جس کی شکل ایسی ایسی ہے۔ جو ب تمہارے پاس پہنچ جائے۔ اور میرے خط کو پڑھو تو اس کی تلاش کرو۔ مسلمانوں سے اس کے قریب واروں کے بارے میں دریافت کرو۔ اگر وصل میں اس کے رشتہ دار مل جائیں تو انھیں اکٹھا کرنا اور ان میں سے جو ایسے ہوں جو کتاب خدا کے مطابق کسی روادار کے بغیر ان کو اس کی میراث متی ہے اور ان میں سے جو ماں باپ دونوں کی طرف سے قرابت دار ہوں۔ ان سے وثاقت اور جو ماں کی طرف سے ہوں۔ ان سے ایک وثاقت دیت کا طلب کرو۔ اگر باپ کے قرابت دار موجود نہ ہوں۔ تو دیت کو ماں کے قرابت داروں پر بانٹ دو۔ یہ دیت تین سال کے اندر قسطوں کی صورت میں وصول کی جائے۔ اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے کوئی قرابت دار نہ ہو تو اس دیت کو اعلیٰ موصل میں سے ان لوگوں پر تقسیم کرنا۔ جن نے یہ پیدا ہوا تھا۔ اور پردہ شس پائی تھی۔ اہل شہر میں سے کوئی اور ان میں داخل نہ ہو جائے۔ ان لوگوں سے دیت تین سال میں وصول ہو۔ اور ہر ایک سال کا ایک حصہ مقرر کرنا۔ اگر وصل میں اس کا کوئی قرابت دار اور شریک نہ ہو۔ تو میرے فلاں بن فلاں اپنی کے ذریعے اس دیت کو میری طرف ٹوٹا دے۔ انشاء اللہ میں ہی اس کا دلی ہوں گا۔ اور میں ہی دیت کو ادا کروں گا۔ میں ایک مسلمان کے خون کو ایہ گناہ نہیں جانے دوں گا۔ عدی بن حاتم امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ صفین کی لڑائی کے دن حضرت امیر نے بلند آواز سے فرمایا میں معاویہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کروں گا۔ آخر میں آہستہ آہستہ آواز میں فرمایا انشاء اللہ میں حضرت کے قریب تھا۔ عرض کیا یا امیر المؤمنین! آپ نے قسم کھائی تھی۔ اور پھر اس کی استغناء بھی کر دی۔ فرمایا۔ ان صاحب خد خدہ جنگ ایک وھود ہے۔ میں مومنین کے نزدیک صادق بقول ہوں۔ میں نے اپنے اصحاب کو تحریق دلائی ہے۔ تاکہ وہ کابلی اغنیاء نہ کریں۔ میں نے انھیں پتہ دیا ہے کہ آج

کے بعد انشاء اللہ نفع اٹھائیں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو ختم دیا۔ کہ وہ ایک آدمی کو قتل کر دے۔ چنانچہ اس نے قتل کر دیا۔ حضرت امیر المؤمنین نے فیصلہ فرمایا۔ آدمی کا غلام اس شخص کے کورے یا تلوار کی مانند ہوتا ہے۔ ایک کو قتل کر دیا جائے اور غلام کو تید خانیہ میں بند کیا جائے۔ درحقیقت اس آدمی کو تین آدمیوں نے قتل کیا تھا۔ ایک نے اسے پکڑا۔ دوسرا لوگوں کو دیکھتا رہا۔ تیسرے نے قتل کر دیا۔ پکڑنے والے کے متعلق عمر قید کا حکم دیا۔ دیکھنے والے کی آنکھیں نکالوانے کا اور قتل کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

نقلۃ الاخبار اور فضائل العشرۃ میں تحریر ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے زمانہ حکومت میں ایک لڑکچہ پیدا ہوا جس کے دوسرے سینے تھے۔ حضرت امیر سے اس کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا جیسے یہ سو جلتے۔ تو زور کی آواز پیدا کر دے۔ اگر تیسیم جاگ جائے۔ تو ایک بے ایک کی میراث ہے۔ اگر ایک حصہ جاگ جائے۔ اور دوسرا سو جاگے۔ تو یہ دو آدمی ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جس کے دوسرے دو منہ، دو ناک، دو قتل، دو دہرہ اور چار آنکھیں ایک ہی بدن میں تھیں۔ اور اس کے ساتھ اس کی بہن بھی تھی۔ خلیفہ ثانی نے تمام صحابہ کو جمع کر کے اس کے متعلق پوچھا۔ لیکن انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ بلغم میں موجود تھے۔ فرمایا۔ اس کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر یہ سو جائے۔ اور اس کی تمام آنکھیں بند ہو جائیں۔ یا دونوں منہ ایک ساتھ بند ہو جائیں۔ تو یہ ایک بدن ہے۔ اگر کچھ آنکھیں کھلی رہیں۔ اور کچھ بند رہیں۔ یا ایک منہ بند ہو جائے۔ اور ایک کھلا رہے۔ تو یہ دو بدن ہیں۔ دوسرے دو راستوں کے متعلق فرمایا۔ اسے خوب کھدو پلاؤ۔ اگر دونوں راستوں سے پیشاب آئے۔ اور دونوں راستوں سے پاخانہ پھرے تو ایک بدن ہے۔ اگر ایک سے پاخانہ یا پیشاب آئے تو یہ دو بدن ہیں۔ اس واقعہ کو طبرانی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

عمار ذہبی ابو صہبہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھے۔ ابن کو انے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میں نے مردہ مرغی کا انڈا رکھا ہے۔ کیا اسے کھا سکتا ہوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا اگر میں اسے کھا دوں۔ تو مردہ مرغی کے نیچے رکھ کر اسے پچھڑا دوں۔ تو کیا اس کو کھا سکتا ہوں۔ فرمایا ہاں اسے کھا سکتے ہو۔ عرض کیا

کیوں؟ فرمایا یہ زندہ مرد سے نکلا۔ وہ مرد مردہ سے نکلا۔

حسن بن علی عبدی بعد بن ظریف سے وہ قاضی شریح سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس نے بیان کیا کہ مجھ میں مرد اور عورت دونوں کے علامات موجود ہیں میں ان دونوں مقامات سے پیشاب کرتی ہوں اور ایک ہی وقت میں بند ہو جاتا ہوں۔ یہ سن کر شریح نے بہت تعجب کیا کہنے لگی اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میرے شوہر نے مجھ سے جماع کیا اور مجھ سے بچہ پیدا ہوا۔ میں نے اپنی لونڈی سے جماع کیا اس نے مجھ سے بچہ پیدا کیا۔ شریح نے تعجب کرتے ہوئے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ اسے ہمراہ لے کر امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عورت سے پوچھا تیرا شوہر کون ہے؟ اس عورت نے عرض کیا فدا بن فداں۔ آپ نے ایک شخص کو بھیج کر اسے بلوایا اور پوچھا عرض کیا ہاں وہ ایسے ہی ہے فرمایا قبہ چار عورتیں لے کر اس کے پاس چلے جاؤ۔ اور اس کی پسلیاں گنو۔ اس کا شوہر کہنے لگا میں اجازت نہ دوں گا۔ نہ عورت کو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دینار خسی سے فرمایا اس کے جسم پر کپڑا باندھ دے۔ یا اسے کسی علیحدہ گھر میں لے جاؤ۔ اور اس کی پسلیاں گنو۔ دائیں جانب سے آٹھ اور بائیں جانب سے سات تھیں۔ حضرت امیر علیہ السلام اسے مردوں کا لباس پہنا کر مردوں میں شامل کیا۔ اس کا شوہر عرض کرنے لگا یا امیر المؤمنین! یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اس نے تو مجھ سے بچہ پیدا کیا ہے۔ آپ اسے مردوں میں شامل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حکم کیا ہے۔ اللہ عز و جل نے حوا کو آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کیا ہے۔ مردوں کی ایک پسلی کم ہوتی ہے اور عورتوں کی پسلیاں پوری ہوتی ہیں۔

اسماعیل بن موسیٰ باسناد خود بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے ایک شخص کی عربیہ لڑکی کی خواستگارہ کی تھی اس نے اس کا اس سے نکاح کر دیا۔ رخصتی کے وقت وہ لڑکی بھی جس کی ماں عجبی عورت تھی۔ اس عورت سے مقاربت کرنے کے بعد اسے یہ قصہ معلوم ہوا۔ وہ معاویہ کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ معاویہ نے کہا یہ ایسی شکل ہے جس کو ابوالحسن ہی حل کر سکتے ہیں۔ وہ شخص کو ذہن حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور امیر المؤمنین سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ باپ کو جو بیبہ کہتے عربیہ دیکھو وہ اس کے

یت کرتے ہیں
حضرت امیر
کر دیا جائے
نے اسے
دیکھنے

ت میں ایک
فرمایا جب
اگر ایک

دو قبل۔ دو
تمام صحابہ
خدمت میں
تمام آنکھیں
اور پھر بند
معلق فرمایا۔

پھرے تو
کتاب

ہو کر عرض
ایک اور
ہو۔ عرض کیا

شعبہ نے قرار دیا ہے اس سے بڑھتے عجمیہ کا سامان خریدے۔ یہی اس کا حق ہے نہ ا۔ جو فرج کے حلا
کی وجہ سے ہے۔ اس شخص سے کہ اس کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگانا۔ جب تک اس کا وعدہ ختم نہ ہو جائے
اس جرم کی وجہ سے اس کے باپ کو کوڑے لگائے جائیں۔

تہذیب میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے تلی لکھانے سے منع کیا
نے کہا یا امیر المومنین جگر اور تلی برابر ہیں آپ نے فرمایا تو نے غلط کہا ہے پانی کا برتن ہے اور
تمہیں فرق بتانا ہوں۔ وہ شخص جگر اور تلی اور پانی کا برتن لے آیا آپ نے فرمایا جگر اور تلی
سے شق کر کے پانی میں ڈال دے۔ (ڈالنے کے بعد) جگر سفید ہو گیا لیکن کم نہ ہوا۔ تلی سفید نہ ہو
جو کچھ تھی ساری کی ساری بہہ کر خون ہو گئی۔ صرف چمڑا اور رگیں باقی رہ گئیں آپ نے فرمایا یہ دو
فرق ہے یہ گوشت ہے۔ اور یہ خون ہے۔

ابن بطہ اور شریک اپنے اپنے اسناد سے ابن ابی عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں معاویہ کے
موجود تھا۔ اسی اثنا میں دو شخص ایک کپڑے کے ہارے میں اڑتے ہوئے معاویہ کے پاس آئے۔ ایک
یہ میرا پڑا ہے۔ اس نے گواہ بھی پیش کر دیئے۔ دوسرے شخص نے کہا یہ میرا کپڑا ہے۔ میں نے فلاں
سے خریدا ہے لیکن جس سے خریدا ہے اس کو نہیں جانتا۔ معاویہ نے کہا کاش اس مسئلہ کے حل
کے لئے جناب علیؑ موجود ہوتے۔ ابن ابی عمیر بیان ہے کہ میں نے معاویہ سے کہا کہ میں حضرت علیؑ
کی خدمت میں موجود تھا۔ آپ نے اس قسم کا فیصلہ کیا تھا۔ بڑا اس شخص کو دے دیا تھا جس نے گواہ
نہیں دیے۔ اور دوسرے سے کہا تھا کہ فروخت کرنے والے کو اسے آؤ۔ یہ سن کر معاویہ نے دونوں آدمیوں سے
اسو طرح فیصلہ کیا۔

اسی اسناد سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک عمامہ پیش ہوا جس سے آ
و قتل کیا تھا۔ جناب امیر المومنین نے اسے قتل کرنے والوں کے واسطے روایا۔ انہوں نے اسے معاویہ
کو لے گئے کہ تم نے ایک آدمی کو قتل کیا اور تو آزاد ہو گیا۔ آپ نے فرمایا یہ آؤ نہیں ہوا۔
مالکوں کے پاس جائے گا۔

جابر بن عبد اللہ بن جہش سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس
نے عرض کیا یا امیر المومنین! میں نے جسے قتل کرنے والا کو قتل کیا ہے۔ میں اسے تو ایک

کیا ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تجھے اللہ عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تم نے وطنی کرنے کے بعد پیشاب کرنے سے پہلے وطنی کی تھی۔ عرض کیا ہاں ایسا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ لڑکا تیرا ہے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام سے نماز کے پکڑوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ جب انسان نمازی میں ہوتا ہے۔ تو اس کا جسم پکڑے اور اگر وہ کی تمام چیزیں تسبیح کرتی ہیں۔

جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے ایمان کو شرک کی گندگی سے پاک کرنے کے لئے فرض کیا۔ نماز کو تکبر کی تنزیہ کے لئے۔ زکوٰۃ کو رزق کا سبب بنایا۔ روزوں کو خاص اخلاص کے لئے اتھارن مقرر کیا۔ حج کو تقویت دین کا باعث بنایا۔ حجاب اسلام اور امر بالمعروف کو مصلحت عوام کے لئے مقرر کیا۔ منی عن المنکر بے وقوفوں کے لئے رک ہے۔ صلہ رحمی انسان کی زیادتی کے لئے مقرر کیا۔ قصاص کو جانوں کی حفاظت کے لئے اقامت حدود کو محارم کی عظمت کے لئے۔ ترک شراب کو عقل کی حفاظت کے لئے۔ پھوری چھوڑنے کو پاکر امنی اختیار کرنے کے لئے۔ ترک زنا و زنا ب کی حفاظت کے لئے۔ ترک ولایت نسل کی زیادتی کے لئے۔ گواہوں کو منکرین پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے۔ ترک کذب صدق کی عورت کی خاطر۔ سلام کو خوف سے امن کے لئے۔ انابت کو نظام امت کے لئے اور اطاعت کو سلطان کی تعظیم کے لئے فرض کیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ جل میں کیوں ٹھہرا جاتا ہے۔ اور حرم میں کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ عزوجل کا بیت ہے اور حرم اس کا در ہے۔ جب آنے والے آتے تو آتے۔ دروازے پر ٹھہرایا جاتا ہے۔ تاکہ بارگاہ خداوندی میں عاجزی و زاری کر سکے۔ عرض کیا۔ مشعر حرام۔ ہم میں بیویں ہے یا آپ نے فرمایا۔ جب آنے والے کو اجازت دی جائے۔ تو دوسرے پردے کے پاس کھڑے ہوں۔ جب ان کی زاری مٹی ہو جائے۔ تو انہیں قریب آنے کی بازت دی جائے۔ جبہ ارکان حج ادا کر لیں اور گناہوں سے پاک۔ صاف ہو لیں۔ اللہ عزوجل اور ان نولوں کے درمیان پردے اٹھ جائیں۔ تو پاکیزہ حالت میں انہیں زیارت کی اجازت دی جائے۔ عرض کیا۔ ایام تشریق میں روزوں کو حرام ہے، فرمایا۔ تو اللہ سے زوار اور اس کے مہمان ہوتے ہیں۔ میزبان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے مہمانوں کو روزہ رکھوائے۔ عرض کیا۔ خانہ کعبہ کے پردوں کو پھٹنے کا کیوں حکم ہے؟ فرمایا۔ اس کو یوں سمجھو۔ کہ ایک شخص دوسرے شخص کا جرم کرتا ہے۔ مجرم اس شخص سے اس سے چشتا ہے۔ تاکہ وہ اسے معاف کر دے۔

ابن ہدی نے ترمذیہ الا بصار میں زعفرانی نے مستقصری میں ابن سیرین اور قاضی شریح سے روایت کرتے ہیں۔

فرج کے حلال ہونے
تم نہ ہو جائے اور

سے منع کیا تھا قصاص

تے آؤ۔ میں ابھی

جگر اور تیل کو درمیان

مفید نہ ہوئی۔

فرمایا۔ یہ دونوں ہیں

معاویہ کے پاس

ایک نے کہا۔

تے فلاں بازار

کے حل کرنے

تے علی عبیدہ

نے گواہ قائم کئے

بیوں کے درمیان

نے آزاد آدمی

معاف کر دیا۔

ہوا۔ بلکہ اپنے

اس نے

لیکھا۔ چہ پیدا

کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک فوجوان کو روکے ہوئے دیکھا۔ اس کا سبب پوچھا۔ عرض کیا میرے والد نے ان لوگوں کے ساتھ سفر کیا تھا۔ یہ لوگ تو واپس آ گئے لیکن وہ واپس نہیں آیا۔ اور اس کے پاس بہت سا مال تھا۔ میں اپنا متدبر قاضی شریح کے پاس لے گیا ہوں۔ اس نے میرے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ شریح کو آدمی کی تلاش اور دفعات کے بارے میں پوری چھان بین سے کام لینا چاہیے تھا۔ نہ کہ صرف گواہ حدیب کے پر اکتفا کرنا۔

ابو جعفر نے من یحضرہ الفقیہ میں۔ عینی نے کافی میں۔ طوسی نے تہذیب میں۔ اور ابن فیاض نے شریح اخبار میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا میں اس بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا۔ جیسا حضرت ولید علیہ السلام نے کیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ان لوگوں کو بلو کر انھیں بغور دیکھ کر فرمایا کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں اس بات کو نہیں جانتا۔ جو تم لوگوں نے اس شخص کے باپ کے ساتھ کی ہے۔ اور یہ تمہارا گنہگار ہے۔ میں قلیل العلم ہوں۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے ان لوگوں کو آپس میں جھگڑا کر دیا۔ پھر انھیں ایک ایک کر کے بلایا اور فرمایا مجھے آگاہ کر اور اپنی آواز کو بلند نہ کر۔ تاکہ دوسرا جرم سن نہ سکے۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے جانے اترنے سے قبل ماہ دین۔ اس شخص کی بیماری موت غسل تکفین۔ نماز جنازہ۔ دفن اور قبر کی جگہ کے بارے میں پوچھا۔ عبداللہ بن ابی رفیع کو حکم دیا کہ اس شخص کے بیانات قلم بند کرو۔ جب بیان لکھ لیا تو اللہ اکبر کہا۔ اور لوگوں نے بھی افتخار کیا۔ دوسرے آدمی نے یہ سمجھا کہ اس شخص نے ان لوگوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ پھر اس شخص کو اس کی جگہ واپس کر دیا۔ اور دوسرے کو بلایا۔ اس سے بھی یہی سوالات کئے جو پہلے سے کئے تھے۔ اس نے مختلف جوابات دیئے۔ نیز آپ نے تکبیر کی آواز بلند کی۔ پھر آپ نے تیسرے گواہ کو حدیب کیا۔ پھر چوتھے کو بلایا انھیں دھم دھموت کی اور ڈرایا۔ دھم دھم دھم کی اس شخص کے قتل کرنے کا اقرار کر لیا۔ کہ انھوں نے اسے قتل کیسے اس کا مال لے لیا تھا۔ اور اسے لڑکے کے قریب ملاں جگہ۔ دفن کیا تھا۔ ان لوگوں نے ال واپس کر دیا۔ مقتول کے لڑکے نے خوں معانت کر دیا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین حضرت ولید علیہ السلام کا فیصلہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت ولید علیہ السلام لڑکوں کے پاس سے لڑے۔ اور وہ کھیل رہے تھے۔ اور ایک لڑکے کو مانتہ الدین کہہ کر بلاتے تھے۔ ولید علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تمہارا یہ نام کس نے رکھا ہے؟ اس لڑکے نے راضی کہ میری ماں نے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اپنی ماں کے پاس سے چلو۔ اس عورت سے آپ نے فرمایا۔ اسے اللہ کی بندی۔ تم نے اپنے بیٹے کا یہ نام میوں رکھا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ اس عورت نے

عرض کیا۔ اس کا باپ سفر پر گیا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے۔ میرے شک میں یہ کچھ کھلا اور لوگ تو واپس آگئے۔ لیکن میرا شوہر واپس نہ آیا۔ میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا، انھوں نے بتایا کہ وہ مر گیا ہے۔ میں نے مال کے مالک سے میں دریافت کیا کہنے لگے۔ اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا تھا۔ میں نے پوچھا کہ تم لوگوں کو کوئی وصیت بھی لی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ آپ کے شوہر کا خیال تھا کہ تم حاملہ ہو۔ اگر میری بیوی کا پیدا ہو تو اس کا نام مات الدین رکھتا۔ میں نے وصیت کے مطابق اس کا نام مات الدین رکھا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ کیا تم اپنے لوگوں کو بھاتی دودھ وہ عزت کہنے لگی ہاں بھاتی ہوں۔ آپ نے فرمایا نیک ان لوگوں نے چلو اور انھیں ان کے گھروں سے لے کر آجئے جب وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے درمیان اسی طرح فیصلہ کیا۔ ان پر خون ثابت ہو گیا۔ ان سے براہ مہرہ۔ آپ نے فرمایا سے اللہ کی بندی اپنے فرزند کا نام عاش الدین رکھو۔

ابن مسیب کا بیان ہے۔ معاویہ نے ابو موسیٰ اشعری کو خط لکھا کہ حضرت علی سے یہ مسئلہ دریافت کرو۔ کہ ایک شخص نے اپنی عورت کے ساتھ ایک شخص کو زنا کرتے ہوئے پایا ہے۔ اور اسے قتل کر دیا ہے۔ اس شخص کا قاتل کی کیا جزا ہے؟ فرمایا اگر زانی شادی شدہ تھا تو قاتل کی کوئی سزا نہیں ہے۔ کیوں؟ اس نے اس شخص کو قتل کیا جس کا قتل واجب تھا۔

پھر شخص دریا سے ذرا ت میں تیر رہے تھے۔ ان میں ایک ڈوب گیا۔ دو آدمیوں نے گواہی دی کہ ان تین آدمیوں نے اس کو ڈوب دیا ہے۔ اور وہ تین آدمی کہنے لگے کہ ان دو نے ڈوب دیا ہے۔ حضرت نے گواہی کے مطابق دیت کے پانچ حصے کئے تین حصے دو پر اور دو حصے تین پر مقرر کئے۔

محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین نے چار آدمیوں کے بارے میں فیصلہ کیا۔ جو شرمسار پیٹی کریم پیش ہو گئے تھے۔ مقتیار سے لاپس میں لپٹے۔ دو قتل ہو گئے اور دو زخمی ہوئے۔ فرمایا انہیں کو پچاس کوڑے لگانے کے بعد مقتولین کی دیت ان سے وصول کی جائے۔ اگر وہی مجروح نہ ا کے وقت مر جائے۔ تو مقتولین کے ورثہ پر اس کا کوئی تاوان نہیں ہے۔ یہ روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقتولین کی دیت چاروں کے قبائل پر واجب ہے۔

ایک شخص نے اپنا غلام اپنے لڑکے کے ساتھ کوثر بیجا۔ راستے میں دونوں جھگڑ پڑے۔ لڑکے نے غلام کو مارا۔ غلام نے اسے گایا۔ دیں اور دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا میرا غلام ہے۔ اپنا مقدمہ امیر المومنین علیہ السلام کی

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

میرے والد

خدمت میں لے گئے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے قبر سے فرمایا۔ دیواریں دو سواخ کر دو۔ انھیں حکم دیا کہ سوراخوں کے اندر اپنے سر داخل کر دو۔ قبر سے فرمایا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار لا دو۔ میں ان میں غلام کی گردن اڑاتا ہوں۔ غلام نے جلدی سے سوراخ سے اپنا سر نکالا۔ لڑکے نے اپنا سر نہ نکالا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے غلام کو اس کے کتے کی سزا دی پھر اسے اس کے مایک کے پاس لوٹا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم نے ایسا دوبارہ کیا۔ تو ضرور تیرا ہاتھ کاٹ دوں گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر مومنین علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص نے انصاریہ عورت سے شادی کی۔ جب رخصتی کی رات آئی۔ تو اس نے اپنے دوست کو اپنے گھر میں چھپایا جب اس کا شوہر گھر میں داخل ہوا۔ تو اس نے دوست کو اشارہ کیا۔ دونوں لڑ پڑے۔ شوہر نے اس کے آشنا کو قتل کر دیا۔ یہ دیکھ کر عورت نے اپنے مرد پر حملہ کر دیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔ آپ نے فیصلہ دیا کہ عورت اپنے آشنا کی دیت دے۔ اور اپنے شوہر کے قتل کے باعث قتل کر دی جائے۔

اصبع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک اونٹن سے دھیت کی۔ کہ یہ دس ہزار درہم ہیں جب میرے رومے سے لو۔ تو جو کچھ چاہو اس کو دے دینا جب دستک تو امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا کہ تم اسے کتنا دو گے۔ عرض کیا ایک ہزار درہم۔ فرمایا۔ تم اسے نو ہزار درہم دو۔ یہ وہ ہیں جن کو تم چاہتے ہو۔

تین شخص ایک اونٹ میں حصہ دار تھے۔ ایک نے اونٹ کو لیا۔ اور مضبوط باندھ دیا۔ وہ کسی ضرورت کی خاطر چل گیا۔ دوسرے دو حصہ داروں نے اگر اونٹ کو چھوڑ دیا۔ اونٹ ایک کنویں میں جاگرا۔ جس سے پھر چور ہو گیا۔ انہوں نے اونٹ کو نحر کیا۔ اور اس کے گوشت کو بیچ دیا تیسرا حصہ دار بھی آگیا۔ اس نے کہا۔ تم لوگوں نے مست کیوں کھولا اور کھولا تھا۔ تو اس کی نگرانی کرتے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا۔ کہ دونوں حصہ دار اس شخص کو اونٹ کا ایک ٹکٹ قیمت ادا کریں کیوں کہ اس نے اونٹ کو مضبوطی سے باندھا تھا۔ جب اونٹ کے گوشت کی قیمت کو دیکھا گیا۔ تو وہ کل اونٹ کی قیمت کا ایک ٹکٹ ہوا۔

حضرت امیر علیہ السلام کے فیصلہ جات اور کرامات میں کتاب کنوز المعجزات ترجمہ انخراج و البحر ایچ مطبوعہ قتبہ الساجدہ چاہ نمبر کوئٹہ تو لے خان طمان شہر ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مترجم

تھی۔ اس نے اس قیمت کو لے لیا، اور وہ دونوں شخص خالی ہاتھ چلے گئے۔

ایک عورت ایک شخص کی لونڈی کے مشابہ تھی، رات کو جا کر اس کے بستر پر سو گئی، اس نے اس سے جماع کیا، امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا، مرد پر پڑشیدہ، طور اور عورت پر ظاہری طور پر حد جاری کی جائے۔ ابو عبیدہ غریب الحیث میں غصہ یہ کرتے ہیں، کہ ایک عورت امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی، میرے شوہر نے میری لونڈی سے جماع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، اگر تم سچی ہو، تو تم اسے رجم کریں گے۔ اگر تم جھوٹی ہو، تو مجھے گوزن لگائیں گے۔ بہ سن کر کہنے لگی، مجھے میرے گھر لے چلو، غصے کے بارے میں اپٹ کھول رہا ہے۔

روایت ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرے، اس پر کوئی حد نہیں، امیر المؤمنین علیہ السلام نے سن کر فرمایا، اسے ابو عبد الرحمن یہ اس وقت کی بات ہے، جب حدود نازل نہیں ہوئے تھے۔

دو آدمیوں نے ایک آدمی پر اس بات کی گواہی دی کہ اس نے زرہ چرائی ہے۔ وہ شخص قسم کھا کر کہتا تھا کہ میں جلعصہ ہوں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے، تو میرا ہاتھ ہرگز نہ کاٹا جاتا، حضرت امیر علیہ السلام نے پوچھا کہ کیوں؟ عرض کیا کہ رسول اللہ کو اللہ عزوجل اس بات سے آگاہ کرتا، کہ میں بے تصور ہوں، جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا، تم اس شخص کا ظلم سے ہاتھ نہ کاٹو، اللہ عزوجل سے ڈرو، اور انہیں قسم دلائی، پھر فرمایا، اچھا ایک اس کا ہاتھ پکڑے، اور دوسرا اس کا ہاتھ کاٹے، جب ہاتھ کاٹنے کی جگہ پہنچے تو یہ منظر دیکھ کر لوگ گھبرا اٹھے، اور آپس میں جمع ہو گئے، اس بھیڑ میں یہ دونوں کہیں غائب ہو گئے، امیر المؤمنین علیہ السلام کو اس بات سے آگاہ کیا گیا، فرمایا، اگر کوئی شخص مجھے وہ دونوں گواہ دکھلا دے، تو میں ضرور ان کو سزا دوں گا۔

منہج البلاغہ میں تحریر ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں دو شخص پیش کئے گئے، ایک نے اللہ کے مال کی چوری کی تھی، اور دوسرے نے لوگوں کا سامان چوریا تھا، آپ نے فرمایا جس نے اللہ کا مال چوریا ہے اس پر کوئی حد نہیں ہے، ابستمہ دوسرے پر حد شدید واجب ہے، اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ یحییٰ بن سید عمر بن سعد دق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عتبہ بن عامر جہنی مرگیا، یہرت سال جانور غلام وغیرہ چھوڑ گیا، اس کے ایک غلام کا نام سام دوسرے کا

۱۔ انہیں حکم
۲۔ موسم کی تلوار
۳۔ اپنے پناہ
۴۔ پاس لہنا

۵۔ میں ایک
۶۔ اپنے گھر میں
۷۔ شوہر نے
۸۔ نے فیصد

۹۔ ہزار و رہم ہیں
۱۰۔ سلام تے
۱۱۔ میں جن کو

۱۲۔ وہ کسی ضرورت
۱۳۔ جس سے
۱۴۔ اس نے
۱۵۔ نے فیصد

۱۶۔ کو مضبوطی
۱۷۔ تکت ہوتی

۱۸۔ مطبوعہ قتبہ

یسون تھا۔ ابن عمر اس کے وارث ہوئے۔ انھوں نے نوذی غلاموں کو آزاد کر دیا۔ عقبہ کی بیوی امیہ المومنیہ
حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میں عقبہ کی بیوی ہوں۔ اس کے بنو عمام نے انکار کیا
سالم اور یسوں نے گواہی دی ہے کہ عقبہ کی زوجہ نے عقبہ کی بیوی سے یہ بھی بتایا کہ میں حاملہ ہوں۔ پیرامون
عبیدہ السلام نے فرمایا عورت کا حصہ اس وقت تک روکنا جائز ہے۔ جب تک بچہ پرانہ نہ ہو۔ اور اس نے بڑا بچہ
تو اس کا میراث میں کوئی حق ہے اور نہ ہی لڑکے کا۔ یوں کہ اس بارے میں ان دونوں کے غلاموں نے گواہی دی ہے
اگر اس نے لڑکا نہ جنا تو اس کو چوتھا حصہ میراث کا ملے گا کیونکہ اس کی زوجیت پر آزاد آدمیوں نے گواہی دی
ہے جنہیں ان لوگوں نے آزاد کیا ہے۔ جو مستحق میراث تھے۔

بادشاہ روم نے معاویہ سے چند مسائل دریافت کئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ لاشی کیا چیز ہے
سن کر معاویہ حیران ہوا۔ عمرو عامر نے کہا کسی آدمی کو گھوڑا دے کہ چننا بھلے کے لشکر میں روانہ کیجئے۔ وہ اس
کو بیچنے کا ہمانہ کرے۔ جب قیمت دریافت کریں۔ تو کہے اس کی قیمت لاشی ہے۔ لیکن ہے۔ اس تربیب سے
کا حل نکل آئے۔ ایک شخص گھوڑے کو حضرت علی علیہ السلام کے شرمیں آیا۔ آپ کا اس کے پاس سے
ہوا۔ فقیر بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے قبر اس سے گھوڑے کی قیمت پوچھو۔ اس نے کہا لاشی
ہے۔ قبر گھوڑا اس سے لے لو۔ اس نے کہا مجھے لاشی دے دو۔ آپ نے فرمایا اسے صحابہ سے چار اسی
دیکھ دو۔ اس نے کہا یہی لاشی ہے۔ آپ نے فرمایا جلاؤ اور معاویہ کو اس بات سے آگاہ کر دو کہ میں یہ کیسے
آپ نے فرمایا کیا تم نے اللہ عزوجل کا فرمان نہیں سنا۔ بحسبہ عصمان ما یحقی ذاجاءہ لہ یجداہ
کفار کے اعمال کی مثال جو گلی کی ریت کی طرح ہے جب پیسا آتا ہے۔ تو اسے لاشی پاتا ہے۔ یعنی کچھ بھی نہ
صرف دھوکا ہی دھوکا ہوتا ہے)

اجمع سے روایت ہے کہ شاہ روم نے معاویہ کے پاس چند باتیں تحریر کیں۔ اگر تم نے ان کا جواب دے دیا
تو ہمارے پاس خراج روانہ کروں گا۔ ورنہ تم میرے پاس خراج روانہ کرو۔ معاویہ نے کوئی جواب ہی نہ دیا۔ اس نے یہ
حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں روانہ سے آپ نے ان کا جواب دیا۔ تب معاویہ نے وہ مسائل نہ دے دیے
پاس روانہ کئے۔

مسئلہ:- زمین پر سب سے پہلے کس چیز نے حرکت کی؟
جواب:- کھجور کا دھڑکا۔

یسون تھا۔ ابن عمر اس کے وارث ہوئے۔ انھوں نے نوذی غلاموں کو آزاد کر دیا۔ عقبہ کی بیوی امیہ المومنیہ
حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میں عقبہ کی بیوی ہوں۔ اس کے بنو عمام نے انکار کیا
سالم اور یسوں نے گواہی دی ہے کہ عقبہ کی زوجہ نے عقبہ کی بیوی سے یہ بھی بتایا کہ میں حاملہ ہوں۔ پیرا منب
عبیدہ السلام نے فرمایا: عورت کا حصہ اس وقت تک روکنا جائز ہے۔ جب تک بچہ پرانہ نہ ہو۔ اگر اس نے بچہ
توڑا اس کا میراث میں کوئی حق ہے اور نہ ہی لڑکے کا۔ یوں کہ اس بارے میں ان دونوں کے غلاموں نے گواہی دی ہے
اگر اس نے لڑکا نہ جنا تو اس کو چوتھا حصہ میراث کا ملے گا کیونکہ اس کی زوجیت پر آزاد آدمیوں نے گواہی دی
ہے جنہیں ان لوگوں نے آزاد کیا ہے۔ جو مستحق میراث تھے۔

بادشاہ روم نے معاویہ سے چند مسائل دریافت کئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ لاشی کیا چیز ہے
سن کر معاویہ حیران ہوا۔ عمرو عامر نے کہا: کسی آدمی کو گھوڑا دے کہ چننا بھلی کے لشکر میں روانہ کیجئے۔ وہ اس
کو بیچنے کا ہمانہ کرے۔ جب قیمت دریافت کریں۔ تو کہے اس کی قیمت لاشی ہے۔ ممکن ہے۔ اس تربیب سے
کا حل نکل آئے۔ ایک شخص گھوڑے کو حضرت علی علیہ السلام کے شرمیں آیا۔ آپ کا اس کے پاس سے
ہوا۔ فقیر بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا: اسے گھوڑے کی قیمت پوچھو۔ اس نے کہا: لاشی
ہے۔ فقیر گھوڑا اس سے لے لو۔ اس نے کہا مجھے لاشی دے دو۔ آپ نے فرمایا: اسے صحابی سے چار اسی
دیکھ دو۔ اس نے کہا یہی لاشی ہے۔ آپ نے فرمایا: گھوڑا اور معاویہ کو اس بات سے آگاہ کر دو کہ میں یہ کیسے
آپ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ عزوجل کا فرمان نہیں سنا۔ بحسبہ ضمان ما رحتی، اذا جاء له یبعده
کفار کے اعمال کی مثال جہنم کی ریت کی طرح ہے۔ جب پیاسا آتا ہے۔ تو اسے لاشی پاتا ہے۔ یعنی کچھ بھی نہ
حرف دھوکا ہی دھوکا ہوتا ہے)

اجمع سے روایت ہے کہ شاہ روم نے معاویہ کے پاس چند باتیں تحریر کیں۔ اگر تم نے ان کا جواب دے دیا
تو ہمارے پاس خراج روانہ کروں گا۔ ورنہ تم میرے پاس خراج روانہ کرو۔ معاویہ نے کوئی جواب ہی نہ دیا۔ اس نے
حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں روانہ سے آپ نے ان کا جواب دیا: تب معاویہ نے وہ مسائل نہ دے دیے
پاس روانہ کئے۔

مسئلہ: زمین پر سب سے پہلے کس چیز نے حرکت کی؟
جواب: کھجور کا دھڑکا۔

مسند۔ زمین والوں کے غم و غم سے امان کا باعث کیا چیز ہے ؟

جواب۔ توں قسمرع۔ جب تک آسمان پر دیکھی جائے۔

مسند۔ وہ کون سے درد سے میں جو ایک دفعہ ایک قوم کے لئے کھلے تھے۔ پھر بند ہو گئے۔ اور کبھی نہیں کھلیں گے۔

جواب۔ کھشال

جب ان جبریات کو پڑھا تو کہنے لگا۔ خدا کی قسم یہ تو محمد صلعم کی نبوت کی کان سے نکلے ہوئے ہیں۔ اور معاویہ کے پاس خراج روانہ کر دیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے ابا علیہم السلام کے حوئے سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر مومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا۔ دریا کا دروہن کیا چیز ہے ؟ آپ نے فرمایا۔ سمندروں پر ایک فرشتہ مقرر ہے جس کا نام ارمان ہے جب سمندریں قدم رکھتا ہے۔ تو پانی میں جوش اُگڑ بڑھتا ہے۔ جب قدم باہر کاٹتا ہے۔ تو پانی کم ہو جاتا ہے۔

فصل ۶

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ابن کوا کے مندرجہ ذیل سوالات

ابن کوا۔ پانی کا ذائقہ کیسا ہے ؟

حضرت امیر۔ زندگی کا ذائقہ

ابن کوا۔ مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے ؟

حضرت امیر۔ سورج کے دن کا راستہ۔

ابن کوا۔ وہ دو کون سے جہتی ہیں جو ایک دن میں پیدا ہوتے اور ایک ہی دن میں مر گئے۔ لیکن ایک کی عمر ایک سو چالیس

سال تھی اور دوسرے کی پچاس سال

حضرت امیر۔ عزیر اور اس کا جہتی دروازہ ایک ہی دن میں پیدا ہوتا ہے۔ لیکن خداوند عالم نے عزیر کو ایک سو سال ہر وہ

رکھنے کے بعد زندہ کیا۔

ابن کوا۔ وہ زمین کا دن سا کتنا ہے جس پر سورج صرف ایک گھڑی چمکا ؟

امیر المومنین

عالم نے انکار کیا ہے

ابن۔ امیر مومنین

اس نے رد کیا ہے

نے گواہی دی ہے

نے گواہی دی

کیا چیز ہے ؟

جیسے۔ وہ اس گھڑی

ایک سے مسند

پاس سے گزرا

الہامی لاشیٰ فرمایا

از اس بیت

میں یہ کیسے کہوں

لحم بعدہ شیا

کچھ بھی نہیں ہوتا

سے دیا تو میں

س نے یہ سائل

روم کے

مسئلہ۔ زمین والوں کے غشرق سے امان کا باعث کیا چیز ہے ؟

جواب۔ توس قسطنطین۔ جب تک آسمان پر دیکھی جائے ۔

مسئلہ۔ وہ کون سے دروز سے ہیں جو ایک دفعہ ایک قوم کے لئے گھلے تھے ۔ پھر بند ہو گئے ۔ پھر کبھی نہیں کھلیں گے ۔

جواب ۔ کنگشاں

جب ان جہزات کو پڑھا تو کہنے لگا ۔ خدا کی قسم یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کان سے نکلے ہوئے ہیں ۔ اور معاویہ کے پاس خراج روانہ کر دیا ۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے ابا علیہم السلام کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر مومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا ۔ دریا کا مدد و جزد کیا چیز ہے ؟ آپ نے فرمایا ۔ سمندر وں پر ایک فرشتہ مقرر ہے جس کا نام امان ہے جب سمند میں قدم رکھتا ہے ۔ تو پانی میں جوش اُگڑ بڑھ جاتا ہے ۔ جب قدم باہر نکلتا ہے تو پانی کم ہو جاتا ہے ۔

فصل ۶

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ابن کوا کے مندرجہ ذیل سوالات

ابن کوا۔ پانی کا ذائقہ کیسا ہے ؟

حضرت امیر۔ زندگی کا ذائقہ

ابن کوا۔ مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے ؟

حضرت امیر۔ سورج کے دن کا راستہ ۔

ابن کوا۔ وہ دو کون سے صلی ہیں جو ایک دن میں پیدا ہوئے اور ایک ہی دن میں مر گئے ۔ پہلی ایک کی عمر ایک سو پچیس

سال تھی اور دوسرے کی پچاس سال

حضرت امیر۔ عزیر اور اس کا بھائی عزیرہ ایک ہی دن میں پیدا ہوئے ۔ لیکن خداوند عالم نے عزیر کو ایک سو سال اور وہ رکھنے کے بعد زندہ کیا ۔

ابن کوا۔ وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جس پر سورج صرف ایک گھڑی چمکا ہے

یہ وہی امیر المومنین

امام نے انکار کیا ہے

ابن۔ امیر مومنین

اس نے لڑکا بنا ۔

نے گواہی دی ہے

ابن نے گواہی دی

کیا چیز ہے ؟

بجائے ۔ وہ اس گھڑی

یہ سب سے مسئلہ

پاس سے گذر

لہذا لہذا فرمایا

اسے ریت

یہ کیسے کہوں

یہ عجیبہ شے

کچھ بھی نہیں ہوتا

سے دیا تو میں

نے یہ سائل

نہا روم کے

حضرت ایمرؓ - وہ سمندر جس کو اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے لئے ایک راستہ بنایا تھا۔

ابن کوہ - وہ کون سا انسان ہے جو کھانا پیتا تو بے یکن شبیب و پاخانہ نہیں کرتا؟

حضرت ایمرؓ - وہ بچہ جو ماں کے شکم میں ہوتا ہے؟

ابن کوہ - وہ کون سی چیز تھی جس نے پیاتو زندہ تھی - جب کھایا تو مردہ تھی؟

حضرت ایمرؓ - حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا تھا۔ جب ویرخت کی ٹہنی تھی۔ اس وقت تک اس کا عرق پیتا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بنی اور جادوؤروں کی رسیوں کو ننگا - تو مردہ تھی؟

ابن کوہ - وہ کون سی زمین ہے جو طوفان نوح کے زمانے میں بند رہی؟

حضرت ایمرؓ - زمین کعبہ۔

ابن کوہ - وہ کون سا جانور ہے جس پر جھوٹ بولا گیا۔ وہ نہ جن تھا۔ اور نہ ہی انسان؟

حضرت ایمرؓ - یہ وہ بھیڑیا تھا جس پر برادران یوسفؑ نے جھوٹ بولا تھا۔

ابن کوہ - وہ کون سی چیز ہے جس پر اللہ نے وحی کی۔ نہ وہ جن ہے اور نہ ہی انس؟

حضرت ایمرؓ - شہد کی مکھی۔

ابن کوہ - وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جس پر نماز پڑھنا ناجائز ہے؟

حضرت ایمرؓ - ٹانہ کعبہ کی پشت۔

ابن کوہ - وہ کون سا قاصد ہے جو نہ جن تھا نہ انس نہ فرشتے اور نہ ہی شبیہوں میں سے ہے؟

حضرت ایمرؓ - ہرید - اذہرب قتالیٰ هذا۔

ابن کوہ - وہ کون سا مبعوث ہے جو نہ جن - انس - ملائکہ اور شیاعین میں سے نہیں ہے؟

حضرت ایمرؓ - وہ کوہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا کہ وہ قابیل کو قبر کھودنا بتائے۔

ابن کوہ - وہ کون سی جان تھی جو دوسری جان کے اندر موجود تھی۔ بلکہ دونوں کے درمیان کوئی قرابت

صلہ جی نہ تھی۔

حضرت ایمرؓ - یونسؑ بنی جو پھلی کے شکم میں موجود تھے۔

ابن کوہ - قیامت کب واقع ہوگی؟

حضرت ایمرؓ - امدت کے پورا ہونے کے بعد۔

ابن کوٹا۔ جناب موسیٰ کے عصا کا کیا نام تھا؟

حضرت امیر۔ ارمیہ جو عوجو سج کا تھا۔ جس کا طول حضرت موسیٰ کے سات باقد تھا۔ یہ جنت کی چیز تھی۔ ۱۔ سے

جبرائیل علیہ السلام نے شعیب بنی پر نازل کیا تھا؟

وہ یہودی بھائیوں نے بنی عباس سے روایت کی۔ اس سے سوال کیا کہ وہ کون سی ایک چیز ہے جس

کا دوسرا نہیں۔ وہ کون سے دو ہیں جن کا تیسرا نہیں۔ اس طرح اس نے انہوں سے سو تک سوال کئے۔

اور کہا کہ ہم ان باتوں کو تو راستہ اور انجیل میں پاتے ہیں۔ اور آپ ان کو قرآن میں تو دیکھتے ہیں گے۔ حضرت

ایمر نے مندرجہ ذیل جواب دیئے۔ ہمارا خدا واحد ہے مختار ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ دوم۔ آدم و حوا جو سب سے پہلے دیئے گئے تھے۔

جبرائیل میکائیل اور اسرائیل میں جو وحی کے فرشتوں کے واسطے ہیں۔ چار چیزیں تورات، انجیل، زبور

اور قرآن میں پانچ چیزیں۔ پانچ نمازیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور آپ کی امت پر نازل کیں۔

اور آپ سے پہلے اور مسی بنی پر نازل نہیں کیں تھیں۔ یہی آپ سے پہلے کسی امت پر نازل کیں تھیں۔ تم

ان باتوں کو تورات میں موجود پاتے ہو۔ چھ چیزیں دن ہیں جن میں اللہ عزوجل نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا

سات سے مراد سات آسمان تہ بہ تہ ہیں آٹھ سے مراد آٹھ حلال عرش ہیں۔ نو سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے نو معجزے ہیں۔ دس سے مراد عشرہ کاملہ مراد ہے گیارہ سے مراد یوسف علیہ السلام کے گیارہ ستارے۔

مراد میں یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا تھا میں نے خواب میں گیارہ ستاروں کو دیکھا ہے۔ جو مجھے معجزہ

کر رہے ہیں بارہ سے مراد بارہ ماہ ہیں تیرہ سے مراد یوسف علیہ السلام کے والدین اور گیارہ بھائی ہیں۔

چودہ سے مراد نور کی چودہ قندیلیں ہیں۔ جو سات آسمانوں کے درمیان معلق ہیں۔ وہ چودہ پردے ہیں جو تیار است

تک اللہ عزوجل کے نور سے روشن رہیں گے۔ پندرہ سے مراد ماہ رمضان کی راتیں ہیں جو گزشتہ چکی تھیں اور تمام

آسمانی کتابیں ایک ہی دفعہ روح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف نازل ہوئی تھیں۔ سواہ سے مراد وہ سورہ فرشتوں کی

صفیں میں جو عرش کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ستارہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ ستارہ نام ہیں جو بہشت اور دوزخ کے

درمیان ٹکے ہوئے ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو زمین و آسمان کے واسطے جل کر خاک ہو جاتیں۔ انھار سے مراد وہ نور

کے انھار پردے ہیں جو عرش اور ارض کے درمیان واقع ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو بڑے بڑے ہٹوں پہاڑیں جاتیں

اور زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی چیزیں نور عرش سے جل جائیں۔ انیس سے مراد دوزخ کے خاندان ایس ہیں

بیس وہ دن ہیں جن میں اللہ عزوجل نے موسیٰ کو دلو علیہ السلام کے لئے نرم کر دیا تھا انیس کا مؤلف نے ذکر

کا عرق پیتا رہا۔

کی قرابت اور

نہیں کیا۔ بائیس روز تاربخیں میں جن پر شتی نوح کو قرار ہوا۔ تیس روز تاربخ سے جس پر حضرت یسے
 اور نواسرٹس پر دستہ خوان نازل ہوا۔ پچیس روز تاربخ ہے جس پر خدا نے حضرت یعقوب علیہ السلام
 بیانات واپس کی تھی۔ پچیس خدا نے موسے علیہ السلام تھے پچیس روز ہم کیا۔ وادی ہمدان میں پچیس موت
 علیہ السلام نے پچیس روز آگ میں قیام کیا۔ حتیٰ کہ آگ کے ساتھ تھنوں کوئی۔ ستائیس سے مراد حضرت
 علیہ السلام کو خداوند عالم نے ستائیس سال کی عمر میں عذاب کی عذاب کا عذاب تھا۔ چنانچہ سے مراد حضرت
 نبیہ سلام چھپ کے پیٹ میں تھا۔ بن سب۔ (ایک گاوڑا کا غصہ نہ کیا پچیس دنوں کا غصہ سے
 موسے علیہ السلام سے وعدہ کیا۔ چالیس دن رتوں کی پورائی چار دن۔ پچاس۔ چار دن رتوں کی پورائی
 مقدار۔ ساٹھ۔ دوزخ نہ کھنے کا کافور۔ ایک روزہ فی ما سے ساٹھ روزہ کے۔ اگر اس کی طاعت نہ ہو
 مسکین کو بھنا کھلائے۔ آٹھ سے مزدور تاربخیں ہیں جن کو سے بیٹہ سلام بن ارمیہات کے سے
 اسی سے مراد ناجلد و ہم تسمائین جلالة انھیں اس کوڑے گاؤں سے سے مراد تسع وتسعون
 ولی نعمة اخرى سوء ناجلد واکل۔ حد منہ اماسة جلالة یہ سن کر دونوں ہوں
 ہوتے۔ ایک جگہ جہاں میں ہر۔ چنانچہ "فین میں تھیں ہوا"

فصل

ایک سال نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے مشورہ جہاد میں

سوال۔ وہ کون سے میاں بیوی ہیں۔ جو میں تو ایک دوسرے کے لئے مزدوری لیکن دونوں میں
 نہیں ہے۔

ج۔ سورج اور چاند۔ چاند رات میں نہ کہ سورج روز میں ہے۔
 س۔ وہ کون سا تو۔ ہے جو نہ سورج نہ چاند نہ ستاروں اور نہ ہی چاند سے ہوتا ہے۔
 ج۔ یہ وہ نور کا نمود ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسے کے لئے میدان تیری بھیجا تھا۔
 س۔ وہ کون سی ساعت ہے جو نہ ہی دن اور نہ ہی رات میں شامل ہے۔

ج۔ سورج نکلنے سے پہلے کی ساعت۔

س۔ وہ کون سا بیٹا ہے جو اپنے باپ کی عمر سے بڑا ہے ؟
ج۔ یہ حضرت عویر ہیں جب اللہ نے اسے دوبارہ زندہ کیا۔ تو اس کی عمر چالیس سال تھی اس وقت ان کے بیٹے کی عمر ایک سو دس سال تھی ۔

س۔ وہ کون سی چیز ہے جس کا کوئی قبیلہ نہیں ؟
ج۔ خود کعبہ ۔

س۔ وہ کون سا بیٹا ہے جس کا باپ نہیں ہے ؟
ج۔ حضرت عیسیٰؑ

س۔ وہ کونسا انسان ہے جس کے رشتہ دار نہیں ہیں ؟
ج۔ حضرت آدم علیہ السلام

ایہ المؤمنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے صبح کس حالت میں کی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ میں صریح
اول ہوں۔ میں فاروق اعظم ہوں۔ میں خیر البشر کا وحی ہوں۔ میں اول ہوں۔ میں آخر ہوں۔ میں باطن ہوں۔ میں ظاہر
ہوں۔ میں ہر چیز کو پہلے سے جانتا ہوں۔ میں عین اللہ ہوں۔ میں جنب اللہ میں ابن اللہ علی الرسلین ہوں۔
ہماری وجہ سے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے۔ ہم زمین و آسمان میں اللہ کے خازن ہیں۔ میں زندہ کرتا ہوں۔ میں
ماتا ہوں۔ مجھے موت نہیں آئے گی؟

ایہ المؤمنین علیہ السلام کے فرمان کو سن کر اعزلی و رطلہ حیرت میں پڑ گئے۔ ہیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اول اس
لحاظ سے ہوں۔ کہ میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا ہوں۔ میں آخر اس لحاظ سے
ہوں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلی میں آخر میں دیکھا تھا۔ (آخر وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا جتنی کہ
قبر میں آخری زیارت کرنے والا میں ہی تھا) میں اسلام کا نفاذ کرنے والا ہوں۔ میں باطن بطین العلم ہونے کی حیثیت
سے ہوں۔ میں ہر چیز کو پہلے اس وجہ سے جانتا ہوں۔ کہ اللہ عزوجل نے اس بات کی خبر اپنے نبی کو دی تھی۔
لہذا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آگاہ کیا تھا۔ میں اللہ کی آنکھ اس اعتبار سے ہوں۔ کہ میں مومنین اور کافروں پر اللہ کی آنکھ
ہوں۔ میں جنب اللہ (اللہ کا پہلو) اس اعتبار سے ہوں۔ کہ قیامت کے روز نقص کہے گا۔ یا حسرتا
علی ما فرطت فی جنب اللہ۔ غاش کہ میں جنب اللہ کے بارے میں کوتاہی کرنا جس نے میرے بارے
میں کوتاہی کی۔ اس نے اللہ کے بارے میں کوتاہی کی۔ اللہ عزوجل نے کسی نبی کو اس وقت تک آگاہ نہیں کیا۔

جنت جیسے پیرائے
سب علیہ السلام کی
حضرت اندریم
حضرت اوریس
حضرت یونس
حضرت حضرت
حضرت کی
حضرت نور
حضرت نے گئے تھے۔
حضرت نوح
حضرت شریف اسلام

حضرت ال کے

میں زندگی موجود

جب تک اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم ہونے کا اقرار نہیں لے لیا۔ اس لحاظ سے جناب محمد خاتم الانبیاء، محمد سید الانبیاء ہیں۔ میں سید الاولیاء ہوں۔ ہم لوگ زمین میں خدا کے خاندن میں جو کچھ ہیں ہیں رسول اللہ نے تعلیم دی۔ قول صادق کے ذریعہ تعلیم دی۔ میں زندہ کرنے والا اس لحاظ سے ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زندہ کروں گا۔ میں مرنے والا اس اعتبار سے ہوں کہ میں بدعت کو مارتا ہوں گا۔ میں نہ مرنے والا اس طور سے ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتاً بل احياء عند ربهم ينتظرون جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انھیں مردہ خیال نہ کرو۔ بلکہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور روزی پاتے ہیں۔

کتاب ابو بکر شہ رازی میں تحریر ہے۔ کہ ایک دفعہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے جامع بصرہ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے مومنین و مسلمان گارو، اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف خود کی ہے وہ اول ہے وہ آخر ہے یعنی مرثیے سے پہلے ہے اور ہر چیز کے بعد ہے۔ ہر چیز پر ظاہر ہے اور ہر چیز کے لئے باطن ہے اس کا علم ہر اہل حق سے مجھ سے جو چاہو بچھو۔ اس سے قبل کہ مجھے نہ پاؤ۔ میں اول ہوں میں آخر ہوں۔ انجریہ سن کے اہل رجبہ تمام کے تمام دوپڑے اور آپ سرور و پڑھ۔ اس بارے میں عہدی محمد بن نعمان اور زہابی نے اشعار بیان کئے ہیں۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا میں نے زمین کو بچھایا پہاڑوں کو بلند کیا۔ چشموں کو جاری کیا دریاؤں کو بہایا۔ درختوں کو لگایا۔ پھلوں کو پکایا۔ بادلوں کو بند کیا۔ رعد کو کر جیایا۔ بجلی کو چمک دی۔ سورج کو روشنی دی۔ چاند کو ظاہر کیا۔ بادش کو تار استاروں کو گاڑھایا میں خود عجز و خوار ہوں۔ میں نے پہاڑوں کو ٹھہرایا میں نے پانی میں کشتیاں چلائیں۔ میں جناب اللہ ہوں۔ میں علمۃ اللہ ہوں۔ میں نذیب ہوں۔ اور میں اللہ کا وہ دروازہ ہوں۔ جس سے آنا چاہیے۔ ادخلوا الباب سجداً انفضوا کم خطیائکم و سنو بیہم احسن من میرے ساتھ اور میرے باطنوں پر قیامت واقع ہوگی۔ باطل پرست میرے بارے میں شک کریں گے۔ میں اول ہوں۔ میں آخر ہوں۔ میں باطن ہوں۔ میں بیگ چیز کو پہلے سے جانتا ہوں۔ ان فقرات کی امام محمد باقر علیہ السلام نے تفسیریں فرمائی ہیں۔ میں نے زمین کو بچھایا۔ یعنی میری اور میری اولاد کی وجہ سے زمین سکون پکڑتی ہے۔ میں نے پہاڑوں کو گاڑھایا یعنی میری اولاد کے ائمہ کھوس پہاڑیں جن کی وجہ سے زمین باقی ہے میں نے چشموں کو جاری کیا۔ یعنی وہ علم جو حضرت امیر علیہ السلام کے دل میں تھا۔ وہ آپ کی زبان کے ذریعہ جاری ہوا۔ میں نے دریا جاری کئے۔ یعنی آپ سے وہ چیز پیدا ہوئی جس نے اس کو پکڑا۔ وہ نجات پائی۔

درخت لگانے سے مراد ذریت طیبہ ہے۔ پھل کھانے سے مراد ان کے پاکیزہ اعمال ہیں۔ بادلوں کے
 بند کمانے سے مراد اس آئمہ کا سایہ ہے جس نے سایہ حاصل کیا۔ قطروں کے برسانے سے مراد زندگی اور
 رحمت ہے۔ وعدے مراد وہ چیز ہے جو بطور حکمت کے سنی جائے بجلی کی چمک سے مراد کہ شہر (مراد
 انسان) ہم سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ سورج چمکانے سے مراد ہم میں سے قائم ہے۔ جو نور علی نور ہے
 چاند کے طلوع کرنے کا مطلب یہ ہے۔ مہدی میری اولاد میں سے ہوگا۔ میں نے ستاروں کو گارڈ کرنے کا مطلب
 یہ ہے کہ ستارے ہماری رحمت سے راہ پاتے ہیں۔ اور ہمارے نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ میں تمام اور ذخائر
 سمندر ہوں۔ یعنی میں امام امت عالم العہد حکیم الحکما اور قائد القائدہ ہوں۔ میرا علم میری طرف اس طرح
 جاری ہوتا ہے۔ اور اس طرح واپس آتا ہے جس طرح سمندر زمین پر اللہ کے حکم سے گھٹتا اور بڑھتا ہے میں
 نے کشتیاں مہدی کیس کا مطلب یہ ہے۔ اعداء خیر اور آئمہ مجتہد سے پیدا ہوں گے۔ پیادوں کو ٹھہرانے سے مراد
 یہ ہے کہ میں نے فتنوں کا قلع قمع کر دیا ہے۔ اور اصول گمراہ کو قتل کروں گا۔ میں جذب اللہ اور اس کا حکم میرا
 اور میں قلب اللہ ہوں یعنی میں اللہ کے علم کا چراغ ہوں۔ باب اللہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص میرے
 ذریعے اللہ کی طرف روانہ ہوگا۔ وہ بخش دیا جائے گا۔ میرے ساتھ اور میرے باکھنوں پر قیامت واقع ہوگی۔
 کا مطلب یہ ہے۔ یہ قیامت سے پہلے رجعت واقع ہوگی۔ میری اولاد سے جو مومن ہوں گے۔ اللہ ان کی
 مدد کرے گا۔

باب ششم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر نصوص

(۱)

انہا ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون

الزکوٰۃ وہم راکعون

سے جناب محمد

جو کچھ ہیں ہمیں

میں رسول

کے کو ماروں

سبع الذین

کے گئے انھیں

علیہ ارشاد

یعنی ہر شے

اب رہے۔

بصرہ تمام

ان کے ہیں۔

کو ہایا

چاند کو

پانی

بور وازہ

میرے

اول ہوں

انے

برقی

میں

ریحہ

پالیا

تحقیق تہا سے ولی اللہ اور اس کے رسول اور وہ لوگ ہیں۔ جو ایمان لائے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

آیت اس بات پر اجماع سرچکا ہے۔ اور جب حضرت علیؑ نے رکوع کی حالت میں سائل کو انکو بطور صدقہ کے دی۔ تو یہ آیت آپ کی شان میں نازل ہوئی۔ اس بارے میں مفسرین میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ مندرجہ ذیل مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ یہ شعبی۔ ماوردی۔ قیسری۔ قرظی۔ رازی۔ نیشاپوری۔ نعلی۔ طوسی اور طبری۔ ذیل کے راویوں نے روایت کیا ہے۔

مجاہد۔ حسن۔ اعمش۔ عقبہ بن ابی حکم۔ غالب بن عبد اللہ۔ قیس بن یزید۔ شعبان بن ربعی۔ عبد اللہ اور عبید اللہ بن عمر بن علی بن ابی طالب۔

مندرجہ ذیل مصنفین نے اس واقعہ کو اپنی اپنی کتب میں تحریر کیا ہے۔

واحدی نے کتاب اسباب نزول القرآن میں کہی ہے وہ ابو صراح سے، وہ ابن عباس سے سعدی نے فضائل الصحابہ میں حمید طویلی سے وہ انس سے، سنان بن احمد اپنی معجم اور لوسط میں عمار سے ابو بکر بیہقی مصنف میں محمد قتال نے تنویر اور روحہ میں عبد اللہ بن سلام۔ ابو صالح شعبی اور مجاہد سے، ذراہ بن اعین۔ محمد بن علی سے۔ قطز بن زید۔ ثعلبی میں ابن عباس سے، ابانہ غلی سے وہ جابر انصاری تابع تھیں لورہ ابن عباس سے اور کئی روایات میں بیان کرتے ہیں۔ الفاظ میں اختلاف ضرور ہے۔ لیکن مطلب ایک ہے۔ اسباب النزول میں واحدی سے روایت ہے۔ کہ عبد اللہ بن سلام اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوا۔ مسجد میں قیام کرنے کے بعد رسول اللہ کی خدمت میں شکایت کی۔ جو یہ ہم لوگ اسلام لائے ہیں۔ ہمارے قوم نے ہمارے باپ کا شکر دیا ہے۔ نہ بولتے ہیں۔ نہ ہمارے ساتھ بیٹھتے اور نہ رشتہ ملا کر کرتے ہیں۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ مسجد کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں ایک سائل کو دیکھا۔ رسول اللہ سائل سے (تجھے کسی نے کوئی چیز دی ہے؟

سائل۔ ہاں۔ چاندی کی انگوٹھی دی ہے۔ (ایک روایت میں ہے کہ سوئے کی انگوٹھی دی ہے رسول اللہ۔ کس نے دی ہے؟ سائل۔ اس کو رکوع کرنے والے نے دی ہے۔

مکتے ہیں۔

سائل کو انگوٹھی
ایسی نے اختلاف

عبد اللہ اور

سے سمجانی

ابو بکر

بابر سے اور

انصاری تاج

مذہب ایک

بیوی کے ساتھ

اسلام لائے

بشتہ نافذ کرتے

ہو بیگناہ

بیوی ہے

تفسیر ثعلبی میں ہے۔ ابو ذر سے روایت ہے کہ سائل نے کہا۔ اللہ شہد انی سمعت فی
مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولم یعطني احد شیئاً وکان علی راسی
ناو می بختصرۃ الیمنی فاقبل السائل حتی اخذہ من خصۃ وذلک بعین اسوں
اللہ فلما فرغ رسول اللہ من صلاتہم دفع راسہ الی السماء وقال اللہ۔ ہا انی موتی
مالتک فقال رب اشرح لی صد ری

اسے معبود میں نے سنا رسول اللہ میں سنا کہ کہا ہے۔ مجھے کسی نے کوئی چیز نہیں دی۔ اس وقت
حضرت علیؓ کوٹ میں تھے آپ نے دیر چھٹی پہلی سے سائل کو شام کیا۔ اس سے اگر انگوٹھی مانگی۔ یہ
واقعہ رسول اللہؐ کے ساتھ ہوا جبکہ رسول اللہ نماز سے ناست ہوئے۔ آسمان کی طرف رہنما کے
فرمایا۔ اسے معبود ابیر سے نہائی موسے نے سوں کیا۔ اسے دسے میرے سینے کو کھول دے۔ تو نے زبان
میں نازل کیا۔ میں نے تیرے بازو میں کو تیرے بھائی کے ذریعے مضبوط کیا۔ ہم نے تمہارے لئے ایک شان
مقرر کیا یہ لوگ تم دونوں کا کچھ بھی نہیں بنا سکیں۔ اسے معبود میں محمدؐ تیرا بیٹا اور تیرا صفی ہوں۔ اسے معبود
میرے سینے کو کھول دے میرے فہم کو آسان کر دے میرے دل میں سے کلی کو میرا وزیر بنا دے اس کے
ذہن میرے بازو و رومہ ہو کر ابو ذرؓ کا بیان ہے کہ خدائی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جبرائیل علیہ السلام آیا گا و خداوندی کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے گا۔ منبر پر اتریں
گزارہ ہوئے۔ اسے محمدؐ پڑھو آپ نے فرمایا کیا پڑھوں عرض کیا پڑھو۔ انہما ویسکھ ۱۵ در سولہ ان
ہو جعفرؓ ام محمدؓ باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ۔ کہیں وہ دیوں کا ایک گروہ مسلمان ہو گیا جن میں عبد اللہ
بن سلام اسید تعلیم۔ بنی امیہ۔ سلام اور ابن مسویا تھے۔ یہ لوگ عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ موسیٰؑ وہی
یوشع بن نون تھا۔ یا رسول اللہ آپ ۵۰ برس آپ کے بعد کون ہے؟ اس وقت ہر آیت نازل ہوئی۔ اس کے
بعد رسول اللہؐ نے دنیا انصاف دے لئے مسجد رسول میں آئے۔ سائل سید سے بائیں مل رہا تھا۔ فرمایا اسے سائل
کسی نے کوئی چیز دی ہے؟ عرض کیا ہاں۔ یہ انگوٹھی سی ہے آپ نے فرمایا کس سے دی ہے؟ عرض کیا اس
کوئی نہ دی ہے۔ جو نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کس حالت میں دی ہے؟ عرض کیا کہ کعبہ کی حالت میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکیر میں اہل مسجد سے بیٹھ کر آپ نے فرمایا۔ میرے بعد تمہارے ولی علی بن ابی طالب
علیہ السلام ہیں۔ یہ لوگ کہنے لگے۔ ہم اللہ کے بعد ہوتے ہیں۔ اسلام کے دین ہونے پر محمدؐ کے نبی ہونے پر اور علیؓ

کے دلی ہونے پر راضی ہیں۔ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ ومن يتول الله ورسوله اخ
 کتاب ابو یوسف شیرازی میں تحریر ہے کہ سائل نے سوال کیا حضرت امیر علیہ السلام نے ہاتھ انگوٹھ کے
 اپنی پشت پر رکھا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ انگوٹھی اتارے۔ سائل نے ہاتھ بڑھا کر حضرت امیر
 السلام کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی اور آپ کے حق میں دعا کی۔ اللہ عزوجل نے فرشتوں کے ساتھ امیر المؤمنین کے
 ذریعے نذر کیا۔ میرے فرشتوں کیا نہیں دیکھتے میرے بندے کا جسم میری محبت میں مصروف ہے لیکن اس سے
 میرے ساتھ متعلق ہے۔ وہ اپنے مال سے میری رضا جوئی کے لئے صدقہ دے رہا ہے۔ تم گواہ رہو میں اس سے
 اور اس کے خلف سے (یعنی اس کی اولاد سے) راضی ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔
 مصباح میں تحریر ہے حضرت امیر علیہ السلام نے بعد از نماز کوہ کیا۔ مصباح نے نیز
 سے روایت کی ہے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ جب حضرت امیر علیہ السلام نماز ظہر میں مشغول تھے۔
 روایت میں ہے۔ ظہر کی نفل میں مشغول تھے۔ لہ

امالی ابن بابویہ میں تحریر ہے کہ کسی صحابی نے کہا کہ میں نے حالت رکوع میں پائیس
 راہ خدا میں صدقہ دیں۔ کہ جس طرح علی علیہ السلام کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے اسی طرح میرے بارے
 بھی کوئی آیت نازل ہو جائے لیکن کوئی آیت نہ نازل ہوئی تھی نہ ہوئی۔

اسباب النزالی میں واحد ہی سے روایت ہے۔ ومن يتولہ مطہر یہ ہے کہ جو شخص اللہ
 اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ والذین امنوا یعنی علی کو دوست رکھتا ہے فان حزب اللہ اللہ
 گروہ یعنی اللہ کے شیعہ اس کے رسول کے شیعہ اور اس کے دل کے شیعہ ہیں۔ ہم انصار ہیں یعنی
 یہی لوگ تمام ہندو پر غالب ہیں۔ اس آیت (انما ادبکم) میں جس طرح اللہ نے اپنے کو اپنی ذات
 ساتھ پھر اپنے نبی کے ساتھ پھر دل کے ساتھ شروع کیا ہے۔ اس طرح وہ صریح آیت ومن يتولہ
 میں یہی ترتیب ملحوظ ہے۔

عم ابجد کی حساب کی رو سے آیت انما دلیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ

لے تفصیل کے لئے خلاصہ امیر المؤمنین مولا امام زنی کا ترجمہ ملاحظہ کریں جو کتبہ اسامہ ہے چاہئے والا کوہ

عنان شہر مغربی پاکستان سے مل سکتا ہے ۱۲ منہ جم

راکعون کا وزن محمد مصطفیٰ رسول اللہ و بعدہ انقضی علی بن ابی طالب و حیزۃ کا وزن برابر ۳۵۸۰ ہے۔
 کافی میں جعفر بن محمد اپنے ابا، طاہر بن کے واسطے سے روایت بیان کرتے ہیں۔ آیت انما دینکم اللہ
 و رسولہ رخ، نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا ایک گروہ مسجد مدینہ میں جمع ہوا۔ ایک دوسرے سے
 کہنے لگا کہ اس آیت کے بارے آپ حضرات اہل نظر یہ ہے، ایک نے کہا۔ اگر ہم اس ایک آیت کا احکام
 کرتے ہیں تو تمام آیات کا اکلہ کرتے ہیں۔ اگر ہم اس پر ایمان لاتے ہیں تو قبیل و رسوا ہوتے ہیں۔ اس صورت
 میں علی بن ابی طالب عبد السلام ہم پر مسلط ہو جاتے ہیں اور ہمیں یہ بھی مجرم ہے کہ محمدی صادق القول ہیں۔ اس
 کا حل یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن اس کے پہلے کرا علی کی اطاعت نہیں کریں گے۔ اس بارے
 میں اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ یعرفون نعمۃ اللہ شہ بنکھ و نہا یعنی ولایت محمد و شہ ہم
 الکافرون یعنی علی کی ولایت سے اکثر لوگ کفر کرتے ہیں۔ اسی آیت سے امامت امیر المومنین عبد السلام ثابت
 ہے۔ یہ ہم تہی کیونکہ خون کار کی اطاعت قبیح ہے لفظ ولی معنی اولیٰ بالتصرف ہے کامل ہونے کا
 البصارت میں صفات اللہ کے تحت ختم یہ کیا ہے ولی معنی اولیٰ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا امر اذ نکمت
 بغیر اذن و بیہاد منہ اولیا لازم و فلان لول امر الرعیۃ امور قصاص اور عیال کا ولی وہی مولا ہے
 جو اولیٰ بالتصرف ہو۔ نمازیں امیر المومنین کا رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دینا آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے کسی اور
 کا اس کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ لفظ انما حصہ پر دست کرنا ہے کسی اور نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دینے
 کا دعویٰ نہیں کیا شیعوں کے ہاں یہ روایت متواتر ہے مخالفین کے ہاں بھی قریب قریب متواتر کے ہے
 جمع ہا صیفہ واحد کے معانی ہیں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات میں مذکور ہے الذین
 قال ہم الناس ان الناس قد جمعوا کھ ناخشوہم اور ان الذین یسنادونک من
 وراہجرات اور یقولون سنن۔ رجعتنا الی امدینہ۔ والذین امنوا (موم) پر ولایت نہیں کرتا۔
 بلکہ خصوص یہاں ہے کیوں کہ نماز کی حالت میں رکوع میں انگوٹھ دینے والے صرف امیر المومنین ہی ہیں۔ یہ
 امیر المومنین حضرت علی عبد السلام کے نماز کی حالت میں رکوع میں زکوٰۃ کے دینے کے بارے میں مندرجہ ذیل حدیث سے
 اشعار بیان کئے ہیں۔

خویمہ بن ثابت۔ حسان بن ثابت۔ سید حمیری۔ علامہ رضی۔ و علی خزاعی۔ عوفی۔ عبیدی۔ ابن ہشام و وراق
 صفی دہری۔ نصر بن مقلدہ۔ مصنفانی اور ابوالحسن وغیرہ۔

رخ
 انگوٹھ کے ساتھ
 حضرت امیر علیہ
 امیر المومنین کے
 سین اس ہا دل
 میں اس سے
 ہوئے۔

ح نے نیز ابوہ
 دل تھے۔ ایک

پایس انگوٹھیاں
 بارے میں

بفحص اللہ اور
 اللہ اللہ کا

ہوں یعنی
 اپنی ذات کے
 من یتول ان

ان زکوٰۃ و ہم

لا تولد لہ فانا

آیت والنجم اذا هوى

ابو جعفر بن ابیہر - ہالی میں طاق کثیرہ نے جویرت و جنکاب سے وہ یو بارون عبیدی سے اور یہ
 سعدی سے اور ابو اسحاق تماردی سے وہ جعفر بن محمد سے آپ اپنے ابا طاہر بن عیسیٰ سلمہ سے یہ سب ایک
 ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور منصور بن اسود امام بقرہ و قلیہ سلمہ سے آپ اپنے ابا طاہر بن عیسیٰ
 سلمہ سے یہ روایت کرتے ہیں حدیث کے انداز میں جن کو منصور نے بیان کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہوا اس بیماری میں آپ کا انتقال ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے اہل بیت اور اصحاب حاضر
 عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا انتقال ہو جائے تو آپ کے بعد ہوں ایسا شخص ہو گا جو آپ کا
 ہمہ میں کھڑا ہو گا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کوئی جواب نہ دیا اور فرمایا ہے وہ میرے
 لئے وہی بات و ذوقی ہے کہ آپ نے ان کو جواب نہ دیا تیسرے دن میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال
 فرمائے تو آپ کا جانشین کون ہو گا آپ کا حکم ہم پر ہوں "فدکریسے گا آپ نے فرمایا کل میرے اصحاب
 گھر آسمان سے ستارہ اترے گا دیکھو وہ کون ہے ایسا شخص میرے بعد نہارا خیفہ ہو گا اور میرے لئے
 پر خضر ہو گا اور شخص سے دل میں اس بات کی خواہش تھی کہ آنحضرت فرمائیں تم میرے بعد خیفہ ہو گے
 چوتھے روز ہر ایک شخص پہ اپنے گھر میں بیٹھ گیا اور اس بات کا منتظر تھا کہ ستارہ کس کے گھر میں
 ہو گا ہے آسمان سے ستارہ چل پڑا اس کی روشنی دنیا کی روشنی پر چھا گئی ستارہ علی علیہ السلام کے گھر
 آگیا وگوں کی پھر لکسا گئی اور کہنے لگے یہ شخص مراد ہے اور بے راہ ہو گیا ہے اپنے ابن عم کے بارے میں اپنی
 سب بات کرتا ہے اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی والنجم اذا هوى ایک روایت ہے
 ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ جب کہ رسول جہانہ تھوئی انفس کو فوف پکالی کی روایت لی روایت
 یہ بات ثابت ہے کہ ستارہ علی کے گھر میں آگیا جس کی روشنی سے شہر مدینہ اور اس کے مضافات روشن
 ہو گئے نازل ہوئے والاس ستارہ زہرہ تھا ایک روایت میں ہے کہ یہ تھا مندرجہ ذیل شوال اس
 میں اشعار بیان کئے گئے۔

ابن حماد - خطیب بدیع - عوفی ابن علیہ - اور مہیار

تاریخ خطیب بدیع - بدوسی - خطیبہ ابو نعیم - اور ابانہ اکبری میں سفیان ثوری - عیش سے روایت کرتے ہیں

یزید ثوری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ شادی کی صبح کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے حیم
 اللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکپی محسوس کی۔ آپ نے فرمایا: فاطمہ! میں نے تیری شادی اس شخص سے کی
 ہے جو دنیا میں سردار سے اور آخرت میں صاحبین میں سے ہوگا۔ اسے فاطمہ! یہ ہے اللہ تعالیٰ نے تیری شادی
 علی سے کرنی چاہی جبرائیل کو حد دیا جبرائیل چوتھے آسمان پر کھڑا ہوا۔ فرشتوں کو صفوں میں کھڑا ہوا۔ ان
 پر خطبہ پڑھا۔ اور تیری شادی علی سے کر دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے درخت کو حکم دیا کہ وہ زیور
 اور پوشاکیں اٹھا لے پھر اسے حکم دیا کہ وہ فرشتوں پر بیجا درخت۔ یہاں سے دوسرے سے زیادہ پیڑیں
 اٹھائیں۔ قیامت تک یہ دوسرے سے فخر کرتے رہیں گے۔ مہم کا بیان ہے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا غریب
 پر اس بات کا فخر کیا کرتی تھیں کہ میں یہ ہوں جس کا خلیفہ نکاح جبرائیل نے پڑھا تھا۔

ابو یحییٰ بغدادی المعروف المصطفیٰ اور ترمذی ازہری میں عبد الرزاق مہر سے وہ نہروں سے وہ عبد اللہ
 سے وہ بنی صلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے علی کی طرف دیکھ کر فرمایا: تم دنیا میں بھی سید ہو اور
 آخرت میں بھی سید ہو۔ جس نے تجھے دوست رکھا، اس نے مجھے دوست رکھا جس نے تجھ سے بغض رکھا، اس نے
 خدا کو دوست رکھا جس نے تجھ سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا جس نے مجھ سے بغض رکھا، اس نے خدا سے بغض رکھا۔
 حلیۃ الاولیاء فضائل معانی کتاب الطبقاتی اور نعتی میں ہار سند عبد الرحمن بن ابی یعلیٰ سے وہ
 حسن بن علی علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سید العرب کو ہونو
 یعنی علی کو۔ بنی ہاشم نے عرض کیا آپ سید العرب نہیں ہیں: آپ نے فرمایا میں اولاد آدم کا سردار
 ہوں۔ اور علی عرب کے سردار ہیں۔ جب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا: اسے گروہ نہ
 اگر تم اس کا واسن پڑو گے۔ تو ہرگز مرے اس کے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! یہی کہیں گے۔
 فرمایا یہ علی موجود ہیں میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرو۔ میری عزت کی وجہ سے ان کی عزت کرو۔ مجھے
 جبرائیل نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا حکم دیا ہے اور میں نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔

ابو بشیر سعید بن عائشہ نے کتاب اسود میں اس کو روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں سے کبریٰ بن
 عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! سردار کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس کی اطاعت اس طرح فرض ہے۔
 جس طرح میری اطاعت ہے۔

ابو حنیفہ ایک سند سے فاختہ امیانی سے روایت کرتے ہیں کہ بنی صلم نے علی سے فرمایا کہ تم دنیا

بنی صلم سے وہ یہی
 م سے یہ سب لوگ
 اپنے ابا طاہرین علیہم
 اللہ تعالیٰ پر موقوف
 اور اسے حاضر ہونے
 جو آپ کا امر ہے کہ
 دوسرے دن انھوں
 اگر آپ کا انتقال ہو
 میرے اصحاب کے
 اور میرا امر ہے کہ تم
 بعد خلیفہ ہو گے۔
 اس کے گھر میں نازل
 سلم کے حجرے میں
 بارے میں اپنی خواہش
 ایک روایت میں
 روایت کی رو سے
 مضافات و روشن
 شاعرانے اس بارے
 روایت کرتے ہیں۔

میں بھی لوگوں کے سردار ہو۔ اور آخرت میں بھی لوگوں کے سردار ہو۔

حلیۃ الاولیاء میں بھی ہے کہ ہمارے حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا
 میرے بارے میں سید المسلمین اور امام المتقین کا آنا مبارک ہو۔

مسند کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں سیدان نبیاء ہوں اور علیؑ

الاولیاء ہیں

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا
 خود سید ہو۔ سید کے بیٹے اور سید کے بھائی ہو۔

۳

”یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکمْ“
 اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور تم میں سے جو صاحب امر ہو
 کی اطاعت کرو۔

اس آیت کے ہر سے میں امت کے دو قول ہیں۔ ایک ہے کہ یہ آیت ہم سے آئمہ علیہم السلام کے
 میں نازل ہوئی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ نہیں اولی الامر سے مراد سرایا ہیں۔ جب ان میں سے
 ایک بات غلط ثابت ہوگی۔ تو دوسری خود بخود صحیح ثابت ہو جائے گی۔ وہ بات جس سے یہ ثابت ہو
 کہ اولی الامر سے مراد ہمارے آئمہ علیہم السلام ہیں۔ وہ یہ ہے۔ آیت علی العموم اولی الامر کی اطاعت پر
 کرتی ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اولی الامر کا عطف اپنے اور اپنے نبی کے ساتھ کیسے جس طرح اللہ
 کی اطاعت واجب ہے۔ اسی طرح اولی الامر کی اطاعت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز
 نہیں کیا۔ نہ ہی اپنی ذات کے لئے نہ ہی نبی کے لئے کسی اختصاص کا نہ ہونا اس بات پر دھماکت کرتا ہے
 اطاعت تمام کی واجب ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی۔ تو ان حضرات کی امامت ثابت ہوگئی۔ جبکہ
 امام کے سوا نبی کے بعد کسی کی اطاعت واجب نہیں ہے۔ جب اولی الامر کی اطاعت واجب ہے
 علیہم السلام کی عصمت ثابت۔ ورنہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ فعل قبیح کا حکم دیتا ہے۔ یہ اس صورت
 جب مطاع غیر معصوم ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے قبیح کا واقع ہونا ناممکن ہے مگر قبیح کا
 مان لیں تو قبیح کی ابتدا لازم آئے گی۔ انہی وجوہ سے ثابت ہے کہ متاع معصوم ہو۔ وہ ہمارے امام

مرایا معصوم نہیں ہیں۔ اس آیت میں ان کا مراد ہونا باطل ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اولی الامر سے مراد علمائے عامہ ہیں۔ حالانکہ ان کا آپس میں اختلاف ہے اور ہم ایک کی اطاعت کریں۔ تو دوسرے کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ جب مؤمن ایک کی اطاعت اور دوسرے کی نافرمانی کرے گا۔ تو ایسا حکم اللہ تعالیٰ نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ اولی الامر کی تعریف علم اور حکمت کے ذریعے کی ہے۔

واذا جاءهم امر من الامن او اخوف اذاعوا به۔ ولو ردوا الى امرسوں والی دلی الامر منہم لعلمہ الذین مستندون۔

خوف کے وقت امر کا ہونا امر کی طرف ہے۔ اور استنبہ کے وقت علماء کی طرف۔ یہ دونوں چیزیں امیر عالم ہی میں جمع ہو سکتی ہیں۔

شعبی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ائمہ علیہم السلام ہی امر اسرایا ہیں پہلے ان میں علی بن حسین بن صالح بن حمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے مراد ائمہ اہل بیت رسول صلعم رہیں۔

تفسیر مجاہد میں ہے کہ یہ آیت امیر المؤمنین کی شان میں اس وقت نازل ہوئی۔ جب جگہ تبوک کے وقت رسول اللہ صلعم نے آپ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ یا رسول اللہ! آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں خلیفہ بناتے ہیں۔ فرمایا یا علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو بارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔

جب رسول اللہ صلعم نے مدینہ میں علی علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے محمد صلعم کے بعد امر امت کا نگران علی کو بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو علی علیہ السلام کی اطاعت کا حکم دیا تھا۔ اور مخالفت سے منع کیا تھا۔ ابانہ نقلی میں تحریر ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی۔ جب ابوبکر نے حضرت علی علیہ السلام کی شکایت بارگاہ نبوی میں کی تھی۔

حیث انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی کو مسلم اور بخاری نے بیان کیا ہے اور نطنزی نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔ کہ کسی نے شافعی المذہب شخص سے حضرت علی کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ

بہ والہ وسلم نے کہا۔

بیوں اور علیؑ

اسلام سے فرمایا تم

مکہ

مناصب امر ہو۔ اس

ام السلام کے بارے

میں سے

بہ ثابت ہوتا ہے

طاعت پر دلالت

طرح اللہ اور رسول

ایسی چیز کا اختصار

ت کرتا ہے۔ کہ

ہوگی۔ کیوں کہ

بہ قوامہ

صورت میں ہوگا

ز قبیح کا واقع ہوتا

سے ائمہ میں امر

سے حاصل تھی ہاں مزید سے بعد نبوت نہیں ہوگی

احمد بن محمد بن محمد نے اس حدیث کے حقیقہ کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جسے اہل بیت میں اجماع قبولیت کا وجہ حاصل ہوا ہے اس میں تحریر کیا ہے کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار ارشاد فرمایا ہے۔ اور ایک موقع پر ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو مایہ اور حرم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اور آپ تنہا تھے۔

تمہوں کے بعد سے وہ تھا جو اب جانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نقص امن کا خطرہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا بھی علم تھا کہ یہ یوں نہیں ہوگی۔ آپ چالیس ہزار ہاشم کے کردار ہوئے تھے۔ اور علی علیہ السلام اب دیر میں آگئے تھے۔ اس وقت جہیز میں یا منافق تھے یا عورتیں۔

ابو سعید خدری کا بیان ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرم پر پہنچے تو حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت اللہ کے نبی منافقین کا خیال ہے کہ آپ مجھے ایک بوجھ اور غیر ضروری تصور کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ بھڑکیے ہیں میں نے تجھے اپنا خلیفہ بتایا ہے۔ تم واپس جاؤ اور میرے ال اور اپنے اہل میں میرے خلیفہ بنو کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو بارون کو ہوتی ہے۔ حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ حضرت علی علیہ السلام واپس تشریف لائے۔ روایات کثیرہ میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اگر ہوتا۔ تو تم ہوتے۔

اس حدیث کو خطیب نے تاریخ میں عبد اللہ بن مسعود نے فضائل میں اور ابو بکر بن مالک ابن شہاب نے اور علی بن جبہ نے اپنی اپنی احادیث میں بیان کیا ہے۔ یہ اور ابن فیض نے ترح الاخبار میں عبد بن مالک سے دو سجدے سے وہ اپنے باب سے اس حدیث کا بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث سے بیجا ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت بارون مرتبہ فضل پر ہوئے علیہ السلام کے تالی تھے۔ اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تالی میں مرتبہ نبوت کا استثناء خود رسول نے کر دیا ہے۔ حتمی طور پر یہ بات ثابت آتی ہے کہ حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ نبوت کے سوا باقی تمام مراتب امیر المؤمنین کے لئے واجب ہے جو بارون کو ہوتے سے حاصل تھی۔ ان مراتب میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ اور قوم پر آپ کی اطاعت فرض تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے مقام کے مستحق تھے۔ اس سے امیر المومنین حضرت علیؑ کی امامت بڑھتی ثابت ہوتی ہے کیوں کہ علیؑ کا اطلاق
 اطاعت کا واجب ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپؑ سے روئی ناجائز فعل صادر نہ ہوا۔ لہٰذا بعدی انہی کی
 مخالفت کی ان کاویل کہ بطلان ہوتا ہے۔ کہ یہ حدیث درست آپؑ کی ایک خصوصیت مدینہ میں آپؑ کے خلیفہ
 ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ بلکہ نبوت سے ہوا باقی تمام خصوصیات علیؑ کی جیسے السلام کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھیں جو
 باروں کے ہونے سے حاصل تھیں۔ اگر کسی اور چیز کی فنی زمانہ موقوف ہوتا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح اپنی ذات سے
 بعد نبوت کی نفی کر دی تھی۔ اس کی بھی نفی کر دیتے۔ اس سے ثابت ہوا۔ باقی تمام باتیں اسی ذات علیؑ علیہ السلام کو ہیں
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھیں۔ لہٰذا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا۔ کہ میں میری ذات کے بعد وہ تمام مرتبہ حاصل
 ہیں جو ہر وہی کو موسیٰ کی زندگی میں حاصل تھے۔ جب یہ ثابت ثابت ہوئی تو مخالف کے اس دعوے کی کوئی ذات
 نہیں رہی۔ کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کو یہ اختصاص صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک محدود تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حدیث شریف میں فرمایا۔ اگر میرے بعد کوئی نہ ہو تو علیؑ ہوگا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نہ ہوگا اس
 لئے آپؑ کا بھائی بھی آپؑ کا وزیر اور خلیفہ ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا وزیر میرے
 اہل سے ہو۔ وہ میرے بھائی ہوں ہیں۔ اس سے میرے خلیفہ بنا۔ جس شخص کو نبیؐ ایم صلی اللہ علیہ وسلم نے منزلت ہونے کے
 ساتھ مخصوص کیا ہے۔ وہ اس ذات سے پاک و پاکیزہ ہے۔ لہٰذا انہی میں اس کے خلیفہ ہوں ہونے میں ترجیح
 کتاب کھاتی ہیں۔ ویک انھن۔ ابن علیہ۔ ابن علی۔ زامی۔ نالشی۔ ابن جہاد۔ عدنی۔ محمد بن اسحاق۔ ابن شامہ۔
 یحییٰ بن یحییٰ بن وزیر ابو القاسم منہجی۔ حماتی۔ ابن الطبریس۔ منصور فری۔ ابن لاحتی صاحب۔ زبیر بن علی اور
 صنوبر بنی نے اس بارے میں اسحاق بیان کئے ہیں

۴

یوم غدیر کا واقعہ

یا ایہا الرسول بلغ ما أنزل الیك من ربك وإن لم تفعل فما بدعت رسالہ
 اے رسول وہ بات پہنچا دے جو تیری طرف سے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے اگر تم نے ایسا نہ کیا تو
 تو نے کار رسالت کو نمایاں نہیں کیا۔

واحدی نے اس باب نزول القرآن میں باسناد خود انکشاف اور ابو جحیف سے یہ دونوں معنی سے روایت کی ہیں۔
ابو سعید خدری سے ابو بکر شیریازی قی مانزل القرآن فی امیر المؤمنین میں باسناد خود ابن عباس سے مرزبان
اپنی کتاب میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یا ایہا رسول بلغ ما انزل اسیت من
ربک غدا یخضم کے روز علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ابن جریر عطاء ثوری اور شعبی میں منقول ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی فضیلت
میں نازل ہوئی ہے۔

ابراہیم تفسیری باسناد خود خدری بریدہ اسلمی اور محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت غدیر کے
روز علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ثعلبی میں جعفر بن محمد سے روایت ہے کہ بلغ ما من ربک کے معانی یہ ہیں کہ علی بن ابی
طالب علیہ السلام کی فضیلت جو تم پر نازل کی گئی ہے اسے پہنچو دو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا

من کنت مولاه فعلی مولاه

یہ جعفر بن محمد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت علی علیہ السلام کے پاس
نازل ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم دل من دلاہ وعاد من عاداہ آیت یا ایہا
الرسول میں پانچ چیزیں موجود ہیں کہ امر بہ طاعت، عزل اور عصمت اللہ عزوجل نے اپنے
رسول کو حکم دیا کہ تم علی کو امام نصب کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کی تہذیب کی وجہ سے توغذایا
تو یہ آیت نازل ہوئی۔ فلعلکم باخع نفوسکم تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ
جو کر علی کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کریں گے

اس بارے میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے صاحب سلیم بن قیس کو فی متون سنہ ۱۰۰ ہجری کی
تالیف کردہ کتاب السقیفہ ایک ماحول جواب چیز کے جس کا ترجمہ بندہ نے اردو میں کر دیا ہے عصر حاضر کے تقاضوں
کی وجہ سے ابھی اشاعت معرض التواہد ہے الحاج جناب صاحب صادق علی صاحب غنائی مدیر اخبار شیعہ لاہور و
مالک شیعہ جبل بک انجمنی لاہور کی تحویل میں مذکور اردو ترجمہ موجود ہے دیکھئے باب صاحب کتب شائع فرماتے ہیں ترجمہ

پھر کچھ دن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ثبوتاً
 میں اوجی الی عبدہ ما ادھی کے بارے میں تفسیر میں آیا ہے کہ یہ اشارہ علی علیہ السلام کے لئے ہے جب
 وقت آگیا تو حکم خداوندی آیا کہ جو کچھ تم پر نازل کیا گیا اور وحی کی کمی اس کو پہنچا دے۔ یہ تفسیر علم الہدی
 زامی - مجرہ - اور ابن حماو نے اس بارے میں اشارہ بیان کئے ہیں۔

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام آیت احمد نشر ح لک صدورک کے بارے میں ارشاد
 فرماتے ہیں کیا ہم نے تیرے وحی کے بارے میں تجھے نگاہ نہیں کیا۔ اور اس کو تمہارا وارث نہ بنایا۔ اور تمہارے
 اس دشمن کو ذیل نہیں کیا جس نے تیری پشت کو توڑ دیا تھا۔ اور اس سے سلاۃ الانبیاء کو پیدا نہیں کیا جو
 لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں۔ اور تیرے ذکر کو بلند کیا جب میرا ذکر ہوتا ہے تو تیرا ذکر میرے ساتھ ہوتا ہے۔
 جب تو اپنی دنیا کے امور سے فارغ ہو جاوے تو ولایت کے لئے علی کو امام مقرر کرنا کہ لوگ اختلاف فی حالت
 میں آپ کے ذریعے ہدایت حاصل کرتے رہیں۔

عبد السلام بن صالح حضرت امام رضا علیہ السلام سے الم نشرح لک صدرک کے بارے میں روایت
 کرتے ہیں کہ اے محمد! کیا تم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کیا؟ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایتی کا بوجھ تم سے
 دور نہیں کیا؟ ورنہ غنا لک ذکر لک۔ اپنے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بند نہیں کیا
 ابو حاتم رازی کہیاں ہے کہ حضرت امام جعفر بن محمد نے آیت فاذا فرغت فالصل کو پڑھا اور کہا کہ
 (اے محمد) جب تم شریعت کی تکمیل سے ذبح ہو جاؤ تو علی کو امام بناؤ۔

ابو سعید خدری اور جابر نصیری کا بیان ہے کہ آیت لیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا۔ اللہ اکبر دین مکمل ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس کو تھوڑی سی
 ولایت پر راضی ہو گیا۔ اس کو تھوڑی سی اختصاص میں بیان کیا ہے۔

عیاضی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ ابیہم اکملت لکم دینکم میں نے آج کے دن دین
 مکمل کر دیا۔ دین کے محض نقطہ کے قیام سے وائست علیکم نعمہ تو میں نے بیوقوفان کو تمام کر دیا۔ ہماری
 ولایت کے ساتھ۔ ورضیت لکم الاسلام دین اسلام سے رضی ہوئے یعنی نفس نے مہار سے امر
 کو تسلیم کر لیا۔

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کا فرمان ہے۔ یہ آیت غرض کے روز نازل

اس عطیہ سے وہ
 سے مراد بانی
 بیت من

السلام کی فضیلت

بیت غدیر کے

یہ کہ علی بن ابی
 ال ہوئی تو نبی

کے بارے میں

بیت یا ایہا

پہل نے اپنے

سے توقف کیا

کو حکم دیا کہ وہ

کے ممبر کی

ماہر کے تقاضوں

رشیہ لاہور و

شائع فرمائے ہیں ترجمہ

باقی رخصت عمر سے یہودیوں نے کہا کہ یہ دن ہمیں توڑنا توڑنا ہے۔ اس دن کو چھوڑ دو اور ریتے۔

ابن عباس نے کہا اس دن سے زیادہ کامل عبادت کا اور باریک سوکنا چاہئے۔

ابن عباس نے کہا اس دن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن سے اپنے اہل بیت کے ساتھ

مدی نے کہا اس دن سے بعد ازاں اور نہ ہی حرام کی ہوئی اور آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نواحر اور محرم میں حج اور عبادت اور انفقوں نازلے۔

روایت ہے کہ آیت نازل ہوئی کہ یہ مکہ اظہر و رسولہ نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

کہ علی علیہ السلام کی روایت کا اصرار کر دیں۔ آپ نے لوگوں کے دلوں کے شواہد کے باعث توقف کیا تو یہ

آیت نازل ہوئی یا ایہ الذین بلغوا منہ ما انزل الیہ من بعدہ یحذرون انزل اللہ تعالیٰ من بعدہ انزل اللہ تعالیٰ

پھر آیت الیوم استکم وبنکم نازل ہوئی اس آیت میں پوری شہادتیں ہیں اہل بیت کے لئے۔ تمام نعمتیں

تین آیات شیطانیہ اور ثبوت شہادین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یوم یوم الذین یحذرون

۱۔ انکم حدیث غدیر میں مومنین کے لئے غیہ ہے۔ یہ غیہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس غیہ سے ہوا اس پوری

غیہ میں جمع ہو گئے تھے۔ بعد ازاں غدیر خم پر یہ غیہ نازل ہوئی۔ اس سے پہلے یہ غیہ ہی تھا۔

مومنین تھے۔ انوسعیہ غدیر میں روایت ہے کہ غدیر خم پر یہ غیہ نازل ہوئی۔

عہد اس حدیث کو تو تسلیم ہے۔ اس کی تاویل میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ غدیر خم پر یہ غیہ نازل ہوا

کو ذکر کیا ہے۔

۱۔ ابن اسحاق (۲) احمد بن حنبل (۳) مسلم بن حجاج (۴) بخاری (۵) ترمذی (۶) ابن ماجہ (۷) ابن

ابن کثیر (۸) ابن کثیر (۹) ابن کثیر (۱۰) ابن کثیر (۱۱) ابن کثیر (۱۲) ابن کثیر (۱۳) ابن کثیر (۱۴) ابن کثیر (۱۵)

ابن کثیر (۱۶) ابن کثیر (۱۷) ابن کثیر (۱۸) ابن کثیر (۱۹) ابن کثیر (۲۰) ابن کثیر (۲۱) ابن کثیر (۲۲) ابن کثیر (۲۳)

ابن کثیر (۲۴) ابن کثیر (۲۵) ابن کثیر (۲۶) ابن کثیر (۲۷) ابن کثیر (۲۸) ابن کثیر (۲۹) ابن کثیر (۳۰) ابن کثیر (۳۱)

ابن کثیر (۳۲) ابن کثیر (۳۳) ابن کثیر (۳۴) ابن کثیر (۳۵) ابن کثیر (۳۶) ابن کثیر (۳۷) ابن کثیر (۳۸) ابن کثیر (۳۹)

ابن کثیر (۴۰) ابن کثیر (۴۱) ابن کثیر (۴۲) ابن کثیر (۴۳) ابن کثیر (۴۴) ابن کثیر (۴۵) ابن کثیر (۴۶) ابن کثیر (۴۷)

ابن کثیر (۴۸) ابن کثیر (۴۹) ابن کثیر (۵۰) ابن کثیر (۵۱) ابن کثیر (۵۲) ابن کثیر (۵۳) ابن کثیر (۵۴) ابن کثیر (۵۵)

ابن کثیر (۵۶) ابن کثیر (۵۷) ابن کثیر (۵۸) ابن کثیر (۵۹) ابن کثیر (۶۰) ابن کثیر (۶۱) ابن کثیر (۶۲) ابن کثیر (۶۳)

ہزار اصحاب گواہ تھے) غدیر وادی کو اک بے بہہ جہنہ سے دس فرسخ دور جحفہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

۱۸ ذی الحجہ کو مقام غدیر پر اجتماع ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانی کر اعلان کرنے کا حکم دیا نماز جماعت کا اعلان کیا گیا۔ فرمایا تمہاری جانوں سے کون افضل ہے؟ عرض کیا کیا۔ اللہ اور اس کا رسول۔ آپ نے فرمایا خداوند گواہ رہنا۔ پھر صلی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

”من كنت مولاه فهذا علي مولاه“

اللهم وال من دالة دعاد من عاداة والص من نصره واخذل من خذله“

جس کا میں سے وارہوں۔ اس کے علی سر داریں۔

اسے مجھ تو اس کو دوست رکھ۔ جو علی کو دوست رکھے۔ تو اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔ تو اس کی مدد کر جو علی کی مدد کرے۔ تو اس کو چھوڑ دے جو علی کو چھوڑ دے۔

اس حدیث کی مزید تقویت اس بات سے ہوتی ہے۔ کہ اس حدیث کی شہادت لوگوں سے یوم الدار طیب کی بھٹی ٹاپ نے اس موقع پر اپنے فضائل کو گنا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مو۔ من كنت مولاه فخصی مولاه۔ انہوں نے ہا نہیں اؤہ تو آپ ہیں۔ انہوں نے اس حدیث کا اعتراف کیا تھا۔ اور وہ جمہور اصحاب تھے۔

فضائل احمد۔ احادیث ابو بکر بن مالک۔ ابو ہریرہ بن عبد اللہ بن شرف الشعلبی میں ہر ابن عازب سے روایت ہے۔ کہ ہم لوگ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آئے تھے۔ غدیر خم کے مقام پر نماز جامعہ کا اعلان فرمایا۔ دو دو خواتین کے درمیان تشریف فرما ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا۔ کیا میں مومنین سے ان کی جان سے افضل نہیں ہوں؟ عرض کیا ہاں۔ رسول اللہ نے آپ سے فرمایا میں مومن سے ان کی جان سے افضل نہیں ہوں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اعلیٰ اس کے سردار ہیں جس کا میں سردار ہوں۔ اسے مجھ تو اس کو دوست رکھ۔ جو اس کو دوست رکھے۔ تو اس سے دشمنی رکھ۔ جو اس سے دشمنی رکھے۔ زوی تابین ہے۔ کہ دقت بتاتی ہے حضرت عمر کی بات بتا رہی ہے۔ عرض کیا۔ اے ابو طلحہ! آپ کے فرزند آپ کو مبارک ہو۔ آپ تو ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے سردار ہو گئے۔

ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُسے لو کہو! مجھے مبارک باد دو۔ مجھے مبارک باد دو۔ اللہ عزوجل نے مجھے نبوت سے اور میرے اہل بیت کو ولایت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے خطاب کی امیر المؤمنین علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔ عرض کیا اے ابوالحسن! آپ کو خوشخبری ہو۔ آپ میرے اور ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہو گئے ہیں۔ بخیر کوشی شرف مصطفیٰ میں براہین عازب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معبود! تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اے ابوطالب کے فرزند! آپ کو مبارک باد ہو۔ آپ نے سچ و سچ تم اس حالت میں کی کہ آپ ہر مومن اور ہر مومنہ کے سردار ہو گئے۔

ابوبکر باقرؓ نے تمہید میں سمعانی نے فضائل الصحابہ میں اسناد خود سام بن ابی جعد سے روایت کرتے ہیں۔ کسی نے حضرت عمرؓ کو خطاب سے پوچھا: آپ تو علیؓ علیہ السلام کے بارے میں ایسی بات کہتے ہیں جو اور اصحاب انہی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہیں کہتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا حضرت علیؓ علیہ السلام تو میرے مولا ہیں۔

عقارب بن نمرہؓ حضرت امام جعفر صادقؓ علیہ السلام سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من کنت مولاه فعلی مولاه تو ایک عدوی شخص کہنے لگا خدا کی قسم یہ حکم خداوندی نہیں۔ بلکہ یہ اپنی طرف سے غلط کہہ رہے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت نازل کی۔ ولو يقول علینا بلحقنا الذی یبذل کافرین تک حساد جمال ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بندھے ہوئے ہے کہ ایک شخص کہنے لگا: اے اس کی آنکھوں کو دیکھو کہ اس طرح کھدیم رہی ہیں جس طرح مجنوں کی آنکھیں گھومتی ہیں۔ اس وقت جبریل علیہ السلام یہ آیت سے کہ حاضر ہوئے۔ وان لا یظلم کافر و ان لا یظلم کافر و ان لا یظلم کافر۔

عمر بن یزیدؓ نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس آیت نقل نہاء ظلم بواحدہ کے بارے میں پوچھا فرمایا یہ ولایت ہے! میں نے عرض کیا: یہ کیوں کر۔ فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کا امام مقرر کیا اور فرمایا: من کنت مولاه فعلی مولاه تو لوگ شک کرنے لگے اور کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہمیں ایک نئی بات کی طرف بلاتے ہیں۔ اپنے اہل بیت کو جہاد کی گزریوں پر مسلط کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ آیت پڑھی: قل اعظمکم بواحدہ میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں۔ میں نے وہ چیز یاد کر دی ہے۔ جو تمہارے رب نے تم پر فرض کی ہے۔ ان تقوموا للہ نسی و فرائض اللہ تعالیٰ کی خاطر دو۔ دو ایک ایک جہاد کرو۔ شش ماہ

وہاں میں۔ جو حضرت علیؑ کے بعد ان کے رسول اور علیؑ کے اولاد سے رہ گئے۔ پھر کہنے لگے۔ یہ دور سے
 دینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو نہیں دیا۔

عزیز سید تقی علیؑ نے قیامت کے وقت انبیاء میں سرور فرمایا ہے۔ بعد میں یہ رسول کا ملامت ہے
 یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جس کی قوت بیش شک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واسطہ
 دینی نہیں مولا کے کہ وہ بت تم میں داور یہ تائید سے ابن علیؑ ہیں۔ اگر آپ امامت سی اور بن کر رہیں تو
 نہ ہوگا۔ یہی حکم ہے کہ میں سے میری بات ہے۔ کے دور اختیار سے نہیں لی۔ ملامت کے مجھے خداوند کے اور بات
 یہ پڑھیں کی ہے۔ کہنے لگے اگر آپ اللہ کے خلاف سے یہ کام نہیں کر سکتے نہ سہارا سے۔ یہ میں نے
 ساتھ تشریف لیا۔ تو ایک شریک دیکھے۔ کہہ کر کوئی کہہ نہ سکا۔ اور آپ کا یہ بھی پورا ہوا۔ آپ
 نے یہ بھی دیا۔ تو لوگ آپ کے غصہ سے نہیں سہیں گے۔ یہ آپ کا نام لیا۔ اس کے بعد کہیں طاعن
 عمل و ملت کو بن من تھا۔ سریت اگر کہنے کسی پوشیدہ اختلاف میں کہ بارے میں کیا تیرے میں
 غیبی ہو جائیں۔ یہ اور تھا۔ انکشاف سے ہمیں ہو جاوے گا۔

عبد العظیم بن عبدالمطلبؑ کے زمانے کے نزول فرماں حضرت امام جعفرؑ کے بعد سے رہتے تھے
 ہیں کہ جو عمری کے ایک آدمی نے کہا تو پیش سے یہ سچ ہے۔ یہ سچ ہے۔ یہ سچ ہے۔ یہ سچ ہے۔ اور کہ
 کے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بولے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے۔ وہی۔ وہ اس کی پیروی کی ہے۔ یہی علیؑ کے ہیں۔ یہی میں شریک
 ہوئی۔ تاکہ ہر شریک ہو جائیں۔ جبرائیل علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ ان کے سے محمدؐ اگر آپ
 نے کسی کو شریک کیا تو آپ کے عمل بظاہر میں گئے۔ اس آدمی نے کہا۔ جب مجھے یہ سن تو تکلیف لاحق ہوئی
 تو میں سے غیبی۔ وزیر چاٹا مجھے اس وقت کھڑا ہے۔ یہ سوا ایک آدمی جو جس سے نہ دیکھا تھا۔ اس کے
 جسم سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ کہا اسے شخص محمدؐ نے اسی کہہ سنا ہے جس نے وہ فتنہ فاشی کھولے گا
 منافق ہیں۔ یہی علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس بات سے آپ کو اگاہ کیا۔ آپ سے فرمایا کہ سوار کو جانتے
 ہو۔ وہ جبرائیلؑ تھے۔ اس نے تم پر ولایت کی گروہ کو پیش کیا تھا۔ اگر تم لوگوں نے اس پر ولایت دی یا اس
 بار میں شک کیا۔ تو قیامت کے روز میں تمہارے خلاف مدعی ہوں گا۔

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ابن شد نثر کے ایتاموا کھر اموار۔ جسے نے عام میں دانا۔ تقد عبد اللہ
 بن قیس اشعری پر۔ بایں ہاتھ مغیر بن شعبہ پر لکھے ہوئے یہ لکھا ہوا روانہ ہوا۔ خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بات کی

ابو عبیدہ ثعلبی - نقاش - سفیان بن عیینہ - رازی - ترمذی - نیشاپوری - طبرستان - طوسی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر جنابت علی علیہ السلام کی امامت کی تو یہ خبر تمام شہروں میں پھیل گئی۔ حادثہ بن نعمان قہری ایک روایت میں ہے ابو عبیدہ جابر بن نصر بن بن کلاہ عبدری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا۔ اے محمد! آپ نے لا الہ الا محمد رسول اللہ کی گواہی نماز روزہ حج اور زکوٰۃ کو کرتے کا حکم دیا ہم لوگوں نے قبول کیا اس بات پر راضی نہیں ہوئے۔ حتیٰ کہ اپنے ابن عم کو بند کر کے اسے ہم پر فضیلت دی۔ اور کہا۔ من موداہ فعلی مولانا کیا یہ بات آپ کی ہے۔ یا اللہ کی طرف سے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم زنت کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ اللہ عزوجل کی جانب سے ہے۔ یہ سن کر عارث اپنی سواری کی درہ پر کھتا ہوا بڑھا۔ اے معبود! اگر جرات محمدؐ کہتے ہیں حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائے۔ یا ہمیں درہ ناک میں مبتلا کر دے ابھی سواری تک نہیں پہنچا تھا کہ اللہ نے ایک پتھر پھینکا۔ جو اس کی کھوپڑی پر پڑا۔ اور اس مقتدر سے نکل گیا۔ اور وہیں فی النار داسقر ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ سال سائن واقعہ شرح الاخبار میں ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ان بعد بنا يستعجلون مملو سے عذاب کی طرف میں جلدی کرتے ہیں۔ اس کو ابو نعیم فضل بن دین نے بیان کیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مدت سے صحابہ کو اپنی وفات سے آگاہ کرتے تھے۔ یہ سن کر منافقین ہمارے ائمہ کو گریبا تو ہم اس کے دین کو تباہ کر دیں گے۔ جب شتم غدیر کی کارروائی میں آئی۔ تب کہنے لگے۔ اب ہماری چال مٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ البسوم یس الذین کفروا انی آج کافر یا اوس ہو گئے۔

ایک روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہو گئے۔ لوگ چھ گئے۔ تشریف کا ایک گروہ جمع ہو کر انیسویں گئے لگا۔ وہاں سے ایک گروہ گزری۔ بیشک کاش محمدؐ اس کو ملامت دیتا۔ اور علیؑ کو نہ بتاتے۔ اس بات کو ابو ذرؓ نے سنا۔ آپ نے اس بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیج کر انھیں بلایا۔ اور ان سے ان کی بات کے متعلق دریافت کیا۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اور قسم کھائی۔ اس بات میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ مقلدوں۔ مقلدوا انی جو کچھ کہتے ہیں اس کے متعلق اللہ کی قسم کھاتے ہیں۔

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نازل ہو کر مجھ آگاہ کیا ہے کہ قیامت کے روز کچھ لوگ اس حالت میں اسے نبائیں گے کہ ان کا امام گواہ ہوگی۔ وہ بیان رکھنا کہیں نہ گوارے ان میں سے نہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ یومئذ عواقل اناس باسہ۔ پس قیامت کے روز ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ مگر مولیٰ کے معافی اولیٰ بالقدیر اور مولیٰ بالتصرف کہیں۔ اور فرض طاعت کے کیوں نہ تھے حضرت معلوم نے اس علم کے آخر میں فرمایا تھا۔ است اولیٰ کہ من انفا کم اگر مولیٰ کے معافی اولیٰ بالتصرف وغیرہ نہ ہوں تو آنحضرت معلوم کا کلام ایک مہم بن کے رہ جائے گا۔ جب یہ بات ثابت ہوگی تو حضرت نبی اکرم میں اور اس لفظ مولیٰ کا ظاہری اقتضا بھی یہ ہے کہ حضرت علی کو وراثت اور نصرت واجب اور علی الاطلاق آپ کو جھوڑ دینا اور آپ سے دشمنی رکھنا برا ہے۔ اس سے حضرت علی علیہ السلام کی عصمت ثابت ہے غیر معصوم کا اتباع ناجائز ہے۔

اہل برکات و فیض پوری اہل امامی ابو جعفر طوسی نے احمد بن محمد بن ابی نصر امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا مجھے میرے ابا علی بن علیہ السلام نے بیان کیا ہے کہ غدیر کا دن نہایت آسمان میں زیادہ مشہور ہے اللہ تعالیٰ کا بسمل بیش میں سے جس کی ایک اینٹ چاندی کی اور دوسری سونے کی ہے اس میں ایک ہزار سرخ قبے ہیں۔ اور ایک لاکھ نیلے سبز یا قوت کے ہیں جن کی ہر ایک مشک اور عنبر کی ہے اس میں چار نہریں جاری ہیں ایک نہر شراب کی ایک نہر پانی کی ایک دودھ کی۔ اور ایک غاص شہد کی اس محل کے گرد تمام قبے کے پیلوں کے درخت موجود ہیں۔ جن درختوں پر سپندے موجود ہیں جن کے برتنوں کے اور پریا قوت کے ہیں اور ان کی طرح کی بوبیاں ہیں جب غدیر کا دن آتا ہے تو ساکنان آسمان اس محل میں حاضر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی سبحان و تقدیر اور تمہیل بالائے میں۔ اور پرندے اڑ کر پانی میں جھرتے ہیں۔ مشک اور نہر میں اٹھکھینچاں کرتے ہیں جب فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ تو ان پرانے چیزوں کے تھامت گنتے ہیں اس دن آتے تھے ناحہ سدا اللہ عیسا کی تسوی کا پچھا اور باب و سرے کو بطور قہقہے دیکھتے ہیں۔ جب یہ کام آخری حصہ آتا ہے تو اعلان مقرر شدہ تم اپنے اپنے مقامات پر بیٹھے جاؤ تم لکھ سائے کے سرور دن ہے تمام خدوں اور پتہ وایوں کے ماموں ہو۔ اور جس کی کرامت کی وجہ سے نہ

مصابح المتعجبین میں وہ خطبہ دیا ہے جو میر "وہی بن علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ دن بڑی شان والا ہے اس

عاجزی اپنی تغایر
قامت کی تبلیغ
ابو بصیر حضرت
لا الہ الا اللہ
نے قبول کیا آپ
کہا۔ من کنت
فرمایا قسم ہے اس
سواری کی طرف
میں دردناک عذاب
پڑا۔ اور اس کے
سائل بعد
عذاب کی طلب

کاہ آتے تھے
وہی عمل میں
س الذین

تشریف
ہو نماز امام بنا
ہو آگاہ کیا۔

وہ نے انکار
بج کچھ کہتے

دن کائنات موتی ہے۔ درجے بلند ہوتے ہیں۔ یہ دن "افصاح عن المقام" اصرار ہے اور دن کے مکمل کا دن ہے عہد و مہود کا دن، شب و شہر کا دن، بدیم و ضاعت من السفاق و الجود ہے۔ اور بیان تحقیق بیان کا دن ہے یہ شیطان کے لڑنے کا دن، برہان کا دن۔ اس فیصلے کا دن ہے جس سے حق و باطل کا کیا ہے یہ بالا اعلیٰ کا دن ہے جس سے تم رو کر دانی کرتے ہو یہ شہر کا دن ہے۔ فوار کی دھن کا دن ہے یہ سینوں کی پوشیدہ باتوں کے ظاہر کرنے کا دن ہے پوشیدہ امور کے ظاہر کرنے کا دن یہ مخصوص لوگوں کے بارے میں نصوص بیان کرنے کا دن ہے یہ شہادت کا دن۔ یہ اور اس کا دن ہے بیرون شیعہ کا دن اور یہ شیعہ کا دن ہے۔

۵ خاصات النحل

صحیح ترمذی میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے روز پہل بن عمرو سے اس وقت فرمایا جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جماعت کی واپسی کا مطالبہ کیا فقار بنی سلم نے فرمایا تھا اے وہ کوشش تم کو باز آجانا چاہیے۔ در نہ میں ضرور تمہارے پاس ایک ایسا شخص بھیجوں گا جو دین کے بارے میں تمہاری گزینیں اڑا دے گا جس کے دل کا استمکان اللہ عزوجل نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہے۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ وہ شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو جوتی کو ٹٹا کے رفتار رہے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنی جوتی ٹٹا کے لگانے کے لئے دی تھی۔

خطیب اسلمی میں لہذا معانی فضائل میں بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے گروہ کوش تم اس وقت تک باز نہیں آؤ گے حتیٰ کہ اللہ عزوجل تمہارے پاس ایک ایسے آدمی کو روانہ کرے گا جس کے دل کا استمکان اللہ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہے باقی حدیث حسب سابق ہے۔ ابن بطہ نے حدیث خاصہ انسل کو سات طریقوں سے بیان کیا ہے ان میں ایک طریقہ وہ ہے جو ابو سعید خدری نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں وہ شخص موجود ہے جو قرآن کی تفسیر پر اس طرح چہاڑ کرے کہ جس طرح میں نے قرآن کی تفسیر کے وقت چہاڑ کیا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ سے اللہ کے رسولؐ وہ شخص میں ہو گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "نہیں"

حضرت عمر: "اے اللہ کے رسول وہ نہیں ہوں گا؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "نہیں۔ یہ وہ شخص ہے جو جوتی کو ٹھیک کر رہا ہے۔"

"ہم نے بڑھ کر دیکھا تو علیؑ علیہ السلام تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مبارک ٹھیک کر رہے تھے۔
حافظ بنی خلیفہ نے اسناد خود الوعین میں حذری سے وہ روایت بیان کی ہے۔ جس کو ہم نے کئی اسناد
سے صحابہ بن زید سے وہ امام محمد بن قریبہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا، آپ نے
جوتی جناب علیؑ کے حوالے کی۔ اگر آپ اسے درست کر دیں۔ اور فرمایا تم میں ایک شخص موجود ہے جو قرآن کی تفسیر پر
جہاد کرے گا۔" اس طرح میں نے اس کی تنزیل پر حیا کیا تھا۔ ابوسعید (حذری) کا بیان ہے کہ میں نے باہر نکل کر اس بات
کی جناب علیؑ کو بشارت دی۔ جناب علیؑ کی خوشی میں کوئی اصناف نہ ہوا۔ گویا کہ آپ نے اس بات کا ذکر پہلے ہی سنا
ہو تھا۔

احمد نے فضائل میں بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔ اور حدیث کے الفاظ
وہ میں جس کو مسلم نے بیان کیا ہے ابوسعید حذری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو گروہ
ہیں ایک تیسرا گروہ پیدا ہوگا۔ اس تیسرے گروہ کو جو قتل کرے گا۔ وہ آدمی بالحق ہوگا۔ علیؑ کے نام کو دیکھتا
وہ آدمی بالحق ہوں گے۔

۶

الوصی و الولی

کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیر کی رو سے یہ بات جائز نہیں ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر وصی کے دنیا سے تشریف لے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔
من مات بغیر وصیۃ مات میتة جاهلیة جو شخص وصیت کے بغیر مرے گا۔ وہ جاہلیت کی
موت مرا۔

آیت یا ایہا الذین امنوا لما تقولون مالا تفعلون کی رو سے ہر نبی وصیت کر کے دنیا سے
رخصت ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ فہذا ہم اقتدا

طبری میں ابو حنیفہ سے روایت ہے حضرت امیر علیہ السلام نے اصحاب شوریٰ سے فرمایا میں نہیں اللہ
عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ بنی صعلجہ میرے سوا کوئی اور وحی نفا یہ نہیں
کہنے لگے : نہیں

سنیاع ثوبی منصور سے وہ مجاہد سے وہ عثمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلعم کو دیکھا کہ میرا وحی میرا خلیفہ بن کر میں پہنچے چھوڑ جاواں گا۔ وہ ان سے انفسل سوگا۔ وہ میرے
وعدہ پورے کرے گا۔ اور میرے قرض کو چکا دے گا وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

طبین کمان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلم بنی صعلجہ سے میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ
صلعم میری ناکہ سے رشتہ جو ہے آپ کے وحی کوئی ہے؟ فرمایا میرا وحی یہ خلیفہ جن کو میں بھیجے چھوڑ جاواں گا۔
وہ ان سے انفسل ہوگا۔ وہ میرا قرض ادا کرے گا۔ اور میرے وعدہ سے پورے کرے گا۔ وہ علی بن ابی طالب
علیہ السلام ہیں

طیر بن خندفس سے اور عباده بن عبد اللہ سلمان فارسی سے دونوں بنی صلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ
نے فرمایا اے سلمان! میری امت میں میرے وحی کے بارے میں پوچھا کے کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ موت
نے کس کو وصیت کی تھی؟ میں نے کہا کہ اللہ عزوجل اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ یوشع کو
وصیت کی تھی۔ کیوں کہ یوشع موتے علیہ السلام کے وقت میں علم الناس تھے۔ میرا وحی میرے بعد میری
امت میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اسی کے قریب ذیاب احمد
نے فضائل الصحاب میں بیان کیا ہے :

ابو رافع کا بیان ہے کہ جس روز رسول اللہ صلم کا انتقال ہوا اس روز آپ کو غشی آگئی۔ میں نے آنحضرت
کے قدم مبارک پکڑے۔ اور انہیں چومنے لگا۔ اور روتا ہوا تھا۔ آپم ہوش میں آئے اور میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ! آپ کے بعد میرے لئے نور میرے فرزندوں کے لئے کون ہوگا؟ آنحضرت صلم نے سر اٹھا کر فرمایا میرے
بعد اللہ اور صالح المؤمنین رحمہم اللہ کے ہوں گے :

زید بن علی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوذر کی طاقات حضرت علی سے ہو گئی۔ ابوذر نے
عرض کیا۔ میں آپ کی لا اور وصیت کی گواہی دیتا ہوں :

ابو بکر بن مرداس نے اسی طرح سلمان مقداد اور عمار سے روایت کی ہے۔ عمار بن عباس سے

روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا: (اے محمد) یہ آپ کے وصی ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پیدا کئے ہیں ان سب سے اللہ کے نزدیک زیادہ بزرگی والا ہوں۔ لیکن میں اس بات پر فخر نہیں کرتا۔ اور اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار اوصیاء پیدا کئے ہیں۔ اللہ عزوجل کے نزدیک ان سب سے علی زیادہ عزت والا ہے۔

مسعودی عمر بن زیاد باہلی سے وہ شریک بن فضیل بن سلمہ سے وہ ام ہانی بنت ابو طالب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ میرا بھائی یعنی علی مجھے اذیت دیتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی تم کو بیکار نہیں دیتے۔ اللہ عزوجل اسے میرے خلق پر پیدا کیا ہے۔ اے ام ہانی! وہ زمین پر بھی امیر ہیں اور آسمان میں بھی۔ اللہ عزوجل نے ہر نبی کو ایک وصی مقرر کیا ہے۔ آدم علیہ السلام: نوح علیہ السلام: یونس علیہ السلام: سلیمان علیہ السلام: داؤد علیہ السلام: عیسیٰ علیہ السلام: محمد صلی اللہ علیہ وسلم: اور علی میرے وصی ہیں۔ وہ دنیا اور آخرت میں تمام اوصیاء سے افضل ہیں۔ میں روز قیامت صاحب شفاعت ہوں گا۔ میں بتائے گا۔

ابو نعیم کی حدیث میں اور طبری کی ولایت میں تحریر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! تمہارے پاس اس دروازے سے ایسا روٹھنا سید المرسلین قدام الغر المجلیین اور خاتم المرسلین داخل ہوں گے۔ اس نے کہا: میں نے کہا: اے رسول اللہ! یہ شخص انصاریں سے قرار دیتا ہے اور میں نے اس بات کو پوشیدہ رکھا۔ اور اس دروازے سے علی تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! ان تشریف لائے ہیں میں نے عرض کیا: یہ تو علی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی آیا اور فرمایا: اور علی کوٹھے لگا لیا۔ پھر علی کے چہرے کا پسینہ اپنے چہرے سے صاف کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے میرے ساتھ (آج) ایسا سلوک کیا، ایسا پہلے کبھی نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: مجھے ایسا کرنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ تم میری طرف سے ادا کرو گے۔ گے سو گول کو میرا پیغام پہنچا دیں گے اور میرے جد و جہاں اختلاف میں پڑ جائیں گے۔ اس کی وضاحت نہ کرو گے۔ یہ مطلب اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے مستفاد ہے:

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَتُبَيِّنَ لَهُمْ مَا اَخْتَلَفُوا فِيهِ

حضرت علی نبیہ السلام نے اس آیت کی وضاحت کی اور حدیث الوصیۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت فد العشرہ

کے موقع پر بالاتفاق پہلے بیان ہو چکی ہے۔

صاحب نے اپنے کلام میں کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے بھائی ہیں جب آپ نے بلایا لیبیک کہی تمام لوگوں سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ جب بلایا مدد کی۔ آپ کی ہمدردی کی۔ دین کے ستون کو مضبوط کیا۔ مشرکوں کو شکست دی۔ اور رسوا کیا۔ شب ہجرت فرشتہ رسول پر سو کر اپنی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور حمایت کی۔ دشمنوں کو ذلیل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات غسل دیا۔ اور آپ کو سپرد خاک کیا۔ آپ کے قرض کو ادا کیا۔ جو جو وصیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں۔ ان کو پورا کیا۔ یہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی ذات ہے۔ اور کوئی نہیں ہے۔

وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت حدیث ابن عباس یہ اجماع ہو چکا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا میری وصیت قبول کرنا۔ میرے وعدے پورے کرنا۔ اور میرے قرض کو چکا دینا۔ عباس نے کہا یا رسول اللہ! تیرا چچا بہت بوڑھا ہے۔ اور بڑے عیال والا ہے۔ آپ سخاوت اور بخشش کے مجسمہ ہیں۔ آپ نے اتنے وعدے کر رکھے ہیں جنہیں تیرا چچا ادا نہیں کر سکے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا: میری وصیت قبول کر۔ میرے وعدے پورے کر۔ اور میرے قرض کو ادا کر۔ عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا میرے قریب بیجاؤ۔ آپ قریب ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سینے سے لگایا۔ اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری۔ اور فرمایا اس کو لے لو اور اسے اپنے ہاتھ میں پہنوا پانی تلوار اور زہر طلب کر کے آپ کو دے دی۔ روایت ہے کہ یہ چیزیں جبرائیل آسمان سے آپ کی خدمت میں لائے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا۔ اور فرمایا میری زندگی میں ان چیزوں پر قبضہ کر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خیر مع ترین حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا۔ اور آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا نام لے کر اپنے گھلے جاؤ۔ اس کے بعد حضرت پر غشی طاری ہو گئی۔

ابن عبد ربہ نے عقید میں بلکہ تمام اُمت نے اوراق وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ کہ عباس نے حضرت علی علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر تلوار اور گھوڑے کے بارے میں بھگڑا کیا۔ یہ مقدمہ حضرت ابو بکر کے سامنے پیش ہوا۔ حضرت ابو بکر نے کہا: اے عباس! تم اس وقت کہاں تھے؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان ^{اعظم} کو جمع کیا تھا۔ اور تم بھی ان میں موجود تھے۔ اور فرمایا تھا: تم میں کہیں ایسا شخص ہے جو میرا بوجھ بٹائے۔ تاکہ وہ میرے اہل میں میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو۔ میرے وعدے پورے کرے اور میرا قرض ادا کرے۔ عباس نے حضرت

ابو بکر سے کہا تمہیں خلافت پر کس نے بٹھایا ہے اور ہم پر حکم چلاتے ہو۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر نے کہا اسے اداؤ
عبدالطلب لڑے جاؤ۔

ایک تنگم نے ہاتھ رشید سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہشام بن حکم (صحابی حضرت امام جعفر صادق علیہ
السلام) سے اس بات کا اقرار کراؤں کہ علیؑ ظالم تھے۔ ہارون رشید نے کہا اگر تم نے ایسا کر لیا تو فلاں فلاں (الحاکم
کے مستحق قرار پائے گئے) تنگم نے ہشام سے کہا: اے ابو محمد! اس بات کو تمام نے بیان کیا ہے کہ علیؑ اور عباس
نے چادر رسولؐ سموار اور گھوڑے کے بارے میں حضرت ابو بکرؓ سے سامنے جھگڑا کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں
ایسا ہوا تھا۔ تنگم نے کہا کہ پھر ان دونوں میں اپنے ساتھی پر ظلم کرنے والے کون تھا۔ اور اس سے رشید
سے ڈرنا اگر عباسؓ کو ظالم کہتا کہ ان میں کوئی بھی ظالم نہیں تھا۔ کہا وہ شخص جھگڑتے ہوں۔ اور دونوں کی حق
پر ہوں ہاں۔ یہ ایسا ہی ہے جس طرح دو فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑتے ہوئے حاضر
ہوئے تھے۔ اور ان میں کوئی بھی ظالم نہیں تھا یہ مرت حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم کے لیے میں آگاہ کرنے
آئے تھے۔ اسی طرح دونوں کا حضرت ابو بکرؓ کے پاس فیصلہ کے لیے جانا اسے اس کے متمم نہ آکا۔ لہذا تھا۔
اللہ تعالیٰ نے کہا ہے ہذا لک انولا یسۃ الخقی اس ولایت میں صرف اس شخص کا حق ہے۔
جسے اللہ تعالیٰ نے ولی مقرر کیا ہے چنانچہ ایسا ہوا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الخ
نیز فرمایا فان اللہ ہو مولا الخ نبی صلعم نے اولی بالمومنین من انفسم فرمایا حضرت
علیؑ علیہ السلام کے لئے فرمایا۔ من کنت مولا فعلی مولا۔ مولیٰ بمعنی اولیٰ بدلیل آیت
ما واکم اللہ ورسولہ واولیٰ منکم ہے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ نبی صلعم نے فرمایا جس کا میں ولی ہوں علیؑ اس کے ولی ہیں۔ احمد نے
فضائل میں لکھا کہ فی نے شرح میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے محمد بن اسحاق، جامع بن عبد اللہ، عبد اللہ بن بریدہ اور
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد علیؑ تمہارے
ولی ہیں۔

عمران بن حصین، بریدہ ابن عباس، جابر انصاری اور عمر بن علیؑ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔
علیؑ منی وانا منہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ وہو ولی کل مومن بعدی وہ میرے
بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔

ثعلبی نے باسناد خود عطا سے وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں جب
آپ کی
بش رسولؐ
کے کو ذیل
میں رسول
اے
کا دینا
کے مجسمہ
علیؑ کی
اکرو۔
بیضے
طلب
انحضرت
یت صلعم
لمعہ
زرت
کے
طلب
عبد
میرے
زرت

نے فرمایا اللہ میرا رب ہے مجھے اس کے ساتھ کوئی ادایت حاصل نہیں ہے۔ علیؑ اس کے ولی ہیں جس
 ولی ہوں۔ مجھے اس کے ساتھ کوئی عادت حاصل نہیں ہے۔ ان حضرات نے کہا جس شخص اللہ نے ولی بنا دیا
 اس کے ساتھ ہے یہ بات مقتضی ہے کہ علیؑ ولی اللہ ہیں۔

۶

حضرت علیؑ امیر المؤمنین - ویر اور امین ہیں

"فقہ کبیر" کی ایک جہت سے ائمہ اربعہ سے وہ عباسیہ سنی سے وہ حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت
 کرتے ہیں۔ اور بیٹ مجاہد سے۔ سعد بن ابی طالب اور ابن ابی یعلیٰ سے۔ داؤد بن علیؑ لیسے۔ سب سے ابن جریر
 سے۔ عکرمہ اور سعید بن جبیر یہ تمام حضرات ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ عکرمہ بن جابر نے جو
 ائمہ نے زید بن وہب سے وہ حدیث سے یہ تمام حضرات نے صلح سے روایت کرتے ہیں۔ لہ جو بھی آیت
 میں یا ایہا الذین امنوا کے عنوان سے نازل ہوئی ہے علیؑ اس کے امیر اور رئیس ہیں۔

حدیث کی روایت میں کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام اس آیت کے سبب امیر ہیں۔ اور
 میں ہے کہ جناب علیؑ ان آیات کے سرور و امیر ہیں
 یہ وہ شخص ہے جس نے قرآن اور کتب بن جراح کی روایت میں ہے کہ علیؑ علیہ السلام اس کے امیر اور
 میں کیونکہ آپ تمام مومنین سے پہلے ایمان لائے۔

ابو جہم نقعی احمد بن حنبل اور ابن بطہ عکبری عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ علیؑ
 شریف اور امیر ہیں اس آیت کے۔

مجید رضا علیہ السلام میں ہے کہ قرآن میں جو آیت یا ایہا الذین امنوا نازل ہوئی ہے وہ سب
 حق میں ہے۔ تورا میں یا ایہا الذین امنوا ہے۔ وہ بھی ہے۔ سب سے پہلے فیہم جابر سے روایت
 میں ہے کہ یا ایہا الذین امنوا ہے حضرت علیؑ اس کے سابق ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے اسلام لائے
 سب سے پہلے ہجرت کی ہے۔ اللہ عزوجل نے علیؑ علیہ السلام کا نام ۸۵ مقامات پر فرمایا ہے۔ ایک امیر
 اور سید النبیین رکھنا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں وادعوا بعہد اللہ چو آیا ہے اللہ علیہ السلام

میں شامل ہوئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاذب جناب علی علیہ السلام کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرو۔

محمد بن مسلم ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ولوالقی معازیرہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لے کر امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرنے کا حکم دیا۔ فقہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو اس نے علی علیہ السلام کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرنا تک کیا۔ اور وعدہ پورا نہ کیا۔

اہل سنت کے علمائے بیان کیا ہے مثلاً منقری نے عمران بن ہریدہ اسلمی سے یہ سفین بن کلیب مسعودی نے واوہ بن ہریدہ سے اور عباد بن یعقوب اسدی واوہ بن ہریدہ سے وہ ابو ہریدہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابو بکر حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاذب امیر المؤمنین کو سلام کرو۔ حضرت ابو بکر۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ زندہ ہیں۔ (آپ کے جوتے جوتے کون امیر المؤمنین ہوتا ہے؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہاں میری زندگی میں۔

پھر عمر حاضر خدمت ہوئے۔ اس سے بھی اسی طرح فرمایا یہی کہی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا: امیر المؤمنین کون ہیں؟ فرمایا علی بن ابی طالب ہیں۔ حضرت عمر نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کا ہیں حکم ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔

ابراہیم نقفی عبد اللہ بن جبلیہ کنانی سے وہ ذریعہ محاربی سے وہ شمالی سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ہریدہ شام میں گیا ہوا تھا۔ یہاں واپس مدینہ آیا۔ تو لوگ حضرت ابو بکر کی بیعت کر چکے تھے۔ حضرت ابو بکر کے دربار میں حاضر ہوا۔ کہا اسے ابو بکر! کیا ہم لوگوں کا علی علیہ السلام کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرنا بھول گئے ہو جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے وجہ تھا حضرت ابو بکر نے کہا: تم غیر حاضر تھے اہم لوگ موجود تھے۔ اللہ ایک حکم کے بعد دوسرا حکم تبدیل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے لئے نبوت اور ملک ایک وقت میں جمع نہیں کیا۔

نقفی اور سدی بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ عمران بن حصین اور ابو ہریرہ نے ابو بکر سے کہا: تو ان لوگوں میں تھا جس نے علی کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا یا تھا؟ کیا وہ دلدار ہے یا بھول گئے ہیں؟ کہا مجھے یاد ہے ہریدہ نے کہا: کیا کسی مسلمان کے لئے سزاوار ہے کہ وہ امیر المؤمنین پر حکومت کرے؟ عمران نے کہا: نبوت اور امامت ایک کفر میں جمع نہ ہوگی۔ ہریدہ نے اس سے کہا: ۴۱ یحسدون الناس علی ما اتواہم من فضلہ فقد ایتناہم ابھیم الکتاب والحکمة وایتناہم مدکا عظیما اللہ نے ان کے لئے نبوت اور ملک

ولی ہیں جس کا ہیں
ولی کہنا وہ نص

سلام سے روایت
ابن جریر عطا
نے مجاہد سے
آیت قرآن مجید

ہیں۔ اور روایات

امیر اور شریف

کہ علی اس

وہ ہمارے

کہ قرآن مجید

سلام نے ہیں

امیر المؤمنین

پیغمبر کی روایت

کو ایک سادہ جمع کیا ہوا ہے۔ زوی کا بیان ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ ہو گئے۔ ہم لوگ حضرت عمرؓ کے مرتے وقت تک اس کے چہرے سے ناراضگی کے آثار دیکھتے رہے۔

عمر بن عبدی سے وہ ابن عباس سے اور وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ام سلمہ سے فرمایا سنو اور گواہ رہو۔ یہ علیؓ امیر المومنین اور سید المسلمین ہیں۔

بشیر غفاری۔ قاسم بن جذبہ اور ابو طفیل انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ میں وضو کی حالت میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اے انس ابھی اس دروازے سے امیر المومنین سید المسلمین قائد الغر المحجلین اور خاتم المرسلین داخل ہوں گے۔ انس نے کہا۔ اس دروازے سے علیؓ علیہ السلام داخل ہوں۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ! رسول اللہ نے جواب میں کہا۔ وعلیک السلام یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کیا یا رسول اللہ آپ زندہ ہیں اور مجھے امیر المومنین کے لفظ سے یاد فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے علی! میں زندہ ہوں اور تیرا یہ نام اللہ کی جانب سے جبرائیلؑ نے رکھا ہے۔ کل تم میرے اور جبرائیلؑ کے پاس سے گذرے ہم گفتگو میں مصروف تھے تم نے ہم پر سلام نہ کیا۔ جبرائیلؑ نے کہا امیر المومنینؑ کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ اس نے ہم پر سلام نہیں کیا۔ خدا کی قسم اگر آپ ہم پر سلام کرتے تو ہم خوش ہوتے۔ اور آپ کو سلام کا جواب دیتے۔

حضرت علیؓ علیہ السلام سے مخلوق نے روایت کیا ہے۔ جن میں ابن مہدی بھی ہیں۔ فرمایا۔ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں داخل ہوا۔ آپ کو فینہ کی حالت میں پایا۔ آپ کا سر وجہ کبھی کی گود میں تھا۔ میں نے وجہ پر سلام کیا۔ وجہ نے کہا۔ وعلیکم السلام یا امیر المومنین ویا فارص المسلمین ویا قائد الغر المحجلین وقاتل النکثین وناظرین ومارقین اور امام المتقین بھی کہا۔ پھر مجھے کہا۔ آگے تشریف لائے اپنے بنی کا سر اپنی گود میں رکھ لیجئے۔ تم اس بات کے مجھ سے زیادہ حق دار ہو۔ میں رسول اللہ صلعم کے قریب گیا۔ آپ کا سر اپنی گود میں رکھا پھر میں نے وجہ کو نہ دیکھا۔ رسول صلعم نے آنکھوں کو کھولا۔ فرمایا۔ اے علی کس سے گفتگو کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ وجہ سے اور میں نے پورا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ وجہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ جبرائیلؑ تھے۔ وہ تیرے پاس اس لئے آئے تھے کہ تمہیں آگاہ کریں۔ کہ اللہ عزوجل نے تمہارے یہ نام رکھے ہیں۔

حارث بن خزرج صاحب راۃ الانصار کا بیان ہے۔ کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علی جو تجھ سے آگے بڑھے گا۔ وہ کافر ہوگا۔ آسمان والوں نے تیرا نام امیر المومنین رکھا ہے۔

ہمارے اصحاب نے امیر المومنین کا لفظ آئمہ علیہم السلام کے سوا اور کسی کے لئے جائز قرار نہیں دیا بلکہ
شخص نے صادق آل محمد سے یا امیر المومنین کہا۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو۔ اس نام پر صرف وہ شخص راضی ہوگا
جو ابو جہل کی بیماری میں مبتلا ہوگا۔

ابن عباس نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کا نام امیر المومنین اس لئے رکھا گیا کہ آپ تمام لوگوں سے پہلے
اسلام لائے۔

امالی بن سہل احمد قطایں اور کافی کلینی نے اپنے اپنے اسناد سے جابر جعفی سے روایت کی ہے کہ مجھے ابو جعفر
علیہ السلام نے فرمایا اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہوتا کہ جناب علی علیہ السلام کا نام امیر المومنین کب رکھا گیا تو
لوگ آپ کی ولایت کا نکار نہ کرتے۔ میں نے عرض کیا اللہ عزوجل آپتے حکم کرے۔ آپ کا نام امیر المومنین کب رکھا
گیا۔ فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کی اصحاب سے ان کی اولاد کو نکالا۔ اور ان کو ان کے نقصوں کا گواہ
بنایا۔ اور کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ محمد میرے رسول اور علی امیر المومنین ہیں۔

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد کے یمن مقامات پر تحریر کیا ہے کہ نبی اکرم صلم نے صلح حدیبیہ کے روز
حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا۔ یہ نیک لوگوں کے امیر کافروں کے قاتل ہیں جس نے اس کی مدد
کی وہ مذکور ہے اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ ناکام ہے۔ آنحضرت صلم بلند آواز سے یہ الفاظ ارشاد فرما رہے تھے
احمد مستد الانصاب میں ابو یوسف نسوی معرفت اور تاریخ میں کافی اور ابوالقاسم اسکانی شرح میں بریدہ
اور برائے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلم نے یمن کی طرف دو لشکر روانہ کئے ایک کا سر دا علی تھا۔ دوسرے
کا خالد بن ولید۔ آنحضرت صلم نے فرمایا اگر تم کہیں اٹھے موحی ہو۔ تو لوگوں کے امیر علی ہیں جب تم جدا ہو جاؤ
تو ہر ایک اپنے اپنے لشکر کا امیر ہے آنحضرت صلم جناب علی کو لوگوں کا امیر بناتے تھے۔ اور آپ پر کسی کو
امیر مقرر نہیں کرتے تھے۔

ابو بکر شیریازی کتاب فیما نزل من القرآن فی امیر المومنین علیہ السلام میں مقاتل سے وہ عطا سے اس آیت
کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ تو رات میں موجود تھا۔ اے موسیٰ ہم نے تم کو چن لیا۔ اور تیرا وزیر تیرا بھائی ہارون
ہے۔ جو باپ اور ماں کی طرف سے تیرا بھائی ہے جس طرح ہم نے محمد کے لئے الیا کو چن لیا۔ اور اس کا بھائی وزیر
وصی اور اس کے بعد اس کا خلیفہ ہے۔ تم دونوں بھائیوں کے لئے خوشخبری ہو۔ اور ان دونوں بھائیوں
کو خوشخبری ہو۔ الیا ابواسمعیل کے حسن حسین اور حسن فرزند ہوں گے۔ جس طرح ہم نے تیرے بھائی

زرت عمر کے

اسلم سے فرمایا

مت میں رسول

مسید المسبین

م داخل ہو

نیا۔ السلام

یر کا تہ عرض

علی! میں

سے گذرے

س نے ہم پر

اللہ صلم

وجہ پر

تو ان کشتیں

گو د میں

گو د میں

ہے تھے۔

تھ۔

سے

بارون کے فرزند شبیر شبیر اور مشیر کو بتایا ہے۔

منقبۃ المطہرین فیما نزل من القرآن فی امیر المؤمنین تالیف ابو نعیم اصفہانی خصائص علویہ تھنہ میں
 شعبہ بن حکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مکہ کی وادی میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کے
 ہاتھ کو پکڑا۔ ہمارے ذریعے ایک ہاتھ اوپر چڑھے پھر ہمارے ساتھ چار رکعت نماز ادا کی۔ پھر سر و آسمان کی طرف
 بلند کیا۔ ابابہ معبود۔ موسیٰ بن عمران نے تجھ سے سوال کیا تھا۔ میں محمد تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ میرے سینے
 کو کشادہ کر۔ میرے امر کو آسان کر۔ میری زبان کی گروکھوں دے۔ تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں۔ میرے
 اہل بیت میں سے میرا وزیر علی بن ابی طالب کو بنا دے جو میرے بھائی ہیں اس سے میری پشت کو مضبوط بنا۔
 اسے میرے کام میں شریک بنا۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے ایک علیؑ کی کا اعلان سنا۔ اسے احمد جوہر
 کو نے کیا تھا۔ وہ پورا سو گیا۔ ایک روایت میں یوں ہے۔ میرا وزیر میرے اہل میں سے میرے بھائی علیؑ کو بنا اس
 کے ذریعے میری پشت کو مضبوط کر۔

تفسیر قطان۔ دیکھ بن جراح غطا خراسانی اور احمد فضائل میں بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس کا کہنا ہے۔
 کہ میں نے آسمان پر غیب میں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ خداوند! میں ہر
 بات کہتا ہوں۔ جو موسیٰ بن عمران نے کہی تھی۔ اسے معبود! میرا وزیر میرے اہل سے اس کو بنا۔ جو میرا وزیر اور معبود
 سمعان نے فضائل اصحاب میں طرے وہ انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خلیفہ میرا وزیر میرے
 اہل میں میرا خلیفہ جن کو میں چھوڑ جاؤں گا۔ وہ ان سے افضل ہوگا۔ جو میرے وعدے پورے کرے گا۔ اور میرا حق
 پورا کرے گا وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

امالی ابو سعید ہوانی میں انس سے روایت ہے کہ بنی صلیب نے فرمایا: میرا بھائی میرا وزیر میرا وصی
 میرے اہل میں میرا خلیفہ علی بن ابی طالب ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے
 بعد امام اور امیر ہو۔ میرے بعد میرے صاحب اور وزیر ہو۔ یہی مثل میری امت میں اور کوئی نہیں ہے۔

۸

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے باطن کی تعریف

”اے آپ خدا اور رسول کے نزدیک زیادہ محبوب تھے۔“

سے افضل ہیں۔ مسعودی نے باسناد خود ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ بنی صمع نے فرمایا علی
میں سب سے زیادہ افضل ہیں!

عبد الرزاق معمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سفیان سے پوچھا تمام صحابہ سے افضل کون ہیں
علی ہیں۔

۹

جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام حق کے ساتھ ہیں اور حق آپ کے ساتھ ہے

باتقرین علیہما السلام سے روایت ہے آیت ولذین اتیناھم الکتاب یقرحون بما انزل
وهو الحق سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔ ابن مسعود کی قرأت والذی انزل علیک الکتاب
الحق ومن یؤمن بہ یعنی اس پر ایمان لانے والے علی بن ابی طالب ہیں۔ لوگوں میں بعض وہ ہیں
بعض آیات کا انکار کرتے ہیں اور ان آیات کی تشبیہ میں انکار کرتے ہیں جو علی اوصال محمد کے بارے میں
ہوئیں ہیں اور بعض آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ اور مشرکین تمام آیات کا انکار کرتے ہیں۔

ابن عباس نے کہا آیت فمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق سے مراد علی
ابو الورد نے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے فمن یعلم انما انزل الیک من ربک
الحق سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں!

ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ یا ایہا الناس قد
احق من ربکم فآمنوا خیرا لکم۔ اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے حق آیا (اس پر ایمان
تمہارے لئے اچھا ہے۔ اس سے ولایت علیؑ کا انکار کیا، تو اللہ عزوجل کی
بات کی ہدایہ نہیں ہے۔ اس کے لئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (حکم ماننے کے لئے) موجود ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت دقل جاء الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن
محمد ان سے کہہ دو تمہارے رب کی طرف سے حق آیا جو چاہے اس پر ایمان لائے۔ اس سے علی بن ابی
علیہ السلام کی ولایت مراد ہے اور جو چاہے اس بات کا انکار کرے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت
احق هو اے محمد! لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ علیؑ تیرے وصی ہیں کہہ دو میرے رب کی طرف سے

میرے دھی ہیں؟

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ یا اهل الكتاب لم
تلبسون الحق بالباطل لے اہل کتاب حق کو باطل سے کیوں ملاتے ہو۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔
جنہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی رکھی۔ اور اللہ عزوجل نے فرمایا تم اس حق کو کیوں چھپاتے ہو
جس کا رسول اللہ نے تمہیں علی کے بارے میں حکم دیا تھا۔ آیت اخمن یھدی الی الحق احق ان یتبع
کے بارے میں زید بن علی نے کہا۔ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام سے لوگ
مسائل دریافت کرتے تھے اور آپ کسی سے نہیں پوچھتے تھے آیت ولئن اتبع الحق سے مراد
جناب علی علیہ السلام ہیں۔

مناک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں آیت والعصر ان الانسان لفی خسر سے مراد
ابو جہل ہے الا الذین آمنوا واعملوا الصالحات سے علی اور سلمانؓ مراد ہیں ایک روایت میں ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والعصر کو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں پڑھا۔
ابی بن کعب کا بیان ہے کہ سورہ والعصر امیر المؤمنینؓ اور آپ کے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوا۔ لا
الذین امنوا سے مراد وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا
نازل ہوا۔ اور عملوا الصالحات سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے بارے میں ویقیمون الصلوٰۃ ویتؤ
نون الزکوٰۃ ہے وتواصوا بالحق سے مراد وہ شخص ہے۔ جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم نے فرمایا۔ الحق مع علی وعلی مع الحق حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہیں۔
وتواصوا بالصبر سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیت والصابرین فی الباس
والضراء وحین الباس ہے۔ ضرار ابو نعیم سے روایت کرتے ہیں۔ وتواصوا بالصبر سے علی بن ابی طالبؓ
علیہ السلام مراد ہیں۔

تفسیر ثمالی میں طسم تلك آیات الكتاب کے تحت تحریر ہے کہ آیات یہ ہوں گے کہ آخری
نہ میں ایک شادی آسمان سے ترالہ کے گا۔ تم لوگوں کو علم پہنچا دینگے۔ حق علی اور اس کے شیعوں کے
ساتھ موجود ہے۔

مسند ابی یعلیٰ بن عبد الرحمن بن ابی سعید حذری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ علی بن ابی طالب علیہ

میرے فرمایا علی میری امت

اہل کون ہیں؟ کہا

کے ساتھ

یسا نزل الیک

کتاب ہو

بعض وہ ہیں جو

کے بارے میں نازل

میرے مراد علی ہیں۔

کتاب من ربک

میں خدا جاء کم

پہلے ایسا کہ وہ یہ

اللہ عزوجل کو اس

موجود ہیں

سیلو میں لے

علی بن ابی طالب

آیت یتبنونک

رب کی قسم وہ

اسلام کو رستہ بنی صلعم نے فرمایا۔ حق اس کے ساتھ ہے حق اس کے ساتھ ہے۔

ابو ذر سے کسی نے پوچھا۔ لوگ جناب علی علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیوں کرتے ہیں۔ کہا میں کتاب خدا کی بابت کئی چاہیے۔ سردار حقیقت میں علی بن ابی طالب ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو فراتے ہوئے سنا علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے اور علی کی زبان پر جاری ہے حق وہی جاتا ہے جہاں علی جاتے ہیں۔

جمل کی دہائی کے روز محمد بن ابوبکر نے بی بی عائشہ کو سلام کیا لیکن بی بی صاحبہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ کہ میں تمہیں اس بات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نہیں کہا کرتی تھی کہ علی بن ابی طالب کا دامن پڑو۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فراتے ہوئے سنا ہے حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہیں یہ اس وقت تک جڑ نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ بی بی صاحبہ کہنے لگی۔ ہاں یہ بات میں نے رسول اللہ صلعم سے سنی تھی۔

عبداللہ اور محمد فرزند ان بدیل بی بی عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بی بی صاحبہ سے .. السلام دے کر یہ حدیث دریافت کی۔ آپ نے اس بات کا اعتراف کیا۔

سمعی نے فضائل الصحابہ میں تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی مع الحق والحق مع علی اتفاق السنی میں سعد بن ابی وقاص نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ علی مع الحق والحق مع علی والحق مع علی ودر حث ما دار علی

عبداللہ بن عبداللہ حنیف بنو امیہ کا بیان ہے کہ معاویہ نے سعد سے کہا۔ تو ہمارے حق کو نہیں جانتا اور ہمارے غیر کے باطل ہونے کا اقرار کرتا ہے ہمارے ساتھ ہو جائیے یا ہمارے خلاف ہو جاؤ۔ دونوں کے درمیان گفتگو جاری ہوئی۔ سعد نے حدیث علی مع الحق بیان کی۔ معاویہ نے کہا مجھے اس شخص کے پاس لے چلو جس نے تمہارے ساتھ اس حدیث کو رسول اللہ سے سنا ہے ورنہ میں تیرا پرہشہ کروں گا۔ سعد نے کہا ام المؤمنین ام سلمہ سے سنا تھا۔ یہ دونوں ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ام سلمہ نے کہا سعد نے سچ کہا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے اس حدیث کو میرے گھر میں بیان فرمایا تھا۔ مالک بن جوہر نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

نجیب اپنی تاریخ میں ابو ذر کے غلام ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ میں ام سلمہ کی خدمت میں حاضر

ہوا آپ رو رہی تھیں۔ اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا۔ علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے یہ دونوں آپس میں اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے۔ جتنی کو قیامت کے روز میرے پاس سو فی کوثر پر وارد ہوں گے۔

ابھیغ کا بیان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا۔ اس شخص کے لئے طاقت ہو۔ جو میری معرفت سے باہل ہے۔ اور میرا حق نہیں جانتا۔ تم لوگوں کو یقین ہونا چاہئے۔ میرا حق وہ ہے جو اللہ کا حق ہے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ اللہ عزوجل کا حق میرا حق ہے۔

اس حدیث سے معتزلہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ جناب علی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ امامیہ حضرات کا بیان ہے کہ یہ حدیث حضرت علی عیسیٰ سلام کی عصمت پر دلالت کرتی ہے اور آپ کی پیروی کو واجب گردانتی ہے۔ علی اور حق کی معیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاطلاق بیان کی ہے۔ یہ بات محال ہے کہ جناب علی سے ناجائز امور کا صدور ہو۔

۱۰

جناب امیر علیہ السلام، امام خلیفہ اور وارث ہیں

تفسیر ابو عبیدہ اور علی بن حرب طائی میں عبد اللہ بن عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ خلیفہ چار ہیں۔

۱۔ آدم۔ انا جاعل فی الارض خلیفۃ

۲۔ داؤد۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ یعنی بیت المقدس میں۔

۳۔ ہارون۔ موسیٰ نے کہا۔ خلفی فی قوسی

۴۔ علی۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات یعنی علی لیست خلفتم

فی الارض من کما استخلف الذین من قبلکم یعنی آدم۔ داؤد اور ہارون ولیمکن لہم

دینہم الذی ارتضیٰ لہم یعنی اسلام ولیمیدنہم من بعد خوفہم احنا یعنی ال کہ یعبدونہ

لایشکون فی شیانہ کفر بعد ذلک ولایت علی بن ابی طالب کے ساتھ۔ فاولیک

ہم الفاسقون یعنی اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والے۔

امیر المؤمنین حضرت علی عیسیٰ سلام نے فرمایا یہ جو شخص مجھ پر حقاً خلیفہ نہ کہے اس پر خدا کی لعنت ہے پھر آپ

کہا تمہیں کتاب
ہوئے سنا
جہاں علی

ب نہ دیا۔ کہیں
ن پڑو۔ کہیں
س وقت تک
لات میں نہ

م

والحق
الحق و

تہیں جانتا
دونوں کے

کے پاس
بعد نے کہا
عد نے بیچ
سی طرح

ب میں حاضر

نے بیانی خریدیا کہ میں اس لحاظ سے چوتھا خلیفہ ہوں۔ (۱) آدم (۲) نوح (۳) اور (۴) ابراہیم علیہ السلام

ابو عبد اللہ نے کہا جب تیار ہو گا تو ہر گناہ کی نذر کرے گا۔ زمین میں اللہ کا خلیفہ کہاں ہے؟ دو دو کھڑے ہوں گے۔ کہا جائے گا۔ تم مراؤ نہیں ہو۔ اگرچہ تم زمین میں اللہ کے خلیفہ تھے۔ امیر المومنین کھڑے ہوں گے۔ خدا آئے گی۔ اسے گروہ خلافت یہ نسل بنی عباس اللہ سے بندہ و مہج زمین میں اللہ کے خلیفہ اور اس کی حجت تھے جس شخص نے دنیا میں اس کی رسی کو پکڑا تھا۔ آج اس کی رسی پڑے وہ آپ کے نور سے روشنی حاصل کرے گا۔ آپ اسے جنت میں پہنچائیں گے

کتاب ابو بکر بن مروان اور کتاب محمد معانی بن عبد الرزاق اینہ باب سے وہ فیما سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے مجھے سانس لی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کیا ہو رہا ہے؟ فرمایا اسے ابن مسعود مجھے اپنی موت کی خبر دی گئی ہے۔

ابن مسعود۔ کسی کو خلیفہ بنائیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ کس کو؟

ابن مسعود۔ ابوبکر کو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آہ بڑھاتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیا ہو رہا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ مجھے موت کا پیغام ملا ہے۔

ابن مسعود۔ کسی کو خلیفہ بنائیے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ کس کو؟

ابن مسعود۔ عمر کو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آہ کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیا

ہو گیا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ میری موت کا وقت قریب آیا ہے۔

ابن مسعود۔ کسی کو خلیفہ بنائیے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ کس کو بناؤں؟

ابن مسعود۔ علی بن ابی طالب کو نبی کیجئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ آندہ سے خاموش رہنے کے بعد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے نبی کو نبی سے پہلے نہیں بھیجا
جہاں ہے ہرگز علی کی غلامی نہیں گئے۔ تو وہ تمام جنت میں داخل ہوں گے۔

ابن ابی ہریرہ میں روایت ہے کہ علیؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہرگز نہیں گئے۔
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہرگز نہیں گئے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

وہاں آجی۔ انجیل سنہ ۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ نہیں۔

روزی آدمی۔ قرآن ہے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ نہیں۔

اسی دوران میں حضرت علیؓ نے فرمایا: جو وہاں سے آئے ہیں وہ ہیں اللہ تعالیٰ
نے ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔
کہ کوئی اور۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔

نبیؐ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔
المؤمنین۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔
بنو ہاشم۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔
خلفہ ہیں۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔

مجمع طبرانی میں علیؓ نے فرمایا: ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔
کہتے ہیں کہ شب معراج خداوند عالم نے مجھے علیؓ کے بارے میں تمنا بتائی کہ وہ امام المؤمنین
بیدار ہیں اور تمام امم میں ہیں۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔
علیؓ! تم سبہ امم میں۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔

یوسف قطان اپنی تفسیر میں شجرہ سے وہ قنادہ سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے
آیت یوم ندر علیؓ اناس با ما ہم کہے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔ ہرگز نہیں گئے۔

ابن مسعود سے

ابن مسعود سے

ابن مسعود سے

ابن مسعود سے

ابن مسعود سے

ابن مسعود سے

ابن مسعود سے

ابن مسعود سے

کواللہ تعالیٰ آمین صدی مصباح الدینی اعلام تقی امیر المؤمنین حسن اور حسین کو بلائے گا۔ اور ان حضرات کو
کہا جائے گا کہ پھر اطمینان اور تمہارے شیعہ عبور کر لیں تو تم سب لوگ بغیر حساب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

پھر بدکارانہ کو بلایا جائے گا۔ خدا کی قسم ان میں بڑی ضرورت ہوگا۔ اور اسے کہا جائے گا کہ تم اپنے گردہ کا پتہ
پکڑ کر جہنم میں چلے جاؤ اور تم سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔ شیعوں کی دونوں نے امام رضا علیہ السلام سے آپ اپنے
آبا طاهرین عظیمہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بنی صمیم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز ہر
شخص اپنے رملے کے نام اپنے رب کی کتاب اور اپنے بنے بنی کی سنت کے ساتھ بلایا جائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ تم لوگ اللہ کی صدیقین کیوں نہیں کرتے کہ قیامت کے
روز ہر قوم اس شخص کے ساتھ بلائی جائے گی جس کو وہ دوست رکھتی ہوگی ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
پناہ تلاش کریں گے۔ لوگ ہماری پناہ طلب کریں گے۔ تم کس سوچ بچار میں پڑے ہو۔ ہم تجھے بدست
جنت میں لے جائیں گے۔ کعبہ کے رب کی قسم آپ نے تمہیں دفعہ یہ فقرہ فرمایا

وَنَجِّمُ لَهُمُ اُمَّةً وَنَجِّمُ لَهُمُ الْوَارِثِينَ ہم نے ان لوگوں کو نام بنایا اور ہم نے انہیں وارث
بنایا۔ حافض ابو بعضی یا سناد خود شریک بن عبد القدوس وہ ربیعہ سے وہ ابو یزید سے وہ اپنے پیارے
روایت کرتے ہیں کہ بنی صمیم نے فرمایا کہ ہر بنی کا ایک وارث اور وصی ہوتا ہے۔ علی میرے وصی اور وارث
ہیں۔ فضال الصحابہ میں احمد زید بن ادنی سے روایت کرتے ہیں کہ بنی صمیم نے فرمایا اے علی! تم کو مجھ
سے وہ مرتبہ حاصل ہے۔ جو بارون کو موسیٰ سے حاصل تھا۔ ان مگر میرے بعد کوئی شخص بنی نہیں ہوگا۔ تم
میرے بھائی اور وارث ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی میراث کیا چیز ہے۔ فرمایا۔ جو مجھ سے پہلے انبیاء کی
میراث تھی۔ . . . عرض کیا۔ آپ کے پہلے انبیاء کی میراث کیا چیز تھی؟

فرمایا۔ خدا کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہے

لہذا وہ ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میراث میں
پایا۔ اور فاطمہ زہراؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی جائیداد ترکہ میں پائی۔ حضرت علی علیہ السلام کے بارے
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے (اے علی!) تم وارث علم الاولین والاخرین ہو۔

۱۔ پھر یہ کتاب بھی اہل سنت کی ہے۔ اور راوی بھی عامہ سے تعلق رکھتے ہیں ۱۲ مترجم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام خیر المخلوق ہیں

ابن مجاہد تالیف میں طبری دلائل میں، ویلی فیروز کس میں اور احمد فضائل میں بحوالہ ائمش بر روایت ابو وائل اور عطیہ عائشہ سے، تیس ابو حازم سے، وہ جریر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں، ابن سبک بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر ومن رحنی فقد شکر علی علیہ السلام تمام انسانوں سے افضل ہیں جس نے اس بات سے انکار کیا وہ کافر ہے اور جو اس پر راضی ہوا وہ شکر گزار ہے ابو زبیر اور عطیہ عوفی اور جواب کا کہنا ہے کہ ہم نے جابر کو عصا کا سہارا لئے ہوئے دیکھا، آپ مدینہ کی گھیسوں اور لوگوں کے مجالس کی جگہ پر گھوم کر یہ اعلان کر رہے تھے: اے گروہ انصاف اپنی اولاد کے اندر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت ڈالو، جو شخص آپ کی شان کا انکار کرے، اسے پختی ماں کی حالت پر غور کرنا چاہیے۔

دامی باسناد خود اصیغ بن نباتہ سے اور جمیع تہی سے روایت کرتے ہیں، یہ دونوں بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ نے خیر البشر وہاں حدیث بیان کی ترکیبی نے آپ سے پرہیز کیا، پھر تم علی علیہ السلام سے کیوں اڑیں؟ کہتے ہیں میں بذات خود نہیں لڑتی بلکہ مجھے ظلمہ اور زہیر نے مجبور کیا تھا آپ روایت میں ہے کہ یہ بات امر قدہ اور قضا غالب تھی۔

ابو وائل، وکیع، ابو معاویہ، ائمش، شریک اور یوسف قطن اپنے اپنے اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے جابر اور حذیفہ سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو دونوں نے کہا کہ علی خیر البشر ہیں اس بارے میں صرف کافری شک کرے کا عطا نے بی بی عائشہ سے اسی طرح روایت کیا ہے اس کو سام بن ابی جہد نے جابر سے گیارہ طریقوں سے بیان کیا ہے۔

طبری نے اپنی تالیف میں ذکر کیا ہے کہ خدیجہ مامون رشید نے بیع الاول ۲۱ھ میں اعلان کیا کہ قرآن مجید مخلوق ہے اور علی بن ابی طالب تمام صحابہ سے افضل ہیں بلکہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے افضل ہیں بغداد اور بصرہ کے اکثر معتزلہ نے یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی بن ابی طالب علیہ السلام تمام مخلوق سے افضل ہیں اور ابو عبد اللہ بصری کا یہی عقیدہ تھا۔

ان حضرات کو

ابو حازم سے

پہلے گروہ کا ہوا

میں سے آپ اپنے

سکے رونہ ابھر

کے گا۔

یقیناً امت کے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

بے حد سے

اس وارث

سے باپ سے

اور وارث

تم کو مجھ

سے ہو گا تم

لے اپنی اہلی

یز تھی؟

یش میں

یار سے

بلکہ ہندی شہابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار
 ہوا کہ یا رسول اللہ مجھے ایسی چیز کی تعلیم دیجئے جس سے ذریعہ اللہ کی نجات ہو۔ آپ نے فرمایا تجھے کوہ
 کے ساتھ احسان کرنا چاہیے، یہ تجھے ذرا اور نیرت میں نہ دے دے گا۔ اسی دوران میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے۔
 عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کوہِ نیرت میں فرمایا۔ اچھا، اس شخص نے کہا یا رسول اللہ، کوہِ شخص جسے رسول
 اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے فرایہ سکے۔ اس نے
 اعدوا دشمنوں، الصلوات اور ایک ہم خیر باریتہ وہ لوگ جو ان سے خیر
 عمل کیے۔ وہ تمام کائنات سے افضل ہیں۔

ابن عباس۔ ابو بکرؓ۔ ابن تھبیس اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے کہ نبی مصمم نے جناب علیؓ سے فرمایا۔ ان الذين اهدوا و اتبعوا الصالحات، و ليس لهم نصيب من ميراثهم۔ تم ہو اور تمہارے شیعی ہیں۔ میری اور تمہاری وندہ گناہ حوض کوثر ہے جب تک لوگ مشرکوں کے تر تم ہو اور تمہارے شیعہ اس شان سے رہیں گے کہ ان کی پیشانیوں اور ہاتھ چمکتے ہوں گے۔

یونہی صفت ہوتی ہے انزل القرآن فی علی علیہ السلام اور میں ہاں نہ خود شریک ہو میں نبی علیہ السلام سے
ابو اسحق حوث سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے فرمایا: ہم اہل بیت پر لوگوں کو تھپا س نہیں کہہ جاسکتا
یہ سن کر ایک شخص اٹھا۔ اور ابن عباس کے پاس حاضر ہوا اور اسے اس بات سے آگاہ کیا آپ نے کہا علی علیہ
السلام نے سچ کہا کیا نبی علیہ السلام کی ذات ایسی نہیں کہ آپ پر لوگوں کو تھپا س نہیں کیا جاسکتا اور علی علیہ
السلام کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک
ہم خیر البریۃ

ابو یوسف شہبازی کتاب " نزول القرآن فی شان علی علیہ السلام " میں تحریر کرتے ہیں کہ مالک بن انس نے کہا ان انس بن اُمیہ علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ آپ نے تمام لوگوں سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی۔ وسمہ لوالصلوات سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے قرآن کو ادا کیا۔ ادنیٰ ہے ہم خیر البریۃ وہ لوگ تمام لوگوں سے افضل ہیں یعنی اس سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

اعمش عطیہ سے، ہذری سے، خیر بجا بر سے وادی ہیں کہ حب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو نبی مصمم نے

نے فرمایا، علی خیر البریۃ ہیں، ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب جناب علیؑ کو آدابیتے تھے، تو کہاتے تھے، خیر البریۃ آگئے۔

بدلتی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں کہ عطاء نے کہا ہم لوگوں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا ہمیں علی علیہ السلام کے بارے میں نگاہ فرمائیے۔ تمنا آپ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

ابن عبدوس ہمدانی اور خلیفہ خوارزمی اپنی اپنی تباہیوں میں اپنے اپنے اسناد سے سلمان فارسی سے نقل کرتے ہیں کہ زنی علیہ السلام نے فریاد کیا میرے بعد میرے زہر اور جن کو میں چھوڑ جاؤں گا ان سے انقل علی بن ابی طالب عنہ السلام ہیں۔

تاییدِ خطیبِ یحییٰ، غمّی سے نہ سے سیدِ اشدّتِ بردی ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ جو شخص علیؑ کو خیر بشارت کہے وہ کافر ہے!

خطیبِ تاریخ میں باسنا اور غوث غفرلہ سے وہ عہدہ اللہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مردوں میں نقص آدمی علی بن ابی طالبؑ، نوجوانوں میں حبیب بن حبیبؑ اور عورتوں میں فاطمہؑ بہت محترم ہیں۔

ظہریان ولایت اور مانتھ میں اپنے اپنے سناؤ کے ساتھ مسروق سے ودی بی عاشر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص تمام مخلوق اور خلقت سے بہترین ہوگا جو تمام

مخلوق اور خلقت سے بہتر بہ آدمی کو متا کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے قریب ترین وسیلہ ہوگا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے مراد، مخدع اور داس کے اصحاب کا قتل تھا جن کو امیر المومنین نے قتل کیا)

انام حسن علیہ السلام کی زندگی کے بعد سعد بن ابی وقاص معاویہ کے پاس گیا۔ معاویہ نے کہا۔ اس شخص کے لئے میرا ہے جو حق کو نہ جانتے ہوئے اس کی بیعت کرتا ہے اور باطل کو نہ پہچانتے ہوئے اس سے

اجتناب کرتا ہے سعد نے کبائیر المقصد یہ ہے کہ میں تیری مدد علی علیہ السلام کے خوف کروں۔ نبی عظیم
صییر بات سنتے کے بعد جو آپ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ سے قرآنی تعلیم (اساتذہ فاطمہ) تو دیا اور شہر

کے لحاظ سے تمام لوگوں سے افضل ہے :

سلمان فارسیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اُمت میں افضل ترین آدمی علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

طالقانی نے ولید بن مسلم سے اس نے نطل بن ابی سفیان اس نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ نے وظائف کی فہرست تیار کی تو امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے ناموں سے شروع کیا ان دونوں کی گودیاں مال سے بھریں یہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبد اللہؓ نے کہا: آپ نے ان دونوں کا نام میرے نام سے پہلے تحریر کر دیا ہے حالانکہ مجھے صحابی اور مجاہد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اور ان دونوں کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: پرپیر جو تیری ماں تیرے نام میں بیٹھے۔ ان دونوں کا باپ تیرا باپ ہے اور ان دونوں کی ماں تیری ماں سے افضل ہے۔

۱۲

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سبیل مستقیم اور وسیلہ ہیں

حضرت امام جعفر صادقؓ اور حضرت امام محمد باقر علیہما السلام آیت ان الذین کفروا کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس سے نبواً مبرور ہیں۔ وعدوا عن سبیل اللہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت سے روکتے ہیں۔

ابو حمزہ اور زرارہ بن اعین روایت کرتے ہیں کہ ابو جعفر علیہ السلام نے اس آیت ہذہ سبیل ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انما من اتبعنی (اتبعنی سے مراد) علی بن ابی طالب ہیں ایک روایت ہے کہ آل محمدؐ مرو ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہذہ سبیل سے مرو نفس رسول اللہؐ ہے۔ اور علیؓ آل محمدؐ کے شیعوں میں سے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ سبیل (راستہ) سے مرو علیؓ علیہ السلام کی ذات ہے۔ عطیات الہی صرف علیؓ علیہ السلام کی ولایت ہی کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہیں۔ ہارون بن جهم اور جابر ابو جعفر (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں: ناغفر للذین تالوا ایک جماعت اور بنو امیہ کے متعلق ہے واتبعوا سبیلک یعنی علیؓ علیہ السلام کی ولایت پر ایمان لائے۔ اور سبیل (راستہ) سے مرو علیؓ علیہ السلام ہیں۔

ابراہیم نقی ہنسنا و خود ابو بزرہ سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان هذا صراط مستقيما فاتبعون ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيل کے
متعلق میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سوال کیا کہ ان باتوں کو علی میں قرار دے چنانچہ اللہ عزوجل نے ایب
کر دیا ہے (صراط مستقیم سے مراد علی ہیں)؛

ابو الحسن مافی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اذا جاءك المنافقون یعنی تیرے وحشی کی ولایت کے بارے
میں آتے ہیں۔ قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان
المنافقين كاذبون۔ تخنوا يساءلهم الجنة قصدا عن سبيل الله سبیل سے مراد وہی
ہیں۔ انهم ساء ما كانوا ليمدوا بانهم امنوا يعني تیری رست پر ایمان لاتے ہیں۔ اور تیرے وحشی کی ولایت
کا انکار کرتے ہیں۔ فطبع الله على قلوبهم فهم لا يفقهون۔ واذ اقبل لهم تعالى المستغفر لهم
رسول الله علی کی ولایت کا اقرار کرو رسول اللہ تمہارے گناہوں کے متعلق استغفار کریں۔ لو داردو سهم
ورایتهم يصدون یعنی علی علیہ السلام کی ولایت سے لوگوں کو روکنے ہیں اور علی پر تکبر کرتے ہیں۔

ابو ذر ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت واتبعوا سبيلك کے بارے میں روایت
کرتے ہیں کہ سبیل سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ آیت فمن اعظم ممن
افتری علی اللہ کذباً الخ اس مقام پر سبیل اللہ سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ وانھا سبیل
مقیم سے مراد نبی کے وحشی ہیں۔ مشہور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میری امت بہتر فرقوں
میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ باقی تمام ہلاک ہو جائیں گے۔ رنا جی فرقہ وہ ہے جس نے
حضرت علی علیہ السلام کا راستہ اختیار کیا ہے)

نوافل امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے
بقضہ قدرت میں میری جان ہے یہ امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر فرقے جہنم میں ہوں گے اور ایک
فرقہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ومن خلقنا
اسمة يهدون بالحق وبيعدون وہ میں ہوں اور میرے شیعہ ہیں۔ باقرین الامم محمد باقر و جعفر
صادق علیہما السلام نے فرمایا۔ وہ ہم لوگ ہیں۔

تفسیر و کعب بن جراح میں سفیان ثوری سے اسدی سے، اسباط سے، مجاہد سے وہ عبد اللہ بن عباس
سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے کہا اھذا صراط المستقیم سے مراد یہ ہے کہ کہو اسے معبود و یار بنی

علی بن ابی طالب

روایت کی ہے

شروع کیا

دونوں کا نام

دونوں کو یہ

توں کا باپ تیرے

ہیں

متعلق فرماتے

کو علی بن ابی

سبیل

ہیں ایک

سبیل سے

سبیل (راستہ)

حاصل ہو سکتے ہیں

غفر للذین

ایت پر ایمان

نے فرمایا۔

اُمّ سلمیٰ علیہا السلام اور آپ کے اہل بیت کی محبت کی طرف ہدایت عطا کرنے
تفسیر ثعلبی اور کتاب شامی میں مسلم بن حیان بریدہ سے اھدنا الصراط المستقیم کے بارے
میں کہتے ہیں کہ صراط سے مراد محمد وال محمد ہیں

بہ قرآن علیہما السلام نے فرمایا: اھدنا صراط المستقیم سے مراد اللہ عزوجل کا وہ دین مراد
ہے جس کو جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ حضرت محمد مصطفیٰ پر تائیل کیا۔ صراط الذین انعمت علیہم
سے مراد ہدایت اسلام اور ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی نعمت سے ماہل ہے جسے رگ مغضوب
۲۰۰۔ نصرت سے ہوتا ہے کہ نہیں ہیں جو امیر المؤمنین علیہ السلام کی امامت کی معرفت نہیں رکھتے۔ صاحبین
یعنی امامت علی بن ابی طالب سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

جعفر صادقؑ اس آیت کے متعلق کہتے ہیں: وانہ فی ام الكتاب لدایب حلی حکیم ام الكتاب
سورہ فاتحہ نے جن میں علی علیہ السلام کا ذکر موجود ہے۔ صراط المستقیم سے آپ ہی مراد ہیں۔
عمر ابو صاع سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں: نستعملون
من اصحاب الصراط السوی خدا کی قسم اس سے مراد محمد اور آپ کے اہل بیت ہیں۔ اور من اھتدی سے
مراد اصحاب محمد ہیں۔

خلف نص میں اصغ سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے اور ہماری کتابوں میں جابر سے وہ امام محمد باقر علیہ السلام
سے روایت کرتے ہیں۔ وان الذین لایومنون بالآخرۃ اس صراط لئاکون جو ہر گ آخرت
پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہ صراط سے ٹھہرے ہوئے ہیں فرمایا صراط سے مراد ہماری ولایت ہے۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام اس آیت انمن یعنی مکبا علی وجہہ اھدی سے مراد دشمنان اہل بیت
مراد ہیں۔ امیشی سویا شلی صراط مستقیم سے مراد دشمنان، مقداد اور عمار وغیرہ ہیں تفسیر میں ہذا
صراطی مستقیم سے مراد قرآن اور آل محمد ہیں۔

عبد القدر بن عباس اپنے باپ سے کہہ رہے ہیں علی بن حسین علیہ السلام روایت کرتے ہیں: واللہ یدعوا
الی دار السلام سے مراد جنت ہے۔ ویھدی من یشالی صراط مستقیم سے مراد علی بن ابی طالب
علیہ السلام کی ہدایت ہے۔ جابر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس اپنے اصحاب کو بلایا۔ اور علی علیہ
السلام کو طوطی اشارہ کر کے فرمایا: ہذا صراط المستقیم فرماتا ہے: ہذا صراط المستقیم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے میرے دشمن نہیں یہ بات کافی ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کے سامنے حضرت علی علیہ السلام موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں ایک ایک آدمی موجود تھا۔ فرمایا: وہاں اور بائیں کمری پرست ٹھیک راستہ وہ ہے جو سیدھا ہے۔ پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا: اور کہا: ہذا صراط المستقیم فاتبعوا یہ راستہ (علی) راہ مستقیم ہے اس کی پیروی کرو۔

حسن سے روایت ہے کہ ابن مسعود کھلا۔ لوگوں کو وعظ کیا۔ انھوں نے کہا اسے ابو عبد الرحمن صراط مستقیم کہاں ہے؟ کہا صراط مستقیم وہ ہے کہ اس کا ایک کونہ جنت میں ہے۔ اور اس کا ایک کنارہ محمد اور علی کے پاس ہے۔ اور اس کے دونوں کنارے پر بھوٹے جانے والے موجود ہیں جس کا راء سیدھا ہوگا۔ وہ محمد کے پاس آئے گا۔ جو سیدھے راستے سے بھاگ جائے گا۔ وہ بھوٹے جانے والوں کی پیروی کرے گا۔

ثماني ابو جعفر عليه السلام سے فاستمسك بالذي اذى المبدأ انك على صراط مستقیم یعنی جو چیز تیری طرف وحی کی گئی ہے۔ اس کو پکڑو۔ بے شک تم سیدھے راستے پر قائم ہو چکے ہو علی کی ولایت پر قائم ہو۔ جو صراط مستقیم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ علی ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے فلاں شخص بادشاہ کا دروازہ ہے۔ جیسا کہ اس کے ذریعے بادشاہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔

(۱۳)

جناب امیر علیہ السلام جل اللہ اور عروۃ الثقی ہیں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے ضربت علیہم الذلۃ اینما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس سے راوی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ یعنی جس سے مراد علی ہیں) ابو جعفر صالح کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً فرمایا (سی) اسے مرو ہم لوگ ہیں

محمد بن علی غنیری باسناد خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت سے اس آیت کے بارے میں ایک اعرابی نے پوچھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کے ہاتھ کو پکڑ کر علی علیہ السلام کے شانے پر رکھ کر فرمایا: یہ اللہ کی سی ہے۔ اسے مضبوطی سے پکڑو۔ اعرابی نے علی علیہ السلام کے گود چکر لیا۔ اور آپ سے چمٹ گیا۔ پھر کہا اسے معذور کی پیروی کرو۔

تقیہ کے بارے

ل کہ وہ دین مراد

انصابت علیہم

سے رگ مغضوب

والضالین

کیم ام القتاب

تی مراد ہیں۔

فستعلمون

من اھتدی سے

امام محمد باقر علیہ السلام

ن جو لوگ آخرت

دشمنان اہل بیت

تفسیر میں ہذا

واللہ یبدعوا

راوی بن ابی طالب

یہاں علی علیہ

کی پیروی کرو۔

میں آپ کو گواہ کرے کہتا ہوں۔ میں نے تیری سی کو پکڑ لیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات خوش آئے کہ وہ جنتی آدمی کی طرف دیکھے تو یہ اس (علی) کی طرف دیکھے اسی طرح حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی گئی ہے۔
سفیان بن عیینہ زہری سے وہ انس بن مالک سے کہ وہن یسم وجہد الی اللہ کی آیت علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے آپ پہلے شخص ہیں جس نے بے حد خلوص کے ساتھ اپنا چہرہ اللہ کی راہ میں جھکا دیا۔ آپ محسن ہیں۔ یعنی مومن اور مطیع ہیں۔ اور آپ نے عروہ وثقی کو پکڑا ہے۔

قول لا اے الا اللہ والی اللہ سابقۃ الامور خدا کی قسم اس قول پر قائم ہو کر علی بن ابی طالب علیہ السلام قتل ہوئے ہیں جو شخص عروہ وثقی سے تمسک کرنا چاہے۔ سے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے تمسک کرنا چاہے۔

تفسیر ابو یوسف یعقوب بن سفیان نسوی میں ملبی۔ مجاہد ابو صالح مخزومی ابن عباس سے روایت کرتے حنفیہ نے عائشہ کے کمرے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماریہ قبطیہ کے ساتھ دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات کو پوشیدہ رکھنا عرض کیا ہاں پوشیدہ رکھوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنفیہ کی غریب خاطر کی وجہ سے فرمایا ماریہ مجھ پر حرام ہے حنفیہ نے اس بات سے عائشہ کو آگاہ کیا۔ اور اس کو یہ بشارت دی ہے۔ ماریہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے حرام کر لیا ہے۔ عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اذا سرانی الی بعض ازواجہ حدیثا تاھو مولاً وجبرائیل وصالح المؤمنین کہ خدا کی قسم صالح المؤمنین علی ہیں۔

بخاری اور ابویعلیٰ موسلی میں تحریر ہے کہ ابن عباس نے کہا۔ میں نے حضرت عمر بن خطاب سے ان حدیثوں کے بارے میں پوچھا۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایذائی کی تھی۔ کہا۔ وہ حنفیہ اور عائشہ ہیں۔

سندی ابوالکاس سے ابن عباس سے ابو بکر حضرمی ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں شعبی باسناد خود موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے، اصماد بن عیسیٰ بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ کہ صالح المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

ابو نعیم اصفہانی باسناد خود اسما بنت عیسیٰ سے ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی میرے بعد باب ہدیٰ ہیں۔ اور میرے رب کی طرف بلانے والے ہیں۔ اور وہ صالح المؤمنین ہیں۔

ومن احسن قولاً ممن دعا الى الله وعمل صالحاً

امیر المؤمنین علیہ السلام نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا میں محمد مصطفیٰ خیر البشر جو ہاشم کی اولاد سے تھے
کا بھائی ہوں میں سنام اکبر ہوں۔ بنا عظیم ہوں۔ صالح المؤمنین ہوں۔

ابو نعیم حلیہ الاولیاء میں عمر بن علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے باپ سے، واحدی اسباب نزول القرآن
میں بریدہ سے اور ابو القاسم بن حبیب اپنی تفسیر میں زر بن حبیش سے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام سے
روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے نکال کر فرمایا کہ مجھے رب نے حکم دیا ہے
کہ تجھے قریب کر لوں۔ دور نہ کروں۔ تم میری بات کو اسنو اور خوب یاد رکھو۔

تفسیر ثعلبی میں بریدہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے تعلیم دیتا ہوں۔ تم اس کو یاد
رکھو۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ وتعیہا اذن داعیۃ اس کو نطنزی نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔

اختیار ابن رافع میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں
تجھے قریب کر لوں۔ دور نہ کروں۔ تجھے علم دو دیت کروں۔ کوتاہی نہ کروں۔ مجھ پر واجب ہے کہ ترے بارے میں اپنے
رب کی اطاعت کروں۔ اور تم پر واجب ہے کہ تم اسے یاد رکھو۔

محاضرات ابوالقاسم رغبہ میں ضحاک بن عباس سے اور ابوالیثوسی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
سے روایت ہے۔ ابو یوسف کتب شیعہ میں سعد بن طریف ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وتعیہا اذن
داعیۃ سے ازوق علی مراد ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا خدا
کی قسم اے علی! اس سے تیرا اذن (کان) مراد ہے۔

کتاب البیاقوت میں ابو عمر سے اور غلام تغلب سے کشف و بیان میں ثعلبی سے۔ عبد اللہ بن حسن نے کافی کلینی
میں بیہون بن مہران سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت وتعیہا اذن داعیۃ نازل ہوئی تو
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے عبود یاد رکھنے والا کان علی کو بنا۔ پھر فرمایا جب سے
یہ آیت نازل ہوئی ہے میں لگاتار بارگاہ خداوندی میں عرض کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس سے تیرے دونوں کان مراد
ہیں۔ یا علی۔

تفسیر تفسیری اور غریب العزیزی میں تحریر ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی اکرم نے جناب علی سے فرمایا کہ میں

یہ اس دعا کی
الطی ہے۔

ست علی کے

لی راہ میں جھکا

ابن ابی طالب علیہ

سند کی محبت

روایت کرتے

بات کو

فرمایا۔ ماریہ

نزلت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اذا

دعا کی قسم صالح

ان دو صورتوں

باسناد

علی بن ابی

کہ رسول

المؤمنین ہیں

نے اللہ عزوجل سے دعا کی ہے کہ اس سے تیرا کان ہی بناوے :

جاہری جعفری عبد اللہ بن حسین اور مکھول نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اسے علیؑ اس سے تیرا کان بناوے۔ اسے مجھو دیا اور کہنے والا کان علیؑ کا کان بنا۔ اس نے ایسا کر دیا۔ حضرت علیؑ نے کہا : اس کے بعد میں نے جو چیز سنی اس کو نہیں بھولا۔

تفسیر قطان بن زکیع سے روایت ہے : وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں صحابہ حرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمایا : اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد ہمارے لئے سوگئی یا کسی اور شخص کے لئے سوگئی ؟ آپ نے فرمایا : اے صحابہ خلافت میرے بعد اس شخص کے لئے سوگئی۔ جس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہر مومن کو ملے۔ اس سے حاصل تھی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل لی۔ عَمَّ بَتَسَاءَلُونَ عَنْ الْبَنَاءِ عَنِ اللَّهِ هَؤُلَاءِ نَحْنُ بَنُو اللَّهِ عَمَّ بَتَسَاءَلُونَ۔ ہر شخص کو علیؑ کے بعد اسلام کی ولایت اور خلافت کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ آپ کے بارے میں ان دونوں چیزوں کو ٹھکراتے ہیں۔

تم کلا سید علون کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی اپنی قبروں میں جناب علیؑ کے بعد اسلام کی ولایت اور امامت کو جان نہیں گئے۔ جب ان سے قبروں میں سوال کیا جائے گا۔ مشرق مغرب ہر جہت کی طرف سے کہوں گا کون ایسا مردہ نہیں ہوگا جس سے قبر میں امن اور نیک مرنے کے بعد ولایت میرا مینہ کا سوال کریں۔ دونوں بیت سے کہیں گے۔ من ربك وما دبتك ومن نبئتك ومن اعدتک تیرا رب۔ تیرا دین۔ تیرا نبی۔ اور تیرا امام کون ہے ؟ عقلمند کا بیان ہے کہ صفین کی جنگ کے روز شام کے شکر سے ایک آدمی نکلا جو سلاح پوش تھا اور سر پر توکل رکھا ہوا تھا۔ اور وہ کہتا تھا۔ عَمَّ بَتَسَاءَلُونَ اور کہا میں نے اپنا چاہتا ہوں۔ ایسا نبیہ اسلام نے فرمایا جھڑو حضرت میدان جنگ میں تشریف لے گئے۔ اور فرمایا تم جانتے ہو کہ بنا عظیم (برقی خبر) کیا چاہتے ہیں۔ ان کے بارے میں ہم اختلاف کرتے ہو کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں ہی بنا عظیم ہوں۔ میرے بارے میں تم اختلاف کرتے ہو اور میری ولایت کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو۔ اور میری ولایت کے منکر ہو گئے ہو۔ حالانکہ تم نے اس کو قبول کیا تھا۔ اگر تم میری توار سے بچ گئے۔ تو اپنی بندت کی وجہ سے ملک سو جاؤ گے۔ خلیفہ کے روز تم نے میری ولایت کو جان لیا تھا۔

۱۔ مومن کے پاس ہر ذلت سے اتنے ہیں۔ ان کا نام مبشر و بشر ہے۔ لفظ مومن یقین عد مرید عبد اللہ نبی علیہ السلام ہے۔
۲۔ جعفر اشرف : محمد شریف عفی عنہ مترجم شاہ رسولوی۔

اور جو کچھ تم نے جانا تھا۔ اُسے قیامت کے روز جان لو گے۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اسے اپنی عوارلی زد
میں لے لیا۔ اس کا سر اور ہاتھ قلم کے پھینک دیا۔

اصناف کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں وہ نابالغ ہوں جس کے پاس سے
میں تم اختلاف کرتے ہو۔ غریب تم میں راست کو جان لو گے۔ بیکد میں جنت اور دوزخ کے درمیان قیام فرماؤں گا۔
اور دوزخ سے کہوں گا۔ یہ میرا سجدہ۔ اور یہ تیرا سجدہ۔

بوالفضائل صبح حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر امین علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ عزوجل
کے نزدیک مجھ سے بڑی خبر کوئی نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ جنگِ جمل کے روز بھاگ گئے۔
حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور جبرائیل علیہ السلام میں بیت سے لڑتے تھے۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ تسلی ھو منا عظیم
انھو عند معرعتھ وہ ایک بڑی خبر ہے تم اس سے روخوانی کرتے ہو۔

۱۴

جناب امیر علیہ السلام نورِ حدی اور ہادی ہیں

واحدی نے وسیع اور اسباب التزئیل میں عہد سے روایت کی ہے کہ آیت، فمن شرح

اللہ صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربہ

علی اور حمزہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نوریل للہ المیہ قلبہم۔ ابو جابر اور اس کے بڑے
کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ ابو جعفر اور جعفر صادق علیہما السلام نے آیت یعزجکم من الظلمات والنور
یعنی کفر سے ایمان کی طرف نکالے۔ یعنی ولایت علی کی طرف۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت والذین کفوا بیعتہ انھوں نے ولایت علی بن ابی طالب
کے ساتھ کفر کیا۔ ادسیاؤھم الطغوت۔ یہ آیت حضرت امیر کے دشمنوں اور جنہوں نے ان کی پیروی
کی ہے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان لوگوں نے لوگوں کو نور سے نکال دیا۔ نور سے مراد علی علیہ السلام کی
ولایت ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں کی ولایت اختیار کر کے تاویلات میں چلے گئے۔ ان حضرات کے بارے میں

سے سوال کیا

نیا، حضرت

ت کرتے ہیں

کے بعد ہمارے

کوئی۔ جس کو

عسم

ولایت اور

اور امامت

ہوگا جس

من

میں ہے

اور سر پر

نور و حق

اختلاف

میری

اگر تم

ایا تھا۔

ان

یہ آیت نازل ہوئی ہے والذین امنوا بید و عنزوہ و نصر وہ و اتبعوا النور الذی انزل
معہ اور یریدون لیصفقوا نور اللہ افواہم دیالی اللہ الا یتم نورہ و سو
کمرہ الکافرون ابوالحسن ماضی نے کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے وابستہ امیر المؤمنین بجا
ہوں۔ واللہ مسم نور کا معنی اللہ مامت کو پورا کر کے رہے گا۔

مکس بن انس ابن شہاب سے ابو صاع ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابستوی زاعی
سے مراد ابو جہل و ابصیر سے مراد امیر المؤمنین ہیں۔ ولا انضمت سے ابو جہل ولا النور سے امیر المؤمنین
مراد ہیں۔ والظلیت امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا جنت میں سایہ ہوگا۔ ولا الحرور سے مراد جنم
ہے پھر اللہ دشمنان ال بیت کو جہنم میں ڈالے گا۔ و مستوی الاحب سے علی۔ حمزہ جعفر حسن حسین
فاطمہ اور خدیجہ مراد ہیں۔ ولا الاموات سے مراد غار مکہ ہیں۔

ابونالد کا بی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ امنوا
باللہ و رسولہ والنور الذی انزلنا اے خالد خدا کی قسم نور سے مراد امیر محمد ہیں۔ انہم لنا نورنا
سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے ہمارے شیعوں کو ہمارے ساتھ لایا۔

شیرازیہ ویلی ابوالفضل حسینی مدنی باسناد خود حماد بن ثابت سے وہ عین بن عمیر ششی سے۔ عثمان بن عفان
سے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کے چہرے سے اللہ عزوجل نے فرشتوں
کو پیدا کیا۔

ابوبکر شیرازی اپنی کتاب میں ابوصاع اپنی تفسیر میں صخاگ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں
پوچھتے ہیں۔ ذلک الكتاب سے مراد قرآن ہے جس کا وعدہ اللہ عزوجل نے موسیٰ اور عیسیٰ سے کیا تھا کہ
آخری زمانے میں محمد پر نازل کرے گا۔ لاریب فیہ اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے۔ یہ نتیجہ اللہ کی طرف سے
نازل ہوا ہے۔ تبیان اور نذیر ہو کر متیقین کے لئے متیقین سے مراد علی بن ابی طالب ہیں جس
نے ایک لمحہ بھی شرک نہیں کیا نہایت غم سے اللہ کی عبادت کی ہے۔ وہ اور اس کے شیعوں جنت میں بلا صلا
بھیجے جائیں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے سورہ بقرہ کی آیت کے بارے میں فرمایا کہ یہ اللہ کے ناموں میں سے
اللہ کا ایک نام ہے اس کے بعد چار آیات امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی مدح میں ہیں (پھر) دو آیات کافروں کی

مذمت میں ہیں پھر تیرہ آیات منافقین کے بارے میں ہیں۔

ابو الحسن ماضی کو امیر علیہ نے بیت ہوا الذی ارسل رسولہ بالہدی و دیں الحق کے بارے میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنے رسول کی ولایت کے ساتھ بھیجا ولایت ہی دین حق ہے۔

لیظہر کا علی بن کلوۃ صاحب کتاب سے کہ تمام اویان پر ظہور قائم کے وقت غدیر ہو گا۔ واللہ اعلم سورہ سے مراد ولایت قائم ہے۔ مگر یہ کہ فرقی عیدہ سدوم کی ولایت کے بارے میں درست نہیں۔ یہی حضرت سے روایت ہے۔ و ما اھدی اللہ علی سے مراد ولایت ہے۔ ہم اپنے مولیٰ پر بیان کرتے ہیں۔ جو شخص اپنے مولیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ اسے جس کا کوئی خوف نہیں۔

ابو الورود حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ و ما شاقوا الرسول من بعد ما تبین لهم الهدی بدایت سے مراد امر علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

یہ منشی شاف میں الکافی شرح حجج السنن میں حجاج سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اس نے حسن سے پوچھا کہ یہی ہوتا ہے کہ بارے میں کیا ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بدایت یافتہ لوگوں سے قرار دیا ہے کہ اس پر دلیل لاؤ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ و ما جعلنا لک من قبلنا علینا اولا الذین ہدی اللہ علی پیغمبر میں جنہیں اللہ عزوجل نے نبی اکرم کے ساتھ ہدایت دی۔ ایک روایت ہے کہ یہ آیت وقالوا ان تتبع الہدی میں ہدی سے مراد علی ہیں۔ اور آیت ویرید اللہ الذین اھتدوا الہدی یہاں بھی ہدی سے مراد حضرت علی ہیں

احمد بن محمد بن سعید نے آیت انما انت منذر لکل قوم ہدایہ کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے کہ یہ آیت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بن عباس منکاب اور زجاج کا بیان ہے انما انت منذر لکل قوم ہدایہ کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام ہیں و کل قوم ہاد ہاد ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام ہیں جس کا فی نے شہادۃ التذلل میں و زمان فیما نزل من القرآن فی، یہ وہ مومنین ہیں جو ہر روز

روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے ہمیں ہدایت کے ساتھ طلب کیا۔ آپ کے پاس علی بن ابی طالب ہی موجود تھے علی کی طہارت کے بعد آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر بیٹھے سے لگایا۔ پھر فرمایا۔ انما اتانا منذر میں ہدایت دینا۔ پھر جناب علی کے ہاتھ پر علی کے بیٹے کے ساتھ لگایا۔ پھر فرمایا۔ لکل قوم ہاد ہاد ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوتا ہے۔

نای انزل

ستم نورہ دو

بیر المومنین بھیا

تتوی الاعنی

سے امیر المومنین

دور سے مراد جنہم

جعفر حسن حسین

ہیں۔ امنوا

انہم لنا فورا

وہ عثمان بن عفان

نے فرشتوں

بیت کے بارے میں

نے کیا تھا۔ کہ

اللہ کی طرف سے

طالب ہیں جس

جنت میں بلا حسا

ناموں میں سے

آیات کا فرد کی

دشمن کا شمار ہو۔ ہدایت کا جھنڈا ہو۔ ایمن قرآن ہو۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم ایسے ہی ہو۔
حافظ ابو نعیم نے تین طریقوں سے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ بنی مسلم نے فرمایا: اگر تم علی
کو خلیفہ بنائے گے۔ مالا نکہ میں دیکھ رہا ہوں تم ایسا نہیں کرو گے۔ تو تم اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت
یافتہ پاؤ گے۔ وہ تمہیں روشن راستے پر چلائیں گے۔ موقوفہ مشکوٰۃ المصابیح میں بھی
یہ روایت درج ہے۔

حافظ ابو نعیم فیہما نزل من القرآن فی امیر المؤمنین میں باسناد خود عطاء بن سائب سے سعید بن
جبیر سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ شیرویزہ فردوس میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں حدیث کے
انفاظ ابو نعیم کی روایت کے مطابق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں اور ہادی علی ہیں
اسے علی تیری وجہ سے ہدایت یافتہ ہدایت پائیں گے۔ اس کو فعلی مفسر نے روایت کیا ہے۔
ثعلبی کشف میں عطاء بن سائب سے سعید بن جبیر سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ بیت
نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا۔ فرمایا میں ڈرانے والا ہوں۔ پھر اپنے ہاتھ سے علی بن
ابی طالب علیہ السلام کے کندہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اسے علی ہاتھ ہدایت پائے والے ہو۔ میرے بعد
تیری وجہ سے ہدایت یافتہ لوگ ہدایت پائیں گے۔

عبد اللہ بن عطاء ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مسلم نے فرمایا: میں ڈرانے والا ہوں
اور علی ہدایت پائے والے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ڈرانے والا ہوں اور علی
تم ہدایت پائے والے ہو ہر قوم کے لئے۔

سعید بن مسیب ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بیت کے بارے میں پوچھا۔
فرمایا: اس امت کے ہادی بن ابی طالب ہیں۔

ثعلبی سدی سے عبد خیر سے علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ ڈرانے والا بنی مسلم میں ہدادی ایک
بنو ہاشم کا آدمی ہے۔ چنانچہ حضرت کی ذات مراد ہے۔

حافظ ابو نعیم باسناد خود عبد خیر سے سعید بن جبیر سے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ڈرانے والا
میں ہوں اور ہادی بنو ہاشم کا ایک آدمی ہے۔

ابو معاویہ رضی اللہ عنہ سے مجاہد سے ابن عباس سے ممن خلقنا امۃ امت سے مراد امت محمد
یعنی علی ہیں۔ یہ دونوں بالحق لے محمد تیرے بعد علی حق کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ اور وہ یہ
بعد موت یعنی تیرے بعد لوگ علی کی خلافت سے روگردانی کریں گے۔ امت کے معنی نیکی کا جھنڈا ہے جیسا کہ
اللہ کا فرمان ہے۔ ان ابراہیم کان امۃ یعنی ابراہیم نیکی کا نشان تھے۔ امت اللہ کے ناموں میں سے
ایک نام ہے جو ابراہیم پر جاری کیا گیا ہے اور علی بھی ایسے تھے۔

ثابت بنانی نے دانی بخفا رطن تائب وآمن وعمل صالحاً شہادت کی بارے میں کہا
ولایت علی اور اہل بیت کی ولایت حاصل کی۔ الا من تاب ومن آمن وعمل صالحاً تم
اھتدی کا عدد اور الی ولایت المرتضیٰ علی والائتہ بعدہ کا عدد ایک ہزار آٹھ سو اڑھتے۔

۱۵

حضرت امیر علیہ السلام شاہد شہید شہداء ذوالقرنین پر معطلہ اور قصر مشید ہیں

طبری باسناد خود جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔
افمن کان عنی بیئۃ من ربہ ویقلوہ شاہد منہ سے مراد میں ہوا۔

حافظ ابن نعیم نے تہذیب طریقوں سے عبد بن عبد اللہ اسدی سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی
علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ افمن کان علی بیئۃ من ربہ ویقلوہ شاہد منہ یہاں
اللہ اپنے رب کی دلیل پر قائم تھے اور میں اس بات کا گواہ تھا۔ اس کو نظری نے خلاصہ میں ذکر کیا ہے۔
حماد بن سلمہ ثابت سے ذہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ افمن کان علی بیئۃ من ربہ سے
مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یقلوہ شاہد منہ سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ خدا کی
قسم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان تھے۔

کتاب نصیح عجیب میں تحریر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے ابن کوا نے سوال کیا کہ آپ نے بارے
میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ افمن کان علی بیئۃ من ربہ ویقلوہ
شاہد منہ راؤ ان نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ثعلبی نے کلبی سے اس نے ابو صالح سے وود بن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت افمن کان

ہے ہی ہو۔

فرمایا۔ اگر تم علی

والا اور ہدایت

میں بھی

سے سعید بن

ہیں حدیث کے

اور ہادی علی ہیں

کہ جب یہ آیت

تقدت علی بن

میرے بعد

نے دیا ہوا

اللہ اسے علی

پوچھا۔

دی ایک

نے والا

عسیٰ بنید من ریدہ ویتلوہ شاہد منہ شاہد اگر وہ اسے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ اس کو روایت کیا ہے۔
 کیا ہے۔ تافعی ابو سعید عثمان بن احمد نے اور قینہ بنی نے اپنی دونوں کتابوں میں اور علی مفسر نے اس واقعہ
 کو بھی حدیث کے درجہ میں لکھا ہے۔ روایت کیا ہے۔

شعبی نے اپنی تفسیر میں تعبیر بن سہار سے وہ زاذان سے اور جابر بن عبد اللہ سے دونوں حضرت علیؑ علیہ
 السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ افسوس کان عسیٰ بنید من ریدہ ویتلوہ شاہد
 منہ رسول اللہ اپنے رب کے پیغمبر پر حق میں ہیں اور شاہد ہر شاہد میں مولیٰ

افسوس کان عسیٰ بنید من ریدہ کا وزن اور رسول اللہ سید الانبیاء احمد ابن کا وزن برابر
 برابر ۱۴ ہے۔ ویتلوہ شاہد منہ کا وزن اور عسیٰ بن ابی شائبہ شاہد بزرگ کی کا وزن ۸۱۲

ابن سہار نے ہر دو تراکیب کی ہے۔ افسوس اوقی علم من ریدہ ویتلوہ شاہد منہ
 منہ منہ علیؑ نبیہ سلم رسول اللہ صلعم کے گواہ ہیں۔ آپؐ کی افسوس پر آپؐ کے بعد یہ نہ ہو رہی ہے۔ کہ
 نبی اکرمؐ کا گواہ تمام مخلوق سے زیادہ انصاف کرنے والا ہو۔ ایسے شخص کے سوتے ہوئے دوسرا شخص نہ پوچھے
 مقدم۔ وکتبے آیت فیکف ذاجننا من کرامۃ بشہیدنا یکت علیٰ ہوراء
 شہید نبیاء اپنی نبی امتوں کے گواہ ہیں۔ ہمارے نبی انبیاء پر گواہ ہیں اور علیؑ علیہ السلام پر گواہ ہیں
 درخت اپنی ذات کے خود گواہ ہیں جس کھنڈی یا شاخ شہید ابی دینار بیان پہلے گزرا ہے
 بیہوش بن قیس صمدی کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ آیت شہید سے ہم لوگوں کو مراد
 یہاں سے ہم لوگوں پر وہ ہیں رسول اللہؐ ہم پر گواہ ہیں۔ ہم اللہ کے گواہ اس کی مخلوق پر ہیں اور اس کی
 زمین پر اس کی محبت ہیں۔ ہم لوگ وہ ہیں جن کے پاس ہے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ ولذلت جعلناکم
 امة وسطا لتکونوا شہدا علیٰ الناس ویکون اس سول علیکم شہدا۔ ایک
 روایت میں ہے کہ قیامت کے روز انبیاء اور گواہ لائے جائیں گے۔

مالک بن انس بن ابی صالح سے اس آیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ ومن یمع اللہ و
 رسولہ فاریک مع الذین انعم اللہ علیہم من انبیاء والصدیقین والشہداء شہداء
 سے مراد حضرت علیؑ جعفرؑ حمزہؑ حسنؑ اور حسینؑ یہ لوگ شہداء اور صالحین کے سردار ہیں یعنی سلمان
 ابوذر مقداد عمار۔ بلال اور ثواب کے و حسن ادبہاء رفیقاً یعنی جنت میں اچھے دوست

مول کے ذمہ الفضل من اللہ وکفی باللہ عیدما بہشت میں علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھر ہوگا۔

ابو عبید نے غریب الحدیث میں بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ علیہ السلام سے فرمایا کہ تیرا
ایک گھر خیرت میں ہوگا۔ اور تم دو تقرنین ہو۔

سویہ بن غفلہ اور ابو عقیل کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ دو تقرنین ایک عادل بادشاہ
تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے دسرت رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت کی۔ اس نے اپنی قوم کو پرہیزگاری اختیار کرنے
کا حکم دیا۔ انہوں نے اس کے لیے ایک سینکڑ پر عوار رکھی ایک عورت تک بتنا کہ اللہ عزوجل سے کچھ
وہ لوگوں سے غائب رہا۔ وہ یہ نمودار ہوا قوم کے پاس آیا انہیں اللہ عزوجل کی طرف بلایا پھر انہوں نے
اس کے دوسرے سینکڑ پر عوار رکھا۔ اس کے اور وہ شخص دو سینکڑوں والا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا تم
لوگوں میں اس جیسا شخص موبود ہے۔ اس سے مراد حضرت امیر علیہ السلام کی اپنی ذات تھی کیونکہ آپ کے سر پر
جی دو عوار رکھائی گئی تھیں۔ ایک سندنق کی جنک کے رتہ دوسری ابن جهم کی ضربت۔

ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی۔ آپ اس کے پاس شوق جہاد پہنچ کر شریف نے اس نے
کہا آپ تو جوان معلوم ہوتے ہیں۔ فرمایا میں اس اعرابی میں تو جوان ہوں۔ جوان ٹاپیا ہوں اور جوان کا
بھائی ہوں۔ عرض کیا آپ خود تو جوان ہیں لیکن دوسری باتیں کس طرح ہو سکتی ہیں۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا میں
نے اللہ عزوجل کو نہرتے ہوئے سنا۔ قلوب سمعہ فنی ینہ۔ ہسم یقال۔ ہر وہ ایم انہوں نے کہا ہم
نے ایک نوجوان کے متعلق سنا ہے جسے ابراہیم کہتے ہیں۔ فرمایا میں ابراہیم کا بیٹا ہوں۔ میں جوان کا بھائی
اس لحاظ سے ہوں کہ جنک احمد کے روز ایک آواز دینے والے نے آواز دی تھی۔ لاسیف الا ذوالفقار
ولافتی الاعلیٰ تلوار صرف ذوالفقار ہے اور جوان صرف علیؑ ہیں اور میں اس کا بھائی ہوں۔

احمد بن حمید ثہمی کا بیان ہے کہ میں نے کتاب الجامع میں اس آیت "بسم معطلہ وقص مشید کے
بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان دیکھا ہے کہ قص مشید سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
بیر معطلہ سے مراد علیؑ علیہ السلام ہیں۔

اسے یہ محل نزاع ہے کہ واقعی ذوالفقار کے سر پر دو سنگ تھے۔ نہ نہ حال کے موزن نے لکھا ہے کہ یہ بات غلط
ہے تحقیق کے لئے مولانا ابوالکلام آزاد کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے۔ آپ نے ذوالفقار کے بارے میں ایک بیحد رسالہ تحریر کیا
میں ۱۲ مئی ۱۹۴۸ء

اس کو روکتا
اس واقعہ

حضرت علیؑ علیہ
یتلو کا شہد

ن کا وزن برابر
۸۴۲

منہ

کہ

پہلے

ہو لاء

کے گواہ ہیں۔

کے گزرتے ہیں

لوگوں کو مراد

اس کی

جعلناکم

ایک

مع اللہ و

اعل شہداء

یعنی سلمان

دوسرے

علی بن جعفر اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے موطا سے مراد امام صامت اور قنبر شہید سے مراد امام ناطق ہے۔

جناب امیر علیہ السلام صدیق۔ فاروق، صدق اور صادق ہیں

ابن عباس اس آیت والذین آمنوا ورسولہم الصدیقون کے بارے میں کہتے ہیں۔ کہ اس آیت کے صدیق علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ ہی صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں۔ راوی نے واشہدوا عند ربہم کے بارے میں پوچھا کہ وہ علیؑ، حمزہؑ اور جعفرؑ ہیں۔ یہ لوگ صدیق ہیں۔ اور یہ لوگ رسولؐ ہیں۔ ان کی امتوں پر کہ ان لوگوں نے رسالہ کو پہنچایا پھر پوچھا ہم اجر ہم عند ربہم کیا مطلب ہے۔ کہا انھیں تصدیق رسالت پر اجر ملے گا اور ان حضرات کا نور پھر اظہر ہو چکے گا۔

مالک بن انس سہمی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں ومن یطع اللہ ورسولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین یعنی انہی سے مراد محمدؐ ہیں اور صدیقین سے مراد علیؑ ہیں۔ آپ پہلے شخص ہیں جس نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ والشہداء سے مراد علیؑ، حمزہؑ، جعفرؑ، حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام ہیں۔ ہر صدیق نبی نہیں ہے اور تمام صدیقین صالح ہیں۔ ہر صالح صدیق نہیں ہے اور نہ ہی ہر صدیق شہید ہیں۔ صرف امیر المومنین صدیق۔ صالح اور شہید ہیں۔ دونوں آیات میں ان تین اوصاف کے مالک نبوت کے سوا آپ ہی ہیں۔ ہر فرد ایک حدیث بیان فرماتے تھے لوگ آپ کی تکذیب کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان نے کسی شخص پر سایہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی زمین نے اسے اٹھایا ہے جو ابوزر سے زیادہ سچا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیے۔ یہ آتے والے شخص (علیؑ) صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں۔

ابن ربیع نے ابانہ میں اور احمد نے فضائل میں عبد الرحمن بن ابی مہدی وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور شبیر وہ فردوس میں داؤد بن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تین اشخاص ہیں۔ (۱) علی بن ابی طالب (۲) حبیب بن جابر (۳) موسیٰ آل فرعون یعنی حزقیل۔ ایک روایت میں ہے کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ان سے افضل ہیں۔ امیر المومنین نے کئی مرتبہ ذکر کیا کہ میں صدیق اکبر ہوں۔ اور فاروق اعظم ہوں۔

ابن عباس نے کہا کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ اس امت کے صدیق فاروق محدث ہارون یثیع۔ اصف
ثعلبی۔ باب خط یقینہ نجات طاووس اور ذوالقرنین علی ہیں۔

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سلام نے اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے پوچھا اے محمد اعلیٰ کا نام آپ لوگوں کے پاس کیا ہے۔ آپ نے فرمایا آپ کا نام ہمارے ہاں
صدیق اکبر ہے۔ عبد اللہ نے کہا، اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ
نے تو راست میں لکھا ہوا پایا ہے۔ محمد نبی رحمت ہیں اور علی مقیم الحجۃ ہیں۔

ابو نعیمہ کا بیان ہے کہ میں نے ابو ذر کی خدمت میں عرض کیا کہ میں لوگوں میں اختلاف پاتا ہوں
آپ اس بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ کہا جئے دو چیزیں سے تمسک کرنا چاہئے کتاب اللہ اور شیخ علی
بن ابی طالب علیہ السلام سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ
(علی) سب سے پہلے میرے ساتھ ایمان لائے ہیں اور قیامت کے روز سب سے پہلے میرے ساتھ
مصافحہ کریں گے۔ آپ صدیق اکبر ہیں آپ وہ فاروق ہیں۔ سو حق اور باطل کے درمیان فرق کریں گے۔
حسن ابو علی غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو غریب میرے بعد فتنہ
برپا ہو گا جب بیعت ہو جائے تو علی بن ابی طالب کا واسن لازم کیا جائے آپ حق اور باطل کے درمیان
تفریق کرنے والے ہیں۔

ابن شیرین نے فردوس میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو فاروق اس لئے کہتے ہیں کہ آپ
جنت اور دوزخ میں تفریق کرنے والے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ آپ کے ذکر سے آپ کا نسب اور دشمن پھوٹا
جاتا ہے۔

علمائے اہل بیت حضرت امام محمد باقر حضرت امام جعفر صادق حضرت امام موسیٰ کاظم حضرت امام رضا
اور جناب بن علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایت واندی جہاد بالصدق وصدق
بہ اولیٰ ہم المتقون سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ اہل سنت نے ابراہیم حکم سے وہ
اپنے باپ سے وہ سدی سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں عبید بن جریج مہر سے وہ مجاہد
سے فطری خصائص میں لیث سے وہ مجاہد سے صفا کس نے کہا کہ ابن عباس نے کہا جہاد بالصدق
مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں علی علیہ السلام نے آپ کی تصدیق کی ہے۔ فمن اعظم فمن کذب علی اللہ

یہ طلبہ سے مراد

حق ہیں

سے میں کہتے ہیں۔

دوئی نے واشہدوا

سب رسولوں پر گواہ

بیہم کا کیا مطلب

روایت کرتے ہیں

یعنی انبیاء سے

والشہداء

مالح ہیں۔ ہر

دونوں آیات

لوگ آپ کی

اٹھایا ہے

ابن اکبر اور

ت کرتے ہیں

میں۔ (۱۱) علی

لی بن ابی طالب

حق اعظم ہوں۔

و حذب بالصدق اذ جاء من ... و دیت ال بیت مراد ہے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا
 ولایت بنی صمد مراد ہے۔ و کذب۔ صدق میں صدق علی بن ابی طالب ہیں۔ حضرت ابو جعفر صادق
 اور حضرت امام رضا علیہما السلام نے فرمایا کہ اس سے شیعیان اکرم صمد اور امیر علیہ السلام مراد ہیں
 جیسی اور ابو صامع سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیت یا ایہا مدین منوا اتقوا اللہ
 وكونوا مع الصادقین کا مطلب یہ ہے کہ علی بن ابی طالب کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس وقت لو کہنے لگے یہ شیعی
 تفسیر میں بجا رہے کہ وہ ابو جعفر علیہ السلام سے اور علی بن عباس سے وہ ابن عباس سے۔
 ہر ایک تفسیر نے ابن عباس سے اور سہی سے اور جعفر بن محمد علیہما السلام سے اپنے باپ سے روایت
 کی ہے۔

تفسیر ابو یوسف غنی بن غنی میں امام بن اثنی عشر نے منافع سے وہ ابن عمر سے اس آیت کے بارے
 میں روایت کرتے ہیں۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے
 صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اللہ سے ڈریں۔ پھر کہنا۔ كونوا مع الصادقین کا مطلب یہ ہے کہ محمد مصمم
 وراپ کے ال بیت کے ساتھ ہو جاؤ۔

تاریخی ترتیب میں اور کشف میں ثعلبی غریب لکھتے ہیں۔ دونوں کا ہونا ہے۔ اگر اصمعی نے ابو عمر
 بن طلحہ سے وہ جابر جعفی سے وہ ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے
 ہیں۔ کہ یہ محمد اور علی کے بارے میں شامل ہوتی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہم لوگ رسول اللہ صمد کی صدق عہد میں ہیں دنیا اور
 آخرت میں رسول اللہ صمد کا بھائی ہوں۔

تفسیر میں آیا ہے۔ صادقین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے وہ
 صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ

عمر بن ثابت ابو سحاق سے کہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اجال
 صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ ہم لوگوں کی تان میں شامل ہوئی ہے۔ خدا کی قسم میں ہی شہر
 ہوں ماوریں سے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

ابو البر و حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ میں مومنین۔ جیسا۔

صدقوا سے مراد علیؑ۔ حمزہ اور جعفر ہیں۔ فمنہم من قضي نجبہ۔ عمدہ سے مراد حمزہ اور جعفر ہیں۔ ومنہم من ينتظر سے علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

متکین کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی امامت پر آیت یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین ولالت کرتی ہے حضرت علیؑ علیہ السلام سے اس آیت کے صفات پائے جاتے ہیں۔ والصابرین فی الباس والضر والوحین الباس سے مراد جنگ ہے۔ اولیاء الذین صدقوا اولیاءک ہم المتقون اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام امامت کے لئے غیر کی نسبت اولیٰ ہیں آپ کسی جنگ میں نہیں بھاگے جس طرح اور حضرات کی مفادات پر جنگ سے بھاگ گئے ہیں۔

ابو ورق صخاک سے ضعیفہ حکم سے۔ عکرمہ سے۔ اعمش سعید بن جبیر سے اور عویزی سجستانی غریب القرآن میں ابو عمر سے۔ یہ تمام حضرات ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس سے آیت یجعل لہم الرحمن وداً کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ آیت حضرت علیؑ علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس کے دل میں علیؑ علیہ السلام کی محبت نہ ہو۔

ابو نعیم اصفہانی اور ابو الفضل شیبانی اور ابن ابی لیلہ عکبری اور بالاسناد محمد بن حنفیہ سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ دونوں حضرات کا بیان ہے کہ جو مومن (اللہ سے) ملاقات کرے گا۔ اس کے دل میں حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام کی محبت اس کے دل میں موجود ہوگی۔

جناب زید بن علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا کہ مجھے ایک شخص نے کہا ہے کہ میں تجھے اللہ عزوجل کی خاطر دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا۔ اے علیؑ شاید تم نے اس سے کوئی نیکی کی ہوگی۔ عرض کیا خدا کی قسم میں نے اس سے کوئی نیکی نہیں کی فرمایا۔ شکر ہے اس خدا کا جس نے مومنین کے دلوں کو اس قابل بنایا۔ جو تیرے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔

ثعلبی۔ زید بن علیؑ اور اصبح بن نباتہ امیر المومنین سے اور ابو حمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور عبد الکرم خراز اور حمزہ زیادت برائین عازب سے یہ تمام حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

السلام نے فرمایا۔
حضرت امام جعفر صادق

رو ہیں

منوا اتقوا اللہ

علیہ السلام

سے روایت

آیت کے بارے

شروع و وجہ نے

ہے کہ محمد صلی

نے ابو عمر

روایت کرتے

دنیا اور

یہاں ہے رجال

فرمایا۔ رجال

یہ منتظر

یہاں

کہ آپ نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ کہو اے مجاہد! میرے لئے اپنے نزدیک ایک عہد قرار دے اور میری سارے مومنین کے دلوں میں محبت قرار دے۔ ان دونوں باتوں کو علی نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

اس کو ثعلبی نے اپنی تفسیر میں برائین عاذب سے زہتری سے خضائن میں برائے اور ابن عباس سے اور محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کی ہے ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ آیت ان الذین امنوا وعملوا الصالحات یجعل لهم الرحمن وداً فاشما بسى تاہ بلسانک بتسۃ المتقین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ وتندریہ قومًا لنا سے مراد بنو امیہ کے ظالم اور اویہ ہیں۔

۱۷

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ایمان، اسلام، دین، سنت، سلام اور قول میں

ابو حمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا آباءکم وَاخواتکم اویساء ان استحبوا الکفر علی الایمان ایمان سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام کی روایت ہے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب الیکم الایمان سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام میں آیت کہ ۵ الیکم الکفر والنسوق والعصیان سے مراد تین آدمی ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور زید بن علی علیہ السلام بیان کرتے ہیں۔ ومن یکفر بالایمان سے وہاں علی علیہ السلام کا انکار مراد ہے

حضرت امام محمد باقر و حضرت جعفر صادق علیہما السلام نے آیت ان الذین کفروا ینادون مقتدی اللہ اکبر من مقتدیکم انفسکم اذ تدعون الی الایمان فتکفرون میں ایمان سے مراد ولایت علی علیہ السلام ہے جس کا لوگ انکار کرتے ہیں۔

ثعلبی اپنی تفسیر میں اور ابن عباس نے بن عباس سے روایت کی ہے عبد اللہ بن ابی سہل اور اس کے اصحاب حضرت علی علیہ السلام سے گفتگو نہیں جا چوسی خیر کرنے لگے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا ہے

عبداللہ اللہ سے ڈرو۔ منافق نہ بنو۔ منافق اللہ کی بدترین مخلوق ہیں۔ کہا اسے ابوالحسن ایسا نہ فرمائیے۔ خدا کی قسم ہمارا ایمان آپ کے ایمان کی طرح ہے پھر یہ لوگ چلے۔ عبداللہ نے کہا تم لوگوں نے دیکھا کہ میں نے کس دھنگ کی بات کی ہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام کے خلاف باتیں کرنے لگے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ **وَإِذَا تَقَوُّوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنُوا وَإِذَا تَوَلَّوْا كَانُوا مِنْكُمْ**۔ انہما نحن مستہزنون جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان والے ہیں جب اپنے شیعہ ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان والے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم ایمان والے ہیں۔ جب اپنے شیعہ ہیں تو کہتے ہیں۔ ہم ایمان والے ہیں۔

تفسیر ہذیل میں اور مقتول میں محمد بن حنفیہ سے ایک مٹی حدیث بیان کی گئی ہے کہ ان لوگوں نے کہا ہم علی بن ابی طالب اور آپ کے اصحاب کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ **اللہ يستعذبهم**۔ اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ یعنی قیامت کے روز انھیں امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام پر مذاق اڑانے کی سزا دے گا۔ ابن عباس نے کہا یہ یوں ہو گا کہ نبی کریم کے روز اللہ تعالیٰ مخلوق کو پل صراط پر نہرتے ۲ حکم دے گا۔ یومین جنت کی طرف عبور کر جائیں گے۔ اور منافق جہنم میں گر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ملک (دوزخ کا دروغہ) سے کہے گا کہ منافقین کا مذاق اڑاؤ۔ ملک بہشت کی طرف دوزخ کا دروازہ کھول کر آواز دے گا۔ اے گروہ منافقین جہنم سے یہاں چڑھ کر آ جاؤ۔ اور بہشت میں چمے جاؤ۔ **فيسبغ المنافقون في نار جهنم سبعين خفراً**۔

جب دوزخ کے دروازے پر پہنچ جائیں گے۔ اور وہیں سے نکل جانے کا ارادہ کریں گے۔ تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ ایک اور جگہ جہنم کا دروازہ بہشت کی طرف کھول دیا جائے گا۔ اور انھیں وہ دروازہ دیکھا کہہ جائے گا کہ اس دروازے سے بہشت کی طرف چمے جاؤ۔ **فيسبغون مثل الدار** جب اس دروازے پر پہنچ جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ اور پھر دوسری جگہ اور دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اسی طرح ان سے ہمیشہ ہمیشہ تک سلوک کیا جائے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت ان **الذين عن الله الاسلام** کے بارے میں فرمایا اس سے مراد علی علیہ السلام کی ولایت کو تسلیم کرنا ہے

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے اس آیت انہما توعدون لصداق وان السدين لواقع کے بارے میں فرمایا۔ **ين علي بن ابی طالب** ہیں

سے اور میری
م پر ایمان لائے

لباس سے
السلام نے
فانما
نارید

یا۔ یا
لی الایمان
س علیہ السلام
لیکم

سے ولایت

تت
ولایت

اس کے
کہا ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت ان الذین امنوا وعملوا الصالحات لهم اجر خیر و مستنون کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام مروی ہیں۔ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا کہ کیا کذب بعد بالذین سے کیا مروی ہے آپ نے فرمایا۔ دین سے مروی ائیر المؤمنین ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ان الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن الا وانتم مسلمون سے ولایت جناب علی علیہ السلام مروی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آیت و ذلك الدين المقسم حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام نے ادخلوا فی السلم كافة کے بارے میں فرمایا کہ علی کی ولایت میں داخل ہو جاؤ۔ ولا تتبعوا خطوات الشيطان کے متعلق فرمایا کہ آپ کے سوا اور کسی کی اتباع نہ کرو۔

شریک ابوفض اور جابر نے آیت ادخلوا فی السلم كافة سے مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام کی ولایت میں داخل ہو جاؤ۔

محمد بن فضیل ابو الحسن راضی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ انه لقول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے ولایت علی کے ارشاد ہوئے۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگوں نے کہا تھا میں نے عرض کیا۔ وما هو بقول شاعر قیل ما تؤمنون کا کیا مطلب ہے فرمایا کہ لوگوں نے کہا تھا کہ تم اپنے رب پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے اس بات کا غلطی کے بارے میں حکم نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق قرآن و حدیث نازل کیا۔ اور کہا کہ جناب علی علیہ السلام کی ولایت رب تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

ابو حمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ یہ امر ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے انکم لعلی قول مختلف یؤلف عنہ من اولی عن السلائیة اولی عن الجنة عبد اللہ بن جندب کا بیان ہے کہ میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ ولقد وصلنا علم القول آپ نے فرمایا ایک امام سے دوسرے نام کی طرف ولایت کو پہنچایا۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے وهدوا الی الطیب من القول سے مروی حمزہ جعفر علیہ السلام نے ابو حمزہ

جناب امیر المؤمنین حجۃ اللہ ذکر اللہ آیت اللہ فضل اللہ رحمۃ اللہ اور نعمت اللہ ہیں

تاریخ خطیب اور الاحقر والمحن میں انس سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا میں اور یہ اللہ مخلوق پر اللہ کی محبت ہیں۔

کتاب فردوس دینی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اور علی اللہ کے بندوں پر اللہ کی محبت ہیں۔

ابوصالح ابن عباس سے اس آیت میں عرض من ذکر رفان له معبشة خدا کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے ولایت حضرت علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ اللہ عزوجل نے اسے ہدایت سے اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔

ابو بصیر ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد ولایت امیر المؤمنین ہے جس نے عرش کیا و خشرہ یوم القیامۃ اعمی کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا قیامت میں جسدت سے خرد ہوگا دنیا میں امیر المؤمنین کی ولایت سے دل کا اندھا ہوگا۔ آپ نے فرمایا وہ قیامت میں پریشان اور حیران ہوگا اور کہے گا۔ سر حشر تخی اعمی وقد كنت بصیراً مجھے اندھا کیوں خسر کیا۔ میں تو (دنیا میں) بصارت والا تھا، قال كذلك اتتک آیاتنا میرے آیات تمہارے پاس آئے تھے۔ فرمایا آیات سے مراد آمیزیں نفسیتھا و کذلک لتسی تم نے ان (آئم) کو بھلا دیا تھا، آج تمہیں بھلا دیا گیا ہے۔ یعنی دنیا میں تم نے آئم کو چھوڑ دیا تھا۔ آج تمہیں دوزخ میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس طرح جس طرح تم نے آئم کو چھوڑ دیا تھا۔ ان کے امر کی اطاعت نہیں کی تھی۔ اور نہ ہی ان کی بات کو سنا تھا۔ و کذلک تجزی من اسرف و لم یومن بآیات دیم و لعذاب الاخرۃ اشد و ابغی و کذلک تجزی من اشرک یعنی امیر المؤمنین کے ساتھ اور کسی کو سرک کیا کتاب ابن امیہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آیت قل ما اسئلكم علیہ من

اجر وما انا من المتكلمين ان هو اذ ذکر للعالمین میں (ذکر سے) مراد امیر المؤمنین ہیں۔

ابن عباس نے آیت ذکر ارسوگا کے بارے میں کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی جانب سے ذکر ہیں اور علی

شہن میں نازل ہوئی ہیں۔

تاریخ بغداد میں سدی سے روایت ہے اور کلبی ابو صالح وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں: فضل اللہ سے مراد نبی صلعم اور ورحمتہ سے مراد علی ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: فضل اللہ سے مراد اقرار بر رسول اللہ ورحمتہ سے مراد اقرار بولایت علی ہے۔

ابن عباس نے اس آیت کے بارے میں کہا: یولافضل اللہ علیکم ورحمۃ سے مراد محمد ورحمتہ سے مراد علی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد جناب علی اور ورحمتہ سے مراد ناطقہ ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یدخل من یشاء فی رحمۃ میں رحمت سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا آیت یعززون نعمۃ اللہ سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو ولایت علی علیہ السلام کے متعلق آگاہ کر دیا۔ پھر انہوں نے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد انکار کیا۔

مجاہد نے آیت السعدت والذین یدعون نعمۃ اللہ کفر اسے مرویہ ہے کہ بنو امیہ نے محمد صلعم اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ کفر کیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک حدیث میں کہا: بعض لوگوں نے کہا: رسول اللہ صلعم علی علیہ السلام کی محبت میں دیوانہ ہو گئے ہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: نہ ذلکم و ما یصلون الی عہدہم وافتون تفسیر وکیع میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے: السعیدون متبعو علی۔ تم ابو طالب کے پاس شہیم نہ تھے۔ اور تمہیں ابو طالب کی پٹا میں دے دیا۔ جو تیری حفاظت کریں گے۔ اور تیری تربیت کریں گے۔ ووجدکم ضالاً سے مراد یہ ہے کہ تمہیں ایک گمراہ قوم میں پایا۔ اور انہیں تیرے ساتھ توحید کی حجت حدیث کی ووجدکم ضالاً سے مراد یہ ہے کہ تمہیں ان شریعت سے غنی بنا دیا۔ خاصاً ایستہم فلا تقہس واما اسائل فلا تنہس و ما بنعمۃ ربک فحدث سے مراد یہ ہے کہ ان پر قرآن کا اظہار کر اور انہیں آگاہ کر جو نعمت اس کے ذریعہ تمہیں دی۔ سن نے کہا: واما بنعمۃ ربک فحدث سے مراد یہ ہے کہ اسے محمدؐ بندوں کو اس احسان سے آگاہ کر جو ابو طالب نے تم پر کیا ہے۔ اور کہنا: خدا میں جو فضل علی ہیں ان سے انہیں آگاہ کر۔ تاکہ وہ علی کی ولایت کا اعتقاد رکھیں مشہور بات ہے کہ آیت

بارے میں فرمایا ہم

میں اور ہم آپ
میں مثالیں بیان

تک کہ ہونے
من قبلی

میں فرمایا کہ یہ
میں کے جواب
میں میری آیات

ابو علی بن ابی طالب

عذاب
میں

نہا

ہے

ہے

ہے

و اتتمت بحکم نعمتی فیر کے روز نازل ہوئی۔

جناب امیر علیہ السلام رضوان احسان بہشت فطرۃ وابتہ الارض قبلہ بقیۃ ساعۃ یسر و تقدیر

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت ذلک بانہم ابۃ عواما استعطا اللہ وکن ہوا رضوانہ فحبہ اعمالہم سے مراد یہ ہے کہ انھوں نے علی علیہ السلام کو ناپسند کیا۔ حالانکہ بدرجین۔ یوم بطن نخلہ۔ یرم ترویہ میں اللہ عزوجل نے علی علیہ السلام کی ولایت کا حکم دیا تھا۔ اور عرس کے دن علی علیہ السلام کی شان میں پندرہ آیتیں نازل ہوئیں تھیں۔

ابن نادران اور ابو داؤد مسیحی ابو عبد اللہ جدلی سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے آیت ومن جاء بالحسنۃ فہو خیر منہا ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا شذھا کے بارے میں فرمایا۔ اے ابو عبد اللہ حسنہ سے مراد ہماری محبت اور سیئہ سے مراد ہم سے بغض مراد ہے۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ نیکی بتاؤں جس کا بجالانے والا بہشت میں داخل ہوگا۔ اور وہ بُرائی بتاؤں جس کا کرنے والا دھم منہ ووزح میں داخل ہوگا۔ اور اس بُرائی سے ہوتے ہوئے اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا ہاں ضرور آگاہ فرمائیے فرمایا نیکی سے مراد ہم سے خیر کرنا اور بُرائی سے مراد ہم سے بغض رکھنا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا نیکی سے مراد جناب علی علیہ السلام کی ولایت اور محبت ہے اور بُرائی سے مراد آپ سے دشمنی رکھنا ہے۔ اور بغض ہے اور عداوت کی حالت میں کوئی عمل قابل قبول نہ ہوگا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ آیت ومن یقرنف حسنۃ نزولہ فیہا حسنۃ سے علی بن ابی طالب کی مودت مراد ہے۔ اس کو ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنے ابا و اجداد علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آیت فطرۃ اللہ المستی فطر الناس علیہا سے مراد توحید محمد رسول اللہ اور علی امیر المؤمنین ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ مومن ہے۔ فرمایا ہمارے دشمن یہود اور نصاریٰ سے ملحق ہوں گے

اس وقت تک جزئی میں داخل نہیں ہو گئے جب تک مجھے درست نہ رکھو گئے۔ اور وہ شخص جبراً ہے۔
جو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ مجھے درست رکھتا ہے۔ اور اس سے یعنی علیؑ سے نفی رکھتا ہے۔

امالی طوسی۔ قمی اور مسند ابو الفتح عفا اور ابن شیل وکیل میں علی بن بلال امام رضا علیہ السلام سے روایت
کہتے ہیں کہ وہ اپنے ابا علیہم السلام سے وہ حضرات بنی صمیم سے آپ جبرائیل علیہ السلام سے وہ میکائیل سے
وہ اسرافیل سے وہ حضرات لوح سے وہ قلم سے روایت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ علی بن ابی طالب
کی ولایت میرا بعد ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہو گیا۔ وہ میرے غائب سے امن میں آگیا۔ امام رضا علیہ السلام
نے فرمایا۔ شرط کے ساتھ اور میں ان شرط میں سے ایک شرط ہوں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ تتبعھا الرادفہ سے مراد زمین کا زلزلہ ہے۔ اس کے ساتھ وابہ کا
خروج ہوگا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ اخر جناہم دابة من الارض تکلمہم سے مراد حضرت
علی علیہ السلام ہیں۔ ابو عبد اللہ جب ہی کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں دابة الارض ہوں
حلیۃ الاولیاء میں انس اور جو بروزہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رب العالمین نے علیؑ
بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں مجھ سے عہد کیا آپ راۃ البدی منار الایمان میرے اولیاء کے امام
اور ان تمام لوگوں کے نور ہیں جنہوں نے میری اطاعت کی۔

آیت بقیۃ اللہ خیرکم علی اور آپ کی اولاد علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔
علی بن حاتم نے کتاب الاخبار میں ابو الفرج بن شاذان سے روایت کی ہے کہ آیت بدل کذ جو ابیہما
سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے علیؑ کی ولایت کی تکذیب کی۔ اور ہر بات امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت یرید اللہ بکم الیسی ولا یرید بکم العسی میں میرے مراد امیر المومنین ہیں
اور عسری مراد غلام اور غلام ہیں۔ علیؑ مقدم ہیں حسب نسب علم اوبہ ایمان۔ حرب مال اور باپ
کے لحاظ سے۔

بیت یسیر اور مقدم

بضوانہ فلیحبط

بطن نخلہ۔ یوم

کی شان میں

علی علیہ السلام

الہا کے بارے

یہ کتاب بجالانے

ہوگا۔ اور اس

یہی سے مراد

سے اور برائی سے

علی بن ابی

اللہ المستی

معاذ مراد۔ اور

سے ملتی ہوں گے

جناب امیر علیہ السلام انسان، چل۔ چال عبید غیب اور والدین

اہل بیت علیہم السلام کی تصدیق یا کذب کہ آیت صلی اللہ علیہ وسلم انسان سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔ ہم فی تقدیر یوں ہو گئی کہ انسان پر کیا کوئی نہایت نہیں گذر جائے۔ یہ وہ شے کے طور پر مذکور نہ ہو۔ یہ کیوں کہ مذکور نہ ہو کہ حضرت علی علیہ السلام کا نام نامی اسم اکرمی مساق عرس ادریت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا اور اس بات پر دلیل اللہ تعالیٰ لی یہ آیت ہے انما خلقنا الانسان من نطفة یحلولم جبہ کہ آدم کی خلقت نطفہ سے نہیں ہوئی تھی ابو عبیدہ بن جراح نے آیت نہاتذکرا تا مسفرة کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد کوم ہیں۔ جو برہہ ہیں۔ قتل الانسان ما احقرہ ہیں انسان سے مراد میرا مونی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے کیا کفر کیا کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور کہا مجھے کہ اس نے کیا یہ جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔

ابو الحسن ماضی غیبیہ اسلام فرماتے ہیں کہ ولایت علی خائبین کے متقین کے لئے تذکرہ ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تمہیں ہے، بعض لوگ جھوٹے واسے ہیں۔ علی کافروں کے لئے حسرت میں۔ اور علی کی ولایت حق ایفیس ہے، حاکم جہ کوفی باہر سند و بوطلیل سے روایت کرتے ہیں کہ امیر مومنین حضرت علی غیبیہ اسلام کے فریاد آیات و رجلاً سفھا فوجی علی اس سے مراد میں ہوں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں۔ عباسی باہر سند و ابو خالد سے وہ امام محمد باقر غیبیہ اسلام سے روایت کرتے ہیں۔ رجیل سلم سے مراد علی اور آپ کے شیعہ ہیں۔

حکم بن ابی العاصی: عیسیٰ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں درجہ سابع میں جس میں محمد ابراہیم بیت
فی زمانہ میں ان کی ہے۔ اور ابیہ بن کعبہ، جلال صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب
بیت ابیہ بن کعبہ اور آدم بن حوا سے۔ وبنو آدیم علی علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

ابن عباس سے کہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علیؓ علیہ السلام سے فرمایا تم میرے جہانی
 و دنیوی سبب ہو، آیت ان حمدا لا یجوز الا علیہ السلام ان جناب علیؓ علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئے ہیں
 'ایمز وینین حضرت علیؓ علیہ السلام نے خطہ بصرہ میں فرمایا میں اللہ عز و جل کا بندہ ہوں، رسول اللہ کا جہانی ہوں

بیں عدیق کبر اور میں فاروق اعظم ہوں بھوٹے کے سوا اس عقب کو اپنے ساتھ اور کوئی چہاں نہیں کرے گا۔
حضرت عبداللہ بطور افتخار کے ہیں جس طرح خود فرمایا، کفنی لی فخر اُن اکون لت عبد ادا کے معبود ہوں
لے یہ بات فخر کے لئے کافی ہے۔ کہ میں تیرا عبد ہر جاؤں:

ابان تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ص و ہا لوالدین احسانا
میں والدین سے مراد رسول اللہ صلم اور علی علیہ السلام ہیں
سالم جعفری ابو جعفر علیہ السلام سے اور ابان بن تغلب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے روایت
کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت رسول اللہ اور علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حدیث ابن جبہ اسی
طرح روایت کی گئی ہے۔

ابوالمصایج امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، انا
وعلی الوالدان میں اور علی (امت کے) والدین ہیں بعض ائمہ علیہم السلام اس آیت ان اظکری
دلوالدیت کے متعلق فرمایا کہ رسول اللہ صلم اور جناب علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے نبی
صلعم نے فرمایا، انا وعلی ابواھنہ الامہ میں اور علی اس امت کے باپ ہیں: آپ نے فرمایا
ان وعلی مولیٰ اھذہ الامہ میں اور علی اس امت کے مولا ہیں۔
بعض ائمہ سے مروی ہے کہ آیت لا افسر بہذا البسلا۔ وانت حل بہذا البسلا و
والد و ما ولد واند سے مراد ابراہیم و مویس اور ما ولد سے مراد ائمہ ہیں۔

شعبی ربیع مذکورین میں، خرکوشی شرف انبی میں ہمارا اور جابر اور ابو یوسف سے افرودس دہلی میں اہلی
ہوئی میں ابوعلت سے وہ انس سے یہ تمام حضرات نبی صلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، حق
علی علی الامۃ بحق لوالد علی الولد علی کا حق اس طرح امت پر ہے جس طرح والد کا حق اپنے بیٹے پر
مفردات اغلب میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یا علی انا دانت ابواھنہ
الامۃ اے علی میں اور تم اس امت کے باپ ہیں اور ہمارا حق ان پر ان کے باپوں سے بہت بڑا ہے
جنہوں نے انھیں جنا ہے کیوں کہ اگر انھوں نے ہماری اطاعت کی تو ہم انھیں آگ سے نجات دلا دیں گے۔
اور دارالقرام کی طرف سے جہاں گئے۔ معبودیت کے باعث، انھیں خیر سے ملایں گے
قاضی ابو بکر احمد بن کامل نے کہا کہ علی کو حق تمام مسلمانوں پر یہ ہے کہ آپ کی نافرمانی نہ کی جائے نور

الدین

من الدھن

نقدہ جس میں وہ

سان عرش اور حبت

الانسان من

یت، نہا تذکرہ

ما احقرہ

سے نقل روایا اور

ہے اور ہم

اور علی کی ولایت

یت علی علیہ السلام

تے ہوں، عیاشی

سے مروی اور

میں ہم اہل بیت

الاعراف

تی ہیں۔

ایا تم میرے بھائی

میں نازل ہوئی ہے

اللہ کا جانی ہوں

ہم پر بھی اسی طرح واجب ہے۔ اللہ عزوجل نے علیؑ کی قدر بند کی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: انا و انت ابوا هذه الامة میں اور تم اس امت کے باپ ہیں۔

۲۲

وجہ تسمیہ علی مرتضیٰ حیدرہ اور ابوتراب وغیرہ

میں نے مصنف ابن مسعود میں آٹھ مقامات پر علی علیہ السلام کا نام لکھا ہوا دیکھا ہے اور میں نے کتاب کافی میں دس مقامات پر علی علیہ السلام کا نام تفصیل کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا ہے۔

ابو بصیر ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی: ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایتہ علی والائمتہ من بعدہ نقص ناز فوراً عظیم۔ جس نے اللہ اس کے رسول کی جناب علیؑ اور ان کے بعد ہونے والے آئمہ کی ولایت کے بارے میں اطاعت کی وہ بڑی کامیابی کو پہنچی

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی: فستقل من ہونی ضلال مبین یا معشر المکذبین حیث اتاکم رسالۃ ربی فی علی والائمتہ من بعدہ عنقریب تم جان لو گے کہ کھلی ہوئی گمراہی میں کون ہے اسے جھوٹوں کا گروہ جب میرے رب کی طرف علیؑ اور اس کے بعد ہونے والے آئمہ آکے بارے میں پیغام آیا ہے

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت سال سال بعدہ واقع للغا خیرین بولایتہ علی بسئلہ وافع اس طرح پڑھی۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم جبرائیل اس طرح لے کر محمدؐ پر نازل ہوئے تھے۔

عمار بن مروان مغل سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل اس آیت

لے اس قسم کی آیات کا مقصد یہ ہے کہ تنزیل کے ساتھ ساتھ آیت کی تفسیر بھی ساتھ ہوتی تھی تاکہ قاری آیت کی شان نزول میں اشتباہ نہ رہے علامہ جدل الدین سیوطی نے اتفاق فی العلوم القرآن میں اس قسم کی بہت سی آیتیں نقل کی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ مترجم

کو اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے۔ یا ایہا الذین اوتوا الكتاب امنوا بسما انزلنا علی عبدنا
فی علی نور مبیناً

جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اسی طرح لے کر جبرائیل
حضرت محمد مصطفیٰ پر نازل ہوئے۔ ان کے بعد فی رب مما انزلنا علی عبدنا فی علی بن ابی طالب
فاتر ابسورة من مشاں جو کچھ ہم نے اپنے بند کے پر علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل
کیا تو اس جیسی ایک سورت بنالیسے آؤ۔ جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ
آیت اس طرح نازل ہوئی ولوانہم امنوا ما یوخطون بہ فی علی لکان خیراً لہم جو بات علی
علیہ السلام کے بارے میں کہی گئی ہے اگر اس پر ایمان لے آئیں تو یہ ان کے لئے اچھا ہوگا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت اس طرح جبرائیل علیہ السلام نے لے کر نازل ہوئے وقل
جاہ الحق من ربکم فی ولایت علی فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليسکفر انا اعتدنا
للظالمین ظلال محمد نارا کہو تمہارے رب کی جانب سے علی کی ولایت کے متعلق حق آگیا پس جو چاہے
ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔ ہم نے آل محمد سے انکار کرنے والوں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت جبرائیل علیہ السلام یوں لے کر نازل ہوئے ان الذین
ظاموا ال محمد حفہم لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا یہد یہم طریقاً الا جہنم خالیدی
فہا ابداً وکان ذلک علی اللہ یسیراً جس لوگوں نے آل محمد کے حق میں ظلم کیا اللہ عزوجل انہیں
نہیں بخشے گا۔ اور زہبی راستے کی ہدایت دے گا۔ اور جہنم کی۔ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بات اللہ پر آسان
ہے پھر فرمایا۔ یہ آیت یوں نازل ہوئی۔ یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم
فی ولایت علی فآمنوا خیر لکم وان تکفروا بولایت علی فان اللہ ما فی السموات
والارض من اسے کو تو تمہارے رسول تمہارے رب کی طرف سے علی کی ولایت کے بارے میں تمہارے پاس حق کو
لایا۔ ایمان لاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے گرم نے علی کی ولایت کے بارے میں کفر کیا تو اللہ عزوجل کے لئے
وہ چیز ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔

محمد بن سنان نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کیا کہ یہ آیت قرآن میں اس طرح تھی کہ یا علی
المشرکین بولایتک ما مذعوہم الیہ یا محمد من ولایت علی اے محمد! علی کی ولایت

فرمایا۔ اسوائت

دیکھا ہے اور میں

من یطع

جس نے اللہ اور

اطاعت کی وہ

نفل ہوئی۔ نستعملت

الامۃ من بعدہ

ہر سے رب کی

سائل بعد اب

اس طرح لے کر

جبرائیل اس آیت

تاکہ قاری کو

قرآن میں اس

کی طرف جو تم انھیں جاتے ہو۔ یہ بات دشمن کو ناگوار گذرتی ہے۔

ابو الحسن ماضی نے اس طرح آیت کو لکھا تھا، اور فرمایا: میں نے کتاب نزل میں آیت کو اس طرح پایا آیت یہ ہے / انا نحن نزلنا علیہ سلف القرآن بولایت علی تدریلاً ہم نے تم پر قرآن کو ولایت علی کے حق میں نازل کیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت یوں نازل ہوئی۔ یس ما اشتروا به انفسهم بہا یکفروا بہا انزل اللہ فی علی جو حیز اللہ عزوجل نے علی کے متعلق نازل کی۔ اس کے ساتھ کھڑکے انہوں نے اپنی ذات کے لئے بڑھمو داکیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: آیت یوں نازل ہوئی۔ واذا قیل لہم ماذا انزل ربکم فی علی قالوا اساطیر الاولین جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے علی کے بارے میں کیا نازل کیا تو ان لوگوں نے کہا پرانے لوگوں کے قصے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت یوں نازل ہوئی۔ والذین کفروا بولایت علی بن ابی طالب ادبیاہم الطاغوت جن لوگوں نے ولایت علی بن ابی طالب کے بارے میں کفر کیا۔ ان کے وہیہ طاغوت ہیں آپ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو اسی طرح سے کرنا نازل ہوئے تھے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو اس طرح سے کرنا نازل ہوئے تھے۔ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات فی علی بن ابی طالب وہ لوگ اس چیز کو چھپاتے ہیں۔ جو تم نے علی بن ابی طالب کے بارے میں جہالت نازل کئے۔

یحییٰ بن عبد اللہ لیت باپ سے وہ بیٹے جدت روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت دوسری نازل ہوئی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک فی علی وان لم تفعل عذبتک عذابا للیما سے رسول اس چیز کو پہنچا دے جو علی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ میرے دشمن نے علی کا نام اڑا دیا ہے

سے لوگوں کو مقصد کی اہمیت کے بارے میں آگاہ کرنا تھا۔ اس لئے ظاہری تنبیہ رسول اللہ معلوم کی طرف منسوب کی گئی ورنہ یہ ناممکن تھا کہ رسول اللہ تعالیٰ کے حکم کے مجاہد نے میں کو تہی کریں۔ العلم عند اللہ ۱۲ مترجم

تہذیب اور مصباح میں دعائے عزیزوں ہے۔ واثق ہذا ان الامام العزیز الرشید بسیر
المؤمنین السنوی ذکرہ فی کتابک اے اللہ گواہ اسباب امام ہادی۔ رشید امیر المؤمنین میں جس کا ذکر
تم نے اپنی کتاب میں کیا۔ اور کہا دامنہ فی ام الكتاب لدینا علی حکیم ہمارے نزدیک ام الكتاب
میں علی حکمت واسلحہ ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے باپ سے یہ اپنے جد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک
روز ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمیشہ بنی ہاشم سے کہتے رہتے ہیں۔ انتحنی بمنزلۃ
ہمدان من موسیٰ اللہ نے ہارون کا ذکر تو قرآن میں کیا ہے مگر سنی کا کہیں ذکر نہیں کیا یہ سن کر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اللہ عزوجل کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ صرط علی مستقیم علی کارستہ
یہ حاجے اس آیت کو بجا کر کی روایت میں اس طرح پڑھا گیا ہے:

ہو بکر شیعہ زیدی اپنی کتاب میں بلا سناد متبعہ سے وہ فتاویٰ کے کتب میں نے بعض کو اس طرح تلاوت کرتے
ہوئے سنا۔ ہذا امر ادا علیہ۔ مستقیم میں نے پڑھا اس کا کیا مطلب ہے کہ کہانیہ راستہ علی بن ابی
طالب کا ہے۔ اس کی پیروی کرنا اور اس کے سوا کسی کو نہ کیوں کہ یہ راستہ واضح ہے اور امام ہیں
کوئی گمراہی نہیں ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا۔ ان ایضا ایما یہم ان کی بادشاہت ہماری
دن ہوگی۔ فرمایا۔ اس مخلوق کی بادشاہت ہماری طرف ہوگی۔ اور ہم ان سے حساب و کتاب لیں گے۔
ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہفت اللہ عزوجل
سے دعا کی تھی کہ اس کے لئے آخرین میں انسانی صدق قرار دیں اور اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ہم سند اس کو اسحاق اور
یعتوب عطا کیا ہوں ہم نے دونوں کو نبی بنایا۔ اور یہ کہ یہ کیسے انھیں اپنی جہت سے اور یہ کہ یہ ان کے
لئے اسحق و یعتوب علی کریم بن علی بن ابی طالب کو

مصطفیٰ بنی مسعود ہے کہ حضرت علی علیہ السلام پر یہ بات واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے

میں حق بات کہیں

حضرت ہے کہ اولاد آدم میں علی کسی کا نام نہیں تھا۔ اس مرتبہ دوسرے برکھا کرتے تھے کہ یہ میرا بیٹا علی
ہے اس سے ملو اس کی بلندی برکت تھی۔ لیکن علی نام نہیں موتا تھا۔ ابن حماد نے کہا ہے

طرح پایا آیت
حکایت علی کے

انفس ہم
ساتھ بھڑکے

دل ربکم
میں کیا نازل

علی بن
ان کے اولیہ

مرکز امام
ان الذین

جو ہم نے

نقل ہوئی

ذایا

میں دروناک

بوسہ کی گئی

جسم

اللہ ستماء علیاً من عنده فما علی علانہ خلق عالا
 اللہ سے اپنی طرف سے آپ کا نام علی رکھا۔ آپ کل بن یونک تک مخلوق پہنچ نہ سکی۔
 عوفی نے کہا ہے

هو امثل الاعلی کفایت باسمہ علی علانی الاسم والباس والحسب
 علی شل علی ہیں۔ آپ کا نام علی تیرے سے کافی ہے۔ آپ نام میں جنگ میں اور نصیبت میں بلند ہیں
 ابن حماد نے کہا ہے

سلام علی احمد المرسل سلام علی الفاضل المفضل
 سلام علی من علانی الاعلی فسماہ رب علی علی
 احمد مرسل پر سلام ہو۔ اور بڑی نصیبت والے پر سلام ہو۔

اور سلام ہو۔ اس پر جو نصیبت میں بلند ہے جس کا نام رب علانے علی رکھا۔
 بعض نے کہا کہ حضرت کا نام علی اس لئے پڑا کہ آپ جنگ میں بلند رہتے تھے۔ اس پر آیت انتم
 لاعلون موبد ہے۔ اور بعض کا یہ خیال ہے کہ علی اس سوار کو کہتے ہیں جو سب سے زیادہ بہادر ہو۔ اور ہر
 چیز سے زیادہ رعب والا ہو۔ مؤلف سے

یا علی لقد عدوت علی الخلق وسمات ذوالجلال علیاً
 اے علی! آپ تمام مخلوق پر بلند ہیں۔ آپ کا نام ذوالجلال نے علی رکھا۔
 وقیل لان دارة فی الجنان تعلو حتی تمادی منازل الانبیاء
 آپ کا گھر جنت میں اس قدر بلند ہوگا کہ انبیاء کے گھروں کے برابر ہوگا۔
 کسی نبی کا گھر علی کے گھر سے بلند نہیں ہوگا۔ ابن حماد نے کہا ہے

یا خیر ناء و خیر دان یا صاحب الذکر والمثنائی
 اے بہترین خیر بہترین دین اے صاحب ذکر اور مثنائی
 یا حجة الله فی السرایا نورک باقی علی الزمان
 اے کائنات میں اللہ کی حجت تیرا نور زمانے پر باقی رہے۔
 یا صاحب الخوض والحدیث بقاسم انوار والجنان

اے ملک تیرا نام ووزخ اور جنت تو تقسیم کرنے والا ہے
یا عرۃ فاذا ما سکوھا فی عرۃ المحشر بالامان
اے وہ مضبوط رسی جس کا تھلنے والا میدان محشر میں امن میں ہوگا۔

سبحانک رب العلی علیا اذ سرتزل عالی المکان
تیرا نام رب علانے علی رکھا جس کو آپ ہمیشہ بلند مرتبہ رہے
یا سیداً مالہ نظیراً ولا شبیه ولا مدان
اے وہ سردار جس کا کوئی شخص نظیر اور مثیل نہیں ہے۔

بعض نے کہا کہ آپ کا نام علی اس لئے پڑا کہ آپ کے سوا کسی شخص کی شادی آسمان پر نہیں ہوئی کچھ
لوگوں نے کہا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے پر بتوں کو گرانے کے وقت قدم کھتے۔ ابو بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
پشت پر آپ کے سوا اور کوئی بندہ نہیں رہا۔

انا مولیٰ علی دعی لی دعی بابی اسم علی بابی ذکر علی
میں علی کا غلام ہوں علی میرے ولی ہیں۔ میرے ماں باپ علی کے نام پر قربان میرے ماں باپ
علی کے ذکر پر قربان

بعض نے کہا کہ علیؑ ہر لحاظ سے بلند ہیں۔ نسب میں اسلام میں علم میں زہد میں سخاوت میں جہاد میں
دین میں ولایت میں اور ہر لحاظ میں۔

ایک خبر میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام مرتضیٰ رکھا جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد! اللہ تعالیٰ نے غلامہ کے لئے علیؑ کو اور علیؑ کے لئے فاطمہؑ کو اتضائے
ابن عباس کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ تمام امور میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا و رضی کی خاطر اتباع
کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا نام مرتضیٰ ہوا۔ جابر جعفی نے کہا کہ جبید اس شخص کو کہتے ہیں جو نہایت باپک
امور کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتا ہو۔ بعض نے کہا جبید کشیر کو کہتے ہیں حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
انا الذی سمعتنی امی حیدرہ میں وہ سوں جس کا جس کی ماں نے نام جبید رکھا۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ جب مسلمانوں نے طلحہ عبد رسی کے مقابلے میں بزدلی و ثبوت دیا تو امیر المؤمنین
حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف آگے بڑھے۔ طلحہ نے کہا تم کون ہو؟ امیر علیہ السلام نے چہرے سے کپڑا اٹھا

میں بنیں

نہ انتم

اور ہر

اور فرمایا میں گردن کو توڑنے والا ہوں میں علی بن ابی طالب ہوں :

میں نے کتاب الروافی الی القبیل میں دیکھا ہے کہ مصنف امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام میں اس آیت کے تحت یوں تحریر کیا۔ یا لیتنی کنت تو اب یا یعنی کاش کہ میں اصحاب علی میں سے ہوتا۔ کتاب ما نزل فی اعدائ محمد میں اس آیت کے تحت تحریر ہے۔ یوم یحضر الظالم علی یدہ ایک ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا۔ بنی عدی کا ایک آدمی ہوگا جس کو علی علیہ السلام غلب دیں گے اور وہ علیؑ کے ہاتھوں کو کاٹے گا۔ اور ہاتھ کاٹنے والا کہے گا۔ جو نہ تم کا آدمی ہوگا۔ یا لیتنی کنت تو اب یا کاش کہ میں اب یا یعنی شیخ ہوتا۔

ابن بابویہ نے علیؑ شراعت میں ابن عباس سے روایا جمع کیے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اور کافران چیزیں دیکھے گا۔ جو اللہ تعالیٰ نے ثواب دینی اور کرامت علیؑ کے شیعوں کے لئے جمایا کر رکھی ہیں۔ تو کہے گا۔ یا لیتنی کنت تو اب یا یعنی کاش کہ میں علیؑ کے شیعوں کا ہوتا۔ بخاری مسلم طبری ابن بیع۔ ابو نعیم اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ بعض افراد نے سہل بن سعد سے کہا کہ علیؑ کو گالیاں دو۔ سہل نے انکار کیا۔ پھر کہا چلو کہو خدا ابو تراب پر رحمت کرے۔ سہل نے کہا خدا کی قسم یہ نام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔ اور یہ نام آپ کو زیادہ محبوب تھا۔ بخاری۔ طبری۔ ابن مردویہ ابن شایہ۔ اور ابن بیع نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ناامنی ہو گئے تو گھر سے باہر چلے گئے اور مسجد میں جا کر سو گئے رسول اللہ نے جا کر آپ کو پایا۔ اسے ابو تراب اٹھو اسے ابو تراب اٹھو کہا۔ طبری۔ ابن اسحاق اور ابن مردویہ نے کہا کہ عمار نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذوالعشیرہ کی طرف روانہ ہوئے ایک منزل پہنچے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام نے بیدار کیا جو علی علیہ السلام سے فرمایا تھا۔ اے ابو تراب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہا جب آپ کے چہرے کو خاک آلودہ دیکھا۔ فرمایا تم جانتے ہو کہ تمام لوگوں سے زیادہ بد بخت کون ہوگا؟ بد بخت ترین انسان دو ہیں۔ جیمہ تمہو جس نے سازش کی کو نہیں کاٹ دیں گے اور اس سے زیادہ بد بخت وہ ہوگا جو اس کو خضاب آلودہ کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ جناب علی علیہ السلام کی داڑھی پر رکھا۔

علی الشرائع میں قہمی نے تحریر کیا کہ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو زمین میں کام کرتے ہوئے دیکھا۔ ابوہریرہؓ نے فرمایا میں نے ان لوگوں کو ملتا نہیں کروں گا جو آپ کو ابو تراب کی کنیت سے پکاریں۔ آپ نے فرمایا تم میرے بھائی میرے وزیر ہو اور میرے اہل میں میرے خلیفہ ہو۔ حسن بن علی علیہما السلام نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے نذر کرنا ہے جو شخص تیرے اس عمل جیسا عمل کرے اور زمین اس کے لئے گواہی دے گی۔ امیر المؤمنینؑ اپنے بھائی کو زمین پر گرہاتے تھے اور ایک دیرانہ زمین پر یہ عمل بجا لاتے تھے تاکہ وہ زمین قیامت کے روز آپ کی اس بات پر شہادت دے سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کو اس حالت میں دیکھتے کہ خاک آپ کے چہرے پر جاتی تھی تو آپ فرماتے اسے ابو تراب اس طرح کیا کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح چاہتے آپ کو غلط فرماتے۔

ایک روایت میں ہے کہ جناب علیؑ علیہ السلام کی کنیت ابو تراب اس سے پڑی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تم سب سے پہلے شخص ہو گئے جو قیامت کے روز اپنے سر سے مٹی جھاڑو گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب ہم علیؑ کو ابو تراب کہتے ہیں۔ تو ہم علیؑ کی مدح کرتے ہیں۔ لوگ حضرت علیؑ علیہ السلام کو اصلع قریش بھی کہتے تھے۔ کیوں کہ جنگوں میں سر پر اکثر خود استعمال کرنے کی وجہ سے آپ کے سر کے بال اگلے حصے سے جھڑ گئے تھے۔ ابن عباس نے کہا کہ علیؑ انزع شرا سے ہیں۔ اور بطین علم کی وجہ سے ہیں۔ اور یہ ایک مدح ہے۔

علی الشرائع قہمی نے تحریر ہے کہ امیر المؤمنینؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل اپنے بندے کے ساتھ عہد نامہ کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اصلع بنا دیتا ہے۔ اس کے سر کے بال (اگلے حصے کے) جھڑ جاتے ہیں۔ اور وہ شخص میں ہی ہوں۔

امیر المؤمنینؑ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ میں سیف اللہ ہوں۔ اللہ کے دشمنوں کے لئے اور اللہ کی رحمت ہوں اللہ کے اولیاء کے لئے۔

نام میں اس
کتاب کا
لی دیدیہ
اور وہ علیؑ کے
ش کے میں تراب

و فرطتے ہوئے
اور کرامت
علیؑ کے شیعوں
ہم بن سعد
سہل نے کہا

بکری۔ ابی مرویہ
اللہ علیہما سے نا اہل
سے ابو تراب اٹھو

ابن اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس کلام نے
سب آپ کے

کاف بد بخت ترین
ت وہ ہو گا جو

ابن مسعود نے اصول الحدیث میں خبر کو شعی نے شرف الہی ہی اور شیروہ نے فردوس میں روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں آنحضرت کو یا ابا کہہ کر پکارتے تھے حضرت امام حسین اپنے باپ کو ابو العباس اور حضرت امام حسن ابو الحسن کہہ کر پکارتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تب وہ نون غمزہ اوسے حضرت علی علیہ السلام کو باپ کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک روایت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حسن اور حسین نے مجھے باپ کہہ کر نہیں پکارا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔

نظنہ ی نے حضرات میں تحریر کیا ہے کہ حضرت داؤد بن سیمان نے کہا کہ میں نے ایک شیخ کو جملہ پر سوار دیکھا جسے لوگوں نے گھیر رکھا تھا میں نے کہا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ شہنشاہ عرب ہیں اور یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

باب ہم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے جہاد کے مختصر واقعات

جناب امیر علیہ السلام کے جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جہاد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کئے۔ اور دوسرے وہ جہاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جس جہاد میں حصہ لیا اس میں گام ہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

۱۔ جنگ بدر

مسلم اور بنی نضیر میں ہے کہ آیت ہذا خصمان مومنین اور کفار کے چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ حمزہ۔ عسیدہ۔ علی۔ وید۔ عقبہ اور شیبہ ہیں۔ بخاری میں تحریر ہے کہ ابو ذر قسم کھا کر بیان کرتے تھے کہ خدا کی قسم یہ آیت انھیں لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے (حمزہ نے وید کو عسیدہ نے عقبہ کو۔ اور علی نے شیبہ کو قتل کیا) عطاء بن خیشم۔ قیس بن عبادہ۔ سفیان ثوری۔ عیسیٰ بن جابر اور ابن عباس

روایت کرتے ہیں کہ آیت والذین کفروا قطع لہم شہاب من ناز عتہ شیعہ اور ولید کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور ان اللہ یدخل الذین امنوا وعملوا الصالحات جنات ما صراط الحمید جناب امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام جناب حمزہ اور عبیدہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اسباب النزول میں قیس بن سعد بن عبادہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی۔ ہے اور ہمارے مقابلہ کرنے والوں کے متعلق آیت عذاب الخریق تک نازل ہوئی۔ ابن عباس نے کہا کہ آیت م حسب الذین اجتروا انتہیات بد کے روزان چھ آدمیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ شیعہ قتادہ اور ابن عباس نے آیت دانہ ہوا ضحک داب کی اضمحلال سے مراد امیر المؤمنین حمزہ اور عبیدہ ہیں جنہوں نے بدر کی جنگ کے روز مسلمانوں کو ہنسایا اسکی تے کفار مکہ مراد ہیں۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رو لایا حتی کفرل کیا (زہر دیا) اور جہنم میں داخل ہوئے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا۔ ویش الذین امنوا وعملوا الصالحات حمزہ علی اور عبیدہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ابو یوسف نسوی میں قبیعہ بن عقیبہ ثوری سے وہ منسود سے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے آیت ام یحیی الذین امنوا وعملوا الصالحات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت علی۔ حمزہ اور عبیدہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کالمفسدین فی الارض عتہ۔ شیعہ اور ولید کے بارے میں نازل ہوئی۔

آیت کیا ہے
میں آنحضرت
عمن کہہ کر
اکو باپ کہہ
ہم کی زندگی

میں کو جملہ
عرب ہیں

میں

نے عقبہ پر حملہ کیا۔ اس کے سر ایسی تلوار لگائی جس سے اس کی کھوپڑی شکافتہ ہو گئی۔ عقبہ نے عبیدہ کی پٹن پر ضرب لگائی جس نے گہرا زخم کر دیا۔ دونوں زمین پر گر پڑے۔ شیبہ نے حمزہ پر حملہ کر دیا۔ آپس میں تلوار اٹھاتے لگیں تلواروں پر دندنے پڑ گئے۔ علی علیہ السلام نے ولید پر حملہ کر دیا۔ اس کے شانے پر ایسی تلوار لگائی کہ وہ اس کی نعل سے نکل گئی۔

ابانہ نعل میں ہے۔ حمزہ اور شیبہ گتھم گتھہ ہو گئے۔ مسلمانوں نے کہا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ کتنا آپسے چچا پر بھونک رہا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس پر حملہ کر دیا۔ کہا اسے چچا آپ کا سر مجھے روند رہا ہے۔ حضرت حمزہ قدیم بہت لمبے تھے۔ حمزہ نے اپنا سر شیبہ کے سینے میں داخل کیا۔ جناب علی علیہ السلام نے شیبہ پر تلوار لگائی جس سے وہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر عقبہ کے پاس آئے جس میں ابھی رت جاباں باقی تھی۔ اور اس کا کام تمام کر دیا۔

جمع البیان میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جنگ بدر میں ستر آدمیوں کو قتل کیا۔

ارشاد میں ہے کہ ۳۵ آدمیوں کو — زید بن وہب نے کہا کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے حدیث بدر کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ ہم لوگوں نے شرکین کے ستر آدمی قتل کئے۔ اور ستر آدمیوں کو قید کیا۔ محمد بن حنفیہ نے کہا کہ اکثر مشرکین حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

بخاری کی فائق میں ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ میں نے جناب علیؑ کو اپنا گھوڑا ہٹکاتے ہوئے دیکھا۔ پورا آپ فرماتے تھے ۵

بازل عن ابن حدیث سنی مخنف اللیل کافی جینی

مثل هذا ولدتني اهي

مرزبان نے کتاب اشعار الملوك والنفای میں تحریر کیا ہے کہ علی علیہ السلام شجع العرب تھے۔ بدر کی جنگ میں مشرکین پر حملہ کر کے انہیں بے گایا اور فرماتے تھے ۵

بن یا کلوا التمر بظھر مکه من بعد حاجتی تكون البركة

۲۔ جنگ احد

ابن عباس نے کہا آیت ثم انزل علیکم من بعد الغم آمنة فهاشأ یغشی طائفہ

منکم و طائفۃ قد اہمتہم انفسہم علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
 کتاب شیرازی میں سفیان ثوری واصل سے وہ حسن سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اس آیت
 کے تحت و امفیوز من استطعت منہم بحدیث کہ شیطان نے احد کے روز شکر رسول اللہ میں آواز
 بند کی کہ محمد قتل کر دینے گئے۔ کہا خدا کی قسم شیطان امیر المومنین کے خلاف اپنا لشکر سواروں اور پیادوں کی
 صورت میں لے آیا۔ خدا کی قسم ہر ایک شخص نے پیادہ ہو کر امیر المومنین علیہ السلام کے خلاف جنگ کی۔ وہ شیطان
 کی پیادہ فوج تھی۔

تاریخ طبری آغانی، اصفہانی میں ہے کہ احد کی جنگ کے روز شکر کفار کا علمدار طلحہ بن عبد اللہ عبد ری
 تھا۔ اس نے بنی نضیر کا کہا۔ اے گروہ اصحاب محمد! تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلدی قہاری تلواروں
 کے فیصلے دونوں میں بھیجے گا۔ اور ہماری تلواروں سے تمہیں جنت میں بھیجے گا۔ تم میں کوئی ہے جو میرا مقابلہ کرے
 قتادہ کا بیان ہے کہ علی اس کے مقابلہ کو نکلے آپ نے تلوار مار کر اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ اور اس کی
 دھڑکھڑاہٹ میں، شرمگاہ کھل گئی اور یہی قول ابن عباس اور کلثبی کا ہے۔

روایات کثیرہ ہیں ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس کے مقدم سر پہ تلوار کا وار کیا جس سے اس
 کی دونوں آنکھیں ظاہر ہو گئیں۔ کہا اے ابن عم میں تمہیں اللہ اور رحم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں۔ مجھے
 پھوڑ دیجئے۔ اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔ پھر اور لوگ آپ کے مقابلہ میں آئے آپ نے آٹھ آدمیوں کو
 قتل کیا۔ کفار کا علم حو اب عبد حبشی نے لیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کے ہاتھ پر ضرب لگائی۔ اس
 نے علم بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ آپ نے اس پر پستی تلوار لگائی۔ اس نے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کو اپنے
 سینے کی جگہ ملا کر علم کو تمام لیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے سر پہ تلوار ماری۔ علم گر پڑا۔ غمہ بنت حارث
 بن علقمہ بن عیدار نے علم اٹھا لیا۔ اسے بھی گرا دیا گیا۔ اور مشرکین بھاگ گئے۔ مسلمان مال غنیمت لوٹنے میں
 مصروف ہو گئے۔ اور مشرکین نے واپس آ کر مسلمانوں کو شکست دی۔ غمہ نے کہا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔
 کہ مجھے اس قدر ڈر رہا تھا کہ میں اپنے نفس کو قابو نہیں کر سکتا تھا۔ میں
 اپنی تلوار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے لڑ رہا تھا۔ جب میں واپس لوٹا تو رسول کو نہ دیکھا۔ میں نے اپنے

دل میں خیال کیا کہ رسول اللہ بھاگ تو سکتے نہیں اور میں نے دیکھا کہ آپ مقتولوں میں بھی نہیں ہیں میں نے خیال کیا کہ ہمارے درمیان سے اٹھائے گئے ہیں میں نے اپنی تلوار کے میان کو توڑ دیا۔ اور دل میں کہا کہ میں اس وقت تک لڑتا رہوں گا۔ حتیٰ کہ خود قتل ہو جاؤں گا۔ میں نے مشرکین پر حملہ کر دیا۔ میں نے ان کو ہٹا دیا۔ ناگاہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جو غشی کی حالت میں زمین پر پڑے ہیں۔ میں آپ کے سر کی جانب کھڑا ہو گیا۔ میری طرف دیکھ کر فرمایا: لوگوں کا لے علی کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کافر ہو گئے ہیں۔ اور وہ دبا کر دشمن سے بھاگ گئے اور آپ کو ان کے حوالے کر گئے ہیں۔

تاریخ طبری۔ آغانی۔ اصفہانی منادی ابن اسحاق اور اخبار ابی رافع میں تحریر ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ایک گروہ کو دیکھ کر فرمایا: اے علی! ان پر حملہ کر دو۔ آپ نے حملہ کر کے انھیں پرانڈہ کر دیا۔ اور عمرو بن عبد اللہ جحفی کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ایک گروہ کو دیکھا۔ فرمایا: ان کو مجھ سے ہٹا دو۔ آپ نے ان پر حملہ کر کے انھیں تتر بتر کر دیا۔ اور شیبہ بن مالک عسری کو قتل کیا۔ ابی رافع کی روایت میں ہے کہ ایک اور گروہ کو دیکھا فرمایا: ان پر حملہ کر دو۔ آپ نے ان پر حملہ کر کے شکست دی۔ اور ہاشم بن امیہ مخزومی کو قتل کیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ یہ یقیناً ہمدردی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حل مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں تم دونوں سے ہوں۔ لوگوں نے اس آواز کو سنا۔

لایف الاذوالفقار ولاختی الاعلیٰ

جنگ احد میں ایک حصہ مسلمانوں کا زخمی ہوا۔ ایک حصہ قتل ہوا۔ ایک حصہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ تفسیر تفسیری اور تاریخ طبری میں ہے کہ انس بن نضر عمر اور طلحہ کے پاس پہنچا۔ جو لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہا یکبرن بیٹھے ہوئے ہو یا انہوں نے کہا محمد رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں کہا محمد کے بعد زندہ نہ کر کیا کرو گے؟ اٹھو اور اس بات پر مرجھاؤ۔ جس بات پر رسول اللہ مر گئے ہیں۔ پھر وہ مشرکین کے پاس آیا جہاد کیا اور قتل ہو گیا۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر لیٹا ہوا دیکھ کر ابوسفیان نے اس سے اپنی کامیابی کی اطلاع لی۔ لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف ابھارا۔ حضرت علی علیہ السلام نے جا کر ان کا مقابلہ کیا۔ اور انھیں شکست دی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر احد کی طرف لائے۔ اور بلند آواز سے کہا: گروہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیٹ آؤ۔

حضرت علی علیہ السلام کی تنوار ٹوٹ گئی بنی اکرم صلعم نے فرمایا: اس تنوار کو لے لو۔ حضرت نے خود اعتقاد کو لے لیا۔ ہر مشرکین کو شکست دی۔

انہیں میں ہیں
اور دل میں کہا
ویا میں تے
میں آپ کے
یا رسول اللہ

اللہ صلعم نے
متحدہ کر دیا۔
پڑھا دو۔ آپ
نے کہ ایک
کو قتل کیا جبرائیل
اور میں علی

بھاگ گیا۔
میں بیٹھے ہوئے
تدہ نہ کر کیا
پاس آیا جہاد

کی کھال لی۔
شکست دی
پٹ او

ابو رافع نے بطریق کثیرہ روایت کی ہے کہ احمد کے وزیر مشرکین بیٹ کر روم کے مقام پر پہنچے۔ تو انہوں نے کہا: نہ تم نے تنواری لڑکیوں کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ ورنہ ہی تم کو قتل کیا۔ واپس پٹ او جنوں۔ یہ آیت رسول اللہ صلعم کو معلوم ہو گئی۔ آپ نے نزع کے ایک کبرہ کے ساتھ علی علیہ السلام کو ان کے پیچھے بھیجا جب منزل پر اترنے لگے تھے وہ وہاں جناب نبی صلعم کو موجود دیکھتے تھے اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ الذین استجابوا للہ ورسول من بعدہ اصحابہم اللہ ح ابو رافع کی خبر میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کے زخم پر اپنا لعاب دمن لگایا اور آپ کو مشرکین کے پیچھے روانہ کیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۔ جنگ خبیہ

ابو کریب ابو محمد بن یحییٰ ازوی اپنی اپنی امالی میں محمد بن اسحاق اور عماد بن ابی ہاشم معاذی میں۔ نظری اور بلاذری اپنی اپنی تاریخوں میں ثعلبی اور واحدی اپنی اپنی تفسیروں میں احمد بن حنبل اور ابو یوسف موصلی اپنی اپنی مسند میں۔ احمد۔ سمعانی اور ابوالسعداوات فضائل میں۔ ابوالفتح حلیہ میں۔ شمسی اعتقاد میں ابوبکر بن جعفری و لائل النبوتہ میں ترمذی جامع میں۔ ابن ماجہ سنن میں ابن بطہ ابانیہ میں، ابویقول سے عبد اللہ ابن عباس عبد اللہ بن عمر سہل بن سعد سلم بن اوع۔ برید اہلی۔ عمر ابن بن حصین۔ عبد الرحمن بن ابی بکر اپنے باپ سے ابو سعید خدری جابر بن عبد اللہ انصاری۔ سعد بن ابی وقاص اور ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں جب حرب مقابلہ کے لئے نکلا۔ تو رسول اللہ صلعم نے مہاجرین کے ساتھ ابوبکر سفید خنجر دے کر بھیجا۔ آپ ناکام واپس آئے۔۔۔۔۔ اس کے حضرت عمر کو بھیجا۔ یہ بھی ناکام واپس آئے بنی سلم کو یہ بات بری معلوم ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں علم اس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہوگا۔ بار بار حملہ کرنے والا ہوگا جہاں گئے گا نہیں۔ اور یہ کو بڑی قوت لے لے گا

ایک روایت میں ہے کہ خبیہ کو پوری طرح سے لے لے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اس

وقت تک واپس نہیں آئے گا حتیٰ کہ اللہ عزوجل اس کے ہاتھوں فتح دے گا۔

بخاری اور مسلم میں تحریر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم دینے کے متعلق فرمایا تو لوگ ساری رات ذکر کرتے رہے کہ دیکھئے علم کس کو ملتا ہے۔ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ علم اس کو ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ کہا کہ آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بلایا۔ جب آپ آئے تو آپ کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا۔ اور آپ کے حق میں دعا کی آپ ٹھیک ہو گئے اور آپ کو علم مل گیا۔ ابن جریر اور محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ صبح کو قریش نے ایک دوسرے کو کہا کہ حضرت علی سے تمہارا چھڑکارہ ہو گیا اس کی آنکھوں میں تو آشوب کی تکلیف ہے اور وہ تو اپنے قدموں کو نہیں دیکھ سکتے۔ صبح کے وقت فرمایا میرے پاس علی کو لاؤ۔ انھوں نے کہا آپ تو آشوب چشم کی تکلیف سے فرمایا کسی کو بھیج کر ان کو بلاؤ علی بغلہ پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ آپ کی آنکھیں قطری چادر کے ایک ٹکڑے سے بندھی ہوئیں تھیں سلمہ بن اکوع آپ کا ہاتھ پڑے ہوئے تھے۔ آپ بنی سلمہ کے پاس آئے۔ حدیث کی روایت میں ہے کہ جناب علی علیہ السلام کے پاس بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابوذرؓ کو بھیجا۔ دونوں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جناب علیؓ علیہ السلام کا اپنی لالہ پر رکھ دیا۔ آپ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے گویا کہ آپ کی آنکھوں میں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ آپ نے فرمایا: علم ملے تو اور چلے جاؤ۔ جب بنی سلمہ تیرے ساتھ ہیں نعمت تیرے آگے ہے تیرا رب قوم کے سینوں میں قائم ہے۔ اے علیؓ جان لو کہ یہ لوگ یہودی اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ انھیں ایک ایسا شخص تیار کرے گا جس کا نام ایسا ہوگا۔ جب ان سے ڈیڑھیر ہو تو کہو میں علی ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ رسوا ہوں گے۔ فضائل سعانی میں ہے کہ سلمہ نے کہا کہ امیر المؤمنین تیز تیز تشریف لے جا رہے تھے۔ قلعے نیچے ایک پتھر کی چٹان پر علم گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے قلعہ کے اوپر سے کہا تم کون ہو؟ آپ نے جواب میں فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا (اپنے اصحاب سے) جو چیز موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اس کی دوسری تم مغلوب ہو گئے۔

کتاب ابن بطہ میں سعد بن جابر۔ ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام تیز تیز جا رہے تھے سعد

کہتے تھے۔ ابو الحسن ذرا مبالغہ روی اختیار کیجئے۔ تاکہ لوگ بھی آپ سے بل جائیں۔ مرحب جمع یہود کے مقابلہ کو نکلا جس نے زہرہ اور پیچتر کا خود پہنا ہوا تختہ جو پیچتر میں سوراخ کمال کر بنا گیا تھا جو اندھے کی طرف تھا۔ اور یہ جڑ پڑھنا تھا۔

قد علمت خیبرانی مرحب ثالث سلاح بطل محرب
خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں۔ ہتھیاروں سے لیس اور تجربہ کار ہوں
اطمن احبانا و فیا اضرب اذا للمیوت اقلیت تلتا ہب
جب میں تیرہ زنی کرتا ہوں۔ اور تلوار کا وار کرتا ہوں۔ تو شیر دل بہادر چنچ اٹھتے ہیں۔
حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں یہ جڑ پڑھا ہے

انا الذی سقتنی امی جدر ضرغام آجام دلیث قسور
میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا۔ کھار کا شیر اور غصناک شیر ہوں
علی الاعدای مثل ریح مصرۃ اکیکم بالسیف کیسل السند
اضرب بالسیف رقاب الکفور
سخت اندھنی کی طرح دشمنوں کے ہوش اڑا دیتا ہوں۔ پوری قوت سے تمہیں تلوار پر رکھوں گا۔
میں تلوار سے کافروں کی گردنیں اڑاؤں گا

مکمل کا بیان ہے کہ مرحب پیچھے ہٹ گیا۔ کیوں کہ اس کو اس کی دایہ نے کہا تھا کہ اس کا قاتل غالب کل غالب حیدر بن ابی طالب ہے۔ ابلیس نے شیخ کی شکل میں آکر کہا یہ وہ حیدر نہیں ہیں۔ دنیا میں حیدر نامی اشخاص بہت ہیں۔ یہ سن کر واپس آیا۔

طبری اور ابن بطہ نے کہا حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے مقدم سر پر نرب رکائی۔ پتھر اور خود ٹوڑے ٹکڑے ہو کر اس کے سر میں کھس گئے۔ حتیٰ کہ تلوار اس کی ڈاڑھوں میں دراٹی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے قلعہ فتح کر لیا۔ طبری نے ناصخ اور مناقب میں احمد نے فضاہل اور مسند الانصار میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امیر

اس واقعہ کو مفصل طور پر ہماری کتاب کنوز المعجزات میں ملاحظہ فرمائیے۔ جو علامہ قطب الدین راوندی کی کتاب الخراج و الخراج کا ترجمہ ہے۔ کتاب مکتبۃ السابہ ہے۔ چاہئے والا کوئلہ تو ہے خان طمان مغربی یا کنانی سے منسلق ہے ۱۲ جرم

لوگ ساری رات
لاضر ہوئے۔ ہر
پس؛ کہا کہ

با۔ اور آپ
ایست میں ہے
لکھوں میں تو
پس علی کو لاؤ۔
تواریک شریف
کا ہاتھ پڑے

پاس بنی
نے بنی اکرم
والا۔ آپ

اور چلے
نوں میں قائم
تخص تباہ کرے

ہوں گے۔
قلعے
آپ نے
موسے علیہ

تھے سعد

علیہ السلام کی تلوار کی ضرب کی آواز کو تمام شکر نے سنا۔

مسلمہ میں سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام نے حرب کے ساتھ لڑنے سے کیا تو اسی وقت فتح حاصل ہو گئی تھی۔ نیز ابن ماجہ میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حرب کو قتل کیا اور اس کا سر قلم کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔

سماعی نے حدیث ابن عمر میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے آپ نے فرمایا میں کل علم اس شخص کو دے دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص کو دوست رکھتا ہوگا۔ اللہ اس کے ہاتھوں فتح دے گا۔ ابن عمر نے کہا علی علیہ السلام نے انصاری کے قتل کو پا کر اس کے بھائی سے حوالے کیا۔ اس نے اسے قتل کر دیا۔ خدا کی قسم نبی اکرم کا آخری آدمی ابھی تک تمہارے پاس نہیں پہنچا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کے قبضے میں داخل ہو گئے۔ وہ یہودیوں میں مقیم تھے۔ انھیں انصاری نے قتل کر دیا اور انھیں انصاری نے قتل کر دیا۔ اور غنم مال غنیمت نصف علیہ السلام کو اور باقی نصف تمام صحابہ کو دیا۔ شعیبہ بن قتادہ حسن اور ابن عباس نے کہا جبریل علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو علم دیتے ہیں۔ اسے محمد! میں نے جبریل علیہ السلام کو علی علیہ السلام کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ مجھے میری عورت اور بھائی کی قسم اللہ تعالیٰ نے جو پتھر علی نے پھینکا ہے جبرائیل نے جی پتھر پھینکا ہے۔ اسے محمد! علی کو خیر کے مال کے دو حصے دو ایک حصہ اس کا اور دوسرا حصہ جبرائیل کا۔

۴۔ جنگ خندق

ابن مسعود اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ دکنی اللہ امومنین لقتل حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے آپ نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا۔ ابو نعیم اصفہانی نے خیما نزل القرآن فی امیر المومنین میں بالاسناد سفیانہ ثوری سے وہ ایک آدمی سے وہ مرہ سے وہ عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جماعت مفسرین نے کہا اذکر وانذرتہ اللہ علیکم اذ جاتکم جنود یوم الاحزاب حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے اجتماع کا علم ہوا۔ سلمان کے مشورے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کو ہودوا یا بیحوق اور عورتوں

کو محفوظ مقامات پر رکھنے کو کہا۔ مشیر کلین ثم اس بار کائنات نے بچانے میں مصروف تھے۔ عمرو بن عبدود تہ اسوار کے برابر
شمار ہوتا تھا۔ اسے فارس میں کہا جاتا تھا۔ قریش کے قافلہ کے ساتھ آ رہا تھا۔ کہ عیسیٰ کے مقدم پر بنو بکر
نے قحط کیا۔ اپنے ساتھیوں سے ہوا۔ تم چلے جاؤ۔ وہ چلے گئے۔ ایکے نے بنو بکر کا مقابلہ کیا اور انہیں مار
بٹکایا۔ عمرو خندق پار کے کہنے لگا کہ کوئی مقابلہ کرنے والا ہے۔ سہانہ میں سے رہنے میں گپیز کرتے تھے۔
بنی صلعم کے خیمہ پر نیزہ مار کر کہا۔ اسے تہ مقابلہ کے لئے تیار ہو۔ بنی اکرم علی اللہ نبیہ والہ وسلم نے فرمایا۔
جو شخص اس کا مقابلہ کرے گا۔ اس کے لئے میرے بعد امامت ہوگی۔ مسلمانوں کو اس کے پاس آنے
کی ہمت نہ ہوئی۔ حذیفہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! میرے قریب ہو جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنا علمہ صحابہ آثار کر علی علیہ السلام کو پشایا۔ اور اس کے نو بیچ لگا سے۔ اپنی تلوار وی قبایا چلے جاؤ۔
پھر فرمایا۔ اے عبود! اس کی مدد کرنا۔ آپ نے عمرو کو قتل کیا۔ بنی صلعم نے فرمایا۔ خراج الایمان سا سورہ
الی الکفر سا سورہ تمام ایمان تمام کفر کے مقابلہ میں جاری ہے۔

طبری اور ثعلبی میں موجود ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ اسے عہد دیا کہ تم جاہلیت کے زمانے
میں کہا کرتے تھے کہ جو شخص مجھ سے تین سوال کرے میں اس کا ایک سوال قبول کرتا ہوں اس نے کہا
ہاں الیہا ہی ہے فرمایا میں تجھے کلمہ **لا اے اللہ وان محمد**۔ خدا رسول اللہ اور کورب العسکین
پر اسلام لاؤ۔ یا جہاں سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ۔ کہا قریش کی عورتیں ہمیشہ فتنہ دیں گی۔ فرمایا۔ اچھا نیچے
اتر کر میرے ساتھ آؤ۔ یہ سن کر عمرو بنس پڑا۔ کہا میں تجھ ایسے کریم آدمی کو قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ اور
میرا باپ میرا دوست تھا۔ آپ نے فرمایا میں تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔ دونوں میں لڑائی ہو گئی۔ عمرو نے
حضرت امیر علیہ السلام کے سر پر تلوار رکائی۔ اس کو شکافہ کیا۔ تلوار سر کے اندر آئی۔ حضرت امیر علیہ السلام
نے اس کے شانے پر تلوار لگائی۔ وہ زمین پر گر پڑا۔

حذیفہ کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس کے پاؤں پر تلوار لگائی۔ جن کی وجہ
سے وہ گدی کے بل گر پڑا۔ جابر نے کہا کہ دونوں کے درمیان گرد و غبار اٹھا جس نے گرد و غبار سے
حرف تکبیر کی آواز سنی۔ عمرو کے ساتھیوں کو بٹایا۔ ان کے گھوڑے خندق پھانڈ کر بھاگ گئے مسلمان تکبیر
کہتے ہوئے دوڑے انہوں نے جاکر دیکھا کہ عمرو بن عبدود ایک پاؤں کے ساتھ علی علیہ السلام سے جنگ
کر رہا ہے۔ اپنا کٹا ہوا پاؤں علی کی طرف پھینک دیا۔ اس سے دو آدمی ڈر گئے اور خندق میں جا گرے۔

فتح حاصل ہو

اگر کے رسول

خبریں گزارنا

کا۔ جو

اللہ اس

کافی سے

مقابلہ علی

بن سعد

بلا میں نے

تے محمد

قسم ال

کے دو حصے

بن

حکم

عوی

کے

کو

وڑوں

طبری نے کہا کہ مسلمانوں نے نوفل کو خندق میں گرتے ہوئے دیکھا۔ اُسے پتھر مارنے لگے۔ کہا اس سے تو امیر اُقتل کرنا بہتر تھا۔ تم میں سے کوئی اتر کر میرے ساتھ لڑائی کرے۔ حضرت علی علیہ السلام نے خندق میں اتر کر اس کی ہنسی پر تلوار لگائی اس کا قصہ پاک کیا۔ پھر مینہ بن عثمان عبد ربی کو زخمی کیا۔ وہ مکہ میں جا کر مر گیا جناب علی علیہ السلام رسول اکرم صلعم کی خدمت میں عمرو بن عبدود کا سر لائے۔ صحابہ نے آپ کا استقبال کیا حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا سر پوچھا۔ ہاجرین اور انصار نے کہا ہم جب تک زندہ رہیں گے آپ کے شکر گزار رہیں گے۔ واقعہ بخیر بن سوارزمی نے عبد الرحمن سعدی سے باسناد بیان کیا ہے۔ وہ بہرام بن حکیم سے وہ اپنے باپ واداسے وہ بنی صمعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالبؓ کا عمرو بن عبدود نے منافقہ میں نکلنا افضل من عمل امتی الی یوم القیامۃ میری امت کے قیامت تک ہونے والے عمل سے افضل ہے۔

ابوبکرؓ عیاش نے کہا کہ جناب علی علیہ السلام کی ضربت اسلام میں بڑی اہمیت والی تھی۔ جو عمرو بن عبدود کے سر پر پڑی۔ اور جو ضربت عمرو نے علی علیہ السلام کے سر پر لگائی وہ اسلام میں منحوس ترین ضربت تھی کہا گیا ہے کہ ابن ہبم نے علی علیہ السلام کے سر پر جو ضربت لگائی تھی۔ وہ اس جگہ جا کر لگی تھی۔ جہاں عمرو بن عبدود نے ضربت لگائی تھی۔

۵ غزوہ ذات السلاسل

سلاسل چشمہ کا نام ہے۔ ابوالفتح اسم بن شبل الوکیل۔ ابوالفتح الجفاری اپنی اپنی اسناد سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ مقاتل، زجاج، وکیع، ثوری، سدی، المصالح اور ابن عبد بن بیان کرتے ہیں کہ بنی اکرم علی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو سات سو آدمی دے کر داوی کی طرف روانہ کیا۔ جب داوی میں پہنچ کر نیچے اترنا چاہا۔ تو کفار آگے بڑھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کو شکست دی۔ اور مسلمانوں کی جمعیت کثیرہ کو قتل کیا۔ واپس بنی صمعم کی خدمت میں لوٹے۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو روانہ کیا۔ یہ بھی شکست کھا کر واپس آئے۔ عمرو بن عاصؓ نے کہا یا رسول اللہ صلعم جنگ دھوکہ ہے مجھے روانہ فرمائیے میں ان سے زیادہ دھوکہ باز ہوں۔ وہ شکست کھا کر واپس آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ خالد کو بھیجا۔ وہ بھی اسی طرح واپس آئے۔ آنحضرت صلعم کو یہ بات ناگوار گذری۔ آپ نے علی علیہ السلام کو بلایا۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا اب

میں نے کار غیر فرار کو بھیجا ہے اور آپ مسجد احزاب تک حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ گئے۔ لوگ راستہ چھوڑ
 کچلے راستہ کو چلتے دن کو چھپ رہے جاتے۔ انہیں لے کر وادی کے دہانے پر پہنچے۔ انہیں حکم دیا کہ گھوڑوں
 سے اتر پڑیں اور انہیں ایک جگہ پر کھڑا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس جگہ کو نہ چھوڑنا۔ آپ نے ان سے الگ ایک
 اور جگہ قیام فرمایا۔ خالد نے کہا ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ اس لڑکے نے ہمیں ایسی
 وادی میں آمارا ہے جس میں سانپ نہ ہر پلے کھڑے اور پھاڑنے والے جانور ہیں۔ اور ہمارے گھوڑوں
 کو کھا جائیں گے۔ سانپ ہمیں اور ہمارے گھوڑوں کو ڈیس گئے۔ جب ہمارے دشمن کو ہمارا علم ہوگا۔ تو
 ہمیں قتل کر دے گا۔ جناب علی سے بات کرو۔ اور اس وادی کو عبور کر جاؤ۔ اس بارے میں حضرت ابو بکر نے بات
 کی۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر نے کہا آپ نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ عمرو بن عاص نے کہا ہمیں
 اپنی جان ضائع نہیں کرنی چاہیے۔ میرے ساتھ چلو وادی کو عبور کر لیں۔

روایات اہل بیت علیہم السلام میں ہے کہ زمین نے ان کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ مع کو امیر غیبیہ
 اسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں بہکت دے سوار ہو جاؤ۔ پہاڑ پر چڑھ گئے جب ذرا نیچے اترے۔ تو قوم
 سے کہا گھوڑوں کو پھوڑ دو۔ گھوڑوں نے گھوڑیوں کی بوسہ گھسی۔ تو ہنسنے لگے۔ قوم نے گھوڑوں کے
 ہنسنے کی آواز کو سنا دم دبا کر بھاگ گئے۔ متقاتل اور زہاج کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں سوائے
 اللہ صلعم کا نام نہ برہوں لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ورنہ تلواریں سے تیریں مار دیاں گا
 انہوں نے کہا اس طرح چلے جاؤ جس طرح پہلے میں چلے گئے ہیں۔ تم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ حضرت علی
 علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں جاؤں گا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہ سن کر یہ گھبرا گئے۔ حضرت امیر علیہ السلام
 کی خدمت میں سات سو ت آدمی آئے۔ انہوں نے حضرت سے صلح کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام
 لاؤ یا مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان سے ایک کے بعد دوسرا مقابلہ کئے لئے نکلا ان کا آخری آدمی سعد بن
 مالک عجل تھا۔ بتو ملہ کا مالک تھا حضرت علی علیہ السلام نے ان کو قتل کیا بعض وجہ گئے شدت کھاکر
 بعض قطع میں داخل ہو گئے بعض نے امان چاہی بعض اسلام لائے۔ سوانوں کی کنجیاں حضرت علی علیہ السلام
 کی خدمت میں پیش کر دیں۔ ام سلمہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم دو پہ کی غیند سے بیدار ہوئے۔ میں نے
 عرض کیا۔ اللہ عزوجل آپ کی حفاظت کرے۔ کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جبرائیل نے مجھے فتح سے آگاہ
 کیا ہے اور یہ آیت ازل ہوئی۔ والعدایات ضعیفاً

اس سے تو
 میں اتر
 کر گیا جناب
 اللہ کیا حضرت
 زار رہیں گے۔
 وہ اپنے
 کے مقابلہ
 سے لعل

جو عمرو
 ترین حضرت
 جہاں

بیت امام
 بن عبد بن
 کی طرف
 اور مالک
 بھی شکست
 ان سے
 اسی طرح
 فرمایا اب

۶ غزوہ حنین

وہیوم حنین اذا تجيتمكم كشرتمكم فلهن عنكم شيا وضاعت عيكم
الارض بمارحبت شمر وليست مدبرين ثم نزل ميكتبه على رسول الله وعلى امومنين
مومنين سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور دیگر ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے ہیں۔

ابن قتیبہ معارف میں اور ابن عبد البر کشف میں تحریر کرتے ہیں کہ حنین کی لڑائی میں جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ علیؑ ۲۔ عباسؑ ۳۔ فضل بن عباسؑ ۴۔ یوسفیان بن حارث بن عبد المطلبؑ ۵۔ نوفلؑ ۶۔
برسبعہؑ ۷۔ یونسؑ ۸۔ یوسفیان کے بھائی تھے ۹۔ عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلبؑ ۱۰۔ عتیبہؑ ۱۱۔ معتبہؑ ۱۲۔
ابو اسبؑ ۱۳۔ ابی سلمہؑ کا غلام امینؑ ۱۴۔ عباسؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب اور فضلؑ بائیں جانب لڑ رہے
تھے یوسفیان بنہ کے بدکنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین قدم سے ہوتے تھا۔ باقی لوگ آپ کے گرد تھے
حضرت علیؑ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قواریدار رہے تھے جب کہیں گاہ سے نکل کر ابھرے
نئے مسلمانوں پر حملہ کیا تو خاص غیر برائے بھاگ کھڑے ہوتے۔ وہ سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ اس کے ہاتھ میں
سیاہ جھنڈا تھا جس کے سر پر مہا نیزہ لگا ہوا تھا جو ان کے لوگوں کے آگے جا رہا تھا۔ جو اسے قتل سے
بیز سے گھائل کر دیتا۔

مختلف غزوات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا کئی روزہ محاصرہ کیا۔ جناب علیؑ علیہ السلام کو حکم دیا کہ جس چیز کو چاہیں روند دیں۔ اور
ہر بت کو توڑ دیں۔ صبح کے وقت خشم کے گھوڑوں کے درمیان میں بقیہ ہو گئی۔ ان کا ایک بہادر میدان میں نکلا
اور اس نے کہا مقابلہ میں کون آتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کون مقابلہ کرے گا؟ جناب
علیؑ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہ نکلا۔ آپ نے قواریدار است قتل کر دیا۔ اور یوں تو قواریدار دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے جناب علیؑ علیہ وسلم کو دیکھا تو فتح کی تبسیر کی۔ اور آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر لپٹے۔ عید تمام راز و نیاز کی باتیں کہیں
نافع بن عیادان قعد سے ملا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ اور ہنسی سے ہاتھ ہار دیا۔

فتح کے روز قاتل العرب اسد بن عویم میدان میں نکلا۔ نبی اکرم صلیہ وسلم نے فرمایا اس مشہک کی طرف کون جاتا ہے اور میں اس کے لئے جنت کا ثامن ہوں اور میرے بعد امامت اسکے لئے ہے؛ حضرت علی علیہ السلام اس کے مقابلے کو نہ گئے۔ نبی اکرم صلیہ وسلم نے علی کو قرظہ کی طرف بھیجا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ جاؤ جب ظہر ہوئے اور علی علیہ السلام کو دیکھا تو کہتے تھے ہمارے پاس عمرو بن عبدود قاتل آدم ہمارے جناب علی علیہ السلام نے من کر فرمایا شمر ہے اس وقت ماجرہ نے اسد کو غالب کیا اور شمر کے کئی بھائی و بھائیوں کی آپ نے قتل کا محاصرہ کیا جتنی کہ سعد بن معاذ کے حکم پر اطاعت مان لی حضرت علی علیہ السلام نے ان کے دس آدمی قتل کر دیئے جو مصطلق میں سے ایک اور اس کے بیٹے کو قتل کیا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ جب موزن نے شکست کھائی تو ان کا علم ذی النصار کے پاس تھا جب حضرت علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ تو عثمان بن عبد اللہ بن ربیع نے علم لیا۔ اس نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لڑائی کی۔ جتنی کہ حضرت کے ہاتھوں قتل ہو۔ عمرو بن سعدی کرب عرب کا مشہور بہادر تھا اس کی بہادری کا یہ عالم تھا کہ ایک روز عمر بن خطاب نے اسے دیکھ کر کہا خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو پیدا کیا اور عمرو بن سعدی کرب کو یہ شخص حضرت علی علیہ السلام کے مقابلے کے سے نکلا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس کی گزند میں روناں ڈال کر کہیں پناہ تھی کہ وہ اسلام سے آیا۔ عجم کے فتوحات اثر اس کے ہاتھوں واقع ہوئے ہیں۔

۸ جنگ جمل

سہی نے کہا کہ آیت واتقوا فتنة خاص طور پر اہل بدر کی ستن میں نازل ہوئی، انہوں نے فتنہ کا مقابلہ جمل کی لڑائی میں جہاد کے طور پر کیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیت واذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انهم هم المفسدون سے مراد اہل بصرہ ہیں جو جنگ جمل میں شامی سوکر قتل ہوئے بصرہ کی بھائی کے روز میر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کو تلاوت کیا۔ وان نكثوا ايمانهم من بعد عهدهم وطعنوا في دينكم فقاتلوا امة الكفر انهم اعداء للذين آمنوا اللہم صل علیہم۔

بنی قریظہ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا یا علی! ان لوہ و بیعت توڑنے والے کو وہ باغی کہو اور اگر وہ دین سے نکل جائے والوں سے جملہ کر کے۔ ان کا عہد و پیمان کوئی نہیں ہوگا شاید کہ وہ باز آجائیں۔

عمار، حذیفہ، ابن عباس، امام محمد باقر، امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں کہ آیت یا ایہا الذین
امنوا من یردد منکم عن دینہ ضلوف یا قی اللہ بقوم یحب اللہ والرسول حضرت علیؑ کی شان
میں نازل ہوئی ہے حضرت علیؑ علیہ السلام نے بصرہ کی لڑائی کے روز اس آیت کو تلاوت فرمایا اور کہا کہ اس
آیت پر جہاد آج ہوا ہے۔

ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جلتا تھا کہ جنگ جمل واقع ہوگی اس لئے نبیؐ کی عورتوں کے لئے یہ آیت
نازل کی وقرن فی بیوتکمن ولا تبرجن تبرج المحاہدات الاولیٰ گھر میں بیٹھی رہو جاہلیت والی
ٹھٹھا بائٹھ نہ دکھاؤ۔ اور کہا یا نساء النبی من یات منک بفاحشۃ مینۃ یضاعف لہا
العذاب ضعفین اسے نبیؐ کی عورتوں اگر تم میں کسی نے فاحشہ مینہ کیا تو اسے دوگنا عذاب ملے گا۔ فاحشہ
مینہ علی کے ساتھ جنگ کرنا تھی۔ شعبہ شعبی، عشم، ابن مردویہ اور خطیب خوازم نے اپنی اپنی کتب میں بیان
کیا ہے۔ خود ابن عباس، مسعود حذیفہ، قتادہ حازم، ام سلمہ، میمونہ اور سالم بن ابی جعد سے روایت کرتے
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض عورتوں کے خروج کا ذکر کیا یہ سن کر بی بی عائشہ ہنس پڑیں۔ نبی اکرم
صلعم نے فرمایا دیکھو حیرا کہیں تم وہ نہ بن جاؤ۔ پھر علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے ابوالحسن
اگر یہ تیرے قابو میں آجائے تو اس سے نرمی برتنے۔

شرف کے مقام پر بی بی عائشہ کو قتل عثمان اور بیعت علیؑ کی خبر معلوم ہوئی آپ واپس مکہ چلی گئیں۔ مدت کا
انتظار کرتے گئیں۔ طلحہ، زبیر، عبداللہ بن عمر بن کثیر بھی مکہ میں پہنچ گئے جناب علیؑ علیہ السلام کے خذ جنگ
کا تہیہ کر لیا۔ عبداللہ بن عمر کو امام منتخب کیا۔ اس نے کہا تم مجھے علیؑ کے داموں اور پنجول میں پھنساتے ہو
اس سے یعلیٰ بن منبہ من سے اکڑ ل گیا۔ اور انھیں ساٹھ ہزار دینار بطور قرض دیئے۔ بی بی عائشہ نے ام سلمہ سے
سے خروج کرتے کو کہا آپ نے انکار کیا اور قصہ کو کہا ایس نے قبول کیا اپنے گروہ میں بی بی عائشہ نے خروج کیا
عائشہ کسے بصرہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ راستے میں حوٹب کے کتے بھوکنے لگے آپ کہنے لگیں انا لله وانا
الیہ راجعون مجھے واپس لوٹاؤ۔ حوٹب ایک چشمہ کا نام ہے جو حوٹب بنت ہبہ بن ویرہ کی طرف
منسوب ہے۔

عشم کوئی نے ختوح میں باور دی۔ نے اعلام النبوة میں شبیر ویہ نے فردوس میں ابویعلیٰ نے منہ میں۔ ابن
مردویہ نے فضائل ابیر الموشین میں موقوف نے ابیہ میں شعبہ شعبی، سالم بن ابی جعد، اپنی اپنی احادیث میں بلاذری

یہا الذین
ت علی کی شان
کہ اس
یہ آیت
یت والی
لف لہا
طے گا۔ فاشہ
ب میں بیان
یت کرتے
یہ نبی اکرم
ابو اس
مدت کا
سلاف جنگ
ساتے ہو
م سلمہ سے
خروج کیا
نہ دانا
کی طرف
ہیں۔ اور
بلادی

اوپر کی پتی تاریخوں میں لکھتے ہیں کہ جب عائشہ نے کتوں کی بھونکنے کی آواز کو سنا تو کہنے لگیں کہ اس چشمے کا کیا نام ہے
لوگوں نے کہا حوٹب۔ کہنے لگیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میں بھٹک گئی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا تے ہوئے منہ
آپ کے پاس آپ کی عورتیں موجود تھیں۔ کاش کہ میں جانتا کہ تم میں کوئی میری عورت ہوگی۔ جس کو حوٹب کے کتے
جو لگیں گے جس کے دانتیں اور بانیں خلق کثیر قتل ہوئی قتل کے قریب پہنچ کر جانت پالت کی۔

جب عائشہ فریسیہ میں اتریں تو عثمان بن حنیف نے ان کا قصد کیا مان کی آپس میں جگہ ہوئی آخر بات
صلح تک پہنچی آپس میں معاہدہ لکھا کہ دار الامارۃ بیت المال اور مسجد علی علیہ السلام کے آئے تک عثمان بن
حنیف کے قبضہ میں رہے بغیر طبرستان سے اپنے اصحاب سے کہا نہ الی قسم اگر علی بصرہ میں آئے تو
ہماری گردنیں ضرور پکڑ لیں گے۔ تاہم رات میں عثمان پر حملہ کر دو۔ عثمان لوگوں کے ساتھ نماز عشاء خیرہ پڑھ
رہا تھا۔ انھوں نے اس کے پیچاس آدمی قتل کر دیئے۔ جو اس کو گرفتار کر کے اس کے بال اوڑھ لائے اور بچ ڈالی۔ اور
تفید کر دیا۔ سہل بن حنیف کو معذور ہوا۔ اس نے طبرستان اور نہر کی طرف خط لکھا کہ اگر تم نے عثمان بن حنیف
کو نہ چھوڑا تو تمہارے قریب ترین رشتہ دار قتل کر دے جائیں گے۔ انھوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر طبرستان اور
زبیر نے عبداللہ بن زبیر کو ایک جماعت دے کر بیت المال کی طرف روانہ کیا۔ اس نے ہوسلی زہی کو بچا لیا
آدمیوں کے ساتھ قتل کر دیا۔

عائشہ نے حنف کو بڑھ بھجا۔ اس نے انکار کیا۔ وہ جھکائے مقام پر جو بصرہ سے دو فرسخ پر ہے بیٹھ گیا۔
اس کے پاس چھ ہزار آدمی تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے سہل بن حنیف کو مدینہ کا قسطن بن عباس کو۔ کا
حاکم بنایا۔ اور خود چھ ہزار فوج کے کر رہہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں ذی قعدہ شریف لائے۔ حسن اور
عمار کو کوفہ میں بھیجا۔ اور کوفہ والوں کی طرف خط لکھا۔ اللہ کے بندے اور اس کے ولی علی امیر مومنین کی طرف
سے یہ خط ہے۔ اہل کوفہ کی طرف یہ بہترین انصار اور عرب کی کوبان ہیں۔ آپ نے اس خط میں قتل عثمان اور ظلمہ
زبیر اور عائشہ کے فعل کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا۔ ہجرت کا گھر (مدینہ) اپنے اپنے واپسوں کے ساتھ تہ و تاب ہو گیا۔ اور
وہ اس کے ساتھ زبیر ہو گئے ہیں۔ مدینہ بنشویا کی طرح اہل مدینہ اپنے اپنے گھر آگیا اپنے ہمیر
کے پاس جہدی پہنچے۔ اپنے دشمن کی جہد خبر لیو۔ جو دو دنوں کو پہنچے تو ابو موسیٰ اشعری نے کہا۔ اے اہل کوفہ اللہ
سے ڈرو۔ اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔ ومن یقتل مومن متحداً مجترماً
جہنم عمار نے اسے چپ کرادیا۔ ابو موسیٰ نے کہا۔ یہ عائشہ کا خط ہے آپ مجھے حکم دیتی ہیں کہ تم اہل کوفہ

کو روکو۔ تم نہ ہمارا ساتھ دو۔ اور نہ ہی ہماری مخالفت کرو تاکہ ان کے درمیان کوئی بہتر صورت نکل آئے۔
 ہمارے کہا اللہ تعالیٰ تو عائشہ کو گھر میں بیٹھنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ کھڑی ہو گئی ہے۔ اللہ ہمیں قیام کا حکم دیتا
 ہے تاکہ ہم قنہ کو مٹا دیں۔ کیا ہم بیٹھ جائیں۔ زید بن صوحان اور مالک اشتر اپنے اپنے اصحاب کے درمیان کھڑے
 ہو گئے۔ انہوں نے ابو موسیٰ کو ڈرایا۔ صبح کے وقت زید بن سعد خان نے یہ آیت تلاوت کی ماحم حسب

الناس ان یترکوا ان یقولوا اعداؤہم لایفتنون پھر کہ اسے لوگو! امیر المؤمنین کے پاس چلو۔ تمام کے
 تمام آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ تاکہ وہ آیت پڑھ کر حق کو پڑھیں۔ پھر عمار نے کہا یہ ابن عمر رسول اللہ
 ہیں تمہیں بلاتے ہیں۔ ان کی اطاعت کرو۔ حضرت امیر حسین علیہ السلام نے فرمایا یہ تماری دعوت کو قبول کرو جس
 میں بیعت میں ہم گرفتار ہیں۔ اس میں ہماری مدد کرو۔ یہ سن کر مقتاد بن عمر۔ سعد بن عمر۔ مشیم بن شہاب۔ زید
 بن صوحان۔ مسیب بن خنیس۔ زید بن قیس۔ حبیہ بن عدی۔ ابن مخدوم اور اشتراک کے لئے کھڑے ہوئے
 منگل کا روز تھا شکر کی تعداد ۹ ہزار تھی۔ حضرت علی عبید اللہ نے اس شکر کا استقبال ایک فرسخ پر
 کیا۔ فرمایا۔ مرحبا سے ابن کونہ لے کر دو۔ سعد! اسے مرکز دیں۔ حضرت علی عبید اللہ کے شیعہ جو بصرہ
 میں قبیلہ ربیعہ کے قتل رکھتے تھے تین ہزار مردوں کی تعداد میں آپ سے آکر مل گئے۔ انھوں نے حضرت
 امیر علیہ السلام کی خدمت میں کہا بھئی۔ کہ اگر جناب کا کمر ہو تو میں دو ہزار سوار سے کر آپ کی خدمت میں
 حاضر ہو جاؤں اگر آپ چاہیں تو میں ستر ہزار لوگوں کی جتنی تعداد چھ ہزار ہے آپ سے روکے دیں
 حضرت امیر علیہ السلام نے دوسری صورت کو پسند فرمایا۔

اعظم کوئی نے لکھا ہے کہ حضرت علی عبید اللہ نے عافہ اور زبیر کو لکھا۔ ما بعد! میں نے لوگوں
 کا ارادہ نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے میرا ارادہ کیا ہے۔ جب تک انہوں نے مجھے مجبور نہیں کیا میں نے اس
 وقت تک ان سے بیعت نہیں لی۔ تم دونوں خود انھی لوگوں میں سے ہو جنہوں نے میری بیعت کی تھی۔
 تم نے اقربا بیعت کے بعد میرے خلاف فروع کیا ہے۔

یافدی نے لکھا ہے کہ جب حضرت علی عبید اللہ کو دونوں کی بات معلوم ہوئی کہ تم نے تو حضرت
 علی عبید اللہ کی بیعت تو اس کے زور سے مجبور سے عام میں کی ہے۔ تو فرمایا۔ اسے اللہ! انھیں دوری کے
 گھر میں رکھ۔ اور انھیں آگ کی گرمی کا مزہ چکھا۔

اعظم کوئی نے تحریر کیا ہے کہ حضرت علی عبید اللہ نے نبی کی عائشہ کی طرف خط لکھا۔ ما بعد! تم اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمان ہو کر گھر سے نکلیں۔ تم اس امر کو حدیث مبارکہ سے یاد رکھو۔ یہ سب
 خیال ہے کہ تم مسلمانوں کے درمیان اصلاح کا ارادہ رکھتی ہو۔ مجھے یہ تو بتلاؤ۔ عورتوں کو لشکر کشی اور اصلاح
 مسلمانوں سے کیا سروکار ہے؟ یہ خیال ہے کہ تم خون عثمان کی طالب ہو۔ عثمان بنو امیہ کا ایک آدمی تھا۔ تم ہنرمند
 ہو۔ کی ایک عورت ہو میری زندگی کی قسم جس شخص نے تمہیں اس مصیبت میں گرفتار کیا ہے اور اس
 گنہ میں لایا ہے وہ میرے لئے عثمان کے قتل سے بہت بڑا گناہ ہے تمہیں غصہ نہیں آیا۔ بلکہ تمہیں غصہ نہ لایا
 گیا ہے تم یہ جان میں نہیں آئی بلکہ تمہیں یہ جان میں لایا گیا ہے۔ اسے عائشہؓ سے ڈر۔ اپنے گھر واپس
 لوٹ جا۔ اور اپنے بڑے کو قائم رکھو۔ عائشہؓ نے جواب میں کہا معاملہ رائے سے اچھا ہو گیا ہے۔ اگر تم کو سے
 ملے نہیں ہو سکتا۔

ابن کواثری قیس بن عباد نے میرا مومنین علیہ السلام سے صلح اور نہ پیر سے جنگ کرنے کے متعلق پوچھا
 آپ نے فرمایا۔ انہوں نے میری حجاز (مدینہ) میں بیعت کی تھی۔ اور عراق میں خلع بیعت کی ہے میری
 بیعت کے توڑنے کے باعث میں ان سے لڑنا جائز سمجھتا ہوں۔

امام حسن علیہ السلام کے سامنے طلحہ اور نہ پیر کے بصرہ آنے کا ذکر ہوا۔ تو فرمایا۔ سبحان اللہ! لوگوں کی
 عقول کو کیا ہوا ہے کہ وہ یوں کیوں نہیں کہتے۔ کہ عثمان کو تمہارے سوا کس نے قتل کیا ہے؟
 "نایغ طبری میں تحریر ہے کہ یونس نجوی نے کہا کہ میں نے علیؓ طلحہ اور نہ پیر کے معاملہ میں غور کیا۔ اگر
 طلحہ اور نہ پیر سچے میں کہ علیؓ نے عثمان کو قتل کیا ہے تو عثمان ہلاکت کے سزاوار تھے۔ اگر انہوں نے علیؓ
 پر جھوٹ باندھا ہے تو ان دونوں نے عثمان کو ہلاک کیا ہے۔"

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے عائشہؓ کے پاس زید بن صوحان اور عبد اللہ بن عباس کو
 بھیجا۔ انھوں نے بی بی صاحبہ کو نصیحت کی۔ لایا ڈیرا۔ تو آپ کہنے لگیں میں علیؓ کے دلائل کے جواب کی طاقت
 نہیں رکھتی۔ ابن عباس نے کہا۔ اب مخلوق کے دلائل کے جواب کی طاقت تم میں نہیں ہے۔ تو خالق کے
 دلائل کا کیا جواب دو گی؟

جمل النساب الاشراف میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بوقت صبح بروز جمعہ ۱۰ ارجہ دی ۱۱ فرستادہ
 کو اپنے لشکر کو منظم کیا۔ یحییٰ بن اشتر اور سعید بن قیس کو۔ عیسرہ بن عمار اور شریح بن ہانی کو۔ ندب بن شکر بن محمد
 بن ابی بکر اور عدی بن حاتم کو۔ بازہ بن زیاد بن کعب اور جبر بن عدی کو۔ جبر بن عدی کو۔ جبر بن عدی کو۔ جبر بن عدی کو۔

جان کوئی بہتر صورت نکل آئے
 ہے۔ اللہ میں قیام کا حکم دیتا
 ہے اصحاب کے درمیان گھرے
 دست کی اہم حسب
 یسین کے پاس چلو۔ تمام کے
 ہمارے ہیں عم رسول اللہ
 دولت کو قبول کرو جس
 مشہد بن شہاب زید
 کے لئے کھڑے ہوئے
 قتال ایک فرسخ پر
 کے شیعہ جو بصرہ
 مختلف نے حضرت
 کی خدمت میں
 سے روکے ہوں

میں نے لوگوں
 نے اس
 کی تھی

حضرت

دیئے

مختار

اور پیادہ فوج پر فسادہ انصاری کو انچارج مقرر کر دیا۔ علم محمد بن حنیفہ کو دیا۔ پھر حضرت نے صبح کی نماز سے
 اٹھ کر ظہر کی نماز تک جنگ کو مشغول رکھا۔ لوگوں کو دعوت حق دیتے رہے اور انھیں قسمیں دے کر حقیقت
 امر کی طرف راہنمائی کرتے رہے۔ اور عائشہ سے فرماتے تھے میں اللہ عزوجل نے گھر بیٹھے کا حکم دیا ہے۔ لہذا میں
 دروازہ کھلے رکھتا ہوں۔ تم نے اپنی عورتوں کو پردہ میں چھپا رکھا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بیوی کو کھلے میدان میں معرکہ کا رنار میں لے آئے ہو۔ تم نے اسے جنگ پر آمادہ کیا ہے کہ جتنے ہو کہ ہم
 خون عثمان طلب کرنے آئے ہیں۔ بی عائشہ نے زور نہیں رکھی تھی۔ اپنے اونٹ کے کجاوے سے پر ہونے کی تیاریاں
 لگا رکھی تھیں۔ اور کجاوے کو زور سے دھانپ لیا تھا۔ یہی اونٹ کجاوہ بصرہ والوں کا علم تھا۔ اور کجاوہ
 ایک اونٹ پر رکھا ہوا تھا جس کا نام عسکر تھا۔

کتاب الفضائل میں یہ واقعہ آٹھ طریقوں سے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے زبیر سے فرمایا
 کہ کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں ہے کہ تم میرے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے۔ مجھے
 میرے ساتھ دیکھا۔ اور تم مجھے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ اور تمہیں کہا اسے زبیر! تم علی کو دوست دہتے ہو۔
 تم نے کہا میں کیوں کر علی کو دوست نہ رکھوں۔ اللہ کی راہ میں میرے او آپ کے درمیان نسب اور مودت میں
 وہ خصوصیات ہیں جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم عنقریب اس سے لڑو گے۔
 لہذا ظالم ہو جاؤ گے تم نے کہا تھا میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

روایت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے (زبیر سے) کہا کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 نے مجھے فرمایا تھا اسے زبیر! تم ظالم ہو کر علی سے لڑو گے۔ اور زبیر سے شناسنے پر ضرب لگے گی۔ یہ سن کر زبیر نے
 کہا واقعہ بالکل درست ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا پھر میرے ساتھ لڑنے کے لئے نکل آئے ہو، کہا میں
 اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر امیر المومنین نے فرمایا۔ ان باتوں کو چھوڑ دو۔ تم نے رضا و رغبت
 سے میری بیعت کی تھی۔ اب میرے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آگئے ہو۔

۵ ابتدائے عشق بتا رہا ہے کیا آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا

یہ سن کر زبیر نے کہا خدا کی قسم میں آپ سے نہیں لڑوں گا۔

حلیۃ الاولیاء میں تحریر ہے کہ عبد الرحمن بن ابی سبیل نے کہا کہ زبیر سے اس کا فرزند عبد اللہ

اس نے کہا۔ نہ لڑنا بزدلی ہے بزدلی ہے۔ زبیر نے کہا اسے فرزند لوگ جانتے ہیں۔ کہ میں بزدل نہیں ہوں۔

لیکن مجھے علی علیہ السلام نے ایک بات یاد دلائی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی۔ اب میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں آپ سے نہیں لڑوں گا۔ عبد اللہ نے کہا۔ آپ خدا کا غلام آزاد کر کے اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔

ایک روایت میں ہے کہ بی بی عائشہ نے (زبیر سے) کہا۔ خدا کی قسم صرف تم ہی علیؑ کی تلواروں سے نہیں ڈرے جو تیز لڑیں ہیں جنہیں نجیب لوگ اٹھائے ہوئے ہیں بلکہ تم سے پہلے بھی لوگ ان سے ڈرتے تھے۔ اب زبیر جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ لوگوں نے امیر المومنین حضرت علیؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ زبیر تو واپس آگئے ہیں۔ فرمایا۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اس پر شیطان مسطوب ہے۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے لوگو! آنکھیں بند کر لو۔ اپنی ڈاڑھیوں کو مضبوطی سے دباؤ۔ اللہ کو بہت یاد کرو۔ زیادہ بات چیت اور بزدلی سے بچو۔ بی بی عائشہ نے حضرت علیؑ کی طرف دیکھا۔ آپ صفوں کے درمیان گشت کر رہے تھے۔ عائشہ نے کہا اس کی طرف دیکھو اس کا آج کے دن چکر لگانا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چکر لگا رہے تھے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اسے عائشہ حضورؐ سے عرصہ کے بعد تم نادم ہو گی۔ لوگوں نے لڑائی میں جلدی کرنا چاہی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے منع کیا اور فرمایا۔ خداوند! میں نے حجت تمام کر دی ہے۔ میں نے انھیں ڈرایا ہے تم گواہ رہنا۔ آپ نے قرآن مجید لیا۔ اور اس شخص کو طلب کیا جو جا کر شکر پر قرآن کی تلاوت کرے۔ دان طائفان من مومنین اذتقلوا فاصحوا بینہما مسلم مجاشعی نے عرض کیا یا امیر المومنین اس خدمت کو میں بحال اداں گا۔ امیر المومنین نے اسے اس کے دائیں اور بائیں ہاتھ کے قلم ہوتے اور اس کے قتل ہو جانے سے متعلق ڈرایا۔ اس نے عرض کیا یا امیر المومنین اس کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی۔ یہ چیزیں اللہ کی راہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں اس نے قرآن مجید کو لے کر لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی اس کا وایاں ہاتھ کٹ گیا۔ اس نے قرآن مجید بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ وہ بھی کٹ گیا۔ اس نے قرآن مجید کو اپنے وائتوں میں دبا لیا۔ اور شہید ہو گیا۔ اور آواز دی اسے ہاں:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اب جنگ ناگزیر ہو گئی ہے۔ مجھ کو خفیہ سے فرمایا۔ علم اس کے ہاتھ میں تھا۔ بیٹے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں تو مل جائیں۔ لیکن تم نے اپنی جگہ سے نہیں ٹلنا۔ اپنی ڈاڑھی کو مضبوطی سے دباؤ۔ اللہ عزوجل کے حوالے اپنی کھوپڑی کر دو۔ زمین میں اپنے قدم گاڑ دو۔ قوم کی آخری صف کی طرف نگاہ رکھو۔ آنکھیں نیچی کر لو۔ ہمیں یقین ہونا چاہیے کہ نصرت اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے۔ چہار طرف سے تیروں کی بارش

جمع کی نماز سے
کے کہ حقیقت
ہے۔ اللہ سے

اللہ صلی

تے ہو کہ ہم

ہے کہ تختیاں

اور کچھ

زبیر سے فرمایا

کے سبھی

رہتے ہو۔

مودت میں

لڑو گے۔

منزۃ داسم

زبیر نے

کہا میں

مور غبت

عبد اللہ علی

میں ہوں۔

ہو گئی۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا بیٹے آگے بڑھو۔ جاندار نیزہ زنی کا ثبوت دو۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا

اطعن بها طعن ابيك تحمد لاخير في حرب اذا لم تنو قد
اپنے باپ جیسی نیزہ زنی کرو۔ تاکہ تیری تعریف ہو۔ جو بت تک ہنگ بھڑکانی نہ جلتے اس میں کوئی
بھلائی نہیں ہے۔

حضرت نے ارشاد کیا کہ حملہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے حملہ کر کے حمل کے میمنہ کے ٹکران حصار بن میمنہ کو قتل کر دیا۔
عبداللہ بن ابی مرثدہ نے میدان جنگ میں لڑنا۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے مقابل میں نکلے۔ اسے تلوار کی ضرب سے قتل کر
دیا۔ عمرو بن ابی مرثدہ نے اس کے مقابلہ میں ہمارے آپ نے اسے گھوڑے سے گرا دیا۔ مار پاؤں گھسیٹے ہوئے حضرت
علی علیہ السلام کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ پھر اس کا بھائی رجز پڑھتے ہوئے نکلا۔
حضرت علی علیہ السلام بھیس بدل کر اس کے مقابلہ میں تشریف لائے۔ آپ نے تلوار کی ضرب سے اس کا سر
دو ٹکڑے کر دیا۔ عبداللہ بن خلف نے حضرت علی علیہ السلام کو مقابلہ کی دعوت دی۔ یہ وہ شخص ہے جس کے
گھر میں بصرہ میں بی بی عائشہ تشریف فرما ہوئیں تھیں۔ کہا آپ میرے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا
میں اس بات کو ناپسند نہیں کرتا۔ لیکن اسے ابن خلف با تم پر انوس ہے کیا تم اپنے قتل ہونے میں راحت محسوس
کرتے ہو۔ تم جانتے ہو میں کون ہوں؟ کہا اسے ابو طاسب کہے بیٹے۔ اپنی دھونس کو چھوڑ دو۔ حضرت امیر علیہ السلام
نے ایک ایسی تلوار ماری جس سے اس کی کھوپڑی کے پر خچے اڑ گئے۔ پھر رজন ضعیف آیا۔ اس سے عبداللہ بن خلف
نے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ طلحہ لوگوں کو برا بھلا کہتا تھا اور کہتا تھا۔ اللہ عوجل کے بند و صبر سے کام
لو۔ مروان بن حکم کہا کرتا تھا۔ خدا کی قسم میں اس دن کے بعد کبھی عثمان کے خون کا بدلہ نہیں لوں گا۔ طلحہ نے ایک
تیر بھینٹا جو مروان کے گھتے پر لگا۔ پھر ابان بن عثمان کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں نے تیری تیر سے باپ کے ایک
قاتل سے کفایت کر دی۔

معاف قیام میں ہے کہ مروان نے جنگ جمل میں ایک تیر مار کر طلحہ کو قتل کر دیا جو اس کی پندلی پر لگا ایہ المومنین
حضرت علی علیہ السلام نے بنو حنیہ پر حملہ کر دیا۔ انھیں راکھ کی مانند کر دیا۔ جسے سخت اندھی اڑا کر سے جاتے نہ بہت
کر جانے لگا۔ عمرو بن جرموز نے اس کا پیچھا کیا۔ اس کا سر کاٹ کر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لایا
کہ وہ سر کاٹ کر لایا۔ اس کا سر کاٹ کر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لایا۔

علی سے صلح کر لو۔ عائشہ میدان جنگ میں آگئیں۔ یہ دیکھ کر حضرت علی علیہ السلام مغنوم ہوئے فرمایا۔ انانہ
 دان الیہ راجعون ایک ایک ہو کر لوگ نکلتے۔ اور بی بی عائشہ کے اونٹ کی بہار تھمتے تھے حتیٰ کہ اسی حالت
 میں ۹۸- آدمی قتل ہو گئے پھر کعب بن زویہ پڑ پڑتا ہوا آگے بڑھا۔ شتر نے اسے قتل کر دیا۔ ابن
 زبیر اندی نکلا۔ مالک نے نکل کر اس کام تمام کر دیا۔ پھر آپ نے عمیر بن عبد اللہ بن عقیل بن اسید
 کو قتل کیا۔ اس کے بعد شتر نے میدان میں ایک چکر لگایا۔ وہ ہم فرزند بن موسیٰ ہیں۔ اسی پر ہماری پرورش
 ہوئی ہے کانہہ بلند کرتے رہے۔

عبداللہ بن بکر آپ سے مقابل ہوا۔ آپ نے نیزہ مارا۔ ہاتھ گھوٹے سے گرا کر سینے پر بیٹھ گئے تاکہ
 قتل کر دیں۔ عبداللہ نے بلند آواز سے کہا۔ مالک کبیر سے ساتھ قتل کرو۔ ایک طرف دوپٹے اٹھائے اسے
 پھوڑ دیا۔ آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ جب آپ کو سوار دیکھا تو آپ سے الگ ہو گئے۔ ایک ازوی
 آدمی نے محمد بن حنفیہ پر حملہ کر دیا۔ اوکھتا تھا۔ اسے ازوی کا گروہ حملہ کر دو۔ محمد بن حنفیہ نے تلوار لگائی۔ جس سے
 اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ اوکھا اسے ازو کا گروہ بھاگ جاتا۔ اسود بن بختری سلمی میدان میں آیا۔ عمرو بن حتم نے اس
 کا نصہ پاک کر دیا۔ جابر ازوی کو محمد بن ابی بکر نے قتل کر دیا۔ عوف یعنی کو بھی محمد بن حنفیہ نے قتل کیا۔ حبشی نو عمر نے
 فی النہ واستقر کیا۔ بی بی عائشہ بلند آواز سے کہتی تھیں۔ اے لوگو! تمہیں صبر سے کام لینا چاہیے۔ شریف لوگ صبر
 اختیار کرتے ہیں۔

مندرجہ ذیل اصحاب علی علیہ السلام نے عائشہ کو جواب دیا جس کا اندھا صبر ہے۔ کہ اصحاب جہاں کا قتل ہوتا
 ضروری ہے۔

۱۔ ایک کوئی (۲) حجاج بن عمر انصاری (۳) خویمر بن ثابت (۴) اشتر بن یانی (۵) ہانی بن عمرو (۶)
 سعد بن قیس عمدانی (۷) عمار (۸) اشتر (۹) عدی بن حاتم (۱۰) عمرو بن حتم (۱۱) رفاعہ بن شداد جلی
 بی بی عائشہ کے کجاوے میں تیراں طرح پیوست ہو گئے جس طرح گود میں پر یا۔ سبھی میں کانٹا ایسر
 امرئین علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ میں کج ذہن جو جنگ کر رہے ہیں۔ اس کے پاؤں کاٹے وہ ہاگسہ رہا ہوتا
 بہت کہ فرمایا۔ اس کے پاؤں کاٹو۔ یہ شیطان ہے۔ محمد بن ابی بکر سے فرمایا۔ دیکھو جب اونٹ کے پاؤں کاٹے دے
 جائیں تو خورابی اپنی بہن کی خبر لو۔

حضرت علی علیہ السلام ہر وجہ کے پاس قناعت لائے۔ اور ہر وجہ پر نیزہ ملا کر فرمایا۔ اے عائشہ! رسول اللہ

یہ قدر
 میں کوئی

یہ کبھی کو قتل کر دیا
 بے قتل کر
 ہوئے حضرت
 ہوئے نکلا۔

اس کا سر
 جس کے
 نام نے فرمایا

بہت محسوس
 علیہ السلام

نیشنل

کے کام
 نے ایک

ایک

یہ وہ ہیں

یہ طے

یہ لیا

تھے۔

نے تجھیں ایسا کام کرنے کا حکم دیا تھا۔ عائشہ نے کہا اے ابو الحسن! آپ فتح مند ہو گئے۔ نیکی کا سلوک فرماؤ۔ آپ ایک ہو گئے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے محمد بن ابی بکر۔ اپنی بہن کی نگہبانی کرو۔ تیرے سوا اس کے قریب اور کوئی نہیں جاسکتا۔ محمد بن ابی بکر کا بیان ہے کہ میں نے بی بی عائشہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تم نے اپنے نفس کے ساتھ یہ کیا کیا۔ اب کی نافرمانی کی۔ انہی بے پردگی کی۔ پھر اپنی حرمت کو مباح کیا۔ اپنے قتل کے دوپے ہوئیں۔ محمد بن ابی بکر سے عبد اللہ بن خزاعی کے گھر سے آئے کہنے لگی (اے محمد) میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتی ہوں۔ عبد اللہ بن زبیر کو میرے پاس لاؤ خواہ وہ زخمی ہو چکے ہیں یا قتل کر دیئے گئے ہوں۔ کہا وہ اشتر کانشاہ بن چکے ہیں محمد بن ابی بکر واپس لشکر میں آیا۔ اور اسے پایا اور کہا۔ لے وہ شخص جو اپنے اہل بیت کے لئے منحوس ہو بیٹھ جا۔ اسے اٹھا کر بی بی عائشہ کے پاس لائے۔ آپ اس کو دیکھ کر چلانے اور رونے لگیں۔ پھر کہ اے بھائی! اس کی علی سے امان طلب کرو۔ محمد ایہ المؤمنین علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے اس کی امان طلب کی۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے اسے امان دے دی اور تمام لوگوں کو امان دی۔

جنگ نماذ ظہر کے بعد شروع ہوئی۔ اور شام کے قریب جا کر کہیں ختم ہوئی۔ امیر علیہ السلام کے ساتھ ہیں ہزار سپاہی تھے جن میں اسی آدمی اصحاب بدر میں سے تھے جن لوگوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ ان کی تعداد دوسرے پچاس تھی۔ اور اصحاب رسول میں سے ایک ہزار پانسو آدمی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ شامل تھے۔

قتلہ بکریاں ہے کہ جمل کی لڑائی میں ہیں ہزار آدمی کام آئے۔ بکری کا بیان ہے کہ اصحاب علی میں سے ایک ہزار بیس تھے اور ستر سپاہی۔ یہ سے ان میں زید بن صوحان۔ بنہ جملی۔ ابو عبد اللہ عبدی۔ اور عبد اللہ بن رقبہ کفہ۔ ابو مخنف اور بکری نے کہا کہ جنگ جمل میں ازد کے چار ہزار آدمی مارے گئے بنو عادی اور ان کے موالی میں ۹۰ آدمی۔ بنو بکر بن دائل میں سے آٹھ سو آدمی۔ بنو حنظلہ کے نو سو آدمی۔ بنو ناجیہ کے چار سو مختلف قبائل کے ۹۰ کم نو ہزار

قریش سے ذیل کے حضرات مارے گئے۔

(۱) طلحہ (۲) زبیر (۳) عبد اللہ بن عتاب بن اسید (۴) عبد اللہ بن حکیم بن حزام (۵) عبد اللہ بن شافع بن طلحہ (۶) محمد بن طلحہ (۷) عبد اللہ بن ابی حلف جحفی (۸) عبد اللہ بن جہنم بن معد (۹) عبد اللہ بن معد امیر المؤمنین علیہ السلام نے سب سے پہلے اذیت پر وار کیا۔ کہا گیا ہے کہ حکم بن عدنان نے کہا ایک

بیان ہے کہ انصار کا ایک آدمی تھا، کہا ذہلی آدمی تھا۔

۹ جنگ صفین

تفسیر حضرت امام حسن عسکری، سدی، وکیع، ثعلبی اور سند احمد میں تحریر ہے۔ کہ نہ میر نے اس آیت کے بارے میں کہا وَاَنْقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبُ الْاَئِمَّةَ مِنْكُمْ خَاصَّةً ہم ایک عرصے تک سوچتے رہے کہ یہ فتنہ کسے متعلق معلوم نہ ہو سکا۔ ناگاہ ہم یہی فتنے کے مدگار بن گئے۔

آیت فَلَاعْلَدَانِ الْاَشْلٰی الظَّالِمِیْنَ کے بارے میں سدی نے کہا۔ یہ آیت دو جنگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنگ صفین اور جنگ جمل۔ اللہ عزوجل نے اصحاب جمل اور صفین کا نام ظالم رکھا ہے پھر کہا وَاَسْلَمُوا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ کا مطلب یہ ہے کہ عود لود حق امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کے ساتھ تھا۔ بعض مفسرین نے اس آیت کے بارے میں کہا۔ قُلْ لِلْمُخْلِقیْنَ مِنْ الْاَعْرَابِ سَتَدْعُوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولٰٓئِیْ بِاسْمِیْہِ کہ اس سے مراد اہل صفین ہیں کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراب سے کہا تھا۔ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُوْا کُمْ لَکُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلِ الْاَعْرَابِ دُوْنُکُمْ ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا تھا۔ اور خیبر کی جنگ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کھڑے ہو گئے تھے۔

ابوسعید خدری اور عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ہم لوگ اس آیت کے بارے میں کہا کرتے۔ تَحْدِثُکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ کہ جب ہمارا رب ہمارا بیٹا اور ہمارا دین ایک ہے تو یہ جھگڑا کس چیز کے متعلق ہوگا۔ جب جنگ صفین واقع ہوئی۔ اور ہم ایک دوسرے کے خلاف تلواریں کس لیں تو پھر سمجھے کہ یہ بات ہوگی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا جب معاویہ کے خدا نبی ہوا تو فرما رہے تھے۔

قَاتِلُوا اُمَّةَ الْکُفْرِ اِنَّھُمْ لَا اِیْمَانَ لَھُمْ لَعَلَّھُمْ یَذْھَبُوْنَ رَبِّ کَعِبَدَہٗ اَلِیَّ قِسْمٌ (کفر کے امام) یہی لوگ ہیں۔ ابن مسعود نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کفر کے امام معاویہ اور عمرو بن عاص ہیں۔ جب جمل کی لڑائی کی فراغت کے بعد امیر المؤمنین علیہ السلام نے رحبہ (صحن مسجد کوفہ) میں نزول فرمایا۔

رجب کی چھ تاریخ تھی۔ اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس ذات کی حمد ہے جس نے اپنے ولی کی مدد کی۔ اور اپنے دشمن کو ذلیل کیا۔ حق پر قائم و صادق کو عزت دی۔ باطل پرست بیعت توڑنے والے کو رسوا کیا۔ پھر حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے آذر باجان کی سرحد سے اشعث بن قیس کو بلایا۔ اشعث بن قیس کو بصرہ سے، جریر بن عبد المذکلی کو تمدان سے یہ سب لوگ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں کوفہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے جریر کو معاویہ کی طرف روانہ کیا۔ اور اس کو اپنی خدمت کی عورت دی۔ جریر نے معاویہ کو امیر المؤمنین علیہ السلام کا پیغام بتا دیا۔ معاویہ نے تقریر کی۔ اسے لوگو! میں عمرو بن عثمان کا چاہتا ہوں۔ عثمان مظلوم مارا گیا۔ میں اس کا ولی اور ابن عم ہوں۔ عمرو بن عثمان کو بلایا۔ اور اسے بصرہ کی گورنری کی چمکے دیا۔ اس کے غلام و روانے سے کہا ذرا غور و فکر سے کام لو۔ آخرت حضرت علیؑ کے ساتھ ہے۔ اور دنیا معاویہ کے۔ جریر واپس آگیا۔ اور معاویہ نے مدینہ والوں کو خط لکھا۔ کہ حضرت عثمان مظلوم مارے گئے ہیں۔ اور حضرت علیؑ نے حضرت عثمان کے قاتلوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ اگر حضرت علیؑ ان کو ہمارے سے جوئے کر دیں تو ہم آپ سے رک جائیں گے۔ اس بارے میں مسلمانوں کے درمیان مشورہ کریں گے جس طرح حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت شہر کی قیادت سنبھالی تھی۔ خدا تم پر رحم کرے۔ حضرت علیؑ سے جنگ کرنے میں میرا ساتھ دو۔ مدینہ والوں نے معاویہ کو خط لکھا جس کا مخلص یہ ہے کہ تم تجھے اور عمرو بن عباس کو اسلام سے کیا نکالو۔

ابو مسلم خولانی معاویہ کا خط امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لایا۔ جس میں تحریر تھا۔ اللہ کی طرف سے اللہ کے خلیفہ نصیحت کرتے تھے۔ پھر خلیفہ کا خلیفہ پھر تیرا خلیفہ جو مظلوم ہو کر قتل ہوا۔ تم نے ان تمام پر حسد کیا۔ اور تم نے ان تمام کے خلاف بغاوت کی۔ ہم لوگ اس بات کو جانتے ہیں یہی تیری فخر تر چھی تھی۔ تیرا ہمت ایسی ویسی تھی۔ ایسی سانیس لیتا تھا۔ خلفائے بارے میں تیرا سلوک عدم ہوا۔ نکات کا تھا۔ تم ایسے پھینچ کر لائے جاتے تھے جس طرح منقوش اونٹ کو لایا جاتا ہے۔ تم ان سب سے زیادہ حسد اپنے ابن عم پر کرتے تھے۔ حالانکہ سب سے زیادہ خلافت کے حق دار تھے۔ تم تو راہبیت کی وجہ سے اور اس کی نفی کے لحاظ سے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تم نے اس کے رحم کو قطع کیا۔ اس کی نیکی کو بُرائی میں بدل ڈالا۔ اس سے دشمنی ظاہر کی۔ اس کے لئے اپنے دل میں کینہ رکھا۔ اس کے خلاف لوگوں کو ابھارا۔ تیرے ساتھ لوگوں نے اسے تیرے محل میں قتل کیا۔ تم نے اس کی چیخ و پکار سنی۔ یہی قول ابو فضل سے اس کی

کولی مدونہ کی۔ جب خولانی پہنچا۔ لوگوں پر معاویہ کا خط پڑھا۔ تو تمام کے تمام کہنے لگے۔ ہم عثمان کے قاتل ہیں۔ اور اس کے افعال کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا جواب یہ تھا۔ قاتلین عثمان کی تعداد زیادہ تیرے پاس موجود ہے۔ جس طرح اور مسلمانوں نے میری بیعت کی ہے۔ تم بھی بیعت کر کے ان میں شامل ہو جاؤ۔ پھر قوم کتاب خدا اور سنت نبی اکرم صلعم کے مطابق فیصلہ کرے گی۔ جس بات کا تو نے ارادہ کیا ہے۔ یہ تو ایسا دھوکہ ہے جس طرح بچے کو دودھ دیا جاتا ہے۔ میری زندگی کی قسم اگر تو اپنی عقل سے غور کرتا۔ اور اس میں اپنی خواہش کو دخل نہ دیتا۔ تو تو ضرور جانتا تھا۔ کہ میں خون عثمان سے سب سے زیادہ بدی سوں۔ اور تجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ تو ان آزاد کردہ رنج مکہ کے دونوں کی اولاد میں سے ہے جن کے لئے خلافت جائز نہیں ہے حضرت امیر علیہ السلام نے لوگوں کو جنگ کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ اور اس بات پر انہیں برا بھلا نہ کیا۔

ابن مردویہ کا بیان ہے کہ ابن بنی حازم قیس اور ابو وائل نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا بقیہ احزاب بنو ابیہ شیطان ہیں کہ ہر طرف چلو۔ اس شخص کی طرف چلو۔ یہ کہتا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے جھوٹ کہا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں جس کا ایک شخص حاضر ہوا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ شام میں قاتلین عثمان پر لعنت کی جاتی ہے۔ اور عثمان کی (خون آلود) قمیض دیکھ کر لاتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت عثمان کی قمیض حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض جیسی ہے اس پر اس طرح روتے ہیں جس طرح اولاد یعقوب روتی تھی جب معاویہ نے قتل کیا تو وہ ایک سفید کاغذ تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے لا حول پڑھا۔ قیس بن سعد نے کہا ہے

فبست نواج من علو رصاصہ وان تلت فی جابلق ہم تلب ناجیہ

تم علی اور اس کے اصحاب سے نجات نہیں پاؤ گے اگرچہ تم جابلق میں جا کر روتے ہو بھی نجات نہیں پاؤ گے۔

نشاؤ کوئی نے تحریر کیا ہے کہ ایک شخص امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں (معاویہ کا) خط لایا جس کے آخر میں یہ شعر تحریر تھا ہے

فاجر حماد کا یوقع۔ مودختنا اذا تردد قیل العین مکرویا

اپنے گدھے کو منع کر دیجئے کہ وہ ہمارے باغ میں نہ پڑے۔ اگر ایسا کیا۔ تو آنکھ میں تکلیف کے غاشک ہوں گے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے عبد اللہ بن ابی رافع سے کہہ دیا کہ معاویہ کے پاس خط لکھو میری بیعت پر خاص و عام جمع ہو چکے ہیں۔ شورش کے مستحق وہ مومنین مہاجرین اولین میں۔ جو سابق بالاحسان اور بدری ہیں تم خود آزاد کردہ ہو اور آزاد کردہ کے بیٹے ہو۔ تم خود بعین ہو۔ بعین کے نزدیک ہو، بنو بخت پرست ہو، بیت پرست کے بیٹے ہو۔ نہ تو نے ہجرت کی ہے نہ ہی تجھے سابقت کی ثقیلت اور نصیحت حاصل ہے نیز باپ اس گروہ سے تعلق رکھتا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ اللہ نے اپنے بندے کی مدد کی۔ اپنے وعدے کو سچا کیا اور گروہ کو شکستہ دی۔ آخر میں یہ شعر لکھا ہے

المرقومی اذا دشاهم اخوهم اجابوا وان يغضب علی القوم يغضب
تم نے میری قوم کو نہیں دیکھا۔ کہ جب ان کے بھائی نے انھیں بلایا تو انھوں نے بیک کی اگر ان کا بھائی قوم پر راضی ہوا۔ تو وہ بھی اس قوم پر ناراض ہوئے۔

معاویہ نے خط لکھا۔ اے علی اللہ سے مدد۔ تم صدمہ کرتے ہو۔ اکثر اوقات حاسد کو صدمہ فائدہ نہیں دیتا۔ اپنی سابقہ نصیحت کو ضائع نہ کرو اپنے نئے شر سے اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہوتا ہے۔ جان بوجھ کر حق کے معاملہ میں باطل سے کام نہ لو۔ جس کا کوئی سر نہیں ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی ذات کو نقصان دو گے اپنے عمل کو مٹاؤ گے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں لکھا۔

میری نصیحت اس شخص کو کوئی فائدہ نہ دے گی جس پر عذاب واجب ہو چکا ہے۔ اس سے عذاب میں کوئی تخفیف نہ ہوگی۔ اللہ سے وقار کی توقع نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی اس کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ تیری حالت تو یہ ہے کہ تو گمراہی حیرت اور جہالت میں سرگردان ہے۔ اس بارے میں اللہ عزوجل کو ناکہیں پڑے گی۔ آخر میں فرمایا میں وہ ابوالحسن ہوں۔ جس نے تیرے دادا عتبہ تیرے چچا شیبہ اور تیرے بھائی حنظلہ کو قتل کیا۔ ان لوگوں کا خون بدر کے روز اللہ نے میرے ہاتھوں پر جمایا۔ وہی تلوار میرے پاس موجود ہے۔ اسی دل کے ساتھ دشمن پر چا پڑوں گا۔ تم نے اولاد عبد المطلب کو کب دشمن سے ہٹتے ہوئے اور تلواروں سے ڈرتے ہوئے پایا۔ تھوڑا سا انتظار کرو۔ مجھے حمل والوں سے ملا دیا جائے گا جس نے مجھے طلب کرنا ہے طلب کرے گا۔ جس سے دُور ہی چاہتا ہے وہ تیرے فریب ہو جائے گا۔ میں تیرے پاس تیزی سے گروہ مہاجرین انصار اور تابعین کا لے کر آ رہا ہوں جن کی بھیڑ سخت ہے جن کے غبار آلود چہرے چمکنے والے ہیں جنہوں

نے موت کی چادر اوڑھ رکھی ہے۔ ان کے نزدیک بہترین ملاقات رب کی ملاقات سے ہیں ان کے ساتھ بدر کے اصحاب کی اولاد لے کر آ رہی ہیں۔ میرے ساتھ ہاشمی تلواریں ہیں جن کی کات کو تو اپنے بھائی، ناموں اور نام کے متعلق جانتا ہے۔ اب یہ بات ظالمین کے لئے بعید نہیں ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں نے ناکثین سے جہاد کیا ہے، اب یہ لوگ فاسطین ہیں، غفریر ہیں، یقین سے جہاد کروں گا، پھر آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے پر سوار ہوئے، اور آپ کے ساتھ نوے ہزار کات کرتا۔

سعید بن جبیر نے بعد حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ نوے ہزار کات کرتے۔

عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا: ستر آدمی اصحاب بدر میں سے تھے، ایک روایت میں ہے کہ اصحاب بدر کی تعداد ایک سو تیس تھی، معاویہ ۱۲۰ ہزار آدمی سے لڑا، ان کے آگے مردان تھا جس نے عثمان کی تلوار لگائی مٹی تھی، ماہ محرم میں شکر صفین کے مقام پر پہنچا، اور فرات کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا، حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پر پانی بند کر دیا، حضرت علی علیہ السلام نے شبث بن ربعی ریاضی اور سعد بن صبحان کو بھیجا، وہ انہیں نوز اور سختی کے طے چلے الفاذا سے سمجھائیں، انہوں نے کمان سے حضرت عثمان کو پیا سا قتل کیا ہے، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اپنی تلواروں کو ان کے خون سے بکھاؤ، ورنہ پانی سے سیراب ہو جاؤ، موت کا، مہمور زندگی میں زیادہ بہتر ہے، تمہاری اس موت سے جو قہرین کی صورت میں ہو دو دنوں نے ستر ہزار شکر کے ساتھ کیجا ہو کر ایسا حملہ کیا کہ وہ تتر بتر ہو گئے اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے، حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان پر پانی بند نہ کیا جائے، حضرت علی علیہ السلام ماہ ذی الحجہ ۳۶ میں صفین میں آئے۔ اشتراک کے بڑے، اور صالح بن فیروز عقلی، مالک بن اوس، زید بن عقیل، کتانی، رافع بن عقیل، خزامی، مالک بن روضہ، محیی کو قتل کیا، اشعث نے سہیل بن سمطارہ، ابو سعید سلمیٰ کو نیزہ مارا، معاویہ کے لشکر سے خوشاب و انظیم اور ذوالکلاع ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوئے کہ ہمیں اس راستہ میں رہا جائے، انہوں نے مان لیا، حضرت علی علیہ السلام نے سعید بن قیس سمدانی اور بشر بن عمرو انصاری کو روانہ کیا، تاکہ وہ معاویہ کو حق کی طرف دعوت دیں، حجت تمام کے بعد دونوں واپس آئے، پھر آپ نے شبث بن ربعی راجی اور غنم بن حاتم طائی، بریدہ بن قیس ارجی اور زیاد بن جحش کو اس عرض کے لئے بھیجا، داوید نے کہا، حضرت عثمان کے قاتل ہمارے حوالے کر دہم انہیں قتل کریں گے، پھر ہم خلافت سے ملگ ہو جائیں گے، اور اس کے مطلق شورش سے قلم لیا جائے گا۔

ہو، میری بیعت

اور بدری ہیں

موت پرست

بشر اب اس

کی اپنے

نضب

اگر ان کا بھائی

نہیں دیتا

بھڑک کر حق کے

ن دو گے

عذاب میں

بشری حالت

د گے

حفظہ

یہ

سے

لب

برین

جنہوں

زہی بچہ میں لڑائی ہوتی رہی اور ماہ محرم میں بند ہو گئی جب وہ صفر کا چاند نمودار ہوا۔ یہ شکر تھا حضرت
 علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ شکر شام میں منادی کی جائے۔ انھیں جنگ سے روکا جائے۔ اور ڈرایا جائے جب
 تمام تاج پڑے اور ہو گئیں تو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لشکر کو منہ بول صورت میں مرتب کیا۔
 میمنہ لشکر پر، حسن و حسین علیہما السلام عبداللہ بن جعفر اور مسلم بن عقیل کو مقرر کیا۔ میسرہ پر محمد بن حنفیہ۔ محمد بن
 ابی بکر۔ ہاشم بن عتبہ مرقال۔ غالب بن عبداللہ بن عباس۔ عباس بن ربیعہ۔ ابن ہارث۔ اسثہ اور شعث کو شکر
 کے بازو پر سعد بن قیس، جہان بن عبداللہ بن بدیل بن ورق۔ خزاعی رفاعہ بن شداد بکلی اور عدی بن حاتم۔ کہیں پر
 عمار بن یاسر۔ عمرو بن حمق۔ عامر بن واثلہ۔ کنانی اور قیس بن جابر اسدی کو۔

معدویہ نے اپنے لشکر کے میمنہ پر ذوالکلاع تیسری اور خوشاب ظہیم کو مقرر کیا۔ میسرہ پر عمار بن عباس حبیب
 بن مسلم کو مقرر کیا۔ غالب پر ضحاک بن قیس نہی کو عبدالرحمن بن خالد بن ولید ساتھ پر بسر بن رطاعہ نہی کو بازو پر
 عبداللہ بن معدہ فزاری اور جہام بن قیسہ نہی کو کہیں پر ابواغور سلمی اور سابس بن سعد طائی کو مقرر کیا۔

آغاز جنگ

حضرت امیر علیہ السلام نے معاویہ کے پاس کھڑا بھیج دیا اور میرا مقابلہ ہو جائے۔ (مسلمانوں کے عنوان نرا)
 سے کیا فائدہ معاویہ میں آتش دم کہاں تھا) دونوں لشکروں کے درمیان چالیس دفعہ لڑائی ہوئی۔ سرسبز عرق لے
 غالب آجاتے تھے پہلی دفعہ بدو کے رزہ اشتر اور حبیب بن مسلم کے درمیان مقابلہ ہوا۔ دوسری دفعہ مرقال
 اور ابواغور سلمی کے درمیان تیسری دفعہ عمار اور عمار بن غاصر کے درمیان۔ چوتھی دفعہ ابن حنفیہ اور عید اللہ بن عمر
 کے درمیان۔ پانچویں دفعہ عبداللہ بن عباس اور ولید بن عتبہ کے درمیان۔ اسی طرح چالیس دفعہ لڑائی ہوئی۔ آخر دن
 بیت لہیر کا تھا۔ معاویہ کے لشکر سے عون بن عوف حدقی۔ جہر بڑھتا ہوا نکلا اور اسے شکستہ نکلا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حمزیدان میں آیا۔ اور اسے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا قدم کیسا ان نکلا۔ احمر نے
 کیسا ان نکلا دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اگر میں بچتے تھے نہ کروں تو اللہ مجھے قتل کر دے۔ حضرت علی علیہ السلام
 نے اس کی زرہ کی گریوں کو بکرا کر اوپر اٹھایا اور زمین پر پٹک دیا۔ اور میدان میں گھوڑے کو گشت دیا۔ معاویہ نے
 اپنے تمام دست سے کہا کہ کسی صورت و حیثیت سے علی علیہ السلام کو قتل کر دے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کا سر
 قلم کر کے ہوا میں اڑا دیا۔ اور پھر میدان میں گشت کرتے گئے بعد میں عاص جو بڑھتا ہوا نکلا۔ اس کے مقابل میں

ہاشم رجز پڑھتا ہوا آیا۔ ہاشم نے اسے ضرب لگائی۔ (جس سے وہ بھاگ گیا) عبدالرحمن بن خالد بن ولید نکلا۔ اس کے مقابل میں اشتر نکلے اشتر نے ایسا وار کیا جس سے وہ بھاگ کھڑا ہوا اور کہا۔ ہم نے حضرت عثمان کا خون ضائع کر دیا۔ معاویہ نے کہا صبر سے کام لو کھیل میں جو نہیں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے معاویہ ہمدان کی طرف اشارہ کرتا ہوا نکلا اس کے مقابل میں سعد بن قیس رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔ آپ نے نیزہ نکال کر معاویہ پر حملہ کیا معاویہ دم دبا کر بھاگ گیا۔ ابو طفیل کنانی میدان میں آئے۔ حضرت علی علیہ السلام میدان کا دربار میں خود تشریف لائے۔ عمرو بن حصین سکونی نے پیچھے سے آپ کو نیزہ مارنا چاہا۔ اس حرکت کو سعد بن قیس نے دیکھ لیا۔ اور رجز پڑھا۔ معاویہ نے ذالکلاخ کو ہمدان سے رٹنے کے لئے بھیجا۔ رات تک ان کے درمیان لڑائی ہوتی رہی اہل شام شکست کھا گئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے اہل ہمدان کی مدد میں اشعار بیان کئے۔ ان میں سے ایک شعر یہ ہے۔

جزی اللہ الجنان فانهم سہام الہدی فی یوم حہام
ابو ایوب انصاری میدان میں آئے آپ کو دیکھ کر شکر شام پیچھے ہٹ گیا معاویہ کا تعاقب کیا۔ اور اسے

اس کے خیمہ میں داخل کر دیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

وعلنا العرب آبادنا سوف تعلم ایضا بنینا

ہمیں آباد اجداد نے جنگ کی تعلیم دی ہے۔ عنقریب اس کی تعلیم اپنے بیٹوں کو دیں گے۔

ایک شخص معاویہ کے لشکر سے ایک کوئی آدمی کے مقابلہ کو نکلا کوئی نے اسے پھپھاڑ دیا۔ حالانکہ وہ اس کا بھائی تھا۔ لوگوں نے کہا۔ اسے چھوڑ دو۔ اس نے انکار کیا جب تک حضرت علی علیہ السلام اجازت نہیں دیں گے۔ اس وقت تک انہیں چھوڑوں گا حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے چھوڑنے کی اجازت دے دی۔ عبداللہ بن خلیفہ طائی بنو طی کی ایک جماعت لے کر میدان میں آیا۔ معاویہ کے لشکر سے ایک ہزار سے زیا۔ ۵ آدمی نکلے۔ اور جنگ کرتے رہے۔ ابی میں سے ایک بھی نہ بچا۔ بسر بن ارطاة نکلا اس کے مقابلہ میں سعید بن قیس آیا۔ آپ نے بسر کو نیزہ مارا وہ بھاگ گیا۔ ابن لام قضاعی آیا۔ اسے حمز بن عدی نے قتل کر دیا۔ پھر حکم بن زہر آیا۔ اسے بھی حمز نے قتل کر دیا پھر مالک بن مسہر قضاعی رجز پڑھتا ہوا بڑھا۔ اس کے رجز کا جواب حمز نے دیا۔ علقمہ مقابلہ کو آیا اسے پاؤں میں چوٹ آئی۔ اہل عراق کے مندرجہ ذیل حضرات قتل ہوئے۔

۱۔ عیمر بن عبید مجاہدی ۲۔ بکر بن بوزہ نعمی اس کا بیٹا جیان سعید بن نعیم بان بن تیس۔
حضرت علی علیہ السلام نے شام کے لشکر پر حملہ کر کے انھیں بھگا دیا۔ معاویہ نے کہا۔ آج تو مجھے کامیابی کی امید ہے

اشتر مقابلہ کو نکلا۔ پے درپے ایک ایک کو قتل کرتا گیا۔ اس کے مقابلہ کے لئے عمرو بن عاص جو نہر سولے
 کر نکلا اشتر کے ساتھ، سو آدمی نفع اور نذج لے گئے، اشتر نے عمرو بن عاص پر تل کر دبا اور اس کی زین کے
 قزلبوس میں نیزہ مارا۔ چونکہ اس عمر و گڑبڑ اس نے دانت کڑے سے، اور ایمان طیب کی۔ جھنجھٹ بن ہاتھ رہا تھا
 ہوا تھا۔ کعبہ اسدی مقابلہ میں آیا اور اسے قتل کر دیا۔ ہلٹا مینر سے اور تلواریں سے رپیدر ٹوٹ پڑے کپان
 سے نکل آئے۔ عبدالرحمن بن خالد بن دیمہ کے مقابلہ میں حارثہ بن قدامہ سعدی تھے۔ اور اسے واصل جہنم کیا۔ ابو عور
 سلمیٰ نکلا۔ اسے زیاد بن کعب ہمدانی نے نیزہ مار کر زخمی کر کے بھگا دیا۔

بنو ہمدان نے شام کی بہت سی مخلوق کو قتل کر دیا۔ معاویہ نے کہا بنو ہمدان اعدا حضرت عثمان۔ بنو ہمدان
 حضرت عثمان کے دشمن ہیں۔ عمیر بن عطار دقیمی اپنی قوم کو لے کر میدان میں آیا۔ یہ لوگ رات تک معاویہ کے لشکر
 سے جہاد کرتے رہے۔ بسر بن اوطاة قیس بن سعد کے مقابلہ میں آیا۔ قیس کی ضرب کھاکر مجروح ہو بھاگ گیا۔ بخاری
 بن عبدالرحمن نکلا۔ اس نے مروی اور سلم از دی اور دوسرے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام جیسے بدل کر
 اس کے مقابلہ میں آئے۔ اسے قتل کر کے بعد میں سات اور آدمی قتل کئے۔ حریب بن صباح تھا اس نے برف خوافی
 شریل بکری حارثہ حکیمی اور عبدالرحمن ہمدانی کو قتل کیا۔ امیر المومنین نے اسے قتل کیا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے
 حرث بن وداع اور مطاع بن مطلب اور عروہ بن واوہ کو قتل کیا۔ معاویہ کا غلام حارثہ نکلا۔ اسے قتبہ نے فی الزہر
 کیا۔ برید کھلی نکلا۔ اسے اشتر نے کھکانے لگا دیا۔ خالد سعدی نے اعدان کی موت پر میرے ساتھ کون بیعت کرے
 گا، اس آواز پر ۹ ہزار جوان میدان میں آگئے۔ اتنا جہاد کیا۔ معاویہ کے خیموں پر تپ پھٹ گئے۔ معاویہ بھاگ گیا انھوں
 نے خیموں کو لوٹ لیا معاویہ نے خالد کو بل بھیجا۔ اسے خالد تم کامیاب ہو گئے۔ تو تمہیں نہ ایشان کی خدمت ملے گی۔
 نیز سے ان حرکات پر افسوس آتا ہے یہیں شکر علی کا مقابلہ نہ رسکا۔ اور بھاگ نکلا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کے
 منہ پر تھوڑا سا تار جکڑ کر مرنے دی۔ حمزہ بن ماکہ ہمدانی ہاشم مرقول کے مقابلہ میں آیا۔ مرقال نے اسے قتل کر دیا۔
 لشکر شام نے مرقال پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ سفیان بن ثور نے جھنڈا لیا۔ لڑا۔ حتیٰ کہ قتل ہو۔ پھر جھنڈا ہتھن
 مرقال نے لڑا۔ مرقال کو قتل ہو۔ ابو طفیل کنانی نے جھنڈا لیا۔ زخمی ہوا۔ لٹے پاؤں ہو گیا۔ عبداللہ بن بدیل بن
 دفاغزاعی نے جھنڈا لیا۔ قیب یہ حملہ کیا۔ لڑائی کر دیا۔ پھر جھنڈا عمرو بن جس سے بیا آپ نے سخت زخمی کی۔ ذوالنظیم
 یہ لڑائی باہر ہمدان بن دحزاعی نے مقابلہ کیا۔ یہ جاہل و انصار نے حملہ کیا۔ ذوالنظیم اور ذوالنظیم کو قتل کیا
 حمزہ ہمدانی علیہ السلام کا ساتھی یہ لڑا۔ مرقال کے قتل کے قریب پہنچ گیا۔ قریب تھا کہ معاویہ پکڑا جائے۔ بعد اللہ بن عمر

نے محمد بن حنفیہ کو طلب کیا۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے آپ کو روک دیا۔ عبید اللہ بن عمر کو عبداللہ بن سور نے قتل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حرث بن خالد نے قتل کیا۔ ایکٹا بانی بن عمر بنوعی ایکہ بن محمد بن جسیع بیان ہوئے ہیں۔ معاویہ نے ستر چھنڈوں کے ذریعے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ عمار علم کے گرفتار میں آئے۔ معاویہ کے ساتھ آدھی کام کئے۔ اصحاب علی علیہ السلام سے دوسو آدمی شہید ہوئے۔

حضرت علی علیہ السلام بہان کے پہلوانوں کے ساتھ میدان میں تشریف لائے۔ عمرو بن عامر متحاربہ کو شہید کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کو شہادت دی۔ اور عمرو بن عامر زخمی ہوا۔ عمار بن آدم نے عباس بن ربیعہ بن حارثہ بن عبد المطلب کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ عباس نے اسے قتل کر دیا۔ معاویہ نے کہا جو شخص عباس کو قتل کر دے گا وہ جو چاہے گائے ملے گا۔ دو زخمی آدمی بھی ایک نے عباس کو بلایا۔ کہا میرے آگے اگر مجھے تیرے مقابلہ کی اجازت دی ہے، تو تیرے ساتھ لڑوں گا۔ محمد اللہ کی وجہ سے عباس کو جنگ اپنے سے امیر المؤمنین سے منع کر دیا تھا۔ اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام عباس کے بہاؤ پر عباس کے گھوڑے پر چھبیس ہول کر میدان میں آئے۔ اس شخص نے کہا تیرے آقا نے مجھے اجازت دی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مر دیا۔ ذن لسان یقاتلون بانہم ظالمون حضرت علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ آگے بڑھ کر ایک شخص کو قتل کر دیا۔

معاویہ نے فوج کی چار صفیں مرتب کیں۔ ابو عمرو سہمی آگے بڑھا۔ اور لشکر کو ہر گنہگار سے اور ہر قاتل سے تقاضے اہل شامت بھاگو۔ اس میں ایک اور عمار سے اہل عرق کو کچل ڈلو۔ یہ صاف نکتہ اور انصاف سے سعید بن قیس۔ عدی بن حاتم۔ اشتر اور شدت نے میدان میں آکر ان میں سے تین بڑے آدمی قتل کر دیئے باقی شہادت لکھ کر بھاگے۔ معاویہ کا شاہد ایک حبشی لڑکا اس کے مقابلہ میں حضرت علی علیہ السلام کے شاہد عمارش تھے۔ عبد اللہ بن جعفر ایک بزرگ لشکر کے میدان میں آئے۔ کافی مخلوق کو قتل کیا۔ عمرو بن عامر گھبرا اٹھا۔ اور قرنی امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں دو تلواریں لگائے ہوئے حاضر ہوئے آپ کے ساتھ ترکش دان اور سنگریزوں کا نو برا بھرا ہوا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام پر سلام کیا۔ حضرت امیر المؤمنین نے اسے الوداع کہا۔ ربیعہ کی سپاہ فوج کے ساتھ میدان کا زاریاں آیا۔ اسی روز شہید ہوا امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور دفن کیا۔ عمار بجز پڑھنے سے میدان میں آئے۔ اور جہاد کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام میں ان جفا میں تشریف فرما ہوئے۔ اور معاویہ کو طلب کیا۔ اور فرمایا کہ میں

جہاد ہزار سو اے
س کی زمین کے
بناتہ رجز پڑھتا
پڑے آپ ان
عظیم کیا۔ ابو عمرو
شان۔ بنو ہمدان
معاویہ کے لشکر
کیا بخارق
چھبیس ہول کر
تے برقع خولانی
یہ السلام نے
نے فی النار
بیعت کرے
گیا اھول
تے لے گی
تے اس کے
قتل کر دیا۔
لدا قتیبہ بن
ن بیدل بن
ذوالنظیم
کو قتل کیا
الشر بن عمر

تمہیں کہتا ہوں کہ اور مسلمانوں کا خون خرابہ نہ ہو تیرے اور میرے درمیان مقابلہ ہو جائے۔ جو غالب آجائے۔
خلافت کا وہ مالک بن بیٹھے۔ معاویہ سن کر حیران رہ گیا۔ ایک حرف تک نہ بول سکا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے میمنہ لشکر پر حملہ کر کے لشکر کو ہٹا دیا۔ پھر میسرہ لشکر پر حملہ کیا انہیں
پسپا کر کے رکھ دیا۔ جب قلب لشکر پر حملہ کیا تو ان میں سے کافی لوگوں کو قتل کیا۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام واپس
تشریف لے گئے۔ پھر بھییں بدل کر واپس میدان میں تشریف لائے۔ اور عمرو بن عاص سے مقابلہ پر آیا۔ عمرو ذرا
اور آگے بڑھا۔ جب آنکھیں چار ہوئیں تو پہچانا اور گھبرا کر بھاگنے لگا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اس کی زرہ میں
نیزہ مارا۔ اور وہ گدی کے بل گر۔ اور شرمگاہ کھول دی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے جیا کی وجہ سے
درگزر کیا۔ معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا:

الحمد لله الذي هاناك واحمد التاك الذي اتاك

میں اللہ کا شکر کرتا ہوں جس نے تجھے غابرت دی۔ اور تیری کون کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے
تجھے بچایا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام میدان میں آئے۔ اور معاویہ کو لڑنے کے لئے بلایا، وہ نہ آیا۔ بسہرین اڑا
کو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں پراع دی گئی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے تلوار لگائی۔
گدی کے بل بیٹ گیا اور شرمگاہ ظاہر کر دی۔ حضرت علی علیہ السلام اس جگہ سے الگ ہو گئے آپ نے فرمایا:
افسوس ہے اہل شام مخمٹوں سی بات کرتے ہیں۔ مخمٹوں کے سردار عمرو بن عاص نے تمہیں یہ تعلیم دی ہے
وہ بات ہے کہ میدان جنگ میں شرمگاہ کو ظاہر کرنے کی تعلیم عمرو بن عاص نے اپنے باپ دادا سے میراث
میں پائی تھی۔ معاویہ کا غلام لاحق نکلا۔ اس نے اسے نیزہ گھونپا۔

جب معاویہ نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے جانبا زوں کو کثرت سے میدان جنگ میں آنا ہوا
دیکھا، تو ایک چال چلی۔ عمرو بن عاص کو رعبیہ کی چیل فوج کے پاس بھیجا۔ اور کہا کہ یہ شعر لکھ کر ابن عباس
کو دھوکا دوسے

طام البلاء فوالذي له اس لعبد الله سوى ابي عباس

مجھ پر بلا ہو گئی ہم اللہ عزوجل کے بعد ابن عباس کے سوا اور نرمی کی کوئی امید نہیں رکھتے۔

ابن عباس نے جواب میں لکھا:

یا عمر و جبکہ من خذع و دسواس ! فاذهب فمالک فی ترک الہذا آس
اسے عمر و اپنے دھوکے اور دسواس اپنے پاس رہنے دیجئے چلے جاؤ۔ ہدایت کرنے کے بعد تجھے
کوئی عیب نہیں رکھنی چاہیے۔

معاویہ نے ابن عباس کے پاس لکھا۔ قریش میں صرف چھ آدمی باقی ہیں۔ ایک ہیں اور عمرو بن عاص جو
شام میں موجود ہیں سعد اور ابن عمر مدینہ میں موجود ہیں اور علی اور تم سراق میں ہو۔ اگر حضرت عثمان کی موت کے
بعد تیری بیعت کر لی جاتی۔ تو تم تیری بیعت کرنے میں جلدی کرتے؟

ابن عباس نے دندان شکن جواب تحریر کیا جس میں ایک شعر یہ بھی تھا۔

دعوت ابن عباس الی السلم خذعة لست لد حتی تموت بخادع

ابن عباس کو دھوکہ سے صبح کی دعوت دیتے ہو تو ان دھوکا بازیوں میں ہی مر جائے گا۔

معاویہ نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ اگر ہمیں جنگ کے انجام کار کا
پتہ پڑتا تو ہم یہ مصیبت ایک دوسرے پر نہ لاتے۔ ہماری عقیدیں مفلوج ہو گئیں ہیں۔

گذشتہ راصلوۃ آئندہ را احتیاط

میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ مجھے شام کا علاقہ دے دیجئے میں آپ کی اطاعت کر لوں
گا۔ لیکن بیعت نہیں کروں گا۔ آپ نے اس بات سے انکار کر دیا تھا میں نے جو چیز طلب کی تھی۔ وہی آج طلب
کر رہا ہوں۔ جس طرح ہم زندگیاں جاتے ہیں۔ آپ بھی ویسے ہی چاہتے ہیں۔ موت سے جس طرح ہم ڈرتے ہیں۔ آپ
بھی ڈرتے ہیں۔ جسم پارہ پارہ ہو گئے۔ مرد ختم ہو گئے۔ حالانکہ ہم ایک ہیں عہد منات کی اولاد میں ہمیں
ایک دوسرے پر فضیلت نہیں ہے جس سے صاحب عزت کو ذلیل اور آزاد کو غلام بنایا جائے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کو جواب میں لکھا۔

”تم نے تحریر کیا ہے کہ جنگ عرب کو کھ گئی ہے۔ صرف چند نفوس باقی رہ گئے ہیں تمہیں معلوم نہ رہا

چاہیے جس کو حق کھا جائے وہ جہنم میں جائے گا۔ تم نے جو شام کا مطالبہ کیا ہے۔ جس چیز کو میں نے تجھے مل

نہیں دیا تھا۔ آج کیسے دوں گا۔ خوف درضا میں جو برابر قرار دیا ہے (یہ ایسا نہیں ہے) تم شک پر اتفاق تم

نہیں ہو جتنا مجھے یقین پر اعتماد ہے۔ اہل شام دنیا پر اتنے جریں نہیں ہیں جتنے اہل عراق آخرت پر تمہارا یہ

قول کہ ہم سب اولاد عہد منات میں (یہ بھی درست نہیں ہے) امیہ ہاشم کی مانند نہیں ہے نہ حرب عبد المطلب

کی طرح ہے۔ نہ سفیان بوطاحین کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے۔ آزاد کروہ ہمارے برابر نہیں ہے صاحب حق باطل
پرست کی طرح نہیں نہ مومن منافق و دھوکہ باز کی طرح ہے۔ ہمارے ہاتھوں میں نبوت کی فضیلت موجود ہے جس
کے ذریعے ہم نے صاحب عزت کو ذلیل اور ذلیل کو صاحب عزت بنایا۔

معاویہ نے ابن عذیحہ کندی کو حکم دیا کہ وہ انس بن مالک اور نعمان بن بشیر کو کہے کہ وہ سعد بن تیس کے پاس صلح
کا خط تحریر کرے پھر عمرو بن عاص عقیقہ، صبیح بن مسلمہ، حناک بن یزید کو میرا مومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت
میں اس عرض کے لئے روانہ کیا۔ انھوں نے اس بارے میں حضرت ابوالموہب بن علیہ السلام سے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا
میں تمہیں کتاب خدا اور اس کے نبی کی سنت کی طرف بلاتا ہوں۔ مگر تم نے یہ بات قبول کر لی۔ تو تم نے دانت کو
چلایا، اور بصلانی کی موافقت کی۔ اگر اس بات سے تمنا۔ یا اللہ سے زیادہ دوسری حاصل کرتے جاؤ گے انھوں
نے کہا تم چاہتے ہیں کہ آپ تشریف لے جائیں۔ ہم عراق سے لوئی سرور کا نہ رکھیں گے اور اب تمام کے عالم
میں دخل نہ ہیں۔ اس صورت میں ہم لوگ مسلمانوں کے خون کو محفوظ رکھ سکیں گے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے
فرمایا جو چیز اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے۔ اس کی بات نہ کرو۔ یا تو جنگ کرو۔ یا فاجر
موجھاؤں۔

شتر میدان کا رخا میں آئے اور ابا صفیوں کو درست کر دیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو!
جو شخص اپنی جان فروخت کرے گا۔ اس دن رقیہ مست کی قاعدہ میں رہے گا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام
نے فرمایا عورتوں کا خضاب مہندی سے اور مردوں کا خضاب خون سے اور کے انجام ہے لئے صبر بہترین چیز
ہے تم لوگوں کو یقین دلاتا چاہیے کہ ان لوگوں کے دلوں میں مدد کے کینے اعد کے غصے اور جاہلیت کے
بغض پوشیدہ ہیں۔ اور حضرت نے اس آیت کو پڑھا قَاتِلُوا الْكُفْرَ لَا إِلَهَ إِلَّا إِيْمَانٌ لَهُمْ لَعْنَهُمْ
سنتھو ان آپ بہتر پڑھتے ہوئے ان کے بڑے سات نبی کے سامنے ساتھ حمد کیا صفوں کو انٹ کے۔
دیا معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہ انا صبر سے کام لو۔ اور مل فرماؤ۔ عمر و نے کہا یہ سچ کہا لیکن نبوت حق سے
اور زندگی ختم ہونے والی ہے۔ اگر حضرت علی علیہ السلام نے دوسری دفعہ حملہ کیا تو بیخ و بن ختم ہو جاتا۔ یہ
امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اگر جنت چاہتے ہو تو کیا دیکھ رہے ہو؟ ابوالموہب بن یقظال جزیر پڑھتا
تو انکا آپ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ خولمہ بن ثابت جزیر پڑھتا تو میدان میں آیا۔ جہاد کر کے دنیا سے
رخسرت ہوئے۔ عدی بن حاتم آیا۔ انکا تار تار ہوا۔ حتیٰ کہ آپ کی آنکھوں کے دھبے باہر نکل پڑے

اشتر و جز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔ جب دسے یہ کو قتل کیا۔ دونوں لشکروں میں کھسار لیڑائی ہوئی
 حق گو خیمیں کاؤن پڑا۔ اور یہی سبیلہ الہیہ ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اپنا سر اسمن کی طرف مڑ بہ لمحہ بند تھے
 اور فرماتے۔ خداوند اتری طرے قدم رکھتے ہیں۔ یہ سے ساتھ دل رکھتے ہیں۔ اور ہاتھ تیری طرف بند ہوتے ہیں
 گردنیں تیری طرف نہنی ہیں۔ ضرورتیں تجھ سے طلب کی جاتی ہیں۔ آنکھیں تیری طرف نکلتی باندھتی ہیں۔ اسے اللہ
 ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق فیصدہ صادر فرما۔ کہ تو بہترین فیصدہ کرنے والا ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام
 لشکر شام پر یکے بعد دیگرے حملہ فرماتے تھے۔ ان کے ہم گھٹ میں بیخ جاتے تھے۔ فرماتے تھے اللہ اللہ!!
 صبح کے وقت جب شمار کیا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے چار ہزار آدمی شہید ہو چکے تھے۔ اور حایق
 کے لشکر سے ۳۲ ہزار آدمی قتل ہوئے تھے۔ انھوں نے چہرہ کر کہا اسے معاف یہ تمام عرب تباہ ہو گیا۔ معاویہ نے عمرو
 بن عامر کو دوہائی مے کر کہا کہ قرآنوں کو نیڑوں پر بند کیا ہے۔
 قتلوارہ نے کہا کہ صفین کی لڑائی میں ساٹھ ہزار انسان قتل ہوئے۔ ابن سیرین نے کہا کہ ستر ہزار انسان کام آئے۔
 یہ بات انس اب الاثرات میں مذکور ہے۔

۱۰ حکمین اور خوارج

ومن الناس من یعبد والہ علی حرف ۱۰ مراد ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص ہیں ایک روایت
 کی رو سے۔ ابن مرویہ نے اپنے اسناد سے سوید بن غفیر سے روایت کی ہے کہ میں ابو موسیٰ سے اشدہ کی کہ ہاں
 دریا سے فرات کے کنارے پر موجود تھا۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرات سے سوئے شہد ہے کہ ابو موسیٰ
 میں اخذت پڑ گیا۔ ان کا اختلاف جاری رہا حتیٰ کہ انہوں نے دیکرہ حکم مقہر کئے۔ جنہوں نے ان کی پیروی کی
 گمراہ گئے تھے۔ تمہارے امویہ اختلاف واقع ہو گا۔ ختم دو حکم مقہر ہو گئے۔ جو ہم ان کی پیروی کرے گا کہ
 دریا ہوئے تھے۔ جو اسے انور اختلاف واقع ہو گا۔ ختم دو حکم مقہر ہو گئے۔ جو ہم ان کی پیروی کرے گا کہ
 .. دسے تھے۔ جو اسے انور اختلاف واقع ہو گا۔ ختم دو حکم مقہر ہو گئے۔ جو ہم ان کی پیروی کرے گا کہ

معاویہ نے کہا۔ اے عمرو بن عاص اب بھاگ جائیں۔ یا امان طلب کریں۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ قرآن کو نیزوں پر بلند کرتے ہیں۔ اور اس آیت کی تہمت کرتے ہیں۔ الحد ترالی الذین اذقوا نصیباً من الكتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینہم اگر ان لوگوں نے قرآن کا حکم قبول کر لیا۔ تو ہم جنگ بند کر دیں گے۔ اور آپس میں ایک مدت تک بند رکھیں گے۔ اگر بعض نے جنگ جاری رکھی۔ تو ہم ان کی یہ پوزیشن توڑ دیں گے۔ اور ان میں اختلاف لازماً پڑ جائے گا۔ عمرو بن عاص نے اعلان کیا کہ ہم اور تم مشرک متہیں ہیں۔ مرتدین کے خلاف جمع نہیں ہوئے اگر تم قرآن کے فیصلے کو قبول کر لو گے۔ تو آپس میں سب کی بقا مضمون ہے اور شہر کی بھی۔ اگر نہیں مانتے تو سب کی ہلاکت ہے ہر امتحان کی ایک مدت ہوتی ہے مسعر بن نعلی۔ زید بن حصین حافی۔ اشعث بن قیس کنہی نے کہا۔ اے امیر المؤمنین کتاب خدا کے بارے میں قوم کی دعوت کو قبول فرمائیے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم پر افسوس ہے۔ انہوں نے قرآن کو صرف مکرار و دھوکا کی غرض سے اس وقت بند کیا ہے جب تم ان پر غالب آچکے ہو۔ خالد بن معمر نے کہا اے امیر المؤمنین! ہمارے نزدیک سنبہہ امور وہ ہیں جن کی تکلیف سے ہم بچ جائیں امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے لشکر کے پیش نزار آدمی حاضر ہو کر کہنے لگے۔ اے علی کتاب خدا کی مدت دعوت دی گئی ہے تو آپ اس کو قبول کر لیں ورنہ آپ کو قوم کے حواسے کر دیں گے۔ اور آپ کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو حضرت عثمان کے ساتھ کیا تھا آپ نے فرمایا۔ میری بات کو یاد رکھو۔ میں تمہیں جہاد کا حکم دیتا ہوں۔ اگر میری نافرمانی کرتے ہو۔ تو جو کچھ تمہاری مرضی آئے وہی کرو۔ انہوں نے کہا اشتہ کو واپس اپنے پاس بلائیے۔ زید بن ابی بکر کو اشتہ کے بلانے کے لئے بھیجا۔ اشتہ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ تمہاری دیر میں اللہ فتح دے گا۔ مجھے جلد ہی نہایت جنگ میں سختی اختیار کیجئے۔ انہوں نے کہا آپ نے اسے جنگ کرنے میں ابھارا ہے جتنی حکم کے ساتھ اس کو بلائیے۔ ورنہ خدا کی قسم آپ کو مہجور کر دیں گے آپ نے فرمایا اے زید دوبارہ جہاد اور اسے کہو کہ میرے پاس آ جا سے یہاں فتنہ برپا ہو چکا ہے، اشتہ واپس آگیا۔ اور کہتا تھا۔ اے اہل عراق! اسے ذلت اور رسوائی کے مالکو! جب تم قوم پر غالب آئے اور انہوں نے جان لیا کہ تم ان پر فتح پانے والے ہو۔ انہوں نے مکر اور دھوکہ دینے کے لئے قرآن کو نیزے پر بلند کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اس قوم سے راہ خدا میں جنگ لی ہے اشتہ نے کہا مجھے ایک گھڑی اور مہمت دے دو میں فتح کو محسوس کرتا ہوں۔ اور کامیابی کا مجھے یقین ہے۔ انہوں نے کہا نہیں اشتہ نے کہا اتنی مدت دو کہ میں اپنا کھوڑا اور اگر وہاں سے جاؤں اور پھر واپس آ جاؤں۔ انہوں نے کہا نہ تم یہی اس عت کرتے ہیں۔ اور نہ ہی تیرے صاحب کی۔ یہ قرآن کو نیزوں

کہا۔ قرآن کو نيزوں

بید عون

اور آپس

گئے۔ اور ان میں

جمع نہیں ہوئے

سب کی بدلت

کہا۔ اسے امیر

فرمایا۔ تم پر

پہ غالب

سے ہم پنج

کہنے لگے

مردیں گے۔

یا رکھو۔

یا اشتہ

بید ہے

سے جنگ

ایا اسے

اہل

مق پائے

س قوم

اور

ول

ول

پرویکھ رہے ہیں اور ہمیں ان کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ اشتہ نے کہا: خدا کی قسم دھوکا کھا گئے ہو تمہیں دھوکا دیا گیا ہے تمہیں جنگ بند کرنے کو کہا گیا ہے تم نے قبول کر لیا ہے: یکرین وائل کی ایک جماعت نے کھڑے ہو کر کہا: اسے امیر المومنین! اگر آپ نے قوم کی بات قبول کر لی تو ہم آپ کی بات قبول کر لیں گے۔ اگر آپ نے انکار کیا تو ہم آپ کا انکار کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا: ہم کتاب خدا کی دعوت قبول کرنے کے زیادہ حق دار ہیں معاویہ عمرو بن عاص، ابن ابی معیط، حبیب بن مسلمہ، ابن ابی سرح، جنکب بن نفیس، اصحاب قرآن اور دین نہیں ہیں میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں میں ان کی صحبت میں بیچوں اور جوانی دونوں حالتوں میں رہا ہوں اشعث بن ابی کویہ معرکہ کی اور زیادہ طاقتور ہے کہ ہم ابو موسیٰ کو حکم منتخب کرتے ہیں۔ اہل شام نے عمرو بن عاص کو حکم بنالیا کہ ابو موسیٰ! ہمیں اس چیز سے بچائیں گے جس میں تم پڑ چکے ہو میرا مومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا وہ معتبر آدمی نہیں ہیں اس نے فوٹوں کو روک دیا ہے پھر حج سے بھاگ گیا ایک دے جدید نے اسے امان دی ہیں اور ابن عباس اس سے بہتر ہیں انھوں نے کہا خدا کی قسم آپ اور ابن عباس ایک چیز ہیں ہم اسے کہے حکم تسلیم کر لیں۔ فرمایا تو پھر اشتہ کو حکم بنا لو۔ اشعث نے کہا ہمارے شوکس اور سنے جنگ بڑا کافی ہے تو کیا ہم اشتہ کے تحت ہو جائیں۔ اشعث کا بیان ہے۔ اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت علی علیہ السلام کو جنگ صغین میں دیکھا تھا کہ حضرت کف انوس ملتے تھے اور فراتے تھے کہس قدر تعجب کی بات ہے نہ ہری، فرمائی لی جسے اور معاویہ کی اطاعت۔ فرمایا تو پھر اس کا مقصد یہ ہوا کہ تمہیں ابو موسیٰ سے اور فوٹ منظر زائیں۔ انھوں نے کہا۔ ایسا ہی ہے۔ فرمایا۔ پھر جو مرضی آئے ارد۔ خداوند! میں ان کے فعل سے بری الذمہ ہوں۔ اشعث نے کہا جب تم نے ابو موسیٰ کو منتخب کیا ہے تو اس کی پشت پر نگاہ رکھو۔ دونوں طرف کے لوگ جمع ہو گئے۔ تو حضرت علی علیہ السلام کے کاتب عبید اللہ بن رافع اور معاویہ کے کاتب عمیر بن عباد بھی تھے عبید اللہ نے لکھا یہ صلح نامہ ہے امیر المومنین اور معاویہ کے درمیان۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ علی کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھو۔ یہ تمہارے امیر ہیں تمہارے امیر نہیں ہیں اشعث نے کہا۔ امیر کا لغو مدت مشاویہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ اکر سنت سے ساتھ سنت مثل کے ساتھ مثل ہے۔ صلح حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب میں تھا۔ اور یہی واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آیا تھا۔

مسند احمد میں تحفہ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ صلح حدیبیہ

بن عاص سے کہا۔ آگے بڑھو۔ اور لوگوں کے سامنے اپنے صاحب کو خلافت سے الگ کرو۔ عمرو نے کہا
 سبحان اللہ! آپ پر سبقت کروں یا اپنے آپ مقام کے لحاظ سے اور عمر کی وجہ سے فضیلت اور ہجرت
 کی رو سے مقام میں جو آپ کو اسلام سے حاصل ہے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے وفد کے ساتھ بھیجا
 تھا۔ حضرت ابو بکر نے مال غنیمت کی تقسیم آپ کے پیروں کی تھی۔ حضرت عمر نے آپ کو عراق کا حاکم بنایا تھا۔ آپ
 ہی سبقت کیجئے۔ ابو موسیٰ اس جھانے میں آگیا۔ ابو موسیٰ نے اعلان کر دیا۔ اسے لوگوں کو اخذ کی قسم ہم
 لوگوں نے کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ اُمت کی بہتری اس بات میں پوشیدہ ہے کہ دونوں کو
 خلافت سے الگ کر دیا جائے۔ یمن علیٰ اور معاویہ کو خلافت سے اس طرح الگ کرنا ہوں جس طرح اپنی اہلی
 سے انگوٹھی نکالے لیتا ہوں۔

عمر و بن عاص نے کہا۔ جس طرح تو نے اپنے صاحب علی کو الگ کر دیا ہے۔ میں بھی اسے الگ کرتا ہوں
 اور معاویہ کو اسی طرح خلافت پر قائم رکھتا ہوں۔ جس طرح میں انگوٹھی کو پہنے لیتا ہوں۔ عمرو نے انگوٹھی بائیں ہاتھ
 میں پہننا شروع کر دی۔

تفسیر تیسری ابانہ عکبر بنی میں سفید شمش سے وہ سمر سے وہ کیس سے وہ ابو طفیل سے روایت کرتے
 ہیں کہ ابن کوانے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ قل هل اسئلکم
 بالآخرین اعمالا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس سے مراد اہل حور ہیں۔ بعد فرمایا۔ لذن
 حنل سبعہم فی الحیاۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسبون منہم علی بن ابی طالب علیہ
 السلام سے جنگ کرنے کے متعلق آیا خیال کرتے ہیں۔ ولیک اسذین کفر و ابیات ربہم و قد
 فحطت اعمالہم فلا تقسیم ہم بومر القیامۃ و زنا ذلک جنہا وہم ذاکہ و اس سے
 روایت علی علیہ السلام مراد ہے ان لوگوں نے آیات قرآن اور میرے رسول محمد کا مذاق اڑایا ہے۔ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا استہزاء کرتے ہیں۔ الامن کذبت مورہ فحسی مولانا حضرت علی علیہ السلام
 کے اصحاب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین استرا و عملوا الصالحات الخ ابن عباس
 نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کے ان اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی جو جنگ جمل میں موجود تھے۔

تفسیر فلکی میں ابو امامہ نے کہا کہ بنی ساعد نے فرمایا۔ آیت یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ فلما

الذین اسودت وجوہہم سے مراد خوارج ہیں

یہ لازم تھا کہ اس سے مراد باطل مہیا گیا ہے۔ حرقوص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا، آپ اپنی طاعت سے
توبہ کریں، اپنی قسے کو چھوڑ دیجئے، ساتھ ہمارے دشمن پر خرونی فرمائیے، تاکہ ہم ان سے لڑ کر اپنے
رب سے جا ملیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، حرب میں نے اس بات کا ارادہ کیا تھا، تو تم
لوگوں نے میری نافرمانی کی تھی۔ اب تو ہم نے اپنے ارادہ کو م کے درمیان معاہدہ لکھا ہے اور شرارت سے کئے ہیں
اور ان پر عہد بندہ۔ جسے کا عہد اور یشاق کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قہار ہے۔ راد قویہ ہمد اللہ ادا عہد تم
حرقوص نے کہا، یوں سے بہر حال آپ چاہتے ہیں اس سے توبہ کیجئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام
نے فرمایا، کون کتاہ نہیں ہے، بلکہ اسے ان کی ضرورت اور عقل و صنعت ہے، تم نے پہلے بھی ایسی بات کی تھی،
میں نے تم لوگوں کو اس سے منع کر دیا تھا، مگر ان کو نے کہا یہ بات ہمارے نزدیک اس پر درست ہو گئی ہے۔
اب آپ امام نہیں ہیں۔ اگر امام ہوتے تو جنگ سے باز نہ آتے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا
تم پر دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عام حدیث میں اہل مد کے قتال سے کہوں باز رہے تھے؟ انہوں نے امیر المومنین
حضرت علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ اور کہا لا حکم الا للہ حکم اللہ کا ہے اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کو
اطاعت جائز نہیں ہے۔ یہ لوگ بصرہ اور کوفہ وغیرہ کے تھے، ان کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ ان میں سے
ایک اعلیٰ نے اعلان کیا، فوج کا کمانڈر۔ انجینئر شیش بن ربیع ہیں۔ نماز کے امیر عبد اللہ بن کوا اور فتح
کے بعد شوری ہو گا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے عامل نے والی عبد اللہ بن شیبانہ کو قتل کر دیا، امیر المومنین
حضرت علی علیہ السلام نے عبد اللہ بن عباس کو حکم دیا ہے کہ اس قوم کے پاس جتاؤ کس بات پر انھوں
نے اکٹھا کر رکھا ہے؟ ابن عباس جب ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا، اسے عباس تیرے لئے طاقت
ہو۔ تم نے اپنے رب کے ساتھ اس طرح کفر کیا ہے جس طرح تیرے صاحب علی بن ابی طالب نے کیا
ہے۔ ان کا خطیب عتاب بن اقرعہ شعبی نکلا

ابن عباس — اسلام کی بنیاد کس نے رکھی؟

عتاب — اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

ابن عباس — کیا نبی اکرم نے امور کو محکم کیا۔ ان کو حد و دھم دیکھا یا نہیں؟

عتاب — کیا۔

ابن عباس — نبی اکرم صلعم دار الاسلام میں موجود ہیں یا انتقال فرما گئے ہیں؟
عقاب — انتقال فرما گئے ہیں۔

ابن عباس — کیا امور شریعت آپ کے ساتھ چلے گئے ہیں یا باقی ہیں؟
عقاب — باقی ہیں۔

ابن عباس — جس عمارت کی تعمیر رسول اللہ صلعم نے کی تھی۔ آپ کے بعد اس کا کوئی نگران
ہے یا نہیں؟

عقاب — ہاں آپ کی بہترین اولاد اور بہترین اصحاب موجود ہیں۔

ابن عباس — ان لوگوں نے اس کی تعمیر کی یا اسے خراب کیا؟
عقاب — تعمیر کی

ابن عباس — اب اس کی تعمیر ہو رہی ہے یا اسے خراب کیا جا رہا ہے؟
عقاب — خراب کی جا رہی ہے۔

ابن عباس — آپ کی اولاد کر رہی ہے یا آپ کی امت؟
عقاب — آپ کی امت کر رہی ہے،

ابن عباس — تم امت میں سے ہو یا اولاد میں سے؟
عقاب — میں امت میں سے ہوں۔

ابن عباس — جب تم امت میں سے ہو تو تم نے دارالاسلام کو خراب کر دیا۔ پھر حجت کی امید
کس منہ سے کرتے ہو۔

ابن کو انے ایک سو آدمیوں کے ساتھ خروج فرمایا امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ایک سیاح
لے کر پہنچ گئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔
کیا تم جانتے ہو کہ جب شکر شام نے قرآنوں کو نیزوں پر بلند کیا، تم نے اس وقت کہا تھا: ہم کتاب خدا کی
دعوت کو قبول کرتے ہیں۔ میں نے کہا تھا: کہ میں تمہاری نسبت شایوں کو زیادہ جانتا ہوں۔ جب تم
نے کتاب کی دعوت کو قبول کیا، اور مجھ پر حکمیں کو شروہ کر دیا، کہ وہ دونوں اس چیز کو زندہ کریں گے، جس
کو قرآن نے زندہ کیا ہے اور اس چیز کو ماریں گے جس کو قرآن نے مارا ہے اگر انہوں نے قرآن کے مطابق

فیصلہ کیا ہے۔ اور ہم اس کی مخالفت کس طرح کر سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے اس کو انکار کیا۔ تو ہم لوگ اس فیصلہ کے پابند نہیں ہوں گے انہوں نے کہا ہمیں بتلایے کیا بندے خون کے معاملہ میں انصاف کر سکتے ہیں؟ فرمایا ہم بندے فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ہمارا فیصلہ کرنے والا قرآن ہے۔ قرآن و سنتوں کے درمیان مسطور ہے۔ وہ خود نہیں بولتا بلکہ بندے اس کے ذریعے بولتے ہیں۔ انہوں نے کہا پھر آپ نے ان اور اپنے درمیان ایک وقت کیوں متدبر کیا ہے؟ فرمایا یہ اس لئے تاکہ جاہل جہان مے اور عالم دج مے شاید اللہ اس بدست میں اُمرت کے لئے کوئی اصلاح کی صورت پیدا کر دے۔

کافی گفتگو کے بعد بعض لوگ تو اپنے ارادے سے باز آ گئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے امان کا جھنڈا ابویوب، انصاری کو عطا کیا۔ ابویوب، انصاری نے اعلان کیا کہ جو شخص اس جھنڈے کے نیچے آجائے گا۔ یا اس جہاد سے ہٹ جائے گا۔ اس کے لئے امان ہے۔ آٹھ ہزار آدمی اپنے ارادے سے باز آ گئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے انہیں حکم دیا۔ کہ ان کی کوئی علامت قرار دی جائے باقی حضرت کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ اور نہروان کی طرف چلے گئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ دیا۔ اور انہیں جہاد کی طرف رغبت دلانی۔ لیکن انہوں نے آپ کی بات قبول نہ کی۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ان کی طرف روانہ ہوئے۔ عبداللہ بن ابی عقبہ کے ہاتھ ان کے پاس خط لکھ کر روانہ کیا جس میں تحریر تھا۔ نیک بخت وہ ہے جس سے اس کی رعیت نیکو بخت ہو جائے بد بخت وہ ہے جس کے باعث اس کی رعیت بد بخت ہو جائے۔ تمام لوگوں سے اچھا وہ ہے جو اپنی ذات کے لئے اچھا ہو۔ سب سے بُرا وہ ہے جو اپنی ذات کے لئے بُرا ہو۔ اللہ عزوجل کے ساتھ کسی شخص کی رشتہ داری نہیں ہے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے انہیں وعظ و نصیحت کی۔ انہوں نے لڑائی کے سوا اور کوئی بات نہ مانی۔ اور آپس میں ہمدردی کہ علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب سے بات چیت رتا چھوڑ دو۔ جنت کی طرف جدائی کرو اور چلا چلا کر گنا شروع کیا۔ اور احوال الی الجنت

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو ترتیب میں کیا۔ اور انہیں منع کیا کہ خوارج کے پاس کوئی بھی پیش قدمی نہ کرے۔ سب سے پہلے انفس بن عیزار طائی نے خروج کیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ عبداللہ بن وہب، ابی اور مالک بن وضاح نکلا۔ وضاح بن وضاح نے ایک طرف اور اس کے ابن عمر حرقوم نے دوسری طرف امیر المومنین کے خلاف خروج کیا۔ حضرت امیر المومنین نے

الولیٰ تکران

ایمید

می

ہا

ہم

س

ق

وضاح لائن کر دیا اور رتوں کے سر پر تلوار ماری جو ان سے سر پی پڑی اور اسے مار دیا اور تندرست رہ کر
کے صوڑ سے پر پڑا۔ لھو ابد اس کے پاؤں کھوڑے کی، نابھوں میں عین کٹے حتیٰ کہ است ایک ورنے میں کر دیا۔
مرد یہ واسے ایسے تہ تر ہوئے جس باج تخت مذہبی سے رہا۔ حضرت علی عبید السلام کے اصحاب میں سے
مندرچہ ذیل حضرات شہید ہوئے۔

۱۔ عرب بن ابرہہ، ۲۔ نضر بن دعلج، ۳۔ نضر بن دعلج، ۴۔ کعب بن لؤی، ۵۔ کعب بن لؤی، ۶۔ کعب بن لؤی، ۷۔ کعب بن لؤی، ۸۔ کعب بن لؤی، ۹۔ کعب بن لؤی، ۱۰۔ کعب بن لؤی

یہ سب لوگ تھے اور ان میں سے نو آدمی زندہ رہے۔ اس کا۔ جسے وہ کابے پر واقعہ جسے ۲۵ سال
یونیم سفیان سے روایت کیا ہے۔ اس میں کہ امیر المؤمنین حضرت علی عبید السلام نے ہم دیا تھا یہ مقتولین سے
درمیان مخرج کو تلاش کیا جائے لیکن انہوں نے اسے فریاد کیا کہ ایک آدمی نے کہا خدا کی قسم وہ ان میں نہیں ہے
امیر المؤمنین حضرت علی عبید السلام نے فریاد کیا کہ خدا کی قسم میں نے نہ کبھی جھوٹ بولا، اور نہ ہی میری بات کبھی جھوٹی
ثابت ہوئی۔ اسے عثمان بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے مقتولین
میں چکر لگایا۔ پھر فرمایا۔ اس کو اس جگہ تلاش کر دو۔ فرمایا۔ اسے مقتولین کے نیچے جو نہر اور بستی میں پرستے سے لگاؤ
یونیم سفیان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم نے مخرج کو پایا حضرت علی عبید السلام
بارگاہ زندہ میں بحمدہ ریز ہو گئے

مذبح ختمی میں ہے کہ یہ شخص یہ رنگ کا تھا جس کے جسم پر بال تھے۔ اس کا ہاتھ بچا تھا۔
عورت کے پستان کی مانند تھا۔ اس پر اس طرح بال تھے کہ اس طرح کہ لوگ انہوں کے شامیل جاتے۔ وہ ایک آدمی
پر ایک ہی چیز ہوتی ہے

فی الزمان (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بنو قریظہ کا حاکم بنایا۔ اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے علم کو جان
کا۔ لگائی کا حکم مخالف ہوتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جانو نہ رکھتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نے عبد اللہ بن عباس سے فرمایا۔ اٹھو اور لکو۔ بعد اللہ نے لکھتے ہوئے اسے دیکھا جس سے پہلے
میں جو توفیق سے اس تک پہنچتے ہیں کچھ لوگ اس بات پر راضی ہوتے ہیں اور کچھ اس سے نفرت لیتے ہیں
عبد اللہ بن عباس کو ہدایت سے ضد لست کی طرف بھیجا گیا۔ اور عمرو بن عاص گمراہی سے ہدایت کی طرف روانہ ہوا جب

سید کا

بنو حنیفہ سے کہا

۱۰۰ کے ہوتے

ایک

روایت احمد میں ہے کہ ابو دھنی نے کہا۔

مسند موصلی میں ایک حدیث ہے کہ میں شخص نے یہ کہا کہ اس نے اس کو فضیلت سے بھیج دیا تھا تو وہ جھوٹا ہے مسند احمد میں اسناد ذنی روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: مجھے میرے خلیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بن بھائیوں کی تصدیق آگاہ کیا تھا۔ یہ ان کا بڑا بھائی ہے۔ اور اس کے دو بھائی ہیں۔

ابن ربیع نے ابانہ میں تحریر کیا ہے کہ اس مقتول کا جو نہ دان میں قتل ہوا کہ ہوا۔ تو حدیث ابی ذنیاس نے کہا کہ وہ وہ شیطان تھا اس کا نام ارد ہے۔ مسند موصلی نے زیادہ کیا ہے کہ وہ شیطان روح جبار کا ایک آدمی تھا جسے اشمب کہتے ہیں۔ یا ابن اشمب ہے۔ اس کی قوم کی نشانی یہ ہے کہ وہ سیاہ نام ہے۔
محمد بن عبد اللہ بن قیس باسناد خود علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جب لوگ سفین سے لوٹے تو لوگوں نے دمر حکمیں میں غور کیا جو بنی لؤلوں نے کہا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو کس چیز نے منع کیا ہے کہ وہ اس بار سے میں اپنے اہل بیت کو بوسنے کا موقع دیر۔ نام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اٹھو اور ان دونوں آدمیوں عبد اللہ بن قیس ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص کے متعلق کہو۔ ہم ابن علیہ السلام سے کہتے ہیں کہ وہ فرمایا: لوگو! تم نے عبد اللہ بن قیس اور عمرو بن عاص کو علم متعارف کے غلطی کی تھی ان کو اس سے پہچاننا تھا۔ یہ کتاب خدا کے ساتھ فیصد کریں۔ انہوں نے قرب خدا سے خلاف اپنی ذلت و خوارگی کیا۔ جو شخص ایسا ہوا تو حکم نہیں کہتے بلکہ وہ محکوم علیہ ہے۔

عبد اللہ بن قیس نے عبد اللہ بن عمر کے بارے میں خلافت امویہ کے غلطی کی ہے اس نے تین چیزوں میں غلطی کی ہے کہوں کہ اس کا باپ اس پر راجح تھا۔ اس نے اس کو کہیں کی حکومت نہیں دی تھی۔ مہاجر بن اور انصار نے حضرت عمر کے بعد اس پر اتفاق نہ کیا۔ حکومت اللہ کی طرف سے فرم ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بنو قریظہ کا حاکم بنایا۔ اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حکم کو جاری رکھا۔ اگر اس کا حکم مخالف ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تاج و تخت نہ دیتے۔ پھر آپ ہی فرماتے ہیں کہ مسند علی علیہ السلام نے عبد اللہ بن عباس سے فرمایا: اٹھو اور کہو عبد اللہ نے کھڑے ہو کر کہا اسے لوگو! حق کے کچھ اہل مروت ہیں جو توفیق سے ان تک پہنچتے ہیں کچھ لوگ اس بات پر راضی ہوتے ہیں کہ کچھ اس سے نفرت کرتے ہیں عبد اللہ بن قیس کو ہدایت سے غفلت کی طرف بھیج دیا۔ اور عمرو بن عاص کو اس سے ہدایت کی طرف روانہ ہوا جب

دونوں اکٹھے ہوئے تو علی اللہ ہدایت سے ہٹ گیا اور عمر و گمراہی پر قائم رہا۔ خدا کی قسم اگر یہ کتاب خدا کی مطابقت فیصلہ کرتے تو علیؑ کے حق میں فیصلہ کرتے۔ اگر اس چیز پر فیصلہ کرتے جس پر انہوں نے اجماع کیا تھا۔ تو وہی فیصلہ صادر کرتے اگر اس بنا پر فیصلہ کرتے کہ جس کی طرف بھیجے گئے تھے۔ تو اس صورت میں عبداللہؑ کا امام علیؑ علیہ السلام اور عمروؑ کا امام معاویہؑ تھا اس کے بعد کوئی عیب نہ ہوتا۔ جس کا انتظار نہ ہوتا۔ انہوں نے تو صرف جنگ کو مکررہ جانا اور زندگی کو دوست رکھا۔ اور امتحان کو دور کیا۔ ہر ایک قوم اپنے ساتھی کو چاہتی تھی۔ پھر آپ بیٹھ گئے پھر حضرت علیؑ علیہ السلام نے عبداللہ بن جعفر سے فرمایا۔ اٹھو اور کچھ کہو۔ اور عبداللہ اٹھا۔ اور کہا۔ اے لوگو! اس بار سے میں تمہاری نگاہ علیؑ علیہ السلام کی طرف تھی۔ اور رضامندی علیؑ علیہ السلام کے غیر میں تھی۔ تو عبداللہ بن قیس کو ٹانے سے لہجہ تم نے کہا ہم تو اس پر راضی ہوں گے۔ تم بھی ہماری رضامندی پر راضی ہو جاؤ۔ خدا کی قسم! ہم عبداللہ بن قیس کے علم اور کمزوری کو جانتے تھے۔ ہمیں اس سے کسی حق فیصلہ کی امید نہ تھی۔ کیا ان دونوں نے اہل عراق کی تباہی اور اہل شام کی بہتری کا کام نہیں کیا۔ حق علیؑ کو نہیں مارا۔ اور معاویہ کے باطل کو زندہ نہیں کیا۔ لیکن حق منتر پڑھنے والوں کے منتروں اور شیطان کی پھونک سے نہیں جاتا۔ ہم تو حضرت علیؑ علیہ السلام کے ساتھ آج بھی ویسے ہیں جیسے کل تھے۔

نوف بجالی امیر المومنین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے خطبہ کے بعد بلند آواز سے فرمایا جہاد جہاد۔ اللہ کے بندو تمہیں یقین بنو چاہیے میں آج ہی جنگ کا ارادہ کیا ہے جو شخص اللہ کی رحمتوں کی عزت جانا چاہتا ہے اسے ضرور نکلنا چاہیے۔ نوف کا بیان ہے کہ امیر المومنین نے مندرجہ ذیل تہذیب کے سردار مقرر کئے۔

امام حسین علیہ السلام دس ہزار قیس بن سعد دس ہزار۔ ابویوب انصاری دس ہزار اور دوسرے جرنیلوں کی دوسری تعداد تھی۔ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ ابن ابی عمیر معون نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو ضرب ماری۔ اور شکر پٹ کر واپس آگیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی بیعت کے بارے میں ابوبجیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مہاجر اور انصار وغیرہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا۔ خدا کی قسم! آپ ہی امیر المومنین ہیں۔ اور آپ ہی سب سے زیادہ خلافت کے حق دار ہیں اور آپ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ افضل ہیں۔ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے تم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! آپ کے سامنے میں ہیں گے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام یہ سن کر فرمایا اگر میں نے قول میں

پہلے ہو۔ تو کل سرمنڈوا کر میرے پاس آنا۔ سلمانؓ۔ مقدادؓ اور ابوذرؓ نے سرمنڈوا لیا۔ ان کے علاوہ اور کسی نے سرمنڈوا لیا۔ جب دوسری مرتبہ آئے تو حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پہلے کی طرح بات کی۔ اور حضرت نے بھی پہلا سا جواب دیا۔ ان تینوں آدمیوں کے علاوہ اور کسی نے سرمنڈوا لیا۔ اسی طرح ابو جعفرؓ نے کتاب اختیار الرجال میں بیان کیا ہے کہ ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی اکرمؐ صلعم کی وفات کے بعد لوگ مرتد ہو گئے مگر تین آدمی سلمانؓ۔ ابوذرؓ اور مقدادؓ ابوباقی رہے۔

کتاب معرفۃ الرجال کشی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث ہے کہ یہ ابوسنان۔ عمار۔ شیبہ ابو عمر نے بھی سرمنڈوا لیا تھا۔ اور ان کی تعداد سات ہو گئی تھی۔

کتاب جہل انساب الاشراف میں شعبی نے کہا کہ قتل عثمان کے بعد لوگ بیعت کرنے کی خاطر حضرت علیؓ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کی طرف جھکے آپ کا ہاتھ پکڑا۔ آپ نے روکا۔ انہوں نے پورے ہاتھ کھینچا آپ نے پھر روکا۔ حتیٰ کہ آپ کی بیعت لڑی۔ تمام تائبہ خوں میں سے یہ حضرت امیر المؤمنین علیؓ علیہ السلام کی بیعت کرنے والے طلحہ بن عبید اللہ تھے۔ احد کی جنگ میں ان کی انگلی ٹٹ گئی تھی اور ان کا ہاتھ مشلول ہو گیا تھا۔ جب اس نے بیعت کی تو آپ عراقی نے دیکھ کر کہا کہ بیعت کی ابتدا مشلول ہاتھ سے ہوئی ہے۔ یہ اس پر کاربند نہیں رہے گا۔ اور لوگوں نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی بیعت مسجد میں کی۔ کہنے والا شخص عبید بن ذؤب تھا جس نے کہا تو مشلول ہاتھ کی بیعت کبھی پایدار نہیں ہوتی۔

جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ علیہ السلام کی بیعت کے بعد میسر بن شعبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ آپ سے پہلے لوگوں نے معاویہ کو شام کا حاکم مقرر کیا ہے آپ بھی اس کو باقی رکھیں۔ تاکہ اسلام کی رسمی ضبط ہو۔ اگر آپ کی مرضی ہو۔ تو پھر اسے معزول کر دینا امیر المؤمنین حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا کیا تو میری زندگی کی اس وقت تک ضمانت دیتا ہے اسے میسر میں اس کو حاکم بناؤں۔ اور پھر اسے معزول کروں۔ عرض کیا نہیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت اگر ایک سیارہ انتہ تک دو آدمیوں پر قائم رکھی۔ تو مجھے اس بارے میں نہیں پوچھئے گا۔ وما كنت محتجزا المضالین عنصدا

یہ خدا کی مطابق
علاء تو وہی فیصلہ
امام علی علیہ
تو صرف
تقی تھی پھر
نہ اٹھا۔ اور
کے غیر میں
یعنی ہو
فیصلہ کی
سارا۔
سے

وہ
یتا ہے
نیوں
رب

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا مزاج

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ام ہانی کے گھر میں حادثہ بن مشام اور قیس بن سائب اور بنو مخزوم کے کچھ لوگوں نے بناہی سوئی ہے۔ آپ خود پہنچے۔ اور آواز دی۔ جن کو تم نے پناہ دی ہے۔ ان کو نکالو۔ وہ در کے مارے اس طرح چپستے تھے جس طرح سہ خاب کا پتلا ہے۔ ام ہانی آپ کے پاس آئی اور آپ کو نہیں جانتی تھی۔ کہنے لگے۔ اللہ کے بندے ہیں ام ہانی رسول اللہ کے چچا کی بیٹی ہیں اور امیر المومنین کی بہن ہوں۔ میرے گھر سے چلے جاؤ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ان کو باہر نکالو۔ وہ کہنے لگیں۔ خدا کی قسم میں ضرور تمہاری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شہادت کروں گی۔ حضرت علی علیہ السلام نے سر سے خود اتارا۔ ام ہانی نے پہچان لیا تیزی سے آئیں اور آپ سے بہت گئیں۔ اس نے نما میں تیرے قربان جانوں میں سے تمہاری تھی۔ کہ تیری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور شہادت کروں گی۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ شکایت کرو۔ تاکہ قسم سے بری الذمہ جاؤ۔ ام ہانی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے ام ہانی! تم علی کی شہادت کہنے آئی ہو۔ اس نے تو دشمنان خدا اور دشمنان رسول کو ڈرایا ہے۔ اللہ کے نزدیک جناب علی کی سچی مشکور ہے جس کو ام ہانی نے پناہ دی۔ میں نے اس کو پناہ دی کیوں کہ اس کا علی بن ابی طالب سے تعلق ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ طر دانت مرگیا ہے۔ اس نے اس کو روک رکھا۔ تو آپ اسے یہ کہتا پڑھا۔ اللہ بہت بڑی رحمت ہے۔ جس سے موت بھی مرگیا۔ یعنی منیر بھی موت کی طرح ہوتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو مدبریت دینی۔ جو اس کے گھر بن عمامہ والے آدمی تھے۔ فرمایا۔ میں اس سے ایک بیوہ کو مناسبت دے رہا ہوں اور یہ تو نہیں ہے۔ ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں شہادت دی کہ فلاں شخص میری مال ساتھ لے گیا ہے آپ نے فرمایا۔ اسے دھوپ میں ڈال دو۔ اور اس کے سر سے برہہ باری کرو۔

جو بیوی دال کے ایک شخص نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے کہا۔ آپ نے انصاف سے قیام نہیں کیا اور نہ ہی رعایا میں عدل سے کام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو کچھ شکریں خواہ وہ میں سے تقسیم کر دیا۔ اموال غورتوں

باب دوم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے وہ مناقب جو آخرت کے متعلق ہیں

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بیکارگی

آیت دلایتحدون من الله ولا رسوله ولا المومنین، وليجتأ امیر المومنین علی علیہ السلام کی
 نشان میں نازل ہوئی ہے بتفسیر ثعلبی اور سعدی میں ابوملک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ آیت، ومن
 یقتوف حسنة نذله فیها حسنا موت آل محمد علیہم السلام کے بارے میں تہذیب منقول ہے۔
 حسن بن علی علیہما السلام نے کہا حسنة سے مراد آل بیت علیہم السلام کی محبت ہے
 ابو تراب مدائن میں اور خواندہ ابوعیین میں اپنے آپ اسناد سے انس سے روایت کرتے ہیں۔ اور دینی فروع
 میں معاذت اور ایک جماعت ابن عمر سے روایت کرتی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 حب علی حسنة لا تضر معها سيئة

علی کی محبت ایک ایسی نیلی ہے جس کے مرنے سے کوئی بڑا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔
 وبغضه سيئة لا ينفع معها حسنة

علی سے بغض رکھنا ایک ایسا گناہ ہے جس کے مرنے سے کوئی نیکی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔
 کتاب ابن مروجہ میں بلا سناؤ زید بن علی سے آپ اپنے اباؤ اجداد سے روایت کرتے
 ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا علی! لو ان عبد الله مثل ما دام روح في قومه وكان له
 مثل جيل ذهباً فالفقہ فی سبیس اللہ، و مد فی عمره حتی یجمع الف عام علی قد مبد
 ثم قتل بین رصفا والمررة مظلوماً ثم لم یولد لعلی لم یبسم راحة الجنة ونم

نائب اور

پناہ دی

آپ کے

لی جی ہو

وہ کہنے

سر

نائب

شکایت

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

نائب

بد خلائق اسے علی! اگر کوئی بندہ جتنا عرصہ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے اتنے عرصہ تک اللہ کی عبادت کرے۔ اور پہاڑ کی مانند اس کے پاس سوتا ہو۔ اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ اور اللہ عزوجل اس کی عمر کو بڑھا کرے۔ اور ہزار حج یا پیادہ ادا کرے۔ چہرہ صفا اور مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے۔ پھر اسے علی! جیسے اور ستارہ رکھے۔ وہ نبوت کی بوسہ کو سنا ہے۔ اور نہ ہی اس میں داخل ہوگا۔

تاریخ نسائی اور شرف المصطفیٰ میں تحریر ہے اور الفاظ آخری کتاب کہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہوان عبد اللہ تعالیٰ تعالیٰ بین الرکن والمقام الف ع۔ تسبیح الف عام رسولین۔ محبت اللہ البیت کا کبہ اللہ تعالیٰ علی شخصہ فی الشار اگر کوئی بندہ رکن اور مقام کے درمیان ہزار سال اللہ کی عبادت کرے۔ پھر ہم اہل بیت کو دوست نہ رکھے۔ تو اللہ عزوجل وہیں سے منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔ مے صودۃ الدیدی نے کہا۔ ہوان عبد اللہ با عبد جمیع مع الخلق برأ و تقی اسے بین والی علیا حبیطت۔ عماد د کب فی خارطی اگر کوئی بندہ تمام مخلوق کے اعمال کے ساتھ پرہیزگار اور نیک ہو کر اللہ سے طاقت نہ لے اور اس نے علی کو دوست نہ رکھا ہو۔ تو اللہ عزوجل اس کے تمام اعمال خیر طرے کا اور منہ کے بل اسے آگ دوزخ میں ڈالے گا۔

ان بن سدید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل جس میں علی علیہ السلام کی محبت ثبت کرتا ہے۔ اگر اس شخص کا قدم پھسٹتا ہے تو اللہ عزوجل اُسے قائم رکھتا ہے۔ اور اس شخص کا قدم جی ثابت رکھتا ہے۔

فردوس اور رسالہ توامیہ میں ابو صاح ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حب علی بن ابی طالب یا کل الذنوب کم تا کل الشار احطب حضرت علی علیہ السلام کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا دالتی ہے۔

کتاب خطیب خوافی اور شیر و بہر دیلمی میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل کی طرف سے جبرائیل میرے پاس اس کے سب سے بڑے گناہ کے گناہ کے ساتھ تحریر تھا انی استرضت محبة علی بن ابی طالب علی خلقی فبلغ ذلك عنی میں علی علیہ السلام کی محبت اپنی تمام مخلوق پر فرض کی ہے میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو۔

معجم طبرانی میں ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ ماھی

بیکم وغفر لکم عامۃ وعلی خاصۃ دانی رسول اللہ اسبکم غیرہ سب یتوحی ولا محاب
 قہر ایتی ہذا جبہ اس غصہ فی اللہ عزوجل تم لوگوں کے ساتھ فخر کرتا ہے تمہیں عام طور پر اور علی علیہ
 السلام کو خاص طور پر بخش دیا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنی قوم کی بُرائی نہیں کرتا اور نہ ہی میں اپنے
 قریب و اوروں سے زیادہ عزت کرتا ہوں۔ یہ جہیز میں موجود ہیں اس نے مجھے اس بات سے آگاہ کیا۔ ان السعید
 کل السعید من احب علیا فی حیاتہ و بعد موتہ مکمل نیک بخت وہ شخص ہے جس نے علی کو
 اس کی زندگی اور اس کی موت کے بعد دونوں حالتوں میں دوست رکھا ہو۔ ہاں اشیٰ کل اشیٰ من البغض
 علیا فی حیاتہ و بعد موتہ مکمل بد بخت وہ شخص ہے جس نے علی سے آپ کی زندگی میں اور موت کے
 بعد بغض رکھا ہو۔

عزیز بن میمان بنی اکرم مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، اللہ عزوجل نے پانچ چیزیں لوگوں پر فرض کی ہیں وہ چار چیزوں پر تو عمل کرتے ہیں اور ایک کو چھوڑ دیا ہے۔ اس بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا جن پر عمل کرتے ہیں۔ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہے انہوں نے کہا۔ وہ ایک کیا چیز ہے۔ بدبوس کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا، علی بن ابی طالب کی ولایت۔ عرض کیا کیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے، فرمایا۔ ہاں۔ فمن اظلم من اختفى على الله كذباً

روضۃ الواعظین میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اصحاب سے فرمایا: تم میں کون ایسا شخص ہے جو صائم الدہر اور قائم الطیل ہے۔ اور قرآن کو ختم کرتا ہے؟ سلمان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ میں ہوں۔ بعض اصحاب نے غضب ناک ہو کر کہا: مسلمان خدایا میں کا رہنے والا ہوں۔ اے گروہ قریش! یہ ہم پر فخر کرتا ہے۔ وہ ان تمام باتوں میں جھوٹا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خدا! ان باتوں کو چھوڑ دیتے تم مسلمان سے پوچھو وہ مجھے آگاہ کرے گا۔ تمہیں ان سے کیا نسبت وہ نعمان حکمت میں۔

اس نے کہا اے مسلمان! میں تجھے اکثر دنوں میں لھٹانا ہوا اور بیشتر راتوں میں سوتا ہوا دیکھتا ہوں اور اکثر اوقات خاموش دیکھتا ہوں۔ (قرآن کی تلاوت نہیں کرتے) مسلمان نے کہا جس طرح تمہارا خیال ہے اس طرح نہیں ہے۔ یہ میں ہر ماہ تین روزے رکھتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے **مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَمِائَةِ عَشْرٍ** امثالہا اور تیس ماہ رجب اور ماہ شعبان کے پورے روزے رکھ کر ماہ رمضان کے ساتھ ملا دیتا ہوں۔ یہ صوم اللہ صبر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فائدے پہنچاتے ہوئے سنا ہے جس شخص نے طہارت کی حالت میں رات گزاری ہو۔

گویا کہ اس نے ذات کو زندہ کیا ہو۔ اور میں ظہارت پر ذات گزارتا ہوں۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ اسے ابوالحسن تیری مثال میری امت میں ایسی ہے جس طرح تیرا موالدہ احد کی آقرآن مجید میں جس نے سورہ قتل ہو اللہ احد کو ایک دفعہ پڑھا۔ اس نے قرآن حکیم کا تیسرا حصہ پڑھا جس نے اس کو دو دفعہ پڑھا۔ اس نے قرآن حکیم کے دو حصے پڑھے۔ اور جس نے اسے تین دفعہ پڑھا۔ اس نے تمام قرآن ختم کیا۔ جس نے تجھے زبان سے دوست رکھا۔ اس نے ایمان کا تیسرا حصہ مکمل کیا۔ جس نے تجھے زبان اور دل سے دوست رکھا۔ اس نے ایمان کے دو حصے مکمل کئے۔ اور جس نے تجھے زبان اور دل سے دوست رکھا۔ اور اپنے ساتھ میری مدد کی۔ اس نے تمام ایمان کو مکمل کیا۔ اسے علی قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ اگر زمین واسے تجھ سے اس طرح محبت کرتے جس طرح آسمان ہواسے کرتے ہیں تو اللہ عزوجل کسی ایک کو بھی آگ کا عذاب نہ دیتا۔ میں ہر روز تین دفعہ سورہ قتل ہو اللہ احد پڑھتا ہوں۔ یہ سن کر معجزہ حق کھڑا ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سلمان فارسی نے اس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیئے ہیں۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ ایک یہودی حضرت علی علیہ السلام کو بہت زیادہ دوست رکھتا تھا۔ مر گیا۔ لیکن اسلام نہ لایا۔ ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ میری بہشت میں تو اس کا کوئی حصہ نہیں ہے لیکن اسے آگ اسے بلیکف زدے۔

فضائل احمد اور فردوس دینی میں تحریر ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حب علی رواۃ من النار۔ علی علیہ السلام کی محبت آگ سے آزادی کا پروانہ ہے۔

فردوس دینی میں ہے کہ ابوصالح نے کہا جب عبداللہ بن عباس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا خداوند! میں تجھ سے علی بن ابی طالب کی ولایت کا تقرب حاصل کرتا ہوں۔

تحلیہ الاولیاء میں تحریر ہے کہ یحییٰ بن کثیر نے حمزہ سے کہا میں نے نبی بن حارث کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ کہاں ٹھکانا ہے اسے ابو عبدالرحمن اس نے کہا اللہ فی رحمت ہے میں نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے۔ اس نے کہا نماز اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت۔

جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے خدا اللہ علی اور اسنے آپ کو سلام کتا ہے اور کہا ہے مجھ میری رحمت کے نبی ہیں علی میری رحمت کے قائم کرنے واسے ہیں۔ میں اس کو عذاب نہیں دوں گا۔ جو آپ سے تولا نہ تاہو۔ اگرچہ میری نافرمانی ہی کیوں نہ کرے۔ میں اس پر رحم نہیں

کروں گا۔ جو اس سے دشمنی رکھے۔ اگرچہ میری اطاعت کی ہو۔

حلیۃ الاولیاء: فضائل احمد اور خصائص نطنزی میں زبیر بن ارقمؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے۔ اور میری موت کی طرح موت کرے۔ اور اس جنت میں ساکن ہو جس کا وعدہ میرے رب نے کیا ہے۔ جس میں توفیق ہو۔ وخت اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب سے تولا کرے۔ کیوں کہ وہ نہیں بدایت سے باہر نہیں نکالیں گے۔ اور ہمیں گمراہی میں ہرگز ہرگز داخل نہ کریں گے۔

ابن عباس اور ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کو یہ بات خوش آئے۔ کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے اور میری موت مرے اور میرے گھر جنت عدن میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کو دوست رکھے۔ پھر آپ کے بعد ہونے والے اوصیاء کو دوست رکھے۔ جو آپ کی اولاد سے ہوں گے۔ کیوں کہ وہ میری عترت ہیں۔ اور میری منی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

عبد اللہ بن موسیٰ نے کہا کہ امارت کے بارے میں دو آدمیوں نے جھگڑا کیا۔ شریک بن عبد اللہ کے پیچھے ہر رافضی ہوئے۔ آپ کی خدمت میں آئے۔ شریک نے کہا: مجھے اعمش نے شفیق سے وہ کلمہ سے وہ حذیفہ بیان سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے علیؓ کو جنت کے درخت سے پیدا کیا۔ جو آپ سے منسوب کرے گا۔ وہ اہل جنت سے ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص نے اس بات کو عجیب خیال کیا اور کہا: ہم نے اس حدیث کو نہیں سنا۔ ابن دراج کے پاس چلے وہ لوگ اس کے پاس آئے۔ اپنے قصہ سے آگاہ کیا۔ کہا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو۔ مجھے اعمش نے حدیث بیان کی۔ وہ ابو ہارون عبدی سے وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ایک درخت نوک پیدا کیا۔ اسے عرش کے وسط میں معلق کیا اسے صرف علیؓ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ جو آپ کے پیچوں میں سے وہ جو آپ سے تولا کرتا ہو۔ اس شخص نے کہا: حدیث بھی اس کی بیان ہے آؤ ہم دیکھ کے پاس چلیں۔ اس کے پاس آکر اپنے معامے سے آگاہ کیا۔ دیکھنے کے لیے اس بات پر تعجب نہ ہو مجھے اعمش نے حدیث بیان کی۔ وہ ابو صالح سے وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کان عرش کو علیؓ علیہ السلام اور آپ کے دوست شیعہ ہاتھ لگا سکتے ہیں پھر اس شخص نے علیؓ کو کی روایت کا اعتراف کیا ابن بطہ نے ابانہ میں اور خطیب نے اربعین میں سدی سے وہ عبد الرحمن بن ابی سیلی اور زبیر بن ارقم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت
سیدنا علیؓ موالدہ احد
سیدنا زبیرؓ نے
نے تمام قرآن مجید
اور دل سے
سنت رکھا۔ اور
مجھے حق کے
میں تو اللہ
یہ سن کر
تھا۔ مگر کیا
ہیں ہے
اللہ علیہ وآلہ
ہے۔
یا تو اس
میں نے
افضل
اور
میں
تہیں

سے روایت بیان کرتے ہیں۔ دونوں مذکورہ کتب کے مؤلف باسناد خود شریک سے وہ ائمش سے وہ حبیب بن ثابت سے وہ زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ یعنی ربیع المذکرین میں باسناد خود ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں حدیث کے الفاظ زید کے ہیں کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ درخت تقیب احمر سے تمسک کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دائیں ہاتھ سے لگایا ہے تو اسے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے تمسک کرنا چاہیئے

ابو نعیم میں بطیب نے عمران بن حصین سے نہ مختاری نے ربیع الاخر میں عبد الرزاق سے وہ معمر سے وہ زہری سے وہ عروہ سے وہ عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ سمعی رسالہ توابع میں حضرت عمر بن خطاب سے وہ حفصہ سے روایت کرتے ہیں۔ یوسف بن موسیٰ خلیل دیکھ سے وہ مالک بن انس سے زہری انس سے وہ حضرت عمر بن خطاب سے اور حدیث کے الفاظ بی بی عائشہ کے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر ہمیشہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف نگاہ کر کے آپ کو دیکھا کرتے تھے۔ آپ سے اس کا مقصد پوچھا گیا۔ آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ انتظار الی علی عبادۃ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

ابانہ بن یحییٰ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے معاذ کو دیکھا کہ آپ لگتا ہے حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے میں نے کہا کہ آپ لگتا ہے حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو پس بھی نہیں دیکھا۔ آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ النظر الی وجہ علی عبادۃ حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

اکثر روایات میں یہ حدیث آئی ہے بنی اکرم صلعم سے عمار معاذ اور عائشہ کی روایت یوں ہے النظر الی علی بن ابی طالب عبادۃ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ و ذکرہ عبادۃ آپ عا ذکر عبادت ہے۔ ولا یقبل ایمان الا بولایتہ والبرائۃ من عدائہ ایمان آپ کی ولایت اور آپ کے دشمنوں سے برأت سے قبول ہوتا ہے۔

شیرویہ فردوس میں بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا ذکر علی عبادۃ حضرت علی علیہ السلام کا ذکر عبادت ہے۔

نور کوثری ثمرت النبی میں تحریر کرتے ہیں۔ کان الناس یصلون وابوذر ینظر الی امیر المؤمنین علیہ

السلام اور نوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ لیکن ابوذر آپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ ابوذر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرلتے ہوئے سنا۔ النظر الی علی بن ابی طالب عبادۃ والنظر الی الوالدین برافۃ ورحمة عبادۃ والنظر فی المصحف عبادۃ والنظر الی الکعبة عبادۃ حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھنا تیری اور مہربانی سے والدین کی طرف دیکھنا قرآن کو دیکھنا اور کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ ابوذر نے کہا کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی علیہ السلام کی مثال تم میں یا فرمایا اس اُمت میں کعبہ ستورہ کی مانند ہے کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت اور کعبہ کا حج فرض ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت اور نافرمانی کا بیان

زیاد بن منذر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت یا ایہا الذین امنوا استجبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم ولایت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ابان بن عثمان حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ذر فی دامنہ کذبین انج وعید ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے جھکی دی ہے۔ اس شخص کو جس نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی تکذیب کی۔ مجاہد ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! جس نے تیری اطاعت کی۔ اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے تیری نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی۔

سعانی نے فضائل الصحابہ میں ابوذر سے روایت کی ہے کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی علیہ السلام سے مت لڑو۔ ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔ اور جناب علی پر کسی کو فضیلت نہ دو۔ ورنہ مرتد ہو جاؤ گے۔

ابوذر اور ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ جس نے مجھے چھوڑ دیا اس نے خدا کو چھوڑ دیا۔

ابن عمر کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! جس نے تیری مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی جس نے میری مخالفت کی اس نے اللہ کی مخالفت کی۔

امام زید ابوطالب حضوری باسناد خود علقمہ سے اور ابوایوب سے روایت کرتے ہیں کہ الحد احسب

انس جب نازل ہوئی تو بنی اکرم صلعم نے عمار سے فرمایا: عنقریب میرے بعد مکہ وہ امور صادر ہوں گے
حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان تلوار چھنے لگے گی۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ اور ایک دوسرے پر تبرا کریں
گے۔ جب یہ بات دیکھو۔ تو اس اصلع جو میری دہائی جانب علی بن ابی طالبؑ موجود ہیں۔ وہ اس پر پڑنا۔ اگر تمام لوگ
ایک راہ چلیں اور جناب علیؑ دوسری راہ چلیں۔ تو تو علیؑ کا دامن پکڑنا۔ اسے عمار اور لوگوں کو چھوڑ دینا۔ جناب علیؑ
مجھے ہدایت سے الگ نہیں کریں گے۔ اور تمہیں ہر گز کسی طرف نہیں لے جائیں گے۔ اسے عمار علیؑ علیہ السلام
کی اطاعت کرنا۔ میری اطاعت کرنا ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

ناصر باسناد خود جابر انصاری سے اور طریف عبدی سے اور ابو عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت
علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم یہ آیت میرے بارے میں اور میرے شیعوں کے بارے میں اور میرے دشمنوں
کے متعلق اور ان کے ماننے والوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

سیدنا بن علیؑ علیہما السلام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اس صاحب مناس نازل ہوئی
تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کون سا قلم ہے؟ آپ نے فرمایا: اسے علیؑ! تو اس قلم میں قلم مودہ اور اس
میں تجھے بیعت کیا جائے گا۔ تم جبراً روگے اور جبراً روگے کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔

جابر ابو جعفر سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اکرم صلعم نے جناب علیؑ سے فرمایا: اے علیؑ! آن
وقت تیری کیا حالت ہوگی؟ جب میرے بعد لوگ فلاں شخص کو خلافت پر متمکن کریں گے۔ عرض کیا: میری بہتوار
ان کے اور خلافت کے درمیان حاصل ہوگی؟ بنی اکرم صلعم نے فرمایا: صبر اور ضبط سے کام لینا۔ وہ میرے لئے خلافت
کے حصول سے بہتر ہوگا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے عرض کیا: جب یہ بات ہوگی تو میں صبر اور ضبط سے کام لوں گا۔
اسی طرح رسول اللہ صلعم نے فلاں اور فلاں کا ذکر کیا پھر فرمایا: اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تیری
بیعت کی جائے گی پھر تجھے چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ بنی اکرم صلعم نے آپ سے فرمایا۔ وہ چیزوں
میں سے ایک کو منتخب کرنا (سے جہاد) یا الگ۔

آیت دعلی الاعراف رجال علیٰ عبیدہ اور حمزہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آیت ہذا ان خصماں
اختصموا انھیں حضرات کے بارے میں ہے کہ انھوں نے شیبہ، عقبہ اور ولید کو قتل کیا تھا۔ بخاری اور مسلم
میں قیس بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: سب سے پہلے میں اللہ کے سامنے واخواہ
ہوں گا۔ کتاب احمد بن عبد اللہ مؤذن میں ابو معاویہ ہزیر انمش سے وہ سہمی سے وہ ابو صامح سے وہ ابو ہریرہ

سے و ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت البس اللہ بالحکم الحاکمین کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کبھی گھرنمید سے گھرا کر بیدار ہو گئے۔ ام ہانی نے اس بارے میں آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا اے ام ہانی اللہ تعالیٰ میرے سامنے خواب میں قیامت کا نظارہ پیش کیا۔ جنت اور اس کی نعمتیں و دوزخ اور اس میں جو کچھ ہو گا۔ اور دوزخ کا عذاب دکھایا۔ میں نے دوزخ میں دیکھا تو وہ معاد یہ اور عمر بن عباس جہنم کی آگ کی گرمی میں کھڑے ہیں جہنم کے پتھر کے انگاروں سے زبانیہ فرشتے ان دونوں کے سروں کی مرمت کر رہے ہیں۔ اور ان سے کہہ رہے ہیں کیا تم علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت پر ایمان لائے تھے۔

ابن عباس نے کہا۔ حضرت علی علیہ السلام منہی خوشی سے حجاب غفلت سے برآمد ہوئے اور ندا دیں گے اے کعبہ کے رب میرا فیصلہ فرمائیے۔ ایس اللہ یا حکم احکامین آیت کو یہی مطلب ہے خبیث انگ کی طرف بھیجا جائے گا۔ اور علی موقوف پر اپنے اصحاب اپنے اہل بیت اور اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے ان احادیث کی رو سے جناب علی علیہ السلام کی اطاعت واجب ہوتی ہے۔ اور آپ کی مخالفت سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ اطيعوا اللہ واطيعوا الرسول واولی الامر منکم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھنے کا بیان

ابن عقدہ اور ابن جریر باسناد و تواتر جابر انصاری اور ایک جماعت مفسرین سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ولتعر فنہم فی لحسن القول تم ان کے انداز کا نام سے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ ان کا بغض رکھنا معلوم کر لیتے ہو۔ ربیع بن سلیمان نے کہا میں کوفہ میں موجود تھا۔ میں ایک مجنوں سے گندہ میں نے اس پر یہ آیت پڑھی اللہ اذنکم ام علی اللہ تفترون اس نے کہا اللہ پر افتراء نہیں کرتا۔ بلکہ علی بن ابی طالب سے بغض رکھتا ہے۔

جابر سے روایت ہے: میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ والذین لا یؤمنون بالآخرة قلوبہم منکرة وہم مستکبرون ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ وہ لوگ ولایت علی سے تکبر کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے وہم کی کے طور پر اس شخص سے کہا ہے جو ایسا کرتا ہے۔ لاجرم ان اللہ یعم ما یسر وں وما یصلون

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ انا کفینک المستہزین سے مراد رسول اللہ کے وہ دشمن

میں جو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا مذاق اڑاتے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں۔ یہ (جناب علی) صنفی
محمد ہیں آپ کے اہل میں سے وہ لوگ امیر المؤمنین کی طرف آنکھیں مالٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
کی۔ وَلَقَدْ تَحْلَمُ إِنَّكَ لَبِضِيقِ صَدْرِكَ بِمَا يَقُولُونَ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آیت ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحبكم الله
یہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو اکٹھے ہو کر کہتے گئے۔ اگر محمد مرگے تو ہم علی کی بات برگز نہیں سنیں
گے اور نہ ہی آپ کے اہل بیت کے کسی فرد کی بات مانیں گے۔

ایمان میں ابن بطلان نے جابر سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا (اے علی) اگر میری امت تجھ سے
بغض رکھے گی تو ضرور اللہ عزوجل انھیں اوندرھے منہ دونوں میں ڈالے گا۔

علیہ بن ابی سعید سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جس نے میری امت سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔
ابن مسعود نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کا یہ خیال ہے کہ وہ ہر چیز پر ایمان لایا جو میرے
کرایا ہوں اور وہ علی سے بغض رکھنے والا ہو تو بھڑکنا ہے۔ مومن نہیں ہے۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جو شخص اپنے
دل میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کا بغض رکھ کر اللہ عزوجل سے ملاقات کرے گا۔ وہ ایسی حالت میں اللہ سے
ملے گا کہ وہ یہودی ہو گا۔

ابن عباس، ام سلمہ اور سلمان سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جس نے علی کو دوست رکھا اس
نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔
ام سلمہ اور انس نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے جناب علی کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ وہ شخص جھوٹا ہے جس کا یہ خیال
ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور اس سے (علی سے) بغض رکھتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ او کلما جاء ستم رسول بعلا تھوی انفسکم مواملت
حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ آل محمد کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کر دئے۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا۔ اِنِّی لَا اَمْلِكُ لَکُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی طرف بلایا ایک گروہ نے ایک
ہمت کو ناپسند کیا اور علی علیہ السلام کے بارے میں پیرے مگربیاں کرنے لگے اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ قُلْ لَا
اَمْلِكُ لَکُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا قُلْ اِنِّیْ نَبِیٌّ مِّمَّنْ اَمَّا اَمْرُ الْاٰمَةِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ بِلِیٍّ مِّنْ اَمْرِ الْاٰمَةِ اَلَا یَعْلَمُونَ
اگر میں نے رسول اللہ صلعم کی نافرمانی کی

تو مجھے اللہ عزوجل سے کوئی نہیں پچائے گا

حکم مقام ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ فاصبر علی ما بقولون
فرمایا۔ یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت سے ٹل مٹل کرتے تھے۔

ابن بطہ نے چھ طریقوں سے ابن ماجہ۔ ترمذی۔ مسلم بخاری۔ احمد۔ ابن بیح۔ ابو قاسم اصمعی۔ ابو یوسف بن ابی
ثیمہ وکیع اور ابن مویہ سے وہ ائمہ سے یہ سب تہذیباً سائیدہ خود زہدین حبش سے روایت کرتے ہیں۔ کہ
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے روح کو پیدا کیا۔ وہ دن میں شگاف والے مجھے نبی امی
نے فرمایا تھا مجھے مومن دوست رکھے گا اور منافق میرے ساتھ بغض رکھے گا

حمیلۃ الاولیاء فضائل ہمدانی۔ عکبری۔ شرح المغانی۔ اور تاجہ بن خضر اور ابن زہر بن حبش سے روایت ہے۔ کہ
میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ مجھے بنی ہاشم سے فرمایا تھا۔ کہ تجھے مومن دوست رکھے گا۔
اور کافر تیرے ساتھ بغض رکھے گا۔

کثیر الشواہد۔ مسلم بن ابی مفضل۔ جامع ترمذی۔ سند مرسل اور فضائل میں ام سلمہ سے روایت ہے۔ کہ بنی ہاشم
نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ تجھے منافق دوست نہیں رکھے گا اور مومن تیرے ساتھ بغض نہیں کرے گا۔
احمد نے سند میں صحابیات کے تحت ام سلمہ سے روایت کی ہے اور کتاب ابراہیم ثقفی میں انس
سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صائم نے فرمایا۔ اسے علی تجھے بشارت ہو۔ تجھ سے مومن بغض نہیں رکھے گا۔
اور منافق تجھے دوست نہیں رکھے گا۔ اگر تم نہ موتے تو اللہ کے کردہ کو کوئی نہ جانتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے علی ابیہری عجلت تقویٰ اور ایمان ہے۔ تیرے ساتھ بغض کفر اور نفاق
ہے۔ حضرت امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ دیبعلمن اللہ السیدین امنوا۔ ولایت حضرت علی علیہ السلام کے
متعلق ہے دیبعلمن منافقین یعنی اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت
کا انکار کرتے ہیں۔

بیح امہ کبرین میں ہے۔ اسے علی اگر آپ نہ موتے۔ تو میرے بعد مومنین کی پہچان نہ ہوتی۔

ترمذی ترمذی اور ہمدانی۔ ابو ہریرہ بن عبدی سے روایت کرتے ہیں کہ ابو سعید خدری نے کہا کہ ہم لوگ
گروہ انصاری بن ابی طالب علیہ السلام کے بغض کے ساتھ منافقین کو جانتے تھے۔

ابن عکبری اور کتاب بن عقیقہ اور فضائل احمد میں جاہلہ اور خدری سے روایت ہے کہ انھیں عرف

المنافقین علیٰ عهد رسول اللہ بیغضہم علیاً ہم رسول اللہ صلعم کے زمانے میں منافقین کو حضرت علی علیہ السلام کے بغض سے جلتے تھے۔

ابانہ علیہری اور شرح کافی میں جابر اور زید سے روایت ہے: ما کنا نعسف المنافقین ونحن مع النبی الا ببغضہم علیاً ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ مروتے ہوئے بھی منافقین کی پہچان نہیں کر سکتے تھے مگر علیؑ کے بغض کے ساتھ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: آیت دلائل تنقوا ابید بکم الی التہلکۃ فرمایا ہماری دلائل سے روگردانی نہ کرو۔ ورنہ دنیا اور آخرت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔

ابو بکر مرویہ، احمد بن محمد بن صباح نیشاپوری سے وہ عبد اللہ بن احمد بن فضل سے وہ احمد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو کہتے ہوئے سنا: اس نے مالک بن انس سے سنا: مالک بن انس نے کہا کہ ہم وہ الزنا کی پہچان بغض علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعے کرتے تھے۔ انس نے ایک طویل حدیث میں کہا کہ نبیؐ کی لڑائی کے بعد آدمی اپنے لڑکے کو کہتا ہے: پر اٹھاتے حضرت علی علیہ السلام کے راستے میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ کو دیکھتے تو انکی سے اشدہ ارے ہتے۔ اس شخص کو دوست رکھتے ہو۔ اگر ہاں کے ساتھ جواب دیتا تو دست قبول کر لیتے۔ اگر نہ دیتا تو اسے زمین پر دے مارتے اور کہتے: اپنی ماں کے پاس جاؤ۔ ہر وی نہ یہیں میں تحریر کرتے ہیں کہ عبادہ بن صامت نے کہا ہم اپنی اور دکن جناب علی بن ابی طالب کی محبت پر تمیزیت کرتے تھے۔ اگر کسی کو دیکھتے کہ یہ جناب علی کو دوست نہیں رکھتا تو ہم جان لیتے کہ یہ حلالی نہیں ہے۔

جبری نے ولایت میں ابیغ بن نبانہ سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں شخص مجھے دوست نہیں رکھیں گے۔

۱۔ ولد الزنا (۲) منافق (۳) لطفہ حیض

عبادہ بن یعقوب باسناد خود یحییٰ بن مرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اسی دوران میں امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام شریف لائے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا: کہ اس شخص کا یہ خیال جھوٹا ہے کہ جو مجھے دوست رکھتا ہے اور میرے ساتھ محبت کرتا ہے اور اس سے دشمنی اور بغض رکھتا ہے۔ خدا کی قسم اس سے بغض اور دشمنی کا ثمر اور منافق

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو اذیت دینے کا بیان

واحدی اسباب النزول میں اور مقاتل میں یہ بیان اور ابو القاسم قیسری اپنی اپنی تفسیروں میں لکھتے ہیں کہ اذیت
والذین یوذون المؤمنین والمومنات جناب علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا قصیدہ
ہے کہ منافقین کا ایک گروہ حضرت علی علیہ السلام کو اذیت دیتا تھا۔ اور آپ کی بات سن کر جھٹلاتا تھا۔ مقاتل
کی روایت میں ہے کہ الذین یوذون المؤمنین والمومنات سے مراد علی اور عائشہ ہیں جنہیں منافق
اذیت دیتے تھے۔ نقل احتمالوا بہتاتوا واثما مینا

ابن عباس کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایک کھجی جہنم میں نازل کرے گا۔ وہ اگلا رکھیں گے جتنی کہ
ان کے ناخن ختم ہو جائیں گے۔ پھر کھجلائے لگ جائیں گے جتنی کہ ان کے چمڑے اتر جائیں گے۔ پھر کھجلیں
گے جس سے ان کی ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ اور کہنے لگیں گے یہ کون سا عذاب ہے جو ہم پر نازل کیا گیا؟
انہیں کہا جائے گا۔ اے گروہ اشتیاء یہ عذاب تمہیں اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے
دیاجا رہا ہے۔

تفسیر خٹک اور مقاتل میں ابن عباس سے روایت ہے ان الذین یوذون اللہ ورسولہ اس وقت نازل
ہوئی جب منافقین نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم زبان سے اہل بیت رسول اللہ
کی پر جا کریں۔ کہا۔ لعنہم اللہ فی الدین والآخرۃ اللہ عزوجل ان پر دینا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے
یعنی آگ کے ساتھ۔ و وعد لہم عذابا مہینا اور ان کے لئے دردناک عذاب مہینا کیا ہے جہنم میں
اکثر تفسیر میں آیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لکن لم یستد المناقون
والذین فی قلوبہم مرض والمرجوتون فی الدینہ انصر نیک بہم ثم لا یجاءونک
فیہا الا قلیلا اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دل میں غش کا مرض ہے باز نہ آئے جو دینہ میں ہوں
انواہیں پھیلاتے ہیں۔ پھر تمہیں ضرر ان پر مسلط کریں گے پھر دینہ میں تیرے پاس تھوڑے دن ہیں گے۔
یعنی انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ کہا۔ مدعوین انہما ثقوا یعنی اے محمد تیرے بعد پڑے جائیں گے
اور اچھی طرح قتل کر دیئے جائیں گے بخدا کہ قسم امیر المؤمنین نے ان کو قتل دیا تھا۔ پھر کہ سنۃ اللہ فی الذین

خلو امن قبلی وغیرہ اللہ عزوجل کی سنت سے جو پہلے لوگوں میں جاری رہی۔

محمد بن حارث بن نے اہل بیت علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب علی اور ائمہ علیہم السلام کے بارے میں تکلیف نہ دو۔ اذیت دینے والے لوگ ایسے ہیں جیسا کہ موت کو تکلیف دی تھی جو کچھ انہوں نے کہا اللہ اس سے بری ہو گیا۔

کتاب ابن مردودہ میں محمد بن عبد اللہ انصاری اور جابر انصاری سے روایت ہے۔ اور فضائل میں ابو نصر محمد بن عبد اللہ جابر انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ لو کہ خاص نظر میں جابر سے روایت ہے۔ یہ تمام حضرات حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علی کو تکلیف دی میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا اے عمر تو نے مجھے اذیت دی۔ میں نے عرض کیا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ کے رسول کو اذیت دینے میں فرمایا تم نے علی کو اذیت دی ہے جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

عکبری ابانہ میں مصعب بن سعد سے وہ اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں۔ ہم نے جناب علی کے لیے بڑا چوہا بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائے فرمایا میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جس نے جناب علی کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔

حاکم نے مالی میں۔ ابوسعید واعظ نے شرف النبی میں اور ابو عبد اللہ ظہری خاص میں اپنا اپنے اسناد سے بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی سے اپنے بال بڑاڑھی کے پکڑے ہوئے تھا۔ اس نے کہا مجھے سی بن حسین نے حدیث بیان کی۔ وہ اپنی بڑاڑھی کے بال پکڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا مجھے حسین بن علی نے حدیث بیان کی۔ اور وہ (بڑاڑھی کے) بال پکڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا مجھے علی بن ابی طالب نے حدیث بیان کی۔ وہ اپنی ریش مبارک کے بال پکڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی۔ وہ اپنی بڑاڑھی کے بال پکڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا میں نے ابوالحسن کو اذیت دی۔ اس نے یقیناً مجھے تکلیف دی۔ اور جس نے مجھے اذیت دی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔ اس پر اللہ کی لعنت ہے ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ کو تکلیف دی اللہ اس پر آسمانوں اور زمین کے کونے کونے سے لعنت کرتا ہے۔

عمر بن حارث بن نے اہل بیت علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب علی اور ائمہ علیہم السلام کے بارے میں تکلیف نہ دو۔ اذیت دینے والے لوگ ایسے ہیں جیسا کہ موت کو تکلیف دی تھی جو کچھ انہوں نے کہا اللہ اس سے بری ہو گیا۔

لوندی کے بارے میں خواہش ظاہر کی۔ حنا بن ابی بلتعہ اور بریدہ اسلمی نے بھی اس کی خواہش کی۔ حضرت امیر معاویہ
 السلام نے اسے منار بن قیس پر سے لیا جب یہ لوگ جنگ میں سے واپس لوٹے۔ تو بریدہ اسلمی رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو گیا۔ اور حضرت امیر معاویہ السلام کی شکایت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ موڑ لیا۔ پھر وہ اپنی طرف سے
 پھر بائیں طرف سے اور پیچھے کی طرف سے حضرت علی کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ موڑ لیا۔ پھر رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر لوندی کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔ آپ
 کا دُک متغیر ہو گیا چہرہ سہج ہو گیا۔ اور رئیس پڑ گئے۔ فرمایا اے بریدہ! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ آج تو نے مجھے
 اذیت دی ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لَا يَذُنُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ لَعْنَهُمْ**
اللَّهُ فِي الدِّينِ وَالْآخِرَةِ وَاعْدِ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں۔ اللہ
 ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرماتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (اے بریدہ) تجھے علم
 نہیں ہے۔ کہ علی مجھ سے ہیں۔ اور میں علی سے ہوں۔ تو نے علی کو اذیت دی۔ اس نے مجھے اذیت دی جس سے
 مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی جس نے اللہ کو اذیت دی۔ اللہ پہ واجب ہے۔ کہ اسے جہنم کی
 آگ کے دردناک عذاب میں اذیت دے۔ اسے بریدہ با تم زیادہ عالم ہو یا اللہ؟ لوح محفوظ کے پڑھنے والے
 زیادہ عالم ہیں یا تم؟ تم زیادہ عالم ہو یا ملک ارجام؟ اسے بریدہ با تم زیادہ عالم ہو یا اللہ؟ فرشتے جو علی بن ابی
 طالب کی نگرانی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ جبرائیل ہیں۔ آپ نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ علی کی کائنات فرشتوں نے
 علی کی پیشکش سے لے کر اس وقت تک۔ آپ کی کوئی خط تحریر نہیں کی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے ملک ارجام
 اور لوح محفوظ کے پڑھنے سے متعلق حکومت بیان کی۔ اس لوندی کے بارے میں تم جناب علی سے کیا پوچھتے ہو؟ حضرت
 نے ایسا تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ علی مجھ سے ہیں۔ اور میں علی سے ہوں۔ اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔ محمد
 کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی کو چھوڑ دو

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے حسد کے بیان میں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ **وَبِیَوْمِ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَفَرُوا**
 اللہ وجوہ ہم مسودۃ قیامت کے روز ان لوگوں کو دیکھو گے جنہوں نے اللہ سے کفر کیا۔ ان کے چہرے سیاہ
 ہوں گے۔ یہی انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کیا ہو گا۔ نیز اس آیت کے متعلق فرماتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جو کچھ انہوں

ابو نصر محمد

م حضرات

آفات ہوگی

ال کو اذیت

م نے

نے جناب

نے اسناد

سین

بیان

لہ وہ

نبی دارم

مجھے

بے

نے

طیب

ایک

ہیں۔ کذلک یریبہم اللہ اعما لہم حسرات علیہم اللہ عزوجل ان کے اعمال انہیں حسرت کی صورت میں
 دلائے گا۔ جو عبد اللہ عزوجل سے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے وہ موت کے وقت اس کو دیکھیں گے۔ یہ
 لوگ اصحاب صحیفہ ہیں۔ جنہوں نے خانہ کعبہ میں بیٹھ کر جناب علی کی مخالفت پر ایک معاہدہ لکھا تھا جسے وہاں
 بخارجین من الشاریہ لوگ آگ سے باہر نہیں نکلیں گے۔ نیز اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ یا ایہا
 الذین لا تتخذوا باطنانہ یعنی اے محمد انہیں اس بات سے آگاہ کر دو جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے
 اس سے مراد بھی اصحاب معاہدہ ہیں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں دنیا را ذل زلفۃ علی
 علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ یہ بقیامت کے روز جناب علی کو دیکھیں گے۔ تو کانگوں کے پھرے
 سیاہ مریں گے۔ یہ بارگاہ خداوندی سے علی علیہ السلام کی منزلت اور درجہ دیکھیں گے۔ تو علی کی ولایت
 کے بارے میں جو کوتاہی ہوگی۔ اس کے باعث اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے۔

ابو الفتوح زاد نے جو چیز بیان کی ہے جس کو ابو عبد اللہ مرزبان نے کہی ہے اس نے یومنا سے اس
 نے ابن عباس سے آیت ام یحسدون النبی عی ما تہم اللہ من فضلہ کے بارے میں روایت کی ہے
 کہ یہ آیت جناب رسول اللہ اور علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ یوعلیٰ طبری نے بیان کیا ہے کہ اس آیت
 میں ناس (لوگوں سے) نفی صمم اور آپ کی آل مراد ہے۔

حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ اس آیت میں فضل سے مراد نبی صمم کی نبوت اور جناب علی کی اہمیت ہے۔
 اہل سیرت نے اس سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلم نے فرمایا جس نے جناب علی سے حسد کیا اس نے
 مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کفر ہو گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے مجھ سے
 حسد کیا وہ دوزخ میں داخل ہوا۔

کسی نے مسلم بن نفل سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے علی کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ آپ کو ہر عبادتی میں

نے نفیس کے سے سلیم بن نفیس کوئی تنویری نسخہ کی کتاب کتاب المستفیضہ مذکور ہے جس کا ترجمہ نہ چیز
 نے کر دیا اور فخر قوم میں مدت الحیج ملک صدق علی صاحب عرفانی مدخلہ کی تحویل میں ہے آپ اشاعت کے
 لئے مستحق رہے ہیں محمد شریف عفی عنہ

یہ طوائف حاصل تھا، کہا لوگوں کی آنکھیں آپ کے نور کے اکتساب سے قاصر ہیں، لوگ اپنے ہم جنسوں کی طرف
زیادہ جھکتے ہیں سے

لا یحشون الہدھد قسریۃ ولا غراب ابین خطافا
مدھد قسری سے عشق نہیں کرتا اور نہ ہی کوا خطاف کو چاہتا ہے
فدن تری الشمس ابصار الخفافیدش
چمکاؤں میں سورج کو سرگرم نہیں دیکھ سکتیں

صفین کی جنگ کے موقع پر ایسے شخص نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا، لوگوں نے آپ
کو خدا سے الگ کیوں رکھا۔ حالانکہ آپ تمام لوگوں سے کتاب اور سنت کے زیادہ جانتے والے تھے، حضرت
علی علیہ السلام نے فرمایا، یہ سرداروں کی معاملہ تھا، ایک قوم نے اس کی لاپرواہی اور دوسرے لوگوں نے اسے بوجھ بوس
کیا اللہ عزوجل بنیزین حکم ہے۔ اور محمد خدا میں ہیں۔ اس پرٹ مار کو چھوڑ دے جس کا انجام دکت ہو پھر آپ
نے معاویہ اور اس کے اصحاب کے بارے میں فرمایا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں انمن یعمم ما انزل الیہ
من رب الحق (حق سے مروی) علی ہیں مکن ہوا جمی سے آپ کے دشمن مراد ہیں، انما یتذکر
اولوا الالباب سے مراد امہ ہیں جنہوں نے لوگوں کے دلوں میں علم آدم کی پیدائش سے لے کر اس وقت
تک کاشت کیا

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا
تم میں سے میری وصیت کو کون قبول کرے گا۔ اور میرا بوجھ کون بٹائے گا۔ میرا قرض کون چکائے گا۔ میرے بعد
میرے وعدے کون پورے کرے گا۔ ایسا شخص میرا قائم مقام ہوگا۔ سہان سے دو آدمیوں نے کہا، محمد اب کیا کہہ
رہے ہیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام آپ کی خدمت میں کھڑے ہو گئے، آنحضرت صلعم نے آپ کو اپنے سینے سے
لگا لیا، اور آپ نے فرمایا، اے علی ان چیزوں کو تم سرائیام دو گے۔ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ ومنہم
من یستمع الیل تا طبع اللہ علی قلوبہم

حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں، الا انہم یشون صدرہم
فرمایا، جب جناب علی کی شان میں آیت نازل ہوئی، تو ان میں سے ایک نے سینہ دکھا کر اس آیت کو سنا، تاکہ یہ

بات نبی صلعم سے پوشیدہ رہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: *يستقشون شباہہم کما صلب*۔
 ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کے فرائض میں کوئی چیز بیان کی۔ یا وہ آیت تدریس
 کی۔ جو جناب علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ تو اپنے کپڑے جھڑتے ہوئے کٹھکھڑے کر کے اور اللہ تعالیٰ بہت
 ہے *يعلم جالیسون وما یسلون اللہ* ان پوشیدہ اور ظاہری بات کو جانتا ہے

جایہ حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ *الا صحاب السبیہ فی جنات یسعدون*
 عن الحبر مین ما سلککم فی ستر نبی کریم صلعم نے فرمایا: اسے علیؑ ایہ وہ مجرم ہوں گے۔ جو تیری روایت
 کو بھٹانے والے تھے۔ شیعی نے کہا میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں چیزیں ہوں۔ کہ آپ
 کے بارے میں کیا عریقہ اختیار کروں۔ اگر آپ سے محبت کرتا ہوں تو افلاس میں مبتلا ہوتا۔ اور اگر آپ سے
 بغض رکھتا ہوں تو کافر بناتا ہوں۔ نظام نے کہا: علیؑ بولنے والے کے لئے باعث متحان ہیں۔ اگر آپ کی پوری
 مدح کرتا ہے تو غالی ہوتا ہے۔ اگر کم بیان کرتا ہے تو گھبرگاہ ہوتا ہے۔ آپ کی منزلت نہایت بزرگ و بزرگ دلی
 ہے *مادة امان* صلب اترتی مگر دین کے بھانصوں سے بہ امر کل نہیں ہے۔ ابوالوفیہ نے علی بن جہم
 سے کہا کہ تو جناب علیؑ سے اس لئے بغض رکھتا ہے کہ آپ نعل اور مفعول دونوں کو قتل کرنے والے تھے۔
 اور تم ان میں سے ایک ہو۔

ابن جہم — اے محنت

ابوالوفیہ — و صلب لنا مثلاً و انستی خلقہ اپنی زبان میں تو جہان کو
 شیر و بیہ نے فرمایا میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنو اسرائیل انبیاء علیہم السلام کے متعلق برا نظریہ
 رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ عزوجل نے ان کے لئے بادش کو موقوف کر دیا تھا۔ جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام
 نے بغض رکھنے کے باعث اللہ عزوجل اس امت سے بادش کو روک دے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ کون ایسا آدمی بھی ہے جو
 علیؑ سے بغض رکھتا ہے۔ فرمایا جناب علیؑ کی ادا دہ کرنا بھی بغض رکھنا ہے۔

قاضی سوار نے اہل بصرہ کی خاطر دعائے پائش مانگی۔ یہ سن کر سید حمیدی نے کہا کہ

ابتلعی یا ارض افتد امہم ثم امہم یا مزن بالحدود

اسے زمین ان کے قدموں کو دھنس لے۔ اے بادل ان پر پھر پھینک۔

لَا تَسْقِطْهُمْ مِنْ وَاوَلِ قَطْرَةٍ فَانْهَمْ حَرِبَ بَنُو أَحْمَدَ

انہیں بارش کی ایک بوند نہ پلا۔ کیوں کہ انھوں نے ادلاؤ احمد سے جنگ کی تھی۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام پر ظلم کرنے والوں و آپ سے لڑنے والوں کا بیان

شواہدنی اسناد خود بیان کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن عطاء کی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز منادی ندا کرے گا۔ کہ حضرت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا۔ تو اس وقت کانرپند کریں گے۔ مگر کاش کہ ہم مسلمان ہوتے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے ساتھ۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ فقال الظالمون یعنی جنہوں نے آل محمد کے حق میں غم کیا۔ کہیں گے۔ لما راوا العذاب جوب وہ عذاب کو دیکھیں گے۔ عذاب سے ملا علی ہیں۔ اھل الی مور من سبیل کہیں گے۔ ہمیں دوبارہ دین میں بھیج دیا جائے اور ہم علی سے تو لڑا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ وترا لهم يعر ضون علیا یعنی ان کی روحوں کو گہر پر پیش کیا جائے گا خاشعین من الذل ينظرون عاجزی کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھیں گے۔ من طرف خفی بھگائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ فقال الذین منو۔ جو لوگ آل محمد پر ایمان لائے ہوں گے۔ کہیں گے۔ ان الخاسر بن الذین ضرر والفسهم واهلهم الی یوم القیامۃ حقیقی گھٹنے دے وہ لوگ ہیں۔ وہ قیامت کے روز اپنے آپ اور اپنے اہل کو گھٹا دیں گے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے آل محمد کے حق میں ظلم کیا وہ روزناک عذاب میں رہیں گے۔

حکاتی نے شواہد التنزیل میں اسناد خود ابن مسیب سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ والنقوا فتنة لا تعیبن الذین ظلموا متکم خامۃ تو بنی اکرم مسلم نے فرمایا جس شخص نے میری ذات کے بعد میری اس بیٹھنے کی جگہ کے بارے میں علی پر ظلم کیا تو وہ شخص ایسا ہے کہ اس نے میری ادھر مجھ سے پہلے نبیاء کی نبوت کا انکار کیا ہے۔

کتاب ابو عبد اللہ محمد بن سراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے

میری اس جگہ کے بارے میں جناب علیؑ پر ظلم کیا۔ وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی نبوت کا انکار کیا ہو۔

عمران بن حصین سے روایت ہے۔ کہ بنی اکرم صلم نے جناب علیؑ کی عیادت کی حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلم کیا جناب علیؑ کی جان کا خطرہ ہے؟ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اسے عمرؓ علیؑ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ غنم سے بھر جائیں گے۔ اور وسیع پہاڑ پر اس سب سے وفائی نہ کی جائے گی۔ اور میرے بعد صبر کرنے والے پائے جائیں گے۔ تاہم بنو امیہ اور کتب ابوالہثم ثقفی عمرو بن ولید باسنہ وغیرہ ابوالہثم سے وہ حضرت علیؑ عیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھے رسول اکرم صلم نے فرمایا عنقریب امت تم سے دھوکا کرے گی۔ حدیث سمان میں ہے کہ بنی اکرم صلم نے فرمایا۔ اے علیؑ امت تیرے ساتھ وفائی کرے گی۔ اس کی بے وفائی پر صبر کرنا۔

حدیث بن حصین سے روایت ہے کہ بنی اکرم صلم نے فرمایا۔ اے علیؑ تم میرے بعد اس بات سے دوچار ہو گے جو عرض کیا یا رسول اللہ! تو اور وہ دھوکا دے رہے ہیں۔ نہ ہی میں قتل ہوں گا۔ اور نہ ہی ذلیل ہوں گا۔ آپ نے فرمایا یا علیؑ صبر کرنا۔ جناب علیؑ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلم صبر کروں گا۔

حضرت علیؑ عیہ السلام کی جنگوں کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ نیز یہ معتزلہ میں سے نظام اور بشر بن معتمر فرقہ مرجئیہ میں سے ابو سفینہ، ابو یوسف، اور بشر بیتی اور کچھ لوگ بھی ہیں۔ جو ان کی بات پر چلتے ہیں۔ کہ بنی اکرم صلم کے بعد علیؑ عیہ السلام کی جنگیں حق پر مبنی تھیں اور جس شخص نے جناب علیؑ عیہ السلام سے جنگ کی وہ غلطی پر تھا۔ ابو بکر باقرؓ نے اور ابن ابیسی نے کہ جس شخص نے خلافت کے بارے میں جناب علیؑ سے جھگڑا کیا۔ وہ باغی ہے۔

تفصیل شافعی میں تقریباً ہے۔ کہ مابین صراحت سے کہا کہ جس شخص نے جناب علیؑ سے جنگ کی وہ کافر ہے۔ اور اس پر اس فرقہ کا جماع دلائل کرتا ہے۔ جس شخص نے آپ سے لڑائی لڑی۔ وہ منکر امامت اور دافع امامت تھا۔ امامت کا واقعہ اسی طرح کافر ہے۔ جس طرح نبوت کا واقعہ کافر ہے۔

نبوت اور امامت سے لاعلمی ایک نہج کی چیز ہے۔ بنی عبید الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ من مات دس بعرف امام زمانہ مات میتہ جاحلیۃ بشوخص اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مر گیا۔ وہ جاہلیت کی موت ہے۔ جہالت کی موت کفر پر ہی واقع ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خداوند اتنا اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے۔ اور
 تو اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔ فساق کو چھوڑ باقی کسی سے عداوت نہیں رکھنی چاہیے جس نے علیؑ
 سے جنگ کی۔ وہ آپ کا خون بہا، حلال سمجھنا تھا۔ اور وہ اسی حالت میں خداوند عالم کے پاس جائے گا۔ مومن
 کے خون کو حلال تصور کرنا بالاجماع کفر ہے۔ یہ بہت بڑا امر ہے اس بات سے کہ شراب کے ایک گھونٹ
 کو حلال تصور کرنا جو بالاتفاق کفر ہے۔ پھر امام کے خون کو مباح سمجھنے والے کا کیا حشر ہوگا۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ
 والسلام سے شیعہ اور سنی دونوں نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا علی! حارب ملک حبشی
 دسہٹ سلمیٰ اے علی! تیری جنگ میری جنگ ہے اور تیری صلح میری صلح ہے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 جنگ کرنا کفر ہے تو جناب علیؑ سے جنگ کرنا بھی کفر ہے۔

ابو موسیٰ نے جامع میں۔ سمعانی نے اپنی کتاب میں۔ ابن ماجہ نے اپنی سنن میں احمد نے مسند اور فضائل میں
 ابن بطہ نے ابانہ میں۔ شیروانی نے فردوس میں۔ سدی نے تفسیر میں اور قاضی محاسنی نے (اپنی کتاب میں) یہ تمام
 حضرات زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ اور انہی نے اپنی تفسیر میں ابو ہریرہ اور حجاب سے وہ مسلم بن
 یسبح سے وہ حضرات تمام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کا ظمہ حسن اور حسینؑ کی
 طرف دیکھ کر فرمایا۔ انا حارب لمن حاربکم و مسلم لمن ساءکم میری اس سے جنگ ہے
 جس نے تم سے جنگ کی اور اس سے صلح ہے جس نے تم سے صلح کی۔

تاریخ طبری اور ابن عساکر مؤذن میں ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ انا
 حارب من حاربکم و مسلم من ساءکم میری اس سے جنگ ہے جس نے تم سے جنگ کی اور اس سے صلح
 ہے جس نے تم سے صلح کی۔ ابن سعد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اس سے دشمنی ہے جس نے تم
 سے دشمنی کی اور میری اس سے صلح ہے جس نے تم سے صلح کی۔

خو کہشی نے قواعد میں تحریر کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے پتے میرے ساتھ لڑائی کی اور دوسری
 مرتبہ میرے الی بیت سے لڑائی کی۔ وہ جہاں کے ماننے والے ہیں۔

ابو یعلیٰ موصلی خطیب تاریخی اور یوکر مردویہ طرق کثیرت حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
 کہ مجھے ناکشیں تقاضیں اور یارقیں سے رہنے کا حکم دیا گیا

اکثر اصحاب حدیث نے شراب سے حد ہدایت کر لیا۔ آپ نہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو حدیث بیان کریں۔ جن میں

اور مجھ سے پہلے

نے عرض کیا یا رسول

میں اسم ذات

ہے غنیمت سے نہ بھر

کے جائیں گے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

بیت سمان میں

ہا۔

کے دو چار ہو

نے فرمایا یا علیؑ

اس سے تمام

ن بات پر

ہے السلام سے

صلی اللہ علیہ وسلم

کے۔ اور اس

تاکا۔ امارت

سلم

بیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے کہا تھا کہ تجھے باغی گردہ قتل کرے گا۔ پس کر شریک نے ناراض ہو کر کہا کہ تمہیں علم پہنچا چاہیے۔ یہ بات علی علیہ السلام کے منہ نکلنے کا باعث نہیں ہے کہ اس کے ساتھ عمار قتل ہوں گے۔ بلکہ یہ بات عمار کے لئے باعث فخر ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی معیت میں قتل ہوں گے۔ ابن مردویہ نے پندرہ طریقوں سے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے صفین کی جنگ کے موقع پر فرمایا خدا کی قسم مجھے ان سے جنگ کرنی لازمی ہو گئی تھی۔ اگر آپ نہ کرتا تو اس چیز کے ساتھ کفر کرتا جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی تھی۔

ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جنہوں نے علی علیہ السلام سے جنگ کی تھی۔ فرمایا۔ ان لوگوں نے بہت بڑا جرم کیا تھا۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تھی۔ عرض کیا گیا۔ فرزند رسولؐ یہ کیسے؟ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے والے جاہلیت پر مہر تو دھتھے۔ اور علیؑ سے جنگ کرنے والے قرآن کو پڑھتے تھے۔ اور اہل فضل کو پیچھا سنتے تھے۔ انہوں نے جو کچھ ان کتاب میں بصیرت حاصل کرنے کے بعد کیا۔ عیدوس بن عبد اللہ ہمدانی۔ ابوبکر بن خویک۔ اسفہانی۔ شیرویہ دیمی۔ موفی خوارزمی اور ابوبکر مردویہ اپنی اپنی کتابوں میں ایک حدیث ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ جب اسلام نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بنو ہاشم کی بنا پر قوم سے جہاد کروں گا، آپ نے فرمایا وہ دین میں بدعتیں پیدا کریں گے ایک روایت میں ہے کہ اس وقت حق کے ساتھ کون ہو گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! حق تیرے ساتھ ہو گا اور تو حق کے ساتھ ہو گا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے عرض کیا چہر مجھے مر وہ نہیں ہے جو میرے ساتھ ہو سو ہو۔

شیرویہ نے فردوس میں وریب بن صیفی اور اس کے علاوہ دوسرے زید بن زہر سے روایت کی ہے دونوں کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تنزیل قرآن پر جہاد کرتا ہوں۔ اور علیؑ علیہ السلام قرآن کی تفسیر پر جہاد کریں گے قرآن کی جن آیات سے استدلال کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے۔ وان طائفتان من المومنین اقتلوا خاصحوا بینہما فان بغت احدہما علی الاخری فقاتلوا حتی تبغی حتی تفسی او امر اللہ باغی وہ ہے جس نے امام کے ساتھ خروج کیا۔ اہل بغاوت سے نہ لڑنا واجب ہے جس طرح کہ شریعت میں جہاد واجب ہے۔ ایمان کا لائق نہ ہو اس طرح جس طرح اس سے کہیں باہر مذہب انہما۔

بائے در سولہ یعنی وہ لوگ جو اسلام کا جہاد نہیں کرتے ہوں۔ ان سے کفر ہی ایمان سے او

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کیا کہ آپ کے نائب ہوتے تھے کہ ہمارے پیاروں نے ہمارے خلاف بدعت کر دی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم کتاب خدا کو نہیں پڑھتے۔ والی عدا خا ہم ہودا ہم نے عدا کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ یہ لوگ بھی قوم عدا کی مثل تھے۔ اللہ عروصل سے ہود اور اس کے ساتھیوں کو نجات دی۔ اور ہولے عظیم کے ذریعے عدا کو ناک کر دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے ایسے بدوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ یا ایہا الذین امنوا من یزید منکم عن دینہ

ابن ابی بنی تبار کی حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں لوگوں سے ہم جہاد کر رہا ہوں۔ ان کا اور ہمارا مسو یک ہے۔ دعوت ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ نماز ایک ہے اور حج ایک ہے۔ پھر ہم لوگ ان کا کیا نام بنویں کریں؟ آپ نے فرمایا۔ ان کا نام وہی رکھو۔ جو اللہ عروصل نے اپنی کتاب میں رکھا ہے۔ ثم انزل من فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلما یدہ درجہ بعضہم درجات وایتنا علیہم من صریح البینات وایدناہ بروح القدس دلوشا لہ ما اقتل الذین من بعدہم من بعد منہم من البینات ولكن اختلفت احوالہم من امن ومنہم من کفر بعض رسول کو بعض پر فضیلت دی گئی بعض وہ ہیں جن سے اللہ عروصل نے کلام کیا۔ بعض کے درجات بلند کئے۔ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو مینات عطا کئے۔ روح القدس سے اس کی تائید کی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مینات آسمان کے بعد لوگ آپس میں نہ لڑتے لیکن وہ اختلاف میں پڑ گئے۔ بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر اختیار کیا۔ حسب اختلافات واقع ہو گیا ہے۔ تو ہم خدا کی تعزیت، نبی، کتاب اور حق کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ خاما نذہبنا بک فان منہم من تقمونا اے محمد! تم مکہ سے مدینہ چو گے۔ تو تمہیں مدینہ سے مکہ میں واپس لوٹائیں گے۔ اور اہل مکہ سے علی علیہ السلام کے ذریعہ بدلیں گے۔ زینب زہری نے خاصہ میں۔ صفوانی نے احسن اور محسن میں۔ سیدی عبیدی علی۔ ابن عباس اعظم اور جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ابن جریر صحیح میں ہے وہ ابن عباس اور سلمہ بن کھیل سے وہ عبد خیر اور جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ بلکہ اتفاق اور اجتماع سے روایت کیا ہے کہ بنی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ بوداع کے موقع پر خطبہ شہداء فرمایا میں ایک گروہ کے ساتھ عدا اللہ سے ضرور جہاد کروں گا جبرائیل نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا علی بن ابی طالب ان سے جہاد کریں گے۔

تاریخ جو کر کہا۔
اتھ عمار قتل ہوں
میں گے۔ ابن
کے موقع پر فرمایا
جو اللہ تعالیٰ

نے علی علیہ السلام
میں تھی۔ عرض
اور علی سے
بیت حاصل
اور ابوبکر
میں نے عرض
یہی ہے
حق! حق
جو میرے

نوں کا
سے
ند
میں
سے

ایک روایت میں جابر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ گے۔ اور ایک دوسرے سے کہی گئی کہ لوگوں نے کہا کہ تم نے ایسا کیا تو مجھے ایک گروہ کے ہمراہ پہچانو گے۔ میں تمہارے چہرے کو رے اڑا دوں گا۔ گویا آنحضرت معلّم نے اپنے پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یا علی (ایسا کام سرانجام دیں گے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ فاما تدھبن بدک وانا منتقمون یعنی ان سے علی علیہ السلام کے ذریعہ بدلہ لیں گے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ قل رب اما تقبضنی ما وعدتہن یا ایت نازل ہوئی۔ فاستمسک بالذی اوحی الیک اس چیز کو مضبوطی سے پکڑ جو تیری طرف وحی کی گئی ہے

ابوہریرہؓ نے حضرت علیؓ کے بارے میں انک علی صراط مستقیم بے شک تم میرے دوست ہو بے شک علیؓ میرے لئے اور میری قوم کے لئے ذکر ہیں عنقریب تم لوگوں سے علیؓ کے بارے میں کی محبت کے متعلق پوچھا جائے گا

ابوہریرہؓ بن اسود دؤلی حضرت عمرؓ بن خطابؓ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؓ نے کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فاما تدھبن بدک فاما منھم منتقمون نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے انتقام لینے والے علیؓ بن ابی طالبؓ ہوں گے۔ پھر فرمایا۔ مجھے اس بات سے حیرائیلؑ نے آگاہ کیا ہے۔ بیتہ اہریہ کے موقع پر شہر عصر مغرب اور عشا کی نمازیں فوت ہو گئیں تھیں۔ نماز کے وقت صرف تکبیر تھیں۔ تسبیح تحمید اور دعا کی آوازیں بند ہوئی تھیں۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو ان نمازوں کے اعادہ کا حکم نہیں دیا تھا ابوہریرہؓ نے حضرت علیؓ کے بارے میں بھاگنے والے کا پیچھا نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی زخمی کو قتل کرتے تھے۔ اور نہ ہی ان کے بچوں کو گرفتار کرتے تھے۔ ہاں ان کی عورتوں سے مناکحت اور ان کے موارثت سے منع نہیں فرماتے تھے۔

ابوعلی جب فی کتاب الحکمین میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے خوارج کی قوم کو گرفتار کیا تھا۔ کیوں کہ وہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ علیان مجنون کو نہ میں مقیم تھا۔ اسے طحان کی دکان سے انس تھا۔ جب لوگوں کے جمع ہو کر اسے تکلیف دیتے تو وہ کہتا تھا۔ جنگ کی بھٹی گرم ہو گئی۔ جہاد کتنا بہت اچھا ہے میں اپنے معاملہ کو خوب جانتا ہوں۔ پھر اچھلتا تھا اور جہاد کہتا تھا۔ اور یہ شعر پڑھتا تھا

الیسنی سلاھی لا ابا للک انسی
ادی الحرب لا تزاد الا نسا دیا
پھر ایک کانٹے کے سوا ہر جات اور یہ شعر پڑھتا تھا

اشد علی السکتیبة لا ابالی احتفی کان فیہا او سواہا

اپنے سامنے سے لڑکوں کو بھگا دیتا تھا۔ جب کوئی بچہ مل جاتا تو اسے زمین پر ٹٹا کر چڑھ بیٹھتا تھا اور کہتا تھا۔
مسلم کی شرمگاہ ہے اور مومن کی غیرت ہے۔ اگر یہ باتیں حامل نہ ہوتیں۔ تو میں ضرور صفین کی جنگ کے روز عمرو بن
عاص کی جان کو ضائع کر دیتا۔ پھر کہتا تھا میں تمہارے بارے میں امیر المومنین حضرت علی غنیہ السلام کی سیرت پر چلوں گا
بھاگنے والے کا جھپٹا نہیں کروں گا اور نہ ہی زخمی کو قتل کروں گا۔ پھر اپنی جگہ پر لوٹ کر آ جاتا اور کہتا ہے

انا الرجل المضرِب الذی تعر فونہ

خداش کہاش الحیة المتوفد

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھنے کا سبب

ابن عمر نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ سے قریش کس طرح محبت کریں۔ آپ نے توبہ کی
جنگ کے روز ان کے ساتھ سردار قتل کئے ہیں جن کے ناکہ ہونٹ سے پہلے پانی پر پہنچ جاتے تھے۔ امیر المومنین
علیہ السلام نے فرمایا۔

ما ترکت بدرا لئلا من یقنا ولا لنا من خلقنا طریقاً

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ قریش علی سے بغض کیوں رکھتے ہیں،
فرمایا کیونکہ آپ نے قریش کے پہلے آدمی کو واصل جہنم کر دیا تھا۔ اور ان کے آخری کو تنگ و غار کے گلاھے میں
آوارہ دیا تھا۔

معرفۃ رجال کشی میں تحریر ہے کہ احمد بن حنبل امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے اس لئے بغض رکھتا تھا۔
کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اس کے دادا ذوالشہدہ کو نہروان کی لڑائی کے روز قتل کر دیا تھا۔
اصمعی کے دادا کا حضرت علی علیہ السلام نے چھوڑی کرنے میں ہاتھ کاٹ دیا تھا یہی وجہ تھی کہ اصمعی حضرت
امیر علیہ السلام سے بغض رکھتا تھا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور سب

تفسیر تیشیری میں ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ قد کانت آیتا فی تتل علیکم فسکتہ علی

احقا کم تشکفون مسنگوین یہ سامرا آتھجہ دن یعنی فرشی کے ایک گروہ میں بیٹھ کر پوچھ اس کرتے
 ہو حضرت علی بن ابی طالب اور بنی اکرم صلعم کو سب کرتے ہو اور مسکنوں میں بیٹھ کر مذاہن بکتے ہو۔
 کتاب حقیقہ لادبیا میں کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا علی کو گایاں نہ دو۔ وہ اللہ کی
 ذات میں دیوانہ ہے۔

مسند موصلی میں ہے کہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ اسے اصحاب تم زندہ ہو اور رسول اللہ صلعم کو گایاں دی جاتی
 ہیں یہیں (راوی) نے کہا ایسا کہا بتو ہے؟ فرمایا کیا علی علیہ السلام کو گایاں نہیں دی جاتی۔ جو شخص علی علیہ السلام
 کو دوست رکھتا تھا رسول اللہ صلعم اس کو دوست رکھتے تھے۔

طبری نے ولایت میں اور عکبری نے ابانہ میں تحریر کیا ہے کہ ابن عباس کا گندہ ایک گروہ کے ساتھ ہو۔ وہ
 حضرت علی علیہ السلام پر سب کر رہے تھے کہ تم میں سے کون اللہ کو گایاں دے رہا ہے۔ انہوں نے کہا کوئی ایسا
 نہیں ہے کہ رسول اللہ کو کون گایاں دے رہا ہے یا اس بات سے بھی انہوں نے انکار کیا کہ بنی سب علی کو کون
 گایاں دے رہا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ایسا ہو رہا ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فراتے ہوئے سنا ہے کہ جس
 شخص نے جناب علیؓ کو گایاں دیں اس نے مجھے گایاں دیں اور جس نے مجھے گایاں دیں اس نے اللہ عزوجل
 کو گایاں دیں اور جس نے اللہ عزوجل کو گایاں دیں وہ کافر ہو گیا۔

کسی انسان کو اسلام میں گایاں دینے کی بنیاد معاویہ نے رکھی۔ اہل علم کے نزدیک یہ بات بالکل صحیح ہے
 کہ معاویہ نے منبروں پر حضرت علیؓ پر (معاذ اللہ) حدت کا آڈر جاری کیا۔ ابن عباس نے کہا افسوس ہے کہ
 یہ امر دین ہو گیا ہے جس کو چھوڑنے کا کوئی راستہ نہیں ہے کیا معاویہ وہ شخص نہیں ہے جس نے رسول
 اللہ صلعم پر ظلم کیا۔ حضرت ابو بکرؓ کو گایاں دیں حضرت عمرؓ پر گایاں اور حضرت عثمانؓ کو چھوڑ دیا ابن عباس
 نے معاویہ سے کہا کہ تم حضرت علیؓ کو منبروں پر گایاں دیتے ہو حالانکہ حضرت علیؓ علیہ السلام وہ شخص ہیں
 جنہوں نے اپنی تلوار سے منبروں کی بنیاد ڈالی (اگر حضرت نہ ہوتے تو مسجدوں اور منبروں کا وجود نہ ہوتا) معاویہ
 نے کہا میں اس حکم کو واپس نہیں لوں گا۔ حتیٰ کہ اسی روش پر پورے مروجہ جوائن بوڑھے ہو جائیں اور بچے جو بچے معاویہ کا یہ
 حکم خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانے تک جاری رہا۔ عمر بن عبدالعزیز نے خطبہ میں کہاں حضرت علیؓ علیہ السلام پر
 حدت کی جاتی تھی اس جگہ آیت ان املہ یا امر بالعدل والاحسان وایتاؤذی القرینی الخ قرار دی۔

عمر بن شعیب نے کہا کہ امت پر افسوس پر افسوس ہے کہ اس نے نماز جمعہ کو چھوڑ دیا اور حدت کو ترک

کر دیا۔ اور جس سے سنت منافع ہو گئی۔

آغا فی کا بیان ہے کہ جب سفاح خدا ذات پر شکر کیا تو اس سے احمد بن یوسف نے کہا اگر تم معاویہ پر منبر پر عزت کرنے کی بنیاد ڈالتے جس طرح اس نے جناب علی علیہ السلام پر عزت کرنے کی بنیاد ڈالی تھی تو منبر ہوتا۔ سفاح نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور لبید کے شعر کو بھڑکھیل پڑھا ہے

فلما دعانی عامر لا سبہم ابیت وان کان ابن علیاء ظالمًا
جب عامر نے مجھے ان پر سب کر کے کو کہا تو میں نے اس سے انکار کر دیا۔ اگرچہ ابن علیاء بڑا ظالم تھا۔

قیامت کے دن امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے درجات

زیریں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ بھہا بشی فی الحیوة الدینا آپ نے فرمایا یعنی محمد مصلم اور علی علیہ السلام موت کے وقت انسان کو بشارت دیں گے۔
فضل بن سیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس وقت تک روح کا جسم کو چھوڑنا حرام ہوتا ہے جب تک محمد علی حسن اور حسین کو نہ دیکھ لے۔ تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

حافظ ابو نعیم با سند خود ہندجہلی سے وہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور شعبی اور ترمذی سے اصحاب کی ایک جماعت نے حارث اعور سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھ سے محبت کرنے والا بندہ اس وقت تک نہیں مرنے والا کہ جب تک اس کی حیثیت سے نہ دیکھ لے۔ اور مجھ سے بغض رکھنے والا انسان اس وقت تک نہیں مرنے والا کہ جب تک مجھے نہ دیکھ لے (جبنا پسند کرنا)۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ مرنے کے وقت انسان کی آنکھوں میں آنسو کیوں آتے ہیں آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا۔ اور وہ چہرہ دیکھتا ہے جو اسے خوش کرتی ہے۔

سید حمیری دمداح الی بیت ان کی موت کے وقت آپ کے چہرے پر ایک سیاہ نکتہ نمودار ہوا۔ بڑھتے بڑھتے اس نے آپ کے تمام چہرے کو گھیر لیا۔ یہ شیعہ جو اس وقت آپ کے پاس موجود تھے بے گین ہوئے تاہم خوش ہونے

لگے۔ پھر اس سپاہ نکلتے کی جگہ سے ایک روشنی ظاہر ہوئی جس سے آپ کا تمام چہرہ سفید ہو گیا اور یہ اشعار اس وقت بیان کئے سے

كذب الزاعمون ان عليا لم ينج عبده من هنات
ان لوگوں کا خیال جھوٹا ہے کہ جناب علیؑ اپنے دوست کو تکلیف سے نجات نہیں دلاتے
كذبوا قد دخت جنة عدن وعفاني الله عن سيئاتي
وہ لوگ جھوٹے ہیں یہ میں تو جنت عدن میں داخل ہو چکا ہوں۔ میرے گناہ اللہ نے بخش دیئے ہیں۔
فابتسوا اليوم اوليا وعلی
جناب علیؑ کے دوستو خوش ہو جاؤ۔
ونوالوا الوصي حتى الممات
وہی سے مرتے دم تک محبت کرو۔
ثم من بعده لوالوا بنيه
واحد بعد واحد بالصفات
یکے بعد دیگرے صفات کے ساتھ آپ کے فرزندوں سے محبت کرو۔

احب الذي من مات من اهل وده
تلقاه بابشرى لدى اموت يضحك
میں اس کو دوست رکھتا ہوں جو آپ کی موت والا مرتا ہے۔ وہ موت کے وقت آپ سے بشارت
پایا ہے اور ہنستا ہے۔

ومن كان يهوى من غير
فليس له الا الى النار مسلط
جو کسی اور کو دوست رکھتا ہے وہ جہنم کا راستہ پکڑتا ہے۔

چہر کہنے لگا۔ اشہدان لا اله الا الله حقا حقا واشهد ان محمدا رسول الله صدقا
صدقا واشهد ان عليا ولي الله رفقا رفقا

پھر خود بخود اپنی آنکھیں بند کر لیں آپ کی روح اس طرح پرواز کر گئی جس طرح نئی بجھ جا سے یا سنیریزہ
کر پڑے۔

بید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کہا کہ انبیاء اور اوصیاء جسم رکھتے ہیں۔ وہ موت کے وقت ہر انسان کو کس طرح دیکھ
سکتے ہیں۔ ایک جسم ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر کیسے جا سکتا ہے؟ اہل بیت کے آنے کا مطلب یہ ہے
کہ انسان کو اہل بیت کی محبت اور اہل بیت سے شرافت کا نتیجہ معلوم ہو جائے۔ اہل بیت کا محبوب موت کے وقت
وہ چیز دیکھتا ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔

کتاب شیرازی میں تحریر ہے کہ سفیان بن عیینہ زہری سے وہ ابو سلمہ سے وہ ابو ہریرہ سے اس بات کے بارے میں روایت کرتے ہیں یشیت اللہ الذین امنوا بما نقول الثابت اللہ آسمان والوں کو قول ثابت پر قائم رکھے گا۔ یعنی دنیا میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر قائم رکھے گا۔ پھر کہا و فی الاخرۃ اور آخرت میں بھی ثابت رکھے گا کہ مطلب یہ ہے کہ یہ بات قبر میں واقع ہوگی۔ رجب انسان قبر میں داخل ہوگا تو دوزخست روا رکھ کر انتظار فرشتے اس کے پاس آئیں گے۔ قبر کو اپنے دانتوں سے کھودیں گے۔ ان کی آواز کرکے ہوئے بعد کی تہہ ہوگی اور ان کی آنکھیں چندھیا نئے والی بجلی کی طرح۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لوہاروں کے ہتھوڑے کی طرح ایک ہتھوڑا ہوگا۔ اس میں تین سو ساٹھ گر جیں ہوں گی۔ اور ہر گروہ میں تین سو ساٹھ خلقے ہوں گے۔ اور ہر خلقے کا وزن تمام کے دنیا کے ہوئے کے برابر ہوگا۔ اور اگر تمام اہل زمین اور اہل آسمان مل کر اس کو اٹھانا چاہیں۔ تو نہیں اٹھا سکیں گے اور یہ ہتھوڑا ان کے ہاتھوں میں ہوگا۔ اور انھیں پھر کے پر سے بھی زیادہ ہلکا معلوم ہوگا۔ یہ دونوں فرشتے قبر میں میت کے پاس آئیں گے۔ اور اسے قبر میں بٹھا دیں گے۔ اور اس سے سوالات شروع کریں گے۔

فرشتے — (مومن سے) تیرا رب کون ہے؟

مومن — اللہ میرا رب ہے۔

فرشتے — تیرا نبی کون ہے؟

مومن — محمد میرے نبی ہیں۔

فرشتے — تیرا قبیلہ کون ہے؟

مومن — کعبہ میرا قبیلہ ہے۔

فرشتے — تیرا امام کون ہے؟

مومن — علی بن ابی طالب علیہ السلام میرے امام ہیں۔

فرشتے — (شاباش) تم نے کس کا کہا۔

پھر سفیان نے بیان جاری کرتے ہوئے کہا۔ و بعض اللہ الظالمین کا مطلب یہ ہے کہ قبر میں علی بن

ابی طالب کی دہشت سے جھٹک جائیں گے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ جس شخص نے ابن عباس سے روایت

کی ہے کہ مومن کہے گا۔ قرآن میرا امام ہے تو اس نے بھی ٹھیک کہا۔ کیوں کہ اللہ عز وجل نے علی علیہ السلام کی امت

قرآن میں بیان کی ہے۔

عبدالرزاق معمر بن قتادہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہیش نے بنی اکرم صدم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ من جاد بالحسنة خیر منھا و هم من فروع یومئذ امنون اے انس میں پہلا شخص ہوں گا جس سے قیامت کے روز زمین شرف کا فتویٰ ہوگی۔ میں زمین سے باہر نکلوں گا۔ مجھے جبرائیل بہشت کے سات حلے پہنائیں گے جن کا طول شرق اور مغرب کے درمیان کا فاصلہ ہوگا۔ میرے سر پر کراوت کا تاج رکھ دیا جائے گا۔ اور جہاں کی چادر۔ مجھے براق پر سوار کر دے گا۔ اور نورا احمد دے گا جس کا طول ایک لاکھ سال چلنے کی راہ ہوگا۔ جس میں تین سو ساٹھ سفید بیٹھم کے حلے ہوں گے۔ اس پر یہ عبارت تحریر ہوگی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی بن ابی طالب ولی اللہ میں اس کو اپنے ہاتھوں سے لوں گا۔ میں اپنے دایں ہاتھ سے دیکھوں گا۔ لیکن مجھے کوئی دھاتی نہیں دے گا۔ میں روڑوں کا اور کموں کا اے جبرائیل میرے اہل بیت اور اصحاب کے ساتھ کیا ہوا کہے گا۔ اے محمد اللہ تعالیٰ سب سے پہلے آج آپ کو زندہ کیا ہے۔ دیکھو تیرے بعد اللہ تعالیٰ تیرے اہل بیت اور اصحاب کو کس طرح زندہ کرے گا۔ سب سے پہلے جو شخص اپنی قبر سے باہر نکلیں گے۔ وہ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہوں گے۔ جبرائیل آپ کو ہدایت کے حلے پہنائیں گے۔ آپ کے سر پر وقار کا تاج اور کراست کی چادر رکھیں گے۔ اور آپ کو میری غضبناک دھنسی پر سوار کریں گے۔ اسے نورا احمد دیں گے آپ میرے سامنے اسے اٹھائیں گے۔ ہم تمام لوگ اگر عرش کے نیچے قیام کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد تم سب سے پہلے شخص ہو گے جس سے زمین شرف کا فتویٰ ہوگی۔

ابوبکر بن ابی شیبہ بن فضال سے وہ اعش سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ و اقموا للہ جہدا یسألہم لا یبعث اللہ من یموت کہا یہ علی بن ابی طالب کے بارے میں کہتے تھے

امالی ابن خثیمہ تلمیذ تاریخ بغداد اور ابانہ عکبری میں عظیم کھدی سیمان سے روایت کرتے ہیں۔ شیرویه فرماتے ہیں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ایک روایت میں لوگوں کی ایک جماعت اسماعیل بن کبیل سے وہ اپنے باپ سے وہ ابو جہاد سے وہ سلمان سے روایت کرتے ہیں۔ اس اُمت میں سب سے پہلا شخص اپنے نبی کے پاس وارد ہونے والا قیامت کے روز وہ سب سے پہلے اس نام لانے والے علی بن ابی طالب علیہ السلام ہوں گے۔ میں نے یہ بات تمہارے نبی کو فرماتے ہوئے مسمیٰ ہے۔ تاریخ بغداد میں ابن عباس سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے فرمایا یہ وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے قیامت کے روز میرے ساتھ مصافحہ کریں گے

روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلیم قیامت کے روز اس شان سے آئیں گے کہ آپ نے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر سہا کر لیا ہوگا۔ حلیۃ الادب میں سلمان بن عبد اللہ تتری باسناد خود بخود روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلیم نے فرمایا کہ علیؑ کو پانچ خصوصیات عطا ہوئے ہیں ۱۔ امیری شہر گاہ چھپائیں گے ۲۰۔ میرا قرض ادا کریں گے ۳۰۔ میدان قیامت میں میرا ٹیکہ ہوں گے ۴۰۔ حوض کوثر پر میرے دروازے ہوں گے ۵۰۔ مجھے علیؑ کے بارے میں بیان لانے کے بعد کفر شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کا خوف نہیں ہے۔

آیت عالیہم ثیاب سندس من خضرہ واستبرق کے تحت طبری تاریخی باسناد خود ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلیم نے فرمایا۔ قیامت کے روز سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی خلعت کی۔ اور مجھے اپنی صفوت کی پوشاک پہنائی جائے گی۔ علی بن ابی طالب نہایت شان و شوکت سے میرے اور ابراہیمؑ کے درمیان سے ہشت تہیں جائیں گے

سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام اللہ عزوجل کی طرف سے خلعت کا لباس پہنا دیا جائے گا۔ پھر محمد صلیمؐ کو کہ آپ صفوۃ اللہ ہیں پھر علیؑ کو کہ آپ کو دوہا کی طرح سجا کر جنت کی طرف بھیجا جائے گا۔ پھر ابن عباس نے اس آیت کو پڑھا۔ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ اس دن کو یاد کرو۔ جس دن اللہ اپنے نبی اور ان لوگوں کو رسوا نہیں کرے گا جو آپ کے ساتھ ایمان لائے۔ ابن عباس نے کہا۔ اس سے مراد علیؑ ہیں اور آپ کے اصحاب ہوں گے شرف المصطفیٰ میں خود کو شعی نے زاذان سے آپ علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ابراہیم صلی اللہ کو قیامت کے روز بدلیا جائے گا۔ آپ عرش کی داہنی جانب قیام فرماؤں گے۔ اور آپ کو بائیں پہنایا جائے گا۔ پھر مجھے بلایا جائے گا۔ اور مجھے بائیں پہنایا جائے گا۔ پھر تم کو بل کر بائیں پہنایا جائے گا۔ نبی اکرم صلیم نے فرمایا۔ علیؑ پہلے شخص ہیں جن کو میرے ساتھ بائیں پہنایا جائے گا۔

مقاتل۔ ضحاک۔ عطاء اور ابن عباس نے اس آیت کے تحت تفسیر کیا ہے ومنہم من یتبعہم یعنی یہ لوگ منافق ہوں گے۔ اور تم اپنے پیروں پر خطہ فرماؤں گے۔ کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز

لوا الحمد کو اٹھانے والے ہوں گے۔ جب منافق یہ بات سن کر تیرے بال سے باہر جائیں گے تو الگ ہو کر آپس میں مذاق کے طور پر کہیں گے کہ ابھی ابھی منبر پر محمد صلیم نے کیا کہا ہے۔ ایسا معلوم ہوگا کہ انہوں نے بات کو سنا نہیں ہے پھر کہا۔ اذلیک الذین طبع اللہ علی قلوبہم یہ وہ لوگ ہوں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے ہر نگاہی ہے۔

ابوالفتح حصار باسنا و خود جابر اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلیم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ دَعَاَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا فرمایا۔ جب قیامت کا روز ہوگا۔ ایک سفید نور کا جھنڈا باندھا جائے گا۔ ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ کہ سید المؤمنین اور آپ کے ساتھ دو لوگ ابھیں جو بعثت محمد صلیم کے بعد ایمان لائے۔ حضرت علی قیام فرما ہوں گے۔ سفید نور کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ اس جھنڈے کے نیچے تمام سابقین اولین مہاجر اور انصاری موجود ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگا۔ آپ رب العزت کے نور سے بنے ہوئے منبر پر تشریف فرما ہوں گے۔ المنتہی فی الکمال میں ابن طباطبائی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلیم نے فرمایا کہ آدم اور آدم کے علاوہ (انبیاء) قیامت کے روز میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جب اللہ نوگوں میں حکم کرے گا۔ تو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام جنت کی ایک ازمنی پر سوار ہو کر جھنڈے کو لے کر اعلان کریں گے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مخلوق جھنڈے کے نیچے سے روانہ ہو کر بہشت میں داخل ہوگی۔

اعتقاد اہل سنت میں ہے کہ جابر بن سمرہ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کے جھنڈے کو کون اٹھائے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز وہی اٹھائے گا جو دنیا میں اسے اٹھاتا رہا ہے۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

اربعین خطیب میں اور فضائل احمد میں ہے کہ نبی صلیم نے فرمایا جناب آدم اور اللہ کی تمام مخلوق قیامت کے روز میرے جھنڈے کے سائے میں ہوگی جس کا طول ایک ہزار سال کی راہ چلنے کے برابر ہوگا جس کی شان سرخ یا قوت کی ہوگی جس کی لکڑی سفید چاندی کی ہوگی جس پر سبز موتی جوڑے ہوئے ہوں گے جس کے تین پھریں ہوں گے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک دنیا کے درمیان اس پر تین سطریں تحریر ہوں گی۔ پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسری سطر میں الحمد للہ رب العالمین اور تیسری سطر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہر سطر کا طول ایک ہزار سال کی راہ چلنے کے

برابر۔ اور عرض بھی ایک ہزار سال کی راہ چلنے کے برابر۔ پھر تم میرے بھنڈے کو لے کر چلو گے (اے علیؑ) حسن تمہارے دائیں جانب اور حسینؑ بائیں جانب ہوں گے۔ پھر تم میرے اور حضرت ابراہیمؑ کے سامنے اگر عرش کے سائے کے نیچے ٹھہر جاؤ گے۔ پھر ہمیں جنت کا سبز حلیہ پہنایا جائے گا۔ پھر عرش کے تلے ایک نذرانے والا نذرانہ لگا دیا جائے گا۔ اور تیرا بہترین باپ ابراہیمؑ ہے۔ اور تیرا بہترین بھائی علیؑ ہے۔

ابو رضی حسینی راوندی باسناد خود بخود منقول سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو میرے پاس جبریلؑ لو اور الحمد للہ لے کر آئیں گے۔ اور وہ ستر ہزار دس سے بنا ہوا ہوگا۔ ہر ایک لکڑا سورج اور چاند سے چوڑا ہوگا۔ متاثر قدس کے ایک منبر پر رضوان کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں گا۔ جھنڈے کو لے کر میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دوں گا۔

حضرت عمرؓ (عجب ہے) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ میں اس قدر طاقت کہاں سے آجائے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو اللہ عزوجل علیؑ کو جبریلؑ کی قوت کے برابر قوت عطا کرے گا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے نور کے برابر نور عطا کرے گا۔ علم رضوان کے علم کے برابر۔ اور خوبصورتی یوسفؑ کی خوبصورتی کے برابر۔

ابو علاء ہمدانی باسناد خود جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا۔ انبیاء اور صدیقین کے سامنے سب سے پہلے جنت میں علی بن ابی طالب علیہ السلام داخل ہوں گے۔ ابو وجانہ نے مٹھے سوکر عرض کیا کہ آپ یوں کیوں نہیں فرماتے کہ جب تک آب جنت میں داخل نہ ہوں گے اس وقت تک جنت میں انبیاء کا داخلہ حرام ہوگا۔ اور جب تک آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہوگی۔ اس وقت تک اور امتوں پر داخلہ جنت حرام ہوگا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں میں نے تو ایسا ہی کیا تبھی عہد نہیں ہے کہ لو احمد کو اٹھانے والے ان لوگوں کے امام ہوں گے۔ قیامت کے روز علی بن ابی طالب میرے سامنے ہوا احمد اٹھانے والے ہوں گے۔ اس کو لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔ اور میں اس کے پیچھے ہوں گا۔

ابو ہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام قیامت کے روز جنت کی آتش پر یہ رسوا ہو کر آئیں گے۔ اور آپ کے ہاتھ میں لو احمد ہوگا۔ اہل موقف کہیں گے۔ یہ کوئی ملک مقرب ہے یا نبی رسل ہے منادی اعلان کرے گا۔ یہ صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہیں۔

ابو عبد اللہ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز جب فلاں اور فلاں علیہ السلام کی منزلت کو دیکھیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ لو! الحمد رسول اللہ صلعم کے جسے کرے گا۔ جس کے نیچے تمام نبی مرسل اور ملک مقرب ہوں گے۔ اور رسول اللہ صلعم لو! الحمد کو علی علیہ السلام کے حوالے کریں گے۔ تو سیئت وجوہ الذین کفروا و قیل هذا الذی کنتم بہ تدعون یعنی علی کے نام امیر المومنین کو پش ساتھ چپان کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی آخرت میں سواری وغیرہ کا بیان

تو اللہ تعالیٰ وحلوا اساور من فضة نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علی! جب قیامت کا روز ہوگا۔ تم نور کی روشنی پر لائے جاؤ گے۔ تمہارے سر پہ تاج ہوگا جس کا نور روشن ہوگا۔ قریب ہوگا کہ اہل موتف کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی عزت سے ندا آئے گی محمد رسول اللہ کے خلیفہ کماں میں۔ تم کہو گے میں یہاں موجود ہوں۔ منادی ندا دے گا۔ پسے دوست کو جزت میں اور اپنے دشمن کو جہنم میں داخل کرو۔ و انت تقسم الجنة والنار تم نذر جزت کی تقسیم کرنے والے ہو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آئے گی۔ اے گروہ مخلوق یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ زمین میں اللہ کے خلیفہ ہیں اور بندوں پر اللہ کی رحمت میں جس نے دین میں اس کی دسی کو پکڑ لیا۔ اسے چاہیے کہ آج ہی آپ کی رسی کو پکڑے۔ اور آپ کے نور کی روشنی سے روشنی حاصل کرے۔ بہشتوں کے اعلیٰ درجوں میں آپ کے پیچھے جائے گا۔

فقہی مفسر نے کہا ہے۔ روایت اخواتا علی سر رمتقایدین کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ ہم لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا کی قسم اہل بدر کی شان میں نازل ہوئی ہے اور حضرت کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ متکین علی الامثل۔

طبری اور نحو کو شمی نے اپنی اپنی کتب میں تحریر کیا ہے کہ سلمان فارسی نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو میرے لئے عرش کے دائیں جانب سرخ یا قوت کا قیہ نصب کیا جائے گا۔ اور عرش کے بائیں جانب حضرت ابراہیم کے لئے سبز رنگ کا قیہ نصب کیا جائے گا۔ اور ان دونوں قبوں کے درمیان سفید ستونوں کا قیہ علی بن ابی طالب کی خاطر نصب ہوگا۔ تمہارے اس حبیب کے بارے میں کیا گمان ہے جو درخیلوں کے درمیان ہوگا۔

ابو الحسن وار قطنی۔ ابو نعیم اصفہانی صبیح اور حلیہ میں سفیان بن عیینہ سے اور وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ میرے لئے ایک منبر نصب ہوگا جس کا طول نسیں میل ہوگا۔ پھر عرش

کے وسط سے ایک منادی ندا دے گا۔ محمد کہاں ہیں؟ میں جواب دوں گا۔ مجھے کہا جانے کا اوپر چڑھ آؤ۔ میں اس کی اپنی
والی جگہ پر پہنچ جاؤں گا۔ دوسری مرتبہ اعلان ہوگا۔ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ آپ ایک درجہ مجھ سے نیچے بیٹھیں
گے۔ تمام مخلوق جانے لگی کہ محمد سید المرسلین ہیں اور علی سید المرسلین ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض
کیا یا رسول اللہ! اس کے بعد جو شخص علی سے بغض رکھے گا، اس کا کیا حشر ہوگا؟ فرمایا: اسے بھٹی انصاف قریش میں آپ
سے ولد لڑنا اور انصاف میں سے یہودی و عرب میں زنا زادہ آپ سے بغض رکھے گا۔ اور تمام لوگوں میں بد بخت آپ
سے بغض رکھے گا۔

ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ غزوات میں ستمیہ غزوت آپ سے بغض رکھے گی۔ آیت اولیٰ الذین
انعم اللہ علیہم من انبیائہن واصدیقین واشہداء والصلحین وحسن اولیٰک زینا کے تحت
عبداللہ بن حکیم بن جبیر حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو اپنے دادا سے
کے مطابق آپ کو جنت میں دیکھ سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا رفیق وہ شخص ہوتا ہے جو اس کی اہمیت
میں سے سب سے پہلے اس پر ایمان لایا ہو۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

عباد بن صہیب جعفر بن محمد سے آپ اپنے باپ آپ کا باپ آپ کے دادا سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ کے اور فرزند کس اعلیٰ کے درمیان کتنا فاصلہ ہوگا۔
فرمایا جتنا ایک انگلی سے دوسری انگلی تک فاصلہ ہوتا ہے یا اس سے بھی کم۔ میں اپنے رب کے نور کے عرش کے تحت
پر بیٹھا ہوں گا۔ علی ایک کرسی پر بیٹھے ہوں گے۔ جو اللہ کی کرسی کے نور سے ہوگی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ تم میں
سے کون اپنے رب عزوجل کے نزدیک ہے۔

سہی کلبی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ فاصات کان من مقربین کی آیت
علی بن ابی طالب اور آپ کے صحابہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

انٹش سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے اور غلیب اپنی تاریخ میں ابن ابی نعیم سے وہ جعفر بن زبیر سے
وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور امام رضا علیہ السلام اپنے بابا علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور حدیث
کے الفاظ وہ ہیں جو امام علیہ السلام نے بیان کیے ہیں۔ یہ تمام حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت
کے روز ہمارے سوا کوئی شخص سوار نہیں ہوگا۔ اور ہم چار آدمی ہوں گے۔ میں براق کھڑے ہوں۔ اور میرا بھائی
صالح اس اونٹنی پر سوار ہوگا۔ جس کی کپڑیں کاٹ ڈالیں گے۔ اور میرے چچا حمزہ غصیا اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ اور

مقرب ہوں گے۔ اور
کھڑے ہوں گے۔ اور
ہوں گے۔

بیان

روز ہوگا۔ تم نور
انکھیں خیر ہو
ہوں۔ منادی
والنار تم ناز

کے گروہ غریق

یہ ہیں اس

ہے بہشتوں

سلام نے فرمایا

یہ آیت

بیت

بیت

حاب

رسول

بش

میرا بھائی علی بن ابی طالب جنت کی اوتھنی پر سوار ہو گا۔ آپ کے ہاتھ میں کوا احمد ہو گا۔ عرش کے سامنے کھڑے ہو کر
اعلان کریں گے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ سن کر آدمی کہیں گے یہ کوئی ملک مقرب ہے۔ یا نبی مرسل ہے۔ یا رب العالمین کے عرش کا اٹھانے والا ہے۔
ان لوگوں کو عرش کے درمیان سے ایک خرشتہ جواب دے گا۔ کہ نہ یہ ملک مقرب ہے نہ نبی مرسل اور نہ ہی
حامل عرش ہے۔ بلکہ یہ عدیق، کبریاں یہ علی بن ابی طالب ہیں۔

تعبیب نے اپنی تالیف میں باسناد خود ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ اور ابو جعفر طوسی اہلی میں باسناد خود
ہارون رشید سے وہ حمیدی سے وہ منصور سے وہ محمد بن علی سے وہ عبد اللہ بن عباس سے ان دونوں راویوں نے
امیر حمزہ کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اس کی جگہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا ذکر کیا ہے۔

تفسیر البصائر میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ ان الا برار لغی نعیم علی
الاراشد ینقضون تامل یون کہ یہ آیت علی فاطمہ حسن اور حسین حمزہ اور جعفر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
اس آیت میں ان حضرت کی نصیحت روشن ہے۔

زجاج۔ قتال علی صفاک۔ سدی تیشتری اور شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام مسلمانوں کے ایک
گروہ مثلاً سلمان۔ ابوذر۔ بطل۔ بنیاد اور صہیب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ ابو جہل اور
منافقین مکہ نے ان کا مسخر اڑایا اور ہنسنے لگے۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ ہم ایک اصلح کو دیکھ کر ہنس
تے ہیں۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین اجر موکانوا من الذین امنوا یضحکون
یعنی آج ایمان والے لوگوں پر جو علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب ہیں۔ ان پر غبار یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھی ہنس
پڑے۔ جب علی علیہ السلام اور اس کے ساتھی انہیں دیکھیں گے۔ تو وہ جہنم میں ہوں گے۔ اور بہ جنت کے تختوں پر بیٹھ
کر ان کا زحارہ کریں گے۔

کتاب ابو عبد اللہ مرز جانی میں ہے کہ ابن عباس نے کہا۔ فالذین امنوا سے علی بن ابی طالب مراد ہیں۔
والذین کفروا سے منافق قریش مراد ہیں۔

حسن بن نباتہ و زید بن علی سے روایت ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے بارے
میں پوچھا گیا۔ و علی الاعراف رجال یؤذونکم یسمعون الامم جعفر صادق علیہ السلام سے بھی پوچھا گیا اور حدیث
کہ الفاظ حضرت ام جعفر صادق علیہ السلام کے ہیں۔ قریباً ہم وہ لوگ ہیں۔ جو صراط پر موجود ہوں گے۔ جو بہشت

اور دوزخ کے درمیان ہوگا۔ جو ہم کو جانتا ہوگا۔ اور ہم اس کو جانتے ہوں گے۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔
اور ہمیں نہ جانتا ہوگا۔ اور ہم اسے نہ جانتے ہوں گے۔ تو وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

ابانہ غدیری کشف ثعلبی اور تفسیر فکلی میں ابو اسحاق عاصم بن سلیمان حمزہ سے وہ جویر بن سعید سے وہ
صفاک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اعراف ایک جگہ ہے جو پل صراط سے اونچی ہے اس پر عبد
حمزہ علی بن ابی طالب اور جعفر ذوالحجین شریف فرما ہوں گے۔ اپنے دوستوں کو ان کے چہرے کی سفیدی
سے اور اپنے دشمنوں کو ان کے چہرے کی سیاہی سے پہچانیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب سے فرمایا۔ اے علی! تم اور تیری اولاد میں سے جو اوصیاء
ہوں گے اعراف اللہ میں۔ جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا۔ جنت میں صرت و پختہ داخل ہوگا۔ جو ہمیں
جانتا ہوگا۔ اور آپ حضرت اس کو جانتے ہوں گے اور دوزخ میں وہ آدمی داخل ہوگا۔ جو ہمیں نہ جانتا ہوگا اور
آپ حضرات اسے نہ جانتے ہوں گے۔

سفیان بن معاذ بن عبد بنی حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے اعراف کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ
آل محمد کے بارہ اوصیاء ہیں۔ اللہ عزوجل کی رحمت و کرم سے وہ شخص رکھتا ہے۔ جو ان کی معرفت رکھتا ہے عرض کیا
میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ اعراف کیا چیز ہے؟ فرمایا مشک کے گھوڑے سمون گے جن پر رسول اللہ اور وصیاء
مبارک ہوں گے۔ اور ہر ایک انسان کو اس کی پیشانی سے پہچانتے ہوں گے۔ اہل سنت کا یہ خیال ہے کہ جو لوگ
جنت اور دوزخ کے مستحق نہ ہوں گے۔ وہ اعراف میں ہوں گے۔ یہ بات قطعاً محال ہے اللہ عزوجل نے
آخرت میں دو گھردل کے سوا اور کوئی چیز مقرر نہیں کی تو اب کی جگہ یا عذاب کا ٹوکنا۔ اور اصحاب اعراف کی
یہ پوزیشن کیسے ہو سکتی ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے کہ وہ اس روز لوگوں کو ان کی
پیشانیوں سے پہچان لیں گے۔ اور دوزخ والوں کے گناہ سے مطلع ہوں گے اور ان سے کہیں گے عاقل
عنکم جمعکم تمہارا اکٹھا تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اور اصحاب جنت کو آواز دیں گے۔ امن سلام
عینکم تم پر سلامتی ہو۔

ابان بن عباس انس سے اور کلثبی اور ابو صالح سے اور شعبہ قتادہ سے اور حسن جابر سے اور ثعلبی ابن عباس
سے اور ابو بصیر اور عبد الصمد ام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلیم سے کسی شخص
نے آیت طوبیٰ سورہ حسن مآب کے بارے میں پوچھا فرمایا۔ یہ آیت علی علیہ السلام کی شان میں نازل

نئے والا ہے۔

علی اور نہ ہی

یا سناؤ خود

دیوں نے

م علی

ہوئی ہے۔

کے ایک

پہل اور

مکر مت

ن غ

نہیں

پر بیٹھ

ہوئی ہے۔ طوبیٰ ایک درخت ہے جس کی جڑ جنت میں علی علیہ السلام کے گھر میں ہے۔ جنت کے بہت کم پر وہ موجود ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ درخت طوبیٰ کی ہر مومن کے گھر میں ایک شاخ ہوگی۔
 شافعی میں ثعلبی باسناد خود ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور حاکم حکانی باسناد خود ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طوبیٰ کے متعلق پوچھا فرمایا یہ ایک درخت ہے جو جنت میں ہوگا۔ جس کی جڑ میرے گھر میں ہوگی۔ اور اس کی شاخیں اہل جنت پر موجود ہوں گی۔ پھر لوگوں سے دوسری مرتبہ حضرت صلعم سے طوبیٰ کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا یہ ایک درخت ہے جس کی اصل تل کے گھر میں ہوگی اور اس کی شاخیں اہل جنت پر چھ ہوں گی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ میرا اور علی کا گھر ایک ہوگا۔

سفیان بن عیینہ ابن شہاب سے وہ اعرج سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز حضرت عمر بن خطاب سے فرمایا۔ اے عمر! جنت میں ایک درخت ہوگا۔ جنت کے ہر محل گھر مکان اور جگہ میں اس کی شاخوں میں ایک شاخ ہوگی۔ اور اس درخت کی اصل میرے گھر میں ہوگی۔ یقیناً دن کے بعد فرمایا۔ اے عمر! جنت میں ایک درخت ہوگا۔ جس کی شاخ ہر محل گھر مکان اور جگہ موجود ہوگی۔ اور اس درخت کی اصل علی بن ابی طالب علیہ السلام کے گھر میں موجود ہوگی۔ اس بار سے میں حضرت عمرؓ نے عرض کیا تو نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے عمر! تجھے اس بات کا علم نہیں ہے۔ کہ میرا گھر اور علی بن ابی طالب کا گھر جنت میں ایک ہی ہوگا۔

نکلی مفسر ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ طوبیٰ ایک درخت ہے جس کی اصل علی بن ابی طالب کے گھر میں ہوگی۔ اور اس کی شاخیں ساری جنت میں پھیلی ہوں گی۔

مسند فضائل میں فضل بن مرزوق سے وہ عطیہ سے وہ ابوسبیح سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا سب سے پہلے جو شخص درخت طوبیٰ کا پھل کھائے گا۔ وہ علی بن ابی طالب ہوں گے۔

ام ایمن نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ اللہ عز وجل نے طوبیٰ فاطمہ علیہا السلام کا درخت قرار دیا اور اسے علی علیہ السلام کے گھر میں لگایا۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام قیامت میں اپنے دوستوں کی مدد فرمائیں گے

تفسیر علی بن ابراہیم میں میرے باپ نے مجھے حدیث بیان کی کہ وہ محمد بن نفیس سے وہ امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ وفادی اصحاب الجنة اصحاب النار اور اصحاب حیرت اصحاب ناء کو آواز دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ آواز دیے ولسہ امیر المؤمنین علیہ السلام ہوں گے۔

ابو قاسم باسناء خود محمد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ وہ آواز دیں گے۔

ابو صلیح ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب علی کے متعلق ایک آیت قرآن مجید میں ہے جس کو لوگ نہیں جانتے۔ وہ یہ کہے فاذن مودن بینہم یقولوا الذلعة اللہ علی الذین کذبوا آواز دیں گے۔ درمیان آواز دے گا۔ کہ اللہ کی خدمت میں لوگوں پر ہے جنہوں نے کھٹلایا یعنی میری ولایت کو اور میرے حق کو چھپایا۔ (کہنے والے حضرت علی علیہ السلام ہوں گے)

ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا وفادی اصحاب الجنة سے مراد امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں جو آواز دیں گے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ امتحان میں فرمایا میں دنیا میں اللہ کی اذان ہوں۔ اور آخرت میں اللہ کا موزن ہوں۔ یعنی اذان من اللہ ورسولہ ہوں۔ حدیث برأت بھی اس بات پر ولایت رقی ہے۔ آیت اذن موزن میں مراد بھی امیر المؤمنین ہیں۔ جب علی دنیا میں رسول اللہ کے دشمنوں پر آپ کے منادی ہیں۔ تو قیامت کے دن اللہ کے دشمنوں پر اللہ کے منادی ہوں گے۔

زرارہ ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اس آیت کے بارے میں حدیث راوۃ زلفکۃ نہایت وجوہ المذین کفر واکیر حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی نشان میں نازل ہوئی ہے۔ جب دشمنان علی آپ کو قابل رشک مقامات میں جلوہ افروز دیکھیں گے۔ تو ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا۔ ہذا الذی کنتم بہ تدعون یہ وہ بات ہے جس کا تم دعوئے کرتے تھے۔ یعنی یہ وہ شخص ہے جس کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ چسپاں کر دیا تھا۔ اہل بیت علیہم السلام کی روایت میں ہے کہ ہذا الذی کنتم بہ تدعون سے مراد امیر المؤمنین ہیں یعنی تم امیر المؤمنین کو جھٹلاتے تھے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ابو حمزہ ثمالی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے اس آیت کے متعلق فرمایا

لا یعنی نہ صرف الاکبر کہ حضرت علیؑ کو ایک آدمی دی جائے گی اور اسے کہا جائے گا کہ قیامت کے دن یہاں
تہملی مرضی آئے جاؤ۔ اگر چاہو تو حساب کے مقام پر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر چاہو تو درخت کے کنارے کھڑے ہو
جاؤ۔ اگر چاہو تو بہشت میں کھڑے ہو جاؤ۔ آپ کی خدمت میں خازن آگ کہئے گا اسے فلاں! تم یہی سو یاد دہنی۔
آپ زمین گمے میں محمدؐ کا شیعہ ہوں۔ اور آپ کے اہل بیت ہیں سے ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میری اگر مصلحت سے فرمایا، تو شخص مجھے کو بیرون اولاد کو دوست رکھتا
ہوگا جب وہ قبر سے نکلا گا تو اس کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئیں گے جب ان کے راستے میں خطرناک مقام
آئے گا تو جناب جبرائیل اسے ان خطرناک جگہ سے عبور کرا دے گا

تاریخ بغداد میں سفیان ثوری منصور بن معتمر سے وہ اپنی جد سے وہ بی بی عائشہ سے روایت کرتی ہیں
کہ میری اگر مصلحت سے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا، تیری فیضیت یہ کیا کم ہے کہ تیرے دوست کو مرنے کے
وقت کوئی حسرت نہیں ہوگی اور نہ ہی اسے قبر میں کوئی دشت لاحق ہوگی اور نہ ہی قیامت کے روز کسی گھبرائش
ہیں مبتلا ہوگا۔

اہل طوسی میں حادثہ امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔
تو میں ذی الشریف کا مجزہ پڑوں گا۔ علیؑ! تم میرا مجزہ پڑو گے۔ اور تیری اولاد تیرا مجزہ پڑے گی۔ اور تمہارے
شیعہ عذابِ حرات کا مجزہ پڑائیں گے۔ اللہ اپنے نبی کو نیا کیا ہے گا۔ وہ نبی اپنے دمی سے کیا سوک کرے
گا۔ اسے حادثہ! اس مجزہ کو پڑے یہ بلے سے چھوٹا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہو گا جس کو تو دوست رکھتا ہے
اور تجھے وہی چیز ملے گی جس کا تم نے اکتساب کیا ہے؛ سید ہمیری نے امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی زبانی
یہ اشد تقریر کی ہے۔

یا حاد ہمدان من بہت سرتی من مو من اذ منافق قیلا

اے ہمدان! جو بہت سرتی ہو، خواہ منافق ہو، مرتے وقت مجھے آتا ہوا دیکھتا ہے۔

يعرفني طرہ واعرفہ بعینہ واسمہ وما فعلہ

وہ مجھے پہچانے گا اور میں اسے پہچانوں گا۔ اس کا نام اور کام مجھے معلوم ہوگا

وانت عند الصراط تعرفنی فلا تحف عنصرتہ ولا زللا

تو اپنی صراط کے پاس مجھے پہچان لو گے۔ شکر اور غصہ نش سے نہ گھبرا

اسقید من یارد غسلی ظم ماء تخالہ فی احلاۃ الصلا
جب تو پیاسا ہوگا۔ تو میں تجھے ٹھنڈا پانی پلاؤں گا۔ وہ اتنا شیریں ہوگا۔ کہ تو اسے شہد خیال کرے گا
اقول النار حین توقف للا عرص علی جسرها ذی الرحیلا
جب جہنم کی آگ پر گزرے کے لئے ٹھہرے گا تو میں اس سے کہوں گا۔ اس کو چھوڑ دو۔
ذریہ لا تقربید ان لہ حبلاً بحبل الوصی متصلاً
سے چھوڑ دے۔ اس کے قریب نہ جا۔ اس کی رسی دوسری کی رسی سے متصل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فوٹیہم اللہ شی ذلک الیوم وبقیہہم نصرۃ دس دراً نبیہ بن علی اور
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز جب لوگ میدانِ محشر میں مختور ہوں گے۔ تو تم علی
بن ابی طالب علیہ السلام کو اس شان سے یاؤ گے۔ کہ آپ کا نور چمکتے ہوئے ستارے کی طرح روشن ہوگا۔

نیرایہ فرودس میں اویکی بن حسین باسناد خود انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی
بن ابی طالب علیہ السلام جنت میں اس طرح چمکیں گے جس طرح دیباہوں کے سے صبح کا ستارہ چمکتا ہے
ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر لوگ علی بن ابی طالب علیہ
سلام کی محبت پر اکٹھے ہو جائے۔ تو اللہ دوزخ کو ہرگز پیدا نہ کرتا۔

ابو حمزہ ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ہذا ان خصمان اختصموا فی ربہم
فالذین کفر و علی بن ابی طالب علیہ السلام کی روایت کے بارے میں سے تعطت لہم خیاب من نار
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا۔ اے ابن عباس قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ
نبی بنا کر بھیجا۔ سب سے زیادہ دوزخ دشمنان علی پر غضبناک ہو گئے۔

نکات اور اشارے

اللہ عزوجل نے اپنے متعلق فرمایا۔ وھو العلی العظیم وہ علی اور عظیم ہے اور علی کے متعلق فرمایا۔
وجعلنا لہم لسان صدق علیہم نے ان کے لئے لسان صدق علی علیہ السلام کو قرار دیا۔ اپنی ذات کے
سے وھو یطعم ولا یطعم وہ کھانا کھاتا ہے۔ اور کھاتا نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔
ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیمکاً وایراً اپنے بارے میں فرمایا۔ لا تاخذ

سنة ولا نوم جناب علی کے بارے میں فرمایا۔ من هو تانت اپنے متعلق وهو الله الواحد القهار
 علی علیہ السلام کے بارے میں قل انما انا نبي و قد بعث الله نبياً في كل قبيلة و قد بعث الله نبياً في كل قبيلة
 نے تیرے ذریعے تریش کو نبییت کی۔ اپنے بارے میں قل اللهم مالك الملك علی کے متعلق و اذا
 رایت شعراً رایت نبياً اپنی ذات کے لئے یحبسهم و یحبونہ علی کے بارے میں علی حبیبہ
 مسکیناً و یتیماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی اللہ اوامس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور اس کے
 رسول علی کو دوست رکھتے ہیں۔ پس من یحبہم من نبيهم علی کے بارے میں انما تحاف من
 ربنا اپنی ذات کے لئے الله ولي الذي امنوا علی کے بارے میں فرمایا۔ من كنت مولاه فهذا
 حسی مولاه

منہ یحبہم فی ہر سہ اللہ نے علی کو نور نما۔ نور۔ نور۔ ہادی۔ ہدی۔ رشاد۔ نبید۔ عزیز و ردد
 علی۔ ولی۔ فی۔ فی۔ عالم۔ حق۔ مدلی۔ صادق۔ بین۔ ہوس۔ عظیم۔ وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ نے تپندرہ مقامات پر علی کو
 نبی کے ساتھ دوسرا اور اپنی ذات کے ساتھ تیسرا قرار دیا ہے۔ العنقۃ۔ لله العنقۃ و لرسوله و للمؤمنین
 ولایتہ انما و لیسکم الله ورسوله و الذین امنوا و ریبہم من قبل اہملوا فیری الله عنکم
 ورسوله و المؤمنون، صلوة۔ ان الله و ملائکة یصلون علی النبی یا ایہا الذین
 امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیماً۔ اذیت میں ان الذین یؤذون الله ورسوله و الذین یؤذون
 المؤمنین طاعت میں اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم تا فرمائی میں ومن یوصی
 الله ورسوله و تعزل حد و دة ایمان میں امنوا بالله ورسوله و امنوا الذی انزلنا مواات من
 فان الله هو مولاه و جبرائیل و صالح المؤمنین شہادت میں شہد الله انه لا اله الا هو
 و املا سکة و اولی العلم اپنی ذات کے لئے وان الله لہادی الذین امنوا انی کی شان میں
 و انک لبقی الی صراط مستقیم علی کی شان میں رکھ قوم ہادی اپنی ذات کے لئے فرمایا۔ رکفی
 بالله شہید؟ نبی کی شان میں رجتا ہے علی ہو لا و شہید علی کی شان میں ویتلوہ شاہد
 منہ اپنی ذات کے لئے والله خیر احب الین اپنے نبی کی شان میں حتی یحکموا فیما شہر
 یسئلہم علی کمدج میں قد جاءکم رسول بما لا تمہی انفسکم تا تسلیما تک علی کی ولایت کے
 بارے میں اپنی ذات کے لئے صدق اللہ اپنے نبی کے لئے و انذی جاء با صدق علی کی شان میں رجال

صدقوا اپنے لئے ان امہ ہوا الحق اپنے نبی کے لئے قلی جہا الحق علی کی شان میں و لواء تبع الحق
 اھو انھم اپنی ذات کے لئے ان امہ ہوا الحق انھیں اپنے نبی کے لئے ان امہ ہوا انھیں میں علی کے
 قرآن میں رکھ کر تھی احصیاء فی امام حسین بنے لئے نالہ الی بہما نبی کے لئے النبی اوی
 بالمؤمنین من انفسہم علی کے لئے ان الی اسامیہم للذین اتبعوہ اپنے لئے
 السلام المؤمن المہین نبی کے لئے من الرسول علی کے لئے وصالح امونین پٹے ان ہش
 رب شدیدی کے لئے انہ باللہ علی کے لئے استدراج الذکر اپنے لئے بسم اللہ الرحمن الرحیم
 نبی کے لئے وما ارسلناک الا رحمة علی کی درجہ میں قل بفضل اللہ اپنے لئے من اللہ العزیز
 الح کی کو نبی کے لئے ولقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علی کے حق میں بغیر من شاء
 خود وھو العسی العظیم نبی تک لعلی خلق نعیم علی عم یفسا لون من النساء الغیم
 خود اللہ نور السموات والارض من نبی ولقد جاءکم من اللہ نور علی واتبعوا النور الذی انزل
 معہ اللہ تعالیٰ نے علی کا نام وہ رکھا جو اپنی کتاب کا نام رکھا انا انزلنا التوراة فیھا ہدی علی کے
 بارے میں دیکھ تو مھاہ تررت کے بارے میں فیھا ہدی دنور قرآن کے لئے واتبعوا
 النور الذی انزل معہ علی کے حق میں نریا فیعلماہ نوراً یھدی بہ کہا بحکم یہا
 الانبیاء علی کے لئے مدینا عسی حکیم کہا صحف ابراہیم و موسیٰ علی کے لئے کہا ذاک
 الکتاب لا رب فیہ اور علی کتاب برہیں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کہا دکل تھی احصیاء فی امام
 حسین علی کی شان میں کہا یوم ندعوا کل الناس بامامہم قرآن میں کہا ہذا ابصار للناس
 علی کے لئے کہا یتدوہ شاھد قرآن میں کہا ہذا بیان للناس علی کے بارے میں کہا انھن
 کان عسی بینہ من ربہ قرآن میں کہا ہدی دیشی علی کی درجہ میں رہدیشی قرآن
 میں سنقی علیہ توراً نفید علی کے حق میں رسول اللہ کے فرمایا الی تلو فی کم الثقین
 قرآن میں ہے وادہ لداکم لعل علی کی درجہ میں ہے انھن یھدی الی الحق قرآن میں صلہ
 الحجة بالغة ہے اور امیر المؤمنین نے اپنے بارے میں فرمایا ہے انا حجة اللہ میں اللہ کی حجت ہو
 خیفۃ اللہ میں اللہ کا خلیفہ ہوں قرآن میں آیا ہے تحت نزلنا الذکر ورسلی کی شان میں آیا ہے
 و نزلنا ایسہ الذکر ہم سے قیمری طرف آکر آمارا قرآن میں ہے ولا تکتوا الشہادۃ لکواہی

و احدا تقہار

اللہ تعالیٰ فرمایا میں

تبع الحق واذا

نہیہ

اللہ اور اس کے

التحافت من

نہذا

دردو

علی کو

میں

علی کے

ات

نور

میں

میں

میں

کو نہ پھپھو۔ اور علیؑ کی شان میں ہے۔ قل کفی بالله شهيداً یعنی ویشکم ومن عندہ علم
 الکتاب قرآن کے بارے میں آیا ہے جاء بالصدق اور علیؑ کے بارے میں کان من الصادقین
 قرآن کے بارے میں آیا ہے تفصیل کل شیء اور علیؑ کے بارے میں آیا ہے انه لقول فصل قرآن مجید
 کے بارے میں آیا ہے۔ ولعرجع من له عوجا قیما علیؑ کی شان میں ہے ذلک الدین القیم
 قرآن کے حق میں ان الله نزل احسن القصص علیؑ کی شان میں جاء بالحسنة آیات قرآن کی شان
 میں قالوا خیراً آیات۔ اور علیؑ کی مدح میں اولیٰ خیر السیرۃ قرآن کے بارے میں ما
 نفدت کلمات الله آیا ہے۔ وعلیؑ کی شان میں رجعلها کلمۃ یاقینہ ہے۔ قرآن کے بارے
 میں ھدی للمتقین آیا ہے۔ اور علیؑ کی شان میں قال ان سبیح۔ ھدی آیات قرآن کی شان
 میں یس والقآن الحکیم آیا ہے۔ اور علیؑ کی مدح آیات داندہ فی ام الکتاب لدینا علی حکیم
 قرآن ہرگز میں بہت بلند ہے اور ہر کتاب پر بلند ہے کیوں کہ قرآن خود معجزہ سے اور تاسخ اور فسوخ
 ہے۔ اور یہ صفات علیؑ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ قرآن کو حکیم کہا گیا ہے جو کہ منہر حکمت بالغہ سے جو منزل حکیم
 کے ہے۔ ہر نیک بات بیان کرتا ہے اور یہ صفات علیؑ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ قرآن کی شان میں ہے
 انضرب عنکم الذکر اور علیؑ کی شان میں آیا ہے فاستلوا الصل الذکر ان کنتم لاتعمون
 قرآن کی شان میں ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین اور اللہ عزوجل کی سرایت کی رو سے
 ومن عندہ علم۔ کتاب سر کتاب کا علم علیؑ کے پاس ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دم کے متعلق فرمایا یصلو
 ولا یصلی غائب ہوگا۔ مغلوب نہیں ہوگا اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔ رکعتہ اللہ ہی العلیا یعنی قرآن
 کا بیان جنت ہے اور علیؑ کے بارے میں قرآن میں آیا ہے رجعلها کلمۃ یاقینہ فی عقبہ

جناب امیر علیہ السلام کی حضرت آدمؑ حضرت اویسؑ اور حضرت نوحؑ علیہم السلام کے ساتھ مساوات
 جناب امیر حضرت آدمؑ کے ساتھ کئی چیزوں میں مساوی ہیں

حضرت آدمؑ علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے وعلم آدم الاسماء کلھا جناب علیؑ علیہ السلام
 علم کی شان میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ انما مدینۃ العسم وعلیؑ بابھا حضرت آدمؑ
 علیہ السلام اور جناب علیؑ علیہ السلام کی شادی جنت میں ہوئی۔ اللہ عزوجل نے حضرت آدمؑ پر لوہا نازل کیا اور جناب علیؑ

اسلام پر جو نفع دار تھی۔ حضرت آدم آدمیوں کے باپ ہیں جناب علی علیہ السلام غلو یوں کے پیرو ہیں۔ لہٰذا جو
 نے حضرت آدم علیہ السلام کی معذرت پیش کی وہ محمد علیہ السلام اور جناب علی کا شکریہ ادا کیا۔ یوسف علیہ السلام
 نے جتیبہ (بہ) کی آیت میں اللہ نے آدم کو امن دیا۔ علی علیہ السلام کے حق میں فرمایا تو نبیہم اللہ سے
 ذلت اسوہ آدم اللہ کے خلیفہ ہیں۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ علی (اللہ کے خلیفہ میں آپ کے
 اس فرزند کی جگہ سے کہ من بعدی)۔ رابع الخلف آدم منی سے پیدا ہوئے قرانی کہتے ہیں۔ حضرت
 کرم میں قراب بنی اور محمد نے جناب علی علیہ السلام کا نام بتایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی بیوی سے ولادت جب
 چھ تک آئی۔ تو آپ نے کہا اللہ تعالیٰ عزوجل نے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیوی سے ولادت
 آدم علیہ السلام کا کہہ پہلے بار کہا تھا حضرت علی علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو زمین پر اللہ عزوجل ہدایت کیا اور حمد
 بخلائے۔ آدم علیہ السلام کے اور بچے و بیٹے اور جناب علی علیہ السلام کے بعد پیدا ہوئے اللہ
 تعالیٰ نے آدم کا وہ ہدف کیا۔ اور علی کے لئے ولید عمران علیہ السلام نے فرمایا۔ تمام انبیاء آدم کی صلیب سے پیدا ہوئے
 اور نبی اکرم صلیم اور تمام اوصیاء علی کی پشت سے پیدا ہوئے۔ اللہ نے آدم کو فرشتوں کے لئے حصول پر اٹھوایا۔ اور
 جناب علی کا جنازہ فرشتوں نے اپنے منہ میں لے لیا۔ آدم کی اولاد آدم کی طرف منسوب آدمی کہلاتی ہے اور نبی
 کی اولاد علی کی طرف منسوب ہو کر سب کو کہلاتی ہے۔ اللہ نے فرشتوں کو آدم کے بعد دیکھنے کا حکم دیا۔ اور علی کے بارے
 میں رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ آپ کے پاس آنا چاہیے۔ اور آپ کو کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

عباس بن ابی طالب شریک بن مسلم بن کھیل سے اور وہ جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم
 صلیم نے فرمایا یا علی انت بمنزلۃ الحیۃ نوری ولا تاتی اسے علی بہ منزلہ کعبہ ہو تمہارے پاس لوگوں
 کو آنا چاہیے۔ اور تجھے کسی کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ جناب آدم نے بت کو قدم کے دانوں کے عوف میں بیچ دیا۔
 اللہ عزوجل نے انہیں جنت سے نکال دیا۔ فلما اھبطوا منها جمیعاً جناب علی نے بیٹہ کر ویوں کے
 بدلہ میں خرید لیا۔ اور آپ کو جنت میں داخل ہونے کی امانت مل گئی تھی۔ وحزنا ہم بہا صبر و حنة اللہ عزوجل
 نے جن اسماء کی حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم دی تھی۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کی اہل بیت کے نام تھے۔

محمود بن عبد اللہ بن عبد اللہ عافہ باستان خود زید بن اسم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اس کو روایت کرتے ہیں
 میں کہ رسول اللہ صلیم نے فرمایا قیامت کے روز حضرت آدم علیہ السلام اپنے نذرانہ شہادت کے ذریعے
 فرما کر گئے۔ اور میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعہ فرما کر دوں گا۔

عندہ علم
 من الصادقین
 فصل قرآن مجید
 حدیث القیم
 قرآن کی شان
 قرآن کے بارے میں
 قرآن کے بارے
 قرآن کی شان
 یا علی حکم
 اور فسوخ
 جو بنزل حکم
 ان میں ہے
 سمون
 کال رو سے
 یا یصلو
 یعنی قرآن

ت
 ساوا

علی علیہ السلام کی کشتی آگ سے نجات کا باعث ہے۔

علیؑ وبراہیم علیہما السلام تیس خصوصیات میں مشترک ہیں :-

اجتنباء واجتنباء وھدیناہ علی کے لئے ان ائمہ اصطفیٰ

آدم رنوحاً وال عمران علیہم السلام ہدی ہدیناہ الی صراط علی کے لئے دلکھل قوم لھاد
حسنت ، وایتذک فی الدینا حسنة علی کے لئے من جاد بالمحسنہ برکت ؛ ابراہیم کے لئے دبارکنا

علیہ علی کے لئے ودرکاتہ علیکم اھل البیت بشاوتہ ابراہیم کے لئے وبشرناہ باسحق

علی کے لئے وھو اسدی خلق من امہ بشرأ یجعدہ نبیاً وھوہا سلام ، سلام علی
ابراہیم علی کے لئے سلام علی آل یس خلت ، وائتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً علی کے

لئے ، انا ولیکم اللہ شنا حسن وجعلنا لھم سان صدق علیا علی کے بارے میں والذین امنوا

باللہ ورسلا اولیک لھم الصادقون مقام کے بارے میں وائتخذوا مقام ابراہیم مصلی

علی وہ ہیں جنہوں نے رب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ۔ امامت انی جاءک للناس

امام اعلی کے لئے وکل شی اھیناہ فی امام مبین شاہدت ابراہیم کو قبل خلق قرآن وپہرہ

البیت مشایخہ علی کے لئے حب علی ایمان علی کی محبت ایمان کی نشانی ہے بنا سے ابراہیم طواف قرآن پانی

و طہر بقی لفظ یقین علی کے لئے انما یرید اللہ یرزہ ب عنکم ارجس اہل البیت و یطہرکم تطہیراً ابراہیم کو

تطہیر خانہ کعبہ کا حکم دیا ، و طہر بقی ۔ اللہ نے علی کے گھر کو پاک کیا ، و یطہرکم تطہیراً دوم کے بادشاہ حضرت ابراہیم

کی نسل سے ہیں ، بارہ ائمہ علیہم السلام علی علیہ السلام کے صلب سے ہیں اللہ عزوجل نے ابراہیم کی تعریف کی

ان ابراہیم کان امہ آپ ہی کیلئے اپنے زمانے میں مودت تھے علی سب سے پہلے اسلام لائے ۔ اللہ عزوجل

نے ابراہیم کے لئے کہا ، ان ابراہیم کان امہ قائمۃ اللہ علی کے لئے کہا ۔ ام من ہدقانت ابراہیم

کے بارے میں کہا ، کان حنیفا مسلماً علی کے لئے کہا ، علی ملۃ ابراہیم جو دین محمد ہے اور منہاج

علی ہیں یہی طریقہ صیغہ ابراہیم کے لئے کہا ، شاکر الا نعمہ علی کے بارے میں کہا ، الذین یدرسون

اللہ ان ابراہیم کے بارے میں کہا ، الذی دنی علی کے بارے میں کہا ، یوفون بالسنن ابراہیم کے بارے

میں کہا ، انہ فی الآخرۃ من الصالحین اور جناب علی کے بارے میں مصالح المومنین کہا ، ابراہیم کے

متعلق ان ابراہیم لحلیم اواہ منیب علی کی شان میں یحذرا لآخرۃ ویرجورحۃ ربہ ابراہیم مودون

م کو دنیاوی زندگی

کو پاک سے تمام

ہے علم ہے ۔

نے علم بخوار

اللہ عزوجل

سنة الا

الذین

اور علی

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

مجتہ، واذن فی امناس علی اللہ کے سے موزن ہیں۔ واذن من اللہ ورسولہ ابراہیم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا۔ واعترککم ماتعون من دن اللہ اللہ ابراہیم کی قس سے ستر ہزار اقبیاء پیدا کئے۔ ودهیذ اللہ اسماعیل و یعقوب علی نے قریش کو چھوڑ دیا۔ اور اللہ نے آپ کو افضل قبیلہ بنو ہاشم میں قرار دیا۔ اور آپ کو نسل طیب عطا کی۔ ابراہیم کی قوم نے دشمنی کی۔ خانہم عددی الکادب العسین علی سے قریش نے دشمنی کی۔ آپ نے انھیں تیر تیغ کیا۔ ابراہیم نے کہا ان هذا لہو البدر بسین بنی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا میں دروزن ہوں کہ فرزند ہوں۔ یعنی اسماعیل اور عبد اللہ علیہم السلام کا۔ علی نے اس سے زیادہ امتحان اٹھائے۔ نمرود نے ابراہیم کے حق میں کہا۔ فانقود فی الجحیم ابراہیم کو آگ میں پھینک دو۔ علی نے اپنے آپ کو ہادی جنات میں ڈال دیا۔ اور ان سے جدگسکی۔ دنیا کی آگ ابراہیم پر سمانتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ قلنا یانار کونی برداً سلاماً آخرت کی آگ علی کے دوستوں پر سمانتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جانے کی جتنی کہ دوزخ آواز دے گی۔ اسے مومن پہل صراطِ جہد عبور کر لیجئے۔ تمہارے نور سے پیر سے شیعہوں کو بچھا دیا ہے۔ ابراہیم نے فرشتوں کو دیکھ کر خوف محسوس کیا تھا۔ اور علی نے فرشتوں کے ساتھ دیکھا خطر انفس کو کی۔ تمام انبیاء حضرت ابراہیم کی نسل سے ہیں۔ مقلد ابیکم ابراہیم ہر سناکم المسالین تمہارے اور صبا حضرت علی کی اولاد میں سے ہیں۔ وابتغاهم ذریۃ تمہاری بیعت حضرت ابراہیم نے کعبہ کی بنیاد میں ان اور سببت رضع للناس جناب علی نے اسلام کا اظہار کیا۔ اور کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ ابراہیم سے بتوں کو توڑ دیا۔ قدامن فعل ہذا ابا الہتتنا قال میل فعلہ سر ہم ہذا۔ علی نے تین سو ساڑھے بت توڑے اور بڑا بت چل تھا۔ اللہ نے اپنے ابراہیم کا اس سے لڑکے کی تربیتی سے استخار کیا۔ ان ای فی المنام انی افی بطن شہب میں ہر رات رسول اللہ نے بستر پر جناب ابو جہل حضرت علی کو سوتا دیکھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کو یہ ہجرت اپنے بستر پر سکریا۔ ان دونوں ندایوں کے درمیان فرق ہے۔ ایسا اذیت والہ بت کی وجہ سے اپنے فرزند کو ذبح نہیں کرے گا۔ علی کو کفار کی ایدارسانی کا یقین ہوتا تھا۔

اسماعیل کو اس بات کی قوی امید تھی کہ اس کا والد اللہ عزوجل کے امتحان کی خاطر ایسا کر رہا ہے۔ اس وجہ سے اکثر خوف دور ہو جاتا ہے۔ اور بچنے کی امید کی جاتی تھی۔ اور علی کا معاملہ ایسا نہیں تھا۔ علی کخائف تھے جس سے بچنے کی امید نہیں تھی۔ اسماعیل کا معاملہ وحی کی وجہ سے تھا۔ بعد اسماعیل پر اطاعت والد

واجب تھی۔ اور جناب علی کے لئے ایسا نہیں تھا۔ لہذا جو جس نے جناب ابراہیم علیہ السلام کی قرآن مجید میں ۶۵ مقامات پر تعریف کی ہے۔ اول اذ بتیٰ ابراہیم ربہ اور آخری مقام عمف ابراہیم وموتہ ابو جناب علی علیہ السلام کی مدح میں اللہ تعالیٰ نے چوتھا حصہ قرآن نازل کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کی حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کے درمیان مساوات

حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ پیارے سے جناب یوسف اور بنیٰ مین تھے۔ حضرت علی کے سترہ فرزند تھے۔ آپ کے نزدیک سب سے پیارے حسن اور حسین تھے۔ حضرت یعقوب کے چھوٹے فرزند لاوی تھے۔ نبوت اس کی طرف منتقل ہوئی۔ آپ کی اولاد میں سے جناب یوسف کو کنوئیں میں پھینکا گیا۔ حضرت علیؑ ہٹا حسینؑ ذبح کیا گیا۔ حضرت یعقوبؑ فراق حضرت یوسفؑ میں مبتلا ہوئے اور حضرت علیؑ علیہ السلام حضرت حسینؑ علیہ السلام کے ذبح ہونے کے غم میں مبتلا ہوئے۔

فراق جناب یوسفؑ میں حضرت یعقوبؑ علیہ السلام نے ایک گھ بٹا رکھا تھا۔ جس کا نام بیت الاحزان تھا۔ لیکن غم کا گھر آل بنی کے لئے غم کا گھر کر رہا ہے۔ بیٹے کی قیصر سے جناب یعقوبؑ کی بیٹائی واپس آئی تھی۔ امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام کے پاس ایک قمیص تھی جس کا سوت حضرت فاطمہؑ امیرہؑ سے لے کر لیا گیا تھا۔ جنگوں میں اس کے ذریعے اپنی جان کی حفاظت کرتے تھے۔ بیٹریے سے حضرت یعقوبؑ علیہ السلام سے ملے ہیں کہ انہیں باگوشت کھانا ہم پر حرام ہے۔ منبر پر حضرت علیؑ علیہ السلام سے اتر دھانے کا۔ کہہ کر نیز حضرت امیر سے بیٹریے اور شیشہ بھی کلام کیا۔ حضرت یعقوبؑ کا نام یعقوبؑ اس لئے پڑا کہ آپ اپنے بھائی

صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؑ علیہ السلام کو اپنے بستر پر سنا کر حکم دیا تھا۔ حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ نے جناب علیؑ کی چوکیداری کی۔ «ترجمہ

۱۔ اس قسم کے معجزات ہماری کتاب کوز المعجزات میں ملاحظہ کریں۔ جو ایک عجیب چیز ہے۔ یہ ترجمہ ہے۔ «غزاع البحر» علامہ قطب الدین راوندی متوفی ۷۳۵ھ بمطابق ۱۳۳۵ء کی تالیف ہے۔ اس میں ۱۲۰۰ مقامات کے بیان ہیں۔ دونوں کتب کتبہ صمدیہ چھاپنے والے کو ملے تو سے خلیل قناد شہر سے مل سکتی ہیں۔ ۱۲۰ مترجم

عیض کے عقب میں پیدا ہوئے جناب علی کا نام علی اس لئے پڑا کہ آپ حسب و نسب علم اور زہد وغیرہ میں بلند ہیں یعقوب علیہ السلام کے بارہ فرزند تھے بعض ان میں فرما بیروار اور بعض نا فرماں تھے جناب علی علیہ السلام کے بارہ فرزند ایسے تھے جو کل کے کل معصوم اور پاک تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کئی باتوں میں مسابقت ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا رب آیتنی من المثل جناب علی علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا واذا رايت شدايت نصيحا و مذکا کسيرا برادران یوسف نے جب دیکھا کہ یوسف زیادہ نعمت اور پدری شفقت میں مالا مال ہو رہے ہیں تو انہوں نے اس پر حسد کیا یہی حال علیؑ کا ہے۔ ام یجسدون الناس علی ما ینہم اللہ من فضلہ جناب یوسف کے بھائیوں نے ظاہری طور پر کہا۔ وانا له لنا صحن وانا له لحافظون اور باطن میں یوسف سے دشمنی رکھتے تھے یہی حال حضرت علیؑ کے ساتھ تھا کہ لوگ ظاہر میں آپ کو نصیحت کرتے تھے اور باطن میں آپ سے دشمنی رکھتے تھے جناب یوسف سے اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ایہا الصدیق اے صدیق حضرت علیؑ نے کہا میں صدیق اکبر ہوں۔ حضرت یوسف کے بھائی زبان سے آپ کی موافقت اور باطن میں آپ کی مخالفت کرتے تھے۔ ارسلنا محمداً بهی حال منافقین کا تھا بنی کے ساتھ علیؑ کے باپ ہیں۔ ہل عسیتم ان توستم یوسف کے بھائیوں نے باپ کے پاس کہا انا له لحافظون ہم ضرور یوسف کی حفاظت کریں گے حالانکہ انہوں نے یوسف کو ضائع کر دیا۔

منافقین نے کہا۔ علی ہمارے مول ہیں اور رسول اللہ کی وفات کے بعد آپ پر ظلم کیا۔ ام حسب الذین اجتر موا السیئات حضرت یعقوب نے جناب یوسف کو لانت کے طور پر اس کے بھائیوں کے پاس سپرد کیا تھا۔ انی لعزتی ان تذہبوا بہ حضرت محمد مصطفیٰ نے فرمایا۔ انی تالک فیکم اشقیین حضرت یعقوب نے کہا واأسفا علی یوسف حضرت محمد مصطفیٰ نے کہا۔ ما اودی بنی مثل ما اودی بنی مجھے ایت دی گئی۔ اتنی کسی بنی کو نہیں دی گئی حضرت یوسف کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا۔ فلما بلغ أشده ایتناہ حکماً وعلماً جناب علیؑ کو بچپن میں کئی اشیاء کی حکمت دی گئی ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کو کھانا کھلایا حضرت علیؑ نے فرشتوں کو کھانا کھلایا۔ ویطعمون الطعام علی حید۔ مسکیناً ویتیمات واسبغوا من عرج یوسف کی ملاقات سے سیر ہو جاتا تھا۔ اسی طرح علیؑ علیہ السلام کی ملاقات سے مومن نجات پا جاتے۔ القیافہ جہنم کل کفار عین حضرت یوسف نے اپنی تعریف کی۔ انی حفیظ علیم اور اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کے بارے

بارے میں کہا الا ترون انی اذنب السکیل اور اللہ تعالیٰ نے علی کی مدح کی۔ ویطعمون الطعام سرور و یؤنسون
 بالسنذر حضرت یعقوب نے ایک ماہ کی راہ کے سفر کے فی صبر پر یوسف علیہ السلام کی قمیض کی خوشبو کو سونگھ لیا تھا۔
 عنقریب حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ سات آسمانوں کے اوپر سے جنت کی خوشبو کو سونگھ لیں گے۔ اما ان
 کان من المقربین یوسف کے بارے میں چار قسم کا اذکار کیا گیا یعقوب نے کہا۔ یا نبی لا اله الا انت ربنا
 عزیز مصر نے کہا عسی ان ینفعنا و نستخذہ و لدنا بھائیوں نے آپ کو چڑایا۔ و شر وہ۔ ثمن نجیب
 زلیخا نے آپ کو معشوق بنایا۔ قد شفعها حباً اور علی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا و هو لا عبد
 الا عند عبیدہ مصطفیٰ نے کہا علی میرے بھائی ہیں اور ایک جماعت نے اس سے نکار کیا یریدون لیطفؤ نور
 اللہ شیعہ آپ کی امت کے قائل ہیں رجال صدقوا یوسف کو چار ناموں سے پکارا بیٹا۔ فرزند بھائی۔ عبدالبر
 معشوق۔ اسی طرح حضرت علی کو چار ناموں سے پکارا گیا۔ غاموں نے آپ کو خدا کہا، اگر یہ بات غلط ہے
 خوارج نے (معاذ اللہ) آپ کو کافر کہا۔ مرجیئہ نے آپ کو چوتھا خلیفہ کہا شیعہ نے آپ کو موصوم اور مہر کہا۔
 جناب یوسف کے بارے میں دیگوں نے آٹھ قسم کے نظریے قائم کئے۔ حضرت یعقوب نے محبت کی نگاہ سے
 دیکھا تو آپ کی ملاقات سے محروم رہے۔ یا اسف علی یوسف ما کرب بن زعر نے حرمت سے دیکھا تو بادشاہ
 ہو گئے۔ عزیز نے قوت سے دیکھا تو اس نے آپ سے صیانت کو پایا یا قالت هیت لك قال معاذ اللہ
 زلیخا نے آپ کو شہوت سے دیکھا۔ خستہ منہ و قال نستوثق فی امسینہ مومنین نے یوسف کو نبوت کے
 ساتھ دیکھا۔ یوسف ابیہا الصدیق اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بھی آٹھ نظریے قائم
 ہوئے کفار نے عداوت کی نگار سے دیکھا۔ دامن دما دینہم ذلك انہم خضرئ من انقول نے حسد کی نگاہ سے
 دیکھا تو گھائے میں رہا۔ قد همل انکم بالآخرین اعمالا مصطفیٰ نے وصیت اور امامت کے ساتھ
 دیکھا تو آپ کے وار و اور آپ کے لشکر کے مردار ہو گئے۔ دھوا الذی خلق من امار بسراً فجده نبیاً و
 صہراً جناب سہان اور متداؤ نے محبت کی نگاہ سے دیکھا تو آپ کے خواص اصحاب ہو گئے و السابقون
 السابقون خواص نے حقارت کی نگاہ سے دیکھا تو گمراہ ہو گئے۔ اذ تبوا الذین اتبعوا من اذین
 اتبعوا غالیوں نے آپ کے بارے میں محال امر کا نظریہ قائم کیا۔ تو گمراہ ہو گئے۔ ومن یتبع غیر الاسلام
 دین محمدوں نے آپ پر کذب کیا تو بدعتی ہو گئے۔ الذین یلحدون فی یتنا شیعہ نے آپ کو دیانت دار
 خیال کیا تو مقرب ہو گئے۔ انظر و انظرب من نورکم

یہ میں بند
 یوسف کے
 دپ
 سما و
 مال ہو
 دہ
 اور
 سے
 سید
 کی
 ل
 ت

حضرت علی علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصافحات

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دشمن خدا فرعون کی گود میں پرورش پائی۔ جناب علی نے دوست خدا احمد مصطفیٰ کی گود میں پرورش پائی۔ موسیٰ ابن عمران ہیں۔ علی ابن عمران ہیں۔ بطاعت کا نام عمران ہے۔ اللہ نے موسیٰ کی بچپن میں فرعون سے حفاظت کی، اور بڑھاپے میں سمندر سے فرق ہونے سے بچایا۔ جناب علی کی بچپن میں سید سے حفاظت کی۔ جناب علی نے سانپ کو مار ڈالا۔ اور بڑھاپے میں دیرانے فرات سے حفاظت کی۔ عرب آپ نے لے کر پور کیا۔ جناب موسیٰ کے لئے دیرانے نیل کو جو مصر میں جنگ کا فتنہ کیا۔ اس پر بعض اصحاب نے کہا: یہ ایک شک تھا۔ حضرت علی کے اشارے سے بہہ نکلا۔ جناب موسیٰ نے سمندر پر عصا مارا۔ اور فرمایا: اے بیٹے نکلیں! اور حضرت علی علیہ السلام کی سانپ اور اژدھانے اطاعت کی۔ یہ اس سے زیادہ خد تا کہ ہیں حضرت موسیٰ کے لئے نڈی اور قمل کو مایع کر دیا۔ نبیوں کی بچپنوں کو علی کے لئے مایع کر دیا۔ وہ حضرت علی سے شکم برقیں تھیں اور آپ پر سلام کرتی تھیں۔ وہ منقولات کو علی علیہ السلام کے لئے مایع کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کفار کے خون کو بہا دیا۔ حتیٰ کہ کافروں نے آپ کا نام سرخ موت رکھا۔ جناب موسیٰ کو نوموچ سے دے گئے اور علی علیہ السلام کو جی ایسی سے معزات دیئے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ نے ایک قوم کو زندہ کر دیا۔ ہم بعثتکم من بعد موتکم۔ وادی مصر میں اللہ نے علی علیہ السلام کی دولت سے سام بن نوح اور اصحاب کعبہ کو زندہ کیا۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں ایک سو تیس مقامات پر حضرت موسیٰ کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت علی کا نام اپنی کتاب میں سو مقامات پر لیا ہے۔ موسیٰ سے کہا: دُور نہ بھیجا اور علی علیہ السلام سے کہا: وجعت بکم من صدق عیبا اللہ نے موسیٰ سے حکام کیا۔ اللہ نے علی کو علم کی تعلیم دی۔ الرحمن علم القرآن خلق الانسان علم الہیاء اللہ نے زمین کو موسیٰ کے لئے مسخر کیا۔ حتیٰ کہ زمین نے قارون کو نگلیا۔ علی نے دشمن بنی کو نیست و نابود کر دیا۔ انا منهم منتقمون موسیٰ نے کہا: اجعل لی ذریۃ من اہلی ہارون اخی۔ ایک روایت میں کہا: اخفنی فی قومی اللہ عزوجل نے کہا: قد اوتیت موسیٰ یموسیٰ اللہ تعالیٰ نے مراجع کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اخف علی کو اپنا خلیفہ بنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم کو عجب سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ اللہ نے موسیٰ کو پھر سے بیدار کیا۔ غافلہ عتسہ عینہ علی کی شان میں حق من امد بشرا ہے۔ یہ امام کس بیت

کے مصداق ہیں

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر من و سلو سے نازل کیا بنی اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو جنت کا
سیب انار اور انگور دیئے وغیرہ وغیرہ۔ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے فرعون سے منہ کیا۔ فرعون کے پاس زحلی
اور برقی چار ہزار آدمی تھے

محمد اور علی علیہما السلام نے یہود و نصاریٰ سے موسیٰ، شریکین اور زبیریوں سے منہ کیا۔ اور آپ و زول فتح مند
موسے، دھوالذی ایبدلک بنصرہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے فرعون، فہن قارون اور ان
کے شرک سے منہ کیا۔ محمد اور علی علیہما السلام کے دشمن اولین و آخرین میں سے شہد کی کھجوں اور لہیت کے دروں
کے برابر تھے۔ اللہ عزوجل نے موسیٰ اور ہارون کے دشمن کو شہد میں غرق کیا تھا۔ اشرقتا الاخرین والجمیل
موسیٰ دمن معد اجہد بن عفریب محمد اور علی علیہما السلام کے دشمن جہنم میں ڈالے جائیں گے القیاس فی
جہنم کل کفار حینہ حضرت موسیٰ کا دشمن برص میں مبتلا ہوا اور جس نے جناب علیؑ کو دشمن رکھا۔ وہ بھی برص
کی بیماری میں مبتلا ہوا۔ موسیٰ بڑھپستہ کی عمر میں سانپ سے ڈر گئے۔ خذ لھا ولا تخف جناب علیؑ نے پھپھ میں
سانپ کے ٹکڑے کا شکر دیا۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے آپ کا نام حیدر پڑا۔ یعنی سانپ کو ٹکڑے
کرنے والا۔

موسے اور ہارون علیہما السلام کو قوم کے استہزاء کا خوف تھا۔ لا تخافا فی محکم حضرت محمد اور علی علیہما
اسلام بالکل نہیں ڈرتے۔ اللہ یستھنہ بھلہم جناب موسیٰ علیہ السلام عنایت ڈر گئے تھے۔ خذ لھا ولا
تخف علیؑ اذوھے سے بالکل نہ ڈرتے۔ بلکہ اس سے کلام یہاں حضرت موسیٰ کے عصا تھا۔ اور جناب علیؑ کے پاس
تلواریں و انتھار تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں عجائبات پوشیدہ تھے۔ جس سے جادوگر عاجز آگئے حضرت
علی علیہ السلام کی تلوار میں بھی عجیب و غریب چیزیں مخفی تھیں جس سے کفار عاجز آ گئے

جناب موسیٰ کے عصا میں چار باتیں تھیں۔ پہلے عصا تھا۔ پھر منورک ہو کر سانپ بنا۔ سانپ سے بڑھ کر اڑو
بن گیا۔ پھر جادو گروں کی رسیوں کے بنے ہوئے سانپوں کو ہانے لگا۔

حضرت علی علیہ السلام کی تلوار کی بھی چار قسمیں تھیں جو اپنے باب میں مذکور ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ حضرت موسیٰؑ
علیہ السلام کا عصا ایک چیز تھی۔ یہ وہی عصا ہے جس سے فرعون کو مارا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام ذوالنفر سے کرائے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو دے دی۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو دے دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عمامہ بادام تنمغ کی لکڑی کا تھا۔ وخت، علوبی، فاطمہ اور علیؑ کے گھر میں موجود ہوگا۔ عمامہ کا سر دوشعبوں والا تھا۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کی تنور دوشعبوں والی تھی حضرت علی علیہ السلام کے نام کی عین دوشعبوں والی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کی پیدائش کے بعد فرعون کے در سے جلتے موسیٰ تنور میں ڈال دیا تھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو بی بی منجلیق کے ذریعے چھپتے لایا۔ موسیٰ علیہ السلام ایک فرعون سے مبتلا ہوئے اور حضرت علی علیہ السلام کسی فرعونوں سے مبتلا ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام کے بارہ اسباب تھے حضرت علی علیہ السلام (معنوں) بارہ امام ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا ہجرتی آثار دو۔ جناب علی علیہ السلام کو حکم ہوا کہ محمد صلعم کے کندھوں پر اپنے قدم رکھ دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر پاؤں رکھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے شانہ رسول پر قدم رکھا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام سے طبر پر بلند ہوئے۔ اور حضرت علی علیہ السلام شانہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر بیٹے ہوئے۔ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ والقیحت علیک حبة منیٰ جو شخص بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتا تھا وہ آپ سے محبت کرتا تھا۔ اللہ عزوجل نے حضرت علی علیہ السلام کی محبت ہر مخلوق پر فرض کی حضرت علی علیہ السلام کی محبت حق اور باطل کے درمیان تمیز پیدا کرتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ تجھے پربرنگا، مومن سی دوست رکھے گا۔ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ سے کہا۔ وانا اختارک میں نے تجھے چن لیا۔ اور اللہ عزوجل نے حضرت علی سے کہا۔ وذلک یخلق ما یشاء و یرزقہ حضرت موسیٰ سے کہا۔ واصطفت لفسی حضرت علیؑ کے بارے میں کہا۔ انما یرکم اللہ حضرت موسیٰ سے کہا۔ (انہ کان مخلصاً حضرت علیؑ سے کہا۔ انما لطمکم لوجه اللہ۔ واذ قال موسیٰ لفلانہ حضرت موسیٰ نے ایک نوجوان سے کہا۔ حضرت موسیٰ کا نوجوان پوش تھا اور حضرت محمد صلعم کے نوجوان جناب علیؑ تھے۔ راختی اکا علی۔ حضرت موسیٰ کی اولاد شہر و شہر تھے۔ اور حضرت علیؑ کے حسن اور حسین تھے۔ حضرت موسیٰ کی ولایت اولاد حضرت ہارون میں قرہ پائی حضرت محمد صلعم کی ولایت اولاد علیؑ میں قرہ پائی۔ قوم نے ہارون کو چھوڑ دیا تھا۔ ایک بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ جو وادہ دیتا تھا۔ اور قوم نے حضرت علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ اور بنو اسبہ کی پوجا شروع کی اذاتکم منہ یصدون حضرت موسیٰ حضرت شعیب کے بیٹیوں کے ساتھی تھے۔ ووجد من دمنہم احراراً تادوان حضرت علی علیہ السلام قیامت کے روز مومنین کے ساتھی ہوں گے۔ حضرت علی علیہ السلام کے

دونوں فرزند اہل جنت کے ساتھی ہوں گے۔ پاک پروردگار جناب علی کا ساتھی ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک کنوئیں سے پتھر اٹھایا جس کو چالیس آدمی ہلاتے تھے۔ ولما ورد ما و ملائین
حضرت علی علیہ السلام نے اس کے چشمہ سے پتھر اٹھایا جس کو سو آدمی اٹھانے سے عاجز تھے۔

حضرت علی علیہ السلام کی ہارون یوشع اور لوط علیہم السلام کے ساتھ مساوات

نبی اکرم صلیم نے بیعت یوم عثیرہ یوم احد اور یوم تبوک وغیرہ کے موقع پر فرمایا اے علی! تم کو مجھ سے
وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو جناب موسیٰ سے حاصل تھی۔ مرین علی علیہ السلام کو اس طرح دوست رکھتے
ہیں جس طرح اصحاب ہارون حضرت ہارون کو دوست رکھتے تھے جناب موسیٰ کے نزدیک کسی کی اتنی
منزلت نہیں تھی جتنی ہارون کی تھی۔ نبی اکرم صلیم کے نزدیک کسی کی اتنی منزلت نہیں تھی جتنی کہ جناب علی
علیہ السلام کی تھی۔ حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت علی علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے پاس تشریف لے گئے تو اس کو اللہ عزوجل کی دعوت دی تو
فرعون نے کہا اس بات کی کون گواہی دے گا کہ یہ شخص جو میرے سر پر کھڑا ہوا ہے یعنی ہارون فرعون
نے جناب ہارون سے پوچھا آپ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت موسیٰ جی جتنے ہیں جو میری طرف اللہ
کے رسول بن کر آئے ہیں۔ فرعون نے کہا میں موسیٰ کو برا نہیں دوں گا بلکہ عزت کے ساتھ اپنے دربار سے
نیکال دوں گا۔ پھر ایک اون کا بیٹہ منگوا کر ہارون کو پھانسیا ایک عصا طلب کر کے ہارون کے ہاتھ میں دے دیا۔
اس کے عوض اللہ عزوجل نے ہارون کو مہربانی کی کہ جس کی تمہیں پہچانی جیتا تم کو ہارون علیہ السلام و جب پہنچے۔ اس میں
رہے اسی طرح رسول اللہ کے قول کے ذریعے جناب علی کو امن کی قیصر پہنچی۔ رسول اللہ صلیم نے فرمایا اے
علی! یہ بات قنناؤندہ میں مقرر ہو چکی ہے کہ خود اس کے سینے میں ناکھین بنی سبطین اور یقین سے جوگ کرنے
کے تیس سال کے بعد رحلت پائے گا تمہاری بیٹی زینب سے سر کے خون سے خضاب آلود کی جلاں
وقت میں ہارون علیہ السلام جب اس قیصر کو دیتے تو خوف زدہ ہو جاتے۔ جناب علی ہر حال میں امن میں رہتے۔
سب سے پہلے حضرت موسیٰ کی تصدیق و نصرت ہارون کے لیے کی۔ اسی طرح سب سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ کی نصرت
حضرت علی علیہ السلام کی۔ حسن پیدا ہوتا ہے کہ جناب علی سے آپ کو نام نہاد ہرگز نہیں کہتا کہ آپ کا نام نہاد

نہر حبیب حسین پیدا ہوئے۔ تو پھر آپ کا نام حرب رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہیں ہوگا اس کا نام حسین ہوگا
حضرت ہارون کی اولاد شبر، شبیر اور مشبر کے ناموں کی طرح حضرت علی علیہ السلام کی اولاد شبیر، شبیر اور مشبر سے
موسوم ہوئی۔

حضرت علی اور یوشع بن نون
علی بن مجاہد سند اپنی تالیف میں روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم علیہ صلوٰۃ
والسلام نے وفات کے وقت فرمایا اے علی! تم کو مجھ سے وہ منزلت
حاصل ہے جو یوشع بن نون کو جناب موسیٰ سے حاصل تھی۔

حضرت علی اور حضرت ایوب
حضرت ایوب تمام انبیاء سے زیادہ صابر اور حضرت علیؑ تمام اوصیاء
سے زیادہ صابر حضرت ایوب نے تین سال مصیبتوں پر صبر کیا۔
جناب علیؑ نے شعب ابوطالب میں نبی کے ساتھ تین سال صبر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تیس سال
صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صبر ایوب کا وصف بیان کیا ہے انا وجدنا نوحاً صابراً جناب علیؑ کے بارے میں
کہا مالدین اذا صابتهم مصیبة ینزکھا والصابرین فی الباء ساء والضراء حیین الیاس

حضرت علی اور حضرت لوط
اللہ عزوجل نے قرآن میں حضرت لوطؑ کا ۲۶ مقامات پر رونا ذکر کیا اور اتنے ہی
مقامات پر حضرت علیؑ علیہ السلام کا ذکر کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کی ایوب جبرئیل اور یحییٰ علیہم السلام سے مساوات

حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا۔ مسنی الشیطان ینصب و عذاب علی کونوا عذاب اور شیاطین
انسانوں سے اذیت پہنچی۔ حضرت ایوبؑ سے اللہ نے کہا۔ ارجس وجعلت جناب علیؑ نے وادی بلقع میں ایسا
کیا۔ اللہ عزوجل نے حضرت ایوبؑ کے بارے میں کہا وجعلناہ صابراً جمے اسے صبر کرنے والا پایا جناب
علیؑ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ رجز اھم بما صبروا ان حضرت کو بہر کا بدلہ ملے گا۔

حضرت ایوبؑ نے کہا انما اشکو بتی و خیرنی الی اللہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ الی کم غفنی
الجنون علی التدری

جبرئیل نے محسن پر صبر کیا۔ حضرت علیؑ نے قتل اور محسن پر صبر کیا۔ جبرئیل کی حق بات قبول نہ کی تھی۔ اور راہ
حق پر قتل ہوئے۔ حضرت علیؑ کی حق پر فائز رہے۔ اور راہ حق میں حق کی خاطر قتل ہوئے۔

جرجیس کو مختلف قسم کا عذاب دیا گیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام مختلف جنگوں کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔
جرجیس نے ایک بت توڑا۔ جناب علی نے صرف کعبہ میں رکھے ہوئے تین سو ساڑھے بت توڑے۔ ان کے
علاوہ اور بتوں کو بھی توڑا۔ اللہ عزوجل نے جرجیس کے دشمنوں کو آگ کے عذاب میں ہلاک کیا۔ حضرت علیؑ کے
دشمن عقرب جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

(اللہ عزوجل نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا، القیساف جہنم کل کفار
عیند ہر کافر سرکش کو جہنم میں پھینک دو۔

حضرت یونسؑ خدا کے عذاب کے نہ آنے کی وجہ سے ناراض ہو کر روانہ ہو گئے تھے۔ حضرت علیؑ میدان جنگ
میں ثابت قدم ہو کر جہاد فرما ہوئے۔ حضرت یونسؑ کو مچھلی نے نگل لیا۔ حضرت علیؑ پر مچھلی نے سلام کیا۔ غائب اور
مغلوب میں فرق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کا نام نون رکھا۔ حضرت علیؑ کا علی اور ذالریحان تین رکھا۔
حضرت یونسؑ ہماری ہوئی کشتی کی مٹ بھاگ گئے۔ جناب علیؑ علم کی بھری ہوئی کشتی ہیں۔ انا مدینۃ العلم
حضرت یونسؑ کے بارے میں کہا گیا۔ لیسند بالعر اوھو مذموم یک اور بگد دھو حسیم دار و دوا ہے
جناب علیؑ کو قوم نے پھوڑ دیا اور تنہا کر دیا۔ ایک ہزار ہا آپ پر لعنت کی جناب یونسؑ پر کدوکا درخت اگایا
گیا۔ اور حضرت علیؑ کو بہشت کے پھل کھلائے گئے۔

حضرت یونسؑ کے بارے میں ہے۔ دار سندھ الی مائۃ الف اور بزرگوار ہے۔ جناب یونسؑ کو ایک
لکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا۔ حضرت علیؑ تمام انسانوں اور جنات کے امام ہیں۔ حضرت یونسؑ نے اللہ کی
عبادت اس جگہ کی جہاں کسی بشر نے عبادت نہیں کی۔ حضرت علیؑ اس جگہ پیدا ہوئے جہاں نہ آپست پہلے کوئی
پیدا ہوا۔ اور نہ ہی آپ کے بعد کوئی پیدا ہوگا۔

تذکرہ یا کو مجرب عبادت میں یحییٰ کی ولادت کی شدت دی گئی۔ تذکرہ یا نے باگاہ خند او ندی میں عرض کیا رب
ہبی من لدن ذریۃ طیبۃ مجھے اپنی جانب سے پاک اولاد عطا فرما۔ حضرت نبی اکرم صلی علیہ وسلم کو یہ سوال پاکیزہ
اولاد عطا کی گئی۔ ذریۃ بعضہا من بعض زوجہ عمران سے کہا۔ انا نذرت لك مانی بطلی محصور علیٰ سر رضی
کے بارے میں کہا۔ یہ یونسؑ کا سنذر زوجہ عمران نے کہا۔ رب انی و فقیہہ انسی اللہ تعالیٰ نے جناب علیؑ کی زوجہ
فاطمہؑ کو ہر آدمی کے بارے میں کہا۔ نساؤنا و نساؤ کعبہ اللہ عزوجل نے حضرت ذکریاؑ کی دعا کو قبول کیا۔ رب لا
تدرنی قریباً جناب علیؑ عیسیٰؑ کی دعا کو بغیر مانگے قبول کیا۔ فاستجاب۔ ہم سب جہنم نہ کریں گے۔ درخت کے تہ نشین

کا نام حسین ہوگا
اور مشہور ہے

م علیہ صلوات

سے وہ منزلت

لی تمام اوصیا

پر صبر کیا۔

ہیں سال

کے میں

تھے ہی

لین

ایسا

ب

سے چیرہ گیا۔ جناب علی محراب عبادت میں قتل کئے گئے۔ جناب یحییٰ کا سر کاٹ کر تھال میں رکھا گیا۔ سیدنا حسینؑ کو کربلا میں ذبح کیا گیا۔ آپ کا سر بھی تھال میں رکھا گیا۔

اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں ذکر کیا کاسترہ مقامات پر کیا۔ اول سورہ بقرہ میں آخر سورہ صاویں اسی طرح جناب علی کا ذکر بھی سترہ مقامات پر کیا۔ اول سورہ فاتحہ میں صراط الذین انعمت علیہم اور آخر دو اوصواً بالحق میں جناب مریمؑ کی ماں نے کہا۔ فی اعیذہا بک دذریۃتھا میں اس کو اور اس کی اولاد کی تجھ سے شیطان کی پناہ مانگتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؑ اور حسینؑ کے بارے میں کہا اعیذ بکما من شر اسماۃ والہامۃ وشر کل عین لاسۃ

ذکر کیا دعاۃ نبواۃ اسرائیل اور کافل مریم تھے۔ علیؑ منقہ امت اور کافل فاطمہ علیہا السلام تھے۔ جناب یحییٰ نے جھوٹے میں کلام کیا۔ علیؑ بچپن میں رسول اللہ پر ایمان لائے یہ یحییٰ نے کہا اوصافی بالصلوۃ والزکوۃ جناب علیؑ نے ایک ہی وقت میں نماز بھی پڑھی اور زکوۃ بھی دی۔ انما دیکم اللہ الخ یہ یحییٰ نے کہا السلام علی یوم ولدت حضرت علیؑ کی شان میں ہے۔ سلام علی ال یسن یسن محمدؐ کی آل پر سلام ہو۔ یحییٰ کے باپ ہیں بے دیر ابوالاید جناب علیؑ کی شان میں ہے۔ ان الیوار بشر ہوں۔ حضرت یحییٰ کی ماں کو نام بتول تھا۔ اور حضرت علیؑ علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کا نام بتول تھا۔ جناب یحییٰ نے پیدا ہوتے ہی عبودیت کا اقرار کیا تاکہ اس کے بارے میں ربوبیت کا اعتقاد باطل ہو۔ جناب علیؑ نے کعبہ میں پیدا ہو کر کلمہ شہادتین پر غالیوں کے عقیدہ کو باطل کر دیا۔

حضرت علیؑ اور ذوالقرنین

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ کو ذوقرین کہا۔ اس کو ہم مفصل بیان کر چکے ہیں

ذوالقرنین نے یاجوج اور ماجوج پر دیوار تعمیر کی تھی۔ اللہ عزوجل نے جناب علیؑ کے شیعوں کے لئے شیاطین کے کہ کو بند کر دیا ہے۔ ذوالقرنین مخلوقات کی زبان جانتے تھے۔ علیؑ پرندوں بجانوروں نوہ بیکٹی ہوں یا پتو جن نامس اور فرشتوں کی دویاں جانتے تھے۔

ذوالقرنین نے آپؑ کی حیات تمام کیا۔ جو علیؑ علیہ السلام کو دوست رکھے گا۔ اس کا دل کبیر مرد نہیں ہوگا۔ نقصان سے حکمت نظر ہوگی۔ جناب علیؑ سے تمام علوم کے چشمے پھوٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے نعمات کے بارے میں کہا۔ ولقد آتینا حقان الحکمۃ اور جناب علیؑ کے بارے میں کہا۔ انما احسن علم القرآن

حضرت علی علیہ السلام کی داؤد، طاوت اور سلیمان علیہم السلام سے مساوات

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کے بارے میں کہا: **وَاَوْدًا جَعَلْنٰكَ خَلِيفَةً فِی الْاَرْضِ** اسے داؤد! ہم نے تہیں زمین کا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا: جو شخص مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے گا۔

دقتل داؤد جالوت حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے مر جب اور عمرو کو قتل کیا۔ حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایسی تلواریں تھیں جس سے کفار کو فی السار واستقر کیا کرتے تھے۔ حضرت داؤد آل موسیٰ اور آل ہرون کے بقیہ تھے۔ علی اور اولاد علی بقیہ اللہ خیرکم۔ اللہ کا بقیہ موسیٰ علیہ السلام کے بقیہ سے افضل ہے۔ حضرت داؤد کو حکومت ملی۔ حضرت علی رضاکم علی۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: **الحمد لله الذي فضلتنا على العالمين** جب علی علیہ السلام کی شان میں آیت نزل **الله اعلم** اس نے جب داؤد کے متعلق فرمایا: **والطير محشورة كل له اذاب** اور یا جبال ادبی معہ حضرت علی جب سنگ پریز سے تسبیح کرتے تو سنگ پریز سے آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی بولی سمجھنے کا علم دیا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام کو ایک ایسی آواز عطا ہوئی جس سے بڑے بہادر مر جاتے تھے۔ اور پناہ گاہ بن جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کے بارے میں کہا: **وايتناك الحكمة وفصل الخطاب** ہم نے داؤد کو حکمت اور فصل خطاب دیا اور جناب علی کی شان میں ہے **ومن عنده علم الكتاب** جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں **واذکر عبدنا داود ذي الایدي** اور حضرت علی کی شان میں ہے **دايد بنصره** کا **بالمومنین** داؤد خطیب امیہ میں جناب علی کو فصل خطاب دیا گیا۔ جب حضرت داؤد نے لوگوں کو لوگوں کو کہا کہ اللہ عزوجل نے طاوت کو ماریے لئے بادشاہ بنا کر بھیجا ہے تو اس وقت انہوں نے کہا کہ وہ ہم پر حکومت کس طرح کر سکتے ہیں۔ حکومت کے ہم اس سے زیادہ حق دایں ہیں اسے تو وہ افرام نہیں دیا گیا جب بنی اکرم صغیر نے جناب علی علیہ السلام کو اپنا قائم مقام قرار دیا۔ نبیؐ نے ایسی باتیں بیان کیں۔ بنی اکرم صغیر نے فریاد علی حق کے ساتھ میں اور حق علی کے ساتھ ہے۔

طاوت کے بارے میں ہے **وزاده بسطة في السموات والجسم** چلی تمام ارض سے زیادہ عالم اور بہادر تھے۔

حسین کو کر بلا میں

اور میں اسی طرح

خبر و تدا صوا

کی تجھ سے

شر السامة

بت یحییٰ نے

یوسف جناب

السلام

سلام ہو۔

ماں کا نام

نہ کا اقرار

راں کے

پلکے ہیں

جناب

بنو نوں

ان نقان

کہ

جنگ جالوت میں جب بنو اسرائیل پیلے ہوئے تو طالوت نے کہا: ان اللہ مبتلیکم بنہر فلیمن ینقی۔ طالوت نے کہا: جو شخص اس سے پانی پیئے گا۔ وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ شرک کی کل تعداد تیس ہزار تھی۔ جس میں سے صرف تین سو تیرہ بچے رہے۔ یہاں تک کہ طالوت نے کہا: چپ پانی پینے کے سلسلے میں میری اطاعت نہیں کی۔ تو جنگ کے بارے میں میری اطاعت کس طرح کر دے۔ رسول اہرم صلعم کے انتقال کے بعد لوگ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم مجھے ہو۔ تو کل سرمنڈوا کر آنا۔ تین چار آدمیوں کے سوا کوئی بھی نہ آیا، جالوت نے داؤد کا گھرا کھاڑنا چاہا حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک کی انگوٹھی طلب کی، رب ہب لی صدکا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ملک کی انگوٹھی حالت نماز میں سوالی کو دے دی۔ یقیناً انصوتہ دیوتون، الزکوۃ وہم رکعتون، اسبابا خیر من ید السفلی، اوپر والے کے ہاتھ پیچے دے کے ہاتھ سے بہتر سونے ہے۔ سلیمان علیہ السلام سائل بنے، اور حضرت علی علیہ السلام دینے والے تھے حضرت سلیمان نے ملک کا سوال کیا۔ حضرت علی نے کہا: اسے سفید اسے زرد (سونے چاندی) کسی اور کو دھوکا دے علی تم پر فریفتہ نہیں مونسے والا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک اسے ملک کا سوال کیا جو اس کے بعد کسی کے پاس نہ ہو۔ حالانکہ سلیمان خود فتنہ مونسے والے تھے۔ اللہ عزوجل نے بلا سوال حضرت علی علیہ السلام کو نعویم اور ملک بکیر عطا کیا۔ حضرت سلیمان نے ملک کی انگوٹھی کا سوال کیا جو انہیں دی گئی۔ نند دھا شہر ازرد، اچھا شہر حضرت علی علیہ السلام کو ملک کی انگوٹھی دی گئی اور دنیا کی سرداری بھی، اللہ و میسکم اللہ در سولہ اور آخرت کا ملک بھی عطا ہوا۔ وذا رایت شہرا بیت حضرت سلیمان کو علم منطق طیر دیا گیا۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام خود حد حد اور چھوٹی کے بارے میں بتایا۔ جاہر سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے پرنڈے سے کہا اسے پرنڈے سے تم نے بہت اچھا کیا۔ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان کے بارے میں کہا: اذ یرفت علیہ بالعسی الصائنات الجیاد۔ یہ دمشق کے مال غنیمت کے ایک ہزار گھوڑے تھے گھوڑوں کو دیکھنے میں مشغول ہو گئے اللہ عزوجل نے سلیمان کے لئے سورج کو واپس لوٹایا حضرت علی کے لئے کئی دفعہ سورج لوٹا تھا۔ ایک مقام وہ جہاں حضرت علی علیہ السلام نے بابل کے مقام پر عصر کی نماز کی خاطر سورج لوٹایا تھا، وہاں اب تک بھی وہ جگہ مسجد الشمس کے نام سے مشہور ہے جو کہ کربلا اور نجف کے درمیان پکی سڑک کے کنارے موجود ہے بندہ نے اس مسجد کی زیارت کی ہے (۱۲ شرجم)

سیدمان کے لئے اللہ عزوجل نے نبی اکرم کو مسخر کیا۔ دمعشر نالہ الویجر علی میرا تم کے موقع پر موابرغاب آئے۔ انہیں
 کہف کی طرف نکلے۔ تو نبی اکرم آپ کی اطاعت کی۔ سیدمان علیہ السلام کا لشکر جن دامن اور پرندوں کا جمع کیا گیا۔ حضرت
 علی نے جن دامن کو تلوار کے ذریعے مسخر کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک جن نے عرض کیا۔ اگر انسان آپ سے
 ہماری محبت کی طرح محبت کرتے۔ ان اللہ عزوجل نے حضرت سیدمان علیہ السلام کے بارے میں کہا۔ علمتہ منطقی الطیر
 اور جناب علی علیہ السلام کی شان میں کہا۔ وکل شیء حصینا فی امام مبین حضرت سیدمان علیہ السلام نے لوگوں کی
 فیضانت کی۔ لیکن انہیں کھنا کھانے سے عاجز رہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی فیضانت قبول ہوئی۔ ویدط حصون
 الطعام علی حبہ حضرت سیدمان نے بلقیس سے زبردستی شادی کی۔ جناب علی علیہ السلام نے فاطمہ زہرا سلام اللہ
 علیہا سے بطن شادی کی۔ حضرت سیدمان کے بارے میں کہا۔ من یزوج عت۔ یا۔ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں
 ومن یکفہ بالایمان فقد حیط علیہ کہا۔ حضرت سیدمان علیہ السلام کے بارے میں دھندھا سیدمان
 حضرت علی علیہ السلام کی شان میں فاسئلوا اهل الذکر ہے۔ اللہ عزوجل نے حضرت صالح علیہ السلام کا نام
 صالح رکھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا نام صالح ابوہریرہ۔ اللہ عزوجل نے جناب صالح کے سے ایک اونٹنی پہاڑ سے
 سے نکالی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے لیے پہاڑ سے سوا زمینوں کا یہی۔ اور جناب علی علیہ السلام نے نبی اکرم علیہ السلام
 کا قرض ادا کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مساوات

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح سے پیدا کیا۔ فتختنا فیہ من روحنا جناب علی علیہ السلام کو
 نور سے پیدا کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت آپ کی ماں گھر سے نکلیں۔ فانتبذت بہ مکانا
 قصیا جناب علی علیہ السلام کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ محترمہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئیں۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو درجہ
 اور انجیل پڑھتے تھے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ سنار تھیں۔ حضرت علی علیہ السلام ہاں کے شکم میں گفتگو کرتے اور
 بت گپرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہ کہیں کہیں اس میں فی اہل ہے۔ حضرت علی علیہ السلام
 بچپن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ انی عبد اللہ میں اللہ
 کا بندہ ہوں۔ سب سے پہلے یہ فقرہ آپ نے کہا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا۔ وانا عبد اللہ وانا رسول

یہ امتحان والی نہر
 کی کل تعداد تیس ہزار

حبیب پانی پینے کے
 ہر ارم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پیک کی بیعت کرتے
 تھے۔ داد کا

مسلم نے ملک

السلطان علیا

تھے۔ اور حضرت

دوسرا سوتا

ملک اسے ملک

نے بلا سوال

دی گئی۔

یہی اشا

طیر دیا

علیہ السلام

حضرت

دیکھنے

ت

لوہا

ابا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے دسترخوان نازل ہوا۔ علی پر جنت کے کئی دسترخوان نازل ہوئے
 عیسیٰ کے بارے میں دیکھنا کتاب ہے۔ اور جناب علی علیہ السلام کی شان میں دین عندہ ام الکتاب
 کہے اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خط سے مخصوص کیا۔ کہتے ہیں۔ خدا کے دس حصے ہیں۔ نو حصے حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کو ملے ہیں اور ایک حصہ تمام مخلوق کو۔ حضرت علی علیہ السلام کے پاس تمام کتاب اور کل صحیفوں کا علم
 تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں بھی گئے۔ وہاں بھی کوٹھڑیاں کر دیتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام دنیا میں دلوں کے
 طبیب اور آخرت میں نجات دہندہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔
 حضرت علی علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے حکم سے۔ سامین نون اور اصحاب کف کو زندہ کیا۔ حضرت عیسیٰ کے بارے
 میں کہا۔ کلمۃ عند اسمہ المسیح جناب علی علیہ السلام کی شان میں و بحق اللہ الحق بکلمۃ حضرت عیسیٰ کے
 نے دار صافی بالصلوۃ جناب علی کے لیے سیما ہم فی رحمہم جناب عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ لا تزکوۃ
 مہمت جیاً حارکہ حضرت علیہ السلام پر زکوۃ واجب نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ ہمیشہ آپ رسول
 یاتی من بعدی اسمہ احمد جناب علی رسول اللہ مسلم کے نام۔ وحی۔ وحی۔ وحی۔ بن سم۔ اور جہاں بھی مردوں
 نے حضرت عیسیٰ سے کوام لیا۔ جناب علی علیہ السلام سے مردوں کی ایک جماعت نے کوام لیا۔ اللہ عزوجل نے حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کی بدو سے حفاظت کی۔ ماقتلوہ وما صلیوہ ولكن شہد لکم اللہ عزوجل نے حضرت
 علی علیہ السلام کی بستر رسول پر مشرکین سے حفاظت کی۔ ومن الناس من یشری نفسه اللہ عزوجل نے حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کی روح القدس سے ہر کی۔ وایدناہ بروح القدس۔ حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی اور
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زشتی سے ہر کی۔ وایدناہ بخود سحر و سحر و سحر۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھ ماہ کے
 پیدا ہوئے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے فرزندان حسن اور حسین علیہم السلام چھ ماہ کے تولد ہوئے۔ حضرت مرثیہ نے جناب
 عیسیٰ کو مہر کے سیر و بیا۔ تو آپ نے تورات کو پڑھنے سے پہلے پڑھا دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر میرے
 نے مسخر پکھادی جیسے۔ تو میں تورات والوں کو تورات سے زبور والوں کو زبور سے اور انجیل والوں کو انجیل سے
 اور قرآن والوں کو قرآن سے فتویٰ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے مردوں کو زندہ کیا۔ مردہ دل حضرت علی علیہ السلام کے ذکر سے
 زندہ ہوتے ہیں۔ دن کاں میننا فاحسیننا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے استنا وئے کہا۔ کہو ابجد حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس نے آپ کو ڈنٹا۔ جناب عیسیٰ نے کہا۔ میں اس کی تفسیر بیان

کروں گا۔ علی مسم اللہ الرحمن الرحیم کا قہ میں تمام علوم کے عالم ہیں۔ حضرت عیسیٰ پچوں کو ان کے گھروں میں ذخیرہ کی ہوئی چیزوں کے بارے میں آگاہ کرتے تھے۔ بچے اپنی اداں سے ان کا مقابلہ کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام غیب کی خبر دیتے تھے۔ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک زکریٰ کے سپرد کر دیا۔ اس نے آپ سے کہا یہ زنگ سرخ کے لئے یہ زرد کے لئے اور پیسیا کے لئے ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سب زنگوں کو ایک برتن میں ڈال دیا۔ زکریٰ بچہ اٹھا۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی خوف کی بات نہیں جو کچھ اسی اس میں ڈالو گے۔ اور جس قسم زنگ مطلوب ہوگا۔ ویسا ہی ہو کر نکالے گا۔ زکریٰ نے کہا میں اس سب نہیں سمجھتا ہوں کہ تم جیسا آدمی میرا شاگرد ہو۔ جناب علی علیہ السلام کے اقوال اور افعال سے قریش عاجز آگئے تھے۔ حضرت عیسیٰ زابہ اور فقیہ تھے۔ بنی اکرم صلعم سے کسی شخص نے پوچھا سب لوگوں سے زیادہ زائد اور فقیہی اللہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ علی ہیں جو میرے دہی میں میرے بھائی ہیں میرے چہرے میں۔ اور میرے کراہ میں۔ میری صمصام میں۔ میرے شیر میں۔ اور اللہ کے شیر میں جناب عیسیٰ کے بارے میں اختلاف پڑ گیا۔ یعقوبیہ فرقے نے کہا۔ وہ خدایں۔ بطور یہ نے کہا وہ اللہ کے فرزند ہیں۔ اسرئیلہ نے کہا یمن میں سے تین ہیں۔ یہودیہ نے کہا وہ جھوٹے اور جاہل کریں مسلمانوں نے کہا وہ اللہ کے بندے ہیں۔ امت محمدیہ نے جناب علی کے بارے میں بھی اختلاف کیا۔ غالبوں نے کہا۔ وہ معبود ہیں بخوارج نے کہا۔ کافر ہیں۔ مہمہ نے کہا۔ وہ چوتھے خلیفہ ہیں۔ اوشیہ نے کہا۔ وہ پہلے خلیفہ ہیں۔ بنی اکرم صلعم نے فرمایا جو شخص اس دروازے سے داخل ہوگا۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ عیسے کے مشابہ ہوگا۔ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ یہ بات سن کر لوگ ہنس پڑے اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ لما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومك منه يصدون

مسند موسلی میں ہے کہ بنی اکرم صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ تم میں عیسے بن مریم کی مثال پانی جاتی ہے۔ یسوع نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض رکھا۔ تمہی کو آپ کی ماں پر بتاں باندھا۔ نصارے نے اسے دوت رکھا۔ تمہی کو آپ کو اس منزلت سے کرا دیا جو اللہ عزوجل کے نزدیک آپ کی منزل مقرر تھی۔

حضرت علی علیہ السلام کی نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مساوات

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتاب بنی جناب علی علیہ السلام کو تنوار اور تمام عطا ہوئی۔ بنی اکرم کے پاس دو بڑے معجزے تھے کتاب خدا اور تنوار علی بنی اکرم کے سے چاند دو ٹکڑے ہوا علی کے لئے نہروان کا چہشمہ پیوٹ پڑا۔ تمام انبیاء اکرم پر اللہ عزوجل نے نبی اکرم کا انوار واجب قرار دیا۔ راذ خن اللہ میثاق التیمین جناب علی

علیہ السلام کی شان میں کہا . واسأل من ارسلہ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا شب معراج کو امام مقرر کیا . اللہ تعالیٰ نے شب بت رسول پر اور غدیر وغیرہ کے دن جناب علی کو دبیبا کا امام مقرر کیا . بنی اکرم براق پر سوار ہوئے علی رضی اللہ عنہ و تثنی رسول پر سوار ہوئے . بنی اکرم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا . بامومنین رؤف رحیم جناب علی کی شان میں کہا وجعلناہم لسان صدق علیاً جناب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا لیخفرت اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر . جناب علی عیدہ السلام کے بارے میں کہا . فوقہم اللہ تسرذلت الیوم اللہ تبارک نے اپنے بنی اکرم کی ذات کی قسم ہائی . والضحی واللیل اذا سلخی جناب علی کے ساتھ کس قسم کھائی . رافجر ویل عشر بنی اکرم کا نام رکھا . وانہم اذا ہوی جناب علی کے بارے میں کہا . دعلا من دبا بنجم ہم . ہند دن بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا ام یحسدون الناس جناب علی کے بارے میں کہا . ومن الناس من یشری نفسہ بنی اکرم کے بارے میں بھیجے بعرفون نعمۃ اللہ تسوینکرو نہا جناب علی عیدہ السلام کے بارے میں کہا وانعمت علیکم نعمتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ نور السموات والارض جناب علی علیہ السلام کے بارے میں یومدون لیصفوا نور اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور ذکر رسول اور جناب علی کے لئے . تولنا الیک الذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علی رجل منکم علی کے متعلق رجال لاتلہیہم تجارۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شہد فی تشدلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج شبہ علی کو ملا دیا . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان علامت نبوت موجود تھی . بہادری کی نکات جناب علی کی کتابوں پر موجود تھی . رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کی خاطر بدر کی جنگ کے روز فرشتے نازل ہوئے حضرت جبرائیل جناب علی علیہ السلام کے دائیں طرف اور حضرت میکائیل بائیں طرف اور فرشتہ موت حضرت عزرائیل جناب علی علیہ السلام کے آگے آئے کفار کو فی النار واستقر کر رہا تھا .

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام کائنات کا رسول بنا کر بھیجا . جناب علی تمام مخلوق کے امام ہیں . بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم العناصیر ہیں . الذی یراک حین تقوم وتقلب فی الساجدین علی رسول اللہ سے ہیں . خلق من ادع . راجعہ نسباً وصہراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان الذین یؤذون النبی ویقتولون ہو دن جناب علی علیہ السلام کے بارے میں ہے وتعیہا اذن داعیۃ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عرب کی وجہ سے فتح مند ہوا . آپ نے فرمایا . اے علی ! عرب تیرے ساتھ ہو گا جہاں بھی جاؤ گے .

انس سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں۔ اور اے علی! تم خاتم الاولیاء ہو۔
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہزار ہائی کے خاتم اور میں ہزار اولیاء کا خاتم ہوں۔ مجھے جتنی تکلیف دی گئی ہے
اتنی ان اولیاء کو تکلیف نہیں دی گئی۔

ابن عباس نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل نے مجھے پانچ خصوصیات عطا
کئے ہیں۔ اور علی کو بھی پانچ۔ مجھے جو اجماع اعظم عطا کیا اور علی کو جو اجماع الکلام۔ مجھے بنی بنایا اور علی کو وصی۔ مجھے کوثر
عطا کیا اور علی کو سبیل۔ مجھے وحی دی اور علی کو الہام۔ مجھے اللہ عزوجل نے رات کو اپنے پاس بلایا اور علی
کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اور تمام پرے سے ہٹا دیئے۔

عبدالرحمن انصاری کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی علیہ السلام کو نو خصوصیات دیئے گئے ہیں
تین دنیا میں تین آخرت میں۔ دو وہ ہیں جو میں اس کے لئے چاہتا ہوں۔ ایک خصوصیت کا مجھے علی کے بارے
میں نبوت لاحق ہے۔ دنیا کی تین خصوصیات ہیں کہ آپ ستر عورتیں کریں گے ۷۱ میرے اہل کے امور کے متولی
ہوں گے اور ۱۳۱ ان میں میرے وصی ہوں گے۔ آخرت کی تین خصوصیات یہ ہیں کہ مجھے لو اکھد دیا جائے گا میں سے
علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دوں گا۔ آپ لو اکھد کو اکھد مقام شفاعت میں لائیں گے۔ میں علی بن ابی
طالب کا اس مقام پر سہارا ہوں گا۔ جنت کے دروازوں کو کھولنے میں علی میری مدد کریں گے۔ ان دو خصوصیات کے بارے
میں علی سے توقع ہے۔ وہ یہ ہیں کہ آپ میرے بعد نہ گمراہ ہوں گے اور نہ ہی کافر ہوں گے جس بات کا علی بن ابی طالب
علیہ السلام کے بارے میں خوف دامیگر ہے۔ وہ یہ ہے کہ میرے بعد قریش آپ سے بے وفائی کریں گے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! تمہیں تین چیزیں ایسی دی گئیں ہیں جو مجھے
نہیں دی گئیں۔ مجھے ایسے خسر نہیں ملا جیسا تجھے ملا۔ مجھے فاطمہ جیسی حسین پوری نہیں ملی اور نہ ہی حسن اور حسین
جیسے فرزند ملے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مساوات

اللہ عزوجل نے نو آدمیوں کو بادشاہ کہا۔ بادشاہ تدبیر یوسف کو کہا۔ رب قد اتیتی من الملائکات اور
نبوت ابراہیم کو ملی۔ فقد اتینا ال ابراہیم الکتاب والحدیثہ دایتناہم ملکاً عظیماً بادشاہ عزت قدرت
اور قوت والا داؤد کو بنایا۔ وشددنا ملکہ۔ والشالہ الخ۔

کا شرب معراج کو ام
یا۔ نبی اکرم برحق پر
مومنین روح
س کا لیغفر لہ
ذلت الیوم
قسم کھائی۔
دبا لہجہ
ن الناس
بارے میں
السلام کے
الین
منکم
لعم نے
کی طاقت
حضرت
جناب
صلی اللہ علیہ وسلم
سے

بعثکم طائفتاً منکم بادشاہ کنوز ذوالقرنین کو۔ انا مکنہ فی الارض بادشاہ دنیا سلیمان کو رب ہب لی
هدیاً بادشاہ آخرت علی کو۔ واذا رايت ثم رايت نعیما و مدکا کثیراً

اللہ عزوجل نے پانچ انسانوں کو صدیق کہا یہ یوسف کو یوسف ابیہ الصدیق اور یس کو داؤد کی کتاب
اور یس اندکاس صدیقاً انجیل کو داؤد کی کتاب اسماعیل اندکاس صدیق الوعد و مریم کو۔ و
امہ صدیقہ اور علی کو الذی جاء بالصدق و صدق بہ اس بات میں اللہ عزوجل کی یہ آیت بھی دلالت
کرتی ہے والذین امنوا باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون یوسف کے بھائیوں نے آپ کو دشمن
رکھا پھر آپ کے مطیع ہو گئے۔ یاس نے آپ کو دوست رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو قوم کے دشمن
رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھایا فرقعہ اللہ امید جناب ابراہیم سے فرودنے دشمنی کی۔ اللہ عزوجل نے اسے
بناک کیا بارہ نے اسے دوست رکھا۔ اسے بشارت دی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو قوم کے دشمن
رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔ زکریا نے اسے دوست رکھا۔ اسے بشارت دی گئی۔ انا نبشرک جناب علی سے ناصبیوں
نے دشمنی کی اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی شیعوں نے آپ کو دوست رکھا۔ اللہ عزوجل نے انہیں
جنت کی بشارت دی۔ یشتر ہم ربہم رحمة منہ

پانچ اشخاص نے اللہ عزوجل کی راہ میں اپنی قوم کو چھوڑ دیا۔

(۱) نوح۔ یا قوم ان کان کبر علیکم مقامی (۲) ہود نے انی اشہد اللہ (۳) ابراہیم نے
واعترکم وما تدعون من دون اللہ (۴) محمد نے نہایت ان عید الذین تدعون من دون اللہ
(۵) علی نے فاضیت علی التذی وشریت علی شیعی و صیرت علی اخذ الکظم و علی امر من العظم
پانچ اشخاص نے مجرب میں چیراں کو پایا (۱)

۱۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک سال تک اپنی موت کے بعد حکومت کرتے رہے۔ ما دلہم علی مؤتہ الابد
الارض (۲) حضرت داؤد علیہ السلام نے عفو کو پایا۔ فاستقر بہ زحراً کعاً و تاب (۳) جناب مریم نے جنت
کے کھانے کھائے۔ کلا دخل علیا زکریا المحراب وجد عندہا زقاد (۴) حضرت زکریا علیہ السلام
نے حضرت یحییٰ کی بشارت پائی۔ فتادته الملائکہ و هو قائم یصلی فی المحراب (۵) حضرت علی علیہ السلام
نے اہمیت کو پایا۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ

اللہ عزوجل نے حضرت علی علیہ السلام کو شکر میں روح علیہ السلام کے ساتھ مبعوث فرما دیا۔

جناب نوحؑ کے بارے میں ہے۔ انا کان عبداً شکوراً جناب علیؑ علیہ السلام کے
بارے میں کہا لا تریب منکم جزاً ولا شکوراً

حضرت یوب علیہ السلام کے صبرت مساوی قرار دیا۔ انا وجدنا لا صبراً جناب علیؑ علیہ السلام کے بارے میں
فرمایا۔ فجزاھم بما صبرو

مک میں حضرت سیمانؑ کے ساتھ مساوی قرار دیا۔ رب ہب لی مدکا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کے لئے
مدکا کبیراً ہے۔

نیکلی میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ دیراً یوازیہ حضرت علیؑ علیہ السلام کے بارے میں کہہ۔ ان ابواب
یشربون

وقایم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ دایراً عیسیٰ الذی دنی جناب علیؑ علیہ السلام کے بارے میں
یونون بالنذر۔

اغداص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ انا کان مخدماً اور حضرت علیؑ کے متعلق لمانطعکم
لوجہ اللہ

زکوۃ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔ اوصافی با صلوة و انز صلوۃ حضرت علیؑ کے بارے میں
انما ولیکم اللہ۔

امن میں حضرت محمد مصطفیٰؐ کے ساتھ یغفر لک اللہ۔ اور جناب علیؑ علیہ السلام کے لئے فوقہم اللہ
شر ذلك اليوم

خوف میں فرشتوں کے ساتھ۔ یخا خون۔ ربہم من فوقہم جناب علیؑ علیہ السلام کے بارے میں ان
تخاف من ربنا

مخافت میں اپنی ذات کے ساتھ۔ دھریطعم لایطعم اور جناب علیؑ علیہ السلام کے بارے میں
کہا۔ انما نطعمکم لوجہ اللہ۔

پانچ خصوصیات پانچ نبیوں میں الگ الگ موجود ہیں۔ لیکن جناب علیؑ علیہ السلام میں وہ تمام خصوصیات
ایک وقت موجود ہیں ۱۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہذا اللہ ضیف ابراہیم۔ ۱۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کلمہ اللہ۔ ۱۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام ما هذا ایش۔ ۱۴۔ حضرت زکریاؑ اور یحییٰ علیہما السلام

یوں کو واذکر فی کتاب

ق الرعد مریم کو۔ د

ہل کی یہ آیت بھی دلالت

بھیانوں نے آپ کو دشمن

یہ اور میں کو قوم نے دشمن

اللہ عزوجل نے اسے

نے مریم سے دشمنی کی اللہ

جناب علیؑ سے ناہیبوں

اللہ عزوجل نے انہیں

۱۳۔ ابراہیمؑ نے

عون من رب اللہ

لے اسی من العلقم

لی موتہ ادا بدت

جناب مریمؑ نے جنت

یت ذکر یا علیہ السلام

رت علی علیہ السلام

وکیان من بنی قاتل معہ (۵) حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فیستی منکم اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں دیطعمون الطعام ہے۔ آپہری کی شان میں آیت ہوالذی خلق من الماء بشراً ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام پھلی کے پیٹ میں مجبوس ہوئے۔ فنادی فی الظلمات حضرت یوسف دیرن کنوئیں میں ڈال دیئے گئے۔ ناسقوہ فی غیابہ بحب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں ڈال کر دریائے نیل میں پھینک دیا گیا۔ خالق یہ فی الیم حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے ان اضع الفلک جناب علی علیہ السلام پر سقیفہ کی مجلس میں ختم کیا گیا۔ اللہ احب الناس ان یتوکلوا

چار چیزوں میں برائے شخص خوف کھاتا ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی۔ شیطان۔ سانپ۔ قتل اور بھوک۔ شیطان کے بارے میں ہے۔ وقل اعوذ بک من لطمات الشیاطین سانپ کے متعلق فارحس فی نفسہ خیفۃ قتل کے بارے میں انی قتلت منهم نفساً بھوک کے متعلق وقال لفتناہ اتنا قد اتنا حضرت علی علیہ السلام نے شیطان سے جنگ کی۔ زردھا سے کلام کیا۔ کفار کو قتل کیا۔ اور مسکین یتیم اور یمیر کو کھانا کھلایا۔

پانچ انوار کو اللہ عزوجل نے پانچ مقامات پر رکھا۔ جس کا نتیجہ پانچ چیزیں برآمد ہوئیں۔ ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا۔ جس کا نتیجہ رحمۃ اللہ ملا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشانی میں قرار دیا۔ جس کا ثمرہ محبت نکلا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں رکھا۔ جس سے معجزہ ظاہر ہوا۔ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں رکھا۔ جس کا ثمرہ بیت ہوا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رعب کی وجہ سے فتح مند ہوا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام کی کلائی میں رکھا۔ جس کا ثمرہ اسلام ہوا۔ الذی ایدک بنصرہ وباموئنین

احمد بن حنبل عبد الرزاق سے وہ معمر سے وہ زہری سے وہ ابن مہربان سے اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابن بطلہ بائیں میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں راوی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من اراد ان ینظر الی ادم فی حلمہ والی نوح فی فہمہ والی موسیٰ فی مناجاتہ والی ادریس فی تمامہ وکمالہ وجمالہ فلینظر او هذا الرجل المقبل جو شخص آدم کا صدم۔ نوح کا فہم۔ موسیٰ کی مناجات اور ادریس کا تمام کمال اور جمال دیکھنا چاہے۔ تو اسے اس آنے والے شخص کی طرف دیکھنا چاہیے۔ لوگوں نے دیکھا۔ تو حضرت علی علیہ السلام اس شان سے تشریف لائے تھے۔ کہ گویا کہ آپ پہاڑ سے نیچے تشریف فرما ہو رہے ہیں۔

ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک لمحہ میں سات آسمان اور حجاب طے کر کے عرش کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ یہ اتنا سفر ہے جو پچاس ہزار سال میں بھی طے نہیں ہوگا۔ جناب علی علیہ السلام نے اپنی جگہ پر رہ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں اعلیٰ مقام پر دیکھ لیا۔ جناب علی علیہ السلام کا مرتبہ اور امانت نبی اکرم کے نزدیک اتنی ہے جس طرح جبرائیل اور میکائیل کا مرتبہ اور امانت اللہ کے نزدیک ہے۔

مفردات

جناب علی علیہ السلام پہلے ہاشمی میں جو دو ہاشمیوں سے پیدا ہوئے۔ آپ سب سے پہلے کعبہ میں پیدا ہوئے۔ سب سے پہلے ایمان لائے۔ سب سے پہلے نماز پڑھی۔ سب سے پہلے بیعت کی۔ سب سے پہلے جہاد کیا۔ سب سے پہلے نبی اکرم سے تعلیم حاصل کی۔ سب سے پہلے تصنیف کی۔ اسلام میں نبی اکرم کے بعد سب سے پہلے فہم پر سوار ہوئے۔ جناب علی خیر الاولیاء میں بنی تھے سب سے آخر میں علی سے بھائی چارہ قائم کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت علی علیہ السلام آپ سے سب سے آخر میں جدا ہوئے۔ سب سے آخر میں قبر رسول سے باہر تھے۔

باروت و باروت۔ عزیر نبی۔ سارہ کا بڑھاپے میں بچہ جتنا۔ جسے کا بد باپ پیدا ہوتا۔ بچی کا نوار و دنیا۔ عیسیٰ کا بچپن میں کلام کرنا۔ قرآن کا کلام میں لاثانی ہونا۔ اور جناب علی علیہ السلام کی بہس وری لوگوں کے درمیان۔

اصحاب کبف کا کتا۔ سویر کا گدھا۔ سامری کا بچہ۔ صالح نبی کی اونٹنی۔ اسماعیل کا سینڈھا۔ عجائب و نیا یونس نبی کی مچھلی۔ سیمان نبی کا بد بھلا چھوٹی۔ نوح نبی کا کوا۔ اوس بن اصفان کا بھیر یا اور تلوار علی عظیم السلام۔

اللہ عزوجل نے مومنین پر تین چیزوں سے احسان کیا۔ ایک اپنی ذات سے یعنی غیبت ان۔ سلسلہ نبی اکرم سے بعد من اللہ علیٰ امور مبین اذ بعث فیہم رسولاً جناب علی کے ذریعے قل بعصل اللہ ورجہ اللہ عزوجل نے چھ چیزوں کا نام حجت رکھا ہے۔ ۱۔ بارش کا واسطہ الی شاد رحمة اللہ ۲۔ توفیق کا وسیلہ اللہ عیبکم ورحمة ۳۔ اسلام کا وسیلہ من یشاقی رحمة ۴۔ ایمان داتانی منہ رحمة ۵۔ نبی کا دوا رسالت ۶۔ رحمة ۷۔ علی کا قل بفضل اللہ ورحمة

المصلین ثلث۔ امن هو قانت۔ وزه وجزاهم بما صبروا نكوة۔ ویوتون الرکوة۔
 صفات الذین بنفقون امواهم حج۔ واذان من الله ورسوله۔ بما واجعتهم سقابة
 احراج صبر الذین اذا اصابته مصیبة۔ وعا۔ الذین یتذکرون الله وقفا۔ یوفون بالنذر
 ضیانت اسمائکم لوجده الله تواضع۔ انما یخشی الله من عباده العلماء یسرقون کونوا
 مع الصادقین آپ کے آبار اہلاد کی وقتقت فی الساجدین آپ کی اولاد کی اسمایرید الله
 لیذهب عنکم الرجس اهل البیت آپ کے ایمان کی مدح کی۔ اسابقون اسابقون آپ کے علم کی
 رمن عنده علم کتاب قال النبی صلی علی ما عرف الله حق معرفته شیخی وغیرہ
 ما عرف حقہ۔ رفته۔ غیور الله وغیرہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علی! اللہ تبارک و تعالیٰ کو کما حقہ میرے
 اور میرے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔ اللہ اور میرے سوا تجھے کما حقہ کسی نے نہیں پہچانا۔

بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ حضرت علی علیہ السلام آسمان میں ایسے ہیں۔ جیسے سوچ زمین پر آسمان و نیامیں اس
 طرح ہیں جس طرح رات میں چاند زمین پر۔ بنی اکرم صلعم نے فرمایا علی علیہ السلام کی مثال بیت اللہ الحرام کی طرح
 ہے ہر شخص اس کی زیارت کو جاتا ہے وہ کسی کی زیارت نہیں کرتا۔ پھر فرمایا جب پانچ نماز تو تیار کی ہو رہا ہوں۔
 علی علیہ السلام کی مثال سورق کی طرح ہے۔ جب نماز پڑھتا ہے تو دنیا و دین ہو جاتی ہے۔

بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تم میری طرف سے میرے پیغمبر ہونے کے لئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ
 نے تبلیغ نہیں کی کہ آپ نے فرمایا۔ میں نے تبلیغ کی ہے لیکن تم میری طرف سے تفسیر کتاب پر تبلیغ کر دے۔

رسول اکرم صلعم نے جب علی علیہ السلام کو شب ہجرت اپنا جانشین بنایا۔ اور جنگ تبوک کے روز غطف
 اولیہ اور تحویف اعدا کے لئے اپنا خلیفہ بنایا۔ یہ بات جناب علی کی امت کی دلیل ہے کہ تم کو نبی سے دو
 منزلت حاصل ہے جو بارون کو موت سے حاصل تھی۔ جناب علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اور رات کے وقت
 اپنے بستر پر سٹایا۔ رسول اللہ صلعم نے جناب علی کو مواخات مباہلہ اور غدیر کے روز مقدم کیا آپ نے فرمایا
 جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اذا اخذنا من النبی من مبعثہم
 ومنک ومن فوج

بنی اکرم صلعم پیدا شد میں تمام انبیاء سے مقدم تھے۔ اور بخت کے لحاظ سے موخر تھے۔

بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ ہم لوگ آنے میں موخر ہیں۔ اور قیامت کے روز سابق ہوں گے۔ نیز آپ نے فرمایا۔

بنی اکرم صلعم کی
 نے اپنی جگہ پر رہ
 بڑیک آئی ہے

یوں پیدا ہوئے۔
 جہاں کیا سب
 پہلے بغلہ پر
 کی وفات کے

ہوئے۔ یحییٰ اور
 سب درہ

کا مینڈھا۔

ان کا بھیڑیا۔

اسلام۔

اللہ درجہ

اللہ (۲)

ایمان کا

حمتہ

الا

میں اور علی ایک نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ فرمایا ہم ابتداء میں مقدم ہیں۔ اور آہٹا میں مؤخر ہیں۔ محمد نے حمد کو زیادہ کیا۔ اور علی نے جندی کو زیادہ کیا۔ لوگوں نے علی کا حق غصب کیا۔ اللہ عزوجل نے اس کے بدلے آپ کو جنت عطا کی۔ وجہنا ہم بما صبروا الجنة

خلافت سے آپ کو لوگوں نے ملینہ کیا۔ اللہ عزوجل نے آپ کو اُزرت کا ملک عطا کیا۔ وَاِذَا رَسَتْ شَحْرُ رَايَتْ هَيْمًا وَمَلَكًا كَبِيرًا

جناب علی علیہ السلام نے ایک گروہ کو دو تہاں کھدی۔ اللہ عزوجل نے اس کے بدلے اٹھارہ آیتیں دیں۔ اب اسرار شریعت۔ اللہ عزوجل کی محبت میں نوروں کو کھانا کھدیا۔ اللہ عزوجل نے آپ کی جنت نوروں پر وجہ قرار دی۔ اللہ عزوجل کی رضا جوئی میں اپنے نفس کو صرت کیا۔ اللہ نے اپنی رضا کو علی کی رضا قرار دیا۔ شیخ اول نے کہا میں تمہارا خلیفہ تو مریا ہوں لیکن تم سے افضل نہیں ہوں۔ اللہ عزوجل نے جناب علی کی شان میں فرمایا۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا دَعُوْا الصّٰلِحِيْنَ اَوَّلِيْنَ لَكُمْ هُمْ خَيْرُ الْمَسِيْرِيْنَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَعْمَلِيْنَ۔ پانی کی دو قسمیں ہیں پاک اور نجس۔ علی پاکیزہ پانی میں۔ دھواؤں خلق من اسو بشر علی کے دشمن نجس ہیں۔ انما المشركون نجس

پاکیزہ پیز خود پاک ہوتی ہے۔ اور دوسری چیزوں کو پاک کرتی ہے۔ اس عین جہ خود نجس ہے تو دوسری چیز کو کس طرح پاک کر سکتی ہے۔ محمد طہور میں علی صعیب میں ہم محمد و ما فیہم و سعید۔ محمد ابوالقاسمین میں ماور علی ابوتراب ہیں۔

قرآن مجید میں اومن افسمن اور ارام من دس مقامات پر آیا ہے۔ یہ سب کے سب حضرت علی کے آپ کے دشمنوں کے حق میں ہیں۔ مثلاً افسمن کان من افسمن کان فاستقام۔ من ہوتا انت۔ افسمن کان عسفی بینہ۔ افسمن ترح۔ اللہ صدرہ ندسرا۔ افسمن یسلم۔ اللہ انزل ایک من ربك الحق۔ افسمن یستو حکماً علی وجہہ۔ افسمن زین سوء۔

حضرت ام جعفر صدوق علیہ السلام نے فرمایا۔ اومن کان صیتاً فاحی سینا کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں مردہ بھی ہماری وجہ سے موتیں اور زندہ بھی ہماری وجہ سے جیتے ہیں۔

ابوہامد یہ غزیرہ۔ انش سے وہ ابوصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت افسمن وعدناہ وعد حسنہ حمزہ جعفر اور علی کی شان میں تازل سوائے ہے۔

مجاہد اور ابن عباس سے بیان کیا کہ آیت ارحم الراحمین فی النار خیر۔ وہ بعد بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے آیت ام من یأتی آثم من غضب اللہ سے مراد امیر المؤمنین ہیں۔ پھر اللہ عزوجل نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا کہ ارحم الراحمین کی کوئی کمی دی ہے۔ ارحم الراحمین تھو۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے منفرد فضائل

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اہل بیت عظام کا ذکر کیا ہے لیکن اس سے مراد علی علیہ السلام کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود رکھ لکھا ہے۔ نفس نے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے ذریعہ اللہ عزوجل نے لوگوں کو فرمایا آیت بیعتی و جہد۔ بہت کچھ ہے اس سے مراد۔ مومن جو علی علیہ السلام سے فرمایا۔ نحن و جہد اللہ ہم اللہ کی وجہ ہیں ونحن رایات ہم آیت ہیں۔ ونحن البساتین مہربان ہیں۔ ونحن حدود اللہ ہم اللہ کی حدود ہیں۔ ابو الغارب امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ ابی عوف اختم بجمہد اللہ سے مراد علی ہیں آیت تجہی با عینک کے تحت۔ ہم اس روایت سے ہیں کہ ایک شخص نے جس کا سر مجموع تھا حضرت عمر کے پاس آ کر جناب علی علیہ السلام کے قدموں پر بیٹھ کر شہادت کی جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس شخص کو سزا سے گزر دیا تھا۔ یہ ایک عورت تھی جسے ہم نے رہا کر دیا تھا۔ اس سے وہ بات سنی جسے میں نے اسے گھڑا تھا۔ حضرت عمر نے کہا۔ اللہ کے پچھو جو سوس ہوئے ہیں۔ علی علیہ السلام زمین پر اللہ کے پاس کس ہیں۔

صمعی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ یہ حرم اللہ حرم اللہ کو دیکھ رہا تھا۔ حضرت عمر نے اس شخص سے کہا۔ چلے جا۔ تمہارے خلاف اللہ عزوجل کے پاس سوا میں سے ایک ہوس اور اللہ کے پردوں میں سے ایک پردے کے کوئی دی ہے یہ تو اللہ کے دیال ہاتھ ہیں۔ اللہ عزوجل جہاں چاہتا ہے، نہیں رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اسے ابوذر اشجی سے نکال دے۔ والا قیامت کے روز اذی اور گونگا محسوس ہوگا۔ قیامت کی تاریخ میں ہاتھ پاؤں مانگا ہوگا کہتے ہو گا اس میں سے جناب اللہ کے بارے میں کوئی ہی کی اور اس شخص کی گردن میں آگ ہے طوق ہوگا۔

محمّد نے حمد کی اس کے بدلے آپ

و اذا آیت شد

آیتیں ہیں

کی ہجرت لوگوں کی رضا قرار دیا۔

کی شان میں

نفس ہیں۔

کے لئے نہیں

نور دسریں

ہیں میں ماور

علی کے

انہیں

کے من

کے لوگ

حضرت امام جعفر صادقؑ حضرت امام سید سجادؑ اور زید بن علیؑ سے روایت ہے کہ اس آیت میں جناب اللہ سے
 مراد حضرت علیؑ علیہ السلام ہیں۔ آپ قیامت کے روز مخلوق پر اللہ کی حجت ہوں گے۔
 امام رضا علیہ السلام نے جناب اللہ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے جناب علیؑ کی روایت مراد ہے۔ امیر المؤمنین
 حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ انا صراط اللہ میں اللہ کا راستہ ہوں۔ انا جناب اللہ میں اللہ کا پہلو
 ہوں۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کے نام اور القاب

صاحب کتاب الانوار نے تحریر کیا ہے کہ اللہ عزوجل کی کتاب میں جناب علیؑ علیہ السلام کے بیس سو نام
 موجود ہیں۔ احادیث میں ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر طور پر جانتے ہیں۔
 حضرت علیؑ علیہ السلام کو آسمان و ارض شمس و قمر کہتے ہیں زمین و آسمان میں جو کچھ ہے
 منصوم ہیں۔ عرش پر معین ہیں۔ رضوان کے نزدیک۔ امین۔ حورین کے نزدیک۔ اصحاب صفہ ابراہیمؑ
 میں حزقیل۔ عجزیہ میں بقیا طیس۔ سریانی میں شرویل۔ تواریت میں ایلیا۔ زبور میں اریا۔ انجیل میں بریا۔ صوف
 میں حمرا عین۔ قرآن میں علیؑ بنی اکرم کے نزدیک ناصر۔ عرب کے ہاں علیؑ۔ ہند کے ہاں کبیر۔ ایک روایت
 میں لکرا یا ہے۔ روم کے ہاں بطرس۔ اذین کے ہاں فریق۔ ایک روایت میں۔ علیؑ مدس۔ صندپ کے
 ہاں فیروق۔ فارس والوں کے ہاں خبر۔ ایک روایت میں فیروز ہے۔ ترک کے ہاں تیر باغیل۔ ایک روایت
 میں راج ہے۔ خوار کے ہاں برین۔ بظ کے ہاں کرنا۔ دیلم کے ہاں بنی۔ ذبیح کے ہاں جنج۔ حبشہ کے ہاں تبرک
 شیا ملین کے نزدیک مدر مشیرین کے ہاں میت الہمر۔ مومنین کے ہاں سحاب برضا۔ والد کے ہاں حرب
 ایک روایت میں ظہیر ہے۔ ماں کے نزدیک حیدر۔ ایک روایت میں اسد۔ دایہ کے نزدیک میمون
 اور اللہ کے نزدیک علیؑ

متوکل نے زید بن حارثہ بصری مجنون سے علیؑ علیہ السلام سے متعلق پوچھا۔ تو اس نے حروف تہجی کے
 اعتبار سے جواب دیا۔ علیؑ الامر عن اللہ بالعدل والاحسان۔ اباقہ علوم الادبیات۔
 التالی سورۃ لقمان۔ المشاقب لحجاب الشیطان۔ المجامع احکام القرآن۔ المحاکم بین
 الانس والجان۔ الخلی من کل زور و بہتان۔ الدلیل عن طلب البیان اذا کفر

ربه قد سر والاعلان - الراهب ربه في الليالي اذا اشتد الظلام الزائد الراجح
 بلا نقصان - اسائر لعورات النسوان - الشاكر لما اولى الواحد المنان - الصابر يوم
 الضرب والطعان - الضارب بحسامه رؤس الاقران - الطالب بحق الله غير متوان
 ولاخوان - الظاهر على اهل الكفر والظفيان - تعالى علمه على اهل الزمان
 الغالب بنصر الله للشجعان - الفائق لسرور ولايدان - القوي الشديد الامر كان -
 الكامل الراجح بعد نقصان - اللازم لاواهر الرحمن - المتزوج بخير النسوان -
 الناحي ذكره في القرآن - الولي لمن والاه بالايمن - الهادي الى الحق من طلب البيان
 اليه السهر لمن اطلبه بالاحسان -

حروف تهجي کے لحاظ سے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے نقاب

ہمزہ

سید النبیاء - نور الاصفياء - هادي الاولياء - تبلة الرحماء - قدوة الاوصياء
 امام الاقياء - امير الامراء - امين الامناء - ثمال الصغفاء - غصاة الاعداء - مرشد
 العلماء - مفقه الفقهاء - اعلم القراء - اذنى ذوي القضاء - ابلغ البلقاء
 اخطب الخطباء - انطق الفصحاء - مجيز الشعراء - اشهر اهل البطحاء - واشهد
 ابواشهداء - زوج فاطمة الزهراء - صاحب الراية واللواء - دافع الكرب و مقر
 الاولياء - مذل الاعداء - السابق بانوار - تالي اهل الكساء - مضيع حشرة الحروب
 بالاملد - الخارج عن بيت المال صفرا - من صفراء - والحمراء - والبيضاء اعلم من
 فوق رقعة اقبراء - تحت اديم السماء استن المذجاة في ظلمة اللبلة الميلاء
 حجة سيد الانبياء - مقدم الرصيين - منقياء خليفة رب الارض و سما - ما غرته
 سمر - ولا بيضاء - ما سببة صفراء - ولا حمراء - ما اعجبت به عين ولا حوراء - لا مزرعة
 خضراء - ولا مدرعة دكناء - ولا بريدة انصاء

الف

امظهر اجتنبي المنذر المرتضى - امامون مقتدى - الغطة الكبرى -
 العروة الوثقى - الامة الكبرى - الحجة العظمى - المحنة لورى - المسبب الاعلى -
 المستقيم على الهدى - امام اهل الدنيا - شقيق النبي امصطفى - بيت اشرفى -
 غيث السدى - حنف العدى - مفتاح الهدى - قلب رضى الهدى - مصباح الدجى -
 جوهر انتهى - بحر النبى - سعاد الوغى - قطاع السلى - شمس الضحى - البراقى فى
 ام القرى - امير باعظم البشرى - مطلق ملك فيه موثر الاخرة على الراوى - رب
 الاممى - بعيد امدى - مشيد الفتوى - نصير هارون بن موسى - مولى من له رسول
 الله مولى - كثير الحدودى - شديد القوى - سالك الطريقة اشلى - المعتصم
 بالعرفه الوثقى - المفتى الذى انزل فيه هل الى - احكام من ارتدى - اشرف
 من استدى - اعلم من ابتدى - اجلى من عبنى - انقل من راح وقتى - اى اتجمع
 من دكيب دشتى - اهدى من صام وصلى - مكانح من عصى - شق فى لابن الله - حصه -
 - اتب حق الله ذين البروتقى - اسدى ما اصبغوا العباء سقه عن قرنه ما تب -
 اقام الحجة - نزهى - جلاقتم اشرى - روحى - شمس الضحى - بدر الدجى نجم اهل
 النجباء - علم الهدى - ابن عم المصطفى الملقب بالمرتضى -

البراء

كشاف التريب - مضائق السبب النسيب - معطوف السبب على النسب -
 انصهر من باشر ف الاصل والحد سيد الذى شى الامم وزيب - مسترع مكار الخشب -
 ادمى الادب - - صغر حرب - منزهة - سيمى العربى - رحمة الكنية زاييب -
 لهيب والمصراب - لطعات واعتر - - - - -
 سقايب - محذون كالحرا - - - - -
 - - - - -
 - - - - -
 - - - - -

ابواب ما يبر الاصحاح . جديده الرغبات في اطاعات والشواهد . بالى حبس باب
 اثنت الشياطين . روائى العصب . معسول الخطاب . عديم الحجاب . والحجاب . ثابت
 اللب في مدحض الاسباب عديم اشياء واضراب مرشد عجم واهراب . ذوا غراب
 وذوا غراب . من جمع بين غنم ونضاب واسل ونضاب . احمد الصبر على من مصاب .
 وعلى كل اوجاع واوصاب . الذى يذهر به كى محراب يوم امهر رقاب ربه مضراب
 رقاب . مقدم جفان غراب . مجدل الاتراب معقرين . ستراب . مستى بزي تراب الامام
 المحارب . ليس ببيان ولا هارب . نحن برسول والاتح والصاحب . ولى مدبر . ذاب . خوافى
 المواقب . بذال الرغائب . امكر يجرى بقراب والاقارب . الحلال مشكلات نقراب .
 الذى لم يخرج بعد الانبياء . شبه فيما بين اصعب واسترب . لى صمراخلان
 ولرضى الله طالب . كثير اثبات . رفيع مراتب . غلب كل غاب . على بن ابي طالب . معصوم
 من العيوب . محجوب الى القلوب . منبأ مما نبأه الله ورسوله من الغيوب من عدم مكنون
 لمحجوب . المضروب ليقال الكفر واضعوب محبيب رسول الله . ربيب بنى الله . صاحب
 القهاية والقهاية . كاسر اصم الكعبة . بيت . اذ يته . افتر الصباية . لذى من صفاته
 البتيان والبيت . باب والبحر والبيئة . وبترى . وبشير . وابير . واباس . وابلا . و
 ببقية . وابلوى .

ت

منه العبادات قاصم العداة . اذقت ح النجاة . امفرج للمشكلات اسبق بالخيرات
 التالى للرايات . القبلة . سادات . ولى الخيرات كاشف الكربات . مبرين مشكلات . دافع
 امعضلات صعب معضرات عين حبة . سفينة لجة . خواض الغمرات . حامل الامور
 واسرايات . مولى الاعداء والولايات . منكر العزى واللات . كان للنبي حسنة من حسنه
 مشتقة من كرم نفسه وذاته . يتأذى بأذاته . ويتسام شكاته وسدته . تتخذ
 عينه نقذاته . دعا الله بالالة ذى مراتب . معاواة ذى معاواة . كان لرسول الله
 عضداً غير مفتوته . ويد اغير مكتوته . شته غير منقوته . اورا تها ر عمر مكتوته . لذى

من محمد، القاب، والتسليم والتذكرك، تابع، است، و.

ش

حضرت کے نام، الثقل، الثواب، الشدة.

ج

جانی، جامع، جار، جوار.

ح

حج، حجب، حیدر، حکم، حامد، حمید، حبر، حن، حبر، حنہ، حانہ،
حلیہ، حامل، حامد، حامد.

خ

خیر البشر، خیر بریة، خیر الامة، خیر الناس، خلیفہ، خالص، خازن،
خاسع، خصم.

و

سید مرشد، منعم، مویّد، عالم زاہد، متقی عابد، داعی شاہد،
مسن فائد، مفتح مشاہد، امجدود فی المراقف وامشاهد، عصرة منجود، ومن
الذین احيوا اموات، لا مآل بحياة النجود، ومن الذین سیماهم فی وجوهہم من اشرا السجود
خليفة الرسول في مهادة، موضع سدة في اصدار لاد، صيغ عرايلت اضداد
ابو اولاد، منجن وعدة، انوفى بعهد، جعل الله هذه اولاد، كبد هذا الكيادة
هو الذي كان لجنود الحق سيداً، مكوس اعطاء يداً وعضداً ومدداً الذي كان من
السمائم يداً ودداً، هادياً، مويّد، اسداً، اساجداً، سيداً، اباً، والداً، ولد اور
بيضة البلد.

ز

ذکر، ذاکر، ذائد، ذیبة، ذوالقربی، ذوالحن، ذوالنورین.

امام طاہر۔ قمی باہر۔ مارتاہر۔ قرأت زافر۔ اسد خاور۔ دیمع پاکر۔ خیر
 ذکر۔ صدیق اکبر۔ تسبیح مختار۔ موت حیر۔ عذاب اکبر۔ پوشیدہ۔ پوشیدہ مسی
 مجید۔ وسادرات ماحید۔ ہوائی کویک لائشہر۔ وائشہر۔ نور۔ تصور کر۔ نہ نہ
 امصدر۔ الصافہر۔ مخیر۔ مزعم مہدور۔ صاھر۔ مخیر۔ صمد۔ مذکر۔ صاحب برادہ
 شریخ خم و خیر۔ ہی احد۔ حنین۔ خنثی اور بدر اکبر۔ ساقی اراد کوثر یوم۔ مختار۔ من
 عتی رسول اللہ۔ یشسہ کوثر۔ ایمان بنیر۔ لیل ستیر۔ حجر مستیر۔ امام۔ وصی خنثی۔ ابن
 سم۔ اخ اندر وزیر۔ مذی کان بعد ازاد۔ المسمن مجیراً۔ ما تو یار الکافرین مہیر۔ بحیر۔
 مبارز و امیر۔ نکوس اعطاء علی القصر امدیو۔ حتی اتزل فیہ دق اهل بیتہ لذت
 ظہر ہم نہر ظہیر۔ یحمرن شعہ۔ حبه۔ کینار بیہ و سیر۔ دم مختار۔ معروف
 بلا انکار۔ واعظ۔ المنصع والاسدار۔ قاتل المنافقین۔ کفار۔ مقصص۔ بحیر۔
 صاحب ذی الفقار۔ قاتل عمرو۔ مرید و ذی الحمد۔ کھف راخیر۔ مجید راہر۔ منی از خیار۔
 قمر دقہار۔ شمس فجر۔ نسیم۔ جنة و انار سید المهاجرین و لادنار۔ ضو جعفر جبار۔
 ابن عم النبی المختار۔ کمار شہر فرار۔ امیر امیر۔ قاتل الکفرہ۔ دافع الشجرہ
 ثاقب عیون السحرہ۔ شمرۃ بیعتہ لذی م بخالف اللہ طرفۃ عین فیما امرہ۔ مسعودی
 یوم غیرہ حید۔ ۵۔ اخو رسول اللہ و وزیرہ۔ وصیہ۔ مشیرہ۔ عین الکرم خرا رتہ۔
 معدن العلم و شوارہ۔ لعل یطرب فی الدیبا امارۃ۔ و لا لہا غمارۃ۔ شفیق الخیر۔ ریسق
 الطیرۃ الذی تدع باب خیر۔ قسح غود منیر۔

آپ کے القاب۔ امیر المعروف۔ امیر بانعدل۔ دل اور آخر۔ طاہر۔ ظاہر۔ صہید۔ صہید بنیر
 شاکر۔

آپ کے صفات۔ ابائی انویسہ۔ داعی الی البر۔ رضوان۔ رجل۔ رجال۔ راسخ۔ راسخ۔ حمزہ۔ رتہ۔

ز

حلال الحجاز۔ اسد ابرار۔ المنفق علی الاعواز۔ انذی لا یعاصد۔ بیس۔ ارہور۔

لا یلخذ ع بعدی الرکاز۔

حضرت کے نام۔ زعیم۔ زاهد۔ زلفی۔ زیتون اور زید

س

شمس اشموس۔ انس النفوس۔ قاصع الکفرۃ والمجوس۔ محترامات مقدوس۔ من قال
فیہ الرسول لا تسبوا علیاً فانہ فی دست ینلہ محسوس۔ حکیم الشمس۔ محی النفس۔ ثانی فی
الخمس۔ بری من کل انس الحبيب عند الوحشة الی کل لادناس الحر والمحکمة۔ مارتہ
الانکس۔ الوالقوة۔ واشوکسة والباس۔ خیر ابتر۔ خیر الامۃ خیر الناس۔ سم۔ نفسه
جید ابقول ترسہ۔ ابقی فی امتہ حتی القیامۃ غرسہ

حضرت کے نام۔ سفینہ۔ ساح۔ سابق۔ سائت۔ ساجد۔ سبیل۔ سم۔ سنہ اور سید۔

ش

اصبع قریش۔ ہر چیز ہمیشہ سے۔ من اللہ بخفۃ وطیش راس ضعف لاسلام
احسن ایش۔ لم یثبطہ عن اصلاح الامۃ رقة خد ولا ند اذۃ خیش

ص

حضرت کے نام۔ صادق۔ صلیق۔ صابر۔ صفی۔

حضرت کے صفات۔ صہر۔ صاحب۔ صالح۔ صفوة۔ صوم۔ صف۔

ض

انذار عن الحوش۔ الواصل الی یروض۔

حضرت کے نام۔ دین۔ دہل۔ دار۔ داعی۔ دابة لارض۔ لم یکنز ذہباً ولا فقة۔ لم
یعشق سفة ولا بغتہ بل کانت دموع عینیہ من خوف ربہ منفضتہ

ط

المیزان بالقسط الجوال علی الصراء۔

ظ

الذکر اذ انسیبت الحفۃ۔ المصقع اذ اتقصر تواعاظ۔ الکافم اذ طاس ب یغید

المقتناظ - ذو الاذن الواعية والسيد الباسط والقلب الحفاظ .

ع

السيد الاربع - د هجاء ومفزع - وامنهل ومكرع واسجد الانذع - بصين
لاصلح - عبل الذراع - طول ابداع - حفوظ انزع - لمسبح اسارع - لمصدق امتفع ،
السبيل الشارح - اطول بني هاشم باعاً - امضا هم زماعاً - ارحبهم ذرعاً - اغترهم مماعاً
اكثرهم اشباعاً - اشهرهم قراعاً - اشد هم ضراعاً - غنرهم متناعاً
حضرت کے نام - علی - العام - العدم - العدن - العباد - العابد - لعذاب - العادل -
العصر - العزیز - العروة - عین الله - عنوان صحیفہ امومنین .

ع

الدامع - ابلع

ف

سید اشرف - اکرم العزیز - سامی المینق - المعصوم الخفيف - ديات
انعيف - مردق الكف - ذو الرجف - مذفس نخوب - قتل اللوب - مخرق صفوف - مذی
عن المنكر والامر بالمعروف .

حضرت کے صفات - الفتر - المفتی - الفاروق - الفطرة - نقصر نقاص - نفیر - فخر -

ق

الامام الصادق - بحینف بحق - مسائر حق - القادر بالصدق - فقی فیدان لافوق
سید امہاجرین علی لافلاق - ساق المسیرین الاتفاق - سم تعفہ نفیة الاصلاح عن -
مواصلة الاتفاق - ساد اتفاق النفاق شاق جما حم دی شقاق کثیر اهل بش و بحجاسرو
انعرق - شجاع حلق لایصل عند استلاق - لیدی صدق رسول الله فصدق بخاتمہ فی رکوعہ
تصدق الذی اعتصب بامہاجرة و بحیدرة نفوق - دفوق فی عموم وحقق - ویربقتل
الولید فی بدر و اهلک عمر و فی احذرق - مزرق من انشاء بحروب ماسرق - غرق فی
لججة سیفہ من اسودا معارک - من غرق شہاب صرمہ من شیا طین الہیج

من عرف حق سنوئی الاسلام واتقی - لاداء حقاً - جهام سرق
حضرت کے نام - بتائید - بقسم - لقات - ثانی - ریں - الق - حق - تقصیر - تقدیر
القیف - القوی - قیہ - القلیں - انقول - لقصر - المشید - بقدم -

ک

من جعل الله بيأسه وم - امره قموه عن حصن خيبر دكا - قمره بجاعة وشكة
مشید بطب ذكوة صیت حم - فی خبر و م - خلق علی صورته فی حید عرشه
مکا -

حضرت کے نام - الکافی - رکبته - الکتاب - الکواب - الکرار - الکثر - الکف - کاشف

ل

الامام عادل - المربط المقاتل - امير الحق - ثبت الحق - خائف لتعلل الزكي
الاصل - ذكره بآخر - يوم فصل الامام عادل - اولى بالنظر الاخر راو - فحل است
يوم الفزع والهلون - صحر - انعامه الطول - بقوة - امور - متفق - بقصر - فدون - بقور -
ضربام يوم لجمه - من ور له الشمس تنقله صف - ترك المنب ضراب القل - طيف البيض
ولاسل شجاع اسهل و جسد نفس رسول الله يوم امبا هده - باعده امساعد يوم
امسالة - خطيبة امصقع مقادله - روح ابستون - خوارسوز سيف الله امسوز
جواد اخلاق امامون - عجاج البهول - العاه - مستور - بحق بطل - ملين الحسني بدین
العاطل - عليه في استاويل تعويد - له في استنيزد تفصيل - لد في كل تحمل فضيلة تتفليس
رابة اصيل - وبراہ تحمير - نواله الجليل - وجیه - بجلد - الذي هرب الحارب الكفرة
والفجرة باستنيزل والتاويل - الذي مشع مد كود في التورة و الزبور ولا نجس - يعز
له من ذريقه - له - فوصل محله حياته جسمه وى - اسمه جنى اسمه على -

م

لا سام المعصوم - الشهيد المظلوم - نفيس المرحوم - المحسور المشروم - باب
المعلوم - جميع اعيان يوم تمد المعلوم - سر النبي - مهيموم - تسد من خوف الله مغموم

لأجل دين الله - وهووم - باب انعام - حجة الخصم - امام الانام - مزين الايام - ابرار الانعام
 بيدفنه ظهري الاسلام - وهو يوم ماتي غلام - ساد الانام كسر الانعام - اطلال الفيام
 كثر انصيام - اقل المنام - كسا الايتام - نفى الاعلام - نثي الاسلام - اعلم الطعام
 علم الكرم اللسام - استعمل الاقتدام - اهدى الامجاءم - عمل الى نقد - لحقوق الافداء
 الهادي الى دار السلام - الداعي الى دين الاسلام - الصديق الاكبر في الانام - الفاروق
 الاشقم - بين الحلال والحرام - لم يشرب المدام - لم يقرب الاثام - الذين انقروا نقرن
 انقيم - مولى الرحيم - البناظر العظيم - اصراط المستقيم - الفاروق لا عنهم - الامام
 محترم - ما عبد ضماً - لا استعمل محناً - بحر علم - دعا حكمة وحكم - بطين من نعم
 منبع العلم - مستقر العلم - قد نجيت ثمار النصر من غم - التقطت جواهر الحكم من
 قلعه - مدحه جبريل من قرنه الى قدمه - تحرم مصر من بحر مه - انصح العالمين
 بعد نبى الله كلاماً - الرهم في كل مقام خصاماً - اكر من نفيف اكر اماً - اقدم
 القراية والصحابة اسلاماً

حضرت كتم مفتح، المثل، المقدم - امون امتوسم - اميمون - ابارك - المخاصم

ن

امير المؤمنين - امام المسلمين - سيد الوصيين - فارس المسلمين - امام العالمين
 نور المطيعين - راية المجتهدين - قائد لغر محجلين حجة الله على العالمين - قاتل
 الناكثين - واقفاطين - روح سيده نساء العالمين - بيد الله لك وامر كين
 غياظ المنافقين - صالح المؤمنين - اول السابقين - انضى المجاهدون - خير الرضين - احسن
 المجتهدين - زين العابدين - بصوب المؤمنين - وادي - نفس ايقين - محسن حصين - خليفة لاديس - احسن المعينين
 روح - يمكن - وارث علم النبيين - جبر الله - متين - سانه الناطق بالحق المبين - انفس
 الناس بعد رسول الله اجمعين - انجيت اثنين - امت من المبين - موطن الامين
 منصور امين - غرة المهاجرين - صفوة الله شريين - الازاع - بطين - انزع من شرك
 بطين من العلم واليقين - عنوان صحفته المؤمنين - كان والله بالليتين وعون

الضعيف ومعمار الدين . كنز الماسكين . انهم من طبه جند الشياطين . اعتضد
ببصرته خاتم النبيين . انزل الله في شأنه يا ايها النبي حسبك الله ومن اتبعك
من امونين .

حضرت كرام . هارون . زيتون . محسن . يقين . ماسجد للرشق . ماحكم بانظن . زاده
الله بسطة في العلم والجسم . فليد در البراهن . اجل الثقلين . اسابق بالشهادتين
المجمل بالسبطين . من ردت له الشمس مرتين من جبردا سيف كرتين في حياة النبي
وبعد في العالمين في علمه وعمله ذو شرفين في سيفه وجهاده ذو الغفلين . في
صهره وصهرته ذوالحسين . في ابيه واسه ذوالنبيين . لانه اول من ولد من
هاشميين . في نفسه وزوجته ذوالريحانيتين . في ولايه ذوالنورين . ذوالسبعين
ابوالحسن ابوالحسن . مهاجر . هجرتين . مباح اسفين . المصلو في القبليتين . الحامل
على فرسين . العنارب بالسيطين . الطاعن بالرحمين . اسمع كل ذي كفين . انصح كل
ذو شفتين . البصر ذي محسنين . اسمع ذي اذنين . ابطل ذي يدين . اقوى ذي
عضدين ارمي ذي ساعدين . حسين ذي زندين . افرس ذي فخذين . قوى ذي
رجلين اهدى كل من تامل العجدين . اعلم من في الحرمين . قاضي الدين . صاحب
بدرواخذ وحسين . سخ لقدمين بين عسكرين . قائد افراس . العراقين فارس
منبري الحرمين . لذى م يعص الله طرفة عين . سابق بالبرهان المشهور بالايقات
المعروف بالاحسان . المشهور في القران . فقي القران . بتيان . في التوراة له البرهان
في الانجيل له البيان . في الصحف له الذكران . يعلم مع الجن والشعبان . مقاتل مع
الاس والجنان . افعى به الحرمان . اذعن بالفصل له العمان . سلمه نور وجهه القران
من عليه استهل اشهر ان . بابوته يتشارت في فضل الحسان لذى اوى اسنى
ناقر جيا عينه . قضى منه ميتا دينه م يفرق نبي بين نفسه وبينه . صاحب الحديث
صاحب السكينة . المشيد بالسقية . مهيت ابداعة ولحي اسنه . القائد الى الجنة . القاسم
بالقرض واسنه . المهيب في الآس والجنة . معروف في اجهاذ الائمة ذوالباس واعنه

والاحسان بلامه . کاتب جواز اهل الجنة . الحق عن بيانه . السكينة على لسانه فقل
عيون الفتن تحمل في ذات الله انواع المحن . اقدمهم اجابة ويماناً . اقومهم
نقبة وایقاناً . اعظمهم حليماً . علماً وبيانا
حضرت کے نام . النفس . الناس . النسيب . النور . النجم . الناصر . النصرة . النعمة
النعم

و

واسطة . قلاوة . الفتوة . نقطة . دائره المروءة . صلتی شرفی الابوة والنسوة .
حائز مميزات النبوة . سيف النبوة . الف الفتوة . سيف الذي . لا يثبو . نور الذي
لا يخبو . ذو الحلم الذي يجبو .
حضرت کے اقرب اولو العلم . اولو اللب . اولو الامر . اولو الارحام .
حضرت کے نام الوزير . الوسيلة . الولد . الوارت

و

اخو رسول الله وابن ختمه . خصيص به كائن امه . اناب عنه كسيفه وسمه كشف
كر به وغمه . صدمه في طبعه وزمه . صيد طحمه . محمده ودمه بدمه . المحبة بعلمه
اموالامة . مقتدى الامة . مزيل النعمة . خليفة في امته ختمه على ابنته .

ل

حضرت کے نام . لامبر . لامين . لاجون . الامة . لماننة . الادلي . الافضل . الاحسان
الاية . الاذن . الاذان .

حضرت کی صفت . الاسلام . الاخ . الانسان . الايقان

ی

على اهل . اوصى . اوى . الهاشمي . ملكي . المبرني . الراسي . بطبو المبرني . مرضي . داني
العصدي . الاجودي . القوي . الحرمي . اللودي . الاربعي . المولوي . الصفي . الوفي . المهدي .
السنخي . الزكي . التقي . الشهي . الذي كان يلقب به من قبله .

صبیحاً۔ ہر وقت فی البریۃ امینہ فی الوصیۃ اعلم الناس فی القیۃ۔ افضہم عند اللہ
مزیۃ۔ وری اللہ۔ وصی رسول اللہ۔ سدید برائی خیر اللہ۔ متقی المصدق۔ المہدی
المحسن۔ المتادی امصباح المہدی الخیر الرضی۔ الامیر فی الزکی۔ المصطفیٰ بحسب۔ مراد اللہ الوثقی
امینہ الاعلیٰ۔ وصی رسول اللہ المصطفیٰ۔ انقلب بالمترقی

لا شرت کے نام۔ امہاجر۔ اموتی۔ المجاہد۔ امشتری۔ لولی اموتی۔ امترسم ومصلى۔ الموتر۔ و
امزکی۔ مستغفر۔ والمتقی۔ الرعیۃ راعی۔ اموزی والداعی۔ المنفق والمنہجی۔ المورید
واعلنتقی۔

حالات امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام

تہوار۔ زرد اور مرکب کا ذکر۔ بیت انزلنا الحديد۔ کے بارے میں سدی ابوصاح سے
جنت سے نکلے۔ تو ان کے پاس ذوالفقار تھی جو جنت کے چھیلی کے پتے سے بنائی گئی تھی۔ یہ عباس
شدید کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے دشمنوں جن اور شیاطین سے اس کے ذریعہ جنگ
کرتے تھے۔ اس پر تحریر تھا کہ لگا تا میرے انبیاء یکے بعد دیگرے ایک نبی کے بعد دوسرا نبی ایک صدیق
کے بعد دوسرا صدیق جنگ کرتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اس کے وارث امیر المومنین ہوں گے۔ پس اس کے ذریعے نبی
آئی کی طرف سے جنگ کریں گے۔ منافع الناس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت محمد صلعم اور علی علیہ السلام کو
یہ تلوار ناندہ دینے والی ہے۔ ان اللہ تعالیٰ عزیز اللہ عزوجل اس کے ذریعے کفار کو عذاب دینے والا ہے
ہما۔ سے تمام اصحاب نے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں حدید سے مراد ذوالفقار ہے۔ اللہ عزوجل نے
جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اسے آسمان سے نبی اکرم صلعم پر اتارا۔ اور نبی اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو دے
دی۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ذوالفقار کہاں سے آئی تھی؟ آپ نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام
آسمان سے لائے تھے۔ اس کی شکل چاندی کی ہے اور میرے پاس موجود ہے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں میں ایک لوطیے کا بت بنایا گیا ہے۔ حضرت
علی علیہ السلام نے تشریف لے جا کر اسے توڑ دیا۔ اس سے دو تلوار بنائیں۔ ایک کا نام مخدوم تھا۔ اور دوسری کا

ذوالفقار جن کو غیر معقول نہ ڈھالا تھا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو جنگ بدر کے روز ہاتھ لگی تھی۔ آپ نے اسے منہ بن منہ
سہمی سے چھینا تھا۔ اور اسے قتل کر دیا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص بقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بھیجے تھے وہ ان میں سے جو
ایک روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے غزوہ بنو مصطلق میں منہ بن منہ حجاج سہمی کو قتل کرنے سے بعد
اس سے لے لی تھی۔

ایک روایت ہے کہ یہ ایک کھجور کی شاخ تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا نقاب دھن ڈال دیا۔ اور وہ
تکوار بن گئی۔ ایک روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اور آپ نے جناب علی علیہ السلام
کو دے دی۔ پھر امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے پاس رہی۔ آخر کار امام محمدی (عجل اللہ فرجہ) کے پاس پہنچی۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا۔ اس کا نام ذوالفقار کیوں ہوا؟ فرمایا۔ اس کے ذریعے
جس پر امیر المومنین علیہ السلام نے ضرب لگائی۔ وہ دنیا میں زندگی سے اور آخرت میں جنت سے محروم رہا۔
یکلینی نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی تلوار کا نام ذوالفقار
اس لئے ہوا کہ اس کے طول میں ایک خط تھا۔ جو پشت کے ہرہ کے مشابہ تھا۔ اسمعی کا خیال ہے کہ اس پر فقار
فقر سے تحریر تھے۔

تاریخ ابو یعقوب میں تحریر ہے کہ اس کا طول سات باشت اور عرض ایک باشت تھا۔ اور اس کے وسط
میں ہرے تھے۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا وہ آسمان اور
زمین کے درمیان سونے کی کڑی پر بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے۔ تلوار صریح ذوالفقار ہے اور نویں ان میں
علی ہیں۔

قاضی ابوبکر جعانی نے باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ جنگ بدر
کے موقع پر ایک فرشتے رضوان نے آسمان سے آواز دی۔ لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی
اسی طرح ارشاد معبود میں تحریر ہے۔ المانی طوسی میں عکرمہ اور ابو رافع سے اسی طرح تحریر ہے۔
سمعی نے فضائل الصحابہ میں اور ابن بطہ نے ابانہ میں تحریر کیا ہے کہ رضوان سے لا سیف کی آواز
جنگ بدر کے روز بلند کی تھی۔

حضرت کی نذرہ قیس بن سعید ہمدانی نے حضرت امیر علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ صرف سب سے پہلے پہنچے ہوئے تھے عرض کیا یا امیر المومنین اس موقع پر ایسا لباس مناسب نہیں ہے بلکہ فرمایا ہاں اسے تیس اونی بندہ ایسا نہیں ہے۔ مگر اللہ اس کا محافظہ فرماتا ہے وہ فرشتے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی سے گرنے میں یا کنوئیں میں گر جانے سے۔ جب قضا آتی ہے دونوں فرشتے اس سے ملے ہو جاتے ہیں۔ حضرت کی نذرہ کا پشت کا حصہ نہیں تھا کسی نے آپ سے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا میں نے نجاستی لٹا دیا بھی دشمن کو پیچھے نہیں دکھائی۔ لہذا پشت کے حصے کی ضرورت نہیں۔

حضرت کی سواری ایک سفید بختہ تھا جس کا نام دلدل تھا۔ یہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اس کا نام دلدل اس لئے ہوا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی جنگ میں ہار کر فرار ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دلدل کو اس نے اپنا پیٹ زمین پر رکھا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کی صفائی کی اور کھدکے چھروں کی طرف پھینک دی۔ یہ دلدل علی علیہ السلام کو دے دیا یہ قامت میں گھوڑے سے چھوڑا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ گھوڑے پر سواری کیوں نہیں ہوتے بلکہ آپ کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے؟ فرمایا گھوڑا بھانٹ کا پیچھا کرے اور خود بھاگ جائے کہسے ہوتا ہے۔ میں نہ تو پشت دکھانے لڑوں گا پیچھا کرتا ہوں۔ اور نہ ہی مقابلہ ہونے دے گا۔ اگر دانی کرتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ میں بھاگنے والے پر عمل نہیں کرتا۔ ورنہ حمد کرنے والے سے ہوا کرتا ہوں مجھے صرف غصہ ہی کافی ہے۔

حضرت کا علم اور انگوٹھی کسانے نے مبتدا میں تحسیر یہ سب سے کہ اذکار حضرت آدم میں سب سے پہلے جو پڑھ سوتی۔ وہ شیعہ اور قبائل کے درمیان واقع ہوئی اس کا سبب یہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے سفید لباس کا ہر پہننے والے فرشتوں نے اس کے سے سفید جھنڈا باندھ دیا فرشتوں نے قبائل کو زینروں میں جڑا۔ سیرج کے پاس سے گئے اور وہیں مرگیا۔ اس کی ولادت حضرت عیسیٰ کی غلام ہو گئی۔ سب نے پہنے جس نے جھنڈے تیار کئے وہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام تھے۔

ابن ابی نعتری و تمام اہل سیر نے بیان کیا کہ قریش کا رایت اور کوا تمام کے تمام قصص بن کلاب کے ہاتھ میں تھے پھر مسلسل رایت عبد المطلب کے پاس رہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے تو آپ کے پاس آیا۔ اور آپ نے جڑا علی علیہ السلام کو دے دیا۔ اس نے میں کو عبد المطلب کے پاس تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معتب بن عبید کو دست دیا۔ جنگ: اس کے پاس رہا۔ اس سے
کہ رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام کے حوالے کیا اس زمانے میں دونوں ملت اور نوا و دونوں جناب
علی علیہ السلام کے پاس جمع ہو گئے۔ دونوں کا رنگ سفید تھا۔

طبری نے اپنی تاریخ میں تفسیر میں زبیر بن علی اپنے ابا علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں
کہ جب جنگ احد کے روز حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کاٹا ٹوٹ گیا۔ تو اس وقت آپ کے ہاتھ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ نوا علی علیہ السلام کے ہاتھ سے کپڑا مسلمانوں کو دے کر لے اٹھائے گئے۔ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوا علی علیہ السلام کے ہاتھ میں دے دو۔ کیوں کہ یہ میرے نواسے کے ہاتھ میں ہے اور
آخرت میں۔ ایک روایت اور میں ہے کہ نوا کو مقتدا دے اٹھا۔ یہ اور حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں
پیش کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے نواسے کے ساتھ رہو دنیا اور آخرت میں۔ امو غلظہ والہ راجحہ میں
مسکری سے روایت ہے کہ ایک بن دینا نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تھا کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام۔ عبداللہ بن عقیل کا بیان ہے کہ جب ایک بن دینا نے سعید بن
جبیر سے نوا کے بارے میں پوچھا۔ ایک کا بیان ہے کہ سعید نے میری عیث دیکھ کر کہا: معلوم ہوتا ہے کہ
تم عیث و امام کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ یہ سن کر میں نا راض ہو گیا۔ میں نے اس بات کی قرا، کوشکایت کی
وہ لوگ کہنے لگے۔ تم نے اس سے اس وقت پوچھا۔ جب وہ تجھ سے خائف تھا۔

اس نے گھر میں پناہ لی ہوئی تھی۔ اس سے دریافت کرو۔ میں نے پچھلے آپ سے پوچھا۔ آپ نے
کہا: نوا کا اٹھانے والا علی تھا۔ اٹھانے والا علی تھا۔ اسی طرح میں نے عبد اللہ بن عباس سے سنا تھا۔
تاریخ طبری۔ بلا فہی۔ صحیح مسلم ادبی صحیح بخاری میں تحریر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی طرت
جہانے کا ارادہ فرمایا تو ہر ایک آدمی نے ایک ایک جھنڈا منتخب کیا۔ حمزہ نے سرخ جھنڈا۔ بنو امیہ نے
سبز اور علی بن ابی طالب علیہ السلام نے زرد جھنڈا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید جھنڈا۔ وہ جھنڈا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی جنگ کے روز علی کو دے دیا۔ اور فرمایا: میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو مرد ہوگا۔
بار بار حملہ کرنے والا ہوگا۔ اور مجھے گنا نہیں آئے گا۔ اور اس کے رسول کو دوسرے رکھنا ہوگا۔ اللہ اور اس
کا رسول اس کو دوسرے رکھنا ہوگا۔

ابن کثیر نے تہذیب النصاب فی احوالہم الامامۃ النبویہ میں تحریر کیا ہے کہ رسول

اکرم صلم نے عباس کو دوسفید پرے پہنے ہوئے دیکھا فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ کہ اس کی اطلاع سیاہ لباس پہنے گی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کتاب صفین میں تحریر کیا ہے کہ صفین کی لڑائی میں عمرو بن عاص نے سب جھنڈا پھیلا دیا۔ اخبار و مشق میں ابو حسین محمد بن عبد اللہ رازی سے روایت ہے کہ ثومان نے کہا کہ بنی اکرم صلم نے فرمایا۔ بنو عباس کے دو جھنڈے ہوں گے۔ ان کو پچھلے حصہ کفر اور اوپر والے حصہ کفر سے الگ ہوگا۔ اسے ثومان اگر ثومان کو پائے۔ ثومان کا سایہ حاصل نہ کرنا۔

ابی بن کعب نے کہا۔ شروع میں یہ جھنڈے کے لئے فتح مندی ہوگی۔ درمیان میں بے وفائی اور آخر میں کفر ہوگا۔ جس شخص نے اسے لوگوں کی مدد کی۔ وہ ایسا ہے جس نے موسیٰ کے خلاف فرعون کی مدد کی۔ تاریخ بعد میں تحریر ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ بنی اکرم صلم نے فرمایا کہ مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈا نمودار ہوں گے۔ ان کے شروع میں تختہ برپا ہوگا۔ ان کے درمیان میں ہرٹ واقع ہوگی۔ اور آخر میں گمراہی ہوگی۔

اخبار و مشق میں ابو عامر ایک حدیث بنی اکرم صلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلم نے فرمایا۔ شروع میں وہ جھنڈے پھیلے جائیں گے۔ اور آخر میں تباہی ہوگی۔

تاریخ طبری میں ہے کہ ابراہیم امام نے ابو مسلم کے پاس لو نصرت اور فخر سحاب بھیجو جو سفید تھا جس کا قول چودہاں لشت تھا اس پر سیاہی سے یہ آیت تحریر تھی۔ اذ لا تلذبن یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم فقہد ابو مسلم نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان کے سپاہیوں کو تبدیل کر دیا جائے۔ جب سپاہ رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ تو کہا کہ اب اس سے مصیبت نمودار ہوتی ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے علم پر یہ شعر تحریر تھے۔

احزاب ان یا شر تھا فلا یکن منہ انفسا
اگر جنگ میں شمولیت کرو تو بزدلی نہ دکھاؤ۔

وا صبر علی اھوائھا لاموت الا بالاجل
جنگ کی تکلیف پر صبر نہ کام ہو۔ موت وقت مقررہ پر آئے گی۔

حضرت علی علیہ السلام کے ہایت پر یہ شعر تحریر تھے۔

هذا علی و اهدی یقودا
من خیر فیتان قریش عودہ

یہ علی ہیں جس کی اصل بہترین قریش کے جوانوں سے ہے۔ ہدایت اس کی راہنمائی کرتی ہے

حضرت کی انگوٹھی علی عقیق کی گوٹھی پہنا کر وہ انما کہ تقریب میں سے ہو جاوے۔ عرض کیا یا رسول اللہ

نوں لوگ ہیں آپ نے فرمایا۔ جبریل اور یحییٰ ایل۔ عرض کیا جس چیز کی انگوٹھی پہنو۔ فرمایا۔ مخرج عقیق کی۔

ان عباس مصعبہ اور بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے یا محمد

اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنو جس کا گیند عقیق کا ہو۔ اللہ اپنے بن غمت کہو کہ وہ اپنے ہاتھ ہاتھ

میں انگوٹھی پہن کر عقیق کا ہو علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ عقیق کیا چیز ہے؟ فرمایا عقیق مین میں ایک پہاڑ ہے۔ حدیث فضل المیشاق میں مذکور ہے۔ قحطی نے موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کے حوالے سے حدیث زیادہ

بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ طور سینا پر موسیٰ بن عمران سے کلام کیا تو ایک

روزہ تمام روئے زمین پر گناہ انتخاب و روزائی اور اپنی ذات کے نور سے عقیق کو پیدا کیا اور کہا میں اپنی ذات کی قسم

کھا کر کہتا ہوں جو شخص (اسے عقیق) تجھے پہنے گا۔ اور علیؑ اسے دوستی کرے گا میں اسے آگ کا عذاب نہیں

روں گا۔

ان عباس اور سدی نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی چار انگوٹھیاں تھیں یا توت

تیر اندازی کے لئے فیروزہ فتح مندی کے لئے یعنی ہوا توت کے لئے۔ اور عقیق نگہبانی کے لئے۔

صحیح بخاری میں اور شمائل ترمذی میں عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے۔ اور جامع بیہقی میں جابر اور انس

سے روایت ہے کہ عبد الرحمن سلمیٰ انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

ابن مسیب حضرت امام ترین العابدین علیہ السلام سے آپ اپنے ابا علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

محمد بن یحییٰ محتب انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ ہاشم بن عروہ اپنے باپ سے وہ بی بی عائشہ سے اور جعفر بن زبیر قاسم

سے وہ ابو امامہ سے روایت کرتے ہیں اور نافع ابن عمر سے اور انس اور جابر تمام کے تمام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

لے عقیق وغیرہ کی خصوصیات اور فضائل میں ہماری کتاب آیات جلی اردو ترجمہ فرحتہ الغری فی تعیین تبر علی مؤلف

نقیب غیاث الدین مرحوم ملاحظہ فرمائیں۔ عنقریب شائع ہو رہی ہے۔ ۱۲ مترجم۔

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔
بعض روایت میں، غناذ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت انگوٹھی آپ کے
داہنے ہاتھ میں موجود تھی۔

ابو امامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔
عکرمہ اور حنظل ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے
شمالی ترمذی اور سنن سجستانی میں تحریر ہے کہ عتبہ انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ علی غنیہ السلام داہنے ہاتھ میں
انگوٹھی پہنتے تھے۔

جامع بیہقی میں ہے کہ ابن عباس اور عبداللہ بن جعفر اپنے اپنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔
رغیب اسفہانی نے محامرات میں تحریر کیا ہے کہ نبی اکرم اور آپ کے اصحاب اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی
پہنا کرتے تھے۔

سب سے پہلے جس نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی وہ معاویہ تھا۔
عبداللہ سلمی کا بیان ہے کہ نبی اور خلفاء بعد داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ بائیں ہاتھ میں پہننے کا دواج
معاویہ نے ڈالسا اور لوگ اسی ڈگر پر چل پڑے۔ مردانہوں کے زمانے تک یہی سلسلہ جاری رہا (خليفة) سفاح نے
پھر دائیں ہاتھ میں پہننے کا سلسلہ شروع کیا۔ رشید کے زمانے تک یہی سلسلہ قائم رہا۔ پھر رشید نے بائیں ہاتھ میں
پہننے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور لوگوں نے اس بات کی پیروی شروع کی۔

یہ بات مشہور ہے کہ حکیم کے موقع پر عمرو بن عائش نے اپنے داہنے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری تھی۔ اور کہا تھا
کہ میں نے خلافت سے علی کو ایسے لگے کہ جب جس طرح اپنے داہنے ہاتھ سے انگوٹھی کو الگ کیا ہے۔
اور معاویہ کو خلافت اس طرح پہنائی جس طرح اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنائی ہے۔

جامع روایت ہے کہ مندرجہ ذیل حضرات کے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی تھی:-

آدم۔ ادریس۔ ابراہیم۔ اسمعیل۔ اسحاق۔ ایسا۔ یعقوب۔ داؤد۔ سلیمان۔ یوسف۔ دانیال۔ یوشع۔
ذوالقرنین۔ یونس۔ لوط۔ ہود۔ شعیب۔ زکریا۔ یحییٰ۔ صالح۔ یسیر۔ ایوب۔ لقمان۔ یونس۔
محمد علیہم السلام۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے بارے میں پوچھا یہ آپ نے فرمایا

جب اللہ عزوجل نے اپنے نبی پر آیت قل تعالوا ندع ابنائنا نازل کی۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ
 مراکب نبی کا میں بشیر اور نذیر ہوتا تھا۔ میں نے آپ اہل بیت کے سو کسی نبی پر فخر نہیں کیا۔ نبی اکرم صلع نے فرمایا۔
 اے جبرائیل! تم ہم لوگوں میں سے ہو، جبرائیل نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی بات بتائیے
 جو آپ کی امت کی کشادگی کا باعث ہو۔ رسول اللہ صلع نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری۔ فرمایا میں تم میں پہنا
 ہوں۔ دوسری انگوٹھی تیسرے فاطمہؑ پر تھی حسنؑ و حسینؑ اور چھٹے جبرائیلؑ ہیں۔ آنحضرت صلع نے جبرائیلؑ علیہ السلام
 کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا دی۔ آپ نے فرمایا۔ اے جبرائیل! تم ہمارے چھٹے ہو جبرائیلؑ نے عرض کیا یا رسول
 اللہ صلع جس شخص نے اپنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ اور اس سے آپ کی سنت کا ارادہ کیا۔ اگر میں نے اسے قیامت
 کے روز حیران دیکھا۔ تو اس کا ہاتھ پکڑ کر آپ کی اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دوں گا۔

پہنا کرتے تھے

ہاتھ میں

میں انگوٹھی

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ازواج، اولاد، اقربا اور خدام

حضرت علی علیہ السلام کے والد ابو طالب عمران بن عبد المطلب بن ہاشم۔ اور والدہ محترمہ زحمہ بنت عبد بن
 ہاشم۔ بھائی طالب عقیق بن جعفر ہیں حضرت علی علیہ السلام سب سے چھوٹے تھے۔ اس ترتیب کے لحاظ سے
 ہر ایک اپنے بھائی سے دس سال بڑا تھا۔ تمام کے تمام اسلام لائے۔ تمام کی اولاد سے سلسلہ نسب چلا سوتے۔ طالب
 کے وہ اسلام تولائے مگر اس کا سلسلہ نسب نہ چلا۔ آپ کی ہمیشہ ام بانی تھیں جن کا نام فاختہ اور حجانہ تھا آپ
 کا، مول حنین بن اسد بن ہاشم ہے خالد بن خالد بن اسد ہیں۔ آپ کے ربیب محمد بن ابی براء بھائی
 جعدہ بن ہبیرہ ہیں۔

کا ازواج

لاح نے

نہیں

تھا

شیخ مفید نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی اولاد کی تعداد پندرہ تھی۔ بعض نے زیادہ بیان کیا ہے
 اور اس تعداد کو ۲۵ تک ملے گئے ہیں۔

نصایہ عرق نے شاخی میں اور صاحب الانوار نے ویکوں کی تعداد پندرہ اور لڑکیوں کی تعداد اٹھارہ۔ جناب فاطمہؑ
 سے حسنؑ و حسینؑ پیدا ہوئے اور محسن ساقہ ہو گئے۔ زینب کبریٰؑ نے ام کلثوم کبریٰؑ سے خولہ بنت جعفر بن قیس سے
 محمد پیدا ہوئے۔

ام المومنین بنت حزام بن خالد کلابیہ سے عبد اللہ جعفر اکبر عباس اور عثمان پیدا ہوئے۔
 ام حبیب بنت ربیعہ تغلیبیہ سے عمر اور قتیہ جروان پیدا ہوئے۔

اسماء بنت عیسٰی خثیمہ سے یعنی محمد صغیر پیدا ہوئے۔

ایک روایت میں ہے کہ عون اور محمد صغیر لونڈی سے پیدا ہوئے۔

امام عبید بن عمرو بن مسعود ثقفیہ سے نفیسہ۔ زینب صغرے اور رقیہ صغرا پیدا ہوئیں۔
امام ثعوبہ مخزومیہ سے ام حسن اور رعمہ پیدا ہوئیں۔

ہملا بنت مسروق ہشیمیہ سے ابو بکر اور عبد اللہ پیدا ہوئے۔

امام بنت عاص بن ربیع سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔

مجات بنت امرأہ ثقیس کلبیہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اوپر چمن میں لڑکی۔

کنیزوں سے خدیجہ ام بانی تیممہ۔ میمونہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی وفات
سے پہلے ان کا انتقال ہوا۔

بیچی، ام کلثوم صغرے۔ زینب صغرے۔ ام الکرام۔ جمانہ بن کیثیتہ ام جعفر ثقی۔ امامہ۔ ام سلمہ اور
رولہ صغرے پیدا ہوئیں۔ حضرت ریشی کی آٹھ لڑکیوں کی شادی ہوئی۔ زینب کبریٰ کی عبد اللہ بن جعفر سے
میمونہ کی عقیل بن عبد اللہ بن عقیل سے۔ ام کلثوم صغریٰ کی کثیر بن عباس بن عبد المطلب سے رولہ کی
ابو الصباح بن عبد اللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبد المطلب سے اور ظہیر کی محمد بن عقیل سے
احکام شریعہ میں خوارزمی سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد علی اور جعفر کی طرف دیکھ کر
فرمایا: ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کا سلسلہ نسب مندرجہ ذیل یا پنج فرزند سے چلا۔ حسن۔ حسین۔ محمد بن حنفیہ۔ عباس
اکبر اور عمر۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجہ اکبر سے کی زندگی میں اور جناب علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ
کے ہوتے ہوئے کسی آزاد عورت اور لونڈی سے نکاح نہیں کیا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے انتقال کے بعد دس عورتوں سے نکاح
کیا آپ کے انتقال کے وقت آپ کی چار عورتیں زندہ تھیں۔ وہ یہ ہیں:- امامہ۔ اسماء بنت عیسٰی۔
سہلی۔ تیممہ۔ ام البنین کلابیہ ان عورتوں نے آپ کے بعد کسی سے نکاح نہیں کیا۔

مغیرہ بن نوفل نے امامہ سے نکاح کرنا چاہا۔ پھر ابو العیاج بن ابی سفیان بن حارث نے پیغام نکاح بھیجا تو

انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کے حوالہ سے روایت بیان کی کہ نبی اور مہج کی عورتوں کے لئے ان کے انتقال کے بعد کسی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ آزاد عورت ہو یا کنیز۔ بعد حضرت امیر علیہ السلام کے انتقال کے وقت آپ کی دس لونڈیاں موجود تھیں۔

حضرت امیر علیہ السلام کے نائب۔ عبید اللہ بن ابی رافع۔ سعید بن مران ہمدانی۔ عبد اللہ بن جعفر۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن مسعود۔

وربان۔ حضرت سلمان فارسی

مؤذن۔ جویمہ بن مسہر عیدی۔ ابن نباح اور ہمدان جس کو ہج نے قتل کیا تھا۔

خدام۔ ابن نیریزہ بن ابی اسلمہ بن عبد اللہ بن رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہؑ اور حسینؑ کی ملکیت میں آگیا۔ عبد اللہ بن مسعود کو بھی رسول اللہ صلعم نے جناب فاطمہ کو بخش دیا تھا۔ پھر یہ معاویہ کے پاس چل گیا۔

حضرت امیر علیہ السلام کے غلام جن کی تعداد ایک ہزار تھی۔ قبر اور متیم کو حجاج نے قتل کیا۔ سعد اور نصر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ امر صفین میں آگیا۔ ان غلاموں میں منذر وان شیبہ اور میمون تھے۔

خاویا بنی۔ فضہ۔ زبیر اور سونہ۔

سویان۔ بعد جس کا نام شہید تھا۔ دعل جسے رسول اللہ نے آپ کے بطور ہدیہ دیا تھا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا حلیہ اور تارخ

ابن اسحاق اور ابن شہاب نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا حلیہ یوں تحریر کیا ہے۔ مضبوط ہندوستان پر پٹی اور پٹی پنڈلیاں۔ آپ کے حلیہ کے متعلق اختلاف ہے۔ کتاب صفین میں جابر اور ابن حنیبلہ کی روایت کی دوسری روایت کہ حلیہ اس طرح تحریر کیا گیا ہے۔ وہ بیاض تھا۔ کھلے ابرو بڑی آنکھیں۔ چہرہ خوبصورت تھا۔ میں پود ہوں رات کے پاند کی مانند چمکتا ہوا۔ گندمی رنگ سر کے اٹھ حصہ پر چاند چھلے حصہ پر تاج کی طرح۔ بال چاندی کی صراحی کی طرح گروان۔ ہر اٹھ حصہ مضبوط لکڑی کا وہ سینہ مضبوط تھا۔ جاری بازو پہ چوڑے سے شانے۔ تھیر سا رعب و داب لڑی ڈاڑھی جس سے سیٹھ کو زینت دی ہوئی تھی۔ مضبوط ہوا نہایت اور پٹی

پندرہ لیاں۔

۱۳ رجب سنہ ۳۰ عام الفیل میں خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ صبح کے وقت مسجد کو فرمایا ۵ ماہ رمضان کو عبد الرحمن بن عوف مروی کی تلوار سے زخمی ہوئے۔ ابن عجم کی مدد کرنے والے وردا بن جبالہ شیب بن بجرہ اشعث بن قیس اور خطاب بنت اخضر تھے حضرت امیر علیہ السلام کے سر پر زبر آلود تلوار سے وار کیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول کے مطابق آپ کی عمر اس وقت ۶۵ سال تھی۔ اہلسنت نے کہا ہے کہ ۴۳ سال۔ مکہ میں رسول اللہ کے ساتھ ۱۳ سال۔ اور مدینہ میں دس سال رہے۔ ہجرت کے وقت آپ کی عمر ۱۴ سال تھی۔ سولہ سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جنگ کربلا شروع کیا۔ بڑے بڑے بہادری کو ۱۹ سال کی عمر میں تیغ کیا۔ بائیس سال کی عمر میں در نیہر اکھاڑا۔ آپ کی امامت کی مدت تیس سال تھی۔ ظاہری خلافت پانچ سال اور پچھ ماہ تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر کو پوشیدہ رکھا جائے کیونکہ بنو امیہ کی سخت مخالفت کی وجہ سے بے ادبی کا ڈر تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ کی قبر کو ظاہر کیا۔

محمد بن زید حسنی نے گریا میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور نجف میں نجف میں حضرت علی علیہ السلام کی قبر اظہر کی تعمیر کی۔ اس کے بعد خلفہ الدولہ نے دونوں عمارتوں کو تعمیر کیا۔ اور ان کے نام پر جائدادیں وقف کیں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت

تفسیر کبیر، مسد، سفیان اور ابوصالح میں ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے روز عبد اللہ بن عمر نے یہ آیت تلاوت کی اذکار یروانا ذی الارضین تھ صلا من اظہا کیا یا امیر المومنین آپ علم میں عرف اکبر تھے۔ آج عالم اسلام سرنگوں ہو گیا۔ اور اسلام کا دکن دنیا سے رخصت ہو گیا۔ عافری نذنی سے وہ شافعی سے وہ مالک سے وہ سنی سے وہ ابو حلیف سے روایت کرتے ہیں کہ جس روز امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی۔ تو اس روز ابن عباس نے کہا

”آج مدینہ کی زمین سے علم نفع اور علم رخصت ہو گیا۔“ پھر کہا۔۔۔ زمین کے نقصان کا بڑا سبب ہے۔ کہ حبیب زمین کے علما اور اس کے بہترین لوگ ختم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ علم کو مردوں

کے سینوں سے سلب نہیں کرتا۔ بلکہ علم دنیا سے اس وقت سلب کرتا ہے۔ جب علما کو دنیا سے اٹھالیتا ہے جب دنیا میں عالم موجود نہیں ہوتا۔ تو لوگوں کے سردار جابل لوگ ہو جاتے ہیں۔ لوگ ان سے فتوے پوچھتے ہیں۔ وہ بغیر علم کے فتوے صادر کرتے ہیں جس سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور وہ دوسروں کو گمراہ بناتے ہیں

سعید بن جبیر ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ رب اغفر لی ولوالدی ومن دخل موصنا کہا جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر نوح علیہ السلام کی قبر کے ساتھ کشتی نوح میں موجود تھی۔ جب حضرت نوح کشتی سے باہر نکلے۔ تو جناب علی علیہ السلام کی قبر کو کوفہ کے باہر چھوڑ دیا۔ حضرت نوح نے رب سے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے مغفرت طلب کی و للمؤمنین والمؤمنات کیا یہی طلب ہے ولا تزدنا ظالمین اکابرنا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل محمد پر ظلم کیا۔ روایت ہے کہ آیت سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ حضرت علی علیہ السلام پر ظلم کرنے والوں کے بارے میں ہے۔ ابو بکر مردویہ فضائل امیر المؤمنین میں اور ابو بکر شیرازی نزول القرآن میں سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے آیت اذا ابصت۔ انشأھا کونہا و فریاء۔ اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ ضرور اس سے خون آلود ہوگی۔ سر سے اور ڈاڑھی کی طرف اشارہ فرمایا۔

ثعلبی اور واحدی نے عمار سے عثمان بن صہیب نے بنی نضل سے ابن مردویہ نے جابر بن سمور۔ صہیب۔ عمار بن عدی اور ضحاک سے غیب نامہ میں جابر بن سمور سے طبری اور موصلی عمار سے احمد بن بنی نضل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا علی! اولین میں سب سے زیادہ بد بخت ترین وہ شخص تھا جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔ اور آخرین میں بد بخت ترین وہ شخص ہے جو تجھے قتل کرے گا ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ڈاڑھی کو سر کے خون سے خضاب کرے گا۔

ابن عباس نے کہا عبدالرحمن بن بکر قدار فی اولاد میں سے تھا جس نے صانع نبی کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔ قدار سیب پر اور ابن عجم قدامہ پر زہر بیعت ہوا۔

ابن عجم کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ میں جناب علی کو اپنی اس تلوار سے ہرزو قتل کروں گا۔ لوگ پکار کر اسے حضرت علی علیہ السلام کے پاس لے آئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہ عبدالرحمن

بن ہجم فرمایا میں تجھے اللہ عزوجل کی قسم دے کہ دریا نشت کرتا ہوں۔ اس کے بارے میں مجھے آگاہ کرنا۔ اس نے کہا۔ ہاں آگاہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس ایک شخص اس وقت گذرنا تھا جو عصا کا سہارا لئے ہوئے تھا۔ اور تجھے عصا مارا تھا۔ پھر کہا تھا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ تم شہود کی اونٹنی کو قتل کرنے والے سے زیادہ بد بخت ہو۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تم بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ تو بچے تمہیں راعیۃ الکلاب کہہ کر پکارتے تھے۔ کہا ہاں۔ آپ نے پھر فرمایا کیا تم بادی ماں نے تمہیں اس بات سے آگاہ کیا تھا کہ وہ جب تم سے حاملہ ہوئیں تبیں تو وہ حیض کی حالت میں تھی۔ اس نے کہا ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا بیعت کرو اس نے حضرت امیر علیہ السلام کی بیعت کی۔ پھر فرمایا اس کو چھوڑ دو۔

ایک روایت میں ہے کہ ابن ہجم حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت امیر علیہ السلام نے دو دفعہ یا تین دفعہ بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے بیعت لے لی پختہ قرار کیا کہ وہ بیعت نہیں توڑے گا۔ اور نہ ہی بے وفائی کرے گا۔ حضرت نے فرمایا اسے غزوہ ان اس کو اشقر یہ سوار کرو۔ اس نے سوار کیا۔ حضرت امیر نے یہ شعر بطور تمثیل پڑھا ہے

امید حیات و یرید قتل
عذیرک من خلیل من صرا دی

فرمایا اے ابن ہجم چلے جاؤ۔ خدا کی قسم جو کچھ تو نے کہا تو اس پر قائم نہیں رہے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تو ضرور اس کو اس سے ضرور غضب آلود کرے گا۔

حسن بصری نے بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السلام رات بھر جاگتے رہے اور نماز شب کے لئے حسب دستور تشریف نہ لے گئے۔ ام کلثوم نے بیداری کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا میں اس صبح کو قتل کیا جاؤں گا۔ اور موت سے مفر نہیں ہے۔

روایت ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام بار بار رات کو باہر نکلتے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے خدا کی قسم! میں بھگونا نہیں ہوں یہی وہ رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ پھر اگر آپ اپنے بستر پر بیٹ جاتے۔ جب صبح کے آثار نمودار ہو گئے تو ابن نہاج خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نماز کی ندا دی۔ آپ اٹھ کر کھڑے

ہو گئے۔ مرغابیوں نے آپ کو دیکھ چلا نا شروع کیا۔ فرمایا۔ ان کو چھوڑ دو۔ اس چیننے کے بعد انہوں نے نوحہ کرنا ہے۔ اور حضرت امیر علیہ السلام یہ اشعار فرماتے جاتے تھے۔

اشدد حیا بعد للموت فان الموت لا قیسا
ولا تجزع من الموت اذا حصل بوا دیکا
فقد اعرف اقواما
دان کا نواہا لیکا

ابو صلیح حنفی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے بنی اکرم صلعم کو خواب میں دیکھا۔ اور میں نے آپ کی خدمت میں ان تکالیف اور آلام کی شکایت کی۔ جو امت کی طرف سے مجھے پہنچیں تھیں۔ اور میں رو پڑا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے علی بد دوست۔ ذرا متوجہ ہو کر دیکھو۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ اور ان کے سروں میں پتھر گاڑھے جا رہے ہیں۔ ام کلثوم سے فرمایا بیٹی! میں نے خواب میں رسول اکرم صلعم کو دیکھا ہے۔ آپ میرے چہرے سے غبار صاف کر رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں اسے علی! بتو تکلیف تھی۔ وہ گدہ گئی۔ اب کوئی دکھ نہیں ہوگا۔ ام کلثوم فرماتی ہیں اسی رات حضرت امیر علیہ السلام کے سر پر چوٹ لگی۔

ایک اور روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا بیٹی! میں نے رسول اکرم صلعم کو خواب میں دیکھا ہے۔ ہاتھ سے اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ اے علی! ہمارے پاس آ جاؤ۔ ہمارے پاس تمہارے لئے بہتری موجود ہے۔ ابو عصفار دی۔ بن راشد۔ دفاعی اور تحقیقی نے بیان کیا ہے کہ کچھ خوارج مکہ میں جمع ہوئے اور کہا ہم نے اپنے نفس اللہ کی راہ میں بیچ ڈالے ہیں۔ اگر ہم نے گمراہ آئمہ پر قابو پایا۔ تو ان سے شہروں اور لوگوں کو بچالیں گے۔ ابن ہشام نے کہا۔ میں علی کا کام تمام کر دوں گا۔ حجاج بن عبداللہ سعدی مشہور بہرک نے کہا میں معاویہ کو قتل کر دوں گا۔ عمرو بن بکر تمیمی نے کہا۔ میں عمرو بن عاص کو ختم کر دوں گا۔ ۱۹ ماہ رمضان کی تاریخ مقرر کی پھر یہ لوگ چلے گئے۔ ابن ہشام کو فہ میں آیا۔ اور قسطنطین کی محبت میں گرفتار ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس عورت کے باپ اخضر اور بھائی اصبع کو ہزوان کی جنگ میں قتل کیا تھا۔ عبدالرحمن بن ہشام نے اس سے شادی کرنا چاہی۔ اس عورت نے حق مہر میں حضرت علی علیہ السلام کا سر طلب کیا۔ ابن ہشام نے قبر دل کر لیا۔ وہ عورت کہنے لگی۔ علی بہت بڑے بہادر ہیں۔ انہیں کوئی شخص قتل نہیں کر سکتا۔ وہ بڑے شہسوار ہمسروں پر غالب آنے والے اور نیزوں کی

طرف سبقت کرنے والے ہیں۔

ابن عجم نے کہا میں یہ کام ضرور کروں گا۔

قحطام نے درود بن بن مجالدی کو بلا کر ابن عجم کی مدد کرنے کو کہا۔ ابن عجم نے کہا شیب بن بجرہ کی امداد حاصل کر لی۔ ابن عجم کی عمرو بن عاص کے ایک دیل نے مدد کی، اور خط میں تحریر تھا، کہ تجھے ایک لاکھ درہم دیے جائیں گے۔ جو قحطام کا ہر ترار وینا قحطام کے پاس بادام اور آخروٹ روانہ کئے قحطام نے شیب اور ابن عجم کو عکبری شراب پلائی۔ شیب سو گیا، اور قحطام کے ساتھ ابن عجم نے منہ سیاہ کیا، پھر کھڑی ہو گئی۔ دونوں کو جگایا، اور ان سب لوگوں کے سینوں پر ریشم کے پھڑے باندھے یہ تلواریں لگا کر کہیں گاہ میں چھپ گئے۔

اشعث بن قیس بھی ان کی امداد کے لئے آگیا۔ کہا صبح نمودار ہو گئی۔ اپنے کام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حجر بن عدی نے اشعث کے ارادے کو بھانپ لیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو آگاہ کرنے کے لئے بھاگا۔ مگر ابن عجم نے پہلے ایک کر حضرت امیر علیہ السلام پر مسجد میں (مسجد کی حالت میں) وار کر چکا تھا۔

محمد بن عبداللہ اذہی نے کہا، امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نماز نماز کی آواز بلند کرتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ جب آپ زخمی ہو گئے تو میں نے ایک کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا، اے علی! حکم اللہ کا ہے، نہ تیرا ہے اور نہ ہی تیرے اصحاب کے ہے، اور میں نے حضرت علیؑ کو فراتے ہوئے سنا، عزت و رب العقبۃ کعبہ کے رب کی قسم میں اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

شیب نے بھی حضرت امیر علیہ السلام پر تلوار کا وار کیا تھا، لیکن اس کی تلوار محراب عبادت میں جا لگی، وہ بھاگ کر گھر میں جا پہنچا، اس کے چچا زاد بھائی نے دیکھا کہ وہ اپنے سینے سے ریشم کا پادچہ کھول رہا ہے اس نے کہا شاید تم نے امیر المؤمنین علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ ارادہ تو انکار کرنے کا تھا، لیکن اقرار کر لیا۔ اذہی نے اسے قتل کر دیا۔

ابن عجم وار کے بھاگ گیا لیکن ہمدان کے ایک آدمی نے اس کا پیچھا کر کے اور اس پر کپڑا پھینک کے پچھاڑ لیا۔ تیسرا آدمی بھاگ گیا۔ ابن عجم امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا۔ فرمایا، جان کا بدلہ جان ہے۔ اگر میں مرجاؤں تو اسے قتل کر دینا جس طرح اس نے مجھے قتل کیا ہے، اگر میں بچ گیا تو اس کے بارے میں خود فیصلہ کروں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا، اگر میں زندہ رہا، تو میں اس کے بارے میں غور کروں گا۔

این من کان بعلم المصطفیٰ فی الناس یابا
 وہ کہاں ہے جو لوگوں میں محمد مصطفیٰ کے علم کا دروازہ تھا۔
 این من کان اذا ما قحط للناس حبابا
 وہ کہاں ہے جو زمانہ قحط میں لوگوں کے لئے ابرہ سخاوت تھے
 این من کان اذا نودى فی الحرب اجابا
 وہ کہاں ہے جو جنگ میں پکارا جاتا تھا، تو جواب دیتے تھے۔
 این من کان دعا مستجابا و محبابا
 وہ کہاں ہے جس کی دعا بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی تھی۔ اور اس کو جواب ملتا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے مزار اقدس کی زیارت

نبی اکرم صلم نے فرمایا۔ من زار علیاً بعد وفاته فله الجنة جس نے جناب علیؑ کی وفات کے بعد آپ کی قبر کی زیارت کی۔ اس کے لئے جنت ہے۔ (حضرت کے مزار کی زیارت کی)
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے امیر المؤمنین کی قبر کی زیارت ترک کی اللہ اس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ تم اس کی زیارت کیوں نہیں کرتے جس کی زیارت فرشتے اور انبیاء کرتے ہیں۔ زائر امیر المؤمنین جب دعا کرتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ بھلائی حاصل کرنے کے وقت سویا نہ رہے۔

تم انجزوا الاول سیتلوه الجزو الثانی

اللهم تقبل منی انک انت السميع العليم واحصلہ ذلک لی والوالدی وسیلۃ
 الی نیل مرضاتک یوم تقوم الاشهاد بجاہ محمد والہ الطیبین الطاہرین صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم

عبد المذنب

محمد شریف عفی اللہ عنہ

۵۔ چاہ بخیر والدہ کو ملکہ تو لے خان۔ عثمان مغربی پاکستان

۱۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

یکم جنوری ۱۹۶۴ء

بروز چہارشنبہ

طرف سبقت کر

بنیم

قظام۔

حاصل کر لی۔ اور

ویسے جا میں۔

بنیم کو عکبری

جگایا۔ اور ان

اشعث بن ق

نے اشعث

نے پہلے پک

محمد بن

میں تشریف

کا ہے۔ نہ

درب الد

شعبہ

جا لگی۔ وہ

سے اس

بیا۔ از دی

ابن

پچھاڑ لیا۔

بدل جان۔

کے بارے

ایک